مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

پیشکش
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ تخریج

اسلامی عقائد اور عبادات کے مسائل کا بیان
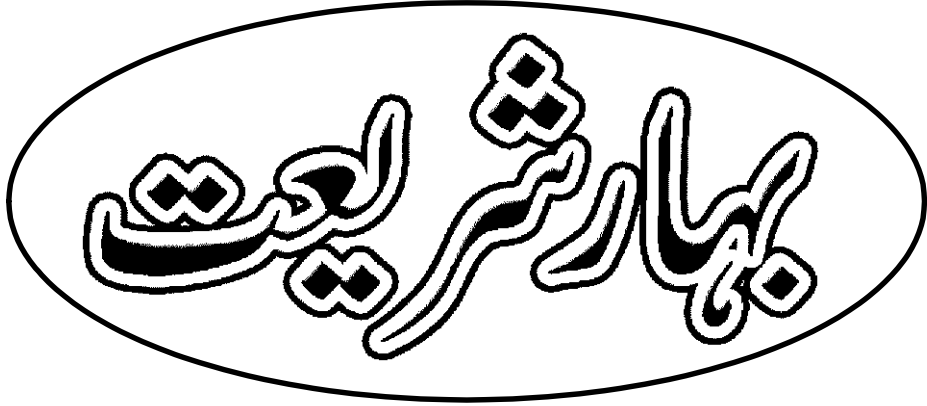
بہارِ شریعت

جلد اوّل (1)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب	:	بہارِ شریعت جلد اوّل (1)
مصنف	:	صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی
ترتیب، تسہیل وتخریج	:	**مجلس المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی) (شعبہ تخریج)
طباعتِ اوّل	:	۲۵ جمادی الاخری ۱۴۲۹ھ، مطابق 30 جون 2008ء
طباعتِ پنجم	:	جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ، مطابق مئی 2012ء تعداد 10000
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی
قیمت	:	

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

❁......**کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی	فون:021-32203311
❁......**لاهور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	فون:042-37311679
❁......**سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار	فون:041-2632625
❁......**کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور	فون:058274-37212
❁......**حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	فون:022-2620122
❁......**ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	فون:061-4511192
❁......**اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال	فون:044-2550767
❁......**راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ	فون:051-5553765
❁......**خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ	فون:068-5571686
❁......**نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB	فون:0244-4362145
❁......**سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ	فون:071-5619195
❁......**گوجرانواله** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ	فون:055-4225653
❁......**پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور سٹریٹ، صدر	

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''عالم بنانے والی کتاب'' کے 17حروف کی نسبت سے ''بہارشریعت'' کوپڑھنے کی 17نیّتیں

از: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمدالیاس عطار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ۔ ترجمہ: ''مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔''

(المعجم الکبیر للطبراني، الحدیث: ٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥)

دومدنی پھول: (١) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (٢) جتنی اچھی نیّتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

١ اِخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رِضائے الٰہی عزَّوَجل کا حقدار بنوں گا۔

٢ حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور

٣ قبلہ رُو مطالعہ کروں گا۔

٤ اِس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔

٥ اپنا وضو، غسل، نماز وغیرہ دُرست کروں گا۔

٦ جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ فَسْئَلُوْۤا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (النحل: ٤٣)

ترجمۂ کنزالایمان: ''تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں''، پرعمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔

٧ (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

٨ (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

٩ جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔

١٠ زندگی بھرعمل کرتا رہوں گا۔

١١ جونہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔

١٢ جوعلم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔

١٣ یہ پڑھ کرعُلمائے حقّہ سے نہیں اُلجھوں گا۔

١٤ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔

١٥ (کم ازکم ١٢عدد یاحسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔

١٦ اس کتاب کے مُطالَعہ کا ثواب ساری امّت کو اِیصال کروں گا۔

١٧ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

طالبِ غمِ مدینہ و بقیع ومغفرت و بے حساب جنت الفردوس میں آقا کا پڑوس

٦ ربیع الغوث ١٤٢٧ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

المد ینۃ العلمیۃ

از: شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلَماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اوراشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱)شعبۂ کتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (۲)شعبۂ تراجمِ کتب (۳)شعبۂ درسی کُتُب

(۴)شعبۂ اصلاحی کُتُب (۵)شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶)شعبۂ تخریج

''**المد ینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عزوجل ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المد ینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پہلے اسے پڑھ لیجئے

قرآن مجید میں ہے؛

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (پ۱،البقرۃ:۳۱) ترجمہ کنزالایمان: اوراللہ تعالیٰ نے آدم کوتمام نام سکھائے۔

حضرتِ سیدنا امام فخرالدین رازی علیہ رحمۃُ اللہِ الھادِی اپنی مایہ ناز تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: سرکارِدوعالم ،نورِمجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محوِ گفتگو تھے کہ آپ پر وحی آئی کہ اس صحابی کی زندگی کی ایک ساعت (یعنی گھنٹہ بھر زندگی) باقی رہ گئی ہے۔ یہ وقت عصر کا تھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے جب یہ بات اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو انہوں نے مضطرب ہوکر التجاء کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو اس وقت میرے لئے سب سے بہتر ہو۔'' تو آپ نے فرمایا: ''علمِ دین سیکھنے میں مشغول ہوجاؤ۔'' چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم سیکھنے میں مشغول ہوگئے اور مغرب سے پہلے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اگر علم سے افضل کوئی شے ہوتی تو رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اسی کا حکم ارشاد فرماتے۔ (تفسير كبير ، ج۱،ص ٤١٠)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم کی روشنی سے جہالت اور گمراہی کے اندھیروں سے نجات ملتی ہے۔ جوخوش نصیب مسلمان علمِ دین سیکھتا ہے اس پر رحمتِ خداوندی کی چھما چھم برسات ہوتی ہے۔ جوشخص علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان وزمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر، اور علماء انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث وجانشین ہیں۔

علم سیکھنا فرض ہے

حضرتِ سیّدُ نا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''**طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ** یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے۔''

(شعب الإيمان،باب في طلب العلم، الحديث: ١٦٦٥، ج٢، ص٢٥٤)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان مرد وعورت پر علم سیکھنا فرض ہے، (یہاں) علم سے بقَدَرِ ضرورت شرعی مسائل مُراد ہیں لہٰذا روزے نماز کے مسائلِ ضرور یہ سیکھنا ہر مسلمان پر فرض، حیض ونفاس کے ضروری مسائل سیکھنا ہر عورت پر، تجارت کے مسائل سیکھنا ہر تاجر پر، حج کے مسائل سیکھنا حج کو جانے والے پر عین فرض ہیں لیکن دین کا پورا عالم بننا فرضِ کفایہ کہ اگر شہر میں ایک نے ادا کردیا تو سب بری ہوگئے۔ (ماخوذ از مرآۃ المناجیح، ج۱،ص۲۰۲)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کا ایک مکتوب

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد** الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: ''**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** افسوس! آج کل صِرف و صِرف دنیاوی عُلوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رُجحان ہے۔ عِلمِ دین کی طرف بہُت ہی کم مَیلان ہے۔ **حدیثِ پاک** میں ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ . یعنی عِلم کا طَلَب کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے (سنن ابن ماجه ج ۱ ص ۱۴۶ حديث ۲۲۴) اِس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نے جو کچھ فرمایا، اس کا آسان لفظوں میں مختصر اُخلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اولین واہم ترین فرض یہ ہے کہ **بُنیادی عقائد** کا علم حاصِل کرے۔ جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار و مخالَفت سے **کافِر یا گمراہ** ہوجاتا ہے۔ اِس کے بعد مسائلِ **نَماز** یعنی اِس کے فرائض وشرائط ومُفسِدات (یعنی نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تا کہ نَماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب **رَمَضانُ الْمبارَک** کی تشریف آوری ہوتو روزوں کے مسائل، مالِکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یاحکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے **توزکوٰۃ** کے مسائل، صاحِبِ اِستِطاعت ہوتو مسائلِ **حج**، **نِکاح** کرنا چاہے تو اِس کے ضَروری مسائل، **تاجِر** ہوتو خرید و فروخت کے مسائل، **مُزارِع** یعنی کاشتکار (وزمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، **ملازِم** بننے اور ملازِم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَ عَلٰی ھٰذَاالْقِیاس (یعنی اور اِسی پر قِیاس کرتے ہوئے) **ہر مسلمان عاقِل وبالِغ مرد وعورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے**۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ **حلال وحرام** بھی سیکھنا **فرض** ہے۔ نیز **مسائلِ قلب** (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قَلْبِیه (باطنی فرائض) مَثَلاً **عاجِزی وإخلاص اور توکُّل** وغیرہا اوران کو حاصِل کرنے کا طریقہ اور **باطِنی گناہ** مَثَلاً **تکبُّر**، **رِیاکاری**، **حَسَد** وغیرہا اوران کا **عِلاج** سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۲۳، ۶۲۴)

حصولِ علم کے ذرائع

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علمِ دین کے حصول کے لئے متعدد ذرائع ہیں مثلاً (۱) کسی دارالعلوم یا جامعہ کے شعبۂ درسِ نظامی میں داخلہ لے کر باقاعدہ طور پر علمِ دین حاصل کرنا، (۲) علمائے کرام کی صحبت اختیار کرنا، (۳) دینی کتب کا مطالعہ کرنا، (۴) علمائے کرام مثلاً امیرِ اہلِ سنت مدظلہ العالی کے بیانات اور مدنی مذاکروں کی کیسٹیں سننا، (۵) راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے ہمراہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں کا مسافر بننا وغیرھا۔ ہم ان میں سے جتنے زیادہ ذرائع اپنائیں گے ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی قدر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

عالِم بنانے والی کتاب

اس وقت عالم بنانے والی کتاب **بہارِ شریعت** (جلد اوّل) آپ کے پیشِ نظر ہے جو **صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی تصنیفِ لطیف ہے۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے، جسے فقہ حنفی کا **انسائیکلو پیڈیا** کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس میں کہیں تو **ایمان و اعتقاد** کو مستحکم کرنے کے اصول بتائے جا رہے ہیں اور کہیں بد مذہبوں کے **مذموم اثرات** سے عوام کے شجرِ ایمان کو بچانے کے لیے پیش بندیاں کی جا رہی ہیں، کبھی **فرائض و واجبات** کی اہمیت دلوں میں راسخ کی جا رہی ہے تو کبھی **سنن و آداب** اور **مستحبات** کو اپنانے کی شفقت آمیز تلقین ہو رہی ہے، کہیں مسلمانوں کی زبوں حالی کے **اسباب** کا تذکرہ ہے تو کہیں بدعات کا **قلع قمع** کیا جا رہا ہے۔ یقیناً **صدر الشریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی نے بہارِ شریعت تالیف کر کے فقہِ حنفی کو عام فہم اردو زبان میں منتقل کر کے اردو دان طبقے پر **احسانِ عظیم** فرمایا۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی تاکید

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے تمام متعلقین و مریدین کو تمام بہارِ شریعت بالعموم اور اس کے مخصوص حصّے پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے "**مَدَنی انعامات**"[1] میں 70واں اور 72واں مَدَنی انعام یہ بھی عطا کیا؛ (70) کیا آپ نے اس سال کم از کم ایک مرتبہ **بہارِ شریعت** حصہ 9 سے مرتد کا بیان، حصہ 2 سے نجاستوں کا بیان اور کپڑے پاک کرنے کا طریقہ، حصہ 16 سے خرید و فروخت کا بیان، والدین کے حقوق کا بیان (اگر شادی شدہ ہیں تو) حصہ 7 سے محرمات کا بیان اور حقوق الزوجین حصہ 8 سے بچوں کی پرورش کا بیان، طلاق کا بیان، ظہار کا بیان اور طلاق کنایہ کا بیان پڑھ یا سن لیا؟ (72) کیا آپ نے **بہارِ شریعت** یا **رسائل عطاریہ** حصہ اوّل سے پڑھ یا سن کر اپنے **وضو، غسل** اور **نماز** **درست** کر کے کسی سنی عالم یا ذمہ دار مبلغ کو سنا دیئے ہیں؟

---

[1]: مسلمانوں کی دنیا و آخرت بہتر بنانے کیلئے سوالنامے کی صورت میں امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63، دینی طَلَبہ کیلئے 92 اور دینی طالبات کیلئے 83 جبکہ مَدَنی مُنّوں اور مُنّیوں کیلئے 40 مَدَنی انعامات پیش کئے گئے ہیں۔ **ان** میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ عقائد و اعمال کا بہترین ذریعہ ہے۔ مدنی انعامات کا رسالہ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ھدیۃً حاصل کیا جاسکتا ہے

بہارِ شریعت اور المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

صدرالشریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی نے اپنی عظیم الشّان تصنیف **''بہارِ شریعت''** ۱۳۶۲ھ میں مکمل کی اور تادمِ تحریر (۱۴۲۹ھ) **66 سال** کے عرصے میں **''بہارِ شریعت''** پاک و ہند میں غالبًا درجنوں بار طبع ہوئی اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں تک پہنچی۔ فی الوقت بھی متعدد ناشرین اسے شائع کررہے ہیں، ہر ایک نے اس کتاب کو بہتر سے بہتر انداز میں شائع کرنے کی اپنی سی کوشش کی اور انہیں اس میں کامیابی بھی ہوئی لیکن بعض ناشرین کی ناتجربہ کاری اور بے احتیاطی کے باعث یہ کتاب کتابت کی غلطیوں سے محفوظ نہ رہ سکی اور بعض مقامات پر تو جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز بھی لکھ دیا گیا نیز کسی ایڈیشن میں دو چار مسئلے رہ جانا گویا ناشر کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی، مسائل تو ایک طرف رہے، آیاتِ قرآنیہ تک میں اغلاطِ کتابت نظر آئیں۔ **مفتی جلال الدین** امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''فتاوٰی فیض الرسول'' جلد 1 صفحہ 476 (مطبوعہ دہلی) میں بہار شریعت کی طباعت میں پائی جانے والی اغلاط کے بارے میں لکھتے ہیں: ''مجھ کو صرف پہلے تین حصوں میں چھوٹی بڑی 626 غلطیاں ملی ہیں۔'' **ایسے** حالات میں **''بہارِ شریعت''** کے ایسے نسخے کی **ضرورت** شدت سے محسوس کی جارہی تھی جس میں **کتابت** کی غلطیاں نہ ہونے کے برابر ہوں، مشکل الفاظ کے **معنی** درج ہوں، مشکل جملوں کی **تسہیل** کی گئی ہو، آیات واحادیث اور فقہی مسائل کے مکمل **حوالہ** جات ہوں، پیچیدہ مقامات پر **حواشی** ہوں، **علاماتِ ترقیم** کا اہتمام ہو، الغرض ہر وہ **چیز** ہو جو کتاب کے حسن اور افادے میں **اضافہ** کرے۔ اِسی **ضرورت** کے تحت تبلیغِ قراٰن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** کی مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** نے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا **محمد الیاس قادری** رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی خواہش پر بہارِ شریعت کو تخریج وتسہیل وحواشی کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور 2003ء مطابق ۱۴۲۴ھ میں اس کام کا آغاز کردیا گیا۔ یہ کام عظیم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ مشکل ترین بھی تھا اس کی دُشواریوں کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو اس راہِ پُر پیچ پر سفر کرچکا ہو۔

بہارِ شریعت کی پہلی جلد

اب تک **"بہارِ شریعت"** کے 1 تا 6 اور سولہواں حصہ **معَ تخریج** وتسہیل **"مکتبۃ المدینہ"** سے شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ اب **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ، ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی اور دیگر اسلامی بھائیوں کے پُرزور اصرار پر پہلے **6** حصوں کو یکجا **''جلد اول''** کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اس جلد میں **عقائد، نماز، زکوۃ، روزہ** اور **حج** وغیرہ کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ طباعتِ اوّل میں جو معمولی **خامیاں** رہ گئی تھیں، بحمد اللہ تعالٰی حتی الامکان انہیں دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی شفقت

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی درخواست پر **امیرِ اہلسنّت** دامت برکاتہم العالیہ نے گونا گوں مصروفیات کے باوجود مَدَنی مٹھاس سے تربتر اندازِ تحریر میں 21 صفحات پر مشتمل **''تذکرۂ صدر الشریعہ''** لکھ کر عطا فرمایا جسے **بہارِشریعت** کی پہلی جلد میں شامل کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابتدائی 6 حصوں کی اہمیت

بہارِشریعت کے ابتدائی چھ حصوں کے متعلق صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اس میں روزمرہ کے عام مسائل ہیں۔ ان چھ حصوں کا ہر گھر میں ہونا **ضروری** ہے تاکہ عقائد، طہارت، نماز، زکوۃ اور حج کے فقہی مسائل عام فہم سلیس اردو زبان میں پڑھ کر جائز و ناجائز کی تفصیل معلوم کی جائے۔''

بہارِشریعت پر کام کا طریقہ کار

بہارِشریعت پر **دعوتِ اسلامی** کے علمی وتحقیقی ادارے **المدینۃ العلمیۃ** نے **جس انداز** سے کام کیا اس کی **تفصیل** مُلاحظہ کیجئے:

کام کرنے والوں کا انتخاب: اس کام لئے ابتدائی طور پر **جامعۃ المدینہ** (دعوتِ اسلامی) کے فارغ التحصیل 3 ذہین **مَدَنی علماء** دامت فیوضھم کو منتخب کیا گیا جن کی تعداد بعد میں 12 تک بھی پہنچی، ان میں وہ علماء بھی شامل ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت کے عربی حاشیئے جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّالْمُحْتَار پر بھی کام کیا ہے۔ اِن سب کا ذمہ دار اُن **مَدَنی عالم دین** دام ظلہ المبین کو بنایا گیا جو حوالہ جات کی تخریج، مقابلہ، پروف ریڈنگ وغیرہ میں قابلِ قدر **مہارت وتجربہ** رکھتے ہیں۔ اس کے بعد مشاورت کا پورا نظام ترتیب دیا گیا (یہ بھی دعوتِ اسلامی کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے) جس میں کام کے اسلوب، اس میں پیش آنے والی رکاوٹوں کے حل، کتب کی دستیابی اور حواشی وغیرہ کے حوالے سے مشورے ہوتے ہیں۔ اِس مشاورت کے نگران (جو دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رُکن بھی ہیں) کی کاوشیں بھی لائقِ تحسین ہیں، جنہوں نے بھرپور دلچسپی لے کر بہارِشریعت کے اس کام کو بہتر سے بہتر انداز میں کرنے کی کوشش فرمائی۔ **بہارِشریعت** پر اس طرز سے کام کرنے میں جہاں مَدَنی علماء دامت برکاتہم العالیہ کی توانائیاں خرچ ہوئیں وہیں کُتُب، کمپیوٹرز اور تنخواہوں کی مدّ میں دعوتِ اسلامی کا زرِ کثیر بھی خرچ ہوا۔

کتابت: سب سے پہلے بہارِشریعت کی مکمل کتابت (کمپوزنگ) کروائی گئی۔ مصنف علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسم الخط کو حتی

الا مکان برقرار رکھنے کوشش کی گئی ہے، صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲ پر بہارشریعت میں آنے والے مختلف الفاظ کے قدیم وجدید رسم الخط کو آمنے سامنے لکھ دیا گیا ہے۔ جہاں پر نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''صلی اللہ تعالی علیہ وسلم'' اور **اللّٰہ** عزوجل کے نام کے ساتھ ''عزوجل'' لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں (عزوجل)، (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ہر حدیث و مسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام وخواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ آیاتِ قرآنیہ کو منقش بریکٹ { }، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas " " سے واضح کیا گیا ہے۔

مقابلہ: مقابلے کے لئے ان مکاتب کے 9 نسخے حاصل کئے گئے { مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی، ضیاء القران مرکز الاولیاء لاہور، شمع بک ایجنسی مرکز الاولیاء لاہور، مکتبۂ اعلیٰ حضرت مرکز الاولیاء لاہور، مکتبہ اسلامیہ مرکز الاولیاء لاہور، جہیز ایڈیشن مکتبہ رضویہ باب المدینہ کراچی، غلام علی اینڈ سنز مرکز الاولیاء لاہور، المجمع المصباحی مبارکپور ہند، شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور } جن میں سے بعض کے حصول کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے متعدد علماء اور اداروں سے بذریعہ ای میل وفون بار بار رابطہ کیا گیا۔ پھر ان تمام نُسخوں کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنا کر مَدَنی علماء سے **مقابلہ** کروایا گیا، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے لیکن صرف اسی پر انحصار نہیں کیا گیا بلکہ دیگر شائع کردہ نسخوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

تخریج: بہارِشریعت کے پہلے حصے میں حوالہ جات درج نہیں، جبکہ دوسرے حصے میں صرف احادیث اور بقیہ حصوں میں احادیث وفقہی مسائل کے مصادر درج تھے مگر وہ صرف کتابوں کے نام کی حد تک تھے، جلد وصفحہ نمبر وغیرہ درج نہ تھا۔ جس کی وجہ سے بہارشریعت میں درج احادیث وفقہی مسائل کے اصل ماٰخذ تک پہنچنے کے لئے علماء کرام ومفتیانِ عِظام دامت فیوضھم کا کافی وقت صرف ہوجاتا تھا۔ چنانچہ آیاتِ قرانی، احادیثِ مبارکہ اور فقہی مسائل کے **مکمل حوالہ جات**' کتاب، جلد، باب، فصل اور صفحہ نمبر کی قید کے ساتھ تلاش کئے گئے اور انہیں حاشیے میں درج کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اب درسِ نظامی کے ابتدائی درجات کا طالب علم بھی ان مسائل کو عربی کتب میں بآسانی تلاش کرسکتا ہے۔ حوالہ جات کے لئے فردِ واحد پر تکیہ نہیں کیا گیا بلکہ ان کی صحت یقینی بنانے کے لئے یہ طریقہ کار اپنایا گیا کہ ایک مَدَنی اسلامی بھائی نے تخریج کی تو دوسرے مَدَنی اسلامی بھائی سے اس کے لکھے ہوئے حوالہ جات کی تفتیش کروائی گئی، پھر کمپوزنگ کے بعد ان حوالہ جات کو بہارشریعت کے حاشئے میں لکھنے کے بعد بھی مقابلہ کروایا گیا، اگرچہ اس طریقہ کار کی وجہ سے کافی وقت صرف ہوا لیکن غلطی کا امکان کم سے کم رہ گیا۔ **الحمدللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! 2 سال کے قلیل عرصے میں بہارشریعت کے 20 حصوں کی تخریج مکمل کر لی گئی ہے۔ چونکہ کتابوں کے نام بار بار استعمال ہوتے تھے لہٰذا

ہر کتاب کا مطبوعہ حوالے میں درج کرنے کے بجائے آخر میں **ماٰخذ و مراجع** کی فہرست مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کی سنِ وفات، مطابع اور سن طباعت کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی و اعراب: پڑھنے والوں کی آسانی کے لئے کتاب کے شروع میں حروف تہجی کے اعتبار سے حلِّ لغت کی ایک فہرست کا اہتمام کیا گیا ہے جسے تیار کرنے کے لئے لغت کی مختلف کتب کا سہارا لیا گیا ہے اور اس بات کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ اگر لفظ کا تعلق براہِ راست قرآن پاک سے تھا تو اس کو مختلف تفاسیر کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی گئی، براہِ راست حدیث پاک کے ساتھ تعلق ہونے کی صورت میں حتی الامکان احادیث کی شروحات کو مدنظر رکھا گیا اور فقہ کے ساتھ تعلق کی بنا پر حتی المقدور فقہ کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ چند مقامات پر عبارت کی تسہیل (یعنی آسانی) کے لئے مشکل الفاظ کے معانی حاشیے میں لکھ دیئے گئے ہیں تا کہ صحیح مسئلہ ذہن نشین ہو جائے اور کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو علماء کرام دامت فیوضہم سے **رابطہ کیجئے۔**

اصطلاحات کی وضاحت: اس جلد میں جہاں جہاں فقہی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، ان کو ایک جگہ اکٹھا بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ اگر اس اصطلاح کی وضاحت مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اسی جگہ یا بہارِ شریعت میں کسی دوسرے مقام پر کی ہو تو اسی کو حتی المقدور آسان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے اور اگر کسی اصطلاح کی تعریف بہارِ شریعت میں نہیں ملی تو دوسری معتبر کتابوں سے عام فہم اور باحوالہ اصطلاحات ذکر کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں بہارِ شریعت کی پہلی جلد میں جو مشکل اعلام (مختلف چیزوں کے نام) مذکور ہیں لغت کی مختلف کتب سے تلاش کر کے ان کو بھی آسان انداز میں حصوں کے مطابق اصطلاحات کے آخر میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

پروف ریڈنگ: اس جلد کو آپ تک پہنچانے سے پہلے کم از کم 4 مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔

حواشی: صدر الشریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کے حواشی کو کتاب کے آخر میں دینے کے بجائے متعلقہ صفحہ ہی پر نقل کر دیا اور حسبِ سابق ۱۲ منہ بھی لکھ دیا ہے۔ اکابر مفتیان کرام اور علمائے کرام سے مشورے کے بعد اس جلد میں صفحہ نمبر **351, 352, 379, 550, 553, 615, 626, 644, 657, 687, 728, 741, 833, 931, 934, 979, 1044, 1045, 1056, 1149, 1175** مسائل کی تصحیح، ترجیح، توضیح اور تطبیق کی غرض سے المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی) کی طرف سے بھی حاشیہ دیا گیا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں؛

{1} بہارِ شریعت حصہ **3** صفحہ **550** پر ہے؛ مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے۔

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے؛ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''فتاویٰ فیض الرسول''، جلد 1، صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: کہ ''تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔اور بے شک بہارِ شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳ میں ہے **التعوذ یستحب مرۃ واحدۃ ما لم یفصل بعمل دنیوی.** (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو۔) تو معلوم ہوا کہ بہارِ شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔'' اسی وجہ سے ہم نے ''مستحب'' کردیا ہے۔

{2} بہارشریعت حصہ **4** صفحہ **728** پر ہے؛ سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اوراس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔(ردالمحتار)

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے؛ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: سجدہ واجِب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضَروری ہے لیکن بعض عُلَمائے مُتَأَخِّرِین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادّہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجِب ہوجاتا ہے لہٰذا اِحتیاط یہی ہے کہ دونوں صورَتوں میں سجدۂ تلاوت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۸، ص، ۲۲۳۔۲۳۳ مُلَخَّصاً)

{3} بہارشریعت حصہ **6** صفحہ **1175** پر ہے؛ طوافِ فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض ونفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دَم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہوتو واپس آکر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہومگر بارھویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کرلیا تو جرمانہ ساقط اور **بارھویں کے بعد کیا تو دَم لازم، بدنہ ساقط**۔ لہٰذا اگر طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا ہے تو دم ساقط نہ ہوگا کہ بارھویں تو گزر گئی اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دَم ساقط ہوگیا اگرچہ بارھویں کے بعد کیا ہو۔(جوہرہ، عالمگیری)

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے؛ بہارشریعت کے نسخوں میں اس جگہ ''دم'' کے بجائے ''بَدَنہ'' لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ **''طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا''**، ایسا ہی فتاوی عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ ''دم'' کردیا ہے۔ لہٰذا جن کے پاس بہارشریعت کے دیگر نسخے ہیں ان کو چاہیے کہ لفظ ''بدنہ'' کو قلم زد کرکے اس جگہ پر لفظ ''دم'' لکھ لیں۔

{4} بہارشریعت حصہ **3** صفحہ **615** پر ہے؛ سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (درمختار ردالمحتار)

المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے اس پر یہ **حاشیہ** دیا گیا ہے؛ **یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے**۔ ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔

بہارِشریعت حصّہ اوّل کے حواشی کا انداز

بہارِشریعت کا پہلا حصہ جوکہ عقائد کے بیان پر مشتمل ہے اور الحمدللہ عزوجل اہلسنّت کے عقائد قران وحدیث سے ثابت ہیں اس لئے پہلے حصے پر جو حواشی دیئے گئے ان کا انداز کچھ یوں ہے؛

①......کسی بھی عقیدہ یا مسئلہ پر دلائل ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے آیت قرآنی کو بطور دلیل پیش کیا گیا۔

②......اس کے بعد حدیث کی مستند کتب صحاح ستہ میں سے کسی کتاب سے کوئی حدیث ذکر کی گئی ہے اور ان میں نہ ملنے کی صورت میں اور دوسری کُتُبِ حدیث کی طرف رُجوع کیا گیا۔

③......پھر اس حدیث پاک پر محدثین کرام کی بیان کردہ شروحات میں سے کوئی شرح جو عقیدہ کے موافق ہو بیان کی جاتی ہے۔

④......اس کے بعد عقائد کی مستند کتب''فقہ اکبر''،''شرح فقہ اکبر''،''مواقف''،''شرح مواقف''،''شرح مقاصد''،''شرح عقائد نسفیہ''اور المعتقد المنتقد وغیرہا سے موافقِ عقیدہ نص بیان کی جاتی ہے۔

⑤......اسی طرح جہاں کہیں ضمناً سیرت وتاریخ کے حوالے سے کوئی بات ذکر کی گئی ہوتو وہاں کتب سیرت وتاریخ سے مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

⑥......اسی طرح فقہی مسائل کے بیان میں کتب فقہیہ سے مسئلہ کی تفصیل بیان کردی گئی ہے جس میں شروحات اور فتاوی بھی شامل ہیں۔

⑦......اور پھر آخر میں عقائد ومسائل کے بیان میں مزید وضاحت کے لیے''فتاوی رضویہ''شریف سے تخاریج اور اقتباسات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔

کتابوں کے اصل صفحات کے عکس: **''ایمان وکفر''** کی بحث کے دوران صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے بدمذہبوں کے عقائد مذمومہ انہیں کی کتابوں سے بیان کیے ہیں تاکہ سنی مسلمان بھائی اپنے عقائد کا تحفظ کرسکیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بدمذہبوں نے نئی چال چلنا شروع کردی کہ جو بُرے اور باطل عقائد ان کے اکابرین نے بیان کیے تھے قطع وبُرید کے ساتھ بلکہ بعض تو ہوشیاری اور چالاکی سے ان بُری اور قبیح باتوں کو محو و حذف کرکے نئے انداز میں چھاپنے لگے جس کا مقصد بھی مسلمانوں کو دھوکہ دینا تھا، **الحمد للہ** عَزَّوَجَلَّ مختلف علماء کرام دامت فیوضہم نے بیان وتقریر، کتب ورسائل الغرض جس طرح ممکن ہوا، بدمذہبوں کی سازشوں سے سنی مسلمانوں کو خبردار رکھا۔ ہم نے بدمذہبوں کی اصل عبارتیں کمپیوٹر کے ذریعے اسکین(scan) کرکے لگادی ہیں تاکہ مسلمان اِن بدمذہبوں کے دامِ فریب میں نہ آسکیں۔

علمائے کرام دامت فیوضھم کی طرف سے حوصلہ افزائی

جب بہارِ شریعت کے 7 حصے (پہلے 6 اور 16 واں) الگ الگ شائع ہوکر یکے بعد دیگرے علمائے کرام ومفتیانِ عِظام دامت فیوضھم تک پہنچے تو انہوں نے ہمارے کام کو بہت سراہا، اپنے **تأثرات** کا بذریعہ مکتوب بھی اظہار کیا اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔ علمائے کرام ومفتیانِ عِظام دام ظلّھم کی جانب سے ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی کو بھیجے جانے والے مکتوبات سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں؛

شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم قادری مدظلہ العالی (جامعہ رضویہ سکھر)

فقہ اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا **بہارِ شریعت** جو حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا گرانقدر علمی کارنامہ اور انکی زندہ کرامت ہے، ماشاء اللہ **''المدینۃ العلمیۃ''** کی جانب سے اس پر **تخریجی وتحقیقی** کام بہت جلد منظرِ عام پر آرہا ہے۔ اس فقیر نے **بہارِ شریعت** جلد شانزدہم (16) پر **حاشیہ نگاری** کام کو بہ نظرِ غائر دیکھا، بحمدہ تعالیٰ اسے انتہائی **مفید، جامع، نافع** پایا۔ **بہارِ شریعت** میں اگر کہیں بعض مسائل پر اجمالاً گفتگو ہوئی تو حاشیہ میں اسے مفصلاً بیان کردیا گیا ہے۔ یونہی حاشیہ میں کتاب بعض مسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے پھر اصل مسائل کو واضح کرکے فتاوی رضویہ کی تائیدی عبارات کے ذریعہ حاشیہ کو مزین کیا گیا ہے۔ میں المدینۃ العلمیۃ کے اصحابِ علم ورفقاء کار کو اس شاندار کام پر **ھدیۂ تبریک** پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی گل احمد عتیقی مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ امیر روڈ بلال گنج عقب دربار حضرت داتا لاہور)

السلام علیکم خیر وعافیت مزاج عالی! آپ نے **بہارِ شریعت** اور **جدالممتار** پر جو **تحقیقی کارنامہ** سرانجام دیا ہے میں سوچتا ہوں کہ یہ **خواب** ہے یا خواب کی **تعبیر** ہے، **خوشی** اور مسرت سے بار بار آپ کے ارسال کردہ گرامی نامہ کو پڑھتا ہوں اور پھر لگا ہے **بہارِ شریعت** کے کسی حصے کو اٹھا کر پڑھنا شروع کردیتا ہوں اور لگا ہے **جدالممتار** کا کسی نہ کسی جگہ سے مطالعہ شروع کردیتا ہوں۔ **دعوتِ اسلامی** کی فعال قیادت اور ان کے رفقاء نے درپیش حالات کے نبض پر ہاتھ رکھ کر حالات کے مطابق جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان پر منظّم اور ٹھوس طریقے سے کام شروع کردیا ہے۔ میرے پاس ایسے **الفاظ نہیں** جن سے آپ کو آپکے رفقاء کو اور آپ کی قیادت اور آپ کے محرکین کو **خراجِ تحسین** پیش کرسکوں۔ حضرت قبلہ مفتی اعظم پاکستان **مفتی عبدالقیوم ہزاروی** رحمہ اللہ تعالیٰ کے عظیم کارنامے تخریج **فتاوٰی رضویہ** کے بعد **بہارِ شریعت کی**

تخریج کا کام امیر اہلسنّت محسن اہلسنّت فخر ملت پیر طریقت حضرت علامہ **مولانا محمد الیاس قادری** رضوی امیر و بانی دعوت اسلامی کا عظیم اور منفرد **کارنامہ** ہے اللہ تعالی موصوف کا **سایہ** اہلسنّت پر تا قیامت رکھے تاکہ آپکی کوششوں اور اخلاص کی بدولت مسلک اہلسنّت پھلتا پھولتا رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنّت کوخصوصاً امیر اہلسنّت اوران کے خدام کومسلک اہلسنت کی مزید خدمت کرنے کےتوفیق عطاءفرمائے۔ **امین یا رب العالمین بوسیلة سیدالمرسلین** صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ الحدیث حضرت مولانامحمد عبدالعلیم سیالوی مدظلہ العالی (جامعہ نعیمیہ لاہور)

بہارشریعت کی تخریج ایک بہت بڑی کاوشِ علمی ہے، جومسائل کی پختگی کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ علماء کے لئے کسی بھی کتبِ مأخذ سے تلاش کرنے کاباعث بنے گی اورادارہ ''المدینۃ العلمیۃ'' کے لئے دعاؤں کاباعث ہوگی۔

مناظر اسلام حضرت مولانا غلام مصطفٰے نوری قادری مدظلہ العالی

(مہتمم جامعہ شرقیہ رضویہ بیرون غلہ منڈی ساہیوال)

بہارشریعت تخریج شدہ کی صورت زیباں میں موصول ہوا جومیرے وسعت قلبی وانشراح صدور آنکھوں کی ٹھنڈک کا **وسیلہ** بنا۔ آپ کی **تخریج** نے **بہارشریعت کوچار چاندلگادیے** کہ میرے جیسے کم علم کے لیے بھی اس سے فائدہ اٹھانا بہت **آسان** ہوگیا ہے۔ **تخریج** کا کام کوئی اتنا **آسان نہیں** بلکہ بہت ہی مشکل اور **پیچیدہ کام** ہے مگر جب اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نظرعنایت ہوجائے۔ آپ نے اورآپ کے رفقائے معاونین حضرات گرامی قدر نے فقہ حنفی کی وہ **بے مثال خدمت** کی ہے جس کی جتنی بھی **تعریف** کرسکیں کم ہے کہ اہل نظر کی بصر وبصیرت دونوں ہی اس سے روشن ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ ۔ یہ ایک بیش بہا **نعمت** ہے، عظیم **کارِخیر** ہے جس کا اجر آپ کواللہ عزوجل عطافرمائے گا۔ خداوحدہ لاشریک اس قافلہ پاسبان مسلک رضا کوامیر اہلسنّت حضرت علامہ **مولانا ابوبلال محمد الیاس عطارقادری** رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی زیرقیادت جاری وساری رکھے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم الامین و آلہ العظیم واصحابہ الکریم الجلیل اجمعین**

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ العالی (مرکزی مجلس رضا مرکزالاولیاءلاہور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ نے **بہارشریعت** کا سولھواں حصہ مرتبہ معہ تخریج کی دوجلدیں عنایت فرمائی ہیں، شکریہ قبول فرمائیے۔ **عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ** کی طرف سے ایسی کتابوں کی **اشاعت** نہایت ہی **اہم کام** ہے۔ اگرچہ **بہارشریعت** کی

اشاعت **مختلف** انداز میں بڑی تیزی سے ہورہی ہے مگر آپ نے **حواشی** اور **تخریج** کے ساتھ اسکی قدر و قیمت کو **بڑھا** دیا ہے ،قارئین کومسائل کے جاننے میں **آسانی** ہوگی اور جولوگ **حوالے** کی تلاش میں رہتے ہیں انہیں **راہنمائی** ملے گی۔مزید برآں حضرت ابو بلال امیر دعوت اسلامی **علامہ محمد الیاس قادری** عطار قبلہ کی زیرنگرانی جو **علمی** اور **تصنیفی** کام ہورہا ہے اس کے **دُوررس اثرات** مرتب ہوں اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ آپ کو ہمت دے اور کام جاری رہے۔والسلام

شماریاتی جائزہ : بہارشریعت کی اس جلد میں 221 آیاتِ قرانیہ، 1062 احادیثِ مبارکہ، 3431 فقہی مسائل اور 144 عقائد شامل ہیں۔

مَدَنی گزارش

اِن تمام ترکوششوں کے باجود ہمیں **دعوی کمال** نہیں لہٰذا ہمارے کام میں جوخوبی نظر آئے وہ ہمارے **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ الوریٰ کے **قلم** کا کمال ہے،اور ہمارے **پیرومُرشد امیرِ اہلسنّت** حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطّار** قادری دامت برکاتھم العالیہ کا فیض ہے اور جہاں **خامی** ہو وہاں ہماری غیرارادی **کوتاہی** کو دخل ہے ۔اسلامی بھائیوں بالخصوص علمائے کرام دامت فیوضھم سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ جہاں جہاں ضرورت محسوس کریں بذریعہ مکتوب یاای میل ہماری رہنمائی فرمائیں۔**اللّٰہ** تعالیٰ **دعوتِ اسلامی** کے تحقیقی واشاعتی ادارے ''المدینۃ العلمیۃ '' کی اس کاوش کوقبول فرمائے اورہمیں **اپنی اصلاح** کے لئے شیخ طریقت امیرِاہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطار** قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ **مدنی انعامات پرعمل** کرنے کی توفیق عطافرمائے **اورساری دنیاکےلوگوں کی اصلاح کی کوشش** کے لئے **3** دن، **12** دن، **30** دن اور **12** ماہ کے لئے عاشقانِ رسول کے سفر کرنے والے **مدنی قافلوں** کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطافرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **مجلس ''المدینۃ العلمیۃ''** کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطافرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

E.mail:ilmia@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

تَذْکرَۂ صَدْرُ الشَّرِیْعَه عَلَیْهِ رَحْمَةُ رَبِّ الْوَرٰی

(از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه)

شیطان لاکھ سُستی دلائے چند اَوراق پر مشتِمل " تذکرۂ صدرالشَّریعہ"

مکمَّل پڑھ لیجئے ان شاءَ اللہ عزوجل آپ کا دل سینے میں جھوم اُٹھے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا **اللہ** تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنَّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت **شُہدا** ء کے ساتھ رکھے گا۔ (مَجْمَعُ الزَّوَائِد ج۱۰ ص۲۵۳ حدیث ۱۷۲۹۸ دار الفکر بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰهُ تعالٰی علی محمَّد

سگِ مدینہ کے بچپن کی ایک دُھندلی یاد

تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** کے قیام سے بہت پہلے میرے عہدِ طُفُولیت (یعنی بچپن یا لڑکپن) کا واقعہ ہے۔ جب ہم بابُ المدینہ کے اندر گوگلی، اولڈ ٹاؤن میں رہائش پذیر تھے، مَحلّے میں بادامی مسجِد تھی جو کہ کافی آباد تھی، پیش امام صاحِب بَہُت پیارے عالم تھے، روزانہ نَمازِ عشاء کے بعد نَماز کے دو ایک مسائل بیان فرمایا کرتے تھے (کاش! ہر امامِ مسجِد روزانہ کم از کم کسی ایک نَماز کے بعد اسی طرح کیا کرے) جس سے کافی سیکھنے کو ملتا تھا۔ ایک دن میں اپنے بڑے بھائی جان (مرحوم) کے ساتھ غالباً نَمازِ ظہر اِسی بادامی مسجِد میں ادا کرکے باہَر نکلا تھا، پیشِ امام صاحِب فارِغ ہوکر مسجِد کے باہَر تشریف لاچکے تھے۔ کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا ہوگا اِس پر انہوں نے کسی کو حکم فرمایا: **بہارِ شریعت** لے آؤ۔ چُنانچِہ ایک کتاب ان کے ہاتھوں میں دی گئی اُس پر جلی حُرُوف سے **بہارِ شریعت** لکھا تھا، سرِ وَرَق پر سورج کی کرنوں کے مُشابہ خوبصورت دھاریاں بنی ہوئی تھیں، امام صاحِب نے وَرَق گردانی شروع کی، مجھے اُس وَقت خاص پڑھنا تو آتا نہیں تھا۔ جگہ جگہ جلی جلی حُرُوف میں لفظِ

مسئلہ لکھا تھا، چُونکہ مسائل سُن کر بہُت سُکون ملتا تھا اِس لئے میرے منہ میں پانی آرہا تھا کہ کاش! یہ کتاب مجھے حاصِل ہو جاتی! لیکن نہ میں نے مذہبی کتابوں کی کوئی دکان دیکھی تھی نہ ہی یہ شُعُور تھا کہ یہ کتاب خریدی بھی جاسکتی ہے، خیر اگر مول ملتی بھی تو میں کہاں سے خریدتا! اتنے پیسے کس کے پاس ہوتے تھے! بَہر حال **بہارِشریعت** مجھے یاد رہ گئی اور آخر کار وہ دن بھی آہی گیا کہ **اللّٰہُ** رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے میں **بہارِشریعت** خریدنے کے قابل ہو گیا۔ اُن دنوں مکمَّل **بہارِشریعت** (دوجلدوں میں) کا ہدِیَّہ پاکستانی 32 روپیہ تھا جبکہ ؛ غیر جِلد کا 28 روپیہ۔ چُنانچہ میں نے مکمَّل **بہارِشریعت** (غیر مُجلّد) 28 روپے میں خریدنے کی سعادت حاصِل کی۔ اُس وقت **بہارِشریعت** کے 17 حصے تھے البتَّہ اب 20 ہیں۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے **بہارِشریعت** سے وہ فُیوض وبَرَکات حاصِل کئے کہ بیان سے باہَر ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس کتاب کی برکات سے **معلومات** کا وہ اَنمول **خزانہ** ہاتھ آیا کہ میں آج تک اس کے **گُن** گاتا ہوں۔ اس عظیمُ الشّان تصنیف کے مُصَنِّف خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی ہیں۔ **حضرتِ** سیِّدُ نا **سُفیان بن عُیَیْنہ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان: ''**عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحمَۃُ** یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔'' (حِلیَۃُ الْاَوْلِیَاء، ج۷ ص۳۳۵ رقم ۱۰۷۵۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت) پر عمل کرتے ہوئے اپنے مُحسِن حضرت مولانا **مفتی محمد امجد علی** اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا **تذکرہ** پیش کرتا ہوں۔

دم سے ترے ''بہارِ شریعت'' ہے چار سو
باطل ترے فتاوٰی سے لرزاں ہے آج بھی

ابتدائی حالات

صدرِشریعت، بدرِطریقت، مُحسنِ اہلسنّت، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مصنفِ بہارِشریعت حضرتِ علّامہ مولانا الحاج مفتی **محمد امجد علی اعظمی** رضوی سنّی حنفی قادِری برکاتی علیہ رحمۃ اللہ القوی ۱۳۰۰ھ مطابق 1882ء میں مشرقی یوپی (ہند) کے قصبے **مدینۃُ العُلَماء** گھوسی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد حکیم **جمال الدین** علیہ رحمۃ اللہ المبین اور دادا حُضُور **خدا بخش** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فنِ **طِب** کے ماہر تھے۔ **اِبتدائی تعلیم** اپنے دادا حضرت مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے **گھر** پر حاصل کی پھر اپنے قصبہ ہی میں مدرَسہ **ناصر العلوم** میں جاکر گوپال گنج کے مولوی **الٰہی بخش** صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ تعلیم حاصل کی۔ پھر جونپور پہنچے اور اپنے چچا زاد بھائی اور اُستاذ مولانا **محمد صدیق** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ اسباق پڑھے

پھر جامع معقولات ومنقولات حضرت علاّمہ **ہدایت اللہ خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن سے **علمِ دین** کے چھلکتے ہوئے جام نوش کئے اور یہیں سے **درسِ نظامی** کی تکمیل کی ۔ پھر **دورۂ حدیث** کی تکمیل پیلی بھیت میں اُستاذُ المحدثین حضرت مولانا **وصی احمد محدث سُورَتی** علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کی۔ حضرت محدثِ سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے **ہونہار شاگرد** کی عَبقَری (یعنی اعلی) صلاحیتوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا: **''مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی نے۔''**

پیدل سفر

صدرالشریعہ بدرالطریقہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے طلبِ **علمِ** دین کیلئے جب **مدینۃُ العُلَماء** گھوسی سے **جونپور** کا سفراختیار کیا، ان دنوں سفر پیدل یا بیل گاڑیوں پر ہوتا تھا۔ چُنانچہ **راہِ علم** کے عظیم مسافر **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی مدینۃ العلماء گھوسی سے **پیدل** سفرکر کے اعظم گڑھ آئے پھر یہاں سے اونٹ گاڑی پرسُوار ہوکر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جونپور پہنچے۔

حیرت انگیز قوتِ حافظہ

صدرُ الشَّریعه ،**بدرُ الطَّریقه** حضرتِ علاّمہ مولٰینا مفتی **محمد امجد علی اَعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کا حافظہ بَہُت مضبوط تھا۔ حافِظہ کی قوت، شوق ومحنت اور ذِہانت کی وجہ سے تمام طلبہ سے بہتر سمجھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ کتاب دیکھنے یا سننے سے برسوں تک ایسی یادرہتی جیسے ابھی ابھی دیکھی یا سنی ہے۔ تین مرتبہ کسی عبارت کو پڑھ لیتے تو یاد ہوجاتی۔ ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ ''کافِیہ'' کی عبارت زَبانی یاد کی جائے تو فائدہ ہوگا تو پوری کتاب ایک ہی دن میں یاد کرلی!

تدریس کا آغاز

صوبہ بہار (ہند پٹنہ) میں **مدرسۂ اہلسنّت** ایک ممتاز درس گاہ تھی جہاں مُقتَدِر (مُق۔تَ۔دِر) ہستیاں اپنے علم وفضل کے **جوہر** دکھا چکی تھیں۔ خود صدرالشَّریعہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے **استاذِ محترم** حضرت مُحدِث سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی برسوں وہاں **شیخ الحدیث** کے منصب پر فائز رہ چکے تھے۔ مُتَوَلّیٔ مدرَسہ **قاضی عبدالوحید** مرحوم کی درخواست پر حضرت مُحدِّث سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے **مدرسۂ اہلسنّت** (پَٹنہ) کے **صدر مُدرِّس** کے لئے **صدرُ الشَّریعہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انتخاب فرمایا۔ **آپ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ استاذِ محترم کی **دعاؤں** کے سائے میں ''پٹنہ'' پہنچے اور **پہلے** ہی سبق میں عُلوم کے ایسے **دریا** بہائے کہ عُلَماء وطَلَبہ اَش اَش کراُٹھے۔ **قاضی عبدالوحید** علیہ رحمۃُ اللّٰہِ المجید جوخُود بھی مُتَبَحِّر (مُ۔تَ۔بَح۔حِر) **عالم** تھے نے **صدرُ الشریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کی **علمی** وَجاہت اور اِنتظامی صلاحیّت سے **مُتَأَثِّر** ہوکر مدرَسہ کے تعلیمی اُمور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے **سپُرد** کردیئے۔

اعلیٰ حضرت کی پہلی زیارت

کچھ عرصہ بعد قاضی عبدالوحید علیہ رحمۃ اللہ المجید بانی مدرسۂ اہلسنّت (پٹنہ) شدید **بیمار** ہوگئے۔قاضی صاحب ایک نہایت **دیندار** ودین پرور رئیس تھے،**علمِ دین** سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ اِنگریزی تعلیم میں B.A تھے۔انکے والدانھیں بیرسٹری کے امتحان کے لئے لندن بھیجنا چاہتے تھےلیکن قاضی صاحِب کے مقدس مَدَنی **جذبات** نے یورپ کے مُلحدانہ گندے ماحول کوسخت **ناپسند** کیا۔چُنانچہ آپ نے اس سفر سے تحریز فرمایا اور ساری زندگی **خدمتِ دین** ہی کو اپنا شعار بنایا۔انکی پرہیزگاری اورمَدَنی سوچ ہی کی **کَشِش** تھی کہ میرے آقا اعلیٰحضرت،اِمامِ اَھلسنّت، ولیٔ نِعمت،عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتبت،پروانۂ شمعِ رِسالت ،مُجَدِّدِ دین ومِلَّت، حامیٔ سنّت ، ماحِیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت ، پیرِ طریقت،باعثِ خَیر وبَرَکت،حضرتِ علّامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اورحضرت **قبلہ مُحدِّث سُورَتی** علیہ رحمۃ اللہ القوی جیسے مصروف بُزُرگانِ دین قاضی صاحِب کی **عیادت** کے لئے کشاں کشاں روہیلکھنڈ سے **پٹنہ** تشریف لائے۔اسی موقع پرحضرت صدرالشریعہ،بدرالطریقہ **مفتی محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے **پہلی بار** میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی **زیارت** کی۔**اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت میں ایسی **کشش** تھی کہ بے اختیار صدرُ الشریعہ،بدرالطریقہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ کا **دل** آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف **مائل** ہوگیا اوراپنے استاذِ محترم حضرت سیِّدُ نامُحدِث سُورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مشورے سے **سلسلۂ عالیہ قادریہ** میں **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت سے **بَیْعَت** ہوگئے۔میرے آقا اعلیٰ حضرت اورسیّدی محدِث سورَتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی **موجودگی** میں ہی قاضی صاحب نے **وفات** پائی۔**اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے **نمازِ جنازہ پڑھائی اورمحدِّث سورَتی** علیہ رحمۃ اللہ القوی نے **قبر میں اُتارا۔اللّٰہُ** رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

امین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم

عِلمِ طِبّ کی تحصیل

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رِحلت کے بعد مدرسہ کا انتظام جن لوگوں کے ہاتھ میں آیا،ان کے **نامناسب اقدامات** کی وجہ سے **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ سخت کبیدہ خاطر اور **دل برداشتہ** ہوگئے اور سالانہ **تعطیلات** میں اپنے گھر پہنچنے کے بعد اپنا **استعفاء** بھجوادیا اور **مطالعۂ کُتُب** میں مصروف ہوگئے۔پٹنہ میں مغرب زدہ لوگوں کے بُرے برتاؤ سے متاثر ہوکر

ملازمت کی چپقلش سے بیزار ہو چکے تھے۔معاش کے لئے کسی مناسب مشغلہ کی جستجو تھی۔والد محترم کی نصیحت یاد آئی کہ ع میراثِ پدر خواہی علمِ پدر آموز (یعنی والد کی میراث حاصل کرنا چاہتے ہو تو والد کا علم سیکھو) خیال آیا کہ کیوں نہ **علم طب** کی تحصیل کر کے خاندانی پیشہ طبابت ہی کو مشغلہ بنائیں۔چنانچہ شوال ۱۳۲۶ھ میں لکھنؤ جا کر دو سال میں علم طب کی تحصیل و تکمیل کے بعد وطن واپس ہوئے اور **مطب** شروع کر دیا۔خاندانی پیشہ اور خداداد قابلیت کی بنا پر مطب نہایت کامیابی کے ساتھ چل پڑا۔

صدرِشریعت اعلیٰ حضرت کی بارگاہِ عظمت میں

ذریعۂ معاش سے مطمئن ہو کر جُمادِی الاُولیٰ ۱۳۲۹ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کام سے ''لکھنؤ'' تشریف لے گئے۔وہاں سے اپنے **اُستاذِ محترم** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ''پیلی بھیت'' حاضر ہوئے۔حضرت محدث سورتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو جب معلوم ہوا کہ ان کا ہونہار شاگرد **تدریس** چھوڑ کر **مطب** میں مشغول ہو گیا ہے تو انہیں بے حد **افسوس** ہوا۔چُونکہ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کا ارادہ **بریلی** شریف حاضِر ہونے کا بھی تھا چُنانچہ بریلی شریف جاتے وقت مُحدِّث سُورَتی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک **خط** اِس مضمون کا **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی خدمت میں تحریر فرما دیا تھا کہ ''جس طرح ممکن ہو آپ ان (یعنی حضرت صدرُ الشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی) کو خدمتِ دین وعلمِ دین کی طرف **مُتوجّہ** کیجئے۔'' جب میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کے دَرِدولت پر **حاضِری** ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت **لطف وکرم** سے پیش آئے اور ارشاد فرمایا:''آپ یہیں **قِیام** کیجئے اور جب تک میں نہ کہوں **واپَس** نہ جایئے۔''اور دل بستگی کے لئے کچھ **تحریری** کام وغیرہ سپُرد فرما دیئے۔تقریباً دو ماہ بریلی شریف میں قیام رہا اور میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت کی صحبت میں **علمی اِستِفادہ** اور **دینی مذاکرہ** کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ **رَمضانُ المبارَك** قریب آ گیا۔صدرُالشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے **گھر** جانے کی اجازت طلب کی تو میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے ارشاد فرمایا:''جایئے!لیکن جب کبھی میں بلاؤں تو فوراً **چلے** آیئے۔''

مُرشدِ کامل کا منظورِ نظر امجد علی
اِس پہ دائم لطف فرما چشمِ حق بینِ رضا

طَبابت سے دینی خدمت کی طرف مُراجَعت

صدرُالشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی خود **فرماتے** ہیں: میں جب اعلیٰ حضرت امامِ اہلِسنّت مجددِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد

رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں حاضِر ہوا تو دریافت فرمایا: مولانا کیا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی: **مَطَب** کرتا ہوں ۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے فرمایا: ''مطب بھی اچھا کام ہے، اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَان (یعنی علم دو ہیں؛ علمِ دین اور علمِ طبّ) ۔ مگر مطب کرنے میں یہ خرابی ہے کہ صبح صبح قارورہ (یعنی پیشاب) دیکھنا پڑتا ہے۔'' اِس ارشاد کے بعد مجھے قارورہ (پیشاب) دیکھنے سے انتہائی **نفرت** ہوگئی اور یہ **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کا **کشف** تھا کیونکہ میں اَمراض کی تشخیص میں قارورہ (یعنی پیشاب) ہی سے مدد لیتا تھا (اور واقعی صبح صبح مریضوں کا قارورہ (پیشاب) دیکھنا پڑجاتا تھا) اور یہ **تَصَرُّف** تھا کہ قارُورہ بِنی یعنی مریضوں کا پیشاب دیکھنے سے **نفرت** ہوگئی۔

بریلی شریف میں دوبارہ حاضِری

گھر جانے کے چندماہ بعد بریلی شریف سے **خط** پہنچا کہ آپ فوراً چلے آیئے ۔ چُنانچِہ صدرالشریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی دوبارہ **بریلی** شریف حاضِر ہوگئے ۔ اس مرتبہ ''انجمن اہلسنّت'' کی نظامت اور اس کے **پریس** کے اہتمام کے علاوہ **مدرسہ** کا کچھ **تعلیمی** کام بھی سِپُرد کیا گیا۔ گویا میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے **بریلی** شریف میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **مستقل قِیام** کا انتِظام فرمادیا۔ اس طرح **صدرُ الشریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی نے 18 سال میرے آقائے نعمت **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کی **صحبت بابرکت** میں گزارے۔

لئے بیٹھا تھا عشقِ مصطفٰی کی آگ سینے میں
ولایت کا جبیں پر نقش، دل میں نورِ وَحدت کا

بریلی شریف میں مصروفیات

بریلی شریف میں دو مستقل **کام** تھے ایک مدرَسہ میں **تدریس**، دوسرے **پریس** کا کام یعنی کاپیوں اور پُرُوفوں کی **تصحیح**، کتابوں کی **روانگی**، خُطوط کے **جواب**، آمدوخرچ کے **حساب**، یہ سارے کام **تنہا** انجام دیا کرتے تھے۔ ان کاموں کے علاوہ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کے بعض مُسَوَّدات کا **مُبَیضہ** کرنا (یعنی نئے سرے سے صاف لکھنا)، فتووں کی **نقل** اور ان کی خدمت میں رہ کر **فتوٰی لکھنا** یہ کام بھی مستقل طور پر انجام دیتے تھے۔ پھر شہروبیرونِ شہر کے اکثر تبلیغِ دین کے جلسوں میں بھی **شرکت** فرماتے تھے۔

روزانہ کا جَدوَل

صدرُ الشَّریعہ بدرُالطَّریقہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کا روزانہ کا **جَدْ وَل** کچھ اِس طرح تھا کہ بعد نمازِ فَجر ضَروری **وظائف**

وتلاوتِ قرآن کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ **پریس کا کام** انجام دیتے۔ پھر فوراً مدرَسہ جاکر **تدریس** فرماتے۔ دوپَہر کے کھانے کے بعد مُستَقِلًا کچھ دیر تک پھر پریس کا **کام** انجام دیتے۔ نمازِ ظہر کے بعد عَصر تک پھر **مدرَسہ** میں تعلیم دیتے۔ بعدِ نَمازِ عصر مغرِب تک اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت کی خدمت میں **نشست** فرماتے۔ بعدِ مغرِب عشاء تک اور عشاء کے بعد سے بارہ بجے تک اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت کی خدمت میں **فتوٰی نَوِیسی** کا کام انجام دیتے۔ اسکے بعد گھر **واپَسی** ہوتی اور کچھ **تحریری** کام کرنے کے بعد تقریباً دو بجے شب میں **آرام** فرماتے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت کے **اخیر** زمانۂ حیات تک یعنی کم وبیش **دس برس** تک روزمرّہ کا یِہی **معمول** رہا۔ حضرتِ صدرُ الشَّریعہ، بدرالطریقہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اس محنت شاقّہ وعزم واستقلال سے اُس دَور کے اکابر علماء **حیران** تھے۔ اعلیٰ حضرت عَلَیۡہِ رَحمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت کے بھائی حضرت ننھے میاں مولانا محمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الحنّان فرماتے تھے کہ مولانا امجد علی **کام کی مشین** ہیں اور وہ بھی ایسی مشین جو کبھی **فیل** نہ ہو۔

مصنِّف بھی، مقرِّر بھی، فَقیہِ عصرِ حاضِر بھی
وہ اپنے آپ میں تھا اک ادارہ علم وحکمت کا

ترجَمۂ کنزالایمان

صحیح اور اَغلاط سے مُنَزَّہ (مُ۔نَز۔زَہ) احادیثِ نَبَوِیّہ واقوالِ ائمّہ کے مطابِق ایک ترجَمہ کی ضَرورت محسوس کرتے ہوئے آپ نے **ترجَمۂ قرآن پاک** کے لئے **اعلیٰ حضرت** عَلَیۡہِ رَحمَۃُ ربِّ الۡعِزَّت کی بارگاہِ عظمت میں درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا: ''یہ تو بہت ضَروری ہے مگر چھپنے کی کیا **صورت** ہوگی؟ اس کی **طَباعت** کا کون اہتمام کرے گا؟ **باوُضو** کاپیوں کو لکھنا، باوُضو کاپیوں اور حُرُوفوں کی تصحیح کرنا اور تصحیح بھی ایسی ہو کہ اِعراب نُقطے یا علامتوں کی بھی **غلطی** نہ رہ جائے پھر یہ سب چیزیں ہوجانے کے بعد سب سے **بڑی مشکل** تو یہ ہے کہ پریس مین ہمہ وقت باوُضو رہے، نیز وُضو نہ پتّھر کو چھوئے اور نہ کاٹے، پتّھر کاٹنے میں بھی احتیاط کی جائے اور چھپنے میں جو جوڑیاں نکلی ہیں انکو بھی بہُت احتیاط سے رکھا جائے۔ آپ نے عرض کی: ''اِن شاءَ اللّٰہ جو باتیں ضروری ہیں ان کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی، بِالفرض مان لیا جائے کہ ہم سے ایسا نہ ہوسکا تو جب ایک چیز موجود ہے تو ہوسکتا ہے آئندہ کوئی شخص اس کے طبع کرنے کا انتِظام کرے اور مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے میں کوشش کرے اور اگر اس وقت یہ کام نہ ہوسکا تو آئندہ اس کے نہ ہونے کا ہم کو بڑا افسوس ہوگا۔'' آپ کے اس معروض کے بعد **ترجَمہ** کا کام شروع کر دیا گیا **بِحمدِ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مَساعیٔ جمیلہ سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور آج مسلمانوں کی کثیر تعداد مُجَدِّدِ اعظم،

امامِ اہلسنّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کے لکھے ہوئے قرآنِ پاک کے صحیح ترجمہ **''ترجَمۂ کنز الایمان''** سے مُستفید ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (یعنی صدرالشریعہ) کی ممنونِ احسان ہے اور اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ سلسلہ قِیامت تک جاری رہے گا۔

گر اہلِ چمن فخر کریں اس پہ بجا ہے
امجد تھا گلابِ چمنِ دانش و حکمت

وکیلِ رضا

میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے سوائے **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی کے کسی کو بھی حتّٰی کہ شہزادگان کو بھی اپنی **بیعت** لینے کے لئے **وکیل** نہیں بنایا تھا۔

صدرُ الشَّریعہ کا خطاب کس نے دیا؟

الملفوظ حصّہ اول صَفْحَہ 183 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ میں ہے کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے فرمایا: آپ مَوجودین میں **تَفَقُّہ** (تَ۔فَق۔قُہ) جس کا نام ہے وہ مولوی **امجد علی** صاحِب میں زیادہ پایئے گا، اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اِستفتاء سنایا کرتے ہیں اور جو میں جواب دیتا ہوں لکھتے ہیں، طبیعت اَخّاذ ہے، طرز سے **واقِفیَّت** ہو چلی ہے۔'' میرے آقا **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے ہی حضرت مولانا امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو **صدرُ الشَّریعہ** کے خطاب سے نوازا۔

اٹھا تھا لے کے جو ہاتھوں میں پرچم اعلیٰ حضرت کا
وہ میرِ کارواں ہے کاروانِ اہلسنّت کا

قاضیٔ شرع

ایک دن صبح تقریباً **9** بجے، میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن مکان سے باہَر تشریف لائے، تخت پر قالین بچھانے کا حکم فرمایا۔ سب حاضِرین حیرت زدہ تھے کہ حضور یہ اِہتمام کس لئے فرمارہے ہیں! پھر میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں آج بریلی میں **دارُ القضاء** بریلی کے قِیام کی بنیاد رکھتا ہوں اور **صدرُ الشریعہ** کو اپنی طرف بلا کر ان کا داہنا ہاتھ اپنے دستِ مبارَک میں لے کر **قاضی** کے منصب پر بٹھا کر فرمایا: ''میں آپ کو ہندوستان کے لئے **قاضیٔ شَرع** مقرّر کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے درمیان اگر ایسے کوئی مسائل پیدا

ہوں جن کا شرعی فیصلہ قاضی شَرع ہی کرسکتا ہے وہ **قاضی شَرعی** کا اختیار آپ کے ذمّے ہے۔'' پھر تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا **مصطفٰی رضا خان** علیہ رحمۃ المنّان اور بُرہانِ ملّت حضرتِ علّامہ مفتی **محمد برہانُ الحق** رضوی علیہ رحمۃ القوی کو دار القضاء بریلی میں مفتیٔ شَرع کی حیثیّت سے مقرر فرمایا۔ پھر دُعا پڑھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن کا اقرار حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے کیا۔ **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے دوسرے ہی دن **قاضیٔ شَرع** کی حیثیّت سے پہلی نِشَست کی اور **وِراثت** کے ایک معامَلہ کا فیصلہ فرمایا۔

یہ ساری برکتیں ہیں خدمتِ دینِ پیمبر کی
جہاں میں ہر طرف ہے تذکرہ صدرِ شریعت کا

اعلٰی حضرت کے جنازے کے لئے وصیت

وَصایا شریف صَـفْـحَـہ 24 پر ہے کہ مُجدّدِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِسنّت، مُجدّدِ دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے **اپنی نمازِ جنازہ** کے بارے میں یہ **وصیّت** فرمائی تھی۔ "الـمـنّـةُ الـمُـمْـتـازه"[1] میں نمازِ جنازہ کی جتنی **دعائیں** منقول ہیں اگر **حامد رضا** کو یاد ہوں تو وہ میری **نمازِ جنازہ** پڑھائیں ورنہ مولوی **امجد علی** صاحِب پڑھائیں۔ حضرتِ حُـجَّـةُ الْاِسـلام (حضرت مولٰینا حامد رضا خان) چُونکہ آپ کے ''وَلی'' تھے اسلئے انکو مقدّم فرمایا، وہ بھی مَشرُوط طور پر اور انکے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْـهِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کی نگاہِ انتخاب اپنی **نمازِ جنازہ** کے لئے جس پر پڑی وہ بھی بلاشرط، وہ ذات صدرُ الشَّریعہ، بدر الطریقہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃُ اللہ الغنی کی تھی۔ اسی سے اعلیٰ حضرت عَلَیْهِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کی صدر الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی سے مَحبَّت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آستانۂ مُرشد سے وفا

ایک مرتبہ کسی صاحِب نے تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ **مولانا مصطفٰی رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے سامنے صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا تذکرہ فرمایا تو مفتی اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی چشمانِ کرم سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے **اپنا کوئی گھر نہیں بنایا بریلی ہی کو اپنا گھر سمجھا**۔ وہ صاحِبِ اثر بھی تھے اور کثیر التَّعداد طَلَبہ کے اُستاذ بھی، وہ چاہتے تو بآسانی کوئی **ذاتی دار العلوم** ایسا کھول لیتے جس پر وہ یکہ وتنہا قابِض

---

[1] یہ مبارک رسالہ فتاوی رضویہ مُخرَّجہ ج۹ ص۲۰۹ پر موجود ہے۔

رہتے مگران کے **خلوص** نے ایسا نہیں کرنے دیا۔''

یہ میرے مُرشِد کا کرم ہے

چنانچہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ (اجمیر شریف) میں وہاں کے صدرُ المدَرِّسین ہوکر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہنچے اور وہاں کے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **اندازِ تدریس** سے بہُت **مُتَــــأَثِّــر** ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رُوبرو اس کا ذِکر آیا کہ آپ کی تعلیم بہت **کامیاب** ہوتی نظر آرہی ہے یہ مرکزی دارالعلوم سربلند ہوتا جارہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: **''یہ مجھ پر اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت **کا فضل و کرم ہے۔''**

باغِ عالم کا ہو منظر کیوں نہ رنگین و حَسین
گوشے گوشے سے ہیں طِیب اَفشاں رِیاحینِ رضا

صدرِ شریعت کی صحبت کی عظمت

تلمیذ و خلیفۂ صدر الشریعہ حضرت مولانا سیِّد ظہیر احمد زَیدی علیہ رحمۃ اللہ الھادی لکھتے ہیں: **مجھے** سات سال کے عرصے میں اَن گنت بار مولانا کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملا لیکن میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلسوں کو ان عُیُوب سے **پاک** پایا جو عام طور سے بلا امتیازِ عوام و خواص ہمارے مُعاشَرے کا جُزو بن گئے ہیں مَثَلاً غیبت، چغلی، دوسروں کی بدخواہی، عیب جوئی وغیرہ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی نہایت مقدّس و پاکیزہ تھی، مجھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں دَروغ بیانی (یعنی جھوٹ بولنے) کا کبھی شائبہ بھی نہیں گزرا۔ جہاں تک میری معلومات ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معمولات **قراٰن و سنّت** کے مطابق تھے، گفتگو بھی نِہایت **مہذَّب** ہوتی، کوئی ناشائستہ یا غیر مُہذَّب لفظ استعمال نہ فرماتے، اسی طرح معاملات میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت صاف تھے۔ آپ کا ہر مُعامَلہ **شریعت** مُطَہَّرہ کے اَحکام کے ماتحت تھا۔ ''دادوں'' (علی گڑھ) میں قیام کے دوران کا میں عَینی شاہد ہوں کہ آپ نے کبھی کسی کے ساتھ بدمُعامَلگی نہ کی، نہ کسی کا حق تلف کیا۔

بلندی پر ستارہ کیوں نہ ہو پھر اُس کی قسمت کا
دیا امجد نے جس کو درس قانونِ شریعت کا

صَبر وتحمل

بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم شمسُ الہُدیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ہوگیا تو **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی اُس وقت نمازِ تراویح ادا کررہے تھے۔ اطلاع دی گئی تشریف لائے۔ "اِنا للّٰہ و انا الیہ راجعون" پڑھا اور فرمایا: ابھی آٹھ رَکعت تراویح باقی ہیں، پھر نماز میں مصروف ہوگئے۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے خواب میں آکر فرمایا:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہزادی ''بنو'' سخت بیمار تھیں۔ اِس دَوران ایک دن بعد نمازِ فجر حضرت صدرالشَّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی نے قراٰن خوانی کے لیے طَلَبہ وحاضِرین کوروکا۔ بعدِ ختمِ قراٰنِ مجید آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجلس کو خطاب فرمایا کہ میری بیٹی ''بنو'' کی علالت (بیماری) طویل ہوگئی، کوئی علاج کارگر نہیں ہوا اور فائدے کی کوئی صورت نہیں نکل رہی ہے، **آج شب میں نے خواب دیکھا کہ سرورِ کونین، رحمتِ عالم** روحی فداہ **گھر میں تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ ''بنو'' کو لینے آئے ہیں۔** سیِّد الانام حضورِ اکرم علَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو خواب میں دیکھنا بھی حقیقت میں بلاشُبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم ہی کو دیکھنا ہے۔ بنو کی دنیَوی زندگی اب پوری ہوچکی ہے۔ مگر وہ بڑی ہی خوش نصیب ہے کہ اسے آقا ومولیٰ، رحمتِ عالم، محبوبِ ربُّ الْعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم لینے کے لیے تشریف لائے اور میں نے خوشی سے سپرد (سِ۔پُرد) کیا۔ دعائے خیر کے بعد مجلسِ قراٰن خوانی ختم ہوگئی۔ غالبًا اُسی دن یا دوسرے دن بنو کا انتقال ہوگیا۔ **اللّٰہُ** رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم

شہزادگان پر شفقت

شہزادگان پر شفقت کا جو عالم تھا وہ شہزادۂ صدرالشَّریعہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرتِ علامہ عبدُالمصطفٰے ازہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے مضمون میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ چُنانچِہ آپ فرماتے ہیں: ۱۳۶۶ھ میں خدمتِ اقدس میں حاضِر تھا۔ مولانا ثناءُالمصطفٰے، مولانا بہاءُالمصطفٰے، مولانا فِداءُالمصطفٰے، اس وَقت بہُت چھوٹے بچّے تھے، وہ گلّا گنڈیری) لے کر آتے اور کہتے:''

انا جی اسے گلا بنادو۔''یعنی اسے چھیل کرکاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کردیجئے۔حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے پیار محبت سے مسکرا کر گنا ہاتھ میں لیکر چاقو سے اسے چھیلتے پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے ان لوگوں کے منہ میں ڈالتے۔

گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے

بُخاری شریف میں ہے: **حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کَانَ یَکُوْنُ فِی مَھْنَۃِ اَھْلِہٖ نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے گھر میں کام کاج میں مشغول رہتے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے۔(صَحِیحُ البُخاری،ج۱ص ۲۴۱ ،حدیث ۶۷۶ دارالکتب العلمیة بیروت) اسی سنّت پر عمل کرتے ہوئے **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ گھر کے کام کاج سے عار(شرم) محسوس نہ فرماتے بلکہ سنّت پر عمل کرنے کی نیّت سے ان کو بخوشی انجام دیتے۔

صدرُ الشَّریعہ کا سنّت کے مطابِق چلنے کا انداز

تلمیذ وخلیفۂ صدرِ شریعت، حافظِ ملت حضرتِ علامہ مولانا عبد العزیز مبارَک پوری علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان کرتے ہیں: **حضورِ سیِّدِ عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم راستہ چلتے تو رفتار سے عظمت و وقار کا ظہور ہوتا، دائیں بائیں نگاہ نہ فرماتے ، ہر قدم قُوَّت کے ساتھ اٹھاتے ، چلتے وَقت جسمِ مبارَک آگے کی طرف قدرے جُھکا ہوتا، ایسا لگتا گویا اونچائی سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہوں۔ ہمارے استاذِ محترم صدرُ الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ سنّت کے مطابق راستہ چلتے تھے، ان سے ہم نے **علم** بھی سیکھا اور **عمل** بھی۔ یہی حضرتِ حافظِ ملّت فرماتے ہیں: ''میں دس سال حضرتِ صدرُ الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ کی کفش برداری (یعنی خدمت) میں رہا، آپ کو ہمیشہ مُتَّبِعِ سنّت پایا۔''

جس کی ہر ہر ادا سنّتِ مصطفٰے
ایسے صدرِ شریعت پہ لاکھوں سلام

نَماز کی پابندی

سفر ہو یا **حَضَر** صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ کبھی **نَماز** قضاء نہ فرماتے۔شدید سے شدید بیماری میں بھی نماز ادا فرماتے۔ اجمیر شریف میں ایک بار **شدید بُخار** میں مبتلا ہوگئے یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی۔ دوپَہَر سے پہلے غشی طاری ہوئی اور عصر تک رہی۔ حافِظِ ملّت مولانا عبدُ العزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ خدمت کے لیے حاضِر تھے، صدرُ الشَّریعہ، بدرالطریقہ علیہ رحمۃُ ربِّ الوریٰ کو جب ہوش آیا تو سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا: کیا **وقت** ہے؟ ظہر کا وقت ہے یا نہیں؟ حافِظِ ملّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے عرض کی کہ اتنے بج گئے ہیں اب ظہر کا وَقت نہیں۔ یہ سن کر اتنی اَذِیَّت پہنچی کہ آنکھ سے **آنسو** جاری ہوگئے۔ حافِظِ ملّت عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے

دریافت کیا: کیا حُضور کو کہیں درد ہے، کہیں تکلیف ہے؟ فرمایا: ''(بہت بڑی)'' **تکلیف** ہے کہ ظہر کی نَماز قضاء ہو گئی۔'' حافِظ ملّت عَلَیْہِ رَحمۃُ ربِّ الْعِزَّت نے عرض کی: حُضور بیہوش تھے۔ **بیہوشی** کے عالم میں نَماز قضا ہونے پر کوئی مُؤاخذَہ (قیامت میں پوچھ گچھ) نہیں۔ فرمایا: آپ مُؤاخذَہ کی بات کر رہے ہیں وقتِ مُقرّرہ پر دربارِ الٰہی عزوجل کی ایک **حاضِری** سے تو محروم رہا۔

نمازِ باجماعت کا جذبہ

حضرتِ صدرُ الشَّریعہ، بدر الطریقہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس پر بہُت سختی سے پابند تھے کہ مسجد میں حاضِر ہو کر **باجماعت نماز** پڑھیں۔ بلکہ اگر کسی وجہ سے مؤذِّن صاحِب وقتِ مقرّرہ پر نہ پہنچتے تو **خود اذان** دیتے۔ قدیم دولت خانے سے مسجد بالکل قریب تھی وہاں تو کوئی دِقّت نہیں تھی لیکن جب نئے دولت خانے **قادِری منزل** میں رہائش پذیر ہوئے تو آس پاس میں دو مسجدیں تھیں۔ ایک بازار کی مسجد دوسری بڑے بھائی کے مکان کے پاس جو'' نــــوّا کی مسجد'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں مسجدیں فاصلے پر تھیں۔ اس وقت **بینائی** بھی کمزور ہو چکی تھی، بازار والی مسجد نسبتاً قریب تھی مگر راستے میں بے تکی نالیاں تھیں۔ اسلئے ''نوا کی مسجد'' نماز پڑھنے آتے تھے۔ ایک دَفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی نَماز کے لئے جارہے تھے، راستے میں ایک کُنواں تھا، ابھی کچھ اندھیرا تھا اور راستہ بھی ناہموار تھا، بے خیالی میں کُنویں پر چڑھ گئے قریب تھا کہ کنویں کے غار میں قدم رکھ دیتے۔ اتنے میں ایک عورت آ گئی اور زور سے چِلّائی! ''ارے مولوی صاحِب کُنواں ہے رُک جاؤ! ورنہ گر پڑیو!'' یہ سنکر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قدم روک لیا اور پھر کنویں سے اتر کر مسجِد گئے۔ اس کے باوُجود **مسجد کی حاضِری** نہیں چھوڑی۔

بیماری میں بھی روزہ نہ چھوڑا

ایک بار رَمَضانُ المبارَك میں سخت سردی کا بخار چڑھ گیا۔ اس میں خوب ٹھنڈ لگتی اور **شدید بخار** چڑھتا ہے نیز پیاس اتنی شدّت سے لگتی ہے کہ نا قابلِ برداشت ہو جاتی ہے۔ تقریباً ایک ہفتہ تک اِس **بخار** میں گرفتار رہے۔ ظہر کے بعد خوب سردی چڑھتی پھر **بخار** آ جاتا مگر قربان جایئے! اس حال میں بھی کوئی **روزہ** نہیں چھوڑا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

شارحِ بخاری حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **میرے والِدِ** ماجِد مرحوم ابتِداءِ نوعُمری میں بہت بڑے تاجر تھے اور حساب کے ماہر، صدرُ الشَّریعہ ان کو بلا کر (زکوٰۃ کا) پورا حساب لگواتے۔ پھر انھیں سے کپڑے کا تھان منگا کر عورتوں کے لائق الگ مردوں بچوں کے لائق الگ اور سب کے مناسب قطع کرا کے تقسیم فرماتے۔ کوئی سائل

کبھی دروازے سے خالی واپس نہ جاتا، بہت بڑے **مہمان نواز** اور عُموماً مہمان آتے رہتے سب کے شایانِ شان کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے اور آرام کا اہتمام فرماتے۔ مہمانوں کے لئے خصوصیت سے ان کی ضروریات کی چیزیں ہروقت گھر میں رکھتے۔

دُرودِ رضویہ پڑھنے کا جذبہ

کتنی ہی مصروفیت ہو نَمازِ فجر کے بعد ایک پارہ کی تلاوت فرماتے اور پھر ایک حزب (باب) دلائلُ الخیرات شریف پڑھتے، اس میں کبھی ناغہ نہ ہوتا، اور بعدِ نَمازِ جمعہ بلا ناغہ 100 بار **دُرودِ رضویہ** پڑھتے۔ حتّٰی کہ سفر میں بھی جمعہ ہوتا تو نمازِ ظہر کے بعد **دُرودِ رضویہ** نہ چھوڑتے، چلتی ہوئی ٹرین میں کھڑے ہو کر پڑھتے۔ ٹرین کے مسافر اِس دیوانگی پر حیرت زدہ ہوتے مگر انہیں کیا معلوم۔ ۔

دیوانے کو تحقیر سے دیوانہ نہ کہنا
دیوانہ بہت سوچ کے دیوانہ بنا ہے

اِصلاح کرنے کا انداز

اولاد اور طلبہ کی عملی تعلیم وتربیت کا بھی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خُصُوصی خیال فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا تقویٰ وَتدیُّن (یعنی دین داری) اس اَمر کا **مُتَحَمِّل** (مُ۔تَ۔حَم۔مِل) ہی نہ تھا کہ کوئی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے خِلافِ شرع کام کرے اگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے علم میں طَلَبہ یا اولاد کے بارے میں کوئی ایسی بات آتی جو احکامِ شریعت کے خِلاف ہوتی تو چہرۂ مبارَکہ کا رنگ بدل جاتا تھا، کبھی شدید ترین بَرہمی کبھی زَجر وتَوبیخ (ڈانٹ ڈَپَٹ) اور کبھی تنبیہ وسزا اور کبھی مَوعِظۂ حَسَنہ غرض جس مقام پر جو طریقہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مناسِب خیال فرماتے استِعمال میں لاتے تھے۔

خواب میں آکر رہنمائی

خلیلِ ملّت حضرتِ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ رحمۃ الباقی فرماتے ہیں: طَلَبہ کی طرف اِلتفاتِ تام (یعنی بھرپور توجُّہ) کا اندازہ اس واقِعہ سے لگائیے کہ فقیر کو ایک مرتبہ ایک مسئلہ تحریر کرنے میں اُلجھن پیش آئی، الحمد للہ میرے استاذِ گرامی، حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا: ''**بہارِشریعت** کا فُلاں حصہ دیکھ لو۔'' صبح کو اُٹھ کر **بہارِ شریعت** اٹھائی اور مسئلہ (مَس۔ءَ۔لہ) حل کر لیا۔ وِصال شریف کے بعد فقیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی درسِ حدیث دے رہے ہیں، **مسلم** شریف سامنے ہے اور شَفّاف لباس میں ملبوس تشریف فرما ہیں، مجھ سے فرمایا: آؤ تم بھی **مسلم**

شریف پڑھ لو۔

ہر طرف علم و ہنر کا آپ سے دریا بہا
آپ کا احسان اے صدر الشّریعہ کم نہیں

نعت شریف سنتے ہوئے اشک باری

منقول ہے کہ جب نعت شروع ہوتی تو صدرُ الشّریعہ علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی مُؤَدَّب بیٹھ کر دونوں ہاتھ باندھ لیتے اور آنکھیں بند کر لیتے۔ انتہائی وقار و تَمکِنَت (تَم۔کِ۔نَت) کے ساتھ پُرسکون ہو جاتے اور پورے **اِنہماک وتوجُّہ** سے سنتے۔ پھر کچھ ہی دیر بعد آنکھوں سے سَیلِ اَشک اس طرح **جاری** ہو جاتے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے۔ **نعت** پڑھنے والا نعت پڑھکر خاموش ہو جاتا اس کے بعد بھی کچھ دیر تک یہی خود فراموشی طاری رہتی۔

متاعِ عشقِ سرکارِ دو عالم ہو جسے حاصل
کشش اِس کیلئے کیا ہوگی دنیا کے خزینے میں

حضرتِ شاہِ عالم کا تخت

حضرتِ سیِّدُ ناشاہِ عالم علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الاکرم بَہُت بڑے عالِمِ دین اور پائے کے ولیُّ اللہ تھے۔ مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف (گجرات الھند) میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ہی لگن کے ساتھ علمِ دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ایک بار بیمار ہو کر صاحبِ فَراش ہو گئے اور پڑھانے کی چُھٹیاں ہو گئیں۔ جس کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے حد افسوس تھا۔ تقریباً چالیس دن کے بعد صحّت یاب ہوئے اور مدرَسے میں تشریف لا کر حسبِ معمول اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے۔ چالیس دن پہلے جہاں سبق چھوڑا تھا وَہیں سے پڑھانا شروع کیا۔ طَلَبہ نے مُتَعَجِّب ہو کر عرض کی: حضور: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ مضمون تو بَہُت پہلے پڑھا دیا ہے گزشتہ کل تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فُلاں سبق پڑھایا تھا! یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً مُراقِب ہوئے۔ اُسی وقت **سرکارِ مدینہ**، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحِبِ معطّر پسینہ، باعثِ نُزُولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارَکہ کو جنبش ہوئی، مُشکبار پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''**شاہِ عالم!** تمہیں اپنے اَسباق رہ جانے کا بہت افسوس تھا لہٰذا تمہاری جگہ تمہاری صورت میں تخت پر بیٹھ کر میں روزانہ سبق پڑھا دیا کرتا تھا۔'' جس تخت پر **سرکارِ نامدار** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے اُس پر اب حضرتِ قبلہ سیِّدُ نا **شاہِ عالم** علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الاکرم کس طرح

بیٹھ سکتے تھے لہٰذا فوراً تخت پر سے اُٹھ گئے ۔تخت کو یہاں کی مسجِد میں مُعَلَّق کر دیا گیا۔اس کے بعد حضرتِ سیِّد نا **شاہِ عالم** علیہ رَحْمَۃُ اللہِ الاکرم کیلئے دوسرا تخت بنایا گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وِصال کے بعد اُس تخت کو بھی یہاں مُعلّق کر دیا گیا۔اِس مقام پر دُعا قَبول ہوتی ہے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

خلیفۂ صدرِشریعت، پیرِ طریقت حضرتِ علاّمہ مولٰینا حافظ قاری محمد مُصلحُ الدّین صِدّیقی القادِری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے میں (سگِ مدینہ عُفِی عنہ) نے سنا ہے، وہ فرماتے تھے: **مُصنّفِ بہارِشریعت** حضرتِ صدرُ الشّریعۃ مولٰینا محمد امجد علی اعظمی صاحِب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ مجھے مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف (ھند) میں حضرت سیّدنا **شاہ عالم** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضِری کی سعادت حاصِل ہوئی، ان دونوں تختوں کے نیچے حاضر ہوئے اور اپنے اپنے دِل کی دعائیں کر کے جب فارِغ ہوئے تو میں نے اپنے پیرومرشد حضرتِ صدرُ الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی سے عرض کی: حُضور! آپ نے کیا دعا مانگی؟ فرمایا: **''ہر سال حج نصیب ہونے کی۔''** میں سمجھا حضرت کی دُعا کا مَنشا یہی ہوگا کہ جب تک زِندہ رہوں **حج** کی سعادت ملے۔لیکن یہ دُعا بھی خوب قبول ہوئی کہ اُسی سال حج کا قَصد فرمایا۔**سفینۂ مدینہ** میں سَوار ہونے کیلئے اپنے وطن مدینۃ العلماء گھوسی (ضِلع اعظم گڑھ) سے **بمبئی** تشریف لائے۔یہاں آپ کو نُمونیہ ہوگیا اور سفینے میں سوار ہونے سے قبل ہی **۱۳۶۷** کے ذیقعدۃُ الحرام کی دوسری شب 12 بجکر 26 مِنَٹ پر بمطابق 6 ستمبر 1948 کو آپ وفات پا گئے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں   قدم رکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تھی سفینے میں

سبحٰنَ اللہ مبارَک تخت کے تحت مانگی ہوئی دُعا کچھ ایسی قبول ہوئی کہ اب آپ اِن شَاءَ اللہ عزّوجل قِیامت تک حج کا ثواب حاصِل کرتے رہیں گے۔خود حضرتِ صدرالشّریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب بہارِشریعت حصّہ 6 صَفحہ 5 پر یہ حدیثِ پاک نَقل کی ہے: جو حج کیلئے نکلا اور فوت ہوگیا تو قِیامت تک اُس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کیلئے نکلا اور فوت ہوگیا اُس کیلئے قِیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور فوت ہوگیا اس کیلئے قِیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند أبي يعلى ج٥، ص٤٤١ حديث ٦٣٢٧ دارالكتب العلمية بيروت)

مادّۂ تاریخ

درجِ ذیل آیتِ مبارکہ آپ کی وفات کا مادّۂ تاریخ ہے۔(پ ۱۴، الحجر ۴۵)

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ

۱ ۳ ۶ ۷ ھ

آپ کا مزار مبارک

بعدِ وفات حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کے وُجودِ مسعود کو بذریعۂ ٹرین بمبئی سے **مدینۃُ العُلَماء** گھوسی لے جایا گیا۔ وہیں آپ کا **مزارِ مبارک** مرجعِ خواص وعوام ہے۔

قَبْر شریف کی مِٹّی سے شِفاء مل گئی

مدینۃُ العلَماء گھوسی کے مولانا فخر الدّین کے والدِ محترم مولانا نظامُ الدّین صاحِب کے **گُر دے میں پتھری** ہوگئی تھی۔ انہوں نے ہرطرح کا علاج کیا لیکن کوئی فائدہ حاصِل نہ ہوا۔ بالآخر **صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ** علیہ رحمۃ اللہ القوی کی قبرِ انور کی مِٹی استعمال کی جس سے الحمدللہ عزوجل ان کے **گردے کی پتھری** نکل گئی اور شِفاء حاصِل ہوگئی۔

دراِمجد سے منگتا کو برابر بھیک ملتی ہے

گدا پہنچے، تونگر، یاسوالی علم و حکمت کا

مزار سے خوشبو

آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دفن ہونے کے بعد کئی روز **بارِش** ہوتی رہی چُنانچہ قبرِ انور پر چٹائیاں ڈال دی گئیں۔ جب 15 دن کے بعد **مزار** تعمیر کرنے کے لئے وہ چٹائیاں ہٹائی گئیں تو **خوشبو** کی ایسی لپٹیں اُٹھیں کہ پوری فضا معطّر ہوگئی۔ یہ **خوشبو** مسلسل کئی دن تک اُٹھتی رہی۔

حقیقت میں نہ کیوں اللہ کا محبوب ہو جائے

نہ کھویا عمر بھر جس نے کوئی لمحہ عبادت کا

وفات کے بعد صدرُ الشَّریعہ کا بیداری میں دیدار ہو گیا!

شہزادہ صدرالشریعہ، مُحدِّثِ کبیر حضرتِ علّامہ ضیاء المصطفٰی مصباحی مدظلہ فرماتے ہیں: غالِباً 1391ھ یا 1392ھ کا واقِعہ ہے کہ طویل غیر حاضری کے بعد حضرتِ مجاہِدِ ملّت مولٰینا حبیبُ الرحمٰن اِلہ آبادی علیہ رحمۃ الھادی **عرسِ امجدی** میں مدینۃ

العلماءگھوسی تشریف لائے (حضرت صدرالشریعہ کے) عُرس شریف کے اجلاس میں دورانِ تقریر اپنی **مسلسل** غیر حاضری کا سبب بیان کرتے ہوئے آپ (یعنی حضرت مجاہد ملّت) نے فرمایا کہ عُرس شریف کی آمد پر مجھے ہر سال الحمدللہ عزوجل صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی زِیارت **خواب** میں ہوتی رہتی ہے جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے طلب فرمانا چاہتے ہیں۔مگر چندضَروری مصروفیات عین وَقت پر ہمیشہ رُکاوٹ بن جایا کرتی تھیں۔امسال بھی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی **خواب میں** جلال بھرے انداز میں زیارت نصیب ہوئی۔یہی معلوم ہورہا تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرا انتظار فرما رہے ہیں۔اِسی دَوران **عرسِ امجدی** کا دعوت نامہ بھی موصول ہوا۔اب بَہر صورت حاضر ہونا تھا اور ہوگیا۔ابھی سلسلۂ تقریر جاری تھا۔۔۔۔ کہ آپ (یعنی مجاہدِ ملّت) اچانک مزارِاقدس کی طرف مُتَوَجّہ ہوگئے اوراشک بار آنکھوں کے ساتھ رِقّت انگیز لہجے میں صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ سے مُعافی کے خواستگار ہوئے۔**مجاہدِ ملت** کا بیان ختم ہونے کے بعدحضرتِ حافظِ ملت مولٰینا عبدالعزیز علیہ رحمۃ القوی نے تقریر شروع کی۔دَورانِ تقریر بے ساختہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زَبان سے یہ جملہ صادر ہوا کہ **حضرتِ صدرالشریعہ** علیہ الرحمۃ **بِلا شبہ ولی تھے وہ اب بھی اسی طرح زندہ ہیں جیسے پہلے تھے ابھی ابھی حضرت مجاہدِ ملت نے ان کا دیدار کیا۔** اتنا فرماتے ہی حضرت حافظِ ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنبھل گئے اور فوراً اپنی تقریر کا رُخ موڑ دیا۔چُنانچہ جوحضرات **مُتَوَجِّہ** تھےاور جنہیں حضرت حافظِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کشف وکرامات نیز اندازِ بیان کا علم تھا وہ عُقدہ حل کر(یعنی گُتھی سُلجھا) چکے تھے اور انہیں یقین ہوگیا کہ حافظِ ملّت اور مجاہدِ ملّت رَحِمَہُمَا اللّٰہ تعالٰی جنہیں حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی قُرب حاصل ہے **ان دونوں حضرات کو اس وقت حضرتِ صدرالشریعہ** علیہ الرحمۃ **کا سَر کی آنکھوں سے دیدار نصیب ہوا۔**

کون کہتا ہے ولی سب مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

بہارِ شریعت

صدرالشریعہ،بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا پاک وہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ضخیم عربی کُتُب میں پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو سِلکِ تحریر میں پِرَو کر ایک مقام پر جمع کردیا۔انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزارہا مسائل کا بیان **بہارِشریعت** میں موجود ہے۔ان میں بے شمار مسائل ایسے بھی ہیں جن کا سیکھنا ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر فرضِ عَین ہے۔اس کی تصنیف کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے **صدرالشریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ

الورٰی لکھتے ہیں: ''اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لئے کافی ووافی ہو۔''

فقہِ حنفی کی مشہور کتاب **فتاوٰی عالمگیری** سینکڑوں عُلَمائے دین علیہم رحمۃ اللہ المبین نے حضرت سیِّدُنا **شیخ نظامُ الدّین مُلاجِیوَن** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں **عَرَبی زَبان** میں مُرَتَّب فرمائی مگر قُربان جایئے کہ **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃ ربِّ الورٰی نے وُہی کام **اُردُو زبان** میں **تنِ تنہا** کر دکھایا اور علمی ذَخائر سے نہ صرف مُفتیٰ بِہٖ اقوال چُن چُن کر **بہارِ شریعت** میں شامل کئے بلکہ سینکڑوں **آیات** اور **ہزاروں احادیث** بھی مُوضوع کی مناسَبَت سے دَرج کیں۔ **آپ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خُود **تحدیثِ نعمت** کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں: ''**اگر اَورنگزیب عالمگیر اس کتاب** (یعنی بہارِ شریعت) **کو دیکھتے تو مجھے سَونے سے تو لتے۔**''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصد یہ تھا کہ بَرِّصَغِیر کے مسلمان اپنے دین کے **مسائل** سے بآسانی آگاہ ہو جائیں چُنانچِہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''**اس کتاب میں حتَّی الوَسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہُت آسان ہو کہ سمجھنے میں دِقّت نہ ہو اور کم علم اور عورَتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ مُمکِن نہیں کہ علمی دُشواریاں بِالکل جاتی رہیں ضَرور بہُت مَواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہلِ علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم ازکم اتنا نفع ضَرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں مُتَنَبِّہ** (مُ۔تَ۔نَب۔بِہ۔یعنی خبر دار) **کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رُجوع کی توجُّہ دلائے گا۔**''

اِس کتاب کا عرصۂ تصنیف تقریباً **ستائیس**[۲۷] **سال** کے عرصے پر مُحیط ہے۔ یاد رہے کہ 27 سال کا یہ مطلب نہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سالوں میں ہمہ وقت تصنیف میں مشغول رہے بلکہ تعطیلات میں دیگر اُمُور سے وقت بچا کر یہ کتاب لکھتے جس کے سبب اس کی تکمیل میں خاصی تاخیر ہوگئی چُنانچِہ آپ **بہارِ شریعت** حصّہ 17 کے اختِتام پر بعنوان ''**عرضِ حال**'' میں لکھتے ہیں: ''**اس کی تصنیف میں عُمُوماً یہی ہوا کہ ماہ رمضان مبارَک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا۔**''

بُزُرگوں کے الفاظ بابرکت ہوتے ہیں

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علاّمہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بہارِ شریعت میں مسائل بیان کر کے کئی جگہ **فتاوٰی رضویہ شریف** کا حوالہ دیا ہے بلکہ بہارِ شریعت حصّہ 6 میں اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کا

لکھا ہوا حج کے احکام پر مشتمل رسالہ ''انور البشارہ'' پورا شامل کرلیا ہے اور عقیدت تو دیکھئے کہ کہیں بھی الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں کی تا کہ ایک ولیٔ کامل کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ کی برکتیں بھی حاصل ہوں چُنانچہ لکھتے ہیں: **اعلیٰ حضرت** قبلہ قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ ''**انورالبشارہ**'' پورا اس میں شامل کر دیا ہے یعنی متفرق طور پر مضامین بلکہ عبارتیں داخلِ رسالہ ہیں کہ اوّلاً: تبرک مقصود ہے۔ دُوُم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہٰذا عبارت بھی نہ بدلی۔ (بہارِ شریعت حصّہ 6 ص 203 مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

صدرُ الشَّریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی مسائلِ شرعِیَّہ کو بہارِ شریعت کے 20 حِصّوں میں سمیٹنا چاہتے تھے مگر مکمَّل نہ کر سکے اور اس کے مُتَعَلِّق آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ''عرضِ حال'' میں تفصیل بیان کی ہے اور یہ وصیَّت فرمائی ہے کہ: **''اگر میری اولاد یا تلامِذہ یا عُلَماء اہلسنّت میں سے کوئی صاحِب اس کا قلیل حصّہ جو باقی رہ گیا ہے اُس کی تکمیل فرمائیں تو میری عَین خوشی ہے۔''** چُنانچہ صدر الشریعہ علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور اس کے بقیّہ **تین حصّے** بھی چَھپ کر منظر عام پر آچکے۔

اِس تصنیف کی ایک **خوبی** یہ بھی ہے کہ **اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے **بہارِ شریعت** کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے حصّے کا مُطالَعہ فرما کر جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ پڑھنے کے قابل ہے چُنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: **الحمدللہ مسائلِ صَحیحہ رَجیحہ مُحقَّقہ مُنَقَّحہ پر مشتمل پایا، آجکل ایسی کتاب کی ضَرورت تھی کہ عوام بھائی سَلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واَغلاط کے مَصنوع ومُلَمَّع زَیوروں کی طرف آنکھ نہ اُٹھائیں۔''**

جس کے دم سے بہارِ شریعت ملی
ایسے صدرِ شریعت پہ لاکھوں سلام

عالم بنانے والی کتاب

بہارِ شریعت جہیز ایڈیشن جدید مطبوعہ مکتبہ رضویہ صَفْحَہ 12 پر ہے: جگر گوشۂ **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی، حضرت علّامہ مولانا قاری محمد رضاءُ المصطفٰی اعظمی مدظلہ العالی فرماتے ہیں: **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے **بہارِ شریعت** کے ساتھ اس کتاب کا نام ''**عالم بنانے والی کتاب**'' بھی رکھا۔ جب اِس کتاب کے سترّہ حصے تصنیف ہو گئے تو **صدرُ الشَّریعہ** علیہ رحمۃُ ربِّ الورٰی نے فرمایا کہ: بہارِ شریعت کے چھ حصے جن میں روزمرّہ کے عام مسائل ہیں۔ ان چھ حصوں کا ہر گھر میں ہونا ضَروری ہے تا کہ عقائد، طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج کے فِقہی مسائل عام فہم سَلیس (یعنی آسان) اردو زبان میں

پڑھ کر جائز وناجائز کی تفصیل معلوم کی جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دیگر علمائے اہلسنّت نے بھی **بہارِشریعت** کو''عالم بنانے والی کتاب''تسلیم کیا ہے۔چُنانچِہ مُحَقِّقِ عصر حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی الحاج **محمد نظام الدّین رضوی** اطا لَ اللّٰہُ عمرَہٗ (صدر شُعبۂ افتاء، دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، الھند)**۲۸** جمادی الاولٰی **۱۴۲۹** ھ کو جاری کردہ اپنے ایک فتوے میں اِرقام فرماتے ہیں: آج ہمارے عُرف میں جن حضرات پر عالم، فقیہ، مفتی کا اطلاق ہوتا ہے یہ وُہی لوگ ہیں جو کثیر فُروعی مسائل کے حافِظ ہوں اور فِقہ کے بیشتر ضَروری اَبواب پر ان کی نظر ہو، تا کہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو سمجھ جائیں کہ اس کا حکم فُلاں باب میں ملے گا، پھر اسے نکال کر، نیز دوسرے کے سمجھائے بخوبی سمجھ سکیں اور صحیح حکمِ شرعی بتا سکیں۔ **بہارِشریعت** کو''عالم بنانے والی کتاب''اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص اسے اچھی طرح سمجھ کر پڑھ لے اور اس کے مسائلِ کثیرہ کو ذِہن نشین کر لے تو وہ **عالم** ہو جائے گا کہ وہ حافِظ فُروعِ کثیرہ ہے۔''

بہارِشریعت کے اس عظیم علمی ذخیرے کو مُفید تر بنانے کے لئے اس پر **دعوتِ اسلامی** کی مجلس، **المدینۃ العلمیۃ** کے مَدَنی علماء نے تَخریج وتسہیل اور کہیں کہیں حَواشی لکھنے کی سعی کی ہے اور **مکتبۃ المدینہ** سے طبع ہو کر، تادمِ تحریر اس کے 1 تا 6 اور سولھواں حصہ منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔اب ابتدائی 6 حصّوں کو ایک **جلد** میں پیش کیا جا رہا ہے۔ **اللّٰہ** تعالٰی **دعوتِ اسلامی** کی اس خدمت کو قَبول فرمائے اور اِس کا نفع عام فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت کے کمالِ علم کا عکسِ جمیل　　مظہرِ یکتائی و تحقیق و تمکینِ رضا

اہلِ سنّت کا وقار و افتخار اس کا وُجُود

اس کی شخصیّت پہ نازاں ہیں محبینِ رضا

طالبِ غمِ مدینہ
و
بقیع
و
مغفِرت

۱۷ جمادی الاخرہ ۱۴۲۹ ھ

نَزِیل الامارات العربیۃ المتحدۃ

ایک نظر ادھر بھی

''**بہارشریعت**'' کو تصنیف ہوئے تقریباً 92 سال ہو چکے ہیں۔ بعض ناشرین نے بہارشریعت میں لکھی ہوئی اصل املا کو تبدیل کر کے جدید اردو میں تبدیل کر دیا ہے۔ مگر ہم نے اس میں لکھی ہوئی املا کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تا کہ ''نقل مطابق اصل'' کے اصول کے تحت ہو جائے۔ لیکن فی زمانہ ان الفاظ کا عام استعمال نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والے کو دشواری پیش آسکتی تھی۔ اس بات کے پیش نظر شعبۂ تخریج مجلس **المدینۃ العلمیۃ** (دعوتِ اسلامی) نے حتی المقدور ایسے الفاظ کو ایک جگہ جمع کر کے ان کے سامنے فی زمانہ استعمال ہونے والے الفاظ کو تحریر کر دیا ہے۔

نمبرشمار	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ	نمبرشمار	قدیم الفاظ	مستعملہ جدید الفاظ
1	پتا	پتہ	27	کوئیں	کنویں
2	تاگا	دھاگا	28	ناج	اناج
3	تربز	تربوز	29	دہنی	داہنی
4	پرند	پرندہ	30	دہنا	داہنا
5	سپید	سفید	31	زائد	زیادہ
6	سمجھ وال	سمجھدار	32	لنبی	لمبی
7	سوئر	سور	33	لنبا	لمبا
8	طیار	تیار	34	ضرور	ضروری
9	کوآری	کنواری	35	شبہہ	شبہ
10	کوآں	کنواں	36	مونھ	منہ

11	اکاسی	اکیاسی	37	اکانوے	اکیانوے
12	پانسو	پانچ سو	38	پروس	پڑوس
13	پروا	پرواہ	39	پھوپی	پھوپھی
14	دکان	دوکان	40	دکاندار	دوکاندار
15	دوانی	دونی	41	دوپٹا	دوپٹہ
16	ڈھکیل	دھکیل	42	زن وشو	زن وشوہر
17	کمل	کمبل	43	کھات	کھاد
18	کیواڑ	کواڑ	44	گھنٹا	گھنٹہ
19	منہدی	مہندی	45	ناشتا	ناشتہ
20	ورثہ	ورثا	46	یوہیں	یونہی
21	اوجالا	اجالا	47	اوکھاڑنے	اکھاڑنے
22	اوڑانا	اڑانا	48	اُوڑ	اُڑ
23	اولٹا	الٹا	49	اونتیس	انتیس
24	اون	اُن	50	اوس	اُس
25	فَیر	فائر	51	اوٹھائیں	اٹھائیں
26	اوترا	اترا	52	درم	درہم

بہارِشریعت کے پہلے چھ حصوں کی اصطلاحات

حصہ اول(۱) کی اصطلاحات

1	عِلمِ ذاتی	وہ علم کہ اپنی ذات سے بغیر کسی کی عطا کے ہو(اسے ''علم ذاتی'' کہتے ہیں)،اور یہ صرف اللہ عزّ وجلّ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۹،ص۵۰۳)
2	عِلمِ عطائی	وہ علم جو اللہ عزوجل کی عطا سے حاصل ہو،اسے ''علم عطائی'' کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۹،ص۵۰۳)
3	مُعجِزہ	نبی سے بعد دعویٔ نبوت خلافِ عادت صادر ہونے والی چیز کو جس سے سب منکرین عاجز ہو جاتے ہیں اسے معجزہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۸)
4	مُحکَم	جس کے معنی بالکل ظاہر ہوں اور وہی کلام سے مقصود ہوں اس میں تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہ ہو اور نسخ یا تبدیل کا احتمال نہ ہو۔ (تفسیر نعیمی، ج۳،ص۲۵۰)
5	مُتَشابہ	جس کی مراد عقل میں نہ آسکے اور یہ بھی امید نہ ہو کہ رب تعالی بیان فرمائے۔ (تفسیر نعیمی، ج۳،ص۲۵۰)
6	اِلہام	ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات اِلقا ہوتی ہے(یعنی دل میں ڈالی جاتی ہے)۔اس کو الہام کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۱)
7	وحی شیطانی	جو شیطان کی جانب سے کاہن،ساحر،کفار وفُسّاق کے دلوں میں ڈالی جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۲)
8	اِرہاص	نبی سے جو بات خلافِ عادت نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو اِرہاص کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۸)
9	کرامت	ولی سے جو بات خلافِ عادت صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۸)
10	مَعُونت	عام مومنین سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اس کو معونت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۸)
11	اِستِدراج	بے باک فُجّار یا کفار سے جو بات ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ا،ص ۳۸)

12	اِہانت	بے باک فجار یا کفار سے جو بات ان کے خلاف ظاہر ہو اس کو اہانت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۱، ص ۳۸)
13	شَفاعَت بالوجاهة	مُستَشفَعُ اِلیہ (جس سے سفارش کی گئی) کی بارگاہ میں شفاعت کرنے والے کو جو وجاہت (عزت اور مرتبہ) حاصل ہے اس کے سبب شفاعت کا قبول ہونا شفاعت بالوجاہت ہے۔ ماخوذ از شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، ص ۲۷)
14	شَفاعت بالمحبة	وہ شفاعت جس کی قبولیت کا سبب مُستَشفَعُ اِلیہ (جس سے سفارش کی گئی) کی شفاعت کرنے والے سے محبت ہے۔ (ماخوذ از شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، ص ۱۴۲)
15	شفاعت بالاذن	اس کا معنی یہ ہے کہ جس کے لیے شفاعت کی گئی ہے، شفاعت کرنے والے کو مُستَشفَعُ اِلیہ کے سامنے اس کی شفاعت پیش کرنے کی اجازت ہو۔ (شفاعت مصطفیٰ ترجمہ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی، ص ۱۴۰)
16	بَرزَخ	دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ ۱، ص ۵۰)
17	ایمان	سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں ایمان کہلاتا ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۱، ص ۹۲)
18	ضروریاتِ دین	اس سے مراد وہ مسائل دین ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وَحدانیّت، انبیاء علیہم السلام کی نبوت، جنت ودوزخ وغیرہ۔ (بہارشریعت، حصہ ۱، ص ۹۲)
19	ماترید یه	اہلسنت کا وہ گروہ جو فروعی عقائد میں امام علم الہدی حضرت ابومنصور مَاتُرِیدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پیروکار رہے وہ ماتریدیہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۱، ص ۹۵)
20	اَشاعِرہ	اہلسنت کا وہ گروہ جو فروعی عقائد میں امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالی کا پیروکار ہے وہ اشاعرہ کہلاتا ہے۔ (ماخوذ بہارشریعت، حصہ ۱، ص ۹۵)
21	شرک	اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔ (وقار الفتاوی، ج ۱، ص ۲۷۰)
22	جِزْیه	وہ شرعی محصول جو اسلامی حکومت اہل کتاب سے ان کی جان ومال کے تَحَفُّظ کے عوض میں وصول کرے۔ (ماخوذ از تفسیر نعیمی، ج ۱۰، ص ۲۵۴)

23	تَقلید	کسی کے قول وفعل کو اپنے اوپر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اوراس کا کام ہمارے لیے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے، جیسے کہ ہم مسائل شرعیہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول وفعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے۔ (ماخوذ از جاء الحق ،ص۲۲)
☆شرعی مسائل تین طرح کے ہیں (۱) عقائد،ان میں کسی کی تقلید جائز نہیں (۲) وہ احکام جو صراحۃً قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت ہوں اجتہاد کو ان میں دخل نہیں،ان میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں جیسے پانچ نمازیں،نماز کی رکعتیں،تیس روزے وغیرہ (۳) وہ احکام جو قرآن پاک یا حدیث شریف سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے جائیں،ان میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے۔ (ماخوذ از جاء الحق ص۲۵،۲۶)		
24	قیاس	قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ لگانا،اور شریعت میں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینے کو قیاس کہتے ہیں۔ (ماخوذ از جاء الحق ،ص۴۳)
25	بِدعت	وہ اِعتِقاد یا وہ اَعمال جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوں بعد میں ایجاد ہوئے۔ (جاء الحق ،ص۲۲۱)
26	بدعت مذمومہ	جو بدعت اسلام کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔ (جاء الحق ،ص۲۲۶)
27	بدعت مکروھہ	وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جاوے اگر سنت غیر مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت مؤکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔ (جاء الحق ،ص۲۲۸)
28	بدعت حَرام	وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جاوے،یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔ (جاء الحق ،ص۲۲۸)
29	بدعت مستحبہ	وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کارِثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اس کو نیت خیر سے کرے،جیسے محفل میلاد وغیرہ۔ (جاء الحق ،ص۲۲۶)
30	بدعت جائز (مُبَاح)	ہر وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور بغیر کسی نیتِ خیر کے کیا جاوے جیسے مختلف قسم کے کھانے کھانا وغیرہ۔ (جاء الحق ،ص۲۲۶)
31	بدعت واجب	وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو،جیسے کہ قرآن کے اعراب اور دینی مدارس اور علمِ نحو وغیرہ پڑھنا۔ (جاء الحق ،ص۲۲۸)

32	خلافتِ راشدہ	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق وامام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی ، پھر حضرت مولی علی ، پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہوئے ، ان حضرات کو خلفائے راشدین اوران کی خلافت کوخلافت راشدہ کہتے ہیں ۔ (بہارشریعت، حصہ ا،ص ۲۴۱)
33	عشرہ مبشرہ	وہ دس صحابہ جن کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں ان کو جنت کی بشارت دی۔ حضرت ابوبکر صدیق ،حضرت عمر فاروق ،حضرت عثمان غنی ،حضرت علی المرتضیٰ ،حضرت طلحہ بن عُبَیْد اللہ ،حضرت زبیر بن العوام ،حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ،حضرت سعد بن ابی وقاص ،حضرت سعید بن زید ،حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۹،ص ۳۶۳)
34	خطاءِ مُقرر	یہ وہ خطاءِ اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوتا ہو ، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (بہارشریعت، حصہ ا،ص ۱۲۸)
35	خطامُنکر	یہ وہ خطا اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطاء باعث فتنہ ہے ۔ (بہارشریعت، حصہ ا،ص ۱۲۸)
36	نَذر شرعی	نذر اصطلاح شرع میں وہ عبادت مقصودہ ہے جو جنس واجب سے ہو اور وہ خود بندہ پر واجب نہ ہو، مگر بندہ نے اپنے قول سے اسے اپنے ذمہ واجب کرلیا ، اور یہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے اس کا پورا کرنا واجب ہے ۔ (ماخوذ از فتاوی امجدیہ، حصہ۲،ص ۳۰۹، ۳۱۲)
37	نذر لغوی (عرفی)	اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اسے نذر لغوی کہتے ہیں اس کا معنی نذرانہ ہے جیسے کہ کوئی اپنے استاد سے کہے کہ یہ آپ کی نذر ہے یہ بالکل جائز ہے یہ بندوں کی ہوسکتی ہے مگر اس کا پورا کرنا شرعاً واجب نہیں مثلاً گیارہویں شریف کی نذر اور فاتحہ بزرگان دین وغیرہ۔ (ماخوذ از جاء الحق، ص ۳۱۴)

اعلام

1	خوردبین	ایک آلہ جس کے ذریعے چھوٹی سے چھوٹی چیز اپنی جسامت سے کئی گنا بڑی نظر آتی ہے۔
2	گوپھن	رسی کا بنا ہوا ہتھیار جس میں پتھر یا مٹی کے گولے رکھ کر اور ہاتھ سے گردش دے کر اس پتھر کو حریف (دشمن) پر مارتے ہیں، منجنیق۔
3	صہبا	ایک جگہ کا نام ہے
4	سنکھوں	کئی سو پدم، سو کھرب کا ایک نیل ہوتا ہے اور سو نیل کا ایک پدم اور سو پدم کا ایک سنکھ ہوتا ہے۔

حصہ دوم (۲) کی اصطلاحات

نمبر	اصطلاح	تعریف
1	عبادتِ مَقْصُودہ	وہ عبادت جوخود بالذات مقصود ہوکسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو،مثلاً نماز وغیرہ۔ (ماخوذ از بہارشریعت،حصہ۵،ص۱۵۰)
2	عبادتِ غیرمقصودہ	وہ عبادت جوخود بالذات مقصود نہ ہو بلکہ کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت،حصہ۵،ص۱۵۰)
3	فرض	جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل جس میں کوئی شُبہ نہ ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت،ج۱،ص۲۰۳)
4	دلیل قطعی	وہ ہے جس کا ثبوت قرآن پاک یاحدیث متواترہ سے ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت،ج۱،ص۲۰۴)
5	فرض کفایہ	وہ ہوتا ہے جوکچھ لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی جانب سے ادا ہوجاتا ہے اورکوئی بھی ادانہ کرے توسب گناہ گار ہوتے ہیں۔جیسے نماز جنازہ وغیرہ۔ (وقارالفتاوی،ج۲،ص۵۷)
6	واجب	وہ جس کی ضرورت دلیل ظنّی سے ثابت ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت،ج۱،ص۲۰۴)
7	دلیل ظنی	وہ ہے جس کا ثبوت قرآن پاک یاحدیث متواترہ سے نہ ہو، بلکہ احادیث احاد یامحض اقوال ائمہ سے ہو۔ (فتاوی فقیہ ملت،ج۱،ص۲۰۴)
8	سنت مؤکدہ	وہ ہے جس کوحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیاہوالبتہ بیان جواز کے لیے کبھی ترک بھی کیاہو۔ (فتاوی فقیہ ملت،ج۱،ص۲۰۴)
9	سنّتِ غیر مؤکدہ	وہ عمل جس پر حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مداومت (ہمیشگی) نہیں فرمائی،اورنہ اس کے کرنے کی تاکیدفرمائی لیکن شریعت نے اس کے ترک کوناپسند جاناہواورآپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے وہ عمل کبھی کیاہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت،حصہ۲،ص۵ وفتاوی فقیہ ملت،ج۱،ص۲۰۴)
10	مُستحب	وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہومگرترک پرکچھ ناپسندی نہ ہو،خواہ خود حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یااس کی ترغیب دی یاعلمائے کرام نے پسندفرمایااگرچہ احادیث میں اس کاذکرنہ آیا۔ (بہارشریعت حصہ۲ص۵)
11	مُباح	وہ جس کا کرنااورنہ کرنا یکساں ہو۔ (بہارشریعت،حصہ۲،ص۵)
12	حرام قطعی	جس کی ممانعت دلیل قطعی سے لزوماً ثابت ہو،یہ فرض کامُقابل ہے۔ (رکن دین،ص۴،وبہارشریعت،حصہ۲،ص۵)

13	مکروہ تحریمی	جس کی ممانعت دلیل ظنی سے لزوماً ثابت ہو، یہ واجب کا مقابل ہے۔ (رکن دین، ص۴، و بہارشریعت حصہ۲، ص۵)
14	اِساءت	وہ ممنوع شرعی جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی جیسی تو نہیں مگر اس کا کرنا برا ہے، یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (ہمارا اسلام ص۲۱۵ و بہارشریعت حصہ۲، ص۶)
15	مکروہ تنزیہی	وہ عمل جسے شریعت ناپسند رکھے مگر عمل پر عذاب کی وعید نہ ہو۔ یہ سنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۲، ص۶)
16	خلاف اَولیٰ	وہ عمل جس کا نہ کرنا بہتر ہو۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۲، ص۶)
17	حیض	بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو تو اسے حیض کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ۲، ص۹۳)
18	نِفاس	وہ خون ہے کہ جو عورت کے رحم سے بچہ پیدا ہونے کے بعد نکلتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ (نورالایضاح، ص۴۸)
19	اِستحاضہ	وہ خون جو عورت کے آگے کے مقام سے کسی بیماری کے سبب سے نکلے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۲، ص۹۳)
20	نجاست غلیظہ	وہ نجاست جس پر فقہا کا اتفاق ہو اور اس کا حکم سخت ہے، مثلاً گوبر، لید، پاخانہ وغیرہ۔ (بہارشریعت، حصہ۲، ص۱۱۱ و ماخوذ از بدائع الصنائع ج۱ ص۲۳۴)
21	نجاست خفیفہ	وہ نجاست جس میں فقہا کا اختلاف ہو اور اس کا حکم ہلکا ہے جیسے گھوڑے کا پیشاب وغیرہ۔ (بدائع الصنائع، ج۱، ص۲۳۴، و بہارشریعت، حصہ۲ ص۱۱۱)
22	مَنی	وہ گاڑھا سفید پانی ہے جس کے نکلنے کی وجہ سے ذَکر کی تُندی اور انسان کی شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ (ماخوذ از تحفۃ الفقہاء ج۱، ص۲۷)
23	مَذِی	وہ سفید رقیق (پتلا) پانی جو ملاعبت (دل لگی) کے وقت نکلتا ہے۔ (تحفۃ الفقہاء، ج۱، ص۲۷)
24	وَدِی	وہ سفید پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔ (تحفۃ الفقہاء، ج۱، ص۲۷)
25	معذور	ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا تو وہ معذور ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۲، ص۱۰۷)

26	مُباشرتِ فاحشہ	مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت، عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو۔ (بہارِشریعت، حصہ۲، ص۳۱)
27	آبِ جارِی	وہ پانی جو تنکے کو بہا کر لے جائے۔ (بہارِشریعت، حصہ۲، ص۵۲)
28	نجاست مرئیہ	وہ نجاست جو خشک ہونے کے بعد بھی دکھائی دے۔ جیسے پاخانہ۔ (ماخوذاز بہارِشریعت، حصہ۲، ص۵۳، ۵۴)
29	نجاست غیرمرئیہ	وہ نجاست جو خشک ہونے کے بعد دکھائی نہ دے۔ جیسے پیشاب۔ (ماخوذاز بہارِشریعت، حصہ۲، ص۵۳، ۵۴)
30	مائے مُستعمَل	وہ قلیل پانی جس سے حدث دور کیا گیا ہو یا دور ہوا ہو یا بہ نیت تقرُّب استعمال کیا گیا ہو، اور بدن سے جدا ہو گیا ہو اگرچہ کہیں ٹھہرا نہیں روانی ہی میں ہو۔ (نزہۃ القاری، ج۲، ص۵۹)
31	اِستبراء	پیشاب کرنے کے بعد کوئی ایسا کام کرنا کہ اگر کوئی قطرہ رکا ہو تو گر جائے۔ (بہارِشریعت، حصہ۲، ص۱۳۴)
32	حدثِ اصغر	جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدثِ اصغر کہتے ہیں۔ (بہارِشریعت، حصہ۲، ص۴)
33	حدثِ اکبر	جن چیزوں سے غسل فرض ہو ان کو حدثِ اکبر کہتے ہیں۔ (بہارِشریعت، حصہ۲، ص۴)

اعلام

1	ناصُور (ناسور)	وہ زخم جو ہمیشہ رِستا رہتا ہے۔ اور اچھا نہیں ہوتا، جسم میں گہرا سوراخ۔
2	کِلّی	چچڑی (ایک کیڑا جو گائے، بھینس وغیرہ کا خون چوستا ہے)
3	جَونک	پانی کا سرخ اور سیاہ رنگ کا ایک کیڑا جو بدن سے چمٹ جاتا ہے اور خون چوستا ہے۔
4	چھچھُوندر	ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔
5	زَبَرجَد	ایک سبز رنگ کا زردی مائل پتھر
6	فیروزہ	ایک پتھر جو سبز نیلا ہوتا ہے۔
7	عَقیق	ایک سرخ، زرد اور سفید رنگ کا قیمتی پتھر
8	زُمُرُّد	سبز رنگ کا قیمتی پتھر
9	یاقوت	ایک قیمتی پتھر جو سرخ، سبز، زرد اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔
10	عَنبَر	ایک ٹھوس مادہ جو باریک پیسنے کے بعد مہکتا ہے یا آگ پر ڈالنے سے خوشبو نکلتی ہے۔
11	کافور	سفید رنگ کا شفاف مادہ جو ایک خوشبودار درخت سے نکالا جاتا ہے۔

12	لوبان	ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔
13	سِیْسَہ	ایک دھات کا نام جو رانگ کی قسم سے ہے۔
14	رَانگ	ایک نرم دھات جس سے ظروف (برتنوں) پر قلعی کی جاتی ہے۔
15	پِیْلُو	ایک درخت کا نام جس کی جڑ اور شاخوں سے مسواک بناتے ہیں۔
16	بَرَص	ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے جسم پر سفید دھبے پیدا ہوجاتے ہیں۔
17	کِرِچ	ایک قسم کا ٹاٹ۔
18	سُوتالی	موچی کا ایک اوزار جس سے چمڑے میں سوراخ کرتے ہیں اوراس کے کٹاؤ میں سوت یا چمڑے کی ڈوری ڈال کر سیتے ہیں۔
19	تاڑِی	ایک سفیدی مائل رس جو تاڑ کے درخت سے ٹپکتا ہے۔
20	تاڑ	ایک کھجور کی مانند ایک لمبے درخت کا نام جس سے تاڑی نکلتی ہے۔
21	جرْیان	ایک بیماری کا نام۔
22	بَہری	شاہین کی طرح ایک شکاری پرندہ جو اکثر کبوتروں کا شکار کرتا ہے اورشاہین کے برخلاف نیچے سے بلند ہوکر شکار کو اوپر سے پکڑتا ہے۔
23	قاز	ایک آبی پرندہ جس کا رنگ خاکی اور ٹانگیں پنڈلیوں سمیت لمبی ہوتی ہیں۔
24	شورہ	سفید رنگ کا ایک مرکب جو پانی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بارود میں استعمال ہوتا ہے۔ نمکین ہوتا ہے۔
25	گندھک	زرد رنگ کا ایک مادہ جو زمین سے نکلتا ہے۔
26	گھونگے	ایک قسم کے دریائی کیڑے کا خول جو ہڈی کی مانند سیپی یا سنکھ کی قسم سے ہے۔
27	سِیْپ	ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں۔
28	زَعْفَران	ایک خوشبودار پودا جس کے پھول زرد ہوتے ہیں۔
29	مُشْک	وہ خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ جو ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔
30	کھٹائی	میل کاٹنے کے لیے تیزاب ملا ہوا پانی۔
31	کَلی	مُثَلَّثِی تراش کا کپڑا جو پاجاموں اور انگرکھوں میں ڈالتے ہیں۔
32	گِلٹ	ایک سفید نیلگوں مرکب دھات جو قلعی اور تانبے کو ملا کر تیار کی جاتی ہے۔
33	سیندھا	پہاڑی نمک

34	نارو	ایک مرض کا نام جس میں آدمی کے بدن پر دانے دانے ہوکران میں سے دھا گہ سا نکلا کرتا ہے

حصہ سوم (۳) کی اصطلاحات

1	مرتد	وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جوضروریات دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یو ہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کوسجدہ کرنا، مصحف شریف کونجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہارشریعت، حصہ۹،ص۱۶۳)
2	شَفق	شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۳،ص۱۹)
3	صبحِ صادق	ایک روشنی ہے کہ مشرق کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں جنوباً شمالاً دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اورزمین پراجالا ہوجاتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۳،ص۱۵)
4	صبح کاذب	صبح صادق سے پہلے آسمان کے درمیان میں ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے پھر یہ سفیدی صبح صادق کی وجہ سے غائب ہوجاتی ہے اسے صبح کاذب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۳،ص۱۶)
5	سایۂ اصلی	وہ سایہ جو نصفُ النَّہار کے وقت (ہر چیز کا) ہوتا ہے۔ (فتاوی امجدیہ، حصہ۱،ص۴۷)
6	نِصْفُ النَّہار شرعی	طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک کے نصف کو نِصْفُ النَّہار شرعی کہتے ہیں۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱،ص۸۵)
7	نِصْفُ النَّہار حقیقی (عرفی)	طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کے نصف کو نصف النہار حقیقی کہتے ہیں۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱،ص۸۵)
8	ضَحوۂ کُبریٰ	نصف النہار شرعی کو ہی ضَحوۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج۱،ص۸۵)
9	وقتِ اِستواء	نصف النہار کا وقت یعنی اسے مراد ضَحوۂ کبریٰ سے لے کر زوال تک پورا وقت مراد ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۵،ص۱۲۶، حاشیہ فتاوی امجدیہ، حصہ۱،ص۴۹)
10	خطِ استواء	وہ فرضی دائرہ جو زمین کے بیچ و بیچ قطبوں سے برابر فاصلے پر مشرق سے مغرب کی طرف کھینچا ہوا مانا گیا ہے، جب سورج اس خط پر آتا ہے تو دن رات برابر ہوتے ہیں۔ ماخوذ اردو لغت، جلد۸،ص۵۹۷)
11	عرض بلد	خط استواء سے کسی بلد کی قریب ترین دوری کو عرض بلد کہتے ہیں۔

نمبر	اصطلاح	تعریف
12	مثل اول	کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے ایک مثل ہو جائے۔
13	مثل ثانی	کسی چیز کا سایہ، سایہ اصلی کے علاوہ اس چیز کے دو مثل ہو جائے۔
14	اوقاتِ مکروہہ	یہ تین ہیں، طلوع آفتاب سے لے کر بیس منٹ بعد تک ،غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے اور نصف النہار یعنی ضحوۂ کبریٰ سے لے کر زوال تک۔ (نماز کے احکام، ص ۱۹۷)
15	صاحبِ ترتیب	وہ شخص جس کی بلوغت کے بعد سے لگا تار پانچ فرض نمازوں سے زائد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔ (ماخوذ از لغۃ الفقہا، ص ۲۶۹)
16	تثویب	مسلمانوں کو اذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اطلاع دینا تثویب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۵، ص ۳۶۱)
17	شرط	وہ شے جو حقیقت شیٔ میں داخل نہ ہو لیکن اس کے بغیر شے موجود نہ ہو، جیسے نماز کے لیے وضو وغیرہ۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۷۸۶)
18	خُنثٰی مشکِل	جس میں مرد وعورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہار شریعت حصہ ۷، ص ۵)
19	رکن	وہ چیز ہے جس پر کسی شے کا وجود موقوف ہو اور وہ خود اس شے کا حصہ اور جز ہو جیسے نماز میں رکوع وغیرہ۔ (ماخوذ از التعریفات، باب الراء، ص ۸۲)
20	خُروج بصُنعِہ	قعدہ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۴)
21	تَعدِیل ارکان	رکوع وسجود وقومہ وجلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)
22	قَومہ	رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)
23	جَلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ (بہار شریعت، حصہ ۳، ص ۸۶)
24	محال عادِی	وہ شے جس کا پایا جانا عادت کے طور پر ناممکن ہو اسے محال عادی کہتے ہیں ،مثلاً کسی ایسے شخص کا ہوا میں اڑنا جس کو عادۃً اڑتے نہ دیکھا گیا ہو۔ (دیکھئے تفصیل المعتقد المنتقد، ص ۲۸ تا ۳۲)
25	محال شرعی	وہ شے جس کا پایا جانا شرعی طور پر ناممکن ہو اسے محال شرعی کہتے ہیں، مثلاً کافر کا جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔ (دیکھئے تفصیل المعتقد المنتقد، ص ۲۸ تا ۳۲)

26	طوالِ مُفَصَّل	سورہ حجرات سے سورہ بروج تک طوال مفصل کہلاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۱۴)
27	اوساطِ مُفَصَّل	سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک اوساط مفصل کہلاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۱۴)
28	قصارِ مُفَصَّل	سورہ لم یکن سے آخر تک قصار مفصل کہلاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۱۴)
29	اِدْغام	ایک ساکن حرف کو دوسرے متحرک حرف میں اس طرح ملانا کہ دونوں حروف ایک مشدد حرف پڑھا جائے۔ (علم التجوید،ص۴۱)
30	تَرْخِیم	منادیٰ کے آخری حرف کو تخفیفاً گرادینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از تسہیل النحو،ص۴۷)
31	غُنّہ	ناک میں آواز لے جا کر پڑھنا۔ (علم التجوید،ص۳۸)
32	اِظْہار	حرف کو اس کے مَخْرَج سے بغیر کسی تَغَیُّر کے اور غُنّہ کے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ (علم التجوید،ص۴۰)
33	اِخْفاء	اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت۔ (علم التجوید،ص۴۱)
34	مدولین	واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مدولین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اور ی کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر
35	عارِیت	دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی مَنْفَعَت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ۱۴،ص۵۱)
36	مُدْرِک	جس نے اول رکعت سے تشہُّد تک امام کے ساتھ (نماز) پڑھی اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۵۶)
37	لَاحِق	وہ کہ (جس نے) امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہو گئیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۵۶)
38	مَسْبُوق	وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۵۶)
39	لاحق مسبوق	وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع میں نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہو گیا۔ (بہارِ شریعت، حصہ۳،ص۱۵۶)
40	تکبیرات تَشْرِیق	عرفہ یعنی نویں ذوالحجۃ الحرام کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز کے ساتھ ایک بار الله اکبر، الله اکبر، لاالٰہ الاالله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد پڑھنا۔ (ماخوذ از نماز کے احکام،ص۴۴۷)

41	عملِ قلیل	جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے والا اس شک وشبہ میں پڑ جائے کہ یہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے۔ (درمختار، ج۲،ص۴۶۴)
42	عملِ کثیر	جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے بلکہ گمان بھی غالب ہو کہ نماز میں نہیں ہے تب بھی عمل کثیر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج۲،ص۴۶۴و۴۶۵)
43	تَصۡفِیۡق	سیدھے ہاتھ کی انگلیاں الٹے ہاتھ کی پشت پر مارنے کو تصفیق کہتے ہیں۔ (ماخوذ از در مختار مع ردالمحتار، ج۲،ص۴۸۶)
44	اِعۡتِجَار	سر پر رومال یا عمامہ اس طرح سے باندھنا کہ درمیان کا حصہ ننگا رہے تو یہ اعتجار ہے۔ (نورالایضاح،ص۹۱)
45	اِسۡبَال	تہبند یا پائنچے کا ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا اسبال کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۱،ص۳۷۶)

اعلام

1	گُلِ خیرو	ایک نیلے رنگ کا پھول جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔
2	کُشتوں	جواہرات یا پارے کی پھنکی ہوئی شکل جو راکھ ہو جاتی ہے اور اسے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔
3	گوند	ایک قسم کا لیس دار مادہ جو درختوں سے نکلتا ہے۔
4	مِرگی	ایک اعصابی مرض جس میں آدمی اچانک زمین پر گر کر بے ہوش ہو جاتا ہے ہاتھ پیر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔
5	چاندنی	وہ سفید چادر جو دری پر بچھائی جاتی ہے۔
6	سائبان	مکان یا خیمے کے آگے دھوپ اور بارش سے بچنے کے لیے ٹین کی چادریں یا پھوس (خشک گھاس) کا چھپر۔
7	انگرکھے	ایک لمبا مردانہ لباس جس کے دو حصے ہوتے ہیں، چولی اور دامن۔
8	ساڑیاں	ساڑی کی جمع، ایک قسم کی لمبی دھوتی جسے عورتیں آدھی باندھتی اور آدھی اوڑھتی ہیں۔
9	بانوں	مُونج (ایک قسم کی گھاس) وغیرہ کی رسی جس سے چارپائی بُنتے ہیں۔

10	بلغار	ایک ملک کا نام ہے اس کے بعض علاقوں میں سال میں کچھ راتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لئے ہوتا ہے۔

حصہ چہارم (۴) کی اصطلاحات

1	شَفْعِ اوّل شفعِ ثانی	چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں کو شفع اول اور آخری دو کو شفع ثانی کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۴، ص۱۸)
2	اَلْمَعْرُوْفُ کالْمَشْرُوط	یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہے یعنی جو چیز مشہور ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۹، ص۵۲۸)
3	اَلْمَعْہُودُ کالْمَشْرُوط	یہ فقہ کا ایک قاعدہ ہے کہ معہود مشروط کی طرح ہے یعنی جو بات سب کے ذہن میں ہو وہ طے شدہ معاملے کا حکم رکھتی ہے۔ (ماخوذ از وقار الفتاوی، ج۱، ص۱۹۳)
4	وطنِ اصلی	وطن اصلی سے مراد کسی شخص کی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سُکُونت کرلی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۴، ص۹۹)
5	وطنِ اِقامت	وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ (بہارشریعت، حصہ۴، ص۱۰۰)
6	شیخِ فَانِی	وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا (تو شیخ فانی ہے)۔ (بہارشریعت، حصہ۵، ص۱۴۱)
7	مُکاتب	آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے تو ایسے غلام کو مکاتب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۹، ص۱۱)
8	ایام تشریق	یومِ نَحر (قربانی) یعنی دس ذوالحجہ کے بعد کے تین دن (۱۱و۱۲و۱۳) کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج۳، ص۱۷)
9	صاحبَین	فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔ (کتب فقہ)
10	اصحاب فرائض	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا معیّن حصہ قرآن وحدیث میں بیان کردیا گیا ہے۔ ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، حصہ۲۰، ص۱۴)

11	عَصَبہ	اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حصہ مقرر نہیں، البتہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد بچا ہوا مال لیتے ہیں اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو میت کا تمام مال انھی کا ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، حصہ۲۰، ص۴۴)
12	ذَوِی الْاَرْحام	قریبی رشتہ دار، اس سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے بہارشریعت، حصہ۲۰، ص۴۷)
13	لَحد	قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میّت کے رکھنے کی جگہ بنانے کو لحد کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۴، ص۱۹۲)
14	شُفعہ	غیر مَنْقول جائیداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اس جائیداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ۱۵، ص۴۷)
15	جماعت نوافل بِالتّد اعِیٰ	تداعی کا لغوی معنی ہے ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا، اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ (دیکھئے تفصیل فتاوی رضویہ، ج۷، ص۴۳۰۔۴۳۷)
16	دارُ الْحَرب	وہ دار جہاں کبھی سلطنت اسلامی نہ ہوئی یا ہوئی اور پھر ایسی غیر قوم کا تسلُّط ہو گیا جس نے شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت یک لَخت اٹھا دیئے اور شعائرِ کُفر جاری کر دیئے، اور کوئی شخص اَمان اول پر باقی نہ رہے اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام میں گِھری ہوئی نہیں تو وہ دارالحرب ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۶، ص۳۱۶، ج۱۷، ص۳۶۷)
☆		**دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی شرائط:** دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی تین شرطیں ہیں (۱) اہل شرک کے احکام علی الاعلان جاری ہوں اور اسلامی احکام بالکل جاری نہ ہوں (۲) دارالحرب سے اس کا اِتّصال ہو جائے (۳) کوئی مسلم یا ذمی امان اول پر باقی نہ ہو۔ (فتاوی امجدیہ، حصہ۳، ص۲۳۲)
17	دَارُ الاسلام	وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائرِ اسلام مثل جمعہ وعیدین واذان واقامت وجماعت باقی رکھے ہوں تو وہ دارالاسلام ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۷، ص۳۶۷)
18	صلوٰۃُ الاَوَّابِین	نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۴، ص۱۵)

19	تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد	کسی شخص کا مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۳)
20	تحیّۃُ الوضو	وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۴)
21	نمازِ اِشراق	فجر کی نماز پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے کم از کم ۲۰ منٹ بعد دو رکعت نفل ادا کرنا۔
22	نمازِ چاشت	آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک دو یا چار یا بارہ رکعت نوافل پڑھنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۴، ۲۵)
23	نماز واپسی سفر	سفر سے واپس آ کر مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶)
24	صلاۃُ اللّیل	ایک رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۲۶)
25	نمازِ تہجّد	نماز عشا پڑھ کر سونے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے اٹھ کر نوافل پڑھنا نماز تہجد ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۷، ص ۴۴۶)
26	نمازِ استخارہ	جس کام کے کرنے نہ کرنے میں شک ہو اس کو شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا پھر دعائے استخارہ کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۰، ۳۱)
27	صَلَاۃُ التَّسْبِیح	چار رکعت نفل جن میں تین سو مرتبہ سبحان الله والحمدلله ولااله الاالله والله اکبر پڑھا جاتا ہے۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۲)
28	نماز حاجت	کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو اس کی خاطر مخصوص طریقہ کے مطابق دو یا چار رکعت نماز پڑھنا۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۴)
29	صَلَاۃُ الْاَسْرَار (نماز غوثیہ)	غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول دو رکعت نماز جو مغرب کے بعد کسی حاجت کے لیے پڑھی جائے۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۵)
30	نماز توبہ	توبہ واِستِغْفَار کی خاطر نوافل ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل بہارِ شریعت، حصہ ۴، ص ۳۶)

31	صَلاۃُ الرَّغائِب	رجب کی پہلی شب جمعہ بعد نماز مغرب کے بارہ رکعت نفل مخصوص طریقے سے ادا کرنا۔ (دیکھئے تفصیل رکن دین، ص۱۳۵)
32	سجدۂ شکر	کسی نعمت کے ملنے پر سجدہ کرنا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۴، ص۸۷)

اعلام

1	مِہرگان (مہرجان)	ماہ مہر (ساتواں شمسی مہینہ) کا سولھواں دن بعض جگہ اکیسواں درج ہے جس میں پارسی (ایرانی) جشن مناتے ہیں جو چھ دن تک جاری رہتا ہے۔
2	نَیروز (نوروز)	ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی عید کا دن ہے۔
3	شور	وہ زمین جس میں نمک یا شورہ ہو، ناقابل زراعت زمین
4	کُھرپی	چھوٹا کھرپا (گھاس کھودنے کا آلہ)
5	گوکُھرو	جنگ کا ایک ہتھیار ہے جو لوہے وغیرہ سے بنا کر میدان جنگ میں بچھا دیتے ہیں اس پر آدمی یا گھوڑا چلے تو اس کے پاؤں میں گُھس جاتے ہیں۔
6	سِل	ایک بیماری کا نام ہے۔
7	پوستین	کھال کا کوٹ، چمڑے کا چُغہ
8	زِرہ	فولاد کا جالی دار کُرتا جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
9	خَود	لوہے کی ٹوپی جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔
10	پَھوڑے (پَھاوڑے)	کدال، بیلچہ، مٹی کھودنے کا آہنی آلہ۔
11	کولُو (کولُھو)	تیل یا رس بیلنے کا آلہ۔
12	بیسن	چنے کا آٹا، یہ پہلے بطور صابن استعمال ہوتا تھا۔
13	کُسُم	ایک پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

حصہ پنجم (۵) کی اصطلاحات

1	حاجتِ اصلیہ	زندگی بسر کرنے میں آدمی کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ حاجت اصلیہ ہے مثلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان وغیرہ۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۵، ص ۱۵)
2	سائمہ	وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چَر کر گزارا کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۵، ص ۲۷)
3	ثَمن	بائع اور مشتری آپس میں جو طے کریں اسے ثَمن کہتے ہیں۔ (ردالمحتار، ج ۷، ص ۱۱۷، ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۸۴)
4	قیمت	کسی چیز کی وہ حیثیت جو بازار کے نرخ کے مطابق ہو اسے قیمت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۱۸۴)
5	وقف	کسی شے کو اپنی مِلک سے خارج کرکے خالص اللہ عزوجل کی مِلک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۱۰، ص ۵۲)
6	صاع	ایک صاع 4 کلو میں سے 160 گرام کم اور نصف یعنی آدھا صاع 2 کلو میں سے 80 گرام کم کا ہوتا ہے۔
7	رِطل	بیس اِستار کا ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
8	اِستار	ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
9	مِثقال	ساڑھے چار ماشہ کا وزن (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
10	ماشہ	۸ رتی کا وزن (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۸)
11	رتی	آٹھ چاول کا وزن (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۸)
12	تولہ	بارہ ماشے کا وزن (فتاوی رضویہ، ج ۱۰، ص ۲۹۶)
13	طلاق بائن	وہ طلاق جس کی وجہ سے عورت مرد کے نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۸، ص ۵)
14	خُلع	عورت سے کچھ مال لے کر اس کا نکاح زائل کر دینا خلع کہلاتا ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۸، ص ۸۶)

15	دَینِ قوی	وہ دین جسے عرف میں دستْ گرْ داں کہتے ہیں جیسے قرض، مال تجارت کا ثمن وغیرہ۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۵، ص۴۰)
16	دَینِ متوسط	وہ دین جو کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو، مثلاً گھر کا غلہ یا کوئی اور شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور اس کے دام خریدار پر باقی ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۵، ص۴۱)
17	دَینِ ضعیف	وہ دین جو غیر مال کا بدل ہو مثلاً بدلِ خلع وغیرہ۔ (بہارشریعت، حصہ۵، ص۴۱)
18	عاشِر	جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجار جو اموال لے کر گزریں، ان سے صدقات وصول کرے۔ (بہارشریعت، حصہ۵، ص۴۴)
19	اجارہ	کسی شے کے نفع کا عوض کے مقابل کسی شخص کو مالک کر دینا اجارہ ہے۔ (بہارشریعت، حصہ۱۴، ص۹۹)
20	اجارہ فاسد	اس سے مراد وہ عقد فاسد ہے جو اپنی اصل کے لحاظ سے موافق شرع ہو مگر اس میں کوئی وصف ایسا ہو جس کی وجہ سے (عقد) نامشروع ہو مثلاً مکان کرایہ پر دینا اور مرمت کی شرط مُستاجر (اجرت پر لینے والے) کے لیے لگانا یہ اجارہ فاسد ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۱۴، ص۱۳۰، ۱۳۲)
21	خیارِشرط	بائع اور مشتری کا عقد میں یہ شرط کرنا کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیار شرط کہتے ہیں (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۱۱، ص۳۶)
22	دَینِ مِیعادی	ایسا قرض جس کے ادا کرنے کا وقت مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۴۷)
23	دَینِ مُعَجَّل	وہ قرض جس میں قرض دَہندہ (قرض دینے والے) کو ہر وقت مطالبے کا اختیار ہوتا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۲۴۷)
24	ایامِ مَنہیَّہ	یعنی عیدالفطر، عیدالاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن کہ ان میں روزہ رکھنا منع ہے اسی وجہ سے انھیں ایام منہیہ کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۵، ص۱۵۰)
25	ایامِ بِیض	چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے دن۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۵، ص۱۴۷)
26	خِیارِ رؤیت	مشتری کا بائع سے کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنا اور دیکھنے کے بعد اس چیز کے پسند نہ آنے پر بیع کے فَسخ (ختم) کرنے کے اختیار کو خیار رؤیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۱۱، ص۴۹)

27	خیارِعیب	بائع کا مبیع کو عیب بیان کئے بغیر بیچنا یا مشتری کا ثمن میں عیب بیان کیے بغیر چیز خریدنا اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کردینے کے اختیار کو خیارعیب کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۱۱،ص۶۰)
28	خراج مُقاسمہ	اس سے مراد یہ ہے کہ پیداوار کا کوئی آدھا حصہ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۳۷)
29	خراج مؤظّف	اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مقدار معیّن لازم کردی جائے خواہ روپے یا کچھ اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۳۷)
30	ذمی	اس کافر کو کہتے ہیں جس کے جان و مال کی حفاظت کا بادشاہ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذمہ لیا ہو۔ (فتاوی فیض الرسول، ج۱،ص۵۰۱)
31	مستامن	اس کافر کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے امان دی ہو۔ (فتاوی فیض الرسول، ج۱،ص۵۰۱)
32	بیگھہ	زمین کا ایک حصہ یا ٹکڑا جس کی پیمائش عموماً تین ہزار پچیس (۳۰۲۵) گز مربع ہوتی ہے،(اردو لغت، ج۲،ص۱۵۶۰) چار کنال،۸۰ مرلے۔ (فیروز اللغات،ص۲۷۱)
33	جَرِیب	جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول اور ۳۵ گز عرض ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۳۹)
34	بیع وفا	اس طور پر بیع کرنا کہ جب بائع مشتری کو ثمن واپس کرے تو مشتری مبیع کو واپس کردے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۵،ص۵۵)
35	فقیر	وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی مقدار ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں استعمال ہو رہا ہو۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ۵،ص۵۹)
36	مسکین	وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (بہارشریعت، حصہ۵،ص۵۹)
37	عامِل	وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکاۃ اور عُشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔ (بہارشریعت، حصہ۵،ص۵۹)
38	غارِم	اس سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ (بہارشریعت، حصہ۵،ص۶۱)
39	اِبْنِ سَبِیْل	ایسا مسافر جس کے پاس مال نہ رہا ہو اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو۔ (بہارشریعت، حصہ۵،ص۶۱)

40	مہرِ معجّل	وہ مہر جو خلوت سے پہلے دینا قرار پائے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۷، ص۶۶)
41	مہرِ مؤجّل	وہ مہر جس کے لیے کوئی میعاد (مدت) مقرر ہو۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۷، ص۶۶)
42	بنی ہاشم	ان سے مراد حضرت علی وجعفر وعقیل اور حضرت عباس وحارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص۶۵)
43	امّ وَلَد	وہ لونڈی جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۹، ص۱۲)
44	صومِ داؤد علیہ السلام	اس سے مراد ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص۱۰۱)
45	صومِ سکوت	ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص۱۰۱)
46	صومِ وِصال	روزہ رکھ کر افطار نہ کرنا اور دوسرے دن پھر روزہ رکھنا (صوم وصال ہے)۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص۱۰۱)
47	صومِ دَہر	یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص۱۰۱)
48	یَوْمُ الشّک	وہ دن جو انتیسویں شعبان سے متصل ہوتا ہے اور چاند کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اس تاریخ کے معلوم ہونے میں شک ہوتا ہے یعنی یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تیس شعبان ہے یا یکم رمضان۔ اسی وجہ سے اسے یوم الشک کہتے ہیں۔ (ماخوذ از نور الایضاح، کتاب الصوم، ص۱۵۴)
49	مَستُور	پوشیدہ، مخفی، وہ شخص جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہو مگر باطن کا حال معلوم نہ ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۵، ص۱۱۱)
50	شھادۃ علی الشھادۃ	اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو گواہوں نے خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا انھوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۴۰۶)
51	اکراہِ شرعی	اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو فلاں کام نہ کرے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا، تو یہ اکراہ شرعی ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، حصہ ۱۵، ص۴)
52	مسجد بیت	گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کی جائے اسے مسجد بیت کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۲۲، ص۴۷۹)

53	ظِہار	اپنی زوجہ یااس کے کسی جزوشائع یاایسے جزوکوجوکُل سے تعبیر کیا جاتا ہوایسی عورت سے تَشْبِیْہ دیناجواس پرہمیشہ کے لیےحرام ہویااس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو۔مثلاً کہا تو مجھ پرمیری ماں کی مثل ہے یا تیراسر یا تیری گردن یا تیرانصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (بہارشریعت،حصہ۸،ص۹۷)

اعلام

1	گنجاسانپ	سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تواس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دوہزار برس کا ہوتا ہے وہ بال گرجاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔
2	جھاؤ	ایک قسم کا پودا جو دریاؤں کے کنارے پراُگتا ہے جس سے ٹوکریاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔
3	خطمی	ایک پودا جس کے پتے بڑے اور کھردرے اور پھول سرخ،سفیداورمختلف رنگوں کے ہوتے ہیں،گُل خیرو
4	چُرٹ	تمباکو کے خشک پتوں کومقررہ طریقے سے تہ بہ تہ لپیٹ کر بنائی ہوئی بتی جوسگریٹ کی طرح پی جاتی ہے۔
5	اَلسی	ایک پودااوراس کے بیج کا نام اس کا تیل جلانے وغیرہ کے کام آتا ہے۔
6	علم ہیأت	وہ علم جس میں چاند،سورج،ستاروں،سیاروں کے طلوع وغروب،کیفیت ووضع،سمت ومقام کے متعلق بحث کی جاتی ہے۔
7	تَوْقِیت	وہ علم ہے جس کی مدد سے دنیا کے کسی بھی مقام کے لیے طلوع،غروب،صبح اورعشاءوغیرہ کے اوقات معلوم کیے جاتے ہیں۔
8	قمری سال	وہ سال جس کے مہینے چاند کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔جیسے محرم الحرام،ربیع الاول۔
9	ٹِیڑی (ٹیڑی)	ایک قسم کا پَردار کیڑا جو اکثر زراعت کونقصان پہنچاتا ہے اس کیڑے کی فوج کی فوج فصل پرحملہ کرتی ہے جسے دَل کہتے ہیں۔
10	اولا	بخارات کے قطرے جو بارش کے ساتھ برف کی شکل میں آسمان سے گرتے ہیں۔
11	ککڑی	یک قسم کی لمبی اور سبز ترکاری، تر
12	کُندر	ایک قسم کی ترکاری
13	میتھی	ایک قسم کا خوشبودار ساگ
14	بِہی	ایک پھل کا نام ہے جوناشپاتی کے مشابہ ہوتا ہے۔
15	بَید	ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچکدار ہوتی ہیں۔

16	زِفت	ایک قسم کا سیاہ روغن جسے تارکول کہتے ہیں۔
17	نِفْط	وہ تیل جو پانی کے اوپر آ جاتا ہے۔
18	جنتریوں	جنتری کی جمع، وہ کتابیں جن میں نجومی ستاروں کی گردش کا سالانہ حال تاریخ وار درج کرتے ہیں۔
19	بِنْتِ مخاض	اونٹ کا مادہ بچہ جو ایک سال کا ہو چکا ہو، دوسرے برس میں ہو۔
20	بنت لَبُون	اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا ہو اور تیسرے برس میں ہو۔
21	حِقّہ	اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی ہو، چوتھے سال میں ہو۔
22	جِذْعہ	چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں ہو۔
23	تَبِیْع	سال بھر کا بچھڑا
24	تبیعَہ	سال بھر کی بچھیا
25	مُسِن	دو سال کا بچھڑا
26	مُسِنّہ	دو سال کی بچھیا

حصہ ششم (۶) کی اصطلاحات

1	اشہرِ حج	حج کے مہینے یعنی شَوَّالُ الْمُکَرَّم و ذُو الْقَعْدہ دونوں مکمل اور ذُو الْحِجَّہ کے اِبتدائی دَس دِن۔ (رفیق الحرمین، ص ۵۸)
2	احرام	جب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں، تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اس کو ''احرام'' کہتے ہیں اور مجازاً ان بغیر سلی چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے جنھیں مُحرِم استعمال کرتا ہے۔ (ایضاً)
3	تَلْبِیہ	یعنی لَبَّیْک ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک... الخ پڑھنا۔ (ایضاً)
4	اِضْطِباع	احرام کی اوپر والی چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اس طرح الٹے کندھے پر ڈالنا کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔ (ایضاً)
5	رَمل	اَکڑ کر شانے (کندھے) ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے قدرے (یعنی تھوڑا) تیزی سے چلنا۔ (ایضاً)
6	طواف	خانۂ کعبہ کے گرد سات چکّر لگانا، ایک چکّر کو ''شَوْط'' کہتے ہیں، جمع ''اَشْواط''۔ (ایضاً)

7	مَطاف	جس جگہ میں طواف کیا جاتا ہے۔ (ایضاً،ص۵۹)
8	طوافِ قُدوم	مَکّۂ مُعَظَّمہ زادَھَااللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡمًا میں داخِل ہونے پر کیا جانے والا وہ پہلا طواف جو کہ ''اِفراد'' یا ''قِران'' کی نیّت سے حج کرنے والوں کے لئے سنّتِ مُؤَکّدہ ہے۔ (ایضاً)
9	طوافِ زِیارۃ	اِسے طوافِ اِفاضہ بھی کہتے ہیں، یہ حج کا رُکن ہے، اِس کا وَقت 10 ذُوالْحِجَّۃِ الحرام کی صبحِ صادق سے 12 ذُوالْحِجَّۃِ الحرام کے غُروبِ آفتاب تک ہے مگر 10 ذُوالْحِجَّۃِ الحرام کو کرنا اَفضَل ہے۔ (ایضاً)
10	طوافِ وداع	اسے ''طوافِ رخصت'' اور ''طوافِ صَدْر'' بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کے بعد مَکّۂ مکرّمہ زادَھَااللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡمًا سے رُخصت ہوتے وَقت ہر آفاقی حاجی پر واجِب ہے۔ (ایضاً)
11	طوافِ عمرہ	یہ عمرہ کرنے والوں پر فرض ہے۔ (ایضاً)
12	اِستِلام	حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر ہاتھ یا لکڑی کو چوم لینا یا ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے اُنہیں چوم لینا۔ (ایضاً)
13	سَعۡی	''صَفا'' اور ''مَرْوَہ'' کے مابَین (یعنی درمیان) سات پھیرے لگانا (صَفا سے مَروہ تک ایک پھیرا ہوتا ہے یوں مَروہ پر سات چکّر پورے ہوں گے) (ایضاً)
14	رَمۡی	جمرات (یعنی شیطانوں) پر کنکریاں مارنا۔ (ایضاً،ص۶۰)
15	حَلۡق	احرام سے باہر ہونے کے لئے حدودِ حرم ہی میں پورا سر منڈوانا۔ (ایضاً)
16	قَصۡر	چوتھائی (¼) سر کا ہر بال کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر کتروانا۔ (ایضاً)
17	مسجِدُ الحرام	مَکّۂ مکرّمہ زادَھَااللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡمًا کی وہ مسجِد جس میں کعبۂ مُشَرَّفہ واقِع ہے۔ (ایضاً)
18	بابُ السَّلام	مسجِدُ الحرام کا وہ دَروازۂ مُبارَکہ جس سے پہلی بار داخِل ہونا افضل ہے اور یہ جانبِ مشرق واقع ہے۔ (اب یہ عُموماً بند رہتا ہے) (ایضاً)
19	کعبہ	اِسے ''بَیۡتُ اللّٰہ'' بھی کہتے ہیں یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا گھر۔ یہ پوری دُنیا کے وَسط (یعنی بیچ) میں واقع ہے اور ساری دُنیا کے لوگ اِسی کی طرف رُخ کر کے نَماز ادا کرتے ہیں اور مسلمان پروانہ وار اِس کا طواف کرتے ہیں۔ (ایضاً)
20	رکنِ اَسۡوَد	جُنُوب و مشرق (SOUTH EAST) کے کونے میں واقِع ہے، اِسی میں جنّتی پتّھر ''حَجرِ اَسۡوَد'' نَصب ہے (ایضاً)

21	رکنِ عراقی	یہ عراق کی سَمت شِمال مشرقی(NORTH-EASTERN) کونا ہے۔ (ایضاً)
22	رکن شامی	یہ ملکِ شام کی سمت شمال مغرِبی(NORTH-WESTERN) کونا ہے۔ (ایضاً)
23	رکنِ یَمانی	یہ یَمَن کی جانِب مغرِبی(WESTERN) کونا ہے۔ (ایضاً،ص۶۱)
24	بابُ الکعبہ	رکن اسوداور رکن عراقی کے بیچ کی مشرقی دیوار میں زمین سے کافی بلند سونے کا دروازہ ہے۔ (ایضاً)
25	مُلتَزَم	رکن اسوداور بابُ الکعبہ کی درمیانی دیوار۔ (ایضاً)
26	مُستَجار	رکن یمانی اور شامی کے بیچ میں مغربی دیوار کاوہ حصہ جو''ملتزم'' کے مقابل یعنی عین پیچھے کی سیدھ میں واقع ہے۔ (ایضاً)
27	مُستَجاب	رُکنِ یَمانی اور رُکنِ اَسوَد کے بیچ کی جُنُوبی دیوار یہاں **ستَّر ہزار فِرِشتے** دُعا پر **اٰمین** کہنے کے لئے مقرَّر ہیں۔ اِسی لئے سَیِّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام **احمد رضاخان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن نے اِس مقام کا نام **''مُستَجاب''**(یعنی دُعا کی مقبولیّت کی جگہ) رکھا ہے۔ (ایضاً)
28	حَطِیم	**کعبۂ مُعَظَّمہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی شمالی دیوار کے پاس نصف(یعنی آدھے) دائرے(HALF CIRCLE) کی شکل میں فَصِیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصّہ۔ **''حطیم''** **کعبہ شریف** ہی کا حصّہ ہے اور اُس میں داخِل ہونا **عین کعبۃُ اللّٰہ شریف** میں داخِل ہونا ہے۔ (ایضاً)
29	مِیزابِ رَحمت	سونے کا پَرنالہ یہ رُکنِ عراقی وشامی کی شمالی دیوار کی چھت پر نَصب ہے اِس سے بارِش کا پانی **''حطیم''** میں نچھاوَر ہوتا ہے۔ (ایضاً)
30	مَقامِ اِبراھیم	دروازۂ کَعبہ کے سامنے ایک قُبّے (یعنی گنبد) میں وہ جنّتی پتھر جس پر کھڑے ہوکر حضرتِ سَیِّدُ نا ابراہیم **خلیلُ اللّٰہ** عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے کَعبہ شریف کی عمارَت تعمیر کی اور یہ حضرتِ سَیِّدُ نا ابراہیم **خلیلُ اللّٰہ** عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا زِندہ مُعجِزہ ہے کہ آج بھی اِس مُبارَک پتّھر پر آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے قَدَمَین شَرِیفَین کے نَقش موجود ہیں۔ (ایضاً،ص۶۲)
31	بِیرِزَمزَم	**مَکّۂ مُعَظَّمہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کا وہ مقدّس کُنواں جو حضرتِ سَیِّدُ نا اسمٰعیل عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے عالمِ طُفُولیّت (یعنی بچپن شریف) میں آپ کے ننھّے ننھّے مُبارَک قدموں کی رَگڑ سے جاری ہوا تھا۔(تفسیر نعیمی ج۱ص ۶۹۴) اِس کا پانی دیکھنا، پینا اور بدن پر ڈالنا ثواب اور بیماریوں کے لئے شِفا ہے۔ یہ مُبارَک کنواں مقامِ ابراہیم سے جُنُوب میں واقع ہے۔(اب کُنویں کی زیارت نہیں ہوسکتی) (رفیق الحرمین ص ۶۱)
32	بابُ الصَّفا	مسجدالحرام کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کے نزدیک ''کوہ صفا ہے''۔ (ایضاً)

33	کوہِ صَفا	**کَعبۂ مُعَظَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً کے جُنُوب میں واقع ہے۔ (ایضاً)
34	کوہِ مَروہ	کوہ صفا کے سامنے واقع ہے۔ (ایضاً)
35	مِیلَیْن اَخضَرَین	یعنی ''دوسَبز نِشان''۔ صَفا سے جانبِ مروہ کچھ دُور چلنے کے بعد تھوڑے تھوڑے فاصِلے پر دونوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سَبز لائٹیں لگی ہوئی ہیں۔ان دونوں سَبز نشانوں کے دَرمیان دَورانِ سَعْی مَردوں کو دوڑنا ہوتا ہے۔ (ایضاً،ص۶۳)
36	مَسْعیٰ	میلین اخضرین کا درمیانی فاصلہ جہاں دوران سعی مرد کو دوڑنا سنت ہے۔ (ایضاً)
37	مِیقات	اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ **مَکّۂ مُعَظَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً جانے والے آفاقی کو بِغیر اِحرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں، چاہے تجارت یا کسی بھی غرض سے جاتا ہو، یہاں تک کہ **مَکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً کے رہنے والے بھی اگر مِیقات کی حُدُود سے باہَر (مَثَلاً طائِف یا مدینۂ مُنَوَّرہ) جائیں تو اُنھیں بھی اَب بِغیر اِحرام مَکّۂ پاک زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً آنا **ناجائز** ہے۔ (ایضاً)
38	ذُوالْحُلَیْفَہ	مدینہ شریف سے مَکّۂ پاک کی طرف تقریباً 10 کلومیٹر پر ہے جو **مدینۂ مُنَوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً کی طرف سے آنے والوں کے لئے **''مِیقات''** ہے۔اَب اِس جگہ کا نام **''اَبیارِعلی''** کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجھَہُ الْکَرِیْم ہے۔(ایضاً)
39	ذاتِ عِرق	عراق کی جانب سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ (ایضاً،ص۶۴)
40	یَلَمْلَم	یہ اہلِ یمن کی میقات ہے اور پاک و ہند والوں کے لئے میقات **یَلَمْلَم** کی مُحاذات ہے۔ (ایضاً)
41	جُحْفَہ	ملک شام کی طرف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔ (ایضاً)
42	قَرْنُ الْمنازِل	نجد (موجودہ ریاض) کی طرف آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔ (ایضاً)
43	آفاقی	وہ شخص جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو۔ (ایضاً)
44	تَنعیم	حُدودِ حرم سے خارج وہ جگہ جہاں سے **مَکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً میں قِیام کے دَوران عُمرے کے لئے **اِحرام** باندھتے ہیں اور یہ مَقام **مسجِدُ الحرام** سے تقریباً 7 کلومیٹر جانبِ **مدینۂ مُنَوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً ہے،اب یہاں **مسجِدِ عائشہ** بنی ہوئی ہے۔اِس جگہ کو عوام **''چھوٹا عُمرہ''** کہتے ہیں۔ (ایضاً)
45	جعرانہ	حُدودِ حرم سے خارج **مَکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاًوَّ تَعْظِیْماً سے تقریباً 26 کلومیٹر دُور طائف کے راستے پر واقِع ہے۔ یہاں سے بھی دَورانِ قِیامِ مَکّہ شریف **عُمرے کا اِحرام** باندھا جاتا ہے۔اِس مقام کو عوام **''بڑا عُمرہ''** کہتے ہیں۔ (ایضاً،ص۶۵)

46	حَرَم	**مَکَّۂ مُعَظَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً کے چاروں طرف مِیلوں تک اِس کی حُدُود ہیں اور یہ زمین حُرمَت و تَقَدُّس کی وجہ سے ''حَرَم'' کہلاتی ہے۔ ہر جانب اِس کی حُدُود پر نشان لگے ہیں۔ حرم کے جنگل کا شکار کرنا نیز خودرَو دَرَخت اور تر گھاس کاٹنا، حاجی، غیرِ حاجی سب کے لئے حرام ہے۔ جو شخص حُدُودِ حَرَم میں رہتا ہواُسے ''حَرَمی'' یا ''اَہلِ حَرَم'' کہتے ہیں۔ (ایضاً،ص۶۴)
47	حِل	حُدُودِ حَرَم کے باہَر سے مِیقات تک کی زمین کو''حِل'' کہتے ہیں۔ اِس جگہ وہ چیزیں حَلال ہیں جوحَرَم کی وجہ سے حُدودِحَرَم میں حرام ہیں۔ زمینِ حِل کا رہنے والا''حِلّی'' کہلاتا ہے۔ (ایضاً)
48	مِنٰی	**مسجدُالحرام** سے پانچ کلومیٹر پر وہ وادی جہاں حاجی صاحِبان ایّامِ حج میں قِیام کرتے ہیں۔''مِنٰی''حَرَم میں شامل ہے۔ (ایضاً،۶۵)
49	جَمرات	مِنٰی میں واقِع تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ پہلے کا نام **جَمرَۃُ الاُخرٰی** یا **جَمرَۃُ العَقَبہ** ہے۔ اِسے **بڑا شیطان** بھی بولتے ہیں۔ دوسرے کو **جَمرَۃُ الوُسطٰی** (مَنجھلا شیطان) اور تیسرے کو **جَمرَۃُ الاُولٰی** (چھوٹا شیطان) کہتے ہیں۔ (ایضاً)
50	عَرَفات	مِنٰی سے تقریباً گیارہ کلومیٹر دُور میدان جہاں 9 **ذُوالحِجّہ** کو تمام حاجی صاحِبان جمع ہوتے ہیں۔ عَرَفات شریف حُدودِحَرَم سے خارِج ہے۔ (ایضاً)
51	جَبَلِ رَحمت	عَرَفات شریف کا وہ مقدّس پہاڑ جس کے قریب وُقوف کرنا افضل ہے۔ (ایضاً)
52	مُزدَلِفہ	''مِنٰی'' سے عَرَفات کی طرف تقریباً 5 کلومیٹر پر واقع میدان جہاں عَرَفات سے واپَسی پر رات بسر کرنا سُنَّتِ مُؤَکدہ اور صُبحِ صادِق اور طلوعِ آفتاب کے دَرمیان کم اَز کم ایک لمحہ وُقوف واجِب ہے۔ (ایضاً،ص۶۶)
53	مُحَسِّر	مُزدلِفہ سے ملا ہوا میدان، یہیں اَصحابِ فِیل پر عذاب نازِل ہوا تھا۔ لہٰذا یہاں سے گزرتے وقت تیزی سے گزرنا اور عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (ایضاً)
54	بطنِ عُرَنہ	عرفات کے قریب ایک جنگل جہاں حاجی کا وقوف درست نہیں۔ (ایضاً)
55	مَدّعٰی	مسجِدِ حرام اور **مَکَّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً کے قبرِستان ''جَنَّتُ المُعلٰی'' کے مابَین (کی درمیانی) جگہ جہاں دعا مانگنا مُستحب ہے۔ (ایضاً)
56	دَم	یعنی ایک بکرا (اس میں نر، مادہ، دنبہ، بھیڑ، نیز گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ سب شامل ہیں)۔ (ایضاً،ص ۲۲۸)

57	بَدَنہ	یعنی اونٹ یا گائے۔ یہ تمام جانوران ہی شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۲۲۸)
58	صدقہ	یعنی صدقہ فطر کی مقدار (آج کل کے حساب سے دو کلو تقریباً پچاس گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کی رقم یا اس کے دگنے جو یا کھجور یا اس کی رقم)۔ (ایضاً)
59	مرضُ الموت	کسی مرض کے مرض الموت ہونے کے لیے دو باتیں شرط ہیں۔ایک یہ کہ اس مرض میں خوف ہلاک واندیشۂ موت قوت وغلبہ کے ساتھ ہو، دوم یہ کہ اس غلبۂ خوف کی حالت میں اس کے ساتھ موت متصل ہوا گرچہ اس مرض سے نہ مرے، موت کا سبب کوئی اور ہو جائے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۲۵ ص ۴۵۷)
60	مُدَبَّر	وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (بہارشریعت، حصہ ۹،ص ۹)
61	حجِ بدل	نیابۃً (نائب بن کر) دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض کو ساقط کرے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰،ص ۶۵۹)
62	نَحر	اونٹ کو کھڑا کر کے سینے میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارنا اس کو نحر کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۶ ص ۱۱۲)
63	اِلْمَامِ صحیح	مُتمتّع کا عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جانا۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۶،ص ۱۲۹)
64	جُرمِ غیر اختیاری	اگر بیماری، سخت سردی، سخت گرمی، پھوڑے اور زخم یا جوؤں کی شدید تکلیف کی وجہ سے کوئی جرم ہوا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں۔ (ماخوذ از بہارشریعت، حصہ ۶ ص ۱۳۳)
65	چار پہر	اس سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے مثلاً طلوع آفتاب سے غروب آفتاب اور غروب آفتاب سے طلوع آفتاب یا دوپہر سے آدھی رات یا آدھی رات سے دوپہر تک۔ (حاشیہ فتاوی رضویہ، ج ۱۰،ص ۷۵۷)
66	مُحْصَر	جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کر سکا، اسے مُحصَر کہتے ہیں۔ (بہارشریعت، حصہ ۶ ص ۱۲۶)
67	ہَدی	اس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ (بہارشریعت، حصہ ۶ ص ۱۸۴)
68	مُد	ایک پیمانہ جو وزن میں دورطل ہوتا ہے۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰،ص ۲۹۶)
69	حجِ قِران	حج وعمرہ (دونوں) کے احرام کی نیت کرے اسے قِران کہتے ہیں اور اس حج کرنے والے کو قارِن کہتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج ۱۰،ص ۸۱۴)

70	حجِ تَمَتُّع	مکہ معظّمہ میں پہنچ کراشہرالحج (یکم شوال سے دس ذی الحجہ)میں عمرہ کرکے وہیں سے حج کا احرام باندھے۔اسے تمتع کہتے ہیں اوراس حج کرنے والےکومُتَمتِّع کہتے ہیں۔ (ماخوذازفتاوی رضویہ،ج۱۰،ص۸۱۴)
71	حجِ افراد	جس میں صرف حج کیا جاتا ہے۔اسے حج افراد کہتے ہیں اوراس حج کرنے والےکومُفرِد کہتے ہیں۔ (ماخوذازفتاوی رضویہ،ج۱۰،ص۸۱۳)
72	زادِراہ	توشہ اورسواری،اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت یعنی مکان ولباس اور خانہ داری کے سامان وغیرہ اورقرض سے اتنی زائدہوں کہ سواری پر جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اورمکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے۔ (ماخوذ از بہارشریعت،حصہ۶،ص۱۰۱۰)
73	جِنایت	اس سے مراد وہ فعل ہے جوحَرم یا اِحْرام کی وجہ سے منع ہو۔جیسے احرام کی حالت میں شکارکرنا،حرم میں کسی جانورکوقتل کرنا۔ (ماخوذاز درمختار،ج۳،ص۶۵۰)
74	ذی الحلیفہ	مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پرایک مقام کا نام ہے ،یہی اصح ہے(مرقاۃ)

اعلام

1	قُطب نما	وہ آلہ جس سے قطب کی سمت معلوم کی جاتی ہے۔
2	شُبری	حجازِمقدس کاایک قسم کامَحمَل (کجاوا)۔
3	پارہ	ایک رقیق اور ہروقت متحرک رہنے والی دھات جوسفیداور بھاری ہوتی ہے۔
4	مَشعرِ حرام	مزدلفہ کےقریب ایک پہاڑ کا نام ہے جسے جبل قُزَح بھی کہتے ہیں۔
5	صَندل	ایک قسم کی خوشبودارلکڑی
6	بیلے	یاسمین،چنبیلی کی قسم کاایک پھول
7	چمیلی	(چنبیلی) ایک سفید یا زردرنگ کاخوشبودار پھول۔
8	جُوہی	چنبیلی جیسےخوشبودار پھول جواس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔
9	خمیرہ تمباکو	ایک قسم کاخوشبودار پینے کاتمباکو
10	گھونس	چوہے کی طرح کاایک جانور جو چوہے سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔
11	بجو	ایک قسم کاگوشت خورجانور جودن بھربلوں میں رہتاہےاوررات کوباہرنکلتاہےاسکی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

12	تیندوا	بھیڑیئے اور چیتے کے باہم اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اس کا مزاج چیتے جیسا اور عادات کتے جیسی ہوتی ہیں۔
13	گُلِ بَنَفْشہ	بنفشہ کا پھول جو ہلکا نیلا یا اودے رنگ کا ہوتا ہے اور بطورِ دوا استعمال کیا جاتا ہے۔
14	گاؤزبان	ایک بُوٹی جس کے پتوں پر گائے کی زبان کی طرح کے ابھار ہوتے ہیں۔
15	مُلیٹھی	ایک درخت کی جڑ جو کھانسی اور گلے کی سوزش کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
16	ہَلِیْلہ سیاہ	سیاہ ہَڑ ایک قسم کا کسیلا (تُرش) پھل کا نام جسے خشک کر کے بطورِ دوا استعمال کرتے ہیں۔
17	پیپرمنٹ	سَت پودینہ (پودینہ کا عِرق) کی گولیاں
18	کُھنبی (کُھمبی)	ایک قسم کی سفید نباتات جو اکثر برسات میں ازخود پیدا ہو جاتی ہے اور اسے تل کر کھاتے ہیں۔
19	زَنجبیل	سونٹھ (سوکھی ادرک)
20	سُتلی	سَن (ایک پودا کا نام جس کی چھال سے رسیاں بنتی ہیں) کی باریک ڈوری، رسی۔
21	چِیڑ	ایک اونچا جنگلی درخت جس کی لکڑی، عمارت، سامان آرائش، اور صندوق وغیرہ بنانے میں کام آتی ہے۔
22	عِطر دانہ	وہ صندوقچی یا برتن جس میں عطر کی شیشیاں رکھی جاتی ہیں۔
23	ہَمیانی	روپیہ پیسہ رکھنے کی پتلی تھیلی خصوصاً وہ تھیلی جو حالتِ سفر میں کمر سے باندھی جاتی ہے
24	سینی	دھات کا بنا ہوا خوان (تھال)
25	ہَرتال	نورہ (بال صفا پوڈر)
26	قِنْدِیل	ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔
27	شَقْدُف	یعنی دو چار پائیاں جو اونٹ کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں ہر ایک میں ایک شخص بیٹھتا ہے۔
28	تِلْییں	تِل کی جمع ایک قسم کا تخم جس سے تیل نکلتا ہے۔
29	سُونڈیاں	سونڈی کی جمع ایک چھوٹا کیڑا جو اناج میں لگ جاتا ہے۔ پتوں کا رس چُوسنے والا کیڑا
30	بَڑیاں	بڑی کی جمع مونگ یا اُڑد (ماش) کی دال کی ٹکیاں جن سے سالن پکاتے ہیں
31	مَلاگیری	صندل کے رنگ سے مشابہ ایک رنگ جو خوشبودار ہوتا ہے۔
32	کیْسَر	زرد رنگ کا ایک نہایت خوشبودار پھول
33	جاوتری	جائفل (ایک پھل جو دواؤں اور کھانوں میں استعمال ہوتا ہے) کا پوست۔

34	کَھلی	تِلہن (غلہ جس سے تیل نکالا جائے) یا سرسوں کا پھوک
35	نارنگی	ایک خوش رنگ پھل جو عموماً کھٹ مٹھا ہوتا ہے (سنگترے سے چھوٹا)
36	کاہو	ایک قسم کا ساگ اور اس کا بیج جو بہت چھوٹا ہوتا ہے اور اکثر اس کا تیل دماغ کی خشکی کو دور کرنے کے لیے دوا کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔
37	کامران	ایک جگہ کا نام ہے۔
38	جَنَّتُ المَعْلٰی	جنت البقیع کے بعد مکہ مکرمہ میں جَنَّتُ المعلٰی دنیا کا سب سے افضل ترین قبرستان ہے یہاں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کئی صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء وصالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات مقدسہ ہیں۔
39	وادی مُحَصَّب	جَنَّتُ المعلٰی کہ مکہ معظّمہ کا قبرستان ہے اس کے پاس ایک پہاڑ ہے اور دوسرا پہاڑ اس پہاڑ کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پر نالہ کے پیٹ سے جدا ہے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی محصب ہے۔
40	مَسْجِدُ الْجِن	یہ مسجد جَنَّتُ المعلٰی کے قریب واقع ہے۔ سرکارمدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز فجر میں قرآن پاک کی تلاوت سن کر یہاں جنات مسلمان ہوئے تھے۔
41	جَبلِ ثَور	یہ وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے غار میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے رفیق خاص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت کے وقت تین رات قیام پذیر رہے۔ یہ غار مبارک مکہ مکرمہ کی دائیں جانب مَسفلہ (ایک محلّہ خانہ کعبہ کے حصہ دیوار مستجار کی جانب واقع ہے) کی طرف کم وبیش چار کلومیٹر پر واقع ہے۔
42	جَبلِ اَبِی قُبَیس	یہ مقدس پہاڑ بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے کوہ صفا کے قریب واقع ہے۔
43	بابُ الحَذُورَہ	مسجد الحرام میں ایک دروازے کا نام ہے۔
44	جَمرہ	منٰی اور مکہ کے بیچ میں تین ستون بنے ہوئے ہیں ان کو جَمرہ کہتے ہیں، پہلا جو منٰی سے قریب ہے جمرۂ اولی کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرۂ وسطی اور اخیر کا مکہ معظّمہ سے قریب ہے جمرۃ العُقْبٰی کہلاتا ہے۔

حل لغات باعتبار حروف تہجی

الف

نمبر شمار	الفاظ	معانی	نمبر شمار	الفاظ	معانی
1	ابدی	جو ہمیشہ رہے	55	اِدراک	احاطہ کرنا، پانا، دریافت کرنا
2	اِجمالاً	مختصراً	56	اُلوہیت	الٰہ ہونا، معبود ہونا
3	ازلی	جو ہمیشہ سے ہو	57	اخلاق فاضلہ	اچھی عادتیں
4	اخلاق رذیلہ	بری عادتیں	58	ابوالبشر	سب انسانوں کے باپ مراد حضرت آدم علیہ السلام
5	اوتر	شمال			
6	اِستِہزا	ہنسی، مذاق، ٹھٹھا کرنا	59	اِصلاح پذیر	اصلاح قبول کرنے والا
7	اُولُوالعزم	بلندو بالا، عزت وعظمت اور حوصلہ والے	60	احکام تبلیغیہ	احکام شریعت
8	اِنس	انسان	61	اعتقادِ عظمت	قدر ومنزلت کا عقیدہ
9	افضل العبادات	تمام عبادتوں سے افضل	62	احکام تشریعیہ	شرعی احکام
10	اَکارت	ضائع، برباد	63	اَلَم	درد
11	ادّق	نہایت مشکل	64	اجزائے اصلیہ	اصلی اجزا
12	انگشتری	انگوٹھی	65	ابدالاباد	ہمیشہ
13	اَخبثُ الناس	لوگوں میں خبیث ترین	66	ازل	جو ہمیشہ سے ہو
14	اِعادہ	دوبارہ ادا کرنا	67	التفات	متوجہ ہونا
15	اندیشہ	فکر، خوف، خیال	68	اتّصال	ملاپ، نزدیکی
16	اتباع	پیروی کرنا	69	اکڑوں بیٹھنا	تلووں کے بل اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے رہیں
17	اوجھل	پوشیدہ، پردہ، غائب			
18	اغل بغل	آس پاس	70	الجھن	پریشانی، کش مکش
19	ایندھن	جلانے کی چیزیں	71	امتیاز	فرق، ترجیح

نمبر	لفظ	معنی
20	التزام	کسی بات کو لازم کرلینا، ضروری قرار دینا
21	اشغال	کام، مشغول ہونا
22	افشاں	سونے چاندی کا بُرادہ یا مُقیّش کی باریک کترن
23	استحقاق	حق طلب کرنا، سزاوار ہونا، حق دعوی، قابلیت
24	اقامت	قیام کرنا، ٹھہرنا
25	اقتدائے زن	عورتوں کا مقتدی ہونا
26	اَدْعِیہ	دعائیں
27	اِتمام	مکمل کرنا
28	اُمّی	ان پڑھ
29	اعرابی غلطیاں	زبر، زیر، پیش کی غلطیاں
30	اُولیٰ	پہلا
31	اہوال	ہول کی جمع، خوف، گھبراہٹ
32	اِیڑ لگانا	پاؤں کی ایڑی سے گھوڑے کو دوڑنے کا اشارہ کرنا
33	اَگر	ایک قسم کی لکڑی جو جلانے سے خوشبو دیتی ہے
34	استحباب	مستحب ہونا
35	اِفاقہ	مرض میں کمی
36	اباحت	جائز کردینا، مباح کردینا
37	اوّل اوّل	ابتداء، شروع میں (آگے آگے)

نمبر	لفظ	معنی
72	استخفاف	ہلکا سمجھنا، حقیر سمجھنا
73	اِرتداد	مرتد ہونا
74	انتشار	شہوت، تتر بتر ہونا، فکر
75	اُپلے	ایندھن کے لیے گوبر کی سُکھائی ہوئی ٹکیاں، گوبر کی تھاپیاں
76	اکتفاء	کافی سمجھنا، کفایت کرنا
77	پَرا	صَف
78	اجیر	اجرت پر کام کرنے والا
79	اسم جلالت	اللہ تعالیٰ کا نام
80	اعانت	مدد
81	اقتصار	اکتفاء
82	انحراف	پھر جانا
83	اَولی	بہتر
84	اَثنائے خطبہ	خطبہ کے دوران
85	اختلاط	میل جول
86	انکھیارا	آنکھوں والا
87	ازدحام	بھیڑ
88	امامت زناں	عورتوں کی امامت
89	افواہ	بے اصل بات، اُڑتی خبر
90	انجان	ناواقف
91	اذن	اجازت
92	ایام نحر	قربانی کے دن
93	اوندھا لیٹنا	پیٹ کے بَل لیٹنا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
38	اپاہج	لُولا لنگڑا، چلنے پھرنے سے معذور	94	اُنثیین	خصیے (فوطے)
39	اوراد	وظائف	95	اَثنائے اَذان	اَذان کے دوران
40	اعادہ	لوٹانا۔ دہرانا	96	اِژدِہام	بھیڑ۔ مجمع
41	ادنیٰ	کم از کم	97	اثنائے نماز	نماز کے دوران
42	استر	نیچے کی تہ	98	ابرا	اوپر کی تہ
43	اِصطبل	گھوڑے باندھنے کی جگہ	99	افتاں وخیزاں	گرتے پڑتے، بدحواسی کی حالت میں
46	ایمان بالغیب	غیب پر ایمان لانا	100	اِتباعِ حق	حق کی پیروی
47	اعجوبہ	انوکھی چیز، عجیب شے	101	استمداد	مدد چاہنا
48	اصناف	قِسمیں	102	اجتماع وفراق	مجمع وتنہائی
49	ابر	بادل	103	امرد	وہ لڑکا یا مرد جس کو دیکھنے یا چھونے سے شہوت پیدا ہوتی ہے
50	اذکار	وظائف			
51	اسمائے طیبہ	پاکیزہ نام	104	بطریق مسنون	سنت کے مطابق
52	اذکار طویلہ	بڑے بڑے وظائف	105	اولیائے میّت	مرنے والے کے سرپرست
53	اَعِزّہ	عزیز کی جمع رشتہ دار	106	اوگالدان (اُگال دان)	پیک دان، تھوکنے کا برتن
54	اَچکن	ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے	107	اُچّھو	کھانسی جو سانس کی نالی میں پانی وغیرہ جانے سے آنے لگتی ہے

آ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
108	آنکھ کے کوئے	ناک کی طرف، آنکھ کا کونہ	114	آتش زدگی	آگ لگنے
109	آڑا	ترچھا، ٹیڑھا	115	آسائش	آرام، سکون
110	آیات دعائیہ وثنائیہ	وہ آیات جن میں دعاؤں اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء کا ذکر ہے	116	آفتاب ڈھلکنے	زوال پذیر ہونا
			117	آہٹ	پاؤں کی آواز، کھٹکا
111	آبرو	عزت	118	آلات حرب	لڑائی کے ہتھیار، اسلحۂ جنگ
112	آمیزش	ملاوٹ	119	آفتابہ	دستہ لگا ہوا لوٹا

113	آلودہ	ناپاک، نجس، لتھڑا ہوا	120	آنچل	دوپٹے کا پلو

ب

121	بالائی	اُوپری، فاضل، فالتو	152	برہان	دلیل
122	بےحس	جس کو کسی کا احساس نہ ہو، جو حرکت نہ کر سکے۔	153	بہ نظرِ حقارت	توہین کی نظر سے
			154	بےآبروئی	بےعزتی، بےحیائی
123	بدرجہا	بہت زیادہ، کئی درجے	155	براہِ اختصار	مختصر کرنے کے لیے
124	بازپرس	پوچھ گچھ	156	بری الذّمہ	ذمہ داری سے بَری
125	بےآمیزش	ملاوٹ کے بغیر	157	بےریش	داڑھی کے بغیر
126	بچی	وہ بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں	158	بط	بطخ
			159	بموجب	مطابق
127	بےباک	بےخوف، بےحیا	160	بِلا تامُّل	بےسوچے سمجھے
128	بالاخانہ	اوپر والا حصہ	161	براءت	نجات، چھٹکارا
129	بےغبار و بخار	بخارات اور گرد کے بغیر	162	بلاقراءت	قراءت کے بغیر
130	براہ جہل	ناواقفی کی بنا پر، جہالت کی بنا پر	163	بار	بوجھ، دشوار
131	بندش	گِرہ	164	بستہ	جما ہوا
132	بھڑکا	مشتعل ہونا، تیز ہونا	165	بدل کتابت	وہ مال جس کے بدلے مکاتب غلام کو آزادی ملے۔
133	بگوش دل	ذوق وشوق سے، توجہ سے			
134	بِدکا	ڈر کر چونکنا، ڈرنا	166	بھال	برچھی کا پھل، تیر کی نوک
135	باقلا	لوبیا	167	بیرون	باہر
136	بھونک دینا	گھونپنا	168	بٹا	بَل دیا، لپیٹا
137	بعینہ	اسی طرح	169	بدّو	عرب کے خانہ بدوش لوگ، دیہاتی
138	بھوں	ابرو، آنکھ اور ماتھے کے درمیانی بال	170	براہِ اختصار	مختصر کرنے کے لیے
139	بستم	بیس	171	بادیان	سونف

140	بے دست وپا	ہاتھ پاؤں کے بغیر	172	بدِقّت	مشکل سے
141	بخوف تطویل	طوالت کے خوف سے	173	بُقچی	کپڑوں کی چھوٹی گٹھڑی
142	بُلاق	ایک زیور جو کہ ناک میں پہنتے ہیں	174	بالکل سمت راس	بالکل سر کے اوپر
143	بَم	گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں گھوڑا جوتا جاتا ہے	175	بَہلی کا کھٹولا	بیلوں کی چھوٹی گاڑی
			176	تملیک	مالک بنادینا
144	بدل خلع	وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے	177	بول وبراز	پیشاب اور پاخانہ
			178	بہائم	چوپائے
145	بالتخصیص	خصوصیت کے ساتھ	179	بفضلہٖ تعالٰی	اللہ تعالٰی کے فضل سے
146	بلاتکلف	بے روک ٹوک	180	بُندکیاں	چھینٹے
147	بشاشت	مسرت، خوشی	181	بُکا	رونا
148	بجرا	ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی	182	بلاصوت	بغیر آواز
149	بالعکس	ضد، خلاف	183	بیش قیمت	زیادہ قیمت
150	بعذر	عذر کے ساتھ	184	بَیِّن	واضح۔صاف
151	بیع وشرا	خرید وفروخت	185	بیخ کُنی کرنا	یعنی جڑ کاٹنا

پ

186	پیہم	لگاتار، پے درپے	201	پیروئے شیطان	شیطان کے پیروکار
187	پچتانا (پچھتانا)	افسوس کرنا	202	پائتابہ	جُرّاب
188	پَٹ لیٹنا	پیٹ کے بل لیٹنا، اوندھا لیٹنا	203	پالتی مارنا	چارزانو بیٹھنا
189	پڑیا	کاغذ کی ایک تھیلی	204	پھوڑا	بڑی اور موٹی پھنسی، زہریلے مادے کی تھیلی
190	پے درپے	لگاتار، متواتر			
191	پائنتی	قدموں کی جانب	205	پت جھاڑ	خزاں، وہ موسم جس میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں
192	پاسداری	لحاظ، مروت، جانبداری			

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
193	پراگندہ	پریشان، منتشر	206	پیادہ	پیدل چلنے والا
194	پورب	مشرق	207	پیشتر	پہلے
195	پسِ پُشت	پیچھے	208	پیال	چاول کا بھس
196	پرگنہ	ضلع کا حصہ	209	پپوٹوں	جسم کا وہ حصہ جو آنکھ سے ملا ہوتا ہے، آنکھ کا غلاف
197	پالیز	کھیت			
198	پُہنچیاں	پُہنچی کی جمع، کلائی، ایک زیور جو کلائی میں پہنا جاتا ہے	210	پَیڑو	ناف سے نیچے کا حصہ
			211	پَیر	اناج صاف کرنے کی جگہ
299	پَلی	تیل یا گھی نکالنے کا آلہ، ٹیڑھا چمچہ	212	پرسان حال	حال پوچھنے والا، مددگار
200	پُھریری	روئی کا ٹکڑا	213	پشت دست	ہاتھ کی پشت، ہاتھ کی الٹی طرف

ت

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
214	تکفیر	کافر قرار دینا	232	تجہیز و تکفین	مردے کے کفن دفن کا انتظام
215	ابد	جو ہمیشہ رہے	233	تسلُّط	غلبہ
216	تنعیم قبر	قبر کی نعمتیں	234	تخمینہ	اندازہ
217	تضلیل	گمراہ قرار دینا	235	تفسیق	فاسق قرار دینا
218	تہہ نشین ہونا	نیچے بیٹھ جانا	236	ترتیل	حروف کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا
219	بےتکلف	تکلیف اٹھا کر کوئی کام کرنا	237	تھلیل	لاالہ الا اللہ پڑھنا
220	تقدیم و تاخیر	آگے پیچھے	238	تذلُّل	عاجزی کرنا، اپنے آپ کو حقیر سمجھنا
221	تُخم	بیج	239	تعارض	دو چیزوں کا آپس میں مخالف ہونا
222	تکیہ دار	قبرستان کی نگرانی کرنے والا	240	تحت تصرف	اختیار میں، زیرِ حکم
223	تنقیص	گھٹانا، کم کرنا، نقص نکالنا	241	تونگر	دولت، امیر، مالدار
224	توقیت دان	علم توقیت کا جاننے والا	242	تلف	ضائع
225	تعرُّض	سامنے آنا، مزاحمت، روکنا	243	تکان	تھکن
226	تارک	چھوڑنے والا	244	تندی	تیزی، سختی، شہوت

227	تندخو	سخت مزاج	245	تندمزاج	سخت مزاج
228	توشہ	زادِراہ	246	ترک	چھوڑنا
229	تفرقہ	فرق	247	تلفُّظ	لفظ کامنہ سے ادا کرنا
230	تقلیل	کمی کرنا	248	تحفُّظ	حفاظت
231	تفاوُت	فرق	249	توسُّط	درمیانہ

ث

250	ثقہ	معتبر	251	ثِقل سماعت	اونچا سننے کا مرض

ج

252	جمیع	تمام	269	جانگزا	جان گھٹانے والا، جان کو اذیت یا تکلیف دینے والا
253	جائے امامت	امامت کی جگہ			
254	جست	چھلانگ لگانا، اچھلنا	270	جرّار	کثیر لشکر، بہادر، دلیر
255	جزدان	غلاف	271	جائے نجاست	نجاست کی جگہ
256	جزع وفزع	رونا پیٹنا	272	جنبش	حرکت
257	جُتے ہوئے کھیت	وہ کھیت جس میں ہل چلایا گیا ہو	273	جوق جوق	گروہ کے گروہ
258	جان کَنی	نزع کی حالت میں، موت کے	274	جھری	شگاف، سوراخ
		لمحات میں سانس اکھڑنا	275	جواہر	قیمتی پتھر
259	جہل	جہالت، ناواقفی، بے علمی	276	جدال	جھگڑا
260	جہت	سمت	277	جُمرُک	کسٹم ہاؤس، چونگی خانہ
261	جلق	مشت زنی	278	جہر	اونچی آواز
262	جُوا	وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے لئے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے	278	جمروں	جمرہ کی جمع، مِنٰی میں تین مقامات جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں
263	جنائی	دائی۔ بچہ جنانے والی	280	جھول	گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
264	جمیع ماسوی اللہ	اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز	281	جُنُبٌ	وہ آدمی جسے جماع یا احتلام کی وجہ سے غسل کی حاجت ہو۔
265	جلا دینا	زندہ کرنا	282	جبّارین	جبار کی جمع ظالم ترین
266	جدّی مناسبت	آبائی مناسبت	283	جوارح	انسان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء
267	جگالی	حیوانات کا اپنے چارے کو معدے میں سے نکال کر منہ میں چبانا	284	جمادات	جماد کی جمع، بے جان چیزیں جیسے دھات، پتھر وغیرہ
268	جِرم دار	جسم رکھنے والا	285	جملۃً	سب کے سب، یکبارگی

چ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
286	چولی	غلاف	293	چت	پیٹھ کے بل لیٹنا
287	چاہ	کنواں	294	چھدرے	فاصلے فاصلے سے
288	چپکا	خاموش	295	چابک	ہنٹر، کوڑا
289	چنچل	شوخ (شریر) وہ گھوڑا جس کی دم اور پاؤں نہ ٹھہرتے ہوں	296	چونگی	ایک محصول جو میونسپل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے، ٹیکس
290	چھٹانا	چھوڑانا (آزاد کرنا)	297	چوکھونٹی	چارکونوں والی
291	چَرسے	چمڑے کا بڑا ڈول	298	چندلا	گنجا
292	چغہ	جبہ	299	چنٹیں	سلوٹیں

ح

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
300	حادث	عدم سے وجود میں آنا، جو پہلے نہ ہو بعد میں وجود میں آئے	319	حفظ الٰہی	اللہ عزّ وجل کی حفاظت، اللہ تعالٰی کی امان
301	حدوث	وجود میں آنا	320	حیّ	زندہ
302	حسنہ	نیکی	321	حکمت بالغہ	کامل حکمت
303	حرکات وسکنات	عادت واطوار	322	حسنات	نیکیاں

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
304	حِکَم	حکمتیں	323	حقّانیت	سچائی،صداقت
305	حسبِ مراتب	مرتبہ کے مطابق	324	حق گوئی	سچ بولنا
306	حِلّت	حلال ہونا	325	حرج	تنگی،سختی،نقصان
307	حتّی الوسع	جہاں تک ہوسکے	326	حائض	حیض والی عورت
308	حجاب	پردہ	327	حَضَر	حالت اقامت، ایک جگہ قیام
309	حائل	روک،آڑ،پردہ	328	حادثۂ عظیمہ	بڑی آفت، بڑا سانحہ
310	حَلق	سرمنڈانا	329	حمائل	گلے میں ڈالنے کی چیز، چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔
311	حجِّ مبرور	مقبول حج			
312	حامیان	حامی کی جمع،حمایتی، مددگار	330	حدثِ عمد	جان بوجھ کر بے وضو ہونا
313	حقُّ العبد	بندے کا حق	331	حتَّی المقدور	جہاں تک ہوسکے
314	حتَّی الا مکان	جہاں تک ممکن ہو	332	حَزِیں	غمگین
315	حاجت ظاہرہ	ظاہری حاجت (توشہ اور سواری)	333	حَدَث	بے وضو ہونا
316	حشفہ	آلہ تناسل کی سپاری	334	حَاذِق	اپنے فن میں ماہر، تجربہ کار
317	حرمت نماز	کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے	335	حقنہ	کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہوجائے
318	حربی	دارالحرب میں رہنے والا	336	حرمت	عزت،عظمت

خ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
337	خفیف	تھوڑا، ہلکا،کم	349	خلق	مخلوق
338	خسف	زمین میں دھنسنا	350	خُلّت	بے پناہ محبت، بے حد دوستی
339	خرافات	بے ہودہ باتیں	351	خیرُ النّاس	لوگوں میں سے اچھا
340	خاسِر	نقصان اٹھانے والا	352	خفیف	کم تھوڑا
341	خُسُوف	چاند گرہن	353	خاطر ملحوظ	لحاظ کرتے ہوئے، آؤ بھگت

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
342	خطرہ	ڈر، خوف، وسوسہ	354	خنثیٰ	ہیجڑا
343	خوش خوان	اچھی آواز سے پڑھنے والا	355	خلقت	پیدائشی ہیئت
344	خام	کچی	356	خصومت	جھگڑا
345	خرما	کھجور، چھوہارا	357	خُدّام	خادم کی جمع، خدمت کرنے والے
346	خلائق	خلیقہ کی جمع مخلوق	358	خوش خُلق	اچھے اخلاق
347	خودرو	اپنے آپ اُگا ہوا، جنگلی	359	خطر	خوف، خطرہ
348	خوف اور روارَوِی	خوف وگھبراہٹ	360	خُنکی	ٹھنڈک

د

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
361	دست بستہ	ہاتھ باندھے	382	دُہائی	کسی کو پکار کر مدد کے لیے بلانا، استغاثہ
362	دُشنام	گالی	383	دغا	دھوکہ، فریب
363	دَموی	جس میں بہتا ہوا خون ہو	384	دفع	دور کرنا
364	دَل	جسامت، موٹائی	385	دوچند	دُگنا
365	دَلدار	جس کا جسم ہو	386	دونا	دگنا، دوچند، دہرا
366	دَبِیز	موٹا، مضبوط	387	دہن	منہ
367	دل بٹے	دھیان دوسری طرف جائے	388	درپیش	سامنے، رُوبرو
368	دھول	مٹی، گَرد	389	دالان	برآمدہ
369	داعی	بلانے والا	390	دانستہ	جان بوجھ کر
370	دہشت ناک	بھیانک، ڈراؤنا	391	دائیں چلانا	اناج گاہنا، کھلیان پر بیلوں کو چلانا
371	دکھَّن	جنوب کی سمت	392	دلاّل	سودا کرنے والا، آڑھتی
372	دستگاہ	مہارت	393	دردآگین	درد سے بھرا ہوا
373	دیوان	اشعار اور علم عروض (اشعار کے قواعد کا علم) کی کتابیں	394	دِہقانی	دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو
374	دواء	دوا کے طور پر			

375	دھول	مٹی	395	دُنبل	پھوڑا
376	دَم نہیں مار سکتا	چون و چرا نہیں کرسکتا، کچھ بات نہیں کہہ سکتا	396	دنیا گزشتی وگزاشتی	دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی
377	دِرَم (درہم)	چاندی کا ایک سکہ	397	دستی	ہاتھ کے ذریعہ
378	دفینہ	دفن کیا ہوا مال	398	دھان	چاول
379	دھونکنا	تیز کرنا، جلانا	399	درکنار	ایک طرف
380	دُنیا وما فِیھَا	دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔	400	دوچتیاں	دوکالے نقطے
381	دَین	قرض			

ڈ

401	ڈھکیل (دھکیل)	دھکا	403	ڈھیلا	مٹی کا بڑا ٹکڑا، آنکھ کے اندر کا گول حصہ، گھلا
402	ڈورا	دھاگا	404	ڈھال	پستی

ذ

405	ذاکرین	ذکر کرنے والے	407	ذی عقل	عقل مند
406	ذُرِّیّت	اولاد، نسل	408	ذی وجاہت	معزز، محترم

ر

409	رفیع	بلند، بڑی شان والا	426	رسل	رسول کی جمع
410	راہن	گروی رکھنے والا	427	راست باز	ایماندار، دیانتدار
411	رَطبُ اللّسان	بہت تعریف کرنے والا، مداح	428	رفاض	رافضی
412	رینٹھ	ناک کا سفید لیس دار مادہ	429	رطوبت	تری، نمی
413	رال	لعاب دہن، منہ کا چیپ	430	ریح	گیس، معدے کی ہوا
414	رقیق	پتلا	431	راجح	بہتر، غالب

415	رَیخیں	منجن یا پانوں کے رنگ کے نشان جو دانتوں میں پڑ جاتے ہیں	432	رونگٹے	وہ چھوٹے نرم بال جو انسان کے بدن پر ہوتے ہیں
416	رَفُو	پھٹی ہوئی جگہ کو بھرنا، پھٹے ہوئے کپڑے کی تاگوں سے مرمت کرنا	433	رکعت بھر	رکعت بھری سورت فاتحہ کے ساتھ کسی سورت کا ملا کر رکعت ادا کرنا
417	رواروی	بھاگ دوڑ، عُجلت	434	روزِ اَبر	جس دن بادل چھائے ہوں
418	روشنائی	لکھنے کی سیاہی	435	راست گو	سچ بولنے والا، صاف گو
419	روندنا	کُچلنا	436	راہ گیر	مسافر
420	ریاح	ریح کی جمع، معدے کی ہوا	437	رقبہ	گردن، غلام، لونڈی
421	ریا	دکھلاوا	438	رائج	جاری، عام، رسمی
422	رفث	فحش کلام	439	رہزن	چور، ڈاکو
423	ریاست	سرداری	440	رفقا	رفیق کی جمع، ساتھی، دوست
424	رُوبقبلہ	قبلہ کی جانب	441	ریتے	ریت
425	روغن	پالش، چمک، تیل	442	رکابیاں	رکابی کی جمع تھالیاں، طشتریاں
443	روزِ میثاق	وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیھم السلام سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نصرت کا پختہ عہد لیا۔			

ز

444	زِچہ خانہ	وہ مقام جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے	449	زیادت قلیلہ	تھوڑی زیادتی
445	زائر	زیارت کرنے والا	450	زیرناف	ناف کے نیچے
446	زاری	گریہ، رونا پیٹنا	451	زمین مغصوب	ایسی زمین جس پر زبردستی قبضہ کیا گیا ہو
447	زَلّت	لغزش	452	زُوّار	زیارت کرنے والے
448	زجر	ڈانٹ ڈپٹ، ملامت	453	زیادت	اضافہ، زیادتی

س

454	ستارے گھ گئے	ظاہر ہوگئے، چھوٹے بڑے ستاروں کا ظاہر ہوجانا یہاں تک کہ کوئی ستارہ پوشیدہ نہ رہے	475	سراب	ریتلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے
455	سجّین	جہنم میں ایک وادی کا نام	476	سنگ دلی	سخت دلی
456	سہو	بھولنا	477	سِیون	سلائی
457	سربُریدہ	سرکٹا ہوا	478	سرائے	مسافروں کے ٹھہرنے کا مکان
458	سکوت	خاموشی	479	سَیل	پانی کی رو، بہاؤ
459	سَکت	طاقت	480	سِعایت	کوشش، محنت، دوڑ دھوپ
460	سِیل	تری، نمی	481	سپید داغ	برص کی بیماری
461	سکتہ	لمحہ بھر کے لئے خاموش ہونا	482	سُنَنِ رواتب	سنت موکدہ
462	ساقط	معاف	483	ساحر	جادوگر
463	ساعی	کوشش کرنے والا	484	سکونت	رہائش
464	سیّآت	سیّئہ کی جمع ہے برائیاں	485	سِقایہ	پانی کی سبیل
465	سنت بعدیہ	وہ سنتیں جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہیں	486	سائلین	سائل کی جمع، سوال کرنے والے۔ پوچھنے والے، مانگنے والے
466	سالم	پورا، تمام	487	سِن	عمر
467	سُترہ	آڑ	488	سینٹھا	سرکنڈا
468	سنگِستان	پتھریلی زمین	489	سہ بارہ	تیسری بار
469	سابق	پہلا، سبقت لے جانے والا	490	سمجھ وال	سمجھدار
470	سَبّ وشتم	گالیاں	491	سُوا	موٹی سوئی، بڑی سوئی
471	سیلان	کسی پتلی چیز یا پانی کا جاری ہونا	492	سہل	آسان
472	سروکار	واسطہ، تعلق	493	سِپر	ڈھال، آڑ، روک

473	سمت الراس	سر سے آسمان تک کا سیدھا خط، بلندی کی انتہاء	494	سالہائے گزشتہ	گزرے ہوئے سال
474	سیر	سیرت کی جمع، عادتیں، خصلتیں	495	سخت خو	سخت مزاج

ش

496	شرقی	مشرقی	505	پیش گوئی	کسی بات کی پہلے خبر دینا
497	شفیعوں	شفاعت کرنے والے	506	شکم	پیٹ
498	شانوں	شانہ کی جمع، کندھے	507	شعلہ زن	شعلہ مارنے والا، شعلہ نکالنے والا
499	شناخت	پہچان، واقفیت	508	شب اسرا	معراج کی رات
500	شیرخوارگی	وہ عمر جس میں بچہ دودھ پیتا ہے	509	شریر	برا، بدذات
501	شَرُّ النّاس	لوگوں میں سے برا	510	شرارے	چنگاریاں
502	شفیع	شفاعت کرنے والا	511	شامت نفس	نفس کی نحوست، نفس کی آفت
503	شیاطینِ الاِنس	شریر لوگ، انسانی شیطان	512	شعائر اسلام	اسلام کی نشانیاں، اسلام کی علامات
504	شاق	بھاری	513	شرم گاہِ زن	عورت کی شرمگاہ

ص

514	صَرْف	خرچ	523	صراحۃً	واضح طور پر، ظاہر
515	صفات ذاتیہ	ذاتی صفات	524	صوت	آواز
516	صدہا	سینکڑوں، بہت سے	525	صدور	واقع ہونا
517	صُحُف ملائکہ	فرشتوں کے صحیفے	526	صفات ذمیمہ	بری صفتیں
518	صواب	درست	527	صفی	برگزیدہ
519	صادر ہونا	واقع ہونا	528	صریح	واضح

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
520	صلٰوۃِ وُسطٰی	نمازعصر	529	صفرا	پیلے رنگ کا کڑواپانی
521	صغائر	صغیرہ کی جمع، چھوٹے گناہ	530	صَبِی	بچہ
522	صف میں منفرد	صف میں اکیلا نماز پڑھنے والا مقتدی	531	صنعت	کاریگری، دستکاری

ض

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
532	ضِدَّین	دومخالف چیزیں	533	ضعیف	کمزور، لاغر

ط

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
534	طاق عدد	وہ عدد جودوپر پوراتقسیم نہ ہومثلاً پانچ، سات،نووغیرہ	539	طمانینت	اطمینان،تسلی،دل جمی،سکون
535	طاہر	پاک	540	طبق	تھال، بڑی رکابی
536	طبقات	طبقہ کی جمع درجے،منزلیں	541	طاری ہونا	کسی کیفیت کاغلبہ پانا
537	طشت	تھال، ہاتھ دھونے کا برتن	542	طول	لمبائی
538	طاق	محراب نماجگہ جودیوار میں بناتے ہیں			

ع

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
543	عصمت	پاکدامنی	558	عیوب	عیب کی جمع،نقائص
544	عطرفروش	عطربیچنے والا	559	عطرِتحقیق	تحقیق کا نچوڑ
545	علٰی حسبِ مَراتب	مرتبہ کے مطابق	560	عالم اسباب	دنیا، جہاں ہرکام کا کوئی سبب ہوتا ہو
546	عصا	ڈنڈا	561	عالَم	دنیا

547	عطائے الٰہی	اللہ تعالیٰ کی عطا	562	عُصاۃ	عاصی کی جمع، گناہ گار لوگ
548	عقل رسا	عقل کی پہنچ	563	علی الِا طلاق	مطلق
549	علم سلوک	علم تصوُّف	564	علی ھذاالقیاس	اسی پر قیاس، اسی طرح
550	عنداللہ	اللہ عزوجل کے نزدیک	565	عیب دار	عیبی، ناقص، جس میں عیب ہو
551	عتاب	ملامت، غصہ، ناراضگی	566	عفو	معاف، بخشش، بخشا
552	عَمداً	جان بوجھ کر	567	عبث	فضول، بے فائدہ
553	عاریۃً	عارضی طور پر دی ہوئی چیز	568	علی الِاتِّصال	مسلسل، بلاناغہ
554	عکس	الٹ	569	عودکرنا	لوٹنا
555	عمّ	چچا	570	عارض	پیش آنے والا، عرض کرنے والا
556	عشر	دسواں حصہ	571	عرض	چوڑائی
557	عودنہ کرے	واپس نہ لَوٹے	572	عکسی	فوٹو

غ

573	غیب وشہادت	پوشیدہ اور ظاہر، غائب وحاضر	578	غریب الوطن	مسافر
574	غِلمان	جنت کے کم سن خادم	579	غیر متناہی	جس کی کوئی حد نہ ہو
575	غیر مَحرم	جس سے نکاح جائز ہو	580	غیر سبیلین	آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ
576	غُلو	حد سے گزر جانا، بہت زیادہ مبالغہ کرنا	581	غَشیت خَشفہ	سرِ ذَکر کا چھپ جانا
577	غیر جہری	وہ نمازیں جن میں پست آواز سے قراءت کی جاتی ہے مثلاً ظہر وعصر	582	غیر مامون	جس سے امن نہ ہو، غیر محفوظ، جو قابل اطمینان نہ ہو۔

ف

583	فُجَّار	فاجر کی جمع بدکار	593	فرداًفرداً	جداجدا، علیحدہ علیحدہ، ایک ایک کرکے

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
584	فُسّاق	فاسق کی جمع، گناہ گار	594	فتح باب	دروازہ کھولنا
585	فصل طویل	لمبا فاصلہ	595	فلاح دنیوی	دنیوی کامیابی
586	فہم	سمجھ	596	فسق	نافرمانی، جرم، بدکاری، گناہ
587	فسادِ بعض	بعض کا فاسد ہونا	597	فسادِ کل	کل کا فاسد ہونا
588	فربہ	موٹا، صحت مند	598	فال	شگون
589	فرجِ خارج	عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ	599	فرجِ داخل	شرمگاہ کا اندرونی حصہ
590	فراخ	کشادہ	600	فاصل	جدا کرنے والا، جدا
591	فیشو فیشو	پیچھے پیچھے	601	فصد کا خون لینا	رگ کھول کر فاسد خون نکلوانا
592	فلہٰذا	اسی لیے، اسی وجہ سے			

ق

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
602	قلفہ	عضو تناسل کا سرا بغیر ختنہ کیے ہوئے	615	قوت و ضعف	طاقت اور جسمانی کمزوری
603	قدیم	جو ہمیشہ سے ہو	616	قضا	تقدیر
604	قوی ہیکل	مضبوط جسم، مضبوط بدن	617	قرب	نزدیکی
605	قلعی	صَیقل (پالش) کیا ہوا	618	قبیح	برا، معیوب
606	قَدْر	مقدار، کسی چیز کا اندازہ	619	قلت	کمی، تھوڑا
607	قصداً	جان بوجھ کر	620	قُرص	ٹکیا، گول چیز ٹکیا کی طرح
608	قتال	جنگ	621	قاطع نماز	نماز کو توڑنے والا
609	قیام اللیل	رات کی عبادت، رات کو عبادت کے لیے اٹھنا	622	قہقہہ	اتنی آواز سے ہنسنا کہ آس پاس والے سنیں
610	قرض خواہ	ادھار دینے والا	623	قفل	تالا
611	قطع رحم	رشتہ ناطہ توڑنا، تعلق توڑنا	624	قُرص آفتاب	سورج کی ٹکیا
612	قریہ	گاؤں، دیہات	625	قبّہ	گنبد، بُرج، خیمہ، مزار

613	قرابت	رشتہ داری	626	قحطِ باراں	بارش کا نہ ہونا
614	قساوت قلبی	سخت دلی			

ک

627	کریدکر	کُھرچ کر	652	کریہ (کَریہہ)	قابل نفرت، بدشکل
628	کنکاش	جستجو، تلاش	653	کوندا	بجلی کی چمک
629	کبائر	کبیرہ کی جمع، گناہ کبیرہ	654	کُلفت	رنج، تکلیف
630	کرخت	سخت	655	کجی	ٹیڑھاپن
631	کاہن	جنوں سے دریافت کرکے غیب کی خبریں یاقسمت کا حال بتانے والا۔	656	کچابچہ	ناتمام بچہ، وہ بچہ جوحمل کی مدت سے پہلے پیداہوجائے۔
632	کسبی عورتیں	بازاری عورتیں،، بدکارعورتیں	657	کشائش	کشادگی ،فراخی، وسعت
633	کشادگی	فراخی، وسعت	658	کذّاب	بڑے جھوٹے
634	کوڑھی	برص کی بیماری	659	کثیرالوقوع	کثرت سے واقع ہونے والا
635	کَندہ	لکھاہوا	660	کھوٹ	ملاوٹ، نقص، فریب
636	کفایت	کافی ہونا، حسب ضرورت فائدہ حاصل ہونا	661	کوکھ	پہلو، شکم، پیٹ کے نیچے کی وہ جگہ جہاں ہڈی نہیں ہوتی
637	کونچیں	وہ موٹا پٹھا جو آدمی کی ایڑی کے اوپر اور چوپایوں کے ٹخنے کے نیچے ہوتا ہے	662	کھنکار	کھانسی کی آواز، وہ آواز جو بلغم کو ہٹانے یا گلا صاف کرنے کے واسطے نکالی جائے
638	کسوف	سورج گرہن	663	کوئے	ناک کی طرف آنکھ کا کونہ
639	کُب	انسان کی پیٹھ کا جھکاؤ	664	کراہت تحریم	مکروہ تحریمی
640	کالعدم	نہ ہونے کے برابر	665	کنگن	کلائی کا ایک زیور
641	کنکھیوں	ترچھی نگاہ، نگاہ پھیر کر دیکھنا	666	کراہیت	نفرت

نمبر	لفظ	معنی
642	کاٹھی	گھوڑے کی زین، پالان، کجاوہ
643	کمانی دار	اسپرنگ والے
644	کفران	ناشکری
645	کوزہ پشت	کُبڑا، کُبّا
646	کہگل	مٹی کی لپائی
647	کتب شرعیہ	تفسیر وحدیث وغیرہ
648	کاہے	کس لئے! کیوں؟ کس
649	کسم پُرسی (کَس مُپُرسی)	ایسی حالت جس میں کوئی پُرسان حال نہ ہو۔
650	کٹکھنا کتا	بہت زیادہ کاٹنے والا کتا، پاگل کتا
651	کھٹکنا	کسی چیز کا اگلے دانتوں سے کاٹنا یا توڑنا
667	کفالت	ضمانت، گارنٹی، ذمہ داری
668	کھر	جانوروں کے پاؤں
669	کوڑھی	برص کی بیماری
670	کنیز	لونڈی
671	کسل	سستی، کاہلی
672	کجا	کہاں، کس جگہ
673	کدورت	نفرت، رنجش
674	کُوچ	روانگی، رحلت، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔
675	کورے گھڑے	مٹی کے نئے مٹکے، لوٹے

گ

نمبر	لفظ	معنی
676	گراں	تکلیف دہ، دشوار، مہنگا
677	گھوڑے آپڑے	گھوڑے روند ڈالیں
678	گہنوں	زیور
679	گہن	سورج پر چاند کا یا چاند پر زمین کا سایہ پڑنے سے ان کا سیاہ نظر آنا
680	گودنا	بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا
681	گھائل	زخمی ہونا
682	گابھن	وہ جانور جس کے پیٹ میں بچہ ہو
683	گدّ ام گدّ ام	آگے آگے
684	گچ	چونے کا پتھر
685	گوشوں	گوشہ کی جمع، کونوں
687	گھائیاں	انگلیوں کے درمیان کی جگہ
688	گِھن	نفرت
689	گھٹ	کم
690	گوز	وہ گندی ہوا جو مقعد کی راہ سے آواز بلند خارج ہو
691	گرد	دھول، غبار
692	گِرہ	گانٹھ، گز کا سولھواں حصہ
693	گودی	بندرگاہ کا ایک حصہ
694	گھرسنا	کسی چیز میں اٹکا دینا، گھسیڑنا
695	گندنا	ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے

686	گٹوں	ٹخنوں			

ل

696	لب کشائی	بات کرنا	705	لیسی گئی	لیپی گئی
697	لاجَرم	لازمی، ضرور	706	لپ	چلّو
698	لحن	ترنم، قواعد موسیقی کے مطابق گانا، غلطی	707	لنگوٹ	کم عرض کپڑا جو فقراء یا پہلوان باندھتے ہیں
699	لاغر	کمزور، دبلا پتلا	708	لغزش	خطا، سہو
700	لُنجھا	لنگڑا لولا، ہاتھ پاؤں سے محروم	709	لبریز	بھرا ہوا، پُر
701	لعاب	تھوک، رال، لیس	710	لنگ	پاؤں کا نقص، لنگڑا پن
702	لٹھے	شہتیر، لکڑی	711	لِتھڑ جانا	لتھ پتھ ہونا، آلودہ ہونا
703	لگن	ٹب، طشت	712	لُو	وہ ہوا جو موسم گرما میں چلتی ہے
704	لذات	مزے لینا	713	لغویات	لغو کی جمع بیہودہ باتیں، بکواس، فضول

م

714	محال	ناممکن	829	محیط	گھیرے ہوئے، احاطہ کئے ہوئے
715	محالات	محال کی جمع، ناممکنات	830	معرفت ذات	ذات کی پہچان
716	مختار	بااختیار، آزاد، اختیار دیا گیا	831	مشیت الٰہی	اللہ عزَّ وجل کی مرضی، تقدیر الٰہی
717	منجانب اللہ	اللہ عزَّ وجل کی طرف سے	832	ماوشما	ہم اور آپ
718	مفضول	وہ شخص جس پر کسی کو فضیلت دی جائے	833	منصب عظیم	بڑا مرتبہ، بلند مقام
719	مِن جانب شیطان	شیطان کی طرف سے	834	مساوی	برابر، ہم پلہ
720	مُرسَلین	مُرسَل کی جمع، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے رسول	835	ملک گیری	ملک پر تسلُّط قائم کرنا، سلطنت کی حدود کو بڑھانا

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
721	مَلَک	فرشتہ	836	مَدارج ولایت	ولایت کے درجے، ولایت کے رتبے
722	منزّہ	پاک، عیبوں سے بری	837	مُزَیّن	آراستہ، سجایا ہوا
723	متناہی	جس کی کوئی حد ہو	838	مادَرزاد	پیدائشی
724	ملوک	سلاطین، بہت سے بادشاہ	839	مفضول	وہ شخص جس پر کسی کو فضیلت دی جائے
725	مفقود	ناپید، غائب	840	مَعْ	ساتھ
726	مجال	طاقت، قدرت	841	مشتاق زیارت	زیارت کا شوق رکھنے والا
727	متعلّقین	تعلق رکھنے والے	842	متوسّلین	نزدیکی چاہنے والے
728	محکوم	اختیار میں، زیرِ حکم، تابع	843	منصب	مرتبہ، عہدہ
729	مصالح	مصلحتیں	844	مَن وتُو	میں اور تُو
730	مبغوض	قابل نفرت	845	مشاہد	حاضر، ظاہر
731	مَرگھٹ	ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ	846	متشکّل	شکل اختیار کرنا، صورت اختیار کرنا
732	محصور	گھرا ہوا، قلعہ بند، مقیّد	847	مصائب	مصیبت کی جمع پریشانیاں، تکلیفیں
733	معاصی	گناہ	848	مقابر	مقبرہ کی جمع، قبرستان
734	مُسَخَّر	تابع کیا گیا، تسخیر کیا گیا۔	849	مدعیٔ نبوت	نبوت کا دعوٰی کرنے والا
735	متّبعین	پیروی کرنے والے	850	مروّت	اخلاق، انسانیت
736	مثیل	ہم شکل، ویسا ہی	851	مدائح	تعریفیں
737	مَنقَصَت	کمی، گھٹانا، نقص	852	لامذہب	جس کا کوئی مذہب نہ ہو، لادین
738	مقتدا	پیشوا، رہنما	853	مامون	محفوظ، بے خوف
739	مُفْسِدْ	جھگڑا کرنے والا، باغی، فسادی	854	ملک داری	انتظام حکومت
740	مُعانِد	دشمن	855	متصوِّف	بناوٹی صوفی، صوفی بننے والا
741	مدنظر	پیش نظر، سامنے	856	منحصر	محدود
742	موضع فرض	جسم کا وہ حصہ جس کا دھونا فرض ہے۔	857	محیط	گھیرنے والا
743	متوسّط	درمیانہ	858	مس	چُھونا

744	موضع نجاست	نجاست کی جگہ	859	معاذ اللہ	اللہ کی پناہ
745	مانع	رکاوٹ، روکنے والا	860	مخرج	نکلنے کی جگہ
746	مترتّب	ترتیب دیا ہوا	861	موقع نجاست	نجاست کے گرنے کی جگہ
747	میانی	پاجامہ کا وہ حصہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے	862	مقطّعات کی انگوٹھی	وہ انگوٹھی جس پر حروف مقطعات لکھے ہوئے ہوں جیسے الم وغیرہ
748	مخفی امر	پوشیدہ معاملہ	863	مینھ	بارش
749	مانجھ لینا	صاف کر لینا	864	مجامعت	ہم بستری کرنا
750	مُتیقَّن	یقینی	865	میل کاٹنا	میل صاف کرنا
751	میچ لیں	بند کر لیں	866	مردہ پوست	مردہ کھال
752	متنبّہ	خبردار، آگاہ، ہوشیار	867	متحیّر	حیران، ہکابکا، متعجب
753	مسدود	بند کیا گیا، روکا گیا، بند، رکا ہوا	868	مضایقہ	حرج، قباحت
754	مَحو	مٹا ہوا، فنا، معدوم	869	متّصل	پاس، قریب، نزدیک لگا ہوا، لگاتار
755	مِسّی	ایک قسم کا منجن	870	مُول	پونجی، سرمایہ
756	مرئیہ	جس کو دیکھ سکیں	871	متلی	جی متلانا، قے
757	مساحت	زمین کی پیمائش	872	مَضَرّت	نقصان، ضرر، زیاں
758	متجاوز	اپنی حد سے بڑھنے والا	873	مستغرق	گِھرا ہوا
759	منطبق	موافق، برابر	874	مغموم	غمگین، بے ہوش
760	محاذی	سامنے، برابر	875	محاذات	آمنے سامنے، روبرو، سیدھ
761	مواجہہ	آمنے سامنے، روبرو	876	مخفی	پوشیدہ
762	مرتکب	ارتکاب کرنے والا، کسی فعل کا کرنے والا	877	مشارکت	شریک ہونا، باہم شرکت کرنا، حصہ داری
763	مُجرَّب	آزمایا ہوا	878	مجموعۃً	مجموعی طور پر، جمع کیا ہوا
764	معظم دینی	دینی پیشوا	879	مکرر	دوبارہ، باربار
765	متضمن	داخل، شامل	880	ممبر	منبر

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
766	مَظِنّۂ نَجاست	نجاست کا گمان	881	مبغوض	ناپسندیدہ، قابل نفرت
767	مُوجِب	واجب کرنے والا، باعث، سبب	882	مُصرَّح	واضح
768	مداومت	ہمیشگی	883	معدوم ہونا	ختم ہونا، ناپید ہونا، کم ہونا
769	متمیز	امتیاز، جدا، الگ	884	مخروطی	گاجر نما، گاجر کی شکل کا
770	متجزّی	تقسیم ہونا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا،	885	مُؤکَّد	تاکید کیا ہوا
771	مصلّٰی	جائے نماز	886	موضع اقتدا	اقتدا کی جگہ
772	مشتہی	قابل شہوت لڑکا، خواہش پیدا کرنے والا	887	مَحارم	مَحرم کی جمع، جس سے نکاح ہمیشہ حرام ہو
773	مع قراءت	قراءت کے ساتھ	888	مُستَبعَد	دوراز قیاس، بعید
774	مُنادِی	پکارنے والا، اعلان کرنے والا	889	مشروع	شریعت کے موافق، جائز
775	محسوب	شمار کیا گیا، حساب میں لگایا گیا	890	مابقی	بقیہ، باقی بچا ہوا
776	مہتمّ بالشّان	نہایت اہم، عظیم	891	مرغوب	پسندیدہ، محبوب
777	مُراہِقہ	وہ لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہو	892	مُتمتّع	فائدہ اٹھانا، نفع حاصل کرنا
778	مُضطَر	تکلیف میں مبتلا، مجبور، پریشان	893	مستقر	ٹھہرنے کی جگہ، جائے قرار، ٹھکانہ
779	ماذون	وہ غلام جسے تجارت کی اجازت دی گئی ہو۔	894	مرجَع	جائے پناہ، رجوع کرنے کی جگہ، جس کی طرف رجوع کیا جائے،
780	متبوع	سردار، جس کی پیروی کی جائے	895	متواتر	پے درپے، مسلسل، لگاتار
781	میکا	عورت کے والدین کا گھر	896	مصافحہ	ہاتھ ملانا
782	مورِث	وارث کرنے والا، وہ شخص جس سے ورثہ ملا ہو۔	897	مرض مہلک	وہ بیماری جس میں جان جانے کا اندیشہ ہو، خوفناک بیماری
783	مجوسیہ	آتش پرست (آگ کی عبادت کرنے والی) عورت	898	مَصارِف	مصرف کی جمع، خرچ کرنے کی جگہ، اخراجات
784	مَنفعَت	نفع، فائدہ	899	معصیت	نافرمانی، گناہ
785	مُضِر	نقصان دہ	900	مدیون	مقروض

786	مُجرا	جاری کیا گیا، کٹوتی	901	معانقہ	گلے ملنا
787	معدِنی	وہ چیزیں جو کان سے نکلیں	902	مالگذاری	زمین کا لگان (ٹیکس)
788	میعاد	مدت	903	منقّٰی	ایک قسم کی بڑی کشمش
789	مایۂ عزت	باعث عزت	904	مُعَیَّن	مقرر
790	مذبذب	متردد، ایک خیال پر قائم نہ رہنے والا	905	مُسلَّم	پورا، سب، تسلیم کیا گیا، درست
791	معتدبہ	بہت سا، تعداد یا مقدار میں زیادہ، قابل اعتماد	906	مفلس	غریب، دیوالیہ، نادار، فراخی کے بعد تنگی کا آجانا
792	متولّی	انتظام کرنے والا، منتظم	907	مِعمار	عمارت بنانے والا، مستری
793	مملوک	مقبوضہ، ملکیت، غلام	908	معدِن	کان
794	مستعد	تیار	909	مدَّعی	دعویٰ کرنے والا
795	معتمد	قابل اعتماد	910	مثانہ	جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی
796	مغز	گِری، کسی چیز کا اندرونی حصہ، دماغ	911	مواخذہ	جواب طلبی، بازپُرس
797	مِلک	ملکیت، مالک ہونا	912	محتاط فی الدِّین	دین کے معاملے میں احتیاط کرنے والا
798	مساس	جسم کے کسی حصے کو شہوت ابھارنے کے لئے چھونا یا ملنا	913	مطلَع	طلوع ہونے کی جگہ (چاند نظر آنے کی جگہ)
799	مبیع	بیچی گئی چیز	914	مولیٰ	آقا، مالک، غلام
800	مُتوسِّط الحال	درمیانی حالت	915	مقدّمات حج	حج کے مسائل، معاملات
801	مُحنتانہ	محنت کا صلہ، وکیل کی فیس	916	موذیوں	موذی کی جمع تکلیف دینے والے
802	موئے بغل	بغل کے بال	917	مستورات	مستورہ کی جمع پردہ نشین عورتیں
803	معطّر	خوشبو میں بَسا ہوا	918	مُطوِّف	طواف کرنے والا
804	مول لینا	کسی چیز کو خریدنا، اپنے سر مصیبت لینا	919	مُشوَّش	پریشان، مضطرب، حیران
805	معا	ساتھ	920	مامور	مقرر، متعین، حکم کیا گیا، اجازت دیا گیا
806	ملال	رنج، افسوس	921	موانع	مانع کی جمع رکاوٹ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
807	متموّل	مال دار	922	مجرَّ د	تنہا
808	مرطوب ہوا	وہ ہوا جس میں نمی ہو	923	مغلَّظات	فحش گالیاں
809	مبادا	خدانخواستہ، کہیں ایسانہ ہو	924	میزان میزان	برابر کرنا
810	مُجرا	آداب بجالانا، سلام کرنا	925	مباہات	فخر
811	محشور	حشر کیا گیا، قیامت میں اٹھایا گیا۔	926	منقبت	بزرگان دین، اولیاءاللہ کی مدح کے اشعار
812	مَنْحَر	نحر کرنے کی جگہ	927	مبہم	پوشیدہ
813	موچنا	بال اکھیڑنے کا آلہ	928	مُونڈھے	کندھے، شانے
814	مصنوعی مُردہ سنگ	سفید رنگ کا پتھر جو دواؤں میں کام آتا ہے	929	موضع سجود وقدم کا پاک ہونا	سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا
815	متذکرۂ بالا	اوپر ذکر کیے گئے	930	مصلّی	نمازی
816	متابعت	پیروی	931	مئذنہ	مینارا
817	منحرف	پھرا ہو	932	موضع سجدہ	سجدہ کی جگہ
818	مفترض	فرض پڑھنے والے	933	مُطلًّا	سونے سے آراستہ
819	متنفل	نفل پڑھنے والے	934	مُقدَّم	آگے
820	منصوب	کھڑا	935	معلّق	آویزاں
821	موضع اہانت	ذلّت کی جگہ	936	محل سجود	سجدے کی جگہ
822	مذبح	جانور ذبح کرنے کی جگہ	937	مواضع	جگہوں
823	مِن جہۃ العباد	بندوں کی طرف سے	938	معلّم اجیر	اُجرت پر پڑھانے والے
824	مرتہن	جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو	939	مؤکل	وہ شخص جو وکیل مقرر کرے، وکیل کرنے والا
824	مستحق نار ہے	جہنم کا حقدار ہے	940	مدیُون کا کفیل	مقروض کا ضامن
825	مرہُون	جو چیز گروی رکھی گئی ہے	941	مدَّعیٰ علیہ	وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے
826	مستغرق	گھیرے ہوئے	942	منقطع	جُدا
827	مواسات	غمخواری اور بھلائی	943	مُشت	ایک مٹھی

828	مکتوب الیہ	جسے خط پہنچا			

ن

944	نظافت	صفائی	966	نوع اختیار	ایک طرح کا اختیار
945	ناقہ	اونٹنی	967	نصرت	مدد، حمایت
946	نسیم	پچھلی رات کی نرم و معطر ہوا، صبح کی ٹھنڈی ہوا	968	نیازمند	محتاج، عاجزی وانکساری کا اظہار کرنے والا
947	نعمت عظمیٰ	بڑی نعمت	969	نعش	لاش، میت
948	ناختنہ شدہ	جس کا ختنہ نہ ہوا ہو	970	نیک ظنی	اچھا گمان
949	نرکل	سرکنڈا	971	نازُکی	نرمی، کمزور
950	نادراً	کم یاب، عمدہ، عجیب	972	نگہداشت	حفاظت، نگرانی
951	نسیان	بھول چوک، ایک مرض جس میں انسان کے ذہن سے گذشتہ واقعات محو ہو جاتے ہیں۔	973	نگاہ خیرہ ہونا	بہت روشن اور بہت چمکتی ہوئی چیز پر نظر کرنے سے آنکھ کا پورا نہ کھلنا، جھپکنے لگنا۔
952	ناگوار	ناپسند	974	نتھنا	ناک کا سوارخ
953	نطق	گفتگو، گویائی	975	نادم	شرمندہ
954	ناآشنا	ناواقف	976	نادر	کمیاب، قلیل
955	ناگہانی	اتفاقیہ، اچانک	977	نصب	گاڑنا، کھڑا کرنا
956	ناگفتہ بہ	جس کا نہ کہنا بہتر ہو، ناقابل بیان،	978	نادار	غریب محتاج
957	نصف عشر	بیسواں حصہ	979	نامسموع	نہ سنا گیا، نامقبول
958	ننگ وعار	شرم وحیا، غیرت وحمیت	980	نانبائی	روٹی پکانے والا
959	نقارہ	نوبت، بڑا ڈھول	981	نایاب	کمیاب، نادر
960	ناغہ	غیر حاضری	982	نشیب وفراز	پستی وبلندی (اتار چڑھاؤ)

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
961	نِری	خالص	983	نہال	خوش حال، خوش وخرم
962	نچھاور	نثار، بکھیرنا	984	نصرانی	عیسائی
963	نِیابۃً	بطورنائب، قائم مقام	985	ناخُن گیر	ناخُن تراش
964	نُمو	زیادتی	986	نواقض وضو	وضوتوڑنے والی چیزیں
965	نفقہ	روٹی کپڑے وغیرہ کاخرچ	987	ناگوار	ناپسند

و

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
988	وصل	ملاہواہونا، ملانا	1000	وُقوعِ کذب	جھوٹ کاواقع ہونا
989	وغیرہم	اوران کےعلاوہ	1001	ورع	پرہیزگار
990	وحدانیّت	اللہ عزّوجلّ کاایک ہونا، لاشریک ہونا	1002	واصل	پہنچنا
991	وقعت	قدرومنزلت، عزت	1003	وسعت	گنجائش
992	وارد	مذکور، پہنچنا	1004	وضع قطع	شکل وصورت
993	وحشت	گھبراہٹ، خوف	1005	ولی اَقْرَب	سب سے زیادہ نزدیک کارشتہ دار
994	ولی اَبْعَد	دورکارشتہ والا	1006	وثیقہ	دستاویز، اقرارنامہ۔
995	وسائِط	واسطہ کی جمع، واسطے، ذریعے، اسباب	1007	واجب الادا	جس کی ادائیگی ضروری ہو
996	وافر	زیادہ	1008	وراءوراء	پیچھے پیچھے
997	وسعت	کشادگی	1009	واجب الحفظ	جس کایادکرناضروری ہو
998	وغیرہا	اوراس کےعلاوہ	1010	واجب الوجود	جس کاوجودضروری ہو
999	وجاہت	عزت، احترام			

ہ

نمبر	لفظ	معنی	نمبر	لفظ	معنی
1011	ہنود	ہندو	1018	ہیبت ناک	خوفناک

1012	ہادی	ہدایت دینے والا	1019	ہیأت	بناوٹ،صورت،کیفیت
1013	ہنوز	ابھی تک،اس وقت تک	1020	ہمراہی	ساتھی،رفیق
1014	ہیأت اولی	پہلی صورت	1021	ہلکی قراءت	مختصر قراءت
1015	ہبہ کردینا	تحفے میں دینا	1022	ہڑ	ایک دوا کا نام
1016	ہمہ تن	بالکل،تمام	1023	ہیکل	ہار،شان وشوکت
1017	ہلال	پہلی رات کا چاند			

ی

1024	یومُ التَّرْوِیہ	آٹھویں ذی الحجہ کا دن	1026	یکّہ	گھوڑا گاڑی
1025	یک چشم	ایک آنکھ والا،کانا	1027	یمین	قسم

سلام کے بہترین الفاظ

اعلیٰ حضرت،امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد22 صَفْحَہ409 پر فرماتے ہیں:کم ازکم اَلسَّلامُ علیکم اوراس سے بہتر وَرَحمَۃُ اللّٰہ ملانااورسب سے بہتر وَبَرَکاتُہٗ شامل کرنا اوراس پر زِیادَت نہیں۔پھرسلام کرنے والے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اتنے کا اعادہ توضَرور ہے اورافضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے۔اس نے اَلسَّلامُ علیکم کہا تو یہ وعَلَیکُمُ السَّلام وَرَحمَۃُ اللّٰہ کہے۔اوراگراس نے اَلسَّلامُ علیکم وَ رَحمَۃُ اللّٰہ کہا تو یہ وَعَلیکمُ السَّلامُ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکاتُہٗ کہےاوراگراس نے وبَرَکاتُہٗ تک کہا تو یہ بھی اتنا ہی کہے کہ اس سے زِیادَت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

تفصیلی فہرست

نمازِ عصر کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب مردہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو اسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے، وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے ((**دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ**)) ذرا ٹھہرو! مجھے **نماز** تو پڑھنے دو۔''

("سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب ذكر القبر و البلى، الحديث: ٤٢٧٢، ج ٤، ص ٥٠٣)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے اس حصے **دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ** (یعنی ذرا ٹھہرو! مجھے نماز تو پڑھنے دو۔) کے بارے میں فرماتے ہیں: **یعنی** اے فرشتو! سوالات بعد میں کرنا، **عصر** کا وقت جا رہا ہے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ وہ کہے گا جو دنیا میں نمازِ عصر کا پابند تھا **اللہ** نصیب کرے۔ مزید فرماتے ہیں: **ممکن ہے** کہ اس عرض پر سوال و جواب ہی نہ ہوں اور ہوں تو نہایت آسان، کیونکہ اس کی یہ گفتگو تمام سوالوں کا جواب ہو چکی۔

(مرأة المناجيح، ج ١، ص ١٤٢)

اسلامی عقائد کا بیان

بہارِ شریعت
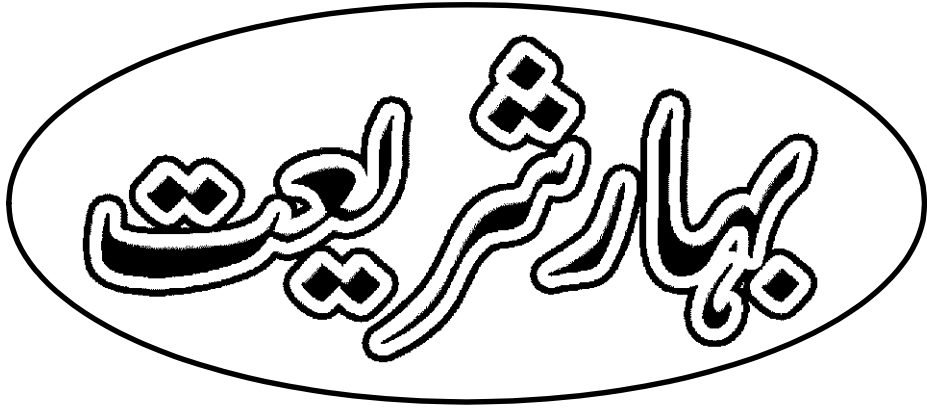
حصہ اوّل (1)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

الحمد للّٰہ الذي أنزل القرآن، وھدانا به إلی عقائد الإیمان، وأظھر ھذا الدین القویم علی سائر الأدیان، والصلاۃ والسلام الأتمان في کلّ حین واٰن علی سیّد ولد عدنان، سیّد الإنس والجان، الذي جعله اللّٰہ تعالی مطّلعا علی الغیوب فعلم ما یکون وما کان، وعلی اٰلہ وصحبه وابنه وحزبه ومن تبعھم بإحسان، واجعلنا منھم یا رحمٰن! یا منّان!

فقیر بارگاہ قادری ابوالعلا امجد علی اعظمی رضوی عرض کرتا ہے کہ زمانہ کی حالت نے اس طرف متوجہ کیا کہ عوام بھائیوں کے لیے صحیح مسائل کا ایک سلسلہ عام فہم زبان میں لکھا جائے، جس میں ضروری روزمرّہ کے مسائل ہوں۔ باوجود بے فرصتی اور بے مایگی کے توکّلاً علی اللہ اس کام کو شروع کیا، ایک حصّہ لکھنے پایا تھا کہ یہ خیال ہوا کہ اعمال کی درستی عقائد کی صحت پر متفرع ہے، اور بہتیرے مسلمان ایسے ہیں کہ اُصولِ مذہب سے آگاہ نہیں، ایسوں کے لیے سچّے عقائدِ ضروری کے سرمایہ کی بہت شدید حاجت ہے۔

خصوصاً اس پُر آشوب زمانہ میں کہ گندم نما جَو فروش بکثرت ہیں، کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے، بلکہ عالم کہلاتے ہیں اور حقیقۃً اسلام سے ان کو کچھ علاقہ نہیں۔ عام ناواقف مسلمان اُن کے دامِ تزویر میں آکر مذہب اور دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، لہٰذا اُس حصہ یعنی کتاب الطہارۃ کو اِس سلسلہ کا حصّہ دوم کیا اور اُن بھائیوں کے لیے اس سے پہلے حصّہ میں اسلامی سچے عقائد بیان کیے۔ اُمید کہ برادرانِ اسلام اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ کریں اور اس فقیر کے لیے عفو و عافیتِ دارین اور ایمان و مذہبِ اہلسنت پر خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَی الإِیْمَانِ وَتَوَفَّنَا عَلَی الإِسْلَامِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَۃَ خَیْرِ الْأَنَامِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ، وَأَدْخِلْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ دَارَ السَّلَامِ اٰمِیْن یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ الٰهی جلّ جلالہٗ

عقیدہ (۱): اللہ (عزوجل) ایک ہے [1]، کوئی اس کا شریک نہیں [2]، نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ افعال میں [3] نہ احکام میں [4]، نہ اسماء میں [5]، واجب الوجود ہے [6]، یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عَدَم مُحَال [7]، قدیم ہے [8]

1...... ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پ۳۰، الإخلاص: ۱.

﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰـهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰـهَ إِلَّا هُوَ﴾ پ۲، البقرة: ۱٦۳.

2...... ﴿لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾ پ۸، الأنعام: ۱٦۳.

3...... في "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر" للقارئ، ص۱٤: (واللّٰه تعالى واحد) أي: في ذاته (لا من طريق العدد) أي: حتى لا يتوهم أن يكون بعده أحد (ولكن من طريق أنّه لا شريك له) أي: في نعته السرمديّ لا في ذاته ولا في صفاته).

وفي "حاشية الصاوي"، پ۳۰، الإخلاص، تحت الآية ۱: (والتنزه عن الشبيه والنظير والمثل في الذات والصفات والأفعال)، ج٦، ص۲٤٥۱. وانظر للتفصيل رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: "**اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب**" المعروف بہ ''دس عقیدے''، ج۲۹، ص۳۳۹۔

4...... ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا﴾ پ۱٥، الكهف: ۲٦.

في "تفسير الطبري"، ج۸، ص۲۱۲، تحت الآية: (يقول: ولا يجعل اللّٰه في قضائه، وحكمه في خلقه أحداً سواه شريكاً، بل هو المنفرد بالحكم والقضاء فيهم، وتدبيرهم وتصريفهم فيما شاء وأحبّ)۔

5...... ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ پ۱٦، مريم: ٦٥، في "التفسير الكبير" تحت الآية: (المراد أنّه سبحانه ليس له شريك في اسمه).

6...... في "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر" للقارئ، ص۱٥: (لايشبه شيئاً من الأشياء من خلقه) أي: مخلوقاته، وهذا لأنّه تعالى واجب الوجود لذاته وماسواه ممكن الوجود في حد ذاته، فواجب الوجود هوالصمد الغنيّ الذي لايفتقر إلى شيء، ويحتاج كل ممكن إليه في إيجاده وإمداده، قال اللّٰه تعالى: ﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾.

7...... یعنی اُس کا موجود نہ ہونا، ناممکن ہے۔

8...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۸: (ومنه أنّه قديم، لا أوّل له ـ أي: لـم يسبق وجوده عدم ـ وليس تحت لفظ القديم معنى في حقّ اللّٰه تعالى سوى إثبات وجود، ونفي عدم سابق ـ فلا تظنن أنّ القدم معنى زائد على الذات القديمة، فيلزمك أن تقول إنّ ذلك المعنى أيضاً قديم بقدم زائد عليه ويتسلسل إلى غير نهاية ـ ومعنى القدم في حقه تعالى ـ أي: امتناع سبق العدم عليه ـ هو معنى كونه **أزليا**، وليس بمعنى تطاول الزمان، فإنّ ذلك وصف للمحدثات كما في قوله تعالى: ﴿كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾.

یعنی ہمیشہ سے ہے، اَزَلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے [1] یعنی ہمیشہ رہے گا اور اسی کو اَبَدی بھی کہتے ہیں۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ [2]

عقیدہ (۲): وہ بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اُس کا محتاج۔ [3]

عقیدہ (۳): اس کی ذات کا اِدراک عقلاً مُحال [4] کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے عقل اُس کو محیط ہوتی ہے [5] اور اُس کو کوئی اِحاطہ نہیں کرسکتا [6]، البتہ اُس کے افعال کے ذریعہ سے اِجمالاً اُس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفتِ ذات حاصل ہوتی ہے۔

---

1 ...... ﴿ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ﴾ پ ۲۰، القصص: ۸۸.

وفي "المعتقد المنتقد"، و منه أنّه باق، ليس لوجوده آخر۔ أي: يستحيل أن يلحقه عدم۔ وهو معنى كونه **أبديا**.

انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسايرة"، الأصل الثاني والثالث، تحت قوله: (أنّه تعالى قديم لا أوّل له، وأنّ الله تعالى أبدي ليس لوجوده آخر)، ص۲۲۔ ۲٤.

2 ...... ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ﴾ پ ۱، البقرة: ۲۱.

﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ﴾ پ۷، الأنعام: ۱۰۲.

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ پ ۱۵، بني اسرآئيل: ۲۳.

﴿ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ پ ۱۲، يوسف: ٤٠.

3 ...... ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ پ ۳۰، الإخلاص: ۲.

وفي "منح الروض الأزهر" في "شرح الفقه الأكبر"، ص ١٤: ﴿ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴾ أي: المستغني عن كل أحد والمحتاج إليه كل أحد.

4 ...... یعنی اس کی ذات کا عقل کے ذریعے اِحاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

5 ...... یعنی اس کا اِحاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے۔

6 ...... في "التفسير الكبير"، پ۷، الأنعام، تحت الآية: ۱۰۳: ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ﴾ المرئي إذا كان له حد ونهاية وأدركه البصر بجميع حدوده وجوانبه ونهاياته، صار كأنّ ذلك الأبصار أحاط به فتسمى هذه الرؤية إدراكاً، أما إذا لم يحط البصر بجوانب المرئي لم تسم تلك الرؤية إدراكاً. فالحاصل: أنّ الرؤية جنس تحتها نوعان: رؤية مع الإحاطة، ورؤية لا مع الإحاطة، والرؤية مع الإحاطة هي المسماة بالإدراك فنفي الإدراك يفيد نفي نوع واحد من نوعي الرؤية، ونفي النوع لا يوجب نفي الجنس، فلم يلزم من نفي الإدراك عن الله تعالى نفي الرؤية عن الله تعالى)، ج۵، ص ۱۰۰.

عقیدہ (۴): اُس کی صفتیں نہ عین ہیں نہ غیر[1]، یعنی صفات اُسی ذات ہی کا نام ہو ایسا نہیں اور نہ اُس سے کسی طرح کسی نحوِ وجود میں جدا ہو سکیں[2] کہ نفسِ ذات کی مقتضٰی ہیں اور عینِ ذات کو لازم۔[3]

عقیدہ (۵): جس طرح اُس کی ذات قدیم اَزلی اَبدی ہے، صفات بھی قدیم اَزلی اَبدی ہیں۔[4]

عقیدہ (۶): اُس کی صفات نہ مخلوق ہیں[5] نہ زیرِ قدرت داخل۔

عقیدہ (۷): ذات وصفات کے سِوا سب چیزیں حادث ہیں، یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔[6]

عقیدہ (۸): صفاتِ الٰہی کو جو مخلوق کہے یا حادث بتائے، گمراہ بددین ہے۔[7]

1...... في "المسايرة"، ص۳۹۲: (ليست صفاته من قبيل الأعراض ولا عينه ولا غيره).

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص۴۷۔۴۸: (وهي لا هو ولا غيره، يعني: أنّ صفات اللّٰه تعالى ليست عين الذات ولا غير الذات......الخ).

2...... یعنی کسی بھی طور پر صفات، ذات سے جدا ہو کر نہیں پائی جاسکتیں۔

3...... بلاتشبیہ اس کو یوں سمجھیں کہ پھول کی خوشبو پھول کی صفت ہے جو پھول کے ساتھ ہی پائی جاتی ہے، مگر اس خوشبو کو ہم پھول نہیں کہتے، اور نہ ہی اُسے پھول سے جدا کہہ سکتے ہیں۔

4...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص۲۳: (لم يحدث له اسم ولا صفة) يعني: أنّ صفات اللّٰه وأسمائه كلها أزلية لا بداية لها، وأبدية لا نهاية لها، لم يتجدد له تعالى صفة من صفاته ولا اسم من أسمائه، لأنّه سبحانه واجب الوجود لذاته الكامل في ذاته وصفاته، فلو حدث له صفة أو زال عنه نعت لكان قبل حدوث تلك الصفة وبعد زوال ذلك النعت ناقصا عن مقام الكمال، و هو في حقه سبحانه من المحال، فصفاته تعالى كلها أزلية أبدية).

وفي "المعتمد المستند"، ص۴۶۔۴۷: (وبالجملة: فالذي نعتقده في دين اللّٰه تعالى أنّ له عزوجل صفات أزلية قديمة قائمة بذاته عزوجل، لوازم لنفس ذاته تعالى، ومقتضَيات لها بحيث لا تقدير للذات بدونها......إلخ).

5...... في "الفقه الأكبر"، ص۲۵: (صفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة). "المعتقد المنتقد"، ص۴۹.

6...... وفي "شرح العقائد النسفية"، ص۲۴: (والعالم) أي: ما سوى اللّٰه تعالى من الموجودات مما يعلم به الصانع يقال عالم الأجسام وعالم الأعراض وعالم النباتات وعالم الحيوان إلى غير ذلك، فتخرج صفات اللّٰه تعالى؛ لأنّها ليست غير الذات كما أنّها ليست عينها (بجميع أجزائه) من السموات وما فيها والأرض وما عليها (محدث).

7...... في "المعتقد المنتقد"، ص۴۹: (صفات اللّٰه تعالى في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة، فمن قال: إنّها مخلوقة أو محدثة، أو وقف فيها بأن لا يحكم بأنها قديمة أو حادثة، أو شك فيها، أو تردد في هذه المسألة ونحوها فهو كافر باللّٰه تعالى). =

عقیدہ (۹): جو عالَم میں سے کسی شے کو قدیم مانے یا اس کے حدوث میں شک کرے، کافر ہے۔[1]

عقیدہ (۱۰): نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ بیٹا، نہ اُس کے لیے بی بی، جو اُسے باپ یا بیٹا بتائے یا اُس کے لیے بی بی ثابت کرے کافر ہے[2]، بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔

= قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمٰن في حاشيته، ص٥٠: تحت قوله: "فهو كافر": (هذا نص سيدنا الإمام الأعظم رضي الله تعالى عنه في "الفقه الأكبر" وقد تواتر عن الصحابة الكرام والتابعين والمجتهدين الأعلام عليهم الرضوان التام إكفار القائل بخلق الكلام كما نقلنا نصوص كثير منهم في **"سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح"** وهم القدوة للفقهاء الكرام في إكفار كل من أنكر قطعياً، والمتكلمون خصّوه بالضروري وهو الأحوط. ١٢

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٢٥، تحت قوله: (فهو كافر بالله) أي: ببعض صفاته، وهو مكلف بأن يكون عارفاً بذاته وجميع صفاته إلاّ أن الجهل والشك الموجبين للكفر مخصوصان بصفات الله المذكورة من النعوت المسطورة المشهورة، أعني: الحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة والتخليق والترزيق.

1...... في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٨٣: (نقطع على كفر من قال بقدم العالم، أو بقائه، أو شك في ذلك). و"المعتقد المنتقد، ص١٩.

2...... ﴿ **لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ** ﴾ پ٣٠، الإخلاص:٣.

﴿**مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا**﴾ پ٢٩، الجن : ٣.

﴿**وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا**﴾ پ١٦، مريم: ٩٢.

﴿**قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ**﴾ پ٢٥، الزخرف: ٨١.

﴿ **وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا**﴾ پ١٥، بنی اسرائيل:١١١.

في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٨٣: (من ادّعى له ولداً أو صاحبة أو والداً أو متولدٌ من شيء...... فذلك كله كفر بإجماع المسلمين)، ملتقطاً.

وفي "مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٥٠٤، و"البحر الرائق"، ج٥، ص٢٠٢: (إذا وصف الله تعالى بما لا يليق به... أوجعل له شريكا أو ولدا أو زوجة... يكفر).

وفي "التاتارخانية"، كتاب أحكام المرتدين، ج٥، ص٤٦٣: (وفي "خزانة الفقه": لو قال: لله تعالى شريك، أوولد، أوزوجة،... كفر).

عقیدہ (۱۱): وہ حَی ہے، یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔[1]

عقیدہ (۱۲): وہ ہر ممکن پر قادر ہے، کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر نہیں۔[2]

عقیدہ (۱۳): جو چیز مُحال ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اُس کی قدرت اُسے شامل ہو، کہ مُحال اسے کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا، پھر مُحال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھو کہ دوسرا خدا مُحال ہے یعنی نہیں ہوسکتا تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا تو مُحال نہ رہا اور اس کو مُحال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے۔ یوہیں فنائے باری مُحال ہے، اگر تحتِ قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ مُحال پر قدرت ماننا اللہ (عزوجل) کی اُلوہیت سے ہی انکار کرنا ہے۔[3]

عقیدہ (۱۴): ہر مقدور کے لیے ضرور نہیں کہ موجود ہو جائے، البتہ ممکن ہونا ضروری ہے اگرچہ کبھی موجود نہ ہو۔

عقیدہ (۱۵): وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اُس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے، یعنی عیب ونقصان کا اُس میں ہونا مُحال ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لیے مُحال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہا عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، مُحال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ مُحالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی

1...... ﴿هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ پ۳، البقرة: ۲۵۵.

﴿وَهُوَ الَّذِی یُحْیٖ وَیُمِیْتُ﴾ پ۱۸، المؤمنون: ۸۰.

2...... ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ پ۱، البقرة: ۲۰.

في "حاشية الصاوي"، ج۱، ص۳۸ تحت هذه الآية: وقوله: ﴿قَدِیْرٌ﴾ من القدرة وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالممكنات إيجادًا أو إعدامًا على وفق الإرادة والعلم).

في "التفسير الكبير"، پ۱۵، الكهف: ۲۵: (أنّه تعالى قادر على كل الممكنات) ج۷، ص۴۵۴.

في "المسايرة"، ص۳۹۱: (وقدرته على كلّ الممكنات).

3...... انظر للتفصيل: "الفتاوى الرضوية"، "**سبحن السبوح عن عيب كذب مقبوح**" ج۱۵، ص۳۲۲.

باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان! نقصان تو اُس مُحال کا ہے کہ تعلّقِ قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔[1]

عقیدہ (۱۶): حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، اِرادہ اُس کے صفاتِ ذاتیہ ہیں، مگر کان، آنکھ، زبان سے اُس کا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں، کہ یہ سب اَجسام ہیں اور اَجسام سے وہ پاک۔ ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے، ہر باریک سے باریک کو کہ خُوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے، بلکہ اُس کا دیکھنا اور سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں، ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔[2]

1...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص۳۹۳: (يستحيل عليه) سبحانه (سمات النقص كالجهل والكذب) بل يستحيل عليه كل صفة لا كمال فيها ولا نقص؛ لأنّ كلا من صفات الإله صفة كمال)، انظر للتفصيل: "المسامرة بشرح المسايرة"، واتفقوا على أنّ ذلك غير واقع، ص۲۰٤ ـ ۲۱۰، و"الفتاوى الرضوية"، ج۱٥، ص۳۲۰ـ۳۲۲.

2...... ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ پ۳، ال عمران:۲.

﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾ پ۷، المائدة: ۱۲۰.

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ پ۲٤، المؤمن: ۲۰.

﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيْمًا﴾ پ٦، النساء: ۱٦٤.

﴿ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا﴾ پ۲۸، الطلاق: ۱۲.

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾ پ٦، المائدة: ۱. ﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پ۱۲، هود: ۱۰۷.

في "فقه الأكبر"، ص۱٥ـ۱۹: (لم يزل ولا يزال بأسمائه وصفاته الذاتية والفعلية، أمّا الذاتية فالحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة).

في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص۳۹۱ـ۳۹۲: (وصفات ذاته حياته بلا روح حالّة، وعلمه وقدرته وإرادته وسمعه بلا صماخ لكل خفي كوقع أرجل النملة) على الأجسام اللينة (وكلام النفس) فإنّه تعالى يسمع كلاّ منهما (وبصره بلا حدقة يقلبها، تعالى رب العالمين عن ذلك) أي: عن الصماخ والحدقة ونحوهما من صفات المخلوقين (لكل موجود) متعلق بقوله وبصره، فهو متعلق بكلّ موجود، قديم أو حادث، جليل أو دقيق (كأرجل النملة السوداء على الصخرة السوداء في الليلة الظلماء، ولخفايا السرائر، متكلم بكلام قائم بنفسه أزلاً وأبداً)، ملتقطاً۔

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲٥۳ـ۲٥٦: (له) سبحانه وتعالى (صفات قديمة قائمة بذاته، لا هو ولا غيره، هي الحياة، والعلم، والقدرة، والسمع) وهو صفة أزلية قائمة بذاته تعالى تتعلق بالمسموعات أوالموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيل والتوهم، ولا على طريق تأثر حاسة ووصول هواء، (و) الخامسة (البصر) وعرفه اللاقاني أيضاً بأنّه صفة أزلية =

عقیدہ (۱۷): مثل دیگر صفات کے کلام بھی قدیم ہے[1]، حادث ومخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم و دیگر ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اُسے کافر کہا[2]، بلکہ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔[3]

عقیدہ (۱۸): اُس کا کلام آواز سے پاک ہے[4] اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے، مَصاحِف میں لکھتے ہیں، اُسی کا کلام قدیم بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث، یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا قدیم اور ہمارا لکھنا حادث اور جو لکھا قدیم، ہمارا سننا حادث ہے اور جو ہم نے سنا قدیم، ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور

= تتعلق بالمبصرات أو بالموجودات فتدرك إدراكاً تاماً لا على سبيل التخيل والتوهم ولا على طريق تأثير حاسة ووصول شعاع، (و) السادسة (الإرادة، و) السابعة (التكوين، و) الثامنة (الكلام الذي ليس من جنس الحروف والأصوات)؛ لأنّها أعراض حادثة وكلامه تعالى قديم فهو منزه عنها، ملتقطاً.

1 ...... في "الفقه الأكبر"، ص۲۸: (والقرآن كلام اللّٰه تعالى فهو قديم).

2 ...... وفي "منح الروض الأزهر"، ص۲٦: (قال الإمام الأعظم في كتابه "الوصية": من قال بأنّ كلام اللّٰه تعالى مخلوق فهو كافر باللّٰه العظيم)، ملتقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص۲۹: (واعلم أنّ ما جاء في كلام الإمام الأعظم وغيره من علماء الأنام من تكفير القائل بخلق القرآن فمحمول على كفران النعمة لا كفر الخروج من الملة).

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲٥۸: (ذكر ابن الكمال في بعض رسائله: أنّ أبا حنيفة وأبا يوسف رضي اللّٰه تعالى عنهما تناظرا ستة أشهر، ثم استقر رأيهما على أنّ من قال بخلق القرآن فهو كافر، وقد ذكر في الأصول أنّ قول أبي حنيفة إنّ القائل بخلق القرآن كافر محمول على الشتم لا على الحقيقة فهو دليل على أنّ القائل به مبتدع ضال لا كافر).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۳۸: (ومنكر أصل الكلام كافر لثبوته بالكتاب والإجماع، وكذا منكر قدمه إن أراد المعنى القائم بذاته، واتفق السلف على منع أن يقال القرآن مخلوق وإن أريد به اللفظي، والاختلاف في التكفير كما قيل).

قال الإمام أحمد رضا في "حاشيته"، ص۳۸: قوله: (وكذا منكر قدمه) أي: (فيه تكفير الكرامية وهو مسلك الفقهاء، أمّا جمهور المتكلمين فيأبون الإكفار إلّا بإنكار شيء من ضروريات الدين، وهو الأحوط المأخوذ المعتمد عندنا وعند المصنف العلام تبعاً للمحققين. ۱۲ إمام أهل السنة رضي اللّٰه تعالى عنه.

3 ...... انظر "الفتاوى الرضوية"، ج۱٥، ص۳۷۹۔۳۸٤.

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، للقارئ، ص۱۷: (إنّ كلامه ليس من جنس الحروف والأصوات).

جو ہم نے حفظ کیا قدیم[1]، ....

---

1 ...... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص٣٥: (وإنّما المذهب ما عليه أئمة السلف أنّ كلام اللّٰه تعالى واحد لا تعدد فيه أصلا، لم ينفصل ولن ينفصل عن الرحمن، ولم يحل في قلب ولا لسان، ولا أوراق ولا آذان، ومع ذلك ليس المحفوظ في صدورنا إلّا هو، ولا المتلو بأفواهنا إلّا هو، ولا المكتوب في مصاحفنا إلّا هو، ولا المسموع بأسماعنا إلّا هو، لا يحل لأحد أن يقول بحدوث المحفوظ المتلو المكتوب المسموع، إنّما الحادث نحن، وحفظنا، وألسننا، وتلاوتنا، وأيدينا، وكتابتنا، وآذاننا، وسماعتنا، والقرآن القديم القائم بذاته تعالى هو المتجلي على قلوبنا بكسوة المفهوم، وألسنتنا بصورة المنطوق، ومصاحفنا بلباس المنقوش، وآذاننا بزيّ المسموع فهو المفهوم المنطوق المنقوش المسموع لا شيء آخر غيره دالًا عليه، وذلك من دون أن يكون له انفصال عن اللّٰه سبحانه وتعالى، أو اتصال بالحوادث أو حلول في شيء مما ذكر، وكيف يحلّ القديم في الحادث، ولا وجود للحادث مع القديم، إنّما الوجود للقديم وللحادث منه إضافة لتكريم، ومعلوم أنّ تعدد التجلي لا يقتضي تعدد المتجلي.

ـ دمبدم گر لباس گشت بدل شخص صاحب لباس راچه خلل

عرف هذا من عرف، ومن لم يقدر على فهمه فعليه أن يؤمن به كما يؤمن باللّٰه وسائر صفاته من دون إدراك الكنه).

وقد فصل وحقق الإمام أحمد رضا هذه المسألة في رسالته: "**أنوار المنان في توحيد القرآن**"، وقال في آخره، ص٢٧٠ـ٢٧١: (وذلك قول أئمتنا السلف إنّ القرآن واحد حقيقي أزلي، وهو المتجلّي في جميع المجالي، ليس على قدمه بحدوثها أثر، ولا على وحدته بكثرتها ضرر، ولا لغيره فيها عين ولا أثر، القراءة والكتابة والحفظ والسمع والألسن والبنان والقلوب والآذان، كلها حوادث عرضة للغيار، والمقروء المكتوب المحفوظ المسموع هو القرآن القديم حقيقة وحقا ليس في الدار غيره ديّار، والعجب أنّه لم يحل فيها ولم تخل عنه، ولم يتصل بها ولم تبن منه، وهذا هو السر الذي لا يفهمه إلّا العارفون، ﴿**وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ**﴾ إنّ من العلم كهيأة المكنون لا يعلمه إلّا العلماء باللّٰه، فإذا نطقوا به لاينكره إلّا أهل الغرة باللّٰه. رواه في "مسند الفردوس" عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالى عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم.

والمسألة وإن كانت من أصعب ما يكون فلم آلُ بحمد اللّٰه تعالى جهداً في الإيضاح حتى آض بعونه تعالى ليلها كنهارها، بل قد استغنيت عن المصباح بالإصباح. وبالجملة فاحفظ عنّي هذا الحرف المبين ينفعك يوم لا ينفع مال ولابنون إلّا من أتى اللّٰه بقلب سليم، أنّك إن قلت إنّ جبريل حدث الآن بحدوث الفحل أو لم يزل فحلا مذ وجد فقد ضللت ضلالا مهينا، وإن قلت إنّ الفحل لم يكن جبريل بل شيء آخر عليه دليل فقد بهتّ بهتا مبينا، ولكن قل هو جبريل قطعا تصور به، فكذا إن زعمت أنّ القرآن حدث بحدوث المكتوب أو المقروء أو لم يزل أصواتا ونقوشا من الأزل فقد أخطأت الحق بلا مرية، وإن زعمت أنّ

یعنی متجلّی قدیم ہے اور تجلّی حادث۔ [1]

عقیدہ (۱۹): اُس کا علم ہر شے کو محیط یعنی جزئیات، کلیات، موجودات، معدومات، ممکنات، مُحالات، سب کو اَزل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور اَبد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وَسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔ [2]

عقیدہ (۲۰): وہ غیب وشہادت [3] سب کو جانتا ہے [4] علمِ ذاتی اُس کا خاصہ ہے، جو شخص علمِ ذاتی، غیب خواہ

المكتوب المقروء ليس كلام اللّٰه الأزلي بل شيء غيره يؤدي مؤدّاه فقد أعظمت الفرية، ولكن قل هو القرآن حقا تطوّر به، وهكذا كلما اعتراك شبهة في هذا المجال، فاعرضها على حديث الفحل تنكشف لك جلية الحال، وما التوفيق إلاّ باللّٰه المهيمن المتعال).

1...... متجلّی یعنی کلامِ الٰہی، قدیم ہے، اور تجلّی یعنی ہمارا پڑھنا، سننا، لکھنا، یاد کرنا یہ سب حادث ہے۔

2...... ﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ پ۲۸، التغابن: ٤.

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ پ۷، الأنعام: ٥٩.

﴿وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوْا بِهِ إِنَّهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ پ۲۹، الملك: ۱۳ـ ۱٤، ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ پ۲۸، الطلاق: ۱۲.

في "التفسير الكبير"، تحت الآية: (يعني بكل شيء من الكليات والجزئيات) ج ۱۰، ص ٥٦٧.

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص ۱٦، تحت قوله: **(والعلم)** أي: من الصفات الذاتية، وهي صفة أزلية تنكشف المعلومات عند تعلقها بها، فاللّٰه تعالى عالم بجميع الموجودات لا يعزب عن علمه مثقال ذرة في العلويات والسفليات، وأنّه تعالى يعلم الجهر والسرّ وما يكون أخفى منه من المغيبات، بل أحاط بكلّ شيء علماً من الجزئيات والكليات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات، فهو بكل شيء عليم من الذوات والصفات بعلم قديم لم يزل موصوفا به على وجه الكمال، لا بعلم حادث حاصل في ذاته بالقبول والانفعال والتغير والانتقال، تعالى اللّٰه عن ذلك شأنه وتعظم عما نهاك برهانه.

في "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲٥٤: (العلم) وهي صفة تنكشف بها المعلومات عند تعلقها بها سواء كانت المعلومات موجودة أو معدومة، محالة كانت أو ممكنة، قديمة كانت أو حادثة، متناهية كانت أو غير متناهية، جزئية كانت أو كلية، وبالجملة جميع ما يمكن أن يتعلق به العلم فهو معلوم للّٰه تعالى.

3...... پوشیدہ اور ظاہر۔

4...... ﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ﴾ پ۲۸، الحشر: ۲۲.

شہادت کا غیرِ خدا کے لیے ثابت کرے کافر ہے۔[1] علمِ ذاتی کے یہ معنی کہ بے خدا کے دیے خود حاصل ہو۔

عقیدہ (۲۱): وہی ہر شے کا خالق ہے[2]، ذوات ہوں خواہ افعال، سب اُسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔[3]

عقیدہ (۲۲): حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے[4]، ملائکہ وغیرہم وسائل و وسائط ہیں۔[5]

عقیدہ (۲۳): ہر بھلائی، بُرائی اُس نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرما دی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اُس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے، بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمّہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا، اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اُس کے لیے

1...... في "الدولة المكية بـالـمادة الغيبية"، ص٣٩: (العلم ذاتي مختص بالمولى سبحانه وتعالى لا يمكن لغيره، ومن أثبت شيئا منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك وبار وهلك)، ملتقطاً.

انظر التفصيل: "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٣٦-٤٣٧.

2...... ﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیۡءٍ﴾ پ١٣، الرعد: ١٦.

3...... ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ پ٢٣، الصآفات: ٩٦.

في "شرح العقائد النسفية"، ص٧٦: (والله تعالى خالق لأفعال العباد من الكفر والإيمان والطاعة والعصيان).

في "اليواقيت"، ص١٨٩: (المبحث الرابع والعشرون: في أنّ الله تعالى خالق لأفعال العبد كما هو خالق لذواتهم).

4...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ پ٢٧، الذّٰريت: ٥٨.

5...... ﴿فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا﴾ پ٢٦، الذّٰريت: ٤. ﴿فَالۡمُدَبِّرَاتِ اَمۡرًا﴾ پ٣٠، النازعات: ٥.

في "تفسير البغوي"، پ٣٠، تحت الآية: ٥ ﴿فَالۡمُدَبِّرَاتِ اَمۡرًا﴾ قـال ابـن عباس: هم الملائكة وكّلوا بأمور عرّفهم الله عزوجل العمل بها. قال عبدالرحمن بن سابط: يدبرالأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أمّا جبـريل فموكل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأمّا ميكائيل فموكل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموكل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو صاحب الصور، ولا ينزل إلّا للأمر العظيم. ج٤، ص، ٤١١.

وفـي "كـنـزالـعمال"، كتاب البيوع، قسم الأقوال، الجزء ٤، ص١٣، الحديث: ٩٣١٧: ((إنّ لله تعالى ملائكة موكلين بـأرزاق بني آدم، ثم قال لهم: أيما عبد وجدتموه جعل الهمّ همّا واحدًا، فضمنوا رزقه السموات والأرض وبني آدم، وأيما عبد وجـدتـمـوه طـلـبه فإن تحرى العدل فطيبوا له ويسروا، وإن تعدى إلى غير ذلك فخلوا بينه وبين ما يريد، ثم لا ينال فوق الدرجة التي كتبتها له)).

بھلائی لکھتا تو اُس کے علم یا اُس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ (1) تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس اُمت کا مجوس بتایا۔ (2)

عقیدہ (۲۴): قضا تین ۳ قسم ہے۔

مُبرَمِ حقیقی، کہ علمِ الٰہی میں کسی شے پر معلّق نہیں۔

اور معلّقِ محض، کہ صُحُفِ ملائکہ میں کسی شے پر اُس کا معلّق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔

اور معلّق شبیہ بہ مُبرَم، کہ صُحُفِ ملائکہ میں اُس کی تعلیق مذکور نہیں اور علمِ الٰہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مُبرَمِ حقیقی ہے اُس کی تبدیل ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو اُنھیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ (3) ملائکہ قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے، سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبیّنا الکریم وعلیہ افضل الصّلاۃ والتسلیم کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نامِ پاک ہی ابراہیم ہے، یعنی ابِ رحیم (4)، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی

---

1 ...... في " الفقه الأكبر"، ص ٤٠: (وكان الله تعالى عالما في الأزل بالأشياء قبل كونها، وهو الذي قدّر الأشياء وقضاها).

في "شرح النووي"، كتاب الإيمان، ج١، ص٢٧: (**واعلم :** أنّ مذهب أهل الحق إثبات القدر ومعناه: أنّ الله تبارك وتعالى قدّر الأشياء في القدم وعلم سبحانه أنّها ستقع في أوقات معلومة عنده سبحانه وتعالى وعلى صفات مخصوصة فهي تقع على حسب ما قدّرها سبحانه وتعالى ...... والله سبحانه وتعالى خالق الخير والشرجميعًا لا يكون شيء منهما إلّا بمشيّته، فهما مضافان إلى الله سبحانه وتعالى خلقًا وإيجادًا، وإلى الفاعلين لهما من عباده فعلاً واكتسابًا والله أعلم. قال الخطابي: وقد يحسب كثير من الناس: أنّ معنى القضاء والقدر إجبارُ اللهِ سبحانه العبد وقهره على ما قدره وقضاه وليس الأمركما يتوهمونه، وإنّما معناه الإخبار عن تقدم علم الله سبحانه وتعالى بما يكون من اكتساب العبد وصدورها عن تقدير منه وخلق لها خيرها وشرها، ملتقطاً. "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٢٨٥.

وانظر "شرح السنة" للبغوي، باب الإيمان بالقدر، ج١، ص١٤٠-١٤١.

2 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((القدرية مجوس هذه الأمة)) وقال: ((لكل أمة مجوس ومجوس هذه الأمة الذين يقولون لا قدرَ)). "سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، الحديث: ٤٦٩١، ٤٦٩٢، ص١٥٦٧.

3 ...... "مكتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ٢١٧، ج١، ص١٢٣-١٢٤.

4 ...... في "تفسير القرطبي"، پ١، البقرة: ١٢٤، ج١، الجزء الثاني، ص٧٤، تحت الآية: ﴿**وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ** ...إلخ﴾ وإبراهيم تفسيره بالسّريانية فيما ذكر الماوردي، وبالعربية فيما ذكر ابن عطية: أب رحيم. قال السُّهيلي:

ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے، اُن کا رب فرماتا ہے۔

﴿ يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ ﴾[1]

''ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں۔''

یہ قرآنِ عظیم نے اُن بے دینوں کا رَد فرمایا جو محبوبانِ خدا کی بارگاہِ عزت میں کوئی عزت ووجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دَم نہیں مار سکتا، حالانکہ اُن کا رب عزوجل اُن کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ: ''ہم سے جھگڑنے لگا قومِ لوط کے بارے میں''، حدیث میں ہے: شبِ معراج حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت فرمایا: ''کہ یہ کون ہیں؟'' عرض کی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، فرمایا: ''کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟'' عرض کی: اُن کا رب جانتا ہے کہ اُن کے مزاج میں تیزی ہے۔[2] جب آیۂ کریمہ ﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ ﴾[3] نازل ہوئی کہ ''بیشک عنقریب تمھیں تمھارا رب اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔''

حضور سیّد المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذاً لَّا أَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ فِي النَّارِ)).[4]

''ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا، اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔''

وكثيراً ما يقع الاتفاق بين السّرياني والعربي أو يقاربه في اللفظ؛ ألا ترى أنّ إبراهيم تفسيره: أب راحم؛ لرحمته بالأطفال، ولذلك جعل هو وسارة زوجته كافلين لأطفال المؤمنين الذين يموتون صغاراً إلى يوم القيامة). و"تفسير روح البيان"، ج١، ص٢٢١.

1 ...... پ١٢، هود: ٧٤.

2 ...... عن عبد الله بن مسعود عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((سمعت كلاماً في السماء، فقلت: يا جبريل! من هذا؟)) قال: هذا موسى، قلت: ((ومن يناجي؟)) قال: ربه تعالى، قلت: ((ويرفع صوته على ربه؟)) قال: إنّ الله عزوجل قد عرف له حدَّته. "حلية الأولياء"، ج١٠، ص٤١٧، الحديث: ١٥٧٠٨. "كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل سائر الأنبياء، رقم: ٣٢٣٨٥، ج٦، الجزء ١١، ص٢٣٢. "فتح الباري"، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، ج٧، ص١٨٠، تحت الحديث: ٣٨٨٧.

3 ...... پ٣٠، الضحى: ٥.

4 ...... "التفسير الكبير"، پ٣٠، الضحى: تحت الآية: ٥، ج١١، ص١٩٤.

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں، جن پر رفعت عزت وجاہت ختم ہے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مسلمان ماں باپ کا کچّا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اُس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ''روزِ قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرض دار سے، یہاں تک کہ فرمایا جائے گا:

((أَيُّـهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّـهٗ)). [1]

''اے کچے بچے! اپنے رب سے جھگڑنے والے! اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔''

خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا، مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیاطین الانس کی خباثت کا دافع تھا، کہنا یہ ہے کہ قومِ لوط پر عذاب قضائے مُبرَمِ حقیقی تھا، خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو اُنھیں ارشاد ہوا:

﴿يـٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ ... اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝﴾ [2]

''اے ابراہیم! اس خیال میں نہ پڑو ... بیشک اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو پھرنے کا نہیں۔''

اور وہ جو ظاہر قضائے معلّق ہے، اس تک اکثر اولیا کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دُعا سے، اُن کی ہمّت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسّط حالت میں ہے، جسے صُحفِ ملائکہ کے اعتبار سے مُبرَم بھی کہہ سکتے ہیں، اُس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کو فرماتے ہیں: ''میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں''[3]۔ ....

---

[1]...... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ السقط ليراغم ربه إذا أدخل أبويه النار، فيقال: أيها السقط المراغم ربه أدخل أبويك الجنة، فيجرهما بسرره حتى يدخلهما الجنة)). قال أبو علي: يراغم ربه، يغاضب. "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء فيمن أصيب بسقط، الحديث: ١٦٠٨، ج٢، ص٢٧٣.

[2]...... ﴿ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا إِنَّهٗ قَدْ جَآءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ﴾ پ١٢، هود: ٧٦.

[3]...... حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ''میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں'' پر کلام کرتے ہوئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: (بدان ارشدک اللہ تعالی سبحانہ قضا بر دو قسم است، قضاء معلق وقضاء مبرم در قضاء معلق احتمال تغییر وتبدیل است، ودر قضاء مبرم تغییر وتبدیل را مجال نیست قال اللہ سبحانہ وتعالی: ﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ [پ٢٦، ق: ٢٩] این در قضاء مبرم است، ودر قضاء معلق میفرماید: ﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ أُمُّ الْكِتَابِ﴾ [پ١٣، الرعد: ٣٩] حضرت قبلہ گاهی ام قدّس سرّہ میفرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدّس سرّہ در بعضی از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضاءِ مبرَم هیچکس را مجال نیست کہ تبدیل بدهد مگر مرا کہ اگر خواهم انجا هم

تصرّف بکنم، وازین سخن تعجّب بسیار میکردند واستبعاد میفرمودند، واین نقل مدتها در خزینۂ ذهنِ این فقیر بود تا آنکه حضرتِ حق سبحانہ وتعالی باین دولتِ عظمی مشرف ساخت، روزے در صد ودفع بلیّہ بودم کہ بہ بعضی از دوستان نامزد شدہ بود دوران وقت التجا وتضرّع ونیاز وخشوعِ تمام داشتم ظاہر شد کہ در لوح محفوظ قضاء این امر معلق بامرے نیست ومشروط بشرطے، نہ یک گونہ یاس ونا امیدی دست دادو سخنِ حضرت سید محی الدین قدّس سرّہ بیاد آمد مرّۃً، ثانیۃ باز ملتجی ومتضرع گشت دراہِ عجز ونیاز پیش گرفتہ متوجّہ شد بمحض فضل وکرم ظاہر ساختند کہ قضاءِ معلق بردو گونہ است، قضائے است کہ تعلیق او را در لوح محفوظ ظاہر ساختہ اندو ملائکہ را بر ان اطلاع دادہ، وقضائیکہ تعلیقِ اونزدِ خدا ست جلّ شانُہ، وبس ودر لوح محفوظ صورتِ قضاءِ مبرم دارد (کہ بظاہر در لوح محفوظ مشروط بامرے نساختہ اند بلکہ مطلق گذاشتہ لیکن نفس الامر مقید بقید ومشروط بشرط است ۱۲ حاشیہ) واین قسم اخیر از قضاء معلّق نیز احتمالِ تبدیل دارد، در رنگ قسم اول از انجا معلوم شد کہ سخنِ سید مصروف با ینقسم اخیر است کہ صورت قضاء مبرم وارد نہ بقضاء کہ بحقیقت مبرم است کہ تصرف وتبدیل در ان محالست عقلاً وشرعاً کما لا یخفی، والحق کہ کم کسے رابر حقیقتِ آن قضاء اطلاع است فکیف کہ در انجا تصرّف نماید، وبلیّہ کہ متوجہِ آن دوست شدہ بود دران قسم اخیر یافت ومعلوم شد کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی دفع آن بلیّہ فرمود). "مكتوبات إمام رباني"، فارسی، مکتوب نمبر ۲۱۷، ج ۱، ص ۱۲۳۔۱۲۴.

یعنی: جان لے اللہ تجھے ہدایت عطا فرمائے اے پیارے بھائی! قضاء کی دو قسمیں ہیں: قضاءِ معلق اور قضاءِ مبرم۔ قضاءِ معلق یہ ہے کہ اس میں تبدیلی کا احتمال ہوتا ہے جبکہ قضاءِ مبرم وہ ہے جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ترجمۂ کنز الایمان: میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔ یہ قضائے مبرم کی مثال ہے جبکہ قضائے معلق کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمۂ کنز الایمان: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ میرے پیر بزرگوار قدّس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت پیر سید محی الدین جیلانی قدس سرہ الربانی نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر کیا کہ قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو اس میں تصرف کروں۔ ان کی اس بات سے میرے پیر بزرگوار بہت تعجب کرتے تھے اور اس کو بعید جانتے تھے اور یہ بات اس فقیر (شیخ احمد فاروقی سرہندی) کے ذہن میں کافی مدت تک رہی یہاں تک کہ حق تعالی نے مجھے بھی اس دولت عظمی سے مشرف فرمادیا (یعنی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ کی دعا سے بھی قضائے مبرم میں تبدیلی ہوگئی، مترجم)، چنانچہ ایک دن میرے کسی دوست کے ساتھ حاکم وقت کی طرف سے کوئی مسئلہ پیش آ گیا تو میں نے اس کے دفع کے لئے گریہ وزاری کی اور خوب خشوع وخضوع کیا تو جانبِ حق تعالی کی طرف سے بطورِ کشف والہام مجھے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ لوح محفوظ میں معلق نہیں کہ

.... اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ)).[1]

''بیشک دُعا قضائے مُبرم کو ٹال دیتی ہے۔''

کسی چیز سے بآسانی ٹل جائے، پس مجھے ایک قسم کی مایوسی ہوئی تو پیر دستگیر سید محی الدین قدس سرہ النورانی کا ارشاد دوبارہ یاد آ گیا تو میں نے دوبارہ حق تعالی کی بارگاہ میں آہ وزاری اور عجز وانکساری کی تو مجھے محض فضل وکرم سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ قضائے معلق کی دو قسمیں ہیں ایک قسم قضائے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر کی گئی ہے اور فرشتگانِ الٰہی کو اس کی اطلاع دی گئی ہے اور دوسری قسم قضائے معلق کی وہ ہے کہ اس کی تعلیق خدائے بزرگ وبرتر کے نزدیک ہے اور لوح محفوظ میں وہ قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے، (درحقیقت یہ قسم نہ تو مطلق معلق ہے اور نہ مطلق مبرم بلکہ مشابہ بہ مبرم ہے جو کہ بظاہر لوح محفوظ میں مطلق نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں مشروط بشرط ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ خاصانِ خدا کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے، حاشیہ برمکتوب بتصرف ما) اور یہ بھی قضائے معلق کی طرح تبدیلی کا احتمال رکھتی ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر دستگیر علیہ الرحمہ کا ارشاد (میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں، مترجم) اس قسم اخیر (یعنی مشابہ بہ مبرم) کے بارے میں ہے نہ کہ مبرم حقیقی کے بارے میں، کیونکہ اس (مبرم حقیقی) میں تصرف وتبدیلی عقلی وشرعی لحاظ سے محال ہے، حق بات یہ ہے کہ بہت کم لوگ ہیں کہ جو اس قضاء (مشابہ بہ مبرم) کی خبر رکھتے ہیں اور کیونکر رکھ سکتے ہیں جبکہ اس میں تصرف نہیں ہو پاتا، اور میرے دوست کو جو آزمائش پیش آئی تھی اسی کے سبب سے میں نے اس قسم کو دریافت کیا اور حضرت حق سبحانہ وتعالی نے اس فقیر کی دعا سے اس کی آزمائش کو دور کر دیا۔

1...... "كنز العمال"، كتاب الأذكار، ج١، الجزء الثاني، ص٢٨، الحديث:٣١١٧. بألفاظ متقاربة.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في "المعتمد المستند" حاشيه نمبر ٧٧، ص٥٤ ـ ٥٥: (أقول: أخرج أبو الشيخ في كتاب الثواب عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أكثر من الدعاء، فإنّ الدعاء يردّ القضاء المبرم))، وأخرج الديلمي في "مسند الفردوس" عن أبي موسى الأشعري رضي الله تعالى عنه وابن عساكر عن نمير بن أوس الأشعري مرسلًا كِلاهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((الدعاء جند من أجناد الله مجند يرد القضاء بعد أن يبرم)). وتحقيق المقام على ما ألهمني الملك العلام أنّ الأحكام الإلهية التشريعية كما تأتي على وجهين: (١) مطلق عن التقييد بوقت كعامتها و(٢) مقيد به كقوله تعالى: ﴿**فَإِنْ شَهِدُوْا فَأَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا**﴾، پ٤، النساء: ١٥، فلما نزل حدّ الزنا قال صلّى الله تعالى عليه وسلم: ((خذوا عنّي قد جعل الله لهنّ سبيلا). الحديث.

رواه "مسلم" كتاب الحدود، باب حد الزنا، الحديث: ١٦٩٠، ص٩٢٨ وغيره عن عبادة رضي الله تعالى عنه.

والـمـطلق يكون في علم الله مؤبدًا أو مقيدًا، وهذا الأخير هوالذي يأتيه النسخ فيظن أنّ الحكم تبدل؛ لأنّ المطلق يكون ظاهـره التـأبيد حتى سبق إلى بعض الخواطر أنّ النسخ رفع الحكم، وإنّما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين، كذلك الأحكام التـكـويـنية سواء بسواء، فمقيد صراحة كأن يقال لملك الموت عليه الصلاة والسلام:اقبض روح فلان في الوقت الفلاني إلاّ أن يدعو فلان، **مطلق نافذ** في علم الله تعالى وهو المبرم حقيقة، **ومصروف** بدعاء مثلا **وهو المعلق الشبيه بالمبرم**، فيكون مبرماً في ظن الخلق لعدم الإشارة إلى التقييد معلّقا في الواقع، فالمراد في الحديث الشريف هو هذا، أمّا المبرم الحقيقي فلا رادّ لقضائه ولا مـعقب لحكمه وإلاّ لزم الجهل، تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا، فاحفظ هذا فلعلك لا تجده إلاّ منّا، وبالله التوفيق .١٢ إمام أهل السنة رضى الله تعالى عنه.

یعنی: (میں کہتا ہوں): ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دعا کی کثرت کرواس لئے کہ دعا قضاءِ مبرم کوٹال دیتی ہے''۔اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے اور ابن عساکر نے نمیر بن اوس اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے مرسلا دونوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا فرمایا: ''دعا اللہ کے لشکروں میں سے ایک ساز وسامان والالشکر ہے جو قضاء کو مبرم ہونے کے بعد ٹال دیتا ہے''۔اور اس مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے ملک علام (اللہ تبارک وتعالی) نے الہام کی وہ یہ ہے کہ احکامِ الٰہیہ تشریعیہ جیسا کہ آگے آئیں گے دووجہوں پر ہیں پہلا مطلق جس میں کسی وقت کی قید نہیں جیسے عام احکام (دوسرا) وقت کے ساتھ مقید جیسے اللہ تعالی کا فرمان: ترجمۂ کنزالایمان، سورۃ النساء آیت ۱۵: پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔تو جب قرآن میں زنا کی حد نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے لے لو بیشک اللہ نے ان عورتوں کے لئے سبیل مقرر فرمائی۔الحدیث۔اس کو روایت کیا مسلم وغیرہ نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے،اور مطلق علم الٰہی میں یا تو مؤبد ہوتا ہے یعنی ہر زمانے کے لئے (یا مقید) یعنی کسی خاص زمانے کے لئے اور یہی اخیر حکم وہ ہے جس میں نسخ آتا ہے، گمان یہ ہوتا ہے کہ حکم بدل گیا اس لئے کہ مطلق (جس میں کسی وقت کی قید نہ ہو) کا ظاہر مؤبد ہے یعنی ہمیشہ کے لئے ہونا ہے یہاں تک کہ کچھ اذہان کی طرف اس خیال نے سبقت کی کہ نسخ حکم کو اٹھادینے کا نام ہے اور ہمارے نزدیک اور محققین کے نزدیک وہ حکم کی مدت بیان کرنا ہے، اور احکام تکوینیہ بھی اسی طرح برابر (یعنی دوقسموں پر) ہیں تو ایک وہ جو صراحۃً مقید ہو جیسے ملک الموت علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا جائے کہ فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کر مگر یہ کہ فلاں اس کے حق میں دعا کرے (تو اس وقت میں قبض نہ کر)، اور دوسرا مطلق ہے جو علمِ الٰہی میں نافذ ہونے والا ہے اور یہی حقیقۃً مبرم ہے، اور قضاء کی ایک قسم وہ ہے جو مثلاً کسی کی دعا سے ٹل جائے اور وہ معلق مشابہ مبرم ہے تو (یہ قسم) مخلوق کے گمان میں مبرم ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں قید وقت کا اشارہ نہیں اور واقع میں (کسی شرط پر) معلق ہوتی ہے اور مراد حدیث شریف میں یہی ہے، رہا مبرم حقیقی تو (وہ مراد نہیں) اس لئے کہ اللہ تعالی کی قضاءِ (مبرم) کو کوئی ٹالنے والا نہیں اور کوئی اس کے حکم کو باطل کرنے والا نہیں ورنہ جہل باری لازم آئے گا اللہ تعالی اس سے بہت بلند ہے اس کو یاد رکھو اس لئے کہ شاید یہ تمہیں ہمارے سوا کسی اور سے نہ ملے۔اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔۱۲

وانظر لتفصيل هذه المسألة: "**أحسن الوعاء لآداب الدعاء**" و"**ذيل المدعا لأحسن الوعاء**"، ص١٢٧۔١٣١۔

مسئلہ (۱): قضا وقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور وفکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ [1] ماوشما [2] کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بےحس وحرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار [3] دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ ہے۔ [4]

---

1 ...... عن ثوبان قال: اجتمع أربعون رجلاً من الصحابة ينظرون في القدر والجبر، **فيهم أبو بكر وعمر** رضي الله تعالى عنهما، فنزل الروح الأمين جبريل فقال: يا محمد! اخرج على أمتك فقد أحدثوا، فخرج عليهم في ساعة لم يكن يخرج عليهم فيها، فأنكروا ذلك منه وخرج عليهم ملتمعا لونه متوردة وجنتاه كأنما تفقأ بحب الرمان الحامض، فنهضوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حاسرين أذرعهم ترعد أكفهم و أذرعهم، فقالوا: تبنا إلى الله و رسوله فقال: ((أولى لكم إن كدتم لتوجبون، أتاني الروح الأمين فقال: أخرج على أمتك يا محمد فقد أحدثت)). رواه الطبراني في "المعجم الكبير"، الحديث: ١٤٢٣، ج٢، ص٩٥.

عن أبي هريرة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نتنازع في القدر، فغضب حتى احمرّ وجهه حتى كأنّما فقىء في وجنتيه الرمان، فقال: ((أبهذا أمرتم أم بهذا أرسلت إليكم؟ إنما هلك من كان قبلكم حين تنازعوا في هذا الأمر، عزمت عليكم ألّا تنازعوا فيه)). "سنن الترمذي"، كتاب القدر، باب ما جاء من التشديد... إلخ، الحديث: ٢١٤٠، ج٤، ص٥١.

2 ...... ہم اور آپ۔

3 ...... ایک طرح کا اختیار۔

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص٤٢-٤٣: (فللعباد أفعال اختيارية يثابون عليها إن كانت طاعة، ويعاقبون عليها إن كانت معصية، لا كما زعمت الجبرية أن لا فعل للعبد أصلا كسبا ولا خلقا، وأنّ حركاته بمنزلة حركات الجمادات لا قدرةَ له عليها، لا مؤثرة، ولا كاسبة في مقام الاعتبار ولا قصد ولا إرادة ولا اختيار، وهذا باطل، لأنّا نفرق بين حركة البطش وحركة الرعش، ونعلم أنّ الأول باختياره دون الثاني لاضطراره).

في "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٢: (للعباد) المكلفين بالأمر والنهي(اختيارات لأفعالهم بها، يثابون) أي: يثيبهم الله تعالى يوم القيامة على ما صدر منهم من الخير مما خلقه الله تعالى منسوبا إليهم بسبب خلق الله تعالى إرادتهم له، (عليها)، أي: لأجل تلك الاختيارات، (يعاقبون) أي: يعاقبهم الله تعالى يوم القيامة حيث صدر منهم بها أفعالا من الشر خلقها تعالى لهم منسوبة إليهم بسبب خلقه إرادتهم لها وحيث ثبت أنّ للإنسان اختيارا خلقه الله تعالى فيه، فقد انتفى مذهب الجبرية القائلين بأن الإنسان مجبور على فعل الخير والشر، ثم إنّ ذلك الاختيار الذي خلقه الله تعالى في الإنسان بخلق الله تعالى عنده لا به، ولا فيه، ولا منه أفعال الخير والشر، فينسبها للإنسان فيكون اختيار الإنسان المخلوق فيه بمنزلة يده المخلوقة له بحيث لا تأثير

اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔ (1)

مسئلہ (۲): بُرا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بُری بات ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے، اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اُس کو شامتِ نفس تصوّر کرے۔ (2)

عقیدہ (۲۵): اللہ تعالیٰ جہت ومکان وزمان وحرکت وسکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے۔ (3)

لذلك في شيء مطلقاً غير مجرد قبول صحة النسبة بخلق اللّٰه تعالى فيه صحة ذلك القبول، فانتفى مذهب القدرية القائلين بتأثير قدرة العبد في الخير والشر)، ملتقطاً.

(1)...... وفي "الحديقة الندية"، ص٥٠٩: (أنّ علـم اللّٰه تعالى بما يفعله العبد وإرادته لذلك، وكتبه له في اللوح المحفوظ ليس بجبر للعبد على فعله ذلك الذي فعله العبد باختياره وإرادته). وفيها: (وذلك لأنّ علم اللّٰه تعالى وتقديره لايخرجان العبد إلى حيز الاضطرار ولا يسلبان عنه الاختيار). وانظر للتفصيل رسالة الإمام أهل السنة عليه الرحمة: "**ثلج الصدر لإيمان القدر**"، ج٢٩.

(2)...... ﴿**مَا أَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَکَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِکَ**﴾ پ٥، النسآء: ٧٩.

﴿**وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا**﴾ پ٢٩، الجن: ١٠.

وفي "تفسير ابن كثير"، ج٨، ص ٢٥٣، تحت الآية: (وهذا من أدبهم في العبارة حيث أسندوا الشر إلى غير فاعل، والخير أضافوه إلى اللّٰه عز وجل. وقد ورد في الصحيح: ((والشرّ ليس إليك)).

وفي "التفسير الكبير" پ١٦، الكهف، ج٧، ص٤٩٢-٤٩٣، تحت الآية: ٧٩-٨٢: (بقي في الآية سؤال، وهو أنّه قال: ﴿**فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا**﴾، وقال: ﴿**فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْراً مِّنْهُ زَكوٰةً**﴾، وقال: ﴿**فَأَرَادَ رَبُّکَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا**﴾، كيف اختلفت الإضافة في هذه الإرادات الثلاث وهي كلّها في قصة واحدة وفعل واحد؟ والجواب: أنّه لما ذكر العيب أضافه إلى إرادة نفسه فقال: أردت أن أعيبها، ولما ذكر القتل عبر عن نفسه بلفظ الجمع تنبيهاً على أنّه من العظماء في علوم الحكمة، فلم يقدم على هذا القتل إلّا لحكمة عالية، ولما ذكر رعاية مصالح اليتيمين لأجل صلاح أبيهما أضافه إلى اللّٰه تعالى، لأنّ المتكفل بمصالح الأبناء لرعاية حق الآباء ليس إلّا اللّٰه سبحانه وتعالى).

"الحديقة الندية"، ص٥٠٩-٥١٠.

(3)...... في "شعب الإيمان"، باب في الإيمان باللّٰه عزوجل، فصل في معرفة أسماء اللّٰه وصفاته، ج١، ص١١٣: (وهو المتعالي عن الحدود والجهات، والأقطار، والغايات، المستغني عن الأماكن والأزمان، لا تناله الحاجات، ولا تمسّه المنافع والمضرّات، ولا تلحقه اللّذّات، ولا الدّواعي، ولا الشهوات، ولا يجوز عليه شيء ممّا جاز على المحدثات فدلّ على حدوثها، ومعناه أنّه لايجوز عليه الحركة ولا السكون، والاجتماع، والافتراق، والمحاذاة، والمقابلة، والمماسة، والمجاوزة، ولا قيام شيء حادث به ولا بطلان صفة أزلية عنه، ولا يصح عليه العدم). =

عقیدہ (۲۶): دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے (1) اور آخرت

= وفي "شرح المواقف"، المقصد الأول، ج۸، ص۲۲: (أنّه تعالى ليس في جهة) من الجهات (ولا في مكان) من الأمكنة). وص ۳۱: ((أنّه تعالى ليس في زمان) أي: ليس وجوده وجوداً زمانياً). "شرح المقاصد"، ج۲، ص۲۷۰،: (طريقة أهل السنة أن العالم حادث والصانع قديم متصف بصفات قديمة ليست عينه ولا غيره، وواحد لا شبة له ولا ضد ولا ند ولانهاية له ولا صورة ولا حد ولا يحل في شيء ولا يقوم به حادث ولا يصح عليه الحركة والانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا النقص وأنه يرى في الآخرة).

ترجمہ: اہل سنت وجماعت کا راستہ یہ ہے کہ بے شک عالم حادث ہے اور صانع عالم قدیم ایسی صفات قدیمہ سے متصف ہے جو نہ اس کا عین ہیں نہ غیر۔ وہ واحد ہے، نہ اس کی کوئی مثل ہے نہ مقابل نہ شریک، نہ انتہا، نہ صورت، نہ حد، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ کوئی حادث قائم ہوتا ہے، نہ اس پر حرکت صحیح، نہ انتقال، نہ جہالت، نہ جھوٹ اور نہ نقص۔ اور بے شک آخرت میں اس کو دیکھا جائے گا۔

"شرح المقاصد"، المبحث الثامن من حكم المؤمن... إلخ، ج۳، ص٤٦٤-٤٦٥. و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ٥١٧.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص ٦٤: (ولما ثبت انتفاء الجسمية ثبت انتفاء لوازمها، فليس سبحانه بذي لون، ولا رائحة، ولا صورة، ولا شكل... إلخ)، ملتقطاً.

(1)...... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص ٢٠٠: (الرؤية وإن كانت ممكنة عقلاً وشرعاً عند أهل السنة لكنّها لم تقع في هذه الدار **لغير نبينا** صلى الله عليه وسلم، وكذا له على قول عليه بعض الصحابة رضي الله عنهم لكنّ جمهور أهل السنة على وقوعها له صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج بالعين).

وقال في مقام آخر، مطلب: على أنّه لا خلاف بين السلف و الخلف في...الخ،ص٢٠٢:(والإمام الرباني المترجم بشيخ الكل في الكل أبوالقاسم القشيري رحمه الله تعالى يجزم بأنّه لا يجوز وقوعها في الدنيا لأحد غير نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ولا على وجه الكرامة، وادعى أنّ الأمة اجتمعت على ذلك).

وقال في مقام آخر، ص٢٨٨:(وخص نبينا صلى الله عليه وسلم بالرؤية ليلة الإسراء بعين بصره على الأصح كرامة له).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص٥٦: (أنّ رؤيتنا له سبحانه جائزة عقلا في الدنيا والآخرة. واتفقوا أهل السنة على وقوعها في الآخرة، واختلفوا في وقوعها في الدنيا. قال صاحب الكنز: قد صح وقوعها له صلى الله تعالى عليه وسلم، وهذا قول جمهور أهل السنة وهو الصحيح، وهو مذهب ابن عباس، وأنس وأحد القولين لابن مسعود، وأبي هريرة وأبي ذر، وعكرمة والحسن وأحمد بن حنبل وأبي الحسن الأشعري وغيرهم)، ملتقطاً.

وقال الإمام النووي في "شرح مسلم"، كتاب الإيمان،باب معنى قول الله عزوجل ﴿ **وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى... إلخ** ﴾: (الراجح عن أكثر العلماء أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعيني رأسه ليلة الإسراء)، ج١،ص٩٧.

انظر للتفصيل: "شرح الإمام النووي"، ص٩٧، و"الشفاء" للقاضي، ج١، ص١٩٥، و"الفتاوى الرضوية"، الرسالة: "**منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية**"، ج٣٠، ص٦٣٧.

میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ (1) رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیا علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ (2) ہمارے امامِ اعظم (3) رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔ (4)

عقیدہ (۲۷): اس کا دیدار بلا کیف ہے، یعنی دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے، جس چیز کو دیکھتے ہیں اُس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے، نزدیک یا دور، وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے، اوپر یا نیچے، دہنے یا بائیں، آگے یا پیچھے، اُس کا دیکھنا اِن سب باتوں سے پاک ہوگا۔ (5) پھر رہا یہ کہ کیونکر ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکر کو یہاں دخل

---

1 ...... ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ پ۲۹، القيامة: ۲۲۔۲۳. عن أبي هريرة، أنّ الناس قالوا: يا رسول الله ! هل نرى ربنا يوم القيامة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((هل تضارون في القمر ليلة البدر؟)) قالوا: لا يا رسول الله، قال: ((فهل تضارون في الشمس ليس دونها سحاب؟)) قالوا:لا يا رسول الله، قال: ((فإنكم ترونه كذلك)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ... إلخ﴾ الحديث: ۷٤۳۷، ج٤، ص٥٥١.

في "الفقه الأكبر"، ص۸۳: (والله يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم).

وفي"شرح النووي": (اعلم أنّ مذهب أهل السنة بأجمعهم أنّ رؤية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلا، وأجمعوا أيضا على وقوعها في الآخرة، وأنّ المؤمنين يرون الله تعالى دون الكافرين، وزعمت طوائف من أهل البدع:المعتزلة والخوارج وبعض المرجئة، أنّ الله تعالى لا يراه أحد من خلقه، وأنّ رؤيته مستحيلة عقلا، وهذا الذى قالوه خطأ صريح وجهل قبيح، وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع الصحابة فمن بعدهم من سلف الأمة على إثبات رؤية الله تعالى في الآخرة للمؤمنين، ورواها نحو من عشرين صحابيا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وآيات القرآن فيها مشهورة).

("شرح النووي"، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى: ج۱، ص۹۹).

2 ...... وفي "المعتقد المنتقد"، ص٥٨: (وأمّا رؤياه سبحانه في المنام...... جائزة عند الجمهور، لأنّها نوع مشاهدة بالقلب، ولا استحالة فيه، وواقعة كما حكيت عن كثير من السلف منهم أبو حنيفة وأحمد بن حنبل رضي الله تعالى عنهما، وذكر القاضي الإجماع على أنّ رؤيته تعالى مناماً جائزة وإن كان بوصف لا يليق به تعالى)، ملتقطاً.

3 ...... ابوحنیفہ نعمان بن ثابت۔

4 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص١٢٤:(رؤية الله سبحانه وتعالى في المنام، فالأكثرون على جوازها من غير كيفية وجهة وهيئة أيضا في هذا المرام، فقد نقل أنّ الإمام أبا حنيفة قال: رأيت رب العزة في المنام تسعاً وتسعين مرة، ثم رآه مرة أخرى تمام المائة و قصتها طويلة لا يسعها هذا المقام).

5 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص۸۳: (والله يرى في الآخرة)أي: يوم القيامة، (ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه) أي: رؤية مقرونة بتنزيه لا مكنونة بتشبيه (ولا كيفية) أي: في الصورة (ولا كمية) أي: في الهيئة المنظورة

نہیں، اِن شاء اللہ تعالٰی جب دیکھیں گے اُس وقت بتادیں گے۔ اس کی سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک عقل پہنچتی ہے، وہ خدا نہیں اور جو خدا ہے، اُس تک عقل رسا نہیں، اور وقتِ دیدار نگاہ اُس کا اِحاطہ کرے، یہ محال ہے۔[1]

عقیدہ (۲۸): وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کرے، کسی کو اُس پر قابو نہیں[2] اور نہ کوئی اُس کے ارادے سے اُسے باز رکھنے والا۔[3] اُس کو نہ اُونگھ آئے نہ نیند[4]، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا[5]، نہ تھکے، نہ اُکتائے[6]، تمام عالم کا پالنے والا[7]،

(ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة) أي: لا في غاية من القرب ولا في نهاية من البعد، ولا يوصف بالاتصال ولا بنعت الانفصال ولا بالحلول والاتحاد كما يقوله الوجودية المائلون إلى الاتحاد، فذات رؤيته ثابت بالكتاب والسنة إلّا أنّها متشابهة من حيث الجهة والكمية والكيفية، فنثبت ما أثبته النقل و ننفي عنه ما نزّهه العقل، كما أشار إلى هذا المعنى قوله تعالى:﴿**لا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ**﴾ أي: لا تحيط به الأبصار في مقام الإبصار، فإنّ الإدراك أخص من الرؤية والتشابه فيما يرجع إلى الوصف الذي يمنعه العقل لا يقدح في العلم بالأصل المطابق للنقل. وقال الإمام الأعظم رحمه اللّٰه في كتابه "الوصية": ولقاء اللّٰه تعالى لأهل الجنة بلا كيف ولا تشبيه ولا جهة حق انتهى. والمعنى أنّه يحصل النظر بأن ينكشف انكشافاً تاماً بالبصر منزهاً عن المقابلة والجهة والهيئة)، ملتقطاً.

انظر للتفصيل : "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٥٨ـ٢٦١.

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث رؤية اللّٰه تعالى والدليل عليها، ص٧٤ـ٧٥.

و"النبراس"، الكلام في رؤية الباري سبحانه، ص١٦١، ١٦٧.

1...... ﴿**لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ**﴾ پ٧، الأنعام: ١٠٣.

2...... ﴿**فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ**﴾ پ٣٠، البروج: ١٦. في "حاشية الصاوي"، ج٦، ص٢٣٤٢: (قوله: ﴿**فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ**﴾ أتى بصيغة ﴿**فَعَّالٌ**﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب)، ملتقطاً.

3...... {**إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ**﴾ پ١٢، هود: ١٠٧. في "تفسير الطبري"، ج٧، ص١١٧: وقوله : ﴿**إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ**﴾، يقول تعالى ذكره: إنّ ربك، يا محمد، لا يمنعه مانع من فعل ما أراد فعله بمن عصاه وخالف أمره، من الانتقام منه، ولكنه يفعل ما يشاء فعله، فيمضي فيهم وفيمن شاء من خلقه فعلُه وقضاؤه).

4...... ﴿**لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ**﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٥.

5...... ﴿**وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطاً**﴾. پ ٥، النساء: ١٢٦.

6...... ﴿ **أَوَ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ**﴾ پ٢٦، الأحقاف: ٣٣.

﴿**وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ**﴾ پ٢٦، ق: ٣٨.

7...... {**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ** } پ١، الفاتحة:١.

ماں باپ سے زیادہ مہربان، حلم والا۔[1] اُسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا[2]، اُسی کے لیے بڑائی اور عظمت ہے۔[3] ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا[4]، گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر وغضب فرمانے والا[5]، اُس کی پکڑ نہایت سخت ہے، جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔[6] وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے، جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دیدے اور عزت والے کو ذلیل کردے[7]، جس کو چاہے راہِ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کردے[8]، جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے، جسے جو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے[9]، وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے، ظلم سے پاک وصاف ہے[10]،

1...... ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ ﴾ پ١، الفاتحة: ٢.

﴿إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ پ٢٢، الفاطر: ٤١.

عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه قدم على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم سبي، فإذا امرأة من السبي قد تحلب ثديها تسقي، إذا وجدت صبيا في السبي أخذته، فألصقته ببطنها وأرضعته، فقال لنا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أترون هذه طارحة ولدها في النار؟)) قلنا: لا، وهي تقدر على أن لا تطرحه، فقال: ((لَلّٰهُ أرحم بعباده من هذه بولدها)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، الحديث: ٥٩٩٩، ج٤، ص١٠٠.

2...... فقال عليه الصلوة والسلام حاكياً عنه سبحانه: ((أنا عند المنكسرة قلوبهم لأجلي)). "التفسير الكبير"، ج١، ص٤٣٠، تحت الآية: ٣٤.

3...... ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٥.

4...... ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ﴾ پ٣، اٰل عمرٰن: ٦.

5...... ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ﴾ پ٢٤، المؤمن: ٣.

6...... ﴿اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ﴾ پ١٢، هود: ١٠٢.

﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ﴾ پ٣٠، البروج: ١٢.

7...... ﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ﴾ پ٣، اٰل عمرٰن: ٢٦.

8...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِي مَن يَّشَآءُ ﴾ پ٢٢، الفاطر: ٨.

﴿وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ﴾ پ٢٤، الزمر: ٣٦۔٣٧.

9...... ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾. پ٣، اٰل عمرٰن: ٢٦.

10...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ پ٥، النسآء: ٤٠.

نہایت بلند و بالا ہے[1]، وہ سب کو محیط ہے[2] اُس کا کوئی اِحاطہ نہیں کرسکتا[3]، نفع وضرر اُسی کے ہاتھ میں ہیں[4]، مظلوم کی فریاد کو پہنچتا[5] اور ظالم سے بدلا لیتا ہے[6]، اُس کی مشیت اور اِرادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا[7]، مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ پ١١، يونس: ٤٤.

﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ پ٢٦، ق:٢٩.

في "تفسير الطبري"، ج١١،ص٤٢٥، تحت الآية: (قوله: ﴿وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ﴾ يقول: ولا أنا بمعاقب أحدًا من خلقي بجرم غيره، ولا حامل على أحد منهم ذنب غيره فمعذّبه به).

1...... ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ پ٢٢، سبأ: ٢٣.

2...... ﴿أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ﴾ پ٢٥، حٰمٓ السجدة: ٥٤.

3...... ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ پ٧، الانعام: ١٠٣.

4...... ﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ پ٧، الأنعام: ١٧.
﴿وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ پ١٠، يونس: ١٠٧.

5...... وفي "سنن الترمذي"، أحاديث شتى، باب في العفو والعافية، ج٥، ص ٣٤٣، الحديث: ٣٦٠٩: عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ثلاثة لا ترد دعوتهم الصائم حتى يفطر والإمام العادل ودعوة المظلوم يرفعها اللّٰه فوق الغمام ويفتح لها أبواب السماء ويقول الرب: وعزتي لأنصرنك ولو بعد حين)). و"سنن ابن ماجه"، كتاب الصيام، باب: في: الصائم لا تردّ دعوته، ج ٢، ص٣٤٩-٣٥٠، الحديث: ١٧٥٢.

6...... ﴿وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ﴾ پ٧، المائدة: ٩٥.

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((قال ربكم: وعزتي وجلالي لأنتقمن من الظالم في عاجله وآجله، ولأنتقمن ممن رأى مظلوماً فقدر أن ينصره فلم يفعل)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٠٦٥٢، ج١٠، ص٢٧٨.

7...... وفي "شرح السنة" للبغوي، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر ج١، ص١٤٠-١٤١: (قال الشيخ رحمه اللّٰه: الإيمان بالقدر فرض لازم، وهو أن يعتقد أنّ اللّٰه تعالى خالقُ أعمال العباد، خيرها وشرّها، كتبها عليهم في اللوح المحفوظ قبل أن خلقهم، قال اللّٰه سبحانه وتعالى: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [الصافات: ٩٦] وقال اللّٰه عزوجل: ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [الرعد: ١٦]، وقال عزوجل: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:٤٩] فالإيمان والكفر، والطاعة والمعصية، كلّها بقضاء اللّٰه وقدره، وإرادته ومشيئته، غير أنّه يرضى الإيمان والطاعة، ووعد عليهما الثواب، ولا يرضى الكفر والمعصية، وأوعد عليهما العقاب. وقال اللّٰه سبحانه وتعالى: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾، ﴿وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ

اور بُرے سے ناراض، اُس کی رحمت ہے کہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو طاقت سے باہر ہے۔ (1) اللہ عزوجل پر ثواب یا عذاب یا بندے کے ساتھ لطف یا اُس کے ساتھ وہ کرنا جو اُس کے حق میں بہتر ہو اُس پر کچھ واجب نہیں۔ مالک علی الاطلاق ہے، جو چاہے کرے اور جو چاہے حکم دے (2)، ہاں! اُس نے اپنے کرم سے وعدہ فرما لیا ہے کہ مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور بمقتضائے عدل کفّار کو جہنم میں (3)، اور اُس کے وعدہ و وعید بدلتے نہیں (4)۔..

﴿يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ [الحج: ١٨]، وقال عزوجل: ﴿وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا﴾ [الأنعام: ١٢٥]). انظر للتفصيل : "التفسير الكبير"، ج٢، ص٥٢٩، تحت الآية: ٢٥٣: (احتج القائلون بأن كل الحوادث بقضاء اللّٰه وقدره.... إلخ).

وفي "المسامرة" بشرح "المسايرة"، ص١٣٠: (أنّ فعل العبد وإن كان كسباً له فهو) واقع (بمشيئة اللّٰه) تعالى (وإرادته).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص٤١: (ولا يكون في الدنيا ولا في الآخرة شيء إلّا بمشيئته) أي: مقروناً بإرادته.

(1)...... ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ پ٣، البقرة: ٢٨٦.

(2)...... في "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٤٩: (ولا يجب) أي: لا يلزم (عليه) تعالى (شيء) لغيره سبحانه من ثواب أو عقاب أو فعل صلاح أو أصلح أو فساد أو أفسد بل هو الفاعل العدل المختار، ويخلق اللّٰه ما يشاء ويختار، وفي "شرح الطوالع" للإصفهاني: وأمّا أصحابنا فقالوا: الثواب على الطاعة فضل من اللّٰه تعالى والعقاب على المعصية عدل منه تعالى، وعمل الطاعة دليل على حصول الثواب وفعل المعصية علامة العقاب، ولا يكون الثواب على الطاعة واجباً على اللّٰه تعالى ولا العقاب على المعصية؛ لأنّه لا يجب على اللّٰه شيء، وكلّ ميسر لما خلق له فالمطيع موفق ميسر لما خلق له وهو الطاعة، والعاصي ميسر لما خلق له وهوالمعصية وليس للعبد في ذلك تأثير).

(3)...... ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ پ٣٠، البروج: ١٦. في "حاشية الصاوي"، پ٣٠، البروج:تحت الآية: ١٦(قوله: ﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ أتى بصيغة ﴿فَعَّالٌ﴾ إشارة للكثرة، والمعنى: يفعل ما يريد، ولا يعترض عليه ولا يغلبه غالب، فيدخل أولياء الجنة لا يمنعه مانع، ويدخل أعداء ه النار لا ينصرهم منه ناصر، وفي هذه الآية دليل على أنّ جميع أفعال العباد مخلوقة للّٰه تعالى، ولا يجب عليه شيء، لأنّ أفعاله بحسب إرادته). ج٦، ص٢٣٤٢.

(4)...... ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ﴾ پ١١، يونس: ٦٤.

﴿مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ پ٢٦، ق: ٢٩.

في "تفسير روح البيان"، پ٢٦، ق: ٢٩، ج٩، ص١٢٥، تحت الآية: (﴿ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ﴾ أي: لا يغير قولي في الوعد والوعيد).

وفي "تفسير ابن كثير"، پ١١، يونس، تحت الآية:٦٤: (قوله: ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ﴾ أي: هذا الوعد لا يبدل ولا يخلف ولا يغير بل هو مقرر مثبت كائن لا محالة). ج٤، ص٢٤٥. =

اُس نے وعدہ فرمالیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف فرمادے گا۔[1]

عقیدہ (۲۹): اُس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اُس کے فعل کے لیے غرض نہیں، کہ غرض اُس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، نہ اُس کے فعل کے لیے غایت، کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے اور نہ اُس کے افعال علّت وسبب کے محتاج، اُس نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق عالَمِ اسباب میں مسبّبات کو اسباب سے ربط فرمادیا ہے[2]، آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سُنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سُوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔[3] کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا...! کوئی پاس نہ جاسکتا تھا، گوپھن میں رکھ کر پھینکا، جب آگ کے مقابل پہنچے، جبریلِ امین علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی: ابراہیم کچھ حاجت ہے؟ فرمایا: ہے مگر نہ تم سے۔ --

---

= وفي "تفسير الطبري"، تحت الآية: ٦٤: (وأمّا قوله: ﴿ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ﴾، فإنّ معناه: أنّ اللّٰه تعالى لا خُلف لوعده، ولا تغيير لقوله عما قال، ولكنه يمضي لخلقه مواعيدَه وينجزها لهم)، ج٦، ص٥٨٢.

1...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ﴾ پ٥، النسآء: ٤٨.

2...... في "المسامرة"، للّٰه تعالى في كل فعل حكمة، ص٢١٥-٢١٦: (واعلم أنّ قولنا له) سبحانه وتعالى (في كل فعل حكمة ظهرت) تلك الحكمة (أو خفيت) فلم تظهر (ليس هو) أي: الحكمة (بمعنى الغرض)، وتذكير الضمير باعتبار أنّ الحكمة معنى، ويصح أن يكون الضمير لقولنا، أي: ليس قولنا إنّ له حكمة بمعنى أنّ له غرضا، هذا (إن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى الفاعل، فإنّ فعله تعالى وخلقه العالم لا يعلل بالأغراض) بهذا التفسير للغرض؛ (لأنّه) أي: الفعل لغرض بهذا التفسير يقتضي استكمال الفاعل بذلك الغرض؛ لأنّ حصوله للفاعل أولى من عدمه،... (وإن فسر) الغرض (بفائدة ترجع إلى غيره) تعالى، بأن يدرك رجوعها إلى ذلك الغير، كما نقل عن الفقهاء من: أنّ أفعاله تعالى لمصالح ترجع إلى العباد تفضلا منه (فقد تنفي أيضاً إرادته من الفعل) نظراً إلى تفسير الغرض بالعلة الغائية التي تحمل الفاعلَ على الفعل؛ لأنّه يقتضي أن يكون حصوله بالنسبة إليه تعالى أولى من لاحصوله، فيلزم الاستكمال المحذور (وقد تجوز) إرادته من الفعل نظراً إلى أنّه منفعة مترتبة على الفعل، لا علة غائية حاملة على الفعل، حتى يلزم الاستكمال المحذور (والحكمة على هذا) التفسير (أعم منه) أي: من الغرض؛ لأنّها إذا نفيت إرادتها من الفعل سميت غرضا، وإذا جوزت كانت حكمة لا غرضا).

3...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص ٤٩٠. (رضا اکیڈمی بمبئی).

عرض کی: پھر اُسی سے کہیے جس سے حاجت ہے، فرمایا:

"عِلْمُهٗ بِحَالِيْ كَفَانِيْ عَنْ سُؤَالِيْ". [1]

اظہارِ احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست۔ [2]

ارشاد ہوا:

﴿يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ۙ﴾ [3]

''اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر۔''

اس ارشاد کو سُن کر روئے زمین پر جتنی آگیں تھیں سب ٹھنڈی ہوگئیں کہ شاید مجھی سے فرمایا جاتا ہو[4] اور یہ تو ایسی ٹھنڈی ہوئی کہ علما فرماتے ہیں کہ اگر اس کے ساتھ ﴿وَ سَلٰمًا﴾ کا لفظ نہ فرمادیا جاتا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا تو اتنی ٹھنڈی ہوجاتی کہ اُس کی ٹھنڈک ایذا دیتی۔ [5]

---

1 ...... ''ملفوظات''، حصہ۴، ص۴۶۲۔ یعنی: اس کا میرے حال کو جاننا یہی مجھے کفایت کرتا ہے میرے سوال کرنے سے۔

2 ...... اپنی حاجت کے اِظہار کی وہاں کیا حاجت ہے!

3 ...... پ۱۷، الأنبيآء: ٦٩.

4 ...... في "التفسير الكبير"، پ۱۷، الأنبياء، ج۸، ص۱۵۸، تحت الآية: ٦٩: (أمّا كيفية القصة فقال مقاتل: لما اجتمع نمروذ وقومه لإحراق إبراهيم حبسوه في بيت وبنوا بنياناً كالحظيرة ، وذلك قوله: ﴿قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ﴾، ثم جمعوا له الحطب الكثير حتى أنّ المرأة لو مرضت قالت: إن عافاني اللّٰه لأجعلن حطباً لإبراهيم، ونقلوا له الحطب على الدواب أربعين يوماً، فلما اشتعلت النار اشتدت وصار الهواء بحيث لو مر الطير في أقصى الهواء لاحترق، ثم أخذوا إبراهيم عليه السلام ورفعوه على رأس البنيان وقيدوه، ثم اتخذوا منجنيقاً ووضعوه فيه مقيداً مغلولاً، فصاحت السماء والأرض ومن فيها من الملائكة إلّا الثقلين صيحة واحدة......، فلمّا أرادوا إلقاء ه في النار......، وضعوه في المنجنيق ورموا به النار، فأتاه جبريل عليه السلام وقال: يا إبراهيم هل لك حاجة، قال: أما إليك فلا؟ قال: فاسأل ربك، قال: **حسبي من سؤالي، علمه بحالي**، فقال اللّٰه تعالى: ﴿يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ﴾...... قال: ولم يبق يومئذ في الدنيا نار إلّا طفئت)، ملتقطاً.

5 ...... في "تفسير ابن كثير"، پ۱۷، الأنبيآء، ج۵، ص۳۰۹، تحت الآية:٦٩،(قال ابن عباس، وأبو العالية: لولا أنّ اللّٰه عزوجل قال: ﴿وَّسَلٰمًا﴾ لآذى إبراهيمَ بَرْدُها).

عقائد متعلّقۂ نبوت

مسلمان کے لیے جس طرح ذات وصفات کا جاننا ضروری ہے، کہ کسی ضروری کا انکار یا محال کا اثبات اسے کافر نہ کردے، اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ نبی کے لیے کیا جائز ہے اور کیا واجب اور کیا محال، کہ واجب کا انکار اور محال کا اقرار موجب کُفر ہے اور بہت ممکن ہے کہ آدمی نادانی سے خلاف عقیدہ رکھے یا خلاف بات زبان سے نکالے اور ہلاک ہوجائے۔

عقیدہ (۱): نبی اُس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو[1] اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔[2]

عقیدہ (۲): انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔[3]

عقیدہ (۳): اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے۔[4]

---

❶...... في "شرح المقاصد"، المبحث الأوّل في تعريف النبي والرسول: (النبي إنسان بعثه اللّٰه لتبليغ ما أوحي إليه) ج٣، ص٢٦٨.

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الثاني في النبوّات، ص١٠٥: (المشهور: أنّ النبي من أوحي إليه بشرع، وإن أمر بالتبليغ أيضا فرسول).

❷...... ﴿**وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلَامًا**﴾ پ١٢، هود: ٦٩.

في "تفسير الطبري"، پ١٢، هود: تحت الآية ٦٩: (قال أبو جعفر: يقول تعالى ذكره: ﴿**وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا**﴾، من الملائكة وهم فيما ذكر، كانوا جبريل وملكين آخرين، وقيل: إنّ الملكين الآخرين كانا ميكائيل وإسرافيل معه)، ج٧، ص٦٧.

﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا**﴾ پ٢٢، فاطر: ١.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٧، الجزء الرابع عشر، ص٢٣٣، تحت الآية: ﴿**جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا**﴾ الرسل منهم جبريل وميكائيل وإسرافيل وملك الموت، صلى اللّٰه عليهم أجمعين).

❸...... ﴿**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ إِلَيْهِمْ**﴾ پ١٢، يوسف: ١٠٩.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، پ١٢، يوسف، تحت هذه الآية: (قال الحسن: لم يبعث اللّٰه نبيا من أهل البادية قط، ولا من النساء، ولا من الجن) ج٥، الجزء التاسع، ص١٩٣.

❹...... في "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الأول في تعريف النبي والرسول، ج٣، ص٢٦٨: (النبي إنسان بعثه اللّٰه لتبليغ ما أوحي إليه،......والبعثة لتضمنها مصالح لا تحصى لطف من اللّٰه تعالى ورحمة يختص بها من يشاء من عباده من غير وجوب عليه).

وفي "المعتمد المستند"، ص٩٨: قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن: (لا يجب على اللّٰه سبحانه بعث الرسل).

عقیدہ (۴): نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔[1]

عقیدہ (۵): بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: **''توراۃ''** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، **''زبور''** حضرت داوٗد علیہ السلام پر، **''اِنجیل''** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، **''قرآنِ عظیم''** کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔[2] کلامِ الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ (عزوجل) ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل و مفضول کی گنجائش نہیں۔[3]

---

❶...... ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ إِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيمٌ﴾ پ٢٥، الشورى: ٥١.

في "المعتقد المنتقد"، ص١٠٦: (قال السنوسي في "شرح الجزائرية": مرجع النبوة عند أهل الحقّ إلى اصطفاء اللّٰه تعالى عبدًا من عباده بالوحي إليه، فالنبوة اختصاص بسماع وحي من اللّٰه بواسطة الملك أو دونه).

وفي "نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلى الأعلى لقدر النبيﷺ، ج٣، ص٣٤٤: ("والإعلام" من اللّٰه تعالى "بخواص النبوة" أي: ما يختص بالنبوة الشاملة للرسالة كالعصمة والوحي بواسطة الملك، أو بدونها.

❷...... في "تكميل الإيمان"، ص٦٣: ("وله كتب أنزلها على رسله"، حق سبحانه وتعالى را كتابها ست كه بر بعضى پيغمبران فرستاده ديگر آن را بمتابعت...... وازميان كتابها نيز چهار كتاب اعظم واشهر است، "منها التوراة" يكى ازان كتابهاى آسمانى توريت است كه بر موسى عليه السلام منزل شده "والزبور" ديگر زبور است كه بر داؤد عليه السلام نزول يافته "والإنجيل" كه بر عيسى عليه السلام فرو د آمده...... "والقرآن العظيم" زبده وخلاصۂ جميع كتب سماوى قرآن مجيد وفرقان عظيم است كه بر سيد رسل وخاتم الأنبياء عليه من الصلاة افضلها والتحيات اكملها)، ملتقطاً.

یعنی: حق تبارک وتعالیٰ کی کتابیں ہیں جن کو اس نے اپنے بعض رسولوں پر نازل فرمایا اور دوسروں کو ان کی پیروی کا حکم دیا، ان میں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں، ان میں سے ایک تورات ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ دوسری زبور ہے جو حضرت داوٗد علیہ السلام پر نازل ہوئی، تیسری انجیل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، اور چوتھی قرآن مجید فرقان عظیم ہے جو تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے اور سب سے افضل رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔

❸...... في "تفسير الخازن"، پ٣، البقرة، تحت الآية: ٢٥٥: (من أجاز تفضيل بعض القرآن على بعض من العلماء والمتكلمين قالوا: هذا التفضيل راجع إلى عظم أجر القارئ أو جزيل ثوابه وقول: إنّ هذه الآية أو هذه السورة أعظم أو أفضل بمعنى أنّ الثواب المتعلق بها أكثر وهذا هو المختار)، ج١، ص١٩٥.

عقیدہ (۶): سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے[1]، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اُس کا حفظ نہ ہوسکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔[2]

لہٰذا جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کتاب کے مطابق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحریفات سے ہے اور اگر موافقت، مخالفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب، بلکہ یوں کہیں کہ:

وفي "النبراس"، بيان الكتب المنزلة، ص ۲۹۱:(أنّ القرآن كلام واحد)، أي: في درجة واحدة من الفضيلة (لا يتصور فيه تفضيل)، من حيث إنّه كلام اللّٰه سبحانه؛ لأنّ هذا الشرف يعم الآيات والسور كلها (ثم باعتبار القراء ة والكتابة يجوز أن يكون بعض الصور أفضل كما ورد في الحديث، وحقيقة التفضيل أنّ قراء ته أفضل لما أنّه أنفع) من حيث كثرة الثواب والنجات من المكروهات)، ملتقطاً.

❶...... في "تفسير الخازن"، پ۳، البقرة: ۲۸۵، ج۱، ص۲۲۵: (الإيمان بكتبه فهو أن يؤمن بأنّ الكتب المنزلة من عند اللّٰه هي وحي اللّٰه إلى رسله، وأنّها حق وصدق من عند اللّٰه بغير شك ولا ارتياب).

في "تفسير الخازن"، ج۱، ص۹٤: (﴿**وَمَا أُوْتِيَ مُوْسٰى**﴾ يعني التوراة ﴿**وَعِيْسٰى**﴾ يعني الإنجيل ﴿**وَمَا أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ**﴾ والمعنى آمنّا أيضاً بالتوراة والإنجيل والكتب التي أوتي جميع النبيين وصدّقنا أنّ ذلك كله حق وهدى ونور وأنّ الجميع من عند اللّٰه).

❷...... ﴿**إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ**﴾ پ۱٤، الحجر:۹.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: (﴿**وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ**﴾ الضمير في: ﴿**لَهُ**﴾ يرجع إلى الذكر يعني، وإنّا للذكر الذي أنزلناه على محمد لحافظون يعني من الزيادة فيه، والنقص منه والتغيير والتبديل والتحريف، فالقرآن العظيم محفوظ من هذه الأشياء كلها لا يقدر أحد من جميع الخلق من الجن والإنس أن يزيد فيه، أو ينقص منه حرفاً واحداً أو كلمة واحدة، وهذا مختص بالقرآن العظيم بخلاف سائر الكتب المنزلة فإنّه قد دخل على بعضها التحريف والتبديل والزيادة والنقصان ولما تولى اللّٰه عزوجل حفظ هذا الكتاب بقي مصوناً على الأبد محروساً من الزيادة والنقصان)، ج۳، ص۹۵.

" اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ."

''اللہ(عزوجل) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔''[1]

عقیدہ(۷): چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرآنِ عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذِمّہ رکھی، فرماتا ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ o﴾[2]

''بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور بے شک ہم اُس کے ضرور نگہبان ہیں۔''

لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے، اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، یا بڑھا دیا، یا بدل دیا، قطعاً کافر ہے، کہ اس نے اُس

---

1 ...... ﴿ وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلٰـهُنَا وَإِلٰـهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ پ ٢١، العنكبوت: ٤٦.

في "تفسير ابن كثير"، ج٦، ص٢٥٦، تحت هذه الآية: (أن أبا نَمْلَةَ الأنصاري أخبره، أنه بينما هو جالس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، جاءه رجل من اليهود، فقال: يا محمد، هل تتكلم هذه الجنازة؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله أعلم))، قال اليهودي: أنا أشهد أنها تتكلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا تكذبوهم، وقولوا: آمنا بالله وكتبه ورسله، فإن كان حقًّا لم تكذبوهم، وإن كان باطلاً لم تصدقوهم))).

في "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾، الحديث: ٤٤٨٥، ج٣، ص١٦٩: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان أهل الكتاب يقرءون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لأهل الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا: ﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾)).

و"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، الحديث: ١٥٥، ج١، ص٥١.

في "المرقاة" للقارئ، ج١، ص٣٩١، تحت هذا الحديث: (قال رسول الله: ((لا تصدقوا)) أي: فيما لم يتبين لكم صدقه لاحتمال أن يكون كذباً وهو الظاهر أن أحوالهم ((أهل الكتاب)) أي: اليهود والنصارى؛ لأنهم حرّفوا كتابهم ((ولا تكذبوهم)) أي: فيما حدثوا من التوراة والإنجيل ولم يتبين لكم كذبه لاحتمال أن يكون صدقاً وإن كان نادراً؛ لأنّ الكذوب قد يصدق وفيه إشارة إلى التوقف فيما أشكل من الأمور والعلوم.

2 ...... پ١٤، الحجر: ٩.

آیت کا انکار کیا جو ہم نے ابھی لکھی۔[1]

عقیدہ (۸): قرآنِ مجید، کتاب اللہ ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے:

﴿وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ○ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖ ج اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ○﴾۔[2]

''اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اُتاری کوئی شک ہو تو اُس کی مثل کوئی چھوٹی سی سُورت کہہ لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلالو اگر تم سچے ہو تو اگر ایسا نہ کرسکو اور ہم کہے دیتے ہیں ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو اُس آگ سے ڈرو! جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''

لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں، مگر اس کی مثل ایک سطر نہ بنا سکے نہ بنا سکیں۔[3]

مسئلہ: اگلی کتابیں انبیا ہی کو زبانی یاد ہوتیں[4]، قرآنِ عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔[5]

1...... في "منح الروض الأزهر"، فصل في القراءة والصلاة، ص١٦٧:(من جحد القرآن، أي:كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة ، أو زعم أنّها ليست من كلام الله تعالى كفر، يعني: إذا كان كونه من القرآن مجمعاً عليه مثل البسملة في سورة النمل، بخلاف البسملة في أوائل السور، فإنّها ليست من القرآن عند المالكية على خلاف الشافعية، وعند المحققين من الحنفية أنّها آية مستقلة أنزلت للفصل). في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٩: (وكذلك كافر من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غيّر شيئاً منه أو زاد فيه)، ملخصاً.

"الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٥٩-٢٦٢.

2...... پ١، البقرة: ٢٣-٢٤.

3...... في"النبراس"، الدلائل على نبوة خاتم الأنبياء عليه السلام، ص٢٧٥:(فإنّ الله تعالى دعاهم أوّلاً لمعارضة جميعه حيث قال: ﴿فَلۡيَاۡتُوۡا بِحَدِيۡثٍ مِّثۡلِهٖ﴾ ثم قال: ﴿فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ﴾ ثم قال: ﴿فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ﴾، فعجزوا عن الكل (مع تهالكهم على ذلك) أي: حرصهم على المعارضة).

4...... في "تفسير روح البيان"، پ٢١، العنكبوت، تحت الآية ٤٩: (قال الكاشفي: يعني: كونه محفوظاً في الصدور من خصائص القرآن؛ لأنّ من تقدم كانوا لا يقرؤون كتبهم إلّا نظراً، فإذا أطبقوها لم يعرفوا منها شيئًا سوى الأنبياء) ج٦، ص٤٨١.

5...... ﴿وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ﴾ پ٢٧، القمر:١٧.

عقیدہ (۹): قرآنِ عظیم کی سات قرائتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں[1]، ان میں معاذ اللہ کہیں اختلافِ معنی نہیں[2]، وہ سب حق ہیں، اس میں اُمّت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت آسان ہو وہ پڑھے[3] اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قراءت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قراءتِ عاصم بروایتِ حفص، کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں گے اور وہ معاذ اللہ کلمۂ کفر ہوگا۔[4]

في "تفسير الخازن"، ج٤، ص٢٠٤، تحت الآية: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ﴾ أي: سهلنا القرآن ﴿لِلذِّكْرِ﴾ أي: ليتذكر ويعتبر به، قال سعيد بن جبير: يسرناه للحفظ والقراءة وليس شيء من كتب الله تعالى يقرأ كله ظاهراً إلّا القرآن، ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ أي: متعظ بمواعظه، وفيه الحث على تعليم القرآن والاشتغال به؛ لأنّه قد يسره الله وسهله على من يشاء من عباده بحيث يسهل حفظه للصغير والكبير والعربي والعجمي وغيرهم).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: کچھ عجب نہیں کہ مولیٰ عزوجل بعض نعمتیں بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو عطا فرمائے اگلی امتوں میں نبی کے سوا کسی کو نہ ملتی ہوں مگر اس امت مرحومہ کے لیے انہیں عام فرمادے جیسے: کتاب اللہ کا حافظ ہونا کہ اممِ سابقہ میں خاصۂ انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء تھا اس امت کے لیے رب عزوجل نے قرآن کریم حفظ کیلئے آسان فرمادیا کہ دس دس برس کے بچے حافظ ہوتے ہیں اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فضل ظاہر کہ انکی امت کو وہ ملا جو صرف انبیاء کو ملا کرتا تھا علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثناء واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ "الفتاوی الرضوية"، ج٥، ص٦٧.

1 ...... عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنزل القرآن على سبعة أحرف، لكل آية منها ظهر وبطن، ولكل حد مطلع)). "مشكاة المصابيح"، كتاب العلم، الحديث:٢٣٨، ج١، ص١١٣.

في "المرقاة"، ج١، ص٤٩٩، تحت هذا الحديث: (قال ابن حجر: الجملة الأولى جاء ت من رواية أحد وعشرين صحابيًا، ومن ثم نص أبو عبيد على أنّها متواترة أي: معنىً).

2 ...... في "فيض القدير"، ج٢، ص٦٩٢، تحت الحديث:٢٥١٢: ((إنّ هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف)) أي: سبع لغات أو سبعة أوجه من المعاني المتفقة بألفاظ مختلفة أو غير ذلك).

3 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرء وا ما تيسر منه)) ملتقطاً. "صحيح مسلم"، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف... إلخ، الحديث: ٨١٨، ص٤٠٨.

4 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، فصل في القرآة، ج٢، ص٣٢٠: (ويجوز بالروايات السبع، لكن الأولى أن لا يقرأ بالغريبة عند العوام صيانة لدينهم). وفي "رد المحتار" تحت قوله: (بالغريبة) أي: بالروايات الغريبة والإمالات؛ لأن بعض السفهاء يقولون ما لا يعلمون فيقعون في الإثم والشقاء، ولا ينبغي للأئمة أن يحملوا العوام على ما فيه نقصان دينهم، ولا يقرأ عندهم مثل قراءة أبي جعفر وابن عامر وعلي بن حمزة والكسائي صيانة لدينهم فلعلهم يستخفون أو يضحكون وإن كان كل القراءات والروايات صحيحة فصيحة، ومشايخنا اختاروا قراءة أبي عمرو وحفص عن عاصم).

عقیدہ(۱۰): قرآنِ مجید نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے۔[1] یوہیں قرآنِ مجید کی بعض آیتوں نے بعض آیت کو منسوخ کر دیا۔[2]

عقیدہ(۱۱): نَسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کے لیے ہوتے ہیں، مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے، جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہوتا ہے، جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اُٹھا دیا گیا اور حقیقۃً دیکھا جائے تو اُس کے وقت کا ختم ہو جانا بتایا گیا۔[3] منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل ہونا کہتے ہیں، یہ بہت سخت بات ہے، احکامِ الٰہیہ سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں...!

1...... ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ﴾ [پ۲، البقرة: ۱۸۷].

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج۱، ص۲٤۱، تحت الآية: (قوله تعالى: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ﴾ لفظ: ﴿أُحِلَّ﴾ يقتضي أنه كان محرماً قبل ذلك ثم نسخ، روى أبو داود عن ابن أبي ليلى قال: وحدثنا أصحابنا قال: وكان الرجل إذا أفطر فنام قبل أن يأكل لم يأكل حتى يصبح، قال: فجاء عمر فأراد امرأته فقالت: إني قد نمت، فظن أنها تعتل فأتاها، فجاء رجل من الأنصار فأراد طعاماً فقالوا: حتى نسخن لك شيئاً فنام، فلما أصبحوا أنزلت هذه الآية، وفيها: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ﴾.

2...... ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَیْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾. [پ۲۸، المجادلة: ۱۲].

في "روح البيان"، المجادلة، تحت الآية، الجزء الثامن والعشرون، ج۹، ص٤۰٥: (والآية نزلت حين أكثر الناس عليه السؤال حتى أسأموه وأملوه فأمرهم الله بتقديم الصدقة عند المناجاة فكف كثير من الناس، أما الفقير فلعسرته، وأما الغني فلشحه وفي هذا الأمر تعظيم الرسول ونفع الفقراء والزجر عن الإفراط في السؤال والتمييز بين المخلص والمنافق ومحب الآخرة ومحب الدنيا واختلف في أنه للندب أو للوجوب لكنه نسخ بقوله تعالى: ﴿أَأَشْفَقْتُمْ﴾ الآية... إلخ).

وفي "روح المعاني"، الجزء الثامن والعشرين، ج١٤، ص٣١٤-٣١٥.

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [پ۳، البقرة: ۲٤۰].

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج۲، ص۱۱۳، تحت الآية: (وأكثر العلماء على أن هذه الآية ناسخة لقوله عز وجل: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ لأنّ الناس أقاموا برهة من الاسلام إذا توفى الرجل وخلف امرأته حاملا أوصى لها زوجها بنفقة سنة وبالسكنى ما لم تخرج فتتزوج، ثم نسخ ذلك بأربعة أشهر وعشر، وبالميراث).

3...... قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص٥٥: (والمطلق يكون في علم الله مؤبداً أو مقيداً، وهذا الأخير هو الذي يأتيه النسخ فيظن أنّ الحكم تبدل؛ لأنّ المطلق يكون ظاهره التأبيد حتى سبق إلى بعض الخواطر أنّ النسخ رفع الحكم

عقیدہ (۱۲): قرآن کی بعض باتیں مُحکَم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ اُن کا پورا مطلب اللہ اور اللہ کے حبیب (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سوا کوئی نہیں جانتا۔ متشابہ کی تلاش اور اُس کے معنی کی کُرَید وہی کرتا ہے جس کے دل میں کجی (1) ہو۔ (2)

عقیدہ (۱۳): وحیِ نبوت، انبیا کے لیے خاص ہے (3)، جو اسے کسی غیرِ نبی کے لیے مانے کافر ہے۔ (4) نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے، اُس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ (5) ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں

وإنّما هو بيان مدته عندنا وعند المحققين). في "تفسير الصاوي"، البقرة، تحت الآية: ١٠٦، ج١، ص٩٨: النسخ : بيان انتهاء حكم التعبد۔ **اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فتاویٰ رضویہ، ج۱۴، ص۱۵۶ میں فرماتے ہیں: ''نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہوگئی''۔**

انظر للتفصيل: "الإتقان في علوم القرآن" للسيوطي، النوع ٤٧ في ناسخه ومنسوخه، ج٢، ص٣٢٦.

1...... ٹیڑھا پن۔

2...... **﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾** پ٣، اٰل عمرٰن: ٧.

في "نور الأنوار"، ص٩٧: (أنّ المراد به (أي: بالمتشابه) حق وإن لم نعلمه قبل يوم القيامة، وأمّا بعد القيامة فيصير مكشوفاً لكل أحد إن شاء الله تعالىٰ، وهذا في حق الأمة، وأمّا في حق النبي عليه السلام فكان معلومًا وإلاّ تبطل فائدة التخاطب ويصير التخاطب بالمهمل كالتكلم بالزنجي مع العربي وهذا عندنا).

وفي "شرح الحسامي"، ص٢١: (فالمتشابه كرجل فقد عن الناس حتى انقطع أثره وانقضى جيرانه وأقرانه، (وحكمه التوقف فيه أبدًا) في حقنا، لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يعلم المتشابهات كما صرح به فخر الإسلام في "أصوله".

3...... في "المعتقد المنتقد"، ص١٠٥: (الوحي قسمان: **وحي نبوة**، ويختص به الأنبياء دون غيرهم).

4...... في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء ٢، ص٢٨٥: (من ادعى النبوة لنفسه أو جوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلى مرتبتها كالفلاسفة وغلاة المتصوفة وكذلك من ادعى منهم أنّه يوحى إليه وإن لم يدع النبوة أو أنّه يصعد إلى السماء ويدخل الجنة ويأكل من ثمارها ويعانق الحور العين فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنّه أخبر صلى الله عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده).

5...... **﴿اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ﴾** پ١٢، يوسف: ٤.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن ابن عباس في قوله: (**﴿اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ﴾**، قال: كانت رؤيا الأنبياء وحيًا). ج٧، ص١٤٨.

کوئی بات اِلقا ہوتی ہے، اُس کو اِلہام کہتے ہیں[1] اور وحیِ شیطانی کہ اِلقا من جانبِ شیطان ہو، یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفّار وفسّاق کے لیے ہوتی ہے۔[2]

عقیدہ (۱۴): نبوّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے[3]، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے، ہاں! دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے، جو قبلِ حصولِ نبوّت تمام

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ﴾. پ۲۳، الصافات:۱۰۲.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية: عن قتادة، قوله: (﴿يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾ قال: رؤيا الأنبياء حق إذا رأوا في المنام شيئا فعلوه). وعن عبيد بن عمير، قال: (رؤيا الأنبياء وحيٌ، ثم تلا هذه الآية: ﴿إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ﴾. ج۱۰، ص۵۰۷.

1 ...... في "المرقاة"، كتاب العلم، ج۱، ص٤٤٥: (والإلهام لغة: الإبلاغ، وهو علم حق يقذفه الله من الغيب في قلوب عباده).

2 ...... ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ پ۷، الأنعام: ۱۱۲. في "تفسير الطبري"، ج۵، ص۳۱٤، تحت الآية: (أمّا قوله: ﴿يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾، فإنّه يعني أنّه يلقي الملقي منهم القولَ، الذي زيّنه وحسّنه بالباطل إلى صاحبه، ليغترّ به من سمعه، فيضلّ عن سبيل الله).

وعن السدي في قوله: ﴿يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾، قال: للإنسان شيطان، وللجنّي شيطان، فيلقَى شيطان الإنس شيطان الجن، فيوحي بعضهم إلى بعض زخرف القول غرورًا).

﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ پ۱۹، الشعراء: ۲۲۲.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، عن قتادة، في قوله: ﴿كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ قال: هم الكهنة تسترق الجن السمع، ثم يأتون به إلى أوليائهم من الإنس). ج۹، ص٤٨٧.

في "تفسير ابن كثير"، تحت الآية: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ﴾ أي: أخبركم ﴿عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيْمٍ﴾ أي: كذوب في قوله وهو الأفاك (الأثيم) وهو الفاجر في أفعاله. فهذا هو الذي تنزل عليه الشياطين من الكهان وما جرى مجراهم من الكذبة الفسقة، فإنّ الشياطين أيضاً كذبة فسقة). ج٦، ص۱۵۵.

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۰۷: (النبوة ليست كسبية).

وفي "اليواقيت والجواهر"، ص٢٢٤: (ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات كما ظنّه جماعة من الحمقى، فإنّ الله تعالى حكى عن الرسل بقوله: ﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾، پ ۱۳، ابراهيم:۱۱، فالنبوة إذن محض فضل الله تعالى)، ملتقطاً.

اخلاق رذیلہ سے پاک، اورتمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہوکر جملہ مدارجِ ولایت طے کر چکتا ہے اوراپنے نسب وجسم وقول وفعل وحرکات وسکنات میں ہر ایسی بات سے منزّہ ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے، جواوروں کی عقل سے بدر جہازائد ہے[1]، کسی حکیم اورکسی فلسفی کی عقل اُس کے لاکھویں حصّہ تک نہیں پہنچ سکتی۔[2]

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط﴾[3]

﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝﴾[4]

اور جو اِسے کسبی مانے کہ آدمی اپنے کسب وریاضت سے منصبِ نبوّت تک پہنچ سکتا ہے، کافر ہے۔[5]

عقیدہ (۱۵): جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔[6]

1...... في "المسايرة" و"المسامرة"، شروط النبوة، ص٢٢٦: (شرط النبوة: الذكورة وكونه أكمل أهل زمانه عقلا وخلقا و) أكملهم (فطنة وقوة رأي والسلامة من دناءة الآباء) ومن (غمز الأمهات و) السلامة من (القسوة والعيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام و) من (قلة المروءة كالأكل على الطريق، و) من (دناءة الصناعة كالحجامة... إلخ) ملتقطاً.

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس، ج٣، ص٣١٧: (النبوة مشروطة بالذكورة، وكمال العقل، وقوة الرأي، والسلامة عن المنفرات كزنا الآباء، وعهر الأمهات والفظاظة، ومثل البرص، والجذام، والحِرَف الدنيئة، وكل ما يخل بالمروءة وحكمة البعثة ونحو ذلك). انظر للتفصيل: "المعتقد المنتقد"، باب: وها أنا أذكر ما يجب لهم عليهم السلام، ص ١١٠-١١٧.

2...... عن وهب بن منبه، قال:قرأت واحدا وسبعين كتابا فوجدت في جميعها أنّ اللّٰه عز وجل لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا إلى انقضائها من العقل في جنب عقل محمد صلى اللّٰه عليه وسلم إلّا كحبة رمل من بين رمال جميع الدنيا، وأنّ محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم أرجح الناس عقلاً وأفضلهم رأياً). رواه أبو نعيم في"الحلية"، ج٤، ص٢٩-٣٠، الحديث: ٤٦٥٢.

3...... ترجمۂ کنزالایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے. پ٨، الأنعام: ١٢٤.

4...... ترجمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے. پ٢٧، الحديد: ٢١.

5...... في "المعتقد المنتقد"، مسئلة: النبوة ليست كسبية... إلخ، ص١٠٧: (النبوة ليست كسبية، قال التورفشتي في "المعتمد": اعتقاد حصول النبوة بالكسب كفر)، ملتقطاً.

في "اليواقيت والجواهر"،ص٢٢٤:(وقد أفتى المالكية وغيرهم بكفر من قال:إنّ النبوة مكتسبة، واللّٰه تعالى أعلم).

6...... في "المعتقد المنتقد"، مسئلة: من جوّز زوال النبوة من نبي... إلخ، ص١٠٩: (من جوز زوال النبوة من نبي فإنّه يصير كافراً، كذا في "التمهيد").

عقیدہ (۱۶): نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے[1] اور یہ عصمت نبی اور مَلَک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔[2] اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔ عصمتِ انبیا کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لیے حفظِ الٰہی کا وعدہ ہولیا، جس کے سبب اُن سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے[3]۔

1...... وفي "منح الروض الأزهر"، ص٥٦: (الأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلّهم منزهون) أي: معصومون، ملتقطاً.

وفي "شرح النووي"، ج١، ص١٠٨: (ذهب جماعة من أهل التحقيق والنظر من الفقهاء والمتكلمين من أئمتنا إلى عصمتهم من الصغائر كعصمتهم من الكبائر)

2...... في "المعتقد المنتقد"، ص١١٠: (فمنه العصمة: وهي من خصائص النبوة على مذهب أهل الحق).

في "الحبائك في أخبار الملائك"، ص٨٢: (أجمع المسلمون على أنّ الملائكة مؤمنون فضلاء، واتفق أئمة المسلمين أنّ حكم المرسلين منهم حكم النبيين سواءً في العصمة ممّا ذكرنا عصمتهم منه، وأنّهم في حقوق الأنبياء والتبليغ إليهم كالأنبياء مع الأمم واختلفوا في غير المرسلين منهم فذهبت طائفة إلى عصمة جميعهم عن المعاصي واحتجوا بقوله تعالى: ﴿**لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ**﴾، وبقوله: ﴿**وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ**﴾، وبقوله: ﴿**وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ**﴾ ...... ونحوه من السمعيّات، وذهبت طائفة إلى أنّ هذا خصوص للمرسلين منهم والمقربين......، والصواب عصمة جميعهم وتنزيه نصابهم الرفيع عن جميع ما يحطّ من رتبتهم ومنزلتهم عن جليل مقدارهم)، ملتقطاً. و"الشفا"، فصل في القول في عصمة الملائكة، ج٢، ص١٧٤ـ١٧٥.

وفي "منح الروض الأزهر"، ص١٢: (وملائكته) بأنّهم عباد مكرمون لايسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون، وأنّهم معصومون ولا يعصون اللّٰه).

وفي "النبراس"، ص٢٨٧: (والملائكة عباد اللّٰه تعالىٰ العاملون بأمره) يريد أنّهم معصومون وقد اختلف في عصمتهم فالمختار أنّهم معصومون عن كل معصية.

وفي "الحديقة الندية" شرح "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٩٠: ("أنّ الملائكة" الذين هم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون) لا يعملون قط ما لم يأمرهم به قاله البيضاوي (لا يوصفون) أي: الملائكة عليهم السلام (بمعصية صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون).

وفي "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص١٨٧: (بشر میں انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں)۔

3...... "نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض"، الباب الأول فيما يجب للأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ويمتنع أو يصح من الأحوال... إلخ، فصل في عصمة الأنبياء قبل النبوة من الجهل... إلخ، ج ٥، ص ١٤٤ـ ١٩٣ـ٣٣٧.

بخلاف ائمہ [1] واکابر اولیا، کہ اللہ عزوجل اُنھیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ [2]

عقیدہ (۱۷): انبیا علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعثِ نفرت ہو، جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ [3] سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مُروّت کے خلاف ہیں قبلِ نبوت اور بعدِ نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمّدِ صغائر سے بھی قبلِ نبوّت اور بعدِ نبوّت معصوم ہیں۔ [4]

---

1 ...... في "شرح المقاصد"، المقصد السادس، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٤: (واحتج أصحابنا على عدم وجوب العصمة بالإجماع على إمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله عنهم مع الإجماع على أنّهم لم تجب عصمتهم، وإن كانوا معصومين بمعنى أنّهم منذ آمنوا كان لهم ملكة اجتناب المعاصي مع التمكن منها، وحاصل هذا دعوى الإجماع على عدم اشتراط العصمة في الإمام).

2 ...... في "بريقة محمودية" شرح "طريقة محمدية" ج٢، ص١: (اعلم أنّه لا تجب عصمة الولي كما تجب عصمة النبي لكن عصمته بمعنى أن يكون محفوظاً لا تصدر عنه زلة أصلا، ولا امتناع من صدورها، وقيل للجنيد: هل يزني العارف؟ فأطرق ملياً ثم رفع رأسه وقال: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾ [پ٢٢، الأحزاب: ٣٨].

وفي "الرسالة القشيرية"، باب الولاية، ص٢٩٢: (ومن شرط الولي أن يكون محفوظاً، كما أن من شرط النبي أن يكون معصوماً). وفيها، باب كرامات الأولياء، ص٣٨١: (فإن قيل: هل يكون الولي معصوماً؟ قيل: أما وجوباً، كما يقال في الأنبياء فلا، وأما أن يكون محفوظاً حتى لا يصر على الذنوب إن حصلت هنات أو آفات أو زلات، فلا يمتنع ذلك في وصفهم، ولقد قيل للجنيد: العارف يزني يا أبا القاسم؟ فاطرق ملياً، ثم رفع رأسه وقال: وكان أمر الله قدراً مقدرواً).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في أنّ الإلهام ليس بحجة...الخ، ص٤٢٢: (والأولياء وإن لم يكن لهم العصمة لجواز وقوع الذنب منهم ولا ينافيه الولاية، ومن ثم قيل للجنيد: أيزني الولي؟ فقال: وكان أمر الله قدراً مقدرواً، لكن لهم الحفظ فلا تقع منهم كبيرة ولا صغيرة غالباً).

3 ...... بُری صفتوں۔

4 ...... في "روح البيان"، پ٢٣، ج٨، ص٤٥، تحت الآية: ٤٤: (واعلم: أنّ العلماء قالوا: إنّ الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الأمراض المنفرة).

في "الحديقة الندية" على "الطريقة المحمدية"، ج١، ص٢٨٨: (وهم) أي: الأنبياء والرسل عليهم السلام كلهم (مبرؤون عن الكفر) بالله تعالى (و)عن (الكذب مطلقاً)، أي: قبل النبوة وبعدها العمد من ذلك والسهو والكذب على الله تعالى وعلى غيره في الأمور الشرعية والعادية، (و) مبرؤون (عن الكبائر) من الذنوب (و)عن (الصغائر) منها أيضاً (المنفرة) نعت للصغائر أي: التي تنفر غيرهم من أتباعهم (كسرقة لقمة) من المأكولات (وتطفيف) أي: تنقيص (حبة) من الحبوب التي

عقیدہ (۱۸): اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام پر بندوں کے لیے جتنے احکام نازل فرمائے اُنھوں نے وہ سب پہنچا دیے، جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، کافر ہے۔ [1]

يبيعونها فإنّ ذلك مما يدل على الخسة والدناءة (و)مبرؤون أيضا من (تعمد الصغائر غيرها) أي غير المنفرة (بعد البعثة) أي: إرسالهم إلى دعوة الخلق).

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، الأنبياء منزهون عن الصغائر والكبائر، ص٥٦ـ٥٧: (والأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم) أي جميعهم الشامل لرسلهم ومشاهيرهم وغيرهم (منزّهون) أي: معصومون (عن الصغائر والكبائر) أي: من جميع المعاصي (والكفر) خص؛ لأنّه أكبر الكبائر (والقبائح) وفي نسخة: والفواحش، وهي أخص من الكبائر في مقام التغاير كما يدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿**الَّذِينَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبَائِرَ الۡإِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ**﴾ والمراد بها نحو: القتل والزنا واللواطة والسرقة وقذف المحصنة والسحر والفرار من الزحف والنميمة وأكل الربا ومال اليتيم وظلم العباد وقصد الفساد في البلاد --- إلخ، ثم هذه العصمة ثابتة للأنبياء قبل النبوة وبعدها على الأصح، وهم مؤيدون بالمعجزات الباهرات والآيات الظاهرات. ملتقطاً.

وقال الإمام الأعظم في "الفقه الأكبر"، ص٦١: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط، ولم يرتكب صغيرة ولا كبيرة قط). قال الملا علي القارئ في شرحه: (ولم يشرك بالله طرفة عين قط) أي: لا قبل النبوة ولا بعدها، فإنّ الأنبياء عليهم الصلوة والسلام معصومون عن الكفر مطلقاً بالإجماع).

[1]...... ﴿**يَا أَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَا أُنۡزِلَ إِلَيۡكَ مِنۡ رَبِّكَ وَإِنۡ لَمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِي الۡقَوۡمَ الۡكَافِرِينَ**﴾ پ٦، المائدة: ٦٧.

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٣، الجزء الثاني، ص١٤٥، تحت هذه الآية: (دلت الآية على رد قول من قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من أمر الدين تقية، وعلى بطلانه، وهم الرافضة، ودلت على أنه صلى الله عليه وسلم لم يسر إلى أحد شيئا من أمر الدين، لأن المعنى بلغ جميع ما أنزل إليك ظاهرا ، قال ابن عباس: والمعنى بلغ جميع ما أنزل إليك من ربك، فإن كتمت شيئاً منه فما بلغت رسالته، وهذا تأديب للنبي صلى الله عليه وسلم، وتأديب لحملة العلم من أمته ألا يكتموا شيئا من أمر شريعته، وقد علم الله تعالى من أمر نبيه أنه لا يكتم شيئا من وحيه، وفي "صحيح مسلم" عن مسروق عن عائشة أنها قالت: من حدثك أن محمدا صلى الله عليه وسلم كتم شيئا من الوحي فقد كذب، والله تعالى يقول: ﴿**يَا أَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَا أُنۡزِلَ إِلَيۡكَ مِنۡ رَبِّكَ وَإِنۡ لَمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهُ**﴾ وقبح الله الروافض حيث قالوا: إنه صلى الله عليه وسلم كتم شيئا مما أوحى الله إليه كان بالناس حاجة إليه)، ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١١٣ـ١١٤: (ومنه التبليغ لجميع ما جاء وا به من عند الله ، وأمروا بتبليغه للعباد، اعتقادياً كان أو عملياً، فيجب أن يعتقد أنّهم صلوات الله تعالىٰ عليهم بلغوا عن الله ما أمروا بتبليغه ولم يكتموا منه شيئاً، ولو في قوة الخوف).

عقیدہ (۱۹): احکامِ تبلیغیہ میں انبیا سے سہو و نسیان محال ہے۔[1]

عقیدہ (۲۰): اُن کے جسم کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے تنفّر ہوتا ہے، پاک ہونا ضروری ہے۔[2]

عقیدہ (۲۱): اللہ عزوجل نے انبیا علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی[3]، ....

وقال الإمام أحمد رضا خان في " المعتمد المستند" ص ١١٤، تحت اللفظ: ولو في قوة: (وتجويز التقية عليهم في التبليغ كما تزعمه الطائفة الشقية هدم لأساس الدين، وكفر و ضلال مبين).

في "اليواقيت والجواهر"، ص٢٥٢: (أجمعت الأمة على أنّه بلغ الرسالة بتمامها وكمالها وكذلك تشهد لجميع الأنبياء أنّهم بلغوا رسالات ربهم، وقد خطب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في حجة الوداع فحذر وأنذر وأوعد وما خص بذلك أحدا دون أحد، ثم قال: **((ألا هل بلغت))** فقالوا: بلغت يا رسول اللّٰه، فقال: **((اللّٰهم اشهد))**.

1 ...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، شروط النبوّة، الكلام على العصمة، ص٢٣٤-٢٣٥: (وأمّا فيما طريقه الإبلاغ) أي: إبلاغ الشرع وتقريره من الأقوال وما يجري مجراها من الأفعال كتعليم الأمة بالفعل (فهم معصومون فيه من السهو والغلط).

في "شرح النووي"، ج١، ص١٠٨: (اتفقوا على أنّ كل ما كان طريقه الإبلاغ في القول فهم معصومون فيه على كل حال، وأمّا ما كان طريقه الإبلاغ في الفعل فذهب بعضهم إلى العصمة فيه رأسا وأنّ السهو والنسيان لا يجوز عليهم فيه).

2 ...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٢٦: (من شروط النبوة السلامة من (العيوب المنفرة) منهم (كالبرص والجذام)، ملتقطاً. وفي "المعتقد المنتقد"، ص١١٥: (ومنه النزاهة في الذات: أي: السلامة من البرص والجذام والعمى وغير ذلك من المنفرات).

3 ......﴿**وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا**﴾ پ١، البقرة: ٣١.

في "تفسير روح البيان"، ج١، ص١٠٠، تحت هذه الآية: (علمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوقع في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلمه أنّ هذه اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجنة والمحلب......وفي الخبرعلمه سبعمائة ألف لغة).

﴿**وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ**﴾ پ٣، البقرة:٢٥٥.

في "تفسير الخازن"، ج١، ص١٩٦، تحت الآية: (﴿**إِلَّا بِمَا شَاءَ**﴾ يعني: أن يطلعهم عليه وهم الأنبياء والرسل ليكون ما يطلعهم عليه من علم غيبه دليلاً على نبوتهم كما قال تعالى: ﴿ **فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ**﴾.

﴿**وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ**﴾ پ٣، آل عمران:٤٩.

فـي "تـفسير الطبري"، ج٣، ص٢٧٨، تحت الآية: قال عطاء بن أبي رباح: يـعني قوله:﴿وَأُنَبِّـئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِيُ بُيُوتِكُمُ﴾،قال: الطعام والشيء يدخرونه في بيوتهم، غيبًا علّمه اللّٰه إياه).

﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ پ٧، الأنعام:٧٥.

في "تفسيرالخازن"، ج٢، ص٢٨، تحت الآية: قال مجاهد وسعيد بن جبير: (يعني آيات السموات والأرض وذلك أنّه أقيـم عـلـى صخرة وكشف له عن السموات حتى رأى العرش والكرسي وما في السموات من العجائب، وحتى رأى مكانه في الـجـنة فـذلك قـولـه:(وآتيـناه أجره في الدنيا)،يعني أريناه مكانه في الجنة وكشف له عن الأرض حتى نظر إلى أسفل الأرضين ورأى ما فيها من العجائب)

﴿قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيُ رَبِّيُ﴾ پ١٢، يوسف:٣٧.

فـي "تفسير الكبير"، ج٦، ص٤٥٥، تحت الآية: (﴿لَا يَـأْتِيكُـمَـا طَـعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ﴾ مـحمول على اليـقـظة، والمعنى: أنّه لا يأتيكما طعام ترزقانه إلّا أخبرتكما أي طعام هو، وأي لون هو، وكم هو، وكيف يكون عاقبته؟ أي: إذا أكله الإنسان فهو يفيد الصحة أوالسقم).

﴿وَعَـلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ پ١٥، الـكهف: ٦٥. وفي "تفسير القرطبي"،ج٥، الجزء التاسع، ص٣١٦، تحت الآية: ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾أي: علم الغيب).

فـي "تـفسير الطبري"، پ١٥، الكهف، ج٨، ص٢٥٣:(قال له موسى: جئتك لتعلمني مما علمت رشدًا، ﴿قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾، وكان رجلا يعلم علم الغيب قد عُلِّم ذلك).

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيُ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾، پ٤، آل عمرٰن: ١٧٩.

فـي "تفسير الخازن"، ج١، ص٣٢٩، تحت الأية: (يعني: ولكن اللّٰه يصطفي ويختار من رسله من يشاء فيطلعه على ما يشاء من غيبه).

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴾ پ٥، النساء: ١١٣.

فـي "تـفسيـر الخازن"، ج١، ص٤٢٩، تحت الآية: يعني: من أحكام الشرع وأمور الدين، وقيل: علّمك من علم الغيب مـا لـم تكن تعلم، وقيل: معناه وعلمك من خفيات الأمور واطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من أحوال المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم).

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ پ٢٩، الجن: ٢٦ـ٢٧.

فـي "تفسير الطبري"، ج ١٢، ص٢٧٥، تحت هذه الآية: عن قتادة، قوله: ﴿عَـالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾، فـإنّـه يصطفيهم، ويطلعهم على ما يشاء من الغيب). وعن قتادة قال: ﴿إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ فإنّه يظهره من الغيب على ما شاء إذا ارتضاه).

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ پ ٣٠، التكوير: ٢٤.

فـي "تفسير البغوي"، ج٤، ص٤٢٢، تحت الآية:(﴿وَمَا هُوَ﴾ يـعني: محمداً ﷺ ﴿عَـلَى الْغَيْبِ﴾، أي: الوحي، وخبر السماء وما أطلع عليه مما كان غائبا عنه من الأنباء والقصص، ﴿بِضَنِيْنٍ﴾ أي: يبخل يقول: إنّه يأتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم ويخبركم به، ولا يكتمه كما يكتم الكاهن)

عـن طـارق بـن شهـاب قال: سمعت عمر رضي الله عنه يقول: ((قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مـقاماً فأخبرنا عن بدء الـخـلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم، حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه)). "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، الحديث: ٣١٩٢، ج٢، ص٣٧٥.

في "عمدة القاري"، ج١٠، ص٥٤٤، تحت الحديث: (وفيه دلالة على أنّه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال الـمخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفي إيراد ذلك كله في مجلس واحد أمر عظيم من خوارق العادة، وكيف وقد أعطي جوامع الكلم مع ذلك).

عـن حـذيـفة قال: ((قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترك شيئاً يكون في مقامه ذلك إلى قيام الساعة إلاّ حـدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ٢٣ـ(٢٨٩١)، ص١٥٤٥.

حـدثـنـي أبـو زيـد يعني: عمرو بن أخطب قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فـأخبـرنا بما كان وبما هو كائن فأعلمنا أحفظنا. "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: ٢٨٩٢، ص١٥٤٦.

ع اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود [''حدائق بخشش''،ص۱۹۱]۔

مزید دلائل کیلئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتب مثلاً: **''الدولة المكية بالمادة الغيبية''**، **''خالص الاعتقاد''**، **''إنباء الحي''**، **''إزاحة العيب بسيف الغيب''**، **''إنباء المصطفى بحال سرّ وأخفى''**، **''مالئ الجيب بعلوم الغيب''**، وغیرہا کا مطالعہ کریں۔

زمین وآسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کے پیشِ نظر ہے[1]، مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ (عزوجل) کے دیے سے ہے، لہٰذا ان کا علم عطائی

1...... عن ثوبان قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ((إنّ اللّٰه زوی لي الأرض فرأیت مشارقها ومغاربها)).

"صحیح مسلم"، کتاب الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، الحدیث: ۲۸۸۹، ص۱۵۴٤.

في "المرقاة"، ج۱۰، ص۱۵، تحت الحدیث: (إنّ اللّٰه زوی لي الأرض، أي: جمعها لأجلي، یرید به تقریب البعید منها حتی اطلع علیه اطلاعه علی القریب منها، وحاصله أنّه طوی له الأرض وجعلها مجموعة کهیئة کف في مرآة نظره، ولذا قال: فرأیت مشارقها ومغاربها، أي: جمیعها) ملتقطاً.

وفي روایة: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:((رأیت ربي في أحسن صورة، قال:فیم یختصم الملأ الأعلی؟ فقلت: أنت أعلم یا رب، قال: فوضع کفه بین کتفيّ فوجدت بردها بین ثدییّ فعلمت ما في السموات والأرض)). "سنن الدارمي"، کتاب الرؤیا، باب في رؤیة الرب تعالی في النوم، ج۲، ص۱۷۰.

في "المرقاة"، ج۲، ص٤۲۹، تحت الحدیث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفیض ما في السموات والأرض، یعني: ما أعلمه اللّٰه تعالی مما فیهما من الملائکة والأشجار وغیرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح اللّٰه به علیه، وقال ابن حجر: أي: جمیع الکائنات التي في السموات بل وما فوقها، کما یستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنی الجنس، أي: وجمیع ما في الأرضین السبع بل وما تحتها).

وفي "أشعة اللمعات"، ج۱، ص۳۵۷، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستم هر چه در آسمان ها و هرچه در زمین بود عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آن).

ترجمہ: پس جو کچھ آسمان وزمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا یہ بات تمام علوم کلی وجزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویة" میں فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے روزِ اَزل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرّہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرّہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے، اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرّہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی نہر ہے، اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں، اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اوّلین وآخرین مل کر علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرا سے قطرہ کو کرور سمندروں سے''۔

"الفتاوی الرضویة"، ج۱۵، ص۷٤.

ہوا اور علم عطائی اللہ عزوجل کے لیے محال ہے، کہ اُس کی کوئی صفت، کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہوسکتا، بلکہ ذاتی ہے۔[1] جو لوگ انبیا بلکہ سیّد الانبیا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم سے مطلق علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، وہ قرآنِ عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج﴾[2]

یعنی: ''قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں اور بعض کے ساتھ کُفر کرتے ہیں۔''

---

1 ...... ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ﴾ پ۷ الأنعام: ۵۹.

قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمٰن في "الدولة المكية بالمادة الغيبية"، ص۳۹: (إنّ العلم إمّا ذاتي إن كان مصدره ذات العالم لا مدخل فيه لغيره عطاء ولا تسبيبا، وإمّا عطائي إذا كان بعطاء غيره. فالأوّل مختص بالمولى سبحانه وتعالىٰ لا يمكن لغيره ومن أثبت شيئاً منه ولو أدنى من أدنى من أدنى من ذرة لأحد من العالمين فقد كفر وأشرك، وبار وهلك. والثاني مختص بعباده عز جلاله لا إمكان له فيه، ومن أثبت شيئاً منه للّٰه تعالى فقد كفر، وأتى بما هو أخنع وأشنع من الشرك الأكبر؛ لأنّ المشرك من يسوي باللّٰه غيره، وهذا جعل غيره أعلى منه حيث أفاض عليه علمه وخيره.

2 ...... پ۱، البقرة: ۸۵.

کہ آیتِ نفی دیکھتے ہیں اور اُن آیتوں سے جن میں انبیا علیہم السلام کو علومِ غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے، انکار کرتے ہیں، حالانکہ نفی و اثبات دونوں حق ہیں، کہ نفی علمِ ذاتی کی ہے کہ یہ خاصۂ اُلوہیت ہے، اِثبات عطائی کا ہے، کہ یہ انبیا ہی کی شایانِ شان ہے اور مُنافیٔ اُلوہیت ہے اور یہ کہنا کہ ہر ذرّہ کا علم نبی کے لیے مانا جائے تو خالق ومخلوق کی مساوات لازم آئے گی، باطل محض ہے، کہ مساوات تو جب لازم آئے کہ اللہ عزوجل کیلئے بھی اتنا ہی علم ثابت کیا جائے اور یہ نہ کہے گا مگر کافر، ذرّاتِ عالَم متناہی ہیں اور اُس کا علم غیرِ متناہی، ورنہ جہل لازم آئے گا اور یہ محال، کہ خدا جہل سے پاک، نیز ذاتی وعطائی کا فرق بیان کرنے پر بھی مساوات کا الزام دینا صراحۃً ایمان واسلام کے خلاف ہے، کہ اس فرق کے ہوتے ہوئے مساوات ہو جایا کرے تو لازم کہ ممکن و واجب وجود میں معاذ اللہ مساوی ہو جائیں، کہ ممکن بھی موجود ہے اور واجب بھی موجود اور وجود میں مساوی کہنا صریح کُفر، کھلا شرک ہے۔[1] انبیا علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں کہ جنّت ونار وحشر ونشر وعذاب وثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں...؟ اُن کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔[2] اولیا کو بھی علمِ غیب عطائی ہوتا ہے، مگر بواسطہ انبیا کے۔[3]

1...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٠٨ـ ٤٠٩، ٤٤٥، ٤٥٠.

2...... وفي "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج١، الجزء الأوّل، ص١٤٨: (الغيب كلّ ما أخبر به الرسول عليه السلام مما لا تهتدي إليه العقول من أشراط الساعة وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والميزان والجنة والنار).

3...... ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ پ٢٩، الجن: ٢٦ـ٢٧.

في "تفسير روح البيان"، ج١٠، ص٢٠١ـ٢٠٢، تحت الآية: (قال ابن شيخ: إنّه تعالى لا يطلع على الغيب الذي يختص به علمه إلّا المرتضى الذي يكون رسولاً، وما لا يختص به يطلع عليه غير الرسول، إمّا بتوسط الأنبياء، أو بنصب الدلائل وترتيب المقدمات أو بأن يلهم الله بعض الأولياء وقوع بعض المغيبات في المستقبل بواسطة الملك، فليس مراد الله بهذه الآية أن لا يطلع احداً على شيء من المغيبات إلّا الرسل لظهور أنّه تعالى قد يطلع على شيء من الغيب غير الرسل).

وفي "إرشاد الساري"، كتاب التفسير، تحت الحديث: ٤٦٩٧: (ولا يعلم متى تقوم الساعة أحد إلّا الله إلّا من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه، والولي التابع له يأخذ عنه) ج١٠، ص٣٦٩.

عقیدہ (۲۲): انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں۔[1] ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔[2]

عقیدہ (۲۳): نبی کی تعظیم فرضِ عین بلکہ اصلِ تمام فرائض ہے۔[3] کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب، کفر ہے۔[4]

---

❶...... ﴿وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ پ۷، الأنعام: ۸٦.

في "تفسيرالخازن"، ج۲، ص۳۳، تحت الآية: ﴿وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ يعني: على عالمي زمانهم ويستدلّ بهذه الآية من يقول: إنّ الأنبياء أفضل من الملائكة؛ لأنّ العالم اسم لكلّ موجود سوى اللّٰه تعالى فيدخل فيه الملك فيقتضي أنّ الأنبياء أفضل من الملائكة.

وفي "التفسير الكبير"، پ۱، البقرة، ج۱، ص٤۳۰، تحت الآية: ۳٤: (اعلم أنّ جماعة من أصحابنا يحتجون بأمر اللّٰه تعالى للملائكة بسجود آدم عليه السلام على أنّ آدم أفضل من الملائكة فرأينا أن نذكر ههنا هذه المسألة فنقول: قال أكثر أهل السنّة: الأنبياء أفضل من الملائكة).

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج۳، ص۳۲۰ـ۳۲۱: (فذهب جمهور أصحابنا والشيعة إلى أنّ الأنبياء أفضل من الملائكة).

❷...... في "منح الروض الأزهر" ص۱۲۱: (أنّ الولي لا يبلغ درجة النبي، فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة)، ملتقطاً.

وفي "إرشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج۱، ص۳۷۸: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر، لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

وفي "الشفاء"، ج۲، ص۲۹۰: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۱۲۵: (إنّ نبياً واحداً أفضل عند اللّٰه من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى الكفر بل هو كافر).

❸...... ﴿إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا﴾ پ۲٦، الفتح: ۹. وفي "جواهر البحار"، ج۳، ص۲٦۰: (إنّ اللّٰه فرض علينا تعزير رسوله، وتوقيره وتعزيره نصره ومنعه توقيره، وإجلاله وتعظيمه، وذلك يوجب صون عرضه بكل طريق بل ذلك أول درجات التعزير والتوقير).

❹...... في "تفسير روح البيان"، پ۱۰، التوبة، ج۳، ص۳۹٤، تحت الآية: ۱۲: (واعلم أنه قد اجتمعت الأمة على أنّ الاستخفاف بنبينا وبأي نبي كان من الأنبياء كفر سواء فعله فاعل ذلك استحلالاً أم فعله معتقداً بحرمته ليس بين العلماء خلاف في ذلك... إلخ).

عقیدہ (۲۴): حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک اللہ تعالٰی نے بہت سے نبی بھیجے، بعض کا صریح ذکر قرآنِ مجید میں ہے اور بعض کا نہیں [1]، جن کے اسمائے طیّبہ بالتصریح قرآنِ مجید میں ہیں، وہ یہ ہیں:

حضرت آدم [2] علیہ السلام، حضرت نوح [3] علیہ السلام، حضرت ابراہیم [4] علیہ السلام، حضرت اسماعیل [5] علیہ السلام، حضرت اسحاق [6] علیہ السلام، حضرت یعقوب [7] علیہ السلام، حضرت یوسف [8] علیہ السلام، حضرت موسیٰ [9] علیہ السلام، حضرت ہارون [10] علیہ السلام،

وفي "الشفا"، فصل في بيان ما هو حقه، ج٢، ص٢١٩: (قال ابن عتاب: الكتاب والسنة موجبان أنّ من قصد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بأذى أو نقص معرضا أو مصرّحا وإن قلّ فقتله واجب) وصفحة ٢١٧: (قال بعض علمائنا: أجمع العلماء على أنّ من دعا على نبي من الأنبياء بالويل أو بشيء من المكروه أنّه يقتل بلا استتابة). وفي "فتاوى قاضي خان"، كتاب السير: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً. قال بعض العلماء: لو قال: شعر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم شعراً فقد كفر. وعن أبي حفص الكبير رحمه اللّٰه: من عاب النبي عليه السلام بشعر من شعراته فقد كفر)، ج٤، ص٤٦٨.

وفي "التتارخانيه"، كتاب أحكام المرتدين، ج٥، ص٤٧٧:(من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أوعاب نبيا بشيء أولم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویۃ''، ج۱۵، ص۵۸۷ میں فرماتے ہیں: ''ہر نبی کی تحقیر مطلقا کفر قطعی ہے''۔

1 ...... ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ﴾ پ٢٤، المؤمن:٧٨.

2 ...... ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ پ١، البقرة:٣١.

3 ...... ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا﴾ پ٣، آل عمران:٣٣.

4 ...... ﴿وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيْمَ رَبُّهُ بِكَلِمٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ پ١، البقرة:١٢٤.

5 ...... ﴿وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ﴾ پ١، البقرة:١٢٥.

6 ...... ﴿وَإِسْحٰقَ﴾ پ١، البقرة:١٣٣.

7 ...... ﴿وَوَصّٰى بِهَا إِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ﴾ پ١، البقرة:١٣٢.

8 ...... ﴿إِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِأَبِيْهِ﴾ پ١٢، يوسف: ٤.

9 ...... ﴿وَإِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾ پ١، البقرة:٥١.

10 ...... ﴿وَهَارُوْنَ﴾ پ٦، النساء: ١٦٣.

حضرت شعیب [1] علیہ السلام، حضرت لُوط [2] علیہ السلام، حضرت ہُود [3] علیہ السلام، حضرت داود [4] علیہ السلام، حضرت سلیمان [5] علیہ السلام، حضرت ایّوب [6] علیہ السلام، حضرت زکریا [7] علیہ السلام، حضرت یحیٰی [8] علیہ السلام، حضرت عیسیٰ [9] علیہ السلام، حضرت الیاس [10] علیہ السلام، حضرت الیسع [11] علیہ السلام، حضرت یونس [12] علیہ السلام، حضرت ادریس [13] علیہ السلام، حضرت ذوالکفل [14] علیہ السلام، حضرت صالح [15] علیہ السلام، [حضرت عزیر [16] علیہ السلام]، حضور سیّد المرسلین محمد رسول اللہ [17] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

---

1 ...... ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾ پ۸، الأعراف:۸۵.

2 ...... ﴿وَلَمَّا جَاءَ تْ رُسُلُنَا لُوْطًا﴾ پ۱۲، هود: ۷۷.

3 ...... ﴿وَإِلٰى عَادٍ أَخَاهُمْ هُوْدًا﴾ پ۸، الأعراف: ٦٥.

4 ...... ﴿وَقَتَلَ دَاوُوْدُ جَالُوْتَ وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ﴾ پ۲، البقرة: ۲۵۱.

5 ...... ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا﴾ پ۱، البقرة: ۱۰۲.

6 ...... ﴿وَأَيُّوْبَ﴾ پ٦، النساء: ۱٦۳.

7 ...... ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ پ۳، آل عمران:۳۷.

8 ...... ﴿وَيَحْيٰى﴾ پ۷، الانعام: ۸۵.

9 ...... ﴿وَآتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ پ۱، البقرة: ۸۷.

10 ...... ﴿وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ پ۷، الأنعام:۸۵.

11 ...... ﴿وَالْيَسَعَ﴾ پ۷، الانعام:۸٦.

12 ...... ﴿وَيُوْنُسَ﴾ پ٦، النساء: ۱٦۳.

13 ...... ﴿وَإِدْرِيْسَ﴾ پ۱۷، الانبياء:۸۵.

14 ...... ﴿وَذَا الْكِفْلِ﴾ پ۱۷، الانبياء:۸۵.

15 ...... ﴿وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾ پ۸، الأعراف:۷۳.

16 ...... ﴿أَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ....﴾ پ۳، البقرة: ۲۵۹. ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ....﴾ پ۹، التوبة: ۳۰.
"الفتاوی الرضوية"، ج۱٤، ص۳٤۲۔

17 ...... ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ﴾، پ٤، آل عمران: ۱٤٤.
﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ پ۲۲، الأحزاب: ٤۰.
﴿وَآمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ﴾ پ۲٦، محمد: ۲. ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾ پ۲٦، الفتح: ۲۹.

عقیدہ (۲۵): حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا[1] اور اپنا خلیفہ کیا[2] اور تمام اسماو مسمّیات[3] کا علم دیا[4]، ملائکہ کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں، سب نے سجدہ کیا، شیطان (کہ از قسمِ جن تھا[5] مگر بہت بڑا عابدزاہد تھا، یہاں تک کہ گروہِ ملائکہ میں اُس کا شمار تھا[6]) انکار پیش آیا، ہمیشہ کے لیے مردود ہوا۔[7]

1...... ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ﴾ پ۳، اٰل عمرٰن: ۵۹.

في "تفسير ابن كثير"، تحت الآية: (يقول جل وعلا: ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ﴾ في قدرة اللّٰه حيث خلقه من غير أب ﴿كَمَثَلِ آدَمَ﴾ حيث خلقه من غير أب ولا أم، بل ﴿خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ ج۲، ص۴۱.

2...... ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ پ۱، البقرة: ۳۰.

3...... ناموں اوران سے پکاری جانے والی چیزوں۔

4...... ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ پ۱، البقرة: ۳۱.

فـي "تـفسير روح البيان"، ج۱، ص۱۰۰، تحت الآية: (علّمه أسماء الأشياء كلها أي: ألهمه فوقع في قلبه فجرى على لسانه بما في قلبه بتسمية الأشياء من عنده فعلمه جميع أسماء المسميات بكل اللغات بأن أراه الأجناس التي خلقها وعلمه أنّ هذه اسمه فرس وهذا اسمه بعير وهذا اسمه كذا وعلمه أحوالها وما يتعلق بها من المنافع الدينية والدنيوية وعلمه أسماء الملائكة وأسماء ذريته كلهم وأسماء الحيوانات والجمادات وصنعة كل شيء، وأسماء المدن والقرى وأسماء الطير والشجر وما يكون وكل نسمة يخلقها إلى يوم القيامة وأسماء المطعومات والمشروبات وكل نعيم في الجنة وأسماء كل شيء حتى القصعة والقصيعة وحتى الجنة والمحلب...... وفي الخبر: علمه سبعمائة ألف لغة).

5...... ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ پ۱۵، الكهف: ۵۰.

6...... في "حاشية شيخ زاده على البيضاوي"، پ۱۵، الكهف: تحت هذه الآية: ۵۰: (فإنّه لما امتنع عن السجود لآدم استكبارًا وافتخارًا بأن أصله نار وأصل آدم تراب، والنارعلوي نوراني لطيف فيكون أشرف من التراب الذي هو سفلي ظلماني كثيف، وأداه ذلك الكبر إلى أن صار ملعونًا مخلدًا في النار بعد أن كان رئيس الملائكة ومقدمهم ومعلمهم وأشدهم اجتهادًا في العبادة حتى لم يبق في السموات ولا في سبع الأرضين موضع قدر شبر إلّا وقد سجد اللعين للّٰه تعالى عليه سجدة حتى امتلأت من العجب نفسه حيث لم ير أحدًا مثله، فأبى أن يسجد لآدم استكبارًا فقال: ﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ﴾ ج۵، ص۴۸۶.

7...... ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهُ سٰجِدِيْنَ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ إِلَّا إِبْلِيْسَ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ قَالَ يَا إِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيْمٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پ۲۳، البقرة: ۷۳.

عقیدہ (۲۶): حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا، بلکہ سب انسان اُن ہی کی اولاد ہیں، اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں، یعنی اولادِ آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں، یعنی سب انسانوں کے باپ۔[1]

عقیدہ (۲۷): سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے [2] اور سب میں پہلے رسول جو کُفّار پر بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں[3]۔

---

1 ...... ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ پ ٤، النساء: ١.

في "روح المعاني"، ج٢، ص٢٨٣، تحت الآية: (والمراد من النفس الواحدة آدم عليه السلام، والذي عليه الجماعة من الفقهاء والمحدثين ومن وافقهم أنه ليس سوى آدم واحد ـ وهو أبو البشر ـ).

وفي "التفسير الكبير"، ج٣، ص٤٧٧، تحت الآية: (أجمع المسلمون على أن المراد بالنفس الواحدة هاهنا هو آدم عليه السلام).

﴿وَهُوَ الَّذِىْ أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ پ٧، الأنعام: ٩٨.

في "تفسير الخازن"، ج٢، ص٤٠، تحت الآية: (يعني: والله الذي ابتدأ خلقكم أيها الناس من آدم عليه السلام فهو أبو البشر كلهم، وحواء مخلوقة منه عيسى أيضاً؛ لأن ابتداء خلقه من مريم وهي من بنات آدم فثبت أن جميع الخلق من آدم عليه السلام).

وفي "روح البيان"، ج٣، الجزء السابع، ص٧٢، تحت الآية: (من نفس آدم وحدها فإنه خلقنا جميعاً منه وخلق أمّنا حواء من ضلع من أضلاع آدم فصار كل الناس محدثة مخلوقة من نفس واحدة حتى عيسى فإن ابتداء تكوينه من مريم التي هي مخلوقة من ماء أبويها وإنما منّ علينا بهذا؛ لأن الناس إذا رجعوا إلى أصل واحد كانوا أقرب إلى أن يألف بعضهم بعضاً ـ قال أهل الإشارة: إن الله تعالى كما خلق آدم ابتداء وجعل أولاده منه كذلك خلق روح محمد صلى الله عليه وسلم قبل الأرواح كما قال: أول ما خلق الله روحي، ثم خلق الأرواح من روحه فكان آدم أبا البشر وكان محمد صلى الله عليه وسلم أبا الأرواح).

﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ پ١٥، الكهف: ٥٠.

في "روح المعاني"، ج٨، ص٤٢٢، تحت الآية: (ما كان إبليس من الملائكة طرفة عين وإنه لأصل الجن كما أن آدم عليه السلام أصل الإنس، وفيه دلالة على أنه لم يكن قبله جن كما لم يكن قبل آدم عليه السلام إنس... إلخ).

2 ...... عن أبي ذر قال قلت: يا رسول الله! أيّ الأنبياء كان أوّل؟ قال: ((آدم)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢١٦٠٢، ج٨، ص١٣٠.

وفي "العقائد النسفية"، ص١٣٦: (أوّل الأنبياء آدم عليه السلام).

3 ...... في "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ١٩٣، ص١٢٢: ((ولكن ائتوا نوحا، أوّل رسول بعثه الله)).

اُنھوں نے ساڑھے نو سو برس ہدایت فرمائی [1]، اُن کے زمانہ کے کفّار بہت سخت تھے، ہر قسم کی تکلیفیں پہنچاتے، استہزا کرتے، اتنے عرصہ میں گنتی کے لوگ مسلمان ہوئے، باقیوں کو جب ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز اصلاح پذیر نہیں، ہٹ دھرمی اور کُفر سے باز نہ آئیں گے، مجبور ہو کر اپنے رب کے حضور اُن کے ہلاک کی دُعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی، صرف وہ گنتی کے مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو کشتی میں لے لیا گیا تھا، بچ گئے۔ [2]

عقیدہ (۲۸): انبیا کی کوئی تعداد معیّن کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اِس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معیّن پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوّت سے خارج ماننے، یا غیرِ نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے [3] اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں، لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عزوجل) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

عقیدہ (۲۹): نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں [4]، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے،

وفي "النبراس"، ص٢٧٥: (إن قلت: جاء في الحديث أنّ نوحاً عليه السلام أوّل رسول بعثه الله كما في "صحيح مسلم"، أجيب أي: بعثه الله إلى الكفار بخلاف آدم وشيث فإنّهما أرسلا إلى المؤمنين لتعليم الشرائع).

1 ...... ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا﴾ پ٢٠، العنكبوت: ١٤.

2 ...... انظر التفصيل في القرآن: پ٨، الأعراف: ٥٩ـ٧٢. پ١١، يونس: ٧١ـ٧٣.
پ١٢، هود: ٢٥ـ٤٧. پ١٨، المؤمنون: ٢٣ـ٣٠. پ١٩، الشعراء: ١٠٥ـ١٢٢.
پ٢٠، العنكبوت: ١٤ـ١٥. پ٢٩، نوح: ١ـ٢٨.

3 ...... في "المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٢٥: (أمّا المبعوثون، فالإيمان بهم واجب، من ثبت شرعاً تعيينه منهم وجب الإيمان بعينه، ومن لم يثبت تعيينه كفى الإيمان به إجمالاً (ولا ينبغي في الإيمان بالأنبياء القطع بحصرهم في عدد) إذ لم يرد بحصرهم دليل قطعي (لأنّ) الحديث (الوارد في ذلك) أي في عددهم (خبر واحد) لم يقترن بما يفيد القطع (فإن وجدت فيه الشروط) المعتبرة للحكم بصحته (وجب ظن مقتضاه، مع تجويز نقيضه) بَدَلَه (وإلا) أي: وإن لم يصح (فلا) يجب ظن مقتضاه، وعلى كل من التقديرين (فيؤدي) أي: فقد يؤدي حصرهم في العدد الذي لا قطع به (إلى أن يعتبر فيهم من ليس منهم) بتقدير كون عددهم في نفس الأمر أقل من الوارد (أو يخرج) عنهم (من هو منهم) بتقدير أن يكون عددهم في نفس الأمر أزيد من الوارد).
وفي "منح الروض الأزهر"، ص١٢. وفي "شرح المقاصد"، فصل في النبوة، ج٣، ص٣١٧.
و"شرح العقائد النسفية"، ص١٣٩ـ١٤٠.

4 ...... ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ﴾ پ١٥، الإسراء: ٥٥.

﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ﴾ پ٣، البقرة: ٢٥٣.

في "التفسير الكبير"، ج٢، ص٥٢١ـ٥٢٥، تحت الآية: (أجمعت الأمة على أنّ بعض الأنبياء أفضل من بعض، وعلى أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم أفضل من الكل، ويدل عليه وجوه. **ومنها:** قوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰکَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠٧. فلما كان رحمة لكل العالمين، لزم أن يكون أفضل من كل العالمين. **ومنها:** أنّ معجزة رسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم أفضل من معجزات سائر الأنبياء فوجب أن يكون رسولنا أفضل من سائر الأنبياء. **ومنها:** أنّ دين محمد عليه السلام أفضل الأديان، فيلزم أن يكون محمد صلى الله عليه وسلم أفضل الأنبياء، بيان الأول: أنّه تعالى جعل الإسلام ناسخاً لسائر الأديان، والناسخ يجب أن يكون أفضل لقوله عليه السلام: ((من سن سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة)) فلما كان هذا الدين أفضل وأكثر ثواباً، كان واضعه أكثر ثواباً من واضعي سائرالأديان، فيلزم أن يكون محمد عليه السلام أفضل من سائر الأنبياء. **ومنها:** (قوله عليه السلام: ((آدم ومن دونه تحت لوائي يوم القيام)) وذلك يدل على أنّه أفضل من آدم ومن كل أولاده، وقال عليه السلام: ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) وقال عليه السلام: ((لا يدخل الجنة أحد من النبيين حتى أدخلها أنا، ولا يدخلها أحد من الأمم حتى تدخلها أمتي)) وروى أنس قال صلى الله عليه وسلم: ((أنا أول الناس خروجاً إذا بعثوا، وأنا خطيبهم إذا وفدوا، وأنا مبشرهم إذا أيسوا، لواء الحمد بيدي، وأنا أكرم ولد آدم على ربي ولا فخر)) وعن ابن عباس قال: جلس ناس من الصحابة يتذاكرون فسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثهم فقال بعضهم: عجباً إنّ الله اتخذ إبراهيم خليلاً، وقال آخر: ماذا بأعجب من كلام موسى كلمه تكليماً، وقال آخر: فعيسٰى كلمة الله وروحه، وقال آخر: آدم اصطفاه الله فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: ((قد سمعت كلامكم وحجّتكم أن إبراهيم خليل الله وهو كذلك، وموسى نجي اللّٰه وهو كذلك، وعيسٰى روح الله وهو كذلك، وآدم اصطفاه الله تعالى وهو كذلك، ألا! وأنا حبيب الله ولا فخر، وأنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول شافع وأنا أول مشفع يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول من يحرك حلقة الجنة فيفتح لي فأدخلها ومعي فقراء المؤمنين ولا فخر، وأنا أكرم الأولين والآخرين ولا فخر)). **ومنها:** أنّ اللّٰه تعالى كلما نادى نبياً في القرآن ناداه باسمه ﴿يَا آدَمُ اسْكُنْ﴾ پ١، البقرة: ٣٥. ﴿وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰاِبْرَاهِيْمُ﴾ پ٢٣، الصافات: ١٠٤. ﴿يَا مُوْسٰى إِنِّيْ أَنَا رَبُّکَ﴾ پ١٦، طٰهٰ: ١١،١٢. وأمّا النبي عليه السلام فإنّه ناداه بقوله: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٤٥. ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ﴾ پ٦، المائدة: ٦٧. وذلك يفيد الفضل. ملخصاً.

في "المعتقد المنتقد"، ص١٢٣: (أنّه صلى الله عليه وسلم فاق على كل الأنبياء والملائكة والإنس على الإطلاق في الذات والصفات والأفعال والأقوال والأحوال، بلا استغراب في ذلك لما حواه من الكمال، وانفرد به من الجلال والجمال (إلى أن قال) فالواجب على كل مؤمن أن يعتقد أن نبينا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم سيد العالمين، وأفضل الخلائق أجمعين، فمن اعتقد خلاف هذا فهو عاص، مبتدع، ضال).

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا[1]، اِن حضرات کو مرسلین اُولو العزم[2] کہتے ہیں[3] اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیا و مرسلینِ انس و ملک و جن و جمیع مخلوقاتِ الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں، بلاتشبیہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے صدقہ میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل۔[4]

تنبيه: قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، ص١٢٤: (والحق أنّ تفضيل نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم على العالمين جميعا مقطوع به مجمع عليه، بل كاد أن يكون من ضروريات الدين، فإنّي لا أعلم يجهله أحد من المسلمين فاعرف وتثبت). وانظر لـلتفصيل: "تجلي اليقين بأنّ نبينا سيد المرسلين" للإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن، في "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠.

1...... في "تكميل الإيمان"، ص١٢٤ـ١٢٥: (أفضل الأنبياء محمد ﷺ، چنانچه فرموده ((أنا سيد ولد آدم ولا فخر)) در عرف بمعنى نوع انسان آبد تا آدم، نيز در مفهوم آن داخل بود، وحديث ((آدم ومن دونه تحت لوائي)) در مقصود ظاهر تر وصريح تر است، فضيلت بعد ازاں حضرت ابراهيم خليل الله عليه السلام راست، وبعد ازوي موسى وعيسى ونوح عليهم السلام راست، واين پنجتن اولوالعزم اند كه بزرگترين وفاضلترين رسل اند، وصبر ومجاهده ايشان در راه حق از همه بيشتر است) ملتقطاً.

یعنی: نبیوں میں سب سے افضل سید عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کوئی فخر نہیں"۔ اولادِ آدم عرف میں نوعِ انسانی کے لئے جس میں سیدنا آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں بولا جاتا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ: "آدم اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے"۔ یہ حدیث آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فضیلتِ مطلقہ کے مقصد میں ظاہر تر اور بہت صریح ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد صاحبِ فضیلت حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) ہیں، پھر حضرت موسیٰ پھر عیسیٰ اور نوح (علیہم السلام) ہیں اور یہ پانچوں حضرات اُولوا العزم ہیں جو سب رسولوں اور نبیوں میں افضل اور بزرگ تر ہیں، راہِ حق میں ان کا صبر و مجاہدہ سب سے زیادہ ہے۔

2...... بلند و بالا عزت و عظمت اور حوصلہ والے۔

3...... ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ پ٢٦، الأحقاف: ٣٥.

في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية: عن عطاء الخُراسانيّ، أنّه قال: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ نوح وإبراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليهم وسلم، الحديث: ٣١٣٢٩، ج١١، ص٣٠٣.

وفي "الدر المنثور"، تحت هذه الآية: عن ابن عباس قال: (أولوا العزم من الرسل النبي صلى الله عليه وسلم ونوح وإبراهيم وموسى وعيسى)، ج٧، ص٤٥٤.

4...... ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾، پ٤، الِ عمرٰن: ١١٠.

عقیدہ (۳۰): تمام انبیا، اللہ عزوجل کے حضور عظیم وجاہت وعزت والے ہیں (1)۔

في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۲۵۳: (أمة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم أفضل الأمم، فوجب أن يكون محمد أفضل الأنبياء، بيان الأوّل قوله تعالى: ﴿**كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**﴾ پ٤، الِ عمرٰن: ۱۱۰. بيان الثاني أنّ هذه الأمة إنّما نالت هذه الفضيلة لمتابعة محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، قال تعالى: ﴿**قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ**﴾ پ٣، الِ عمرٰن: ۳۱. وفضيلة التابع توجب فضيلة المتبوع، وأيضاً أنّ محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم أكثر ثواباً؛ لأنّه مبعوث إلى الجن والإنس، فوجب أن يكون ثوابه أكثر، لأنّ لكثرة المستجيبين أثراً في علو شأن المتبوع، ج٢، ص٥٢٣.

عن معمر عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده أنّه سمع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول في قوله تعالى: ﴿**كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ**﴾ قال: ((أنتم تتمون سبعين أمة أنتم خيرها وأكرمها على اللّٰه)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة آل عمران، الحديث: ۳۰۱۲، ج٥، ص٧.

قال: ثم إنّ محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم أثنى على ربه، فقال: ((كلكم أثنى على ربه، وأنا مثن على ربي، فقال: الحمد للّٰه الذي أرسلني رحمة للعالمين، وكافة للناس بشيراً ونذيراً، وأنزل على الفرقان فيه تبيان كل شيء، وجعل أمتي خير أمة أخرجت للناس، وجعل أمتي وسطاً، وجعل أمتي هم الأولون وهم الآخرون، وشرح لي صدري، ووضع عني وزري ورفع لي ذكري، وجعلني فاتحا خاتما))، قال إبراهيم: بهذا فضلكم محمد. "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٦٦٥، وج١٥، ص٦٣٨.

وانظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٣.

1 ......﴿**يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا**﴾. پ٢٢، الأحزاب: ٦٩.

في "تفسير ابن كثير"، ج٦، ص٤٣٠، تحت هذه الآية: ﴿**وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا**﴾ أى: له وجاهة وجاه عند ربه، عز وجل. قال الحسن البصرى: كان مستجابَ الدعوة عند اللّٰه، وقال غيره من السلف: لم يسأل اللّٰه شيئاً إلّا أعطاه، ولكن منع الرؤية لما يشاء اللّٰه، عز وجل. وقال بعضهم: من وجاهته العظيمة عند اللّٰه أنّه شفع في أخيه هارون أن يرسله اللّٰه معه، فأجاب اللّٰه سؤاله، فقال: ﴿**وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُوْنَ نَبِيًّا**﴾.

﴿**إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ**﴾ پ٣، آل عمران: ٤٥. في "تفسير الطبري"، ج٣، ص٢٧٠، تحت الآية: (قال أبو جعفر: يعني: بقوله "وَجِيْهًا"، ذا وَجْهٍ ومنزلة عالية عند اللّٰه، وشرفٍ وكرامة).

في "الجامع الصغير"، ص٢٨٩، الحديث: ٤٦٩٨: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((سلّم علي ملك ثم قال لي: لم أزل أستأذن ربي عزوجل في لقائك حتى كان هذا أوان أذن لي، وإنّي أبشرك أنّه ليس أحدٌ أكرم على اللّٰه منك)).

ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا[1] کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے۔

عقیدہ (۳۱): نبی کے دعوئ نبوّت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نبی اپنے صدق کا علانیہ دعویٰ فرما کر محالاتِ عادیہ کے ظاہر کرنے کا ذمّہ لیتا اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ عزوجل اُس کے دعویٰ کے مطابق امرِ محالِ عادی ظاہر فرما دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو معجزہ کہتے ہیں[2]۔...

في "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٧٥، ج٣، ص٥٧: [وفيه] قال: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين، **وأكرم النبيين** على الله... إلخ)).

في "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٣٤٠-٣٤١: عن ابن مسعود قال: ((إنّ محمدا صلى الله عليه وسلم أكرم الخلق على الله يوم القيامة)). وعن عبد الله بن سلام قال: ((إنّ أكرم خليقة الله على الله أبو القاسم صلى الله عليه وسلم)).

''فتاوی رضویہ'' میں ''فتاوی امام سراج الدین'' کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: (اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے فرمایا: ''قد مننتُ عليك بسبعة أشياء أولها أني لم أخلق في السموات والأرض أكرم علي منك'').

"فتاوى سراج الدين البلقيني"، شعر١، ص١٢١، بحواله "فتاوى رضويه"، ج٣٠، ص١٩٥۔

1 ...... جیسا کہ "تقوية الإيمان" میں ہے: ''اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''۔

"تقوية الإيمان مع تذكير الإخوان"، ص٢٥، (مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی).

''تقویۃ الایمان'' کے مصنف کا یہ کہنا کھلی گستاخی اور کلمۂ کفر ہے؛ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ادنی گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ مفسر القرآن صاحب ''روح البیان'' علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں میں سے وہ شخص جس سے ارادۃً وقصداً ایسی چیز ظاہر ہوئی جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تخفیف (یعنی بے ادبی) پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی کہ وہ قتل سے بچ جائے اگر چہ وہ کلمہ شہادت پڑھے اور رجوع وتوبہ کرے....اور یہ یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے جس نبی علیہ السلام کی بھی تخفیف ہو کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کرنے والا تخفیف کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو کر کرے بہر حال کفر ہے اس مسئلہ میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں، سب (گالی) کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعوی لغزش زبانی کے معذور نہ سمجھا جائے گا جب کہ اس کی عقل فطرت صحیح وسالم ہو''۔

"تفسير روح البيان"، ج٣، ص٣٩٤، پ١٠، التوبة، تحت الآية: ١٢.

وفي "الشفا"، الباب الأوّل في بيان ما هو حق صلى الله عليه وسلم سب أو نقص من تعريض ونصّ، ج٢، ص٢١٤.

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث النبوات، ص١٣٥: (وأيدهم) أي: الأنبياء (بالمعجزات الناقضات للعادات) جمع معجزة وهي أمر يظهر بخلاف العادة على يد مدعي النبوة عند تحدي المنكرين على وجه يعجز المنكرين عن الإتيان بمثله).

و"المسامرة بشرح المسايرة"، ص٢٤٠۔

جیسے حضرت صالح علیہ السلام کا ناقہ [1]، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ ہوجانا [2] اور یدِ بیضا [3] اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو جِلا دینا اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا [4] اور ہمارے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے معجزے تو بہت ہیں۔ [5]

عقیدہ (۳۲): جو شخص نبی نہ ہو اور نبوّت کا دعویٰ کرے، وہ دعویٰ کرکے کوئی محالِ عادی اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کرسکتا، ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔ [6]

1...... ﴿وَإِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوْهَا تَأْكُلْ فِيْ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ پ٨، الأعراف:٧٣.

2...... ﴿قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوْسٰى فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى﴾ پ١٦، طٰهٰ: ٢٠.

3...... یعنی روشن اور چمکدار ہاتھ۔

﴿وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ آيَةً أُخْرٰى﴾ پ١٦، طٰهٰ: ٢٢.

4...... ﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ پ٣، آلِ عمران: ٤٩.

5...... في "الشفا"، ج١، ص٢٥٢-٢٥٣: (اعلم أنّ معنى تسميتنا ما جاءت به الأنبياء معجزة هو أنّ الخلق عجزوا عن الإتيان بمثلها وهي على ضربين ضرب: هو من نوع قدرة البشر فعجزوا عنه فتعجيزهم عنه فعل للّٰه دل على صدق نبيه كصرفهم عن تمني الموت وتعجيزهم عن الإتيان بمثل القرآن على رأي بعضهم ونحوه، وضرب: هو خارج عن قدرتهم فلم يقدروا على الإتيان بمثله كإحياء الموتى وقلب العصا حية وإخراج ناقة من صخرة وكلام شجرة ونبع الماء من الأصابع وانشقاق القمر مما لا يمكن أن يفعله أحد إلّا اللّٰه، فيكون ذلك على يد النبي صلى اللّٰه عليه وسلم من فعل اللّٰه تعالى وتحديه من يكذبه أن يأتي بمثله تعجيز له. واعلم أنّ المعجزات التي ظهرت على يد نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم ودلائل نبوته وبراهين صدقه من هذين النوعين معًا وهو أكثر الرسل معجزة وأبهرهم آية وأظهرهم برهانا، وهي في كثرتها لا يحيط بها ضبط، فإنّ واحدا منها وهو القرآن لا يُحصى عدد معجزاته بألف ولا ألفين ولا أكثر لأنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قد تحدى بسورة منه فعجز عنها).

وفي "التفسير الكبير"، ج١١، ص٣١٥، پ٣٠، الكوثر، تحت الآية ١: (ومعجزاته أكثر من أن تحصى وتعد).

6...... في "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص٢٧٢: (أجمع المحققون على أنّ ظهور الخارق عن المتنبي وهو الكاذب في دعوى النبوة محال؛ لأنّ دلالة المعجزة على الصدق قطعية وقيل: لو جاز لزم عجز اللّٰه سبحانه عن تصديق أنبيائه، وقالوا: قد دل الاستقرار على عدم ظهوره). و"المعتقد المنتقد"، ص١١٣.

فائدہ: نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو، اُس کو اِرہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو، اس کو کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے جو صادر ہو، اُسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فجّار یا کفّار سے جو اُن کے موافق ظاہر ہو، اُس کو اِستِدراج کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہر ہو تو اِہانت ہے۔[1]

عقیدہ (۳۳): انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں[2]، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لیے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع واعلیٰ ہے[3]، ---------------------------

---

1 ...... في "النبراس"، أقسام الخوارق سبعة، ص۲۷۲: (أقسام الخوارق سبعة: **أحدها:** المعجزة من الأنبياء. **ثانيها:** الكرامة للأولياء. **ثالثها:** المعونة لعوام المؤمنين ممن ليس فاسقاً ولا ولياً. **رابعها:** الإرهاص للنبي قبل أن يبعث كتسليم الأحجار على النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم، وأدرجه بعضهم في الكرامة و بعضهم في المعجزة مجازاً. **خامسها:** الاستدراج للكافر والفاسق المجاهر على وفق غرضه سمّي به لأنّه يوصله بالتدريج إلى النار. **سادسها:** الإهانة للكافر والفاسق على خلاف غرضه كما ظهر عن مسيلمة الكذاب إذ تمضمض في ماء فصار ملحاً و مس عين الأعور فصار أعمى. **سابعها:** السحر لنفس شريرة تستعمل أعمالاً مخصوصة بإعانة الشياطين).

2 ...... عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام فنبي الله حي يرزق)). "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ۱۶۳۷، ج۲، ص۲۹۱۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ۳۴۱۲، ج۳، ص۲۱٦.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الأنبياء لا يموتون وإنّهم يصلون ويحجون في قبورهم وأنّهم أحياء)).

"فيوض الحرمين" للشاه ولي الله المحدث الدهلوي، ص۲۸.

3 ...... في "روح المعاني"، الأحزاب، ج۱۱، الجزء الثاني، ص۵۲۔۵۳، تحت الآية: ۴۰: (أنّ النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه، وأنّه يتصرف ويسير حيث شاء في أقطار الأرض وفي الملكوت). وذهب "أي: الإمام جلال الدين السيوطي" إلى نحو هذا في سائر الأنبياء عليهم السلام فقال: إنّهم أحياء، ردت إليهم أرواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوي والسفلي) ملتقطًا.

في "تكميل الإيمان"، ص۱۲۲: (خود انبياء راموت نبود وايشاں حی وباقی اندوموت هماں است که يکبار چشيده اند، بعد ازاں ارواح بابدان ايشاں اعادت کنند وحقيقت حيات بخشند چنانچه دردنيا بودند کامل تر از حيات شهدا که آں معنوی است).

فلہٰذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا، اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے[1]۔..........................

یعنی: اور خود انبیاء علیہم السلام کو بھی (دائمی) موت نہیں وہ زندہ اور باقی ہیں، ان کو موت صرف اتنی ہے کہ ایک بار ایک آن کے لئے موت کا ذائقہ چکھتے ہیں پھران کی ارواح مقدسہ کوانہی کے جسموں میں لوٹا دیا جاتا ہے، اور ویسی ہی حیات حقیقی عطا فرمادی جاتی ہے جیسے کہ وہ دنیا میں تھے ان کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ کامل ہے کیونکہ شہداء کی حیات معنوی ہے۔

قال الإمام الأجل جلال الدين السيوطي في "الحاوي للفتاوى": فهذه الأخبار دالة على حياة النبي صلى الله عليه وسلم وسائر الأنبياء، وقد قال تعالى في الشهداء: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾ والأنبياء أولى بذلك فهم أجل وأعظم وما نبي إلّا وقد جمع مع النبوة وصف الشهادة فيدخلون في عموم لفظ الآية. وأخرج أحمد وأبو يعلى والطبراني والحاكم في "المستدرك" والبيهقي في "دلائل النبوة" عن ابن مسعود قال: ((لأن أحلف تسعًا: إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل قتلا أحب إلي من أن أحلف واحدة إنّه لم يقتل، وذلك أنّ الله عزوجل اتخذه نبيا واتخذه شهيدا)). ("المستدرك" للحاكم، كتاب المغازي و السرايا، الحديث: ٤٤٥٠، ج٣، ص٦٠٦).

وأخرج البخاري والبيهقي عن عائشة قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم يقول في مرضه الذي توفي فيه: ((لم أزل أجد ألم الطعام الذي أكلت بخيبر، فهذا أوان انقطع أبهري من ذلك السم))، ("دلائل النبوة"، ص١٧٢، ج٧)،

فثبت كونه صلى الله عليه وسلم حياً في قبره بنص القرآن، إمّا من عموم اللفظ وإما من مفهوم الموافقة، قال البيهقي في كتاب الاعتقاد: (الأنبياء بعد ما قبضوا ردت إليهم أرواحهم، فهم أحياء عند ربهم كالشهداء)، وقال القرطبي في التذكرة: (الموت ليس بعدم محض وإنما هو انتقال من حال إلى حال، ويدل على ذلك أن الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحياء يرزقون فرحين مستبشرين، وهذه صفة الأحياء في الدنيا، وإذا كان هذا في الشهداء فالأنبياء أحق بذلك وأولى، وقد صح أنّ الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء). "الحاوي للفتاوى"، كتاب البعث، أنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، ج٢، ص١٧٩ـ١٨٠.

وقد ثبت أنّ نبينا صلى الله عليه وآله وسلم هو سيد الشهداء، وانظر لتفصيل هذه المسألة "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٦٤، ج١٥، ص٦١٣، ٦٢٤، و ج٢٩، ص١١٠.

[1]...... في "البدائع والصنائع"، كتاب الصلاة، فصل في الشهيد، ج٢، ص٧٤: (فالعبد وإن جل قدره لا يستغني عن الدعاء ألا ترى أنّهم صلوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا شك أنّ درجته كانت فوق درجة الشهداء وإنما وصفهم بالحياة في حق أحكام الآخرة ألا ترى إلى قوله تعالى ﴿ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴾، فأما في حق أحكام الدنيا فالشهيد ميت يقسم ماله، وتنكح امرأته بعد انقضاء العدة، ووجوب الصلاة عليه من أحكام الدنيا فكان ميتاً فيه فيصلى عليه والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔[1] یہاں تک جو عقائد بیان ہوئے، اُن میں تمام انبیا علیہم السلام شریک ہیں، اب بعض وہ اُمور جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

---

1 ......قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّا معشرالأنبياء لا نورِّث، ما تركتُ بعد مؤونة عاملي ونفقة نسائي صدقة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٩٩٧٩، ج٣، ص٤٩٠. وعن أبي الدرداء، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ العلماء ورثة الأنبياء، إنّ الأنبياء لم يورِّثوا ديناراً ولادرهماً، إنّما ورَّثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظٍّ وافر)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب فضل العلماء... إلخ، الحديث: ٢٢٣، ج١، ص١٤٦.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٤٣٧: (قد ذكر في الحكمة في كون الأنبياء لايورثون أوجه:

منها: أن لايتمنى قريبهم موتهم فيهلك بذلك.

ومنها: أن لا يظن بهم الرغبة في الدنيا وجمعها لوراثهم.

ومنها: أنّهم أحياء والحي لايورث، ولهذا ذهب إمام الحرمين إلى أنّ ماله باق على ملكه ينفق منه على أهله كما كان عليه السلام ينفقه في حياته لأنّه حي. ولذلك كان الصديق ينفق منه على أهله وخدمه ويصرفه فيما كان يصرفه في حياته.

﴿**وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا**﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٥٣.

وفي "تفسير الطبري"، الحديث: ٢٨٦٢٢، ج١٠، ص٣٢٦، تحت هذه الآية: (يقول: وما ينبغي لكم أن تنكحوا أزواجه من بعده أبدًا؛ لأنّهن أمهاتكم، ولا يحل للرجل أن يتزوّج أمه. وذكر أنّ ذلك نزل في رجل كان يدخل قبل الحجاب، قال: لئن مات محمد لأتزوّجن امرأة من نسائه سماها، فأنزل اللّٰه تبارك وتعالى في ذلك ﴿**وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوْا أَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ أَبَدًا**﴾).

وعن حذيفة رضي اللّٰه عنه أنه قال لامرأته: ((إن شئت أن تكوني زوجتي في الجنة فلا تزوجي بعدي، فإنّ المرأة في الجنة لآخر أزواجها في الدنيا، فلذلك حرّم اللّٰه على أزواج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن ينكحن بعده؛ لأنّهنّ أزواجه في الجنة)).

"السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب النكاح، باب ماخص به من... إلخ، الحديث: ١٣٤٢١، ج٧، ص١١١.

في "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٤٠٣-٤٠٧: (الأنبياء صلوات اللّٰه تعالى وسلامه عليهم طيبون طاهرون أحياء وأمواتاً بل لا موت لهم إلّا آنياً تصديقاً للوعد ثم هم أحياء أبداً بحياة حقيقة دنياوية روحانية جسمانية كما هو معتمد أهل السنة والجماعة ولذا لا يورثون ويمتنع تزوج نسائهم صلوات اللّٰه تعالى وسلامه عليهم بخلاف الشهداء الذين نص الكتاب العزيز إنهم أحياء ونهى أن يقال لهم أموات... إلخ)، ملتقطاً.

عقیدہ (۳۴): اور انبیا کی بعثت خاص کسی ایک قوم کی طرف ہوئی [1]، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تمام مخلوق انسان وجن، بلکہ ملائکہ، حیوانات، جمادات، سب کی طرف مبعوث ہوئے [2]۔

1...... ((وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة)).

"صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٣٧.

2......﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ﴾ پ٢٢، سبا: ٢٨.

﴿قُلْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ پ٩، الأعراف: ١٥٨.

((وأرسلت إلى الخلق كافة)). "صحيح مسلم"، كتاب المساجد ... إلخ، الحديث: ٥٣٣، ص٢٦٦.

في "المرقاة"، كتاب الفضائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الأوّل، تحت الحديث: ٥٧٤٨، ج١٠، ص١٤: ((وأرسلت إلى الخلق كافة)) أي: إلى الموجودات بأسرها عامة من الجن والإنس والملك والحيوانات والجمادات.

و"الفتاوى الرضوية" ج٣٠، ص١٤٣ـ١٤٥.

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب في بعثه صلى الله عليه وسلم إلى الملائكة، ص٢٨٣: (أنّه مبعوث إليهم ورجحه التقي السبكي، وزاد: أنّه صلى الله عليه وسلم مرسل إلى جميع الأنبياء والأمم السابقة، وأنّ قوله:((بعثت إلى الناس كافة)) شامل لهم من لدن آدم إلى قيام الساعة، ورجحه أيضا البارزي وزاد أنّه مرسل إلى جميع الحيوانات والجمادات)، وص ٢٨٥: (أنّه صلى الله عليه وسلم أرسل إلى الحور العين وإلى الولدان)، ملتقطاً.

في "تكميل الإيمان"، ص١٢٧ـ١٢٨: (وهو مبعوث إلى كافة الخلق أجمعين) وى صلى اللّٰه عليه وسلم مبعوث است به كافۂ جن وانس ولهذا او را رسول الثقلين خوانند وآمدن جن بحضرت وى وايمان آوردن ايشاں وقرآن شنيدن وبرقوم خود باز رفتن ودعوت كردن منصوص قرآن مجيد است ونزد اكثر علما عموم بعثت بجانب جن وانس مخصوص بآں حضرت است صلى الله عليه وسلم ...... وبقول شاذ از بعض علما بعث ورسالت آنحضرت صلى الله عليه وسلم ملائكة را نيز شامل است، ونزد اهل تحقيق وى مبعوث است بتمامه اجزاى عالم وجميع اقسام موجودات از جمادات ونباتات وحيوانات ومربى ومكمل ذراير موجودات وساير مكنونات است)، ملتقطاً.

یعنی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اس لئے آپ کو رسول الثقلین کہتے ہیں جنات کا آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونا، ان کا ایمان لانا، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر انہیں دعوت اسلام دینا قرآن کریم میں مذکور ومنصوص ہے اکثر علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن وانس کی طرف مبعوث ہونا آپ ہی کی خصوصیت ہے...... اور بعض علماء کے نادر قول کے مطابق حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت ورسالت فرشتوں کو بھی شامل ہے اور محققین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اجزائے عالم اور جمیع اقسام موجودات کے لئے ہے خواہ وہ جمادات ونباتات ہوں یا حیوانات، آپ موجودات کے تمام ذروں اور کل کائنات کی تکمیل وتربیت فرمانے والے ہیں۔

جس طرح انسان کے ذمّہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی اِطاعت فرض ہے۔[1] یو ہیں ہرمخلوق پر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی فرمانبرداری ضروری۔[2]

عقیدہ (۳۵): حضورِاقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ملائکہ وانس وجن وحُور وغلمان وحیوانات و جمادات، غرض تمام عالَم کے لیے رحمت ہیں[3] اور مسلمانوں پرتو نہایت ہی مہربان۔[4]

---

❶...... ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ پ٤، النساء: ٥٩.

﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ پ٩، الأنفال: ٢٠.

وفي "الخصائص الكبرى"، ج٢، ص٣٤٢: (قال أبو نعيم: ومن خصائصه أنّ الله تعالى فرض طاعته على العالم فرضاً مطلقاً لا شرط فيه ولا استثناء فقال: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ پ٢٨، الحشر:٧، وقال: ﴿وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ پ٥، النساء: ٨٠، وأنّ الله تعالى أوجب على الناس التأسي به قولاً وفعلاً مطلقاً بلا استثناء).

❷...... في "مدارج النبوة"، ص١٩٣-١٩٤: (همچنانکه حیوانات همه مطیع ومنقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطئه فرمانبرداری وطاعت وی بودند) (همچنانکه نباتات را منقاد ومطیع امر وی صلی الله علیه وآله وسلم ساخته بودند جمادات نیز همیں حکم دارند)، ملتقطاً.

یعنی: جس طرح حیوانات سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطیع وفرمانبردار تھے نباتات (اگنے والی چیزیں) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت کے دائرے میں تھے، ،جس طرح نباتات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا جمادات بھی یہی حکم رکھتے تھے۔

❸...... ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠٧.

في "روح المعاني"، ج٩، ص١٥٧، تحت هذه الآية: (أنّه صلى الله عليه وسلم أنّما بعث رحمة لكل فرد من العالمين ملائكتهم وإنسهم وجنهم ولا فرق بين المؤمن والكافر من الإنس والجن في ذلك).

في "روح البيان"، ج٥، ص٥٢٨، تحت هذه الآية: (قال بعض الكبار: وما أرسلناك إلّا رحمة مطلقة تامة كاملة عامة شاملة جامعة محيطة بجميع المقيدات من الرحمة الغيبية والشهادة العلمية والعينية والوجودية والشهودية والسابقة واللاحقة وغير ذلك للعالمين جمع عوالم ذوي العقول وغيرهم من عالم الأرواح والأجسام ومن كان رحمة للعالمين لزم أن يكون أفضل من كل العالمين).

❹...... ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ پ١١، التوبة: ١٢٨.

عقیدہ (۳۶): حضور، خاتم النبیین ہیں[1]، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلۂ نبوت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر ختم کر دیا، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا[2]، جو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے زمانہ میں یا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔[3]

عقیدہ (۳۷): حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) افضل جمیع مخلوقِ الٰہی ہیں[4]، کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میں وہ سب جمع کر دیے گئے[5]۔

---

1 ...... ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾. پ۲۲، الأحزاب: ٤٠.

((وأنا خاتم النبيين)) "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٥٣٥، ج٢، ص٤٨٥.

2 ...... ((وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة... إلخ، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي)). سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات، ج٤، ص١٢١، الحديث: ٢٢٧٩.

3 ...... في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١١٩-١٢٠: (ومنها: أن يؤمن بأن الله ختم به النبيين وختم الله حكمه بما لا يخلف منه،...... وهذه المسألة لا ينكرها إلّا من لا يعتقد نبوته؛ لأنّه إن كان مصدقا بنبوته اعتقده صادقا في كل ما أخبر به، إذ الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضا أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكا فيها أيضا، وأيضا من يقول: إنّه كان نبي بعده، أو يكون، أو موجود وكذا من قال: يمكن أن يكون، فهو كافر).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرضِ اجل وجزءِ ایقان ہے ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ نصِ قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیر ان ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک وتردّد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکفر جلی الکفران ہے.'' الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص، ٥٧٨. وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**المبين ختم النبيين**"، ج١٤، ص٣٣١، والرسالة: "**جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة**"، ج١٥، ص٦٢٩.

4 ...... انظر **العقيدة (٢٩)**، ص ٥٢-٥٤.

5 ...... ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ پ٧، الأنعام: ٩٠.

في "تفسير الخازن"، ج٢، ص٣٤، تحت الآية: (احتج العلماء بهذه الآية على أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أفضل من جميع الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، بيانه أنّ جميع خصال الكمال وصفات الشرف كانت متفرقة فيهم فكان نوح صاحب

اور اِن کے علاوہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں [1]۔

احتمال على أذى قومه، وكان إبراهيم صاحب كرم وبذل ومجاهدة في الله عز وجل، وكان إسحاق ويعقوب من أصحاب الصبر على البلاء والمحن، وكان داود عليه السلام وسليمان من أصحاب الشكر على النعمة، قال الله فيهم: ﴿ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا ﴾[پ۲۲، سبا: ۱۳]،وكان أيوب صاحب صبر على البلاء، قال الله فيه: ﴿اِنَّا وَجَدۡنٰهُ صَابِرًا نِعۡمَ الۡعَبۡدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾ [پ۲۳، صٓ: ٤٤]، وكان يوسف قد جمع بين الحالتين، يعني: الصبر والشكر، وكان موسى صاحب الشريعة الظاهرة والمعجزة الباهرة، وكان زكريا ويحيى وعيسى وإلياس من أصحاب الزهد في الدنيا، وكان إسماعيل صاحب صدق وكان يونس صاحب تضرع وإخبات، ثم إنّ الله تعالى أمر نبيه صلى الله عليه وسلم أن يقتدى بهم وجمع له جميع الخصال المحمودة المتفرقة فيهم فثبت بهذا البيان أنّه صلى الله عليه وسلم كان أفضل الأنبياء لما اجتمع فيه من هذه الخصال التى كانت متفرقة في جميعهم والله أعلم).

وفي "تكميل الإيمان"، ص١٢٤: (جميع كمالات كه در ذوات مقدسه انبياى سابق مودع بود، در ذات شريف او بازيادتيها موجود بود)

(انچه خوباں همه دارند تو تنها دارى).

یعنی: جس قدر کمالات انبیاءِ سابقین کی ذواتِ مقدسہ میں ودیعت فرمائے گئے تھے وہ سب بلکہ ان سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں موجود.

یعنی: جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں.

[1]...... عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: ((فضلت على الأنبياء بخصلتين)).
"المواهب اللدنية"، المقصد الرابع، الفصل الثاني، ج٢، ص٢٥٣.
عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((فُضّلنا على الناس بثلاث)).
"صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٢، ص٢٦٥.
عن أبي أمامة: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((فضلت بأربع)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٢٧٢، ج٨، ص٢٨٤.
عن السائب بن يزيد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((فضلت على الأنبياء بخمس)).
"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٦٦٧٤، ج٧، ص١٥٥.
عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((فضلت على الأنبياء بست)).
"صحيح مسلم"، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٣، ص٢٦٦.
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت أربعا لم يعطهن أحد من أنبياء الله)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٦١، ج١، ص٣٣٣.

بلکہ اوروں کو جو کچھ مِلا حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے طفیل میں، بلکہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کے دستِ اقدس سے ملا، بلکہ کمال اس لیے کمال ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی صفت ہے اور حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اپنے رب کے کرم سے اپنے نفسِ ذات میں کامل و اکمل ہیں، حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کا کمال کسی وصف سے نہیں، بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال و کامل و مکمّل ہوگیا، کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنادے۔ (1)

أخبرنا جابر بن عبد الله أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي......إلخ)).

"صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ٣٣٥، ج١، ص١٣٤.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت خمساً لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي......إلخ)).

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، الحديث: ٤٣٨، ج١، ص١٦٨.

عن عبادة بن صامت أنّ النبي صلى الله عليه وسلم خرج فقال: ((إنّ جبريل أتاني فقال: أخرج فحدث بنعمة الله التي أنعم بها عليك فبشرني بعشر لم يؤتها نبي قبلي))."الخصائص الكبرى"، باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بعموم الدعوة... إلخ، ج٢، ص٣٢٠.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :((أعطيت ما لم يعط أحد من الأنبياء)).

"المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما أعطى الله تعالى... إلخ، الحديث: ٩، ج٧، ص٤١١.

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں، کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں چھ، کہیں دس۔ اور حقیقۃً سو اور دو سو پر بھی انتہا نہیں۔ امام علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں اڑھائی سو کے قریب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے خصائص جمع کئے۔ اور یہ صرف ان کا علم تھا ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے۔ اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے، پھر تمام علوم عالم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں۔ جس قدر حضور اپنے فضائل وخصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا، اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولی جل وعلا، ﴿اَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی﴾ پ٢٧، النجم: ٤٢، (ترجمہ: بیشک تمہارے رب ہی کی طرف منتہی ہے. ت) جس نے انہیں ہزاروں فضائل عالیہ وجلائل غالیہ دئے اور بے حد وبے شمار ابدالآباد کے لئے رکھے ﴿وَلَلْاٰ خِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی﴾ پ٣٠، الضحی: ٤، (ترجمہ: اور بے شک پچھلی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ ت). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٢٥٣.

(1)...... ''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''ہمزیہ شریف'' میں ارشاد فرمایا: ع (كل فضل في العالمين فمن فضل النبي استعارة الفضلاء).

(جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے)۔

امام ابن حجر مکی ''افضل القریٰ'' میں فرماتے ہیں: (لأنه الممد لهم إذ هو الوارث للحضرة الإلهية والمستمد منها بلا واسطة دون غيره فإنه لا يستمد منها إلا بواسطته فلا يصل لكامل منها شيء إلا وهو من بعض مدده وعلى يديه)۔ تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی''۔ ("الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٦٧٧)۔ =

عقیدہ (۳۸): مُحال ہے کہ کوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مثل ہو[1]، جو کسی صفتِ خاصّہ میں کسی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

عقیدہ (۳۹): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیتِ کبریٰ سے سرفراز فرمایا، کہ تمام خَلق جُویائے رضائے مولا ہے[2] اور اللہ عزوجل طالبِ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔[3]

= في "حاشية الصاوي"، ج۱، ص۲۱٦: (فالأنبياء وسائط لأممهم في كلّ شيء وواسطتهم رسول اللّٰه).

وفيه ج۱، ص۵۲: (فهو الواسطة لكل واسطة حتى آدم).

في "الفتاوى الرضوية"، ج۳، ۲٤۷: (أنه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم لا يتشرف بغيره بل الكل إنما يتشرفون به).

یعنی: حضور علیہ الصلاۃ والسلام کوکسی دوسرے سے شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ دوسروں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے شرف پایا ہے۔

1 ...... في "المعتقد المنتقد"، ص۱۲٦: (ومن المعلوم استحالة وجود مثله بعده).

وانظر للتفصيل "الشفا"، ج۲، ص۲۳۹، "شرح الشفا" للملا علي القارئ، ج۲، ص۲٤۰، و"نسيم الرياض"، ج٦، ۲۳۲.

2 ...... تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہے۔

3 ...... ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ پ۳۰، الضحى:۵.

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ پ۲، البقرة: ۱٤٤.

في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ۱٤۲، ج۲، ص۸۲: (ولم يقل: قبلة أرضاها، والإشارة فيه كأنه تعالى قال: يا محمد كل أحد يطلب رضايَ وأنا أطلب رضاك في الدارين). وفي الحديث: ((كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

وفي الحديث: ((يا محمد أنت نور نوري وسر سري وكنوز هدايتي وخزائن معرفتي، جعلت فداء لك ملكي من العرش إلى ما تحت الأرضين، كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد)).

"الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص٤۹۱. وص ۱۹۷ـ ۱۹۸، وج۱٤، ۲۷۵ـ۲۷٦.

عن عائشة قالت:...... ((واللّٰه ما أرى ربك إلّا يسارع لك في هواك)).

"صحيح مسلم"، كتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، الحديث: ۱٤٦٤، ص۷۷۱.

وفي رواية: "صحيح البخاري"، عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: ((مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ في هَوَاكَ)). كتاب التفسير، الحديث: ٤۷۸۸، ج۳، ص۳۰۳. وفي "فتح الباري"، ج۸، ص٤۵۳، تحت الحديث: (أي: ما أرى اللّٰه إلّا موجداً لما تريد بلا تأخير، منزلا لما تحب وتختار).

ع خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ["حدائق بخشش"، ص۴۹]۔

عقیدہ (۴۰): حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے خصائص سے معراج ہے، کہ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰی تک [1] اور وہاں سے ساتوں آسمان [2] اور کُرسی وعرش تک، بلکہ بالائے عرش [3] رات کے ایک خفیف حصّہ میں مع جسم تشریف لے گئے [4]

1...... ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ پ ۱۵، بنی اسرآئیل: ۱.

2...... عن شريك ابن عبد الله أنّه قال: سمعت ابن مالك يقول: ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة، ...... ثم عرج به إلى السماء الدنيا...... ثم عرج به إلى السماء الثانية...... ثم عرج به إلى السماء الثالثة...... ثم عرج به إلى الرابعة......ثم عرج به إلى السماء الخامسة...... ثم عرج به إلى السماء السادسة...... ثم عرج به إلى السماء السابعة...... ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلاّ الله حتى جاء سدرة المنتهى، ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى، فأوحى الله فيما أوحى)، ملتقطاً."صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب ماجاء في قوله عزوجل: ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا﴾، الحديث: ۷۵۱۷، ج٤، ص ۵۸۰ـ۵۸۲.

وفي "الحديقة الندية"، ج۱، ص ۲۷۲: (والمعراج لرسول الله صلى الله عليه وسلم في حال اليقظة بشخصه (صلى الله عليه وسلم)، أي: بصورة الجسمانية، من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، ثم من المسجد الأقصى إلى السماء، أي: جنسها ليشمل السموات السبع، ثم إلى ما شاء الله من العلى).

3...... في "تكميل الإيمان"، ص۱۲۸: (ومعراجه في اليقظة بشخصه إلى السماء، ثم إلى ما شاء الله تعالىٰ حق) امتحان ایمان در تصدیق قضیہ معراج است کہ در ساعت لطیف در بیداری بجسد شرف تا آسمان وعرش عظیم بلکہ بالای عرش تا حد لامکان بآن حکایات وخصوصیات مذکورہ کہ در احادیث صحیحہ واقع شدہ).

یعنی: بیداری کی حالت میں جسمانی طور پرآسمان کی طرف معراج فرمانا، پھر وہاں سے جہاں تک خدا کی مشیت ہوجانا حق ہے، مطلب یہ کہ واقعہ معراج کی تصدیق میں ایمان کا امتحان ہے کہ مختصر سی گھڑی میں بیداری کے عالم میں جسم شریف کے ساتھ آسمان وعرش اعظم تک بلکہ عرش سے بھی اوپر حدِلامکان تک تشریف لے جانا یہ حکایات وخصوصیات احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں.

4...... في "تفسير الخازن"، ج۳، ص۱۵۸: (والحق الذي عليه أكثر الناس ومعظم السلف وعامة الخلف من المتأخرين من الفقهاء والمحدثين والمتكلمين أنّه أسري بروحه وجسده صلى الله عليه وسلم، ويدل عليه قوله سبحانه وتعالى: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا﴾، ولفظ العبد عبارة عن مجموع الروح والجسد).

و في "حاشية الصاوي"، ج٤، ص۱۱۰٦، پ ۱۵، الإسراء، تحت الآية ۱: (قوله: ﴿بِعَبْدِهٖ﴾ أي: بروحه وجسمه على الصحيح).

وفي " تفسير الجلالين"، ص ۲۲۸: (﴿لَیْلًا﴾: نصب على الظرف والإسراء سير الليل وفائدة ذكره الإشارة بتنكيره إلى تقليل مدته).

اور وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی بشر و مَلَک کو کبھی نہ حاصل ہوا نہ ہو[1]، اور جمالِ الٰہی بچشمِ سر دیکھا[2] اور کلامِ الٰہی بلا واسطہ سنا[3] اور تمام ملکوت السمٰوات والارض کو بالتفصیل ذرّہ ذرّہ ملاحظہ فرمایا۔[4]

فـي "حـاشية الـصـاوي"، ج٤، ص١١٠٦: (قـوله: إلى تقليل مدته: أي: فقيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: قدر لحظة، قال السبكي: في تائيته: وعدت وكل الأمر في قدر لحظة).

وفـي "الجمل"، الجزء الثاني، ج٢، ص٢٩٩، تحت الآية: (قوله: الإشارة إلخ أي: فالتنوين للتقليل أي: في جزء قليل من الليل، قيل: قدر أربع ساعات، وقيل: ثلاث، وقيل: أقل من ذلك).

❶...... فـي "روح البيان"، پ١٥، الأسراء، ج٥، ص١٠٦، تحت الآية:١: قال عليه السلام: ((فـقـمت إلى جبريل فقلت: أخي جبريل: ما لك))، فقال: يا محمد إنّ ربي تعالى بعثني إليك أمرني أن آتيه بك في هذه الليلة بكرامة لم يكرم بها أحد قبلك ولا يكرم بها أحد بعدك.

وفي "روح البيان"، پ٧، الأنـعام، ج٣، ص٦٣، تحت الآية: ٩٠: (......وتدنو إليه به إلى أن تصل إلى مقام قاب قوسين أو أدنى مقاما لم يصل إليه أحد قبلك لا ملك مقرب ولا نبي مرسل).

❷...... ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى**﴾ پ ٢٧، النجم: ١٧.

وفـي "روح البيـان"، ج٩، ص٢٢٨، تـحـت الآية: (إنّ رؤية الـلّـه كانت بعين بصره عليه السلام يقظة بقوله: ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ**﴾...إلـخ، لأنّ وصف البـصـر بـعدم الزيغ يقتضي أنّ ذلك يقظة ولو كانت الرؤية قلبية لقال: ما زاغ قلبه، وأمّا القول بأنّه يجوز أن يكون المراد بالبصر بصر قلبه فلا بد له من القرينة وهي هاهنا معدومة).

عن ابن عباس قال: ((إنّ محمداً رأى ربه مرتين،مرة ببصره ومرة بفؤاده))."الدر المنثور" ج٧ ص٦٤٧.

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((رأيت ربي تبارك وتعالى)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٨٠، ج١، ص٦١١.

❸...... فـي "فتـح البـاري"، كتـاب مـناقب الأنصار، باب المعراج، تحت الحديث: ٣٨٨٨، ج٧، ص١٨٥: (إنّ الله سبحانه وتعالى كلّم نبيه محمداً صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء بغير واسطة).

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى "**منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية**"، ج٣٠، ص٦٧٣۔

❹...... قـال رسـول الله صلى الله عليه وسلم: ((رأيت ربي في أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملأ الأعلى؟ فقلت: أنت أعلم يا رب، قال: فوضع كفه بين كتفيّ فوجدت بردها بين ثدييّ فعلمت ما في السموات والأرض)).

"سنن الدارمي"، كتاب الرؤيا، باب في رؤية الرب تعالى في النوم، الحديث: ٢١٤٩، ج٢، ص١٧٠.

عقیدہ (۴۱): تمام مخلوق اوّلین و آخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیاز مند ہے[1]، یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔[2]

في "المرقاة"، ج٢، ص٤٢٩، تحت الحديث: (فعلمت أي: بسبب وصول ذلك الفيض ما في السموات والأرض، يعني: ما أعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والأشجار وغيرهما، وهو عبارة عن سعة علمه الذي فتح الله به عليه، وقال ابن حجر: أي: جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها، كما يستفاد من قصة المعراج، والأرض هي بمعنى الجنس، أي: وجميع ما في الأرضين السبع بل وما تحتها.... إلخ).

وفي "أشعة اللمعات"، ج١، ص٣٥٧، تحت قوله: ((فعلمت ما في السموات والأرض)) پس دانستم هر چه در آسمان ها و هرچه در زمین بود عبارت است از حصول تمامهٔ علوم جزوی و کلی واحاطهٔ آن).

یعنی: ''پس جو کچھ آسمان وزمین میں تھا سب کچھ میں نے جان لیا'' یہ بات تمام علوم کلی وجزئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

1 ...... عن أبي هريرة قال......: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد الناس يوم القيامة، وهل تدرون بم ذاك؟ يجمع الله تعالى يوم القيامة الأولين والآخرين في صعيد واحد...... فيقول بعض الناس لبعض: ائتوا آدم، فيأتون آدم ـعليه السلامـ...... فيقول آدم:...... نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري اذهبوا إلى نوح، فيأتون نوحاـعليه السلامـ...... فيقول لهم: ...... نفسي نفسي، اذهبوا إلى إبراهيم، فيأتون إبراهيم،...... فيقول لهم إبراهيم:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى موسى، فيأتون موسى،...... فيقول لهم موسى:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى عيسى، فيأتون عيسى،...... فيقول لهم عيسى:...... نفسي نفسي اذهبوا إلى غيري، اذهبوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم، فيأتوني فيقولون: يا محمد! أنت رسول الله وخاتم الأنبياء، وغفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر، اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه، ألا ترى ما قد بلغنا، فأنطلق فآتي تحت العرش فأقع ساجداً لربي، ثم يفتح الله عليّ ويلهمني من محامده وحسن الثناء عليه شيئاً لم يفتحه لأحد قبلي، ثم يقال: يا محمد! ارفع رأسك سل تعطه اشفع تشفع، فأرفع رأسي فأقول: يا رب! أمتي أمتي فيقال: يا محمد! أدخل الجنة من أمتك، مَن لا حساب عليه، من باب الأيمن من أبواب الجنة، وهم شركاء الناس فيما سوى ذلك من الأبواب))، ملتقطاً. "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ١٩٤، ص١٢٥ـ١٢٦.

2 ...... قال رسول الله ﷺ: ((اللّهم! اغفر لأمتي، اللّهم اغفر لأمتي، وأخرّت الثالثة ليوم يرغب إليّ الخلق كلهم حتى إبراهيم عليه السلام)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل القرآن، باب بيان أنّ القرآن على... إلخ، الحديث: ٨٢٠، ص٤٠٩.

وفي "نوادر الأصول"، الأصل الثالث والسبعون، ص١١٠، والأصل الثاني عشر والمائة، ص١٤٨: ((وأنّ إبراهيم ليرغب في دعائي ذلك اليوم)). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٢١٧ـ٢١٨.

عقیدہ (۴۲): قیامت کے دن مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے کہ جب تک حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فتحِ بابِ شفاعت نہ فرمائیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی [1]، بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے دربار میں شفاعت لائیں گے [2] اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) شفیع ہیں [3] اور یہ شفاعتِ کُبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لیے ہے، کہ وہ انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لیے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اِس بلا سے چھٹکارا کفّار کو بھی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی بدولت ملے گا، جس پر اوّلین وآخرین، موافقین ومخالفین، مؤمنین وکافرین سب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے [4] اور شفاعت کے اور اقسام بھی ہیں، مثلاً بہتوں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے،

---

1 ...... ﴿عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ پ١٥، الإسراء: ٧٩.

في "تفسير الطبري"، ج٨، ص١٣١، تحت الآية:عن ابن عباس، قوله: ﴿عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾، قال: المقام المحمود: مقام الشفاعة).

وفي "روح البيان"، ج٥، ص١٩٢، تحت الآية : ﴿مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ عندك وعند جميع الناس وهو مقام الشفاعة العامة لأهل المحشر يغبطه به الأولون والآخرون؛ لأن كل من قصد من الأنبياء للشفاعة يحيد عنها ويحيل على غيره حتى يأتوا محمداً للشفاعة فيقول: ((أنا لها))، ثم يشفع فيشفع فيمن كان من أهلها).

في "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١٢٧: (ومنها: أن يعتقد أنّ يوم القيمة لا يستغني أحد من أمته بل جميع الأنبياء عن جاهه ومنزلته، ومتى لم يفتح الشفاعة لا يستطيع أحد شفاعة). و"الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٥٧٥۔

2 ...... قال الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن في "المعتمد المستند"، ص١٢٧: وهذا أحد معاني (قوله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((أنا صاحب شفاعتهم)) والمعنى الآخر الألطف الأشرف أن لا شفاعة لأحد بلا واسطة عند ذي العرش جل جلاله إلّا للقرآن العظيم ولهذا الحبيب المرتجى الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، وأمّا سائر الشفعاء من الملائكة والأنبياء والأولياء والعلماء والحفاظ والشهداء والحجاج والصلحاء فعند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيُنهون إليه ويشفعون لديه وهو صلى الله تعالى عليه وسلم يشفع لمن ذكروه ولمن لم يذكروا عند ربه عزوجل، وقد تأكد عندنا هذا المعنى بأحاديث، ولله الحمد. ١٢).

3 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا كان يوم القيامة كنت إمام النبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ٣٦٣٣، ج٥، ص٣٥٣.

4 ...... عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نصف الأذن، فبينما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لَسْتُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول كذلك،

جن میں چار اَرَب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے، اِس سے بہت زائداور ہیں، جواللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے علم میں ہیں[1]، بہُتیرے وہ ہوں گے جن کا حساب ہو چکا ہے اور مستحقِ جہنم ہو چکے، اُن کو جہنم سے بچائیں گے[2] اور بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے[3] اور بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے[4] اور بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے۔[5]

ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمده أهل الجمع كلهم)). "الدر المنثور"، ج٥، ص٣٢٥.

وفي "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص١٢٨: (الشفاعة لإراحة الخلائق من هول الموقف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت اللفظ: "لإراحة الخلائق": (وهي الشفاعة الكبرى لعمومها جميع أهل الموقف). و"روح البيان"، ج٥، ص١٩٢.

1...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفا لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفا وثلاث حثيات من حثيات ربي)). "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، ١٢ـ باب منه الحديث: ٢٤٤٥، ج٤، ص١٩٨.

وفي رواية: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ ربي أعطاني سبعين ألفا من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهلا استزدته؟ قال: ((قد استزدته، فأعطاني مع كلّ رجل سبعين ألفاً)) قال عمر: فهلا استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا)) وفرج عبد الله بن بكر بين يديه وقال عبد الله: وبسط باعيه وحثا عبد الله وقال هشام: وهذا من الله لا يدرى ما عدده. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج١، ص٤١٩.

2...... ((فما أزال أشفع حتى أعطى صكاكا برجال قد بعث بهم إلى النار وآتي مالكاً خازن النار فيقول: يا محمد ما تركت للنار لغضب ربك في أمتك من بقية)). "المستدرك" للحاكم، كتاب الإيمان، للأنبياء منابر من ذهب، الحديث: ٢٢٨، ج١، ص٢٤٢.

3...... ((يخرج قوم من النار بشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٦٦، ج٤، ص٢٦٣.

4...... في "المعتقد المنتقد"، أقسام شفاعته صلى الله عليه وسلم، ص١٢٩: (ومنها زيادة الدرجات) وفي "حجة الله على العالمين"، ص٥٣: (والشفاعة في رفع درجات ناس في الجنة).

5...... عن عباس بن عبد المطلب قال: يا رسول الله هل نفعت أبا طالب بشيء فإنّه كان يحوطك ويغضب لك؟ قال: ((نعم، هو في ضحضاح من نار، لولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار)).

"صحيح البخارى"، كتاب الأدب، باب كنية المشرك، الحديث: ٦٢٠٨، ج٤، ص١٥٧ـ١٥٨.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**إسماع الأربعين في شفاعة سيد المحبوبين**"، ج٢٩، ٥٧١.

عقیدہ (۴۳): ہر قسم کی شفاعت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لیے ثابت ہے۔ شفاعت بالوجاہۃ، شفاعت بالمحبۃ، شفاعت بالاذن، اِن میں سے کسی کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔ [1]

عقیدہ (۴۴): منصبِ شفاعت حضور کو دیا جاچکا، حضور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

((**أُعطِيتُ الشَّفَاعَةَ**)) [2]، اور ان کا رب فرماتا ہے:

﴿**وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ**ؕ﴾ [3]

''مغفرت چاہو اپنے خاصوں کے گناہوں اور عام مؤمنین ومؤمنات کے گناہوں کی۔''

شفاعت اور کس کا نام ہے...؟ ''**اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ.**''

﴿**يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ؕ**﴾ [4]

شفاعت کے بعض احوال، نیز دیگر خصائص جو قیامت کے دن ظاہر ہوں گے، احوالِ آخرت میں اِن شاءاللہ تعالٰی بیان ہوں گے۔

عقیدہ (۴۵): حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی محبت مدارِ ایمان، بلکہ ایمان اِسی محبت ہی کا نام ہے، جب تک حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی محبت ماں باپ اولاد اور تمام جہان سے زیادہ نہ ہو آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ [5]

---

1 ...... "المعتقد المنتقد"، تكميل الباب، ص۱۲۹ ـ ۱۳۱.

2 ...... یعنی: ''مجھے شفاعت دے دی گئی''. "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، الحديث: ۳۳۵، ج۱، ص۱۳٤.

3 ...... پ۲٦، محمّد: ۱۹.

4 ...... ترجمۂ کنزالایمان: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔ پ۱۹، الشعرآء: ۸۸ ـ ۸۹.

5 ......قال اللّٰه تعالى: ﴿**قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ**﴾ پ۱۰، التوبة: ۲٤.

عن أنس قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين)).

"صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب حبّ الرسول صلى اللّٰه عليه وسلم من الإيمان، الحديث: ۱۵، ج۱، ص۱۷.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة: "**تمهيد إيمان بآيات قرآن**" في "الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۳۱۰.

عقیدہ (۴۶): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اِطاعت عین طاعتِ الٰہی ہے، طاعتِ الٰہی بے طاعتِ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ناممکن ہے[1]، یہاں تک کہ آدمی اگر فرض نماز میں ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُسے یاد فرمائیں، فوراً جواب دے اور حاضرِ خدمت ہو[2] اور یہ شخص کتنی ہی دیر تک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کلام کرے، بدستور نماز میں ہے، اِس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔[3]

1...... ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ پ٥، النسآء: ٨٠.

وفي "المعتقد المنتقد"، الفصل الأوّل في وجوب... إلخ، ص١٣٣: (فجعل طاعة رسوله طاعته، وقرن طاعته بطاعته وأوعد عليه بجزيل الثواب ووعد على مخالفته بأليم العذاب ورغم أنف المشركين حين قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ((من أحبني فقد أحب الله، ومن أطاعني فقد أطاع الله)).

2...... عن أبي سعيد بن المعلى رضي الله عنه قال:كنت أصلي فمر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعاني فلم آته حتى صليت ثم أتيته، فقال: ما منعك أن تأتي؟ ألم يقل الله: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ... إلخ﴾.
"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، الحديث: ٤٦٤٧، ج٣، ص٢٢٩.

عن أبي هريرة، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج على أبي بن كعب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا أبي ـ وهو يصلي ـ فالتفت أبي فلم يجبه، وصلى أبي فخفف ثم انصرف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: السلام عليك يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وعليك السلام ما منعك يا أبي أن تجيبني إذ دعوتك؟، فقال: يا رسول الله إني كنت في الصلاة، قال: أفلم تجد فيما أوحى الله إلي أن﴿ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ [پ٩، الانفال: ٢٤]، قال: بلى ولا أعود إن شاء الله)).

"سنن الترمذي"، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فى فضل فاتحة الكتاب، الحديث: ٢٨٨٤، ج٤، ص٤٠٠.

3...... {يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ پ٩، الأنفال: ٢٤.

وفي "روح المعاني"، ج٥،ص٢٧٦، تحت الآية: (واستدل بالآية على وجوب إجابته صلى الله عليه وسلم إذا نادى وهو في الصلوة، وعن الشافعي أنّ ذلك لايبطلها لأنّها أيضاً إجابة).

وفي تفسير القرطبي"، ج٤، ص٢٧٩، تحت الآية: (وقال الشافعي رحمه الله: هذا دليل على أنّ الفعل الفرض أو القول الفرض إذا أتي به في الصلاة لا تبطل؛ لأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالإجابة وإن كان في الصلاة).

وفي "تفسيرالبيضاوي"، ج٣، ص٩٩، تحت الآية: (واختلف فيه، فقيل: هذا لأن إجابته لا تقطع الصلاة، فإنّ الصلاة أيضاً إجابة، وقيل: لأن دعاء ه كان لأمر لا يحتمل التأخير وللمصلي أن يقطع الصلاة لمثله، وظاهر الحديث يناسب الأول).

عقیدہ (۴۷): حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقادِعظمت جزوِایمان ورکنِ ایمان ہے[1] اور فعلِ تعظیم بعد ایمان ہر فرض سے مقدّم ہے، اِس کی اہمیت کا پتا اس حدیث سے چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِعصر پڑھ کر مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زانو پر سرِ مبارک رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ علی نے نمازِعصر نہ پڑھی تھی، آنکھ سے دیکھ رہے تھے کہ وقت جا رہا ہے، مگر اِس خیال سے کہ زانو سرکاؤں تو شاید خوابِ مبارک میں خلل آئے، زانو نہ ہٹایا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا، جب چشمِ اقدس کھلی مولیٰ علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم دیا، ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مولیٰ علی نے نماز ادا کی پھر ڈوب گیا[2]، اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادات نماز اور وہ بھی صلوٰۃِ وُسطیٰ نمازِعصر[3] مولیٰ علی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند پر قربان کردی، کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

= وفي "عمدة القاري"، كتاب العمل في الصلاة، باب إذا ادعت الأم ولدها في الصلاة، تحت الحديث: ١٢٠٦، ج٥، ص٦٠٦: (من خصائص النبي صلى الله عليه وسلم أنه لو دعا إنسانا وهو في الصلاة وجب عليه الإجابة ولا تبطل صلاته).

وفي "المرقاة"، كتاب فضائل القرآن، ج٤، ص٦٢٤، تحت الحديث:٢١١٨:(قال الطيبي: دل الحديث على أنّ إجابة الرسول لا تبطل الصلاة، كما أنّ خطابه بقولك: السلام عليك أيها النبي لا يبطلها).

1 ...... وفي "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص١٦٨: ﴿لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ [الفتح: ٩]: یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے خود فرماتا ہے: ''اس لئے کہ تم اللہ ورسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو''۔ معلوم ہوا کہ دین وایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم کا نام جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل وبیکار کیا چاہتا ہے، والعیاذ باللہ تعالی۔

2 ...... عن أسماء بن عميس أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلى الظهر بالصهباء، ثم أرسل عليّا في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم العصر، فوضع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم رأسه في حجر عليّ فنام فلم يحركه حتى غابت الشمس، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: ((اللهم إنّ عبدك عليّا احتبس بنفسه على نبيه فرُدَّ عليه الشمس)) قالت: فطلعت عليه الشمس حتى رفعت على الجبال وعلى الأرض وقام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء.

"المعجم الكبير"، الحديث: ٣٨٢، ج٢٤، ص١٤٤-١٤٥.

وفي "الشفا"، فصل في انشقاق القمر، الجزء١، ص٢٨٤: ((أنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يوحى إليه ورأسه في حجر علي فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((أصليتَ يا علي؟)) قال: لا، فقال: ((اللّٰهم إنّه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس))، قالت أسماء: فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت على الجبال والأرض وذلك بالصهباء في خيبر.

3 ...... ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ پ٢، البقرة: ٢٣٨.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية، ج٢، ص٥٦٩، الحديث: ٥٣٨٥: (حدثنا أبو كريب قال: حدثنا مصعب بن سلام، عن أبي حيان، عن أبيه، عن علي قال: ((الصلاة الوسطى صلاة العصر)).

ہی کے صدقہ میں ملیں۔ دوسری حدیث اسکی تائید میں یہ ہے کہ غارِثور میں پہلے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے، اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اُس کے سوراخ بند کردیے، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اُس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھ دیا، پھر حضورِاقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، تشریف لے گئے اور اُن کے زانو پر سرِاقدس رکھ کر آرام فرمایا، اُس غار میں ایک سانپ مشتاقِ زیارت رہتا تھا، اُس نے اپنا سَر صدیقِ اکبر کے پاؤں پر مَلا، انھوں نے اِس خیال سے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیند میں فرق نہ آئے پاؤں نہ ہٹایا، آخر اُس نے پاؤں میں کاٹ لیا، جب صدیقِ اکبر کے آنسو چہرۂ انور پر گرے، چشمِ مبارک کھلی، عرضِ حال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے لعابِ دہن لگا دیا فوراً آرام ہوگیا، ہر سال وہ زہر عود کرتا، بارہ ۱۲ برس بعد اُسی سے شہادت پائی۔ (1)

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اَصلُ الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے (2)

عقیدہ (۴۸): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تعظیم وتوقیر جس طرح اُس وقت تھی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اِس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرما تھے، اب بھی اُسی طرح فرضِ اعظم ہے (3)، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا

1...... {ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا }[پ۱۰، التوبة: ٤٠] في "روح البيان"، تحت هذه الآية، ج۳، ص۴۳۲ـ۴۳۳: (فلما أراد رسول اللّٰه دخوله قال له أبو بكر: مكانك يا رسول! حتى أستبرء الغار فدخل واستبرأه وجعل يسدّ الحجرة بثيابه خشية أن يخرج منها شيء يؤذيه أي: رسول اللّٰه فبقى جحر وكان فيه حية فوضع رضى اللّٰه عنه عقبه عليه ثم دخل رسول اللّٰه فجعلت تلك الحية تلسعه وصارت دموعه تنحدر فتفل رسول اللّٰه على محل اللدغة فذهب ما يجده).

في "تفسير الخازن"، پ۱۰، التوبة: ٤، ج۲، ص۲٤۰: (قال لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ادخل، فدخل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ووضع رأسه في حجره ونام فلدغ أبوبكر في رجله من الحجر ولم يتحرك مخافة أن ينتبه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ((ما لك يا أبابكر؟)) فقال: لدغت فداك أبي وأمي فتفل عليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته).

2...... "حدائق بخشش"، حصه أوّل، ص۱٤٤، وانظر "الفتاوى الرضوية"، ۳۰، ص۱۳۸.

3...... وفي "الشفاء"، الباب الثالث في تعظيم أمره ووجوب توقيره وبره، فصل، ج۲، ص٤۰: (أنّ حرمة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه لازم كما كان حال حياته).

في "روح البيان"، الأحزاب: تحت الآية: ۵۳، ج۷، ص۲۱٦: (يجب على الأمة أن يعظموه عليه السلام ويوقروه في جميع الأحوال في حال حياته وبعد وفاته فإنّه بقدر ازدياد تعظيمه وتوقيره في القلوب يزداد نور الإيمان فيها).

ذکر آئے تو بکمالِ خشوع وخضوع وانکسار بادب سُنے [1]، اورنام پاک سُنتے ہی درودشریف پڑھنا واجب ہے۔[2]

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ .''

وفي "المعتقد المنتقد"، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص١٤٢: (أنّ حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه بعد وفاته لازم على كل مسلم كما كان حال حياته؛ لأنّه الآن حي يرزق في علو درجاته ورفعة حالاته وذلك عند ذكره وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته).

1...... في "الشفا"، ج٢، ص٢٥-٢٦: (ومن علاماته مع كثرة ذكره تعظيمه له وتوقيره عند ذكره، وإظهار الخشوع والانكسار مع سماع اسمه).

2...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدددین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' میں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نام پاک حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنے بار لے یا سنے ہر بار درودشریف پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہوگا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی اور ہر بار مستحب ہے، بہت علما قولِ اوّل کی طرف گئے، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درودشریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار رہوا۔ ''مجتبیٰ'' و''درمختار'' وغیرہما میں اسی قول کو مختار واَصح کہا: في "الدر المختار": اختلف في وجوبها على السامع والذاكر كلما ذكر صلى الله تعالى عليه وسلم، والمختار تكرار الوجوب كلما ذكر ولو اتحد المجلس في الأصح اهـ، بتلخيص. ترجمہ: درمختار میں ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کیا جائے تو سامع اور ذاکر دونوں پر ہر بار درود وسلام عرض کرنا واجب ہے یا نہیں؟ اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود وسلام واجب ہے اگرچہ مجلس ایک ہی ہو، اھ، خلاصۃً (ت)۔

دیگر علما نے بنظر آسانیِ امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثوابِ عظیم وفضل جسیم سے بے شک محروم رہا، ''کافی'' و''قنیہ'' وغیرہما میں اسی قول کی تصحیح کی۔ في "رد المحتار": صححه الزاهدي في "المجتبى" لكن صحّح في "الكافي" وجوب الصلاة مرة في كل مجلس كسجود التلاوة للحرج إلّا أنّه يندب تكرار الصلاة في المجلس الواحد بخلاف السجود، وفي "القنية": قيل: يكفي في المجلس مرة كسجدة التلاوة، وبه يفتى، وقد جزم بهذا القول المحقق ابن الهمام في "زاد الفقير"، اهـ، ملتقطا. ترجمہ: ''ردالمحتار'' میں ہے کہ اسے زاہدی نے ''مجتبیٰ'' میں صحیح قرار دیا ہے لیکن ''کافی'' میں ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو صحیح کہا ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے تاکہ مشکل اور تنگی لازم نہ آئے، البتہ مجلس واحد میں تکرارِ درود مستحب ومندوب ہے بخلاف سجدۂ تلاوت کے، ''قنیہ'' میں ہے: ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت کا حکم ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، ابن ہمام نے ''زادالفقیر'' میں اسی قول پر جزم کیا ہے اھ، ملتقطا (ت)۔

بہرحال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ ومعصیت، عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے، وباللہ التوفیق۔

"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢٢-٢٢٣.

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت کی علامت یہ ہے، کہ بکثرت ذکر کرے [1] اور درود شریف کی کثرت کرے اور نامِ پاک لکھے تو اُس کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے، بعض لوگ براہِ اختصار صلعم یا ص لکھتے ہیں، یہ محض ناجائز وحرام ہے [2] اور محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آل واَصحاب، مہاجرین وانصار وجمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے عداوت رکھے [3]، اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا کُنبہ کے کیوں نہ ہوں [4] اور جو ایسا نہ کرے وہ اِس دعویٰ میں جھوٹا ہے، کیا تم کو نہیں معلوم کہ صحابۂ کرام نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت میں اپنے سب عزیزوں، قریبوں، باپ، بھائیوں اور وطن کو چھوڑا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی اُلفت...! ایک کو اختیار کر کہ ضِدَّین [5] جمع نہیں ہوسکتیں، چاہے جنت کی راہ چل یا جہنم کو جا۔ نیز علامتِ محبت یہ ہے

1...... في "الشفا"، ج۲، ص۲٥: (ومن علامات محبة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كثرة ذكره له، فمن أحب شيئاً أكثر ذكره).

2...... في "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج۱، ص٦: (ويكره الرمز بالصلوة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهبا مختارا محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام). "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص۲۲۱ ـ ۲۲۲، وج۲۳، ص۳۸۷ـ۳۸۸.

3...... وفي "الشفا"، ج۲، ص۲٦:(ومنها محبته لمن أحب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ومن هو بسببه من آل بيته وصحابته من المهاجرين والأنصار، وعداوة من عاداهم، وبغض من أبغضهم وسبهم، فمن أحب شيئا أحب من يحب).

4...... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَاءَ كُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ پ۱۰، التوبة: ۲۳ـ۲٤.

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾، پ۲۸، المجادلة: ۲۲.

5...... دومخالف چیزیں۔

کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں، کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بُو بھی ہو، کبھی زبان پر نہ لائے، اگر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا نہ کرے، کہ یہ جائز نہیں، بلکہ یوں کہے:

"یَا نَبِيَّ اللّٰهِ! یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ!"[1]

اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو تو روضۂ شریف کے سامنے چار ہاتھ کے فاصلہ سے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے، کھڑا ہو کر سر جھکائے ہوئے صلاۃ وسلام عرض کرے، بہُت قریب نہ جائے، نہ اِدھر اُدھر دیکھے[2] اور خبردار...! خبردار...!

---

1 ...... ﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا﴾ پ۱۸، النور: ٦٣.

وفي "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١٤٢١: ﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ﴾ أي: نداء ه بمعنى لا تنادوه باسمه فتقولوا: يا محمد، ولا بكنيته فتقولوا: يا أبا القاسم، بل نادوه وخاطبوه بالتعظيم والتكريم والتوقير بأن تقولوا: يا رسول الله، يانبي الله، يا إمام المرسلين، يا رسول رب العالمين، ياخاتم النبيين، وغير ذلك).

وفي "المعتقد المنتقد"، وكذا يجب توقيره... إلخ، ص١٣٩ـ١٤٠:(وكذايجب توقيره وتعظيمه في الظاهر والباطن وجميع الأحوال، قال الله تعالى: ﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا﴾ أي: برفع الصوت فوق صوته أو ندائه بأسمائه فلا تقولوا: يا محمد يا أحمد بل قولوا: يا نبي الله ويا رسول الله،كما خاطبه به سبحانه، ذكره مجاهد وقتادة، ولا منع من الجمع، وروي عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما: احذروا دعاء الرسول عليكم إذا أسخطتموه فإنّ دعاء ه موجب ليس كدعاء غيره). "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٦.

2 ......في "الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، مطلب زيارة النبي صلى الله عليه وسلم، ج١،ص٢٦٥:(فيتوجه إلى قبره صلى الله عليه وسلم......، ثمّ يدنو منه ثلاثة أذرع أو أربعة...... ويقف كما يقف في الصلاة ويمثل صورته الكريمة البهية كأنّه نائم في لحده عالم به يسمع كلامه كذا في "الاختيار شرح المختار"، ثم يقول: السلام عليك يا نبي الله ورحمة الله وبركاته أشهد أنّك رسول الله).

وفي "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" شرح "لباب المناسك" للملاّ علي القاري، ص٥٠٨: (ثم توجه) أي: بالقلب والقالب (مع رعاية غاية الأدب، فقام تجاه الوجه الشريف) أي: قبالة موجهة قبره المنيف (متواضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار) أي: السكينة، (والهيبة والافتقار غاض الطرف) أي:خافض العين إلى قدامه غير ملتفت إلى غير إمامه وأمامه، (مكفوف الجوارح) أي: مكفوف الأعضاء من الحركات التي هي غير مناسبة لمقامه،(فارغ القلب) أي: عمن سوى مقصوده ومرامه، (واضعا يمينه على شماله) أي: تأدبا في حال إجلاله، (مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة)؛ لأنّ المقام يقتضي هذه الحالة (تجاه مسمار الفضة) أي: المركبة على جدران تلك البقعة،(على نحو أربعة أذرع) أي: يقف بعيدا على هذا المقدار (لا أقل) أي: لأنّه ليس من شعار آداب الأبرار)، ملتقطاً. "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٦٥.

آواز کبھی بلند نہ کرنا، کہ عمر بھر کا سارا کِیا دھرا اَکارت جائے [1] اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اقوال وافعال واحوال لوگوں سے دریافت کرے اور اُن کی پیروی کرے۔ [2]

عقیدہ (۴۹): حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو بہ نظرِ حقارت دیکھے کافر ہے۔ [3]

عقیدہ (۵۰): حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں [4]، تمام جہان حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے

---

1 ...... {يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ} پ٢٦، الحجرات: ٢.

2 ...... في "الشفا"، فصل في علامة محبته صلى الله عليه وسلم، ج٢، ص٢٤: (اعلم أنّ من أحب شيئاً آثره وآثر موافقته وإلّا لم يكن صادقا في حبه وكان مدعيا فالصادق في حب النبي صلى الله عليه وسلم من تظهر علامة ذلك عليه، وأوّلها: الاقتداء به واستعمال سنته واتباع أقواله وأفعاله وامتثال أوامره واجتناب نواهيه والتأدب بآدابه في عسره ويسره ومنشطه ومكرهه وشاهد هذا قوله تعالى: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾).

3 ...... في "الفتاوى قاضي خان"، كتاب السير، ج٤، ص٤٦٨: (إذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافراً). في "حاشية الصاوي"، ج٤، ص١٤٢١.

4 ...... في "أشعة اللمعات"، ج٤، ص٣١٥: (وے صلى الله عليه وآله وسلم خليفه مطلق ونائب كل جناب اقدس است مے كند ومے دهد هر چه خواهد باذنِ وے.

یعنی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہیں کرتے ہیں اور جو چاہیں عطا فرماتے ہیں۔

ـ فإنّ من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

یعنی: یارسول اللہ! دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جودِ لامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح وقلم کا علم بعض حصہ ہے۔

في "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٢٨٧: "حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب میں تصرف کا اختیار دیا ہے، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یوہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہاں میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کی خدمت گار وزیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے ((ما أرى ربك إلّا يسارع في هواك))، "صحیح بخاری" کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں: "میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے"۔ تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ ((إنما أنا قاسم والله المعطي))، "صحیح بخاری" کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں"۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطنتِ الٰہی کے دولھا ٹھہرے، والحمد للہ رب العالمین"۔

تحتِ تصرّف[1] کر دیا گیا[2]، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں[3]، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں[4]، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں[5]، تمام آدمیوں کے مالک ہیں[6]،

---

1 ...... اختیار میں، زیرِ حکم۔

2 ...... في "أشعة اللمعات"، ج١، ص٤٣٢: تصرف وقدرت سلطنت وے صلى الله عليه وسلم زيادة بران بود وملك وملكوت جن وانس وتمامئه عوالم بتقدير وتصرف الهى عز وعلا در حيطئه قدرت وتصرف وے بود.

یعنی: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت اور قدرت سے زیادہ تھی۔ ملک وملکوت جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطے میں تھے (اور ہیں)۔

في "جواهر البحار"، ج٣، ص٦٠: (إن الله تعالى اتخذ خليفته في الأكوان منه (أي: من جنس الإنسان وهو الفرد الجامع المحيط بالعالم كله، والعالم كله في قبضته وتحت حكمه وتصرفه يفعل فيه كل ما يريد بلا منازع ولا مدافع وقصارى أمره أنه كان حيثما كان الرب إلهاً كان هو خليفته فلا خروج لشيء من الأكوان عن ألوهية الله تعالى كذلك لا خروج لشيء من الأكوان عن سلطنة هذا الفرد الجامع يتصرف في المملكة بإذن مستخلفه).

3 ...... في "الجوهر المنظم"، ص٤٢: (أنّه صلى الله عليه وسلم خليفة الله الذي جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت إرادته يعطي منهما من يشاء ويمنع من يشاء)، ملخصاً.

4 ...... في "المواهب"، ج١، ص٢٨-٢٩:

(ألا! بأبي من كان ملكاً وسيداً ... وآدم بين الماء والطين واقف

إذا رام أمراً لا يكون خلافه ... وليس لذلك الأمر في الكون صارف).

5 ...... في "نسيم الرياض"، القسم الأول في تعظيم العلي الأعلى لقدر النبي، ج٢، ص٢٨١: (فمعنى نبينا الآمر إلى آخره: أنّه لا حاكم سواه، فهو حاكم غير محكوم، فإذا قال في أمر: لا، أو نعم، وهو لا يقول إلّا صواباً موافقاً لرضى الله، فحينئذ لا يخالفه إلّا بقسر قاسر، وليس غيره حاكم يمنعه عما حكم به ويرد أحكامه، فهو أصدق القائلين فيما يقوله).

و"الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٥٦٥.

6 ...... حدثني الأعشى المازني قال: ((أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فأنشدته: **يا مالك الناس** وديان العرب...إلخ)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٦٩٠٢، ج٢، ص٦٤٤).

ترجمہ: اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے شعر پڑھا: اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا وسزا دینے والے۔

جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت [1] سے محروم رہے [2]، تمام زمین اُن کی مِلک ہے [3]، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے [4]،

اعلی حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث جلیل اتنے آئمہ کبار نے باسانیدِ متعددہ روایت کی اور طریقِ اخیر میں یہ لفظ ہیں کہ: اعشی رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پناہ لی اورعرض کی کہ: اے مالکِ آدمیاں، واے جزاوسزادہ عرب صلی اللہ تعالی علیک وبارک وسلم۔

"الفتاوی الرضویة"، ج۳۰، ص۴٤۷.

1 ...... سنّت کی لذت ومٹھاس۔

2 ...... في "الشفا"، الباب الثاني في لزوم محبته صلى الله تعالى عليه وسلم، ج۲، ص۱۹: (قال سهل: من لم ير ولاية الرسول عليه في جميع الأحوال ويرى نفسه في ملكه صلى الله تعالى عليه وسلم لا يذوق حلاوة سنته؛ لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من نفسه)) الحديث). "الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص٤۲۵.

3 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((واعلموا أنّ الأرض لله ورسوله)). "صحيح البخاري"، كتاب الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، الحديث: ۳۱٦۷، ج۲، ص۲۵٦.

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((موتان الأرض لله ولرسوله)). "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب من أحيا أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ۱۱۷۸٦، ج٦، ص۲۳۷.

عن ابن عباس قال: ((إنّ عادي الأرض لله ولرسوله)). "السنن الكبرى"، للبيهقي، كتاب إحياء الموات، باب من أحيا أرضاً ميتة ليست لأحد، الحديث: ۱۱۷۸۵، ج٦، ص۲۳۷۔

اعلی حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ''میں کہتا ہوں بَن (جہاں کثرت سے درخت ہوں) جنگل، پہاڑوں اورشہروں کی ملک افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اُن پر ظاہری مِلک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص مِلکِ خدا ورسول ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم، ورنہ محلوں، احاطوں، گھروں، مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی مِلک ہیں اگر چہ ظاہری نام مَن وتُو کا لگا ہوا ہے۔''زبورشریف'' سے رب العزت کا کلام سن ہی چکے: ''کہ احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا''، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آیہ کریمہ {وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ} میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لئے ہے، حالانکہ ہمیشہ اللہ ہی کا ہے، مگر وہ دن روزِ ظہورِ حقیقت وانقطاعِ ادّعا ہے لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ ورسول کی ملک بتائی وہ کہاں؟ وہ اس حدیث آئندہ میں، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: ((اعلموا أنّ الأرض لله ولرسوله)). یعنی یقین جان لوکہ زمین کے مالک اللہ ورسول ہیں۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص٤٤۵.

4 ...... حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي قال: كنت أبيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فآتيه بوضوئه وحاجته، فقال لي: ((سل)) فقلت: أسألك مرافقتك في الجنة، قال: ((أو غير ذلك؟)) قلت: هو ذاك، قال: ((فأعني على نفسك بكثرة السجود)). "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، الحديث: ٤۸۹، ص۲۵۳.

ملکوت السمٰوات والارض حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زیرِ فرمان[1]۔ ------------------

---

وفي "المرقاة"، كتاب الصلاة، الحديث: ٨٩٦، ج٢،ص٦١٥، تحت لفظ "سل": (أي: اطلب مني حاجة، وقال ابن حجر: أتحفك بها في مقابلة خدمتك لي، لأنّ هذا هو شأن الكرام، ولا أكرم منه ﷺ، ويؤخذ من إطلاقه عليه السلام الأمر بالسؤال أنّ الله تعالى مكنه من إعطاء كل ما أراد من خزائن الحق، ومن ثم عدّ أئمتنا من خصائصه عليه السلام أنّه يخص من شاء بما شاء..... وذكر ابن سبع في خصائصه وغيره: أنّ الله تعالىٰ أقطعه أرض الجنة يعطي منها ما شاء لمن يشاء)، ملتقطا.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٣١٠.

وفي "أخبار الأخيار"، ص٢١٦: (﴿ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴾ [پ١٦، مريم: ٦٣] أي: نورث تلك الجنة محمدا صلى الله عليه وسلم فيعطي من يشاء ويمنع عمن يشاء، وهو السلطان في الدنيا والآخرة، فله الدنيا وله الجنة وله المشاهدات صلى الله عليه وسلم)۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطیِ جنت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں، امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: (إن اللّٰه تعالى ملكه الأرض كلها وأنّه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقطع أرض الجنة ما شاء منها لمن شاء فأرض الدنيا أولى)۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کردیا ہے، حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر!''۔

"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٦٦٧.

[1]...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں بحوالہ ''معجم اوسط'' للطبرانی بسندِ حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: (إن النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم أمر الشمس فتأخّرت ساعة من نهار)۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیثِ حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نمازِ عصر کی خدمت گزاریٔ محبوبِ باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی۔ امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا، جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، "رأيتك في المهد تناغي القمر وتشير إليه بأصبعك فحيث أشرت إليه مال"۔

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں [1]، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں [2]، دنیا وآخرت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عطا کا ایک حصہ ہے [3]۔..........

سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إني كنت أحدثه، ويحدثني ويلهيني عن البكاء وأسمع وجبته حين يسجد تحت العرش)) ۔ ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیرعرش سجدے میں گرتا۔

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں: "في المعجزات حسن" یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافۃ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے.. إلخ)۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۴۸۵۔۴۸۸۔

1...... في "الفتاوى الرضوية"، ج۳۰، ص۴۳۱۔۴۳۳: (ينصب إلى يوم القيامة منبر على الصراط وذكر الحديث (إلى أن قال:) ثم يأتي ملك فيقف على أول مرقاةٍ من منبري فينادي معاشر المسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا مالك حازن النار إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح جهنم إلى محمد وإن محمداً أمرني أن أدفع إلى أبي بكر، هاه اشهدوا هاه اشهدوا، ثم يقف ملك آخر على ثاني مرقاةٍ من منبري فينادي معاشرالمسلمين: من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا رضوان حازن الجنان إن الله أمرني أن أدفع مفاتيح الجنة إلى محمد وإن محمدا أمرني أن أدفعها إلى أبي بكرٍ هاه اشهدوا هاه اشهدوا الحديث۔ أورده العلامة إبراهيم بن عبد الله المدني الشافعي في الباب السابع من كتاب التحقيق في فضل الصديق من كتابه "الاكتفاء في فضل الأربعة الخلفاء")۔

2...... في "المواهب اللدنية"، الفصل الثاني، أعطي مفاتيح الخزائن، ج۲، ص۲۷۸: (أنّه أعطي مفاتيح الخزائن، قال بعضهم: وهي خزائن أجناس العالم ليخرج لهم بقدر ما يطلبونه لذواتهم، فكلّ ما ظهر من رزق العالم فإنّ الاسم الإلهي لا يعطيه إلّا عن محمد ﷺ الذي بيده المفاتيح، كما اختص تعالى بمفاتيح الغيب فلا يعلمها إلّا هو، وأعطى هذا السيد الكريم منزلة الاختصاص بإعطائه مفاتيح الخزائن).

وفي "جواهر البحار"، ج۳، ص۳۷: (فتح الله به على عباده أنواع الخيرات وأبواب السعادات الدنيوية والأخروية، فكل الأرزاق من كفه ﷺ).

3...... (فإنّ من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم).

"الكواكب الدرية في مدح خير البرية" (قصيدة برده) الفصل العاشر، ص۵۹.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: "یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض

احکامِ تشریعیہ [1] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قبضہ میں کر دیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں [2]۔

کرتے ہیں: ''یارسول اللہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم جن میں ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں''۔

''الفتاوی الرضویة''، ج۳۰، ص۴۹۵.

1...... احکام کے حلال وحرام کرنے کے اختیارات۔

2...... ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ پ۹، الأعراف: ۱۵۷.

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما قال: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يوم افتتح مكة: ((لا هجرة ولكن جهاد ونية وإذا استنفرتم فانفروا، فإنّ هذا بلد حرمه اللّٰه يوم خلق السموات والأرض، وهو حرام بحرمة اللّٰه إلى يوم القيامة، وإنّه لم يحلّ القتال فيه لأحد قبلي ولم يحلّ لي إلاّ ساعة من نهار، فهو حرام بحرمة اللّٰه إلى يوم القيامة لا يعضد شوكه ولا ينفر صيده ولا يلتقط لقطته إلاّ من عرّفها ولا يختلى خلاها))، قال العباس: يا رسول اللّٰه إلاّ الإذخر فإنّه لقينهم ولبيوتهم، قال: ((إلاّ الإذخر)).

''صحيح البخاري''، كتاب جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة، الحديث: ۱۸۳٤، ج۱، ص۶۰۶.

في ''أشعة اللمعات''، كتاب المناسك، باب حرم مكة، ج۲، ص۴۰۸، تحت لفظ: **((إلاّ الإذخر))**: (مگر اذخر که روا است قطع کردن، ودر مذهب بعضے آنست که احکام مفوض بود بوے صلی اللّٰه علیه وسلم هر چه خواهد وبر هر که خواهد حلال وحرام گرداند وبعضے گویند باجتهاد گفت، واول اصح واظهر ست واللّٰه اعلم).

یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''إلاّ الإذخر'' فرماتے ہوئے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت دے دی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ شرع کے احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دئے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں جس کے لئے چاہتے ہیں کوئی چیز حلال فرما دیتے ہیں اور حرام کر دیتے ہیں۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس گھاس کے کاٹنے کی اجازت اپنے اجتہاد سے دی مگر پہلا مذہب صحیح تر اور ظاہر تر ہے۔

وفي ''مدارج النبوة''، ج۲، ص۱۸۳: (ومذهب صحيح ومختار آنست که احکام مفوض ست بحضرت رسالت صلی اللّٰه علیه وسلم بهر که وبهر چه خواهد حکم کند یک فعل بریکی حرام کند وبر دیگری مباح گرداند واین را امثله بسیار ست کما لا یخفی علی المتبع حق جل وعلی پیدا کرده وشریعتی نهاده وهمه برسول صلی اللّٰه علیه وسلم خود و حبیب خود سپرده است صلی اللّٰه علیه وسلم).

اور جوفرض چاہیں معاف فرمادیں۔[1]

عقیدہ (۵۱): سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ملا۔[2] روزِ میثاق تمام انبیا سے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر ایمان لانے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا[3] ----------------------

---

یعنی: صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جس پہ جو چاہیں حکم کریں۔ ایک کام ایک پہ حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پہ مخفی نہیں۔ حق تعالیٰ نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالہ کر دی (کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم واضافہ فرمائیں)۔

1...... عن رجل منهم أنّه أتى النبي صلى الله عليه وسلم فأسلم على أنّه لايصلي إلّاصلاتين، فقبل ذلك منه).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٠٣٠٩، ج٧، ص٢٨٣-٢٨٤.

وانظر رسالة إمام أهل السنة عليه الرحمة "**منية اللبيب أنّ التشريع بيد الحبيب**"، ج٣٠، ص٥٠٠.

والرسالة: "**الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء**"، ج٣٠، ص٣٥٩.

2...... عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم متى وجبت لك النبوة؟ قال: ((وآدم بين الروح والجسد)).

"جامع الترمذي"، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٦٢٩، ج٥، ص٣٥١.

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں کہ: ''اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ''مدارج النبوۃ'' میں فرماتے ہیں: 'چوں بود خلقِ آنحضرت صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالٰی اُورا بسوئے کافۂ ناس ومقصور نہ گردانید رسالتِ اُورا بر ناس بلکہ عام گردانید جن وانس را، بلکہ بر جن وانس نیز مقصور نہ گردانید تا آنکہ عام شد تمامۂ عالمین را، پس ہر کہ اللّٰہ تعالٰی پروردگارِ اوست محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم رسولِ اُوست.

ترجمہ: یعنی چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیدائش تمام مخلوق سے اعظم ہے لہٰذا اللہ تعالٰی نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، آپ کی رسالت کو انسانوں میں منحصر نہیں فرمایا بلکہ جن وانس کے لئے عام کر دیا بلکہ جن وانس میں بھی انحصار نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ کی رسالت تمام جہانوں کے لئے عام ہے، چنانچہ اللہ تعالٰی جس کا پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

"الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص١٥٠.

3...... {وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ } پ٣، اٰلِ عمرٰن: ٨١.

اور اسی شرط پر یہ منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ [1] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اُمّتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ کریم میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا [2]، اللہ عزوجل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نُور سے تمام عالَم کو منوّر فرمایا [3]، ....

1...... فـي "تفسير الطبري"، الحديث: ٧٣٢٧، ج٣، ص ٣٣٠، تحت الآية: عن علي بن أبي طالب قال: لم يبعث اللّٰه عز وجل نبيًّا ـ آدمَ فمن بعدَه ـ إلّا أخذ عليه العهدَ في محمد: لئن بعث وهو حيّ ليؤمنن به ولينصرَنّه، ويأمرُه فيأخذ العهدَ على قومه، فقال: ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ﴾، الآية.

2...... في "الخصائص الكبرى"، فائدة في أنّ رسالة النبي صلى الله عليه وسلم عامة لجميع الخلق والأنبياء وأممهم كلهم من أمته، ج١، ص٨ ـ ١٠: (قال الشيخ تقي الدين سبكي في كتابه "التعظيم والمنة" في ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ﴾: في هذه الآية من التنويه بالنبي صلى الله عليه وسلم وتعظيم قدره العلي ما لايخفى، وفيه مع ذلك أنّه على تقدير مجيئه في زمانهم يكون الأمر مرسلا إليهم، فتكون نبوته ورسالته عامة لجميع الخلق من زمن آدم إلى يوم القيامة، وتكون الأنبياء وأممهم كلهم من أمته ويكون قوله: ((بعثت إلى الناس كافة)) لا يختص به الناس من زمانه إلى يوم القيامة، بل يتناول من قبلهم أيضاً، ويتبين بذلك معنى قوله صلى الله عليه وسلم: ((كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد))...... (والنبي صلى الله عليه وسلم خير الخلق، فلا كمال لمخلوق أعظم من كماله، ولا محل أشرف من محله، فعرفنا بالخبر الصحيح حصول ذلك الكمال من قبل خلق آدم لنبينا صلى الله عليه وسلم من ربه سبحانه، وأنّه أعطاه النبوة من ذلك الوقت، ثم أخذ له المواثيق على الأنبياء ليعلموا أنّه المقدم عليهم وأنّه نبيهم ورسولهم، وفي أخذ المواثيق وهي في معنى الاستخلاف)، ملتقطاً. وانظر للتفصيل "**تجلي اليقين بأن نبينا سيد المرسلين**"، ج٣٠، ص١٢٩.

3...... {يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾. پ٢٢، الأحزاب: ٤٥ـ٤٦.

فـي "تفسير روح البيان"، ج٧، ص١٩٧، تحت الآية: (﴿وَسِرَاجًا مُّنِيرًا﴾: اعلم أنّ اللّٰه تعالى شبّه نبينا عليه السلام بالسراج لوجوه: الأوّل: أنّه يستضاء به في ظلمات الجهل والغواية ويهتدي بأنواره إلى مناهج الرشد والهداية كما يهتدي بالسراج المنير في الظلام إلى سمت المرام،......والرابع: أنّ السراج الواحد يوقد منه ألف سراج ولا ينقص من نوره شيء، وقد اتفق أهل الظاهر والشهود على أنّ اللّٰه تعالى خلق جميع الأشياء من نور محمد ولم ينقص من نوره شيء، وهذا كما روي أنّ موسى عليه السلام قال: يا رب! أريد أن أعرف خزائنك، فقال له: اجعل على باب خيمتك نارا يأخذ كل إنسان سراجا من نارك ففعل فقال: هل نقص من نارك قال: لا يا رب، قال: فكذلك خزائني، وأيضا علوم الشريعة وفوائد الطريقة وأنوار المعرفة وأسرار الحقيقة قد ظهرت في علماء أمته وهي بحالها في نفسه عليه السلام ألا ترى أنّ نور القمر مستفاد من الشمس ونور الشمس بحاله، وفي "القصيدة البردية":

بایں معنی ہر جگہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف فرما ہیں۔ ؎

کالشمس في وسط السماءِ ونُورُها
یغشي البلاد مشارقاً ومغارباً [1]

فإنّه شمس فضل هم کواکبها | یظهرن أنوارها للناس في الظلم

تو مهر منیری همه اخترند | تو سلطان ملکی همه لشکرند

أي: أنّ سیدنا محمداً علیه السلام شمس من فضل اللّٰه طلعت علی العالمین، والأنبیاء أقمارها یظهرن الأنوار المستفادة منها، وهي العلوم والحکم في عالم الشهادة عند غیبتها ویختفین عند ظهور سلطان الشمس فینسخ دینه سائر الأدیان. وفیه إشارة إلی أنّ المقتبس من نور القمر کالمقتبس من نور الشمس،...... والخامس: أنّه علیه السلام یضيء من جمیع الجهات الکونیة إلی جمیع العوالم کما أنّ السراج یضيء من کل جانب، وأیضاً یضيء لأمته کلهم کالسراج لجمیع الجهات إلاّ من عمی مثل أبي جهل ومن تبعه علی صفته، فإنّه لا یستضيء بنوره ولا یراه حقیقة کما قال تعالی: ﴿**وَتَرٰهُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ وَهُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ**﴾... إلخ)، ملتقطاً.

وفي "المصنف" لعبد الرزاق بسنده، کتاب الإیمان، باب في تخلیق نور محمد، الجزء المفقود من الجزء الأوّل، الحدیث: ١٨، ص٦٣، وفي "المواهب اللدنیة"، ج١، ص ٧١ـ٧٢، واللفظ لـ"المواهب": عن جابر بن عبد اللّٰه الأنصاري قال: قلت یا رسول اللّٰه بأبي أنت وأمي، أخبرني عن أوّل شيء خلقه اللّٰه تعالی قبل الأشیاء، قال: ((یا جابر إنّ اللّٰه تعالی قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك من نوره، فجعل ذلك النور یدور بالقدرة حیث شاء اللّٰه تعالی، ولم یکن في ذلك الوقت لوح ولا قلم، ولا جنة ولا نار، ولا ملك ولا سماء، ولا أرض ولا شمس ولا قمر، ولا جني ولا إنسي، فلما أراد اللّٰه تعالی أن یخلق الخلق قسم ذلك النور أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأوّل القلم، ومن الثاني اللوح، ومن الثالث العرش، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الجزء الأوّل حملة العرش، ومن الثاني الکرسي، ومن الثالث باقي الملائکة، ثم قسم الجزء الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأوّل السمٰوات، ومن الثاني الأرضین ومن الثالث الجنة والنار، ثم قسم الرابع أربعة أجزاء، فخلق من الأول نور أبصار المؤمنین، ومن الثاني نور قلوبهم ـوهي المعرفة باللّٰهـ ومن الثالث نور أنسهم، وهو التوحید، لا إله إلاّ اللّٰه محمد رسول اللّٰه)).

[1] ......*یعنی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمانوں کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔* "تفسیر روح المعاني"، پ٢٢، الأحزاب، تحت الآیة: ٤٠، الجزء الثاني والعشرون، ص٢٩٤.

وانظر للتفصیل: "**صلات الصفاء في نور المصطفی**"، ج٣٠، ص٦٥٧۔

مگر کورِ باطن کا کیا علاج ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ [1]

مسئلۂ ضروریہ: انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، انکا ذکر تلاوتِ قرآن و روایتِ حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو اُن سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال...! مولیٰ عزوجل اُن کا مالک ہے، جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے، وہ اُس کے پیارے بندے ہیں، اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں، دوسرا اُن کلمات کو سند نہیں بنا سکتا [2] اور خود اُن کا اطلاق کرے تو مردودِ بارگاہ ہو، پھر اُنکے یہ افعال جن کو زَلّت ولغزش سے تعبیر کیا جائے

---

1 ...... یعنی: اگر چمگادڑ کو دن میں روشنی نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور۔

2 ...... في "أشعة اللمعات": (درقرآن مجید بآدم نسبت عصیان کردہ وعتاب نمودہ مبنی بر علو شان قرب اوست ومالک رامیرسد کہ برترک اولی وافضل اگرچہ بحد معصیت نرسد بہ بندئہ خود ہرچہ خواہد بگوید وعتاب نماید دیگری رامجال نہ کہ تواند گفت واینجا ادبی ست کہ لازم ست رعایت آن وآن انیست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیا کہ مقربان درگاہ اند عتابی وخطابی رودیا از جانب ایشان کہ بندگان خاص اویند تواضعی وذلتی وانکساری صادر گردد کہ موہم نقص بود مارانباید کہ دران دخل کینم وبدان تکلم نمائیم).

"أشعة اللمعات"، كتاب الإيمان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۴۳.

ترجمہ: قرآن مجید میں جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیاں ونافرمانی کی نسبت کی اوران پر عتاب فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خدائے تعالی کے مقرب ہونے اوران کی بلندی شان پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ وافضل چیز کے ترک کرنے پر اگرچہ وہ معصیت کی حد تک نہ پہنچے اپنے بندے کو جو کچھ چاہے کہے اور عتاب کرے دوسرے کسی کو کچھ بھی کہنے کی مجال نہیں ہے یہ نہایت ادب کا مقام ہے جس کا لحاظ ضروری ہے اور وہ ادب یہ ہے کہ اگر خداوند تعالی کی جانب سے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو اس کی درگاہ کے مقرب ہیں عتاب نازل ہو یا ان کی طرف خطا کی نسبت کی گئی ہو یا خود ان انبیاء (علیہم السلام) کی طرف سے جو کہ اس کے خاص بندے ہیں تواضع، عاجزی وانکساری کی بات صادر ہو جس سے ان میں نقص وعیب کا وہم پڑتا ہو، تو ہم بندوں کو اس میں دخل دینے یا اسے زبان پر لانے کی ہرگز اجازت نہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں کہ: "غیر تلاوت میں اپنی طرف سے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نافرمانی وگناہ کی نسبت حرام ہے۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعت علمائے کرام نے اسے کفر بتایا، مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، فرمائے دوسرا کہے تو اس کی زبان

ہزار ہا حِکَم ومَصالح پر مبنی، ہزار ہا فوائد وبرکات کی مُثمِر [1] ہوتی ہیں، ایک لغزشِ اَبِیْنَا آدم علیہ الصلاۃ والسلام [2] کو دیکھیے، اگر وہ نہ ہوتی، جنت سے نہ اترتے، دنیا آباد نہ ہوتی، نہ کتابیں اُترتیں، نہ رسول آتے، نہ جہاد ہوتے، لاکھوں کروڑوں مثُوبات [3] کے دروازے بند رہتے، اُن سب کا فتحِ باب ایک لغزشِ آدم کا نتیجۂ بارکہ وثمرۂ طیّبہ ہے۔ بالجملہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی لغزش، مَن وتُو کس شمار میں ہیں، صدیقین کی حَسَنات سے افضل واعلیٰ ہے۔

"حَسَنَاتُ الأَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ." [4]

گدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے للّٰہ المثل الأعلی، بلاتشبیہ یوں خیال کرو کہ زید نے اپنے بیٹے عمرو کواس کی کسی لغزش یا بھول پر متنبہ کرنے ادب دینے حزم وعزم واحتیاط اتم سکھانے کے لئے مثلاً بیہودہ نالائق احمق وغیرہا الفاظ سے تعبیر کیا باپ کواس کا اختیار تھا اب کیا عمرو کا بیٹا بکر یا غلام خالد انہیں الفاظ کوسند بنا کر اپنے باپ اور آقا عمرو کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے، حاشا اگر کہے گا سخت گستاخ ومردود ونا سزاو مستحق عذاب وتعزیر وسزا ہوگا، جب یہاں یہ حالت ہے تو اللہ عزوجل کی ریس کر کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید ومدید عذابِ جہنم وغضب الٰہی کا مستحق نہ ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

امام ابوعبداللہ قرطبی تفسیر میں زیرِ قولہ تعالیٰ: ﴿وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قال القاضي أبو بكر بن العربي رحمه الله تعالى: (لا يجوز لأحد منّا اليوم أن يخبر بذلك عن آدم عليه الصّلاة والسّلام إلّا إذا ذكرناه في أثناء قوله تعالى عنه أو قول نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم، فأمّا أن نبتدئ ذلك من قبل أنفسنا فليس بجائز لنا في آبائنا الأدنين إلينا المماثلين لنا فكيف بأبينا الأقدم الأعظم الأكبر النبي المقدم صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى جميع الأنبياء والمرسلين).

"الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، پ١٦، الآية: ١٢١، ج٦، ص١٣٧۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدری ابن الحاج "مدخل"، ج١، الجزء الاول ص٢٣٧، میں فرماتے ہیں: (قد قال علماؤنا رحمهم الله تعالى: أنّ من قال عن نبي من الأنبياء عليهم الصّلاة والسلام في غير التلاوة والحديث: أنّه عصى أو خالف فقد كفر، نعوذ بالله من ذلك).

ایسے امور میں سخت احتیاط فرض ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا حسنِ ادب عطا فرمائے۔ آمین.

"الفتاوى الرضوية" ج١، ص ٨٢٣۔٨٢٤.

1 ...... ہزاروں حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل، ہزاروں فائدوں اور برکتوں کو لانے والی۔

2 ...... ہمارے باپ آدم علیہ السلام کی ایک لغزش۔

3 ...... نیکیوں کے اجر۔

4 ...... "كشف الخفاء" للعجلوني، ج١، ص٣١٨. و"النبراس"، الملائكة عليهم السلام، ص٢٨٦.

یعنی: نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے لیے خطاؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔

ملائکہ کا بیان

فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں[1]، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔[2]

عقیدہ(۱): وہ وہی کرتے ہیں جو حکمِ الٰہی ہے[3]، خدا کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے[4]، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطأً، وہ اللہ (عزوجل) کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغائر و کبائر[5] سے پاک ہیں۔[6]

1...... عن عائشة قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((خلقت الملائكة من نور)). "صحيح المسلم"، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة، الحديث:٢٩٩٦، ص١٥٩٧.

في "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج٢، ص٥٠٠: (ظاهر الكتاب والسنة، وهو قول أكثر الأمة: أنّ الملائكة أجسام لطيفة نورانية قادرة على التشكلات بأشكال مختلفة).

و"شرح المقاصد"، المبحث السابع، الملائكة، ج٣، ص٣١٨ ـ ٣١٩. و"منح الروض الأزهر"، ص١٢.

2...... عن أبي عثمان قال: أنبئت أنّ جبريل أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وعنده أم سلمة فجعل يتحدث، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لأم سلمة: ((من هذا؟)) أو كما قال، قالت: هذا دحية...إلخ.

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، كتاب فضائل القرآن، الحديث: ٤٩٨٠، ص٤٣٢.

في "فتح الباري"، ج٩، ص٥، تحت الحديث: (وكان جبريل يأتي النبي صلى اللّٰه عليه وسلم غالباً على صورته).

عن أنس رضي اللّٰه عنه، أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقول:((يأتيني جبريل عليه السلام على صورة دحية الكلبي))، قال أنس: وكان دحية رجلا جميلا أبيض. "المعجم الكبير" للطبراني، ج١، ص٢٦١، الحديث: ٧٥٨.

وأخرج أبو الشيخ عن شريح بن عبيد اللّٰه: أنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لما صعد إلى السماء، رأى جبريل في خلقته منظوم أجنحته بالزبرجد، واللؤلؤ، والياقوت، قال: ((فخيل لي أنّ ما بين عينيه قد سد الأفق، وكنت أراه قبل ذلك على صور مختلفة، وأكثر ما كنت أراه على صورة دحية الكلبي، وكنت أحياناً أراه كما يرى الرجل صاحبه من وراء الغربال)).

"الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٤.

3...... ﴿ **وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ** ﴾. پ١٤، النحل: ٥٠.

4...... ﴿ **لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ** ﴾. پ٢٨، التحريم: ٦.

5...... چھوٹے بڑے گناہوں۔

6...... في "تفسير الكبير"، پ ا، البقرة، ج١، ص٣٨٩، تحت الآية: ٣٠: (الجمهور الأعظم من علماء الدين اتفقوا على عصمة كل الملائكة عن جميع الذنوب......، ولنا وجوه، الأوّل: قوله تعالى:﴿ **لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ** ﴾. پ٢٨، التحريم: ٦، إلّا أنّ هذه الآية مختصة بملائكة النار فإذا أردنا الدلالة العامة تمسكنا بقوله تعالى:﴿ **يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ**

عقیدہ (۲): ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں، بعض کے ذمّہ حضراتِ انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا[1]، کسی کے متعلق روزی پہنچانا[2]، کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا[3]، کسی

﴿ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ پ١٤، النحل: ٥٠، فقوله: ويفعلون ما يؤمرون يتناول جميع فعل المأمورات وترك المنهيات، لأنّ المنهي عن الشيء مأمور بتركه، فإن قيل ما الدليل على أنّ قوله: ويفعلون ما يؤمرون يفيد العموم قلنا لأنّه لا شيء من المأمورات إلّا ويصح الاستثناء منه والاستثناء يخرج من الكلام ما لولاه لدخل على ما بيناه في أصول الفقه، والثاني: قوله تعالى: **﴿ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴾**. پ١٧، الأنبياء: ٢٦-٢٧. فهذا صريح في براء تهم عن المعاصي وكونهم متوقفين في كل الأمور إلّا بمقتضى الأمر والوحي). ملتقطا

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٠: (الملائكة (الذين هم عباد) للّٰه تعالى من حيث أنّهم مخلوقون، (مكرمون لايسبقونه بالقول، وهم بأمره) سبحانه (يعملون)، لا يعملون قط ما لم يأمرهم به، (لا يوصفون) أي: الملا ئكة عليهم السلام (بمعصية) صغيرة ولا كبيرة؛ لأنّهم كالأنبياء معصومون)، ملتقطاً.

[1]...... **﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ﴾**. پ٣٠، النّٰزعٰت: ٥.

وفي "تفسير البغوي"، ج٤، ص٤١١، تحت الآية: ٥: (**﴿ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ﴾** قال ابن عباس: هم الملائكة وكّلوا بأمور عرّفهم اللّٰه عزّوجلّ العمل بها. قال عبد الرحمن بن سابط: يدبر الأمر في الدنيا أربعة جبريل وميكائيل وملك الموت وإسرافيل عليهم السلام، أمّا جبريل فموكل بالوحي والبطش وهزم الجيوش، وأمّا ميكائيل فموكل بالمطر والنبات والأرزاق، وأمّا ملك الموت فموكل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو صاحب الصور، ولا ينزل إلّا للأمر العظيم).

والبيهقي في "شعب الإيمان"، الحديث: ١٥٨، ج١، ص١٧٧.

وفي "التفسير الكبير"، ج١١، ص٢٩، تحت الآية: ٥: (فأجمعوا على أنّهم هم الملا ئكة: قال مقاتل: يعني جبريل وميكائيل وإسرافيل وعزرائيل عليهم السلام يدبّرون أمر اللّٰه تعالى في أهل الأرض، وهم المقسمات أمرا، أمّا جبريل فوكّل بالرياح والجنود، وأمّا ميكائيل فوكل بالقطر والنبات، وأمّا ملك الموت فوكّل بقبض الأنفس، وأمّا إسرافيل فهو ينزل بالأمر عليهم، وقوم منهم موكلون بحفظ بني آدم، وقوم آخرون بكتابة أعمالهم، وقوم آخرون بالخسف والمسخ والرياح والسحاب والأمطار).

[2]...... عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ للّٰه تعالى ملائكة موكلين بأرزاق بني آدم)). "كنزالعمال"، ج٤، ص١٣، الحديث: ٩٣١٧.

[3]...... عن حذيفة بن أسيد قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إذا مرّ بالنطفة اثنتان وأربعون ليلة، بعث اللّٰه إليها ملكاً **فصوّرها** وخلق سمعها وبصرها وجلدها ولحمها وعظامها...إلخ)). "صحيح مسلم"، كتاب القدر، باب كيفية الخلق الآدمي ...إلخ، الحديث: ٢٦٤٥، ص١٤٢٢.

کے متعلق بدنِ انسان کے اندر تصرّف کرنا[1]، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حفاظت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کرکے اُس میں حاضر ہونا[2]، کسی کے متعلق انسان کے نامۂ اعمال لکھنا[3]، بہتوں کا دربارِ رسالت میں حاضر ہونا[4]، کسی کے متعلق سرکار میں مسلمانوں کی صلاۃ وسلام پہنچانا[5]۔

---

1 ...... انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٦٢٠-٦٢١.

2 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ للّٰه تبارك وتعالى ملا ئكة سيارة فضلا يبتغون مجالس الذكر، فإذا وجدوا مجلساً فيه ذكر قعدوا معهم...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل مجالس الذكر، الحديث: ٢٦٨٩، ص١٤٤٤.

3 ...... في "تفسير الطبري"، پ٢٦، ق، ج ١١، ص ٤١٦، تحت الآية:١٧: عن منصور، عن مجاهد ﴿**إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ**﴾ قال: ملك عن يمينه، وآخر عن يساره، فأما الذي عن يمينه فيكتب الخير، وأما الذي عن شماله فيكتب الشرّ). عن منصور، عن مجاهد، قال: (مع كل إنسان مَلكان: ملك عن يمينه، وملك عن يساره، قال: فأما الذي عن يمينه، فيكتب الخير، وأما الذي عن يساره فيكتب الشرّ).

4 ...... في "تفسير ابن كثير"، پ٢٢، الأحزاب، ج٦، ص٤٢٣، تحت الآية:٥٦: عن نُبيه بن وهب، أنّ كعباً دخل على عائشة، رضي اللّٰه عنها، فذكروا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فقال كعب:(ما من فجر يطلع إلاّ نزل سبعون ألفًا من الملائكة حتى يحفون بالقبر يضربون بأجنحتهم ويصلون على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، سبعون ألفا بالليل، وسبعون ألفا بالنهار، حتى إذا انشقت عنه الأرض خرج في سبعين ألفا من الملائكة يزفونه).

5 ...... عن عماربن ياسرقال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:((إن اللّٰه وكّل بقبري ملكاً أعطاه أسماع الخلا ئق، فلا يصلي عليّ أحد إلى يوم القيامة إلاّ أبلغني بإسمه واسم أبيه، هذا فلان بن فلان، قد صلى عليك)). "مجمع الزوائد"، كتاب الأدعية، باب في الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في الدعاء وغيره، الحديث:١٧٢٩١، ج١٠، ص٢٥١.

وفي رواية: عن يزيد الرقاشي: (إنّ ملكا موكل بمن صلى على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن يبلغ عنه النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إنّ فلانا من أمتك صلى عليك).

وفي رواية: عن عبد اللّٰه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:((إنّ للّٰه ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني عن أمتي السلام)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب صلاة التطوع والإمامة، باب في ثواب الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٥-١١، ج٢، ص٣٩٩.

بعضوں کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا[1]، کسی کے ذمّہ قبضِ روح کرنا[2]، بعضوں کے ذمّہ عذاب کرنا[3]، کسی کے متعلق صُور پُھونکنا[4] اور اِن کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔

عقیدہ (۳): فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔[5]

عقیدہ (۴): اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔

---

1 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((العبد إذا وضع في قبره وتولي وذهب أصحابه حتى إنّه ليسمع قرع نعالهم، أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له: ما كنت تقول في هذا الرجل محمد صلى اللّٰه عليه وسلم فيقول: أشهد أنّه عبد اللّٰه ورسوله...إلخ)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، الحديث:١٣٣٨، ج ١، ص ٤٥٠.

عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا قبر الميت ـ أو قال: أحدكم ـ أتاه ملكان أسودان أزرقان يقال لأحدهما المنكر والآخر النكير، فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد اللّٰه ورسوله، أشهد أن لا إله إلاّ اللّٰه وأنّ محمداً عبده ورسوله... إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

2 ...... ﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾ پ ٢١، السجدة: ١١.

في "تفسير الخازن"، تحت الآية: (﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ﴾ أي: يقبض أرواحكم حتى لا يبقى أحد ممن كتب عليه الموت ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ﴾ وهو عزرائيل عليه السلام ﴿الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ أي: أنّه لا يغفل عنكم وإذا جاء أجل أحدكم لا يؤخر ساعة ولا شغل له إلاّ ذلك). ج ٣، ص٤٧٦.

3 ...... وأخرج أبو الشيخ عن ابن سابط قال:... فوكل جبريل بالكتاب أن ينزل به إلى الرسل، ووكل جبريل أيضا بالهلكات إذا أراد اللّٰه أن يهلك قوما). "الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٣.

4 ...... عن أبي سعيد قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إسرافيل صاحب الصور)).

"الحبائك في أخبار الملائك" للسيوطي، ص٧.

5 ...... "منح الروض الأزهر"، ص١٢:("وملائكته" منزهون عن صفة الذكورية ونعت الأنوثية).

و"شرح العقائد النسفية"، مبحث الملا ئكة عباد اللّٰه... إلخ، ص١٤٢.

وفي "شرح المقاصد"، المبحث السابع الملائكة ،ج٣، ص٣١٨.

عقیدہ (۵): انکی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا[1] اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔[2]

---

1 ...... ﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ**﴾ پ٢٩، المدثر: ٣١.

في "تفسيرجلا لين"، ص٤٨١، تحت الآية: ٣١: (﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ**﴾ الملائكة في قوّتهم وأعوانهم).

وفي "تفسيرالبغوى"، المدثر، ج٤، ص٣٨٥، تحت الآية: (﴿ **وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ** ﴾، قال مقاتل: هذا جواب أبي جهل حين قال: أما لمحمد أعوان إلّا تسعة عشر؟ قال عطاء: وما يعلم جنود ربك إلا هو، يعني من الملا ئكة الذين خلقهم لتعذيب أهل النار، لا يعلم عدتهم إلّا اللّٰه، والمعنى أنّ تسعة عشر هم خزنة النار، ولهم من الأعوان والجنود من الملا ئكة ما لا يعلمهم إلّا اللّٰه عزّوجل).

وفي "التفسير الكبير"، المدثر، تحت الآية: ٣١، ج١٠، ص٧١٣: (﴿**وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ** ﴾ فهب أنّ هؤلاء تسعة عشر إلّا أنّ لكلّ واحد منهم من الأعوان والجنود ما لا يعلم عددهم إلّا اللّٰه، وثانيها: وما يعلم جنود ربك لفرط كثرتها إلّا هو فلا يعز عليه تتميم الخزنة عشرين ولكن له في هذا العدد حكمة لا يعلمها الخلق وهو جل جلاله يعلمها).

2 ...... في "التفسير الكبير"، البقرة: تحت الآية: ٣٠، ج١، ص٣٨٦: (أكابر الملائكة فمنهم جبرئيل وميكائيل صلوات اللّٰه عليهما لقوله تعالى: ﴿ **مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ** ﴾...... ومن جملة أكابر الملائكة إسرافيل وعزرائيل صلوات اللّٰه عليهما، وقد ثبت وجودهما بالأخبار وثبت بالخبر أنّ عزرائيل هو ملك الموت على ما قال تعالى: ﴿**قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ** ﴾...... وأمّا إسرافيل عليه السلام فقد دلت الأخبار على أنّه صاحب الصور على ما قال تعالى: ﴿**وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ**﴾، ملتقطاً.

وفي "تكميل الإيمان"، ص٦٢: (واز جملہ فرشتگان چھار فرشتہ مقرب تراند کہ عظائم امور عالم ودائم مہام ملک ملکوت بایشان مفوض است یک جبرائیل............ ومیکائیل ...... واسرافیل ...... وعزرائیل)، ملتقطاً.

یعنی: تمام فرشتوں میں چار فرشتے مقرب تر ہیں جن کو عالم کے بڑے بڑے اموراور ملک وملکوت کے عظیم کام سپرد ہیں ان میں سے ایک جبریل ہیں دوسرے میکائیل، تیسرے اسرافیل اور چوتھے عزرائیل ہیں۔

عقیدہ (۶): کسی فرشتہ کے ساتھ ادنیٰ گستاخی کفر ہے[1]، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض[2] کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا، یہ قریب بکلمۂ کُفر ہے۔[3]

عقیدہ (۷): فرشتوں کے وجود کا انکار[4]، یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کُفر ہیں۔

1...... (من شتم ملكاً أو أبغضه فإنّه يصير كافراً كما في الأنبياء، ومن ذكر الأنبياء أو ملكاً بالحقارة فإنّه يصير كافراً).

"تمهيد" لأبي شكور سالمي،ص ١٢٢.

وفي "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٦: (رجل عاب ملكاً من الملائكة كفر).

2...... قابلِ نفرت۔

3...... (ويكفر بقوله لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت عند البعض خلافا للأكثر، وقيل به إن قاله لعداوته، لا لكراهة الموت). "البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٥، ملتقطاً.

وفي مجمع الأنهر"، كتاب السير والجهاد، ج٢، ص٥٠٧: (قال: لقاؤك عليّ كلقاء ملك الموت إن قاله لكراهة الموت لا يكفر، وإن قاله إهانة لملك الموت يكفر، ويكفر بتعييبه ملكاً من الملائكة أو بالاستخفاف به).

وفي "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٦: (إذا قال لغيره: رؤيتي إياك كرؤية ملك الموت، فهذا خطأ عظيم، وهل يكفر هذا القائل؟ فيه اختلاف المشايخ، بعضهم قالوا: يكفر وأكثرهم على أنّه لا يكفر، كذا في "المحيط"، وفي "الخانية": وقال بعضهم: إن قال ذلك لعداوة ملك الموت يصير كافراً، وإن قال لكراهة الموت لا يصير كافرا، ولو قال: روى فلان دشمن ميدارم چون روى ملک الموت (أي: أكره رؤية فلان مثل رؤية ملك الموت) أكثر المشايخ على أنّه يكفر).

4...... في "شرح الشفا" للقارئ، في حكم من سب الله تعالى وملائكته إلى آخره، ج٢، ص٥٢٢: ("وكذلك من أنكر شيئاً مما نصّ فيه القرآن" به كوجود الملائكة ومجيء القيامة).

جنّ کا بیان

عقیدہ (۱): یہ آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔[1] اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں[2]، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں[3]، اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں[4]، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں[5]، اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے[6]، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔[7]

1...... ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾. پ١٤، الحجر: ٢٧.

فـي "مـدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، تحت هذه الآية، ص٥٨٠ : (﴿وَالْجَآنَّ﴾ أبـا الجن كآدم للناس أو هو إبليس وهو منصوب بفعل مضمر يفسره ﴿ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ ﴾ من قبل آدم ﴿ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ من نار الحر الشديد النافذ في المسام قيل: هذه السموم جزء من سبعين جزءاً من سموم النار التي خلق الله منها الجان)۔

("مدارك التنزيل وحقائق التأويل" للنسفي، ص٥٨٠)۔

2...... "شرح المقاصد"، المبحث الثالث، ج٢، ص٥٠٠: (والجن أجسام لطيفة هوائية تتشكل بأشكال مختلفة).

3...... انظر "الحياة الحيوان الكبرى"، ج١، ص٢٩٨.

و "صفة الصفوة" لابن الجوزي، ج٢، الجزء الرابع، ص٣٥٧۔٣٥٨.

4...... في "التفسير الكبير"، ج١، ص٨٥: (الجن منهم أخيار ومنهم أشرار والشياطين اسم لأشرار الجن).

5...... فـي "التفسير الكبير"، ج١، ص٧٩: (أنّها أجسام هوائية قادرة على التشكل بأشكال مختلفة، ولها عقول وأفهام وقدرة على أعمال صعبة شاقة).

6...... ان کے یہاں اولاد پیدا ہوتی اور نسل چلتی ہے۔

7...... فـي "الـفتـاوى الـحـديثية"، ص٩٠: (اتـفـقوا على أنّ الملائكة لا يأكلون ولا يشربون ولا ينكحون، وأمّا الجن فإنّهم يأكلون ويشربون وينكحون ويتوالدون).

فـي "التـفسيـر الـكبيـر": (الـجـن والشيـاطيـن فـإنّهـم يأكلون ويشربون، قال عليه السلام في الروث والعظم: ((إنّه زاد إخوانكم من الجن)) وأيضاً فإنّهم يتوالدون قال تعالى: ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ﴾، الكهف ٥٠.

("التفسير الكبير"، ج١، ص٨٥)۔

عقیدہ (۲): اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی[1]، مگر اِن کے کفّار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بد مذہب بھی[2]، اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

عقیدہ (۳): اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔[3]

---

❶...... ﴿وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ پ۲۹، الجن: ۱۱.

وفي "تفسير الجلالين"، ص۴۷۶، تحت الآية: (﴿كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ فرقاً مختلفين مسلمين وكافرين).

❷...... وفي "الجامع لأحكام القرآن"، تحت الآية: (﴿كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ والمعنى: أي: لم يكن كلّ الجن كفاراً بل كانوا مختلفين: منهم كفار، ومنهم مؤمنون صلحاء، ومنهم مؤمنون غيرصلحاء. وقال السدي في قوله تعالى: ﴿ طَرَآئِقَ قِدَدًا﴾ قال: في الجن مثلكم قدرية ومرجئة وخوارج ، وروافضة، وشيعة وسنية)، ملتقطاً.

("الجامع لأحكام القرآن"، ج۱۰، ص۱۲).

وفي "تفسير روح البيان": (قالوا في الجن قدرية ومرجئة وخوارج وروافض وشيعية وسنية).

("تفسير روح البيان"، ج۱۰، ص۱۹۴).

❸...... في "الفتاوى الحديثية"، ص۱۶۷: (وأمّا الجان فأهل السنة يؤمنون بوجودهم، وإنكار المعتزلة لوجودهم، فيه مخالفة للكتاب والسنة والإجماع، بل ألزموا به كفراً؛ لأنّ فيه تكذيب النصوص القطعية بوجودهم، ومن ثم قال بعض المالكية: الصواب كفر من أنكر وجودهم؛ لأنّه جحد نص القرآن والسنن المتواترة والإجماع الضروري وهم مكلفون قطعاً).

عالمِ برزخ کا بیان

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں [1]، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس وجن کو حسبِ مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے [2]، اور یہ عالَم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو [3]، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ [4]

عقیدہ (۱): ہر شخص کی جتنی زندگی مقرّر ہے اُس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی [5]، جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے، اُس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام قبضِ روح کے لیے آتے ہیں [6]۔ ----------------

---

1 ...... ﴿وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾، پ١٨، المؤمنون: ١٠٠.

في "تفسير الطبري"، ج٩، ص٢٤٤، تحت الآية: (أخبرنا عُبيد قال: سمعت الضحاك يقول: البرزخ: ما بين الدنيا والآخرة).

في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج٦، ص١١٣، تحت الآية: (والبرزخ ما بين الدنيا والآخرة من وقت الموت إلى البعث، فمن مات فقد دخل في البرزخ).

2 ...... في "الفتوحات المكية"، الباب الثالث والستون في معرفة بقاء الناس --- إلخ، ج١، ص٦٨٦ : (وكلّ إنسان في البرزخ مرهون بكسبه محبوس فى صور أعماله إلى أن يبعث يوم القيامة من تلك الصور فى النشأة الآخرة والله يقول الحق وهو يهدي السبيل)۔ و"ملفوظات"، حصہ٤، ص١٥٥۔

3 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''علماء فرماتے ہیں: دنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دنیا سے، پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دنیا کو برزخ سے''۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٧٠٧.

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب حديث: أكثروا من ذكر هادم اللذات، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٩.

5 ...... ﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾۔

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾. پ١٤، النحل: ٦١.

في "تفسير الخازن"، ج٣، ص ١٢٨، تحت هذه الآية: (يعني: لا يؤخرون ساعة عن الأجل الذي جعله الله لهم ولا ينقصون عنه). وفي مقام آخر، پ١٣، الرعد، ج٣، ص٧٠: (قوله تعالى: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾، فدلّ ذلك على أنّ الآجال لا تزيد ولا تنقص).

6 ...... {قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ }. پ٢١، السجدة: ١١. =

اور اُس شخص کے دہنے بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے فرشتے دکھائی دیتے ہیں، مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے دہنے بائیں عذاب کے۔[1]

= في "تفسير البغوي"، ج٣، ص ٤٣٠، تحت الآية: (﴿قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ﴾ يقبض أرواحكم ﴿مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾، أي: وكل بقبض أرواحكم وهوعزرائيل).

1 ...... عن البراء بن عازب قال [وفيه] قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كأنّ وجوههم الشمس معهم كفن من أكفان الجنة وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت عليه السلام حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الطيبة! اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان قال: فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من في السقاء فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يأخذوها فيجعلوها في ذلك الكفن وفي ذلك الحنوط ويخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض قال: فيصعدون بها فلا يمرون يعني بها على ملإ من الملائكة إلّا قالوا: ما هذا الروح الطيب؟ فيقولون: فلان بن فلان بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا فيستفتحون له فيفتح لهم فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها حتى ينتهى به إلى السماء السابعة فيقول اللّٰه عز وجل: اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى، قال: فتعاد روحه في جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام فيقولان له: ما هذا الرجل الذى بعث فيكم فيقول: هو رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب اللّٰه فآمنت به وصدقت فينادي مناد في السماء أن صدق عبدي فافرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة قال: فيأتيه من روحها وطيبها ويفسح له في قبره مد بصره قال: ويأتيه رجل حسن الوجه حسن الثياب طيب الريح فيقول: أبشر بالذي يسرك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول له: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالخير؟ فيقول: أنا عملك الصالح فيقول: رب أقم الساعة حتى أرجع إلى أهلي ومالي، قال: وإنّ العبد الكافر إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه من السماء ملائكة سود الوجوه معهم المسوح فيجلسون منه مد البصر ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الخبيثة اخرجي إلى سخط من الله وغضب، قال فتفرق في جسده فينتزعها كما ينتزع السفود من الصوف المبلول فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يجعلوها في تلك المسوح ويخرج منها كأنتن ريح جيفة وجدت على وجه الأرض فيصعدون بها فلا يمرون بها على ملإ من الملائكة إلّا قالوا: ما هذا الروح الخبيث؟ فيقولون: فلان بن فلان بأقبح أسمائه التي كان يسمى بها في الدنيا حتى ينتهى به إلى السماء الدنيا فيستفتح له فلا يفتح له ثم قرأ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: =

اُس وقت ہر شخص پر اسلام کی حقّانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاتی ہے، مگر اُس وقت کا ایمان معتبر نہیں، اس لیے کہ حکم ایمان بالغیب کا ہے اور اب غیب نہ رہا، بلکہ یہ چیزیں مشاہد ہوگئیں۔ [1]

عقیدہ (۲): مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہوگئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ ومتأثر ہوگی، جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہَوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں، مگر راحت ولذّت روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارِد ہوتے ہیں اور کُلفت واذیّت روح پاتی ہے، اور روح کے لیے خاص اپنی راحت واَلم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بِعَینہٖ [2] یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ [3]

=﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾، فيقول الله عز وجل: اكتبوا كتابه في سجين في الأرض السفلى فتطرح روحه طرحا ثم قرأ: ﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾، فتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فينادي مناد من السماء أن كذب فافرشوا له من النار وافتحوا له بابا إلى النار فيأتيه من حرها وسمومها ويضيق عليه قبره حتى تختلف فيه أضلاعه ويأتيه رجل قبيح الوجه قبيح الثياب منتن الريح فيقول: أبشر بالذي، يسوءك هذا يومك الذي كنت توعد فيقول: من أنت فوجهك الوجه يجيء بالشر فيقول: أنا عملك الخبيث فيقول: رب لا تقم الساعة)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٨٥٥٩، ج٦، ص٤١٣-٤١٤.

1 ...... ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُوْنَ﴾. پ٢٤، المؤمن: ٨٤-٨٥.

في "تفسير الطبري"، ج١١، ص٨٣، تحت الآية: (يقول تعالى ذكره: فلم يك ينفعهم تصديقهم في الدنيا بتوحيد الله عند معاينة عقابه قد نزل، وعذابه قد حل؛ لأنهم صدقوا حين لا ينفع التصديق مصدقا، إذ كان قد مضى حكم الله في السابق من علمه، أن من تاب بعد نزول العذاب من الله على تكذيبه لم تنفعه توبته).

2 ...... بالکل۔

3 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص١٠٠-١٠١: ("وإعادة الروح" أي: ردّها أو تعلقها "إلى العبد" أي: جسده بجميع أجزائه أو بعضها مجتمعة أو متفرقة "في قبره حق"، والواو لمجرد الجمعية فلا ينافي أنّ السؤال بعد إعادة الروح وكمال الحال)، واعلم: أنّ أهل الحق اتفقوا على أنّ الله تعالىٰ يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم أو يتلذذ)، ملتقطاً. =

عقیدہ (۳): مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر[1]، بعض کی چاہِ زمزم شریف[2] میں[3]، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان[4]، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک[5] اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں[6] میں[7]، اور بعض کی اعلیٰ عِلّیین[8] میں[9] مگر کہیں ہوں، اپنے

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص۱۰۱: (أنّه يجوزأن يخلق اللّٰه تعالى في جميع الأجزاء أو في بعضها نـوعا من الحيوة قدر ما يد رك ألم العذ اب أو لذة التنعيم وهذا لا يستلزم إعادة الروح إلى بدنه ولا أن يتحرك ويضطرب أو يرى أثر العذاب عليه حتى أنّ الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

1 ...... عـن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ الرجل ليعرض عليه مقعده من الجنة والنار غدوة وعشية في قبره)). "شرح الصدور"، ص۲۶۲۔۲۶۳.

2 ...... یعنی زمزم شریف کے کنویں۔

3 ...... عن علي قال: ((أرواح المؤمنين في بئر زمزم)). "شرح الصدور"، ص۲۳۷.

4 ...... عن المغيرة بن عبد الرحمن قال: (إنّ الروح إذا خرج من الجسد كان بين السماء والأرض حتى يرجع إلى جسده). "شرح الصدور"، ص۲۳۶.

5 ...... عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما أنّه عزى أسماء بابنها عبد اللّٰه بن الزبير وجثته مصلوبة، فقال: (لا تحزني فإنّ الأرواح عند اللّٰه في السماء، وإنّما هذه جثة). وفي رواية: عـن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالى عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ أرواح المؤمنين في السماء السابعة ينظرون إلى منازلهم في الجنة)). "شرح الصدور"، ص۲۳۵.

6 ...... قندیل کی جمع، ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ (''فیروز اللغات''، ص۱۰۲۲)۔

7 ...... عـن ابـن عبـاس قـال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((لمّا أصيب إخوانكم بأحد جعل اللّٰه أرواحهم في جوف طير خضر ترد أنهار الجنة تأكل من ثمارها وتأوي إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش)).

"سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة، الحديث: ۲۵۲۰، ج۳، ص۲۲.

عن ابن مسعود قال: ((إنّ أرواح الشهداء في أجواف طير خضر في قناديل تحت العرش تسرح في الجنة حيث شاء ت ثم ترجع إلى قناديلها)). "شرح الصدور"، ص۲۳۱.

8 ...... جنت کے نہایت ہی بلند و بالا مکانات میں۔

9 ...... فـي "شرح مسلم" للنووي: ج۲، ص۲۸۶: ((الـرفيـق الأعـلـى)) الصحيح الذي عليه الجمهور أنّ المراد بالرفيق الأعلى الأنبياء الساكنون أعلى عليين). =

جسم سے اُن کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں[1]، بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے، کہ ''ایک طائر پہلے قفص[2] میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔''[3] ائمۂ کرام فرماتے ہیں:

''**إِنَّ النُّفُوْسَ الْقُدْسِيَّةَ إِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِيَّةِ اتَّصَلَتْ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَتَرٰى وَتَسْمَعُ الْكُلَّ كَالْمُشَاهِدِ.**''[4]

''بیشک پاک جانیں جب بدن کے عَلاقوں سے جدا ہوتی ہیں، عالمِ بالا سے مل جاتی ہیں اور سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں حاضر ہیں۔''

= وفي "شرح الصدور"، ص٢٤٩: قال الحافظ ابن رجب في أحوال القبور في ذكر محل الموتى في البرزخ: أمّا الأنبياء عليهم السلام فلا شك أنّ أرواحهم عند الله في أعلى عليين، وقد ثبت في الصحيح أنّ آخر كلمة تكلم بها رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته أنّه قال:((اللهم الرفيق الأعلى)). "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٨.

1 ...... في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: أرواح الأنبياء في أعلى عليين وأرواح الشهداء ...... إلخ، ص١٤-١٥: (عن مجاهد أنّها تكون على القبور سبعة أيام من يوم دفن لاتفارقه أي: ثم تفارقه بعد ذلك، ولاينافيه سنية السلام على القبور لأنّه لايدل على استقرار الأرواح على أفنيتها دائماً لأنّه يسلم على قبور الأنبياء والشهداء وأرواحهم في أعلى عليين ولكن لها مع ذلك اتصال سريع بالبدن لايعلم كنهه إلّا الله تعالى. وأخرج ابن أبي الدنيا عن مالك ((بلغني أنّ الأرواح مرسلة تذهب حيث شاءت)) وحديث:((ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلّا عرفه وردّ عليه السلام)).

وفي "شرح الصدور"، ص٢٤٤: (أرواح المؤمنين في عليين، وأرواح الكفار في سجين، ولكل روح بجسدها اتصال معنوي لا يشبه الاتصال في الحياة الدنيا بل أشبه شيء به حال النائم، وإن كان هو أشد من حال النائم اتصالا).

2 ...... یعنی ایک پرندہ پہلے پنجرہ۔

3 ...... عن عبد الله بن عمرو قال: (إنّ الدنيا جنة الكافر وسجن المؤمن، وإنّما مثل المؤمن حين تخرج نفسه كمثل رجل كان في سجن، فأخرج منه فجعل يتقلب في الأرض، ويتفسح فيها).

"كتاب الزهد"، لابن مبارك، باب في طلب الحلال، الحديث: ٥٩٧، ص٢١١،

و"شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٣.

4 ...... "فيض القدير" شرح "الجامع الصغير"، حرف الصاد، تحت الحديث: ٥٠١٦، ج٤، ص٢٦٣. بألفاظ متقاربة.

حدیث میں فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ يُخلّٰى سَرْبُهٗ يَسْرَحُ حَيْثُ شَآءَ.))[1]

''جب مسلمان مرتا ہے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے، جہاں چاہے جائے۔''

شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں[2]: ''روح را قُرب و بُعد مکانی یکساں است۔''[3]

کافروں کی خبیث روحیں بعض کی اُن کے مرگھٹ[4]، یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے[5] بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک[6] بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین[7] میں[8]، اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے، بات سُنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔

عقیدہ (۴): یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔[9]

---

1 ...... "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص۱۳.

و"المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الزهد، كلام عبد الله بن عمرو، الحديث : ۱۰، ج۸، ص۱۸۹.

2 ...... ''فتاوی رضویہ''، ج۲۹،ص۵۴۵، بحوالۂ ''فتاوی عزیزیہ''۔

3 ...... یعنی روح کے لیے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں، بلکہ سب جگہ برابر ہے۔

4 ...... ہندوؤں کے مردے جلانے کی جگہ۔

5 ...... عن عبد الله ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((إنّ أرواح الكفار تجمع ببرهوت سبخة بحضرموت، وأرواح المؤمنين بالجابية، برهوت باليمن، والجابية بالشام).

وفي رواية: عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: ((خير وادي الناس وادي مكة وشر وادي الناس وادي الأحقاف واد بحضرموت يقال له: برهوت فيه أرواح الكفار)). "شرح الصدور"، ص۲۳۶۔۲۳۷.

6 ...... عن ابن عمرو قال: ((أرواح الكافرين في الأرض السابعة)). "شرح الصدور"، ص۲۳٤.

7 ...... جہنم کی ایک وادی کا نام۔

8 ...... عن ضمرة بن حبيب مرسلا قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أرواح الكفار؟ قال: ((محبوسة في سجين)). "شرح الصدور"، ص۲۳۲.

9 ...... وفي "النبراس"، باب البعث حق، ص۲۱۳: (التناسخ هو انتقال الروح من جسم إلى جسم آخر وقد اتفق الفلاسفة وأهل السنة على بطلانه، وقال بحقيقته قوم من الضلال، فزعم بعضهم أنّ كل روح ينتقل في مائة ألف وأربعة وثمانين =

عقیدہ (۵): موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہیں، نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو، جو روح کو فنا مانے، بدمذہب ہے۔[1]

عقیدہ (٦): مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اُس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔[2]

= من الأبدان، وجوّز بعضهم تعلقه بأبدان البهائم بل الأشجار والأحجار على حسب جزاء الأعمال السيئة، وقد حكم أهل الحق بكفر القائلين بالتناسخ، والمحققون على أنّ التكفير لإنكارهم البعث).

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٤: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة).

وفي "الحديقة الند ية" شرح "الطريقة المحمدية"، ص٣٠٤: (ويجب إكفار الروافض في قولهم برجع الأموات) بعد موتهم (إلى الدنيا) أيضا (و) قولهم (بتناسخ الأرواح) أي: انتقالها من جسد إلى جسد على الأبد).

1...... في "شرح الصدور"، باب فضل الموت، ص١٢: (قال العلماء: الموت ليس بعد م محض ولا فناء صرف وإنّما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن، ومفارقة وحيلولة بينهما، وتبدل حال، وانتقال من دار إلى دار، وأخرج الطبراني في "الكبير"، والحاكم في "المستد رك" عن عمر بن عبد العزيز أنّه قال: (إنّما خلقتم للأبد والبقاء، ولكنكم تنقلون من دار إلى د ار)، ملتقطاً.

وفي مقام آخر: باب مقر الأرواح، ص٣٢٤: (ذهب أهل الملل من المسلمين وغيرهم إلى: أنّ الروح تبقى بعد موت البدن، وخالف فيه الفلاسفة، دليلنا قوله تعالى: ﴿ **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** ﴾، والذائق لا بد أن يبقى بعد المذوق، وما تقدم في هذا الكتاب من الآيات والآحاديث في بقائها وتصرفها وتنعيمها وتعذيبها إلى غيرذلك).

و"الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٧، ٧٤٣ـ٧٤٤، ٨٤٣، ج٢٩، ص١٠٣.

2...... عن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال على أعناقهم، فإن كانت صالحة قالت: قدموني قدموني، وإن كانت غير صالحة قالت: يا ويلها أين يذهبون بها؟ يسمع صوتها كل شيء إلّا الإنسان ولو سمعها الإنسان لصعق)).

"صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب كلام الميت على الجنازة، الحديث: ١٣٨٠، ج١، ص٤٦٥.

وفي "شرح الصدور"، باب معرفة الميت من يغسله، ص٩٦: (وأخرج ابن أبي‌الدنيا في القبور، عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ما من ميت يوضع على سريره فيخطى به ثلاث خطوات إلّا تكلم بكلام يسمعه من شاء اللّٰه إلّا الثقلين الإنس والجن، يقول: يا أخوتاه، ويا حملة نعشاه لا تغرنكم الدنيا كما غرتني، ولا يلعبن بكم الزمان كما لعب بي، خلفت ما تركت لورثي، والديان يوم القيامة يخاصمني ويحاسبني، وأنتم تشيعوني وتدعوني)).

عقیدہ (۷): جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں، اُس وقت اُس کو قبر دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اُس کا دبانا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے ماں پیار میں اپنے بچّے کو زور سے چپٹا لیتی ہے[1]، اور اگر کافر ہے تو اُس کو اِس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں۔[2]

1...... في "شرح الصد ور"، ذكر تخفيف ضمة القبرعلى المؤمن، ص٣٤٥: عن سعيد بن المسيب،أنّ عائشة رضي اللّٰه تعالى عنها، قالت: يارسول اللّٰه !إنّك منذ حدثتني بصوت منكر ونكير، وضغطة القبر ليس ينفعني شيء، قال:((ياعائشة!إنّ صوت منكر ونكير في أسماع المؤمنين كالإثمد في العين، وضغطة القبرعلى المؤمن كالأم الشفيقة يشكو إليها ابنها الصداع، فتغمز رأسه غمزاً رفيقاً، ولكن ياعائشة ويل للشاكين في اللّٰه كيف يضغطون في قبورهم كضغطة الصخرة على البيضة)).

وأخرج ابن أبي الدنيا عن محمد التيمي قال: كان يقال إنّ ضمة القبر إنّما أصلها أنّها أمهم ومنها خلقوا، فغابوا عنها الغيبة الطويلة، فلمّا رد إليها أولادها ضمتهم ضم الوالدة الشفيقة الذي غاب عنها ولدها، ثم قدم عليها، فمن كان للّٰه مطيعاً ضمته برفق ورأفة، ومن كان للّٰه عاصيا ضمته بعنف سخطاً منها عليه).

وفي "منح الروض الأزهر" للقاريْ، ضغطة القبر وعذاب القبر، ص١٠١: (وضغطة القبر) أي: تضييقه (حق) حتى للمؤمن الكامل لحديث: ((لو كان أحد نجا منها لنجا سعد بن معاذ الذي اهتز عرش الرحمن لموته)) وهي أخذ أرض القبر وضيقه أوّلا عليه، ثم اللّٰه سبحانه يفسح ويوسع المكان مدّ نظره إليه، قيل: وضغطته بالنسبة إلى المؤمن على هيئة معانقة الأم الشفيقة إذا قدم عليها ولدها من السفرة العميقة).

(فائده) في "فيض القدير"، ج٥، ص٤٢٤، تحت الحديث: ٧٤٩٣: (قد أفاد الخبر أنّ ضغطة القبر لا ينجو منها أحد صالح ولا غيره لكن خصّ منه الأنبياء كما ذكره المؤلف في "الخصائص" وفي "تذكرة القرطبي": يستثني فاطمة بنت أسد ببركة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم). وفي "النبراس"، ص٢٠٩.

2...... عن أنس بن مالك قال: ((وأمّا الكافر والمنافق فيقال له: ما كنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول: لا أدري كنت أقول ما يقول الناس، فيقال له: لا دريت ولا تليت، ثم يضرب بمطراق من حديد ضربة بين أذنيه، فيصيح صيحة فيسمعها من يليه غير الثقلين))، وقال بعضهم: **((يضيق عليه قبره حتى تختلف أضلاعه))**.

"المسند" للإمام أحمدبن حنبل، الحديث: ١٢٢٧٣،ج٤، ص ٢٥٣.

وفي رواية: ((وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر، قال له القبر: لامرحبا ولا أهلاً، أما إن كنت لأبغض من يمشي على ظهري إليّ فإذ ولّيتُك اليوم وصرت إليّ فسترى صنيعي بك، قال: **فيلتئم عليه حتى يلتقي عليه وتختلف أضلاعه**، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بأصابعه فأدخل بعضها في جوف بعض)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٨.

=

عقیدہ(۸): جب دفن کرنے والے دفن کرکے وہاں سے چلتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے [1]، اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں [2]، اُن کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں [3]، اُن کے بدن کا رنگ سیاہ [4]، اور آنکھیں سیاہ اور نیلی [5]، اور دیگ کی برابر اور شعلہ زن ہیں [6]، اور اُن کے مُہیب [7] بال سر سے پاؤں تک [8]، اور اُن کے دانت کئی ہاتھ کے [9]، جن سے زمین چیرتے ہوئے آئیں گے [10]، اُن میں ایک کو منکر، دوسرے کو نکیر کہتے ہیں [11]، مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اُٹھاتے اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں سوال کرتے ہیں۔ [12]

= وفي رواية: ((وإن كان منافقاً..... فيقال للأرض: التئمي عليه فتلتئم عليه، فتختلف أضلاعه)). ملتقطاً.

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

1 ...... عن أنس بن ملك رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ العبد إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه، وإنّه ليسمع قرع نعالهم)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٤، ج١، ص٤٦٣.

2 ...... ((ثم أتاك منكر ونكير... يحفران الأرض بأنيابهما... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٢.

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

3 ...... في" الإحياء"، ج١، ص١٢٧:(سوال منكر و نكير وهما شخصان مهيبان هائلان... إلخ).

4 ......((ثم أتاك منكر ونكير أسودان... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٢، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

5 ...... ((أتاه ملكان أسودان أزرقان... إلخ)).

"سنن الترمذي"، باب ما جاء في عذاب القبر، ج٢، ص٣٣٧، الحديث: ١٠٧٣.

6 ...... ((أعينهما مثل قدور النحاس... إلخ)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٤٦٢٩، ج٣، ص٢٩٢.

7 ...... خوفناک۔

8 ...... ((يجران أشعارهما)). "شرح الصدور"، ص١٢٢، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

وفي رواية: الحديث: ٨٥، ص٩٨: ((قد سدلا شعورهما)).

9 ...... ((وأنيابهما مثل صياصي البقر)). "المعجم الأوسط" للطبراني"، الحديث: ٤٦٢٩، ج٣، ص٢٩٢.

10 ...... ((يحثان الأرض بأنيابهما... إلخ)). "شرح الصدور"، ص١٢٧.

11 ...... ((يقال لأحدهما: المنكر والآخر النكير))."سنن الترمذي"، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث:١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

12 ...... ((فأجلساك فزعا فتلتلاك وتوهلاك)). "شرح الصدور"، ص١٢٢.

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٨٦، ج١، ص٩٩.

پہلاسوال: ((مَنْ رَّبُّکَ؟))

''تیرا رب کون ہے؟''

دوسراسوال: ((مَا دِیْنُکَ؟))

''تیرا دین کیا ہے؟''

تیسراسوال: ((مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟))

''ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟''

مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا:

((رَبِّيَ اللّٰهُ.))

''میرا رب اللہ (عزوجل) ہے۔''

اور دوسرے کا جواب دے گا:

((دِيْنِيَ الإِسْلَامُ.))

''میرا دین اسلام ہے۔''

تیسرے سوال کا جواب دے گا:

((هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَسلَّم.))

''وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔''

وہ کہیں گے، تجھے کس نے بتایا؟ کہے گا: میں نے اللہ (عزوجل) کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔[1] بعض

---

[1]...... ((ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: ربي الله، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام، فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ قال: فيقول: هو رسول الله صلى الله عليه وسلم، فيقولان: وما يدريك؟ فيقول: قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت)).

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٢٦٦.

وفي رواية: ((أتاه ملكان فيقعدان فيقولان: ما كنت تقول في هذا الرجل لمحمد صلى الله عليه وسلم؟ فأمّا المؤمن فيقول: أشهد أنه عبد الله ورسوله)). "صحيح البخارى"، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، الحديث : ١٣٧٤، ج١، ص٤٦٣.

روایتوں میں آیا ہے، کہ سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم تھا کہ تُو یہی کہے گا[1]، اُس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندہ نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ، اور جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ جنت کی نسیم اور خوشبو اُس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی، وہاں تک اُس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی[2] اور اُس سے کہا جائے گا کہ تو سو جیسے دُولھا سوتا ہے۔[3] یہ خواص کے لیے عموماً ہے اور عوام میں اُن کے لیے جن کو وہ چاہے، ورنہ وسعتِ قبر حسبِ مراتب مختلف ہے[4]، بعض کیلئے ستّر ستّر ہاتھ لمبی چوڑی[5]، بعض کے لیے جتنی وہ چاہے زیادہ[6]، حتیٰ کہ جہاں تک نگاہ پہنچے[7]۔

---

1 ...... وفي رواية: ((فيقولان: ماكنت تقول في هذا الرجل؟ فيقول ما كان يقول: هو عبد الله ورسوله، أشهد أنّ لا إله إلا الله وأنّ محمداً عبده ورسوله، فيقولان: قد كنا نعلم أنّك تقول هذا)).

"سنن الترمذي" كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذ اب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧.

2 ...... ((فينادي مناد في السماء: أن صدق عبدي فأفرشوه من الجنة وألبسوه من الجنة وافتحوا له بابا إلى الجنة، قال: فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له في قبره مدّ بصره)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٨٥٥٩، ج٦، ص٤١٣-٤١٤.

3 ...... ((فيقولان: نم كنومة العروس)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

وفي "النبراس"، ص٢٠٨: ("فيقولان له: نم كنومة العروس" بفتح العين جديد العهد بالنكاح ويطلق على الزوج والزوجة).

4 ...... ((فيوسع له في قبره، ويفرج له فيه)). "شرح الصدور"، ص١٢٥۔

و"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٩١٤٥، ج٩، ص٢٣٣.

5 ...... قال قتادة: ((وذكر لنا أنّه يفسح له في قبره سبعون ذراعاً)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة...إلخ، باب عرض مقعد الميت... إلخ، الحديث: ٢٨٧٠، ص١٥٣٥.

وفي رواية: ((ثم يفسح له في قبره سبعون ذراعا في سبعين)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٧-٣٣٨ .

وفي "النبراس"، ص٢٠٨: ("سبعون ذراعاً في سبعين" أي: طولاً وعرضاً).

6 ...... ((فيفسح له في قبره ما شاء، فيرى مكانه من الجنة)). "شرح الصدور"، ص١٢٦، و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ١٩٨، ج١، ص٢٢٨.

7 ...... ((فيوسع له في قبره مد بصره)). "شرح الصدور"، ص١٢٦۔

و"إثبات عذاب القبر" للبيهقي، الحديث: ٣٢، ج١، ص٣٩.

اور عُصاۃ[1] میں بعض پر عذاب بھی ہوگا ان کی معصیت کے لائق [2]، پھر اُس کے پیرانِ عظام یا مذہب کے امام یا اور اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب وہ چاہے گا، نجات پائیں گے [3]، اور بعض نے کہا کہ مؤمن عاصی پر عذابِ قبر شبِ جمعہ آنے تک ہے، اس کے آتے ہی اٹھالیا جائے گا [4]، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں! یہ حدیث سے ثابت ہے کہ جو مسلمان شبِ جمعہ یا روزِ جمعہ یا رمضانِ مبارک کے کسی دن رات میں مرے گا، سوالِ نکیرین وعذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ [5] اور یہ جو ارشاد ہوا کہ اُس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دیں گے، یہ یوں ہوگا کے پہلے

---

1 ...... عاصی کی جمع، یعنی گنہگاروں، نافرمانوں۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص۹۹: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين ثابت)، ملخصاً وملتقطاً.

3 ...... في "الميزان الكبرى"، ج۱، ص۹ مقدمة الكتاب: (جميع الأئمة المجتهدين يشفعون في أتباعهم ويلاحظونهم في شدائدهم في الدنيا والبرزخ ويوم القيامة حتى يجاوز الصراط).

ومقام آخر، ج۱، ص۵۳: (قد ذكرنا في كتاب الأجوبة عن أئمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون في مقلديهم ويلاحظون أحدهم عند طلوع روحه وعند سؤال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط، ولا يغفلون عنهم في موقف من المواقف). بحواله "الفتاوی الرضوية"، ج۹، ص۷٦۹.

4 ...... في "منح الروض الأزهر شرح فقه الأكبر"، ص۱۰۲: (قال القونوي: إنّ المؤمن إن كان مطيعاً لا يكون له عذاب القبر ويكون له ضغطة فيجد هول ذلك وخوفه،...... قال القونوي: وإن كان عاصياً يكون له عذاب القبر وضغطة القبر، لكن ينقطع عنه عذاب القبر يوم الجمعة وليلة الجمعة...)، ملخصاً وملتقطاً.

5 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((من مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة وقي فتنة القبر)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۷۰۷۰، ج۲، ص٦۸٤.

وعن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلّا وقاه الله فتنة القبر)). "سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء فيمن مات يوم الجمعة، الحديث: ۱۰۷٦، ج۲، ص۳۳۹۔

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٦۵۹۳، ج۲، ص۵۷۵.

وفي "المعتقد المنتقد"، ص۱۸٤: (والأصح أنّ الأنبياء لا يسألون، وقد ورد أنّ بعض صالحي الأمة كالشهيد والمرابط يوما وليلة في سبيل الله يأمن فتنة القبر، فالأنبياء عليهم السلام أولى بذلك، وفي "المعتمد المستند": (والميت يوم الجمعة أو ليلتها أوفي رمضان وغيرهم ممّن وردت لهم الأحاديث). "الفتاوی الرضوية"، ج۹، ص٦۵۹.

اُس کے بائیں ہاتھ کی طرف جہنم کی کھڑکی کھولیں گے، جس کی لپٹ اور جلن اور گرم ہوا اور سخت بدبو آئے گی اور معاً[1] بند کر دیں گے، اُس کے بعد دہنی طرف سے جنت کی کھڑکی کھولیں گے اور اُس سے کہا جائے گا کہ اگر تُو اِن سوالوں کے صحیح جواب نہ دیتا تو تیرے واسطے وہ تھی اور اب یہ ہے، تاکہ وہ اپنے رب کی نعمت کی قدر جانے کہ کیسی بلائے عظیم سے بچا کر کیسی نعمتِ عظمیٰ عطا فرمائی۔ اور منافق کے لیے اس کا عکس ہوگا، پہلے جنت کی کھڑکی کھولیں گے کہ اس کی خوشبو، ٹھنڈک، راحت، نعمت کی جھلک دیکھے گا اور معاً بند کر دیں گے اور دوزخ کی کھڑکی کھول دیں گے، تاکہ اُس پر اس بلائے عظیم کے ساتھ حسرتِ عظیم بھی ہو[2]، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مان کر، یا اُن کی شانِ رفیع میں ادنیٰ گستاخی کر کے کیسی نعمت کھوئی اور کیسی آفت پائی! اور اگر مُردہ منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں یہ کہے گا:

((هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي.))

''افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔''

((كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئاً فَأَقُوْلُ.))

''میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا، خود بھی کہتا تھا۔''

اس وقت ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا: کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی اور اس پر عذاب دینے کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے، جو اندھے اور بہرے ہوں گے، ان کے ساتھ لوہے کا گُرز ہوگا کہ پہاڑ پر اگر مارا جائے تو خاک ہو جائے، اُس ہتوڑے سے اُس کو

---

1 ...... فوراً۔

2 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:... ((فيقال: افتحوا له بابا إلى النار، فيفتح له بابا إلى النار، فيقال: هذا كان منزلك لو عصيت الله عز وجل، فيزداد غبطة وسرورا، ويقال له: افتحوا له بابا إلى الجنة، فيفتح له، فيقال: هذا منزلك وما أعدّ الله لك، فيزداد غبطة وسرورا،... وأمّا الكافر...، فيقال: افتحوا له بابا إلى الجنة، فيفتح له باب إلى الجنة، فيقال له: هذا كان منزلك وما أعدّ الله لك لو أنت أطعته، فيزداد حسرة وثبورا، ثم يقال له: افتحوا له بابا إلى النار، فيفتح له بابا إليها، فيقال له: هذا منزلك وما أعدّ الله لك، فيزداد حسرة وثبورا))، ملتقطاً.

"المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٦٣٠، ج٢، ص٩٢. و"شرح الصدور"، ص١٣٣.

مارتے رہیں گے۔[1] نیز سانپ اور بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے[2]، نیز اعمال اپنے مناسب شکل پر متشکل ہو کر کتّا یا بھیڑیا یا اور شکل کے بن کر اُس کو ایذا پہنچائیں گے اور نیکوں کے اعمالِ حَسَنہ مقبول و محبوب صورت پر متشکل ہو کر اُنس دیں گے۔

عقیدہ (۹): عذابِ قبر حق ہے[3]،

---

1 ...... ((وإن كان منافقاً قال: لا أدري كنت أسمع الناس يقولون شيئاً، فكنت أقوله...إلخ)).

"صحيح ابن حبان"، الحديث: ٣١٠٧، ج٤، ص٤٨.

وفي رواية: ((وإن كان منافقاً قال: سمعت الناس يقولون فقلت مثله، لا أدري...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٠٧٣، ج٢، ص٣٣٨.

وفي رواية: قال: ((وإن الكافر فذكر موته، قال: وتعاد روحه في جسده ويأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري، فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري فيقولان له: ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول: هاه لا أدري، فينادي مناد من السماء أن كذب فأفرشوه من النار وألبسوه من النار وافتحوا له باباً إلى النار قال: فيأتيه من حرها وسمومها... زاد في حديث جرير قال: ثم يقيض له أعمى أبكم معه مرزبة من حديد لو ضرب بها جبل لصار تراباً قال: فيضربه بها ضربة يسمعها ما بين المشرق والمغرب إلا الثقلين فيصير تراباً... إلخ))، ملتقطاً.

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، الحديث: ٤٧٥٣، ج٤، ص٣١٦.

2 ...... عن أبي هريرة: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((...... أتدرون فيما أنزلت هذه الآية: ﴿ **فَاِنَّ لَهٗ مَعِیۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَعۡمٰی** ﴾ أتدرون ما المعيشة الضنكة قالوا: الله ورسوله أعلم قال: عذاب الكافر في قبره، والذي نفسي بيده إنّه يسلط عليه تسعة وتسعون تنينا، أتدرون ما التنين؟ سبعون حية لكل حية سبع رؤوس يلسعونه ويخدشونه إلى يوم القيامة)).

"صحيح ابن حبان"، كتاب الجنائز... إلخ، فصل في أحوال الميت في قبره، الحديث: ٣١١٢، ج٤، ص٥٠.

3 ...... ﴿ **اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا** ﴾ پ ، المؤمن: ٤٦.

في "التفسير الكبير"، ج٩، ص٥٢١: (احتج أصحابنا بهذه الآية على إثبات عذاب القبر قالوا: الآية تقتضي عرض النار عليهم غدواً وعشياً ، وليس المراد منه يوم القيامة... إلخ).

((عذاب القبر حق)). "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، الحديث: ١٣٧٢، ج١، ص٤٦٣.

وفي رواية: عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أيها الناس استعيذوا بالله من عذاب القبر فإنّ عذاب القبر حق)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٤٥٧٤، ج٩، ص٣٦٣.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار)).

سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٩.

اور یوہیں تنعیمِ قبر حق ہے[1]، اور دونوں جسم وروح دونوں پر ہیں[2]، جیسا کہ اوپر گزرا۔ جسم اگرچہ گل جائے، جل جائے، خاک ہو جائے، مگر اُس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے، وہ مَورِدِ عذاب وثواب ہوں گے[3] اور اُنھیں پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیبِ جسم فرمائی جائے گی، وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو ''عَجْبُ الذَّنب'' کہتے ہیں، کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں، نہ آگ اُنھیں جلا سکتی ہے، نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے، وہی تخمِ جسم ہیں۔ ولہٰذا روزِ قیامت روحوں کا اِعادہ[4] اُسی جسم میں ہوگا، نہ جسمِ دیگر میں، بالائی زائد اجزا کا گھٹنا، بڑھنا، جسم کو نہیں بدلتا، جیسا: بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے، قوی ہیکل جوان بیماری میں گھل کر کتنا حقیر رہ جاتا ہے، پھر نیا گوشت پوست آکر مثلِ سابق ہو جاتا ہے، اِن تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شخص بدل گیا۔ یوہیں روزِ قیامت کا عَود ہے[5]، وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہوگئے ہوں، اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہوگئے ہوں، رب عزوجل انھیں جمع فرما کر اُس پہلی ہیئت پر لاکر اُنھیں پہلے اجزائے اصلیہ پر

1...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر، ص٩٩: (عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين، خص البعض؛ لأنّ منهم من لا يريد الله تعالى تعذيبه فلا يعذب، وتنعيم أهل الطاعة في القبر بما يعلمه الله تعالى ويريده، ثابت)، ملتقطاً.

وفي "فقه الأكبر"، ص١٠١: (ضغطة القبر حق، وعذابه حق كائن للكفار كلهم ولبعض المسلمين).

وفي "منح الروض الأزهر"، ص١٠١: (وعذابه) أي: إيلامه (حق كائن للكفار كلهم) أجمعين (ولبعض المسلمين) أي: عصاة المسلمين كما في نسخة، وكذا تنعيم بعض المؤمنين حق، فقد ورد: ((إن القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران)) رواه الترمذي والطبراني رحمهما الله).

2...... ﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ پ٢٤، المؤمن: ٤٦.

في "تفسير روح البيان"، ج٨، ص١٩١، تحت الآية: (محل العذاب والنعيم أي: في القبر هو الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة).

في "شرح الصدور"، ص١٨١: (قال العلماء: عذاب القبر محله الروح والبدن جميعاً باتفاق أهل السنة وكذا القول في النعيم)، ملتقطاً. وفي "المعتمد المستند"، ص١٨٢: (أنّ التنعيم والعذاب كلاهما للروح والبدن جميعاً).

و"الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٥٨. و٨٥١.

3...... یعنی عذاب وثواب اِنہیں پر وارد ہوگا۔

4...... یعنی لوٹ کر آنا۔

5...... یعنی لوٹ کر آنا ہے۔

کہ محفوظ ہیں، ترکیب دے گا اور ہر رُوح کو اُسی جسمِ سابق میں بھیجے گا، اِس کا نام حشر ہے[1]، عذاب و تنعیمِ قبر کا اِنکار وہی کرے گا، جو گمراہ ہے۔[2]

عقیدہ (۱۰): مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال وثواب وعذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔[3]

1...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ويبلى كل شيء من الإنسان إلّا عجب ذنبه فيه يركب الخلق)).

"صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب ونفخ في الصور...إلخ، الحديث: ٤٨١٤، ج٣، ص٣١٦.

وفي "فتح الباري"، كتاب التفسير، ج٨، ص٤٧٥-٤٧٦، تحت الحديث: (قوله: "ويبلى كل شيء من الإنسان إلّا عجب ذنبه، فيه يركب الخلق"، في رواية مسلم: ((ليس من الإنسان شيء إلّا يبلى إلّا عظماً واحداً))، وعن أبي هريرة بلفظ: ((كل ابن آدم يأكله التراب إلّا عجب الذنب، منه خلق ومنه يركب))، وعن أبي هريرة قال: ((إنّ في الإنسان عظما لا تأكله الأرض أبداً، فيه يركب يوم القيامة))، قالوا: أيّ عظم هو؟ قال: ((عجب الذنب))، وفي حديث أبي سعيد عند الحاكم وأبي يعلى: قيل: يا رسول الله ما عجب الذنب؟ قال: ((مثل حبة خردل))، والعجب بفتح المهملة وسكون الجيم بعدها موحدة ويقال له: ((عجم)) بالميم أيضا عوض الباء، وهو عظم لطيف في أصل الصلب، وهو رأس العصعص، وهو مكان رأس الذنب من ذوات الأربع. وفي حديث أبي سعيد الخدري عند ابن أبي الدنيا وأبي داود والحاكم مرفوعا: ((إنّه مثل حبة الخردل)).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص١٠٢-١٠٣: (والبعث وهو أن يبعث الله تعالى الموتى من القبور بأن يجمع أجزاء هم الأصلية ويعيد الأرواح إليها حق لقوله تعالى: ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾ وقوله تعالى: ﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ إلى غير ذلك من النصوص القاطعة الناطقة بحشر الأجساد).

2...... في "الحديقة الندية"، ص٣٠٣: (من أنكر عذاب القبر فهو مبتدع). و"بريقة محمودية"، ج٢، ص٥٦۔

3...... وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٦-٢٦٧: (وعذاب القبر) قيد القبر جرى على الغالب أو قبر كل إنسان بحسبه، وقال العلماء: عذاب القبر هو عذاب البرزخ أضيف إلى القبر؛ لأنّه الغالب وإلّا فكل ميت أراد الله تعالى تعذيبه ناله ما أراد الله به قبر أو لم يقبر ولو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق حتى صار رماداً، وذري في الريح...... (وتنعيم أهل الطاعة) من المؤمنين (فيه) أي: القبر يعني كائن ذلك فيه (بما) أي: بالوصف الذي (يعلمه الله تعالى ويريده) للعبد المؤمن كما قال صلى الله عليه وسلم: ((القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النيران وكما تقدم في عذاب القبر يقال في نعيمه سواء قبر العبد أو لم يقبر حتى لو صلب أو غرق في بحر أو أكلته الدواب أو حرق...إلخ). =

مسئلہ: انبیاء علیہم السلام اوراولیائے کرام وعلمائے دین وشہداوحافظانِ قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اوروہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اوروہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اوروہ کہ اپنے اوقات درودشریف میں مستغرق رکھتے ہیں، ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی[1]۔

= وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث عذاب القبر والبعث، ص١٠١: (حتى أنّ الغريق في الماء والمأكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه).

وفي "النبراس"، مبحث عذاب القبر وثوابه، ص٢١٠: (ولا يستلزم أن يتحرك ويضطرب) من الألم (أو يرى أثر العذاب عليه) من إحراق أو ضرب (حتى أنّ الغريق في الماء أو المأكول في بطون الحيوانات أو المصلوب في الهواء يعذب وإن لم نطلع عليه) جواب عن الإشكال للمعتزلة، وحاصله أنّا لا نرى الميت معذبا فالحكم بعذابه سفسطة لا سيما في ثلثة أشخاص أحدهم الغريق؛ لأنّ الإحراق في الماء البارد غير معقول الثاني من أكله السباع إذ لو عذب بالاحتراق بطونها الثالث المصلوب لا يزال في الهواء يراه ويشهده الناظرون بلا سؤال وضيق مكان وعذاب، وحاصل الجواب: إنّ الله تعالى على كل شيء قدير، وإنّا لا ندرك إلاّ ما خلق الله سبحانه إدراكه فينا فيجوز أن يستر هذه الأحوال عن حواسنا كما كان جبريل عليه السلام ينزل على النبي صلى الله عليه وسلم ويكلمه ولا يشعر الحاضرون بذلك وكما أنّ صاحب السكتة حيّ ولا يدرك حيٰوته).

[1]...... ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾ پ٢، البقرة: ١٥٤۔

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ پ٤، آل عمران: ١٦٩۔

عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أكثروا الصلاة علي يوم الجمعة، فإنّه مشهود تشهده الملائكة، فإنّ أحداً لن يصلي علي إلاّ عرضت علي صلاته حتى يفرغ منها، قال قلت: وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت، إنّ الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء عليهم السلام، فنبي الله حي يرزق)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ﴾ پ٢٦، ق:٤.

في "تفسير روح البيان"، ج٩، ص١٠٤، تحت الآية: (في الحديث: ((كل ابن آدم يبلى إلاّ عجب الذنب، فمنه خلق وفيه يركب))، والعجب بفتح العين وسكون الجيم أصل الذنب ومؤخر كل شيء وهو ههنا عظم لا جوف له قدر ذرة أو خردلة يبقى من البدن ولا يبلى، فإذا أراد الله الإعادة ركب على ذلك العظم سائر البدن وأحياه، أي: غير أبدان الأنبياء والصديقين والشهدآء فإنّها لا تبلى ولا تتفسخ إلى يوم القيامة على ما نص به الأخبار الصحيحة). =

جوشخص انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے، گمراہ، بددین، خبیث، مرتکب توہین ہے۔

= وأيضاً في "روح البيان"، ج٣، ص٤٣٩: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة اللّٰه تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ اللّٰه تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير).

عن أبي سعيد قال: خرج النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لصلاة فرأى الناس كأنّهم يكتشرون، قال: ((أما إنكم لو أكثرتم ذكر هاذم اللذات لشغلكم عما أرى الموت فأكثروا ذكر هاذم اللذات الموت فإنّه لا يأت على القبر يوم إلّا تكلم فيقول: أنا بيت الغربة وأنا بيت الوحدة وأنا بيت التراب وأنا بيت الدود...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع...إلخ، الحديث: ٢٤٦٨، ج٤، ص٢٠٨.

"والمشكاة"، كتاب الرقاق، الحديث: ٥٣٥٢، ج٢، ص٢٧٢ـ٢٧٣.

في "المرقاة"، ج٩، ص٢١٣، تحت الحديث، وتحت اللفظ: ("وأنا بيت الدود": قيل: يتولد الدود من العفونة وتأكل الأعضاء، ثم يأكل بعضها بعضاً إلى أن تبقى دودة واحدة فتموت جوعاً، واستثنى الأنبياء والشهداء والأولياء والعلماء من ذلك، فقد قال صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ اللّٰه حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء)). وقال تعالى في حق الشهداء: ﴿ **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ** ﴾، والعلماء العاملون المعبر عنهم بالأولياء مدادهم أفضل من دماء الشهداء).

وفي "شرح الصدور"، باب نتن الميت وبلاء جسده... إلخ، ص٣١٧ـ٣١٨: عن جابر بن عبد اللّٰه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا مات حامل القرآن أوحى اللّٰه إلى الأرض أن لا تأكلي لحمه، فتقول الأرض: أي رب! كيف آكل لحمه وكلامك في جوفه؟)). وعن قتادة قال: (بلغني أنّ الأرض لا تسلط على جسد الذي لم يعمل خطيئة).

(محمد بن سليمان الجزولي) السملالي الشريف الحسني الشاذلي، صاحب "دلائل الخيرات" رضي اللّٰه عنه، دخل الخلوة للعبادة نحو أربعة عشر عاماً، ثم خرج للانتفاع به، فأخذ في تربية المريدين، وتاب على يده خلق كثير، وانتشر ذكره في الآفاق، وظهرت له الخوارق العظيمة والكرامات الجسمية والمناقب الفخيمة، واجتمع عنده من المريدين أكثر من اثني عشر ألفاً، ومن كراماته رضي اللّٰه عنه: أنّه بعد وفاته بسبع وسبعين سنة نقلوه من قبره في بلاد "السوس" إلى "مراكش"، فوجدوه كهيئته يوم دفن ولم تعد عليه الأرض ولم يغير طول الزمان من أحواله شيئاً، وأثر الحلق من شعر رأسه ولحيته ظاهر كحاله يوم موته، إذ كان قريب عهد بالحلق، ووضع بعض الحاضرين أصبعه على وجهه حاصراً بها فحصر الدم عما تحتها، فلما رفع أصبعه رجع الدم كما يقع ذلك في الحي. وقبره بمراكش عليه جلالة عظيمة، والناس يزدحمون عليه، ويكثرون من قراءة دلائل الخيرات عنده. **وثبت أنّ رائحة المسك توجد من قبره من كثرة صلاته على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم**، وكانت وفاته سنة ٨٧٠ رضي اللّٰه عنه. "جامع كرامات الأولياء"، ج١، ص٢٧٦.

معاد و حشر کا بیان

بیشک زمین وآسمان اور جن و اِنس و مَلک سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں، صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیے ہمیشگی و بقا ہے۔[1] دنیا کے فنا ہونے سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

(۱) تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے، ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا جزیرۂ عرب میں۔[2]

(۲) عِلم اُٹھ جائے گا یعنی علما اُٹھا لیے جائیں گے، یہ مطلب نہیں کہ علما تو باقی رہیں اور اُن کے دلوں سے علم محو کر دیا جائے۔[3]

(۳) جہل کی کثرت ہوگی۔[4]

---

1 ...... ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾. پ ۲۷، الرحمٰن: ۲۶،۲۷.

{لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ }.پ ۲۰، القصص: ۸۸.

في "روح المعاني"، پ ۲۰، تحت الآية: ۸۸، الجزء العشرون، ص ۴۵۱: (أخرج عنه ابن مردويه أنّه قال: لما نزلت ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ قيل: يا رسول الله: فما بال الملائكة؟ فنزلت ﴿كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ فبين في هذه الآية فناء الملائكة والثقلين من الجن والإنس وسائر عالم الله تعالى وبريته من الطير والوحوش والسباع والأنعام وكل ذي روح أنّه هالك ميت).

2 ......عن حذيفة بن أسيد الغفاری قال: اطلع النبي صلى الله عليه وسلم علينا ونحن نتذاكر، فقال: ((ما تذاكرون؟ قالوا: نذكر الساعة، قال: إنّها لن تقوم حتى ترون قبلها عشرآيات، فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى بن مريم عليه السلام ويأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب)).

("صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في الآيات التي... إلخ، الحديث: ۲۹۰۱، ص ۱۵۵۱).

3 ...... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالم اتخذ الناس رؤوساً جهّالاً، فسئلوا فأ فتوا بغير علم فضلّوا وأضلّوا)). "صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب: كيف يقبض العلم، الحديث: ۱۰۰، ج ۱، ص ۵۴.

4 ...... عن أنس رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ من أشراط الساعة أن يرفع العلم ويكثر الجهل)). "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ۵۲۳۱، ج ۳، ص ۴۷۲، ملتقطاً.

(۴) زنا کی زیادتی ہوگی[1] اور اِس بے حیائی کے ساتھ زنا ہوگا، جیسے گدھے جُفتی کھاتے ہیں، بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔[2]

(۵) مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ، یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس۵۰ عورتیں ہوں گی۔[3]

(۶) علاوہ اُس بڑے دجّال کے اور تیس دجّال ہوں گے، کہ وہ سب دعوئ نبوت کریں گے، حالانکہ نبوت ختم ہوچکی۔[4] جن میں بعض گزر چکے، جیسے مسیلمہ کذّاب، طلیحہ بن خوَیلد، اسود عَنسی، سجاح عورت کہ بعد کو اسلام لے آئی[5]،..............

---

1 ...... ((ويكثر الزنا)). "صحيح البخاري"، كتاب النكاح، باب: يقل الرجال ويكثر النساء، الحديث: ٥٢٣١، ج٣، ص٤٧٢.

2 ...... ((يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال ...إلخ، الحديث: ٢٩٣٧، ص١٥٧٠.

في "شرح النووي على المسلم"، ج٢، ص٤٠٢، قوله: صلى الله عليه وسلم: "يتهارجون فيها تهارج الحمر" (أي: يجامع الرجال النساء علانية بحضرة الناس كما يفعل الحمير، ولا يكترثون لذلك).

3 ...... ((وتكثر النساء ويقل الرجال حتى يكون لخمسين امرأةً القيم الواحد)).

"صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، الحديث: ٨١، ج١، ص٤٧.

4 ...... عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وإنّه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون، كلهم يزعم أنّه نبي، وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)). "سنن أبي داود"، كتاب الفتن والملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها، الحديث: ٤٢٥٢، ج٤، ص١٣٣.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات، الحديث: ٢٢٧٩، ج٤، ص١٢١.

5 ...... عن عمارة بن بلال الأسدي قال: (ارتد طليحة في حياة النبي صلى الله عليه وسلم وادعى النبوة) "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ٣٩٥٧٦، ج١٤، ص٢٣٤.

عن ابن الزبير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :((لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذّابا، منهم العنسي مسيلمة والمختار)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الأمراء، الحديث: ٥٧، ج٧، ص٢٥٧.

"مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦٧٨٦، ج٦، ص٤٥.

في "فتح الباري"، كتاب المناقب، ج٦، ص٥١٥، تحت الحديث:٣٦٠٩: (عن عبد الله بن الزبير تسمية بعض الكذابين المذكورين بلفظ: ((لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلاثون كذاباً منهم مسيلمة والعنسي والمختار)) قلت: وقد ظهر مصداق ذلك في آخر زمن النبي صلى الله عليه وسلم، فخرج مسيلمة باليمامة، والأسود العنسي باليمن، ثم خرج في خلافة أبي بكر طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة، و**سجاح** التميمية في بني تميم، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي صلى الله عليه وسلم، وقتل

غلام احمد قادیانی[1] وغیرہم۔ اور جو باقی ہیں، ضرور ہوں گے۔

(۷) مال کی کثرت ہوگی[2]، نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔[3]

(۸) ملکِ عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔[4]

(۹) دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مُٹھی میں انگارا لینا[5]، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا، کہ کاش! میں اِس قبر میں ہوتا۔[6]

(۱۰) وقت میں برکت نہ ہوگی، یہاں تک کہ سال مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی[7]، یعنی بہت جلد جلد وقت گزرے گا۔

مسيلمة في خلافة أبي بكر، وتاب طليحة ومات على الإسلام على الصحيح في خلافة عمر، ونقل **أنّ سجاح أيضاً تابت** ، وأخبار هؤلاء مشهورة عند الأخباريين)، ملتقطاً

1 ...... غلام احمد قادیانی کے بارے میں اسی ''بہارِ شریعت'' کے صفحہ ۱۹۰ سے دیکھیں۔

2 ...... أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((لا تقوم الساعة حتى يكثرالمال...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة ...إلخ، الحديث: ١٥٧، ص٥٠٥.

3 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى...إلخ، الحديث: ٢٨٩٤، ص١٥٤٧.

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى تعود أرض العرب مروجا وأنهارا)).

"المستدرك"، كتاب الفتن، الحديث: ٨٥١٩، ج٥، ص٦٧٤.

5 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يأتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، الحديث: ٢٢٦٧، ج٤، ص١١٥.

6 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول: ياليتني مكانه)) وقال صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده! لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر، فيتمرغ عليه، ويقول: يا ليتني كنت مكان صاحب هذا القبر)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، الحديث: ٥٣ـ٥٤ (١٥٧)، ص١٥٥٥.

7 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لا تقوم الساعة حتى يتقارب الزمان وتكون السنة كالشهر، والشهر كالجمعة وتكون الجمعة كاليوم ويكون اليوم كالساعة وتكون الساعة كالضرمة بالنار)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ماجاء في قصر الأمل، الحديث: ٢٣٣٩، ج٤، ص١٤٩.

(۱۱) زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے۔[1]

(۱۲) علمِ دین پڑھیں گے، مگر دین کے لیے نہیں۔[2]

(۱۳) مرد اپنی عورت کا مُطیع ہوگا۔[3]

(۱۴) ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔[4]

(۱۵) اپنے احباب سے میل جول رکھے گا اور باپ سے جدائی۔[5]

(۱۶) مسجد میں لوگ چِلّائیں گے۔[6]

(۱۷) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔[7]

(۱۸) اَگلوں پر لوگ لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے۔[8]

(۱۹) درندے، جانور، آدمی سے کلام کریں گے، کوڑے کی پھُنچی[9]، جُوتے کا تَسمہ کلام کرے گا، اُس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران اُسے خبر دے گی۔[10]

---

1 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا اتخذ الفيء دولاً، والأمانة مغنماً، والزكاة مغرماً)).

2 ...... ((وتعلم لغيرالدين)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠.

3 ...... یعنی فرمانبردار ہوگا۔

((وأطاع الرجل امرأته)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في علامة...إلخ، الحديث: ٢٢١٨، ج٤، ص٩٠.

4 ...... ((وعق أمه)). المرجع السابق.

5 ...... ((وأدنى صديقه وأقصى أباه)). المرجع السابق.

6 ...... ((وظهرت الأصوات في المساجد)). المرجع السابق.

7 ...... ((وظهرت القينات والمعازف)). المرجع السابق.

8 ...... ((ولعن آخر هذه الأمة أوّلها)). المرجع السابق.

9 ...... چابک کا سرا۔

10 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده لا تقوم الساعة حتى تكلم السباع الإنس، وحتى يكلم الرجل عذبة سوطه وشراك نعله وتخبره فخذه بما أحدث أهله بعده)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في كلام السباع، الحديث: ٢١٨٨، ج ٤، ص٧٦.

(۲۰) ذَلیل لوگ جن کو تَن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں، بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔[1]

(۲۱) دجّال کا ظاہر ہونا کہ چالیس دن میں حرمَینِ طیّبین کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔[2] چالیس دن میں، پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا دن مہینے بھر کے برابر اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں گے اور وہ بہت تیزی کے ساتھ سیر کرے گا، جیسے بادل جس کو ہَوا اڑاتی ہو۔[3] اُس کا فتنہ بہت شدید ہوگا[4]، ایک باغ اور ایک آگ اُس کے ہمراہ ہوں گی، جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا، جہاں جائے گا یہ بھی جائیں گی، مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی وہ حقیقۃً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا، وہ آرام کی جگہ ہوگی[5] اور وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا[6]، جو اُس پر ایمان لائے گا اُسے اپنی جنت میں ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اُسے جہنم میں داخل کرے گا[7]، مُردے جِلائے[8] گا[9]۔

---

1 ...... ((وأن ترى الحفاة، العراة، العالة، رعاء الشاء، يتطاولون في البنيان)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث:٨،ص ٢١.

2 ...... ((فلا أدع قرية إلّا هبطتها في أربعين ليلة غير مكة وطيبة، فهما محرمتان علي كلتاهما)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب قصة الجساسة، الحديث: ٢٩٤٢، ص١٥٧٦.

3 ...... قلنا: يا رسول اللّٰه! وما لبثه في الأرض؟ قال: ((أربعون يوماً، يوم كسنة، ويوم كشهر، ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيامكم))، قلنا: يا رسول اللّٰه! فذلك اليوم الذي كسنة، أتكفينا فيه صلاة يوم؟ قال: ((لا، اقدروا له قدره))، قلنا: يا رسول اللّٰه! وما إسراعه في الأرض؟ قال:((كالغيث استدبرته الريح)).''صحيح مسلم''،كتاب الفتن، باب في ذكر الدجال...إلخ، الحديث:٢٩٣٧،ص١٥٦٩.

4 ...... قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: ((إنّه لم تكن فتنة في الأرض منذ ذرأ اللّٰه ذرية آدم عليه السلام أعظم من فتنة الدجال)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال...إلخ، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٤.

5 ...... عن حذيفة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((معه جنة ونار، فناره جنة وجنته نار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال...إلخ، الحديث:٢٩٣٤، ص١٥٦٧.

وفي رواية "المسند": ((ومعه نهران أنا أعلم بهما منه نهر يقول: الجنة ونهر يقول: النار، فمن أدخل الذي يسميه الجنة فهو النار ومن أدخل الذي يسميه النار فهو الجنة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٤٩٥٩، ج٥، ص١٥٦-١٥٧.

6 ...... ((فيقول للناس: أنا ربكم))"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص١٥٦، الحديث:١٤٩٥٩.

7 ...... في "فيض القدير"، ج٣، ص٧١٩: (معه جنة ونار فناره جنة وجنته نار) أي: من أدخله الدجال ناره بتكذيبه إياه تكون تلك النار سببا لدخوله الجنة في الآخرة ومن أدخله جنته بتصديقه إياه تكون تلك الجنة سببا لدخوله النار فى الآخرة).

8 ...... زندہ کرے۔

9 ...... عن سمرة بن جندب أنّ نبي اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقول: ((إنّ الدجال خارج وهو أعور عين الشمال عليها ظفرة غليظة، وإنّه يبرىء الأكمه والأبرص ويحيي الموتى...إلخ)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج٧، ص٢٦٠، الحديث: ٢٠١٧١.

زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اُگائے گی، آسمان سے پانی برسائے گا اور اُن لوگوں کے جانور لمبے چوڑے خوب تیار اور دودھ والے ہو جائیں گے اور ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح دَل کے دَل [1] اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ [2] اِسی قسم کے بہت سے شُعبدے [3] دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے اور شیاطین کے تماشے، جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں، اسی لیے اُس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے۔ البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے کہ وہاں جو لوگ بظاہر مسلمان بنے ہوں گے اور دل میں کافر ہوں گے اور وہ جو علمِ الٰہی میں دجّال پر ایمان لاکر کافر ہونے والے ہیں، اُن زلزلوں کے خوف سے شہر سے باہر بھاگیں گے اور اُس کے فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ [4]

دجّال کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی [5]، اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: ''ک، ف، ر'' یعنی کافر، جس کو ہر مسلمان پڑھے گا [6] اور کافر کو نظر نہ آئے گا۔ [7]

---

1 ...... ڈھیر کے ڈھیر، جتھے کے جتھے۔

2 ...... ((فيأمر السماء أن تمطر فتمطر ويأمر الأرض أن تنبت فتنبت فتروح عليهم سارحتهم كأطول ما كانت ذرى وأمدّه خواصر وأدرّه ضروعا، قال: ثم يأتي الخربة فيقول لها: أخرجي كنوزك فينصرف منها فتتبعه كيعاسيب النحل)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ٢٢٤٧، ج٤، ص١٠٤.

3 ...... نظر بندی کے کھیل۔

4 ...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ليس من بلد إلّا سيطؤه الدجال، إلّا مكة والمدينة، وليس نقب من أنقابها إلّا عليه الملائكة صافين تحرسها، فينزل بالسبخة، فترجف المدينة ثلاث رجفات، يخرج إليه منها كلّ كافر ومنافق)).

"صحيح مسلم"، باب قصة الجسّاسة، الحديث: ٢٩٤٣، ص١٥٧٧-١٥٧٨.

5 ...... ((الدجال معه سبعون ألف يهودي)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٦.

6 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم: ((الدجال ممسوح العين، مكتوب بين عينيه كافر، ثم تهجاها ك ف ر، يقرأه كل مسلم)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ٢٩٣٣، ص١٥٦٧.

7 ...... في "فتح الباري"، كتاب الفتن ،باب ذكرالدجال،تحت الحديث ٧١٣١، ج ١٣، ص٨٦: قوله: "مكتوب بين عينيه كافر": (فهذا يراه المؤمن بغير بصره وإن كان لا يعرف الكتابة، ولا يراه الكافر ولو كان يعرف الكتابة كما يرى المؤمن الأدلة بعين بصيرته ولا يراها الكافر فيخلق الله للمؤمن الإدراك دون تعلّم).

وفي "شرح مسلم" للنووي، كتاب الفتن وأشراط الساعة، ج٢، ص ٤٠٠: (يظهر الله تعالى لكل مسلم كاتب وغير كاتب ويخفيها عمن أراد شقاوته وفتنته).

جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملکِ شام کو جائے گا، اُس وقت حضرت مسیح علیہ السلام [1] آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شَرقی مینارہ پرنُزُول فرمائیں گے [2]، صبح کا وقت ہوگا، نمازِ فجر کے لیے اِقامت ہو چکی ہوگی، حضرت امام مَہدی کو کہ اُس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے، حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے، وہ لعین دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور اُن کی سانس کی خوشبو حدِّ بصر [3] تک پہنچے گی، وہ بھاگے گا، یہ تعاقب فرمائیں گے اور اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے، اُس سے وہ جہنم واصل ہوگا۔ [4]

(۲۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نُزُول فرمانا:

اِس کی مختصر کیفیت اوپر معلوم ہو چکی، آپ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو مال دے گا تو وہ قبول نہ کرے گا [5]، نیز اُس زمانہ میں عداوت و بغض و حسد آپس میں بالکل نہ ہوگا۔ [6] عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

---

1 ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

2 ...... ((إذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال، الحديث: ٢٩٣٧، ص١٥٦٩.

3 ...... نظر کی انتہا۔

4 ...... قالت أم شريك بنت أبي العكر: يا رسول الله فأين العرب يومئذ؟ قال: ((هم يومئذ قليل، وجلهم ببيت المقدس، وإمامهم رجل صالح، فبينما إمامهم قد تقدم يصلي بهم الصبح، إذ نزل عليهم عيسى ابن مريم عليه السلام، فرجع ذلك الإمام ينكص، يمشي القهقرى ليتقدم عيسى يصلي بالناس، فيضع عيسى عليه السلام يده بين كتفيه ثم يقول له: تقدم فصلّ، فإنّها لك أقيمت فيصلي بهم إمامهم فإذا انصرف قال عيسى عليه السلام: افتحوا الباب، فيفتح ووراء ه الدجال معه سبعون ألف يهودي كلهم ذو سيف محلى وساج فإذا نظر إليه الدجال ذاب كما يذوب الملح في الماء، وينطلق هارباً ويقول عيسى عليه السلام: إنّ لي فيك ضربة لن تسبقني بها فيدركه عند باب اللد الشرقي فيقتله)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى... إلخ، الحديث: ٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٦.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ولا يجد ريح نفسه يعني أحداً إلاّ مات، وريح نفسه منتهى بصره، قال: فيطلبه حتى يدركه بباب لد فيقتله)). "سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث: ٢٢٤٠، ج٤، ص١٠٤. في "منح الروض الأزهر"، ص١١٢.

5 ...... ((ويفيض المال حتى لا يقبله أحد)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ٣٤٤٨، ج٢، ص ٤٥٩.

6 ...... ((ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم ...إلخ، الحديث: ٢٤٣، ص ٩٢.

صَلِیب [1] توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے [2]، تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اُن پر ایمان لائیں گے۔ تمام جہان میں دین ایک دینِ اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہبِ اہلِ سنّت۔ [3]

بچے سانپ سے کھیلیں گے اور شیر اور بکری ایک ساتھ چَریں گے [4]، چالیس برس تک اِقامت فرمائیں گے، نکاح کریں گے، اولاد بھی ہوگی، بعدِ وفات روضۂ انور میں دفن ہونگے۔ [5]

1...... عیسائیوں کا مقدّس نشان۔ ("فيروز اللّغات"، ص٩١٦).

2...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده ليوشكنّ أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم عليهما السلام، الحديث: ٣٤٤٨، ج٢، ص٤٥٩.

3...... ((فيقاتل الناس على الإسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك اللّٰه في زمانه الملل كلها إلّا الإسلام)).

"سنن أبي داود"، كتاب الملاحم، باب [ذكر] خروج الدجال، الحديث: ٤٣٢٤، ج٤، ص١٥٨.

في "تفسير الطبري"، پ٦، النساء، ج٤، ص٣٥٦-٣٥٧، تحت الآية ١٥٩: ﴿**وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ**﴾ يعني: بعيسى ﴿**قَبْلَ مَوْتِهٖ**﴾ يعني: قبل موت عيسى، يوجّه ذلك إلى أنّ جميعهم يصدِّقون به إذا نزل لقتل الدجّال، فتصير الملل كلها واحدة، وهي ملة الإسلام الحنيفيّة، دين إبراهيم صلى اللّٰه عليه وسلم).

عن أبي مالك في قوله: ﴿**اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ**﴾ قال: ذلك عند نزول عيسى ابن مريم، لا يبقى أحدٌ من أهل الكتاب إلّا ليؤمننّ به).

4...... ((وتنزع حمة كل ذات حمة حتى يدخل الوليد يده في فيّ الحية فلا تضره، وتفر الوليدة الأسد فلا يضرها، ويكون الذئب في الغنم كأنّه كلبها)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال... إلخ، الحديث:٤٠٧٧، ج٤، ص٤٠٧.

وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ... وتقع الآمنة على أهل الأرض حتى ترعى الأسود مع الإبل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان مع الحيات لاتضرهم، فيمكث أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون)). "المستدرك" للحاكم، باب هبوط عيسى عليه السلام، الحديث: ٤٢١٩، ج٣، ص٤٩٠.

وقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ينزل عيسى ابن مريم إلى الأرض، فيتزوج، ويولد له، ويمكث خمساً وأربعين سنة، ثم يموت، فيدفن معي في قبري)). "مشكاة"، كتاب الفتن، باب نزول عيسى عليه السلام، الحديث: ٥٥٠٨، ج٢، ص٣٠٦.

5...... وفي "مرقاة المفاتيح"، تحت الحديث: ٥٥٠٨، ج٩، ص٤٤٢: (وهذا بظاهره يخالف قول من قال:إنّ عيسى رفع به إلى السماء، وعمره ثلاث وثلاثون، ويمكث في الأرض بعد نزوله سبع سنين، فيكون مجموع العدد أربعين لكن حديث مكثه سبعا رواه مسلم، فيتعين الجمع بماذكر، أو ترجيح مافي الصحيح، ولعل عدد الخمس ساقط من الاعتبار لإلغاء الكسر.

(۲۳) حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالی عنہ کا ظاہر ہونا:

اِس کا اِجمالی واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اُس وقت تمام اَبدال[1] بلکہ تمام اولیا سب جگہ سے سِمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے، صرف وہیں اسلام ہوگا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا، اَبدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مَہدی بھی وہاں ہوں گے، اولیاء اُنھیں پہچانیں گے، اُن سے درخواستِ بیعت کریں گے، وہ انکار کریں گے۔

دفعتہً غیب سے ایک آواز آئے گی:

هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَأَطِيْعُوْهُ.

''یہ اللہ (عزوجل) کا خلیفہ مہدی ہے، اس کی بات سُنو اور اس کا حکم مانو۔''

تمام لوگ اُن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر ملکِ شام کو تشریف لے جائیں گے۔[2]

بعد قتلِ دجّال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ، اس لیے کہ کچھ ایسے لوگ ظاہر کیے جائیں گے، جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔

(۲۴) یاجُوج وماجُوج کا خروج[3]:

مسلمانوں کے کوہِ طور پر جانے کے بعد یاجُوج و ماجُوج ظاہر ہوں گے، یہ اس قدر کثیر ہوں گے کہ ان کی پہلی جماعت **بُحَیْرَۂ طَبَرِیَّہ** پر (جس کا طول دس میل ہوگا[4]) جب گزرے گی، اُس کا پانی پی کر اس طرح سُکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو کہے گی: کہ یہاں کبھی پانی تھا!۔

---

1 ...... في "مرقاة المفاتيح": (قال الجوهري: الأبدال قوم من الصالحين لا تخلو الدنيا منهم إذا مات واحد أبدل اللّٰه مكانه بآخر...وفي "القاموس": الأبدال قوم بهم يقيم اللّٰه عزوجل الأرض وهم سبعون أربعون بالشام وثلاثون في غيرها).
("مرقاة المفاتيح": ج٩، ص٣٥٣).

2 ...... لم نعثر عليه.

3 ...... ﴿حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾ پ١٧، الانبياء:٩٦.

4 ...... بُحَيْرَةُ طَبَرِيَّه: في "المرقاة"، ج٩، ص٣٨٨: (بحيرة تصغير بحرة، وهي ماء مجتمع بالشام طوله عشرة أميال، وطبرية بفتحتين اسم موضع، وقال شارح: هي قصبة الأردن بالشام).

پھر دنیا میں فساد وقتل وغارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو توقتل کرلیا، آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں، یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، خدا کی قدرت کہ اُن کے تیر اوپر سے خون آلودہ گریں گے۔

یہ اپنی اِنھیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے، یہاں تک کہ اُن کے نزدیک گائے کے سر کی وہ وقعت ہوگی جو آج تمہارے نزدیک سَو اشرفیوں کی نہیں، اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دُعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ اُن کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا کہ ایک دَم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے، اُن کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اُتریں گے، دیکھیں گے کہ تمام زمین اُن کی لاشوں اور بدبُو سے بھری پڑی ہے، ایک بالشت بھی زمین خالی نہیں۔

اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع ہمراہیوں کے پھر دُعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ انکی لاشوں کو جہاں اللہ (عزوجل) چاہے گا پھینک آئیں گے اور اُن کے تیر وکمان وترکش [1] کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے، پھر اُس کے بعد بارش ہوگی کہ زمین کو ہموار کر چھوڑے گی اور زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھلوں کو اُگا اور اپنی برکتیں اُگل دے اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اُس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھیں گے اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ، جماعت کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ، قبیلہ بھر کو اور ایک بکری کا، خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔ [2]

1...... تیردان، تیر رکھنے کا خانہ۔

2...... قال: ((فيلبث كذلك ما شاء الله؟، قال: ثم يوحي الله إليه أن حرّز عبادي إلى الطور فإني قد أنزلت عباداً لي لا يد لأحد بقتالهم، قال: ويبعث الله يأجوج ومأجوج وهم كما قال الله: ﴿وَهُم مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ﴾، قال: ويمرّ أولهم ببحيرة الطبرية فيشرب ما فيها، ثم يمر بها آخرهم فيقولون: لقد كان بهذه مرة ماء، ثم يسيرون حتى ينتهوا إلى جبل بيت المقدس، فيقولون: لقد قتلنا من في الأرض فهلم فلنقتل من في السماء، فيرمون بنشّابهم إلى السماء، فيردّ الله عليهم نشّابهم محمراً دماً، ويحاصر عيسى ابن مريم وأصحابه حتى يكون رأس الثور يومئذ خيراً لهم من مائة دينار لأحدكم اليوم، قال: فيرغب عيسى ابن مريم إلى الله وأصحابه، قال: فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسي موتى كموت نفس واحدة، قال: ويهبط عيسى وأصحابه فلا يجد موضع شبر إلّا وقد ملأته زهمتهم ونتنهم ودماؤهم، قال: فيرغب عيسى إلى الله وأصحابه قال: فيرسل الله عليهم طيراً كأعناق البخت، فتحملهم فتطرحهم بالمهبل ويستوقد المسلمون من قسّيهم ونشّابهم وجعابهم سبع سنين، قال: ويرسل الله عليهم مطراً لا يكنّ منه بيت وبر ولا مدر، قال: فيغسل الأرض فيتركها كالزلفة، قال: ثم يقال للأرض: أخرجي ثمرتك وردّي بركتك، فيومئذ تأكل العصابة من الرمانة ويستظلون بقحفها ويبارك في الرسل حتى أنّ الفئام من الناس

(۲۵) دُھواں ظاہر ہوگا: جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہوجائے گا۔[1]

(۲۶) دابۃُ الارض کا نکلنا[2]: یہ ایک جانور ہے، اِس کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ اور انگشتریٔ سلیمان علیہما السلام ہوگی، عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نشان نورانی بنائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سخت سیاہ دھبّا، اُس وقت تمام مسلم وکافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔[3] یہ علامت کبھی نہ بدلے گی، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا[4]۔

(۲۷) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا: اِس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اُس وقت کا اسلام معتبر نہیں۔[5]

ليكتفون باللقحة من الإبل، وأنّ القبيلة ليكتفون باللقحة من البقر، وإنّ الفخذ ليكتفون باللقحة من الغنم)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في فتنة الدجال، الحديث:٢٢٤٧، ج٤، ص١٠٤-١٠٥.

1 ...... ﴿**فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ**﴾.پ٢٥، الدخان:١٠-١١.

في "تفسير الطبري"، ج ١١، ص ٢٢٧، تحت هذه الآية:عن ربعي بن حراش، قال: سمعت حذيفة بن اليمان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أوّل الآيات الدجال، ونزول عيسى بن مريم، ونار تخرج من قعر عدن أبين تسوق الناس إلى المحشر تقيل معهم إذا قالوا، والدخان، قال حذيفة: يا رسول الله! وما الدخان؟ فتلا رسول الله صلى الله عليه وسلم الآية: ﴿**يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ**﴾، يملأ ما بين المشرق والمغرب يمكث أربعين يوما وليلة، أمّا المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام، وأمّا الكافر فيكون بمنزلة السكران يخرج من منخريه وأذنيه ودبره)).ج١١،ص٢٢٧، الحديث: ٣١٠٦١.

2 ...... ﴿**وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ**﴾.پ٢٠، النمل:٨٢.

3 ...... عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((تخرج الدابة ومعها خاتم سليمان بن داود، وعصا موسى بن عمران عليهما السلام، فتجلو وجه المؤمن بالعصا وتخطم أنف الكافر بالخاتم حتى أنّ أهل الحِواء ليجتمعون، فيقول هذا: يا مؤمن، ويقول هذا: يا كافر)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب دابة الأرض، الحديث: ٤٠٦٦، ج٤، ص٣٩٣-٣٩٤.

4 ...... لم نعثر عليه.

5 ...... عن صفوان بن عسال قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ من قبل مغرب الشمس باباً مفتوحاً، عرضه سبعون سنة، فلا يزال ذلك الباب مفتوحاً للتوبة حتى تطلع الشمس من نحوه، فإذا طلعت من نحوه لم ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت في إيمانهم خيراً)).

("سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربها، الحديث: ٤٠٧٠، ج٤، ص٣٩٦).

(۲۸) وفاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت[1] کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے[2]، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے اور اُنھیں پر قیامت قائم ہوگی۔[3]

یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں، اِن میں بعض واقع ہوچکیں اور کچھ باقی ہیں، جب نشانیاں پوری ہولیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزر لے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی، اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عُمر کا کوئی نہ رہے گا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے[4]، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا[5]، کوئی اپنی دیوار لیستا[6] ہوگا، کوئی کھانا کھاتا ہوگا، غرض لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے[7]

1...... قیامت کے قائم ہونے۔

2...... لم نعثر عليه.

3...... ((فبينما هم كذلك إذ بعث الله ريحاً طيبة، فتأخذهم تحت آباطهم، فتقبض روح كل مؤمن وكل مسلم، ويبقى شرار الناس، يتهارجون فيها تهارج الحمر، فعليهم تقوم الساعة)). "صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال، الحديث: ۷۳۷۳، ص ۱۵۷۰.

4...... لم نعثر عليه.

5...... عن أنس أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((لا تقوم الساعة حتى لا يقال في الأرض: الله الله)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب ذهاب الإيمان آخر الزمان، الحديث: ۲۳٤، ص۸۸.

في "المرقاة"، ج۹، ص ٤٥٠، تحت الحديث: (معناه: لا تقوم الساعة حتى لا يبقى في الأرض مسلم يحذر الناس من الله، وقيل: أي: لا يذكر الله فلا يبقى حكمة في بقاء الناس).

6...... پلستر کرتا۔

7...... عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها، فإذا طلعت فرآها الناس آمنوا أجمعون فذلك حين﴿ **لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا** ﴾الآية، ولتقومن الساعة وقد نشر الرجلان ثوبهما بينهما فلا يتبايعانه ولا يطويانه، ولتقومن الساعة وقد انصرف الرجل بلبن لقحته فلا يطعمه، ولتقومنّ الساعة وهو يليط حوضه فلا يسقي فيه، ولتقومن الساعة وقد رفع أحدكم أكلته إلى فيه فلا يطعمها)).

("صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، الحديث:٦٥٠٦، ج٤، ص٢٤٩).

کہ دفعتہً [1] حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہوگا، شروع شروع اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہوجائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے اور مرجائیں گے، آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صُور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فَنا ہوجائیں گے، اُس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہوگا، وہ فرمائے گا:

﴿ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ﴾ [2]

آج کس کی بادشاہت ہے۔۔۔؟! کہاں ہیں جبّارین۔۔۔؟! کہاں ہیں متکبرین۔۔۔؟! مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا:

﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○ ﴾ [3]

''صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔''

پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کرکے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین وآخرین، ملائکہ واِنس وجن وحیوانات موجود ہوجائیں گے۔ [4] سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبر مبارک

---

1 ...... اچانک۔

2 ...... پ ٢٤، المؤمن: ١٦

3 ...... پ ٢٤، المؤمن: ١٦.

4 ...... عن ابن عباس في صفة القيامة، فذكر فيه صفة الصور وعظمه وعظم إسرافيل ثم قال: فإذا بلغ الوقت الذي يريد الله أمر إسرافيل، فينفخ في الصور النفخة الأولى، فتهبط النفخة من الصور إلى السموات فيصعق سكّان السموات بحذافيرها، وسكّان البحر بحذافيرها، ثم تهبط النفخة إلى الأرض، فيصعق سكّان الأرض بحذافيرها، وجميع عالم الله وبريّته فيهن من الجن والإنس والهوام والأنعام، قال: وفي الصورمن الكوى بعدد من يذوق الموت من جميع الخلا ئق، فإذا صعقوا جميعاً، يقول الله عزوجل: يا إسرافيل من بقي؟ فيقول: بقي إسرافيل عبدك الضعيف، فيقول: مت يا إسرافيل فيموت، ثم يقول الجبار تعالى: ﴿لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ﴾، فلا هميس ولا حسيس ولا ناطق يتكلم، ولا مجيب يفهم، وقد مات حملة العرش وإسرافيل وملك الموت وكل مخلوق، فيرد الجبارعلى نفسه: ﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ ۢبِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴾ [غافر: ١٦-١٧]. وذلك حين تمت كلمة ربك صدقاً وعدلاً لا مبدل لكلماته: ﴿ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾، فيتم كلمته بإنفاذ قضائه على أهل أرضه وسمائه لقوله تعالى: ﴿ كُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ [القصص:٨٢]. فأمّا إسرافيل، فيموت ثم يحيى في طرفة عين، وأما حملة العرش فيحيون في أسرع من طرفة عين، فيأمر الله

سے یوں برآمد ہونگے کہ دَہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما[1]، پھر مکۂ معظّمہ ومدینۂ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔[2]

عقیدہ (۱): قیامت بیشک قائم ہوگی، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[3]

تعالى إسرافيل بعد النفخة الأولى بأربعين وكذلك هو في التوراة بين النفختين أربعون، لا يدرى ما هو، فإذا انقضت الأربعون نظر الله إلى أهل السموات وإلى أهل الأرضين، فيقول: وعزتي لأعيدنّكم كما بدأتكم ولأحيينّكم كما أمتكم، ثم يأمر إسرافيل فينفخ النفخة الثانية، وقد جمعت الأرواح كلها في الصور، فإذا نفخ خرج كل روح من كوة معلومة من كوى الصور، فإذا الأرواح تهوش بين السماء والأرض لها دوي كدوى النحل، فينادي إسرافيل: يا أيتها الجلود المتمزقة! ويا أيتها الأعضاء المتهشمة! ويا أيتها العظام البالية! ويا أيتها الأجساد المتفرقة! ويا أيتها الأشعارالمتمرطة! قوموا إلى موقف الحساب والعرض الأكبر فيدخل كل روح في جسده قال: ويمطر الله طيشا من تحت العرش على جميع الموتى، فيحيون كما تحيى الأرض الميتة بوابل السماء، فيبعث الله الأجساد التي كانت في الدنيا من حيث كانت بعضها في بطون السباع، وبعضهامن حواصل الطير وبنيان البحور وبطون الأرض وظهورها، فيدخل كل روح في جسده، فإذا هم قيام ينظرون، فيبعث الله نارا من المشارق، فتحشر الناس إلى المغارب إلى أرض تسمى الساهرة من وراء بيت المقدس أرض طاهرة لم يعمل عليها سيئة ولا خطيئة فذلك قوله: ﴿**فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ**﴾، وقوله: ﴿**يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ**﴾، ﴿**وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا**﴾، ﴿**وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِيْنَ عَرْضًا الَّذِيْنَ كَانَتْ**﴾ الآية).

"شعب الإيمان"، باب في حشر الناس... إلخ، فصل في صفة يوم القيامة، الحديث: ۳۵۳، ج۱، ص۳۱۲۔۳۱۴.

[1]...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج ذات يوم فدخل المسجد وأبو بكر وعمر، أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهوآخذ بأيديهما وقال: ((هكذا نبعث يوم القيامة)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب قوله صلى الله عليه وسلم لأبي بكر ثم عمر: ((هكذا نبعث يوم القيامة))، الحديث: ۳٦۸۹، ج٤، ص۳۷۸ .

[2]...... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا أوّل من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر، ثم عمر، ثم أتي أهل البقيع فيحشرون معي ثم أنتظر أهل مكة حتى أحشر بين الحرمين)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب أنا أول من تنشق عنه الأرض، ثم أبو بكر وعمر، الحديث: ۳۷۱۲، ج٥، ص۳۸۸.

[3]...... ﴿**وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا**﴾ پ ۱۷، الحج: ۷.

في "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات، ج۲، ص۲۹۰: (من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، فصل في المرض والموت والقيامة، ص۱۹۵.

عقیدہ (۲): حشر صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح وجسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔[1]

عقیدہ (۳): دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کرکے اس کے ساتھ روح متعلق کردی جائے۔[2]

عقیدہ (۴): جسم کے اجزا اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہوگئے اور مختلف جانوروں کی غذا ہوگئے ہوں، مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزا کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا[3]، قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناختنہ

---

1 ...... في "المعتقد المنتقد"، هل الروح أيضاً جسم فلا حشر إلّا جسماني؟، ص ١٨١: (أكثر المتكلمين على أنّ الحشر جسماني فقط على أنّ الروح جسم لطيف. والغزالي والماتريدي والراغب والحليمي على أنّه جسماني وروحاني، بناء على أنّ الروح جوهر مجرد ليس بجسم ولا قوة حالة في جسم، بل يتعلق به تعلق التدبير والتصرف).

قال الإمام أحمد رضا في "المعتمد المستند"، تحت قوله: "جسماني فقط": (لا بمعنى إنكار حشر الروح، فإنّه كفر قطعاً كإنكار حشر الأجساد؛ لأنّ الكل ثابت ضرورة من الدين، بل بناء على أنّ الروح أيضاً عندهم جسم لطيف فحشر الجسد والروح كل ذلك ليس عند هم إلّا حشر جسم). ١٢

2 ...... ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ﴾ پ٢٦، ق: ٤.

في "تفسير روح البيان"، ج٩، ص١٠٤، تحت هذه الآية: (قال ابن عطية وحفظ ما تنقص الأرض إنّما هو ليعود بعينه يوم القيامة وهذا هو الحق وذهب بعض الأصوليين إلى أنّ الأجساد المبعوثة يجوز أن تكون غير هذه، قال ابن عطية: وهذا عندي خلاف لظاهر كتاب اللّٰه، ولو كانت غيرها فكيف كانت تشهد الجلود والأيدي والأرجل على الكفرة إلى غير ذلك مما يقتضي أنّ أجساد الدنيا هي التي تعود، وسئل شيخ الإسلام ابن حجر: هل الأجساد إذا بليت وفنيت وأراد اللّٰه تعالى إعادتها كما كانت أو لا هل تعود الأجسام الأول أم يخلق اللّٰه للناس أجساداً غير الأجساد الأول؟، فأجاب أنّ الأجساد التي يعيدها اللّٰه هي الأجساد الأول لا غيرها، قال: وهذا هو الصحيح بل الصواب، ومن قال غيره عندي فقد أخطأ فيه لمخالفته ظاهر القرآن والحديث، قال أهل الكلام: إنّ اللّٰه تعالى يجمع الأجزآء الأصلية التي صار الإنسان معها حال التولد، وهي العناصر الأربعة ويعيد روحه إليه سوآء سمى ذلك الجمع اعادة المعدوم بعينه أو لم يسم).

3 ...... حدثنا إبراهيم بن الحكم بن أبان، حدثنا أبي، قال: كنت جالساً مع عكرمة عند منزل ابن داود ـ وكان عكرمة نازلاً مع ابن داود نحو الساحل ـ فذكروا الذين يغرقون في البحر، فقال عكرمة: الحمد للّٰه، إنّ الذين يغرقون في البحر تتقسم لحومهم الحيتان فلا يبقى منهم شيء إلّا العظام تلوح، فتقلبها الأمواج حتى تلقيها إلى البر، فتمكث العظام حينا حتى تسير حائلا نخرة، فتمر بها الإبل فتأكلها ثم تسير الإبل فتبعر ثم يجيء بعدهم قوم ينزلون منزلاً فيأخذون ذلك البعر فيوقدون ثم تخمد تلك النار

شُدہ اٹھیں گے (1)، کوئی پیدل، کوئی سوار (2) اوران میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو۲، کسی پر تین۳، کسی پر چار۴، کسی پر دس۱۰ ہوں گے۔ (3) کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا (4)، کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے، کسی کو آگ جمع کرے گی۔ (5)

فتجيء ريح فتلقى ذلك الرماد على الأرض، فإذا جاءت النفخة، قال الله عز وجل: ﴿ فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴾ [الزمر:٦٨] فيخرج أولئك وأهل القبور سواء). "حلية الأولياء"، عكرمة مولى ابن عباس، الحديث: ٤٣٧٤، ج٣، ص٣٨٩.

وفي "البدور السافرة في أمور الآخرة"، للسيوطي، ص٤١.

(1)...... عن عائشة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٨٦٩، ص١٥٢٩.

وفي رواية: عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّكم محشرون حفاة عراة غرلا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ﴾)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، الحديث: ٣٣٤٩، ج٢، ص٤٢٠.

(2)...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يحشر الناس يوم القيامة ثلاثة أصناف: صنفا مشاة وصنفا ركبانا وصنفا على وجوههم)). "سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب: ومن سورة النحل، الحديث: ٣١٥٣، ج٥، ص٩٦.

(3)...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يحشر الناس على ثلاث طرائق: راغبين وراهبين، واثنان على بعير، وثلاثة على بعير، وأربعة على بعير، وعشرة على بعير)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ٦٥٢٢، ج٤، ص٢٥٢. "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فناء الدنيا... إلخ، الحديث: ٢٨٦١، ص١٥٣٠.

وفي "المرقاة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ٥٥٣٤، ج٩، ص٤٧٢: (فإن قيل: فلِم لم يذكر من السابقين من يتفرد بفرد مركب لا يشاركه فيه أحد، قلنا: لأنّه عرف أنّ ذلك مجعول لمن فوقهم في المرتبة من أنبياء الله ليقع الامتياز بين النبيين والصديقين في المراكب كما وقع في المراتب).

(4)...... حدثنا أنس بن مالك، أنّ رجلاً قال: يا رسول الله! كيف يحشر الكافر على وجهه يوم القيمة؟ قال: ((أليس الذي أمشاه على رجليه في الدنيا قادراً على أن يمشيه على وجهه يوم القيمة؟)) "صحيح مسلم"، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، يحشر الكافر على وجهه، الحديث: ٢٨٠٦، ص١٥٠٨.

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب كيف الحشر، الحديث: ٦٥٢٣، ج٤، ص٢٥٣.

(5)...... عن أبي ذر قال: إن الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم حدثني: ((...... وفوج تسحبهم الملائكة على وجوههم وتحشرهم النار... إلخ)). "سنن النسائي"، كتاب الجنائز، البعث، الحديث: ٢٠٨٣، ص٣٥٠.

یہ میدانِ حشر ملکِ شام کی زمین پر قائم ہوگا۔[1] زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اِس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے[2]، اُس دن زمین تانبے کی ہوگی[3] اورآفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ راویٔ حدیث نے فرمایا:

1...... قال: ((تحشرون هاهنا وأومأ بيده إلى نحو الشام مشاة وركبانا)). وحدثنا يزيد، أخبرنا بهز عن أبيه عن جده قال: قلت: يا رسول الله، أين تأمرني، قال: ((هاهنا)) ونحا بيده نحو الشام، قال: ((إنّكم محشورون رجالاً وركباناً وتجرون على وجوهكم)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٠٠٤٢، ٢٠٠٥١ ج٧، ص٢٣٥-٢٣٧.

2...... "ملفوظات اعلى حضرت"، حصه چهارم، ص٤٥٥.

3...... ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ پ١٤، إبراهيم:٤٨.

في "تفسير الطبري"، تحت الآية: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾:

واختلف فى معنى قوله: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ فقال بعضهم: معنى ذلك يوم تبدّل الأرض التى عليها الناس اليوم فى دار الدنيا غير هذه الأرض، فتصير أرضاً بيضاء كالفضة.

عن عبد الله أنه قال في هذه الآية ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ قال: أرض كالفضة نقية لم يَسِل فيها دم، ولم يُعْمَل فيها خطيئة.

وقال آخرون: تبدّل نارا. ذكر من قال ذلك. عن قيس بن السَّكن قال: قال عبد الله: الأرض كلها نار يوم القيامة.

وقال آخرون: بل تبدّل الأرض أرضاً من فضة. ذكر من قال ذلك. عن أبي موسى عمن سمع عليا يقول فى هذه الآية: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ قال: الأرض من فضة، والجنة من ذهب.

وقال آخرون: يبدّلها خبزة. ذكر من قال ذلك. عن سعيد بن جبير، فى قوله: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ﴾ قال: تبدّل خبزة بيضاء يأكل المؤمن من تحت قدميه.

وقال آخرون: تبدّل الأرض غير الأرض ذكر من قال ذلك عن كعب فى قوله: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾ قال: تصير السماوات جنانا ويصير مكان البحر النار قال: وتبدل الأرض غيرها.

قال الإمام ابن جرير الطبري رحمه الله تعالى بعد ذلك: (وأولى الأقوال فى ذلك بالصواب، قول من قال معناه يوم تبدّل الأرض التى نحن عليها اليوم يوم القيامة غيرها، وكذلك السماوات اليوم تبدّل غيرها، كما قال جلّ ثناؤه، وجائز أن تكون المبدلة أرضاً أخرى من فضة، وجائز أن تكون ناراً وجائز أن تكون خبزاً، وجائز أن تكون غير ذلك، ولا خبر في ذلك عندنا من الوجه الذي يجب التسليم له أيّ ذلك يكون، فلا قول فى ذلك يصحّ إلا ما دلّ عليه ظاهر التنزيل)، ملتقطاً.

("تفسير الطبري"، ج٧، ص٤٧٩-٤٨٣). =

''معلوم نہیں میل سے مراد سُر مہ کی سلائی ہے یا میلِ مُسَافت''[1]، اگر میل مسافت بھی ہوتو کیا بہت فاصلہ ہے...؟! کہ اب چار ہزار برس کی راہ کے فاصلہ پر ہےاور اِس طرف آفتاب کی پیٹھ ہے[2]، پھر بھی جب سر کے مقابل آجاتا ہے، گھر سے باہر نکلنا دشوار ہوجاتا ہے، اُس وقت کہ ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اُس کا منہ اِس طرف کو ہوگا، تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا...؟! [3] اوراَب مٹّی کی زمین ہے، مگر گرمیوں کی دھوپ میں زمین پر پاؤں نہیں رکھا جاتا، اُس وقت جب تانبے کی ہوگی اور آفتاب کا اتنا قرب ہوگا، اُس کی تپش کون بیان کر سکے...؟! اللہ (عزوجل) پناہ میں رکھے۔ بھیجے کھولتے ہوں گے[4] اوراس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستّر گز زمین میں جذب ہوجائے گا[5]، پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کرمثلِ لگام کے جکڑ جائے گا،

= حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ:''زمین کا روٹی ہونا، غبار والا ہونا، اورآگ بن جانا جو احادیث میں آیا ہے اس میں کوئی منافات نہیں، بلکہ ان کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ بعض زمین کے ٹکڑے روٹی، بعض غبار، اور بعض آگ ہوجائیں گے، اورآگ ہونے والا قول سمندر کی زمین کے ساتھ خاص ہے (کہ سمندر کی زمین آگ کی ہوجائے گی)۔ (''البدور السافرة'' للسيوطي، الحديث: ٧٤، ص٤٧).

''تفسیر مظہری'' میں ہے کہ: ''ہوسکتا ہے کہ مؤمنین کے قدموں کی جگہ روٹی ہوجائے گی اور کفار کے قدموں کی جگہ غبار والی اورآگ والی ہوجائے گی''۔(''تفسير مظهري''، تحت الآية ٤٨، ج٥، ص٣٤٤، مترجم).

1...... حدثني مقداد بن الأسود قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((تدنى الشمس۔ يوم القيامة۔ من الخلق، حتى تكون منه كمقدار ميل)). قال سليم بن عامر: فوالله! ما أدري ما يعني بالميل؟ أمسافة الأرض، أم الميل الذي تكتحل به العين)). ''صحيح مسلم''، كتاب الجنة... إلخ، باب في صفة يوم القيامة...إلخ، الحديث: ٢٨٦٤، ص١٥٣١۔١٥٣٢.

2......في ''المرقاة''، ج٩، ص٦٥٩: (عن ابن عمر على ما رواه الديلمي في ''مسند الفردوس'' مرفوعاً: ((الشمس والقمر وجوههما إلى العرش وأقفاؤهما إلى الدنيا)) ففيه تنبيه نبيه على أنّ وجوههما لو كانت إلى الدنيا لما أطاق حرّهما أحد من أهل الدنيا).

3...... ''ملفوظات اعلى حضرت''، حصه چهارم، ص٤٥٤۔٤٥٥.

4...... عن أبي أمامة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((تدنو الشمس يوم القيامة على قدر ميل ويزاد في حرها كذا وكذا يغلي منها الهوام كما يغلي القدور، يعرقون فيها على قدر خطاياهم، منهم من يبلغ إلى كعبيه ومنهم من يبلغ إلى ساقيه ومنهم من يبلغ إلى وسطه ومنهم من يلجمه العرق)). ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٢٢٤٨، ج٨، ص٢٧٩.

5...... عن أبي هريرة رضي الله عنه: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يعرق الناس يوم القيامة حتى يذهب عرقهم في الأرض سبعين ذراعاً)). ''صحيح البخاري''، كتاب الرقاق، الحديث: ٦٥٣٢، ج٤، ص٢٥٥.

جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا۔[1] اس گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی محتاجِ بیان نہیں، زبانیں سُوکھ کر کانٹا ہوجائیں گی، بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی، دل اُبل کر گلے کو آجائیں گے، ہر مُبتلا بقدرِ گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا، جس نے چاندی سونے کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اُس مال کو خوب گرم کرکے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ پر داغ کریں گے[2]، جس نے جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی اس کے جانور قیامت کے دن خوب طیار ہوکر آئیں گے اور اس شخص کو وہاں لٹائیں گے اور وہ جانور اپنے سینگوں سے مارتے اور پاؤں سے روندتے اُس پر گزریں گے، جب سب اسی طرح گزر جائیں گے پھر اُدھر سے واپس آکر یونہیں اُس پر گزریں گے، اسی طرح کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ لوگوں کا حساب ختم ہو[3] **وعلى هذا القياس۔**

---

1 ...... عن عقبة بن عامر يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((تدنو الشمس من الأرض فيعرق الناس، فمن الناس من يبلغ عرقه عقبيه، ومنهم من يبلغ إلى نصف الساق، ومنهم من يبلغ إلى ركبتيه، ومنهم من يبلغ العجز، ومنهم من يبلغ الخاصرة، ومنهم من يبلغ منكبيه، ومنهم من يبلغ عنقه، ومنهم من يبلغ وسط فيه)) وأشار بيده فألجمها فاه: رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يشير هكذا، ((ومنهم من يغطيه عرقه)). وضرب بيده إشارة.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٤٤٤، ج٦، ص١٤٦.

2 ...... ﴿وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ پ١٠، التوبة:٣٤-٣٥.

3 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((ما من صاحب كنز لا يؤدي زكاته إلّا أحمي عليه في نار جهنم، فيجعل صفائح، فيكوى بها جنباه وجبينه، حتى يحكم اللّٰه بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله، إمّا إلى الجنة وإمّا إلى النار، وما من صاحب إبل لا يؤدي زكاتها إلّا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت تستن عليه، كلما مضى عليه أخراها ردت عليه أولاها، حتى يحكم اللّٰه بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار، وما من صاحب غنم لا يؤدي زكاتها إلّا بطح لها بقاع قرقر كأوفر ما كانت، فتطؤه بأظلافها وتنطحه بقرونها، ليس فيها عقصاء ولا جلحاء، كلما مضى عليه أخراها ردت عليه أولاها، حتى يحكم اللّٰه بين عباده في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة مما تعدون، ثم يرى سبيله إما إلى الجنة وإما إلى النار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ٩٨٧، ص٤٩٣.

پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہ ہوگا، بھائی سے بھائی بھاگے گا، ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے، بی بی بچے الگ جان چُرائیں گے [1]، ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار، کون کس کا مددگار ہوگا...! حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا، اے آدم! دوزخیوں کی جماعت الگ کر، عرض کرینگے: کتنے میں سے کتنے؟ ارشاد ہوگا: ہر ہزار سے نوسو ننانوے، یہ وہ وقت ہوگا کہ بچے مارے غم کے بوڑھے ہوجائیں گے، حمل والی کا حمل ساقط ہوجائے گا، لوگ ایسے دکھائی دیں گے کہ نشہ میں ہیں، حالانکہ نشہ میں نہ ہوں گے، ولیکن اللہ کا عذاب بہت سخت ہے [2]، غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے، ایک ہو، دو ہوں، سَو ہوں، ہزار ہوں تو کوئی بیان بھی کرے، ہزارہا مصائب اور وہ بھی ایسے شدید کہ الاماں الاماں...! اور یہ سب تکلیفیں دو چار گھنٹے، دو چار دن، دو چار ماہ کی نہیں، بلکہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہوگا [3]، قریب آدھے کے گزر چکا ہے اور ابھی تک اہلِ محشر اسی حالت میں ہیں۔ اب آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی ڈھونڈنا چاہیے کہ ہم کو اِن مصیبتوں سے رہائی دلائے، ابھی تک تو یہی نہیں پتا چلتا ہے کہ آخر کدھر کو جانا ہے، یہ بات مشورے سے قرار پائے گی کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم سب کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اِن کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور مرتبۂ نبوت سے سرفراز فرمایا، اُنکی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے، وہ ہم کو اِس مصیبت سے نجات دلائیں گے۔

غرض اُفتاں وخیزاں کس کس مشکل سے اُن کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی چُنی ہوئی روح آپ میں ڈالی اور ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور جنت میں آپ کو رکھا، تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے، آپ کو صفی کیا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں...؟! آپ ہماری

---

1 ...... ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ﴾. (پ ٣٠، عبس: ٣٤ـ٣٧).

2 ...... عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يقول الله تعالى: يا آدم! فيقول: لبيك، وسعديك، والخير في يديك، فيقول: أخرج بعث النار، قال: وما بعث النار؟ قال: من كل ألف تسعمائة وتسعة وتسعين، فعنده يشيب الصغير ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ [الحج:٢])).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج، الحديث: ٣٣٤٨، ج٢، ص٤١٩ـ٤٢٠.

3 ...... ﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾، پ٢٩، المعارج: ٤. في "الدرالمنثور"، ج٨، ص٢٧٩، تحت الآية: أخرج ابن أبي حاتم والبيهقي في البعث عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله: ((﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾ قال: لو قدرتموه لكان خمسين ألف سنة من أيامكم، قال: يعني يوم القيامة)).

شفاعت کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے۔[1] فرمائیں گے: میرا یہ مرتبہ نہیں، مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے[2]، آج رب عزوجل نے ایسا غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی ایسا غضب فرمایا، نہ آئندہ فرمائے، تم کسی اور کے پاس جاؤ![3] لوگ عرض کریں گے: آخر کس کے پاس ہم جائیں...؟ فرمائیں گے[4]: نُوح کے پاس جاؤ، کہ وہ پہلے رسول ہیں کہ زمین پر ہدایت کے لیے بھیجے گئے[5]، لوگ اُسی حالت میں حضرت نُوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اُن کے فضائل بیان کرکے عرض کریں گے کہ[6]: آپ اپنے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ کردے، یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ

---

1 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه: أنّ النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((يحبس المؤمنون يوم القيامة حتى يهموا بذلك، فيقولون: لو استشفعنا إلى ربنا فيريحنا من مكاننا، فيأتون آدم فيقولون: أنت آدم أبو الناس، خلقك اللّٰه بيده، وأسكنك جنته، وأسجد لك ملائكته، وعلمك أسماء كل شيء، لتشفع لنا عند ربك حتى يريحنا من مكاننا هذا، قال: فيقول: لست هناكم)).

"صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ**... إلخ﴾، الحديث: ٧٤٤٠، ج٤، ص٥٥٤.

وفي رواية "صحيح البخاري": قال: ((وتدنو منهم الشمس، فيقول بعض الناس: ألا ترون إلى ما أنتم فيه؟ إلى ما بلغكم؟ ألا تنظرون إلى من يشفع لكم إلى ربكم؟ فيقول بعض الناس: أبوكم آدم، فيأتونه، فيقولون: يا آدم، أنت أبو البشر، خلقك اللّٰه بيده ونفخ فيك من روحه، وأمر الملائكة فسجدوا لك، وأسكنك الجنة، ألا تشفع لنا إلى ربك، ألا ترى ما نحن فيه وما بلغنا؟)). كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ**...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

وفي رواية "المسند"، الحديث: ١٥، ج١،ص٢١: ((فقالوا: يا آدم أنت أبو البشر، وأنت اصطفاك اللّٰه ـعزوجلـ اشفع لنا إلى ربك)).

2 ...... ((فيقول: إني لست هناكم...، وإنّه لا يهمّني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطاً.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٦٠٣، الحديث: ٢٥٤٦.

3 ...... ((فيقول: ربي غضب غضباً لم يغضب قبله مثله ولا يغضب بعده مثله، نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، "صحيح البخاري"،كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ**...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

4 ...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣.

5 ...... ((ائتوا نوحاً فإنّه أوّل رسول بعثه اللّٰه إلى أهل الأرض)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ**﴾، الحديث: ٧٤١٠، ج٤، ص٥٤٢.

6 ...... ((فيأتون نوحاً فيقولون: يا نوح أنت أوّل الرسل إلى أهل الأرض، وسماك اللّٰه عبداً شكوراً)). "صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول اللّٰه تعالى: ﴿**اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ**...إلخ﴾، الحديث: ٣٣٤٠، ج٢، ص٤١٥.

میں اس لائق نہیں، مجھے اپنی پڑی ہے[1]تم کسی اور کے پاس جاؤ![2] عرض کریں گے، کہ آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں...؟ فرمائیں گے[3]: تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ[4]، کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے مرتبۂ خُلّت سے ممتاز فرمایا ہے[5]، لوگ یہاں حاضر ہوں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اِس کے قابل نہیں، مجھے اپنا اندیشہ ہے۔

مختصر یہ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہاں بھی وہی جواب ملے گا، پھر موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس بھیجیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے: کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں[6]، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے، کہ ایسا نہ کبھی فرمایا، نہ فرمائے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ[7]، لوگ عرض کریں گے: آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے: تم اُن کے حضور حاضر ہو، جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی، جو آج بے خوف ہیں[8]، اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو، وہ خاتم النبیین ہیں، وہ آج تمہاری شفاعت

1...... ((فيقولون: يا نوح، اشفع لنا إلى ربنا فليقض بيننا، فيقول: إني لست هناكم...، وإنّه لا يهمّني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطاً، المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣.

2...... ((اذهبوا إلى غيري)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ اِنَّهُ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

3...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣.

4...... ((لكن ائتوا إبراهيم خليل الله عليه السلام)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣.

5...... ((فإن الله ـعزوجلـ اتخذه خليلاً)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١.

6...... ((فيأتون إبراهيم، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلّا نفسي، ولكن ائتوا موسى عليه السلام، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلّا نفسي، ولكن ائتوا عيسى روح الله، وكلمته فيأتون عيسى، فيقول: إني لست هناكم، وإنّه لا يهمني اليوم إلّا نفسي))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٣-٦٠٤.

7...... ((فيقول عيسى: إنّ ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، نفسي نفسي نفسي، اذهبوا إلى غيري))، ملتقطاً. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ اِنَّهُ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

8...... ((فيقولون: إلى من تأمرنا؟ فيقول: ائتوا عبداً فتح الله على يديه، ويجيء في هذا اليوم آمنا محمداً)). "الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣، ملتقطاً.

فرمائیں گے، اُنھیں کے حضور حاضر ہو، وہ یہاں تشریف فرما ہیں۔[1]

اب لوگ پھرتے پھراتے، ٹھوکریں کھاتے، روتے چلّاتے، دُہائی دیتے حاضرِ بارگاہِ بے کس پناہ ہوکر عرض کریں گے[2]: اے محمد![3] اے اللہ کے نبی! حضور کے ہاتھ پر اللہ عزوجل نے فتحِ باب رکھا ہے، آج حضور مطمئن ہیں[4]، اِن کے علاوہ اور بہت سے فضائل بیان کرکے عرض کریں گے: حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس مصیبت میں ہیں! اور کس حال کو پہنچے! حضور بارگاہِ خداوندی میں ہماری شفاعت فرمائیں اور ہم کو اس آفت سے نجات دلوائیں۔[5] جواب میں ارشاد فرمائیں گے: ((أَنَا لَهَا))[6] میں اس کام کے لیے ہوں، ((أَنَا صَاحِبُكُمْ))[7] میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے، یہ فرما کر بارگاہِ عزّت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے، ارشاد ہوگا:

---

1 ...... ((لكن انطلقوا إلى سيد ولد آدم، انطلقوا إلى محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع لكم إلى ربكم عز وجل))، ملتقطاً.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٥، ج١، ص٢١.

وفي رواية: ((إنّ محمداً صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وقد حضر اليوم)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل: الحديث: ٢٥٤٦، ج١، ص٦٠٤.

2 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن اپنے مخصوص انداز میں ان الفاظ کے ساتھ اس محشر کے دن کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہِ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورۂ رسالت، فاتح بابِ شفاعت، محبوب باوجاہت، مطلوب بلندعزت، ملجاءِ عاجزاں، ماؤئ بیکساں، مولائے دوجہان، حضور پرنور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور، افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکیٰ تحیات اللہ ونامی برکات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے، اور بہزاراں ہزار نالہائے زار و دلِ بیقرار و چشمِ اشکبار یوں عرض کرتے ہیں۔'' "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ص٢٢٣.

3 ...... ((يا محمد)). "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، باب: ﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا ... إلخ﴾، الحديث: ٤٧١٢، ج٣، ص٢٦٠.

4 ...... ((يا نبي الله! أنت الذي فتح الله بك وجئت في هذا اليوم آمنا)).

"الخصائص الكبرى"، باب الشفاعة، ج٢، ص٣٨٣، ملتقطاً.

5 ...... ((اشفع لنا إلى ربك، ألا ترى إلى ما نحن فيه؟ ألا ترى إلى ما قد بلغنا)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، الحديث: ٣٢٧، ص١٢٥.

6 ...... ((فأقول: أنا لها)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام عزوجل تعالى يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧.

7 ...... ((أنا صاحبكم)). "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٦١١٧، ج٦، ص٢٤٨.

((يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَه وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))[1].

''اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے۔'' دوسری روایت میں ہے:

((وَقُلْ تُطَعْ))[2].

''فرماؤ! تمہاری اِطاعت کی جائے۔''

پھر تو شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم بھی ایمان ہوگا، اس کے لیے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکالیں گے، یہاں تک کہ جو سچے دل سے مسلمان ہوا اگرچہ اس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے، اسے بھی دوزخ سے نکالیں گے۔[3] اَب تمام انبیا اپنی اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے[4]، اولیائے کرام[5]،

---

1 ...... ((فأستأذن على ربي فيؤذن لي ويلهمني محامد أحمده بها لا تحضرني الآن، فأحمده بتلك المحامد وأخِرّ له ساجداً، فيقال: يا محمد، ارفع رأسك وقل يسمع لك، وسل تعط، واشفع تشفع)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧.

وفي رواية: "صحيح مسلم": ((فيقال: يا محمد! ارفع رأسك، قل تسمع، سل تعطه، اشفع تشفع)). كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٢ (١٩٣)، ص١٢٢.

2 ...... وفي رواية "المسند" للشاشي: ((فيقال: ارفع رأسك، **قل تطع**، واشفع تشفع)). الحديث: ١١١٥، ج٣، ص٣٥٣.

3 ...... ((يا رب أمتي أمتي، فيقول: انطلق فأخرج من كان في قلبه أدنى أدنى أدنى مثقال حبة خردل من إيمان، فأخرجه من النار، فأنطلق فأفعل ...... فأقول:يارب ائذن لي فيمن قال: لا إله إلّا اللّه، فيقول: وعزتي وجلالي وكبريائي وعظمتي لأخرجنّ منها من قال:لا إله إلّا اللّه))، ملتقطاً. "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب كلام الرب عزوجل يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، الحديث: ٧٥١٠، ج٤، ص٥٧٧-٥٧٨.

4 ...... عن جابر قال: قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم: ((يفتقد أهل الجنة ناساً كانوا يعرفونهم في الدنيا، فيأتون الأنبياء، فيذكرونهم، فيشفعون فيهم، فيشفعون، فيقال لهم: الطلقاء، وكلّهم طلقاء، يصب عليهم ماء الحياة)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٣٠٤٤، ج٢، ص٢٠٩، و"مجمع الزوائد"، الحديث: ١٨٥٢٩، ج١٠، ص٦٨٩.

عن عثمان بن عفان قال: قال رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم: ((يشفع يوم القيامة ثلاثة: الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء)). "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب ذكر الشفاعة، الحديث: ٤٣١٣، ج٤، ص٥٢٦.

5 ...... في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج١١، ص٣٩٠:(ثم يقال: ادعوا الأنبياء فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الصديقين فيشفعون، ثم يقال: ادعوا الشهداء فيشفعون).

شہدا[1]، علما[2]، حُفّاظ[3]، حُجّاج[4]، بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔[5] نابالغ بچے جو مر گئے ہیں، اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے[6]، یہاں تک کہ علما کے پاس کچھ لوگ آ کر

1...... قـال رسـول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يشفع الشهيد في سبعين من أهل بيته)). "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في الشهيد يشفع، الحديث: ٢٥٢٢، ج٣، ص٢٣.

2...... عـن جـابر بن عبد اللّٰه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يبعث العالم والعابد، فيقال للعابد: ادخل الجنة، ويقال للعالم: اثبت حتى تشفع للناس بما أحسنت أدبهم)). "شعب الإيمان"، باب في طلب العلم، الحديث: ١٧١٧، ج٢، ص٢٦٨.

وفـي رواية: عـن جابر بن عبد اللّٰه رضي اللّٰه عنه: ((ويـقـال للعالم: اشفع في تلاميذك ولو بلغ عددهم نجوم السماء)). "مسند الفردوس" للديلمي، الحديث: ٨٥١٧، ج٢، ص٥٠٣.

3...... عـن علي بن أبي طالب قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((مـن قرأ القرآن وحفظه أدخله اللّٰه الجنة وشفعه في عشرة من أهل بيته، كلهم قد استوجب النار)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب السنة، باب فضل من تعلم القرآن وعلّمه، الحديث: ٢١٦، ج١، ص١٤١.

4...... عن أبي موسى الأشعري رضي اللّٰه عنه، رفعه إلى رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((الحاج يشفع في أربع مئة أهل بيت))، أو قال: ((من أهل بيته)). "البحر الزخار بمسند البزار"، مسند أبي موسى الأشعري، الحديث: ٣١٩٦، ج٨، ص١٦٩.

وفـي رواية: عـن أبـي مـوسـى الأشعري أنّ رجلا سأله عن الحاج؟، فقال: ((إنّ الحاج يشفع في أربع مئة بيت من قومه، ويبـارك لـه فـي أربـعين من أمهات البعير الذي حمله، ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه)). "المصنف" لعبد الرزاق، باب فضل الحج، الحديث: ٨٨٣٨، ج٥، ص٥.

5...... عـن أبـي سـعيـد أنّ رسـول اللّٰـه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إنّ من أمتي من يشفع للفئام من الناس، ومنهم من يشفع لـلـقبيلة، ومنهم من يشفع للعصبة، ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلوا الجنة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء في الشفاعة... إلخ، الحديث: ٢٤٤٨، ج٤، ص١٩٩.

وفي رواية: عن أبي أمامة، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يدخل الجنة بشفاعة رجل من أمتي أكثر من عدد مضر، ويشفع الرجل في أهل بيته، ويشفع على قدر عمله)). "المعجم الكبير"، للطبراني، الحديث: ٨٠٥٩، ج٨، ص٢٧٥.

6...... أخـرج إسـحق بن راهوية في "مسنده" عن حبيبة وأم حبيبة، قال: كنا في بيت عائشة رضي اللّٰه عنها، فدخل رسول اللّٰه صـلـى الـلّٰـه عليه وسلم فقال: ((ما من المسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد، أطفال لم يبلغوا الحنث إلّا جيء بهم حتى يوقفوا عـلـى بـاب الـجـنة، فيـقال لهم: ادخلوا الجنة، فيقولون: أندخل ولم يدخل أبوانا؟ فيقال: لهم في الثانية أو الثالثة: ادخلوا الجنة وآباء كم، فذلك قوله تعالى: ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾، قال: نفعت الآباء شفاعة أبنائهم)). =

عرض کریں گے: ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا[1]، کوئی کہے گا: کہ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا[2]، علما اُن تک کی شفاعت کریں گے۔

عقیدہ (۵): حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔[3]

عقیدہ (۶): حساب کا منکر کافر ہے[4]، کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خُفیۃً[5] اُس سے پوچھا جائے

= وأخرج أبو نعيم عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ذراري المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافعين ومشفعين)). "البدور السافرة في الأمور الآخرة"، الحديث: ١١٥٥ـ١١٥٦، ص٣٦٢.

وفي رواية: ((ذراريّ المسلمين يوم القيامة تحت العرش شافع ومشفع من لم يبلغ ثنتي عشر سنة، ومن بلغ ثلاث عشرة سنة فعليه وله)). "كنز العمال"، كتاب القيامة، الحديث: ٣٩٣٠١، ج١٤، ص٢٠٠.

1...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يصف الناس يوم القيامة صفوفا، وقال ابن نمير: أهل الجنة، فيمر الرجل من أهل النار على الرجل، فيقول: يا فلان! أما تذكر يوم استسقيت فسقيتك شربة؟، قال: فيشفع له، ويمر الرجل: فيقول أما تذكر يوم ناولتك طهورا، فيشفع له)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الأدب، باب فضل صدقة الماء، الحديث: ٣٦٨٥، ج٤، ص١٩٦.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:((يصف أهل النار، فيمر بهم الرجل من أهل الجنة، فيقول الرجل منهم: يا فلان! أما تعرفني؟ أنا الذي سقيتك شربة. وقال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وضوءاً، فيشفع له فيدخله الجنة)). "مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج٢، ص٣٢٧، الحديث: ٥٦٠٤.

2...... في "المرقاة"، ج٩، ص٥٦٩، تحت هذا الحديث: (قال بعضهم: أنا الذي وهبت لك وَضوءاً بفتح الواو، أي: ماء وضوء، وعلى هذا القياس من لقمة وخرقة أو نوع إعانة... إلخ).

3...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٤: ("والكتاب" المثبت فيه طاعات العباد ومعاصيهم يؤتى للمؤمنين بأيمانهم والكفار بشمائلهم ووراء ظهورهم "حق"، لقوله تعالى: ﴿ **وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَّلْقَاهُ مَنْشُورًا** ﴾وقوله تعالى:﴿ **فَاَمَّا مَنْ اُوتِیَ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا** ﴾.

4...... في "منح الروض الأزهر" للقاري، فصل في المرض والموت والقيامة، ص١٩٥: (واعلم أنّ من أنكر القيامة أو الجنة أو النار أو الميزان أو الصراط **أو الحساب** أو الصحائف المكتوبة فيها أعمال العباد يكفر، أي: لثبوتها بالكتاب والسنة وإجماع الأمة).

وفي "الشفا"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، ج٢، ص٢٩٠: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث **أو الحساب** أو القيامة فهو كافر بإجماع للنّص عليه وإجماع الأمة على صحة نقله متواتراً).

5...... پوشیدہ۔

گا: تونے یہ کیا اور یہ کیا؟ عرض کرے گا: ہاں اے رب! یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار لے لے گا، اب یہ اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب گئے، فرمائے گا: کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب بخشتے ہیں۔ [1] اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی، جس سے یوں سوال ہوا، وہ ہلاک ہوا۔ [2] کسی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہ دی...؟! تجھے سردار نہ بنایا...؟! اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو مسخّر نہ کیا...؟! ان کے علاوہ اور نعمتیں یاد دلائے گا، عرض کرے گا: ہاں! تُو نے سب کچھ دیا تھا، پھر فرمائے گا: تو کیا تیرا خیال تھا کہ مجھ سے ملنا ہے؟ عرض کرے گا کہ نہیں، فرمائے گا: تو جیسے تُو نے ہمیں یاد نہ کیا، ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں۔

بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تُو نے کیا کیا؟ عرض کرے گا: تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور ان کے علاوہ جہاں تک ہو سکے گا، نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا۔ ارشاد ہوگا: تو اچھا تُو ٹھہر جا! تجھ پر گواہ پیش کیے جائیں گے، یہ اپنے جی میں سوچے گا: مجھ پر کون گواہی دیگا...؟! اس وقت اس کے مونھ پر مُہر کر دی جائے گی اور اَعضا کو حکم ہوگا: بول چلو، اُس وقت اُس کی ران اور ہاتھ پاؤں، گوشت پوست، ہڈیاں سب گواہی دیں گے کہ یہ تو ایسا تھا ایسا تھا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [3]

---

1 ...... عن ابن عمر قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: ((إنّ اللّٰہ یدني المؤمن، فیضع علیہ کَنَفَہ ویسترہ، فیقول: أتعرف ذنب کذا؟ أتعرف ذنب کذا؟ فیقول: نعم أي رب، حتی إذا قررہ بذنوبہ، ورأی في نفسہ أنّہ ھلك، قال: سترتھا علیك في الدنیا، وأنا أغفرھا لك الیوم، فیعطی کتاب حسناتہ)). "صحیح البخاري"، کتاب المظالم، باب قول اللّٰہ تعالی: ﴿**اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ**﴾، الحدیث: ٢٤٤١، ج٢، ص١٢٦.

2 ...... عن عائشة رضي اللّٰہ عنھا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((لیس أحد یحاسب إلّا ھلك))، قالت: قلت: یا رسول اللّٰہ جعلني اللّٰہ فداءك، ألیس یقول اللّٰہ عزوجل: ﴿**فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا**﴾، [٧-٨] قال: ((ذاك العرض یعرضون، ومن نوقش الحساب ھلك)). "صحیح البخاري"، کتاب التفسیر، باب: ﴿**فَسَوۡفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيۡرًا**﴾، الحدیث: ٤٩٣٩، ج٣، ص٣٧٥.

في "فتح الباري"، کتاب الرقاق، تحت الحدیث: ٦٥٣٦، تحت قول: من نوقش الحساب عذّب: (والمراد بالمناقشة الاستقصاء في المحاسبة والمطالبة بالجلیل والحقیر وترك المسامحة، یقال انتقشت منہ حقي أي: استقصیتہ). ج١١، ص٣٤٢.

3 ...... عن أبي ھریرة قال: قالوا: یا رسول اللّٰہ! ھل نری ربنا یوم القیامة؟ قال: ((ھل تضارون في رؤیة الشمس في الظھیرة، لیست في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فھل تضارون في رؤیة القمر لیلة البدر لیس في سحابة؟)) قالوا: لا، قال: ((فوالذي نفسي

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمّت سے ستّر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستّر ہزار اور رب عزوجل ان کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے، اس کا شمار وہی جانے۔[1] تہجد پڑھنے والے بلا حساب جنت میں جائیں گے۔[2]

بيده! لا تضارون في رؤية ربكم إلّا كما تضارون في رؤية أحدهما، قال: فيلقى العبد فيقول: أي فل! ألم أكرمك، وأسوّدك، وأزوّجك، وأسخّرلك الخيل والإبل، وأذرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى، قال: فيقول: أفظننت أنّك ملاقيّ؟ فيقول: لا، فيقول: فإنّي أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثاني فيقول: أي فل! ألم أكرمك وأسوّدك وأزوجك وأسخرلك الخيل والإبل، وأذرك ترأس وتربع؟ فيقول: بلى يارب! فيقول: أفظننت أنّك ملاقيّ؟ فيقول: لا، فيقول: إنّي أنساك كما نسيتني، ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك، فيقول: ياربّ! آمنت بك وبكتابك وبرسلك، وصليت وصمت وتصدقت، ويثني بخير ما استطاع، فيقول: ههنا إذاً، قال: ثم يقال له: الآن نبعث شاهدنا عليك، ويتفكرفي نفسه: من ذا الذى يشهد علي؟ فيختم على فيه، ويقال لفخذه ولحمه وعظامه: انطقي، فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله، وذلك ليعذرمن نفسه وذلك المنافق، وذلك الذى يسخط الله عليه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الزهد والرقائق، الحديث: ٢٩٦٨، ص١٥٨٧.

[1]...... عن عبد الرحمن بن أبي بكر، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ ربي أعطاني سبعين ألفا من أمتي يدخلون الجنة بغير حساب))، فقال عمر: يا رسول الله، فهلاّ استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني مع كل رجل سبعين ألفا))، قال عمر: فهلاّ استزدته؟ قال: ((قد استزدته فأعطاني هكذا))، وفرّج عبد الله بن بكر بين يديه، وقال عبد الله: وبسط باعَيه، وحثا عبد الله، وقال هشام: وهذا مِن الله لا يدرى ما عدده. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٧٠٦، ج١، ص٤١٩.

عن أبي أمامة يقول:سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفًا لا حساب عليهم ولا عذاب، مع كل ألف سبعون ألفًا وثلاث حثيات من حثيات ربي)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة القيامة، الحديث: ٢٤٤٥، ج٤، ص١٩٨.

[2]...... ﴿**تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ**﴾ پ٢١، السجدة:١٦.

في "تفسير الطبري"، ج١٠، ص٢٣٩، تحت الآية: حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد في قوله: ﴿**تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ**﴾ قال: هؤلاء المتهجدون لصلاة الليل).

عن أسماء بنت يزيد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((يحشر الناس في صعيد واحد يوم القيامة، فينادي مناد فيقول: أين الذين كانت **تتجافى جنوبهم عن المضاجع**، فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يؤمر بسائر الناس "بالحساب")). "شعب الإيمان"، باب في الصلاة، تحسين الصلاة والإكثار منها، الحديث: ٣٢٤٤، ج٣، ص١٦٩.

في "المرقاة" ج١، ص١٩٤، تحت اللفظ: (﴿**عَنِ الْمَضَاجِعِ**﴾ أي: المفارش والمراقد، والجمهور على أنّ المراد صلاة التهجد).

اس امت میں وہ شخص بھی ہوگا، جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور ہر دفتر اتنا ہوگا، جہاں تک نگاہ پہنچے، وہ سب کھولے جائیں گے، رب عزوجل فرمائے گا: ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں ہے؟ میرے فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! پھر فرمائے گا: تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ عرض کرے گا: نہیں اے رب! فرمائے گا: ہاں تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا، اُس وقت ایک پرچہ جس میں "**أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**" ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جا تُلوا، عرض کرے گا: اے رب! یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پلّے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ، وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہوجائے گا۔[1] بالجملہ اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں، جس پر رحم فرمائے، تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

عقیدہ (۷): قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا[2]، نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں[3]، کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔[4]

---

1 ...... عن أبي عبد الرحمن المعافريّ ثم الحبليّ قال: سمعت عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: ((إنّ اللّٰه سيخلص رجلا من أمتي على رؤوس الخلائق يوم القيامة، فينشرعليه تسعة وتسعين سجلاّ، كل سجل مثل مد البصر، ثم يقول: أتنكر من هذاشيئا؟ أظلمك كتبتي الحافظون؟ يقول: لا يا رب! فيقول: أفلك عذر؟ فيقول: لا، يا ربّ! فيقول: بلى! إنّ لك عندناحسنة فإنّه لا ظلم عليك اليوم، فيخرج بطاقة فيها أشهد أن لا إله إلاّ اللّٰه وأشهد أنّ محمدًا عبده ورسوله، فيقول: احضر وَزنك، فيقول: يا رب! ما هذه البطاقة مع هذه السجلات؟ فقال: فإنّك لا تظلم، قال: فتوضع السجلاّت في كفة والبطاقة في كفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة، ولا يثقل مع اسم اللّٰه شيء)). "سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلاّ اللّٰه، الحديث: ٢٦٤٨، ج٤، ص٢٩٠ـ٢٩١.

2 ...... {وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَّلْقَاهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا﴾ پ١٥، بني إسرائيل: ١٣ـ١٤.

3 ...... {فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ﴾ پ٢٩، الحاقة: ١٩ـ٢٠.
﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتَابِيَهْ﴾ پ٢٩، الحاقة: ٢٥.
عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((يعرض الناس يوم القيامة ثلاث عرضات، فأمّا عرضتان فجدال ومعاذير، وأمّا الثالثة: فعند ذلك تطير الصحف في الأيدي، فآخذ بيمينه وآخذ بشماله)). سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب ذكر البعث، الحديث: ٤٢٧٧، ج٤، ص٥٠٦.

4 ...... {وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْ ثُبُوْرًا وَيَصْلٰى سَعِيْرًا }. پ٣٠، انشقاق: ١٠ـ١٢.
في "الجامع لأحكام القرآن" للقرطبي، ج١٠، ص١٩٢، تحت الآية: (قال ابن عباس: يمد يده اليمنى ليأخذ كتابه فيجذبه

عقیدہ (۸): حوضِ کوثر کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔ [1] اِس حوض کی مسافت ایک مہینہ کی راہ ہے [2]، اس کے کناروں پر موتی کے قُبّے ہیں [3]، چاروں گوشے برابر یعنی زاویے قائمہ ہیں [4]، اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے [5]، اس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا [6] اور مشک سے زیادہ پاکیزہ [7] اور اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ [8] جو اس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا [9]، اس میں جنت سے دو پرنالے ہروقت گرتے ہیں، ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا۔ [10]

ملك، فيخلع يمينه، فيأخذ كتابه بشماله من وراء ظهره، وقال قتادة ومقاتل: يفك ألواح صدره وعظامه ثم تدخل يده وتخرج من ظهره، فيأخذ كتابه كذلك).

1...... عن أنس بن مالك أنّه قرأ هذه الآية: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

وفي رواية: عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أعطيت الكوثر فإذا هو نهر يجري كذا على وجه الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٥٤٤، ج٤، ص٣٠٥.

في "شرح العقائد النسفية"، والحوض حق، ص١٠٥: (والحوض حق لقوله تعالى: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾.

2...... قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((حوضي مسيرة شهر)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث: ٦٥٧٩، ج٤، ص٢٦٧، . و"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...إلخ، الحديث: ٢٢٩٢، ص ١٢٥٦.

3...... ((حافتاه قباب الدر المجوف)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب الحوض، الحديث:٦٥٨١، ج٤، ص٢٦٨.

وفي رواية: ((حافتاه قباب اللؤلؤ)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

4...... ((وزواياه سواء)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبيّنا...إلخ، الحديث: ٢٢٩٢، ص ١٢٥٦.

5...... ((فضربت بيدي إلى تربته، فإذا هو مسكة ذفرة)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٣٥٧٩، ج٤، ص٤٩١.

6...... ((ماؤه أشد بياضاً من اللبن وأحلى من العسل)).

"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث: ٢٣٠٠، ص١٢٦٠.

7...... ((وأطيب من المسك)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٣٣٧٧، ج٩، ص٨٩.

8...... عن أبي ذر قال: قلت يا رسول الله ما آنية الحوض، قال: ((والذي نفس محمد بيده لآنيته أكثر من عدد نجوم السماء وكواكبها)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، الحديث:٢٣٠٠، ص١٢٦٠.

9...... ((من شرب منه لم يظمأ بعده)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٣٣٧٧، ج٩، ص٨٩.

10...... ((يغت فيه ميزابان يمدّانه من الجنة، أحدهما من ذهب، والآخر من ورق)). "صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم وصفاته، الحديث: ٢٣٠١، ص١٢٦٠.

عقیدہ (۹): میزان حق ہے۔اس پرلوگوں کے اعمال نیک وبدتولے جائیں گے[1]، نیکی کا پلّہ بھاری ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اوپراُٹھے، دنیا کا سا معاملہ نہیں کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے کو جھکتا ہے۔[2]

عقیدہ (۱۰): حضوراقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اللہ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا، کہ تمام اوّلین وآخرین حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی حمد وستائش کریں گے۔[3]

---

❶...... في "منح الروض الأزهر"، ص۹٥: (وزن الأعمال بالميزان يوم القيامة حق) لقوله تعالى: ﴿**وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰئِکَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ**﴾، إظهاراً لكمال الفضل وجمال العدل، كما قال الله سبحانه وتعالى: ﴿**وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ**﴾.

❷...... {**اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ**﴾، پ۲۲، فاطر: ۱۰.

في "تكميل الإيمان"،ص ۷۸: (ميزان آخرت برعكس ميزان دنيا است، وعلامت ثقل ارتفاع كفه بود وعلامت خفت انخفاض). یعنی: علماء فرماتے ہیں کہ:''آخرت کی میزان کا بھاری پلڑہ دنیاوی ترازو کے برعکس ہوگا یعنی بھاری پلڑے کی علامت اس کے اونچے اور مرتفع ہونے اور ہلکے پلڑے کی علامت اس کے نیچے ہونے کی شکل میں ہوگا۔''

اعلی حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں:''وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہوگا تو اُوپر اٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا، قال اللہ عزوجل: {**اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ**﴾، پ۲۲،فاطر: ۱۰. ترجمہ:اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے(ت)،جس کتاب میں لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص٦۲٦.

❸...... ﴿**عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا**﴾ پ۱٥، الإسراء: ۷۹.

في "الدر المنثور"، ج٥، ص۳۲٥، تحت الآية: عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ الشمس لتدنو حتى يبلغ العرق نصف الأذن، فبينما هم كذلك استغاثوا بآدم عليه السلام فيقول: لَسْتُ بصاحب ذلك، ثم موسى عليه السلام فيقول: كذلك، ثم محمد صلى الله عليه وسلم فيشفع، فيقضي الله بين الخلائق فيمشي حتى يأخذ بحلقة باب الجنة، فيومئذ يبعثه الله مقاماً محموداً يحمده أهل الجمع كلّهم)).

وفي رواية: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((......وإني لأقوم المقام المحمود يوم القيامة فقال الأنصاري: وما ذاك المقام المحمود؟ قال: ذاك إذا جيء بكم عراة حفاة غرلا فيكون أول من يكسى إبراهيم عليه السلام يقول: اكسوا خليلى فيؤتى بريطتين بيضاوين فليلبسهما ثم يقعد فيستقبل العرش ثم أوتى بكسوتى فألبسها، فأقوم عن يمينه مقاماً لا يقومه أحد غيري، يغبطني به الأوّلون والآخرون))، ملتقطاً. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ۳۷۸۷، ج۲، ص٥٦.

عقیدہ (۱۱): حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لواء الحمد کہتے ہیں، تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اُسی کے نیچے ہوں گے۔[1]

عقیدہ (۱۲): صراط حق ہے۔ یہ ایک پُل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا، بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا[2]، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، سب سے پہلے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم گزر فرمائیں گے، پھر اور انبیا و مرسلین، پھر یہ اُمّت پھر اور اُمتیں گزریں گی[3] اور حسبِ اختلافِ اعمال پُلِ صراط پر لوگ مختلف طرح سے گزریں گے، بعض تو ایسے تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا اور بعض تیز ہوا کی طرح، کوئی ایسے جیسے پرند اڑتا ہے

1...... عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، ومامن نبيّ يومئذ ـآدم فمن سواهـ إلّا تحت لوائي)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب سلوا الله لي الوسيلة، الحديث: ٣٦٢٥، ج٥، ص٣٥٤.

2...... عن عائشة قالت: قال رسول الله: ((ولجهنم جِسر أدقّ من الشعر وأحدّ من السيف)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٤٨٤٧، ج٩، ص٤١٥.

وفي رواية: قال أبو سعيد الخدري: ((بلغني أنّ الجسر أدقّ من الشعرة وأحدّ من السيف)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، الحديث: ٣٠٢، ص١١٥.

وفي "شرح العقائد النسفية"، والصراط حق، ص١٠٥: (والصراط حق وهو جِسر، ممدود على متن جهنم أدق من الشعر، وأحدّ من السيف يعبره أهل الجنة وتزل به أقدام أهل النار).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٦٨: (الصراط جسر ممدود على متن جهنم يرده الأولون والآخرون لا طريق الجنة إلّا عليه، وهو أدق من الشعر وأحدّ من السيف).

3...... ((فيضرب الصراط بين ظهراني جهنم فأكون أول من يجوز من الرسل بأمته ولا يتكلم يومئذ أحد إلا الرسل وكلام الرسل يومئذ: اللّهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، فضل السجود، الحديث: ٨٠٦، ج١، ص٢٨٢.

وفي رواية: ((ويضرب الصراط بين ظهري جهنم، فأكون أنا وأمتي أوّل من يجيزها ولا يتكلم يومئذ إلّا الرسل، ودعوى الرسل يومئذ: اللّهم سلم سلم)). "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، الحديث:٧٤٣٧، ج٤، ص٥٥١.

في "فتح الباري"، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم، ج١١، ص٣٨٤، تحت الحديث: ٦٥٧٣، تحت قول: ((فأكون أوّل من يجيز)) فإن فيه إشارة إلى أَنَّ الْأَنبِيَاءَ بَعْدَهُ يُجِيزُونَ أُمَمَهُمْ). وفيه أيضاً، ص٣٨٧: (قال القرطبي: لمّا كان هو وأمته أوّل من يجوز على الصراط لزم تأخير غيرهم عنهم حتى يجوز، فإذا جاز هو وأمته فكأنّه أجاز بقية الناس)، ملتقطاً.

اور بعض جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض جیسے آدمی دوڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض شخص سُرین پر گھسٹتے ہوئے اور کوئی چیونٹی کی چال جائے گا[1] اور پُل صراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ (عزوجل) ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہونگے) لٹکتے ہوں گے، جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑ لیں گے، مگر بعض تو زخمی ہوکر نجات پا جائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے[2] اور یہ ہلاک ہوا۔

یہ تمام اہلِ محشر تو پُل پر سے گزرنے میں مشغول، مگر وہ بے گناہ، گناہگاروں کا شفیع پُل کے کنارے کھڑا ہوا بکمالِ گریہ وزاری اپنی اُمّتِ عاصی کی نجات کی فکر میں اپنے رب سے دُعا کررہا ہے: ((رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ))[3]، اِلٰہی! ان گناہگاروں کو بچالے بچالے۔ اور ایک اسی جگہ کیا! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اُس دن تمام مواطن میں دورہ فرماتے رہیں گے، کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے، وہاں جس کے حسنات میں کمی دیکھیں گے، اس کی شفاعت فرما کر نجات دلوائیں گے اور فوراً ہی دیکھو تو حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں، پیاسوں کو سیراب فرما رہے ہیں اور وہاں سے پُل پر رونق افروز ہوئے اور گرتوں کو بچایا۔[4]

---

1 ...... قيل: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ! وما الجِسر؟ قال: ((دحض مزلة، فيها خطاطيف وكلاليب وحسك، تكون بنجد فيها شويكة يقال لها السعدان، فيمر المؤمنون كطرف العين وكالبرق، وكالريح وكالطير وكأجاويد الخيل والركاب)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية ، الحديث: ٣٠٢، ص١١٤.

وفي رواية: عن أبي سعيد الخدري، قال: ((يعرض الناس على جسر جهنم، عليه حسك وكلاليب وخطاطيف تخطف الناس، قال: فيمر الناس مثل البرق، وآخرون مثل الريح، وآخرون مثل الفرس المجد، وآخرون يسعون سعيًا، وآخرون يمشون مشيًا وآخرون يحبون حبوًا وآخرون يزحفون زحفا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٠٠، ج٤، ص٥١.

2 ...... ((وفي حافتي الصراط كلاليب معلقة، مأمورة بأخذ مَن أمرت به، فمخدوش ناج ومكدوس في النار)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٩، ص١٢٧.

3 ...... ((ونبيكم قائم على الصراط يقول: رب سلم سلم)). "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، الحديث: ٣٢٩، ص١٢٧.

4 ...... حدثنا النضر ابن أنس بن مالك عن أبيه قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم أن يشفع لي يوم القيامة، فقال: ((أنا فاعل))، قلت: يارسول الله! فأين أطلبك؟ قال: ((اطلبني أوّل ما تطلبني على الصراط))، قلت: فإن لم ألقك على الصراط، قال: ((فاطلبني عند الميزان))، قلت: فإن لم ألقك عند الميزان؟ قال: ((فاطلبني عند الحوض، فإني لا أخطىء هذه الثلاث المواطن)).

"سنن الترمذي"، أبواب صفة القيامة والرقائق... إلخ، باب ما جاء في شأن الصراط، الحديث: ٢٤٤٨، ج٤، ص١٩٥.

و"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١٢٨٢٥، ج٤، ص٣٥٦.

غرض ہر جگہ اُنھیں کی دُوہائی، ہر شخص اُنھیں کو پکارتا، اُنھیں سے فریاد کرتا ہے اور اُن کے سوا کس کو پکارے...؟! کہ ہر ایک تو اپنی فکر میں ہے، دوسروں کو کیا پوچھے، صرف ایک یہی ہیں، جنھیں اپنی کچھ فکر نہیں اور تمام عالم کا بار اِن کے ذمّے۔

"صَلّى الله تعالى عليه وَعلى آلِهٖ وأَصحابِهٖ وَبارَكَ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنَا مِنْ أَهْوَالِ الْمَحْشَرِ بِجَاهِ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ، اٰمِيْنَ !

یہ قیامت کا دن کہ حقیقۃً قیامت کا دن ہے، جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا[1]، جس کے مصائب بے شمار ہوں گے، مولیٰ عزوجل کے جو خاص بندے ہیں ان کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا، کہ معلوم ہوگا اس میں اتنا وقت صَرف ہوا جتنا ایک وقت کی نمازِ فرض میں صَرف ہوتا ہے[2]، بلکہ اس سے بھی کم[3]، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔

﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ﴾[4]

"قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا، بلکہ اس سے بھی کم۔"

سب سے اعظم واعلیٰ جو مسلمانوں کو اس روز نعمت ملے گی وہ اللہ عزوجل کا دیدار ہے، کہ اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں،

---

1 ...... ﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ﴾(پ٢٩، المعارج : ٤) انظر ص٤٩، تخريج نمبر ٤.

2 ...... عن أبي هريرة أظنه رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال:((إنّ الله يخفف على من يشاء من عباده طول يوم القيامة كوقت صلاة مكتوبة)). "شعب الإيمان"، باب في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم، الحديث: ٣٦٢، ج١، ص٣٢٥.

عن أبي سعيد الخدري، أنّه أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أخبرني من يقوى على القيام يوم القيامة الذي قال الله عزوجل: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾، فقال: ((يخفف على المؤمن حتى يكون عليه كالصلاة المكتوبة)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، ج٢، الحديث:٥٥٦٣، ص٣١٧.

3 ...... عن أبي سعيد الخدري قال: قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم يوما كان مقداره خمسين ألف سنة ما أطول هذااليوم؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((والذى نفسي بيده أنّه ليخفف على المؤمن، حتى يكون أخفّ عليه من صلاة مكتوبة، يصليها في الدنيا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٧١٧، ج٤، ص١٥١. "شعب الإيمان"، باب في حشر الناس بعد ما يبعثون من قبورهم، الحديث: ٣٦١، ج١، ص٣٢٤.

4 ...... پ١٤، النحل: ٧٧.

جسے ایک بار دیدار میسّر ہوگا، ہمیشہ ہمیشہ اس کے ذوق میں مستغرق[1] رہے گا، کبھی نہ بھولے گا اور سب سے پہلے دیدارِ الٰہی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوگا۔[2]

یہاں تک تو حشر کے اہوال واحوال مختصراً بیان کیے گئے، ان تمام مرحلوں کے بعد اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے، کسی کو آرام کا گھر ملے گا، جس کی آسائش کی کوئی انتہا نہیں، اس کو جنت کہتے ہیں۔ یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں، اسے جہنم کہتے ہیں۔

عقیدہ (۱۳): جنت ودوزخ حق ہیں[3]، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[4]

---

1 ......مشغول۔

2 ...... (من خصائصه صلى الله عليه وسلم ......أنّه أوّل شافع وأوّل مشفع وأوّل من ينظر إلى الله). "حجة الله على العالمين"، ذكر الخصائص الذي فضل بها على جميع الأنبياء، ص٥٣.

في رواية "سبل الهدى والرشاد"، ج١٠، ص٣٨٤: (الباب الثالث فيما اختص به نبينا صلى الله عليه وسلم عن الأنبياء في ذاته في الآخرة صلى الله عليه وسلم، وفيه مسائل: الأولى: اختص صلى الله عليه وسلم بأنّه أول من تنشق عنه الأرض، الثانية: وبأنّه أوّل من يفيق من الصعقة،...... الرابعة عشرة: وبأنّه أوّل من يؤذن له في السجود، الخامسة عشرة: وبأنّه أوّل من يرفع رأسه، السادسة عشرة: وأوّل من ينظر إلى الله تبارك وتعالى... إلخ).

3 ...... ﴿وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ پ٤، ال عمران: ١٣٣.

في تفسير الخازن"، ج١، ص ٣٠١، تحت الآية:(﴿ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾ أي: هيئت للمتقين، وفيه دليل على أنّ الجنة والنار مخلوقتان الآن) ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ پ١، البقرة:٢٤.

في "تفسير ابن كثير"، ج ١، ص ١١١، تحت الآية: (قد استدل كثير من أئمة السنة بهذه الآية على أنّ النار موجودة الآن لقوله: ﴿اُعِدَّتْ﴾ أي: أرصدت وهيئت).

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٥: (والجنة حق والنارحق).

4 ...... في "الحديقة الندية"، ج١، ص٣٠٣: (من أنكر القيامة أو الجنة أو النار...... فإنّه يكفر لإنكاره ما هو الثابت بالنصوص القرآنية والأحاديث الصحيحة النبوية وأجمعت عليه الأمة المرضية).

وفي "الشفا"، ج٢، ص٢٩٠: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار...... فهو كافر بإجماع للنص عليه، وإجماع الأمة على صحة نقله متواترا).

عقیدہ (۱۴): جنت ودوزخ کو بنے ہوئے ہزار ہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں، یہ نہیں کہ اس وقت تک مخلوق نہ ہوئیں، قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔[1]

عقیدہ (۱۵): قیامت و بعث وحشر وحساب وثواب وعذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے، مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا، یا حشر فقط روحوں کا ہونا)، وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔[2]

اب جنت ودوزخ کی مختصر کیفیت بیان کی جاتی ہے۔

1...... فـي "شـرح الـعـقـائد النسفية"، ص۱۰۵۔۱۰۶: (والـجـنـة حـق والـنـار حـق، وهـمـا أي الـجنة والنار مخلوقتان ألان مـوجـودتان، تكرير وتأكيد وزعم أكثر المعتزلة أنّهما أنما تخلقان يوم الجزاء، ولنا قصة ادم وحواء وإسكانهما الجنة والأيات الظاهرة في إعدادهما مثل ﴿**أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ**﴾ و﴿**أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ**﴾).

وفـي "مـنح الروض الأزهر"، ص۹۸: ("والجنة والنار مخلوقتان اليوم" أي: موجودتان الآن قبل يوم القيامة، لقوله تعالى في نعت الجنة: ﴿**أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ**﴾ وفي وصف النار: ﴿**أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ**﴾ وللحديث القدسي: ((أعددت لعبادي الصالحين مـا لا عيـن رأت ولا أذن سـمـعت ولا خطر على قلب بشر))، ولحديث الإسراء: ((أدخلت الجنة وأريت النار))، وهذه الصيغة موضوعة للمضي حقيقة، فلا وجه للعدول عنها إلى المجاز إلّا بصريح آية أو صحيح دلالة، وفي المسألة خلاف للمعتزلة).

2...... وفي الشفا"، ج۲، ص۲۹۰: (وكذلك من أنكر الجنة أو النار أو البعث أو الحساب أو القيامة فهو كافر بإجماع للنص عـلـيـه، وإجـمـاع الأمة عـلى صحة نقله متواتراً، وكذلك من اعترف بذلك، ولكنّه قال: إنّ المراد بالجنة والنار والحشر والنشر والثـواب والـعقاب معنىً غير ظاهره، وأنّها لذّات روحانية ومعان باطنة كقول النصارى والفلاسفة والباطنية وبعض المتصوفة، وزعم أنّ معنى القيامة الموت أو فناه محض، وانتقاض هيئة الأفلاك وتحليل العالم كقول بعض الفلاسفة).

"الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص۳۸۳۔۳۸۴.

جنّت کا بیان

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی ۱ آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا۔[1] جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ ۲ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ وہاں کی کوئی عورت اگر زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک روشن ہو جائے اور خوشبو سے بھر جائے اور چاند سورج کی روشنی جاتی رہے اور اُس کا دوپٹا دنیا ومافیہا سے بہتر۔[2] اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اگر حُور اپنی ہتھیلی زمین وآسمان کے درمیان نکالے تو اس کے حسن کی وجہ سے خلائق فتنہ میں پڑ جائیں اور اگر اپنا دوپٹا ظاہر کرے تو اسکی خوبصورتی کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ[3] اور اگر جنت کی کوئی ناخن بھر چیز دنیا میں ظاہر ہو تو تمام آسمان وزمین اُس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو

---

۱ یعنی بے دیکھے ورنہ دیکھ کر تو آپ ہی جانیں گے تو جنہوں نے حالتِ حیات دنیوی ہی میں مشاہدہ فرمایا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یعنی سرے سے یہ حکم انہیں شامل ہی نہیں، علی الخصوص صاحبِ معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۱۲ منہ

1...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: ((قال الله [عزوجل]: أعددتُ لعبادي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا خطر على قلب بشر)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، الحديث:٢٨٢٤، ص١٥١٦.

۲ کعبہ معظّمہ، جنت سے اعلیٰ ہے اور تربتِ اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کعبہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے، مگر یہ دُنیا کی چیزیں نہیں۔ ۱۲ منہ

2...... ((ولو أنّ امراة من نساء أهل الجنة اطّلعت إلى الأرض لأضاءت ما بينهما، ولملأت ما بينهما ريحاً، ولنصيفها ـ يعني الخمار ـ خير من الدنيا وما فيها)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٦٨، ج٤، ص٢٦٤.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٥٥١٢، ج٦، ص٥٩: ((لو أنّ امرأة من أهل الجنة أشرفت إلى أهل الأرض لملأت الأرض ريح مسك، ولأذهبت ضوء الشمس والقمر)).

3...... ((لو أنّ حوراء أخرجت كفها بين السماء والأرض لافتتن الخلائق بحسنها، ولو أخرجت نصيفها لكانت الشمس عند حسنه مثل الفتيلة في الشمس، لاضوء لها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث:٩٧، ج٤، ص٢٩٨.

آفتاب کی روشنی مٹادے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی مٹا دیتا ہے۔[1] جنت کی اتنی جگہ جس میں کوڑا[2] رکھ سکیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[3]

جنت کتنی وسیع ہے، اس کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی جانیں، اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سَو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں میں وہ مسافت ہے، جو آسمان وزمین کے درمیان ہے۔[4] رہا یہ کہ خود اُس درجہ کی کیا مسافت ہے، اس کے متعلق کوئی روایت خیال میں نہیں، البتہ ایک حدیث ''ترمذی'' کی یہ ہے: ''کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہوتو سب کے لیے وسیع ہے۔''[5]

---

1 ...... ((لو أنّ ما يُقلُّ ظفر مما في الجنة بدا لتزخرفت له ما بين خوافق السموات والأرض، ولو أنّ رجلاً من أهل الجنة اطلع فبدا أساوره لطمس ضوء الشمس كما تطمس الشمس ضوء النجوم)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤٧، ج٤، ص٢٤١.

2 ...... چابک، درّہ۔

3 ...... ((موضع سوط في الجنة خير من الدنيا وما فيها)). ''جنت میں ایک کوڑے (یعنی ایک چابک) جتنی جگہ دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سے بہتر ہے''۔ ("صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنّها مخلوقة، الحديث: ٣٢٥٠، ج٢، ص٣٩٢).

شیخ محقق شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ''یعنی جنت کی تھوڑی سی اور معمولی جگہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ چابک کا ذکر اس عادت کے مطابق ہے کہ سوار جب کسی جگہ اترنا چاہتا ہے تو اپنا چابک پھینک دیتا ہے تاکہ اس کی نشانی رہے اور دوسرا کوئی شخص وہاں نہ اُترے۔ ("أشعة اللمعات"، ج٧، ص٥٠).

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: کوڑے سے مراد ہے وہاں کی تھوڑی سی جگہ۔ واقعی جنت کی نعمتیں دائمی ہیں۔ دنیا کی فانی پھر دنیا کی نعمتیں تکالیف سے مخلوط وہاں کی نعمتیں خالص، پھر دنیا کی نعمتیں ادنیٰ وہ اعلیٰ اس لیے دنیا کو وہاں کی ادنیٰ جگہ سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ ("مراة المناجيح"، ج٧، ص٤٤٧).

وانظر "المرقاة"، كتاب الفتن، باب صفة الجنة وأهلها، الحديث: ٥٦١٣، ج٩، ص٥٧٨.

4 ...... أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((في الجنة مائة درجة ما بين كل درجتين كما بين السماء والأرض)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ٢٥٣٩، ج٤، ص٢٣٨.

5 ...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ في الجنة مائة درجة لو أنّ العالمين اجتمعوا في إحداهنّ لوسعتهم)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة درجات الجنة، الحديث: ٢٥٤٠، ج٤، ص٢٣٩.

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سَو۱۰۰ برس تک تیز گھوڑے پر سوار چلتا رہے اور ختم نہ ہو۔[1] جنت کے دروازے اتنے وسیع ہوں گے کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہوگی[2] پھر بھی جانے والوں کی وہ کثرت ہوگی کہ مونڈھے سے مونڈھا چھلتا ہوگا[3]، بلکہ بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چَر چَرانے لگے گا۔[4] اس میں قسم قسم کے جواہر کے محل ہیں، ایسے صاف وشفاف کہ اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا اندر سے دکھائی دے۔[5] جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مُشک کے گارے سے بنی ہیں[6]، ایک اینٹ سونے کی، ایک چاندی کی، زمین زعفران کی، کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت۔[7] اور ایک روایت میں ہے کہ جنتِ عدن کی ایک اینٹ سفید موتی کی ہے، ایک یاقوتِ سرخ کی، ایک زَبَرْجَد سبز کی،

---

1 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((إنّ في الجنة لشجرة يسير الراكب في ظلها مائة عام، لا يقطعها)).

وفي رواية: عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: ((إنّ في الجنة شجرة يسير الراكب الجواد المضمّر السريع مائة عام، ما يقطعها)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة، باب إنّ في الجنة شجرة... إلخ، الحديث:٢٨٢٧-٢٨٢٨، ص١٥١٧.

2 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((إنّ للجنة لثمانية أبواب ما منهما بابان إلّا يسير الراكب بينهما سبعين عامًا)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي رزين العقيلي، الحديث: ١٦٢٠٦، ج٥، ص٤٧٥.

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ما بين كل مصراعين من مصاريع الجنة مسيرة سبعين عامًا)). "حلية الأولياء"، الحديث: ٨٣٧١، ج٦، ص٢٢١.

3 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم:((باب أمتي الذي يدخلون منه الجنة عرضه مسيرة الراكب المجود ثلاثا، ثم إنّهم ليضغطون عليه حتى تكاد مناكبهم تزول))."سنن الترمذي"، أبواب صفة الجنة... إلخ، باب ما جاء في صفة أبواب الجنة، الحديث: ٢٥٥٧، ج٤، ص ٢٤٦.

4 ...... ((وليأتين عليها يوم وهو كظيظ من الزحام)). "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، الحديث: ٢٩٦٧، ص١٥٨٦.

5 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((إنّ في الجنة غرفا من أصناف الجوهر كله يرى ظاهرها من باطنها وباطنها من ظاهرها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في درجات الجنة وغرفها، الحديث: ٢٧، ج٤، ص٢٨١.

6 ...... ((حائط الجنة لبنة من ذهب ولبنة من فضة وملاطها المسك)). "مجمع الزوائد"، كتاب أهل الجنة، باب في بناء الجنة وصفتها، الحديث: ١٨٦٤٢، ج١٠، ص٧٣٢.

7 ...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ((لبنة من ذهب، ولبنة من فضة، ملاطها المسك الأذفر، وحصباؤها الياقوت واللؤلؤ، وترابها الزعفران)). "سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، باب في بناء الجنة، الحديث:٢٨٢١، ج٢، ص٤٢٩.

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في صفة الجنة ونعيمها، الحديث: ٢٥٣٤، ج٤، ص٢٣٦.

اور مشک کا گارا ہے اور گھاس کی جگہ زعفران ہے، موتی کی کنکریاں، عنبر کی مٹی[1]، جنت میں ایک ایک موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ساٹھ میل۔[2] جنت میں چار دریا ہیں، ایک پانی کا، دوسرا دودھ کا، تیسرا شہد کا، چوتھا شراب کا، پھر اِن سے نہریں نکل کر ہر ایک کے مکان میں جاری ہیں۔[3] وہاں کی نہریں زمین کھود کر نہیں بہتیں، بلکہ زمین کے اوپر اوپر رواں ہیں، نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا اور نہروں کی زمین خالص مشک کی[4]، وہاں کی شراب دنیا کی سی نہیں جس میں بدبُو اور کڑواہٹ اور نشہ ہوتا ہے اور پینے والے بےعقل ہو جاتے ہیں، آپے سے باہر ہو کر بیہودہ بکتے ہیں، وہ پاک شراب اِن سب باتوں سے پاک ومنزّہ ہے۔[5] جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ سے لذیذ کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے

1...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((خلق اللّٰہ جنة عدن بيده، لبنة من درّة بيضاء، ولبنة من ياقوتة حمراء، ولبنة من زبرجدة خضراء، وملاطها مسك، حشيشها الزعفران، حصباؤها اللؤلؤ، ترابها العنبر)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترغيب في الجنة ونعيمها، فصل في بناء الجنة وترابها وحصبائها وغير ذلك، الحديث: ٣٣، ج٤، ص٢٨٣.

2...... عن النبي صلى اللّٰہ علیہ وسلم قال: ((إنّ للمؤمن في الجنة لخيمة من لؤلؤة واحدة مجوفة، طولها ستون ميلاً)).
"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة خيام الجنة... إلخ، الحديث: ٢٨٣٨، ص١٥٢٢.

3...... **{فِيۡهَاۤ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ مَّآءٍ غَيۡرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ لَّبَنٍ لَّمۡ يَتَغَيَّرۡ طَعۡمُهٗ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ ۚ وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ عَسَلٍ مُّصَفًّى}** پ٢٦، محمد: ١٥.

قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ علیہ وسلم: ((في الجنة بحر اللبن وبحر الماء وبحر العسل وبحر الخمر، ثم تشقق الأنهار منها بعده)) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٢٠٠٧٢، ج٧، ص٢٤٢.

وفي رواية "الترمذي": قال رسول اللّٰہ صلى اللّٰہ علیہ وسلم: ((إنّ في الجنة بحر الماء، وبحر العسل، وبحر اللبن، وبحر الخمر، ثم تشقق الأنهار بعد)). كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة أنهار الجنة، الحديث: ٢٥٨٠، ج٤، ص٢٥٧.

في "المرقاة"، ج٩، ص٦١٦، تحت الحديث: (وقوله: ثم تشقق أي: تفترق الأنهار إلى الجداول بعد تحقق الأنهار إلى بساتين الأبرار، وتحت قصور الأخيار).

4...... قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((لعلكم تظنون أنّ أنهار الجنة أخدود في الأرض، لا، واللّٰہ إنّها لسائحة على وجه الأرض، إحدى حافتيها اللؤلؤ، والأخرى الياقوت، وطينه المسك الأذفر، قال: قلت: ما الأذفر؟ قال: الذي لا خلط له)).
"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أنهار الجنة، الحديث: ٤٨، ج٤، ص٢٨٦.
"حلية الأولياء"، الحديث: ٨٣٧٢، ج٦، ص٢٢٢، بألفاظ متقاربة.

5...... **﴿وَاَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ﴾** پ٢٦، محمد: ١٥ ۔ في "تفسير ابن كثير" ج٧، ص٢٨٩، تحت هذه الآية: (أي: ليست كريهة الطعم والرائحة كخمر الدنيا، حسنة المنظر والطعم والرائحة والفعل). =

سامنے موجود ہوگا[1]، اگر کسی پرند کو دیکھ کر اس کے گوشت کھانے کو جی ہو تو اُسی وقت بُھنا ہوا اُن کے پاس آجائے گا[2]، اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہو تو کوزے خود ہاتھ میں آجائیں گے، ان میں ٹھیک اندازے کے موافق پانی، دودھ، شراب، شہد ہوگا کہ ان کی خواہش سے ایک قطرہ کم نہ زیادہ، بعد پینے کے خود بخود جہاں سے آئے تھے چلے جائیں گے۔[3] وہاں نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک، رینٹھ، کان کا میل، بدن کا میل اصلاً نہ ہوں گے، ایک خوشبودار فرحت بخش ڈکار آئے گی، خوشبودار فرحت بخش پسینہ نکلے گا، سب کھانا ہضم ہوجائے گا اور ڈکار اور پسینے سے مشک کی خوشبو نکلے گی۔[4] ہر شخص کو سَو آدمیوں کے

﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ پ۲۹، الدهر: ۲۱.

﴿يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ﴾ پ۲۷، الطور: ۲۳.

﴿بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّن مَّعِيْنٍ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ﴾ پ۲۷، الواقعة: ۱۸۔۱۹.

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِيْنَ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ﴾ پ۲۳، الصفت: ۴۵۔۴۷.

1...... {وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ} [پ۲، فصلت: ۳۱]، وفي "تفسير ابن كثير"، ج۷، ص۱۶۲، تحت هذه الآية: ({وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ} أي في الجنة من جميع ما تختارون مما تشتهيه النفوس، وتقرّ به العيون، ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ﴾ أي: مهما طلبتم وجدتم، وحضر بين أيديكم كما اخترتم).

2......﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ پ۲۸، الواقعة: ۲۱. عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إنّ الرجل ليشتهي الطير في الجنة من طيور الجنة، فيقع في يده مقليا نضيجا)). "الدر المنثور"، ج۸، ص۱۱.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّك لتنظر إلى الطير في الجنة فتشتهيه فيجيء مشويّا بين يديك)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۷۳، ج۴، ص ۲۹۲.

3...... عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: ((إنّ الرجل من أهل الجنة ليشتهي الشراب من شراب الجنة، فيجيء الإبريق، فيقع في يده فيشرب، ثم يعود إلى مكانه)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ۶۶، ج۴، ص ۲۹۰.

4...... عن جابر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ((إنّ أهل الجنة يأكلون فيها ويشربون، ولا يتفلون ولا يبولون، ولا يتغوّطون ولا يمتخطون، قالوا: فما بال الطعام؟ قال: جشاء ورشح كرشح المسك)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفة الجنة ... إلخ، الحديث: ۲۸۳۵، ص ۱۵۲۰.

وفي رواية "المسند": الحديث: ۱۹۲۸۹، ج۷، ص ۷۶: فإنّ الذي يأكل ويشرب تكون له الحاجة، قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((حاجة أحدهم عرق يفيض من جلودهم مثل ريح المسك فإذا البطن قد ضمر)).

کھانے، پینے، جماع کی طاقت دی جائے گی۔[1] ہروقت زبان سے تسبیح وتکبیر بہ قصداور بلاقصد مثل سانس کے جاری ہوگی۔[2] کم سے کم ہر شخص کے سرہانے دس ہزار خادم کھڑے ہونگے، خادموں میں ہر ایک کے ایک ہاتھ میں چاندی کا پیالہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں سونے کا اور ہر پیالے میں نئے نئے رنگ کی نعمت ہوگی[3]، جتنا کھاتا جائے گا لذت میں کمی نہ ہوگی بلکہ زیادتی ہوگی، ہرنوالے میں ستّر مزے ہوں گے، ہر مزہ دوسرے سے ممتاز، وہ معاً محسوس ہوں گے، ایک کا احساس دوسرے سے مانع[4] نہ ہوگا، جنتیوں کے نہ لباس پرانے پڑیں گے، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔[5]

پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، اُن کے چہرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چانداور دوسرا گروہ جیسے کوئی نہایت روشن ستارہ، جنتی سب ایک دل ہوں گے، ان کے آپس میں کوئی اختلاف وبغض نہ ہوگا، ان میں ہر ایک کو حورِعین میں کم سے کم دو بیبیاں ایسی ملیں گی کہ ستّر ستّر جوڑے پہنے ہوں گی، پھر بھی ان لباسوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا مغز

1...... فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((والذي نفسي بيده إنّ أحدهم ليُعطى قوة مائة رجل في المطعم والمشرب والشهوة والجماع)). "المسند"، الحديث: ١٩٢٨٩-١٩٣٣٣، ج٧، ص٧٦ و٨٤.

2...... ((يلهمون التسبيح والتكبير، كما يلهمون النفس)). "صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في صفات الجنة... إلخ، الحديث: ٢٨٣٥، ص١٥٢١.

وفي "فتح الباري"، ج٧، ص٢٦٧، تحت قول: ﴿يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا﴾: (عند مسلم بقوله: "يلهمون التسبيح والتكبير كما يلهمون النفس" ووجه التشبيه أنّ تنفس الإنسان لا كلفة عليه فيه ولا بد له منه، فجعل تنفسهم تسبيحا، وسببه أنّ قلوبهم تنوّرت بمعرفة الرب سبحانه وامتلأت بحبه، ومن أحب شيئا أكثر من ذكره).

3...... عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يرفعه قال: ((إنّ أسفل أهل الجنة أجمعين من يقوم على رأسه عشرة آلاف خادم، مع كل خادم صحفتان، واحدة من فضة وواحدة من ذهب، في كل صحفة لون ليس في الأخرى مثلها، يأكل من آخره كما يأكل من أوّله، يجد لآخره من اللذّة والطعم ما لا يجد لأوّله)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أكل أهل الجنة وشربهم وغير ذلك، الحديث: ٧٠، ج٤، ص٢٩١.

و"حلية الأولياء"، الحديث: ٨٢٤٦، ج٦، ص ١٨٨.

4...... روکنے والا۔

5...... عن أبي هريرة عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((من يدخل الجنة ينعم لا يبأس، لا تبلى ثيابه ولا يفنى شبابه)).

"صحيح مسلم"، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في دوام نعيم أهل... إلخ، الحديث: ٢٨٣٦، ص١٥٢١.

دکھائی دے گا، جیسے سفید شیشے میں شرابِ سُرخ دکھائی دیتی ہے[1] اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے انہیں یاقوت سے تشبیہ دی اور یاقوت میں سوراخ کرکے اگر ڈورا ڈالا جائے تو ضرور باہر سے دکھائی دے گا۔[2] آدمی اپنے چہرے کو اس کے رُخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا اور اس پر ادنیٰ درجہ کا جو موتی ہوگا، وہ ایسا ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک روشن کردے۔[3] اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اپنا ہاتھ اس کے شانوں کے درمیان رکھے گا تو سینہ کی طرف سے کپڑے اور جلد اور گوشت کے باہر سے دکھائی دے گا۔[4] اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو جو دیکھے بے ہوش ہو جائے، اور لوگوں کی نگاہیں اس کا تحمل نہ کر سکیں[5]،

---

1 …… عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أوّل زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، والذين على آثارهم كأحسن كوكب دري في السماء إضاءة، قلوبهم على قلب رجل واحد، لا تباغض بينهم ولا تحاسد، لكل امرئ زوجتان من الحور العين، يرى مخ سوقهن من وراء العظم واللحم)). "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، الحديث: ٣٢٥٤، ج٢، ص٣٩٣.

وفي رواية "المعجم الكبير" للطبراني: عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لكل رجل منهم زوجتان من الحور العين على كل زوجة سبعون حلة يرى مخ سوقهما من وراء لحومهما وحللهما كما يرى الشراب الأحمر في الزجاجة البيضاء))، الحديث: ١٠٣٢١، ج١٠، ص١٦٠-١٦١.

2 …… عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ المرأة من نساء أهل الجنة ليرى بياض ساقها من وراء سبعين حلة حتى يرى مخها وذلك بأنّ الله تعالى يقول: ﴿ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴾ [الرحمن :٥٨] فأمّا الياقوت فإنّه حجر لو أدخلت فيه سلكا، ثم استصفيته لأريته من ورائه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة نساء أهل الجنة، الحديث: ٢٥٤١، ج٤، ص٢٣٩.

3 …… عن أبي سعيد الخدري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الرجل ليتكىء في الجنة سبعين سنةً قبل أن يتحول، ثم تأتيه امرأته فتضرب على منكبيه، فينظر وجهه في خدّها أصفى من المرآة، وإنّ أدنى لؤلؤة عليها تضيء ما بين المشرق والمغرب)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٧١٥، ج٤، ص١٥٠.

4 …… ((ثم يضع يده بين كتفيها ثم ينظر إلى يده من صدرها من وراء ثيابها وجلدها ولحمها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٦، ج٤، ص٢٩٨.

5 …… عن شريح بن عبيد رضي الله عنه قال: قال كعب: ((لو أنّ ثوباً من ثياب أهل الجنة لبس اليوم في الدنيا لصعق من ينظر إليه وما حملته أبصارُهم)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ثيابهم وحللهم، الحديث: ٨٤، ج٤، ص٢٩٤.

مرد جب اس کے پاس جائے گا اسے ہر بار کوآری پائے گا، مگر اس کی وجہ سے مرد و عورت کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوگی [1]، اگر کوئی حور سمندر میں تھوک دے تو اُس کے تھوک کی شیرینی کی وجہ سے سمندر شیریں ہو جائے۔ [2] اور ایک روایت ہے کہ اگر جنت کی عورت سات سمندروں میں تھوکے تو وہ شہد سے زیادہ شیریں ہو جائیں۔ [3]

جب کوئی بندہ جنت میں جائے گا تو اس کے سرہانے اور پائنتی [4] دو حوریں نہایت اچھی آواز سے گائیں گی، مگر اُن کا گانا یہ شیطانی مزامیر نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی حمد و پاکی ہوگا [5]، وہ ایسی خوش گلو ہوں گی کہ مخلوق نے ویسی آواز کبھی نہ سنی ہوگی اور یہ بھی گائیں گی: کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، کبھی نہ مریں گے، ہم چین والیاں ہیں، کبھی تکلیف میں نہ پڑیں گے، ہم راضی ہیں ناراض نہ ہوں گے، مبارک باد اس کے لیے جو ہمارا اور ہم اس کے ہوں۔ [6] سر کے بال اور پلکوں اور بھَووں کے سوا جنتی کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، سب بے ریش ہوں گے، سُرمگیں آنکھیں، تیس برس کی عمر کے معلوم ہوں گے [7]،..............

---

1 ...... ((ولا يأتيها مرة إلّا وجدها عذراء ما يفتر ذكره ولا يشتكي قبلها)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترغيب في الجنة ونعيمها، الحديث: ٩٦، ج٤، ص٢٩٨.

2 ...... عن أنس بن مالك رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((لو أنّ حوراء بزقت في بحر لعذب ذلك البحر من عذوبة ريقها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٨، ج٤، ص٢٩٩.

3 ...... عن ابن عباس موقوفاً قال: ((لو أنّ امرأة من نساء أهل الجنة بصقت في سبعة أبحر لكانت تلك الأبحر أحلى من العسل)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في وصف نساء أهل الجنة، الحديث: ٩٩، ج٤، ص٢٩٩.

4 ...... یعنی پیروں کی طرف۔

5 ...... عن أبي أمامة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((ما من عبد يدخل الجنة إلّا [ويجلس] وعند رأسه وعند رجليه ثنتان من الحور العين يغنيان بأحسن صوت سمعه الإنس والجن، وليس بمزامير الشيطان، ولكن بتحميد الله وتقديسه)).

"مجمع الزوائد"، كتاب أهل الجنة، باب ما جاء في نساء أهل الجنة... إلخ، الحديث: ١٨٧٥٩، ج١٠، ص٧٧٤.

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٧٤٧٨، ج٨، ص٩٥.

6 ...... عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في الجنة لمجتمعًا للحور العين يرفعن بأصوات لم يسمع الخلائق مثلها، قال: يقلن: نحن الخالدات فلا نبيد، ونحن الناعمات فلا نبأس، ونحن الراضيات فلا نسخط، طوبى لمن كان لنا وكنّا له)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في كلام حورالعين، الحديث: ٢٥٧٣، ج٤، ص٢٥٥.

7 ...... عن معاذ بن جبل أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال:((يدخل أهل الجنة الجنة جرداً مرداً مكحّلين أبناء ثلاثين أو ثلاث وثلاثين سنة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ماجاء في سن أهل الجنة، الحديث: ٢٥٥٤، ج٤، ص٢٤٤. =

کبھی اس سے زیادہ معلوم نہ ہوں گے۔[1] ادنیٰ جنتی کے لیے اسّی ۸۰ ہزار خادم اور بہتّر ۷۲ بیبیاں ہوں گی اور اُن کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے درمیان روشن کر دے[2] اور اگر مسلمان اولاد کی خواہش کرے تو اس کا حمل اور وضع[3] اور پوری عمر (یعنی تیس سال کی)، خواہش کرتے ہی ایک ساعت میں ہو جائے گی۔[4] جنت میں نیند نہیں، کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں۔[5] جنتی جب جنت میں جائیں گے ہر ایک اپنے اعمال کی مقدار سے مرتبہ پائے گا اور اس کے فضل کی حد نہیں۔ پھر اُنھیں دنیا کی ایک ہفتہ کی مقدار کے بعد اجازت دی جائے گی کہ اپنے پروردگار عزوجل کی زیارت کریں اور عرشِ الٰہی ظاہر ہوگا اور رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور ان جنتیوں کے لیے منبر بچھائے جائیں گے، نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زَبرجَد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور اُن میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اُن میں ادنیٰ کوئی نہیں، اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے، کہ ایک کا دیکھنا

= عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((يدخل أهل الجنة مرداً بيضاً جعاداً مكحّلين أبناء ثلاث وثلاثين ...إلخ)). "المسند"، الحديث: ٩٣٨٦، ج٣، ص٣٩٣.

وفي رواية: عن معاذ بن جبل قال: قال نبي الله صلى الله عليه وسلم: ((يبعث المؤمنون يوم القيامة جرداً مرداً مكحّلين بني ثلاثين سنة)). "المسند"، الحديث: ٢٢٠٨٥، ج ٨، ص٢٣٧.

[1]...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((من مات من أهل الجنة من صغير أو كبير يردون بني ثلاثين في الجنة لا يزيدون عليها أبدا)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء مالأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧١، ج٤، ص ٢٥٤.

[2]...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أدنى أهل الجنة منزلة الذي له ثمانون ألف خادم واثنتان وسبعون زوجة))... وقال: ((إنّ عليهم التيجان إنّ أدنى لؤلؤة منها لتضيء ما بين المشرق والمغرب)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧١، ج٤، ص٢٥٤.

[3]...... بچے کا ماں کے پیٹ میں ٹھہرنا اور اس کی پیدائش۔

[4]...... عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((المؤمن إذا إشتهى الولد في الجنة كان حمله ووضعه وسنّه في ساعة كما يشتهي)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، الحديث: ٢٥٧٢، ج٤، ص٢٥٤.

[5]...... ((النوم أخو الموت، وأهل الجنة لا ينامون)). "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٩١٩، ج١، ص٢٦٦.

دوسرے کے لیے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلّی فرمائے گا، ان میں سے کسی کو فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے، جس دن تُو نے ایسا ایسا کیا تھا...؟! دنیا کے بعض مَعاصی یاد دلائے گا، بندہ عرض کرے گا: تو اے رب! کیا تُو نے مجھے بخش نہ دیا؟ فرمائے گا: ہاں! میری مغفرت کی وسعت ہی کی وجہ سے تُو اس مرتبہ کو پہنچا، وہ سب اسی حالت میں ہونگے کہ اَبر چھائے گا اور اُن پر خوشبو برسائے گا، کہ اُس کی سی خوشبو ان لوگوں نے کبھی نہ پائی تھی اور اللہ عزوجل فرمائے گا: کہ جاؤ اُس کی طرف جو میں نے تمہارے لیے عزت تیار کر رکھی ہے، جو چاہو لو، پھر لوگ ایک بازار میں جائیں گے جسے ملائکہ گھیرے ہوئے ہیں، اس میں وہ چیزیں ہوں گی کہ ان کی مثل نہ آنکھوں نے دیکھی، نہ کانوں نے سنی، نہ قلوب پر ان کا خطرہ گزرا، اس میں سے جو چاہیں گے، اُن کے ساتھ کر دی جائے گی اور خرید و فروخت نہ ہوگی اور جنتی اس بازار میں باہم ملیں گے، چھوٹے مرتبہ والا بڑے مرتبہ والے کو دیکھے گا، اس کا لباس پسند کرے گا، ہنوز گفتگو ختم بھی نہ ہوگی کہ خیال کرے گا، میرا لباس اُس سے اچھا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں کسی کے لیے غم نہیں، پھر وہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو واپس آئیں گے۔ اُن کی بیبیاں استقبال کریں گی اور مبارکباد دے کر کہیں گی کہ آپ واپس ہوئے اور آپ کا جمال اس سے بہت زائد ہے کہ ہمارے پاس سے آپ گئے تھے، جواب دیں گے کہ پروردگار جبّار کے حضور بیٹھنا ہمیں نصیب ہوا تو ہمیں ایسا ہی ہو جانا سزاوار تھا۔[1] ----------------

---

1 ...... أخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنّ أهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فيها بفضل أعمالهم، ثم يؤذن في مقدار يوم الجمعة من أيام الدنيا، فيزورون ربهم ويبرز لهم عرشه ويتبدّى لهم في روضة من رياض الجنة، فتوضع لهم منابر من نور، ومنابر من لؤلؤ، ومنابر من ياقوت، ومنابر من زبرجد، ومنابر من ذهب، ومنابر من فضة، ويجلس أدناهم وما فيهم من دَنِيٍّ على كثبان المسك والكافور، وما يرون أنّ أصحاب الكراسيّ بأفضل منهم مجلساً)). قال أبو هريرة: قلت: يا رسول الله! وهل نرى ربنا؟ قال: ((نعم، هل تتمارون في رؤية الشمس والقمر ليلة البدر؟)) قلنا: لا، قال: ((كذلك لا تتمارون في رؤية ربكم، ولا يبقى في ذلك المجلس رجل إلّا حاضَرهُ الله محاضرةً حتى يقول للرجل منهم: يا فلان بن فلان! أتذكر يوم قلت كذا وكذا فيذكره ببعض غدراته في الدنيا، فيقول: يا رب! أفلم تغفر لي؟ فيقول: بلى فبسعة مغفرتي بلغت منزلتك هذه، فبينا هم على ذلك غشيتهم سحابة من فوقهم فأمطرت عليهم طيبا لم يجدوا مثل ريحه شيئاً قط، ويقول ربنا: قوموا إلى ما أعددتُ لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم، فنأتي سوقا قد حفّت به الملائكة ما لم تنظر العيون إلى مثله ولم تسمع الآذان، ولم يخطر على القلوب، فيحمل إلينا ما اشتهينا ليس يباع فيها ولا يشترى، وفي ذلك السوق يلقى أهل الجنة بعضهم بعضا. قال: فيقبل الرجل ذو المنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه وما فيهم دَنِيٌّ فيروعه ما يرى عليه من اللباس فما ينقضي آخر حديثه حتى يتخيل عليه ما هو أحسن منه، وذلك أنّه لا ينبغي لأحد أن يحزن فيها، ثم ننصرف إلى منازلنا فتتلقانا أزواجُنا فيقلنَ مرحباً وأهلاً لقد جئت وإنّ لك من الجمال أفضل ممّا فارقتنا عليه، فيقول: إنّا جالسنا اليوم ربنا الجبار، وبحقّ لنا أن ننقلب بمثل ما انقلبنا)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة، الحديث:٢٥٥٨، ج٤، ص٢٤٦.

جنتی باہم ملنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔[1]

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کی سواریاں اور گھوڑے لائے جائیں گے اور ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جائیں گے۔[2] سب سے کم درجہ کا جو جنتی ہے اس کے باغات اور بیبیاں اور نعیم وخدّام اور تخت ہزار برس کی مسافت تک ہوں گے اور اُن میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب میں معزز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجہِ کریم کے دیدار سے ہر صبح وشام مشرّف ہوگا۔[3] جب جنتی جنت میں جالیں گے اللہ عزوجل اُن سے فرمائے گا: کچھ اور چاہتے ہو جو تم کو دوں؟ عرض کریں گے: تُو نے ہمارے مونھ روشن کیے، جنت میں داخل کیا، جہنم سے نجات دی، اس وقت پردہ کہ مخلوق پر تھا اُٹھ جائے گا تو دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی چیز نہ ملی ہوگی۔[4]

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا زِیَارَۃَ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ بِجَاہِ حَبِیْبِکَ الرَّؤُوْفِ الرَّحِیْمِ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالتسلیمُ، اٰمین!

1...... عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة فيشتاق الإخوان بعضهم إلى بعض فيسير سرير هذا إلى سرير هذا وسرير هذا إلى سرير هذا حتى يجتمعا جميعا...إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحديث: ١١٥، ج٤، ص٣٠٤.

2...... عن أبي أيوب قال: أتى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أعرابيٌّ فقال: يا رسول اللّٰه إني أحب الخيل أفي الجنة خيل؟ قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إن أدخلتَ الجنة أتيت بفرس من ياقوتة له جناحان فحملتَ عليه، ثم طار بك حيث شئتَ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة،باب ماجاء في صفة خيل الجنة،الحديث:٢٥٥٣، ج٤، ص٢٤٤.

وفي رواية: عن شفي بن ماتع أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((إنّ من نعيم أهل الجنة أنّهم يتزاورون على المطايا والنجب وإنّهم يؤتون في الجنة بخيل مسرجة ملجمة لا تروث ولا تبول فيركبونها حتى ينتهوا حيث شاء اللّٰه عزوجل)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في تزاورهم ومراكبهم، الحديث:١١٤، ج٤، ص٣٠٣.

3...... قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ أدنى أهل الجنة منزلة لمن ينظر إلى جنانه وزوجاته ونعيمه وخدمه وسرره مسيرة ألف سنة، وأكرمهم على اللّٰه من ينظر إلى وجهه غدوة وعشية)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب منه، الحديث: ٢٥٦٢، ج٤، ص٢٤٩.

4...... عن صهيب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إذا دخل أهل الجنة الجنة، قال: يقول اللّٰه تبارك وتعالى: تريدون شيئاً أزيدكم؟ فيقولون: ألم تبيض وجوهنا؟ ألم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار؟ قال: فيكشف الحجاب، فما أعطوا شيئا أحب إليهم من النظر إلى ربهم عز وجل)).

"صحيح المسلم"، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المومنين في الآخرة...إلخ، ص١١٠، الحديث:١٨١.

و"سنن الترمذي"، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في رؤية الرب تبارك وتعالى، الحديث:٢٥٦١، ج٤، ص٢٤٨.

دوزخ کا بیان

یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال وقہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت ونعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات وتصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمّہ [1] ہے اُس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب وقہر کی کوئی حد نہیں کہ ہر وہ تکلیف واذیت کہ اِدراک کی [2] جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا۔ قرآنِ مجید واحادیث میں جو اُس کی سختیاں مذکور ہیں، ان میں سے کچھ اِجمالاً بیان کرتا ہوں، کہ مسلمان دیکھیں اور اس سے پناہ مانگیں اور اُن اعمال سے بچیں جن کی جزا جہنم ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو بندہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، جہنم کہتا ہے: اے رب! یہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے، تُو اس کو پناہ دے۔ [3] قرآن مجید میں بکثرت ارشاد ہوا کہ جہنم سے بچو! دوزخ سے ڈرو! [4] ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کوسکھانے کے لیے کثرت کے ساتھ اُس سے پناہ مانگتے۔ [5]

جہنم کے شرارے (پھول) [6] اُونچے اُونچے محلوں کی برابر اُڑیں گے، گویا زَرد اُونٹوں کی قطار کہ پیہم آتے رہیں گے۔ [7]

---

1 ...... قلیل مقدار۔

2 ......سوچی یا سمجھی۔

3 ......عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :((ماااستجارعبد من النار سبع مرات في يوم إلّا قالت النار: ياربّ إنّ عبدك فلانا قد استجارك مني فأجره...إلخ)). "مسند أبي يعلى"، الحديث: ٦١٦٤، ج٥، ص٣٧٩.

4 ...... ﴿ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكَافِرِیۡنَ﴾، پ١، البقرة: ٢٤.

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِیۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ﴾، پ٢٨، التحريم: ٦.

5 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: ((أنّه كان يتعوّذ من عذاب القبر وعذاب جهنم...إلخ)).

وفي رواية: عن ابن عباس أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعلّمهم هذا الدعاء كما يعلمهم السورة من القرآن، يقول: ((قولوا: اللّهم إنّا نعوذ بك من عذاب جهنم وأعوذ بك من عذاب القبر وأعوذ بك من فتنة المسيح الدجال وأعوذ بك من فتنة المحيا والممات)).

"صحيح مسلم"، كتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، الحديث: ١٣٣ (٥٨٨ـ٥٩٠)، ص٢٩٨.

6 ...... چنگاریاں۔

7 ...... ﴿اِنَّهَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ كَالۡقَصۡرِ كَاَنَّهٗ جِمَالَتٌ صُفۡرٌ﴾، پ٢٩، المرسلت: ٣٢ ـ ٣٣.

عن ابن مسعود رضي الله عنه:﴿اِنَّهَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ كَالۡقَصۡرِ﴾، قال: أما إنّي لست أقول كالشجرة ولكن كالحصون والمدائن). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣١، ص٢٥٢.

آدمی اور پتھر اُس کا ایندھن ہے[1]، یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے ستّر جُزوں میں سے ایک جُز ہے۔[2] جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنادی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے، حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے[3]، سب سے ہلکے درجہ کا جس پر عذاب ہوگا، اس سے اللہ عزوجل پوچھے گا: کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لیے تو سب فدیہ[4] میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تُو پُشتِ آدم میں تھا تو ہم نے اِس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا۔[5] جہنم کی آگ ہزار برس تک دھونکائی گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، تو اب وہ نِری سیاہ ہے[6]۔ ------------------------

1 ...... ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، پ ١، البقرة: ٢٤.

﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، پ ٢٨، التحريم: ٦.

2 ...... عن أبي هريرة أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((ناركم هذه ـ التي يوقد ابن آدم ـ جزء من سبعين جزءاً من حرجهنم)).

"صحيح مسلم"، كتاب صفة الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب في شدة حر نار جهنم.. إلخ، الحديث: ٢٨٤٣، ص١٥٢٣.

3 ...... عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ أهون أهل النار عذاباً مَن له نعلان وشِراكانِ من نار، يغلي منهما دماغه كما يغلي المرجل، ما يرى أنّ أحداً أشد منه عذاباً، وإنّه لأهونهم عذاباً)).

"صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب أهون أهل النار عذاباً، الحديث: ٣٦٤ (٢١٢)، ص١٣٤.

4 ...... وہ مال یا روپیہ، جسے دے کر قیدی رہا ہو۔ "فيروز اللغات"، ص ٩٨٢۔

5 ...... عن أنس يرفعه: ((أنّ الله تعالى يقول لِأهونِ أهل النار عذاباً: لو أنّ لك ما في الأرض من شيء كنتَ تفتدي به؟ قال: نعم، قال: فقد سألتك ما هو أهون من هذا وأنت في صلب آدم، أن لا تشرك بي فأبيتَ إلّا الشرك)).

"صحيح البخاري"، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذرّيته، الحديث: ٣٣٣٤، ج٢، ص ٤١٣.

6 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ٢٦٠٠، ج٤، ص٢٦٦.

وفي رواية: عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((أوقد على النار ألف سنة حتى احمرّت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى ابيضّت، ثم أوقد عليها ألف سنة حتى اسودت، فهي سوداء كالليل المظلم)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٢٨، ص٢٥١.

جس میں روشنی کا نام نہیں۔ [1] جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی: کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کی برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مرجائیں اور قسم کھا کر کہا: کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ [2] اہلِ دنیا پر ظاہر ہو تو زمین کے رہنے والے کُل کے کُل اس کی ہیبت سے مرجائیں اور بقسم بیان کیا: کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو، یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ [3] یہ دنیا کی آگ (جس کی گرمی اور تیزی سے کون واقف نہیں کہ بعض موسم میں تو اس کے قریب جانا شاق ہوتا ہے، پھر بھی یہ آگ) خدا سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جائے [4] مگر تعجب ہے انسان سے کہ جہنم میں جانے کا کام کرتا ہے اور اُس آگ سے نہیں ڈرتا جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔

---

1 ...... عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: تلا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم هذه الآية: ﴿وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾، فقال: ((أوقد عليها ألف عام حتى احمرت، وألف عام حتى ابيضت، وألف عام حتى اسودت، فهي سوداء مظلمة لا يضيء لهبها)).

وفي رواية: ((لا يطفأ لهبها)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في ظلمتها وسوادها وشررها، الحديث: ٣٠، ص ٢٥١ـ٢٥٢.

2 ...... یعنی محافظ ونگران۔

3 ...... عن عمر بن الخطاب قال: جاء جبريل إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في حين غير حينه الذي كان يأتيه فيه، فقام إليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: ((يا جبريل ما لي أراك متغير اللون؟ فقال:......والذي بعثك بالحق لو أنّ قدر ثقب إبرة فتح من جهنم لمات من في الأرض كلهم جميعاً من حرّه...... والذي بعثك بالحق لو أنّ خازناً من خزنة جهنم برز إلى أهل الدنيا فنظروا إليه لمات من في الأرض كلّهم من قبح وجهه، ومن نتن ريحه. والذي بعثك بالحق لو أنّ حلقة من حلقة سلسلة أهل النار التي نعت اللّٰه في كتابه وضعت على جبال الدنيا لارفضّت وما تقارّت حتى تنتهي إلى الأرض السفلى))، ملتقطاً.

"مجمع الزوائد"، كتاب صفة النار، الحديث: ١٨٥٧٣، ج١٠، ص٧٠٦ـ٧٠٧.

"المعجم الأوسط" للطبراني، ج٢، ص٧٨، الحديث: ٢٥٨٣.

4 ...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ((إنّ ناركم هذه جزء من سبعين جزءاً من نار جهنم، ولولا أنّها أطفئت بالماء مرتين ما انتفعتم بها، وإنّها لتدعو اللّٰه عزوجل أن لا يعيدها فيها)).

"سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣١٨، ج٤، ص٥٢٨.

دوزخ کی گہرائی کو خدا ہی جانے کہ کتنی گہری ہے، حدیث میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے تو ستّر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی[1] اور اگر انسان کے سر برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کو پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالانکہ یہ پانسو[2] برس کی راہ ہے۔[3] پھر اُس میں مختلف طبقات و وَادی اور کوئیں ہیں[4]، بعض وادی ایسی ہیں کہ جہنم بھی ہر روز ستّر مرتبہ یا زیادہ اُن سے پناہ مانگتا ہے[5]، یہ خود اس مکان کی حالت ہے، اگر اس میں اور کچھ عذاب نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا! مگر کفّار کی سَرزَنِش کے لیے اور طرح طرح کے عذاب مہیّا کیے، لوہے کے ایسے بھاری گُرزوں سے فرشتے ماریں گے کہ اگر کوئی گُرز زمین پر رکھ دیا جائے تو تمام جن و انس جمع ہو کر اُس کو اُٹھا نہیں سکتے۔[6] بُختی اونٹ[ا] کی

1...... عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الصخرة العظيمة لتلقى من شفير جهنم فتهوي فيها سبعين عاما وما تفضي إلى قرارها)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة قعرجهنم، الحديث: ٢٥٨٤، ج٤، ص٢٦٠.

2...... یعنی پانچ سو۔

3...... عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((لوأنّ رصاصةً مثل هذه ـ وأشار إلى مثل الجُمجُمة ـ أرسلت من السماء إلى الأرض وهي مسيرة خمسمائة سنة لبلغت الأرض قبل الليل...إلخ)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب منه، الحديث: ٢٥٩٧، ج٤، ص٢٦٥.

4...... كان من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم من قدمائهم قال: ((إنّ في جهنم سبعين ألف واد، في كلّ واد سبعون ألف شعب، في كل شعب سبعون ألف دار، في كل دار سبعون ألف بيت، في كل بيت سبعون ألف بئر... إلخ)).

"الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في أوديتها وجبالها، الحديث: ٤٠، ج٤، ص٢٥٤.

5...... عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((... وادٍ في جهنم تتعوذ منه جهنم كلّ يوم سبعين مرة...إلخ)).

"البعث والنشور" للبيهقي، الحديث: ٤٦٤، ج١، ص٣٩٨. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار... إلخ، الحديث: ٣٧، ج٤، ص٢٥٣.

وفي رواية: عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((...وادٍ في جهنم يتعوّذ منه جهنّم كل يوم أربعمائة مرة...إلخ)). "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، باب الانتفاع بالعلم والعمل، الحديث: ٢٥٦، ج١، ص١٦٧.

وفي رواية: "المعجم الكبير" للطبراني، عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ في جهنم لوادياً يستعيذ جهنم من ذلك الوادي في كل يوم أربعمائة مرة)). الحديث: ١٢٨٠٣، ج١٢، ص١٣٦.

6...... عن أبي سعيد خدري رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنّه قال: ((لو أنّ مقمعاً من حديد وضع في الأرض، فاجتمع له الثقلان ما أقلّوه من الأرض)). "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٢٣٣، ج٤، ص٥٨.

ا...... ایک قسم کے اونٹ ہیں، جو سب اونٹوں سے بڑے ہوتے ہیں۔

گردن برابر بچھو اور اللہ (عزوجل) جانے کس قدر بڑے سانپ کہ اگر ایک مرتبہ کاٹ لیں تو اس کی سوزش، درد، بے چینی ہزار برس تک رہے [1]، تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ [2] کی مثل سخت کھولتا پانی پینے کو دیا جائے گا، کہ مونھ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ [3] سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ [4]

جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی [5]، خاردار تھوہڑ [6] کھانے کو دیا جائے گا [7]، وہ ایسا ہوگا کہ

---

1 ...... لم نَفُز بتخريج عبارة المتن ولكن وجدنا الحديث في "المسند" للإمام أحمد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ في النار **حيّات** كأمثال أعناق البخت تلسع إحداهنّ اللسعة فيجد حموتها أربعين خريفاً، وإنّ في النار عقارب كأمثال البغال الموكفة تلسع إحداهنّ اللسعة فيجد حموتها أربعين سنة)).

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث:١٧٧٢٩، ج٦، ص٢١٧.

2 ...... جلی ہوئی تہ۔

3 ......﴿**وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ**﴾، پ١٥، الكهف: ٢٩.

في رواية "سنن الترمذي" عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله: ﴿ **كَالْمُهْلِ** ﴾، قال: ((كعكر الزيت، فإذا قرّبه إلى وجهه سقطت فروةُ وجهه فيه)).

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ٢٥٩٠، ج٤، ص٢٦١.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ١١٦٧٢، ج٤، ص١٤١.

4 ...... ﴿**يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ**﴾ پ ١٧، الحج:١٩.

في "تفسير الطبري"، ج٩، ص١٢٥: عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: ((إنّ الحميم ليُصبّ على رؤوسهم)). و"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب، الحديث:٢٥٩١، ج٤، ص٢٦٢.

5 ...... ﴿**وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ**﴾، پ١٣، ابراهيم : ١٦.

في "الدر المنثور"، ج٥، ص١٥، تحت الآية، عن قتادة رضي الله عنه في قوله: ﴿**وَيُسْقَى مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ** ﴾، قال:(ماء يسيل من بين لحمه وجلده).

6 ...... ایک قسم کا خاردار زہریلا درخت جس میں سے دودھ نکلتا ہے۔ "فرهنگ آصفيه"، ج١، ص٦٤٨۔

7 ...... ﴿**اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ**﴾، پ٢٥، الدخان: ٤٣ ـ ٤٤.

﴿**وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ**﴾ پ٢٩، المزمل:١٣. في "تفسير الطبري"، تحت هذه الآية، عن مجاهد قوله: ﴿**وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ**﴾، قال: (شجرة الزقوم). ج١٢، ص٢٨٩.

اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں آئے تو اس کی سوزش و بدبُو تمام اہلِ دنیا کی معیشت برباد کردے[1] اور وہ گلے میں جا کر پھندا ڈالے گا[2]، اس کے اتارنے کے لیے پانی مانگیں گے، اُن کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا کہ مونھ کے قریب آتے ہی مونھ کی ساری کھال گل کر اس میں گر پڑے گی، اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا[3] اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی[4]، پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اس پانی پر ایسے گریں گے جیسے تونس[5] کے مارے ہوئے اونٹ[6]، پھر کفّار جان سے عاجز آکر باہم مشورہ کرکے مالک علیہ الصلاۃ والسلام داروغۂ جہنم[7] کو پکاریں گے: کہ اے مالک (علیہ الصلاۃ والسلام)! تیرا رب ہمارا قصہ تمام کردے، مالک علیہ الصلاۃ والسلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے، ہزار برس کے بعد فرمائیں گے: مجھ سے کیا کہتے ہو،

---

1 ......قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((لو أنّ قطرة من الزقوم قطرت في دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معايشهم، فكيف بمن يكون طعامه)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة شراب أهل النار، الحديث: ٢٥٩٤، ج٤، ص٢٦٣.

2 ...... في "تفسير الطبري"، ج١٢، ص٢٨٩: عن ابن عباس، في قوله:﴿ **وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ** ﴾ قال: (شوك يأخذ بالحلق، فلا يدخل ولا يخرج).

3 ...... ﴿**وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ**﴾. پ١٥، الكهف: ٢٩.

عن أبي الدرداء قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ((يلقى على أهل النار الجوع، فيعدل ما هم فيه من العذاب، فيستغيثون فيغاثون بطعام من ضريع، لا يسمن ولا يغني من جوع، فيستغيثون بالطعام فيغاثون بطعام ذي غصة، فيذكرون أنّهم كانوا يجيزون الغصص في الدنيا بالشّراب فيستغيثون بالشراب، فيدفع إليهم الحميم بكلاليب الحديد، فإذا دنت من وجوههم شوّت وجوههم، فإذا دخلت بطونهم قطّعت ما في بطونهم...إلخ)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ماجاء في صفة طعام أهل النار، الحديث: ٢٥٩٥، ج٤، ص٢٦٤.

4 ...... في "تفسير الطبري" پ١٣، ابراهيم: ١٦-١٧، ج٧، ص٤٣٠، عن أبي أمامة، عن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم في قوله: ﴿**وَيُسْقٰى مِنْ مَاءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهٗ**﴾، فإذا شربه قطّع أمعاءَه حتى يخرج من دُبُره، يقول اللّٰہ عز وجل:﴿**وَسُقُوْا مَاءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ**﴾، ويقول:﴿**وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ**﴾.

5 ...... یعنی انتہائی شدید پیاس۔

6 ...... عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما في قوله: (﴿**شُرْبَ الْهِيْمِ**﴾، قال: كشرب الإبل العطاش).

وفي رواية: عن مجاهد في قوله تعالى: (﴿ **شُرْبَ الْهِيْمِ**﴾، قال: شرب الهيم هو داء يكون في الإبل تشرب ولا تروى). "البدور السافرة" للسيوطي، باب طعام أهل النار وشرابهم، الحديث: ١٤٤٦، ص٤٢٨.

7 ...... جہنم کے محافظ۔

اُس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے!، ہزار برس تک رب العزت کو اُس کی رحمت کے ناموں سے پکاریں گے، وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا، اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا: ''دُور ہو جاؤ! جہنم میں پڑے رہو! مجھ سے بات نہ کرو!'' اُس وقت کفّار ہر قسم کی خیر سے نا اُمید ہو جائیں گے [1] اور گدھے کی آواز کی طرح چلّا کر روئیں گے [2]، ابتداءً آنسو نکلے گا، جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہو گا کہ اگر اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ [3]

جہنمیوں کی شکلیں ایسی کریہہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں کوئی جہنمی اُسی صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبُو کی وجہ سے مرجائیں۔ [4] اور جسم ان کا ایسا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانہ سے دوسرے تک تیز سوار کے لیے تین۳ دن کی راہ ہے۔ [5]

1...... فيقولون: ادعوا مالكاً، فيقولون: ﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾، قال: فيجيبهم ﴿إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ﴾ [الزخرف:٧٧] قال الأعمش: نُبّئتُ أنّ بين دعائهم وبين إجابة مالك إياهم ألف عام، قال: فيقولون: ادعوا ربكم فلا أحد خير من ربكم، فيقولون: ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّيْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُوْنَ﴾ قال: فيجيبهم ﴿اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ﴾ [المؤمنون: ١٠٦-١٠٨] قال: فعند ذلك يئسوا من كل خير.

"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة طعام أهل النار، الحديث:٢٥٩٥، ج٤، ص٢٦٤.

2...... قال: (فوالله ما نبس القوم بعدها بكلمة وما هو إلّا الزفير والشهيق في نار جهنم، فشبه أصواتهم بأصوات الحمير أوّلها زفير وآخرها شهيق). "شرح السنة"، كتاب الفتن، باب صفة النار وأهلها، الحديث: ٤٣١٦، ج٧، ص٥٦٥-٥٦٦.

3...... عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يرسل البكاء على أهل النار، فيبكون حتى ينقطع الدموع ثم يكون الدم حتى يصير في وجوههم كهيئة الأخدود لو أرسلت فيه السفن لجرت)).

"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٤، ج٤، ص٥٣١.

4...... عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: ((لو أنّ رجلا من أهل النار أخرج إلى الدنيا لمات أهل الدنيا من وحشة منظره، ونتن ريحه)). "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، فصل في عظم أهل النار...إلخ، الحديث: ٦٨، ج٤، ص٢٦٣.

5...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((مابين منكبي الكافر مسيرة ثلاثة أيام للراكب المسرع)).

"صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، الحديث: ٦٥٥١، ج٤، ص٢٦٠.

ایک ایک داڑھ اُحد کے پہاڑ برابر ہوگی [1]، کھال کی موٹائی بیالیس ذراع [2] کی ہوگی [3]، زبان ایک کوس [4] دو کوس تک مونھ سے باہر گھسٹتی ہوگی کہ لوگ اس کو روندیں گے [5]، بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جیسے مکہ سے مدینہ تک [6] اور وہ جہنم میں مونھ سکوڑے ہوں گے کہ اوپر کا ہونٹ سمٹ کر بیچ سر کو پہنچ جائے گا اور نیچے کا لٹک کر ناف کو آ لگے گا۔ [7]

ان مضامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفّار کی شکل جہنم میں انسانی شکل نہ ہوگی کہ یہ شکل اَحسنِ تقویم [8] ہے [9] اور یہ اللہ عزوجل کو محبوب ہے، کہ اُس کے محبوب کی شکل سے مشابہ ہے [10]، بلکہ جہنمیوں کا وہ حُلیہ ہے جو اوپر مذکور ہوا، پھر آخر میں کفّار کے لیے یہ ہوگا کہ اس کے قد برابر آگ کے صندوق میں اُسے بند کریں گے، پھر اس میں آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قُفل [11] لگایا جائے گا، پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی آگ کا قفل لگایا جائے گا، پھر اسی طرح اُس کو ایک اور صندوق میں رکھ کر اور آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اب ہر

---

1 ...... عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((ضرس الكافر مثل أحد)).
"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٨٤١٨، ج٣، ص٢٣١۔

2 ...... یعنی بیالیس ہاتھ۔

3 ...... عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ غلظ جلد الكافر اثنان وأربعين ذراعا)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث:٢٥٨٦، ج٤، ص٢٦٠.

4 ...... یعنی راستہ کی حدِ معین کا نام جس کی مقدار بعض کے نزدیک چار ہزار گز اور بعض کے نزدیک تین ہزار گز ہے۔ "فرهنگ آصفيه"، ج٣، ص٥٩٠۔

5 ...... عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الكافر ليسحب لسانه الفرسخ والفرسخين يتوطّأه الناس)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ٢٥٨٩، ج٤، ص٢٦١.

6 ...... ((وإنّ مجلسه من جهنم كما بين مكة والمدينة)).
"سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في عظم أهل النار، الحديث: ٢٥٨٦، ج٤، ص٢٦٠.

7 ...... عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((﴿وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ﴾ [المؤمنون:١٠٤] قال: تشويه النـار فتقلّص شفتُه العليا حتى تبلغ وسط رأسه وتسترخي شفتُه السفلى حتى تضرب سرّته)). "سنن الترمذي"، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة الطعام أهل النار، الحديث: ٢٥٩٦، ج٤، ص٢٦٤.

8 ...... اچھی صورت۔

9 ...... ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْٓ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ پ٣٠، التين: ٤. ''بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا''۔ (ترجمۂ ''کنزالایمان'')

10 ...... "دقائق الأخبار"، ص٣، و"معارج النبوة"، ركن دوم، ص٤١۔

11 ...... تالا۔

کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا[1]، اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لیے عذاب ہے۔

جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیے اس میں رہنا ہے، اس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لاکر کھڑا کریں گے، پھر مُنادی[2] جنت والوں کو پکارے گا، وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو، پھر جہنمیوں کو پکارے گا، وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے رہائی ہو جائے، پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے: ہاں! یہ موت ہے، وہ ذبح کردی جائے گی اور کہے گا: اے اہلِ جنت! ہیشگی ہے، اب مرنا نہیں اور اے اہلِ نار! ہیشگی ہے، اب موت نہیں، اس وقت اُن کے لیے خوشی پر خوشی ہے اور اِن کے لیے غم بالائے غم۔[3]

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالآخِرَةِ.

1...... عن سويد بن غفلة رضي الله عنه قال: ((إذا أراد الله أن يُنسى أهل النار جعل للرجل منهم صندوقا على قدره من نار لا ينبض منه عِرق إلّا فيه مسمار من نار، ثم تضرم فيه النار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار، ثم يقفل بقفل من نار، ثم يجعل ذلك الصندوق في صندوق من نار، ثم يضرم بينهما نار ثم يقفل، ثم يلقى أو يطرح في النار فذلك قوله: ﴿مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ﴾ [الزمر:١٦] وذلك قوله: ﴿لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ﴾[الأنبياء:١٠٠] قال: فما يرى أنّ في النار أحداً غيره)). "البعث والنشور" للبيهقي، ج٢، ص٦١، الحديث: ٥٢٤. "الترغيب والترهيب"، كتاب صفة الجنة والنار، الترهيب من النار أعاذنا الله... إلخ، الحديث: ٩٢، ج٤، ص٢٦٨.

2...... پکارنے والا

3...... في رواية "البخاري": كتاب الرقاق: عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إذا صار أهل الجنة إلى الجنة وأهل النار إلى النار جيء بالموت حتى يجعل بين الجنة والنار...... ، وفي رواية "البخاري": كتاب التفسير:...... يؤتى بالموت كهيئة كبش أملح، فينادي مناد: يا أهل الجنة،...... وفي رواية "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد،...... يا أهل الجنة فيطّلعون خائفين وجِلين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، ثم يقال: يا أهل النار فيطّلعون مستبشرين فرحين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه، فيقال: هل تعرفون هذا؟ قالوا: نعم، هذا الموت...... وفي رواية "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ......فيذبح، ثم يقول: يا أهل الجنة خلود فلا موت، ويا أهل النار خلود فلا موت...... وفي رواية "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق: ...... فيزداد أهل الجنة فرحاً إلى فرحهم، ويزداد أهل النار حزناً إلى حزنهم)). "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج٤، ص٢٦٠، الحديث: ٦٥٤٨. "صحيح البخاري"، كتاب التفسير، ج٣، ص٢٧١، الحديث: ٤٧٣٠. و"سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب صفة النار، الحديث: ٤٣٢٧، ج٤، ص٥٣٢.

ایمان و کفر کا بیان

ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جوضروریاتِ دین ہیں اور کسی ایک ضرورتِ دینی کے انکار کو کفر کہتے ہیں، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔ ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیا کی نبوت، جنت و نار، حشر ونشر وغیرہا[1]، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔[2] عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علما میں نہ شمار کیے جاتے ہوں، مگر علما کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائلِ علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں[3]، نہ وہ کہ کوردہ[4] اور جنگل اور پہاڑوں

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية": (إنّ الإيمان في الشرع هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى، أي: تصديق النبي بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى). "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإيمان، ص١٢٠.

في "المسامرة" و"المسايرة"، الكلام في متعلق الإيمان، ص٣٣٠: (الإيمان (هو التصديق بالقلب فقط)، أي: قبول القلب وإذعانه لما علم بالضرورة أنّه من دين محمد صلى الله عليه وسلم، بحيث تعلمه العامة من غير افتقار إلى نظر ولا استدلال كالوحدانية والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلاة والزكاة وحرمة الخمر ونحوها، ويكفي الإجمال فيما يلاحظ إجمالاً كالإيمان بالملائكة والكتب والرسل، ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا كجبريل وميكائيل وموسى وعيسى والتوراة والإنجيل، حتى إنّ من لم يصدق بواحد معين منها كافر (و) القول بأن مسمى الإيمان هذا التصديق فقط (هو المختار عند جمهور الأشاعرة) وبه قال الماتريدي).

"الأشباه والنظائر"، الفن الثاني، كتاب السير، ص١٥٩.

"البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص ٢٠٢.

"الدر المختار" كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٢.

2 ...... في "الهندية"، كتاب السير، الباب في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٣: (إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم؛ لأنّه من الضروريات).

"الأشباه والنظائر"، الفن الثاني، كتاب السير، ص١٦١.

3 ...... وفسرت الضروريات بما يشترك في علمه الخواص والعوام، **أقول**: المراد العوام الذين لهم شغل بالدين واختلاط بعلمائه... إلخ. "الفتاوى الرضوية"، كتاب الطهارة، باب الوضوء، ج١، ص١٨١.

4 ...... یعنی کم آباد اور چھوٹا گاؤں، جسے کوئی نہ جانتا ہو اور نہ ہی وہاں تعلیم کا کوئی سلسلہ ہو۔

کے رہنے والے ہوں جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے، کہ ایسے لوگوں کا ضروریاتِ دین سے ناواقف ہونا اُس ضروری کو غیر ضروری نہ کردے گا، البتہ ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ ضروریاتِ دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے، ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔

عقیدہ (۱): اصلِ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے[1]، اعمالِ بدن تو اصلاً جزوِ ایمان نہیں[2]، رہا اقرار، اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ[3] مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اُس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عنداللہ مومن ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔[4]

عقیدہ (۲): مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں[5]،..........

---

1 ...... في "المسايرة": (هو التصديق بالقلب فقط).

"فتاوی رضویہ"، جلد ۱۴، ص ۱۲۴ پر ہے: (ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے)۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإيمان: ص ۱۲۰-۱۲۴: (أنّ الأعمال غير داخلة في الإيمان لما مرّ من أنّ حقيقة الإيمان هو التصديق).

في "الحديقة الندية"، ج ۱، ص ۲۸۲: (والأعمال بالجوارح خارجة عن حقيقته أي: حقيقة الإيمان).

3 ...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

4 ...... في "شرح العقائد النسفية"، وشرحه "النبراس"، ص ۲۵۰: " (إنما الإقرار شرط لإجراء الأحكام في الدنيا) من حرمة الدم والمال وصلاة الجنازة عليه ودفنه في مقابر المسلمين وههنا مذهب ثالث وهو أن الإقرار ليس بركن إلا عند الطلب فمن طلب منه الإقرار فسكت من غير عذر فهو كافر عند الله سبحانه (لما أن التصديق بالقلب أمر باطن لا بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله سبحانه وإن لم يكن مؤمناً في أحكام الدنيا) وهذا إذا لم يكن مباشراً لعلامات التكذيب وإلا فهو كافر عند الله أيضاً خلافاً لبعضهم).

وفي "الدر المختار": والإقرار شرط لإجراء الأحكام الدنيوية بعد الاتفاق على أنّه يعتقد متى طولب به أتى به، فإن طولب به فلم يقر فهو كفر عناد). "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٤٢.

5 ...... وفي "الدر المختار": (من هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد). =

کہ بلا اِکراہِ شرعی [1] مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کرسکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا اِنکار کردیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔ [2]

مسئلہ(۱): اگر معاذ اللہ کلمۂ کفر جاری کرنے پر کوئی شخص مجبور کیا گیا، یعنی اُسے مار ڈالنے یا اُس کا عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی کہ یہ دھمکانے والے کو اس بات کے کرنے پر قادر سمجھے تو ایسی حالت میں اس کو رخصت دی گئی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ دل میں وہی اطمینانِ ایمانی ہو جو پیشتر تھا، مگر افضل جب بھی یہی ہے کہ قتل ہو جائے اور کلمۂ کفر نہ کہے۔ [3]

= وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (من هزل بلفظ كفر) أي تكلم به باختياره غير قاصد معناه، وهذا لا ينافي ما مر من أنّ الإيمان هو التصديق فقط أو مع الإقرار؛ لأنّ التصديق وإن كان موجوداً حقيقة لكنه زائل حكماً؛ لأنّ الشارع جعل بعض المعاصي أمارة على عدم وجوده كالهزل المذكور، وكما لو سجد لصنم أو وضع مصحفاً في قاذورة فإنه يكفر وإن كان مصدّقاً؛ لأنّ ذلك في حكم التكذيب، كما أفاده في "شرح العقائد"، وأشار إلى ذلك بقوله: (للاستخفاف) فإن فعل ذلك استخفافاً واستهانة بالدين فهو أمارة عدم التصديق، ولذا قال في "المسايرة": وبالجملة فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو بالقلب واللسان في تحقيق الإيمان أمور، الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً كترك السجود لصنم وقتل نبى والاستخفاف به، وبالمصحف والكعبة، وكذا مخالفة أو إنكار ما أجمع عليه بعد العلم به؛ لأنّ ذلك دليل على أن التصديق مفقود، ثم حقّق أن عدم الإخلال بهذه الأمور أحد أجزاء مفهوم الإيمان، فهو حينئذ التصديق والإقرار وعدم الإخلال بما ذكر، بدليل أنّ بعض هذه الأمور تكون مع تحقّق التصديق والإقرار. "رد المحتار"، ج٦، ص٣٤٣.

في "الخانية": (رجل كفر بلسانه طائعاً، وقلبه على الإيمان يكون كافراً ولا يكون عند الله تعالى مؤمناً).

"فتاوى قاضي خان"، كتاب السير، ج٢، ص٤٦٧. انظر للتفصيل "المسايرة"، ص٣٣٧-٣٥٧.

1 ...... بغیر شرعی مجبوری کے۔

2 ...... في "شرح العقائد النسفية"، ص١٢١: (إنّ التصديق ركن لا يحتمل السقوط أصلاً).

انظر "النبراس"، أن الإيمان في الشرع هو التصديق، ص٢٤٩-٢٥٠.

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: (بلا اکراہ کلمۂ کفر بولنا خود کفر، اگرچہ دل میں اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، اور عامۂ علماء فرماتے ہیں کہ: اس سے نہ صرف مخلوق کے آگے بلکہ عند اللہ بھی کافر ہو جائے گا کہ اُس نے دین کو معاذ اللہ کھیل بنایا اور اُس کی عظمت خیال میں نہ لایا)۔

''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۵۹۳۔ وج۲۷، ص۱۲۵۔

اسی میں ہے: (جو بلا اکراہ کلمۂ کفر بکے بلا فرقِ نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے)۔ ''فتاوی رضویہ''، ج۱۴، ص۶۰۰۔

3 ...... في "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٦: ((ومكره عليها) أي: على الردة، والمراد الإكراه بملجىء من قتل أو قطع عضو أو ضرب مبرّح فإنّه يرخص له أن يظهر ما أمر به على لسانه وقلبه مطمئن بالإيمان).

مسئلہ (۲): عملِ جوارح[1] داخلِ ایمان نہیں[2]، البتہ بعض اعمال جو قطعاً مُنافیٔ ایمان ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبۂ معظّمہ کی توہین اور کسی سنّت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کُفر ہیں۔[3]

وفي "التنوير" و"الدر المختار": (و) إن أكره (على الكفر) بالله تعالى أو سب النبي صلى الله عليه وسلم "مجمع" و"قدروي". (بقطع أو قتل رخص له أن يظهر ما أمر به) على لسانه ويوري (وقلبه مطمئن بالإيمان) ثم إن ورى لا يكفر وبانت امرأته قضاء لا ديانة، وإن خطر بباله التورية ولم يور كفر وبانت ديانة وقضاء "نوزال" و"جلالية" (ويؤجر لو صبر).

وفي شرحه "رد المحتار": قوله: (ويؤجر لو صبر) أي: يؤجر أجر الشهداء لما روي أنّ خبيباً وعماراً ابتليا بذلك فصبر خبيب حتى قتل، فسماه النبي صلى الله عليه وسلم سيد الشهداء وأظهر عمار وكان قلبه مطمئناً بالإيمان، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فإن عادوا فعُد))، أي: إن عاد الكفار إلى الإكراه فعد أنت إلى مثل ما أتيت به أولاً من إجراء كلمة الكفر على اللسان وقلبك مطمئن بالإيمان، ابن كمال وقصتهما شهيرة). "رد المحتار"، كتاب الإكراه، ج٩، ص٢٢٦-٢٢٨.

وفي "الفتاوى الهندية"، كتاب الإكراه، الباب الثاني... إلخ، ج٥، ص٣٨: (وإن أكره على الكفر بالله تعالى أو سبّ النبي صلى الله عليه وسلم بقتل أو قطع، رخص له إظهار كلمة الكفر والسبّ فإن أظهر ذلك وقلبه مطمئن بالإيمان فلا يأثم وإن صبر حتى قتل كان مثابا).

[1] ...... اعضاء کے عمل۔

[2] ...... قد سبق تخريج هذه المسألة في العقيدة الأولى، ص١٧٣.

[3] ...... في "شرح العقائد النسفية": ص١٠٩-١١٠: (إنّ حقيقة الإيمان هو التصديق القلبي فلا يخرج المؤمن عن الاتصاف به إلّا بما ينافيه، ومجرد الإقدام على الكبيرة لغلبة شهوة أو حميّة أو أنفة أو كسل خصوصاً إذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو والعزم على التوبة لاينافيه نعم إذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفراً لكونه علامة للتكذيب ولا نزاع في أنّ من المعاصي ما جعله الشارع أمارة للتكذيب وعلم كونه كذلك بالأدلة الشرعية كسجود الصنم وإلقاء المصحف في القاذورات والتلفظ بكلمات الكفر ونحو ذلك مما تثبت بالأدلة أنّه كفر).

وفي "المسامرة" و"المسايرة"، ص٣٥٤: (يكفر من استخفّ بنبي أو بالمصحف أو بالكعبة، وهو مقتضٍ لاعتبار تعظيم كل منها ؛ لأنّ الله جعله في رتبة عليا من التعظيم غير أنّ الحنفية اعتبروا من التعظيم المنافي للاستخفاف بما عظمه الله تعالى ما لم يعتبره غيرهم، (ولاعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف) المذكور (كفّر الحنفية) أي: حكموا بالكفر (بألفاظ كثيرة وأفعال تصدر من المتهتكين) الذين يجترئون بهتك حرمات دينية (لدلالتها) أي: لدلالة تلك الألفاظ والأفعال (على

یو ہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار[1] باندھنا، سر پر چُوٹیا[2] رکھنا، قَشْقَہ[3] لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔[4] تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔[5]

عقیدہ (۳): جس چیز کی حِلّت نصِّ قطعی سے ثابت ہو[6] اُس کو حرام کہنا اور جس کی حُرمت یقینی ہو اسے حلال بتانا

الاستخفاف بالدين، كالصلاة بلا وضوء عمداً، بل) قد حكموا بالكفر (بالمواظبة على ترك سنة استخفافاً بها بسبب أنّها إنّما فعلها النبي زيادة، أو استقباحها) بالجر عطفاً على المواظبة: أي: بل قد كفّر الحنفية من استقبح سنة (كمن استقبح من) إنسان (آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه أو) استقبح منه (إحفاء شاربه).

وانظر "منح الروض الأزهر"، ص١٥٢، و"رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٤٣.

1...... وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

''اردو لغت تاریخی اصول پر''، ج۱۱،ص۱۶۲۔

2...... وہ چند بال جو بچے کے سر پر منت مان کر ہندو رکھتے ہیں۔ "فرهنگ آصفيه"، ج١، ص١٠٤.

3...... پیشانی پر صندل یا زعفران کے دو نشانات، ٹیکا، تلک جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں۔ ''اردو لغت تاریخی اصول پر''، ج۱۴،ص۲۵۴۔

4...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، فصل في الكفر صريحا وكناية، ص١٨٥: (ولو شد الزنار على وسطه أو وضع الغل على كتفه فقد كفر، أي: إذا لم يكن مكرهاً في فعله، وفي "الخلاصة": ولو شد الزنار قال أبو جعفر الأستروشني: إن فعل لتخليص الأسارى لا يكفر، وإلا كفر).

''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: ''اگر وہ وضع اُن کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار، قشقہ، چُٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت آنفاً''۔ (''فتاویٰ رضویہ''، جلد۲۴، ص۵۳۲)۔

''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: ''ماتھے پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے''۔ (''فتاویٰ رضویہ''، جلد۲۴، ص۵۴۹)۔

''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: ''قشقہ ضرور شعارِ کفر ومنافیِ اسلام ہے جیسے زُنار، بلکہ اس سے زائد کہ وہ جسم سے جدا ایک ڈورا ہے جو اکثر کپڑوں کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ خاص بدن پر اور بدن میں بھی کہاں چہرے پر، اور چہرے میں کس جگہ ماتھے پر جو ہر وقت چمکے اور دور سے کھلے حرفوں میں منہ پر لکھا دکھائے کہ هذا من الكافرين''۔ (''فتاویٰ رضویہ''، ج۱۴، ص۳۹۳)۔

5...... في "العقود الدرية"، باب الردة والتعزير، ج١، ص١٠١: (وقال في "البزازية": ولو ارتد ـ والعياذ بالله تعالى ـ تحرم امرأته ويجدّد النكاح بعد إسلامه ويعيد الحج... إلخ).

6...... جس چیز کا حلال ہونا ایسی صریح واضح اور یقینی دلیل سے ہو جس میں تاویل و توجیہ کی کوئی گنجائش ہی نہ ہو۔

کفر ہے، جبکہ یہ حکم ضروریاتِ دین سے ہو، یا منکر اس حکمِ قطعی سے آگاہ ہو۔[1]

مسئلہ (۱): اُصولِ عقائد میں تقلید جائز نہیں بلکہ جو بات ہو یقینِ قطعی کے ساتھ ہو، خواہ وہ یقین کسی طرح بھی حاصل ہو، اس کے حصول میں بالخصوص علمِ استدلالی[2] کی حاجت نہیں، ہاں! بعض فروعِ عقائد میں تقلید ہوسکتی ہے[3]۔..........

---

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، استحلال المعصية، ص١٥٢: (إذا اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلّا فلا بأن تكون حرمته لغيره أو ثبت بدليل ظنيّ، وبعضهم لم يفرّق بين الحرام لعينه ولغيره، فقال: من استحلّ حراماً وقد علم في دين النبي صلى الله عليه وسلم تحريمه كنكاح ذوي المحارم أو شرب الخمر أو أكل ميتة أو دم أو لحم خنزير من غير ضرورة فكافر).

فيه في فصل في الكفر صريحا وكناية، ص١٨٨: (ومن استحلّ حراماً وقد علم تحريمه في الدين: أي: ضرورة، كنكاح المحارم أو شرب الخمر أو أكل الميتة والدم ولحم الخنزير أي: في غير حال الاضطرار ومن غير إكراه بقتل أو ضرب فظيع لا يحتمله، وعن محمد رحمه الله بدون الاستحلال ممن ارتكب كفر، أي: في رواية شاذة عنه ولعلها محمولة على مرتكب نكاح المحارم فإن سياق الحال يدل على الاستحلال لبقية المحرمات، والله أعلم بالأحوال، قال: والفتوى على الترديد إن استعمل مستحلاً كفر وإلّا، لا).

في "تفسير الخازن"، ج١، ص٤٦٨: (وقيل: إنّ من أحل ما حرم الله أو حرم ما أحل الله أو جحد بشيء مما أنزل الله فقد كفر بالله وحبط عمله المتقدم).

''فتاوی رضویہ'' میں ہے: ''کتبِ عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام وتحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا اسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اس کی اباحت وحلت ضروریاتِ دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا ورسول منع کرنے والا شریعتِ مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنی درجہ فسق شدید وکبیرہ وخبیثہ ہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ﴾. اور جو کچھ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ) یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالی پر جھوٹ باندھو (یاد رکھو) جو لوگ اللہ تعالی پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔(ت)

وقال الله تعالى (نیز اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا۔ت): ﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾.

اللہ تعالی کے ذمے وہی لوگ جھوٹا الزام لگاتے ہیں (جو درحقیقت) ایمان نہیں رکھتے (ت)۔(''الفتاوى الرضوية''، ج٢١، ص١٧٥).

2 ...... وہ علم جو دلیل کا محتاج ہو۔

3 ...... في "تفسير روح البيان"، پ١٧، الأنبياء، تحت الآية: ٥٣-٥٤، ج٥، ص٤٩١: ﴿قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ واعلم أنّ التقليد قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز

في أصول الدين والاعتقاديات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤوا به حقاً من غير دليل؛ لأنّ النبي عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكنه يأثم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه).

وفي "تفسير روح البيان"، پ٢٥، الزخرف، تحت الآية: ٢٢: ﴿بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ ج٨، ص٣٦١: وفيه ذم للتقليد وهو قبول قول الغير بلا دليل وهو جائز في الفروع والعمليات ولا يجوز في أصول الدين والاعتقاديات بل لا بد من النظر والاستدلال لكن إيمان المقلد صحيح عند الحنفية والظاهرية وهو الذى اعتقد جميع ما وجب عليه من حدوث العالم ووجود الصانع وصفاته وإرسال الرسل وما جاؤا به حقاً من غير دليل؛ لأن النبى عليه السلام قبل إيمان الأعراب والصبيان والنسوان والعبيد والإماء من غير تعليم الدليل ولكن المقلد يأثم بترك النظر والاستدلال لوجوبه عليه، والمقصود من الاستدلال هو الانتقال من الأثر إلى المؤثر ومن المصنوع إلى الصانع تعالى بأي وجه كان، لا ملاحظة الصغرى والكبرى وترتيب المقدمات للإنتاج على قاعدة المعقول فمن نشأ في بلاد المسلمين وسبح الله عند رؤية صنائعه فهو خارج عن حد التقليد كما في فصل الخطاب والعلم الضروري أعلى من النظري؛ إذ لا يزول بحال وهو مقدمة الكشف والعيان وعند الوصول إلى الشهود لا يبقى الاحتياج إلى الواسطة.

''فتاوی رضویہ''، ج۲۹، ص۲۱۵ میں ہے: ''جس طرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب سنت، اجماع قیاس، عقائد میں چار اصول ہیں کتاب، سنت، سوادِ اعظم، عقل صحیح، تو جو اِن میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً اہل سنت ہی سوادِ اعظم اسلام ہیں، تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوالِ آئمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور وسوادِ اعظم کے خلاف لکھیں گے اس وقت ان کے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں، اس دلیل اعنی سوادِ اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے، ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی، لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سوادِ اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اس کی پہچان کچھ دشوار نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں تو کوئی بدمذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بدمذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے للہ الحمد فقہ میں جس طرح اجماع اقوی الادِلّہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد کو بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب وسنت سے اس کا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ یا فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اس کا ناسخ نہ معلوم ہو یونہی اجماع امت تو شے عظیم ہے سوادِ اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے کتاب وسنت سے اس کا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے حق سوادِ اعظم کے ساتھ ہے اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے

اِسی بنا پر خود اہلِ سنّت میں دو گروہ ہیں: ''ماتُرِیدیہ'' کہ امام علم الہدیٰ حضرت ابومنصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] کے متبع ہوئے اور ''اَشاعرہ'' کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ[2] کے تابع ہیں، یہ دونوں جماعتیں اہلِ سنّت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔[3]

کہ اور دلائل کی حجیت بھی اسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سوادِ اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو یہ گنتی کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالیٰ بہت نافع وسودمند، فعضوا علیها بالنواجذ (پس ان کو مضبوطی سے داڑھوں کے ساتھ پکڑلو۔ت) واللہ تعالیٰ اعلم''۔

1 ...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''امام المتکلمین'' اور ''امام الھدی'' کے لقب سے مشہور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائدِ مسلمین کی وضاحت اور باطل عقیدہ والوں کی تردید میں کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: ''کتاب التوحید''، ''کتاب المقالات''، ''کتاب ردّ دلائل الکعبی'' اور ''کتاب تاویلات القرآن''، آپ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو ''سمرقند'' کے ایک محلّہ ''ماترید'' کی طرف نسبت کی وجہ سے ''ماتریدی'' کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۳۳ ہجری میں ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سمرقند میں ہے۔ ("الفوائد البهية"، ص ٢٥٥، "هدية العارفين"، ج٢، ٣٦-٣٧، "معجم المؤلفين"، ج ٣، ص ٦٩٢).

2 ...... آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن عبداللہ بن بلال ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب صحابیٔ رسول حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر متکلمینِ اہل سنت کے رئیس ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کو ''اشاعرہ'' کہا جاتا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی کتب تصنیف فرمائی جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ''الفصول فی الرد علی الملحدین والخارجین عن الملۃ''، ''الرد علی المجسمۃ''، ''کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین''، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۳۲۴ ہجری میں بغداد میں ہوا۔

("النبراس"، ص ٢٠، "سير أعلام النبلاء"، ج١١، ص٥٤١ "معجم المؤلفين"، ج٢، ص٤٠٥، "الأعلام" للزركلي، ج٤، ص٢٦٣).

3 ...... في "البريقة المحمودية"، الباب الأول، النوع الثاني، ج١، ص٢٠٠: (عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال رسول اللّه صلى الله عليه وسلم: ((ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلاّ ملة واحدة)) قالوا: ومن هي يا رسول الله قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)) وهي أهل السنة والجماعة من الماتريدية والأشاعرة، فإن قيل: كل فرقة تدعي أنّها أهل السنة والجماعة، قلنا: ذلك لا يكون بالدعوى بل بتطبيق القول والفعل وذلك بالنسبة إلى زماننا إنما يمكن بمطابقة صحاح الأحاديث ككتب الشيخين وغيرهما من الكتب التي أجمع على وثاقتها كما في "المناوي"، فإن قيل: فما حال الاختلاف بين الأشاعرة والماتريدية؟ قلنا: لاتحاد أصولهما لم يعد مخالفة معتدة؛ إذ خلاف كل فرقة لا يوجب تضليل الأخرى ولا تفسيقها فعدتا ملة واحدة، وأما الخلاف في الفرعيات وإن كان كثرة اختلاف صورة لكن مجتمعة في عدم مخالفة الكل كتاباً نصاً ولا سنة قائمة ولا).

اِن کا اختلاف حنفی، شافعی کا سا ہے، کہ دونوں اہلِ حق ہیں، کوئی کسی کی تضلیل وتفسیق نہیں کرسکتا۔ (1)

مسئلہ (۲): ایمان قابلِ زیادتی ونقصان نہیں، اس لیے کہ کمی بیشی اُس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی، چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق، کَیف یعنی ایک حالتِ اِذعانیہ۔ (2) بعض آیات میں ایمان کا زیادہ ہونا جو فرمایا ہے اُس سے مراد مُؤمَن به و مُصدَّق به ہے، یعنی جس پر ایمان لایا گیا اور جس کی تصدیق کی گئی کہ زمانۂ نزولِ قرآن میں اس کی کوئی حد معیّن نہ تھی، بلکہ احکام نازل ہوتے رہتے اور جو حکم نازل ہوتا اس پر ایمان لازم ہوتا، نہ کہ خود نفسِ ایمان بڑھ گھٹ جاتا ہو، البتہ ایمان قابلِ شدّت وضُعف ہے کہ یہ کَیف کے عوارض سے ہیں۔ (3) -----------------

---

فـي "شـرح الـمـقـاصـد"، الفصل الثالث: في الأسماء والأحكام، المبحث الثامن حكم المؤمن والكافر والفاسق، ج۳، ص۴٦٤۔٤٦٥: (والـمشهور من أهل السنة في ديار "خراسان" و"العراق" و"الشام" وأكثر الأقطار هم الأشاعرة أصحاب أبي الـحسـن، عـلي بن إسماعيل بن إسحق بن سالم بن إسماعيل بن عبد الله بن بلال بن أبي بردة بن أبي موسى الأشعري صاحب رسـول الله صلى الله عليه وسلم أول مَن خالف أبا علي الجبائي، ورجع عن مذهبه إلى السنّة، أي: طريقة النبي صلى الله عليه وسـلـم والجماعة أي: طريقة الصحابة. وفـي ديـار "مـا وراء الـنهر" الماتريدية أصحاب أبي منصور الماتريدي تلميذ أبي نصر الـعـيـاض، تلميذ أبي بكر الجوزجاني صاحب أبي سليمان الجوزجاني، تلميذ محمد بن الحسن الشيباني رحمه الله و"ماتريد" مـن قـرى "سمرقند"، وقد دخل الآن فيها بين الطائفتين اختلاف فـي بعض الأصول، كمسألة التكوين، ومسألة الاستثناء في الإيمان، ومسألة إيمان المقلد وغير ذلك. والمحققون من الفريقين لا ينسبون أحدهما إلى البدعة والضلالة خلافاً للمبطلين المتعصبين)، انظر"مجموعة حواشي البهية"، "حاشيه المحقق مولانا عصام الدين على شرح العقائد النسفيه"، ج۲، ص ۳۱۔

وانظر "حاشية العلامة مولانا ولي الدين على حاشيه المحقق مولانا عصام الدين، ج۲، ص۳۱، و"النبراس"، بيان اختلاف الأشعرية والماتريدية، ص۲۲، و"رد المحتار"، المقدمة، مطلب: يجوز تقليد المفضول مع وجود الأفضل، ج۱، ص۱۱۹۔

1 ...... یعنی گمراہ اور فاسق نہیں کہہ سکتا۔

2 ...... تصدیق، اعتماد ویقین کی ایک کیفیت کا نام ہے۔

3 ...... في "شرح العقائد النسفيه"، ص۱۲۵۔۱۲۷: (إنّ حقيقة الإيمان لا تزيد ولا تنقص لما مر من أنّها التصديق القلبي الذي بـلـغ حد الجزم والإذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان حتى إنّ مـن حصل له حقيقة التصديق فسواء أتى بالطاعات أو ارتـكـب الـمعاصي فتصديقه باق على حاله لا تغير فيه أصلا والآيات الدالة على زيادة الإيمان محمولة على ما ذكره أبو حنيفة أنهم كانوا آمنوا في الجملة ثم يأتي فرض بعد فرض وكانوا يؤمنون بكل فرض خاص وحاصله أنه كان يزيد بزيادة ما يجب به

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تنہا ایمان اس اُمت کے تمام افراد کے مجموع ایمانوں پر غالب ہے۔[1]

عقیدہ (۴): ایمان وکفر میں واسطہ نہیں[2]، یعنی آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر، تیسری صورت کوئی نہیں کہ نہ مسلمان[ا] ہو نہ کافر۔

الإيمان .... وقال بعض المحققين: لا نسلم أنّ حقيقة التصديق لا تقبل الزيادة والنقصان بل تتفاوت قوة وضعفاً)۔

وانظر للتفصيل " النبراس"، والإيمان لا يزيد ولا ينقص، ص۲۵۷۔

وانظر رسالة إمام أهل السنة رحمه الله تعالى **"الزلال الأنقى من بحر سبقة الأتقى"**، ج۲۸، ص۵۹۸۔۵۹۹۔

1...... ((عن هزيل بن شرحبيل، قال: قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه : لووزن إيمان أبي بكر بإيمان أهل الأرض لرجح بهم))۔ ("شعب الإيمان"، باب القول في زيادة الإيمان ونقصانه... إلخ، الحديث: ۳۶، ج۱، ص۶۹)۔

2...... قال الإمام الرازي تحت هذه الآية: ﴿**اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا**﴾... إلخ في "التفسير الكبير"، ج۶، ص۲۰۶: (احتج أصحابنا بهذه الآية على أنه لا واسطة بين أن يكون المكلف مؤمناً وبين أن يكون كافراً ، لأنه تعالى اقتصر في هذه الآية على ذكر هذين القسمين)۔

في" تفسير البيضاوي"، پ۵، النساء: ۱۴۶، ج ۲، ص۲۷۳۔۲۷۴ : ﴿ **اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ** ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿ **وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ**﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم، ﴿**وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا** ﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر، لا واسطة؛ إذ الحق لا يختلف فإن الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتمّ إلّا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿**فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ**﴾۔

وفي "تفسير النسفي"، ص۲۶۲، تحت الآية: ﴿**وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا** ﴾ (أي: ديناً وسطاً بين الإيمان والكفر ولا واسطة بينهما)۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں:

(اقول وباللہ التوفیق: توضیح اس دلیل کی علی حسب مرامھم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہوسکیں، فإنّ الكفر والإسلام على طرفي النقيض بالنسبة إلى الإنسان لا يجتمعان أبداً ولا يرتفعان قال تعالى: ﴿ **اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا** ﴾ [پ ۳۰، الدهر: ۳]، وقال تعالى: ﴿ **مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ**﴾ [پ۲۱، الأحزاب: ٤]۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۶، ص۷۱۲۔

ا...... ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم بوجہ شبہ کے کسی کو نہ مسلمان کہیں نہ کافر جیسے یزید پلید و اسمٰعیل دہلوی۔۱۲منہ

مسئلہ: نفاق کہ زبان سے دعویٔ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے[1]، بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔[2] حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطق ہوا[3]، نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرما دیا کہ یہ منافق ہے۔[4] اب اِس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت قطع[5] کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٔ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیِ ایمان ہے نہ صادر ہو، البتہ نفاق کی ایک شاخ اِس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔

---

1 ...... في "تفسير الخازن"، ج١، ص٢٦: (وكفر نفاق، وهو أن يقرّ بلسانه ولا يعتقد صحة ذلك بقلبه).

وفي "تفسير النسفي"، البقرة، تحت الآية: ٨، ص٢٤: (ثم ثلث بالمنافقين الذين آمنوا بأفواههم ولم تؤمن قلوبهم وهم أخبث الكفرة؛ لأنهم خلطوا بالكفر استهزاء وخداعا).

2 ...... ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا﴾ (پ٥، النسآء: ١٤٥).

3 ...... ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾ (پ١١، التوبة: ١٠١).

4 ...... عن ابن عباس، في قوله: ﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ﴾ [التوبة: ١٠١]، قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم جمعة خطيباً، فقال: ((قم يا فلان فاخرج؛ فإنّك منافق، اخرج يا فلان فإنك منافق))، فأخرجهم بأسمائهم ففضحهم، ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة كانت له، فلقيهم عمر وهم يخرجون من المسجد فاختبأ منهم استحياء أنه لم يشهد الجمعة، وظنّ أنّ الناس قد انصرفوا، واختبئوا هم من عمر، وظنوا أنه قد علم بأمرهم، فدخل عمر المسجد فإذا الناس لم ينصرفوا. فقال له رجل: أبشر يا عمر فقد فضح الله المنافقين اليوم، فهذا العذاب الأول، والعذاب الثاني عذاب القبر)).

("المعجم الأوسط"، من اسمه أحمد، الحديث: ٧٩٢، ج١، ص٢٣١).

5 ...... یعنی یقین۔

عقیدہ (۵): شرک کے معنی غیرِ خدا کو واجبُ الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا، یعنی اُلوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا[1] اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے، اس کے سوا کوئی بات اگرچہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں، ولہٰذا شرعِ مطہّر نے اہلِ کتاب کفّار کے احکام مشرکین کے احکام سے جدا فرمائے، کتابی کا ذبیحہ حلال، مشرک کا مُردار، کتابیہ سے نکاح ہوسکتا ہے، مشرکہ سے نہیں ہوسکتا۔[2]

---

1 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث الأفعال كلها بخلق الله تعالى، ص٧٨: (الإشتراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس أو بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الأصنام).

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص١٣١.

2 ...... ﴿**اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ**﴾(پ٦، المائدة: ٥).

وفي "تفسير الخازن"، المائدة: ٥، ج١، ص٤٦٧ـ٤٦٨: (﴿**وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ**﴾ يعني: وذبائح أهل الكتاب حلّ لكم وهم اليهود والنصارى ومن دخل في دينهم من سائر الأمم قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم، فأما من دخل في دينهم بعد مبعث النبي صلى الله عليه وسلم وهو متنصر والعرب من بني تغلب فلا تحل ذبيحته روي عن علي بن أبي طالب قال: لا تأكل من ذبائح نصارى العرب بني تغلب فإنهم لم يتمسكوا بشيء من النصرانية إلا بشرب الخمر، وبه قال ابن مسعود،...... وأجمعوا على تحريم ذبائح المجوس وسائر أهل الشرك من مشركي العرب وعبدة الأصنام ومن لا كتاب له.

وقوله تعالى: ﴿**وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ**﴾ يعني: وأحلّ لكم المحصنات من أهل الكتاب اليهود والنصارى قال ابن عباس: يعني: الحرائر من أهل الكتاب).

انظر التفصيل لهذه المسألة في رسالة الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن المسماة بـ"**إعلام الأعلام بأنّ هندوستان دار السلام**"، "الفتاوى الرضوية، ج١٤، من ص١١٦ إلى ١٢٢.

﴿**وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ**﴾ (پ٢، البقرة: ٢٢١).

وفي "تفسير الخازن"، البقرة: ٢٢١، ج١، ص١٦٠: (ومعنى الآية ولا تنكحوا أيها المؤمنون المشركات حتى يؤمن أي: يصدقن بالله ورسوله وهو الإقرار بالشهادتين والتزام أحكام المسلمين).

انظر "الدرالمختار" و"رد المحتار"، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، مطلب: مهم في وطء السراري اللاتي... إلخ، ج٤، ص١٣٢تا١٣٤. وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٦٢١،٦٢٢.

امام شافعی کے نزدیک کتابی سے جزیہ[1] لیا جائے گا، مشرک سے نہ لیا جائے گا[2] اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآنِ عظیم میں فرمایا: کہ ''شرک نہ بخشا جائے گا۔''[3] وہ اسی معنی پر ہے، یعنی اَصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی، باقی سب گناہ اللہ عزوجل کی مشیت پر ہیں، جسے چاہے بخش دے۔[4]

1 ...... اسلامی حکومت میں اہلِ کتاب یعنی عیسائیوں اور یہودیوں سے سالانہ ٹیکس۔

2 ...... في "تفسير الخازن"، تحت الآية: ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ التوبة: ٢٩، ج٢، ص٢٣٠: (فذهب الشافعي إلى أنّ الجزية على الأديان لا على الأنساب فتؤخذ من أهل الكتاب عرباً كانوا أو عجماً ولا تؤخذ من عبدة الأوثان). و"الهداية"، كتاب السير، باب الجزية، الجزء الثاني، ج١، ص٤٠١.

و"فتح القدير"، كتاب السير، باب الجزية، ج ٥، ص٢٩١-٢٩٢.

و"البناية في شرح الهداية"، كتاب السير، باب الجزية، ج٩، ص٣٤٦-٣٤٧.

3 ...... ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾، (پ٥، النسآء: ٤٨).

4 ...... ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ (پ٥، النسآء: ٤٨).

في "تفسير روح البيان"، ج٢، ص٢١٨: (﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾ أي: لا يغفر الكفر ممن اتصف به بلا توبة وإيمان؛ لأنّ الحكمة التشريعية مقتضية لسدّ باب الكفر وجواز مغفرته بلا إيمان مما يؤدي إلى فتحه ولأنّ ظلمات الكفر والمعاصي إنّما يسترها نور الإيمان فمن لم يكن له إيمان لم يغفر له شيء من الكفر والمعاصي ﴿ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ﴾ أي: ويغفر ما دون الشرك في القبح من المعاصي صغيرة كانت أو كبيرة تفضلاً من لدنه وإحساناً من غير توبة عنها لكن لا لكل أحد بل ﴿لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ أن يغفر له ممن اتصف به فقط أي: لا بما فوقه).

وفي "روح المعاني"، الجزء الخامس، ص٦٨: (والشرك يكون بمعنى اعتقاد أنّ لله تعالى شأنه شريكاً إما في الألوهية أو في الربوبية، وبمعنى الكفر -مطلقاً وهو المراد هنا-).

في "شرح العقائد النسفية"، ص١٠٧-١٠٨: (الكبيرة وقد اختلف الروايات فيها فروى ابن عمر أنّها تسعة: الشرك بالله...إلخ).

وفي "مجموعة الحواشي البهية"، "حاشية عصام الدين" تحت هذه العبارة، ج٢، ص٢١٨: (المراد مطلق الكفر وإلاّ لورد أنواع الكفر غيره).

في "عمدة القارئ شرح صحيح البخاري"، ج١، ص٣٠٥: (المراد بالشرك في هذه الآية الكفر؛ لأنّ من جحد نبوة محمد صلى الله عليه وسلم مثلاً كان كافراً ولو لم يجعل مع الله إلهاً آخر والمغفرة منتفية عنه بلا خلاف وقد يرد الشرك ويراد به ما هو أخص من الكفر كما في قوله تعالى: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ ﴾).

وانظر "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٧٦-٢٧٧.

عقیدہ (۶): مرتکبِ کبیرہ مسلمان ہے[1] اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے، یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کے بعد، یا اپنے کیے کی کچھ سزا پا کر، اُس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔[2]

مسئلہ: جو کسی کافر کے لیے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے، یا کسی مردہ مُرتد کو مرحوم یا مغفور، یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی[3] کہے، وہ خود کافر ہے۔[4]

عقیدہ (۷): مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا، تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کُفر میں شک کیا جائے، کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔[5]

---

1 ...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص ۲۲۱: (والكبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان ولا تدخله في الكفر، والله تعالى لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء من الصغائر والكبائر).

في "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۱۲: (إنّ مرتكب الكبيرة ليس بكافر والإجماع المنعقد على ذلك على ما مرّ).

''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۱، ص۱۳۱ پر ہے: ''اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا''۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۵، ص۱۰۱).

2 ...... في "العقائد" لعمر النسفي، ص ۲۲۱: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار).

في "شرح العقائد النسفية"، ص ۱۱۷: (وأهل الكبائر من المؤمنين لا يخلدون في النار وإن ماتوا من غير توبة لقوله تعالى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾... إلخ. في "عمدة القاري"، ج۱، ص ۳۰۵: (مذهب أهل الحق على أنّ من مات موحداً لا يخلد في النار وإن ارتكب من الكبائر غير الشرك ما ارتكب وقد جاءت به الأحاديث الصحيحة منها قوله عليه السلام: ((وإن زنى وإن سرق)). وانظر "الحديقة الندية"، ج۱، ص۲۷۶.

3 ...... جنّتی۔

4 ...... ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: (کافر کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیبِ قرآن عظیم ہے کمافی ''العالمگیریہ'' وغیرھا)۔

("الفتاوى الرضوية"، ج۲۱، ص۲۲۸).

5 ...... جو کسی منکرِ ضروریاتِ دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے، امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ ''شفا شریف'' میں فرماتے ہیں: الإجماع على كفر من لم يكفر أحداً من النصارى واليهود وكلّ من فارق دين المسلمين أو وقف في تكفيرهم أو شك، قال القاضي أبو بكر: لأن التوقيف والإجماع اتفقا على كفرهم فمن وقف في ذلك فقد كذب النص والتوقيف أو شك فيه، والتكذيب والشك فيه لا يقع إلا من كافر. یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود ونصاریٰ یا مسلمانوں کے دین سے جدا ہونے والے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی ابو بکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ واجماعِ امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص وشریعت کی تکذیب کرتا ہے یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے۔ =

خاتمہ پر بِنا روزِ قیامت اور ظاہر پر مدار حکمِ شرع ہے، اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یابُت پرست مرگیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم یہی ہے کہ اُسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لیے ہیں، مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نمازِ جنازہ، کفن دفن، جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہوا اور اُس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔

اِس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''میاں...! جتنی دیر اسے کافر کہو گے، اُتنی دیر اللہ اللہ کرو کہ یہ ثواب کی بات ہے۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ کرلو...؟! مقصود یہ ہے کہ اُسے کافر جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً کافر کہو،

= اسی میں ہے: كفر من لم يكفر من دان بغير ملة الإسلام أو وقف فيهم أو شك أو صحح مذهبهم وإن أظهر الإسلام واعتقد إبطال كل مذهب سواه فهو كافر بإظهار ما أظهر من خلاف ذلك، اهـ ملخصاً۔

یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا اھ ملخصا۔ "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٤٤٣۔٤٤٤.

وانظر "الفتاوى الرضوية"، ج١١، ص٣٧٨.

''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: (اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ [پ٣٠، الكافرون: ١] (اے نبی فرمادیجئے اے کافرو!) ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اِسلام میں مطیع الاسلام ہوکر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو۔

''درمختار'' میں ہے: (شتم مسلم ذمياً عزر، وفي "القنية": قال ليهودي أو مجوسي: يا كافر يأثم إن شق عليه)۔

کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، ''قنیہ'' میں ہے کسی یہودی یا آتش پرست کو ''اے کافر'' کہا تو کہنے والا گنہگار رہوگا اگر اسے ناگوار گزرا، (ت)۔ ("الدر المختار"، كتاب الحدود، باب التعزير، ج٦، ص١٢٣، ملتقطاً)۔

یوں ہی غیر سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو ''او کافر'' کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو۔

فإنه لا يحل لمسلم أن يذل نفسه إلا بضرورة شرعية۔

تو کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جبکہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت)۔

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے۔ =

نہ یہ کہ اپنی صُلحِ کل سے(1) اس کے کُفر پر پردہ ڈالو۔

تنبیہ ضروری: حدیث میں ہے:

((سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي ثَلٰثًا وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إلاَّ وَاحِدَةً.))

''یہ امت تہتّر فرقے ہوجائے گی، ایک فرقہ جنّتی ہوگا باقی سب جہنمی۔''

صحابہ نے عرض کی:

''مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟''

= من شك في عذابه و كفره فقد كفر. جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلا شبہ کافر ہو گیا۔(ت)

("الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧).

اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اس وقت اس کا حکم واقعی بتانا واجب ہے، حدیث میں ہے:

((أترعون من ذكر الفاجر متى يعرفه الناس اذكروا الفاجر بما فيه يحذره الناس)).

کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے اور خوف رکھتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے لہذا بدکار کا ان برائیوں سے ذکر کرو جو اس میں موجود ہیں تا کہ لوگ اس سے بچیں اور ہوشیار رہیں۔(ت) "نوادر الأصول" للترمذي، الأصل السادس والستون والمائة، ص٢١٣.

یہ کافر کہنا بطور دُشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان، شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے۔

قال الله تعالى: ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾. [پ٢٨، التغابن: ٢].

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمھارے اندر کافر ہیں اور کچھ تمھارے اندر مومن ہیں (ت)۔

سوالِ حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطۃ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں) تو اسلام کو کفر جانا۔

لأنّ ماكان كفراً فضده الإسلام فإذا جعله إسلاماً فقد جعل ضده كفراً؛ لأن الإسلام لا يضاده إلا الكفر والعياذ بالله تعالى.

اس لئے کہ جو کچھ کفر ہو تو اس کی ضد اسلام ہے۔ پھر جب کفر کو اسلام ٹھرایا تو پھر اس کی ضد کفر ہو گی (یعنی اسلام کفر اور کفر اسلام ہو جائے گا) کیونکہ اسلام کے مخالف صرف کفر ہے اور اللہ تعالی کی پناہ (ت)۔ ("الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٢٨٥-٢٨٦).

1 ......کل مذاہب کا ایک مآل سمجھ کر مختلف مذاہب کے لوگوں سے خصومت نہ کرنا اور دوست ودشمن سے یکساں برتاؤ رکھنا۔

(''فرہنگ آصفیہ''، ج۲، ص۲۲۴)۔

''وہ ناجی[1] فرقہ کون ہے یارسول اللہ؟''

فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ.))[2]

''وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں''، یعنی سنّت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

((هُمُ الْجَمَاعَةُ.))[3]

''وہ جماعت ہے۔''

یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا: جو اس سے الگ ہوا، جہنم میں الگ ہوا۔[4] اسی وجہ سے اس ''ناجی فرقہ'' کا نام ''اہلِ سنت و جماعت'' ہوا۔[5] اُن گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے، بعض ہندوستان میں نہیں،

1...... جہنم سے نجات پانے والا۔

2...... "سنن الترمذي"، كتاب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، الحديث: ٢٦٥٠، ج٤، ص٢٩٢.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب افتراق الأمم، الحديث: ٣٩٩٣، ج٤، ص٣٥٣.

3...... "السنة" لابن أبي عاصم، باب فيما أخبر به النبي عليه السلام أن أمته ستفترق على... إلخ، الحديث: ٦٣، ص٢٢.

4...... عن ابن عمر: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ((إنّ الله لا يجمع أمتي)) أو قال: ((أمة محمد صلى الله عليه وسلم على ضلالة، ويد الله على الجماعة، ومن شذ شذ إلى النار)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، الحديث: ٢١٧٣، ج٤، ص٦٨.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((اتبعوا السواد الأعظم، فإنّه من شذ شذ في النار)).

"مشكاة المصابيح"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧٤، ج١، ص٥٥.

وفي "المرقاة"، ج١، ص٤٢١، تحت الحديث: ١٧٣: ("ومن شذ": أي: انفرد عن الجماعة باعتقاد أو قول أو فعل لم يكونوا عليه شذ في النار، أي: انفرد فيها، ومعناه انفرد عن أصحابه الذين هم أهل الجنة وألقي في النار).

5...... في "المشكاة"، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، الحديث: ١٧١، ج١، ص٥٤: ((وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلّهم في النار إلّا ملة واحدة)) قالوا: من هي؟ يا رسول الله، قال: ((ما أنا عليه وأصحابي)). =

ان فرقوں کے ذکر کی ہمیں کیا حاجت؟!، کہ نہ وہ ہیں، نہ اُن کا فتنہ، پھران کے تذکرہ سے کیا مطلب جو اِس ہندوستان میں ہیں؟! مختصراًان کے عقائدکا ذکر کیا جاتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کے فریب میں نہ آئیں، کہ حدیث میں اِرشادفرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ.))[1]

''اپنے کواُن سے دُور رکھواوراُنھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔''

= وفي "المرقاة" ج١، ص٤١٩، تحت هذا الحديث: (هنا المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنّهم هم أهل السنة والجماعة)، ملتقطاً.

"التوضيح"، ج٢، ص٥٢٨: (والمراد بالأمة المطلقة أهل السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريقة الرسول والصحابة دون أهل البدع... إلخ.

في "حاشية الطحطاوي"، ج٣، ص١٥٣: (وقال تعالى: ﴿**وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا**﴾ قال بعض المفسرين المراد من ﴿**حَبْلِ اللّٰهِ**﴾: الجماعة؛ لأنه عقبه بقوله: ﴿**وَلَا تَفَرَّقُوْا**﴾، والمراد من الجماعة عند أهل العلم أهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع في الضلالة وخرج عن نصرة الله تعالى ودخل في النار؛ لأنّ أهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمّد عليه الصلاة والسلام وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ عن جمهور أهل الفقه والعلم والسواد الأعظم فقد شذ فيما يدخله في النار فعليكم معشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة بـ"أهل السنة والجماعة"؛ فإنّ نصرة الله وحفظه وتوفيقه في موافقتهم، وخذلانه وسخطه و مقته في مخالفتهم، وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في مذاهب أربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجاً عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار).

("حاشية الطحطاوي على الدر"، كتاب الذبائح، ج٤، ص١٥٢-١٥٣).

[1]...... "صحيح مسلم"، مقدمة الكتاب للإمام مسلم، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء... إلخ، الحديث: ٧، ص٩.

(۱) قادیانی: کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں، اس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیّبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیے، جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہِل جاتے ہیں، مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطورِ نمونہ ذکر کیے جائیں، خود مدعیٔ نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لیے کافی تھا، کہ قرآنِ مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفانہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سَر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے، اگرچہ باقی انبیا و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے[1]، چنانچہ آیہ:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۚۖ۝﴾[2]

وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اُس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔ ایسے شخص اور اس کے متّبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا، بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔[3]

1...... في "تفسير النسفي"، پ١٩، الشعرآء، ص٨٢٥، تحت الآية: (﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾...... كانوا ينكرون بعث الرسل أصلاً، فلذا جمع أو لأنّ من كذب واحداً منهم فقد كذب الكل؛ لأنّ كل رسول يدعو الناس إلى الإيمان بجميع الرسل).

وفي "تفسير البيضاوي"، ج٢، ص٢٧٣-٢٧٤، تحت الآية: (﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ﴾ بأن يؤمنوا بالله ويكفروا برسله ﴿وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ﴾ نؤمن ببعض الأنبياء ونكفر ببعضهم ﴿وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ طريقاً وسطاً بين الإيمان والكفر لا واسطة، إذ الحق لا يختلف فإنّ الإيمان بالله سبحانه وتعالى لا يتم إلا بالإيمان برسله وتصديقهم فيما بلغوا عنه تفصيلاً أو إجمالاً، فالكافر ببعض ذلك كالكافر بالكل في الضلال كما قال الله تعالى: ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾. و"الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٦٢٦.

2...... پ١٩، الشعرآء: ١٠٥.

3...... في "الد رالمختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦-٣٥٧: (ومن شك في عذابه وكفره كفر).

وانظر للتفصيل رسائل إمام أهل السنة رحمه الله تعالى: "**السوء والعقاب على المسيح الكذّاب**"، ج١٥، ص٥٧١. و"**قهر الديان على مرتد بقاديان**"، ج١٥، ص٥٩٥، و"**الجراز الدياني على المرتد القادياني**"، ج١٥.

اب اُس کے اقوال سُنیے [1]:

''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳: (خدا تعالیٰ نے ''براہین احمدیہ'' میں اس عاجز کا نام امّتی بھی رکھا اور نبی بھی)۔ [2]

''انجام آتھم'' صفحہ ۵۲ میں ہے: (اے احمد! تیرا نام پورا ہوجائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو)۔ [3]

صفحہ ۵۵ میں ہے: (تجھے خوشخبری ہو اے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے)۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں اُنہیں اپنے اوپر جَما لیا۔

''انجام'' صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے:

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ٥﴾ [5]

''تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔'' [6]

---

1 ...... **نوٹ:** قادیانی شیطان کی تقریباً اَسّی ۸۰ سے زائد کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: ''انجامِ آتھم''، ''ضمیمہ انجامِ آتھم''، ''کشتیٔ نوح''، ''اِزالۂ اَوہام''، ''دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء''، ''اربعین'' اور ''براہین احمدیہ'' وغیرہا، ''روحانی خزائن'' نامی کتاب میں ان کتابوں کو تیئیس ۲۳ حصوں میں جمع کیا گیا ہے۔ نیز اس شیطان کے کئی اشتہارات ہیں جو تین ۳ حصوں میں جمع کئے گئے ہیں، اور مغلطات بھی ہیں، جنہیں دس ۱۰ حصوں میں ''ملفوظات'' کے نام سے جمع کیا گیا ہے۔

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶.

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اور یہ بھی

3 ...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۵۲، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۲:

یرفع اللہ ذکرک۔ ویتم نعمته علیک فی الدنیا والآخرة۔ یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی۔ انی رافعک الیّ۔ القیت علیک محبة منی

سامنے ہے خدا تیرے ذکر کو بلند کریگا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانیوالا ہوں۔ میں نے اپنی محبت کو تجھ پر ڈال دیا۔

4 ...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۵۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۵۵:

بشریٰ لک ... الیک۔ الا ان نصر اللہ قریب۔ کمثلک درّ لا یضاع

تجھے ... طرف چلا آتا ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔

یا احمدی۔ انت مرادی ومعی۔ انی ناصرک۔ انی حافظک

خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں۔

5 ...... پ ۱۷، الانبیآء: ۱۰۷.

6 ...... ''انجام آتھم'' صفحہ ۷۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۷۸۔

نیز یہ آیۂ کریمہ ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ﴾[1] سے اپنی ذات مراد لیتا ہے۔[2]

''دافع البلاء''صفحہ ٦ میں ہے: مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِيْ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْکَ).

(یعنی اے غلام احمد! تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں)۔[3]

''اِزالہ اَوہام''صفحہ ٦٨٨ میں ہے:

(حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِلہام ووحی غلط نکلی تھیں)۔[4]

صفحہ ٨ میں ہے:

(حضرت مُوسیٰ کی پیش گوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جس صورت پر حضرت مُوسیٰ نے اپنے دل میں

---

1 ...... پ٢٨، الصف: ٦.

2 ...... "روحاني خزائن"، ج١١، ص٧٨. و"توضيح المرام"، ص١٦٣، مطبوعه رياض الهند امرتسر.

3 ...... ''دافع البلاء''صفحہ ٦، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ١٨، ص ٢٢٧۔

۔انت منّی بمنزلۃ اولادی ۔انت منّی وانا منک۔
۔تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔

4 ...... ''اِزالہ اَوہام''صفحہ ٦٨٨، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ٣، ص ٤٧١:

ص ٦٨٨

جو عملی طور پر سکھلانے نہیں جاتے اور نہ اُن کی جزئیات مخفیہ سمجھائی جاتی ہیں۔ انبیاء سے بھی اجتہاد کے وقت امکانِ سہو و خطا ہے۔ مثلاً اس خواب کی بناء پر جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے جو بعض مومنوں کے لئے موجب ابتلاء کا ہوئی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا اور کئی دن تک منزل بمنزل طے کر کے اس بلدہ مبارکہ تک پہنچے مگر کفار نے طواف خانہ کعبہ سے روک دیا اور اُس وقت اس رؤیا کی تعبیر ظہور میں نہ آئی۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی امید پر یہ سفر کیا تھا کہ اب کے سفر میں ہی طواف میسّر آجائے گا اور بلاشبہ رسول اللہ صلعم کی خواب وحی میں داخل ہے لیکن اس وحی کے اصل معنے سمجھنے میں جو غلطی ہوئی اس پر متنبہ نہیں کیا گیا تھا تبھی تو خدا جانے کئی روز تک مصائب سفر اٹھا کر مکہ معظمہ میں پہنچے۔

اُمید باندھی تھی، غایت مافی الباب [1] یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں)۔ [2]

''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰ میں ہے:

(سورۂ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہوگیا تھا اور اپنے قاتل کا پتا دے دیا تھا، یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علمِ مِسمر یزم [3] تھا)۔ [4]

اُسی کے صفحہ ۷۵۳ میں لکھتا ہے:

(حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے، وہ بھی اُن کا مِسمر یزم کا عمل تھا)۔ [5]

---

1 ...... اس بارے میں نتیجہ اور انتہاء۔

2 ......''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۰۶:

صٰ کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے حضرت موسٰی کی بعض پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسٰی نے اپنے دل میں اُمید باندھ لی تھی۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اَوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفس الہام

3 ......مِسمر یزم: ڈاکٹر مسمر باشندہ آسٹریا کا ایجاد کیا ہوا ایک علم جس میں تصور یا خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر پوشیدہ اور آئندہ کے حالات پوچھے جاتے ہیں. "فیروز اللغات"، ص ۱۲٤۷ .

4 ......''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۷۵۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰۴:

اب اس قصے سے وقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ تا چور بیدل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے۔ لیکن اسی تاویل سے عالم الغیب کا عجز ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تاویلیں وہی لوگ کرتے ہیں کہ جن کو عالم ملکوت کے اسرار سے حصّہ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق علم عمل الترب جنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات

5 ......''اِزالہ اَوہام'' صفحہ ۷۵۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۵۰٦:

کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ اُن کو اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑیوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آگئے تھے یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عمل الترب کے تجارب بتلا رہے ہیں کہ انسان میں تمام کائنات الارض کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک قوت مقناطیسی ہے اور ممکن ہے کہ انسان کی قوت مقناطیسی اس حد تک ترقی کرے کہ کسی پرند یا چرند کو صرف توجہ سے اپنی طرف کھینچ لے۔ فتدبروا ولا تغفل۔

صفحہ ۶۲۹ میں ہے:

(ایک باشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اُس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے، اور بادشاہ کو شکست ہوئی، بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا)۔[1]

اُسی کے صفحہ ۲۸، ۲۶ میں لکھتا ہے:

(قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے)۔[2]

اور اپنی ''براہینِ احمدیہ'' کی نسبت ''اِزالہ'' صفحہ ۵۳۳ میں لکھتا ہے:

(براہینِ احمدیہ خدا کا کلام ہے)۔[3]

---

1 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۶۲۹، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۴۳۹:

خط دوم قرنتھیاں باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اُسی میدان میں مرگیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ در اصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری

2 ...... ''اِزالۂ اَوہام''، ۲۶۔۲۸، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۱۱۵۔۱۱۶:

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر رکھا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم ....

قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اولئک علیھم لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین خالدین فیھا۔ الجزو ۲ سورۃ بقرہ۔ اولئک یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللّٰعنون

3 ...... ''اِزالۂ اَوہام'' صفحہ ۵۳۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۳، ص ۳۸۶:

ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی اور یہ بھی

''اَربعین''، نمبر۲ صفحہ۱۳ پر لکھا:

(کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ)۔[1] اِن اُولوالعزم مرسلین کا ہادی ہونا درکنار، پورے راہ یافتہ بھی نہ مانا۔

اب خاص حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں جو گستاخیاں کیں، اُن میں سے چند یہ ہیں۔

''معیار'' صفحہ۱۳:

(اے عیسائی مِشنر یو! اب رَبّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے، جو اُس مسیح سے بڑھ کر ہے)۔[2]

صفحہ۱۳ و۱۴ میں ہے:

(خدا نے اِس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا، تا یہ اِشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے، جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے)۔[3]

---

1 ...... ''اَربعین''، نمبر۲ ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۷، ص۳۶۰:

ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو حقیقی اور کامل مہدی
نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس
نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی

2 ......''معیار'' ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۳۳:

شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے
جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے

3 ...... ''معیار'' ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۸، ص۲۳۳۔ ۲۳۴:

اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔
جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے
مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے
ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے
مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔ اے عزیزو! یہ بات غصہ کرنے کی نہیں۔ اگر

ص۱۴

''کشتی''، صفحہ ۱۳ میں ہے:

(مثیلِ موسیٰ، موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیلِ ابنِ مریم، ابنِ مریم سے بڑھ کر)۔ (1)

نیز صفحہ ۱۶ میں ہے:

(خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیحِ محمدی، مسیحِ مُوسوِی سے افضل ہے)۔ (2)

''دافع البلاء'' صفحہ ۲۰:

(اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو! میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اُس سے بھی بہتر ہے، جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑ و

اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں)۔ (3)

---

1 ...... ''کشتیٔ نوح'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۴:

وہ متاع پائے جسکو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں
ہزار ہا درجہ بڑھکر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر۔ اور مثیلِ ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر۔ اور وہ مسیح موعود

2 ...... ''کشتیٔ نوح'' ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۷:

جبتک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے
مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت

3 ...... ''دافع البلاء'' صفحہ ۲۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۴۰_۲۴۱:

کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اس
سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے
بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی

''دافع البلاء''ص ۱۵:

(خدا تو، بہ پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے، لیکن ایسے شخص کو دوبارہ کسی طرح دنیا میں نہیں لا سکتا، جس کے پہلے فتنہ نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے)۔[1]

''انجام آتھم''ص ۴۱ میں لکھتا ہے:

(مریم کا بیٹا کُشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا)۔[2]

''کشتی''ص ۵۶ میں ہے:

(مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابنِ مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کلام جو میں کر سکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا)۔[3]

''اعجاز احمدی''ص ۱۳:

(یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ''ضرور عیسیٰ نبی ہے، کیونکہ قرآن نے اُس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُن کی نبوت

---

1 ...... ''دافع البلاء''صفحہ ۱۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۳۵:

گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دُنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دُنیا کو تباہ کر دیا ہے۔

2 ...... ''اَنجام آتھم''، صفحہ ۱۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۴۱:

ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں۔ اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ مگر کیا کبھی آپ لوگوں نے توجہ کی۔ یوں

3 ...... ''کشتیٔ نوح''، ص ۵۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۶۰:

ایلیا نبی۔ اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جبکہ میں ایسا ہوں تو اب

پر قائم نہیں ہوسکتی، بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں)۔[1]

اس کلام میں یہودیوں کے اعتراض، صحیح ہونا بتایا اور قرآن عظیم پر بھی ساتھ لگے یہ اعتراض جما دیا کہ قرآن ایسی بات کی تعلیم دے رہا ہے جس کے بُطلان پر دلیلیں قائم ہیں۔

ص۱۴ میں ہے:

(عیسائی تو اُن کی خدائی کو روتے ہیں، مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں)۔[2]

اُسی کتاب کے ص۲۴ پر لکھا:

(کبھی آپ کو شیطانی اِلہام بھی ہوتے تھے)۔[3]

مسلمانو! تمھیں معلوم ہے کہ شیطانی الہام کس کو ہوتا ہے؟ قرآن فرماتا ہے:

﴿ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ ﴾[4]

''بڑے بہتان والے سخت گنہگار پر شیطان اُترتے ہیں۔''

---

1 ...... ''اِعجازِ احمدی''ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۲۰:

مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسٰی کے معاملہ میں اور اُنکی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی انکا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اسکے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اسکو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل انکی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ

2 ...... ''اِعجازِ احمدی''ص۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۲۱:

انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام

3 ...... ''اِعجازِ احمدی''ص۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۱۹، ص۱۳۳:

آپ نے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور مَیں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپکو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے

4 ...... پ۱۹، الشعرآء: ۲۲۲.

اُسی صفحہ میں لکھا: (اُن کی اکثر پیش گوئیاں غلطی سے پُر ہیں)۔[1]

صفحہ ۱۳ میں ہے:

(افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں، جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کرسکتے)۔[2]

صفحہ ۱۴: (ہائے! کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں)۔[3]

اس سے ان کی نبوت کا انکار ہے، چنانچہ اپنی کتاب ''کشتی نوح'' ص ۵ میں لکھتا ہے:

(ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں)۔[4]

اور ''دافع الوساوس'' ص ۳و ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷ پر اِس کو سب رُسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی اور ذلت کہتا ہے۔[5]

''دافع البلاء'' ٹائٹل پیج صفحہ ۳ پر لکھتا ہے:

---

1 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۲۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۳۳:

جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو۔ مثلاً حضرت مسیحؑ جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملیگا بجز اسکے ایسے دعویٰ

2 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۱۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کرسکتے۔ صرف

3 ...... ''اِعجاز احمدی'' ص ۱۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۲۱:

نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہوسکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اِس عُقدہ کو حل کرسکے

4 ...... ''کشتی نوح'' ص ۵، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۵:

کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الٰہی وعدہ کے مقابل اِس لئے

5 ...... ''ضمیمۂ انجام آتھم'' ص ۲۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۳۱۱۔

(ہم مسیح کو بیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا واللہ تعالٰی اعلم، مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا، حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا، مگر بُروز کے طور پر خاکسار غلام احمد از قادیان)۔[1]

آگے چل کر راست بازی کا بھی فیصلہ کر دیا، کہتا ہے:

(یہ ہمارا بیان نیک ظنّی کے طور پر ہے، ورنہ ممکن ہے کہ عیسٰی کے وقت میں بعض راست باز اپنی راست بازی میں عیسٰی سے بھی اعلیٰ ہوں)۔[2]

اسی کے صفحہ ۴ میں لکھا:

(مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحیٰی کو اُس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ (یحیٰی) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چُھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ

---

1 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۱۹۔۲۲۰:

آ گئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بیشک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وُہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُسپر تُہمت ہے کہ وُہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وُہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہُوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

2 ...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۱۹:

مسیح یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا بیان محض نیک ظنّی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے

سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حصور'' رکھا، مگر مسیح کا نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے)۔[1]

''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۷ میں لکھا:

(آپ کا کنجریوں سے مَیلان اور صحبت بھی شاید اِسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے، ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر مَلے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر مَلے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے)۔[2]

نیز اس رسالہ میں اُس مقدّس و برگزیدہ رسول پر اور نہایت سخت سخت حملے کیے، مثلاً شریر، مکار، بدعقل، فحش گو، بدزبان، جھوٹا، چور، خللِ دماغ والا، بدقسمت، نِرا فریبی، پیرو شیطان[3]، حد یہ کہ صفحہ ۷ پر لکھا: (آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا)۔[4]

---

❶...... ''دافع البلاء''، ٹائٹل ص ۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۸، ص ۲۲۰:

مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو

❷...... ''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

ہو گی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

❸...... ''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۶۔۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱۔۲۹۲:

❹...... ''ضمیمۂ انجام آتھم''، ص ۷، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط

ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے باپ کا ہونا بیان کیا، جو قرآن کے خلاف ہے اور دوسری جگہ یعنی ''کشتی نوح''، صفحہ ۱۶ میں تصریح کردی:

(یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں، یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے)۔[1]

حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات سے ایک دم صاف انکار کر بیٹھا۔

''انجامِ آتھم''، صفحہ ۶ میں لکھتا ہے: (حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا)۔[2]

صفحہ ۷ پر لکھا: (اُس زمانہ میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی تو وہ آپ کا نہیں، اُس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سِوا مکر وفریب کے کچھ نہ تھا)۔[3]

---

1 ...... ''کشتی نوح''، ص ۱۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۹، ص ۱۸:

حاشیہ: - یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔

2 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۰:

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام

3 ...... ''انجام آتھم''، ص ۶، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج ۱۱، ص ۲۹۱:

بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

''اِزالہ'' کے صفحہ ۴ میں ہے:

(ماسِوائے اِس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء یا غلط فہمی سے گڑھے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق[1] پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصّہ مسیحی معجزات کی رونق نہیں دُور کرتا)۔[2]

کہیں اُن کے معجزہ کو کَل[3] کا کھلونا بتاتا ہے[4]، کہیں مسمریزم بتا کر کہتا ہے:

(اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو اِن اعجوبہ نمائیوں میں ابنِ مریم سے کم نہ رہتا)۔[5]

اور مسمریزم کا خاصہ یہ بتایا:

(کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے، وہ رُوحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں، بہت ضعیف اور نکمّا

---

1 ...... نبی کے معجزات۔

2 ...... ''اِزالۂ اَوھام''، ص۴، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۱۰۵۔۱۰۶:

ظہور ہوگا ماسوا اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراضات اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیشگوئیوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال

3 ...... چابی۔

4 ...... ''اِزالۂ اَوھام''، ص۳۰۳، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۴:

حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کَل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو

5 ...... ''اِزالۂ اَوھام''، ص۳۱۰، بحوالہ ''روحانی خزائن''، ج۳، ص۲۵۸:

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا لیکن مجھے وہ روحانی طریق

ہوجاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اِس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت وتوحیداور دینی استقامتوں کے دِلوں میں قائم کرنے میں اُن کا نمبرایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے)۔[1]

غرض اِس دجّال قادیانی کے مُزخرفات[2] کہاں تک گنائے جائیں، اِس کے لیے دفتر چاہیے، مسلمان اِن چند خرافات سے اُس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہ اُس نبی اُولوالعزم کے فضائل جوقرآن میں مذکور ہیں، اُن پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے...! تعجب ہے اُن سادہ لوحوں پر کہ ایسے دجّال کے متبع ہورہے ہیں، یاکم ازکم مسلمان جانتے ہیں...! اور سب سے زیادہ تعجب اُن پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے ہے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھوں میں گر رہے ہیں...! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، بے دین ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہوسکتا ہے۔ حَاشَ لِلّٰہ!

''مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِه وَكُفْرِه فَقَدْ كَفَرَ.''[3]

''جو اِن خباثتوں پر مطلع ہوکر اُس کے عذاب وکفر میں شک کرے، خود کافر ہے۔''

---

1 ......''اِزالۂ اَوہام''، ص۳۱۰۔۳۱۱، بحوالہ''روحانی خزائن''، ج۳،ص۲۵۸:

مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں

2 ...... جھوٹی اور بیہودہ باتیں۔

3 ......''الدر المختار''، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٥٦۔٣٥٧.

و''الفتاوى الرضوية''، ج٢١، ص٢٧٩.

(۲) رافضی: اِن کے مذہب کی کچھ تفصیل اگر کوئی دیکھنا چاہے تو ''تحفۂ اِثنا عشریہ''[1] دیکھے، چند مختصر باتیں یہاں گزارش کرتا ہوں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے، یہاں تک کہ اُن پر سبّ و شتم[2] ان کا عام شیوہ ہے[3]،

1...... اس کتاب کے مصنّف حضرت شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، اور یہ کتاب اپنے موضوع میں لاجواب و بے نظیر ہے۔

2...... لعن طعن۔

3...... شیعوں کا عالم ملا باقر مجلسی اپنی کتاب ''حق الیقین'' میں لکھتا ہے: (واز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقولستکہ جہنم را ھفت در است، ازیک درفرعون وھامان وقارون کہ کنایہ از ابوبکر وعمر وعثمان است داخل مے شوند، وازیک دردیگر بنوامیہ داخل شوند کہ مخصوص ایشا نست)۔

یعنی: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون ہامان اور قارون ہیں یہ ابوبکر عمر اور عثمان سے کنایہ ہے، اور دوسرے دروازے سے بنوامیہ داخل ہوں گے جو ان کے ساتھ مخصوص ہے۔

ایک جگہ لکھا: (واعتقاد ما در برائت آنستکہ بیزاری جویند از بت ھائے چھار گانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ، وزنان چھار گانہ یعنی عائشہ وحفصہ وھند وام الحکم، وازجمیع اشیاع واتباع ایشان وآنکہ ایشان...... بدترین خلق خدا یند وآنکہ تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وآئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان)۔

یعنی: برأت میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری طلب کرتے ہیں یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ سے، اور چار عورتوں سے یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے، اور ان کے معتقدوں اور پیروکاروں سے، اور یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اللہ، رسول اور آئمہ سے کیا ہوا عہد اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے۔

ایک جگہ لکھا: (در تقریب المعارف روایت کردہ کہ آزاد کردۂ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام از آنحضرت پرسید کہ مرا بر تو حق خدمتی ھست، مرا خبردہ از حال ابوبکر وعمر، حضرت فرمود ھر دو کافر بودند دھر کہ ایشا نرا دوست دارد کافر است)۔

یعنی: تقریب المعارف میں روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ شخص نے حضرت سے پوچھا: آپ کی خدمت کرنے کی وجہ سے میرا آپ پر حق ہے، مجھے ابوبکر اور عمر کے حال کے متعلق بتائیے، آپ نے فرمایا: وہ دونوں کافر ہیں اور جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

ایک جگہ لکھا: (درعلل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ رازندہ کند تا بر او حد بزند وانتقام فاطمہ را از او بکشد)۔

بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر ومنافق قرار دیتا ہے۔[1] حضرات خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ''خلافتِ راشدہ'' کو

یعنی: علل الشرائع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ حضرت عائشہ کو زندہ کرکے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ "حق اليقين" لملّا باقر مجلسی، ص ۵۰۰۔ ۵۱۹۔ ۵۲۲۔ ۳۴۷، مطبوعه کتاب فروشے اسلامیه تهران ایران، ۱۳۵۷ھ.

"حيات القلوب"، لملّا باقر مجلسی، ج۲، ص ۶۱۰۔۶۱۱.مطبوعه کتاب فروشے اسلامیه تهران.

ایک جگہ لکھا: (امام مہدی ہر دو (ابوبکر وعمر) کو قبر سے باہر نکالیں گے وہ اپنی اسی صورت پر تر وتازہ بدن کے ساتھ باہر نکالے جائیں گے پھر فرمائیں گے کہ ان کا کفن اتارو، ان کا کفن حلق سے اتارا جائے گا، ان کو اللہ کی قدرت سے زندہ کریں گے اور تمام مخلوق کو جمع ہونے کا حکم دیں گے پھر ابتداء عالم سے لے کر اخیر عالم تک جتنے ظلم اور کفر ہوئے ہیں ان سب کا گناہ ابوبکر وعمر پر لازم کردیں گے، اور وہ اس کا اعتراف کریں گے کہ اگر وہ پہلے دن خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ گناہ نہ ہوتے، پھر ان کو درخت پر چڑھانے کا حکم دیں گے اور آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے باہر آئے اور ان کو درخت کے ساتھ جلادے، اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اڑا کر دریاؤں میں گرادے۔ "حق اليقين" لملّا باقر مجلسی، ص ۳۶۱۔۳۶۲، مطبوعه کتاب فروشي اسلاميه تهران ايران، ۱۳۵۷ھ.

[1]...... (عن أبي جعفر قال: كان الناس أهل الردة بعد النبي إلّا ثلثة، فقلت: ومن الثلاثة؟ فقال: المقداد بن الأسود، أبو ذر الغفاري، سلمان الفارسي).

یعنی: ابوجعفر علیہ السلام بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تین شخصوں کے سوا سب مرتد ہوگئے تھے، میں نے پوچھا: وہ تین کون ہیں؟ انہوں نے کہا: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی.

"رجال الكشي"، ص۱۲، مطبوعه مؤسسة الأعلمي للمطبوعات كربلا إيران، (۲) "تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ذكر مصيبت عظمى والكبرى (۳) "احتجاج طبرسي"، جلد أول، ص۱۱۳، مطبوعه نجف أشرف طبع جديد.

وفي "الروضة من الكافي" ("فروع كافي"): عن عبد الرحيم القصير قال: (قلت لأبي جعفر عليه السلام: إنّ الناس يفزعون إذا قلنا: إنّ الناس ارتدوا، فقال: يا عبد الرحيم إنّ الناس عادوا بعد ما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم أهل الجاهلية).

یعنی: عبدالرحیم قصیر بیان کرتے ہیں: کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ سب لوگ مرتد ہوگئے تھے تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، انہوں نے کہا: اے عبدالرحیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ دوبارہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے تھے۔

"الروضة من الكافي" ("فروع كافي")، لشيخ أبو جعفر محمد بن يعقوب كليني متوفى ۳۲۸ھ، ج۸، ص۲۹۶، مطبوعه دار الكتب الإسلامية تهران، طبع رابع.

وفي "حياة القلوب": (عياشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقر روایت کرده است که چون حضرت رسول صلی الله علیه وسلم از دنیا رحلت نمود مردم همه مرتد شوند بغیر چهار نفر، علي ابن ابي طالب، ومقداد، وسلمان، وابو ذر).

خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اُن حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور اُن کے مَدائح وفضائل بیان کیے، اُس کو تقیّہ و بُزدلی پر محمول کرتا ہے۔ [1] کیا معاذ اللہ! منافقین و کافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر اُن کی مدح وستائش سے رطب اللسان رہنا شیرِ خدا کی شان ہوسکتی ہے...؟! سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ مجید اُن کو ایسے جلیل ومقدّس خطابات سے یاد فرماتا ہے، وہ تو وہ، اُن کے اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے: کہ اللہ اُن سے راضی، وہ اللہ سے راضی۔ [2] کیا کافروں، منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے ایسے ارشادات ہوسکتے ہیں...؟! پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم تو اپنی

یعنی: عیاشی نے سندِ معتبر کے ساتھ حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے: کہ جب حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو چار کے سوا تمام لوگ مرتد ہوگئے، علی بن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر۔

"حياة القلوب"، باب پنجاه وهشتم درفضائل بعض از اكابرصحابه، ج۲، ص۱۰۸۳، مطبوعه نامى نولكشور. و ج۲، ص۶۲۷، مطبوعه كتاب فروشے اسلاميه تهران.

1 ...... انظر التفصيل: "نفس الرحمان في فضائل سلمان"، باب۱۱.

"أنوار نعمانية"، طبع قديم، ص۳٤، طبع جديد جلد اول، ص۱۰٤.

"احتجاج طبرسى"، طبع قديم، ص۵۳۔۵٦، طبع جديد ص۱۰۷۔۱۱۵.

"جلاء العيون"، طبع جديد، ج۱، ص۲۱٦، مطبوعه تهران.

"حق القين"، باب پنجم، ص۱۱۵، مطبوعه تهران.

"تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين"، ج۱، ص۲۷٦، مطبوعه يوسفى.

"حمله حيدرى"، ص۲۸۲، مطبوعه تهران، "مجالس المؤمنين"، ج۱، ص۲۲٤، مطبوعه تهران.

2 ...... ﴿**وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ**﴾. پ۱۰، التوبة: ۱۰۰.

في "تفسير البيضاوي"، ج۳، ص۱٦۸، تحت الآية: (﴿**وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ**﴾ هم الذين صلوا إلى القبلتين أو الذين شهدوا بدراً أو الذين أسلموا قبل الهجرة ﴿**وَالْاَنْصَارِ**﴾ أهل بيعة العقبة الأولى وكانوا سبعة وأهل بيعة العقبة الثانية وكانوا سبعين والذين آمنوا حين قدم عليهم أبو زرارة صعب بن عمير ﴿**وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ**﴾ اللاحقون بالسابقين من القبيلتين، أو من اتبعوهم بالإيمان والطاعة إلى يوم القيامة ﴿**رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ**﴾ بقبول طاعتهم وارتضاء أعمالهم ﴿**وَرَضُوْا عَنْهُ**﴾ بما نالوا من نعمه الدينية والدنيوية ﴿**وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ**﴾ ملتقطاً.

صاحبزادی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں [1] اور یہ فرقہ کہے: تقیۃً ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کافر کو دے سکتا ہے...؟! نہ کہ وہ مقدس حضرات جنھوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباع حق میں ﴿لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط﴾ [2] کے سچے مصداق تھے۔ [3] پھر خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کی دو شاہزادیاں

1...... (أم كلثوم من فاطمة واسمها رقية خرجت إلى عمر بن الخطاب فأولدها زيداً).

"عمدة المطالب"، عقد أمير المؤمنين، ص٦٣، مطبوعه نجف أشرف.

وفي رواية: (أم كلثوم كبرى تزوجها عمر وأم كلثوم صغرى من كثير بن عباس بن عبد المطلب).

"مناقب آل أبي طالب"، ج٣، ص٣٠٤.

وفي رواية: عن سليمان بن خالد قال: سئلت أبا عبد الله عليه السلام عن امراة توفي عنها زوجها أين تعتدّي في بيت زوجها أو حيث شاء ت، ثم قال: إنّ عليا صلوة الله عليه لما مات عمر أتى إلى أم كلثوم فأخذ بيدها فانطلق بها إلى بيته).

"فروع كافى"، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران طبع جديد۔

وفي رواية: (فجاء عمر إلى مجلس المهاجرين في الروضة وكان يجلس فيها المهاجرون الأولون، فقال: رفّؤني رفّؤني، قالوا: بماذا يا أمير المؤمنين؟ قال: تزوجتُ أم كلثوم بنت علي ابن أبي طالب، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وآله يقول: كلّ سبب ونسب وصهر ينقطع يوم القيامة إلّا سببي ونسبي وصهري).

"شرح نهج البلاغة"، ابن أبي حديد، ج٣، ص١٢٤، مطبوعه بيروت.

مزید حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: "شرح نهج البلاغة" لابن أبي حديد، ج٤، ص٥٧٥۔٥٧٦، مطبوعه بيروت ١٣٧٥ھ۔

"ناسخ التواريخ تأريخ الخلفاء"، ج٢، ص١٢٩٦. "مجالس المؤمنين"، ج١، ص٢٠٤ و ص٤٥١، مطبوعه تهران.

"فروع كافي"، طبع قديم، ج٢، ص٣١١۔٣١٢، مطبوعه نولكشور.

"فروع كافى"، كتاب الطلاق، طبع جديد، ج٦، ص١١٥، مطبوعه تهران.

"طراز المذهب مظفري"، مصنفه مرزا عباسى، ص٣٣.

"منتهى الآمال"، (شيخ عباس قمي)، ج١، ص٢١٧.

2...... پ٦، المآئدة: ٥٤.

3...... ﴿لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ پ٦، المآئدة: ٥٤. في "تفسير الطبري"، ج٤، ص٦٢٣، تحت هذه الآية: عن الضحاك في قوله: (﴿فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ﴾ قال: هو أبو بكر وأصحابه لما ارتد من ارتدّ من العرب عن الإسلام، جاهدهم أبو بكر وأصحابه حتى ردّهم إلى الإسلام).

یکے بعد دیگرے حضرت عثمٰن ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں [1] اورصدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ [2] کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ایسے تعلقات جن سے ہوں، اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنیٰ عقل والا ایک لمحہ کے لیے جائز رکھ سکتا ہے...؟! ہرگز نہیں!، ہرگز نہیں!۔

---

1 ...... قال شيخنا أبو عثمان: (ولمّا ماتت الابنتان تحت عثمان، قال النبي صلى الله عليه و سلم لأصحابه: ما تنتظرون لعثمان، ألاَ أبُو أيم ألاَ أخُو أيُم، زوّجتُه ابنتين ولو أنّ عندي ثالثة لفعلتُ، قال: ولذلك سمّي ذا النورين).

"شرح نهج البلاغة" ابن أبي حديد، ج٣، ص٤٦٠، مطبوعه بيروت بڑا سائز.

وفي رواية: (پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر وعمر به پیغمبر نزدیک تر است و به امادی پیغمبر مرتبه اے یافتہ ای که ابوبکر وعمر نیافتند عثمان رقیّه وام کلثوم رابنا بر مشهور دختران پیغمبر بودند بهمسری خود در آورد در أوّل رقیّه را وبعد از چند گاه که آں مظلومه وفات نمود ام کلثوم رابجائے خواهر باو دادند)۔ "شرح نهج البلاغة" فارسی، فیض الاسلام، ص٥١٩، خطبه نمبر١٤٣، مطبوعه ایران.

یعنی: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باعتبار قرابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب ہیں کہ اتنی قرابت ابوبکر اور عمر بن خطاب کو بھی حاصل نہیں۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بن کر وہ مرتبہ پایا جو ابوبکر وعمر کو نہ ملا حضرت عثمان نے سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا جو مشہور روایات کے مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

دیگر شیعہ کتب بھی ملاحظہ فرمائیں: "تفسیر مجمع البیان"، ج٢، جزء سوم، ص٣٣٣، مطبوعه تهران. "شرح نهج البلاغة"، فارسي، فيض الإسلام خطبه ١٤٣، ص٥٢٨، مطبوعه تهران.

2 ...... (عائشة دختر ابا بکر بود و مادر عائشة وعبد الرحمٰن بن ابی بکر ام رومان بنت عامر بن عمیر بود پیغمبر درمکه معظمه بعد از رحلت خدیجه کبرےٰ وقبل از تزویج سوده در ماه شوال او را تزویج فرمود و زفافش بعد از شوّال سال اوّل هجرت در مدینه طیبه واقع شد در حالیتکه عائشة ده ساله بود پیغمبر پنجاه وسه ساله بودند...... حفصه دُختر عمر بن الخطاب بود مادر حفصه وعبدالله بن عمرو عبدالرحمن بن عمر زینب بنت مظعون خواهر جناب عثمان بن مظعون بود پیغمبر (ص) او را در سال سوم از هجرت در مدینه تزویج فرمود وقبل از حضرت رسول (ص) حفصه زوجه حنیس بن عبدالله بن السهمی بود وحفصه در سنه چهل وپنج هجری درمدینه طیبه از دنیا رفت)۔

"منتخب التواريخ" فارسی، ص٢٤-٢٥، مطبوعه تهران.

اِس فرقہ کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل پر اَصلح واجب ہے[1] یعنی جو کام بندے کے حق میں نافع ہو، اللہ عزوجل پر واجب ہے کہ وہی کرے، اُسے کرنا پڑے گا۔''

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''ائمۂ اَطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیا علیہم السلام سے افضل ہیں۔''[2] اور یہ بالاجماع کفر ہے، کہ غیرِ نبی کو نبی سے افضل کہنا ہے۔[3]

یعنی: عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں، عائشہ اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عمیر تھیں۔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی رحلت کے بعد مکہ مکرمہ میں حضرت سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح سے پہلے ماہ شوال میں ان سے نکاح فرمایا اور زفاف سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نکاح کے بعد ماہ شوال میں ہجرت کے پہلے سال مدینہ منورہ میں فرمایا اس وقت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دس سال تھی اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عمر ۵۳ سال تھی،......حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیٹی تھیں۔ حضرت حفصہ، حضرت عبداللہ بن عمر، عبدالرحمٰن بن عمر رضی اللہ عنہم کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ تھیں پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت کے تیسرے سال مدینہ طیبہ میں ان سے نکاح فرمایا رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خنیس بن عبداللہ بن سہمی کی بیوی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ طیبہ میں ۴۵ھ میں انتقال فرمایا۔

1...... "تحفه اثنا عشرية" (مترجم)، باب٥ : مسائل إلهيات ، عقيد ه نمبر١٩، ص٢٩٣-٢٩٧.

2...... "تحفه اثنا عشرية " (مترجم)، باب٦ : عقيده نمبر ٢،ص٣١٢-٣١٣.

3...... في " الشفاء " فصل في بيان ماهومن المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٩٠: (وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة في قولهم: إنّ الأئمة أفضل من الأنبياء).

وفي "منح الروض الأزهر"، الولي لا يبلغ درجة النبي، ص١٢١: (فما نقل عن بعض الكرامية من جواز كون الولي أفضل من النبي كفر وضلالة وإلحاد وجهالة).

وفي "ارشاد الساري"، كتاب العلم، باب ما يستحب للعالم... إلخ، ج١، ص٣٧٨: (فالنبي أفضل من الولي، وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه كافر؛ لأنّه معلوم من الشرع بالضرورة).

في "المعتقد المنتقد"، ص١٢٥: (إنّ نبيا واحداً أفضل عند الله من جميع الأولياء، ومن فضل ولياً على نبي يخشى عليه الكفر بل هو كافر).

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''قرآن مجید محفوظ نہیں، بلکہ اُس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں یا الفاظ امیر المؤمنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے نکال دیے۔''[1] مگر تعجب ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بھی اُسے ناقص ہی

---

[1]...... فـي "أصول كافي": (عن هشام بن سالم عن أبي عبد اللّٰه عليه السلام قال: إنّ القرآن الذي جاء به جبرائيل عليه السلام إلى محمد صلى اللّٰه عليه وسلم سبعة عشرألف آية).

یعنی: ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: بے شک جس قرآن کو جبرائیل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لےکرآئے وہ سترہ ہزار آیتوں پر(مشتمل) ہے. "أصول كـافي"، للشيخ ابو جعفر محمد بن يعقوب كليني، ج٢، ص٦٣٤، مطبوعه دارالكتب الإسلاميه تهران إيران.

شیخ ابوجعفر کلینی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیتیں تھیں حالانکہ امام جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں چھ ہزار چھ سوسولہ آیات ہیں جیسا کہ آپ ''الاتقان'' میں فرماتے ہیں: أخرج ابـن الضريس من طريق عثمان بن عطاء عن أبيه عن ابن عباس قال:(جميع أي القرآن ستة آلاف آية وستمائة آية وست عشرة آية).

"الإتقان"، فصل في عدد الآي... إلخ، ج١، ص٩٥.

وفـي "الاحتجاج": (قال علي عليه السلام: وأمّا ظهورك على تناكر قوله:﴿**وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ**﴾ وليـس يشبـه القسط في اليتامى نكاح النساء، ولا كلّ النساء أيتام، فهو مما قدمت ذكره من إسقاط المنافقين من القرآن وبين القول في اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص أكثر من ثلث القرآن، وهذا ما أشبه مما ظهـرت حوادث المنافقين فيه لأهل النظر والتأمل، ووجد المعطلون وأهل الملل المخالفة للإسلام مساغا إلى القدح في القرآن، ولـو شـرحـت لك كـلـمـا أسـقط وحرف وبدل مما يجري هذا المجرى لطال، وظهرما تحظر التقية إظهاره من مناقب الأولياء ومثالب الأعداء).

"الاحتـجـاج"، للشيخ أبو منصور أحمد بن علي بن أبي طالب طبرسي من علماء القرن السادس، ج١، ص٢٥٤، مطبوعه مؤسسة الأعلمي بيروت.

وفـي "مـقـدمة التفسير الصافي"، ص١٣: (المستفاد من مجموع هذه الروايات والأخبار وغيرها من الروايات من طريق أهل البيت عليهم السلام أنّ القرآن الذي بين أظهرنا ليس بتمامه كما أنزل على محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، بل منه ما هو خلاف مـا أنـزل الـلّٰـه، ومـنه ما هو مغير محرف، وأنّه قد حذف عنه أشياء كثيرة، منها: اسم علي في كثير من المواضع، ومنها: لفظة آل محمد غير مرة، ومنها: أسماء المنافقين في مواضعها، ومنها غير ذلك، وأنّه ليس أيضا على الترتيب المرضي عند اللّٰه وعند رسوله وبه قال علي بن إبراهيم).

چھوڑا...؟! اور یہ عقیدہ بھی بالاِجماع کفر ہے، کہ قرآن مجید کا اِنکار ہے۔ [1]

وفي "ناسخ التواريخ"، ج٢، كتاب دوم، ص٤٩٣ـ٤٩٤: (مردم شیعی چنان دانند که در قرآن بعض آیات را که دلالت بر نص خلافت علی می داشته، واز فضائل أهل بيت می بوده ابوبکر وعمر ساقط ساختند وازیں روئے آن قرآن که علی فراهم آورده بود پنذیرفتند وآں قرآن حبز در نزد قائم آل محمد دیده نشود وهمچنان عثمان نیز از آنچه ابوبکر وعمر داشت نیز لختے بکاست).

یعنی: شیعہ لوگ اس طرح جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض ایسی آیات جو خلافت علی رضی اللہ عنہ پر نص صریح تھیں اور فضائل اہل بیت کے قبیل سے تھیں ابوبکر اور عمر نے ان کو ساقط کر دیا اور حذف کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لایا ہوا قرآن قبول نہ کیا اور وہ قرآن سوائے قائم آل محمد کے کسی کے پاس نہیں دیکھا جا سکتا اور اسی طرح عثمان نے بھی اس قرآن سے جو ابوبکر وعمر رکھتے تھے مزید کمی کر دی۔

1 ...... ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ پ١٤، الحجر: ٩.

في "تفسير البيضاوي"، ج٣، ص٣٦٢، تحت الآية: بقوله: ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ أي: من التحريف والزيادة والنقص).

وفي "فواتح الرحموت" شرح "مسلم الثبوت"، مسألة كل مجتهد في المسألة الاجتهادية... إلخ، ج٢، ص٤٢٢: (اعلم أنّي رأيت في "مجمع البيان" تفسير بعض الشيعة أنّه ذهب بعض أصحابهم إلى أنّ القرآن العياذ بالله كان زائداً على هذا المكتوب المقروء، قد ذهب بتقصير من الصحابة الجامعين العياذ بالله، ولم يختر صاحب ذلك التفسير هذا القول، فمن قال بهذا القول فهو كافر لإنكاره الضروري، فافهم).

في "منح الروض الأزهر"، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص١٦٧: (من جحد القرآن، أي: كله أو سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم أنّها ليست من كلام الله تعالى كفر).

وفي "الشفاء" بتعريف حقوق المصطفى، فصل في بيان ماهو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٩: (ومن قال هذا كافر وكذلك من أنكر القرآن أو حرفاً منه أو غير شيئاً منه أو زاد فيه كفعل الباطنية والإسماعيلية).

وفي "المعتمد المستند"، الثالثة: الرافضة، ص٢٢٤ ـ ٢٢٥: (الرافضة الموجودون الآن في بلادنا، وصرحت مجتهدوهم وجهالهم ونسائهم ورجالهم بنقص القرآن، وأنّ الصحابة أسقطوا منه سورا وآيات، وصرحوا بتفضيل أمير المؤمنين سيدنا علي كرّم الله تعالى وجهه الكريم وسائر الأئمة الأطهار رضي الله تعالى عنهم على الأنبياء السابقين جميعاً، صلوات الله تعالى وسلامه عليهم، وهذان كفران لا تجدنّ أحداً منهم خالياً عنهما في هذا الزمان، والله المستعان).

"الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٢٥٩ـ٢٦٢.

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ عزوجل کوئی حکم دیتا ہے پھر یہ معلوم کر کے کہ مصلحت اس کے غیر میں ہے، پچھتا تا ہے۔'' اور یہ بھی یقینی کفر ہے، کہ خدا کو جاہل بتانا ہے۔[1]

ایک عقیدہ یہ ہے کہ ''نیکیوں کا خالق اللہ ہے اور برائیوں کے خالق یہ خود ہیں۔''[2] مجوس[3] نے دو ہی خالق مانے تھے: یزدان خالقِ خیر، اَہرمَن خالقِ شر۔[4] اِن کے خالقوں کی گنتی ہی نہ رہی، اربوں، سنکھوں خالق ہیں۔

---

1 ...... "تحفه اثنا عشرية " (مترجم)، باب٥ : مسائل إلهيات ، عقيد ه نمبر١٧، ص٢٨٦ ـ ٢٨٧ ـ ٢٩٢.

2 ...... وفي "المعتمد المستند"، ذكر سبع طوائف في الهند... إلخ، الثالثة: الرافضة... إلخ، ص٢٢٥: (وقد صرح مجتهدهم بـالبدء على الله تعالى عمايقول الظالمون علوا كبيرا ، وأخذ ينزله **عن الكفر فوقع فيه** ، ولات حين مناص ، حيث أوّله بأن الله تعالى يحكم بشيء ثم يعلم أن المصلحة في خلافه فيبدله ، فقد اعترف بحصول الجهل لربه).

3 ...... مجوسی کی جمع، آگ کی پوجا کرنے والے۔

4 ...... في "النبراس"، الكلام في خلق الأفعال، ص١٧٢: (الإشراك هو إثبات الشريك في الألوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس فإنّهم يعتقدون إلهين يزدان خالق الخير واهرمن خالق الشر). "الفتاوى الرضوية"، ج١٥، ص٥٣٧.

وانظر للتفصيل: "**تحفه جعفريه**"، و"**عقائد جعفريه**"، و"**فقه جعفريه**" لـلمحقق شيخ الحديث العلامة محمد علي نقشبندي عليه رحمة الله القوي، و"**تحفه حسينيه**" للعلامة محمد أشرف سيالوى دامت بركاتهم العالية.

(۳) وہابی: یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اِس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا، جس نے تمام عرب، خصوصاً حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے، علما کو قتل کیا[1]، صحابۂ کرام و ائمہ وعلما وشہدا کی قبریں کھود ڈالیں[2]، روضۂ انور کا نام معاذ اللہ ''صنمِ اکبر'' رکھا تھا[3]، یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا۔[4] وہ گروہ بارہ سو برس بعد یہ ظاہر ہوا۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسے خارجی بتایا۔[5] اِس عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام

1...... في "ردالمحتار"، كتا ب الجهاد، باب البغاة، مطلب في اتباع عبد الوهاب الخوارج في زماننا، ج٦، ص٤٠٠: (وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذ ين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذ هب الحنابلة، لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون، واستباحوا بذ لك قتل أهل السنة وقتل علمائهم).

انظر"الدرر السنية في الأجوبة النجدية، كتاب العقائد، الجزء الأول، ص٦٧.

2...... "الدرر السنية في الأجوبة النجدية، كتاب العقائد، الجزء الأول، ص٥٧.

3...... قال محمد بن عبدالوهاب نجدى: (فالقبر المعظّم المقدّس وَثَنٌ وصنمٌ بكل معاني الوثنيّة لوكان الناس يعقلون).

حاشيه "شرح الصدور بتحريم رفع القبور" لمحمد بن عبد الوهاب، ص ٢٥، مطبوعه سعوديه.

4...... عن ابن عمر قال: ذكر النبي صلى الله عليه وسلم: ((اللّهم بارك لنا في شا منا، اللّهم با رك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول اللّه! وفي نجد نا ؟ قال: اللّهم بارك لنا في شأمنا، اللّهم با رك لنا في يمننا، قالوا: يا رسول اللّه! وفي نجدنا ؟ فأظنه قال في الثالثة: هناك الزلازل والفتن، وبها يطلع قرن الشيطان))."صحيح البخاري"، كتا ب الفتن، الحديث:٧٠٩٤، ج٤، ص٤٤٠-٤٤١.

5...... في"ردالمحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (ويكفرون أصحاب نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم) علمت أنّ هذا غير شرط في مسمّى الخوارج، بل هو بيان لمن خرجوا على سيدنا علي رضي اللّه عنه، وإلّا فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه، كما وقع في زماننا فيأتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذ هب الحنابلة).

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا﴾ [پ٢٤، فاطر: ٦] في "تفسير الصاوي"، ج٥، ص١٦٨٨: وقيل: هذه الآية نزلت في الخوارج الذين يحرفون تأويل الكتاب والسنة ويستحلون بذلك دماء المسلمين وأموالهم لما هو مشاهد الآن في نظائرهم يحسبون أنهم على شيء ألا إنّهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطن فأنساهم ذكر اللّه أولئك حزب الشيطن هم الخاسرون، نسأل الله الكريم أن يقطع دابرهم۔

في "شرح النسائي"، ج١، ص٣٦٠ : (قوله: ((كما يمرق السهم... إلخ)): يريد أنّ دخولهم أي: الخوارج في الإسلام ثم خروجهم منه لم يتمسكوا منه بشيء كالسهم دخل في الرمية ثم نفذ وخرج منها ولم يعلق به منها شيء كذا في "المجمع" ثم ليعلم إنّ الذين يدينون دين ابن عبد الوهاب النجدي يسلكون مسالكه في الأصول والفروع ويدعون في بلادنا باسم الوهابين وغير المقلدين ويزعمون أنّ تقليد أحد الأئمة الأربعة رضوان اللّه عليهم أجمعين شرك وإنّ من خالفهم هم المشركون

''کتاب التوحید'' رکھا[1]، اُس کا ترجمہ ہندوستان میں ''اسماعیل دہلوی'' نے کیا، جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔

اِن وہابیہ کا ایک بہت بڑا عقیدہ یہ ہے کہ جو اِن کے مذہب پر نہ ہو، وہ کافر مشرک ہے۔[2] یہی وجہ ہے کہ بات بات پر محض بلاوجہ مسلمانوں پر حکمِ شرک و کفر لگایا کرتے اور تمام دنیا کو مشرک بتاتے ہیں۔ چنانچہ ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۴۵ میں وہ حدیث لکھ کر کہ ''آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی۔''[3] اِس کے بعد صاف لکھ دیا: ''سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا''[4]، یعنی وہ ہوا چل گئی اور کوئی مسلمان روئے زمین پر نہ رہا، مگر یہ نہ سمجھا کہ اس صورت میں خود بھی تو کافر ہوگیا۔

اِس مذہب کا رکنِ اعظم، اللہ (عزوجل) کی توہین اور محبوبانِ خدا کی تذلیل ہے، ہر امر میں وہی پہلو اختیار کریں گے جس سے منقصت نکلتی ہو۔[5] اس مذہب کے سرگروہوں کے بعض اقوال نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے عوام بھائی ان کی

ويستبيحون قتلنا أهل السنة وسبي نسائنا وغير ذلك من العقائد الشنيعة التي وصلت إلينا منهم بواسطة الثقات وسمعناها بعضاً منهم أيضاً هم فرقة من الخوارج وقد صرح به العلامة الشامي في كتابه "ردّ المحتار"۔

[1]...... في "الأعلام" للزركلي، ج٦، ص٢٥٧: (محمد بن عبد الوهاب بن سليمان النجدي، له مصنفات أكثرها رسائل مطبوعة، منها "كتاب التوحيد"). انظر"معجم المؤلفين"، ج٣، ص٤٧٢۔٤٧٣۔

[2]...... في "الدرر السنية في الأجوبة النجدية"، لعبد الرحمن بن محمد بن قاسم المتوفى ١٣٩٢ ھ، ج١، ص٦٧: (واعلم أنّ المشركين في زماننا: قد زادوا على الكفار في زمن النبي صلى الله عليه وسلم بأنهم يدعون الملائكة، والأولياء، والصالحين ويريدون شفاعتهم والتقرب إليهم --- إلخ)۔ وفي ص٦٩: (وعرفت أن إقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الإسلام، وأن قصدهم الملائكة والأنبياء والأولياء يريدون شفاعتهم والتقرب إلى الله تعالى بهم هو الذي أحل دمائهم وأموالهم--- إلخ)۔

وفي "رد المحتار"، كتاب الجهاد، ج٦، ص٤٠٠: (لكنّهم اعتقدوا أنّهم هم المسلمون وأنّ من خالف اعتقادهم مشركون)۔

[3]...... ((ثم يبعث الله ريحا طيبة، فتوفّى كل من في قلبه مثقال حبة من خردل من إيمان فيبقى من لا خير فيه، فيرجعون إلى دين آبائهم))۔ "صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخليصة، الحديث: ٧٢٩٩، ص١١٨٢۔

[4]...... "تقوية الإيمان"، باب أول، فصل٤: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٤٥:

معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک ہی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی جیسے مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و

[5]......ان کی شان میں نقص و عیب ظاہر ہوتا ہو۔

قلبی خباثتوں پر مطلع ہوں اور ان کے دامِ تزویر[1] سے بچیں اور ان کے جبّہ و دستار پر نہ جائیں۔ برادرانِ اسلام بغور سُنیں اور میزانِ ایمان میں تولیں کہ ایمان سے زیادہ عزیز مسلمان کے نزدیک کوئی چیز نہیں اور ایمان، اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت و تعظیم ہی کا نام ہے۔ ایمان کے ساتھ جس میں جتنے فضائل پائے جائیں وہ اُسی قدر زیادہ فضیلت رکھتا ہے، اور ایمان نہیں تو مسلمانوں کے نزدیک وہ کچھ وقعت نہیں رکھتا، اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم و زاہد و تارک الدنیا وغیرہ بنتا ہو، مقصود یہ ہے کہ اُن کے مولوی اور عالم فاضل ہونے کی وجہ سے اُنھیں تم اپنا پیشوا نہ سمجھو، جب کہ وہ اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دشمن ہیں، کیا یہود و نصاریٰ بلکہ ہنود میں بھی اُن کے مذاہب کے عالم یا تارک الدنیا نہیں ہوتے...؟! کیا تم اُن کو اپنا پیشوا تسلیم کر سکتے ہو...؟! ہرگز نہیں! اِسی طرح یہ لامذہب و بدمذہب تمھارے کسی طرح مقتدا نہیں ہو سکتے۔

''اِیضاح الحق''، صفحہ ۳۵ و صفحہ ۳۶ مطبع فاروقی میں ہے[2]: (''تنزیہ اُو تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثباتِ رویت بلا جہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعاتِ حقیقیہ است، اگر صاحبِ آں اعتقاداتِ مذکورہ را از جنسِ عقائدِ دینیہ مے شمارد'').[3]

اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا، بدعت و گمراہی ہے، حالانکہ یہ تمام اہلِ سنت کا عقیدہ ہے۔[4] تو اِس قائل نے تمام پیشوایانِ اہلسنت کو گمراہ و بدعتی بتایا، ''بحرالرائق''، ''دُرِمختار''

---

1 ......مکر و فریب۔

2 ......''إیضاح الحق''، (مترجم اردو) فائدہ اول، پہلا مسئلہ، ص۷۷۔۷۸، قدیمی کتب خانہ.

3 ......یعنی: اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان اور جہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت و کیف ثابت کرنا یہ تمام امور ازقبیل بدعت حقیقیہ ہیں اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے۔

4 ......''تحفہ اثنا عشریہ'' میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالی را مکان نیست واو را جہت از فوق وتحت متصور نیست وہمینست مذہب اہل سنت وجماعت)
یعنی: تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکان اور فوق وتحت کی جہت متصور نہیں ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

(''تحفہ اثنا عشریہ''، (مترجم) پانچواں باب، مسائل الهيات، ص۲۷۹، دار الاشاعت).

وفي ''الحديقة الندية''، ص۲٤۸۔۲٤۹: (ولا يتمكن بمكان) أي: والله تعالى يستحيل عليه أن يكون في مكان، (ولا يجري عليه) سبحانه وتعالى (زمان، وليس له) تعالى (جهة من الجهات الست) التي هي فوق وتحت ويمين ويسار وقدام وخلف، لأنّه تعالى ليس بجسم حتى تكون له جهة كما للأجسام، ملتقطا.

وفي ''الفقه الأكبر''، ص۸۳: (والله تعالى يرى في الآخرة، ويراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كيفية، ولا كمية، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة). انظر ''الفتاوى الرضوية''، كتا ب السير، ج١٤، ص٢٨٣.

و ''عالمگیری'' میں ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو مکان ثابت کرے، کافر ہے۔[1]

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۶۰ میں یہ حدیث:

((أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ أَ كُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ.))[2]

نقل کر کے ترجمہ کیا کہ ''بھلا خیال تو کر جو تُو گزرے میری قبر پر، کیا سجدہ کرے تو اُس کو''، اُس کے بعد (ف) لکھ کر فائدہ یہ جَڑ دیا: (یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔)[3] حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.))[4]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا علیہم السلام کے اَجسام کھانا، زمین پر حرام کر دیا ہے۔''

((فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ.))[5]

''تو اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں، روزی دیے جاتے ہیں۔''

اِسی ''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۱۹ میں ہے: ''ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے،

1...... في "البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٢: (يكفر بقوله يجوز أن يفعل الله فعلاً لاحكمة فيه، وبإثبات المكان لله تعالى فإن قال الله في السماء فإن قصد حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لايكفر وإن أراد المكان كفر، وإن لم يكن له نية كفر عند الأكثر وهو الأصح وعليه الفتوى).

في "الفتاوى الهندية"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٥٩: (يكفر بإثبات المكان لله تعالى).

" الفتاوى الرضوية "، كتا ب السير، ج١٤، ص٢٨٢ ـ ٢٨٣.

2......"سنن أبي داود"، كتاب النكاح، باب في حق الزوج على المرأة، الحديث: ٢١٤٠، ج٢، ص٣٥٥.

3...... "تقوية الإيمان"، باب أوّل، فصل ٥، شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص٥٧:

ف یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں

4...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

"سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، الحديث: ١٠٤٦، ج١، ص٣٩١.

"سنن النسائي"، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، الحديث: ١٣٧١، ص٢٣٧.

" المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج٥، ص٤٦٣، الحديث: ١٦١٦٢.

"المستدرك" للحاكم، كتاب الجمعة، الحديث: ١٠٦٨، ص٥٦٩.

5...... "سنن ابن ماجه"، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله تعالى عليه وسلم، الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔'' [1]

انبیائے کرام واولیائے عِظام کی شان میں ایسے ملعون الفاظ استعمال کرنا، کیا مسلمان کی شان ہوسکتی ہے...؟!

''صراطِ مستقیم''صفحہ۹۵:''بمقتضائے ﴿ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ﴾[2] از وسوسۂ زنا خیالِ مجامعتِ زوجہ خود بہتر است، و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و اَمثالِ آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بد تر از استغراق در صورتِ گاؤ و خرِ خود ست۔''[3]

مسلمانو! یہ ہیں اِمام الوہابیہ کے کلماتِ خبیثات! اور کس کی شان میں؟ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں! جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے، وہ ضرور یہ کہے گا کہ اِس قول میں گستاخی ضرور ہے۔

1...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل ۱، شرک سے بچنے کا بیان، ص ۲۸:

ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔ دوسری یہ کہ جب ہمارا
خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ
اپنے ہر کاموں میں اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو
کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ
اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور
کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

2...... پ ۱۸، النور: ٤٠.

3...... ''صراط مستقیم''، ص ۸٦:

کسی کہ خود متوجہ بتدبیر امری از امور دنیہ یا دنیویہ شود بر ہر کہ آں مقام منکشف میشود میداند ازیں بمقتضائے ظلمات
بعضہا فوق بعض از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں
از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود ست کہ خیال آں
با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاؤ و خر کہ نہ آنقدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان
و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجملہ منظور بیان تفاوت مراتب وساو

''تقویۃ الایمان''صفحہ۱۰:

''روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، اِقبال و اِدبار[1] دینا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیا، اولیا، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور مصیبت کے وقت اُس کو پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ اِن کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔''[2]

= یعنی: ظلمات بعضہا فوق بعض کی بناء پر زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے اور اپنی ہمت کو شیخ اور ان جیسے معظم لوگوں خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، کی طرف مبذول کرنا اپنے گائے اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے کئی گناہ بدتر ہے، کیونکہ ان کا خیال تعظیم اور اجلال کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے، بخلاف گدھے اور گائے کے خیال میں نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ ان کا خیال بے تعظیم اور حقیر ہوتا ہے، اور یہ غیر کی تعظیم و اجلال نماز میں ملحوظ و مقصود ہو تو شرک کی طرف کھینچ لیتی ہے۔

1 ...... عروج وزوال۔

2 ......''تقویۃ الایمان''، باب اوّل، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۲:

سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح
شرک ثابت ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ
سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے
مارنا اور جلانا روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور
بیمار کر دینا فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری
کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دست گیری کرنی
بُرے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی
انبیاء و اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں
جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں
مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے
اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو
جاتا ہے اور اس کو اشراک بالتصرف کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا
تصرف کسی کو ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان
کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ
نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

''قرآن مجید''میں ہے:

﴿اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ﴾[1]

''اُن کواللہ ورسول اللہ نے غنی کر دیا اپنے فضل سے۔''

قرآن تو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دولت مند کر دیا اور یہ کہتا ہے: ''جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔'' تو اِس کے طور پر قرآنِ مجید شرک کی تعلیم دیتا ہے...! قرآن عظیم میں ارشاد ہے:

﴿ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ ﴾[2]

''اے عیسیٰ! تُو میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیتا ہے۔''

اور دوسری جگہ ہے:

﴿اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ﴾[3]

''عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں: میں اچھا کرتا ہوں، مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور مُردوں کو جِلا دیتا ہوں، اللہ کے حکم سے۔''

اب قرآن کا تو یہ حکم ہے اور وہابیہ یہ کہتے ہیں کہ تندرست کرنا اللہ (عزوجل) ہی کی شان ہے، جو کسی کو ایسا تصرّف ثابت کرے مشرک ہے۔ اب وہابی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرّف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کیا تو اُس پر کیا حکم لگاتے ہیں...؟! اور لُطف یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اگر اُن کو قدرت بخشی ہے، جب بھی شرک ہے تو معلوم نہیں کہ اِن کے یہاں اِسلام کس چیز کا نام ہے؟

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۱۱:

''گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے، اُس پر شرک ثابت ہے، خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ

1 ...... پ ۱۰، التوبۃ: ۷۴.

2 ...... پ۷، المآئدۃ: ۱۱۰.

3 ...... پ۳، اٰلِ عمرٰن: ۴۹.

ہی اِس تعظیم کے لائق ہے، یایوں کہ اُن کی اِس تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے، ہر طرح شرک ہے۔''(1)

متعدد صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمایا: کہ ''ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینے کو حرم کیا، اِس کے ببول کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اِس کا شکار نہ کیا جائے۔''(2)

---

1 ......''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص۲۳:

وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھیڑنا مواشی نہ چرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اُس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکان میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اُن کے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے اُن کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پر شمیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ

2 ...... عن جابر قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ابراهيم حرّم مكة، وإنّي حرمتُ المدينة ما بين لابتيها، لا يقطع عضاهها ولا يصاد صيدها)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة... إلخ، الحديث: ١٣٦٢، ص٧٠٩.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّي أحرم ما بين لابتي المدينة كما حرم إبراهيم حرمه لا يقطع عضاهها ولا يقتل صيدها)). "المسند"، للإمام أحمد بن حنبل، ج١، ص٣٨٤، الحديث: ١٥٧٣.

وفي رواية "صحيح مسلم"، قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((...... اللّهم إنّ إبراهيم حرم مكة فجعلها حرماً، وإنّي حرّمت المدينة حراماً ما بين مأزميها، أن لا يهراق فيها دم، ولا يحمل فيها سِلاح لقتال، ولا تخبط فيها شجرة إلّا لعلف، اللّهم بارك لنا في مدينتنا، اللّهم بارك لنا في صاعنا، اللّهم بارك لنا في مدّنا، اللّهم بارك لنا في صاعنا، اللّهم بارك لنا في مدّنا، اللّهم بارك لنا في مدينتنا، اللّهم اجعل مع البركة بركتين، والذي نفسي بيده! ما من المدينة شعب ولا نقب إلّا عليه ملكان يحرسانها حتى تقدموا إليها...إلخ)).

"صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة...إلخ، الحديث: ٤٧٥، ص٧١٣-٧١٤.

مسلمانو! ایمان سے دیکھنا کہ اس شرک فروش کا شرک کہاں تک پہنچتا ہے! تم نے دیکھا اِس گستاخ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا حکم جَڑا...؟!

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۸:

''پیغمبرِ خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اُسی کا مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا، یہی اُن کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔''[1]

یعنی جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت مانے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ عزوجل کے دربار میں ہماری سفارش فرمائیں گے تو معاذ اللہ اس کے نزدیک وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے، مسئلۂ شفاعت کا صرف انکار ہی نہیں بلکہ اس کو شرک ثابت کیا اور تمام مسلمانوں صحابہ و تابعین و ائمۂ دین و اولیا و صالحین سب کو مشرک و ابو جہل بنا دیا۔

''تقویۃ الایمان'' صفحہ ۵۸:

''کوئی شخص کہے: فُلانے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے، کہ

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۱:

کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا
کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے
تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس
کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا
اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور
سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے
یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل
اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ شرک

اللہ ورسول ہی جانے ، کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر۔'' [1] سبحان اللہ...! خدائی اسی کا نام رہ گیا کہ کسی پیڑ کے پتے کی تعداد جان لی جائے۔

''تقویۃ الایمان''صفحہ ۷:

''اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت نہیں دی۔'' [2] اِس میں انبیائے کرام کے معجزات اوراولیا عظام کی کرامت کا صاف انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝﴾ [3]

''قسم فرشتوں کی جو کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔''

تو یہ قرآن کریم کو صاف رد کر رہا ہے۔

---

1 ...... ''تقویۃ الایمان''، فصل ۵: شرک فی العادات کی برائی کا بیان، ص ۵۵:

ف یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا ئیے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ

2 ...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، توحید اور شرک کا بیان، ص ۲۰:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی

3 ...... پ ۳۰، النّٰزعٰت: ۵.

صفحہ۲۲: ''جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔''(1)

تعجب ہے کہ وہابی صاحب تو اپنے گھر کی تمام چیزوں کا اختیار رکھیں اور مالکِ ہر دوسَرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز کے مختار نہیں...!

اِس گروہ کا ایک مشہور عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔(2)

1...... ''تقویۃ الایمان''، باب اول، فصل۴: شرک فی العبادات کی برائی کا بیان، ص۴۳:

نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

2...... مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب ''فتاوی رشیدیہ'' میں اللہ عزوجل کے لیے امکان کذب کو ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام و صوفیائے کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے

اور دوسرے مقام پر لکھا:

...ذب لازم آئے مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالےٰ داخل ہونا معلوم ہوا پس ثا...
...ذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر

''فتاوی رشيدية''، كتاب العقائد، ص ۲۱۰ ـ ۲۱۱.

اسی طرح اسماعیل دہلوی نے اپنے رسالہ ''یک روزہ'' (فارسی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف اِمکان کذب کی نسبت کرتے ہوئے لکھا:

قولہ ۔ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال ۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع و القائے آں بر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ مواقع و القائے آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی ست ۔ کذب مذکور را منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست ۔ لہذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند و او را جل شانہ بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نے کند ۔ و نیز ظاہر ست

۲۱۷

یعنی: میں (اسماعیل دہلوی) کہتا ہوں: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ (جھوٹ) اللہ کی قدرت کے تحت داخل نہیں، پس ہم (اللہ کے لئے) مذکورہ کذب کومحال نہیں مانتے کیونکہ واقع کے خلاف کوئی قضیہ وخبر بنانا اوراس کوفرشتوں اورانبیاء پر القاء کرنا اللہ تعالی کی قدرت سے خارج نہیں ورنہ لازم آئیگا کہ انسانی قدرت اللہ تعالی کی قدرت سے زائد ہوجائے۔ رسالہ "يك روزه"، ص۱۷.

اللہ عزوجل مسلمانوں کوان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ہم اہلسنت والجماعت کے نزدیک اللہ عزوجل کی طرف کذب کی نسبت کرنا منع ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے جھوٹ بولنا محال ہے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا.

اللہ تعالی قرآن مجید فرقان حمید میں ارشادفرماتا ہے:

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا﴾ پ۵، النساء:۱۲۲. ترجمہ کنزالایمان: اوراللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ پ۵، النساء:۸۷. ترجمہ کنزالایمان: اوراللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

في "تفسير روح البيان"، ج۲، ص۲۵۵، و"تفسير البيضاوي"، ج۲، ص۲۲۹، تحت هذه الآية: (﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا﴾، إنكار أن يكون أحد أكثر صدقاً منه، فإنّه لا يتطرق الكذب إلى خبره بوجه؛ لأنّه نقص وهو على اللّٰه محال).

یعنی: اللہ تعالی اس آیت میں انکارفرماتا ہے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو، اس کی خبر میں تو جھوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں اس لیے کہ جھوٹ عیب ہے اورعیب اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

وفي "تفسير الخازن"، ج۱، ص۴۱۰، تحت هذه الآية: ﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴾، يعني: لا أحد أصدق من اللّٰه فإنّه لا يخلف الميعاد ولا يجوز عليه الكذب).

یعنی: مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی سے زیادہ کوئی سچا نہیں، بیشک وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

وفي "تفسير أبي السعود"، ج۱، ص۵۶۱، تحت هذه الآية: (﴿ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴾، إنكارٌ لأن يكون أحدٌ أصدقَ منه تعالى في وعده وسائرِ أخبارِه وبيانٌ لاستحالته كيف لا والكذِبُ مُحالٌ عليه سبحانه دون غيرِه). یعنی: اس آیت سے ثابت ہوا کہ وعدہ، اورکسی طرح کی خبر دینے میں، اللہ تعالی سے زیادہ سچا کوئی نہیں اوراس کے محال ہونے کی وضاحت بھی ہے اورکیسے نہ ہو کہ جھوٹ بولنا اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے محال ہے بخلاف دوسروں کے۔

﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ﴾ پ۱، البقرة:۸۰. ترجمہ کنزالایمان: جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا۔

في "تفسير الكبير"، ج۱، ص۵۶۷، تحت هذه الآية: (﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ﴾ يدلّ على أنّه سبحانه وتعالى منزه عن الكذب وعده ووعيده، قال أصحابنا: لأنّ الكذب صفة نقص، والنقص على اللّٰه محال).

یعنی: اللہ تعالی کا یہ فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا اس مدعا پر واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنے ہروعدے اوروعید میں جھوٹ سے پاک ہے ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جھوٹ صفت نقص ہے اورنقص اللہ تعالی کے لئے محال ہے۔

بلکہ اُن کے ایک سرغَنہ نے تو اپنے ایک فتوے میں لکھ دیا کہ: ''وقوعِ کذب کے معنی درست ہوگئے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا، ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے''۔[1]

سبحان اللہ...! خدا کو جھوٹا مانا، پھر بھی اسلام و سنّیت و صلاح کسی بات میں فرق نہ آیا، معلوم نہیں ان لوگوں نے کس چیز کو خدا ٹھہرالیا ہے!

ایک عقیدہ ان کا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا نہیں مانتے۔[2] اور یہ صریح کفر ہے۔[3]

في "تفسير الكبير"، ج٦، ص ٥٢١: (المؤمن لا يجوز أن يظن باللّٰه الكذب، بل يخرج بذلك عن الإيمان).

في "شرح المقاصد"، المبحث السادس في أنّه تعالى متكلم: (الكذب محال بإجماع العلماء؛ لأنّ الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على اللّٰه تعالى محال اھ)، ملخصاً.

یعنی: جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال اھ ملخصاً.

وفي مقام آخر: (محال هو جهله أو كذبه تعالى عن ذلك)

یعنی: اللہ تبارک وتعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں برتری ہے اسے ان سے۔

وفي شرح عقائد نسفيه: (كذب كلام اللّٰه تعالى محال اھ) ملخصاً یعنی: کلام الٰہی کا کذب محال ہے اھ، ملخصاً.

وفي "طوالع الأنوار": (الكذب نقص والنقص على اللّٰه تعالى محال اھ). یعنی: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

وفي "المسامرة" بشرح " المسايرة"، ص٢٠٥: (وهو) أي: الكذب (مستحيل عليه) تعالى (لأنّه نقص).

یعنی: اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے اس لیے کہ یہ عیب ہے.

وفي مقام آخر، ٣٩٣: (يستحيل عليه سبحانه سمات النقص كالجهل والكذب).

یعنی: جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل وکذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا ''فتاوی رضویہ'' میں دیا گیا رسالہ: "سبحن السبوح عن كذب عيب مقبوح"، ج۱۵ کا مطالعہ کریں۔

1...... یہ الفاظ اس نے اپنے ایک فتوے میں کہے تھے، اگر کسی کو یہ عبارت دیکھنی ہو تو ہندوستانی حضرات، پیلی بھیت اور پاکستانی حضرات دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لے جا کر اطمینان کر سکتے ہیں۔

2...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین کا معنی، ص ٤ ـ ٥.

3...... في " الفتاوى الهندية"، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٣: (سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أنّ محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم آخر الأ نبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في "اليتيمة"). =

چنانچہ ''تحذیرالناس'' ص۳ میں ہے:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم[1] [1] کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدّم یا تاخّر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں ﴿وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾[2] فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟ ہاں! اگر اِس وصف کو اَوصافِ مدح میں سے نہ کہیے اور اِس مقام کو مقامِ مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبارِ تاخّرِ زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔''[3]

= وفي "الشفاء"، فصل في بيان ما هو من المقالات كفر، الجزء الثاني، ص٢٨٥: (كذلك من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده (إلى قوله) فهؤلاء كلهم كفار مكذبون للنبي صلى الله عليه وسلم؛ لأنه أخبر صلى الله عليه وسلم أنّه خاتم النبيين لا نبي بعده وأخبر عن الله تعالى أنّه خاتم النبيين).

وفي "المعتقد المنتقد"، ص١٢٠:(الحجج التي ثبت بها بطريق التواتر نبوته ثبت بها أيضاً أنّه آخر الأنبياء في زمانه وبعده إلى يوم القيامة لا يكون نبي، فمن شك فيه يكون شاكاً فيها أيضاً، وأيضاً من يقول إنّه كان نبي بعده أو يكون، أو موجود، وكذا من قال يمكن أن يكون فهو كافر، هذا شرط صحة الإيمان بخاتم الأنبياء محمد صلى الله عليه وسلم).

[1] ...... ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۱۲

[1]...... کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم لکھنا یا صرف ص لکھنا ناجائز وحرام ہے جیسا کہ ''حاشیۃ الطحطاوی'' میں ہے:

(ويكره الرمز بالصلاة والترضي بالكتابة، بل يكتب ذلك كله بكماله، وفي بعض المواضع عن "التتارخانية": من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر؛ لأنّه تخفيف وتخفيف الأنبياء كفر بلا شك ولعله إن صحّ النقل فهو مقيد بقصده وإلّا فالظاهر أنّه ليس بكفر وكون لازم الكفر كفراً بعد تسليم كونه مذهباً مختاراً محله إذا كان اللزوم بينا نعم الاحتياط في الاحتراز عن الإيهام والشبهة). "حاشية الطحطاوي" على "الدر المختار"، مقدمة الكتاب، ج١، ص٦۔

و"الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٢١ ـ ٢٢٢، ج٢٣، ص٣٨٧۔٣٨٨.

[2]...... پ ٢٢، الأحزاب:٤٠.

[3]......''تحذیرالناس''، خاتم النبیّین کا معنی، ص٤ ـ ٥.

سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا
کہ تقدم یا تأخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف
کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ
خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے

پہلے تو اس قائل نے خاتم النبیین کے معنی تمام انبیا سے زماناً متاخّر ہونے کو خیالِ عوام کہا اور یہ کہا کہ اہلِ فہم پر روشن ہے کہ اس میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے یہی معنی بکثرت احادیث میں ارشاد فرمائے[1] تو معاذ اللہ اس قائل نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو عوام میں داخل کیا اور اہلِ فہم سے خارج کیا، پھر اس نے ختمِ زمانی کو مطلقاً[ا] فضیلت سے خارج کیا، حالانکہ اسی تاخّرِ زمانی کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مقامِ مدح میں ذکر فرمایا۔

پھر صفحہ ۴ پر لکھا: ''آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض۔''[2]

---

1 ...... عن أبي هريرة رضي الله عنه، أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:((إنّ مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلّا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلّا وضعت هذه اللبنة قال فأنا اللبنة وأنا خاتم النبيين)).

"صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب خاتم النبيين، ج٢، ص٤٨٤، الحديث: ٣٥٣٥۔

وفي رواية: عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنّه سيكون في أمتي ثلا ثون كذابون كلّهم يزعم أنّه نبي وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"سنن الترمذي"، كتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، الحديث: ٢٢٢٦، ج٤، ص٩٣.

وفي رواية: عن حذ يفة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٣٠٢٦، ج٣، ص١٧٠.

وفي رواية: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا فاطمة ونحن أهل بيت قد أعطانا الله سبع خصال لم يعط أحد قبلنا، ولا يعطى أحد بعدنا، أنا خاتم النبيين... إلخ)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٦٥٧، ج٣، ص٥٧۔

وفي رواية: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:((أنا قائد المرسلين ولا فخر، وأنا خاتم النبيين ولا فخر)).

"المعجم الأوسط"، للطبراني، ج١، ص٦٣، الحديث: ١٧٠۔

ا ...... پہلے تو بالذات کا پردہ رکھا تھا پھر کھیل کھیلا کہ اسے مقامِ مدح میں ذکر کرنا کسی طرح صحیح نہیں تو ثابت ہوا کہ وہ اصلاً کوئی فضیلت نہیں ۔۱۲ منہ

2 ...... ''تحذیر الناس''، خاتم النبیین کا معنی، ص٦:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں، اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی

صفحہ۱۶:''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''[1]

صفحہ۳۳:''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائیکہ آپ کے مُعاصِر[2] کسی اور زمین میں، یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''[3]

لطف یہ کہ اِس قائل نے اِن تمام خرافات کا ایجادِ بندہ ہونا خود تسلیم کرلیا۔

صفحہ۳۴ پر ہے:''اگر بوجہِ کم اِلتفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی طفلِ نادان[4] نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا...؟!۔

گاہ باشد کہ کودکِ ناداں

بغلط بر ہدف زند تیرے[5]

---

❶......''تحذیرالناس''، خاتم النبیین ہونے کا حقیقی مفہوم.. إلخ، ص۱۸:

عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاءِ گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ

❷...... ہم زمانہ۔

❸......''تحذیرالناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص۳٤:

بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف

❹...... ناسمجھ بچہ۔

❺...... ممکن ہے کہ نادان بچہ غلطی سے تیر کو نشانہ پر مارے۔

ہاں! بعد وضوحِ حق [1] اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اَگلے کہہ گئے تھے، میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اِس کے کہ قانونِ محبتِ نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے، ویسے بھی اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دینی ہے۔'' [2]

یہیں سے ظاہر ہوگیا جو معنی اس نے تراشے، سلف میں کہیں اُس کا پتا نہیں اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک جو سب سمجھے ہوئے تھے اُس کو خیالِ عوام بتا کر رد کر دیا کہ اِس میں کچھ فضیلت نہیں، اِس قائل پر علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ دیا وہ ''حُسَامُ الحرَمَین'' [3] کے مطالعہ سے ظاہر اور اُس نے خود بھی اسی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں اپنا اسلام برائے نام تسلیم کیا۔ [4]

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اِن نام کے مسلمانوں سے اللہ (عزوجل) بچائے۔

---

1 ...... حق ظاہر ہونے کے بعد۔

2 ...... ''تحذیر الناس''، روایت حضرت عبداللہ ابن عباس کی تحقیق، ص ۳۵:

نفسہ اپنا یہ وطیرہ نہیں نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہدی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی ... وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نہ مانیں اور وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے ویسے بھی اپنی عقل و فہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔ بہرحال یہ اثر اگرچہ بظاہر موقوف ہے مگر با معنے

3 ...... اس کتاب کے مصنف شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ہیں، یہ ایک فتویٰ ہے جس پر علمائے حرمین شریفین کی لاجواب تصدیقات ہیں، اس کا پورا نام ''حُسام الحرَمین علی منحر الکفر والمَین'' ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے مفید ہے۔

4 ...... ''تحذیر الناس''، تفسیر بالرائے کا مفہوم ص ۴۵.

اسی کتاب کے صفحہ ۵ پر ہے: ''کہ انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امّتی مساوی ہوجاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''(1)

اور سنیے! اِن قائل صاحب نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی نبوت کو قدیم اور دیگر انبیا کی نبوت کو حادث بتایا۔

صفحہ ۷ میں ہے: ''کیونکہ فرق قِدَمِ نبوت اور حُدوثِ نبوت باوجود اتحادِ نوعی خوب جب ہی چسپاں ہوسکتا ہے۔''(2)

کیا ذات وصفات کے سوا مسلمانوں کے نزدیک کوئی اور چیز بھی قدیم ہے...؟! نبوت صفت ہے اور صفت کا وجود بے موصوف محال، جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت قدیم غیر حادث ہوئی تو ضرور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی حادث نہ ہوئے، بلکہ ازلی ٹھہرے اور جو اللہ (عزوجل) وصفاتِ الٰہیہ کے سوا کسی کو قدیم مانے باجماعِ مسلمین کافر ہے۔(3)

---

1 ...... ''تحذیر الناس''، نبوّت کمالات علمی میں سے ہے، ص ۷:

فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیا اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عملی اور ہمت میں انبیاء انبیوں سے زیادہ بھی

2 ...... ''تحذیر الناس''، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت وصف ذاتی ہے، ص ۹:

کنت نبیا و آدم بین الماء والطین بھی اسی جانب مشیر ہے کیونکہ فرق قدم نبوت اور حدوث نبوت باوجود اتحاد نوعی خوب جب ہی چسپاں ہو سکتا ہے کہ ایک جا یہ

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''باجماعِ مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے''۔ "الفتاوی الرضویة"، ج١٤، ص٢٦٦:

اسی طرح ایک اور مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ: ''آئمہ دین فرماتے ہیں: ''جو کسی غیر خدا کو ازلی کہے باجماعِ مسلمین کافر ہے''۔ ''شفا'' و ''نسیم'' میں فرمایا: (من اعترف بإلٰهية اللّٰه تعالی ووحدانيته لكنّه اعتقد قديماً غيره (أي: غير ذاته وصفاته، إشارة إلى مذهب إليه الفلاسفة من قِدمِ العالَمِ والعقول) أو صانعاً للعالَم سواه (كالفلاسفة الذين يقولون: إنّ الواحد لا يصدر عنه إلّا واحد) فذلك كلّه كفر (ومعتقده كافر بإجماع المسلمين، كالإلٰهيين من الفلاسفة والطبائعين) اهـ ملخصاً. یعنی: جس نے اللہ تعالٰی کی الوہیت ووحدانیت کا اقرار کیا لیکن اللہ تعالٰی کے غیر کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھا (یعنی اللہ تعالٰی کی ذات وصفات کے علاوہ، یہ فلاسفہ کے مذہب یعنی عالَم وعقول کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے) یا اللہ تعالٰی کے سوا کسی کو صانع عالَم مانا (جیسے فلاسفہ جو کہ کہتے ہیں واحد سے نہیں صادر ہوتا ہے مگر واحد) تو یہ سب کفر ہے، (اور اس کے معتقد کے کافر ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے جیسے فلاسفہ کا فرقۂ الٰہیہ اور فرقۂ طبائعیہ) اھ، تلخیص (ت)۔ "الفتاوی الرضوية"، ج٢٧، ص١٣١.

انظر للتفصيل "**الكوكبة الشهابية**" ج ١٥، ص١٦٧، و"**سل السيوف**" ج ١٥، ص٢٣٩ في "الفتاوی الرضوية".

اِس گروہ کا یہ عام شیوہ ہے کہ جس امر میں محبوبانِ خدا کی فضیلت ظاہر ہو، طرح طرح کی جھوٹی تاویلات سے اسے باطل کرنا چاہیں گے اور وہ امر ثابت کریں گے جس میں تنقیص [1] ہو، مثلاً ''بَراہینِ قاطعہ'' صفحہ ۵۱ میں لکھ دیا کہ:

''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں۔'' [2]

اور اُس کو شیخ محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف غلط منسوب کر دیا، بلکہ اُسی صفحہ پر وسعتِ علمِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت یہاں تک لکھ دیا کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علمِ محیطِ زمین کا فخرِ عالَم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے...؟! کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالَم کی وسعتِ علم کی کونسی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نُصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' [3]

جس وسعتِ علم کو شیطان کے لیے ثابت کرتا اور اُس پر نص ہونا بیان کرتا ہے، اُسی کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شرک بتاتا ہے تو شیطان کو خدا کا شریک مانا اور اُسے آیت و حدیث سے ثابت جانا۔ بے شک شیطان کے بندے شیطان کو مستقل خدا نہیں تو خدا کا شریک کہنے سے بھی گئے گزرے، ہر مسلمان اپنے ایمان کی آنکھوں سے دیکھے کہ اِس قائل نے ابلیسِ لعین کے علم کو

---

1 ...... عظمت وشان گھٹانا۔

2 ...... "براهين قاطعه" بجوا ب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر الرائق وغیرہ کتب سے لکھا گیا تیسرے اگر افضلیت ہی موجب اس کی ہے تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق

3 ...... "براهين قاطعه" بجواب "أنوار ساطعه"، مسئله علم غيب، ص ٥٥:

دور از علم و عقل ہے، الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم سے زائد بتایا یا نہیں؟ ضرور زائد بتایا! اور شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا! اور پھر اس شرک کو نص سے ثابت کیا۔ یہ تینوں امر صریح کفر اور قائل یقینی کافر ہے۔ کون مسلمان اس کے کافر ہونے میں شک کرے گا...؟!

''حفظ الایمان'' صفحہ ۷ میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے علم کی نسبت یہ تقریر کی:

''آپ کی ذاتِ مقدّسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب؟ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علمِ غیب تو زید وعَمر و، بلکہ ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبَہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''[1]

مسلمانو! غور کرو کہ اِس شخص نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں کیسی صریح گستاخی کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جیسا علم زید وعَمرو تو زید وعَمرو، ہر بچے اور پاگل، بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا۔ کیا ایمانی قلب ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کر سکتے ہیں...؟ ہرگز نہیں! اس قوم کا یہ عام طریقہ ہے کہ جس چیز کو اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے منع نہیں کیا، بلکہ قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت، اُس کو ممنوع کہنا تو درکنار، اُس پر شرک وبدعت کا حکم لگا دیتے ہیں، مثلاً مجلسِ میلاد شریف اور قیام وایصالِ ثواب وزیارتِ قبور وحاضریٔ بارگاہِ بیکس پناہ سرکارِ مدینہ طیبہ، وعُرسِ بزرگانِ دین وفاتحۂ سوم وچہلم، واستمداد بأرواحِ انبیا واولیا اور مصیبت کے وقت انبیا واولیا کو پکارنا وغیرہا، بلکہ میلاد شریف کی نسبت تو ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ ۱۴۸ میں یہ ناپاک لفظ لکھے:

''پس یہ ہر روز اِعادہ ولادت کا تو مثلِ ہنود کے، کہ سانگ کنہیا[2] کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثلِ

---

1 ...... ''حفظ الإيمان''، جواب سؤال سوم، ص۱۳:

مٹادیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے

2 ...... کنہیا ہندوؤں کے ایک اوتار سری کرشن کا لقب ہے، یہ لوگ ہر سال وقتِ معیّن پر اُس کی پیدائش کا ڈرامہ کرتے ہیں۔

روافض کے، کہ نقلِ شہادتِ اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ[1] آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود حرکتِ قبیحہ، قابلِ لَوم[2] وحرام وفسق ہے، بلکہ یہ لوگ اُس قوم سے بڑھ کر ہوئے، وہ تو تاریخِ معیّن پر کرتے ہیں، اِن کے یہاں کوئی قید ہی نہیں، جب چاہیں یہ خرافاتِ فرضی بناتے ہیں۔''[3]

---

1 ...... یعنی تماشا۔

2 ...... بُری حرکت، ملامت کے لائق۔

3 ...... ''براھین قاطعه''، نقل فتوی رشید احمد گنگوہی... إلخ، ص ۱۵۲.

ہونا چاہیئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے کہ نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھیرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہے یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر ہی نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھیرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے لہذا

(۴) غیر مقلدین: یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، وہ چند باتیں جو حال میں وہابیہ نے اللہ عزوجل اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بکی ہیں، غیر مقلدین سے ثابت نہیں، باقی تمام عقائد میں دونوں شریک ہیں اور اِن حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی وہ یوں شریک ہیں کہ ان پر اُن قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور اُن کی نسبت حکم ہے کہ جو اُن کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ ایک نمبر اِن کا زائد یہ ہے کہ چاروں مذہبوں سے جدا، تمام مسلمانوں سے الگ انھوں نے ایک راہ نکالی، کہ تقلید کو حرام و بدعت کہتے اور ائمۂ دین کو سبّ و شتم سے یاد کرتے ہیں۔ مگر حقیقۃً تقلید سے خالی نہیں، ائمۂ دین کی تقلید تو نہیں کرتے، مگر شیطانِ لعین کے ضرور مقلّد ہیں۔ یہ لوگ قیاس کے منکِر ہیں اور قیاس کا مطلقاً اِنکار کفر[1] تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کا مطلقاً انکار کفر۔[2]

مسئلہ: مطلق تقلید فرض ہے[3] اور تقلیدِ شخصی واجب۔[4]

ضروری تنبیہ: وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھیے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ وقبیحہ وہ ہے، جو کسی سنّت کے مخالف ومزاحم ہو[5] اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔[6] ------------------

---

1...... في "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع، أحكام المرتدين، ج۲، ص۲۷۱: (رجل قال: قياس أبي حنيفة رحمه الله تعالى حق نيست يكفر كذا في "التتارخانية"). "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج۱٤، ص۲۹۲.

2...... "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج۱٤، ص۲۹۰.

3...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱۱، ص٤۰٤، ج۲۹، ص۳۹۲.

4...... "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص۷۰۳ ـ ۷۰٤.

5...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ص۳٦۸: (قال الشافعي رحمه الله: (ما أحدث مما يخالف الكتاب أو السنة أو الأثر أو الإجماع فهو ضلالة، وما أحدث من الخير مما لا يخالف شيئاً من ذلك فليس بمذموم).

6...... في "المرقاة"، كتاب الإيمان، ص۳٦۸: (قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد: البدعة إمّا واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله، وكتدوين أصول الفقه والكلام في الجرح والتعديل، وإمّا محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة، والرد على هؤلاء من البدع الواجبة؛ لأنّ حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية، وإمّا مندوبة كإحداث الربط والمدارس، وكل إحسان لم يعهد في الصدر الأول وكالتراويح أي: بالجماعة العامة والكلام في دقائق

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں:

((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ.))[1]

''یہ اچھی بدعت ہے۔''

حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے[2]، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہرگز بدعتِ قبیحہ نہیں ہوسکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے...؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال وسنت۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

الصوفية، وإمّا مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعية، وأمّا عند الحنفية فمباح، والتوسع في لذائذ المآكل والمشارب والمساكن وتوسيع الأكمام، وقد اختلف في كراهة بعض ذلك أي: كما قدمنا،...... وقال عمر رضي الله عنه في قيام رمضان: نعمت البدعة ۔ وروي عن ابن مسعود: ((ما رآه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن))، وفي حديث مرفوع: ((لا يجتمع أمتي على الضلالة)) رواه مسلم)، ملخصاً.

[1]...... عن عبد الرحمن بن عبد القاري أنّه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: (والله إني لأراني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان أمثل، فجمعهم على أبي بن كعب، قال ثم خرجت معه ليلة أخرى والناس يصلون بصلاة قارئهم فقال عمر: نعمت البدعة هذه، والتي تنامون عنها أفضل من التى تقومون يعنى آخر الليل وكان الناس يقومون أوله).

"الموطأ" للإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ما جاء في قيام رمضان، الحديث: ٢٥٥، ج١، ص١٢٠.

و"صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠١٠، ج٢، ص١٥٧.

[2]...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، مبحث صلاة التراويح، (التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً). ج٢، ص٥٩٦-٥٩٧.

امامت کا بیان

امامت دو۲ قسم ہے:

(۱) صغریٰ۔ (۲) کبریٰ۔[1]

امامتِ صغریٰ، امامتِ نماز ہے[2]، اِس کا بیان اِن شاءاللہ تعالیٰ کتابُ الصلاۃ میں آئے گا۔

امامتِ کبریٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام اُمورِ دینی ودنیوی میں حسبِ شرع تصرّفِ عام کا اختیار رکھے اور غیرِ معصیت میں اُس کی اطاعت، تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہو۔[3] اِس امام کے لیے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ ہاشمی، علوی، معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔[4] اِن کا شرط کرنا روافض کا مذہب ہے، جس سے اُن کا یہ مقصد ہے کہ برحق اُمرائے مؤمنین خلفائے ثلٰثہ ابوبکر صدیق وعمرِ فاروق

---

1 ...... (هي صغرى و كبرى). "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، ج٢، ص ٣٣١.

2 ...... (والصغرى ربط صلاة المؤتم بالإمام) "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة ، ج٢، ص٣٣٧.

3 ...... في "المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامة، ج٣، ص٤٩٦: (الإمامة: وهي رياسة عامة في أمر الدين والدنيا خلافة عن النبي صلى الله عليه وسلم).

وفي "المسامرة"، الأصل السابع في الإمامة، ص٢٩٥: (الإمامة بأنّها خلافة الرسول في إقامة الدين وحفظ حوزة الملة بحيث يجب اتباعه على كافة الأمة).

و"رد المحتار"، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٢.

وفي "شرح المقاصد"، الفصل الرابع في الإمامة، ج٣، ص٤٧٠: (يجب طاعة الإمام ما لم يخالف حكم الشرع).

4 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٣٣: (ويشترط كونه مسلماً حراً ذكراً عاقلاً بالغاً قادراً قرشياً، لا هاشمياً علوياً معصوماً).

وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث الإمامة، ص١٥٦: (ولا يشترط أن يكون هاشمياً أو علوياً، ولا يشترط في الإمام أن يكون معصوماً). ملتقطاً.

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع في الإمامة، ص١٩٠-١٩١: (ولا يشترط كونه هاشمياً، ولا معصوماً؛ لأنّ العصمة من خصائص الأنبياء). ملتقطاً.

وعثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت سے جدا کریں[1]، حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اِجماع ہے۔[2] مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن کی خلافتیں تسلیم کیں[3]۔ ---------

---

1 ...... في "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٣٣ ـ ٣٣٤: (قوله: لا هاشميا...الخ) أي: لا يشترط كونه هاشمياً: أي: من أولاد هاشم بن عبد مناف كما قالت الشيعة نفياً لإمامة أبي بكر وعمر وعثمان رضي الله تعالى عنهم، ولا علوياً: أي: من أولاد عليّ بن أبي طالب كما قال به بعض الشيعة نفياً لخلافة بني العباس، ولا معصوماً كما قالت الإسماعيلية والاثنا عشرية: أي: الإمامية).

2 ...... في "شرح المقاصد"، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٢: (وكفى بإجماع المسلمين على إمامة الأئمة الثلاثة حجة عليهم).

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن "فتاوی رضویہ" شریف میں فرماتے ہیں: امام اسحٰق بن راہویہ ودار قطنی وابن عساکر وغیرہم بطرقِ عدیدہ واسانید کثیرہ راوی، دو شخصوں نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ان کے زمانہ خلافت میں دربارہ خلافت استفسار کیا: اعهدعهده إليك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أم رائ رأيته. کیا یہ کوئی عہد وقرار داد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ہے یا آپ کی رائے ہے فرمایا: بل رائ رأيته بلکہ ہماری رائے ہے أما أن يكون عندي عهد من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عهده إليّ في ذلك فلا، والله لئن كنت أوّل من صدّق به فلا أكون أوّل من كذب عليه. رہا یہ کہ اسباب میں میرے لئے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی عہدہ قرار داد فرمادیا ہو سو خدا کی قسم ایسا نہیں، اگر سب سے پہلے میں نے حضور کی تصدیق کی تو میں سب سے پہلے حضور پر افتراء کرنے والا نہ ہوں گا، ولو كان عندي منه عهد في ذلك ما تركت أخا بني تيم بن مرة وعمر بن الخطاب يثوبان على منبره ولقاتلتهما بيدي ولولم اجد إلّا بردتي هذه. اور اگر اسباب میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں ابوبکر وعمر کو منبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جست نہ کرنے دیتا اور بیشک اپنے ہاتھ سے اُن سے قتال کرتا اگرچہ اپنی اس چادر کے سوا کوئی ساتھی نہ پاتا ولكن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يقتل قتلا ولم يمت فجأة مكث في مرضه أيّاماً وليا لي يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبابكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني ثم يأتيه المؤذن فيؤذنه بالصلاة فيأمر أبابكر فيصلي بالناس وهو يرى مكاني بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ کچھ قتل نہ ہوئے نہ یکا یک انتقال فرمایا بلکہ کئی دن رات حضور کو مرض میں گزرے، مؤذن آتا نماز کی اطلاع دیتا، حضور ابوبکر کو امامت کا حکم فرماتے حالانکہ میں حضور کے پیش نظر موجود تھا، پھر مؤذن آتا اطلاع دیتا حضور ابوبکر ہی کو امامت دیتے حالانکہ میں کہیں غائب نہ تھا، ولقد أرادت إمرأة من نسائه أن تصرفه عن أبي بكر فأبى وغضب وقال :أنتنّ صواحب يوسف مروا أبابكر فليصل بالناس. اور خدا کی قسم ازواج مطہرات میں سے ایک بی بی نے اس معاملہ کو ابوبکر سے پھیرنا چاہا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مانا اور غضب کیا اور فرمایا تم وہی یوسف (علیہ السلام) والیاں ہو، ابوبکر کو حکم دو کہ امامت کرے، فلمّا قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نظرنا في أمورنا فاخترنا لدنيا نا من رضيه رسول الله

اور علویت کی شرط نے تو مولیٰ علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا، مولیٰ علی، علوی کیسے ہو سکتے ہیں! رہی عصمت، یہ انبیا و ملائکہ کا خاصہ ہے، جس کو ہم پہلے بیان کر آئے [1]، امام کا معصوم ہونا روافض کا مذہب ہے۔ [2]

مسئلہ (۱): محض مستحقِ امامت ہونا امام ہونے کے لیے کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اہلِ حَلّ وعقد [3] نے اُسے امام مقرر کیا ہو، یا امامِ سابق نے۔ [4]

صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم لديننا فكا نت الصلوة عظيم الإسلام وقوام الدين، فبايعنا أبابكر رضي اللّٰه تعالى عنه فكان لذلك أهلاً لم يختلف عليه منا اثنان. پس جبکہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہم نے اپنے کاموں میں نظر کی تو اپنی دنیا یعنی خلافت کے لئے اسے پسند کرلیا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے دین یعنی نماز کے لئے پسند فرمایا تھا کہ نماز تو اسلام کی بزرگی اور دین کی درستی تھی لہٰذا ہم نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی اور وہ اس کے لائق تھے ہم میں کسی نے اس بارہ میں خلاف نہ کیا۔ یہ سب کچھ ارشاد کر کے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے فرمایا: فـادّيت إلى أبي بكر حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جنوده وكنت اٰخذاً إذا أعطاني وأغزو إذا غزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي. پس میں نے ابوبکر کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت لازم جانی اور ان کے ساتھ ہوکر ان کے لشکروں میں جہاد کیا جب وہ مجھے بیت المال سے کچھ دیتے میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے میں جاتا اور انکے سامنے اپنے تازیانہ سے حد لگاتا............ پھر بعینہٖ یہی مضمون امیر المومنین فاروق اعظم و امیر المومنین عثمان غنی کی نسبت ارشاد فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

"الفتاوى الرضوية"، ج٢٨، ص٤٧٢-٤٧٣.

1...... دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ نمبر ۳۸۔

2...... في "شرح المقاصد"، المبحث الثاني، الشروط التي تجب في الإمام، ج٣، ص٤٨٤: (من معظم الخلافيات مع الشيعة اشتراطهم أن يكون الإمام معصوما).

3...... دینی اور دنیاوی انتظامی معاملات کو جاننے والے۔

4...... في "الفقه الأكبر"، نصب الإمام واجب، ص١٤٦: (الإمامة تثبت عند أهل السنة والجماعة إمّا باختيار أهل الحل والعقد من العلماء وأصحاب العدل والرأي كما تثبت إمامة أبي بكر رضي اللّٰه عنه، وإمّا بتنصيص الإمام وتعيينه كما تثبت إمامة عمر رضي اللّٰه عنه باستخلاف أبي بكر رضي اللّٰه عنه إياه).

وفي "المسامرة"، ما يثبت عقد الإمامة، ص٣٢٦: (ويثبت عقد الإمامة) بأحد أمرين: (إمّا باستخلاف الخليفة إيّاه كما فعل أبو بكر الصديق رضي اللّٰه عنه) حيث استخلف عمر رضي اللّٰه عنه، وإجماع الصحابة على خلافته بذلك إجماع على صحة الاستخلاف، (وإمّا بيعة) من تعتبر بيعة من أهل الحل والعقد، ولا يشترط بيعة جميعهم، ولا عدد محدود، بل يكفي بيعة (جماعة من العلماء أو) جماعة (من أهل الرأي والتدبير).

مسئلہ (۲): امام کی اِطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت میں کسی کی اطاعت نہیں۔[1]

مسئلہ (۳): امام ایسا شخص مقرر کیا جائے، جو شجاع اور عالم ہو، یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

مسئلہ (۴): عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں[2]، اگر نابالغ کو امامِ سابق نے امام مقرر کر دیا ہو تو اس کے بلوغ تک کے لیے لوگ ایک والی مقرر کریں کہ وہ احکام جاری کرے اور یہ نابالغ صرف رسمی امام ہوگا اور حقیقۃً اُس وقت تک وہ والی اِمام ہے۔[3]

---

1 ...... ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ پ۵، النساء:۵۹.

في "تفسير المدارك"، ص۲۳٤، تحت الآية: (دلت الآية على أنّ طاعة الأمراء واجبة إذا وافقوا الحق، فإذا خالفوه فلا طاعة لهم لقوله عليه السلام: ((لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق))).

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة حق ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)). "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب السمع والطاعة للإمام، الحديث: ۲۹۵۵، ج۲، ص۲۹۷.

عن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة)).

"صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن معصية، الحديث: ۷۱٤٤، ج٤، ص٤٥٥.

"صحيح مسلم"، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء...... إلخ، الحديث: ۱۸۳۹، ص۱۰۰۸.

في "الدر المختار": (طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض).

وفي "ردّ المحتار": (والأصل فيه قوله تعالى: ﴿وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ وقال صلى الله عليه وسلم: ((اسمعوا وأطيعوا ولو أمّر عليكم عبد حبشي أجدع)) ، وروي: ((مجدع)). وعن ابن عمر أنه عليه الصلاة والسلام قال: ((عليكم بالسمع والطاعة لكلّ من يؤمر عليكم ما لم يأمركم بمنكر))، ففي المنكر لا سمع ولا طاعة).

"الدر المختار" مع "رد المحتار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج٦، ص٤۰۳-٤۰٤.

2 ...... في "المسامرة" بشرح "المسايرة"، الأصل التاسع: شروط الإمام، ص۳۱۸: (لا تصحّ إمامة الصبي والمعتوه؛ لقصور كلّ منهما عن تدبير نفسه، فكيف تدبير الأمور العامة؟...... وأنّ إمامة المرأة لا تصحّ؛ إذ النساء ناقصات عقل ودين كما ثبت به الحديث الصحيح)، ملتقطاً.

3 ...... في "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۳۵-۳۳٦: وتصح سلطنة متغلب للضرورة، وكذا صبي. وينبغي أن يفوّض أمور التقليد على وال تابع له، والسلطان في الرسم هو الولد، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة إذنه بقضاء

عقیدہ (۱): نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ برحق و امامِ مطلق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمرِ فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے [1]، اِن حضرات کو خلفائے راشدین اور اِن کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں [2]، کہ انھوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔

عقیدہ (۲): بعد انبیا و مرسلین، تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و مَلک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمٰن غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم [3]،

وجمعة كما في "الأشباه" عن "البزازية"، وفيها: لو بلغ السلطان أو الوالي يحتاج إلى تقليد جديد).

وفي "رد المحتار"، تحت قوله: (وكذا صبي) أي: تصح سلطنته للضرورة، لكن في الظاهر لا حقيقة. قال في "الأشباه": وتصح سلطنته ظاهراً، قال في "البزازية": مات السلطان واتفقت الرعية على سلطنة ابن صغير له ينبغي أن تفوّض أمور التقليد على وال، ويعدّ هذا الوالي نفسه تبعاً لابن السلطان لشرفه والسلطان في الرسم هو الابن، وفي الحقيقة هو الوالي لعدم صحة الإذن بالقضاء والجمعة ممن لا ولاية له اهـ. أي: لأن الوالي لو لم يكن هو السلطان في الحقيقة لم يصح إذنه بالقضاء والجمعة، لكن ينبغي أن يقال: إنّه سلطان إلى غاية وهي بلوغ الابن، لئلا يحتاج إلى عزله عند تولية ابن السلطان إذا بلغ. تأمل).

1 ...... في "منح الروض الأزهر"، ص٦٨: (خلافة النبوة ثلاثون، منها خلافة الصديق رضي الله عنه سنتان وثلاثة أشهر، وخلافة عمر رضي الله عنه عشر سنين ونصف، وخلافة عثمان رضي الله عنه اثنتا عشرة سنة، وخلافة عليّ رضي الله عنه أربع سنين وتسعة أشهر، وخلافة الحسن ابنه ستة أشهر).

في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي...... إلخ، ص١٥٠: (وخلافتهم أي: نيابتهم عن الرسول في إقامة الدين بحيث يجب على كافة الأمم الاتباع على هذا الترتيب أيضًا يعني: أنّ الخلافة بعد رسول الله عليه السلام لأبي بكر ثم لعمر ثم عثمان ثم لعلي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "النبراس"، وخلافة الخلفاء الراشدين، ص٣٠٨: (في رواية: الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تكون ملكاً عضوضاً، وقد استشهد عليّ رضي اللّه عنه على رأس ثلثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم، هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد عليّ نحو ستة اشهر باقية من ثلثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي الله عنهما). و"المسامرة"، ص٣١٦.

2 ...... في "فيض القدير"، ج٤، ص٦٦٤، تحت الحديث: ٦٠٩٦: ((وسنة)) أي: طريقة ((الخلفاء الراشدين المهديين)) والمراد بالخلفاء الأربعة والحسن رضى الله عنهم).

3 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث أفضل البشر بعد نبينا... إلخ، ص١٤٩ ـ ١٥٠: (وأفضل البشر بعد نبينا (أي: بعد الأنبياء) أبو بكر الصديق، ثم الفاروق، ثم عثمان ذوالنورين، ثم علي المرتضى)، ملخصاً.

وفي "منح الروض الأزهر"، للقارئ، باب أفضل الناس بعده عليه الصلاة والسلام الخلفاء الأربعة علی...... إلخ، ص ٦١ ـ٦٣: (وأفضل الناس بعد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی عليه وعلی آله وسلم: أبو بكر الصديق رضي اللّٰه عنه، ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب رضوان اللّٰه تعالی عليهم أجمعين).

اعلی حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' شریف میں فرماتے ہیں: ''اہل سنت وجماعت نصرہم اللہ تعالی کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر صلوات اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں، تمام امم اولین وآخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی وعظمت وعزت ووجاہت وقبول وکرامت وقرب وولایت کو نہیں پہنچتا۔

﴿وَاَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾ فضل اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے (ت)۔

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی، پھر مولی علی صلی اللہ تعالی علی سیدہم، وموالاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم۔ اس مذہبِ مہذب پر آیاتِ قرآنِ عظیم واحادیثِ کثیرہ حضور پرنور نبی کریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوۃ والتسلیم وارشادات جلیلۂ واضحۂ امیر المؤمنین مولی علی مرتضی ودیگر ائمۂ اہلبیت طہارت وارتضا واجماعِ صحابۂ کرام وتابعین عظام وتصریحاتِ اولیائے امت وعلمائے امت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے وہ دلائل باہرہ وحجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہوسکتا۔ "الفتاوی الرضوية"، ج٢٨، ص٤٧٨.

☆ نوٹ: ''فتاوی رضویہ'' شریف کے مندرجہ ذیل کلام میں قوسین () کی عبارت، حضرت خلیل ملت علامہ مولانا خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ہے۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اب ان سب میں افضل واعلیٰ واکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔ ؎

دہ یار بہشتی اند قطعی　　بوبکر وعمر　　عثمان وعلی

سعد ست سعید وبوعبیدہ　　طلحہ ست وزبیر وعبدالرحمٰن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملّت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) وچار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص وفضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (ومتبادر ومفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔ ؎

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم

بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کوکھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)۔

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستانِ معرفت، امام الواصلین، سیّد العارفین، (واصلانِ حق کے امام اہل معرفت کے پیش رو) خاتمِ خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین ابوالائمۃ الطاھرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جدامجد طاہرمطہر، قاسمِ کوثر، اسداللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ الکریم وحشرنا في زمرته في یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے ان) کے مناقب جلیلہ (اوصافِ حمیدہ) ومحامد جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت وشہرت کے ساتھ (کثیر ومشہور زبان زدعام وخواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان پر ہیں جبرائیل ومیکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم (ضجیعین (ہم خوابہ اور دونوں اپنے آقا ومولیٰ کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروفِ استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار وغمگسار) سیّدنا ومولنا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق وجناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب ونزدیکی اور بارگاہِ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبا نہیں اور منازل جنت ومواہب بے منت میں انہیں کے درجات سب پر عالی فضائل وفواضل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) وحسنات طیبات (نیکیوں اور پاکیزگیوں) میں انہیں کو تقدم وپیشی (یہی سب پر مقدم۔، یہی پیش پیش) ہمارے علماء وآئمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادتِ کونین وشرافتِ دارین حاصل کی (ان کے خصائل تحریر میں لائے، ان کے محاسن کا ذکر فرمایا ان کے اولیات وخصوصیات گنائے) ورنہ غیر متناہی (جو ہماری فہم وفراست کی رسائی سے ماورا ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار واللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فواضل) میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں۔

وعلی تفنن واصفیه بحسنه یغنی الزمان وفیه ما لم یوصف

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہوگیا اور اس میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مگر کثرتِ فضائل وشہرتِ فواضل (کثیر در کثیر فضیلتوں کا موجود اور پاکیزہ وبرتر عزتوں مرحمتوں کا مشہور ہونا) چیزے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت وکرامت (سب سے افضل اور بارگاہِ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا۔) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا وممتاز) فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔

﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ﴾.
اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والتسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں۔

کہ فرماتے ہیں: ((کنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فاقبل أبو بكر وعمر، فقال: يا علي هذان سيّدا كهول أهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين)). "المسند" للإمام أحمد، الحديث: ٦٠٢، ج١، ص١٧٤.

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٦٨٥، ج٥، ص٣٧٦.

و"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، الحديث: ١٠٠، ج١، ص٧٥.

''میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابوبکر وعمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے بعد انبیاء ومرسلین کے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے: ((أبو بكر وعمر خير الأولين والآخرين وخير أهل السموات وخير أهل الأرضين إلّا النبيين والمرسلين)). رواه الحاكم في "الكنى" وابن عدى وخطيب.

ابوبکر وعمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انبیا ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کے۔

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل أبي بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما، ج١١، ص٢٥٦، الحديث: ٣٢٦٤٢.

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت وسطوت (ودبدبہ) خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی (اور صاف صاف واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلاقید جہت وحیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسّی سے زیادہ صحابہ وتابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیخ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف واشگاف بہ کرّات ومرّات (بار بار موقع بہ موقع اپنی) جَلَوات وخلوات (عمومی محفلوں، خصوصی نشستوں) ومشاہد عامہ ومساجد جامعہ (عامۃ الناس کی مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔

(ازاں جملہ وہ ارشاد گرامی کہ) امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادۂ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: قال: قلت لأبي: أيّ الناس خيرٌ بعد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم؟ قال: ((أبو بكر، قال: قلت: ثم من؟ قال: عمر)).

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''ابوبکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: عمر''۔

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧١، ج٢، ص٥٢٢.

ابوعمر بن عبداللہ حکم بن حجل سے اور دار قطنی اپنی ''سنن'' میں راوی جناب امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

((لا أجد أحداً فضلني على أبي بكر وعمر إلّا جلدته حد المفتري)) "الصواعق المحرقة"، ص ٦٠.

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء وبہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اسّی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلحی ''کتاب السنّۃ'' میں جناب علقمہ سے راوی: بلغ عليّا أنّ أقواماً يفضّلونه على أبي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أيها الناس! ((أنّه بلغني أنّ أقواماً يفضّلوني على أبي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر، عليه حد المفتري، ثم قال: إنّ خير هذه الأمة بعد نبيها صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أبو بكر ثم عمر ثم الله أعلم بالخير بعده، قال: وفي المجلس الحسن بن علي فقال: والله لو سمّى الثالث لسمى عثمٰن)).

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ لوگ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے (اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں۔ پس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سُنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں پس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری (بہتان باندھنے والا) ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے، پھر فرمایا: بے شک بہتر اس امت کے بعد ان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کو ان کے بعد، اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ عنہ) بھی جلوہ فرما تھے انہوں نے ارشاد کیا: خدا کی قسم! اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمٰن کا نام لیتے۔ "إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء" بحواله أبي القاسم مسند علي بن أبي طالب، ج١، ص٦٨.

بالجملہ احادیث مرفوعہ واقوالِ حضرت مرتضوی واہلبیت نبوت اس بارے میں لاتعد ولاتحصی (بے شمار ولا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر نے اپنے رسالہ تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوی الاحترام) نے ان احادیث وآثار میں جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صدہا تصریحیں (سیکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جہت وحیثیت کی قید نہ دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضیلت (حاصل ہے) لہٰذا انہوں نے عقیدہ کرلیا کہ گو فضائل خاصہ وخصائص فاضلہ (مخصوص فضیلتیں اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کُشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعطائے الٰہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے نہ پائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کہ امیرین وزیرین کو وہ خصائصِ غالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہِ الٰہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کُلّی (کسی جہت وحیثیت کا لحاظ کیے بغیر فضیلت مطلقہ کُلّیہ) جو کثرتِ ثواب وزیادتِ قُربِ ربّ الارباب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اوروں کے نصیب میں نہ آیا)۔

اور (یہ اہل سنت وجماعت کا وہ عقیدہ ثابتہ محکمہ ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اوّل تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں اور اگر بالفرض کہیں بوئے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاہ فہمی) ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) واہلبیت کرام (صاحب البیت ادرٰی بما فیہ کے مصداق اسرار خانہ سے مقابلۃً واقف تر) کیوں بلاتقیید (کسی جہت وحیثیت کی قید کے بغیر) انہیں

جو شخص مولیٰ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ بدمذہب ہے۔[1]

افضل وخیرامت وسردار اوّلین وآخرین بتاتے، کیا آیہ کریمہ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ (تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں)

وحدیث صحیح: ((من کنتُ مولاہ فعلي مولاہ)). (جس کا میں مولا ہوں تو علی بھی اس کا مولا ہے)۔

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٧٣٣، ج٥، ص٣٩٨.

"سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، الحديث: ١٢١، ج١، ص٨٦.

اور خبر شدید الضعف وقوی الجرح (نہایت درجہ ضعیف وقابل شدید جرح وتعدیل) ((لحمك لحمي ودمك دمي)) (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے)۔

"كنز العمال"، كتاب الفضائل، فضائل علي رضي الله تعالى عنه، ج١١، ص ٢٧٩، الحديث: ٣٢٩٣٣.

برتقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت وصحیح مان لی جائے) وغیر ذلک (احادیث واخبار) سے انہیں آگاہی نہ تھی۔ (ہوش وحواس علم وشعور اور فہم وفراست میں یگانہ روزگار ہوتے ہوئے ان اسرارِ درون خانہ سے بیگانہ رہے اور اسی بیگانگی میں عمریں گزار دیں) یا (انہیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) تھی تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت وشرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے۔) یا سمجھے۔ (حقیقتِ حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آنے دیا اور حالانکہ یہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تقیہ ملعونہ کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکر خلاف سمجھ لیں (کسے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بیّنہ وقاطع الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیر محتملۃ الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر پھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد للہ رب العلمین کہ حق تبارک وتعالیٰ نے فقیر حقیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لیے اس میں کفایت (اور یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی وہدایت کے لیے کافی) اور متعصب کو (کہ آتش غلو میں سُلگتا اور ضد ونفسانیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت ﴿قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ﴾ (انہیں آتش غضب میں جلنا مبارک) (ہم مسلمانانِ اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبت علی مرتضیٰ ہے اور اس کا بھی (یہی تقاضا) یہی مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اَسّی کوڑوں کے استحقاق سے بچئے (والعیاذ باللہ)''۔ ''الفتاوى الرضوية''، ج٢٩، ص٣٦٣ تا ٣٧٠.

[1]...... في "الفتاوى البزازيه"، كتاب السير، نوع فيما يتصل به... إلخ، ج٦، ص٣١٩: (الرافضي إن كان يفضل علياً عليهما فهو مبتدع)، هامش "الهندية".

وفي "فتح القدير"، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٤: (وفي الروافض أنّ من فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع).

وفي "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق...إلخ، ج١، ص٦١١: (والرافضي إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع).

عقیدہ (۳): افضل کے یہ معنی ہیں کہ اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت ومنزلت والا ہو، اسی کو کثرتِ ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں، نہ کثرتِ اجر، کہ بارہا مفضول کے لیے ہوتی ہے۔[1] حدیث میں ہمراہیانِ سیّدنا اِمام مَہدی کی نسبت آیا کہ: ''اُن میں ایک کے لیے پچاس کا اجر ہے، صحابہ نے عرض کی: اُن میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔''[2]

تو اجر اُن کا زائد ہوا، مگر افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر بھی نہیں ہو سکتے، زیادت درکنار، کہاں امام مَہدی کی رفاقت اور کہاں حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نظیر بلاتشبیہ یوں سمجھیے کہ سلطان نے کسی مہم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے انعام دیے اور وزیر کو خالی پروانۂ خوشنودیٔ مزاج دیا تو انعام انھیں کو زائد ملا، مگر کہاں وہ اور کہاں وزیرِ اعظم کا اِعزاز؟

عقیدہ (۴): ان کی خلافت بر ترتیبِ فضلیت ہے، یعنی جو عنداللہ افضل واعلیٰ واکرم تھا وہی پہلے خلافت پاتا گیا، نہ کہ افضلیت بر ترتیبِ خلافت، یعنی افضل یہ کہ مُلک داری ومُلک گیری میں زیادہ سلیقہ، جیسا آج کل سُنّی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں[3]۔

---

1 ...... یعنی اکثر وبیشتر اجر کی زیادتی ایسے شخص کے لیے ہوتی ہے جو افضل نہ ہو۔

2 ...... عن أبي أمية الشعباني قال: أتيت أبا ثعلبة الخشني فقلت له: كيف تصنع بهذه الآية؟ قال: أيّةُ آية؟ قلت: قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ قال: أمَا والله لقد سألت عنها خبيرا سألت عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ((بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى إذا رأيت شحّاً مطاعاً وهوًى متّبعاً، ودنيًا مؤثرةً وإعجاب كل ذي رأي برأيه فعليك بخاصة نفسك ودع العوامّ، فإنّ من ورائكم أياماً الصبر فيهن مثل القبض على الجمر، للعامل فيهن مثل أجر خمسين رجلا يعملون مثل عملكم))، قال عبد الله بن المبارك: وزادني غير عتبة قيل: يا رسول الله! أجر خمسين منّا أو منهم، قال: ((لا، بل أجر خمسين رجلاً منكم)).

"سنن الترمذي"، كتاب التفسير، باب ومن سورة المائدة، الحديث: ٣٠٧٩، ج٥، ص٤٢.

و"ابن ماجه"، كتاب الفتن، باب قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ...إلخ﴾، الحديث: ٤٠١٤، ج٤، ص٣٦٥.

في "فتح الباري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ج٧، ص٦، تحت الحديث: ٣٦٥١: (أنّ حديث: ((للعامل منهم أجر خمسين منكم)) لا يدلّ على أفضلية غير الصحابة على الصحابة؛ لأنّ مجرد زيادة الأجر لا يستلزم ثبوت الأفضلية المطلقة، وأيضاً فالأجر إنّما يقع تفاضله بالنسبة إلى ما يماثله في ذلك العمل، فأمّا ما فاز به من شاهد النبي صلى الله عليه وسلم من زيادة فضيلة المشاهدة فلا يعدله فيها أحد).

3 ...... في "مجموعة الحواشي البهية"، "حاشية عصام" على "شرح العقائد"، ج٢، ص٢٣٦: (قوله: "على هذا الترتيب أيضاً": يشعر أنّ مبني ترتيب الخلافة على ترتيب الأفضلية التي حكم بها السلف).

وفي "الطريقة المحمدية" مع شرح "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٣: (وأفضلهم أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر الفاروق، ثم عثمان ذو النورين، ثم علي المرتضى، وخلافتهم) أي: هؤلاء الأربعة عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كانت (على هذا الترتيب أيضاً) أي: كما هي فضيلتهم كذلك، (ثم) بعدهم في الفضيلة (سائر) أي: بقية (الصحابة رضي الله عنهم أجمعين).

وفي "المعتقد المنتقد"، الباب الرابع في الإمامة، ص١٩١: (والإمام الحق بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم أجمعين، والفضيلة على ترتيب الخلافة).

قال الإمام أحمد رضا في حاشيته "المعتمد المستند"، نمبر ٣١٦، ص١٩١، تحت اللفظ: **"والفضيلة"** (تبع في هذه العبارة الحسنة الأئمة السابقين، وفيها ردّ على مفضلة الزمان المدعين السنية بالزور والبهتان حيث أوّلوا مسألة ترتيب الفضيلة بأنّ المعنى الأولوية للخلافة الدنيوية، وهي لمن كان أعرف بسياسة المدن وتجهيز العساكر وغير ذلك من الأمور المحتاج إليها في السلطنة، وهذا قول باطل خبيث مخالف لإجماع الصحابة والتابعين رضي الله تعالى عنهم، بل الأفضلية في كثرة الثواب وقرب الأرباب والكرامة عند الله تعالى، ولذا عبر عن المسألة في "الطريقة المحمدية" وغيرها في بيان عقائد السنة بأنّ أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم، وللعبد الضعيف في الردّ على هؤلاء الضالين كتاب حافل كافل بسيط محيط سمّيتُه "مطالع القمرين بإبانة سبقة العمرين" ١٢).

یعنی: اور امام برحق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں، اور (ان چاروں کی) فضیلت ترتیبِ خلافت کے موافق ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے حاشیہ میں ''والفضیلۃ'' کے تحت کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ائمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے میں تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پر سنّی ہونے کے مدّعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں ترتیب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولویت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ حقدار ہونا، اور یہ اس کے لئے ہے کہ جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی، اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام وانصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو۔ اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے، اسی لئے ''طریقہ محمدیہ'' وغیرہا کتابوں میں اہلسنت وجماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں، پھر علی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس ناتواں بندے کی ان گمراہوں کے رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے جس کا نام میں نے '' **مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين** '' رکھا۔ ١٢ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوں ہوتا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہوتے کہ اِن کی خلافت کوفرمایا:

((لَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِيْ فَرْيَهُ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.))[1]

اور صدیقِ اکبر کی خلافت کوفرمایا:

((فِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ.))[2]

عقیدہ (۵): خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرۂ مبشّرہ وحضرات حسنین واصحابِ بدر واصحابِ بیعۃ الرضوان کے لیے افضلیت ہے[3] اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔[4]

1...... میں نے کسی کو ایسا جواں مرد نہیں دیکھا جو اتنا کام کر سکے، حتیٰ کہ لوگ (اُن کے نکالے ہوئے پانی سے) سیراب ہوگئے۔

"سنن الترمذي"، كتاب الرؤيا، باب ما جاء في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم الميزان والدلو، الحديث: ٢٢٩٦، ج٤، ص١٢٧.

2...... ان کے (دورانِ خواب، کنوئیں سے پانی) نکالنے میں کمزوری تھی، اللہ عزوجل انہیں معاف فرمائے۔

"صحيح البخاري" كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، الحديث: ٣٦٧٦، ج٢، ص٥٢٤.

3...... في "شرح المسلم" للنووي، كتاب فضائل الصحابة، ص٢٧٢: (واتفق أهل السنة على أنّ أفضلهم أبوبكر، ثم عمر، قال جمهورهم: ثم عثمان، ثم علي، قال أبو منصورالبغدادي: أصحابنا مجمعون على أنّ أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور ثم تمام العشرة، ثم أهل بدر، ثم أُحد، ثم بيعة الرضوان)، ملتقطاً.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص١١٩: (أجمع أهل السنة والجماعة على أنّ أفضل الصحابة أبو بكر فعمر فعثمان فعلي، فبقية العشرة المبشرة بالجنة، فأهل بدر، فباقي أهل أحد، فباقي أهل بيعة الرضوان بالحديبية).

4...... ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ پ١٧، الأنبياء: ١٠١-١٠٣.

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ پ١١، التوبة: ١٠٠.

﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ پ٢٧، الحديد: ١٠.

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة)).

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب مناقب أبي محمد الحسن... إلخ، الحديث: ٣٧٩٣، ج٥، ص٤٢٦. =

= "سنن ابن ماجه"، كتاب السنة، الحديث: ١١٨، ج١، ص٨٤.

عن جابر عن أم مبشر عن حفصة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إني لأرجو أن لا يدخل النار إن شاء الله أحد شهد بدراً والحديبية))، قالت: فقلت: أليس الله عزوجل يقول: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا﴾، قال: فسمعته يقول: ﴿ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾.

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ٢٦٥٠٢، ج١٠، ص١٦٣.

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ٢٦، الفتح: ١٨.

عن جابر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنّه قال: ((لا يدخل النار أحد ممن بايع تحت الشجرة)).

"سنن أبي داود"، كتاب السنة، باب في الخلفاء، الحديث: ٤٦٥٣، ج٤، ص ٢٨١.

"سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب في فضل من بايع تحت الشجرة، الحديث: ٣٨٨٦، ج٥، ص٤٦٢.

شیخ المحققین خاتم المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی مایہ ناز کتاب ''تکمیل الایمان'' میں فرماتے ہیں:

ذکرعشرہ مبشرہ:

باقي العشرة المبشرة: یعنی بعداز خلفاء اربعہ فضیلت بقیہ عشرہ مبشرہ کے لیے ہے۔اورعشرہ مبشرہ جن کی عرفیت ہے، وہ دس صحابہ کرام ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دے کرفرمایا: ((أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن أبي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وأبو عبيدة بن الجراح في الجنة)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، الحديث: ٣٧٦٨، ج٥، ص٤١٦.

و"المسند" للإمام أحمد، ج١، ص ٤١٠، الحديث: ١٦٧٥.

یعنی: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں، (رضی اللہ تعالی عنہم)

یہ دس صحابہ کرام خیار امت، افاضل صحابہ، اکابر قریش، پیشوائے مہاجرین اور اقارب مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وسلم، ان کے لیئے سبقت ایمان اور خدمت اسلام ثابت ہے، جوکہ اوروں کے لئے نہیں ہے، ان کا جنتی ہونا قطعی ہے لیکن یہ قطعیت بشارت انہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ان کے سوا بھی اور اصحاب بشارت یافتہ ہیں مثلاً: سیدتنا فاطمہ، امام حسن، امام حسین، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہم وغیرھا۔

ان دس اصحاب مبشرہ کی شہرت ولقب، وقوع بشارت ایک حدیث اور ایک وقت میں ہونے کی وجہ سے ہے اوران کا ذکر عقائد کے ضمن میں بسبب اہتمام بشارت، اور اہل زیغ کے مذہب کے ردو ابطال کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ان کی شان میں گستاخی کرتے اور بے ادبی کی راہ چلتے

ہیں۔اور عام مخلوق جان لے کہ دخول جنت کی بشارت ان ہی دسوں کے ساتھ قطعی اور مخصوص ہے یہ گمان محض غلط اور صریح جہالت ہے۔

اور بعض عربی کے طالب علم جو ناپختہ اور عام جہلاء سے بڑھ کر ہیں کہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی بشارت ہے لیکن ان عشرہ مبشرہ کی بشارت قطعی ہے اور ان کے سوا اوروں کے لیئے ظنی ہے اور ان دسوں کی درجہ بشارت سے قوت وشہرت اور تواتر میں کم ہے۔اس گمان فاسد کی منشاء عدم تتبع احادیث اور علم حدیث کی خدمت میں کوتاہی کی وجہ سے ہے،اللہ تعالی ان سے درگزر فرمائے،ہم نے اس بحث کو اسی زمانہ میں ایک مستقل کتاب میں جس کا نام" تحقيق الإشارة في تعميم البشاره" ہے تفصیل وتحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے،اور مبشرین کے نام بھی جو کہ احادیث میں نظر سے گزرے ذکر کردیے ہیں۔

حق وصواب یہی ہے کہ خلفاء اربعہ، فاطمہ وحسن وحسین وغیرہم رضی اللہ عنہم کی بشارت مشہور اور اصل بحد تواتر معنوی ہے باقی عشرہ مبشرہ کی بشارت بھی بحد شہرت پہنچی ہوئی ہے اور بعض دیگر صحابہ بھی اخبار احاد سے تفاوت مراتب کے ساتھ صاحب بشارت ہیں،اور حکم غیر مبشرین کا یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں کہ: مومنین ومسلمین جنتی،اور کفار دوزخی،بغیر جزم ویقین،اور بلا قطعی کسی کے جنتی یا ناری کی خصوصیت کے،اس کی مکمل تحقیق کتاب مذکور میں ملاحظہ کریں۔وباللہ التوفیق۔

ذكر أهل بدر:

أهل بدر: یعنی بعد عشرہ مبشرہ کے فضیلت بدری اصحاب کے لئے ہے۔ اور اہل بدر تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحاب ہیں وہ سب قطعی طور پر جنتی ہیں کیونکہ ان کی شان میں فرمایا گیا: ((إنّ الله قد اطّلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم)).

یعنی: بے شک اللہ تعالی اہل بدر کو مطلع فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ: جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تم کو بخش دیا۔

"صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب الجاسوس، الحديث: ۳۰۰۷، ج۲، ص۳۱۱.

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ((لن يدخل الله النار رجلاً شهد بدراً والحديبية)). یعنی: اللہ تعالی بدر وحدیبیہ میں حاضر ہونے والوں کو ہرگز آگ میں داخل نہ کرے گا۔

ذكر أهل أحد:

فأحد: یعنی بعد از اہل بدر فضیلت اہل غزوہ اُحد کے لئے ہے جو کہ سال چہارم ہجری میں واقع ہوا۔

بیعت رضوان:

أهل بيعت الرضوان: یعنی اہل غزوہ احد کے بعد فضیلت اہل بیعت رضوان کے لئے ہے۔یہ وہ نامی بیعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں سے ہوئی چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ پ۲٦، الفتح: ۱۸.

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور حدیث مبارک میں ہے: ((لا يدخل النار أحدٌ بايعني تحت الشجرة)). یعنی: اللہ تعالی کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے گا جنھوں نے

عقیدہ (۶): تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر و صلاح ہیں اور عادل، ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔[1]

عقیدہ (۷): کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے، کہ وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے[2]، ایسا شخص رافضی ہے، اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سُنّی کہے، مثلاً حضرت امیرِ معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابو سفیان اور والدۂ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمر و بن عاص، و حضرت مغیرہ بن شعبہ،

درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی۔

یہ سب بھی جنتی ہیں، اور افضلیت میں یہ ترتیب مذکور مجمع علیہ ہے جسے ابومنصور تمیمی نے نقل کیا ہے۔ ان تمام مذکورین صحابہ کے بعد بھی بحسب فضائل و مآثر جو ان کے حق میں مروی ہیں، وہ سب جنتی ہیں، ان کے درجات و مقامات جدا جدا ہوں گے، علماء نے ان کی تصریح منظور نہ کی، واللہ اعلم۔ ''تکمیل الایمان'' (فارسی)، ص۱۶۱۔۱۶۵، (اردو) ص۱۱۷۔۱۲۱.

1 ...... فـي "المسامرة"، ص٣١٣: (واعتقاد أهل السنة) والجماعة (تزكية جميع الصحابة) رضي الله عنهم وجوباً بإثبات العدالة لكل منهم والكف عن الطعن فيهم، (والثناء عليهم كما أثنى الله سبحانه وتعالى عليهم إذ قال: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾) وقال تعالى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ وسطاً أي: عدولاً خياراً.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، أفضلية الصحابة بعد الخلفاء، ص٧١: (ولا نذكر الصحابة) أي: مجتمعين ومنفردين، وفي نسخة: ولا نذكر أحداً من أصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم إلّا بخير، ولقوله عليه الصلاة والسلام: ((إذا ذكر أصحابي فأمسكوا))، ولذلك ذهب جمهور العلماء إلى أنّ الصحابة رضي الله عنهم كلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلي وكذا بعدها)، ملتقطاً.

وفي "شرح العقائد النسفية"، ص١٦٢: (ويكف عن ذكر الصحابة إلّا بخير).

2 ...... عن عبد الله بن مغفل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله فيوشك أن يأخذه)). "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب من سبّ أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٨٨٨، ج٥، ص٤٦٣.

فـي "فيض القدير"، ج٢، ص١٢٤، تحت الحديث: ((الله الله في)) حق (أصحابي) أي: اتقوا الله فيهم ولا تلمزوهم بسوء، أو اذكروا الله فيهم وفي تعظيمهم وتوقيرهم، وكرره إيذاناً بمزيد الحث على الكف عن التعرض لهم بمنقص ((لا تتخذوهم غرضاً)) هدفاً ترموهم بقبيح الكلام كما يرمى الهدف بالسهام، هو تشبيه بليغ ((بعدي)) أي: بعد وفاتي...... ((ومن آذاهم)) بما يسوءهم ((فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله ومن آذى الله يوشك أن يأخذه)) أي: يسرع انتزاع روحه أخذة

وحضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالٰی عنہ جنھوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سید الشہد احمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مُسَیلِمہ کذّاب ملعون [1] کو واصلِ جہنم کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: کہ میں نے خیر النّاس وشر النّاس کو قتل کیا [2]، اِن میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا [3] ہے اور اِس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہوسکتی، کہ ان کی توہین، بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ [4]

عقیدہ (۸): کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ [5]

غضبان منتقم عزيز مقتدر جبار قهار ﴿إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾)، ملتقطاً.

1...... نبوت کا جھوٹا دعویدار مسیلمہ لعنتی۔

2...... (وحشي بن حرب الحبشي قاتل حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنه يوم أحد، وشَرِك في قتل مسيلمة الكذاب يوم اليمامة، وكان يقول: قتلت خير الناس في الجاهلية وشرّ الناس في الإسلام).

"أسد الغابة في معرفة الصحابة"، الجزء الخامس، رقم الترجمة: ٥٤٤٢، ص٤٥٤.

3...... نفرت کا اظہار کرنا۔

4...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج٦، ص٣٦٢: (من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته).

وفي "البزازية"، ج٦، ص ٣١٩: (الرافضي إن كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر)، (هامش "الهندية").

وفيها ج٦، ص ٣١٨: (من أنكر خلافة أبي بكر رضي الله عنه فهو كافر في الصحيح، ومنكر خلافة عمر رضي الله عنه فهو كافر في الأصحّ)، (هامش "الهندية").

وفي "فتح القدير"، باب الإمامة، ج١، ص٣٠٤: (وفي الروافض أنّ من فضل علياً رضى الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر رضي الله عنهما فهو كافر).

وفي "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، إمامة العبد والأعرابي والفاسق...إلخ، ج١، ص٦١١: (والرافضى إن فضل علياً على غيره فهو مبتدع، وإن أنكر خلافة الصديق فهو كافر).

في "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٨: (وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر).

وفي "تبيين الحقائق"، كتاب الصلاة، الأحق بالإمامة، ج١، ص٣٤٧: (وفي الروافض إن فضل علياً رضي الله عنه على الثلاثة فمبتدع وإن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر). انظر للتفصيل "الفتاوى الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٢٥١.

5...... في "المرقاة"، كتاب الفتن، تحت الحديث: ٥٤٠١، ج٩، ص٢٨٢: (من القواعد المقررة أنّ العلماء والأولياء من الأمة لم يبلغ أحد منهم مبلغ الصحابة الكبراء).

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''تابعین سے لے کر تابقیامت

مسئلہ (۵): صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے، ان میں پڑنا حرام، حرام، سخت حرام ہے، مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔

عقیدہ (۹): تمام صحابۂ کرام اعلیٰ و ادنیٰ (اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بھنک [1] نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا[2]، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے۔

عقیدہ (۱۰): صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انبیا نہ تھے، فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں بعض کے لیے لغزشیں ہوئیں، مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خلاف ہے۔[3] اللہ عزوجل نے ''سورۂ حدید'' میں جہاں صحابہ کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبلِ فتحِ مکہ اور بعدِ فتحِ مکہ اور اُن کو اِن پر تفضیل دی اور فرمادیا:

﴿كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ﴾

''سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔''

امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایۂ عظیم کو پہنچے صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان (یعنی صحابہ) میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ "الفتاوی الرضویة"، ج۲۹، ص۳۵۷.

1 ...... ہلکی سی آواز بھی۔

2 ...... ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ پ۱۷، الأنبیاء: ۱۰۱۔ ۱۰۳.

3 ...... ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ پ۸، الأعرف: ۴۳۔

في "التفسير الكبير"، ج٥، ص٢٤٢۔٢٤٣: تحت الآية: (ومعنى نزع الغل: تصفية الطباع وإسقاط الوساوس ومنعها من أن ترد على القلوب،...... وإلى هذا المعنى أشار علي بن أبي طالب رضي الله عنه فقال: إني لأرجو أن أكون أنا وعثمان وطلحة والزبير من الذين قال الله تعالى فيهم: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾).

وفي "روح البيان"، تحت الآية: ج٣، ص١٦٢: (قال ابن عباس رضي الله عنهما: نزلت هذه الآية في أبي بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وابن مسعود وعمار بن ياسر وسلمان وأبي ذر ينزع الله في الآخرة ما كان في قلوبهم من غشّ بعضهم لبعض في الدنيا من العداوة والقتل الذي كان بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم والأمر الذي اختلفوا فيه فيدخلون

ساتھ ہی ارشاد فرمادیا:

﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۠﴾[1]

''اللہ خوب جانتا ہے، جو کچھ تم کرو گے۔''

تو جب اُس نے اُن کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ ان سب سے ہم جنتِ بے عذاب وکرامت وثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ اُن کی کسی بات پر طعن کرے...؟! کیا طعن کرنے والا اللہ (عزوجل) سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔[2]

عقیدہ (۱۱): امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے، اُن کا مجتہد ہونا حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیثِ ''صحیح بخاری'' میں بیان فرمایا ہے[3]، مجتہد سے صواب وخطا[4] دونوں صادر ہوتے ہیں۔[5]

إخواناً على سرر متقابلين).

1 ...... ﴿لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ پ۲۷، الحدید: ۱۰.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۲۹، ص ۱۰۰ ـ ۱۰۱، ۲٦٤، ۳۳٦، ۳٦۱ـ۳٦۳.

3 ...... حدثنا ابن أبي مريم: حد ثنا نافع بن عمر: حدثني ابن أبي مليكة: (قيل لابن عباس: هل لك في أمير المؤمنين معاوية فإنه ما أوتر إلّا بواحدة قال: أصاب إنه فقيه). "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، باب ذكر معاوية رضي الله تعالى عنه، الحديث: ۳۷٦٥، ج۲، ص٥٠٥.

"المشكاة"، كتاب الصلاة، باب الوتر، الحديث: ۱۲۷۷، ج۱، ص۲٥٠.

في "المرقاة"، ج۳، ص ۳٤۹ـ۳٥٠، تحت الحديث: (قال: أي: ابن عباس أصاب، أي: أدرك الثواب في اجتهاده إنّه فقيه، أي: مجتهد وهو مثاب وإن أخطأ).

4 ...... صحیح اور غلط۔

5 ...... في "شرح العقائد النسفية"، مبحث المجتهد قد يخطئ ويصيب، ص۱۷٥: (والمجتهد في العقليات والشرعيات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، المجتهد في العقليات يخطئ ويصيب، ص۱۳۳: (أنّ المجتهد في العقليات

خطا دو قسم ہے: خطأ عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطأ اجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطأ مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطأ اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

دوسری خطأ منکَر، یہ وہ خطأ اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا[1] اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری[2] اور امیرِ معاویہ کی مغفرت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔[3]

والشرعيات الأصلية والفرعية قد يخطئ وقد يصيب).

1...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٣٣٥ ـ ٣٣٦.

2...... یعنی تائید وسندِ حق۔

3...... عن عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه قال: (رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وأبو بكر وعمرجالسان عنده، فسلمت عليه وجلست، فبينما أنا جالس إذ أتي بعلي ومعاوية، فأدخلا بيتا وأجيف الباب وأنا أنظر، فما كان بأسرع من أن خرج علي وهو يقول: قضى لي ورب الكعبة، ثم ما كان بأسرع من أن خرج معاوية وهو يقول: غفر لي ورب الكعبة).

"البداية والنهاية"، ج٥، ص٦٣٣.

وفي "مختصر تأريخ دمشق"، قال يزيد بن الأصم: لما وقع الصلح بين علي ومعاوية خرج علي فمشى في قتلاه فقال: هؤلاء في الجنة، ثم مشى في قتلى معاوية فقال: هؤلاء في الجنة، وليصير الأمر إلي وإلى معاوية، فيحكم لي ويغفر لمعاوية؛ هكذا أخبرني حبيبي رسول الله صلى الله عليه وسلم.

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أوّل من يختصم في هذه الأمة بين يدي الرب علي ومعاوية، وأوّل من يدخل الجنة أبو بكر وعمر))، قال ابن عباس: كنت جالساً عند النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أبو بكر وعمر وعثمان ومعاوية إذ أقبل علي بن أبي طالب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمعاوية: ((أتحب علياً يا معاوية؟)) فقال معاوية: إي والله! الذي لا إله إلّا هو إنّي لأحبه في الله حباً شديداً، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّها ستكون بينكم هنيهة))، قال معاوية: ما يكون بعد ذلك يا رسول الله؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: غفر الله ورضوانه، والدخول إلى الجنة))، قال معاوية: رضينا بقضاء الله فعند ذلك نزلت هذه الآية: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾.

مسئلہ (٦): یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت مولیٰ [علی] کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے، محض باطل و بے اصل ہے۔[1] علمائے کرام نے صحابہ کے اسمائے طیبہ کے ساتھ مطلقاً ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' کہنے کا حکم دیا ہے[2]، یہ استثنائی شریعت گڑھنا ہے۔

عقیدہ (١٢): منہاجِ نبوت پر خلافتِ حقّہ راشدہ تیس سال رہی، کہ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی، پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافتِ راشدہ ہوئی[3] اور آخر زمانہ میں حضرت سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔[4]

---

1 ......

2 ...... في "نسيم الرياض"، القسم الثاني فيما يجب على الأنام من حقوقه صلى الله تعالى عليه وسلم، ج٥، ص٩٣: (﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ [التوبة: ١٠٠] فيدعى بذلك المذكور من المغفرة والرحمة والترضي لسائر المؤمنين والصحابة...... وأمّا ما قيل: من أنّه لا يدعى للصحابة إلّا برضي الله تعالى عنهم، فهو أمر حسن للأدب).

3 ...... في "النبراس"، ص٣٠٨: (والخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم ثلاثون سنة لقوله عليه الصلاة والسلام: ((الخلافة ثلاثون سنة......)) وقد استشهد علي رضي الله عنه على رأس ثلاثين سنة أي: نهايتها من وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا تقريب، والتحقيق أنّه كان بعد علي رضي الله عنه نحو ستة أشهر باقية من ثلثين سنة وهي مدة خلافة الحسن بن علي رضي الله عنهما، وكان كمال ثلثين عند تسليم الحسن الخلافة إلى معاوية، وعمر بن عبد العزيز وهو خامس الخلفاء الراشدين صاحب الحديث والاجتهاد والتقوى والعدل والكرامات والمناقب الرفيعة)، ملتقطاً.

4 ...... عن محمد بن الحنفية، قال: كنا عند علي رضي الله عنه، فسأله رجل عن المهدي، فقال علي رضي الله عنه: ((هيهات، ثم عقد بيده سبعاً، فقال: ذاك يخرج في آخر الزمان...إلخ)).

"المستدرك" للحاكم، كتاب الفتن والملاحم، الحديث:٨٧٠٢، ج٥، ص ٧٦٦-٧٦٧.

في "منح الروض الأزهر"، ص٦٥:((الخلافة بعدي ثلاثون سنة ثم تصير ملكاً عضوضاً)) ولا يشكل بأنّ أهل الحل والعقد من الأمة قد كانوا متفقين على خلافة الخلفاء العباسية وبعض المروانية كعمر بن عبد العزيز، فإنّ المراد بالخلافة المذكورة في الحديث الخلافة الكاملة التي لا يشوبها شيء من المخالفة وميل عن المتابعة يكون ثلاثون سنة، وبعدها قد تكون وقد لا تكون، إذ قد ورد في حق المهدي أنّه خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، والأظهر أنّ إطلاق الخليفة على الخلفاء العباسية كان على المعاني اللغوية المجازية العرفية دون الحقيقة الشرعية)، ملتقطاً.

امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں [1]، اسی کی طرف توراتِ مقدّس میں اشارہ ہے کہ:

"مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ." [2]

''وہ نبی آخرالزماں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی۔''

تو امیرِ معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سلطنت ہے۔ سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوجِ جرّار جاں نثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد وبالاختیار ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیرِ معاویہ کو سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی [3] اور اس صُلح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی کہ امام حسن کی نسبت فرمایا:

((إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.)) [4]

''میرا یہ بیٹا سیّد ہے، میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صلح کرادے۔''

1...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٦٨-٦٩: (وأول ملوك المسلمين معاوية رضي الله عنه).

2...... "المستدرك"، كتاب تواريخ المتقدمين من الأنبياء والمرسلين، الحديث: ٤٣٠٠، ج ٣، ص٥٢٦.
و"دلائل النبوة" للبيهقي، ج٦، ص ٢٨١، و"مشكاة المصابيح"، كتاب الفضائل، الحديث: ٥٧٧١، ج٣، ص٣٥٨.

3...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين)).
"صحيح البخاري"، كتاب الصلح، قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.
و"الجامع الصغير"، الحديث: ٢١٦٧، ج١، ص١٣٢.

في "فيض القدير"، ج٢، ص٥١٩، تحت الحديث: ((أن يصلح به) يعني: بسبب تكرمه وعزله نفسه عن الخلافة، وتركها كذلك لمعاوية (بين فئتين عظيمتين من المسلمين) وكان ذلك، فلما بويع له بعد أبيه وصار هو الإمام الحق مدة ستة أشهر تكملة للثلاثين سنة التي أخبر المصطفى صلى الله عليه وسلم أنّها مدة الخلافة وبعدها يكون ملكاً عضوضاً ثم سار إلى معاوية **بكتائب كأمثال الجبال** وبايعه منهم أربعون ألفاً على الموت، فلما تراء ى الجمعان علم أنّه لا يغلب أحدهما حتى يقتل الفريق الآخر فنزل له عن الخلافة لا لقلة ولا لذلة بل رحمة للأمة... إلخ).

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٦٨-٦٩: (أول ملوك المسلمين معاوية رضي الله عنه وهو أفضلهم لكنّه إنما صار إماماً حقاً لما فوض إليه الحسن بن علي رضي الله عنهما الخلافة، فإنّ الحسن بايعه أهل العراق بعد موت أبيه ثم بعد ستة أشهر فوض الأمر إلى معاوية رضي الله عنه).

4...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم للحسن بن علي رضى الله عنهما: إنّ ابني هذا... إلخ، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٢١٤.

تو امیرِ معاویہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ، بلکہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، بلکہ حضرت عزّت جلّ وعلا پر طعن کرتا ہے۔[1]

عقیدہ (۱۳): ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا **قطعی جنتی اور یقیناً آخرت میں بھی محمد رسول اللہ** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **کی محبوبۂ عروس ہیں**[2]، **جو انھیں ایذا دیتا ہے رسول اللہ** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **کو ایذا دیتا ہے**[3] **اور حضرت طلحہ وحضرت زبیر** رضی اللہ تعالی عنہما **تو عشرۂ مبشّرہ**[4] **سے ہیں**[5]، **ان صاحبوں سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولیٰ علی** کرّم اللہ تعالی وجہہ الکریم **خطائے اجتہادی واقع**

---

1 ...... وفي "المعتمد المستند"، حاشية نمبر ۳۱۹، ص۱۹۲: (في "الجامع الصحيح": إنّ ابني هذا سيد لعلّ الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين، وبه ظهر أنّ الطعن على الأمير معاوية رضي الله تعالى عنه طعن على الإمام المجتبى بل على جده الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم، بل على ربه عزّوجل).

2 ...... عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّه ليهون علي الموت، إني أريتك زوجتي في الجنة)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۹۸، ج۲۳، ص۳۹.

وحدثتنا عائشة رضي الله عنها أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر فاطمة رضي الله عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: ((أما ترضين أن تكوني زوجتي في الدنيا والآخرة؟)) قالت: بلى والله، قال: ((فأنت زوجتي في الدنيا والآخرة)).

"المستدرك" للحاكم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ۶۷۸۹، ج۵، ص۱۲.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ماذكر عائشة رضي الله عنها، الحديث: ۱۰، ج۷، ص ۵۲۹. "الفتاوی الرضوية"، ج۲۹، ص۳۷۶.

3 ...... ((يا معشر المسلمين من يعذرني من رجل قد بلغني عنه أذاه في أهلي... إلخ))

"صحيح البخاري"، كتاب المغازي ،باب حديث الإفك ، الحديث: ۴۱۴۱، ج۳، ص۶۴.

وفي رواية: حدثنا هشام عن أبيه قال:...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((يا أم سلمة لا تؤذيني في عائشة فإنّه والله ما نزل علي الوحي وأنا في لحاف امرأة منكنّ غيرها).

"صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب فضل عائشة رضي الله عنها، الحديث: ۳۷۷۵، ج۲، ص۵۵۲.

وفي "المرقاة"، تحت الحديث: ۶۱۸۹: فقال النبي صلى الله عليه وسلم لها: ((لا تؤذيني في عائشة)) أي: في حقها، وهو أبلغ مِن لا تؤذي عائشة لما يفيد من **أن ما آذاها فهو يؤذيه**). ج۱۰، ص۵۶۱.

4 ...... وہ دس صحابہ جنہیں اُن کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی جن کے نام صفحہ نمبر ۲۵ پر گزرے۔

5 ...... عن عبد الرحمٰن بن عوف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((......وطلحة في الجنة والزبير في الجنة......)).

"سنن الترمذي"، أبواب المناقب، الحديث: ۳۷۶۸، ج۵، ص۴۱۶.

ہوئی، مگر ان سب نے بالآخر رجوع فرمائی[1]، عرفِ شرع میں بغاوت مطلقاً مقابلۂ امام برحق کو کہتے ہیں، عناداً[2] ہو، خواہ اجتہاداً[3]، ان حضرات پر بوجہ رجوع اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا، گروہِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فئہ باغیہ[4] آیا ہے[5]، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد ومُعانِد وسرکش ہو گیا اور دُشنام[6] سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اِطلاق جائز نہیں۔

1...... (شهد الزبير الجمل مقاتلاً لعلي، فناداه علي ودعاه، فانفرد به وقال له: أتذكر إذ كنت أنا وأنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فنظر إلي وضحك وضحكتُ فقلت: أنت لا يدع ابن أبي طالب زهوه فقال: ليس بمزه، ولتقاتلنّه وأنت له ظالم، فذكر الزبير ذلك، **فانصرف عن القتال**، فنزل بوادي السباع، وقام يصلي فأتاه ابن جرموز فقتله، وجاء بسيفه إلى علي فقال: إنّ هذا سيف طالما فرّج الكرب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قال: بشّر قاتل ابن صفية بالنار).

"أسد الغابة في معرفة الصحابة"، ج۲، ص۲۹۷.

وفيه: (قتل طلحة يوم الجمل، وكان شهد ذلك اليوم محارباً لعلي بن أبي طالب رضي الله عنهما، فزعم بعض أهل العلم أنّ علياً دعاه، فذكّره أشياء من سوابقه على ما قال للزبير، **فرجع عن قتاله**، واعتزل في بعض الصفوف، فرمي بسهم في رجله، وقيل: إنّ السهم أصاب ثغرة نحره فمات، رماه مروان بن الحكم). "أسد الغابة في معرفة الصحابة"، ج۳، ص۸۵.

ان روایتوں سے پتہ چلا کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے خطاء اجتہادی واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدمقابل ہوئے لیکن یاددلانے پر الگ ہو گئے اور جنگ نہیں لڑی۔

2...... دشمنی کے طور پر۔

3...... في "الدر المختار"، كتاب الجهاد، باب البغاة، ج٦، ص٣٩٨-٣٩٩: (البغي شرعا: هم الخارجون عن الإمام الحقّ بغير حقّ فلو بحقّ فليسوا ببغاة).

4...... شریعت کی اصطلاح میں اسے باغی گروہ کہا گیا ہے۔

5...... في "صحيح البخاري": عن عكرمة: قال لي ابن عباس ولابنه علي: انطلقا إلى أبي سعيد، فاسمعا من حديثه، فانطلقنا فإذا هو في حائط يصلحه، فأخذ رداءه فاحتبى، ثم أنشأ يحدثنا حتى أتى ذكر بناء المسجد فقال: كنا نحمل لبنة لبنة، وعمار لبنتين لبنتين فرآه النبي صلى الله عليه وسلم، فينفض التراب عنه ويقول: ((ويح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم إلى الجنة ويدعونه إلى النار)) قال: يقول عمار: أعوذ بالله من الفتن۔

"صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب التعاون في بناء المسجد، الحديث: ٤٤٧، ج١، ص١٧١۔

6...... گالی

عقیدہ (۱۴): ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوبِ ربِ العالمین جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وسلم پر معاذ اللہ تہمتِ ملعونہ اِفک [1] سے اپنی ناپاک زبان آلودہ کرنے والا، قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے [2] اور اس کے سوا اور طعن کرنے والا رافضی، تبرّائی، بددین، جہنمی۔

عقیدہ (۱۵): حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ شہدائے کرام سے ہیں، ان میں کسی کی شہادت کا منکر گمراہ، بددین، خاسر ہے۔

عقیدہ (۱۶): یزید پلید فاسق فاجر مرتکبِ کبائر تھا، معاذ اللہ اس سے اور ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت...؟! آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ: ''ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل؟ ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزادے''۔ [3] ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی [4] مستحقِ جہنم ہے۔ ہاں! یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلِ سنّت کے تین قول ہیں اور ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سُکُوت، یعنی ہم اسے فاسق فاجر کہنے کے سوا، نہ کافر کہیں، نہ مسلمان۔ [5]

---

1 ...... آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی پر بہتان۔

2 ...... في "الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين: (ولو قذف عائشة رضي الله عنها بالزنى كفر بالله ولو قذف سائر نسوة النبي صلى الله عليه وسلم لا يكفر ويستحق اللعنة).

"الفتاوى الهندية"، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ج٢، ص٢٦٤

و"البحر الرائق"، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ج٥، ص٢٠٤.

وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٧٢: (سب الصحابة والطعن فيهم إن كان مما يخالف الأدلة القطعية فكفر كقذف عائشة رضي الله عنها وإلّا فبدعة وفسق). "الفتاوى الرضوية"، ج١٤، ص٢٤٦.

3 ...... لم نعثر عليه.

4 ...... وہ فرقہ جو اپنے سینوں میں حضرت علی اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و کینہ رکھتے ہیں۔

5 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید قطعاً یقیناً باجماعِ اہلسنت فاسق و فاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق و اتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر و لعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع و موافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیۂ کریمہ

عقیدہ (۱۷): اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایانِ اہلِ سنّت ہیں، جو اِن سے محبت نہ رکھے، مردود وملعون خارجی ہے۔

سے اس پر سند لاتے ہیں: {فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ } کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والیٔ مُلک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین وخود کعبہ معظّمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی، مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظّمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلا دیا، مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمرائیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے، سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا، ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر {لَعَنَهُمُ اللّٰهُ } (ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) فرمایا، لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت فرمایا کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں اور بحال احتمال نسبتِ کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر، اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ {فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ } (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوئے۔ت) اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے، مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبد مذہبی صاف ہے، بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبتِ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمّہ ہو، { وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ } (اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)، شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو وعنود ہے''۔

"الفتاوی الرضوية"، كتاب السير، ج١٤، ص٥٩١-٥٩٣.

احکام شریعت میں فرماتے ہیں: ''یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللّٰه تعالى اعلم. "احكام شريعت"، ص١٦٥.

انظر للتفصيل: "المسامرة"، ما جرى بين علي ومعاوية رضي اللّٰه عنهما، ص٣١٧-٣١٨. و"النبراس"، ص٣٣٠-٣٣٢. و"منح الروض الأزهر" للقارئ، ص٧١-٧٣. "شرح العقائد النسفية"، ص١٦٣-١٦٤.

عقیدہ (۱۸): اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ، وام المؤمنین عائشہ صدیقہ، وحضرت سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن قطعی جنتی ہیں [1] اور انھیں اور بقیہ بَناتِ مکرّمات وازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے۔

عقیدہ (۱۹): اِن کی طہارت کی گواہی قرآنِ عظیم نے دی۔ [2]

---

1 ...... عن هند بن أبي هالة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّ الله أبى لي أن أتزوّج أو أُزوِّج إلّا أهل الجنة)). "الجامع الصغير"، ص١٠٤، الحديث: ١٦٦٠.

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((سألت ربي أن لا أزوج إلّا من أهل الجنة ولا أتزوج إلّا من أهل الجنة).

"الجامع الصغير"، ص٢٨٣، الحديث: ٤٦٠٧.

عن عائشة قالت: ((بشر رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة بنت خويلد ببيت في الجنة)).

"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ٢٤٣٤، ص١٣٢٣.

عن أبي زرعة قال: سمعت أبا هريرة قال: ((أتى جبريل النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! هذه خديجة قد أتتك معها إناء فيه إدام أو طعام أو شراب، فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها عز وجل ومنّي وبشّرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب)). "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، فضائل خديجة أم المؤمنين، الحديث: ٢٤٣٢، ص١٣٢٢.

عن عائشة قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((إنّه ليهون علي الموت، إني أريتك زوجتي في الجنة)).

"المعجم الكبير" للطبراني، الحديث:٩٨، ج٢٣، ص٣٩.

عن عمار قال: ((إنّ عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم في الجنة)). "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الفضائل، باب ما ذكر عائشة رضي الله عنها، الحديث: ١٠، ج٧، ص ٥٢٩.

وحدثتنا عائشة رضي الله عنها أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر فاطمة رضي الله عنها، قالت: فتكلمت أنا، فقال: أما ترضين أن تكوني زوجتي في الد نيا والآخرة؟ قالت: بلى والله، قال: فأنت زوجتي في الد نيا والآخرة)).

"المستد رك" للحاكم، فضائل عائشة عن لسان ابن عباس، الحديث: ٦٧٨٩، ج٥، ص١٢.

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((فاطمة سيدة نساء أهل الجنة)). "صحيح البخاري"، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب فاطمة رضي الله عنها، ج٢، ص٥٥٠۔ انظر للتفصيل: عقيده نمبر (٥)۔

2 ...... ﴿ **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا** ﴾ پ٢٢، الأحزاب: ٣٣.

في "تفسير الخازن"، ج ٣، ص٤٩٩، تحت هذه الآية: (﴿ **اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ** ﴾ أي: الإثم الذي نهى الله النساء عنه، وقال ابن عباس: يعني عمل الشيطان وما ليس لله فيه رضا، وقيل: الرجس الشك وقيل: السوء).

في "التفسير الكبير"، ج٩، ص١٦٨، تحت هذه الآية: (واختلفت الأقوال في أهل البيت، والأولى أن يقال: هم أولاده وأزواجه والحسن والحسين منهم وعلي منهم؛ لأنّه كان من أهل بيته بسبب معاشرته بنت النبي عليه السلام وملازمته للنبي).

ولایت کا بیان

ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔

مسئلہ (۱): ولایت وَہبی شے ہے (1)، نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ (2) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیۂ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ (3)

مسئلہ (۲): ولایت بے علم کو نہیں ملتی، (4) خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیے ہوں۔

عقیدہ (۱): تمام اولیائے اوّلین وآخرین سے اولیائے محمدیّین یعنی اِس اُمّت کے اولیاء افضل ہیں (5)............

---

1 ...... ولایت، اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کردہ اِنعام ہے۔

2 ...... سخت مشکل اعمال۔

3 ......فتاوی رضویہ، ج۲۱، ص۶۰۶: ''ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔'' ''الملفوظ''، معروف بہ ''ملفوظات اعلیٰ حضرت'' رحمۃ اللہ علیہ، حصہ اول، ص۲۳ و۲۴۔

4 ...... (فإنّ اللّٰه ما اتخذ ولياً جاهلاً)۔ ''الفتوحات المكية''، ج۳، ص۹۲۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں: ''حاشا نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہوسکتے ہیں، علامہ مناوی ''شرح جامع صغیر'' پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی ''حدیقہ ندیہ'' میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: علم الباطن لا يعرفه إلّا من عرف علم الظاهر ["الحديقه النديه"، النوع الثاني، ج۱، ص۱٦٥]۔ علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وما اتخذ اللّٰه ولياً جاهلاً، اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا۔'' ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱، ص۵۳۰۔

5 ...... في "اليواقيت والجواهر": (اعلم أنّ عدد منازل الأولياء في المعارف والأحوال التي ورثوها من الرسل عليهم الصلاة والسلام، مائتا ألف منزل وثمانية وأربعون ألف منزل وتسعمائة وتسعة وتسعون منزلاً لا بد لكل من حق له قدم الولاية أن ينزلها جميعها ويخلع عليه في كل منزل من العلوم ما لا يحصى، قال الشيخ محيي الدين: وهذه المنازل خاصة بهذه الأمة المحمدية لم ينلها أحد من الأمم قبلهم ولكل منزل ذوق خاص لا يكون لغيره)۔

"اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص۳٤۸۔

اور تمام اولیائے محمدیین میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیقِ اکبر کو ہے، پھر فاروقِ اعظم، پھر ذوالنورین، پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔[1]

ہاں مرتبۂ تکمیل پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جانبِ کمالاتِ نبوت حضراتِ شیخین کو قائم فرمایا اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو[2] تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے دست نگر[3] تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔

عقیدہ (۲): طریقت منافیٔ شریعت نہیں۔[4] وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل مُتصوِّف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں: کہ طریقت اور ہے شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زُعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد۔[5]

---

1 ...... في "المعتمد المستند"، حاشية نمبر: ٣١٦، ص١٩١: (أفضل الأولياء المحمديين أبو بكر، ثم عمر، ثم عثمان، ثم علي رضي الله تعالى عنهم).

وفي "الحديقة الندية"، ج١، ص٢٩٣: (وأفضلهم) أي: الأولياء (أبو بكر الصديق رضي الله عنه ثم عمر) بن الخطاب (الفاروق، ثم عثمان) بن عفان (ذو النورين، ثم علي المرتضى) ملتقطا۔

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٢٣٤.

3 ...... محتاج، حاجت مند۔

4 ...... یعنی: طریقت، شریعت کے خلاف نہیں ہے۔

5 ...... في "إحياء العلوم"، كتاب قواعد العقائد، الفصل الثاني: في وجه التدريج إلى الإرشاد...إلخ، ج١، ص ١٣٨-١٣٩: (إنّ الباطن إن كان مناقضاً للظاهر ففيه إبطال الشرع، وهو قول من قال: إنّ الحقيقة خلاف الشريعة وهو كفر لأنّ الشريعة عبارة عن الظاهر والحقيقة عبارة عن الباطن)......(فمن قال: إنّ الحقيقة تخالف الشريعة أو الباطن يناقض الظاهر فهو إلى الكفر أقرب منه إلى الإيمان)، ملتقطاً. وفي "عوارف المعارف"، ص٥٢، ١٢٨.

وفي "كشف المحجوب"، ومن ذلك الشريعة والحقيقة والفرق بينهما، ص٤٢٣-٤٣٣.

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت مجدد دین وملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین۔ شریعت، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت، حضور کے افعال، اور حقیقت، حضور کے احوال، اور معرفت، حضور کے علومِ بے مثال، صلى الله تعالى عليه وآله وأصحابه إلى مالا يزال (ان پر (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر) ان کی آل پر اور

مسئلہ (۳): اَحکامِ شرعیّہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو، سُبکدوش نہیں ہوسکتا۔[1] بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے، راستہ کی حاجت اُن کو ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا:

''صَدَقُوا لَقَدْ وَصَلُوا وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ؟ إِلَى النّارِ.''[2]

''وہ سچ کہتے ہیں، بیشک پہنچے، مگر کہاں؟ جہنم کو۔''

البتہ! اگر مجذوبیت[3] سے عقلِ تکلیفی زائل ہوگئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلمِ شریعت اُٹھ جائے گا[4]،..........

صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ رحمت برسائے جب تک مولیٰ تعالیٰ فرمائے۔ ت)۔ ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۱، ص۴۶۰۔

وانظر "الفتاوى الرضوية"، الرسالة: **"مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء"**، ج٢١، ص ٥٢١ إلى٥٦٨.

1...... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث لا يبلغ ولي درجة الأنبياء، ص١٦٦: (ولا يصل العبد ما دام عاقلاً بالغاً إلى حيث يسقط عنه الأمر والنهى لعموم الخطابات الواردة في التكاليف، وإجماع المجتهدين على ذلك، وذهب بعض الإباحيين إلى أنّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه واختار الإيمان على الكفر من غير نفاق سقط عنه الأمر والنهي، ولايدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وبعضهم إلى أنّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكّر، وهذا كفر وضلال، فإنّ أكمل الناس في المحبة والإيمان هم الأنبياء خصوصاً حبيب الله تعالى صلى الله عليه وسلم مع أنّ التكاليف في حقهم أتمّ وأكمل).

في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص١٢٢: (أنّ العبد ما دام عاقلاً بالغاً لا يصل إلى مقام يسقط عنه الأمر والنهي لقوله تعالى: ﴿**وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ**﴾ فقد أجمع المفسرون على أنّ المراد به الموت، وذهب بعض أهل الإباحة إلى أنّ العبد إذا بلغ غاية المحبة وصفا قلبه من الغفلة واختار الإيمان على الكفر والكفران سقط عنه الأمر والنهي، ولا يدخله الله النار بارتكاب الكبائر، وذهب بعضهم إلى أنّه تسقط عنه العبادات الظاهرة، وتكون عباداته التفكر وتحسين الأخلاق الباطنة، وهذا كفر وزندقة وضلالة وجهالة، فقد قال حجة الإسلام: إنّ قتل هذا أولى من مائة كافر).

2...... في "اليواقيت والجواهر"، المبحث السادس والعشرون، ص٢٠٦: (قد سئل القاسم الجنيد رضي الله عنه عن قوم يقولون: بإسقاط التكاليف، ويزعمون أنّ التكاليف إنّما كانت وسيلة إلى الوصول وقد وصلنا، فقال رضي الله تعالى عنه: صدقوا في الوصول ولكن إلى سقر). وانظر"الفتاوى الرضوية"، ج٢١، ص٥١٢، ٥٣٨.

3...... اللہ تعالیٰ کی محبت میں غرق ہونے۔

4...... في "اليواقيت والجواهر"، ص٢٠٧: (إنّ كل من سلب عقله كالبهاليل والمجانين والمجاذيب لا يطالب بأدب من الآداب بخلاف ثابت العقل فإنّه يجب عليه معانقة الأدب، والفرق أنّ من سلب عقله من هؤلاء حكمه عند الله حكم من مات في حالة شهود).

مگر یہ بھی سمجھ لو! جو اس قسم کا ہوگا، اُس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوں گی، شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔[1]

مسئلہ (۴): اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مختار بنا دیے جاتے ہیں[2]، یہ حضرات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات وتصرفات حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں ملتے ہیں[3]۔

---

❶...... ''ملفوظات'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: ''سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا''۔

''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلوی''، حصّہ دوم، ص۲۴۰۔

❷...... مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ''تفسیر عزیزی'' میں زیرِ آیۂ کریمہ ﴿وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ لکھتے ہیں: بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت هم تصرف در دنیا دادہ، و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمایند اربابِ حاجات ومطالب حل مشکلات خود از انہا می طلبند و مے یابند۔

یعنی: اللہ تعالیٰ کے بعض خاص اولیاء ہیں جن کو بندوں کی تربیتِ کاملہ اور راہنمائی کے لئے ذریعہ بنایا گیا ہے، انھیں اس حالت میں بھی دنیا کے اندر تصرف کی طاقت واختیار دیا گیا ہے اور کامل وسعتِ مدارک کی وجہ سے ان کا استغراق اس طرف متوجہ ہونے سے مانع نہیں ہوتا، صوفیائے اویسیہ باطنی کمالات ان اولیاء اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور غرض مند ومحتاج لوگ اپنی مشکلات کا حل ان سے طلب کرتے اور پاتے ہیں۔

"فتح العزيز"(تفسير عزيزی)، تحت الآية: وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ، ص٢٠٦، بحواله "فتاوى رضويه" ج٢٩، ص١٠٣-١٠٤.

❸...... في "اليواقيت والجواهر": (من الأدب أن يقال: فلان يطلع على قدم الأنبياء، ولا يقال: إنّه على قلبهم؛ لأنّ الأولياء على آثار الأنبياء مقتدون ولو أنّهم كانوا على قلوب الأنبياء لنالوا ما نالته الأنبياء أصحاب الشرائع فلما أطلعني الله على مقامات الأنبياء علمت أنّ للأولياء معراجين أحدهما يكونون فيه على قلوب الأنبياء ما عدا محمداً صلى الله عليه وسلم كما سيأتي لكن من حيث هم أولياء أو ملهمون فيما لا تشريع والمعراج التالي يكونون فيه على أقدام الأنبياء أصحاب التشريع فيأخذون معاني شرعهم بالتعريف من الله ولكن من مشكاة نور الأنبياء فلا يخلص لهم الأخذ عن الله ولا عن الروح القدس وما عدا ذلك فإنّه يخالص لهم من الله تعالى ومن الروح القدس من طريق الإلهام).

("اليواقيت والجواهر"، المبحث السابع والأربعون، الجزء الثاني، ص٣٤٨-٣٤٩).

انظر "بهجة الاسرار"، ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه... إلخ، ص٥٠، وفي "الفتاوى الرضوية"، ج٣٠، ٤٩٢-٤٩٣.

عُلومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں[1]، ان میں بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن [2] اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں[3]، مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے[4]، بے وِساطت رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مُطّلع نہیں ہوسکتا۔[5]

---

1 ...... في "تفسيرات أحمدية"، پ٢١، لقمان: تحت الآية: ٣٤، ص٦٠٨-٦٠٩: (ولك أن تقول إنّ علم هذه الخمسة وإن كان لا يعلمه إلّا اللّٰه، لكن يجوز أن يعلمها من يشاء من محبّه وأولياء ه بقرينة قوله تعالى: ﴿ **إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ** ﴾ على أن يكون الخبير بمعنى المخبر).

وفي "تفسير الصاوي"، پ٢١، لقمان: تحت الآية: ٣٤، ج٥، ص١٦٠٧: (﴿**وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا**﴾ أي: من حيث ذاتها، وأمّا بإعلام اللّٰه للعبد فلا مانع منه كالأنبياء وبعض الأولياء، قال تعالى: {**وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ**}.وقال تعالى:﴿ **عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ** ﴾ قال العلماء: وكذا ولي، فلا مانع من كون اللّٰه يطلع بعض عباده الصالحين على بعض هذه المغيبات، فتكون معجزة للنبي وكرامة للولي).

2 ...... اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''ما کان و ما یکون'' کے معنی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اس کے معنی: ''ما كان من أول يوم ويكون إلى آخر الأيام''، یعنی: روزِ اول آفرینش سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی۔'' ''فتاوی رضویہ''، ج۱۵، ص۷۵۔

3 ...... "الطبقات الكبرى" المسمّاة بـ"لواقح الأنوار في طبقات الأخيار" للشعراني، الجزء الأول، ص ٢٠٨ و ٢٣٦ و٢٥٧۔

4 ...... "إرشاد الساري" ، كتاب تفسير القرآن، تحت الحديث: ٤٦٩٧، ج١٠، ص٣٦٩: ("مفاتيح الغيب" أي: خزائن الغيب "خمس لا يعلمها إلّا اللّٰه" ذكر خمساً وإن كان الغيب لا يتناهى؛ لأنّ العدد لا ينفي الزائد، أو لأنّهم كانوا يعتقدون معرفتها "لا يعلم ما في غد إلّا اللّٰه ولا يعلم ما تغيض الأرحام" أي: ما تنقصه، "إلّا اللّٰه ولا يعلم متى يأتي المطر أحد إلّا اللّٰه" أي: إلاّ عند أمر اللّٰه به فيعلم حينئذ كالسابق إذا أمر تعالى به، "ولا تدري نفس بأي أرض تموت" أي: في بلدها أم في غيرها كما لا تدري في أيّ وقت تموت، "ولا يعلم متى تقوم الساعة" أحد، "إلّا اللّٰه" إلّا من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه والولي التابع له يأخذ عنه).

انظر التفصيل في "الفتاوى الرضوية"، ج٢٩، ص٤٠٨، ٤١٥، ٤٤٨، ٤٧٥، ٤٧٦.

5 ...... في "إرشاد الساري"، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم...إلخ ، تحت الحديث: ٥٠، ج١، ص٢٤٣: (فمن ادّعى علم شيء منها غير مستند إلى الرسول صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم كان كاذباً في دعواه).

وفي "فتح الباري"، كتاب الإيمان، باب سؤال جبريل النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم...إلخ ، ج١، ص١١٤.

وفي "عمدة القاري"، ج١، ص٤٢٥.

"الفتاوى الرضوية"، ج ٢٩، ص٤٧٢.

عقیدہ (۳): کرامتِ اولیا حق ہے، اس کا منکر گمراہ ہے۔[1]

مسئلہ (۵): مُردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شِفا دینا[2]، ....

1...... في "منح الروض الأزهر" للقارئ، ص۷۹: (والكرامات للأولياء حق أي: ثابت بالكتاب والسنة، ولا عبرة بمخالفة المعتزلة وأهل البدعة في إنكار الكرامة).

وفي "الحديقة الندية"، ص۲۹۰: (كرامات الأولياء باقية بعد موتهم أيضاً كما أنّها باقية في حال نومهم، ومن زعم خلاف ذلك في الكرامات فهو جاهل متعصّب). "الفتاوى الرضوية"، ج۸، ص۷۵، ج۹، ص۷٦٦، ج ۱٤، ص۳۲٤.

2...... أخبرنا الشيخ القدوة أبو الحسن علي القرشي رضي الله عنه بجبل قاسيون، سنة ثماني عشرة وستمائة، قال: كنت أنا والشيخ أبو الحسن علي بن الهيتي عند الشيخ محيي الدين عبد القادر رضي الله عنه بمدرسته بباب الأزج سنة تسع وأربعين وخمسمائة، فجاء ه أبو غالب فضل الله بن إسماعيل البغدادي الأزجي التاجر، فقال له: يا سيدي قال جدك رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دعي فليجب، وها أنا ذا قد دعوتك إلى منزلي، فقال: إن أذن لي أجبت، ثم أطرق ملياً ثم قال: نعم، فركب بغلته وأخذ الشيخ علي بركابه الأيمن وأخذت أنا بالأيسر فأتينا داره، وإذا فيها مشايخ بغداد وعلماؤها وأعيانها، فمد سماطاً فيه من كل حلو وحامض، وأتى بسلة كبيرة مختومة يحملها اثنان وضعت آخر السماط، فقال أبو غالب: الصلاة والشيخ مطرق فلم يأكل ولا أذن في الأكل ولا أكل أحد وأهل المجلس كأن رؤوسهم الطير من هيبته، فأشار إلي وإلى الشيخ علي بن الهيتي أن قدما إلي تلك السلة، فقمنا نحملها وهي ثقيلة حتى وضعناها بين يديه، فأمرنا بفتحها ففتحناها فإذا فيها ولد لأبي غالب أكمه مقعد مجذوم مفلوج، فقال له الشيخ: قم بإذن الله معافى، فإذا الصبي يعدو وهو يبصر ولا به عاهة، فضج الحاضرون وخرج الشيخ في غفلات الناس، ولم يأكل شيئاً، فجئت إلى سيدي الشيخ أبي سعد القيلوي وأخبرته بذلك، فقال: **الشيخ عبد القادر يبرئ الأكمه والأبرص ويحيي الموتى بإذن الله ۔** قال: ولقد شهدت مجلسه مرة في سنة تسع وخمسين وخمسمائة، فأتاه جمع من الرافضة بقفتين مخيطتين مختومتين، وقالوا له: قل لنا ما في هاتين القفتين، فنزل من على الكرسي ووضع يده على إحداهما وقال: في هذه صبي مقعد، وأمر ابنه عبد الرزاق بفتحها فإذا فيها صبي مقعد، فأمسك بيده وقال له: قم فقام يعدو، ثم وضع يده على الأخرى وقال: وفي هذه صبي لا عاهة به وأمر ابنه بفتحها ففتحها، وإذا فيها صبي يمشي فأمسك بناصيته وقال له: اقعد فأقعد، فتابوا عن الرفض على يده، ومات في المجلس يومئذ ثلاثة، ولقد أدركت المشايخ من صدر القرن الماضي يقولون أربعة هم الذين يبرئون الأكمه والأبرص الشيخ عبد القادر، والشيخ بقا بن بطو، والشيخ أبو سعد القيلوي، والشيخ علي ابن الهيتي رضي الله عنهم، ولقد رأيت أربعة من المشايخ يتصرفون في قبورهم كتصرف الإحياء، الشيخ عبد القادر، والشيخ معروف الكرخي، والشيخ عقيل المنجبي، والشيخ حيا بن قيس الحراني رضي الله عنهم، ولقد حضرت عنده يوماً فاستقضاني حاجة، فأسرعت في قضائها، فقال لي: تمن ما تريد، قلت: أريد كذا وذكرت أمراً من أمور الباطن، فقال: خذه إليك فوجدته في ساعتي رضي الله عنه۔ "بهجة الأسرار"، ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيء...إلخ، ص۱۲۳۔۱۲٤۔

مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادات [1]، اولیاء سے ممکن ہیں [2]، سوا اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا [3]، ....

1...... تمام خلافِ عادات باتیں یعنی کرامات۔

2...... وفي "شرح العقائد النسفية"، مبحث كرامات الأولياء حق، ص١٤٦ تا ١٤٩: (فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولي من قطع المسافة البعيدة في المدة القليلة كإتيان صاحب سليمان عليه السلام وهو آصف بن برخيا على الأشهر بعرش بلقيس قبل ارتداد الطرف مع بُعد المسافة، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة كما في حق مريم فإنّه ﴿**كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ**﴾، والمشي على الماء كما نقل عن كثير من الأو لياء والطيران في الهواء كما نقل عن جعفر بن أبي طالب ولقمان السرخسي وغيرهما وكلام الجماد والعجماء، أمّا كلام الجماد فكما روي أنّه كان بين يدي سلمان وأبي الدرداء قصعة فسبحت وسمعا تسبيحاً، وأما كلام العجماء فكتكلم الكلب لأصحاب الكهف وكما روى النبيعليه السلام قال بينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها إذا التفتت البقرة إليه وقالت إنّي لم أخلق لهذا وإنّما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله تتكلم البقرة، فقال النبيصلى الله عليه السلام آمنت بهذا واندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهمّ عن الأعداء وغير ذلك من الأشياء مثل رؤية عمر وهو على المنبر في "المدينة" جيشه بـ"نهاوند" حتى قال لأمير جيشه: يا سارية الجبل الجبل تحذيراً له من وراء الجبل لمكر العدو هناك وسماع سارية كلامه مع بُعد المسافة وكشرب خالد السمّ من غير تضرر به وكجريان النيل بكتاب عمر، وأمثال هذا أكثر من أن يحصى ولما استدلت المعتزلة المنكرة لكرامة الأولياء بأنّه لو جاز ظهور خوارق العادات من الأولياء لاشتبه بالمعجزة فلم يتميز النبي من غير النبي أشار إلى الجواب بقوله: ويكون ذلك أي: ظهورخوارق العادات من الولي الذي هو من آحاد الأمة معجزة للرسول الذي ظهرت هذه الكرامة لواحد من أمته؛ لأنّه يظهر بها أي: بتلك الكرامة أنّه ولي ولن يكون ولياً إلّا وأن يكون محقا في ديانته وديانته الإقرار بالقلب واللسان برسالة رسوله مع الطاعة له في أوامره ونواهيه حتى لو ادعى هذا الولي الاستقلا ل بنفسه وعدم المتابعة لم يكن ولياً ولم يظهرذلك على يده، والحاصل أنّ الأمر الخارق للعادة فهو بالنسبة إلى النبي عليه السلام معجزة سواءً ظهر من قبله أو من قبل آحاد أمته وبالنسبة إلى الولي كرامة لخلوه عن دعوى نبوة من ظهر ذلك من قبله فالنبي لا بد من علمه بكونه نبياً ومن قصده إظهار خوارق العادات ومن حكمه قطعاً بموجب المعجزات بخلا ف الولي).

3...... في "روح المعاني"، پ ٢٢، يس: ٣٨، الجزء الثالث والعشرون، ص٢٠: (وأنت تعلم أنّ المعتمد عندنا جواز ثبوت الكرامة للولي مطلقاً إلّا فيما يثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة مثل إحدى سور القرآن).

في "رد المحتار"، كتاب النكاح، باب العدة، ج٥، ص ٢٥٣: (والحاصل أنّه لا خلاف عندنا في ثبوت الكرامة، وإنّما الخلاف فيما كان من جنس المعجزات الكبار، والمعتمد الجواز مطلقاً إلا فيما ثبت بالدليل عدم إمكانه كالإتيان بسورة).

یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا، اِس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے، کافر ہے۔[1]

مسئلہ(۶): اِن سے اِستمداد و اِستعانت محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں[2]،.................

---

❶...... وفي "منح الروض الأزهر" للقارئ، ومنها: هل يجوز رؤية الله تعالى في الدنيا، ص١٢٤: (وقال الأردبيلي في كتابه "الأنوار": ولو قال: إنّي أرى الله تعالى عياناً في الدنيا أو يكلمني شفاهاً كفر).

في "الفتاوى الحديثية"، مطلب: في رؤية الله تعالى في الدنيا، ص٢٠٠: (لا يجوز لأحد أن يدعي أنّه رأى الله بعين رأسه، ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم، كما صرح به من أئمتنا صاحب "الأنوار" ونقله عنه جماعة وأقروه. وحاصل عبارته: أنّ من قال: إنّه يرى الله عياناً في الدنيا ويكلمه شفاهاً فهو كافر).

في "المعتقد المنتقد"، منه أنّه تعالى مرئي بالأبصار في دار القرار، ص٥٨: (وكفروا مدعي الرؤية كما أنّ القارئ في ذيل قول القاضي، وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالى والعروج إليه ومكالمته قال: وكذا من ادّعى رؤيته سبحانه في الدنيا بعينه).

❷...... في "المدخل"، فصل في زيارة القبور، الجزء الأول، ج١، ص١٨٤: (فإن كان الميت المزار ممن ترجى بركته فيتوسل إلى الله تعالى به، وكذلك يتوسل الزائر بمن يراه الميت ممن ترجى بركته إلى النبى صلى الله عليه وسلم بل يبدأ بالتوسل إلى الله تعالى بالنبي صلى الله عليه وسلم، إذ هو العمدة في التوسل، والأصل في هذا كله، والمشرع له فيتوسل به صلى الله عليه وسلم وبمن تبعه بإحسان إلى يوم الدين، وقد روى البخاري عن أنس رضي الله عنه ((أنّ عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان إذا قحطوا استسقى بالعباس فقال: اللهم إنا كنا نتوسل إليك بنبيك صلى الله عليه وسلم فتسقينا وإنا نتوسل إليك بعمّ نبيك فاسقنا فيسقون))["صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس ...إلخ، ج١، ص٣٤٦، الحديث: ١٠١٠] انتهى، ثم يتوسل بأهل تلك المقابر أعني بالصالحين منهم في قضاء حوائجه ومغفرة ذنوبه، ثم يدعو لنفسه ولوالديه ولمشايخه ولأقاربه ولأهل تلك المقابر ولأموات المسلمين ولأحيائهم وذريتهم إلى يوم الدين ولمن غاب عنه من إخوانه ويجأر إلى الله تعالى بالدعاء عندهم ويكثر التوسل بهم إلى الله تعالى؛ لأنّه سبحانه وتعالى اجتباهم وشرّفهم وكرمهم فكما نفع بهم في الدنيا ففي الآخرة أكثر، فمن أراد حاجة فليذهب إليهم ويتوسل بهم، فإنّهم الواسطة بين الله تعالى وخلقه، وقد تقرر في الشرع وعلم ما لله تعالى بهم من الاعتناء، وذلك كثير مشهور، وما زال الناس من العلماء والأكابر كابراً عن كابر مشرقاً ومغرباً يتبركون بزيارة قبورهم ويجدون بركة ذلك حساً ومعنًى، وقد ذكر الشيخ الإمام أبو عبد الله بن النعمان رحمه الله فى كتابه المسمى بـ"سفينة النجاء لأهل الالتجاء" في كرامات الشيخ أبي النجاء في أثناء كلامه على ذلك ما هذا لفظه: تحقق لذوي البصائر، والاعتبار أن زيارة قبور الصالحين محبوبة لأجل التبرك مع الاعتبار؛ فإنّ بركة الصالحين جارية بعد مماتهم كما كانت فى حياتهم والدعاء عند قبور الصالحين، والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققين من أئمة الدين انتهى۔ =

= فـي ”أشعة اللمعات“، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ج ١، ص ٧٦٢: (واثبات کردہ اند آن را مشایخ صوفیہ قدس اللّٰہ اسرارہم وبعض فقہاء رحمۃ اللّٰہ علیہم واین امری محقق ومقرر است نزد اہل کشف وکمل ازایشان تا آنکہ بسیاری رافیوض وفتوح ازارواح رسیدہ واین طائفہ رادراصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفتہ است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مراجابت وعاراوحجۃ الاسلام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی درحیات استمداد کردہ میشود بوے بعد ازوفات ویکی ازمشایخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را ازمشایخ کہ تصرف میکنند درقبور خود مانند تصرفہاے ایشان درحیات خود یابیشتروشیخ معروف کرخی وشیخ عبدالقادرجیلانی ودو کس دیگررااز اولیا شمردہ ومقصود حصر نیست انچہ خود دیدہ یافتہ است گفتہ وسیدی احمد بن مرزوق کہ از اعاظم فقہاو علماومشایخ دیارمغرب ست گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یاامداد میت من بگفتم قوی میگویند کہ امداد حی قوی تراست ومن میگویم کہ امداد میت قوی ترست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی دربساط حق است ودر حضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفہ بیشترازان است کہ حصرواحصار کردہ شودویافتہ نمیشود در کتاب وسنت واقوال سلف صالح کہ منافی ومخالف این باشد ورد کند این را وبتحقیق ثابت شدہ است بآیات واحادیث کہ روح باقی است واورا علم وشعور بزائران واحوال ایشان ثابت است وارواح کاملان را قربے ومکانتے درجناب حق ثابت ست چنانکہ درحیات بود یا بیشتر ازان واولیا را کرامات وتصرف دراکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشان را وارواح باقی ست وتصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانہ وہمہ بقدرت اوست وایشان فانی اند درجلال حق درحیات وبعد از ممات پس اگر دادہ شود مراحدی را چیزے بوساطت یکی از دوستان حق ومکانتی کہ نزد خدا دارد ودرنباشد چنانکہ درحالت حیات بود ونیست فعل وتصرف درہر دوحالت مگر حق را جل جلالہ وعم نوالہ ونیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دوحالت ویافتہ نشدہ است دلیلی بران در شرح شیخ ابن حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث: ((لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد))["صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، الحديث: ٤٢٧، ج ١، ص ١٦٤] گفتہ است کہ این بر تقدیرے ست کہ نماز گزارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام ست باتفاق واما اتخاذ مسجد درجوار پیغمبرے یاصالحی ونماز گزاردن نزد قبروے نہ بقصد تعظیم قبر وتوجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قبر ومجاورت مرآن روح پاک را حرجے نیست). ”أشعة اللمعات“، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ص ٧٦٢-٧٦٣. =

= یعنی: ''مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کاملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسی کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہا و علماء اور مشائخ دیار مغرب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا: کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔شیخ نے فرمایا: ہاں؛ کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالی کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر رویات منقول ہیں کہ حد شمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف وصالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالی میں قرب ومرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر، اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی ارواح کرتی ہیں، اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزشانہ ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں، لہٰذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہو جائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل وتصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک: ((لعن اللّٰه اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد))["صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، الحديث: ٤٢٧، ج ١، ص ١٦٤] (اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاری پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا) کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تا کہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب وپڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج وممانعت نہیں۔''

''اشعۃ اللمعات'' (مترجم)، کتاب الجنائز، زیارت قبور کا بیان، ج۲، ص۹۲۳۔۹۲۴۔ انظر "الفتاوى الرضويه"، ج۹، ص ۷۹۱ إلى ۷۹۸.

چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ رہا ان کو فاعلِ مستقل جاننا، یہ وہابیہ کا فریب ہے، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے[1]۔

---

[1]...... ''فتاوی رضویہ''، ج۲۱، ص۳۳۱۔۳۳۲ میں ہے: ''اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوۃ والسلام والثناء کو عیاذًا باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت و وجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالی عنہ کتاب مستطاب ''شفاء السقام'' میں استمداد و استعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں:

ليس المراد نسبة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إلى الخلق والاستقلال بالأفعال هذا لا يقصده مسلم فصرف الكلام إليه ومنعه من باب التلبيس في الدين والتشويش على عوام الموحدين۔

[" شفاء السقام في زيارة خير الأنام"، الباب الثامن في التوسل ---إلخ، ص۱۷۵]۔

یعنی: نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

صدقت يا سيدى جزاك اللّٰهعن الإسلام والمسلمين خيراً، امين!

اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (ت)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب ''جوہر منظّم'' میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجه والاستغاثة به صلى الله تعالى عليه وسلم بغيره ليس لهما معنى في قلوب المسلمين غير ذلك ولا يقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم ينشرح صدره لذلك فليبكِ على نفسه نسأل الله العافية والمستغاث به في الحقيقة هو الله، والنبي صلى الله تعالى عليه واسطة بينه وبين المستغيث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإيجاداً والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وكسباً۔ ["الجوهر المنظم"، الفصل السابع، فيما ينبغي للزائر--- إلخ، ص۶۲]۔

یعنی: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔''

مسئلہ(۷): اِن کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعثِ برکت ہے۔[1]

مسئلہ(۸): اِن کو دُور ونزدیک سے پکارنا سلفِ صالح کا طریقہ ہے۔

مسئلہ(۹): اولیائے کرام اپنی قبروں میں حیاتِ اَبدی کے ساتھ زندہ ہیں[2]، اِن کے عِلم واِدراک وسَمع وبَصر پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ قوی ہیں۔[3]

---

1 ...... ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے: ''زیارتِ قبور سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ألا فزوروها فإنّها تزهّدكم في الدنيا وتذكّركم الآخرة))، [''سنن ابن ماجه''، ج۲، ص۲۵۲، الحديث: ۱۵۷۱، ''المستدرك''، ج۱، ص۷۰۸۔۷۰۹، الحديث: ۱۴۲۵۔۱۴۲۸]، سن لو! قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔ خصوصاً زیارتِ مزاراتِ اولیائے کرام کہ مُوجبِ ہزاراں ہزار برکت وسعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار، ابنِ تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص ومزامیر ایجاد کرلئے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگران سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہوجائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع وسجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری وساری ہے اس سے نماز بُری نہ ہوجائیگی''۔ ''فتاویٰ رضویہ''، ج۲۹، ص۲۸۲۔

2 ...... في ''تفسير روح البيان''، ج۳، ص۴۳۹: قال الإمام الإسماعيل حقي رحمة الله تعالى عليه: (أجساد الأنبياء والأولياء والشهداء لا تبلى ولا تتغير لما أنّ الله تعالى قد نفى أبدانهم من العفونة الموجبة للتفسخ وبركة الروح المقدس إلى البدن كالإكسير).

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویۃ''، میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اہلسنت کے نزدیک انبیاء وشہداء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کئے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھائے اسی طرح شہداء واولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان وکفن بھی قبور میں صحیح وسلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی ورزق دئے جاتے ہیں۔

اور شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شرح ''مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: اولیائے خدائے تعالی نقل کردہ شدہ اند ازیں دار فانی بدار بقا وزندہ اند نزد پروردگار خود، ومرزوق اند وخوشحال اند، ومردم را ازاں شعور نیست).

یعنی: اللہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ خوش حال ہیں اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔

اور علامہ علی قاری شرح ''مشکوٰۃ'' میں لکھتے ہیں: (لا فرق لهم في الحالين ولذا قيل: أولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار إلى دار ...إلخ)، ملتقطا. ''الفتاوى الرضوية''، ج۹، ص۴۳۱۔۴۳۳.

3 ...... اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ''فتاوی رضویہ''، میں ارشاد فرماتے ہیں: نوع اول: بعد موت بقائے روح وصفات وافعال روح میں۔ یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال وادراکات جیسے دیکھنا

مسئلہ (۱۰): اِنھیں ایصالِ ثواب، نہایت مُو جبِ برکات وامرِ مستحب ہے، اِسے عُرفاً براہِ ادب نذر ونیاز کہتے ہیں، یہ نذرِ شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا[1]، اِن میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم برکت کی چیز ہے۔

بولنا سننا سمجھنا آنا جانا چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہیں بلکہ اس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف وتیز ہوجاتی ہیں حالت حیات میں جو کام ان آلات خاکی یعنی آنکھ کان ہاتھ پاؤں زبان سے لیتے تھے اب بغیر ان کے کرتی ہے اگرچہ جسم مثالی کی یادآوری سہی، ہر چند اس مطلب نفیس کے ثبوت میں وہ بیشمار احادیث وآثار سب حجۃ کافیہ دلائل شافیہ جن میں...الخ)۔ "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۷۰۳.

انظر للتفصيل: الرسالة "**حيات الموات في بيان سماع الأموات**"، "الفتاوى الرضوية"، ج۹.

[1]...... في "جد الممتار"، (حاشية الإمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن على "ردّ المحتار") ج۳، ص۲۸۵: (إنّ النذور لهم بعد تجافيهم عن الدنيا كالنذور لهم وهم فيها، وهي شائعةٌ بين المسلمين، والعلماء، والصلحاء، والأولياء منذ قديم، وليس نذراً مصطلح الفقه، وقد بيّناه في "فتاوى أفريقه".

في هامش "جد الممتار"، ج۳، ص۲۸۵-۲۸۷: قوله: (وقد بيّناه في "فتاوى أفريقه")، وإليكم تلخيص كلامه في الفتاوى المذكورة:

(لا يجوز النذر الفقهي لغير اللّٰه تعالى وما يقدّم إلى الأولياء الكرام ويسمّى بالنذر ليس بنذر فقهي بل العرف جارٍ بأنّ ما يقدّم إلى حضرات الأكابر من الهدايا يسمّونه بالنذر يقولون: أقام الملك مجلسه وقدّم الناس إليه النذور.

كتب الشاه رفيع الدين أخو الشاه عبد العزيز المحدّث الدهلوي في "رسالة النذور" بالفارسيّة ما معناه: النذر الذي يطلق هنا ليس على المعنى الشرعي؛ لأنّ العرف جارٍ بأنّ ما يقدّم إلى الأولياء يسمّى بالنذر .

قال الإمام الأجلّ سيّدي عبد الغنيّ النابلسيّ قدّس سرّه في "الحديقة الندية": (ومن هذا القبيل زيارة القبور، والتبرّك بضرائح الأولياء والصّالحين، والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء، أو قدوم غائب، فإنّه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم، كما قال الفقهاء في من دفع الزكاة لفقيرٍ وسمّاها قرضاً صحّ؛ لأنّ العبرة بالمعنَى لا باللفظ.

"الحديقة الندية"، الخلق الثامن والأربعون، ج۲، ص۱۵۱.

ومن البيّن: أنّه لو كان نذراً فقهيّاً لَم يجز للأحياء أيضاً، مع أنّ العرف والعمل يجري من قديم في الصالحين وأكابر الدّين في الحالتين أي: حالة الحياة وبعد الموت.

بعد هذا التمهيد عرض **الإمام أحمد رضا** شواهد كثيرة على أنّ الأولياء والعلماء يستعملون لفظ النذر لِما يقدّم إلى الأكابر من الهدايا. فأورد عشر عبارات وحكايات من "بهجة الأسرار" ونصّاً من "طبقات الشافعية الكبرى" للإمام العارف بالله سيدى عبد الوهاب الشعراني وعبارتين للشاه وليّ الله الدهلوي من كتابه "أنفاس العارفين" وعبارة للشاه عبد العزيز المحدّث الدهلوي من كتابه "تحفة الاثنا عشرية"، و"بهجة الأسرار" في مناقب سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني للإمام الأجل سيّدي

مسئلہ(۱۱): عُرسِ اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی، وفاتحہ خوانی، ونعت خوانی، ووعظ، وایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے مَنہیاتِ شرعیہ[1] وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

تنبیہ: چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہٖ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیاز مندی اور مشائخ کے ساتھ اِنھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، اِن کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لیے فلاحِ دارَین تصوّر کرتے ہیں، اس وجہ سے زمانۂ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری، مریدی بھی شروع کر دی، حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کرلیں، ورنہ اگر بدمذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے ۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست [2]

أبي الحسن نور الملّة والدين علي بن يوسف بن جرير اللخمي الشطنوفي الذى لقّبه إمام فنّ الرجال شمس الدين الذهبي في كتابه "طبقات القراء" والإمام الجليل جلال الدين السيوطي في كتابه "حسن المحاضرة"بـ"الإمام الأوحد".

وكتابه "بهجة الأسرار" يتناول الوقائع والحكايات وكلّ ما ينتمي إلى سيّدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني بالأسانيد الصحيحة المعتبرة على منهج المحدّثين وجميل طريقهم في تنقيح الأخبار والآثار.

وفي هذه العبارات والنصوص ما يدلّ على أنّ الأولياء كان طريقهم إطلاق النذر لما يقدّم إليهم، كما يدلّ أنّ قبوله كان من دأبهم، وفيها ما يشهد أنّ تقديم النذور إلى أرواحهم وضرائحهم وطلب الحوائج من قوّاتهم الروحانيّة كان من أعمالهم، والشاه ولي الله الدهلوي والشّاه عبد العزيز الدهلوي الذين تعدّهما الفرقة المنكرة لنذر الأولياء وطلب الحاجات منهم إمامين، وتمثّلهما كقدوة لها، في عباراتهما أيضاً صراحة جليّة بطلب الحاجات من الأولياء بعد وفاتهم وتقديم النذور إليهم بعد مماتهم أفهولاء الأجلّة من العصور القديمة كلّهم يرتكبون المحظور ويقعون في الإشراك بالله ويجمعون على الآثام والقبائح؟ كلاّ !لن يكون ذلك أبداً، بل هذا يجلّي الفرق بين النذر الفقهيّ ونذر الأولياء العرفيّ، فالنذر الفقهي لا يجوز إلاّ للّٰه تعالى، والنذر العرفيّ الذي أصله تقديم الهدية إلى الأكابر يجوز للصالحين والأولياء بعد وفاتهم أيضاً كما يجوز في حياتهم. ١٢).

(محمّد أحمد الأعظمي المصباحي).

1...... یعنی وہ افعال جو شرعاً منع ہیں۔

2...... کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنی چاہیے)۔

پیری کے لیے چار شرطیں ہیں، قبل از بیعت اُن کا لحاظ فرض ہے:

اول[1]: سنّی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم[2]: اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم[3]: فاسق مُعلِن نہ ہو۔

چہارم[4]: اُس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو۔[1]

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَالْإِسْتِقَامَةَ عَلَى الشَّرِيْعَةِ الطَّاهِرَةِ وَمَا تَوْفِيْقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ، وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ أَبَدَ الْآبِدِيْن، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن.ؕ

فقیر امجد علی اعظمی عفی عنہ

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲۱، ص۴۹۲، ۵۰۵، ۶۰۳.

وانظر "سبع سنابل"، سنبلۂ دوم در بیان پیری و مریدی و حقیقت و ماهیت آن، ص ۳۹۔۴۰.

فهرس الآيات القرآنية

فهرس الأحاديث

المآخذ والمراجع

نمبر شمار	أسماء الكتب	أسماء المؤلفين والمصنفين	المطبوعات
1	قرآن مجيد	كلام الهى	
2	كنز الإيمان	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	ضياء القرآن پبليكيشنز

كتب التفسير

نمبر شمار	أسماء الكتب	أسماء المؤلفين والمصنفين	المطبوعات
3	مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)	الإمام فخر الدين محمد بن عمر بن الحسين الرازي المتوفى ٦٠٦ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت ١٤٢٠ھ
4	معالم التنزيل (تفسير البغوي)	الإمام أبو محمد الحسين بن مسعود الفراء البغوي المتوفى ٥١٦ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٤ھ
5	الجامع لأحكام القرآن (تفسير القرطبي)	أبو عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي المتوفى ٦٧١ھ	دار الفكر العلمية، بيروت ١٤٢٠ھ
6	تفسير روح البيان	مولى الروم الشيخ إسمعيل حقي البروسي المتوفى ١١٣٧ھ	المكتبة الحنفية، كوئٹه ١٤١٩ھ
7	تفسير القرآن العظيم (تفسير ابن كثير)	عماد الدين إسماعيل بن عمر ابن كثير الدمشقي المتوفى ٧٧٤ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
8	جامع البيان في تأويل القرآن (تفسير الطبري)	أبو جعفر محمد بن جرير الطبري المتوفى ٣١٠ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٠ھ
9	تفسير الخازن	علاء الدين علي بن محمد البغدادي المتوفى ٧٤١ھ	صديقه كتب خانه اكوڑه خٹك
10	تفسير الجلالين	العلامة جلال الدين عبد الرحمن السيوطي المتوفى ٩١١ھ والعلامة جلال الدين محمد أحمد المحلي المتوفى ٨٦٤ھ	قديمي كتب خانه
11	الفتوحات الإلهية (حاشية الجمل على الجلالين)	العلامة الشيخ سليمان الجمل المتوفى ١٢٠٤ھ	قديمي كتب خانه
12	حاشية الصاوي على الجلالين	أحمد بن محمد الصاوي المالكي الخلوفي المتوفى ١٢٤١ھ	قديمي كتب خانه ١٤٢١ھ
13	الدر المنثور	الإمام جلال الدين بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ھ	دار الفكر، بيروت ١٤٠٣ھ
14	روح المعاني	أبو الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي المتوفى ١٢٧٠ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت
15	أنوار التنزيل وأسرار التأويل (تفسير البيضاوي)	ناصر الدين عبد الله أبو عمر بن محمد الشيرازي البيضاوي المتوفى ٧٩١ھ	دار الفكر، بيروت ١٤٢٠ھ

16	تفسیر مظهري (مترجم)	مؤلف علامه قاضي ثناء الله پاني پتي المتوفى ١٢٢٥ھ مترجم: اداره ضياء المصنفين	ضياء القرآن پبليكيشنز ١٤٢٣ھ
17	تفسير أبي السعود	العلامة أبو السعود محمد بن مصطفى العمادي المتوفى ٩٨٢ھ	دار الفكر، بيروت
18	مدارك التنزيل وحقائق التأويل (تفسير النسفي)	الإمام عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي المتوفى ٧١٠ھ	دار المعرفة، بيروت ١٤٢١ھ
19	حاشية شيخ زاده على البيضاوي	محيي الدين محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحلفي المتوفى ٩٥١ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٩ھ
20	التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية	الشيخ أحمد بن أبي سعيد المعروف بملا جيون الجونفوري المتوفى ١١٣٠ھ	مكتبه حقانية، پشاور
21	الإتقان في علوم القرآن	أبو الفضل جلال الدين عبد الرحمن السيوطي المتوفى ٩١١ھ	دار الفكر، بيروت ١٤٢٣ھ

كتب الحديث

22	صحيح البخاري	أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري المتوفى ٢٥٦ھ	دارالكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
23	صحيح مسلم	الإمام أبو الحسن مسلم بن الحجاج القشيري المتوفى ٢٦١ھ	دار المغني، سعوديه ١٤١٩ھ
24	سنن أبي داود	الإمام أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي المتوفى ٢٧٥ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت ١٤٢١ھ
25	سنن الترمذي	أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي المتوفى ٢٧٩ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ
26	سنن النسائي	الإمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي المتوفى ٣٠٣ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٦ھ
27	سنن ابن ماجه	أبو عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه المتوفى ٢٧٣ھ	دار المعرفة، بيروت ١٤٢٠ھ
28	الموطأ	إمام الأئمة وعالم المدينة مالك بن أنس المتوفى ١٧٩ھ	دار المعرفة، بيروت ١٤٢٠ھ
29	المسند	الإمام أحمد بن محمد بن حنبل المتوفى ٢٤١ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ
30	المصنف	الإمام أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الصنعاني المتوفى ٢١١ ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ھ
31	المصنف في الأحاديث والآثار	الحافظ عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي المتوفى ٢٣٥ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ
32	شعب الإيمان	الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي المتوفى ٤٥٨ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ھ
33	دلائل النبوة	الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي المتوفى ٤٥٨ ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٣ھ
34	البعث والنشور	الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقيالمتوفى ٤٥٨ھ	مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت

35	السنن الكبرى	الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي المتوفى ٤٥٨ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٤ھ
36	إثبات عذاب القبر	الإمام أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي المتوفى ٤٥٨ھ	المكتبة الشاملة
37	فتح الباري	الإمام الحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلاني المتوفى ٨٥٢ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٠ھ
38	إرشاد الساري	شهاب الدين أحمد بن محمد القسطلاني المتوفى ٩٢٣ھ	دار الفكر، بيروت ١٤٢١ھ
39	عمدة القاري	الإمام بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني المتوفى ٨٥٥ھ	دار الحديث، ملتان ١٤١٨ھ
40	حاشية سنن النسائي	العلامة المحدث وصي أحمد سورتي المتوفى ١٣٣٤ھ	قديمي كتب خانه، كراچى
41	مجمع الزوائد	الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى ٨٠٧ھ	دار الفكر، بيروت ١٤٢٠ھ
42	كنز العمال	العلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي المتوفى ٩٧٥ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
43	المستدرك	أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري المتوفى ٤٠٥ھ	دار المعرفة، بيروت ١٤١٨ھ
44	المعجم الأوسط	الحافظ أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني المتوفى ٣٦٠ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٠ھ
45	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	المؤلف :الحافظ محمد بن حبان بن أحمد المتوفى ٣٥٤ھ المرتب: علاء الدين علي بن بلبان الفارسي المتوفى ٧٣٩ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٧ھ
46	مشكاة المصابيح	محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى ٧٤١ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ھ
47	مرقاة المفاتيح	الشيخ علي بن سلطان المعروف بملا علي قاري المتوفى ١٠١٤ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ
48	المعجم الكبير	الحافظ أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني المتوفى ٣٦٠ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت ١٤٢٢ھ
49	المسند للشاشي	هيثم بن كليب الشاشي المتوفى ٣٣٥ھ	مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة
50	مسند الفردوس	الحافظ شهردار بن شيرويه الديلمي المتوفى ٥٥٨ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٨ھ
51	الترغيب والترهيب	زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي المنذري المتوفى ٦٥٦ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٨ھ
52	حلية الأولياء	الحافظ أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني الشافعي المتوفى ٤٣٠ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
53	سنن الدارمي	الحافظ عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي المتوفى ٧٩٧ھ	قديمي كتب خانه ١٤٠٧ھ
54	البحر الزخار (مسند البزار)	الإمام أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار المتوفى ٢٩٢ھ	مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة ١٤٢٤ھ
55	أشعة اللمعات	الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي المتوفى ١٠٥٢ھ	مكتبه رشيديه، كوئٹه ١٣٣٢ھ
56	أشعة اللمعات (مترجم)	مترجم مولانا سعيد أحمد نقشبندي ومولانا عبد الحكيم شرف القادري المتوفى ١٤٢٨ھ	فريد بك اسٹال، لاهور
57	الجامع الصغير	الإمام جلال الدين بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٥ھ

58	شرح النووي على المسلم	محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف النواوي المتوفى ٦٧٦ھ	أيج أيم سعيد كمپنى، كراچى
59	مسند أبي يعلى	أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى الموصلي المتوفى ٣٠٧ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٨ھ
60	نوادر الأصول	أبو عبد الله محمد بن علي الحكيم الترمذي المتوفى ٣٢٠ھ	دار صادر، بيروت
61	كشف الخفاء	شيخ إسماعيل بن محمد العجلوني المتوفى ١١٦٢ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ھ
62	السنة	الإمام أبو بكر أحمد بن عمرو المتوفى ٢٨٧ھ	دار ابن حزم ١٤٢٤ھ
63	فيض القدير	العلامة محمد عبد الرؤوف المناوي المتوفى ١٠٣١ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ھ
64	مرآة المناجيح	حكيم الأمة مفتي أحمد يار خان نعيمي رحمه الله تعالى	ضياء القرآن پبليكيشنز
65	شرح السنة	أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي المتوفى ٥١٦ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٤ھ

كتب العقائد

66	العقائد النسفية	نجم الدين عمر بن محمد النسفي المتوفى ٥٣٧ھ	قديمي كتب خانه، كراچى
67	شرح العقائد النسفية	العلامة مسعود بن عمر سعد الدين التفتازاني المتوفى ٧٩٣ھ	قديمي كتب خانه، كراچى
68	النبراس	العلامة محمد عبد العزيز الفَرهاري ١٢٣٩ھ	مكتبه حقانيه، ملتان
69	شرح المقاصد	العلامة مسعود بن عمر سعد الدين التفتازاني المتوفى ٧٩٣ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ھ
70	شرح المواقف	القاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى ٧٥٦ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
71	تكميل الإيمان	حضرت شيخ عبد الحق محدث دهلوي المتوفى ١٠٥٢ھ	الرحيم اكيڈيمى ١٤٢١ھ
72	نعيم العرفان ترجمه تكميل الإيمان	مترجم مفتي غلام الدين نعيمي	مكتبه أعلى حضرت، لاهور ٢٠٠٣م
73	اليواقيت والجواهر	عبد الوهاب بن أحمد بن علي بن أحمد الشعراني المتوفى ٩٧٣ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
74	حاشية عصام الدين على شرح العقائد	عصام الدين إبراهيم بن محمد المتوفى ٩٤٣ھ	مكتبه قاسميه ومكتبه إمارت كانسي روڈ، كوئٹه
75	حاشية ولي الدين على حاشية مولانا عصام الدين على شرح العقائد	العلامة ولى الدين المتوفى ١١١٩ھ	مكتبه قاسميه، كوئٹه
76	الفقه الأكبر	الإمام الأعظم أبو حنيفة نعمان بن ثابت المتوفى ١٥٠ھ	قديمي كتب خانه، كراچى

77	منح الروض الأزهر	الشيخ علي بن سلطان المعروف بملا علي قاري المتوفى ١٠١٤ھ	قديمي كتب خانه، كراچی
78	المعتقد المنتقد	العلامة فضل الرسول القادري البدايوني المتوفى ١٢٨٩ھ	بركاتي پبلشرز، كراچی ١٤٢٠ھ
79	المعتمد المستند	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	بركاتي پبلشرز، كراچی ١٤٢٠ھ
80	المعتقد المنتقد(مترجم)	مترجم مفتى اختر رضا خان قادرى بركاتى مد ظله العالى	مكتبه بركات المدينه، ١٤٢٨ھ
81	المعتمد المستند(مترجم)	مترجم مفتى اختر رضا خان قادرى بركاتى مد ظله العالى	مكتبه بركات المدينه، ١٤٢٨ھ
82	المسامرة شرح المسايرة	كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن أبي شريف المتوفى ٩٠٦ھ	مطبعة السعادة، مصر
83	تحفۂ اثنا عشريه	شاه عبد العزيز بن شاه ولي الله المحدث الدهلوي المتوفى ١٢٣٩ھ	دار الاشاعت، كراچی
84	المسايرة	كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الهمام المتوفى ٩٠٦ھ	مطبعة السعادة، مصر
85	الصواعق المحرقة	الحافظ أحمد بن حجر المكي الهيتمي المتوفى ٩٧٤ھ	كتب خانيه مجيديه، ملتان
86	مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	
87	تجلي اليقين	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
88	الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
89	أنوار المنان في توحيد القرآن	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	بركاتي ببلشرز، كراچی ١٤٢٠ھ
90	شفاء السقام	الإمام تقي الدين علي بن عبد الكافي السبكي المتوفى ٧٥٦ھ	نوريه رضويه پبليكيشنز، لاهور ١٤٢٥ھ
91	خالص الاعتقاد	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
92	إنباء الحي	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
93	إزاحة العيب بسيف الغيب	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
94	ثلج الصدر لإيمان القدر	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
95	منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
96	الزلال الأنقى	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
97	صلاة الصفاء	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
98	الدولة المكية	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	مؤسسة رضا بمدينة، لاهور ١٤٢٢ھ

99	سبحان السبوح	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
100	حیاة الموات	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
101	اعتقاد الأحباب	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
102	إسماع الأربعین	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
103	منیة اللبیب	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
104	قهرالدیان علی مرتدبقادیان	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
105	الجراز الدیاني علی المرتد القادیاني	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
106	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
107	الکوکبة الشهابیة	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
108	سل السیوف الهندیة	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
109	إنباء المصطفی بحال سر وأخفی	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
110	المبین ختم النبیین	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
111	جزاء اللّٰہ عدوه بإبائه ختم النبوة	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاهور
112	تمهید ایمان	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبة المدینة، کراچی
113	حسام الحرمین	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبة المدینة، کراچی
114	تمهید أبي شکور	أبو شکور سالمي الحنفي المعاصر السید علي الهجویري علیهما الرحمة	

کتب الفقه

115	الهدایة	برهان الدین علي بن أبي بکر المَرغیناني المتوفی ۵۹۳ھ	دار إحیاء التراث العربي، بیروت
116	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الهمام المتوفی ۶۸۱ھ	مکتبه رشیدیه، کوئٹه
117	الحاوي للفتاوی	العلامة جلال الدین عبد الرحمن السیوطي المتوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
118	جد الممتار	أعلی حضرت إمام أحمد رضاخان علیہ رحمة الرحمن المتوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبة المدینة، کراچی ۱۴۲۸ھ

119	الفتاوى الرضوية	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا اكيڈمی، بمبئي
120	فتاوى الإمام سراج الدين بلقيني	إمام سراج الدين بلقيني	
121	البناية في شرح الهداية	الإمام بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني المتوفى ٨٥٥ھ	المكتبة الحقانية، ملتان
122	الفتاوى الحديثية	شيخ الإسلام أحمدبن محمد بن علي بن حجر الهيتمى المتوفى ٩٧٤ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت ١٤١٩ھ
123	الفتاوى الخانية (فتاوى قاضي خان)	الحسن بن المنصور بن محمود الأوزجندي المتوفى ٥٩٢ھ	مكتبه حقانيه، پشاور
124	الجامع الوجيز (الفتاوى البزازية)	حافظ الدين محمد بن محمد بن المعروف بابن البزاز المتوفى ٨٢٧ھ	مكتبه رشيديه، كوئٹه ١٤٠٣ھ
125	الميزان الكبرى	عبدالوهاب بن أحمد بن علي أحمد الشعراني المتوفى ٩٧٣ھ	مصطفى البابي، مصر
126	البحر الرائق	الشيخ زين الدين بن إبراهيم الشهير بابن نحيم المتوفى ٩٧٠ھ	مكتبه رشيديه ١٤٢٠ھ
127	الدر المختار	محمد بن علي المعروف بـ علاء الدين الحصكفي المتوفى ١٠٨٨ھ	دار المعرفة، بيروت ١٤٢٠ھ
128	رد المحتار	محمد أمين ابن عابدين الشامي المتوفى ١٢٥٢ھ	دار المعرفة، بيروت ١٤٢٠ھ
129	تبيين الحقائق	عثمان بن علي الزيلعي الحنفي المتوفى ٧٤٣ھ	دارالكتب العلمية، بيروت ١٤٢٠ھ
130	حاشية الطحطاوي على الدر المختار	العلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي المتوفى ١٢٤١ھ	المكتبة العربية، كوئٹه
131	الفتاوى الهندية	العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند	مكتبه رشيديه، كوئٹه ١٤٠٣ھ
132	الفتاوى التاتارخانية	العلامة عالم بن العلاء الأنصاري الاندريتي الدهلوي المتوفى ٧٨٦ھ	إدارة القرآن، كراچی ١٤١٦ھ
133	بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع	الإمام علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الملقب بملك العلماء المتوفى ٥٨٧ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت ١٤٢١ھ
134	مجمع الأنهر	عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولىّ المتوفى ١٠٧٨ھ	دار الكتب العلمية بيروت، ١٤١٩ھ
135	إعلام الأعلام	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور

كتب أصول الفقه

136	التوضيح والتلويح	عبيد الله بن مسعود بن تاج الشريعة	مير محمد كتب خانه، كراچی
137	النامي شرح الحسامي	مولوي أبو محمد عبد الحق الحقاني بن محمد أمير	مكتبه إمداديه، ملتان

138	فواتح الرحموت	العلامة عبد العلي محمد بن نظام الدين اللكنوي المتوفى ١٢٢٥ھ	قديمي كتب خانه
139	الأشباه والنظائر	الشيخ زين الدين بن إبراهيم الشهير بابن نجيم المتوفى ٩٧٠ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٩ھ
140	نور الأنوار	أحمد المعروف بملا جيون ابن أبي سعيد الحنفي المتوفى ١١٣٠ھ	مكتبه امداديه، ملتان

كتب التصوف

141	بهجة الأسرار	أبو الحسن نور الدين علي بن يوسف شطنوفي المتوفى ٧١٣ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٣ھ
142	الطبقات الكبرى	عبد الوهاب بن أحمد بن علي أحمد الشعراني المتوفى ٩٧٣ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٨ھ
143	مكاشفة القلوب المقرّب إلى حضرة علاّم الغيوب	الإمام أبو حامد محمد بن محمد الغزالي المتوفى ٥٠٥ھ	دار الكتب العلمية ١٤١٨ھ
144	إحياء علوم الدين	الإمام أبو حامد محمد بن محمد الغزالي المتوفى ٥٠٥ھ	دار صادر، بيروت ٢٠٠٠م
145	الرسالة القشيرية	الإمام أبو القاسم عبد الكريم بن هوازن القشييري المتوفى ٤٦٥ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٨ھ
146	سبع سنابل	مير عبد الواحد بلگرامي المتوفى ١٠١٧ھ	مكتبه قادريه جامعه نظاميه رضويه لاهور ١٤٠٢ھ
147	الفتوحات المكية	الشيخ محيي الدين أبو عبد الله محمد ابن عربي المتوفى ٦٣٨ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ
148	مكتوبات إمام رباني	مجدد ألف ثاني شيخ أحمد سرهندي المتوفى ١٠٣٤ھ	مكتبة القدوس، كوئٹه
149	الحديقة الندية	سيدى عبد الغني النابلسي الحنفي المتوفى ١١٤١ھ	مكتبه فاروقيه، پشاور
150	جامع كرامات الأولياء	العلامة يوسف بن إسماعيل النبهاني المتوفى ١٣٥٠ھ	مركز اهل سنت بركات رضا گجرات، هند ١٤٢٢ھ
151	البريقة المحمودية على الطريقة المحمدية	أبو سعيد محمد بن مصطفى النقشبندي الحنفي المتوفى ١١٧٦ھ	المكتبة الشاملة
152	عوارف المعارف	أبو حفص عمر بن محمد السهروردي الشافعي المتوفى ٦٣٢ھ	دار الكتب العلمية بيروت، ١٤٢٦ھ
153	كتاب الزهد	الإمام عبد الله بن مبارك المروزي المتوفى ١٨١ھ	دار الكتب العلمية، بيروت

كتب السيرة

154	الشفا بتعريف حقوق المصطفى	القاضي أبو الفضل عياض اليحصبي المتوفى ٥٤٤ھ	مركز أهل سنت بركات رضا گجرات، هند ١٤٢٣ھ

155	شرح الشفا	ملا علي القاري الهروي الحنفي المتوفى ١٠١٤ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ھ
156	نسيم الرياض	شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المتوفى ١٠٦٩ھ	دارالكتب العلمية، بيروت ١٤٢١ھ
157	مدارج النبوة	الشيخ عبد الحق محدث دهلوي المتوفى ١٠٥٣ھ	مركز أهلسنت بركات رضا، هند
158	جواهر البحار	الشيخ يوسف بن إسماعيل النبهاني المتوفى ١٣٥٠ھ	مركز أهل سنت بركات رضا گجرات، هند ١٤٢٣ھ
159	الخصائص الكبرى	الإمام جلال الدين بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ھ	دار الكتب العلمية، بيروت
160	المواهب اللدنية	شهاب الدين أحمد بن محمد القسطلاني المتوفى ٩٢٣ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٦ھ
161	أم القرى في مدح خير الورى (قصيده همزيه)	الإمام شرف الدين محمد بن سعيد البوصيري المتوفى ٦٩٥ھ	حزب القادرية، لاهور
162	أفضل القرى شرح أم القرى	شيخ الإسلام أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي المتوفى ٩٧٤ھ	
163	معارج النبوة	المعين الحاج محمد الفراهي المعروف بمنلامسكين المتوفى ٩٥٤ھ	
164	الجوهر المنظم	شيخ الإسلام أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي المتوفى ٩٧٤ھ	مكتبه قادريه، لاهور
165	البداية والنهاية	عماد الدين إسماعيل بن عمر ابن كثير الدمشقي المتوفى ٧٧٤ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٨ھ
166	أسد الغابة	الإمام الحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلاني المتوفى ٨٥٢ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٧ھ
167	حجة الله على العالمين	الشيخ يوسف بن إسماعيل النبهاني ١٣٥٠ھ	مركز أهل سنت ، هند ١٤٢١ھ
168	فيوض الحرمين	الشاه ولي الله المحدث الدهلوي المتوفى ١١٧٦ھ	محمد سعيد اينڈ سنز، كراچى
169	مقام رسول	مفتي منظور أحمد فيضي نور الله مرقده	سبزواري پبلشرز، كراچى

كتب الأعلام

170	الأعلام	خير الدين الزركلي المتوفى ١٣٩٦ھ	دار العلم للملايين، بيروت ٢٠٠٥م
171	معجم المؤلفين	عمر رضا كحاله المتوفى ١٤٠٨ھ	مؤسسة الرسالة ١٤١٤ھ
172	سير أعلام النبلاء	شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي المتوفى ٧٤٨ھ	دار الفكر، بيروت ١٤١٧ھ
173	هدية العارفين	إسماعيل كمال باشا المتوفى ١٣٣٩ھ	دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٣ھ
174	الفوائد البهية	مولانا عبد الحي اللكنوي المتوفى ١٣٠٤ھ	إدارة القرآن، كراچى ١٤١٩ھ
175	أخبار الأخيار	شيخ عبد الحق المحدث الدهلوي المتوفى ١٠٥٣ھ	فاروق اكيڈمي خيرپور، پاكستان
176	إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء	شاه ولي الله المحدث الدهلوي المتوفى ١١٧٦ھ	قديمي كتب خانه

177	صفة الصفوة	الإمام جمال الدين أبي الفرج ابن الجوزي المتوفى ۵۹۷ھ	دار الكتب العلمية ۱۴۲۳ھ

كتب اللغات

178	فرهنگ آصفيه	مولوى سيد أحمد دهلوى	سنگ ميل پبكيشنز، لاهور ۲۰۰۲ء
179	فيروز اللغات	الحاج مولوي فيروز الدين	فيروز سنز ۲۰۰۵ء
180	أردو لغت	اداره ترقي أردو بورڈ	ترقي أردو بورڈ، كراچي ۲۰۰۶ء
181	القاموس المحيط	مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي المتوفى ۸۱۷ھ	دار إحياء التراث العربي، بيروت ۱۴۱۷ھ

كتب الشيعة

182	حق اليقين	ملا باقر مجلسي المتوفى ۱۱۱۰ھ	كتب فروشى اسلاميه، تهران
183	حيات القلوب	ملا باقر مجلسي المتوفى ۱۱۱۰ھ	كتب فروشى اسلاميه، تهران
184	رجال الكشي	محمد بن عمر كشي من علماء القرن الرابع	مؤسسة الأعلمي، كربلا
185	تهذيب المتين في تأريخ أمير المؤمنين	سيد مظهر حسين سهارنپوري	دهلي، طبع جديد
186	احتجاج طبرسي	شيخ أبو منصور أحمد بن علي طبرسي المتوفى ۵۴۸ھ	نجف اشرف، طبع قديم ۱۲۸۶ھ
187	أصول كافي	أبو جعفر محمد بن يعقوب كليني المتوفى ۳۲۸ھ	دار الكتب الإسلامية، تهران
188	نفس الرحمان في فضائل سلمان	مرزا حسين بن محمد تقي طبرسي	ايران، طبع قديم
189	أنوار نعمانيه	سيد نعمت الله جزائري	تهران، طبع جديد
190	حمله حيدري	مرزا محمد رفيع مشهدي	تهران، طبع جديد
191	جلاء العيون	ملا باقر مجلسي المتوفى ۱۱۱۰ھ	تهران، طبع قديم ۱۳۹۸ھ
192	عمدة المطالب	سيد جمال الدين أحمد بن حسن	قم (ايران)، طبع جديد
193	مناقب آل أبي طالب	محمد بن علي بن شهر آشوب المتوفى ۵۸۸ھ	نجف (عراق)، طبع جديد
194	الروضة من الكافي (فروع كافي)	محمد بن يعقوب كليني رازي المتوفى ۳۲۸ھ	دار الكتب الإسلامية، تهران
195	شرح نهج البداية ابن أبي حديد	أبو الحامد عبد الحميد المتوفى ۶۵۶ھ	بيروت، طبع جديد ۱۳۷۵ھ
196	ناسخ التواريخ	مرزا محمد تقي سپر لسان الملك المتوفى ۲۹۷ھ	تهران، طبع جديد
197	طراز المذهب مظفري	مرزا عباسي	

198	منتهى الإكمال	شيخ عباس قمي	تهران، طبع جديد
199	مجالس المؤمنين	سيد نور الله شوستري	تبريز تهران، طبع جديد
200	تفسير مجمع البيان	أبو علي فضل بن حسن طبرسي	تهران، طبع جديد
201	منتخب التواريخ	حاجي محمد هاشم بن محمد علي خراساني	تهران، طبع جديد ١٣٤١ھ
202	التفسير الصافي	محمد بن مرتضى المعروف فيض كاشاني	تهران، طبع جديد
203	مسند الإمام علي	السيد حسن القبانچي كان حياً ١٤٠١ھ	مؤسسة الأعلمي، بيروت ١٤٢١ھ

كتب القادياني

204	إزاله أوهام	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	رياض الهند، امرتسر
205	أنجام آتهم	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
206	دافع البلاء	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
207	توضيح المرام	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	رياض الهند، امرتسر
208	أربعين	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
209	معيار أهل الاصطفاء	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
210	كشتئ نوح	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
211	اعجاز أحمدي	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
212	ضميمه انجام آتهم	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	مطبع ضياء الإسلام، قاديان
213	براهين أحمديه	مرزا غلام أحمد قادياني المتوفى ١٩٠١م	سفير هند پريس، امرتسر، پنجاب
214	روحاني خزائن	(مجموعۂ كتب ورسائل قادياني)	زيرطبع، U.S.A

كتب الوهابية

215	الدرر السنية في الأجوبة النجدية	عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاص المتوفى ١٣٩٢ھ	مكتبة الكوثر، رياض ١٤١٣ھ
216	حاشية شرح الصدور	محمد بن عبد الوهاب نجدي المتوفى ١٢٠٦ھ	مطبوعه سعويه
217	إيضاح الحق	مولوي إسماعيل دهلوي المتوفى ١٢٤٦ھ	قديمي كتب خانه
218	تقوية الإيمان	مولوي إسماعيل دهلوي المتوفى ١٢٤٦ھ	مير محمد كتب خانه
219	صراط مستقيم	مرتب مولوي إسماعيل دهلوي المتوفى ١٢٤٦ھ	مكتبه سلفيه، لاهور

220	فتاوی رشیدیه	مولوي رشيد أحمد گنگوهي المتوفى ١٣٢٣ھ	محمد علي كارخانه اسلامى كتب ٢٠٠١م
221	رساله يك روزه	مولوي إسماعيل دهلوي المتوفى ١٢٤٦ھ	فاروقي كتب خانه، ملتان
222	تحذير الناس	مولوي محمد قاسم نانوتوى المتوفى ١٢٩٧ھ	دار الإشاعت، كراچى
223	براهين قاطعه	مولوي خليل أحمد انبيٹهوي سهارنپوري المتوفى ١٣٤٦ھ	دار الإشاعت ١٩٨٧م
224	حفظ الإيمان	مولوي أشرف علي تهانوي المتوفى ١٣٦٢ھ	قديمي كتب خانه

الكتب المتفرقة

225	الملفوظ (ملفوظات أعلى حضرت)	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	مشتاق بك كارنر، لاهور
226	الحبائك في أخبار الملائك	الإمام جلال الدين بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ھ	المكتبة الشاملة
227	مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور
228	احكام شريعت	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	مكتبة المدينة، كراچى
229	تأريخ الخفاء	الإمام جلال الدين بن أبي بكر السيوطي المتوفى ٩١١ھ	ضياء القرآن پبليكيشنز
230	سبل الهدى والرشاد	محمد بن يوسف الصالحي الشامي المتوفى ٩٤٢ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٤ھ
231	حدائق بخشش	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	مكتبة المدينة ، ١٤١٥ھ
232	البدورالسافرة في أمور الآخرة	أبو الفضل جلال الدين عبد الرحمن السيوطي المتوفى ٩١١ھ	مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت ١٤٢٥ھ
233	طوالع الأنوار	قاضي ناصر الدين عبد الله بن أبي عمرو البيضاوي المتوفى ٧٩١ھ	
234	أحسن الوعاء	رئيس المتكلمين مولانا نقى على خان بن على رضا المتوفى ١٢٩٧ھ	مكتبة المدينة، كراچى
235	ذيل المدعا لأحسن الوعاء	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	مكتبة المدينة ،كراچى
236	حياة الحيوان الكبرى	كمال الدين محمد بن موسى الدميري المتوفى ٨٠٨ھ	دار الكتب العلمية بيروت ١٤١٥ھ
237	تحفۂ جعفريه	العلامة محمد علي نقشبندي عليه الرحمة	مكتبه نوريه حسينيه، لاهورالطبعة الثالثة
238	عقائد جعفريه	العلامة محمد علي نقشبندي عليه الرحمة	
239	فقه جعفريه	العلامة محمد علي نقشبندي عليه الرحمة	
240	تحفۂ حسينيه	العلامة محمد أشرف سيالوي مد ظله العالي	ضياء القرآن پبليكيشنز ٢٠٠١م
241	الفتاوى الرضوية	أعلى حضرت إمام أحمد رضاخان عليه رحمة الرحمن المتوفى ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈيشن، لاهور

طہارت کے مسائل کا بیان

بہارِ شریعت

حصہ دوم (2)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الحمد للّٰہ الواحد الاحد الصمد۔ المتفرد فی ذاتہ و صفاتہ فلا مثل لہ ولا ضد لہ ولم یکن لہ کفوا احد۔ والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان علی رسولہ و حبیبہ سید الانس و الجان۔ الذی انزل علیہ القراٰن۔ ھدی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان وعلٰی اٰلہ وصحبہ ما تعاقب الملوان۔ وعلٰی من تبعھم باحسان الٰی یوم الدین. لاسیما الائمۃ المجتھدین خصوصا علٰی افضلھم و اعلٰھم الامام الاعظم۔ والھمام الافخم۔ الذی سبق فی مضمار الاجتھاد کل فارس۔ وصدق علیہ لو کان العلم عند الثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ سیدنا ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت۔ ثبتنا اللّٰہ بہ بالقول الثابت. فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ. واعطانا الحسنٰی وزیادۃ فاخرۃ. وعلینا لھم و بھم یا ارحم الرٰحمین. والحمد للّٰہ رب العلمین۔

تمہید

ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر مسلمان اتنا علم رکھتا جواس کی ضروریات کو کافی ہو بفضلہٖ تعالیٰ علماء بکثرت موجود تھے جونہ معلوم ہوتا ان سے بآسانی دریافت کر لیتے حتیٰ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حُکم فرمادیا تھا کہ ہمارے بازار میں وہی خریدوفروخت کریں جو دین میں فقیہ ہوں۔[1] رواہ الترمذی عن العلاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب عن ابیہ عن جدہ ۔ پھر جس قدر عہدِ نبوت سے بُعد ہوتا گیا اسی قدر علم کی کمی ہوتی رہی اب وہ زمانہ آ گیا کہ عوام تو عوام بہت وہ جو علما کہلاتے ہیں روزمرہ کے ضروری جزئیات حتّٰی کہ فرائض وواجبات سے ناواقف اور جتنا جانتے ہیں اس پر بھی عمل سے منحرف کہ ان کو دیکھ کر عوام کو سیکھنے اور عمل کرنے کا موقع ملتا اسی قلّتِ علم و بے پروائی کا نتیجہ ہے کہ بہت ایسے مسائل کا جن سے واقف نہیں انکار کر بیٹھتے ہیں حالانکہ نہ خود علم رکھتے ہیں کہ جان سکیں نہ سیکھنے کا شوق کہ جاننے والوں سے دریافت کریں نہ علما کی خدمت میں حاضر رہتے کہ اُن کی صحبت باعثِ برکت بھی ہے اور مسائل جاننے کا ذریعہ بھی اور اُردو میں کوئی ایسی کتاب کہ سلیس، عام فہم، قابلِ اعتماد ہو اب تک شائع نہ ہوئی بعض میں بہت تھوڑے مسائل کہ روزمرّہ کی ضروری باتیں بھی ان میں کافی طور پر نہیں اور بعض میں اغلاط کی کثرت۔ لاجرم ایک ایسی کتاب کی بے حد ضرورت ہے کہ کم پڑھے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا فقیر بہٖ نمرِ خیر خواہی مسلمانان بمقتضائے الدین النصح لکل مسلم۔ مَولیٰ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس امرِ اہم واعظم کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ میں خوب

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم،الحديث: ٤٨٧،ج٢ ،ص٢٩.

جانتا ہوں کہ نہ میرا یہ منصب نہ میں اس کام کے لائق نہ اتنی فرصت کہ پورا وقت صرف کرکے اس کام کو انجام دوں۔

وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

(۱) اس کتاب میں حتَّی الوَسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ مُمکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مَواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہلِ علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں متنبہ کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا۔

(۲) اس کتاب میں مسائل کی دلیلیں نہ لکھی جائیں گی کہ اوّل تو دلیلوں کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں، دوسرے دلیلوں کی وجہ سے اکثر ایسی الجھن پڑ جاتی ہے کہ نفسِ مسئلہ سمجھنا دشوار ہوجاتا ہے لہٰذا ہر مسئلے میں خالص منقح حُکم بیان کردیا جائے گا اور اگر کسی صاحب کو دلائل کا شوق ہو تو فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ اُس میں ہر مسئلہ کی ایسی تحقیق کی گئی ہے جس کی نظیر آج دنیا میں موجود نہیں اور اس میں ہزار ہا ایسے مسائل ملیں گے جن سے علما کے کان بھی آشنا نہیں۔

(۳) اس کتاب میں حتَّی الوَسع اختلافات کا بیان نہ ہوگا کہ عوام کے سامنے جب دو مختلف باتیں پیش ہوں تو ذہن متحیر ہوگا کہ عمل کس پر کریں اور بہت سے خواہش کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جس میں اپنا فائدہ دیکھتے ہیں اُسے اختیار کر لیتے ہیں، یہ سمجھ کر نہیں کہ یہی حق ہے بلکہ یہ خیال کر کے کہ اس میں اپنا مطلب حاصل ہوتا ہے پھر جب کبھی دوسرے میں اپنا فائدہ دیکھا تو اُسے اختیار کرلیا اور یہ ناجائز ہے کہ اتباعِ شریعت نہیں بلکہ اتباعِ نفس ہے لہٰذا ہر مسئلہ میں مفتیٰ بہ صحیح اَصح راجح قول بیان کیا جائے گا کہ بلا دِقت ہر شخص عمل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے اور اس بے بضاعت کی کوشش قبول فرمائے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب و صلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی حبیبہ المختار. والہ الاطھار. وصحبہ المھاجرین والانصار. وخلفائہ الاختان منھم والاصھار. والحمد للّٰہ العزیز الغفار. وھا انا اشرع فی المقصود بتوفیق الملک المعبود.

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [1]

جن اور آدمی میں نے اسی لیے پیدا کیے کہ وہ میری عبادت کریں۔

1...... پ۲۷، الذّٰریٰت: ۵٦.

ہر تھوڑی سی عقل والا بھی جانتا ہے کہ جو چیز جس کام کے لیے بنائی جائے اگر اُس کام میں نہ آئے تو بے کار ہے، تو جو انسان اپنے خالق و مالک کو نہ پہچانے، اُس کی بندگی وعبادت نہ کرے وہ نام کا آدمی ہے حقیقۃً آدمی نہیں بلکہ ایک بے کار چیز ہے تو معلوم ہوا کہ عبادت ہی سے آدمی، آدمی ہے اور اسی سے فلاحِ دنیوی ونجاتِ اخروی ہے لہٰذا ہر انسان کے لیے عبادت کے اقسام و ارکان وشرائط واحکام کا جاننا ضروری ہے کہ بے علم عمل نا مُمکن، اسی وجہ سے علم سیکھنا فرض ہے۔ عبادت کی اصل ایمان ہے بغیر ایمان عبادت بے کار، کہ جڑ ہی نہ رہی تو نتائج کہاں سے مترتب ہوں۔ درخت اسی وقت پھول پھل لاتا ہے کہ اس کی جڑ قائم ہو جڑ جدا ہونے کے بعد آگ کی خوراک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کافر لاکھ عبادت کرے اس کا سارا کیا دھرا برباد اور وہ جہنم کا ایندھن۔

قال اللہ تعالٰی:

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴾ (1)

کافروں نے جو کچھ کیا ہم اس کے ساتھ یوں پیش آئے کہ اسے بکھرے ہوئے ذرّے کی طرح کر دیا۔

جب آدمی مسلمان ہولیا تو اس کے ذمہ دو قسم کی عبادتیں فرض ہوئیں ایک وہ کہ جَوارِح سے متعلق ہے دوسری جس کا تعلق قلب سے ہے۔ قسمِ دوم کے احکام واصناف علمِ سلوک میں بیان ہوتے ہیں اور قسمِ اوّل سے فقہ بحث کرتا ہے اور میں اس کتاب میں بالفعل قسمِ اوّل ہی کو بیان کرنا چاہتا ہوں پھر جس عبادت کو جَوارِح یعنی ظاہِر بدن سے تعلق ہے، دو قسم ہے یا وہ معاملہ کہ بندے اور خاص اُس کے رب کے درمیان ہے۔ بندوں کے باہمی کسی کام کا بناؤ بگاڑ نہیں عام اَزیں کہ ہر شخص اس کی ادا میں مستقل ہو جیسے نماز پنجگانہ وروزہ کہ ہر ایک بلا شرکتِ غیرے انھیں ادا کر سکتا ہے خواہ دوسروں کی شرکت کی ضرورت ہو، جیسے نماز جماعت و جمعہ و عیدین میں کہ بے جماعت نا مُمکن ہیں مگر اس سے سب کا مقصود محض عبادتِ معبود ہے نہ کہ آپس کے کسی کام کا بنانا۔

دوسری قسم وہ کہ بندوں کے باہمی تعلقات ہی کی اِصلاح اس میں مدّ نظر ہے جیسے نکاح یا خرید وفروخت وغیر ہا۔ پہلی قسم کو عبادات، دوسری کو معاملات کہتے ہیں۔ پہلی قسم میں اگر چہ کوئی دنیوی نفع بظاہر مترتب نہ ہو اور معاملات میں ضرور دنیوی فائدے ظاہر موجود ہیں بلکہ یہی پہلو غالب ہے مگر عبادت دونوں ہیں کہ معاملات بھی اگر خدا ورَسول کے حُکم کے موافق کیے جائیں تو استحقاقِ ثواب ہے ورنہ گناہ اور سببِ عذاب۔

قسم اول یعنی عبادات چار ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، ان سب میں اہم واعظم نماز ہے اور یہ عبادت اللہ عزوجل کو بہت محبوب ہے لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اسی کو بیان کریں مگر نماز پڑھنے سے پہلے نمازی کا طاہِر اور پاک ہو لینا ضرور ہے کہ طہارت نماز کی کنجی ہے لہٰذا پہلے طہارت کے مسائل بیان کیے جائیں اس کے بعد نماز کے مسائل بیان ہوں گے۔

1 ...... پ۱۹، الفرقان: ۲۳.

کتاب الطھارۃ

نماز کے لیے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ بےاس کے نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اس بے وُضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت[1]۔ اس حدیث کو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا: ''ایک روز نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صبح کی نماز میں سورۂ رُوم پڑھتے تھے اور متشابہ لگا۔ بعد نماز ارشاد فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اچھی طرح طہارت نہیں کرتے انھیں کی وجہ سے امام کو قراءت میں شبہہ پڑتا ہے''۔[2] اس حدیث کو نسائی نے شبیب بن ابی روح سے، انہوں نے ایک صحابی سے روایت کیا۔ جب بغیر کامل طہارت نماز پڑھنے کا یہ وبال ہے تو بے طہارت نماز پڑھنے کی نحوست کا کیا پوچھنا۔ ایک حدیث میں فرمایا: ''طہارت نصف ایمان ہے''۔[3] اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صُغریٰ

(۲) کُبریٰ

طہارتِ صُغریٰ وُضو ہے اور کُبریٰ غسل۔ جن چیزوں سے صرف وُضو لازم ہوتا ہے ان کو حدثِ اَصغَر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدثِ اَکبَر۔ ان سب کا اور ان کے متعلقات کا تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔

تنبیہ: چند ضروری اصطلاحات قابلِ ذکر ہیں کہ ان سے ہر جگہ کام پڑتا ہے۔

فرضِ اعتقادی: جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو (یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہہ نہ ہو) اس کا انکار کرنے والا آئمۂ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اسکی فرضیت دینِ اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اِجماعِ قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے اور بہر حال جو کسی فرضِ اعتقادی کو بلا عذرِ صحیح شَرْعی قَصْداً ایک بار بھی چھوڑے فاسق و مرتکبِ کبیرہ و مستحقِ عذاب نار ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرضِ عملی: وہ جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظرِ مجتہد میں بحکمِ دلائل شَرْعیہ جزم ہے کہ بےاس کے کیے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بےاس کے باطل و کالعدم ہوگی۔ اس کا بے وجہ انکار

---

1 ...... " المسند " للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٦٦٨، ج٥، ص١٠٣.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الافتتاح، باب القراءة في الصبح بالروم، الحديث: ٩٤٤، ص١٦٥.

3 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، ٨٥۔ باب، الحديث: ٣٥٢٨، ج٥، ص٣٠٧.

فسق وگمراہی ہے، ہاں اگر کوئی شخص کہ دلائلِ شرعیہ میں نظر کا اہل ہے دلیلِ شرعی سے اس کا انکار کرے تو کرسکتا ہے۔ جیسے آئمۂ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مَثَلاً حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وُضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، حنفیہ کے نزدیک وُضو میں بسم اللّٰہ کہنا اور نیّت سنت ہے اور حنبلیہ وشافعیہ کے نزدیک فرض اور ان کے سوا اور بہت سی مثالیں ہیں۔ اس فرضِ عملی میں ہر شخص اُسی کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے اپنے امام کے خلاف بلاضرورتِ شَرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

واجبِ اعتقادی: وہ کہ دلیلِ ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرضِ عملی وواجبِ عملی اسی کی دوقسمیں ہیں اور وہ انھیں دو میں منحصر۔

واجبِ عملی: وہ واجبِ اعتقادی کہ بے اس کے کیے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے مگر ادا ہو جائے۔ مجتہد دلیلِ شَرعی سے واجب کا انکار کرسکتا ہے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قَصْداً چھوڑنا گناہِ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا کبیرہ۔

سنّتِ مؤکّدہ: وہ جس کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ بیانِ جواز کے واسطے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانبِ ترک بالکل مسدود نہ فرمادی ہو، اس کا ترک اساءت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کی عادت پر استحقاقِ عذاب۔

سنّتِ غیر مؤکّدہ: وہ کہ نظرِ شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادۃً ہو موجبِ عتاب نہیں۔

مُستَحَب: وہ کہ نظرِ شرع میں پسند ہو مگر ترک پر کچھ ناپسندی نہ ہو، خواہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علمائے کرام نے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مُباح: وہ جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔

حَرام قطعی: یہ فرض کا مُقابل ہے، اس کا ایک بار بھی قَصْداً کرنا گناہِ کبیرہ وفِسق ہے اور بچنا فرض وثواب۔

مَکروہ تَحرِیمی: یہ واجب کا مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے۔

اِساءت: جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحقِ عِتاب اور اِلتزامِ فعل پر استحقاقِ عذاب۔ یہ سنّتِ مؤکدہ کے مقابل ہے۔

مکروہِ تنزیہی: جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے۔ یہ سنّتِ غیر مؤکدہ کے مقابل ہے۔

خِلافِ اَولیٰ: وہ کہ نہ کرنا بہتر تھا، کیا تو کچھ مضایقہ وعتاب نہیں، یہ مستحب کا مقابل ہے۔ ان کے بیان میں عبارتیں مختلف ملیں گی مگر یہی ع مرِ تحقیق ہے۔

وللّٰه الحمد حمدًا كثيرًا مباركًا فيه مباركًا عليه كما يحب ربنا و يرضٰى۔

وُضو کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾ (1)

یعنی اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے مونھ اور کُہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فضائلِ وُضو میں چند اَحادیث ذِکر کی جائیں پھر اُس کے متعلق اَحکامِ فقہی کا بیان ہو۔

حدیث ۱: امام بُخاری و امام مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ مونھ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وُضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہوسکے چمک زیادہ کرے۔'' (2)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں جس کے سبب اللہ تعالٰی خطائیں محو فرمادے اور درجات بلند کرے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: جس وقت وُضو ناگوار ہوتا ہے اس وقت وضوئے کامل کرنا اور مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور ایک نماز

1...... پ٦، المآئدة: ٦.

2...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب فضل الوضوء... إلخ، الحديث: ١٣٦، ج١، ص٧١.

کے بعد دوسری نماز کا انتظار اس کا ثواب ایسا ہے جیسا کفار کی سرحد پر حمایت بلادِ اسلام کے لیے گھوڑا باندھنے کا۔'' (1)

حدیث ۳: اِمام مالک ونَسائی عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''مسلمان بندہ جب وُضو کرتا ہے تو کُلّی کرنے سے مونھ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب مونھ دھویا تو اس کے چہرہ کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے پھر اس کا مسجد کو جانا اور نماز مزید براں۔ (2)

حدیث ۴: بزّار نے باسناد حسن روایت کی کہ ''حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وُضو کے لیے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے حمران کہتے ہیں: میں پانی لایا، انہوں نے مونھ ہاتھ دھوئے تو میں نے کہا اللہ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے اس پر فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بندہ وضوئے کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔'' (3)

حدیث ۵: طَبرانی نے اوسط میں حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو سخت سردی میں کامل وُضو کرے اس کے لیے دونا ثواب ہے۔'' (4)

حدیث ۶: امام احمد بن حنبل نے اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایک ایک بار وُضو کرے تو یہ ضروری بات ہے اور جو دو دو بار کرے اس کو دونا ثواب اور جو تین تین بار دھوئے تو یہ میرا اور اگلے نبیوں کا وُضو ہے۔'' (5)

حدیث ۷: صحیح مسلِم میں عُقبہ بن عامِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان وُضو کرے اور اچھا وُضو کرے پھر کھڑا ہو اور باطن و ظاہر سے متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہوتی ہے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، الحديث: ٢٥١، ص١٥١.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الطهارة، باب مسح الاذنين مع الرأس... إلخ، الحديث: ١٠٣، ص٢٥.

3 ...... "البحر الزخار المعروف بمسند البزار"، مسند عثمان بن عفان، الحديث: ٤٢٢، ج٢، ص٧٥.

4 ...... " المعجم الأوسط " للطبراني، باب الميم، الحديث: ٥٣٦٦، ج٤، ص١٠٦.

5 ...... " المسند " للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب، الحديث: ٥٧٣٩، ج٢، ص٤١٧.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحديث: ٢٣٤، ص١٤٤.

حدیث ۸: مسلم میں حضرتِ امیر المومنین فاروقِ اعظم عُمر بن خَطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی وُضو کرے اور کامل وُضو کرے پھر پڑھے۔ **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخِل ہو۔'' (1)

حدیث ۹: ترمذی نے حضرتِ عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وُضو پر وُضو کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔'' (2)

حدیث ۱۰: ابنِ خُزیمہ اپنی صحیح میں راوی کہ عبدُ اللہ بن بُرَیدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ''ایک دن صبح کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرتِ بِلال کو بلایا اور فرمایا: ''اے بِلال کس عمل کے سبب جنت میں تو مجھ سے آگے آگے جارہا تھا میں رات جنت میں گیا تو تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے پائی۔'' بِلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ! میں جب اذان کہتا اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا اور میرا جب کبھی وُضو ٹوٹتا وُضو کر لیا کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسی سبب سے۔'' (3)

حدیث ۱۱: ترمذی وابنِ ماجہ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے **بسم اللّٰہ** نہ پڑھی اس کا وُضو نہیں یعنی وضوئے کامل نہیں اس کے معنے وہ ہیں جو دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا۔ (4)

حدیث ۱۲: دارقُطنی اور بَیہقی اپنی سُنَن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس نے **بسم اللّٰہ** کہہ کر وُضو کیا سر سے پاؤں تک اس کا سارا بدن پاک ہو گیا اور جس نے بغیر **بسم اللّٰہ** وُضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔'' (5)

حدیث ۱۳: امام بُخاری ومسلِم ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب کوئی خواب سے بیدار ہو تو وُضو کرے اور تین بار ناک صاف کرے کہ شیطان اس کے نتھنے پر رات گزارتا ہے۔'' (6)

1...... "صحیح مسلم"، کتاب الطھارۃ با ب الذکر المستحب عقب الوضوء، الحدیث: ۲۳۴، ص۱۴۴.

2...... "جامع الترمذي"، أبواب الطھارۃ، باب ماجاء أنه یصلي الصلوات بو ضوء واحد، الحدیث:۶۱، ج۱، ص ۱۲۴.

3...... صحیح ابن خزیمة، باب استحبا ب الصلاۃ عند الذنب... إلخ، الحدیث: ۱۲۰۹، ج۲، ص۲۱۳.

4...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الطھارۃ، باب ماجاء في التسمیة في الوضوء، الحدیث: ۳۹۸، ج۱، ص۲۴۲.

5...... "سنن الدار قطني"، کتاب الطھارۃ، باب التسمیة علی الوضوء، الحدیث: ۲۲۸، ج۱، ص۱۰۸.

6...... "صحیح البخاري"، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنودہ، الحدیث: ۳۲۹۵، ج۲، ص۴۰۳.

حدیث۱۴: طَبَرانی باسنادِ حسن حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امّت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وُضو کے ساتھ مِسواک کرنے کا امر فرما دیتا۔'' [1] (یعنی فرض کر دیتا اور بعض روایتوں میں لفظ فرض بھی آیا ہے)۔ [2]

حدیث۱۵: اسی طَبَرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ''سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی نماز کے لیے تشریف نہ لے جاتے تاوقتیکہ مِسواک نہ فرمالیتے۔'' [3]

حدیث۱۶: صحیح مسلِم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مِسواک کرنا ہوتا۔'' [4]

حدیث۱۷: امام احمد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''مِسواک کا التزام رکھو کہ وہ سبب ہے مونھ کی صفائی اور ربّ تبارک وتعالیٰ کی رضا کا۔'' [5]

حدیث۱۸: ابو نُعیم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو رکعتیں جو مِسواک کر کے پڑھی جائیں افضل ہیں بے مِسواک کی ستّر رکعتوں سے۔'' [6]

حدیث۱۹: اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جو نماز مِسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے کہ بے مِسواک کیے پڑھی گئی ستّر حصّے افضل ہے۔'' [7]

حدیث۲۰: مِشکوٰۃ میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ: ''دس چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی ان کا حُکم ہر شریعت میں تھا) مونچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مِسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، اُنگلیوں کی چنٹیں دھونا، بغل کے بال دور کرنا، موئے زیرناف مونڈنا، استنجا کرنا، کُلّی کرنا۔ [8]

حدیث۲۱: حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بندہ جب مِسواک

---

1 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ١٢٣٨، ج١، ص٣٤١.

2 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الطهارة، باب لو لا ان أشق... إلخ، الحديث: ٥٣١، ج١، ص٣٦٤.

3 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٤٤-(٢٥٣)، ج٥، ص١٥٢.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب السواك، الحديث: ٤٤-(٢٥٣)، ص١٥٢.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر رضى الله عنهما، الحديث: ٥٨٦٩، ج٢، ص٤٣٨.

6 ...... "الترغيب والترهيب" للمنذري، كتا ب الطهارة، الترغيب في السواك، الحديث: ١٨، ج١، ص١٠٢.

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في الطهارات، الحديث: ٢٧٧٤، ج٣، ص٢٦.

8 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، الحديث: ٢٦١، ص١٥٤.

کر لیتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر قراءت سنتا ہے پھر اس سے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنا مونھ اس کے مونھ پر رکھ دیتا ہے۔'' [1]

مشایخِ کرام فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص مِسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا۔ اور جو افیون کھاتا ہو مرتے وقت اسے کلمہ نصیب نہ ہوگا۔''

اَحکامِ فقہی: وہ آیۂ کریمہ جو اوپر لکھی گئی اس سے یہ ثابت کہ وُضو میں چار فرض ہیں:

(۱) مونھ دھونا

(۲) کُہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا

(۳) سر کا مسح کرنا

(۴) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا

فائدہ: کسی عُضْو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عُضْو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چُپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وُضو یا غسل ادا ہو[2]، اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔ بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے ان پر پانی نہ بہے گا جس کی تشریح ہر عُضْو میں بیان کی جائے گی۔ کسی جگہ مَوضَعِ حَدَث پر تری پہنچنے کو مسح کہتے ہیں۔

۱۔ مونھ دھونا: شروعِ پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) ٹھوڑی[3] تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک مونھ ہے اس حد کے اندر جِلد کے ہر حصہ پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔[4]

مسئلہ ۱: جس کے سر کے اگلے حصہ کے بال گر گئے یا جَمے نہیں اس پر وہیں تک مونھ دھونا فرض ہے جہاں تک عادۃً بال ہوتے ہیں اور اگر عادۃً جہاں تک بال ہوتے ہیں اس سے نیچے تک کسی کے بال جمے تو ان زائد بالوں کا جڑ تک دھونا فرض ہے۔[5]

1...... ''البحر الزخار المعروف بمسند البزار''، مسند علي بن أبي طالب، الحديث: ٦٠٣، ج٢، ص٢١٤.

2...... ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، كتاب الطهارة، مطلب في الفرض القطعي والظني، ج١، ص٢١٧.
و ''الفتاوى الرضوية''، كتاب الطهارة، باب الوضوء، ج١، ص٢١٨.

3...... یعنی نیچے کے دانت جمنے کی جگہ۔

4...... ''الدرالمختار'' معه ''ردالمحتار''، كتاب الطهارة، ج١، ص٢١٦ - ٢١٩.

5...... ''الفتاوى الهندية''، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضو، الفصل الأول، ج١، ص٤.

مسئلہ۲: مونچھوں یا بھووں یا بچی[1] کے بال گھنے ہوں کہ کھال بِالکل نہ دکھائی دے تو جِلد کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ان جگہوں کے بال گھنے نہ ہوں تو جِلد کا دھونا بھی فرض ہے۔[2]

مسئلہ۳: اگر مونچھیں بڑھ کر لَبوں کو چھپالیں تو اگرچہ گھنی ہوں، مونچھیں ہٹا کر لَب کا دھونا فرض ہے۔[3]

مسئلہ۴: داڑھی کے بال اگر گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے گردے میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے اور جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضرور نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔[4]

مسئلہ۵: لَبوں کا وہ حصہ جو عادۃً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے، اس کا دھونا فرض ہے تو اگر کوئی خوب زور سے لب بند کرلے کہ اس میں کا کچھ حصہ چُھپ گیا کہ اس پر پانی نہ پہنچا، نہ کُلّی کی کہ دُھل جاتا تو وُضو نہ ہوا، ہاں وہ حصہ جو عادۃً مونھ بند کرنے میں ظاہر نہیں ہوتا اس کا دھونا فرض نہیں۔[5]

مسئلہ۶: رُخسار اور کان کے بیچ میں جو جگہ ہے جسے کنپٹی کہتے ہیں اس کا دھونا فرض ہے ہاں اس حصہ میں جتنی جگہ داڑھی کے گھنے بال ہوں وہاں بالوں کا اور جہاں بال نہ ہوں یا گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھونا فرض ہے۔[6]

مسئلہ۷: نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ ضروری نہیں۔[7]

1...... یعنی وہ چند بال جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتے ہیں۔

2...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٤.

و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۲۰.

3...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٦.

4...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٤، ٤٤٦.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۱۹.

و "الفتاوی الرضویة"، ، ج۱، ص۲۱٤.

6...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٦.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج۱، ص۲۲۰.

7...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٥.

مسئلہ ۸: آنکھوں کے ڈھیلے اور پپوٹوں کی اندرونی سَطح کا دھونا کچھ درکار نہیں بلکہ نہ چاہیئے کہ مُضر ہے۔[1]

مسئلہ ۹: مونھ دھوتے وقت آنکھیں زور سے میچ لیں کہ پَلک کے مُتّصل ایک خفیف سی تحریر بند ہوگئی اور اس پر پانی نہ بہا اور وہ عادۃً بند کرنے سے ظاہر رہتی ہو تو وُضو ہو جائیگا مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے اور اگر کچھ زیادہ دُھلنے سے رہ گیا تو وُضو نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ ۱۰: آنکھ کے کوئے[3] پر پانی بہانا فرض ہے مگر سرمہ کا جرم کوئے یا پَلک میں رہ گیا اور وُضو کرلیا اور اِطلاع نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی تو حَرَج نہیں نماز ہوگئی، وُضو بھی ہوگیا اور اگر معلوم ہے تو اسے چُھڑا کر پانی بہانا ضرور ہے۔

مسئلہ ۱۱: پَلک کا ہر بال پُورا دھونا فرض ہے اگر اس میں کیچڑ وغیرہ کوئی سَخت چیز جم گئی ہو تو چُھڑانا فرض ہے۔[4]

۲۔ ہاتھ دھونا: اس حُکم میں کہنیاں بھی داخِل ہیں۔[5]

مسئلہ ۱۲: اگر کُہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذرّہ بھر بھی دھلنے سے رہ جائے گی وُضو نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۱۳: ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چَھلّے، انگوٹھیاں، پُہنچیاں[7]، کنگن، کانچ، لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھّے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اُتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈِھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔[8]

مسئلہ ۱۴: ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں[9]، اُنگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک ان سب پر پانی بہ جانا ضروری ہے اگر کچھ بھی رہ گیا یا بالوں کی جڑوں پر پانی بہ گیا کسی ایک بال کی نوک پر نہ بہا وُضو نہ ہوا مگر ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔[10]

مسئلہ ۱۵: بجائے پانچ کے چھ انگلیاں ہیں تو سب کا دھونا فرض ہے اور اگر ایک مُونڈھے پر دو ہاتھ نکلے تو جو پُورا ہے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق... إلخ، ج١، ص٢٢٠.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢٠٠.

3 ...... یعنی ناک کی طرف آنکھ کا کونہ۔

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١، ص٤٤٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج١، ص٤.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... پہنچی کی جمع، ایک زیور جو کلائی میں پہنا جاتا ہے۔

8 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢١٦.

و"الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣١٧.

9 ...... یعنی انگلیوں کے درمیان کی جگہ۔

10 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٤٤٥.

اس کا دھونا فرض ہے اور اس دوسرے کا دھونا فرض نہیں مستحب ہے مگر اس کا وہ حصہ کہ اس ہاتھ کے موضعِ فرض سے متصل ہے اتنے کا دھونا فرض ہے۔[1]

۳۔ سر کا مسح کرنا:

چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔[2]

مسئلہ ۱۶: مسح کرنے کے لیے ہاتھ تَر ہونا چاہیئے، خواہ ہاتھ میں تَری اعضا کے دھونے کے بعد رہ گئی ہو یا نئے پانی سے ہاتھ تر کر لیا ہو۔[3]

مسئلہ ۱۷: کِسی عُضو کے مسح کے بعد جو ہاتھ میں تَری باقی رہ جائے گی وہ دوسرے عُضْوْ کے مسح کے لیے کافی نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ ۱۸: سر پر بال نہ ہوں تو جِلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے اور سر کا مسح اسی کو کہتے ہیں۔[5]

مسئلہ ۱۹: عمامے، ٹوپی، دُوپٹے پر مسح کافی نہیں۔ ہاں اگر ٹوپی، دُوپٹا اتنا باریک ہو کہ تَری پُھوٹ کر چوتھائی سر کو تر کر دے تو مسح ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ ۲۰: سر سے جو بال لٹک رہے ہوں ان پر مسح کرنے سے مسح نہ ہوگا۔[7]

۴۔ پاؤں کو گٹوں[8] سمیت ایک دفعہ دھونا:[9]

مسئلہ ۲۱: چھلّے اور پاؤں کے گہنوں کا وہی حُکم ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔[10]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج١، ص٤.

2 ...... المرجع السابق، ص٥.

3 ...... المرجع السابق، ص٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢١٦.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج١، ص٦.

7 ...... المرجع السابق، ص٥.

8 ...... یعنی ٹخنوں۔

9 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج١، ص٥.

10 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢١٨.

مسئلہ ۲۲: بعض لوگ کسی بیماری کی وجہ سے پاؤں کے اَنگوٹھوں میں اس قدر کھینچ کرتا گا باندھ دیتے ہیں کہ پانی کا بہنا در کنار تاگے کے نیچے تر بھی نہیں ہوتا ان کو اس سے بچنا لازم ہے کہ اس صورت میں وُضو نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳: گھائیاں اور اُنگلیوں کی کروٹیں، تلوے، ایڑیاں، کونچیں [1]، سب کا دھونا فرض ہے۔[2]

مسئلہ ۲۴: جن اَعضا کا دھونا فرض ہے ان پر پانی بہ جانا شرط ہے یہ ضرور نہیں کہ قَصداً پانی بہائے اگر بلا قَصد و اِختیار بھی ان پر پانی بہ جائے (مثلاً مینھ برسا اور اَعضائے وُضو کے ہر حصہ سے دو دو قطرے مینھ کے بہ گئے وہ اعضا دُھل گئے اور سر کا چوتھائی حصہ نم ہو گیا یا کسی تالاب میں گر پڑا اور اعضائے وُضو پر پانی گزر گیا وُضو ہو گیا)۔

مسئلہ ۲۵: جس چیز کی آدمی کو عُموماً یا خُصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت و اِحتیاط میں حَرَج ہو، ناخنوں کے اندر یا اُوپر یا اور کسی دھونے کی جگہ پر اس کے لگے رہ جانے سے اگرچہ جرم دار ہو، اگرچہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے، اگرچہ سخت چیز ہو وُضو ہو جائے گا، جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لیے آٹا، رنگریز کے لیے رنگ کا جرم، عورتوں کے لیے مہندی کا جرم، لکھنے والوں کے لیے روشنائی کا جرم، مزدور کے لیے گارا مٹی، عام لوگوں کے لیے کوئے یا پلک میں سُرمہ کا جرم، اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہا۔[3]

مسئلہ ۲۶: کسی جگہ چھالا تھا اور وہ سوکھ گیا مگر اس کی کھال جدا نہ ہوئی تو کھال جدا کر کے پانی بہانا ضروری نہیں بلکہ اسی چھالے کی کھال پر پانی بہالینا کافی ہے۔ پھر اس کو جدا کر دیا تو اب بھی اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۷: مچھلی کا سِنّا اعضائے وُضو پر چپکا رہ گیا وُضو نہ ہوگا کہ پانی اس کے نیچے نہ بہے گا۔[5]

وُضو کی سنتیں

مسئلہ ۲۸: وضو پر ثواب پانے کے لیے حُکمِ الٰہی بجالانے کی نیّت سے وُضو کرنا ضرور ہے ورنہ وُضو ہو جائے گا ثواب نہ پائے گا۔[6]

1...... یعنی ایڑیوں کے اوپر موٹے پٹھے۔

2...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۴۵.

3...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۰۳.

4...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول، ج۱، ص۵.

5...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۲۰.

6...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: الفرق بین النیة والقصد والعزم، ج۱، ص۲۳۵-۲۳۸.

مسئلہ ۲۹: بسم اللہ سے شروع کرے اور اگر وضو سے پہلے اِستنجا کرے تو قبل استنجے کے بھی بسم اللہ کہے مگر پاخانہ میں جانے یا بدن کھولنے سے پہلے کہے کہ نجاست کی جگہ اور بعد ستر کھولنے کے زَبان سے ذکرِ الٰہی منع ہے۔[1]

مسئلہ ۳۰: اور شروع یوں کرے کہ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے۔[2]

مسئلہ ۳۱: اگر پانی بڑے برتن میں ہو اور کوئی چھوٹا برتن بھی نہیں کہ اس میں پانی اونڈیل کر ہاتھ دھوئے، تو اسے چاہیئے کہ بائیں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر صرف وہ انگلیاں پانی میں ڈالے، ہتھیلی کا کوئی حصہ پانی میں نہ پڑے اور پانی نکال کر دہنا ہاتھ گٹے تک تین بار دھوئے پھر دہنے ہاتھ کو جہاں تک دھویا ہے بلا تکلّف پانی میں ڈال سکتا ہے اور اس سے پانی نکال کر بایاں ہاتھ دھوئے۔[3]

مسئلہ ۳۲: یہ اس صورت میں ہے کہ ہاتھ میں کوئی نجاست نہ لگی ہو ورنہ کسی طرح ہاتھ ڈالنا جائز نہیں، ہاتھ ڈالے گا تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔[4]

مسئلہ ۳۳: اگر چھوٹے برتن میں پانی ہے یا پانی تو بڑے برتن میں ہے مگر وہاں کوئی چھوٹا برتن بھی موجود ہے اور اس نے بے دھویا ہاتھ پانی میں ڈال دیا بلکہ اُنگلی کا پَورا یا ناخن ڈالا تو وہ سارا پانی وُضو کے قابل نہ رہا مائے مُستعمَل ہو گیا۔[5]

مسئلہ ۳۴: یہ اس وقت ہے کہ جتنا ہاتھ پانی میں پہنچا اس کا کوئی حصہ بے دُھلا ہو ورنہ اگر پہلے ہاتھ دَھو چکا اور اس کے بعد حَدَث نہ ہوا تو جس قدر حصہ دُھلا ہوا ہو، اتنا پانی میں ڈالنے سے مُستعمَل نہ ہوگا اگرچہ کُہنی تک ہو بلکہ غیرِ جُنب نے اگر کُہنی تک ہاتھ دھولیا تو اس کے بعد بغل تک ڈال سکتا ہے کہ اب اس کے ہاتھ پر کوئی حدث باقی نہیں، ہاں جُنب کُہنی سے اوپر

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: سائر بمعنى باقي... إلخ، ج١، ص٢٤١.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج١، ص٦.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج١، ص٢٤٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج١، ص٦.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج١، ص٢٤٧.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢، ص١١٣.

یہ مسئلہ معرکۃ الآرا ہے اور صحیح یہی ہے جو یہاں مذکور ہوا جیسا کہ ہدایہ وفتح القدیر وتبیین وفتاوٰی قاضی خاں وکافی وخلاصہ وغنیہ وحلیہ وکتاب الحسن عن ابی حنیفہ وکتب امام محمد رحمہم اللہ تعالٰی ودیگر کتب فقہ میں مصرح ہے اور اس کی کامل تحقیق منظور ہو تو رسالۂ مبارکہ "النميقة الانقى فى الفرق بين الملاقى و الملقى" کا مطالعہ کیا جائے۔۱۲ منہ

اتنا ہی حصہ ڈال سکتا ہے جتنا دھو چکا ہے کہ اس کے سارے بدن پر حَدَث ہے۔

مسئلہ ۳۵: جب سو کر اُٹھے تو پہلے ہاتھ دھوئے، اِستنجے کے قبل بھی اور بعد بھی۔[1]

مسئلہ ۳۶: کم سے کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مِسواک کرے اور ہر مرتبہ مِسواک کو دھولے اور مِسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔ میوے یا خوشبودار پھول کے درخت کی نہ ہو۔ چُھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو اور اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مِسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مِسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔[2] مِسواک جب قابلِ استعمال نہ رہے تو اسے دفن کر دیں یا کسی جگہ اِحتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو وہ آلہ اَدائے سنت ہے اس کی تعظیم چاہیئے، دوسرے آبِ دَہنِ مسلِم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود محفوظ رکھنا چاہیئے، اسی لیے پاخانہ میں تُھوکنے کو علما نے نامناسب لکھا ہے۔

مسئلہ ۳۷: مِسواک داہنے ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مِسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو اور مُٹھی نہ باندھے۔[3]

مسئلہ ۳۸: دانتوں کی چوڑائی میں مِسواک کرے لنبائی میں نہیں، چت لیٹ کر مِسواک نہ کرے۔[4]

مسئلہ ۳۹: پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے، پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت، پھر داہنی جانب کے نیچے کے، پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔[5]

مسئلہ ۴۰: جب مِسواک کرنا ہو تو اسے دھولے۔ یوہیں فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔[6]

مسئلہ ۴۱: اگر مِسواک نہ ہو تو اُنگلی یا سنگین کپڑے سے دانت مانجھ لے۔ یوہیں اگر دانت نہ ہوں تو اُنگلی یا کپڑا مسوڑوں پر پھیر لے۔[7]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، اركان الوضوء أربعة، ج۱، ص۲۴۳.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج۱، ص۲۵۰.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج۱، ص۷.
و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج۱، ص۲۵۰.

4 ...... "الدرالمختار" كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۵۱.

5 ...... المرجع السابق، ص۲۵۰.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، مطلب في دلالة المفهوم، ج۱، ص۲۵۱.

7 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطهارة، ص٦، و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، اركان الوضوء أربعة، ج۱، ص۲۵۳.

مسئلہ ۴۲: مِسواک نماز کے لیے سنت نہیں بلکہ وُضو کے لیے، تو جو ایک وُضو سے چند نمازیں پڑھے، اس سے ہر نماز کے لیے مِسواک کا مطالبہ نہیں، جب تک تَغَیّرِ رائحہ[1] نہ ہو گیا ہو، ورنہ اس کے دفع کے لیے مستقل سنت ہے البتہ اگر وُضو میں مِسواک نہ کی تھی تو اب نماز کے وقت کرلے[2]۔

مسئلہ ۴۳: پھر تین چُلّو پانی سے تین کُلّیاں کرے کہ ہر بار مونھ کے ہر پُرزے پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غَرغَرہ کرے۔[3]

مسئلہ ۴۴: پھر تین چُلّو سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائے اور یہ دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرے، پھر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔[4]

مسئلہ ۴۵: مونھ دھوتے وقت داڑھی کا خِلال کرے بشرطیکہ اِحرام نہ باندھے ہو، یوں کہ اُنگلیوں کو گردن کی طرف سے داخِل کرے اور سامنے نکالے۔[5]

مسئلہ ۴۶: ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرے، پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے کرے اس طرح کہ داہنے پاؤں میں چھنگلیا سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر بے خِلال کیے پانی اُنگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہو تو خلال فرض ہے یعنی پانی پہنچانا اگرچہ بے خِلال ہو مثلاً گھائیاں کھول کر اوپر سے پانی ڈال دیا یا پاؤں حوض میں ڈال دیا۔[6]

مسئلہ ۴۷: جو اعضا دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھوئے ہر مرتبہ اس طرح دھوئے کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے ورنہ سنت ادا نہ ہوگی۔[7]

---

1 ...... یعنی سانس بدبودار۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج ۱، ص ۲۴۸.
مسواک وضو کی سنّتِ قبلیہ ہے البتہ سنّتِ مؤکدہ اس وقت ہے جبکہ منہ میں بدبو ہو۔ (''فتاویٰ رضویہ''، ج۱، ص ۶۲۳)

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج ۱، ص ۲۵۳.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص ۲۵۵.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج ۱، ص ۲۵۶.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج ۱، ص ۲۵۷.
و "الفتاوى الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۷.

مسئلہ ۴۸: اگر یوں کیا کہ پہلی مرتبہ کچھ دُھل گیا اور دوسری بار کچھ اور تیسری دفعہ کچھ کہ تینوں بار میں پورا عُضْو دُھل گیا تو یہ ایک ہی بار دھونا ہوگا اور وُضو ہو جائے گا مگر خلاف سنت، اس میں چُلّوؤں کی گنتی نہیں بلکہ پورا عُضْو دھونے کی گنتی ہے کہ وہ تین مرتبہ ہوا گرچہ کتنے ہی چلوؤں سے۔[1]

مسئلہ ۴۹: پُورے سر کا ایک بار مسح کرنا اور کانوں کا مسح کرنا اور ترتیب کہ پہلے مونھ، پھر ہاتھ دھوئیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر پاؤں دھوئیں اگر خلافِ ترتیب وُضو کیا یا کوئی اور سنت چھوڑ گیا تو وُضو ہو جائے گا مگر ایک آدھ دفعہ ایسا کرنا بُرا ہے اور ترکِ سنّتِ مؤکّدہ کی عادت ڈالی تو گنہگار ہے اور داڑھی کے جو بال مونھ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح سنّت ہے اور دھونا مستحب ہے اور اعضا کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عُضْو سوکھنے نہ پائے۔[2]

وُضو کے مستحبات

بہت سے مستحبات ضمناً اوپر ذکر ہو چکے، بعض باقی رہ گئے وہ لکھے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰: (۱) داہنی جانب سے ابتدا کریں مگر

(۲) دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ساتھ ہی ساتھ دھوئیں گے ایسے ہی

(۳) دونوں کانوں کا مسح ساتھ ہی ساتھ ہوگا۔

(۴) ہاں اگر کسی کے ایک ہی ہاتھ ہو تو مونھ دھونے اور

(۵) مسح کرنے میں بھی دہنے کو مقدم کرے

(۶) اُنگلیوں کی پُشت سے

(۷) گردن کا مسح کرنا

(۸) وُضو کرتے وقت کعبہ رو

(۹) اونچی جگہ

(۱۰) بیٹھنا۔

(۱۱) وُضو کا پانی پاک جگہ گرانا اور

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك، ج۱، ص۲۵۷.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۲٦۲۔۲٦٤. و "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۲۱٤.

(۱۲) پانی بہاتے وقت اعضا پر ہاتھ پھیرنا خاص کر جاڑے میں۔

(۱۳) پہلے تیل کی طرح پانی چُپڑ لیناخُصوصاً جاڑے میں۔

(۱۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا۔

(۱۵) دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ چھوڑنا۔

(۱۶) وُضوکرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔

(۱۷) انگوٹھی کوحرکت دینا جب کہ ڈھیلی ہو کہ اس کے نیچے پانی بہ جانا معلوم ہو ورنہ فرض ہوگا۔

(۱۸) صاحبِ عُذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وُضو کرلینا۔

(۱۹) اطمینان سے وُضو کرنا۔ عوام میں جومشہور ہے کہ وُضوجوان کا سا، نماز بوڑھوں کی سی یعنی وُضو جلد کریں ایسی جلدی نہ چاہیے جس سے کوئی سنت یا مستحب ترک ہو۔

(۲۰) کپڑوں کو ٹپکتے قطروں سے محفوظ رکھنا۔

(۲۱) کانوں کا مسح کرتے وقت بھیگی چھنگلیا کانوں کے سوراخ میں داخِل کرنا

(۲۲) جو وُضو کامل طور پر کرتا ہو کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جاتی ہو، اسے کووں، ٹخنوں، ایڑیوں، تلووں، کُونچوں، گھائیوں، کُہنیوں کا بالتخصیص خیال رکھنا مستحب ہے اور بے خیالی کرنے والوں کو تو فرض ہے کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ یہ مَواضع خشک رہ جاتے ہیں یہ نتیجہ ان کی بے خیالی کا ہے۔ ایسی بے خیالی حرام ہے اور خیال رکھنا فرض۔

(۲۳) وُضو کا برتن مٹی کا ہو، تانبے وغیرہ کا ہو تو بھی حرج نہیں مگر

(۲۴) قلعی کیا ہوا۔

(۲۵) اگر وُضو کا برتن لوٹے کی قِسم سے ہو تو بائیں جانب رکھے اور

(۲۶) طشت کی قسم سے ہو تو دہنی طرف

(۲۷) آفتابہ میں دستہ لگا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں

(۲۸) اور ہاتھ اس کے دستہ پر رکھیں اس کے مونھ پر نہ رکھیں

(۲۹) دہنے ہاتھ سے کُلّی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا

(۳۰) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

(۳۱) بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈالنا

(۳۲) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا

(۳۳) مونھ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالنا کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔

تنبیہ: بہت سے لوگ یوں کیا کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چُلّو ڈال کر سارے مونھ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مونھ دُھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح دھونے میں مونھ نہیں دُھلتا اور وُضو نہیں ہوتا۔

(۳۴) دونوں ہاتھ سے مونھ دھونا

(۳۵) ہاتھ پاؤں دھونے میں اُنگلیوں سے شروع کرنا

(۳۶) چہرے اور

(۳۷) ہاتھ پاؤں کی روشنی وسیع کرنا یعنی جتنی جگہ پر پانی بہانا فرض ہے اس کے اَطراف میں کچھ بڑھانا مثلاً نصف بازو و نصف پنڈلی تک دھونا

(۳۸) مسحِ سر میں مستحب طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلمے کی اُنگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین اُنگلیوں کا سرا، دوسرے ہاتھ کی تینوں اُنگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گُدّی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے اور

(۳۹) کلمہ کی اُنگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور

(۴۰) انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سَطح کا اور اُنگلیوں کی پُشت سے گردن کا مسح۔

(۴۱) ہر عُضْوْ دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا چاہیئے کہ بُوندیں بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں، خُصوصاً جب مسجد میں جانا ہو کہ قطروں کا مسجد میں ٹپکنا مکروہِ تَحْرِیمی ہے۔

(۴۲) بہت بھاری برتن سے وُضو نہ کرے خُصوصاً کمزور کہ پانی بے اِحْتِیاطی سے گرے گا

(۴۳) زَبان سے کہہ لینا کہ وُضو کرتا ہوں

(۴۴) ہر عُضْوْ کے دھوتے یا مسح کرتے وقت نیّتِ وُضو حاضر رہنا اور

(۴۵) **بسم اللّٰہ** کہنا اور

(۴۶) درود اور

(۴۷) اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ [1]

---

1 ...... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔۱۲

(صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم) اور

(۴۸) کُلّی کے وقت اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ[1] اور

(۴۹) ناک میں پانی ڈالتے وقت اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیۡ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیۡ رَائِحَۃَ النَّارِ[2] اور

(۵۰) مونھ دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیۡ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ[3] اور

(۵۱) داہنا ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیۡ کِتَابِیۡ بِیَمِیۡنِیۡ وَحَاسِبْنِیۡ حِسَابًا یَّسِیْرًا[4] اور

(۵۲) بایاں ہاتھ دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیۡ کِتَابِیۡ بِشِمَالِیۡ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیۡ[5] اور

(۵۳) سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیۡ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ[6] اور

(۵۴) کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیۡ مِنَ الَّذِیۡنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ[7] اور

(۵۵) گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیۡ مِنَ النَّارِ[8] اور

(۵۶) داہنا پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیۡ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ[9] اور

(۵۷) بایاں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیۡ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیۡ مَشْکُوْرًا وَ تِجَارَتِیۡ لَنْ تَبُوْرَ[10] پڑھے یا سب جگہ دُرود شریف ہی پڑھے اور یہی افضل ہے۔ اور

(۵۸) وُضو سے فارغ ہوتے ہی یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجْعَلْنِیۡ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیۡنَ[11] اور

(۵۹) بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے اور

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل) تو میری مدد کر کہ قرآن کی تلاوت اور تیرا ذکر و شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں۔۱۲

2 ...... اے اللہ (عزوجل) تو مجھ کو جنت کی خوشبو سُونگھا اور جہنم کی بُو سے بچا۔۱۲

3 ...... اے اللہ (عزوجل) تو میرے چہرے کو اجالا کر جس دن کہ کچھ مونھ سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ۔۱۲

4 ...... اے اللہ (عزوجل) میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب کرنا۔۱۲

5 ...... اے اللہ (عزوجل) میرا نامۂ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔۱۲

6 ...... اے اللہ (عزوجل) تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا۔۱۲

7 ...... اے اللہ (عزوجل) مجھے ان میں کر دے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔۱۲

8 ...... اے اللہ (عزوجل) میری گردن آگ سے آزاد کر دے۔۱۲

9 ...... اے اللہ (عزوجل) میرا قدم پُل صراط پر ثابت قدم رکھ جس دن کہ اس پر قدم لغزش کریں گے۔۱۲

10 ...... اے اللہ (عزوجل) میرے گناہ بخش دے اور میری کوشش بارآور کر دے اور میری تجارت ہلاک نہ ہو۔۱۲

11 ...... الٰہی تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کر دے۔۱۲

(۶۰) آسمان کی طرف مونھ کرکے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْکَ[1] اور کلمہ شہادت اور سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے۔

(۶۱) اعضائے وُضو بغیر ضرورت نہ پُونچھے اور پُونچھے تو بے ضرورت خُشک نہ کرلے۔

(۶۲) قدرے نم باقی رہنے دے کہ روزِ قیامت پلۂ حَسنات میں رکھی جائے گی۔ اور

(۶۳) ہاتھ نہ جھٹکے کہ شیطان کا پنکھا ہے۔

(۶۴) بعدِ وُضو میانی[2] پر پانی چھڑک لے۔[3] اور

(۶۵) مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کو تحیۃ الوُضو کہتے ہیں۔[4]

وُضو میں مکروہات

(۱) عورت کے غسل یا وُضو کے بچے ہوئے پانی سے وُضو کرنا۔

(۲) وُضو کے لیے نجس جگہ بیٹھنا۔

(۳) نجس جگہ وُضو کا پانی گرانا۔

(۴) مسجد کے اندر وُضو کرنا۔

(۵) اعضائے وُضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا۔

(۶) پانی میں رینٹھ یا کھنکار ڈالنا۔

(۷) قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کُلّی کرنا۔

---

1 ...... تو پاک ہے اے اللہ (عزوجل) اور میں تیری حمد کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔۱۲

2 ...... پاجامہ کا وہ حصہ جو پیشاب گاہ کے قریب ہوتا ہے۔

3 ...... شیخِ طریقت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ''**نماز کے اَحکام**'' صفحہ 19 پر فرماتے ہیں کہ: ''پانی چھڑکتے وقت میانی کو کُرتے کے دامن میں چھپائے رکھنا مناسب ہے، نیز وُضو کرتے وقت بھی بلکہ ہر وقت میانی کو کُرتے کے دامن یا چادر وغیرہ کے ذریعہ چھپائے رکھنا حیا کے قریب ہے۔

4 ...... "غنية المتملي شرح منية المصلي"، آداب الوضوء، ص۲۸ ـ ۳۷.
و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲٦٦ ـ ۲۸۰.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۸.

(۸) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔

(۹) زیادہ پانی خرچ کرنا۔

(۱۰) اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔

(۱۱) مونھ پر پانی مارنا۔ یا

(۱۲) مونھ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا۔

(۱۳) ایک ہاتھ سے مونھ دھونا کہ رِفاض وہنود کا شعار ہے۔

(۱۴) گلے کا مسح کرنا۔

(۱۵) بائیں ہاتھ سے کُلّی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا۔

(۱۶) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۱۷) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔

(۱۸) تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔

(۱۹) جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کیا ہو اس سے اعضائے وُضو پونچھنا۔

(۲۰) دھوپ کے گرم پانی سے وُضو کرنا۔[1]

(۲۱) ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وُضو ہی نہ ہوگا۔

ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یوہیں ہر مکروہ کا ترک سنت۔[2]

وُضو کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: اگر وُضو نہ ہو تو نماز اور سجدۂ تلاوت اور نمازِ جنازہ اور قرآنِ عظیم چُھونے کے لیے وُضو کرنا فرض ہے۔[3]

---

1 ...... جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا اس سے وُضو کرنا مطلقاً مکروہ نہیں بلکہ اس میں چند قیود ہیں، جن کا ذکر پانی کے باب میں آئیگا اور اس سے وُضو کی کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في تعريف المكروه... إلخ، ج۱، ص۲۶۹، ۲۸۰ ـ ۲۸۳.
و"الفتاوى الهندية"، الباب الأول في الوضوء، الفصل الرابع، ج۱، ص۴، ۹، وغيرهما.

3 ...... "نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، فصل: الوضوء على ثلاثة أقسام، ص۱۸.

مسئلہ ۵۲: طواف کے لیے وُضو واجب ہے۔[1]

مسئلہ ۵۳: غسلِ جَنابت سے پہلے اور جُنب کو کھانے، پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبۂ جمعہ و عیدَین اور روضۂ مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور وُقوفِ عرفہ اور صَفا و مَروہ کے درمیان سَعی کے لیے وُضو کر لینا سنّت ہے۔

مسئلہ ۵۴: سونے کے لیے اور سونے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآنِ عظیم پڑھنے کے لیے اور حدیث اور علمِ دین پڑھنے پڑھانے اور علاوہ جمعہ و عیدین باقی خطبوں کے لیے اور کتبِ دِینیہ چھونے کے لیے اور بعد ستر غلیظ چھونے اور جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بُت چھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس کرنے، بغل کھجانے سے جب کہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ لگانے، لغو اشعار پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے سے اور باوُضو شخص کے نماز پڑھنے کے لیے ان سب صورتوں میں وُضو مستحب ہے۔[2]

مسئلہ ۵۵: جب وُضو جاتا رہے وُضو کر لینا مستحب ہے۔[3]

مسئلہ ۵۶: نابالغ پر وُضو فرض نہیں[4] مگر ان سے وُضو کرانا چاہیئے تا کہ عادت ہو اور وُضو کرنا آجائے اور مسائلِ وُضو سے آگاہ ہو جائیں۔

مسئلہ ۵۷: لوٹے کی ٹُونٹی نہ ایسی تنگ ہو کہ پانی بدقّت گرے، نہ اتنی فراخ کہ حاجت سے زیادہ گرے بلکہ متوسط ہو۔[6]

مسئلہ ۵۸: چُلّو میں پانی لیتے وقت خیال رکھیں کہ پانی نہ گرے کہ اِسراف ہوگا۔ ایسا ہی جس کام کے لیے چُلّو میں پانی لیں اُس کا اندازہ رکھیں ضرورت سے زیادہ نہ لیں مثلاً ناک میں پانی ڈالنے کے لیے آدھا چُلّو کافی ہے تو پورا چُلّو نہ لے کہ

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۰۵.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث، ج۱، ص۹.

2 ...... "نورالإيضاح"، كتاب الطهارة، فصل: الوضوء على ثلاثة أقسام، ص۱۹. و"الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۷۱۵۔۷۲٤.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث، ج۱، ص۹.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في اعتبارات المركب التام، ج۱، ص۲۰۲.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۷٦٥.

اِسراف ہوگا۔[1]

مسئلہ ۵۹: ہاتھ، پاؤں، سینہ، پُشت پر بال ہوں تو ہرتال وغیرہ سے صاف کر ڈالے یا تَرَشْوالے، نہیں تو پانی زیادہ خرچ ہوگا۔[2]

فائدہ: ولہان ایک شیطان کا نام ہے جو وُضو میں وسوسہ ڈالتا ہے اس کے وسوسہ سے بچنے کی بہترین تدابیر یہ ہیں:

(۱) رجوع الی اللّٰہ و

(۲) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ

(۳) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ و

(۴) سورۂ ناس، اور

(۵) اٰمَنْتُ بِاللّٰہ وَ رَسُوْلِہٖ، اور

(۶) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ، اور

(۷) سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۙ وَمَا ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ۠

پڑھنا کہ وسوسہ جڑ سے کٹ جائے گا اور

(۸) وسوسہ کا بالکل خیال نہ کرنا بلکہ اس کے خلاف کرنا بھی دافعِ وسوسہ ہے۔[3]

وُضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱: پاخانہ[۱]، پیشاب[۲]، وَدِی[۳]، مَذِی[۴]، مَنی[۵]، کیڑا[۶]، پتھری[۷] مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلیں وُضو جاتا رہے گا۔[4]

مسئلہ ۲: اگر مرد کا خَتنہ نہیں ہوا ہے اور سوراخ سے ان چیزوں میں سے کوئی چیز نکلی مگر ابھی ختنہ کی کھال کے اندر ہی ہے جب بھی وُضو ٹوٹ گیا۔[5]

مسئلہ ۳: یوہیں عورت کے سوراخ سے نکلی مگر ہُنوز[6] اُوپر والی کھال کے اندر ہی ہے جب بھی وُضو جاتا رہا۔[7]

1...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۷٦٥.

2...... المرجع السابق، ص۷٦۹.

3...... المرجع السابق، ص۷۷۰.

4...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۹.

5...... المرجع السابق، ص۹-۱۰.

6...... یعنی ابھی تک۔

7...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

مسئلہ۴: عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزشِ خون نکلتی ہے ناقضِ وُضو نہیں [1]، اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔ [2]

مسئلہ۵: مرد یا عورت کے پیچھے سے ہَوا خارِج ہوئی وُضو جاتا رہا۔ [3]

مسئلہ۶: مرد یا عورت کے آگے سے ہَوا نکلی یا پیٹ میں ایسا زخم ہوگیا کہ جھلّی تک پہنچا، اس سے ہَوا نکلی تو وُضو نہیں جائے گا۔ [4]

مسئلہ۷: عورت کے دونوں مقام پردہ پَھٹ کر ایک ہوگئے اسے جب رِیح آئے اِحتیاط یہ ہے کہ وُضو کرے اگرچہ یہ احتمال ہو کہ آگے سے نکلی ہوگی۔ [5]

مسئلہ۸: اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالی پھر وہ اس میں سے لوٹ آئی تو وُضو نہیں جائے گا۔ [6]

مسئلہ۹: حُقنہ لیا اور دوا باہر آ گئی یا کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں ڈالی اور باہر نکل آئی وُضو ٹوٹ گیا۔ [7]

مسئلہ۱۰: مرد نے سوراخِ ذَکر میں رُوئی رکھی اور وہ اُوپر سے خشک ہے مگر جب نکالی، تو تَر نکلی تو نکالتے ہی وُضو ٹوٹ گیا۔ [8] یوہیں عورت نے کپڑا رکھا اور فرجِ خارج میں اس کپڑے پر کوئی اثر نہیں مگر جب نکالا تو خون یا کسی اور نجاست سے تَر نکلا اب وُضو جاتا رہا۔

مسئلہ۱۱: خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی جس کا وُضو یا غسل میں دھونا فرض ہے تو وُضو جاتا رہا اگر صرف چمکا یا اُبھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون اُبھر یا چمک جاتا ہے یا خِلال کیا یا مِسواک کی یا اُنگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں اُنگلی ڈالی اس پر خون کی سُرخی آ گئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہ تھا تو وُضو نہیں ٹوٹا۔ [9]

---

1 ...... "جد الممتار" علی "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل الوضوء، ج۱، ص۱۸۸.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل الإستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء... إلخ، ج۱، ص۶۲۱.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۹.

4 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ج۱، ص۲۸۷.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

9 ...... المرجع السابق، و "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۲۸۰.

مسئلہ ۱۲: اور اگر بہا مگر ایسی جگہ بہ کر نہیں آیا جس کا دھونا فرض ہو تو وُضو نہیں ٹوٹا۔ مثلاً آنکھ میں دانہ تھا اور ٹوٹ کر آنکھ کے اندر ہی پھیل گیا باہر نہیں نکلا یا کان کے اندر دانہ ٹوٹا اور اس کا پانی سوراخ سے باہر نہ نکلا تو ان صورتوں میں وُضو باقی ہے۔[1]

مسئلہ ۱۳: زخم میں گڑھا پڑ گیا اور اس میں سے کوئی رطوبت چمکی مگر بہی نہیں تو وُضو نہیں ٹوٹا۔[2]

مسئلہ ۱۴: زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھتا رہا کہ بہنے کی نوبت نہ آئی تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو، بہ جاتا یا نہیں اگر بہ جاتا تو وُضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر مٹی یا راکھ ڈال ڈال کر سکھاتا رہا اس کا بھی وہی حُکم ہے۔[3]

مسئلہ ۱۵: پھوڑا یا پھنسی نچوڑنے سے خون بہا، اگرچہ ایسا ہو کہ نہ نچوڑتا تو نہ بہتا جب بھی وُضو جاتا رہا۔[4]

مسئلہ ۱۶: آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہا میں دانہ یا ناصُور یا کوئی بیماری ہو، ان وُجوہ سے جو آنسو یا پانی بہے وُضو توڑ دے گا۔[5]

مسئلہ ۱۷: زخم یا ناک یا کان یا مونھ سے کیڑا یا زخم سے کوئی گوشت کا ٹکڑا (جس پر خون یا پیپ کوئی نجس رطوبت قابل سیلان نہ تھی) کٹ کر گرا وُضو نہیں ٹوٹے گا۔[6]

مسئلہ ۱۸: کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا وُضو نہ جائے گا یوہیں اگر مونھ سے نکلا جب بھی ناقض نہیں ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ دماغ سے اتر کر معدہ میں گیا اور معدہ سے آیا ہے تو وُضو ٹوٹ گیا۔[7]

مسئلہ ۱۹: چھالا نوچ ڈالا اگر اس میں کا پانی بہ گیا وُضو جاتا رہا ورنہ نہیں۔[8]

مسئلہ ۲۰: مونھ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے وُضو توڑ دے گا ورنہ نہیں۔

فائدہ: غلبہ کی شناخت یوں ہے کہ تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو مغلوب۔[9]

مسئلہ ۲۱: جونک یا بڑی کلّی نے خون چوسا اور اتنا پی لیا کہ اگر خود نکلتا تو بہ جاتا وُضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔[10]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ج۱، ص۲۸٦.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۲۸۰.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۱.
و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ج۱، ص۲۸٦، و"الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۲۸۱.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۰.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۸۸.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

8 ...... المرجع السابق، ص۱۱.

9 ...... المرجع السابق.

10 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۱.
و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۹۲.

مسئلہ ۲۲: اگر چھوٹی کلّی یا جُوں یا کھٹمل، مچھر، مکھی، پِسّو نے خون چُوسا تو وُضو نہیں جائے گا۔[1]

مسئلہ ۲۳: ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا وُضو نہیں ٹوٹا۔[2]

مسئلہ ۲۴: نارو[3] سے رطوبت بہے وُضو جاتا رہے گا اور ڈورا نکلا تو وُضو باقی ہے۔[4]

مسئلہ ۲۵: اندھے کی آنکھ سے جو رطوبت بوجہِ مرض نکلتی ہے ناقضِ وُضو ہے۔[5]

مسئلہ ۲۶: مونھ بھر تے کھانے یا پانی یا صفرا[6] کی وُضو توڑ دیتی ہے۔[7]

فائدہ: مونھ بھر کے یہ معنے ہیں کہ اسے بے تکلّف نہ روک سکتا ہو۔[8]

مسئلہ ۲۷: بلغم کی قے وُضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو۔[9]

مسئلہ ۲۸: بہتے خون کی قے وُضو توڑ دیتی ہے جب تھوک سے مغلوب نہ ہو اور جما ہوا خون ہے تو وُضو نہیں جائے گا جب تک مونھ بھر نہ ہو۔[10]

مسئلہ ۲۹: پانی پیا اور معدے میں اُتر گیا، اب وہی پانی صاف شفّاف قے میں آیا اگر مونھ بھر ہے وُضو ٹوٹ گیا اور وہ پانی نجس ہے اور اگر سینہ تک پہنچا تھا کہ اچّھو[11] لگا اور نکل آیا تو نہ وہ ناپاک ہے نہ اس سے وُضو جائے۔[12]

مسئلہ ۳۰: اگر تھوڑی تھوڑی چند بار قے آئی کہ اس کا مجموعہ مونھ بھر ہے تو اگر ایک ہی متلی سے ہے تو وُضو توڑ دے گی اور اگر متلی جاتی رہی اور اس کا کوئی اثر نہ رہا پھر نئے سرے سے متلی شروع ہوئی اور قے آئی اور دونوں مرتبہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ مونھ

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١١.
و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٢٩٢.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١١.

3 ...... ایک مرض کا نام جس میں آدمی کے بدن پر دانے دانے ہو کر ان میں سے دھاگہ سا نکلا کرتا ہے۔

4 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج١، ص٢٧٥۔٢٧٦.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٧١.

6 ...... پیلے رنگ کا کڑوا پانی۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١١.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... المرجع السابق.

10 ...... المرجع السابق و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ج١، ص٢٩١.

11 ...... کھانسی جو سانس کی نالی میں پانی وغیرہ جانے سے آنے لگتی ہے۔

12 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج١، ص١١.
والبحرالرائق، كتاب الطهارة، ج١، ص٦٧.

بھر نہیں مگر دونوں جمع کی جائیں تو مونھ بھر ہو جائے تو یہ ناقضِ وُضو نہیں، پھر اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو وُضو کر لینا بہتر ہے۔[1]

مسئلہ ۳۱: قے میں صرف کیڑے یا سانپ نکلے وُضو نہ جائے گا اور اگر اس کے ساتھ کچھ رطوبت بھی ہے تو دیکھیں گے مونھ بھر ہے یا نہیں۔ مونھ بھر ہے تو ناقض ہے ورنہ نہیں۔[2]

مسئلہ ۳۲: سوجانے سے وُضو جاتا رہتا ہے بشرطیکہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں اور نہ ایسی ہیأت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع ہو مثلاً اکڑوں بیٹھ کر سویا یا چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا ایک کُہنی پر تکیہ لگا کر یا بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال[3] میں اُتر رہا ہے یا دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا کہ دونوں سرین جمے نہ رہے یا چارزانو ہے اور سر رانوں پر یا پنڈلیوں پر ہے یا جس طرح عورتیں سجدہ کرتی ہیں اسی ہیأت پر سو گیا ان سب صورتوں میں وُضو جاتا رہا اور اگر نماز میں ان صورتوں میں سے کسی صورت پر قصداً سویا تو وُضو بھی گیا، نماز بھی گئی وُضو کر کے سرے سے نیّت باندھے اور بلا قصد سویا تو وُضو جاتا رہا نماز نہیں گئی۔ وُضو کر کے جس رکن میں سویا تھا وہاں سے ادا کرے اور از سرِ نو پڑھنا بہتر ہے۔[4]

مسئلہ ۳۳: دونوں سُرین زمین یا کرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے یا دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ پنڈلیوں پر محیط ہوں خواہ زمین پر ہوں، دوزانو سیدھا بیٹھا ہو یا چارزانو پالتی مارے یا زین پر سوار ہو یا ننگی پیٹھ پر سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا ہے یا راستہ ہموار ہے یا کھڑے کھڑے سو گیا یا رکوع کی صورت پر یا مردوں کے سجدہ مسنونہ کی شکل پر تو ان سب صورتوں میں وُضو نہیں جائے گا اور نماز میں اگر یہ صورتیں پیش آئیں تو نہ وُضو جائے نہ نماز، ہاں اگر پورا رکن سوتے ہی میں ادا کیا تو اس کا اعادہ ضروری ہے اور اگر جاگتے میں شروع کیا پھر سو گیا تو اگر جاگتے میں بقدرِ کفایت ادا کر چکا ہے تو وہی کافی ہے ورنہ پورا کر لے۔[5]

مسئلہ ۳۴: اگر اس شکل پر سویا جس میں وُضو نہیں جاتا اور نیند کے اندر وہ ہیأت پیدا ہو گئی جس سے وُضو جاتا رہتا ہے تو اگر فوراً بلا وقفہ جاگ اٹھا وُضو نہ گیا ورنہ جاتا رہا۔[6]

مسئلہ ۳۵: گرم تنور کے کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سو گیا تو وُضو کر لینا مناسب ہے۔[7]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطھارۃ، مطلب في حکم کي الحمصة، ج۱، ص۲۹۳.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: نواقض الوضوء، ج۱، ص۲۹۰.

3 ...... پستی۔

4 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۳۶۵-۳۶۷، وغیرہ.

5 ......المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۳۶۷.

7 ...... المرجع السابق، ص۴۲۵.

مسئلہ ۳۶: بیمار لیٹ کر نماز پڑھتا تھا نیند آ گئی وُضو جاتا رہا۔[1]

مسئلہ ۳۷: اُونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وُضو نہیں جاتا۔[2]

مسئلہ ۳۸: جُھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی وُضو نہ گیا۔[3]

مسئلہ ۳۹: نماز وغیرہ کے انتظار میں بعض مرتبہ نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور یہ دفع کرنا چاہتا ہے تو بعض وقت ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ اس وقت جو باتیں ہوئیں ان کی اسے بِالکل خبر نہیں بلکہ دو تین آواز میں آنکھ کھلی اور اپنے خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ سویا نہ تھا اس کے اس خیال کا اعتبار نہیں اگر معتبر شخص کہے کہ تُو غافل تھا، پکارا جواب نہ دیا یا باتیں پوچھی جائیں اور وہ نہ بتا سکے تو اس پر وُضو لازم ہے۔[4]

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقضِ وُضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں۔ علاوہ نیند کے اور نواقض سے انبیاء علیہم السلام کا وُضو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ جاتا رہتا ہے بوجہ ان کی عظمتِ شان کے، نہ بسبب نجاست کے، کہ انکے فضلاتِ شریفہ طیب وطاہر ہیں جن کا کھانا پینا ہمیں حلال اور باعثِ برکت۔[5]

مسئلہ ۴۰: بیہوشی[14] اور جنون[15] اور غشی[16] اور اتنا نشہ[17] کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں ناقضِ وُضو ہیں۔[6]

مسئلہ ۴۱: بالغ[18] کا قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں اگر جاگتے میں رکوع سجدہ والی نماز میں ہو وُضو ٹوٹ جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔[7]

مسئلہ ۴۲: اگر نماز کے اندر سوتے میں یا نمازِ جنازہ یا سجدۂ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وُضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔[8]

مسئلہ ۴۳: اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وُضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی۔[9]

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۲.

2...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۳٦۷.

3...... المرجع السابق. 4...... المرجع السابق.

5...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض، ج۱، ص۲۹۸،٥۷٤.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۹۹.

7...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض، ج۱، ص۳۰۰.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۲.

8...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق. 9...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴: اگر مسکرایا کہ دانت نکلے آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وُضو۔(1)

مسئلہ ۴۵: مباشرتِ[19] فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو ناقضِ وُضو ہے۔(2)

مسئلہ ۴۶: اگر مرد نے اپنے آلہ سے عورت کی شرمگاہ کو مس کیا اور انتشارِ آلہ نہ تھا عورت کا وُضو اس وقت میں بھی جاتا رہے گا اگرچہ مرد کا وضو نہ جائے گا۔(3)

مسئلہ ۴۷: بڑا[20] استنجا ڈھیلے سے کر کے وُضو کیا اب یاد آیا کہ پانی سے نہ کیا تھا اگر پانی سے استنجا مسنون طریق پر یعنی پاؤں پھیلا کر سانس کا زور نیچے کو دے کر کرے گا وُضو جاتا رہے گا اور ویسے کرے گا تو نہ جائے گا مگر وُضو کر لینا مناسب ہے۔(4)

مسئلہ ۴۸: پھڑیا بالکل اچھی ہوگئی اس کا مُردہ پوست باقی ہے جس میں اوپر مونھ اور اندر خلا ہے اگر اس میں پانی بھر گیا پھر دبا کر نکالا تو نہ وُضو جائے نہ وہ پانی ناپاک ہاں اگر اس کے اندر کچھ تری خون وغیرہ کی باقی ہے تو وُضو بھی جاتا رہے گا اور وہ پانی بھی نجس ہے۔(5)

مسئلہ ۴۹: عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا اور ستر کھلنے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وُضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں وُضو کے آداب سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجے کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیئے کہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔(6)

متفرق مسائل

جو رطوبت بدنِ انسان سے نکلے اور وُضو نہ توڑے وہ نجس نہیں مثلاً خون کہ بہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے کہ مونھ بھر نہ ہو پاک ہے۔(7)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۲.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۰۳.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۳.

4 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۳۱۹، وغيره.

5 ...... المرجع السابق، ص۳۵۵-۳۵۶.

6 ...... المرجع السابق، ص۳۵۲.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۲۹٤.

مسئلہ۱: خارش یا پھڑیوں میں جب کہ بہنے والی رطوبت نہ ہو بلکہ صرف چپک ہو، کپڑا اس سے بار بار چھوکر اگرچہ کتنا ہی سن جائے، پاک ہے۔[1]

مسئلہ۲: سوتے میں رال جو مونھ سے گرے، اگرچہ پیٹ سے آئے، اگرچہ بدبودار ہو، پاک ہے۔[2]

مسئلہ۳: مردے کے مونھ سے جو پانی بہے نجس ہے۔[3]

مسئلہ۴: آنکھ دُکھتے میں جو آنسو بہتا ہے نجس و ناقضِ وُضو ہے، اس سے اِحتیاط ضروری ہے۔[4]

مسئلہ۵: شیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر وہ مونھ بھر ہے نجس ہے، درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کردے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا تو پاک ہے۔[5]

مسئلہ۶: درمیانِ وُضو میں اگر رِیح خارِج ہو یا کوئی ایسی بات ہو جس سے وُضو جاتا ہے تو نئے سرے سے پھر وُضو کرے وہ پہلے دُھلے ہوئے بے دُھلے ہوگئے۔[6]

مسئلہ۷: چُلّو میں پانی لینے کے بعد حدث ہوا وہ پانی بے کار ہوگیا کسی عُضْو کے دھونے میں نہیں کام آسکتا۔[7]

مسئلہ۸: مونھ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہوگیا اگر لوٹے یا کٹورے کو مونھ سے لگا کر کُلّی کو پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور کل پانی نجس ہو جائے گا۔ چُلّو سے پانی لے کر کُلّی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر کُلّی کے لیے پانی لے۔[8]

مسئلہ۹: اگر درمیانِ وُضو میں کسی عُضْو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اس کو دھولے اور اگر اکثر شک پڑا کرتا ہے تو اسکی طرف اِلتفات نہ کرے۔ یوہیں اگر بعد وُضو کے شک ہو تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔[9]

1...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٢٨٠.

2...... "الدرالمختار"، کتاب الطهارة، ج١، ص٢٩٠.

3...... المرجع السابق.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، ج١، ص٣٠٥.
اس سے بہت لوگ غافل ہیں اکثر دیکھا گیا کہ کُرتے وغیرہ میں ایسی حالت میں آنکھ پونچھ لیا کرتے ہیں اور اپنے خیال میں اُسے اور آنسو کے مثل سمجھتے ہیں یہ اُن کی غلطی ہے اور ایسا کیا تو کپڑا ناپاک ہوگیا۔ ۱۲ منہ

5...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٣٥٦.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، ج١، ص٢٩٠.

6...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٢٥٥.

7...... المرجع السابق، ص٢٥٦.

8...... المرجع السابق، ص٢٥٧۔٢٦٠.

9...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف... إلخ، ج١، ص٣٠٩.

مسئلہ ۱۰: جو باوُضو تھا اب اسے شک ہے کہ وُضو ہے یا ٹوٹ گیا تو وُضو کرنے کی اسے ضرورت نہیں۔ [1] ہاں کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شُبہہ بطورِ وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اور اگر وسوسہ ہے تو اسے ہرگز نہ مانے، اس صورت میں اِحتیاط سمجھ کر وُضو کرنا اِحتیاط نہیں بلکہ شیطانِ لعین کی اطاعت ہے۔

مسئلہ ۱۱: اور اگر بے وُضو تھا اب اسے شک ہے کہ میں نے وُضو کیا یا نہیں تو وہ بلاوُضو ہے اس کو وُضو کرنا ضروری ہے۔ [2]

مسئلہ ۱۲: یہ معلوم ہے کہ وُضو کے لیے بیٹھا تھا اور یہ یاد نہیں کہ وُضو کیا یا نہیں تو اسے وُضو کرنا ضرور نہیں۔ [3]

مسئلہ ۱۳: یہ یاد ہے کہ پاخانہ یا پیشاب کے لیے بیٹھا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ پھرا [4] بھی یا نہیں تو اس پر وُضو فرض ہے۔ [5]

مسئلہ ۱۴: یہ یاد ہے کہ کوئی عُضْو دھونے سے رہ گیا مگر معلوم نہیں کہ کون عُضْو تھا تو بایاں پاؤں دھولے۔ [6]

مسئلہ ۱۵: میانی میں تری دیکھی مگر یہ نہیں معلوم کہ پانی ہے یا پیشاب تو اگر عُمر کا یہ پہلا واقعہ ہے تو وُضو کرلے اور اس جگہ کو دھولے اور اگر بارہا ایسے شبہے پڑتے ہیں تو اس کی طرف توجہ نہ کرے شیطانی وسوسہ ہے۔ [7]

غُسل کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ﴾ [8]

اگر تم جنب ہو تو خوب پاک ہو جاؤ یعنی غسل کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ [9]

یہاں تک کہ وہ حَیض والی عورتیں اچھی طرح پاک ہو جائیں۔

---

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۷۷۵.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۱۰.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۵۶۰، و"الأشباه والنظائر"، القاعدة الثالثة، اليقين لا يزول بالشك، ص۴۹.

4 ...... یعنی کیا۔

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۵۶۰، و"الأشباه والنظائر"، ص۴۹.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۳۱۰.

7 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱، ص۷۷۸.

8 ...... پ ۶، المائدة:۶.

9 ...... پ ۲، البقرة: ۲۲۲.

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ﴾ (1)

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ حالتِ جنابت میں جب تک غُسل نہ کرلو مگر سفر کی حالت میں کہ وہاں پانی نہ ملے تو بجائے غُسل تیمّم ہے۔

حدیث ۱: صحیح بُخاری وصحیح مسلم میں حضرت عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنابت کا غُسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے، پھر نماز کا سا وُضو کرتے، پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے، پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے۔'' (2)

حدیث ۲: انھیں کتابوں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، اُمُّ المُؤمنین حضرت مَیمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: ''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نہانے کے لیے میں نے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا، حضور نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر پانی ڈال کر ہاتھوں کو دھویا، پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا، پھر استنجا فرمایا، پھر ہاتھ زمین پر مار کر مَلا اور دھویا، پھر کُلّی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مونھ اور ہاتھ دھوئے، پھر سر پر پانی ڈالا اور تمام بدن پر بہایا، پھر اس جگہ سے الگ ہوکر پائے مبارک دھوئے اس کے بعد میں نے (بدن پونچھنے کے لیے) ایک کپڑا دیا تو حضور نے نہ لیا اور ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔'' (3)

حدیث ۳: بُخاری ومسلم میں بروایتِ اُمُّ المُؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی، کہ ''انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حَیض کے بعد نہانے کا سوال کیا اس کو کیفیت غُسل کی تعلیم فرمائی، پھر فرمایا کہ مُشک آلودہ ایک ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے اس سے طہارت کروں فرمایا اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے طہارت کروں، فرمایا سبحان اللہ اس سے طہارت کر، اُم المؤمنین فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا اس سے خون کے اثر کو صاف کر۔'' (4)

حدیث ۴: امام مسلِم نے اُمُّ المُؤمنین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی فرماتی ہیں: ''میں نے عرض کی

1...... پ۵،النسآء: ۴۳.

2...... "صحيح البخاري"، كتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، الحديث: ۲۴۸، ج۱، ص ۱۰۵.

3...... "صحيح البخاري"، كتاب الغسل، باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة، الحديث: ۲۷۶، ج۱، ص۱۱۳.

4...... "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب دلك المرأة نفسها إذا ... إلخ، الحديث: ۳۱۴،۳۱۵، ج۱، ص۱۲۶،۱۲۷.

یارسول اللہ! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غُسلِ جنابت کے لیے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا نہیں تجھ کو صرف یہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لَپ پانی ڈالے، پھر اپنے اوپر پانی بہالے پاک ہوجائے گی۔'' یعنی جب کہ بالوں کی جڑیں تر ہوجائیں اور اگر اتنی سخت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے۔(1)

حدیث ۵: ابوداود و ترمذی و ابنِ ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔'' (2)

حدیث ۶: نیز ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص غُسلِ جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دے گا اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا۔'' (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کرلی۔'' تین بار یہی فرمایا (یعنی سر کے بال منڈا ڈالے کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے)۔(3)

حدیث ۷: اصحابِ سُننِ اَربعہ نے اُمُّ المُومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، فرماتی ہیں کہ: ''نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غُسل کے بعد وُضو نہیں فرماتے۔'' (4)

حدیث ۸: ابوداود نے حضرت یَعلٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے ملاحظہ فرمایا، پھر منبر پر تشریف لے جا کر حمدِ الٰہی وثنا کے بعد فرمایا: ''اللہ تعالٰی حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے، حیا اور پردہ کرنے کو دوست رکھتا ہے، جب تم میں کوئی نہائے تو اسے پردہ کرنا لازم ہے۔'' (5)

حدیث ۹: متعدد کتابوں میں بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان لایا حمام میں بغیر تہبند کے نہ جائے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا اپنی بی بی کو حمام میں نہ بھیجے۔'' (6)

حدیث ۱۰: اُمُّ المُومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حمام میں جانے کا سوال کیا، فرمایا: ''عورتوں کے لیے حمام میں

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، الحديث: ٣٣٠، ص١٨١.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ٢٤٨، ج١، ص١١٧.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، الحديث: ٢٤٩، ج١، ص١١٧.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بعد الغسل، الحديث: ١٠٧، ج١، ص١٦١.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الحمّام، باب النهي عن التعري، الحديث: ٤٠١٢، ج٤، ص٥٦.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، الحديث: ٢٨١٠، ج٤، ص٣٦٦.

خیر نہیں'' عرض کی ''تہبند باندھ کر جاتی ہیں'' فرمایا: ''اگرچہ تہبند اور کُرتے اور اوڑھنی کے ساتھ جائیں۔'' (1)

حدیث ۱۱: صحیح بُخاری و مسلم میں روایت ہے کہ اُمُّ المُومنین اُمِّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا تو کیا جب عورت کو اِحتِلام ہو تو اس پر نہانا ہے؟ فرمایا: ''ہاں! جب کہ پانی (منی) دیکھے۔'' اُم سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مونھ ڈھانک لیا اور عرض کی، یارسول اللہ! کیا عورت کو اِحتِلام ہوتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں! ایسا نہ ہو تو کس وجہ سے بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔'' (2)

فائدہ: اُمّہاتُ المومنین کو اللہ عزوجل نے حاضریٔ خدمت سے پیشتر بھی اِحتِلام سے محفوظ رکھا تھا۔ اس لیے کہ اِحتِلام میں شیطان کی مُداخلت ہے اور شیطانی مداخلتوں سے ازواجِ مطہّرات پاک ہیں اسی لیے ان کو حضرت اُمّ سلیم کے اس سوال کا تعجب ہوا۔

حدیث ۱۲: ابوداود و ترمذی، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مرد تری پائے اور اِحتِلام یاد نہ ہو فرمایا: ''غُسل کرے'' اور اس شخص کے بارے میں سوال ہوا کہ خواب کا یقین ہے اور تری (اثر) نہیں پاتا فرمایا: ''اس پر غُسل نہیں۔'' ام سلیم نے عرض کی عورت اس کو دیکھے تو اس پر غُسل ہے؟ فرمایا: ''ہاں! عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔'' (3)

حدیث ۱۳: ترمذی میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب مرد کے ختنہ کی جگہ (حشفہ) عورت کے مقام میں غائب ہو جائے غُسل واجب ہو جائے گا۔'' (4)

حدیث ۱۴: صحیح بُخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ان کو رات میں نہانے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ فرمایا: ''وُضو کر لو اور عضوِ تناسُل کو دھو لو پھر سو رہو۔'' (5)

حدیث ۱۵: صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: ''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنب ہوتے اور

---

1 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الباء، الحديث: ٣٢٨٦، ج٢، ص ٢٧٩.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب الحياء في العلم، الحديث: ١٣٠، ج١، ص٦٨.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الرجل يجد البلة في منامه، الحديث: ٢٣٦، ج١، ص١١٢.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء إذا التقى الختانان وجب الغسل، الحديث: ١٠٩، ج١، ص١٦٢.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الغسل، باب الجنب يتوضأثم ينام، الحديث: ٢٩٠، ج١، ص ١١٨.

کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا ساوُضو فرماتے۔'' (1)

حدیث ۱۶: مسلم میں ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی اپنی بی بی کے پاس جا کر دوبارہ جانا چاہے تو وُضو کرلے۔'' (2)

حدیث ۱۷: ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ حَیض والی اور جنب قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔'' (3)

حدیث ۱۸: ابو داود نے اُمُّ المُؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان گھروں کا رُخ مسجد سے پھیر دو کہ میں مسجد کو حائض اور جنب کے لیے حلال نہیں کرتا۔'' (4)

حدیث ۱۹: ابو داود نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''ملائکہ اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کُتّا اور جنب ہو۔'' (5)

حدیث ۲۰: ابو داود عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے، (۱) کافر کا مردہ، اور (۲) خلوق (6) میں لتھڑا ہوا، اور (۳) جنب مگر یہ کہ وُضو کرلے۔'' (7)

حدیث ۲۱: اِمام مالِک نے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا اس میں یہ تھا کہ قرآن نہ چھوئے مگر پاک شخص۔ (8)

حدیث ۲۲: امام بُخاری و امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو جمعہ کو آئے اسے چاہیے کہ نہالے۔'' (9)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب... إلخ، الحديث: ٣٠٥، ص١٧٢.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز نوم الجنب... إلخ، الحديث: ٣٠٨، ص١٧٤.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الجنب والحائض... إلخ، الحديث: ١٣١، ج١، ص١٨٢.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الجنب يدخل المسجد، الحديث: ٢٣٢، ج١، ص١١١.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، الحديث: ٢٢٧، ج١، ص١٠٩.

6 ...... ایک قسم کی خوشبو زعفران سے بنائی جاتی ہے جو مردوں پر حرام ہے۔ ۱۲

7 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الترجل، باب في الخلوق للرجال، الحديث: ٤١٨٠، ج٤، ص ١٠٩.

8 ...... "المؤطأ" لإمام مالك، كتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مسّ القرآن، الحديث: ٤٧٨، ج١، ص١٩١.

9 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم، الحديث: ٨٩٤، ج١، ص٣٠٩.

غُسل کے مسائل

غُسل کے فرض ہونے کے اسباب بعد میں لکھے جائیں گے، پہلے غُسل کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔ غُسل کے تین جز ہیں اگران میں ایک میں بھی کمی ہوئی غُسل نہ ہوگا، چاہے یوں کہو کہ غُسل میں تین فرض ہیں۔

(۱) کُلّی: کہ مونھ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حَلْق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی مونھ میں لے کر اُگل دینے کو کُلّی کہتے ہیں اگر چہ زبان کی جڑ اور حَلْق کے کنارے تک نہ پہنچے یوں غُسل نہ ہو گا، نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے، گالوں کی تہہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، حَلْق کے کنارے تک پانی بہے۔[1]

مسئلہ۱: دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جو پانی بہنے سے روکے، جمی ہو تو اُس کا چُھڑانا ضروری ہے اگر چھڑانے میں ضرر اور حَرَج نہ ہو جیسے چھالیا کے دانے، گوشت کے ریشے اور اگر چھڑانے میں ضرر اور حَرَج ہو جیسے بہت پان کھانے سے دانتوں کی جڑوں میں چونا جم جاتا ہے یا عورتوں کے دانتوں میں مسی کی ریخیں کہ ان کے چھیلنے میں دانتوں یا مسوڑوں کی مضرّت کا اندیشہ ہے تو معاف ہے۔[2]

مسئلہ۲: یوں ہی ہلتا ہوا دانت تار سے یا اُکھڑا ہوا دانت کسی مسالے وغیرہ سے جمایا گیا اور پانی تار یا مسالے کے نیچے نہ پہنچے تو معاف ہے یا کھانے یا پان کے ریزے دانت میں رہ گئے کہ اس کی نگہداشت میں حَرَج ہے۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے اس کو جدا کرنا اور دھونا ضروری ہے جب کہ پانی پہنچنے سے مانع ہوں۔[3]

(۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم جگہ ہے دھلنا کہ پانی کو سُونگھ کر اوپر چڑھائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے ورنہ غُسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سُوکھ گئی ہے تو اس کا چُھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔[4]

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٤٣٩، ٤٤٠.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص ٤٤٠، ٤٤١.

3 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٤٥٢، ٤٥٣. وغیرہ

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ج١، ص٣١٢.
و"الفتاوی الرضویة"، ج١، ص٤٤٢، ٤٤٣.

مسئلہ ۳: بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے، پھر اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے ورنہ نہیں۔[1]

(۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جِسم کے ہر پُرزے ہر رُونگٹے پر پانی بہ جانا، اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھے کہ غُسل ہو گیا حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر اِحتیاط نہ کی جائے نہیں دھلیں گے اور غُسل نہ ہوگا[2]، لہٰذا بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔ اعضائے وُضو میں جو مواضعِ اِحتیاط ہیں ہر عُضْوْ کے بیان میں ان کا ذکر کر دیا گیا ان کا یہاں بھی لحاظ ضروری ہے اور ان کے علاوہ خاص غُسل کے ضروریات یہ ہیں۔

(۱) سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سَخْت گُندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

(۲) کانوں میں بالی وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا وہی حکم ہے جو ناک میں نَتھ کے سوراخ کا حکم وُضو میں بیان ہوا۔

(۳) بَھوؤں اور مونچھوں اور داڑھی کے بال کا جڑ سے نوک تک اور ان کے نیچے کی کھال کا دُھلنا۔

(۴) کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا مونھ۔

(۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۶) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے مونھ اٹھائے نہ دھلے گا۔

(۷) بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

(۸) بازو کا ہر پہلو۔

(۹) پیٹھ کا ہر ذرہ۔

(۱۰) پیٹ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔

(۱۱) ناف کو انگلی ڈال کر دھوئیں جب کہ پانی بہنے میں شک ہو۔

(۱۲) جِسم کا ہر رُونگٹا جڑ سے نوک تک۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٤٥.

2 ...... المرجع السابق ص٤٤٣.

(۱۳) ران اور پَیڑو[1] کا جوڑ۔

(۱۴) ران اور پنڈلی کا جوڑ جب بیٹھ کر نہائیں۔

(۱۵) دونوں سُرین کے ملنے کی جگہ خُصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔

(۱۶) رانوں کی گولائی (۱۷) پنڈلیوں کی کروٹیں (۱۸) ذَکر و انثیین[2] کے ملنے کی سطحیں بے جدا کیے نہ دھلیں گی۔ (۱۹) انثیین کی سطحِ زیریں جوڑ تک (۲۰) انثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک (۲۱) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو تو اگر کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھوئے اور کھال کے اندر پانی چڑھائے۔ عورتوں پر خاص یہ اِحتِیاطیں ضروری ہیں۔ (۲۲) ڈھلکی ہوئی پستان کو اٹھا کر دھونا (۲۳) پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر (۲۴) فرجِ خارج[3] کا ہر گوشہ ہر ٹکڑا نیچے اوپر خیال سے دھویا جائے، ہاں فرجِ داخل[4] میں انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں مستحب ہے۔[5] یوہیں اگر حَیض و نِفاس سے فارغ ہو کر غُسل کرتی ہے تو ایک پرانے کپڑے سے فرجِ داخل کے اندر سے خون کا اثر صاف کر لینا مستحب ہے۔ (۲۵) ماتھے پر افشاں چنی ہو تو چُھڑانا ضروری ہے۔

مسئلہ۴: بال میں گرہ پڑ جائے تو گرہ کھول کر اس پر پانی بہانا ضروری نہیں۔[6]

مسئلہ۵: کسی زخم پر پٹی وغیرہ بندھی ہو کہ اس کے کھولنے میں ضرر یا حَرَج ہو، یا کسی جگہ مرض یا درد کے سبب پانی بہنا ضرر کرے گا تو اس پورے عُضْو کو مسح کریں اور نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کافی ہے اور پٹی مَوضَعِ حاجت سے زِیادہ نہ رکھی جائے ورنہ مسح کافی نہ ہوگا اور اگر پٹی مَوضَعِ حاجت ہی پر بندھی ہے مثلاً بازو پر ایک طرف زخم ہے اور پٹی باندھنے کے لیے بازو کی اتنی ساری گولائی پر ہونا اس کا ضرور ہے تو اس کے نیچے بدن کا وہ حصہ بھی آئے گا جسے پانی ضرر نہیں کرتا، تو اگر کھولنا ممکن ہو کھول کر اس حصہ کا دھونا فرض ہے اور اگر ناممکن ہو اگرچہ یوہیں کہ کھول کر پھر ویسی نہ باندھ سکے گا اور اس میں ضرر کا اندیشہ ہے تو ساری پٹی پر مسح کر لے کافی ہے، بدن کا وہ اچھا حصہ بھی دھونے سے معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ۶: زکام یا آشوبِ چشم وغیرہ ہو اور یہ گمانِ صحیح ہو کہ سر سے نہانے میں مرض میں زیادتی یا اور امراض پیدا ہو جائیں گے تو کُلّی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور گردن سے نہالے اور سر کے ہر ذرّہ پر بھیگا ہاتھ پھیر لے غُسل ہو جائے گا،

---

1 ...... پیڑو یعنی ناف سے نیچے کا حصہ۔

2 ...... انثیین یعنی خصیے۔ فوطے۔

3 ...... عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ۔

4 ...... شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔

5 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۴۸، ۴۵۰.

6 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص۴۵۲.

بعد صحت سر دھوڈالے باقی غُسل کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[1]

مسئلہ ۷: پکانے والے کے ناخن میں آٹا، لکھنے والے کے ناخن وغیرہ پر سیاہی کا جرم، عام لوگوں کے لیے مکّھی مچھر کی بیٹ اگر لگی ہو تو غُسل ہو جائیگا۔ ہاں بعد معلوم ہونے کے جدا کرنا اور اس جگہ کو دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی ہوگئی۔[2]

غُسل کی سنتیں[3]

(۱) غُسل کی نیّت کر کے پہلے

(۲) دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر

(۳) استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو پھر

(۴) بدن پر جہاں کہیں نَجاست ہو اس کو دور کرے پھر

(۵) نماز کا سا وُضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے پھر

(۶) بدن پر تیل کی طرح پانی چُپَڑ لے خصوصاً جاڑے میں پھر

(۷) تین مرتبہ دہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر

(۸) بائیں مونڈھے پر تین بار پھر

(۹) سر پر اور تمام بدن پر تین بار پھر

(۱۰) جائے غُسل سے الگ ہو جائے، اگر وُضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور

(۱۱) نہانے میں قِبلہ رُخ نہ ہو اور

(۱۲) تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور

(۱۳) ملے اور

(۱۴) ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضا کا سِتر تو ضروری ہے، اگر اتنا

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٥٦، ٤٦١.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱، ص٤٥٥.

3 ...... لفظ پھر کے ساتھ جس سنت کا بیان ہوا اُس میں وہ شے فی نفسہٖ بھی سنت ہے اور اُسکا ترتیب کے ساتھ ہونا بھی تو اگر کسی نے خلافِ ترتیب کیا مثلاً پہلے بائیں مونڈھے پر پانی بہایا پھر داہنے پر تو سنت ترتیب ادا نہ ہوئی۔۱۲ منہ

بھی ممکن نہ ہو تو تیمّم کرے مگر یہ احتمال بہت بعید ہے اور

(۱۵) کسی قسم کا کلام نہ کرے۔

(۱۶) نہ کوئی دعا پڑھے۔ بعد نہانے کے رومال سے بدن پونچھ ڈالے تو حَرَج نہیں۔[1]

مسئلہ ۱: اگر غُسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے بشرطیکہ مَوضَعِ اِحتِیاط ہو تو کوئی حَرَج نہیں۔ ہاں عورتوں کو بہت زِیادہ اِحتِیاط کی ضرورت ہے اور عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ بعد نہانے کے فوراً کپڑے پہن لے اور وُضو کے سنن و مستحبات، غُسل کے لیے سنن و مستحبات ہیں مگر سِتْر کھلا ہو تو قِبلہ کو مونھ کرنا نہ چاہیے اور تہبند باندھے ہو تو حَرَج نہیں۔

مسئلہ ۲: اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہایا تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے تین بار دھونے اور ترتیب اور وُضو یہ سب سنتیں ادا ہوگئیں، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اعضا کو تین بار حرکت دے اور تالاب وغیرہ ٹھہرے پانی میں نہایا تو اعضا کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تَثْلِیث یعنی تین بار دھونے کی سنّت ادا ہو جائے گی۔ مینھ میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی میں کھڑے ہونے کے حکم میں ہے۔ بہتے پانی میں وُضو کیا تو وہی تھوڑی دیر اس میں عُضْو کو رہنے دینا اور ٹھہرے پانی میں حرکت دینا تین بار دھونے کے قائم مقام ہے۔[2]

مسئلہ ۳: سب کے لیے غُسل یا وُضو میں پانی کی ایک مقدار مُعَیّن نہیں[3]، جس طرح عوام میں مشہور ہے محض باطل ہے ایک لمبا چوڑا، دوسرا دبلا پتلا، ایک کے تمام اعضا پر بال، دوسرے کا بدن صاف، ایک گھنی داڑھی والا، دوسرا بے ریش، ایک کے سر پر بڑے بڑے بال، دوسرے کا سر منڈا، وعلٰی ھٰذا القیاس سب کے لیے ایک مقدار کیسے ممکن ہے۔

مسئلہ ۴: عورت کو حمام میں جانا مکروہ ہے اور مرد جا سکتا ہے مگر سِتْر کا لحاظ ضروری ہے۔ لوگوں کے سامنے سِتْر کھول کر نہانا حرام ہے۔

مسئلہ ۵: بغیر ضرورت صبح تڑکے حمام کو نہ جائے کہ ایک مخفی امر لوگوں پر ظاہر کرنا ہے۔[4]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثاني، ج١، ص١٤.
و "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣١٩،٣٢٥.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل، ج١، ص٣٢٠.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٦٢٦،٦٢٧.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦٢٢.

غُسل کن چیزوں سے فَرض ہوتا ہے

(۱) مَنی کا اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جدا ہو کر عُضْوْ سے نکلنا سببِ فرضیتِ غُسل ہے۔[1]

مسئلہ ا: اگر شَہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی تو غُسل واجب نہیں ہاں وُضو جاتا رہے گا۔[2]

مسئلہ ۲: اگر اپنے ظَرف سے شَہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر اس شخص نے اپنے آلہ کو زور سے پکڑ لیا کہ باہر نہ ہوسکی، پھر جب شَہوت جاتی رہی چھوڑ دیا اب مَنی باہر ہوئی تو اگرچہ باہر نکلنا شَہوت سے نہ ہوا مگر چونکہ اپنی جگہ سے شَہوت کے ساتھ جدا ہوئی لہٰذا غُسل واجب ہوا اسی پر عمل ہے۔[3]

مسئلہ ۳: اگر مَنی کچھ نکلی اور قبل پیشاب کرنے یا سونے یا چالیس قدم چلنے کے نہا لیا اور نماز پڑھ لی اب بقیہ مَنی خارِج ہوئی تو غُسل کرے کہ یہ اسی مَنی کا حصہ ہے جو اپنے مَحل سے شَہوت کے ساتھ جدا ہوئی تھی اور پہلے جو نماز پڑھی تھی ہوگئی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر چالیس قدم چلنے یا پیشاب کرنے یا سونے کے بعد غُسل کیا پھر مَنی بلا شَہوت نکلی تو غُسل ضروری نہیں اور یہ پہلی کا بقیّہ نہیں کہی جائے گی۔[4]

مسئلہ ۴: اگر مَنی پتلی پڑگئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلاشَہوت نکل آئیں تو غُسل واجب نہیں البتہ وُضو ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اِحتِلام یعنی سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے مَنی یا مَذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غُسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو اور اگر یقین ہے کہ یہ نہ مَنی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا وَدی یا کچھ اور ہے تو اگرچہ اِحتِلام یاد ہو اور لذّتِ اِنزال خیال میں ہو غُسل واجب نہیں اور اگر مَنی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں اِحتِلام ہونا یاد نہیں تو غُسل نہیں ورنہ ہے۔[5]

مسئلہ ۵: اگر اِحتِلام یاد ہے مگر اس کا کوئی اثر کپڑے وغیرہ پر نہیں غُسل واجب نہیں۔[6]

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الطهارة، أرکان الوضوء اربعة، ج۱، ص۳۲۵.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۰.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۴،وغيره.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۴۔۱۵.

6 ...... المرجع السابق، ص۱۵.

مسئلہ ٦: اگر سونے سے پہلے شہوت تھی آلہ قائم تھا اب جاگا اور اس کا اثر پایا اور مذی ہونا غالب گمان ہے اور احتلام یاد نہیں تو غُسل واجب نہیں، جب تک اس کے مَنی ہونے کا ظن غالب نہ ہو اور اگر سونے سے پہلے شہوت ہی نہ تھی یا تھی مگر سونے سے قبل دب چکی تھی اور جو خارج ہوا تھا صاف کر چکا تھا تو مَنی کے ظنِ غالب کی ضرورت نہیں بلکہ محض احتمالِ مَنی سے غُسل واجب ہو جائے گا۔ یہ مسئلہ کثیرُ الوُقوع ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ اس کا خیال ضرور چاہیے۔[1]

مسئلہ ٧: بیماری وغیرہ سے غش آیا یا نشہ میں بیہوش ہوا، ہوش آنے کے بعد کپڑے یا بدن پر مذی ملی تو وُضو واجب ہو گا، غُسل نہیں اور سونے کے بعد ایسا دیکھے تو غُسل واجب مگر اسی شرط پر کہ سونے سے پہلے شہوت نہ تھی۔[2]

مسئلہ ٨: کسی کو خواب ہوا اور مَنی باہر نہ نکلی تھی کہ آنکھ کُھل گئی اور آلہ کو پکڑ لیا کہ مَنی باہر نہ ہو، پھر جب تُندی جاتی رہی چھوڑ دیا اب نکلی تو غُسل واجب ہو گیا۔[3]

مسئلہ ٩: نماز میں شہوت تھی اور مَنی اُترتی ہوئی معلوم ہوئی مگر ابھی باہر نہ نکلی تھی کہ نماز پوری کر لی، اب خارج ہوئی تو غُسل واجب ہو گا مگر نماز ہو گئی۔[4]

مسئلہ ١٠: کھڑے یا بیٹھے یا چلتے ہوئے سو گیا، آنکھ کھلی تو مذی پائی غُسل واجب ہے۔[5]

مسئلہ ١١: رات کو اِحتِلام ہوا جاگا تو کوئی اثر نہ پایا، وُضو کر کے نماز پڑھ لی اب اس کے بعد مَنی نکلی، غُسل اب واجب ہوا اور وہ نماز ہو گئی۔[6]

مسئلہ ١٢: عورت کو خواب ہوا تو جب تک مَنی فرجِ داخل سے نہ نکلے غُسل واجب نہیں۔[7]

مسئلہ ١٣: مرد و عورت ایک چارپائی پر سوئے، بعد بیداری بستر پر مَنی پائی گئی اور ان میں ہر ایک اِحتِلام کا مُنکر ہے، اِحتیاط یہ ہے کہ بہرحال دونوں غُسل کریں اور یہی صحیح ہے۔[8]

مسئلہ ١٤: لڑکے کا بُلوغ اِحتِلام کے ساتھ ہوا اس پر غُسل واجب ہے۔[9]

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج١، ص٣٣١، ٣٣٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٥.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٥١٧.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٥.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج١، ص٣٣٣.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٦.

(۳) حَشفہ یعنی سرِ ذَکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پرغُسل واجب کرتا ہے،شَہوت کے ساتھ ہو یا بغیرشہوت، اِنزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلّف ہوں اور اگرایک بالغ ہے تواس بالغ پرفرض ہےاور نابالغ پر اگر چہ غُسل فرض نہیں مگرغُسل کا حکم دیا جائے گا،مثلاً مرد بالغ ہےاورلڑکی نابالغ تو مرد پرفرض ہےاورلڑکی نابالغہ کوبھی نہانے کاحکم ہے اورلڑکا نابالغ ہےاورعورت بالغہ ہے توعورت پرفرض ہےاورلڑکے کوبھی حکم دیا جائے گا۔[1]

مسئلہ ۱۵: اگر حَشفہ کاٹ ڈالا ہوتو باقی عضوِتناسل میں کا اگر حَشفہ کی قدر داخل ہو گیا جب بھی وہی حکم ہے جو حَشفہ داخل ہونے کا ہے۔[2]

مسئلہ ۱۶: اگر چوپایہ یا مردہ یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جس کی مثل سے صحبت نہ کی جاسکتی ہو، وطی کی تو جب تک اِنزال نہ ہوغُسل واجب نہیں۔[3]

مسئلہ ۱۷: عورت کی ران میں جماع کیااور اِنزال کے بعدمَنی فرج میں گئی یا کوآری سے جماع کیااور اِنزال بھی ہو گیامگربکارت زائل نہ ہوئی تو عورت پرغُسل واجب نہیں۔ہاں اگرعورت کے حمل رہ جائے تواب غُسل واجب ہونے کاحکم دیا جائے گااوروقتِ مُجامعت سے جب تک غُسل نہیں کیا ہےتمام نمازوں کااعادہ کرے۔[4]

مسئلہ ۱۸: عورت نے اپنی فرج میں انگلی یا جانور یا مردے کا ذَکر یا کوئی چیز ربڑیا مٹی وغیرہ کی مثلِ ذَکر کے بنا کر داخل کی تو جب تک اِنزال نہ ہوغُسل واجب نہیں۔اگرجن آدمی کی شکل بن کرآیااورعورت سے جماع کیا تو حَشفہ کے غائب ہونے ہی سے غُسل واجب ہوگیا۔آدمی کی شکل پر نہ ہوتو جب تک عورت کو اِنزال نہ ہوغُسل واجب نہیں۔یوہیں اگرمرد نے پری سے جماع کیااور وہ اس وقت انسانی شکل میں نہیں،بغیر اِنزال وجوبِ غُسل نہ ہوگا اورشکلِ انسانی میں ہے تو صرف غَیبتِ حَشفہ[5] سے واجب ہوجائے گا۔[6]

مسئلہ ۱۹: غُسلِ جماع کے بعدعورت کے بدن سے مرد کی بقیہ مَنی نکلی تو اس سے غُسل واجب نہ ہوگا البتہ وُضو جاتا رہے گا۔[7]

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۵.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، ومطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج ۱، ص ۳۲۸.

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۵.

3...... المرجع السابق.

4...... المرجع السابق.

5...... یعنی سرِ ذَکر چھپ جائے۔

6...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع... إلخ، ج۱، ص ۳۲۸،۳۳۵.

7...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج۱، ص۱٤.

فائدہ: ان تینوں وجوہ سے جس پر نہانا فرض ہوا اس کو جنب اور ان اسباب کو جنابت کہتے ہیں۔

(۴) حَیض سے فارغ ہونا۔[1]

(۵) نِفاس کا ختم ہونا۔[2]

مسئلہ ۲۰: بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ آیا تو صحیح یہ ہے کہ غُسل واجب ہے۔[3] حَیض و نِفاس کی کافی تفصیل ان شاءاللہ الجلیل حَیض کے بیان میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۱: کافر مرد یا عورت جنب ہے یا حَیض و نِفاس والی کافرہ عورت اب مسلمان ہوئی اگرچہ اسلام سے پہلے حَیض و نِفاس سے فراغت ہو چکی، صحیح یہ ہے کہ ان پر غُسل واجب ہے۔ ہاں اگر اسلام لانے سے پہلے غُسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہ گیا ہو تو صرف ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا کہ یہی وہ چیز ہے جو کفار سے ادا نہیں ہوتی۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پینے سے کُلی کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی باقی رہ گیا ہو تو اسے بھی بجالائیں غرض جتنے اعضا کا دھلنا غُسل میں فرض ہے جماع وغیرہ اسباب کے بعد اگر وہ سب بحالتِ کفر ہی دُھل چکے تھے تو بعد اسلام اعادۂ غُسل ضرور نہیں، ورنہ جتنا حصہ باقی ہوا تنے کا دھو لینا فرض ہے اور مستحب تو یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غُسل کرے۔

مسئلہ ۲۲: مسلمان میت کو نہلانا مسلمانوں پر فرضِ کفایہ ہے، اگر ایک نے نہلا دیا سب کے سر سے اُتر گیا اور اگر کسی نے نہیں نہلایا سب گنہگار رہوں گے۔[4]

مسئلہ ۲۳: پانی میں مسلمان کا مُردہ ملا اس کا بھی نہلانا فرض ہے، پھر اگر نکالنے والے نے غُسل کے ارادہ سے نکالتے وقت اس کو غوطہ دے دیا غُسل ہو گیا ورنہ اب نہلائیں۔[5]

مسئلہ ۲۴: جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنّت ہے اور وقوفِ عرفات و وقوفِ مزدلفہ و حاضریٔ حرم و حاضریٔ سرکارِ اعظم و طواف و دُخولِ منیٰ اور جَمروں پر کنکریاں مارنے کے لیے تینوں دن اور شبِ برات اور شبِ قدر اور عَرفہ کی رات اور مجلسِ میلاد شریف اور دیگر مجالسِ خیر کی حاضری کے لیے اور مردہ نہلانے کے بعد اور مجنون کو جنون جانے کے

1...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣٣٤.

2...... المرجع السابق.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث، ج١، ص١٦.

4...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في رطوبة الفرج، ج١، ص٣٣٧.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

بعد اور غشی سے افاقہ کے بعد اور نشہ جاتے رہنے کے بعد اور گناہ سے توبہ کرنے اور نیا کپڑا پہننے کے لیے اور سفر سے آنے والے کے لیے، استحاضہ کا خون بند ہونے کے بعد، نماز کسوف وخسوف و اِستِسقاء اور خوف وتاریکی اور سخت آندھی کے لیے اور بدن پر نَجاست لگی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کس جگہ ہے ان سب کے لیے غُسل مستحب ہے۔[1]

مسئلہ ۲۵: حج کرنے والے پر دسویں ذی الحجہ کو پانچ غُسل ہیں:

(۱) وقوفِ مزدلفہ۔

(۲) دخولِ منیٰ۔

(۳) جمرہ پر کنکریاں مارنا۔

(۴) دخولِ مکّہ۔

(۵) طواف، جب کہ یہ تین پچھلی باتیں بھی دسویں ہی کو کرے اور جمعہ کا دن ہے تو غُسلِ جمعہ بھی۔ یوہیں اگر عرفہ یا عید جمعہ کے دن پڑے تو یہاں والوں پر دو غُسل ہوں گے۔[2]

مسئلہ ۲۶: جس پر چند غُسل ہوں سب کی نیّت سے ایک غُسل کر لیا سب ادا ہو گئے سب کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ ۲۷: عورت جنب ہوئی اور ابھی غُسل نہیں کیا تھا کہ حَیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہالے یا بعد حَیض ختم ہونے کے۔

مسئلہ ۲۸: جنب نے جمعہ یا عید کے دن غُسل جنابت کیا اور جمعہ اور عید وغیرہ کی نیّت بھی کر لی سب ادا ہو گئے، اگر اُسی غُسل سے جمعہ اور عید کی نماز ادا کر لے۔

مسئلہ ۲۹: عورت کو نہانے یا وُضو کے لیے پانی مَول لینا پڑے تو اس کی قیمت شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ غُسل ووُضو واجب ہوں یا بدن سے میل دور کرنے کے لیے نہائے۔[3]

مسئلہ ۳۰: جس پر غُسل واجب ہے اسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے۔ حدیث میں ہے جس گھر میں جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے[4] اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے، اب تاخیر کرے گا

---

1 ...... "تنویر الأبصار" و"الدرالمختار"، کتاب الطھارة، ج۱، ص۳۳۹ ـ ۳۴۲.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، مطلب في یوم عرفة أفضل من یوم الجمعة، ج۱، ص۳۴۲.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، مطلب: یوم عرفة... إلخ، ج۱، ص۳۴۳.

4 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الطھارة، باب الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ج۱، ص۱۰۹.

گنہگار ہوگا اور کھانا کھانا یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو وُضو کرلے یا ہاتھ مونھ دھولے، کلی کرلے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وُضو کیے جماع کرلیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو اِحتلام ہوا بے نہائے اس کو عورت کے پاس جانا نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۱: رمضان میں اگر رات کو جنب ہوا تو بہتر یہی ہے کہ قبلِ طلوعِ فجر نہالے کہ روزے کا ہر حصہ جنابت سے خالی ہو اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ غَرغَرہ اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھانا، یہ دو کام طلوعِ فجر سے پہلے کرلے کہ پھر روزے میں نہ ہوسکیں گے اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کردی تو یہ اور دِنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زِیادہ۔

مسئلہ ۳۲: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چَولی چُھوئے یا بے چُھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مُقطَّعات کی انگوٹھی حرام ہے۔[1]

مسئلہ ۳۳: اگر قرانِ عظیم جُزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حَرَج نہیں، یوہیں رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنا تابع ہو نہ قرآنِ مجید کا تو جائز ہے، کُرتے کی آستین، دُوپٹے کی آنچل سے یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھُونا حرام ہے کہ یہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چَولی قرآن مجید کے تابع تھی۔[2]

مسئلہ ۳۴: اگر قرآن کی آیت دُعا کی نیت سے یا تبرک کے لیے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یا ادائے شکر کو یا چھینک کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یا خبرِ پریشان پر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہا یا بہ نیتِ ثنا پوری سورۂ فاتحہ یا آیۃ الکرسی یا سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے آخر سورۃ تک پڑھیں اور ان سب صورتوں میں قرآن کی نیّت نہ ہو تو کچھ حَرَج نہیں۔ یوہیں تینوں قل بلا لفظ قل بہ نیتِ ثنا پڑھ سکتا ہے اور لفظِ قُل کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا اگرچہ بہ نیّت ثنا ہی ہو کہ اس صورت میں ان کا قرآن ہونا متعین ہے نیّت کو کچھ دخل نہیں۔[3]

مسئلہ ۳۵: بے وُضو کو قرآنِ مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔ بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھے تو کوئی حَرَج نہیں۔[4]

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۳، ۳۴۸.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۸.

3 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج ۱، ص ۷۹۵، ۸۱۹، ۸۲۰.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج ۱، ص ۳۴۸.

مسئلہ ۳۶: رُوپیہ پر آیت لکھی ہو تو ان سب کو (یعنی بے وُضو اور جنب اور حَیض و نِفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے ہاں اگر تھیلی میں ہو تو تھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یوہیں جس برتن یا گلاس پر سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی ان کو حرام ہے اور اس کا استعمال سب کو مکروہ مگر جبکہ خاص بہ نیتِ شفا ہو۔

مسئلہ ۳۷: قرآن کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآنِ مجید ہی کا سا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۸: قرآنِ مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حَرَج نہیں اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔

مسئلہ ۳۹: ان سب کو فقہ و تفسیر و حدیث کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چُھوا اگرچہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوئے ہو تو حَرَج نہیں مگر مَوضَعِ آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۰: ان سب کو توراۃ، زبور، انجیل کو پڑھنا چھونا مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ ۴۱: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حَرَج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وُضو یا کُلی کر کے پڑھیں۔[2]

مسئلہ ۴۲: ان سب کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔[3]

مسئلہ ۴۳: مصحف شریف اگر ایسا ہو جائے کہ پڑھنے کے کام میں نہ آئے تو اسے کفنا کر لحد کھود کر ایسی جگہ دفن کر دیں جہاں پاؤں پڑنے کا احتمال نہ ہو۔[4]

مسئلہ ۴۴: کافر کو مصحف چُھونے نہ دیا جائے بلکہ مطلقاً حروف اس سے بچائیں۔[5]

مسئلہ ۴۵: قرآن سب کتابوں کے اوپر رکھیں، پھر تفسیر، پھر حدیث، پھر باقی دینیات، علیٰ حسبِ مراتب۔[6]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۳۸،وغیرہ.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج۱، ص۳۵٤.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۶: کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھی جائے حتیٰ کہ قلم دوات حتیٰ کہ وہ صندوق جس میں کتاب ہو اس پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔[1]

مسئلہ ۴۷: مسائل یا دینیات کے اوراق میں پُڑیا باندھنا، جس دسترخوان پر اشعار وغیرہ کچھ تحریر ہو اس کو کام میں لانا، یا بچھونے پر کچھ لکھا ہو اس کا استعمال منع ہے۔[2]

پانی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡرًا ﴾[3]

یعنی آسمان سے ہم نے پاک کرنے والا پانی اُتارا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَيُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ ﴾[4]

یعنی آسمان سے تم پر پانی اُتارتا ہے کہ تمھیں اس سے پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے دور کرے۔

حدیث ۱: امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کوئی شخص حالتِ جنابت میں رُکے ہوئے پانی میں نہ نہائے'' (یعنی تھوڑے پانی میں جو دَہ در دَہ نہ ہو کہ دَہ در دَہ بہتے پانی کے حکم میں ہے) لوگوں نے کہا تو اے ابو ہریرہ! کیسے کرے؟ کہا: ''اس میں سے لے لے۔''[5]

حدیث ۲: سُنَن ابو داود و ترمذی و ابنِ ماجہ میں حکم بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مرد وُضو کرے۔[6]

حدیث ۳: اِمام مالک و ابو داود و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

1 ...... "الدرالمختار"، المرجع السابق، و"الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس، ج٥، ص٣٢٤.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء... إلخ، ج١، ص٣٥٥،٣٥٦.

3 ...... پ:١٩، الفرقان:٤٨.

4 ...... پ:٩، الانفال:١١.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب النهى عن الإغتسال في الماء الراكد، الحديث: ٢٨٣، ص١٦٤.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب النهى عن ذلك، الحديث: ٨٢، ج١، ص ٦٣.

سے پوچھا ہم دریا کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں تو اگر اس سے وُضو کریں پیاسے رہ جائیں، تو کیا سمندر کے پانی سے ہم وُضو کریں۔ فرمایا: ''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا جانور مرا ہوا حلال'' [1] یعنی مچھلی۔

حدیث۴: امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: ''دھوپ کے گرم پانی سے غُسل نہ کرو کہ وہ برص پیدا کرتا ہے۔'' [2]

کس پانی سے وُضو جائز ہے اور کس سے نہیں

تنبیہ: جس پانی سے وُضو جائز ہے اس سے غُسل بھی جائز اور جس سے وُضو ناجائز غُسل بھی ناجائز۔

مسئلہ۱: مینھ، ندی، نالے، چشمے، سمندر، دریا، کوئیں اور برف، اولے کے پانی سے وُضو جائز ہے۔ [3]

مسئلہ۲: جس پانی میں کوئی چیز مل گئی کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں بلکہ اس کا کوئی اَور نام ہو گیا جیسے شربت، یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا نہ ہو جیسے شوربا، چائے، گلاب یا اور عرق، اس سے وُضو و غُسل جائز نہیں۔ [4]

مسئلہ۳: اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا ہو جیسے صابون یا بیری کے پتے تو وُضو جائز ہے جب تک اس کی رقت زائل نہ کردے اور اگر ستّو کی مثل گاڑھا ہو گیا تو وُضو جائز نہیں۔ [5]

مسئلہ۴: اور اگر کوئی پاک چیز ملی جس سے رنگ یا بو یا مزے میں فرق آ گیا مگر اس کا پتلا پَن نہ گیا جیسے ریتا، چونا یا تھوڑی زعفران تو وُضو جائز ہے اور جو زعفران کا رنگ اتنا آجائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے تو وُضو جائز نہیں۔ یوہیں پڑیا کا رنگ اور اگر اتنا دودھ مل گیا کہ دودھ کا رنگ غالب نہ ہوا تو وُضو جائز ہے ورنہ نہیں۔ غالب مغلوب کی پہچان یہ ہے کہ جب تک یہ کہیں کہ پانی ہے جس میں کچھ دودھ مل گیا تو وُضو جائز ہے اور جب اسے لسّی کہیں تو وُضو جائز نہیں اور اگر پتے گرنے یا پُرانے ہونے کے سبب بدلے تو کچھ حَرَج نہیں مگر جب کہ پتے اسے گاڑھا کردیں۔ [6]

1...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، الحديث: ٦٩، ج١، ص١٣٠.

2...... "سنن الدار قطني"، كتاب الطهارة، باب الماء السخن، الحديث: ٨٥، ج ١، ص ٥٤.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٣٥٧.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في حديث ((لا تسموا العنب الكرم))، ج١، ص٣٦٠.

5...... "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص٣٨٥.

6...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من العوض... إلخ، ج١، ص٣٦٩.

مسئلہ ۵: بہتا پانی کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہالے جائے پاک اور پاک کرنے والا ہے، نَجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک وہ نجس اس کے رنگ یا بو یا مزے کو نہ بدل دے، اگر نجس چیز سے رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہوگیا، اب یہ اس وقت پاک ہوگا کہ نَجاست تہ نشین ہوکر اس کے اوصاف ٹھیک ہوجائیں یا پاک پانی اتنا ملے کہ نَجاست کو بہالے جائے یا پانی کے رنگ، مزہ، بُو ٹھیک ہوجائیں اور اگر پاک چیز نے رنگ، مزہ، بُو کو بدل دیا تو وُضو غُسل اس سے جائز ہے جب تک چیز دیگر نہ ہوجائے۔[1]

مسئلہ ۶: مردہ جانور نہر کی چوڑائی میں پڑا ہے اور اس کے اوپر سے پانی بہتا ہے تو عام ازیں کہ جتنا پانی اس سے مل کر بہتا ہے اس سے کم ہے جو اس کے اوپر سے بہتا ہے یا زائد ہے یا برابر مطلقاً ہر جگہ سے وُضو جائز ہے یہاں تک کہ موقع نجاست سے بھی جب تک نَجاست کے سبب کسی وصف میں تَغیّر نہ آئے یہی صحیح ہے[2] اور اسی پر اعتماد ہے۔[3]

مسئلہ ۷: چھت کے پَرنالے سے مینھ کا پانی گرے وہ پاک ہے اگرچہ چھت پر جا بجا نَجاست پڑی ہو اگرچہ نَجاست پرنالے کے مونھ پر ہو اگرچہ نَجاست سے مل کر جو پانی گرتا ہو وہ نصف سے کم یا برابر یا زِیادہ ہو جب تک نَجاست سے پانی کے کسی وصف میں تَغیّر نہ آئے یہی صحیح ہے[4] اور اسی پر اعتماد ہے اور اگر مینھ رک گیا اور پانی کا بہنا موقوف ہوگیا تو اب وہ ٹھہرا ہوا پانی اور جو چھت سے ٹپکے نجس ہے۔[5]

مسئلہ ۸: یوہیں نالیوں سے برسات کا بہتا پانی پاک ہے جب تک نَجاست کا رنگ یا بو یا مزہ اس میں ظاہر نہ ہو، رہا اس سے وُضو کرنا اگر اس پانی میں نَجاست مرئیہ کے اجزا ایسے بہتے جا رہے ہوں کہ جو چُلّو لیا جائے گا اس میں ایک آدھ ذرّہ اس کا بھی ضرور ہوگا جب تو ہاتھ میں لیتے ہی ناپاک ہوگیا وُضو اس سے حرام ورنہ جائز ہے اور بچنا بہتر ہے۔[6]

مسئلہ ۹: نالی کا پانی کہ بعد بارش کے ٹھہر گیا اگر اس میں نَجاست کے اجزا محسوس ہوں یا اس کا رنگ و بُو محسوس ہو تو ناپاک ہے ورنہ پاک۔[7]

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من العوض... إلخ، ج١، ص٣٧٠.

2 ...... درمختار میں ہے کہ علامہ قاسم نے فرمایا یہی مختار ہے اور نہر الفائق میں اسی کو قوی بتایا اور نصاب پھر مضمرات پھر قہستانی میں فرمایا اسی پر فتویٰ ہے۔ ۱۲ منہ

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: الأصح أنه لا يشترط في الجريان المدد، ج١، ص٣٧٢.

4 ...... هكذا في ردالمحتار عن الحلية وفي الهندية عن المحيط والعتابية والتاتارخانيه ۔۱۲ منه حفظه ربه

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٧.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢، ص٣٨.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰: دس ہاتھ لنبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اسے دَہ دردَہ اور بڑا حوض کہتے ہیں۔ یوہیں بیس ہاتھ لنبا، پانچ ہاتھ چوڑا، یا پچیس ہاتھ لنبا، چار ہاتھ چوڑا، غرض کل لنبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو [1] اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور سو ہاتھ لنبائی نہ ہو تو چھوٹا حوض ہے اور اس کے پانی کو تھوڑا کہیں گے اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو۔

تنبیہ: حوض کے بڑے چھوٹے ہونے میں خود اس حوض کی پیمائش کا اعتبار نہیں، بلکہ اس میں جو پانی ہے اس کی بالائی سطح دیکھی جائے گی، تو اگر حوض بڑا ہے مگر اب پانی کم ہو کر دَہ دردَہ نہ رہا تو وہ اس حالت میں بڑا حوض نہیں کہا جائے گا، نیز حوض اسی کو نہیں کہیں گے جو مسجدوں، عیدگاہوں میں بنا لیے جاتے ہیں بلکہ ہر وہ گڑھا جس کی پیمائش سو ہاتھ ہے بڑا حوض ہے اور اس سے کم ہے تو چھوٹا۔ [2]

مسئلہ ۱۱: دَہ دردَہ [3] حوض میں صرف اتنا دَل درکار ہے کہ اتنی مساحت میں زمین کہیں سے کھلی نہ ہو اور یہ جو بہت کتابوں میں فرمایا ہے کہ لَپ یا چلّو میں پانی لینے سے زمین نہ کُھلے اس کی حاجت اس کے کثیر رہنے کے لیے ہے کہ وقتِ استعمال اگر پانی اُٹھانے سے زمین کُھل گئی تو اس وقت پانی سو ہاتھ کی مساحت میں نہ رہا ایسے حوض کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے، نَجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک نَجاست سے رنگ یا بُو یا مزہ نہ بدلے اور ایسا حوض اگرچہ نَجاست پڑنے سے نجس نہ ہو گا مگر قصداً اس میں نَجاست ڈالنا منع ہے۔ [4]

مسئلہ ۱۲: بڑے حوض کے نجس نہ ہونے کی یہ شرط ہے کہ اس کا پانی متصل ہو تو ایسے حوض میں اگر لٹھے یا کڑیاں گاڑی گئی ہوں تو اُن لٹھوں کڑیوں کے علاوہ باقی جگہ اگر سو ہاتھ ہے تو بڑا ہے ورنہ نہیں، البتہ پتلی پتلی چیزیں جیسے گھاس، نرکل، کھیتی، اس کے اتصال کو مانع نہیں۔ [5]

مسئلہ ۱۳: بڑے حوض میں ایسی نَجاست پڑی کہ دکھائی نہ دے جیسے شراب، پیشاب تو اس کی ہر جانب سے وُضو جائز ہے اور اگر دیکھنے میں آتی ہو جیسے پاخانہ، یا کوئی مَرا ہوا جانور، تو جس طرف وہ نَجاست ہو اس طرف وُضو نہ کرنا بہتر ہے دوسری

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۷٤،۲۸۷.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب: لو دخل الماء من اعلی... إلخ، ج۱، ص۳۷۸.
و "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۷٤.

3 ...... والمسئالة مصرحة في هبة الجیر بما لامزید علیه من شاء الا طلاع فلیر اجع الیها. ۱۲ منه حفظه ربه

4 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۲۷٤.

5 ...... "خلاصة الفتاوی"، کتاب الطهارات، ج۱، ص٤.
و "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۱۸۹.

طرف وُضو کرے۔[1]

تنبیہ: جو نَجاست دکھائی دیتی ہے اس کو مرئیہ اور جو نہیں دکھائی دیتی اسے غیر مرئیہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴: ایسے حوض پر اگر بہت سے لوگ جمع ہو کر وُضو کریں تو بھی کچھ حَرَج نہیں اگر چہ وُضو کا پانی اس میں گرتا ہو، ہاں اس میں کُلّی کرنا یا ناک سنکنا نہ چاہیے کہ نظافت کے خلاف ہے۔[2]

مسئلہ ۱۵: تالاب یا بڑا حوض اُوپر سے جَم گیا مگر بَرف کے نیچے پانی کی لنبائی چوڑائی متصل بقدرِ دَہ در دَہ ہے اور سوراخ کر کے اس سے وُضو کیا جائز ہے اگر چہ اس میں نَجاست پڑ جائے اور اگر متصل دَہ در دَہ نہیں اور اس میں نَجاست پڑی تو ناپاک ہے، پھر اگر نَجاست پڑنے سے پہلے اس میں سوراخ کر دیا اور اس سے پانی اُبل پڑا تو اگر بقدر دَہ در دَہ پھیل گیا تو اب نَجاست پڑنے سے بھی پاک رہے گا اور اس میں دَل کا وہی حکم ہے جو اوپر گزرا۔[3]

مسئلہ ۱۶: اگر تالابِ خشک میں نَجاست پڑی ہو اور مینھ برسا اور اس میں بہتا ہوا پانی پاک اس قدر آیا کہ بہاؤ رکنے سے پہلے دَہ در دَہ ہو گیا تو وہ پانی پاک ہے اور اگر اس مینھ سے دَہ در دَہ سے کم رہا دوبارہ بارش سے دَہ در دَہ ہوا تو سب نجس ہے۔ ہاں اگر وہ بھر کر بہ جائے تو پاک ہو گیا اگر چہ ہاتھ دو ہاتھ بہا ہو۔[4]

مسئلہ ۱۷: دَہ در دَہ پانی میں نَجاست پڑی پھر اس کا پانی دہَ در دَہ سے کم ہو گیا تو وہ اب بھی پاک ہے[5] ہاں اگر وہ نَجاست اب بھی اس میں باقی ہو اور دکھائی دیتی ہو تو اب ناپاک ہو گیا اب جب تک بھر کر بہ نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۸: چھوٹا حوض ناپاک ہو گیا پھر اس کا پانی پھیل کر دہ در دہ ہو گیا تو اب بھی ناپاک ہے مگر پاک پانی اگر اسے بہا دے تو پاک ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ ۱۹: کوئی حوض ایسا ہے کہ اُوپر سے تنگ اور نیچے کشادہ ہے یعنی اوپر دَہ در دَہ نہیں اور نیچے دَہ در دَہ یا زِیادہ ہے

1...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو دخل الماء من اعلى... إلخ، ج١، ص٣٧٥.

2...... "منية المصلي"، فصل في الحياض، الحوض إذا كان عشرا في عشر، ص٦٧.
و"الفتاوى الرضوية"، ج٢، ص٢٧٢.

3...... "الدرالمختار" و"ردا لمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: لو دخل الماء من اعلى... إلخ، ج٢، ص٣٨٠.

4...... "الفتاوى الرضوية"، ج٢، ص٣٧٠.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأوّل، ج١، ص١٩.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأوّل، ج١، ص ١٩، ١٧.

اگرایسا حوض لبریز ہوا ورنَجاست پڑے تو ناپاک ہے پھر اُس کا پانی گھٹ گیا اور وہ دَہ دردَہ ہوگیا تو پاک ہوگیا۔[1]

مسئلہ ۲۰: حُقّہ کا پانی پاک ہے[2] اگرچہ اس کے رنگ، و بُو، ومزے میں تغیر آجائے اس سے وُضو جائز ہے۔ بقدرِ[3] کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۱: جو پانی وُضو یا غُسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وُضو اور غُسل جائز نہیں۔ یوہیں اگر بے وُضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پَورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وُضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دَہ دردَہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جِسْم کا کوئی بے دُھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وُضو اور غُسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دُھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حَرَج نہیں۔[5]

مسئلہ ۲۲: اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیّت سے ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لیے یا وضو کے لیے تو یہ پانی مُستعمَل ہوگیا یعنی وُضو کے کام کا نہ رہا اور اس کو پینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۳: اگر بضرورت ہاتھ پانی میں ڈالا جیسے پانی بڑے برتن میں ہے کہ اسے جھکا نہیں سکتا، نہ کوئی چھوٹا برتن ہے کہ اس سے نکالے تو ایسی صورت میں بقدرِ ضرورت ہاتھ پانی میں ڈال کر اس سے پانی نکالے یا کوئیں میں رسّی ڈول گر گیا اور بے گُھسے نہیں نکل سکتا اَور پانی بھی نہیں کہ ہاتھ پاؤں دھو کر گُھسے، تو اس صورت میں اگر پاؤں ڈال کر ڈول رسّی نکالے گا مُستعمَل نہ ہوگا ان مسئلوں سے بہت کم لوگ واقف ہیں خیال رکھنا چاہیے۔[6]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الأول، ج ١، ص ١٩.

2 ...... کہ پانی پاک ہے جب تک اس کو نَجاست سے ملاقات نہ ہو نجس نہیں ہوسکتا اور یہاں کونسی نجس شے ہے جس کی ملاقات سے یہ پانی نجس ہوگا۔ ۱۲ منہ

3 ...... مثلاً سارا وضو کر لیا ایک پاؤں کا دھونا باقی ہے کہ پانی ختم ہوگیا اور حقہ میں پانی اتنا موجود ہے کہ اس پاؤں کو دھو سکتا ہے تو اسے تیمّم جائز نہیں مگر وضو کرنے کے بعد اگر اعضا میں بو آگئی تو جب تک بو جاتی نہ رہے مسجد میں جانا منع ہے اور وقت میں گنجائش ہو تو اتنا وقفہ کر کے نماز پڑھے کہ بُو اڑ جائے اور اس سے وضو کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا کہ دوسرا پانی نہ ہو بلا ضرورت اس سے وُضو نہ چاہیے۔ ۱۲ منہ

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ٢، ص ٣٢٠.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ٢، ص ٤٣ .

مستعمل پانی کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ جلد 2 صَفْحَہ 43 تا 248 ملاحظہ فرمائیے۔

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ٢، ص ١١٧.

مسئلہ ۲۴: مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وُضو یا غُسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زِیادہ ہے تو یہ وُضو اور غُسل کے کام کا ہے ورنہ سب بے کار ہو گیا۔[1]

مسئلہ ۲۵: پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اَور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زِیادہ اس میں مِلا دیں، نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہ جائے سب کام کا ہو جائے گا۔ یوہیں ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔[2] یوہیں ہر بہتی ہوئی چیز اپنی جنس یا پانی سے اُبال دینے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وُضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی یا انگور اور انار اور تربُز کا پانی اور گنّے کا رس۔[3]

مسئلہ ۲۷: جو پانی گرم ملک میں گرم موسم میں سونے چاندی کے سوا کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا، تو جب تک گرم ہے اس سے وُضو اور غُسل نہ چاہیے، نہ اس کو پینا چاہیے بلکہ بدن کو کسی طرح پہنچنا نہ چاہیے، یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا بھیگ جائے تو جب تک ٹھنڈا نہ ہولے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں اندیشۂ بَرص ہے پھر بھی اگر وُضو یا غُسل کر لیا تو ہو جائے گا۔[4]

مسئلہ ۲۸: چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں پانی ہے اور اس میں نَجاست پڑنا معلوم نہیں تو اس سے وُضو جائز ہے۔[5]

مسئلہ ۲۹: کافر کی خبر کہ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک مانی نہ جائے گی، دونوں صورتوں میں پاک رہے گا کہ یہ اس کی اصلی حالت ہے۔[6]

مسئلہ ۳۰: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی مِلک ہو جائے، اسے پینا یا وُضو یا غُسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے، اگر وُضو کر لیا تو وُضو ہو جائے گا اور گنہگار ہو گا، یہاں سے مُعلّمین کو سبق لینا چاہیے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۲، ص۲۲۰.

2 ...... المرجع السابق، ص۱۲۰.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۳۵۹.

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۲، ص٤٦٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۵.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الأول، ج۵، ص۳۰۸.

بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔[1]

مسئلہ ۱۳: نجاست نے پانی کا مزہ، بُو، رنگ بدل دیا تو اس کو اپنے استعمال میں بھی لانا ناجائز اور جانوروں کو پلانا بھی، گارے وغیرہ کے کام میں لا سکتے ہیں مگر اس گارے مٹی کو مسجد کی دیوار وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں۔[2]

کوئیں کا بیان

مسئلہ ۱: کوئیں میں آدمی یا کسی جانور کا پیشاب یا بہتا ہوا خون یا تاڑی یا سیندھی یا کسی قسم کی شراب کا قطرہ یا ناپاک لکڑی یا نجس کپڑا یا اَور کوئی ناپاک چیز گری اُس کا کل پانی نکالا جائے۔[3]

مسئلہ ۲: جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے پاخانہ، پیشاب سے ناپاک ہوجائے گا، یوہیں مرغی اور بَط[4] کی بیٹ سے ناپاک ہوجائے گا ان سب صورتوں میں کل پانی نکالا جائے گا۔[5]

مسئلہ ۳: مینگنیاں اور گوبر اور لید اگرچہ ناپاک ہیں مگر کوئیں میں گر جائیں تو بوجہِ ضرورت ان کا قلیل معاف رکھا گیا ہے، پانی کی ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا اور اُڑنے والے حلال جانور کبوتر، چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرند چیل، شِکرا، باز کی بیٹ گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ یوہیں چُوہے اور چمگادڑ کے پیشاب سے بھی ناپاک نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۴: پیشاب کی بہت باریک بُندکیاں مثل سوئی کی نوک کے اور نجس غبار پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔[7]

مسئلہ ۵: جس کوئیں کا پانی ناپاک ہوگیا، اس کا ایک قطرہ بھی پاک کوئیں میں پڑ جائے تو یہ بھی ناپاک ہوگیا، جو حکم اس کا تھا وہی اس کا ہوگیا، یوہیں ڈول، رسّی، گھڑا جن میں ناپاک کوئیں کا پانی لگا تھا، پاک کوئیں میں پڑے وہ پاک بھی ناپاک ہوجائے گا۔[8]

مسئلہ ۶: کوئیں میں آدمی، بکری، یا کتا، یا کوئی اَور دَموی جانور ان کے برابر یا ان سے بڑا اگر کر مر جائے تو کُل پانی نکالا جائے۔[9]

1...... "الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۵۲۷.

2...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۵.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۷،۴۰۹.

4...... بطخ۔

5...... "غنیة المتملي"، فصل في البئر، ص۱۶۲.

6...... المرجع السابق، و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

7...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۴۲۲.

8...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الأول، ج۱، ص۲۰.

9...... المرجع السابق، ص۱۹.

مسئلہ ۷: مرغا، مرغی، بلّی، چوہا، چھپکلی یا اَور کوئی دَموی جانور (جس میں بہتا ہوا خون ہو) اس میں مر کر پُھول جائے یا پھٹ جائے کل پانی نکالا جائے۔[1]

مسئلہ ۸: اگر یہ سب باہر مرے پھر کوئیں میں گر گئے جب بھی یہی حکم ہے۔[2]

مسئلہ ۹: چھپکلی یا چوہے کی دُم کٹ کر کوئیں میں گری، اگرچہ پھولی پھٹی نہ ہو کل پانی نکالا جائے گا، مگر اس کی جڑ میں اگر موم لگا ہو تو بیس ڈول نکالا جائے۔[3]

مسئلہ ۱۰: بلّی نے چوہے کو دبوچا اور زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر کوئیں میں گرا کل پانی نکالا جائے۔[4]

مسئلہ ۱۱: چوہا، چھچھوندر، چڑیا، یا چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا کوئی جانور دَموی کوئیں میں گر کر مر گیا تو بیس ڈول سے تیس تک نکالا جائے۔[5]

مسئلہ ۱۲: کبوتر، مرغی، بلّی گر کر مرے تو چالیس سے ساٹھ تک۔[6]

مسئلہ ۱۳: آدمی کا بچہ، جو زندہ پیدا ہو، حکم میں آدمی کے ہے، بکری کا چھوٹا بچہ حکم میں بکری کے ہے۔[7]

مسئلہ ۱۴: جو جانور کبوتر سے چھوٹا ہو حکم میں چوہے کے ہے، اور جو بکری سے چھوٹا ہو مرغی کے حکم میں ہے۔[8]

مسئلہ ۱۵: دو چوہے گر کر مر جائیں تو وہی بیس سے تیس ڈول تک نکالا جائے اور تین یا چار یا پانچ ہوں تو چالیس سے ساٹھ تک اور چھ ہوں تو کُل۔[9]

مسئلہ ۱۶: دو بلّیاں مر جائیں تو سب نکالا جائے۔[10]

مسئلہ ۱۷: مسلمان مردہ بعد غُسل کے کوئیں میں گر جائے تو اصلاً پانی نکالنے کی ضرورت نہیں اور شہید گر جائے اور

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص۲۷۵،
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، المرجع السابق. ص۱۹ ـ ۲۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۲۰.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۷.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ص۴۱۴.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

8 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الأول، ج۱، ص۲۰.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۷.

10 ...... المرجع السابق.

بدن پرخون نہ لگا ہو تو بھی کچھ حاجت نہیں اور اگر خون لگا ہے اور قابل بہنے کے نہ تھا تو بھی کچھ حاجت نہیں، اگر چہ وہ خون اس کے بدن پر سے دُھل کر پانی میں مِل جائے اور اگر بہنے کے قابل خون اس کے بدن پر لگا ہوا ہے اور خشک ہو گیا اور شہید کے گرنے سے اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں نہ ملا جب بھی پانی پاک رہے گا کہ شہید کا خون جب تک اس کے بدن پر ہے کتنا ہی ہو پاک ہے ہاں یہ خون اس کے بدن سے جدا ہو کر پانی میں مِل گیا تو اب ناپاک ہو گیا۔[1]

مسئلہ ۱۸: کافر مردہ اگر چہ سَو بار دھویا گیا ہو، کوئیں میں گر جائے یا اس کی انگلی یا ناخن پانی سے لگ جائے پانی نجس ہو جائے گا، کل پانی نکالا جائے۔[2]

مسئلہ ۱۹: کچا بچہ یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا، کوئیں میں گر جائے تو سب پانی نکالا جائے اگر چہ گرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو۔[3]

مسئلہ ۲۰: بے وُضو اور جس شخص پر غُسل فرض ہو اگر بلا ضرورت کوئیں میں اُتریں اور اُن کے بدن پر نَجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول نکالا جائے اور اگر ڈول نکالنے کے لیے اُترا تو کچھ نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۱: سوئر کوئیں میں گرا، اگر چہ نہ مرے، پانی نجس ہو گیا، کل نکالا جائے۔[5]

مسئلہ ۲۲: سوئر کے سوا اگر اور کوئی جانور کوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا اور اس کے جِسم میں نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہ ہو، اور پانی میں اس کا مونھ نہ پڑا تو پانی پاک ہے، اس کا استعمال جائز، مگر اِحتیاطاً بیس۲۰ ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر اس کے بدن پر نَجاست لگی ہونا یقینی معلوم ہو تو کل پانی نکالا جائے اور اگر اس کا مونھ پانی میں پڑا تو اس کے لُعاب اور جھوٹے کا جو حکم ہے وہی حکم اس پانی کا ہے، اگر جھوٹا ناپاک ہے یا مشکوک تو کل پانی نکالا جائے اور اگر مکروہ ہے تو چوہے وغیرہ میں بیس۲۰ ڈول، مرغی چھوٹی ہوئی میں چالیس۴۰ اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس میں بھی بیس۲۰ ڈول نکالنا بہتر ہے، مثلاً بکری گری اور زندہ نکل آئی، بیس۲۰ ڈول نکال ڈالیں۔[6]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٩.
"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٨.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٨.

3 ...... "الفتاوى الهندية" كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٩.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٤١١.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٩.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤١٠.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۳: کوئیں میں وہ جانور گرا جس کا جھوٹا پاک ہے یا مکروہ اور پانی کچھ نہ نکالا اور وُضو کر لیا تو وُضو ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ ۲۴: جوتا یا گیند کوئیں میں گر گئی اور نجس ہونا یقینی ہے کُل پانی نکالا جائے ورنہ بیس ۲۰ ڈول، محض نجس ہونے کا خیال معتبر نہیں۔[2]

مسئلہ ۲۵: پانی کا جانور یعنی وہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کوئیں میں مرجائے یا مرا ہوا گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزا پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے۔[3]

مسئلہ ۲۶: خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک حکم ہے یعنی اس کے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہ ہوگا[4]، مگر جنگل کا بڑا مینڈک جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے اس کا حکم چوہے کی مثل ہے۔ پانی کے مینڈک کی انگلیوں کے درمیان جھلی ہوتی ہے اور خشکی کے نہیں۔

مسئلہ ۲۷: جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بط، اس کے مرجانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔[5]

مسئلہ ۲۸: بچّہ یا کافر نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر ان کے ہاتھ کا نجس ہونا معلوم ہے جب تو ظاہر ہے کہ پانی نجس ہو گیا ورنہ نجس تو نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وُضو کرنا بہتر ہے۔[6]

مسئلہ ۲۹: جن جانوروں میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی وغیرہ، ان کے مرنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔[7]

فائدہ: مکھی سالن وغیرہ میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر پھینک دیں اور سالن کو کام میں لائیں۔

مسئلہ ۳۰: مردار کی ہڈّی جس میں گوشت یا چکنائی لگی ہو پانی میں گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو گیا کل نکالا جائے اور اگر گوشت یا چکنائی نہ لگی ہو تو پاک ہے مگر سُوئر کی ہڈّی سے مطلقاً ناپاک ہو جائے گا۔[8]

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في البئر، ص۱۵۹.

2 ...... "الحديقة الندية" و"الطريقة المحمدية"، الصنف الثاني من الصنفين، ج۲، ص۶۷۴.
و"الفتاوى الرضوية"، ج۳، ص۲۸۲ ـ ۲۸۳.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ج۱، ص۲۴.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الهداية" و"العناية"، كتاب الطهارات، الباب الثالث، ج۱، ص۷۴.

6 ...... "غنية المتملي"، فصل في أحكام الحياض، ص۱۰۳.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴.

مسئلہ ۳۱: جس کوئیں کا پانی ناپاک ہوگیا اس میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے نکال لیا گیا تو اب وہ رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے پاک ہوگیا، دھونے کی ضرورت نہیں۔ (1)

مسئلہ ۳۲: کل پانی نکالنے کے یہ معنی ہیں کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے، اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں نہ دیوار دھونے کی حاجت، کہ وہ پاک ہوگئی۔ (2)

مسئلہ ۳۳: یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ چیز جو اس میں گری ہے اس کو اس میں سے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں، اگر وہ اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں، بیکار ہے۔ (3)

مسئلہ ۳۴: اور اگر وہ سڑ گل کر مٹی ہوگئی یا وہ چیز خود نجس نہ تھی بلکہ کسی نجس چیز کے لگنے سے نجس ہوگئی ہو، جیسے نجس کپڑا، اور اس کا نکالنا مشکل ہو تو اب فقط پانی نکالنے سے پاک ہوجائے گا۔ (4)

مسئلہ ۳۵: جس کوئیں کا ڈول مُعیّن ہو تو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں اور اگر اس کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو ایسا ہو کہ ایک صاع پانی اس میں آجائے۔ (5)

مسئلہ ۳۶: ڈول بھرا ہوا نکلنا ضرور نہیں، اگر کچھ پانی چَھلک کر گر گیا یا ٹپک گیا مگر جتنا بچا وہ آدھے سے زِیادہ ہے تو وہ پورا ہی ڈول شمار کیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۳۷: ڈول معین ہے مگر جس ڈول سے پانی نکالا وہ اس سے چھوٹا یا بڑا ہے یا ڈول معین نہیں اور جس سے نکالا وہ ایک صاع سے کم وبیش ہے تو ان صورتوں میں حساب کرکے اس معین یا ایک صاع کے برابر کرلیں۔ (7)

مسئلہ ۳۸: کوئیں سے مرا ہوا جانور نکلا تو اگر اس کے گرنے مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وُضو یا غُسل کیا تو نہ وُضو ہوا نہ غُسل، اس وُضو اور غُسل سے جتنی نمازیں پڑھیں سب کو پھیرے کہ وہ نمازیں نہیں ہوئیں، یوہیں اس پانی سے کپڑے دھوئے یا کسی اور طریق سے اس کے بدن یا کپڑے میں لگا تو کپڑے اور

1...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٩.

2...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٩.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص١٩.

4...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٩.

5...... "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٢٦١.

6...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤١٧.

7...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤١٦.

بدن کا پاک کرنا ضروری ہے اور ان سے جو نمازیں پڑھیں ان کا پھیرنا فرض ہے اور اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اس وقت سے نجس قرار پائے گا۔ اگرچہ پھولا پھٹا ہو اس سے قبل پانی نجس نہیں اور پہلے جو وُضو یا غُسل کیا یا کپڑے دھوئے کچھ حَرَج نہیں تیسیراً اسی پر عمل ہے۔[1]

مسئلہ ۳۹: جو کوآں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس میں نَجاست پڑ گئی یا اس میں کوئی ایسا جانور مر گیا جس میں کُل پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ معلوم کرلیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے۔ نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں اور یہ معلوم کر لینا کہ اس وقت کتنا پانی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پرہیزگار جن کو یہ مہارت ہو کہ پانی کی چوڑائی گہرائی دیکھ کر بتا سکیں کہ اس کوئیں میں اتنا پانی ہے وہ جتنے ڈول بتائیں اتنے نکالے جائیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسّی سے صحیح طور پر ناپ لیں اور چند شخص بہت پھرتی سے سَو۱۰۰ ڈول مثلاً نکالیں پھر پانی ناپیں جتنا کم ہوا اسی حساب سے پانی نکال لیں کوآں پاک ہوجائے گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ پہلی مرتبہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ پانی مثلاً دس ہاتھ ہے پھر سَو۱۰۰ ڈول نکالنے کے بعد ناپا تو نو۹ ہاتھ رہا تو معلوم ہوا کہ سَو۱۰۰ ڈول میں ایک ہاتھ کم ہوا تو دس۱۰ ہاتھ میں دس سَو۱۰۰۰ یعنی ایک ہزار ڈول ہوئے۔[2]

مسئلہ ۴۰: جو کوآں ایسا ہے کہ اس کا پانی ٹوٹ جائے گا مگر اس میں اس کے پھٹ جانے وغیرہ نقصانات کا گمان ہے تو بھی اتنا ہی پانی نکالا جائے جتنا اس وقت اس میں موجود ہے۔ پانی توڑنے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۱: کوئیں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اختیار ہے کہ ایک دم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کرکے دونوں صورت میں پاک ہوجائے گا۔[3]

مسئلہ ۴۲: مرغی کا تازہ انڈا جس پر ہنوز رطوبت لگی ہو پانی میں پڑ جائے تو نجس نہ ہوگا۔ یوہیں بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں گرا اور مرا نہیں جب بھی ناپاک نہ ہوگا۔[4]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص٢٠.
و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤١٧، ٤٢٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص٢٠، ١٩.
و"الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٢٩٣، ٢٩٤.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٢٨٩.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤٠٨.

آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ ۱: آدمی چاہے جنب ہو یا حَیض و نِفاس والی عورت اس کا جھوٹا پاک ہے۔ کافر کا جھوٹا بھی پاک ہے[1]، مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گِھن کرتا ہے اس سے بہت بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ ۲: کسی کے مونھ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اور سرخی جاتی رہنے کے بعد اس پر لازم ہے کہ کُلی کر کے مونھ پاک کرے اور اگر کُلی نہ کی اور چند بار تھوک کا گزر موضع نَجاست پر ہوا خواہ نگلنے میں یا تھوکنے میں یہاں تک کہ نَجاست کا اثر نہ رہا تو طہارت ہوگئی اسکے بعد اگر پانی پیے گا تو پاک رہیگا اگرچہ ایسی صورت میں تھوک نگلنا سخت ناپاک بات اور گناہ ہے۔[2]

مسئلہ ۳: معاذ اللہ شراب پی کر فوراً پانی پیا تو نجس ہوگیا اور اگر اتنی دیر ٹھہرا کہ شراب کے اجزا تھوک میں مل کر حَلْق سے اتر گئے تو ناپاک نہیں مگر شرابی اور اس کے جھوٹے سے بچنا ہی چاہیے۔[3]

مسئلہ ۴: شراب خوار کی مونچھیں بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی تو جب تک ان کو پاک نہ کرے جو پانی پیے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہوجائیں گے۔[4]

مسئلہ ۵: مرد کو غیر عورت کا اور عورت کو غیر مرد کا جھوٹا اگر معلوم ہو کہ فلانی یا فلاں کا جھوٹا ہے بطور لذّت کھانا پینا مکروہ ہے مگر اس کھانے، پانی میں کوئی کراہت نہیں آئی[5] اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے یا لذّت کے طور پر کھایا پیا نہ گیا تو کوئی حَرَج نہیں بلکہ بعض صورتوں میں بہتر ہے جیسے باشرع عالم یا دیندار پیر کا جھوٹا کہ اسے تبرّک جان کر لوگ کھاتے پیتے ہیں۔

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج١، ص٤٢٤، وغيرهما .

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.
و "الفتاوى الرضوية"، ج١، ص٢٥٧، ٢٥٩. و "مراقي الفلاح"، كتاب الطهارة، فصل في بيان احكام السؤر، ص٥.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني ج١، ص٢٣.
و "الدرا لمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٥، وغيرهما.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني ج١، ص٢٣.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني ج١، ص٢٣.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٤.

مسئلہ ۶: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرند ان کا جھوٹا پاک ہے اگرچہ نر ہوں جیسے گائے، بیل بھینس، بکری، کبوتر، تیتر وغیرہ۔[1]

مسئلہ ۷: جو مرغی چُھوٹی پھرتی اور غلیظ پر منھ ڈالتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ ہے اور بند رہتی ہو تو پاک ہے۔[2]

مسئلہ ۸: یوہیں بعض گائیں جن کی عادت غلیظ کھانے کی ہوتی ہے ان کا جھوٹا مکروہ ہے اور اگر ابھی نَجاست کھائی اور اس کے بعد کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے اس کے منھ کی طہارت ہو جائے (مثلاً آبِ جاری میں پانی پینا یا غیر جاری میں تین جگہ سے پینا) اور اس حالت میں پانی میں منھ ڈال دیا تو ناپاک ہو گیا۔ اسی طرح اگر بیل، بھینسے، بکرے نروں نے حسبِ عادت مادہ کا پیشاب سُونگھا اور اس سے ان کا منھ ناپاک ہوا اور نگاہ سے غائب نہ ہوئے نہ اتنی دیر گزری جس میں طہارت ہو جاتی تو ان کا جھوٹا ناپاک ہے اور اگر چار پانیوں میں منھ ڈالیں تو پہلے تین ناپاک چوتھا پاک۔[3]

مسئلہ ۹: گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔[4]

مسئلہ ۱۰: سُوئر، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔[5]

مسئلہ ۱۱: کُتّے نے برتن میں منھ ڈالا تو اگر وہ چینی یا دھات کا ہے یا مٹی کا روغنی یا استعمالی چکنا تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا ورنہ ہر بار سُکھا کر۔ ہاں چینی میں بال ہو یا اور برتن میں درار ہو تو تین بار سُکھا کر پاک ہوگا فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۱۲: مٹکے کو کُتّے نے اوپر سے چاٹا اس میں کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔[7]

مسئلہ ۱۳: اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا، باز، بہری، چیل وغیرہ کا جھوٹا مکروہ ہے اور یہی حکم کوّے کا ہے اور اگر ان کو پال کر شکار کے لیے سِکھا لیا ہو اور چونچ میں نَجاست نہ لگی ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔[8]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.

2 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٣.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٤.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، كتاب الطهارة، باب الانجاس، ج٤، ص٥٥٩.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلّی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ ۱۵: اگر کسی کا ہاتھ بلّی نے چاٹنا شروع کیا تو چاہیے کہ فوراً کھینچ لے یوہیں چھوڑ دینا کہ چاٹتی رہے مکروہ ہے اور چاہیے کہ ہاتھ دھو ڈالے بے دھوئے اگر نماز پڑھ لی تو ہوگئی مگر خلاف اَولیٰ ہوئی۔[2]

مسئلہ ۱۶: بلّی نے چوہا کھایا اور فوراً برتن میں مونھ ڈال دیا تو ناپاک ہوگیا اور اگر زبان سے مونھ چاٹ لیا کہ خون کا اثر جاتا رہا تو ناپاک نہیں۔[3]

مسئلہ ۱۷: پانی کے رہنے والے جانور کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو یا نہیں۔[4]

مسئلہ ۱۸: گدھے، خچر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابل وُضو ہونے میں شک ہے، و لہٰذا اس سے وُضو نہیں ہوسکتا کہ حدث متیقن طہارت مشکوک سے زائل نہ ہوگا۔[5]

مسئلہ ۱۹: جو جھوٹا پانی پاک ہے اس سے وُضو اور غُسل جائز ہیں مگر جنب نے بغیر کُلی کیے پانی پیا تو اس جھوٹے پانی سے وُضو نا جائز ہے کہ وہ مستعمل ہوگیا۔

مسئلہ ۲۰: اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وُضو و غُسل مکروہ اور اگر اچھا پانی موجود نہیں تو کوئی حَرَج نہیں اسی طرح مکروہ جھوٹے کا کھانا پینا بھی مالدار کو مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز۔[6]

مسئلہ ۲۱: اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک سے وُضو و غُسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وُضو و غُسل کرلے اور تیمّم بھی اور بہتر یہ ہے کہ وُضو پہلے کرلے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تیمّم کیا پھر وُضو جب بھی حَرَج نہیں اور اس صورت میں وُضو اور غُسل میں نیّت کرنی ضرور اور اگر وُضو کیا اور تیمّم نہ کیا یا تیمّم کیا اور وُضو نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔[7]

مسئلہ ۲۲: مشکوک جھوٹے کا کھانا پینا نہیں چاہیے۔[8]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.
و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر، ج١، ص٤٢٦.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

4 ...... المرجع السابق، ص٢٣، و "التبيين الحقائق"، ج١، ص١٠٥.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، ج ١، ص ٢٣٥.

مسئلہ ۲۳: مشکوک پانی اچھے پانی میں مل گیا تو اگر اچھا زِیادہ ہے تو اس سے وُضو ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔ [1]

مسئلہ ۲۴: جس کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جھوٹا پاک اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک اور جس کا جھوٹا مکروہ اس کا لعاب اور پسینہ بھی مکروہ۔ [2]

مسئلہ ۲۵: گدھے، خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زِیادہ لگا ہو۔ [3]

تیمّم کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡلٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ ﴾ [4]

یعنی اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں کا کوئی پاخانہ سے آیا یا عورتوں سے مباشرت کی (جماع کیا) اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو تو اپنے مونھ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

حدیث ۱: صحیح بُخاری میں بروایت اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی، فرماتی ہیں، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے یہاں تک کہ جب بیدا یا ذات الجیش [5] میں ہوئے۔ میری ہیکل ٹوٹ گئی۔ [6] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے اقامت فرمائی اور لوگوں نے بھی حضور کے ساتھ اقامت کی اور نہ وہاں پانی تھا نہ لوگوں کے ساتھ پانی تھا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر عرض کی کیا آپ نہیں دیکھتے کہ صدیقہ نے کیا کیا حضور کو اور سب کو ٹھہرا لیا اور نہ یہاں پانی ہے نہ لوگوں کے ہمراہ ہے۔ فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضور اپنا سر مبارک میرے زانو پر رکھ کر آرام فرمارہے تھے اور فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ نہ یہاں پانی ہے نہ لوگوں کے ہمراہ ہے۔ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ مجھ پر عتاب کیا اور جو چاہا اللہ نے انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر حضور کا میرے زانو پر آرام فرمانا تو جب صبح ہوئی ایسی جگہ

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲٤.

2...... المرجع السابق، ص۲۳.

3...... المرجع السابق.

4...... پ:٦، المآئدة:٦.

5...... بیدا اور ذات الجیش یہ دونوں دوجگہ کے نام ہیں ۱۲۔

6...... یعنی میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا۔

جہاں پانی نہ تھا حضور اٹھے اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کیا اس پر اُسید بن حُضَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں (یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی ہی رہتی ہیں) فرماتی ہیں جب میری سواری کا اونٹ اٹھایا گیا وہ ہیکل اس کے نیچے ملی۔ (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں بروایت حُذَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں منجملہ ان باتوں کے جن سے ہم کو لوگوں پر فضیلت دی گئی یہ تین باتیں ہیں۔

(۱) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کے مثل کی گئیں اور

(۲) ہمارے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی اور

(۳) جب ہم پانی نہ پائیں زمین کی خاک ہمارے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی۔ (2)

حدیث ۳: امام احمد و ابو داود و ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا وُضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے اور جب پانی پائے تو اپنے بدن کو پہنچائے (غُسل ووُضو کرے) کہ یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ (3)

حدیث ۴: ابو داود و دارمی نے ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں۔ دو شخص سفر میں گئے اور نماز کا وقت آیا ان کے ساتھ پانی نہ تھا۔ پاک مٹی پر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر پانی مل گیا ان میں ایک صاحب نے وُضو کر کے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے اعادہ نہ کیا پھر جب خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اس کا ذکر کیا تو جس نے اعادہ نہ کیا تھا اس سے فرمایا کہ تو سنّت کو پہنچا اور تیری نماز ہو گئی اور جس نے وُضو کر کے اعادہ کیا تھا اس سے فرمایا تجھے دونا ثواب ہے۔ (4)

حدیث ۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے حضور نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا ہے جس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا: اے شخص تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا شے مانع آئی۔ عرض کی مجھے نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا، مٹی کو لے کہ وہ تجھے کافی ہے۔ (5)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، باب التيمم، الحديث: ٣٣٤، ج ١، ص ١٣٣.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب المساجد و مواضع الصلاة، الحديث: ٥٢٢، ص ٢٦٥.

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي ذرالغفاري، الحديث: ٢١٤٢٩، ج ٨، ص ٨٦.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب المتيمّم يجد الماء بعد مايصلي في الوقت، الحديث: ٣٣٨، ج ١، ص ١٥٥.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التيمّم، باب الصعيد الطيب... إلخ، الحديث: ٣٤٤، ج ١، ص ١٣٦.

حدیث ٦: صحیحین میں ابوجُہَیم بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیر جمل[1] کی جانب سے تشریف لا رہے تھے ایک شخص نے حضور کو سلام کیا اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی جانب متوجہ ہوئے اور مونھ اور ہاتھوں کا مسح فرمایا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔[2]

تیمّم کے مسائل

مسئلہ ۱: جس کا وُضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وُضو و غُسل کی جگہ تیمّم کرے۔ پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں: (۱) ایسی بیماری ہو کہ وُضو یا غُسل سے اس کے زِیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وُضو یا غُسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا۔[3]

مسئلہ ۲: محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمّم جائز نہیں۔ یوں ہی کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۳: اور اگر پانی بیماری کو نقصان نہیں کرتا مگر وُضو یا غُسل کے لیے حرکت ضرر کرتی ہو یا خود وُضو نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا بھی نہیں جو وُضو کرا دے تو بھی تیمّم کرے۔ یوہیں کسی کے ہاتھ پھٹ گئے کہ خود وُضو نہیں کر سکتا اور کوئی ایسا بھی نہیں جو وُضو کرا دے تو تیمّم کرے۔[4]

مسئلہ ۴: بے وُضو کے اکثر اعضائے وُضو میں یا جنب کے اکثر بدن میں زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو تیمّم کرے، ورنہ جو حصہ عُضْو یا بدن کا اچھا ہو اس کو دھوئے اور زخم کی جگہ اور بوقت ضرر اس کے آس پاس بھی مسح کرے اور مسح بھی ضرر کرے تو اس عُضْو پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔[5]

مسئلہ ۵: بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وُضو اور غُسل ضروری

---

1. ...... مدینہ منورہ میں ایک مقام کا نام ہے۔۱۲
2. ...... "صحيح البخاري"، كتاب التيمم، باب التيمم في الحضر... إلخ، الحديث: ٣٣٧، ج١، ص ١٣٤.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٨.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في فاقد الطهورين، ج١، ص ٤٨١.

ہے تیمّم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمّم کرے۔ یوہیں اگر ٹھنڈے وقت میں وُضو یا غُسل نقصان کرتا ہے اور گرم وقت میں نہیں تو ٹھنڈے وقت تیمّم کرے پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ نماز کے لیے وُضو کر لینا چاہیے جو نماز اس تیمّم سے پڑھ لی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[1]

مسئلہ٦: اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

(۲) وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں۔

مسئلہ٧: اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔ بلا تلاش کیے تیمّم جائز نہیں پھر بغیر تلاش کیے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وُضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر نہ ملا تو ہوگئی۔[2]

مسئلہ٨: اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو تلاش کرنا ضروری نہیں پھر اگر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور نہ تلاش کیا نہ کوئی ایسا ہے جس سے پُوچھے اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی یہاں سے قریب ہے تو نماز کا اعادہ نہیں مگر یہ تیمّم اب جاتا رہا اور اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے پوچھا نہیں اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو اعادہ چاہیے۔[3]

مسئلہ٩: اور اگر قریب میں پانی ہونے اور نہ ہونے کسی کا گمان نہیں تو تلاش کر لینا مستحب ہے اور بغیر تلاش کیے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی ہوگئی۔[4]

مسئلہ١٠: ساتھ میں زم زم شریف ہے جو لوگوں کے لیے تبرکاً لیے جا رہا ہے یا بیمار کو پلانے کے لیے اور اتنا ہے کہ وُضو ہو جائے گا تو تیمّم جائز نہیں۔[5]

مسئلہ١١: اگر چاہے کہ زمزم شریف سے وضو نہ کرے اور تیمّم جائز ہو جائے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس پر بھروسا ہو کہ پھر دے دے گا وہ پانی ہبہ کر دے اور اس کا کچھ بدلہ ٹھہرائے تو اب تیمّم جائز ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ١٢: جو نہ آبادی میں ہو نہ آبادی کے قریب اور اس کے ہمراہ پانی موجود ہے اور یاد نہ رہا اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی

1...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸.

2...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التیمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۹.

3...... المرجع السابق.

4...... المرجع السابق.

5...... "الفتاوی التاتارخانیة"، کتاب الطهارة، الفصل الخامس في التیمم، نوع آخر في بیان شرائطهم، ج۱، ص۲۳٤.

6...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التیمم، مطلب في فاقد الطهورین، ج۱، ص٤٧٥.

ہوگئی اور اگر آبادی یا آبادی کے قریب میں ہو تو اعادہ کرے۔[1]

مسئلہ ۱۳: اگر اپنے ساتھی کے پاس پانی ہے اور یہ گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا تو مانگنے سے پہلے تیمّم جائز نہیں پھر اگر نہیں مانگا اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور بعد نماز مانگا اور اس نے دے دیا یا بے مانگے اس نے خود دے دیا توؤضو کر کے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر مانگا اور نہ دیا تو نماز ہوگئی اور اگر بعد کو بھی نہ مانگا جس سے دینے نہ دینے کا حال کُھلتا اور نہ اس نے خود دیا تو نماز ہوگئی اور اگر دینے کا غالب گمان نہیں اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی جب بھی یہی صورتیں ہیں کہ بعد کو پانی دے دیا توؤضو کر کے نماز کا اعادہ کرے ورنہ ہوگئی۔[2]

مسئلہ ۱۴: نماز پڑھتے میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور گمان غالب ہے کہ دے دیگا تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور اس سے پانی مانگے اور اگر نہیں مانگا اور پوری کر لی اب اس نے خود دیا اس کے مانگنے پر دے دیا تو اعادہ لازم ہے اور نہ دے تو ہوگئی اور اگر دینے کا گمان نہ تھا اور نماز کے بعد اس نے خود دے دیا یا مانگنے سے دیا جب بھی اعادہ کرے اور اگر اس نے نہ خود دیا نہ اس نے مانگا کہ حال معلوم ہوتا تو نماز ہوگئی اور اگر نماز پڑھتے میں اس نے خود کہا کہ پانی لوؤضو کر لو اور وہ کہنے والا مسلمان ہے تو نماز جاتی رہی توڑ دینا فرض ہے اور کہنے والا کافر ہے تو نہ توڑے پھر نماز کے بعد اگر اس نے پانی دے دیا توؤضو کر کے اعادہ کر لے۔[3]

مسئلہ ۱۵: اور اگر یہ گمان ہے کہ میل کے اندر تو پانی نہیں مگر ایک میل سے کچھ زِیادہ فاصلہ پر مل جائے گا تو مستحب ہے کہ نماز کے آخر وقت مستحب تک تاخیر کرے یعنی عصر و مغرب وعشاء میں اتنی دیر نہ کرے کہ وقتِ کراہت آجائے۔ اگر تاخیر نہ کی اور تیمّم کر کے پڑھ لی تو ہوگئی۔

(۳) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضرر سے بچے نہ آگ ہے جسے تاپ سکے تو تیمّم جائز ہے۔

(۴) دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ اسے قید

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في الفرق بين الظن وغلبة الظن، ج١، ص٤٦٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع، الفصل الأول، ج١، ص٢٩.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في الفرق... إلخ، ج١، ص٤٦٨، ٤٧٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، و"خلاصة الفتاوى"، كتاب الطهارات، ج١، ص٣٣.

کرادے گا یا اس طرف سانپ ہے وہ کاٹ کھائے گا یا شیر ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی بدکار شخص ہے اور یہ عورت یا امرد ہے جس کو اپنی بے آبروئی کا گمان صحیح ہے تو تیمّم جائز ہے۔[1]

مسئلہ ۱۶: اگر ایسا دشمن ہے کہ ویسے اس سے کچھ نہ بولے گا مگر کہتا ہے کہ وُضو کے لیے پانی لو گے تو مار ڈالوں گا یا قید کرادوں گا تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ تیمّم کرکے نماز پڑھ لے پھر جب موقع ملے تو وُضو کرکے اعادہ کرلے۔[2]

مسئلہ ۱۷: قیدی کو قید خانہ والے وُضو نہ کرنے دیں تو تیمّم کرکے پڑھ لے اور اعادہ کرے اور اگر وہ دشمن یا قید خانہ والے نماز بھی نہ پڑھنے دیں تو اشارہ سے پڑھے پھر اعادہ کرے۔[3]

(۵) جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے تو تیمّم جائز ہے۔[4]

مسئلہ ۱۸: اگر ہمراہی کے پاس ڈول رسّی ہے وہ کہتا ہے کہ ٹھہر جا میں پانی بھر کر فارغ ہو کر تجھے دونگا تو مستحب ہے کہ انتظار کرے اور اگر انتظار نہ کیا اور تیمّم کرکے پڑھ لی ہوگئی۔[5]

مسئلہ ۱۹: رسّی چھوٹی ہے کہ پانی تک نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس کوئی کپڑا (رومال، عمامہ، دوپٹا وغیرہ) ایسا ہے کہ اس کے جوڑنے سے پانی مل جائے گا تو تیمّم جائز نہیں۔[6]

(۶) پیاس کا خوف یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وُضو یا غُسل کے صرف میں لائے تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور اگرچہ وہ کتّا جس کا پالنا جائز ہے پیاسا رہ جائے گا اور اپنی یا ان میں کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا صحیح اندیشہ ہو کہ وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں تو تیمّم جائز ہے۔[7]

مسئلہ ۲۰: پانی موجود ہے مگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہے جب بھی تیمّم جائز ہے شوربے کی ضرورت کے لیے جائز نہیں۔[8]

مسئلہ ۲۱: بدن یا کپڑا اس قدر نجس ہے جو مانع جواز نماز ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ چاہے وُضو کرے یا اُس کو پاک

1...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۴۴.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸.

4...... المرجع السابق. 5...... المرجع السابق. 6...... المرجع السابق.

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸.
و"الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۴۵.

8...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۸.

کرلے دونوں کام نہیں ہوسکتے تو پانی سے اس کو پاک کرلے پھر تیمّم کرے اور اگر پہلے تیمّم کرلیا اس کے بعد پاک کیا تو اب پھر تیمّم کرے کہ پہلا تیمّم نہ ہوا۔[1]

مسئلہ ۲۲: مسافر کو راہ میں کہیں رکھا ہوا پانی ملا تو اگر کوئی وہاں ہے تو اس سے دریافت کرلے اگر وہ کہے کہ صرف پینے کے لیے ہے تو تیمّم کرے وُضو جائز نہیں چاہے کتنا ہی ہو اور اگر اس نے کہا کہ پینے کے لیے بھی ہے اور وُضو کے لیے بھی تو تیمّم جائز نہیں اور اگر کوئی ایسا نہیں جو بتا سکے اور پانی تھوڑا ہو تو تیمّم کرے اور زِیادہ ہو تو وُضو کرے۔[2]

(۷) پانی گراں ہونا یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت ہونی چاہیے اس سے دو چند مانگتا ہے تو تیمّم جائز ہے اور اگر قیمت میں اتنا فرق نہیں تو تیمّم جائز نہیں۔[3]

مسئلہ ۲۳: پانی مول ملتا ہے اور اس کے پاس حاجتِ ضروریہ سے زِیادہ دام نہیں تو تیمّم جائز ہے۔[4]

(۸) یہ گمان کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔[5]

(۹) یہ گمان کہ وُضو یا غُسل کرنے میں عیدین کی نماز جاتی رہے گی خواہ یوں کہ امام پڑھ کر فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آجائے گا دونوں صورتوں میں تیمّم جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۲۴: وُضو کر کے عیدین کی نماز پڑھ رہا تھا اثنائے نماز میں بے وُضو ہو گیا اور وُضو کرے گا تو وقت جاتا رہے گا یا جماعت ہو چکے گی تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔[7]

مسئلہ ۲۵: گہن کی نماز کے لیے بھی تیمّم جائز ہے جب کہ وُضو کرنے میں گہن کھل جانے یا جماعت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔[8]

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص٢٩.

2...... "الفتاوی الخانية"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٢٩.

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٩.
و "الفتاوی الرضوية"، ج٣، ص٤١٤.

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٩.

5...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٢٤٣،
و "الفتاوی الرضوية"، ج٣، ص٤١٧.

6...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٥٦.

7...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج١، ص٣١.

8...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٥٧.

مسئلہ ۲۶: وُضو میں مشغول ہوگا تو ظہر یا مغرب یا عشاء یا جمعہ کی پچھلی سُنّتوں کا یا نماز چاشت[1] کا وقت جاتا رہے گا تو تیمّم کرکے پڑھ لے۔[2]

(۱۰) غیر ولی کو نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمّم جائز ہے ولی کو نہیں کہ اس کا لوگ انتظار کریں گے اور لوگ بے اس کی اجازت کے پڑھ بھی لیں تو یہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔[3]

مسئلہ ۲۷: ولی نے جس کو نماز پڑھانے کی اجازت دی ہو اسے تیمّم جائز نہیں اور ولی کو اس صورت میں اگر نماز فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمّم جائز ہے۔ یوہیں اگر دوسرا ولی اس سے بڑھ کر موجود ہے تو اس کے لیے تیمّم جائز ہے۔ خوف فوت کے یہ معنی ہیں کہ چاروں تکبیریں جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ایک تکبیر بھی مل جائے گی تو تیمّم جائز نہیں۔[4]

مسئلہ ۲۸: ایک جنازہ کے لیے تیمّم کیا اور نماز پڑھی پھر دوسرا جنازہ آیا اگر درمیان میں اتنا وقت ملا کہ وُضو کرتا تو کر لیتا مگر نہ کیا اور اب وُضو کرے تو نماز ہو چکے گی تو اس کے لیے اب دوبارہ تیمّم کرے اور اگر اتنا وقفہ نہ ہو کہ وُضو کر سکے تو وہی پہلا تیمّم کافی ہے۔[5]

مسئلہ ۲۹: سلام کا جواب دینے یا درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے یا سونے یا بے وُضو کو مسجد میں جانے یا زبانی قرآن پڑھنے کے لیے تیمّم جائز ہے اگرچہ پانی پر قدرت ہو۔

مسئلہ ۳۰: جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لیے تیمّم جائز نہیں ہاں اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسّی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لا دے تو تیمّم کرکے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔[6]

---

1 ...... مجدّدِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''پانی نہ ہونے کی حالت میں بے وضو نے مسجد میں ذکر کے لیے بیٹھنے بلکہ مسجد میں سونے کے لیے (کہ سرے سے عبادت ہی نہیں) یا پانی ہوتے ہوئے سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر یا مسِ مصحف یا باوجود وسعت وقت نمازِ پنجگانہ یا جمعہ یا جنب نے تلاوتِ قرآن کے لیے تیمّم کیا لغو و باطل و ناجائز ہوگا کہ ان میں سے کوئی بے بدل فوت نہ ہوتا تھا، یونہی ہماری تحقیق پر تہجد یا **چاشت یا چاند گہن کی نماز** کے لیے، اگرچہ اُن کا وقت جاتا ہو کہ یہ نفل ہیں سنّتِ مؤکدہ نہیں تو باوجودِ آب (یعنی پانی کی موجودگی میں) زیارتِ قبور یا عیادتِ مریض یا سونے کے لیے تیمّم بدرجۂ اَولیٰ لغو ہے۔'' ("الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص۵۵۷).

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۵۷.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۱.

4 ...... المرجع السابق،وغیرہ.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۷۹۱.

مسئلہ۳۱: مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی ضرورت ہوگئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمّم کر کے نکل آئے[1] تاخیر حرام ہے۔[2]

مسئلہ۳۲: قرآن مجید چھونے کے لیے یا سجدۂ تلاوت یا سجدۂ شکر کے لیے تیمّم جائز نہیں جب کہ پانی پر قدرت ہو۔[3]

مسئلہ۳۳: وقت اتنا تنگ ہوگیا کہ وُضو یا غُسل کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے پھر وُضو یا غُسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔[4]

مسئلہ۳۴: عورت حَیض و نفاس سے پاک ہوئی اور پانی پر قادر نہیں تو تیمّم کرے۔[5]

مسئلہ۳۵: مُردے کو اگر غُسل نہ دے سکیں خواہ اس وجہ سے کہ پانی نہیں یا اس وجہ سے کہ اُس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسے اجنبی عورت یا اپنی عورت کہ مرنے کے بعد اسے چھو نہیں سکتا تو اسے تیمّم کرایا جائے، غیر محرم کو اگرچہ شوہر ہو عورت کو تیمّم کرانے میں کپڑا حائل ہونا چاہیے۔[6]

مسئلہ۳۶: جنب اور حائض اور میّت اور بے وُضو یہ سب ایک جگہ ہیں اور کسی نے اتنا پانی جو غُسل کے لیے کافی ہے لا کر کہا جو چاہے خرچ کرے تو بہتر یہ ہے کہ جنب اس سے نہائے اور مردے کو تیمّم کرایا جائے اور دوسرے بھی تیمّم کریں اور اگر کہا کہ اس میں تم سب کا حصہ ہے اور ہر ایک کو اس میں اتنا حصہ ملا جو اس کے کام کے لیے پورا نہیں تو چاہیے کہ مُردے کے غُسل کے لیے اپنا اپنا حصہ دے دیں اور سب تیمّم کریں۔[7]

مسئلہ۳۷: دو شخص باپ بیٹے ہیں اور کسی نے اتنا پانی دیا کہ اس سے ایک کا وُضو ہو سکتا ہے تو وہ پانی باپ کے صرف

---

1 ...... ہاں جو شخص عین کنارۂ مسجد میں ہو کہ پہلے ہی قدم میں خارج ہو جائے جیسے دروازے یا حُجرے یا زمین پیشِ حجرہ (یعنی حجرہ کے سامنے والی زمین) کے متصل سوتا تھا اور احتلام ہوا یا جنابت یاد نہ رہی اور مسجد میں ایک ہی قدم رکھا تھا، ان صورتوں میں فوراً ایک قدم رکھ کر باہر ہو جائے کہ اس خروج (یعنی نکلنے میں) میں مرور في المسجد (یعنی مسجد میں چلنا) نہ ہوگا اور جب تک تیمّم پُورا نہ ہو بحالِ جنابت (یعنی جنابت کی حالت میں) مسجد میں ٹھہرنا رہے گا۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص ٤٨٠).

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص٤٧٩ .

3 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۳، ص٣٠٥ .

4 ...... المرجع السابق، ص٣١٠ .

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التیمم، ج۱، ص٤٤٩ .

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في قراءة عند المیت، ج۳، ص١٠٥، ١١٠ .

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب التیمم، ج۱، ص٤٧٤ .

میں آنا چاہیے۔[1]

مسئلہ ۳۸: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمّم کرے تو اسے چاہیے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلانیّت نماز بجالائے۔

مسئلہ ۳۹: کوئی ایسا ہے کہ وُضو کرتا تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمّم کرے تو نہیں تو اسے لازم ہے کہ تیمّم کرے۔[2]

مسئلہ ۴۰: اتنا پانی ملا جس سے وُضو ہو سکتا ہے اور اسے نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وُضو کر لینا چاہیے اور غُسل کے لیے تیمّم کرے۔[3]

مسئلہ ۴۱: تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زِیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے مونھ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ یوہیں کریں اور دونوں ہاتھوں کا ناخن سے کہنیوں سمیت مسح کریں۔[4]

مسئلہ ۴۲: وُضو اور غُسل دونوں کا تیمّم ایک ہی طرح ہے۔[5]

مسئلہ ۴۳: تیمّم میں تین فرض ہیں:

(۱) نیّت: اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر مونھ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیّت نہ کی تیمّم نہ ہوگا۔[6]

مسئلہ ۴۴: کافر نے اسلام لانے کے لیے تیمّم کیا اس سے نماز جائز نہیں کہ وہ اس وقت نیّت کا اہل نہ تھا بلکہ اگر قدرت پانی پر نہ ہو تو سرے سے تیمّم کرے۔[7]

مسئلہ ۴۵: نماز اس تیمّم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیّت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادت مقصودہ نہیں) یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وُضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج١، ص٣٠.
2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج١، ص٣١.
3 ...... "الفتاوی التاتارخانية"، كتاب الطهارة، الفصل الخامس في التيمم، ج١، ص٢٥٥.
4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج١، ص٣٠.
5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ص٢٨.
6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج٣، ص٣٧٣.
7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

کے لیے تیمّم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں۔ [1]

مسئلہ ۴۶: جنب نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمّم کیا ہو تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے سجدۂ شکر کی نیّت سے جو تیمّم کیا ہو اس سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۷: دوسرے کو تیمّم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمّم کیا اس سے بھی نماز جائز نہیں۔ [2]

مسئلہ ۴۸: نماز جنازہ یا عیدین یا سنتوں کے لیے اس غرض سے تیمّم کیا ہو کہ وُضو میں مشغول ہوگا تو یہ نمازیں فوت ہو جائیں گی تو اس تیمّم سے اس خاص نماز کے سوا کوئی دوسری نماز جائز نہیں۔ [3]

مسئلہ ۴۹: نماز جنازہ یا عیدین کے لیے تیمّم اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں۔

مسئلہ ۵۰: سجدۂ تلاوت کے تیمّم سے بھی نمازیں جائز ہیں۔ [4]

مسئلہ ۵۱: جس پر نہانا فرض ہے اسے یہ ضرور نہیں کہ غُسل اور وُضو دونوں کے لیے دو تیمّم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیّت کرلے دونوں ہو جائیں گے اور اگر صرف غُسل یا وُضو کی نیّت کی جب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۵۲: بیمار یا بے دست و پا اپنے آپ تیمّم نہیں کرسکتا تو اسے کوئی دوسرا شخص تیمّم کرا دے اور اس وقت تیمّم کرانے والے کی نیّت کا اعتبار نہیں بلکہ اس کی نیّت چاہیے جسے کرایا جارہا ہے۔ [5]

(۲) سارے مونھ پر ہاتھ پھیرنا: اس طرح کہ کوئی حصہ باقی رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمّم نہ ہوا۔ [6]

مسئلہ ۵۳: داڑھی اور مونچھوں اور بھووں کے بالوں پر ہاتھ پھر جانا ضروری ہے۔ مونھ کہاں سے کہاں تک ہے اس کو ہم نے وُضو میں بیان کر دیا بھوؤں کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر جو جگہ ہے اور ناک کے حصۂ زیریں کا خیال رکھیں کہ اگر خیال نہ رکھیں گے تو ان پر ہاتھ نہ پھرے گا اور تیمّم نہ ہوگا۔ [7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٥٥، ٤٥٨.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص ٤٤٨.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

مسئلہ۵۴: عورت ناک میں پھول پہنے ہو تو نکال لے ورنہ پھول کی جگہ باقی رہ جائے گی اور نَتھ پہنے ہو جب بھی خیال رکھے کہ نَتھ کی وجہ سے کوئی جگہ باقی تو نہیں رہی۔

مسئلہ۵۵: نتھنوں کے اندر مسح کرنا کچھ درکار نہیں۔

مسئلہ۵۶: ہونٹ کا وہ حصہ جو عادۃً مونھ بند ہونے کی حالت میں دکھائی دیتا ہے اس پر بھی مسح ہو جانا ضروری ہے تو اگر کسی نے ہاتھ پھیرتے وقت ہونٹوں کو زور سے دبا لیا کہ کچھ حصہ باقی رہ گیا تیمّم نہ ہوا۔ یوہیں اگر زور سے آنکھیں بند کرلیں جب بھی تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ۵۷: مونچھ کے بال اتنے بڑھ گئے کہ ہونٹ چھپ گیا تو ان بالوں کو اٹھا کر ہونٹ پر ہاتھ پھیرے، بالوں پر ہاتھ پھیرنا کافی نہیں۔

(۳) دونوں ہاتھ کا کُہنیوں سمیت مسح کرنا: اس میں بھی یہ خیال رہے کہ ذرّہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ۵۸: انگوٹھی چھلّے پہنے ہو تو انھیں اتار کر ان کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔[1] عورتوں کو اس میں بہت اِحتِیاط کی ضرورت ہے۔ کنگن چوڑیاں جتنے زیور ہاتھ میں پہنے ہو سب کو ہٹا کر یا اتار کر جلد کے ہر حصہ پر ہاتھ پہنچائے اس کی احتیاطیں وُضو سے بڑھ کر ہیں۔

مسئلہ۵۹: تیمّم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں۔

مسئلہ۶۰: ایک ہی مرتبہ ہاتھ مار کر مونھ اور ہاتھوں پر مسح کرلیا تیمّم نہ ہوا ہاں اگر ایک ہاتھ سے سارے مونھ کا مسح کیا اور دوسرے سے ایک ہاتھ کا اور ایک ہاتھ جو بچ رہا اُس کے لیے پھر ہاتھ مارا اور اس پر مسح کرلیا تو ہو گیا مگر خلافِ سنّت ہے۔[2]

مسئلہ۶۱: جس کے دونوں ہاتھ یا ایک پہنچے سے کٹا ہو تو کُہنیوں تک جتنا باقی رہ گیا اُس پر مسح کرے اور اگر کُہنیوں سے اوپر تک کٹ گیا تو اسے بقیہ ہاتھ پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں پھر بھی اگر اس جگہ پر جہاں سے کٹ گیا ہے مسح کرلے تو بہتر ہے۔[3]

مسئلہ۶۲: کوئی لُنجھا ہے یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو اسے تیمّم کرا دے تو وہ اپنے ہاتھ اور رخسار جہاں تک ممکن ہو زمین یا دیوار سے مس کرے اور نماز پڑھے مگر وہ ایسی حالت میں امامت نہیں کرسکتا۔ ہاں اس جیسا کوئی

1...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲٦.

2...... المرجع السابق.

3...... المرجع السابق.

اور بھی ہے تو اس کی امامت کرسکتا ہے۔[1]

مسئلہ ۶۳: تیمّم کے ارادے سے زمین پر لوٹا اور مونھ اور ہاتھوں پر جہاں تک ضرور ہے ہر ذرّہ پر گرد لگ گئی تو ہو گیا ورنہ نہیں اور اس صورت میں مونھ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لینا چاہیے۔[2]

تیمّم کی سنتیں

(۱) بسم اللہ کہنا۔

(۲) ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔

(۳) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔

(۴) ہاتھوں کو جھاڑ لینا یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

(۵) زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا۔

(۶) پہلے مونھ پھر ہاتھ کا مسح کرنا۔

(۷) دونوں کا مسح پے در پے ہونا۔

(۸) پہلے داہنے ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا۔

(۹) داڑھی کا خلال کرنا اور

(۱۰) انگلیوں کا خلال جب کہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا مثلاً پتھر وغیرہ کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو خلال فرض ہے۔ ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پُشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے دہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دہنے انگوٹھے کی پُشت کا مسح کرے یو ہیں داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرلیا تیمّم ہو گیا خواہ کہنی سے انگلیوں کی طرف لایا یا انگلیوں سے کہنی کی طرف لے گیا مگر پہلی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦، وغيره.

2 ...... المرجع السابق.

صورت میں خلاف سنّت ہوا۔[1]

مسئلہ ۱: اگر مسح کرنے میں صرف تین انگلیاں کام میں لایا جب بھی ہو گیا اور اگر ایک یا دو سے مسح کیا تیمّم نہ ہوا اگرچہ تمام عُضْو پر ان کو پھیر لیا ہو۔

مسئلہ ۲: تیمّم ہوتے ہوئے دوبارہ تیمّم نہ کرے۔[2]

مسئلہ ۳: خلال کے لیے ہاتھ مارنا ضروری نہیں۔[3]

کس چیز سے تیمّم جائز ہے اور کس سے نہیں

مسئلہ ۱: تیمّم اسی چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمّم جائز نہیں۔[4]

مسئلہ ۲: جس مٹی سے تیمّم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثرِ نَجاست جاتا رہا ہو۔[5]

مسئلہ ۳: جس چیز پر نجاست گری اور سُوکھ گئی اس سے تیمّم نہیں کر سکتے اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔[6]

مسئلہ ۴: یہ وہم کہ کبھی نجس ہوئی ہوگی فضول ہے اس کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۵: جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نَرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمّم جائز ہے۔ ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ جواہر سے تیمّم جائز ہے اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔[7]

---

1 …… "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۴۳۷-۴۳۹.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث، ج۱، ص۳۰، وغيره.

2 …… "الفتاوى الرضوية"، ج۳، ص۳۷۶.

3 …… "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج۱، ص۲۵۳.

4 …… "خلاصة الفتاوى"، كتاب الطهارات، الفصل الخامس في التيمم، ج۱، ص۳۵.

5 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۶.

6 …… المرجع السابق، ص۲۷، وغيره.

7 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج۱، ص۲۶-۲۷.

مسئلہ ۶: پکّی اینٹ چینی یا مٹی کے برتن سے جس پر کسی ایسی چیز کی رنگت ہو جو جنس زمین سے ہے۔ جیسے گیرو[1] کھریا[2] مٹی یا وہ چیز جس کی رنگت جنس زمین سے تو نہیں مگر برتن پر اس کا جرم نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے تیمّم جائز ہے اور اگر جنس زمین سے نہ ہو اور اس کا جرم برتن پر ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ ۷: شورہ جو ہنوز پانی میں ڈال کر صاف نہ کیا گیا ہو اس سے تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔[3]

مسئلہ ۸: جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمّم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھا نمک اس سے جائز ہے۔[4]

مسئلہ ۹: جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی یا نَرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پیتل، لوہا وغیرہ دھاتیں وہ زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمّم جائز نہیں۔ ہاں یہ دھاتیں اگر کان سے نکال کر پگھلائی نہ گئیں کہ ان پر مٹی کے اجزا ہنوز باقی ہیں تو ان سے تیمّم جائز ہے اور اگر پگھلا کر صاف کر لی گئیں اور ان پر اتنا غبار ہے کہ ہاتھ مارنے سے اس کا اثر ہاتھ میں ظاہر ہوتا ہے تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے، ورنہ نہیں۔[5]

مسئلہ ۱۰: غلہ، گیہوں، جو وغیرہ اور لکڑی یا گھاس اور شیشہ پر غبار ہو تو اس غبار سے تیمّم جائز ہے جب کہ اتنا ہو کہ ہاتھ میں لگ جاتا ہو ورنہ نہیں۔[6]

مسئلہ ۱۱: مشک وعنبر، کافور، لوبان سے تیمّم جائز نہیں۔[7]

مسئلہ ۱۲: موتی اور سیپ اور گھونگے سے تیمّم جائز نہیں اگرچہ پسے ہوں اور ان چیزوں کے چُونے سے بھی ناجائز۔[8]

مسئلہ ۱۳: راکھ اور سونے چاندی فولاد وغیرہ کے کشتوں سے بھی جائز نہیں۔[9]

مسئلہ ۱۴: زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے اس سے تیمّم جائز ہے یوہیں اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے اس سے بھی جائز ہے۔[10]

1...... ایک قسم کی لال مٹی۔ 2...... ایک قسم کی سفید مٹی۔

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.

4...... المرجع السابق، ص٢٧. 5...... المرجع السابق.

6...... المرجع السابق. 7...... المرجع السابق.

8...... "الفتاوی الرضوية"، ج٣، ص٦٥٧. 9...... المرجع السابق، ص٦٥٦.

10...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٧، وغيره.

مسئلہ ۱۵: اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زِیادہ ہو تو تیمّم جائز ہے ورنہ نہیں۔[1]

مسئلہ ۱۶: زرد، سرخ، سبز، سیاہ رنگ کی مٹی سے تیمّم جائز ہے[2] مگر جب رنگ چھوٹ کر ہاتھ مونھ کو رنگین کر دے تو بغیر ضرورت شدیدہ اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں اور کرلیا تو ہوگیا۔

مسئلہ ۱۷: بھیگی مٹی سے تیمّم جائز ہے جب کہ مٹی غالب ہو۔[3]

مسئلہ ۱۸: مسافر کا ایسی جگہ گزر ہوا کہ سب طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے اور پانی نہیں پاتا کہ وُضو یا غُسل کرے اور کپڑے میں بھی غبار نہیں تو اسے چاہیے کہ کپڑا کیچڑ میں سان کر سکھا لے اور اس سے تیمّم کرے اور اگر وقت جاتا ہو تو مجبوری کو کیچڑ ہی سے تیمّم کرلے جب کہ مٹی غالب ہو۔[4]

مسئلہ ۱۹: گدّے اور دری وغیرہ میں غبار ہے تو اس سے تیمّم کرسکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔[5]

مسئلہ ۲۰: نجس کپڑے میں غبار ہو اس سے تیمّم جائز نہیں ہاں اگر اس کے سُوکھنے کے بعد غبار پڑا تو جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۲۱: مکان بنانے یا گرانے میں یا کسی اور صورت سے مونھ اور ہاتھوں پر گرد پڑی اور تیمّم کی نیت سے مونھ اور ہاتھوں پر مسح کرلیا تیمّم ہوگیا۔[7]

مسئلہ ۲۲: گچ کی دیوار پر تیمّم جائز ہے۔[8]

مسئلہ ۲۳: مصنوعی مُردہ سنگ سے تیمّم جائز نہیں۔[9]

مسئلہ ۲۴: مونگے یا اس کی راکھ سے تیمّم جائز نہیں۔[10]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٧.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج٣، ص٣٠٢.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٧.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٥٣.

9 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج٣، ص٦٥٤.

10 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٥٢.
مرجان (یعنی مونگے) سے تیمّم کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے فتاویٰ رضویہ، جلد 3 صَفحہ 684 تا 688 ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ ۲۵: جس جگہ سے ایک نے تیمّم کیا دوسرا بھی کرسکتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمّم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے۔[1]

مسئلہ ۲۶: تیمّم کے لیے ہاتھ زمین پر مارا اور مسح سے پہلے ہی تیمّم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمّم نہیں کرسکتا۔[2]

تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

مسئلہ ۱: جن چیزوں سے وُضو ٹوٹتا ہے یا غُسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمّم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا۔[3]

مسئلہ ۲: مریض نے غُسل کا تیمّم کیا تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ غُسل سے ضرر نہ پہنچے گا تیمّم جاتا رہا۔[4]

مسئلہ ۳: کسی نے غُسل اور وُضو دونوں کے لیے ایک ہی تیمّم کیا تھا پھر وُضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی یا اتنا پانی پایا کہ جس سے صرف وُضو کرسکتا ہے یا بیمار تھا اور اب اتنا تندرست ہوگیا کہ وُضو نقصان نہ کرے گا اور غُسل سے ضرر ہوگا تو صرف وُضو کے حق میں تیمّم جاتا رہا غُسل کے حق میں باقی ہے۔[5]

مسئلہ ۴: جس حالت میں تیمّم ناجائز تھا اگر وہ بعد تیمّم پائی گئی تیمّم ٹوٹ گیا جیسے تیمّم والے کا ایسی جگہ گذر ہوا کہ وہاں سے ایک میل کے اندر پانی ہے تو تیمّم جاتا رہا۔ یہ ضرور نہیں کہ پانی کے پاس ہی پہنچ جائے۔

مسئلہ ۵: اتنا پانی ملا کہ وُضو کے لیے کافی نہیں ہے یعنی ایک مرتبہ موںھ اور ایک ایک مرتبہ دونوں ہاتھ پاؤں نہیں دھوسکتا تو وُضو کا تیمّم نہیں ٹوٹا اور اگر ایک ایک مرتبہ دھوسکتا ہے تو جاتا رہا۔ یوہیں غُسل کے تیمّم کرنے والے کو اتنا پانی ملا جس سے غُسل نہیں ہوسکتا تو تیمّم نہیں گیا۔[6]

---

1. ...... "منية المصلي"، بيان التيمم وطهارة الأرض، ص٥٨.
و "الفتاوى الرضوية"، ج٣، ص٧٣٨.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الأول، ج١، ص٢٦.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص٢٩.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج١، ص٣٠.
و "الدر المختار" و"رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب التيمم، ج١، ص٤٧٨.

مسئلہ ۶: ایسی جگہ گزرا کہ وہاں سے پانی قریب ہے مگر پانی کے پاس شیر یا سانپ یا دشمن ہے جس سے جان یا مال یا آبرو کا صحیح اندیشہ ہے یا قافلہ انتظار نہ کرے گا اور نظروں سے غائب ہو جائے گا یا سواری سے اتر نہیں سکتا جیسے ریل یا گھوڑا کہ اس کے روکے نہیں رُکتا یا گھوڑا ایسا ہے کہ اُترنے تو دے گا مگر پھر چڑھنے نہ دے گا یا یہ اتنا کمزور ہے کہ پھر چڑھ نہ سکے گا یا کوئیں میں پانی ہے اور اس کے پاس ڈول رسّی نہیں تو ان سب صورتوں میں تیمّم نہیں ٹوٹا۔[1]

مسئلہ ۷: پانی کے پاس سے سوتا ہوا گزرا تیمّم نہیں ٹوٹا۔[2] ہاں اگر تیمّم وُضو کا تھا اور نیند اس حد کی ہے جس سے وُضو جاتا رہے تو بیشک تیمّم جاتا رہا مگر نہ اس وجہ سے کہ پانی پر گزرا بلکہ سو جانے سے اور اگر اونگھتا ہوا پانی پر گزرا اور پانی کی اطلاع ہو گئی تو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۸: پانی پر گزرا اور اپنا تیمّم یاد نہیں جب بھی تیمّم جاتا رہا۔[3]

مسئلہ ۹: نماز پڑھتے میں گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی دیکھا تو نماز پوری کرے پھر اس سے وُضو کرے پھر تیمّم کرے اور نماز لوٹائے۔

مسئلہ ۱۰: نماز پڑھتا تھا اور دور سے ریتا چمکتا ہوا دکھائی دیا اور اُسے پانی سمجھ کر ایک قدم بھی چلا پھر معلوم ہوا ریتا ہے نماز فاسد ہوگئی مگر تیمّم نہ گیا۔

مسئلہ ۱۱: چند شخص تیمّم کیے ہوئے تھے کسی نے ان کے پاس ایک وُضو کے لائق پانی لا کر کہا جس کا جی چاہے اس سے وُضو کرلے سب کا تیمّم جاتا رہے گا اور اگر وہ سب نماز میں تھے تو نماز بھی سب کی گئی اور اگر یہ کہا کہ تم سب اس سے وُضو کرلو تو کسی کا بھی تیمّم نہ ٹوٹے گا۔[5] یوہیں اگر یہ کہا کہ میں نے تم سب کو اس پانی کا مالک کیا جب بھی تیمّم نہ گیا۔

مسئلہ ۱۲: پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا اب پانی ملا تو ایسا بیمار ہوگیا کہ پانی نقصان کرے گا تو پہلا تیمّم جاتا رہا اب بیماری کی وجہ سے پھر تیمّم کرے یوہیں بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا اب اچھا ہوا تو پانی نہیں ملتا جب بھی نیا تیمّم کرے۔[6]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۰، وغیرہ.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۰.

3 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۰.

6 ...... المرجع السابق، ص۲۹ ۔ ۳۰ .

مسئلہ ۱۳: کسی نے غُسل کیا مگر تھوڑا سا بدن سوکھا رہ گیا یعنی اس پر پانی نہ بہا اور پانی بھی نہیں کہ اسے دھولے اب غُسل کا تیمّم کیا پھر بے وُضو ہوا اور وُضو کا بھی تیمّم کیا پھر اسے اتنا پانی ملا کہ وُضو بھی کرلے اور وہ سوکھی جگہ بھی دھولے تو دونوں تیمّم وُضو اور غُسل کے جاتے رہے اور اگر اتنا پانی ملا کہ نہ اس سے وُضو ہوسکتا ہے نہ وہ جگہ دُھل سکتی ہے تو دونوں تیمّم باقی ہیں اور اس پانی کو اس خشک حصہ کے دھونے میں صرف کرے جتنا دُھل سکے اور اگر اتنا ملا کہ وُضو ہوسکتا ہے اور خشکی کے لیے کافی نہیں تو وُضو کا تیمّم جاتا رہا اس سے وُضو کرے اور اگر صرف خشک حصہ کو دھوسکتا ہے اور وُضو نہیں کرسکتا تو غُسل کا تیمّم جاتا رہا، وُضو کا باقی ہے اس پانی کو اس کے دھونے میں صرف کرے اور اگر ایک کرسکتا ہے چاہے وُضو کرے چاہے اسے دھولے تو غُسل کا تیمّم جاتا رہا اس سے اس جگہ کو دھولے اور وُضو کا تیمّم باقی ہے۔ (1)

مَوزوں پر مسح کا بیان

حدیث ۱: امام احمد و ابوداود نے مُغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مَوزوں پر مسح کیا، میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور بھول گئے فرمایا: ''بلکہ تُو بھولا میرے رب عزوجل نے اسی کا حکم دیا۔'' (2)

حدیث ۲: دارقُطنی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسافر کو تین دن، تین راتیں اور مقیم کو ایک دن رات مَوزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی، جب کہ طہارت کے ساتھ پہنے ہوں۔ (3)

حدیث ۳: ترمذی ونَسائی صَفْوان بن عَسّال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، جب ہم مسافر ہوتے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حکم فرماتے کہ تین دن راتیں ہم موزے نہ اتاریں مگر بوجہ جنابت کے، ولیکن پاخانہ اور پیشاب اور سونے کے بعد نہیں۔ (4)

حدیث ۴: ابوداود نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں اگر دین اپنی رائے سے ہوتا تو موزے کا تَلا، بہ نسبت اوپر کے مسح میں بہتر ہوتا۔ (5)

---

1 ...... ''الفتاوی الهندية''، كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۹.

2 ...... ''سنن أبي داود''، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين الحديث: ۱۵۶، ج۱، ص ۸۶.

3 ...... ''سنن الدار قطني''، كتاب الطهارة، باب الرخصة في المسح على الخفين... إلخ، الحديث: ۷۳۷، ج۱، ص ۲۷۰.

4 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر... إلخ، الحديث: ۹۶، ج۱، ص۱۵۳.

5 ...... ''سنن أبي داود''، كتاب الطهارة، باب كيف المسح، الحديث: ۱۶۲، ج۱، ص ۸۸.

حدیث ۵: ابوداود و ترمذی راوی کہ مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مَوزوں کی پُشت پر مسح فرماتے۔[1]

مَوزوں پر مسح کرنے کے مسائل

جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وُضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح کرے جائز ہے اور بہتر پاؤں دھونا ہے بشرطیکہ مسح جائز سمجھے۔ اور اس کے جواز میں بکثرت حدیثیں آئی ہیں جو قریب قریب تواتر کے ہیں، اسی لیے امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو اس کو جائز نہ جانے اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امام شیخ الاسلام فرماتے ہیں جو اسے جائز نہ مانے گمراہ ہے۔ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہلسنّت و جماعت کی علامت دریافت کی گئی فرمایا:

تَفْضِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَحُبُّ الْخَتَنَيْنِ وَمَسْحُ الْخُفَّيْنِ

یعنی حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق و امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تمام صحابہ سے بزرگ جاننا اور امیر المومنین عثمانِ غنی و امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھنا اور مَوزوں پر مسح کرنا۔[2] اور ان تینوں باتوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ حضرت کوفہ میں تشریف فرما تھے اور وہاں رافضیوں ہی کی کثرت تھی تو وہی علامات ارشاد فرمائیں جو ان کا رد ہیں۔ اس روایت کے یہ معنی نہیں کہ صرف ان تین باتوں کا پایا جانا سُنّی ہونے کے لیے کافی ہے۔ علامت شے میں پائی جاتی ہے، شے لازمِ علامت نہیں ہوتی جیسے حدیثِ صحیح بُخاری شریف میں وہابیہ کی علامت فرمائی:۔ ((سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ)) ان کی علامت سر منڈانا ہے۔[3] اس کے یہ معنی نہیں کہ سر منڈانا ہی وہابی ہونے کے لیے کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں اس کے جواز پر کچھ خدشہ نہیں کہ اس میں چالیس صحابہ سے مجھ کو حدیثیں پہنچیں۔[4]

مسئلہ ۱: جس پر غُسل فرض ہے وہ مَوزوں پر مسح نہیں کرسکتا۔[5]

مسئلہ ۲: عورتیں بھی مسح کرسکتی ہیں[6] مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں:

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين ظاهرهما، الحديث: ٩٨، ج١، ص١٥٥.

2 ...... "غنية المتملي"، فصل في المسح على الخفين، ص١٠٤.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر... إلخ، الحديث: ٧٥٦٢، ج٤، ص٥٩٩.

4 ...... "غنية المتملي"، فصل في المسح على الخفين، ص١٠٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ج١، ص٤٩٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٦.

(۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زِیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔

(۲) پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔

(۳) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔

مسئلہ ۳: ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اُونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ (1)

(۴) وُضو کر کے پہنا ہو یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوُضو ہو خواہ پورا وُضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے بعد میں وُضو پورا کرلیا۔

مسئلہ ۴: اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لیے اور حدث سے پہلے مونھ ہاتھ دھو لیے اور سر کا مسح کرلیا تو بھی مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر پہنے اور بعد پہننے کے وُضو پورا نہ کیا اور حدث ہوگیا تو اب وُضو کرتے وقت مسح جائز نہیں۔

مسئلہ ۵: بے وُضو موزہ پہن کر پانی میں چلا کہ پاؤں دُھل گئے اب اگر حدث سے پیشتر باقی اعضائے وُضو دھو لیے اور سر کا مسح کرلیا تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔ (2)

مسئلہ ۶: وُضو کر کے ایک ہی پاؤں میں موزہ پہنا اور دوسرا نہ پہنا، یہاں تک کہ حدث ہوا تو اس ایک پر بھی مسح جائز نہیں دونوں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ ۷: تیمّم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔ (3)

مسئلہ ۸: معذور کو صرف اس ایک وقت کے اندر مسح جائز ہے جس وقت میں پہنا ہو۔ ہاں اگر پہننے کے بعد اور حدث

1...... "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٤٥.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.

سے پہلے عذر جاتا رہا تو اس کے لیے وہ مدت ہے جو تندرست کے لیے ہے۔

(۵) نہ حالت جنابت میں پہنا نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو۔

مسئلہ۹: جنب نے جنابت کا تیمّم کیا اور وُضو کر کے موزہ پہنا تو مسح کر سکتا ہے مگر جب جنابت کا تیمّم جاتا رہا تو اب مسح جائز نہیں۔[1]

مسئلہ۱۰: جنب نے غُسل کیا مگر تھوڑا سا بدن خشک رہ گیا اور موزے پہن لیے اور قبل حدث کے اس جگہ کو دھوڈالا تو مسح جائز ہے اور اگر وہ جگہ اعضائے وُضو میں دھونے سے رہ گئی تھی اور قبل دھونے کے حدث ہوا تو مسح جائز نہیں۔[2]

(۶) مدّت کے اندر ہو اور اس کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین راتیں۔[3]

مسئلہ۱۱: موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث ہوا اس وقت سے اس کا شمار ہے مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔[4]

مسئلہ۱۲: مقیم کو ایک دن رات پورا نہ ہوا تھا کہ سفر کیا تو اب ابتدائے حدث سے تین دن، تین راتوں تک مسح کر سکتا ہے اور مسافر نے اقامت کی نیت کر لی تو اگر ایک دن رات پورا کر چکا ہے مسح جاتا رہا اور پاؤں دھونا فرض ہو گیا۔ اور نماز میں تھا تو نماز جاتی رہی اور اگر چوبیس گھنٹے پورے نہ ہوئے تو جتنا باقی ہے پورا کر لے۔

(۷) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین اُنگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اور اگر تین انگل پھٹا ہو اور بدن تین اُنگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین اُنگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین اُنگل یا زِیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے کہ ہر ایک میں تین انگل سے کم ہے تو جائز ورنہ نہیں۔[5]

مسئلہ۱۳: موزہ پھٹ گیا یا سِیون کھل گئی اور ویسے پہنے رہنے کی حالت میں تین انگل پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلنے میں تین انگل دکھائی دے تو اس پر مسح جائز نہیں۔[6]

مسئلہ۱۴: ایسی جگہ پھٹا یا سیون کھلی کہ انگلیاں خود دکھائی دیں، تو چھوٹی بڑی کا اعتبار نہیں بلکہ تین انگلیاں ظاہر ہوں۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵: ایک موزہ چند جگہ کم سے کم اتنا پھٹ گیا ہو کہ اس میں سوتالی جاسکے اور ان سب کا مجموعہ تین انگل سے کم ہے تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔[1]

مسئلہ ۱۶: ٹخنے سے اوپر کتنا ہی پھٹا ہو اس کا اعتبار نہیں۔[2]

مسح کا طریقہ: یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی تین انگلیاں، دہنے پاؤں کی پُشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پُشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم سے کم بقدر تین انگل کے کھینچ لی جائے اور سنّت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے۔[3]

مسئلہ ۱۷: انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے، ہاتھ دھونے کے بعد جو تری باقی رہ گئی اس سے مسح جائز ہے اور سر کا مسح کیا اور ہنوز ہاتھ میں تری موجود ہے تو یہ کافی نہیں بلکہ پھر نئے پانی سے ہاتھ تر کرلے کچھ حصہ ہتھیلی کا بھی شامل ہو تو حَرَج نہیں۔[4]

مسئلہ ۱۸: مسح میں فرض دو ہیں:

(۱) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔

(۲) موزے کی پیٹھ پر ہونا[5]۔

مسئلہ ۱۹: ایک پاؤں کا مسح بقدر دو انگل کے کیا اور دوسرے کا چار انگل تو مسح نہ ہوا۔

مسئلہ ۲۰: موزے کے تلے یا کروٹوں یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح نہ ہوا۔

مسئلہ ۲۱: پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا اور پنڈلی تک کھینچنا اور مسح کرتے وقت انگلیاں کھلی رکھنا سنّت ہے۔[6]

مسئلہ ۲۲: انگلیوں کی پُشت سے مسح کیا یا پنڈلی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کھینچا، یا موزے کی چوڑائی کا مسح کیا یا انگلیاں ملی ہوئی رکھیں یا ہتھیلی سے مسح کیا تو ان سب صورتوں میں مسح ہوگیا مگر سنّت کے خلاف ہوا۔[7]

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٤.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٤.

3...... المرجع السابق، ص٣٣.

4...... "غنية المتملي"، فصل في مسح على الخفين، ص١١٠.

5...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ص٣١.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، ج١، ص٣٢.

7...... "غنية المتملي"، فصل في مسح على الخفين، ص١٠٩.

مسئلہ ۲۳: اگر ایک ہی انگلی سے تین بار نئے پانی سے ہر مرتبہ تر کر کے تین جگہ مسح کیا جب بھی ہو گیا مگر سنّت ادا نہ ہوئی اور اگر ایک ہی جگہ مسح ہر بار کیا یا ہر بار تر نہ کیا تو مسح نہ ہوا۔ [1]

مسئلہ ۲۴: انگلیوں کی نوک سے مسح کیا تو اگر ان میں اتنا پانی تھا کہ تین انگل تک برابر ٹپکتا رہا تو مسح ہوا ورنہ نہیں۔ [2]

مسئلہ ۲۵: موزے کی نوک کے پاس کچھ جگہ خالی ہے کہ وہاں پاؤں کا کوئی حصہ نہیں، اس خالی جگہ کا مسح کیا تو مسح نہ ہوا اور اگر بہ تکلف وہاں تک انگلیاں پہنچا دیں اور اب مسح کیا تو ہو گیا مگر جب وہاں سے پاؤں ہٹے گا فوراً مسح جاتا رہے گا۔ [3]

مسئلہ ۲۶: مسح میں نہ نیّت ضروری ہے نہ تین بار کرنا سنّت ایک بار کر لینا کافی ہے۔ [4]

مسئلہ ۲۷: موزے پر پائتابہ پہنا اور اس پائتابہ پر مسح کیا تو اگر موزے تک تری پہنچ گئی مسح ہو گیا ورنہ نہیں۔ [5]

مسئلہ ۲۸: موزے پہن کر شبنم میں چلا، یا اس پر پانی گر گیا یا مینھ کی بوندیں پڑیں اور جس جگہ مسح کیا جاتا ہے بقدر تین انگل کے تر ہو گیا تو مسح ہو گیا ہاتھ پھیرنے کی بھی حاجت نہیں۔ [6]

مسئلہ ۲۹: انگریزی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے اگر ٹخنے اس سے چھپے ہوں، عمامہ اور برقع اور نقاب اور دستانوں پر مسح جائز نہیں۔ [7]

مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ھے

مسئلہ ۱: جن چیزوں سے وُضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ [8]

مسئلہ ۲: مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے پھر سے پورا وُضو کرنے کی حاجت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وُضو کر لے۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٢.

2 ...... المرجع السابق، ص٣٣.

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في مسح على الخفين، ص١١٨.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٦، وغيره.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٢.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الأول، ج١، ص٣٣.

7 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج٤، ص٣٤٧ ـ ٣٤٨.

8 ...... "الهداية"، كتاب الطهارات، باب المسح على الخفين، ج١، ص٣١.

مسئلہ ۳: مسح کی مدت پوری ہوگئی اور قوی اندیشہ ہے کہ موزے اتارنے میں سردی کے سبب پاؤں جاتے رہیں گے تو نہ اتارے اور ٹخنوں تک پورے موزے کا (نیچے اوپر اغل بغل اور ایڑیوں پر) مسح کرے کہ کچھ رہ نہ جائے۔[1]

مسئلہ ۴: موزے اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔ یوہیں اگر ایک پاؤں آدھے سے زِیادہ موزے سے باہر ہو جائے تو جاتا رہا، موزہ اتارنے یا پاؤں کا اکثر حصہ باہر ہونے میں پاؤں کا وہ حصہ معتبر ہے جو گٹوں سے پنجوں تک ہے پنڈلی کا اعتبار نہیں ان دونوں صورتوں میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔[2]

مسئلہ ۵: موزہ ڈھیلا ہے کہ چلنے میں موزے سے ایڑی نکل جاتی ہے تو مسح نہ گیا۔[3] ہاں اگر اتارنے کی نیت سے باہر کی تو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۶: موزے پہن کر پانی میں چلا کہ ایک پاؤں کا آدھے سے زِیادہ حصہ دُھل گیا یا اور کسی طرح سے موزے میں پانی چلا گیا اور آدھے سے زِیادہ پاؤں دھل گیا تو مسح جاتا رہا۔[4]

مسئلہ ۷: پائتابوں پر اس طرح مسح کیا کہ مسح کی تری مَوزوں تک پہنچی تو پائتابوں کے اتارنے سے مسح نہ جائے گا۔

مسئلہ ۸: اعضائے وُضو اگر پھٹ گئے ہوں یا ان میں پھوڑا، یا اور کوئی بیماری ہو اور ان پر پانی بہانا ضرر کرتا ہو، یا تکلیف شدید ہوتی ہو تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور جو یہ بھی مُضِر ہو تو معاف ہے اور اگر اس میں کوئی دوا بھرلی ہو تو اس کا نکالنا ضرور نہیں اس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔[5]

مسئلہ ۹: کسی پھوڑے، یا زخم، یا فصد کی جگہ پر پٹی باندھی ہو کہ اس کو کھول کر پانی بہانے سے، یا اس جگہ مسح کرنے سے، یا کھولنے سے ضرر ہو، یا کھولنے والا باندھنے والا نہ ہو، تو اس پٹی پر مسح کرلے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہ ہو تو دھونا ضروری ہے، یا خود عُضْو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں اور زخم کے گرداگرد، اگر پانی بہانا ضرر نہ کرتا ہو تو دھونا ضروری ہے ورنہ اس پر مسح کرلیں اور اگر اس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرلیں اور پوری پٹی پر مسح کرلیں تو بہتر ہے اور

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٤،وغيره.
و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب مسح على الخفين، مطلب نواقض المسح، ج ١، ص ٥٠٨، ٥١٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٤.

4 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب: نواقض المسح، ج١، ص٥١٢.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج١، ص٣٥،
و "شرح الوقاية"، كتاب الطهارة، بيان جواز المسح على الجبيرة، ج١، ص١١٧.

اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے تکرار کی حاجت نہیں اور اگر پٹی پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو خالی چھوڑ دیں، جب اتنا آرام ہوجائے کہ پٹی پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کرلیں، پھر جب اتنا آرام ہوجائے کہ پٹی پر سے پانی بہانے میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں، پھر جب اتنا آرام ہوجائے کہ خاص عُضْوْ پر مسح کرسکتا ہو تو فوراً مسح کرلے، پھر جب اتنی صحت ہوجائے کہ عُضْوْ پر پانی بہا سکتا ہو تو بہائے غرض اعلیٰ پر جب قدرت حاصل ہو اور جتنی حاصل ہوتی جائے ادنیٰ پر اکتفا جائز نہیں۔ (1)

مسئلہ۱۰: ہڈّی کے ٹوٹ جانے سے تختی باندھی گئی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (2)

مسئلہ۱۱: تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی حاجت ہو تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا وہی پہلا مسح کافی ہے اور جو پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا اب اس جگہ کو دھوسکیں تو دھولیں ورنہ مسح کرلیں۔ (3)

حَیض کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ (4)

اے محبوب! تم سے حَیض کے بارے میں لوگ سوال کرتے ہیں تم فرمادو وہ گندی چیز ہے تو حَیض میں عورتوں سے بچو اور ان سے قربت نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں تو جب پاک ہوجائیں ان کے پاس اس جگہ سے آؤ جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔

حدیث۱: صحیح مسلم میں اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی فرماتے ہیں کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حَیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے آیۂ ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ﴾ نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جماع کے سوا ہر شے کرو۔'' اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ (نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں، اس پر اُسَید بن حُضَیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت

(1)...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الخامس في المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج۱، ص۳۵.

(2)...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، باب المسح على الخفين، فصل في الجبيرة ونحوها، ص۳۲.

(3)...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في لفظ كل إذا دخلت... إلخ، ج۱، ص۵۱۹، وغيرهما.

(4)...... پ۲، البقرة: ۲۲۲.

ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا وہ دونوں چلے گئے اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا حضور نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔[1]

حدیث ۲: صحیح بُخاری میں ہے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم حج کے لیے نکلے جب سرف[2] میں پہنچے مجھے حَیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائض ہوئی؟'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم پر لکھ دیا ہے تو سوا خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے۔'' اور فرماتی ہیں حضور نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔[3]

حدیث ۳: صحیح بُخاری میں ہے عروہ سے سوال کیا گیا حَیض والی عورت میری خدمت کر سکتی ہے؟ اور جنب عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے؟ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہیں اور یہ سب میری خدمت کر سکتی ہیں اور کسی پر اس میں کوئی حَرَج نہیں، مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ وہ حَیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنگھا کرتیں اور حضور معتکف تھے اپنے سر مبارک کو ان سے قریب کر دیتے اور یہ اپنے حجرے ہی میں ہوتیں۔[4]

حدیث ۴: صحیح مسلِم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے فرماتی ہیں کہ زمانۂ حَیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور کو دے دیتی تو جس جگہ میرا مونھ لگا تھا حضور وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے اور حالتِ حَیض میں، میں ہڈّی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور کو دے دیتی تو حضور اپنا دہن شریف اس جگہ رکھتے جہاں میرا مونھ لگا تھا۔[5]

حدیث ۵: صحیحین میں اُنھیں سے ہے کہ میں حائض ہوتی اور حضور میری گود میں تکیہ لگا کر قرآن پڑھتے۔[6]

حدیث ۶: صحیح مسلِم میں اُنھیں سے مروی، فرماتی ہیں: حضور نے مجھ سے فرمایا کہ: ''ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلیٰ اٹھا دینا۔'' عرض کی میں حائض ہوں۔ فرمایا: کہ ''تیرا حَیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔''[7]

---

1 ...... صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۳۰۲، ص ۱۷۱.

2 ...... مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔۱۲ منہ

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، الحديث: ۲۹٤، ج۱، ص ۱۲۰.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، الحديث: ۲۹٦، ج۱، ص۱۲۱.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۳۰۰، ص۱۷۱.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، الحديث:۲۹۷، ج۱، ص۱۲۱.

7 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ، الحديث: ۲۹۸، ص ۱۷۰.

حدیث ۷: صحیحین میں ام المومنین مَیمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حضور پر اور میں حائض تھی۔ (1)

حدیث ۸: ترمذی و ابنِ ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حَیض والی سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے، یا کاہن کے پاس جائے، اس نے کُفران کیا اس چیز کا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اُتاری گئی۔'' (2)

حدیث ۹: رزین کی روایت ہے کہ مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میری عورت جب حَیض میں ہو تو میرے لیے کیا چیز اس سے حلال ہے؟ فرمایا: ''تہبند (ناف) سے اوپر اور اس سے بھی بچنا بہتر ہے۔'' (3)

حدیث ۱۰: اَصحابِ سُننِ اَربَعہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بی بی سے حَیض میں جماع کرے تو نصف دینار صدقہ کرے۔'' (4) ترمذی کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے کہ فرمایا: ''جب سُرخ خون ہو تو ایک دینار اور جب زرد ہو تو نصف دینار۔'' (5)

حَیض کی حکمت:

عورت بالغہ کے بدن میں فطرۃً ضرورت سے کچھ زِیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانہ میں وہی خون دودھ ہو جائے اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اس کی جان پر بن جائے، یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حمل ہو نہ دودھ پلانا وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قِسم قِسم کی بیماریاں ہو جائیں۔

حَیض کے مسائل

مسئلہ ۱: بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو، اُسے حَیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو اِستحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نِفاس کہتے ہیں۔ (6)

1...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب النهي عن الصلاة في الثوب الواحد... إلخ، الحديث: ٣٢٩٠، ج٢، ص٣٣٨.
2...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية إتيان الحائض، الحديث: ١٣٥، ج١، ص ١٨٥.
3...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الطهارة، باب الحيض، الفصل الثاني، الحديث: ٥٥٢، ج ١، ص ١٨٥.
4...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في اتيان الحائض، الحديث: ٢٦٦، ج١، ص ١٢٤.
5...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الكفارة في ذلك، الحديث: ١٣٧، ج١، ص ١٨٧.
6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الأول في الحيض، ج١، ص٣٦،٣٧،وغيره.

مسئلہ۲: حَیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے، ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حَیض نہیں اور زِیادہ سے زِیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔[1]

مسئلہ۳: ۷۲ گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے تو حَیض نہیں بلکہ اِستحاضہ ہے ہاں اگر کرن چمکی تھی کہ شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکنے ہی کے وقت ختم ہوا تو حَیض ہے اگرچہ دن بڑھنے کے زمانہ میں طلوع روز بروز پہلے اور غروب بعد کو ہوتا رہے گا اور دن چھوٹے ہونے کے زمانہ میں آفتاب کا نکلنا بعد کو اور ڈوبنا پہلے ہوتا رہے گا جس کی وجہ سے ان تین دن رات کی مقدار ۷۲ گھنٹے ہونا ضرور نہیں مگر عین طلوع سے طلوع اور غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے ان کے ماسوا اگر اَور کسی وقت شروع ہوا تو وہی ۲۴ گھنٹے پورے کا ایک دن رات لیا جائے گا، مثلاً آج صبح کو ٹھیک نو بجے شروع ہوا اور اس وقت پورا پہر دن چڑھا تھا تو کل ٹھیک نو بجے ایک دن رات ہوگا اگرچہ ابھی پورا پہر بھر دن نہ آیا، جب کہ آج کا طلوع کل کے طلوع سے بعد ہو، یا پہر بھر سے زِیادہ دن آ گیا ہو جب کہ آج کا طلوع کل کے طلوع سے پہلے ہو۔

مسئلہ۴: دس رات دن سے کچھ بھی زِیادہ خون آیا تو اگر یہ حَیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حَیض ہے بعد کا اِستحاضہ اور اگر پہلے اُسے حَیض آ چکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زِیادہ ہو اِستحاضہ ہے۔ اسے یوں سمجھو کہ اس کو پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حَیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حَیض کے باقی سات دن اِستحاضہ کے اور ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حَیض کے ہیں باقی اِستحاضہ۔[2]

مسئلہ۵: یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جب ہی حَیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے جب بھی حَیض ہے۔[3]

مسئلہ۶: کم سے کم نو برس کی عمر سے حَیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حَیض آنے کی پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئسہ اور اس عمر کو سن اِیاس کہتے ہیں۔[4]

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳٦.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲۳.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الأول في الحيض، ج۱، ص۳۷.

3...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲۳.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳٦.

مسئلہ ۷: نو برس کی عمر سے پیشتر جو خون آئے اِستحاضہ ہے۔ یوہیں پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے۔[1] ہاں پچھلی صورت میں اگر خالص خون آئے یا جیسا پہلے آتا تھا اسی رنگ کا آیا تو حَیض ہے۔

مسئلہ ۸: حمل والی کو جو خون آیا اِستحاضہ ہے۔ یوہیں بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی آدھے سے زِیادہ بچہ باہر نہیں نکلا وہ اِستحاضہ ہے۔[2]

مسئلہ ۹: دو حَیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضرور ہے۔ یوہیں نِفاس و حَیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نِفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ اِستحاضہ ہے۔[3]

مسئلہ ۱۰: حَیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرجِ خارِج میں آ گیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے فرجِ خارِج میں نہیں آیا داخل ہی میں رُکا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حَیض والی نہ ہوگی۔ نمازیں پڑھے گی، روزہ رکھے گی۔[4]

مسئلہ ۱۱: حَیض کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔[5] سفید رنگ کی رطوبت حَیض نہیں۔

مسئلہ ۱۲: دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حَیض ہے اور دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لیے جو دن عادت کے ہیں حَیض ہے اور عادت سے بعد والے اِستحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حَیض باقی اِستحاضہ۔[6]

مسئلہ ۱۳: گدّی جب تر تھی تو اس میں زردی یا میلا پن تھا بعد سُوکھ جانے کے سفید ہوگئی تو مدت حَیض میں حَیض ہی ہے اور اگر جب دیکھا تھا سفید تھی سُوکھ کر زرد ہوگئی تو یہ حَیض نہیں۔[7]

مسئلہ ۱۴: جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا برسوں برابر جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لیے

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج١، ص٣٦.

2...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٥٢٤.

3...... المرجع السابق.

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج١، ص٣٦.

5...... المرجع السابق.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول، ج١، ص٣٧، وغيره.

7...... المرجع السابق، ص٣٦.

بھی نہ رُکا، تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا اس روز سے دس دن تک حَیض اور بیس دن اِستحاضہ کے سمجھے اور جب تک خون جاری رہے یہی قاعدہ برتے۔[1]

مسئلہ ۱۵: اور اگر اس سے پیشتر حَیض آچکا ہے تو اس سے پہلے جتنے دن حَیض کے تھے ہر تیس دن میں اتنے دن حَیض کے سمجھے باقی جو دن بچیں اِستحاضہ۔

مسئلہ ۱۶: جس عورت کو عمر بھر خون آیا ہی نہیں یا آیا مگر تین دن سے کم آیا، تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور اگر ایک بار تین دن رات خون آیا، پھر کبھی نہ آیا تو وہ فقط تین دن رات حَیض کے ہیں باقی ہمیشہ کے لیے پاک۔[2]

مسئلہ ۱۷: جس عورت کو دس دن خون آیا اس کے بعد سال بھر تک پاک رہی پھر برابر خون جاری رہا تو وہ اس زمانہ میں نماز، روزے کے لیے ہر مہینہ میں دس دن حَیض کے سمجھے بیس دن اِستحاضہ۔[3]

مسئلہ ۱۸: کسی عورت کو ایک بار حَیض آیا، اس کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک پاک رہی، پھر خون برابر جاری رہا اور یہ یاد نہیں کہ پہلے کتنے دن حَیض کے تھے اور کتنے طہر کے مگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی مرتبہ حَیض آیا تھا، تو اس مرتبہ جب سے خون شروع ہوا تین دن تک نماز چھوڑ دے، پھر سات دن تک ہر نماز کے وقت میں غُسل کرے اور نماز پڑھے اور ان دسوں دن میں شوہر کے پاس نہ جائے، پھر بیس دن تک ہر نماز کے وقت تازہ وُضو کر کے نماز پڑھے اور دوسرے مہینہ میں اُنیس دن وُضو کر کے نماز پڑھے اور ان بیس یا ان اُنیس دن میں شوہر اس کے پاس جاسکتا ہے اور جو یہ بھی یاد نہ ہو کہ مہینے میں ایک بار آیا تھا یا دو بار، تو شروع کے تین دن میں نماز نہ پڑھے، پھر سات دن تک ہر وقت میں غُسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن تک ہر وقت میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور صرف ان آٹھ دنوں میں شوہر اس کے پاس جاسکتا ہے اور ان آٹھ دن کے بعد بھی تین دن تک ہر وقت میں وضو کر کے نماز پڑھے، پھر سات دن تک غُسل کر کے اور اس کے بعد آٹھ دن تک وُضو کر کے نماز پڑھے اور یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔

اور اگر طہارت کے دن یاد ہیں، مثلاً پندرہ دن تھے اور باقی کوئی بات یاد نہیں تو شروع کے تین دن تک نماز نہ پڑھے،

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مبحث في مسائل المتحيرة، ج۱، ص۵۲۵.

2 ...... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲٤.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱، ص۵۲۵.

پھر سات دن تک ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن وُضو کر کے نماز پڑھے، اس کے بعد پھر تین دن اَور وُضو کر کے نماز پڑھے، پھر چودہ دن تک ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے، پھر ایک دن وُضو ہر وقت میں کرے اور نماز پڑھے، پھر ہمیشہ کے لیے جب تک خون آتا رہے ہر وقت غُسل کرے۔

اور اگر حَیض کے دن یاد ہیں مثلاً تین دن تھے اور طہارت کے دن یاد نہ ہوں تو شروع سے تین دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر اٹھارہ دن تک ہر وقت وُضو کر کے نماز پڑھے جن میں پندرہ پہلے تو یقینی طُہر ہیں اور تین دن پچھلے مشکوک، پھر ہمیشہ ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے اور اگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی بار حَیض آیا تھا اور یہ کہ وہ تین دن تھا مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا تاریخیں تھیں، تو ہر ماہ کے ابتدائی تین دنوں میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور ستائیس دن تک ہر وقت غُسل کرے۔ یوہیں چار دن یا پانچ دن حَیض کے ہونا یاد ہوں تو ان چار پانچ دنوں میں وُضو کرے باقی دنوں میں غُسل۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ آخر مہینے میں حَیض آتا تھا اور تاریخیں بھول گئی تو ستائیس دن وُضو کر کے نماز پڑھے اور تین دن نہ پڑھے، پھر مہینہ ختم ہونے پر ایک بار غُسل کر لے۔

اور اگر یہ معلوم ہے کہ اکیس سے شروع ہوتا تھا اور یہ یاد نہیں کہ کتنے دن تک آتا تھا، تو بیس کے بعد تین دن تک نماز چھوڑ دے، اس کے بعد سات دن جو رہ گئے ان میں ہر وقت غُسل کر کے نماز پڑھے۔

اور اگر یہ یاد ہے کہ فلاں پانچ تاریخوں میں تین[3] دن آیا تھا مگر یہ یاد نہیں کہ ان پانچ[5] میں وہ کون کون دن ہیں، تو دو پہلے دنوں میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور ایک دن بیچ کا چھوڑ دے اور اس کے بعد کے دو[2] دنوں میں ہر وقت غُسل کر کے پڑھے اور چار[4] دن میں تین[3] دن ہیں تو پہلے دن وُضو کر کے پڑھے اور چو[4]تھے دن ہر وقت میں غُسل کرے اور بیچ کے دو دنوں میں نہ پڑھے اور اگر چھ[6] دنوں میں تین دن ہوں تو پہلے تین[3] دنوں میں وُضو کر کے پڑھے، پچھلے تین دنوں میں ہر وقت میں غُسل کر کے اور اگر سات[7] یا آٹھ[8] یا نو[9] یا دس[10] دن میں تین دن ہوں تو پہلے تین دنوں میں وضو اور باقی دنوں میں ہر وقت غُسل کرے۔

خلاصہ یہ کہ جن دنوں میں حَیض کا یقین ہو اور ٹھیک طرح سے یہ یاد نہ ہو کہ ان میں وہ کون سے دن ہیں تو یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ دن حَیض کے دنوں سے دُونے ہیں یا دُونے سے کم یا دُونے سے زِیادہ، اگر دُونے سے کم ہیں تو ان میں جو دن یقینی حَیض ہونے کے ہوں ان میں نماز نہ پڑھے اور جن کے حَیض ہونے نہ ہونے دونوں کا احتمال ہو وہ اگر اول کے ہوں تو ان میں وُضو کر کے نماز پڑھے اور آخر کے ہوں تو ہر وقت میں غُسل کر کے نماز پڑھے اور اگر دُونے یا دُونے سے زِیادہ ہوں تو حَیض کے دنوں کے برابر شروع کے دنوں میں وُضو کر کے نماز پڑھے، پھر ہر وقت میں غُسل کرے اور اگر یاد نہ ہو کہ کتنے دن حَیض کے تھے اور کتنے طہارت کے، نہ یہ کہ مہینے کے شروع کے دس دنوں میں تھا یا بیچ کے دس یا آخر کے دس دنوں میں، تو جی میں سوچے جو پہلو

جسے اس پر پابندی کرے اور اگر کسی بات پر طبیعت نہیں جمتی، تو ہر نماز کے لیے غُسل کرے اور فرض و واجب و سنّت موکدہ پڑھے، مستحب اور نَفْل نہ پڑھے اور فرض روزے رکھے نَفْل روزے نہ رکھے اور ان کے علاوہ اور جتنی باتیں حَیض والی کو جائز نہیں اس کو بھی ناجائز ہیں، جیسے قرآن پڑھنا یا چھونا، مسجد میں جانا، سجدۂ تلاوت وغیرہا۔

مسئلہ ۱۹: جس عورت کو نہ پہلے حَیض کے دن یاد، نہ یہ یاد کہ کن تاریخوں میں آیا تھا، اب تین دن یا زِیادہ خون آ کر بند ہوگیا، پھر طہارت کے پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون جاری ہوا اور ہمیشہ کو جاری ہوگیا تو اس کا وہی حکم ہے جیسے کسی کو پہلی پہل خون آیا اور ہمیشہ کو جاری ہوگیا کہ دس دن حَیض کے شمار کرے پھر بیس دن طہارت کے۔

مسئلہ ۲۰: جس کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی مثلاً چھ دن حَیض کے ہوں اور کبھی سات، اب جو خون آیا تو بند ہوتا ہی نہیں، تو اس کے لیے نماز، روزے کے حق میں کم مدت یعنی چھ دن حَیض کے قرار دیے جائیں گے اور ساتویں روز نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اس کی قضا کرے اور عدت گزرنے یا شوہر کے پاس رہنے کے بارے میں زِیادہ مدت یعنی سات دن حَیض کے مانے جائیں گے یعنی ساتویں دن اس سے قربت جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۱: کسی کو ایک دو دن خون آ کر بند ہوگیا اور دس دن پورے نہ ہوئے کہ پھر خون آیا دسویں دن بند ہوگیا تو یہ دسوں دن حَیض کے ہیں اور اگر دس دن کے بعد بھی جاری رہا تو اگر عادت پہلے کی معلوم ہے تو عادت کے دنوں میں حَیض ہے باقی اِستحاضہ ورنہ دس دن حَیض کے باقی اِستحاضہ۔[1]

مسئلہ ۲۲: کسی کی عادت تھی کہ فلاں تاریخ میں حَیض ہو، اب اس سے ایک دن پیشتر خون آ کر بند ہوگیا، پھر دس۱۰ دن تک نہیں آیا اور گیارھویں۱۱ دن پھر آگیا تو خون نہ آنے کے جو یہ دس۱۰ دن ہیں، ان میں سے اپنی عادت کے دنوں کے برابر حَیض قرار دے اور اگر تاریخ تو مقرر تھی مگر حَیض کے دن مُعیّن نہ تھے تو یہ دسوں۱۰ دن خون نہ آنے کے حَیض ہیں۔

مسئلہ ۲۳: جس عورت کو تین۳ دن سے کم خون آ کر بند ہوگیا اور پندرہ۱۵ دن پورے نہ ہوئے کہ پھر آگیا، تو پہلی مرتبہ جب سے خون آنا شروع ہوا ہے حَیض ہے، اب اگر اس کی کوئی عادت ہے تو عادت کے برابر حَیض کے دن شمار کرلے۔ ورنہ شروع سے دس۱۰ دن تک حَیض اور پچھلی مرتبہ کا خون اِستحاضہ۔

مسئلہ ۲۴: کسی کو پورے تین دن رات خون آ کر بند ہوگیا اور اس کی عادت اس سے زِیادہ کی تھی پھر تین دن رات

---

[1]...... ''الفتاوی الھندیۃ''، کتاب الطھارۃ، الباب السادس في الدماء المختصۃ بالنساء، الفصل الأول، ج۱، ص۳۷.

کے بعد سفید رطوبت عادت کے دنوں تک آتی رہی تو اس کے لیے صرف وہی تین دن رات حَیض کے ہیں اور عادت بدل گئی۔

مسئلہ ۲۵: تین۳ دن رات سے کم خون آیا، پھر پندرہ دن تک پاک رہی، پھر تین دن رات سے کم آیا تو نہ پہلی مرتبہ کا حَیض ہے نہ یہ بلکہ دونوں اِستحاضہ ہیں۔

نِفاس کا بیان

نِفاس کس کو کہتے ہیں یہ ہم پہلے بیان کر آئے، اب اس کے متعلق مسائل بیان کرتے ہیں:

مسئلہ ۱: نِفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں، نصف سے زِیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نِفاس ہے اور زِیادہ سے زِیادہ اس کا زمانہ چالیس۴۰ دن رات ہے اور نِفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا کہ آدھے سے زِیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زِیادہ باہر آجانا ہے۔ (1)

مسئلہ ۲: کسی کو چالیس۴۰ دن سے زِیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا، تو چالیس۴۰ دن رات نِفاس ہے باقی اِستحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نِفاس ہے اور جتنا زِیادہ ہے وہ اِستحاضہ، جیسے عادت تیس۳۰ دن کی تھی اس بار پینتالیس۴۵ دن آیا تو تیس۳۰ دن نِفاس کے ہیں اور پندرہ۱۵ اِستحاضہ کے۔ (2)

مسئلہ ۳: بچہ پیدا ہونے سے پیشتر جو خون آیا نِفاس نہیں بلکہ اِستحاضہ ہے اگرچہ آدھا باہر آ گیا ہو۔ (3)

مسئلہ ۴: حمل ساقط ہو گیا اور اس کا کوئی عُضْو بن چکا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلیاں تو یہ خون نِفاس ہے۔ (4) ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حَیض ہے اور جو تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو اِستحاضہ ہے۔

مسئلہ ۵: پیٹ سے بچہ کاٹ کر نکالا گیا، تو اس کے آدھے سے زِیادہ نکالنے کے بعد نِفاس ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا کچھ بعد کو، تو پہلے والا اِستحاضہ ہے بعد والا نفاس، یہ اس صورت میں

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج١، ص٣٧.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى التاتارخانية"، كتاب الطهارة، نوع آخر في النفاس، ج١، ص٣٩٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج١، ص٣٧.

5 ...... المرجع السابق.

ہے جب کوئی عُضْوْ بن چکا ہو، ورنہ پہلے والا اگر حَیض ہوسکتا ہے تو حَیض ہے نہیں تو اِستحاضہ۔[1]

مسئلہ ۷: حمل ساقط ہوا اور یہ معلوم نہیں کہ کوئی عُضْوْ بنا تھا یا نہیں، نہ یہ یاد کہ حمل کتنے دن کا تھا (کہ اسی سے عُضْوْ کا بننا نہ بننا معلوم ہو جاتا یعنی ایک سوبیس ۱۲۰ دن ہو گئے ہیں تو عُضْوْ بن جانا قرار دیا جائے گا) اور بعد اسقاط کے خون ہمیشہ کو جاری ہوگیا تو اسے حَیض کے حکم میں سمجھے، کہ حَیض کی جو عادت تھی اس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کردے اور عادت نہ تھی تو دس دن کے بعد اور باقی وہی اَحکام ہیں جو حَیض کے بیان میں مذکور ہوئے۔[2]

مسئلہ ۸: جس عورت کے دو۲ بچے جوڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کے درمیان چھ۶ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نِفاس سمجھا جائے گا، پھر اگر دوسرا چالیس۴۰ دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے سے چالیس۴۰ دن تک نِفاس ہے، پھر اِستحاضہ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا اِستحاضہ ہے نِفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔[3]

مسئلہ ۹: جس عورت کے تین بچے پیدا ہوئے کہ پہلے اور دوسرے میں چھ مہینے سے کم فاصلہ ہے۔ یوہیں دوسرے اور تیسرے میں اگرچہ پہلے اور تیسرے۳ میں چھ مہینے کا فاصلہ ہو جب بھی نِفاس پہلے ہی سے ہے[4]، پھر اگر چالیس۴۰ دن کے اندر یہ دونوں بھی پیدا ہوگئے تو پہلے کے بعد سے بڑھ سے بڑھ چالیس۴۰ دن تک نِفاس ہے اور اگر چالیس۴۰ دن کے بعد ہیں تو ان کے بعد جو خون آئے گا اِستحاضہ ہے مگر ان کے بعد بھی غُسل کا حکم ہے۔

مسئلہ ۱۰: اگر دونوں میں چھ مہینے یا زِیادہ کا فاصلہ ہے تو دوسرے کے بعد بھی نِفاس ہے۔[5]

مسئلہ ۱۱: چالیس دن کے اندر کبھی خون آیا کبھی نہیں تو سب نِفاس ہی ہے اگرچہ پندرہ۱۵ دن کا فاصلہ ہو جائے۔[6]

مسئلہ ۱۲: اس کے رنگ کے متعلق وہی اَحکام ہیں جو حَیض میں بیان ہوئے۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۳۷.

2 ...... "الفتاوی التاتارخانية"، كتاب الطهارة، نوع آخر في النفاس، ج ۱، ص ۳۹٤.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۳۷.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۳۷.

حَیض و نِفاس کے متعلق احکام

مسئلہ ۱: حَیض و نِفاس والی عورت کو قرآنِ مجید پڑھنا دیکھ کر، یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔[1]

مسئلہ ۲: کاغذ کے پرچے پر کوئی سورہ یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔[2]

مسئلہ ۳: جز دان میں قرآنِ مجید ہو تو اُس جز دان کے چھونے میں حَرَج نہیں۔[3]

مسئلہ ۴: اس حالت میں کُرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے قرآنِ مجید چُھونا حرام ہے غرض اس حالت میں قرآنِ مجید و کتبِ دینیہ پڑھنے اور چھونے کے متعلق وہی سب اَحکام ہیں جو اس شخص کے بارے میں ہیں جس پر نہانا فرض ہے جن کا بیان غُسل کے باب میں گزرا۔

مسئلہ ۵: معلّمہ کو حَیض یا نِفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے اور ہجے کرانے میں کوئی حَرَج نہیں۔[4]

مسئلہ ۶: دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ ہے۔[5] **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ** سے **بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ** تک دعائے قنوت ہے۔

مسئلہ ۷: قرآنِ مجید کے علاوہ اَور تمام اذکار کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور ان چیزوں کو وُضو یا کُلّی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حَرَج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حَرَج نہیں۔

مسئلہ ۸: ایسی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۹: ایسی عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔[7]

مسئلہ ۱۰: اگر چور یا درندے سے ڈر کر مسجد میں چلی گئی تو جائز ہے مگر اسے چاہئے کہ تیمّم کر لے۔ یوہیں مسجد میں پانی

1...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ص٣٩.

2...... المرجع السابق. 3...... المرجع السابق.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

5...... یہ امام محمد رحمه الله تعالى کا مذہب ہے مگر ظاہر الروایہ میں ہے کہ اس حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ "التجنيس" لصاحب الهداية، جلد 1 صفحہ 186 پر ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ (انظر:"الفتاوى الهندية" ج١، ص٣٨. "ردالمحتار" ج١، ص٣٥١).
یہ بھی ممکن ہے کہ کاتب سے مکروہ کے بعد "نہیں" لکھنا رہ گیا ہو اور صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اصل عبارت یوں ہو: دعائے قنوت پڑھنا اس حالت میں مکروہ نہیں ہے۔

6...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق. 7...... المرجع السابق.

رکھا ہے یا کوآس ہے اور کہیں اَور پانی نہیں ملتا تو تیمّم کرکے جانا، جائز ہے۔[1]

مسئلہ ۱۱: عیدگاہ کے اندر جانے میں حَرَج نہیں۔[2]

مسئلہ ۱۲: ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد سے لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: خانۂ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجدِ حرام کے باہر سے ہو اس کے لیے حرام ہے۔[3]

مسئلہ ۱۴: اس حالت میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے۔[4]

مسئلہ ۱۵: ان دِنوں میں نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں اور روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔[5]

مسئلہ ۱۶: نماز کا آخر وقت ہو گیا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی کہ حَیض آیا، یا بچہ پیدا ہوا تو اس وقت کی نماز معاف ہو گئی اگرچہ اتنا تنگ وقت ہو گیا ہو کہ اس نماز کی گنجائش نہ ہو۔[6]

مسئلہ ۱۷: نماز پڑھتے میں حَیض آ گیا، یا بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے، البتہ اگر نفل نماز تھی تو اس کی قضا واجب ہے۔[7]

مسئلہ ۱۸: نماز کے وقت میں وُضو کر کے اتنی دیر تک ذکرِ الٰہی، درود شریف اور دیگر وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر تک نماز پڑھا کرتی تھی کہ عادت رہے۔[8]

مسئلہ ۱۹: حَیض والی کو تین۳ دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وُضو کر کے نماز پڑھے، نہانے کی ضرورت نہیں، پھر اس کے بعد اگر پندرہ۱۵ دن کے اندر خون آیا تو اب نہائے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا پڑھے اور

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.
2. ...... المرجع السابق.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.
   و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج١، ص٥٣٢.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٥٣٢.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.
7. ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٤٩.
8. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٨.

جس کی کوئی عادت نہیں وہ دس دن کے بعد کی نمازیں قضا کرے، ہاں اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس دن کے بعد غُسل کر لیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہو گئیں قضا کی حاجت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہوگئے۔

مسئلہ۲۰: جس عورت کو تین دن رات کے بعد حَیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نِفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا، تو بند ہونے کے بعد ہی غُسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔[1]

مسئلہ۲۱: عادت کے دنوں سے خون مُتجاوِز ہو گیا، تو حَیض میں دس دن اور نِفاس میں چالیس دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب سے نہا دھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے۔[2]

مسئلہ۲۲: حَیض یا نِفاس عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو آخرِ وقتِ مستحب تک انتظار کر کے نہا کر نماز پڑھے اور جو عادت کے دن پورے ہو چکے تو انتظار کی کچھ حاجت نہیں۔[3]

مسئلہ۲۳: حیض پورے دس دن پر اور نِفاس پورے چالیس دن پر ختم ہوا اور نماز کے وقت میں اگر اتنا بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر کا لفظ کہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہوگئی، نہا کر اس کی قضا پڑھے اور اگر اس سے کم میں بند ہوا اور اتنا وقت ہے کہ جلدی سے نہا کر اور کپڑے پہن کر ایک بار اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو فرض ہوگئی قضا کرے ورنہ نہیں۔[4]

مسئلہ۲۴: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے اور جو کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبحِ صادق ہونے سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے، اگر نہا لے تو بہتر ہے ورنہ بے نہائے نیت کر لے اور صبح کو نہا لے اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو اس دن کا روزہ فرض نہ ہوا، البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو مثلاً کھانا،

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج ١، ص ٥٣٧.
و "الفتاوى الرضوية"، ج ٤، ص ٣٦٤، ٣٦٥.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج ١، ص ٥٢٤، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ومطلب: لو أفتى مفت بشيء... إلخ، ج ١، ص ٥٣٨.

4 ...... المرجع السابق، ص ٥٤٢، وغيره.

پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۵: روزے کی حالت میں حَیض یا نِفاس شروع ہوگیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نَفل تھا تو قضا واجب۔[1]

مسئلہ ۲۶: حَیض و نِفاس کی حالت میں سجدۂ شکر و سجدۂ تلاوت حرام ہے اور آیت سجدہ سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔[2]

مسئلہ ۲۷: سوتے وقت پاک تھی اور صبح سو کر اٹھی تو اثر حَیض کا دیکھا تو اسی وقت سے حَیض کا حکم دیا جائے گا، عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی تو پاک ہونے پر اس کی قضا فرض ہے۔[3]

مسئلہ ۲۸: حَیض والی سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان حَیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک ہے نہا کر عشاء کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۲۹: ہم بستری یعنی جماع اس حالت میں حرام ہے۔[4]

مسئلہ ۳۰: ایسی حالت میں جماع جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کرلیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ فرض ہے اور آمد کے زمانہ میں کیا تو ایک دینار اور قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مُستَحَب۔

مسئلہ ۳۱: اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عُضْو سے چھونا جائز نہیں جب کہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شَہوت سے ہو یا بے شَہوت اور اگر ایسا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوگی تو حَرَج نہیں۔[5]

مسئلہ ۳۲: ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے چھونے یا کسی طرح کا نفع لینے میں کوئی حَرَج نہیں۔ یوہیں بوس و کنار بھی جائز ہے۔[6]

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب الحیض، مطلب: لو أفتی مفت بشيء من ھذہ الأقوال... إلخ، ج۱، ص۵۳۳،وغیرہ.

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۳۸.
و "ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب الحیض، مطلب: لوأفتی مفت بشيء... إلخ، ج۱، ص۵۳۲.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب الحیض، مطلب: لو أفتی مفت بشيء... إلخ، ج ۱، ص ۵۳۳.

4 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۳۹.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب الحیض، مطلب: لوأفتی مفت بشيء من ھذہ الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج۱، ص۵۳۴.

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۳۹.

مسئلہ ۳۳: اپنے ساتھ کھلانا یا ایک جگہ سونا جائز ہے بلکہ اس وجہ سے ساتھ نہ سونا مکروہ ہے۔[1]

مسئلہ ۳۴: اس حالت میں عورت مرد کے ہر حصۂ بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔[2]

مسئلہ ۳۵: اگر ہمراہ سونے میں غلبۂ شہوت اور اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا احتمال ہو تو ساتھ نہ سوئے اور اگر گمان غالب ہو تو ساتھ سونا گناہ۔

مسئلہ ۳۶: پورے دس دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع جائز ہے، اگرچہ اب تک غُسل نہ کیا ہو مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے۔[3]

مسئلہ ۳۷: دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو تاوقتیکہ غُسل نہ کرلے یا وہ وقتِ نماز جس میں پاک ہوئی گزر نہ جائے جماع جائز نہیں اور اگر وقت اتنا نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غُسل کرلے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔[4]

مسئلہ ۳۸: عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگیا تو اگرچہ غُسل کرلے جماع ناجائز ہے تاوقتیکہ عادت کے دن پورے نہ ہولیں، جیسے کسی کی عادت چھ۶ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کردے مگر جماع کے لیے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔[5]

مسئلہ ۳۹: حَیض سے پاک ہوئی اور پانی پر قدرت نہیں کہ غُسل کرے اور غُسل کا تیمّم کیا تو اس سے صحبت جائز نہیں جب تک اس تیمّم سے نماز نہ پڑھ لے، نماز پڑھنے کے بعد اگرچہ پانی پر قادر ہو کر غُسل نہ کیا صحبت جائز ہے۔[6]

فائدہ: ان باتوں میں نِفاس کے وہی اَحکام ہیں جو حَیض کے ہیں۔

مسئلہ ۴۰: نِفاس میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے، اس کو ساتھ کھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں حَرَج نہیں۔ ہندوستان میں جو بعض جگہ ان کے برتن تک الگ کردیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں یہ ہندوؤں کی رسمیں

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لوأفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة... إلخ، ج١، ص٥٣٤، و "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٥٥.

2 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٣٤٤.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق،وغيره.

6 ...... المرجع السابق.

ہیں، ایسی بے ہُودہ رسموں سے اِحتیاط لازم، اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہو لے اگرچہ نِفاس ختم ہو لیا ہو، نہ نماز پڑھیں نہ اپنے کو قابل نماز کے جانیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نِفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمّم کر لیں۔ (1)

مسئلہ ۴۱: بچہ ابھی آدھے سے زِیادہ پیدا نہیں ہوا اور نماز کا وقت جا رہا ہے اور یہ گمان ہے کہ آدھے سے زِیادہ باہر ہونے سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس وقت کی نماز جس طرح ممکن ہو پڑھے، اگر قیام، رکوع، سجود نہ ہو سکے، اشارے سے پڑھے، وُضو نہ کر سکے، تیمّم سے پڑھے اور اگر نہ پڑھی تو گناہ گار ہوئی توبہ کرے اور بعد طہارت قضا پڑھے۔ (2)

اِستحاضہ کا بیان

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ فاطمہ بنتِ ابی حُبَیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اِستحاضہ آتا ہے اور پاک نہیں رہتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ فرمایا: ''نہ، یہ تو رَگ کا خون ہے، حَیض نہیں ہے، تو جب حَیض کے دن آئیں نماز چھوڑ دے اور جب جاتے رہیں خون دھو اور نماز پڑھ۔'' (3)

حدیث ۲: ابوداود و نَسائی کی روایت میں فاطمہ بنتِ ابی حُبَیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یوں ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب حَیض کا خون ہو تو سیاہ ہوگا، شناخت میں آئے گا، جب یہ ہو نماز سے باز رہ اور جب دوسری قسم کا ہو تو وُضو کر اور نماز پڑھ، کہ وہ رَگ کا خون ہے۔'' (4)

حدیث ۳: اِمام مالک و ابوداود و دارمی کی روایت میں ہے کہ ایک عورت کے خون بہتا رہتا، اس کے لیے ام المومنین امّ سَلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے فتویٰ پوچھا، ارشاد فرمایا کہ: ''اس بیماری سے پیشتر مہینے میں جتنے دن راتیں حَیض آتا تھا ان کی گنتی شمار کرے، مہینے میں انھیں کی مقدار نماز چھوڑ دے اور جب وہ دن جاتے رہیں، تو نہائے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے۔'' (5)

حدیث ۴: ابوداود و ترمذی کی روایت ہے ارشاد فرمایا: ''جن دنوں میں حَیض آتا تھا، ان میں نمازیں چھوڑ دے، پھر

---

(1) ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٤، ص٣٥٥۔٣٥٦، وغیرہ.

(2) ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الحیض، مطلب في حکم وطء المستحاضة... إلخ، ج١، ص٥٤٥.

(3) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، الحدیث: ٣٣٣، ص١٨٣.

(4) ...... "سنن أبي داود"، کتاب الطهارة، باب إذا أقبلت الحیضة تدع الصلاة، الحدیث: ٢٨٦، ج١، ص١٣١.

(5) ...... "المؤطأ" لإمام مالك، کتاب الطهارة، باب المستحاضة، الحدیث: ١٤٠، ج١، ص٧٧.

نہائے اور ہر نماز کے وقت وُضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔'' [1]

اِستحاضہ کے احکام

مسئلہ ۱: اِستحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ [2]

مسئلہ ۲: اِستحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وُضو کرکے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وُضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔ [3]

مسئلہ ۳: اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وُضو کرکے فرض پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ [4]

مسئلہ ۴: ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وُضو کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ کرسکا وہ معذور ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وُضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وُضو سے پڑھے، اس بیماری سے اس کا وُضو نہیں جاتا، جیسے قطرے کا مرض، یا دست آنا، یا ہوا خارِج ہونا، یا دُکھتی آنکھ سے پانی گرنا، یا پھوڑے، یا ناصور سے ہر وقت رطوبت بہنا، یا کان، ناف، پِستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وُضو توڑنے والی ہیں، ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہوگیا۔ [5]

مسئلہ ۵: جب عذر ثابت ہوگیا تو جب تک ہر وقت میں ایک ایک بار بھی وہ چیز پائی جائے معذور ہی رہے گا، مثلاً عورت کو ایک وقت تو اِستحاضہ نے طہارت کی مہلت نہیں دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وُضو کرکے نماز پڑھ لے مگر اب بھی ایک آدھ دفعہ ہر وقت میں خون آجاتا ہے تو اب بھی معذور ہے۔ یوہیں تمام بیماریوں میں اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہیں آیا تو اب معذور نہ رہی جب پھر کبھی پہلی حالت پیدا ہوجائے تو پھر معذور ہے اس کے بعد پھر اگر پورا وقت خالی گیا تو عذر جاتا رہا۔ [6]

مسئلہ ۶: نماز کا کچھ وقت ایسی حالت میں گزرا کہ عذر نہ تھا اور نماز نہ پڑھی اور اب پڑھنے کا ارادہ کیا تو اِستحاضہ یا بیماری سے وُضو جاتا رہتا ہے غرض یہ باقی وقت یوہیں گزر گیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی تو اب اس کے بعد کا وقت بھی پورا اگر

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، الحديث: ١٢٦، ج١، ص١٧٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٣٩.

3 ...... المرجع السابق، ص٤١.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج١، ص٥٥٤.

6 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج١، ص٣٧٦.

اسی اِستحاضہ یا بیماری میں گزر گیا تو وہ پہلی بھی ہوگئی اور اگر اس وقت اتنا موقع ملا کہ وُضو کر کے فرض پڑھ لے تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔[1]

مسئلہ ۷: خون بہتے میں وُضو کیا اور وضو کے بعد خون بند ہوگیا اور اسی وُضو سے نماز پڑھی اور اس کے بعد جو دوسرا وقت آیا وہ بھی پورا گزر گیا کہ خون نہ آیا تو پہلی نماز کا اعادہ کرے۔ یوہیں اگر نماز میں بند ہوا اور اس کے بعد دوسرے میں بالکل نہ آیا جب بھی اعادہ کرے۔[2]

مسئلہ ۸: فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وُضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے کسی نے عصر کے وقت وُضو کیا تھا تو آفتاب کے ڈوبتے ہی وُضو جاتا رہا اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وُضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وُضو نہ جائے گا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔[3]

مسئلہ ۹: وُضو کرتے وقت وہ چیز نہیں پائی گئی جس کے سبب معذور ہے اور وُضو کے بعد بھی نہ پائی گئی یہاں تک کہ باقی پورا وقت نماز کا خالی گیا تو وقت کے جانے سے وُضو نہیں ٹوٹا۔ یوہیں اگر وُضو سے پیشتر پائی گئی مگر نہ وُضو کے بعد باقی وقت میں پائی گئی نہ اس کے بعد دوسرے وقت میں تو وقت[4] جانے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۱۰: اور اگر اس وقت میں وُضو سے پیشتر وہ چیز پائی گئی اور وُضو کے بعد بھی وقت میں پائی گئی یا وُضو کے اندر پائی گئی اور وُضو کے بعد اس وقت میں نہ پائی گئی مگر بعد والے میں پائی گئی، تو وقت ختم ہونے پر وُضو جاتا رہے گا اگرچہ وہ حدث نہ پایا جائے۔

مسئلہ ۱۱: معذور کا وُضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب معذور ہے، ہاں اگر کوئی دوسری چیز وُضو توڑنے والی پائی

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۴۰.

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۴۱.

3 ...... "الدرالمختار"، و"ردالمحتار"، کتاب الطھارة، باب الحیض، مطلب في أحکام المعذور، ج۱، ص۵۵۵.
و "الفتاوی الھندیة"، کتاب الطھارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج۱، ص۴۱.

4 ...... اس صورت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وُضو کے اندر بھی پائی گئی بعد کو ختم وقت ثانی تک نہیں دوسرا یہ کہ وُضو کے اندر بھی نہ پائی گئی صرف پہلے پائی گئی پہلی صورت میں وہ وُضو وُضوئے معذور تھا لیکن جب کہ اس کے بعد انقطاع تام ہوگیا معذور نہ رہا تو وُضوئے معذور ختم وقت سے پہلے بوجہ زوال عذر باطل ہوگیا وقت جانے سے کیا ٹوٹے اور صورت ثانیہ میں ظاہر ہے کہ یہ وُضو انقطاع پر ہے اور ختم وقت تک انقطاع مستمر رہا تو خروج وقت سے نہ ٹوٹے گا اگرچہ وقت دوم میں منقطع نہ بھی ہوتا وقت دوم میں انقطاع کا ذکر اس لیے ہے کہ حکم دونوں صورتوں کو شامل ہو۔۱۲ منہ

گئی توؤضو جاتا رہا۔ مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے، ہوا نکلنے سے اس کا وُضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے، قطرے سے وُضو جاتا رہے گا۔[1]

مسئلہ ۱۲: معذور نے کسی حدث کے بعد وُضو کیا اور وُضو کرتے وقت وہ چیز نہیں ہے جس کے سبب معذور ہے، پھر وُضو کے بعد وہ عذر والی چیز پائی گئی توؤضو جاتا رہا، جیسے اِستحاضہ والی نے پاخانہ پیشاب کے بعد وُضو کیا اور وُضو کرتے وقت خون بند تھا بعد وُضو کے آیا توؤضو ٹوٹ گیا[2] اور اگر وُضو کرتے وقت وہ عذر والی چیز بھی پائی جاتی تھی تو اب وُضو کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۳: معذور کے ایک نتھنے سے خون آرہا تھا وُضو کے بعد دوسرے نتھنے سے آیا وُضو جاتا رہا، یا ایک زخم بہ رہا تھا اب دوسرا بہا، یہاں تک کہ چیچک کے ایک دانہ سے پانی آرہا تھا اب دوسرے دانہ سے آیا وُضو ٹوٹ گیا۔[3]

مسئلہ ۱۴: اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہوجائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے، مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔[4]

مسئلہ ۱۵: معذور کو ایسا عذر ہے جس کے سبب کپڑے نجس ہوجاتے ہیں تو اگر ایک درم سے زِیادہ نجس ہوگیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہوجائے گا تو دھونا ضروری نہیں اُسی سے پڑھے اگرچہ مصلیٰ بھی آلودہ ہوجائے کچھ حَرَج نہیں اور اگر درہم کے برابر ہے تو پہلی صورت میں دھونا واجب اور درہم سے کم ہے تو سنّت اور دوسری صورت میں مطلقاً نہ دھونے میں کوئی حَرَج نہیں۔[5]

مسئلہ ۱۶: اِستحاضہ والی اگر غُسل کرکے ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی وُضو کرکے اول وقت میں اور مغرب کی غُسل کرکے آخر وقت میں اور عشاء کی وُضو کرکے اوّل وقت میں پڑھے اور فجر کی بھی غُسل کرکے پڑھے تو بہتر ہے اور عجب نہیں کہ یہ ادب جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے اس کی رعایت کی برکت سے اس کے مرض کو بھی فائدہ پہنچے۔

مسئلہ ۱۷: کسی زخم سے ایسی رطوبت نکلے کہ بہے نہیں، تو نہ اس کی وجہ سے وُضو ٹوٹے، نہ معذور ہو، نہ وہ رطوبت ناپاک۔[6]

---

1 …… "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور، ج١، ص٥٥٧.

2 …… "الفتاوى الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع، ج١، ص٤١.

3 …… المرجع السابق.

4 …… المرجع السابق.

5 …… المرجع السابق،وغیرہ.

6 …… "الفتاوى الرضوية"، ج٤، ص٣٧١.

نَجاستوں کا بیان

حدیث۱: صحیح بُخاری ومسلم میں اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ! ہم میں جب کسی کے کپڑے کو حَیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: ''جب تم میں کسی کا کپڑا حَیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کھرچے، پھر پانی سے دھوئے تب اُس میں نماز پڑھے۔'' (1)

حدیث۲: صحیحین میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے مَنی کو میں دھوتی، پھر حضور نماز کو تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان اس میں ہوتا۔ (2)

حدیث۳: صحیح مسلِم میں ہے فرماتی ہیں، کہ میں رُسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کپڑے سے مَنی کو مَل ڈالتی، پھر حضور اس میں نماز پڑھتے۔ (3)

حدیث۴: صحیح مسلِم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''چمڑا جب پکالیا جائے، پاک ہوجائے گا۔'' (4)

حدیث۵: اِمام مالِک ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: ''کہ مُردار کی کھالیں جب پکالی جائیں تو انھیں کام میں لایا جائے۔'' (5)

حدیث۶: امام احمد و ابو داود و نَسائی نے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال سے منع فرمایا۔ (6)

حدیث۷: دوسری روایت میں ہے ان کے پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (7)

1...... "صحیح البخاري"، كتاب الحيض، باب غسل دم المحيض، الحديث: ٣٠٧، ج١، ص١٢٥.

2...... "صحیح البخاري"، كتاب الوضوء، باب غسل المني... إلخ، الحديث: ٢٣٠، ج١، ص٩٩.

3...... "صحیح مسلم"، كتاب الطهارة، باب حكم المني، الحديث: ٢٨٨، ص١٦٦.

4...... "صحیح مسلم"، كتاب الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، الحديث: ٣٦٦، ص١٩٤.

5...... "المؤطأ" لإ مام مالك، كتاب الصيد، باب ماجاء في جلود الميتة، الحديث: ١١٠٧، ج٢، ص٥٤.

6...... "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، الحديث: ٤١٣٢، ج٤، ص٩٣.

7...... "سنن أبي داود"، كتاب اللباس، باب في جلود النمور والسباع، الحديث: ٤١٣١، ج٤، ص٩٣.

نَجاستوں کے متعلق احکام

نَجاست دوقسم ہے، ایک وہ جس کا حکم سخت ہے اس کو غلیظہ کہتے ہیں، دوسری وہ جس کا حکم ہلکا ہے اس کو خفیفہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: نَجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زِیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیتِ اِستخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۲: اگر نَجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درہم کے برابر، یا کم، یا زِیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زِیادہ ہو اور درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے اور زکوٰۃ میں تین ماشہ رتی ۱ $\frac{1}{5}$ ہے اور اگر پتلی ہو، جیسے آدمی کا پیشاب اور شراب تو درہم سے مراد اس کی لنبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے اس کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زِیادہ پانی نہ رک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے اور اس کی مقدار تقریباً یہاں کے روپے کے برابر ہے۔

مسئلہ ۳: نجس تیل کپڑے پر گرا اور اسوقت درہم کے برابر نہ تھا، پھر پھیل کر درہم کے برابر ہوگیا تو اس میں علما کو بہت اختلاف ہے اور راجح یہ ہے کہ اب پاک کرنا واجب ہوگیا۔[1]

مسئلہ ۴: نَجاستِ خفیفہ کا یہ حکم ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عُضْو میں لگی ہے، اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے (مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم، آستین میں اس کی چوتھائی سے کم۔ یوہیں ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے) تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔[2]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷، وغیره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴٦.

و "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج۱، ص۵۷۸.

مسئلہ ۵: نَجاستِ خفیفہ اور غلیظہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے، یہ اُسی وقت ہیں کہ بدن یا کپڑے میں لگے اور اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی یا سرکہ میں گرے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ، کُل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے جب تک وہ پتلی چیز حدِ کثرت پر یعنی دَہ دردَہ نہ ہو۔[1]

مسئلہ ۶: انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھرمونھ قے، حَیض و نِفاس و اِستحاضہ کا خون، مَنی، مَذی، وَدی۔[2]

مسئلہ ۷: شہیدِ فقہی[3] کا خون جب تک اس کے بدن سے جدا نہ ہو پاک ہے۔[4]

مسئلہ ۸: دُکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے نَجاست غلیظہ ہے۔ یوہیں ناف یا پِستان سے درد کے ساتھ پانی نکلے نَجاستِ غلیظہ ہے۔[5]

مسئلہ ۹: بلغمی رطوبت ناک یا مونھ سے نکلے نجس نہیں اگرچہ پیٹ سے چڑھے اگرچہ بیماری کے سبب ہو۔[6]

مسئلہ ۱۰: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔[7] یہ جو اکثر عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

مسئلہ ۱۱: شِیر خوار بچے نے دودھ ڈال دیا اگر بھرمونھ ہے نَجاستِ غلیظہ ہے۔[8]

مسئلہ ۱۲: خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون، مردار کا گوشت اور چربی (یعنی وہ جانور جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر بغیر ذبح شرعی کے مرجائے مردار ہے اگرچہ ذبح کیا گیا ہو جیسے مجوسی یا بُت پرست یا مُرتد کا ذبیحہ اگرچہ اس نے حلال جانور مثلاً بکری وغیرہ کو ذبح کیا ہو، اس کا گوشت پوست سب ناپاک ہوگیا اور اگر حرام جانور ذبح شرعی سے ذبح کر لیا گیا تو اس کا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج۱، ص۵۷۹،وغیرہ.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴٦.

3 ...... یعنی وہ جسے غسل نہیں دیا جاتا اس کا بیان کتاب الجنائز باب الشہید میں آئے گا۔۱۲ منہ

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴٦.

5 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۲٦۹، ۲۷۰.

6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۲٦۳.

7 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴٦.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۵٦۱.

گوشت پاک ہوگیا اگر چہ کھانا حرام ہے سوا خنزیر کے کہ وہ نجس العین ہے کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا) حرام چوپائے جیسے کتا، شیر، لومڑی، بلّی، چوہا، گدھا، خچر، ہاتھی، سوئر کا پاخانہ، پیشاب اور گھوڑے کی لِید اور ہر حلال چوپایہ کا پاخانہ جیسے گائے بھینس کا گوبر، بکری اونٹ کی مینگنی اور جو پرند کہ اونچا نہ اُڑے اس کی بیٹ، جیسے مرغی اور بَط چھوٹی ہو خواہ بڑی اور ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی اور سیندھی اور سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اُس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگر چہ ذبح کیے گئے ہوں۔ یوہیں ان کی کھال اگر چہ پکالی گئی ہو اور سُوئر کا گوشت اور ہڈی اور بال اگر چہ ذبح کیا گیا ہو یہ سب نَجاستِ غلیظہ ہیں۔

مسئلہ ۱۳: چھپکلی یا گرگٹ کا خون نَجاستِ غلیظہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: انگور کا شِیرہ کپڑے پر پڑا تو اگر چہ کئی دن گزر جائیں کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۵: ہاتھی کے سُونڈ کی رطوبت اور شیر، کتّے، چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لُعاب نَجاستِ غلیظہ ہے۔ [1]

مسئلہ ۱۶: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے (جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا) ان کا پیشاب نیز گھوڑے کا پیشاب اور جس پرند کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا نہیں، (جیسے کوّا، چیل، شِکرا، باز، بہری) اس کی بیٹ نَجاستِ خفیفہ ہے۔ [2]

مسئلہ ۱۷: چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔ [3]

مسئلہ ۱۸: جو پرند حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مینا، مرغابی، قاز، ان کی بیٹ پاک ہے۔ [4]

مسئلہ ۱۹: ہر چوپائے کی جگالی کا وہی حکم ہے جو اس کے پاخانہ کا۔ [5]

مسئلہ ۲۰: ہر جانور کے پِتّے کا وہی حکم ہے جو اس کے پیشاب کا، حرام جانوروں کا پِتّا نَجاستِ غلیظہ اور حلال کا

---

1 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۳۹۸.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۸.

و "نور الإيضاح" و "مراقي الفلاح"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ص۳۷.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۵۷۴.

5 ...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۴۰۰، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج۱، ص٦۲۰.

نَجاستِ خفیفہ ہے۔[1]

مسئلہ ۲۱: نَجاستِ غلیظہ خفیفہ میں مِل جائے تو کُل غلیظہ ہے۔[2]

مسئلہ ۲۲: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ پاک ہے۔[3]

مسئلہ ۲۳: پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔[4]

مسئلہ ۲۴: جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گئیں، اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: جو خون زخم سے بہا نہ ہو پاک ہے۔[5]

مسئلہ ۲۶: گوشت، تِلّی، کلیجی میں جو خون باقی رہ گیا پاک ہے اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سَن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔[6]

مسئلہ ۲۷: جو بچہ مُردہ پیدا ہوا اس کو گود میں لے کر نماز پڑھی، اگرچہ اس کو غُسل دے لیا ہو نماز نہ ہوگی اور اگر زندہ پیدا ہوکر مر گیا اور بے نہلائے گود میں لے کر نماز پڑھی جب بھی نہ ہوگی، ہاں اگر اس کو غُسل دے کر گود میں لیا تھا تو ہو جائے گی مگر خلافِ مستحب ہے۔ یہ اَحکام اس وقت ہیں کہ مسلمان کا بچہ ہو اور کافر کا مُردہ بچہ ہے، تو کسی حال میں نماز نہ ہوگی غُسل دیا ہو یا نہیں۔[7]

مسئلہ ۲۸: اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے اور اس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی اور جیب میں انڈا ہے اور اس کی زردی خون ہو چکی ہے تو نماز ہو جائے گی۔[8]

---

1 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، ج۱، ص۶۲۰.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج۱، ص۵۷۷.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة... إلخ، ج۱، ص۵۷۹،وغیره.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶.

5 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱، ص۲۸۰.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۶.

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۸.

8 ...... "غنية المتملي"، فصل في الآسار، ص۱۹۷.

مسئلہ ۲۹: روئی کا کپڑا اُدھیڑا گیا اور اس کے اندر چوہا سوکھا ہوا ملا، تو اگر اس میں سوراخ ہے تو تین دن تین راتوں کی نمازوں کا اعادہ کرلے اور سوراخ نہ ہو تو جتنی نمازیں اس سے پڑھی ہیں سب کا اعادہ کرے۔[1]

مسئلہ ۳۰: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد نَجاستِ خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔[2]

مسئلہ ۳۱: حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے، البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۳۲: چُوہے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پس گئی یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے، ہاں اگر مزے میں فرق آجائے تو نجس ہے اور اگر روٹی کے اندر ملی تو اس کے آس پاس سے تھوڑی سی الگ کردیں باقی میں کچھ حَرَج نہیں۔[3]

مسئلہ ۳۳: ریشم کے کیڑے کی بِیٹ اور اس کا پانی پاک ہے۔[4]

مسئلہ ۳۴: ناپاک کپڑے میں پاک کپڑا یا پاک میں ناپاک کپڑا لپیٹا اور اس ناپاک کپڑے سے یہ پاک کپڑا نم ہو گیا تو ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ نَجاست کا رنگ یا بُو اس پاک کپڑے میں ظاہر نہ ہو، ورنہ نم ہوجانے سے بھی ناپاک ہوجائے گا، ہاں اگر بھیگ جائے تو ناپاک ہوجائے گا اور یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ ناپاک کپڑا پانی سے تر ہوا ہو اور اگر پیشاب یا شراب کی تری اس میں ہے تو وہ پاک کپڑا نم ہوجانے سے بھی نجس ہوجائے گا اور اگر ناپاک کپڑا سوکھا تھا اور پاک تر تھا اور اس پاک کی تری سے وہ ناپاک تر ہوگیا اور اس ناپاک کو اتنی تری پہنچی کہ اس سے چُھوٹ کر اس پاک کو لگی تو یہ ناپاک ہوگیا ورنہ نہیں۔[5]

مسئلہ ۳۵: بھیگے ہوئے پاؤں نجس زمین یا بچھونے پر رکھے تو ناپاک نہ ہوں گے، اگرچہ پاؤں کی تری کا اس پر دھبّہ محسوس ہو، ہاں اگر اس زمین یا بچھونے کو اتنی تری پہنچی کہ اس کی تری پاؤں کو لگی تو پاؤں نجس ہوجائیں گے۔[6]

مسئلہ ۳۶: بھیگی ہوئی ناپاک زمین یا نجس بچھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آگئی تو نجس ہو گئے اور سِیل ہے تو نہیں۔[7]

---

1. ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص ٤٢١.
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: إذا صرح... إلخ، ج۱، ص٥٨٢.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص٤٦،٤٨.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص٤٦.
5. ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج۱، ص٦١٧.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص٤٧.
7. ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۷: جس جگہ کو گوبر سے لیسا اور وہ سُوکھ گئی بھیگا کپڑا اس پر رکھنے سے نجس نہ ہوگا، جب تک کپڑے کی تری اسے اتنی نہ پہنچے کہ اس سے چھوٹ کر کپڑے کو لگے۔[1]

مسئلہ ۳۸: نجس کپڑا پہن کر یا نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ آیا، اگر پسینہ سے وہ ناپاک جگہ بھیگ گئی پھر اُس سے بدن تر ہوگیا تو ناپاک ہوگیا ورنہ نہیں۔[2]

مسئلہ ۳۹: ناپاک چیز پر ہوا ہو کر گزری اور بدن یا کپڑے کو لگی تو ناپاک نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ ۴۰: میانی تر تھی اور ہوا نکلی تو کپڑا نجس نہ ہوگا۔[4]

مسئلہ ۴۱: ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یوہیں ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اُٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا اگرچہ ان سے پورا کپڑا بھیگ جائے، ہاں اگر نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا۔[5]

مسئلہ ۴۲: اُپلے کا دُھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوئی۔

مسئلہ ۴۳: کوئی نجس چیز دَہ در دَہ پانی میں پھینکی اور اس پھینکنے کی وجہ سے پانی کی چھینٹیں کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوگا، ہاں اگر معلوم ہو کہ یہ چھینٹیں اس نجس شے کی ہیں تو اس صورت میں نجس ہو جائے گا۔[6]

مسئلہ ۴۴: پاخانہ پر سے مکھیاں اُڑ کر کپڑے پر بیٹھیں کپڑا نجس نہ ہوگا۔[7]

مسئلہ ۴۵: راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو، تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی ہوگئی مگر دھو لینا بہتر ہے۔[8]

مسئلہ ۴۶: سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا، زمین سے چھینٹیں اُڑ کر کپڑے پر پڑیں، کپڑا نجس نہ ہوا مگر دھو لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۴۷: آدمی کی کھال اگرچہ ناخن برابر تھوڑے پانی (یعنی دَہ در دَہ سے کم) میں پڑ جائے، وہ پانی ناپاک ہوگیا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷.

2 ...... المرجع السابق.　　3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.　　5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷.

7 ...... "المحيط البرهاني"، كتاب الطهارات، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ج۱، ص۲۱۶.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب في العفو عن طين الشارع، ج۱، ص۵۸۳.

اور خود ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔[1]

مسئلہ ۴۸: بعد پاخانہ پیشاب کے ڈھیلوں سے استنجا کرلیا، پھر اس جگہ سے پسینہ نکل کر کپڑے یا بدن میں لگا تو بدن اور کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔[2]

مسئلہ ۴۹: پاک مٹی میں ناپاک پانی مِلایا تو نجس ہوگئی۔[3]

مسئلہ ۵۰: مٹی میں ناپاک بُھس ملایا، اگر تھوڑا ہو تو مطلقاً پاک ہے اور جو زیادہ ہو تو جب تک خشک نہ ہو، ناپاک ہے۔[4]

مسئلہ ۵۱: کُتّا بدن یا کپڑے سے چھو جائے، تو اگرچہ اس کا جِسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پرنَجاست لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کردے گا۔[5]

مسئلہ ۵۲: کُتّے وغیرہ کسی ایسے جانور نے جس کا لُعاب ناپاک ہے آٹے میں مونھ ڈالا، تو اگر گُندھا ہوا تھا تو جہاں اس کا مونھ پڑا، اس کو علیحدہ کردے باقی پاک ہے اور سُوکھا تھا تو جتنا تر ہوگیا وہ پھینک دے۔

مسئلہ ۵۳: آبِ مُستعمَل پاک ہے نوشادر پاک ہے۔[6]

مسئلہ ۵۴: سوا سوئر کے تمام جانوروں کی وہ ہڈّی جس پر مردار کی چکنائی نہ لگی ہو اور بال اور دانت پاک ہیں۔[7]

مسئلہ ۵۵: عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے پاک ہے۔[8] کپڑے یا بدن میں لگے تو دھونا کچھ ضرور نہیں ہاں بہتر ہے۔

مسئلہ ۵۶: جو گوشت سَڑ گیا، بدبُو لے آیا اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ نجس نہیں۔[9]

---

1 ...... "منية المصلي"، بيان النجاسة، ص۱۰۸.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

3 ...... المرجع السابق،الفصل الثاني،ص۴۷.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۴، ص۴۰۱.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱، ص۴۸.

6 ...... "نور الإيضاح"، كتاب الطهارة، ص۳، و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في العرقيّ الذى يستقطر من دردى الخمر نجس حرام بخلاف النوشادر، ج۱، ص۵۸۴.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۳۹۹. و "الفتاوى الرضوية"، ج۴، ص۴۷۱.

8 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۵۶۶.

9 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج۱، ص۶۲۰.

نجس چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ خود نجس ہیں (جن کو ناپاکی اور نَجاست کہتے ہیں) جیسے شراب یا غلیظ، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہوسکتیں، شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔

مسئلہ ۱: جس برتن میں شراب تھی اور سرکہ ہوگئی وہ برتن بھی اندر سے اتنا پاک ہوگیا جہاں تک اس وقت سرکہ ہے، اگر اُوپر شراب کی چھینٹیں پڑی تھیں، تو وہ شراب کے سرکہ ہونے سے پاک نہ ہوگی۔ یوہیں اگر شراب مثلاً مونھ تک بھری تھی، پھر کچھ گر گئی کہ برتن تھوڑا خالی ہوگیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو یہ اوپر کا حصہ جو پہلے ناپاک ہو چکا تھا پاک نہ ہوگا۔ اگر سرکہ اس سے انڈیلا جائے گا تو وہ سرکہ بھی ناپاک ہو جائے گا، ہاں اگر پلی [1] وغیرہ سے نکال لیا جائے تو پاک ہے اور پیاز، لہسن شراب میں پڑ گئے تھے سرکہ ہونے کے بعد پاک ہو گئے

مسئلہ ۲: شراب میں چوہا گر کر پھول پھَٹ گیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی پاک نہ ہوگا اور اگر پھولا پھٹا نہیں تھا تو اگر سرکہ ہونے سے پہلے نکال کر پھینک دیا اس کے بعد سرکہ ہوئی تو پاک ہے اور اگر سرکہ ہونے کے بعد نکال کر پھینکا تو سرکہ بھی ناپاک ہے۔ [2]

مسئلہ ۳: شراب میں پیشاب کا قطرہ گر گیا یا کُتّے نے مونھ ڈال دیا یا ناپاک سرکہ ملا دیا تو سرکہ ہونے کے بعد بھی حرام ونجس ہے۔ [3]

مسئلہ ۴: شراب کو خریدنا یا منگانا یا اُٹھانا یا رکھنا حرام ہے اگرچہ سرکہ کرنے کی نیّت سے ہو۔

مسئلہ ۵: نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہوگیا تو وہ نمک پاک وحلال ہے۔ [4]

مسئلہ ۶: اُپلے کی راکھ پاک ہے [5] اور اگر راکھ ہونے سے قبل بُجھ گیا تو ناپاک۔

---

1 ...... یعنی ٹیڑھا چمچہ۔ تیل یا گھی نکالنے کا آلہ۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

مسئلہ ۷: جو چیزیں بذاتہٖ نجس نہیں بلکہ کسی نَجاست کے لگنے سے ناپاک ہوئیں، ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں پانی اور ہر رقیق بہنے والی چیز سے (جس سے نَجاست دور ہو جائے) دھوکر نجس چیز کو پاک کر سکتے ہیں، مثلاً سرکہ اور گلاب کہ ان سے نَجاست کو دور کر سکتے ہیں تو بدن یا کپڑا ان سے دھوکر پاک کر سکتے ہیں۔

فائدہ: بغیر ضرورت گلاب اور سرکہ وغیرہ سے پاک کرنا ناجائز ہے کہ فضول خرچی ہے۔

مسئلہ ۸: مُستعمل پانی اور چائے سے دھوئیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۹: تھوک سے اگر نَجاست دور ہو جائے پاک ہو جائے گا، جیسے بچے نے دودھ پی کر پستان پر قے کی، پھر کئی بار دودھ پیا یہاں تک کہ اس کا اثر جاتا رہا پاک ہوگئی[1] اور شرابی کے مونھ کا مسئلہ اوپر گزرا۔

مسئلہ ۱۰: دودھ اور شوربا اور تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا کہ ان سے نَجاست دور نہ ہوگی۔[2]

مسئلہ ۱۱: نَجاست اگر دَلدار ہو (جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے، اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا[3] ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نَجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۲: اگر نَجاست دور ہوگئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے، ہاں اگر اس کا اثر بدقّت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھولیا پاک ہو گیا، صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں۔[4]

مسئلہ ۱۳: کپڑے یا ہاتھ میں نجس رنگ لگا، یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئیں کہ صاف پانی گرنے لگے، پاک ہو جائے گا اگرچہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔[5]

مسئلہ ۱۴: زعفران یا رنگ، کپڑا رنگنے کے لیے گھولا تھا اس میں کسی بچے نے پیشاب کر دیا یا اَور کوئی نَجاست پڑ گئی اس

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۵.

2 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص۱۹۴.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۱.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الأول، ج۱، ص۴۲.

5 ...... "فتح القدیر"، کتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهیرها، ج۱، ص۱۸۴.

سے اگر کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھوڈالیں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵: گُودنا کہ سوئی چبھو کر اس جگہ سرمہ بھر دیتے ہیں، تو اگر خون اتنا نکلا کہ بہنے کے قابل ہو تو ظاہر ہے کہ وہ خون ناپاک ہے اور سُرمہ کہ اس پر ڈالا گیا وہ بھی ناپاک ہو گیا، پھر اس جگہ کو دھو ڈالیں پاک ہو جائے گی اگرچہ ناپاک سُرمہ کا رنگ بھی باقی رہے۔ یوہیں زخم میں راکھ بھر دی، پھر دھو لیا پاک ہو گیا اگرچہ رنگ باقی ہو۔

مسئلہ ۱۶: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل لگا تھا، تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا[1] اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو، اس تکلّف کی ضرورت نہیں کہ صابون یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی، تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۷: اگر نَجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوّت نچوڑنے سے پاک ہوگا اور قوّت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے، اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ ۱۸: اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زِیادہ ہے نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے، تو اس کے حق میں پاک اور دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں، ہاں اگر یہ دھوتا اور اسی قدر نچوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔[3]

مسئلہ ۱۹: پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے گی تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔[4]

مسئلہ ۲۰: پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا، پھر اگر پہلی بار کے نچوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اسے دو مرتبہ دھونا چاہیے اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ یوہیں اگر اس کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا گیا ہے، کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الصبغ... إلخ، ج١، ص٥٩١.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٢.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج١، ص٥٩٤، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٩٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٢.

دو بار دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱: کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا، پھر اس کو لٹکا دیا اور اس سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے اور اگر خوب نہیں نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے۔

مسئلہ ۲۲: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے یا بدن میں لگا ہے، تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا۔

مسئلہ ۲۳: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے (جیسے چٹائی، برتن، جُوتا وغیرہ) اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے، یوہیں دو مرتبہ اَور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہوگئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سُوکھانا ضروری نہیں۔ یوہیں جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یوہیں پاک کیا جائے۔ (1)

مسئلہ ۲۴: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نَجاست جذب نہ ہوئی، جیسے چینی کے برتن، یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے، اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ (2)

مسئلہ ۲۵: ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۶: پکایا ہوا چمڑا ناپاک ہوگیا، تو اگر اسے نچوڑ سکتے ہیں تو نچوڑیں ورنہ تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ (3)

مسئلہ ۲۷: دَری یا ٹاٹ یا کوئی ناپاک کپڑا بہتے پانی میں رات بھر پڑا رہنے دیں پاک ہو جائے گا اور اصل یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ ظن غالب ہو جائے کہ پانی نَجاست کو بہا لے گیا پاک ہو گیا، کہ بہتے پانی سے پاک کرنے میں نچوڑنا شرط نہیں۔

مسئلہ ۲۸: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے، تو بہتر یہی ہے کہ پورا ہی دھو ڈالیں

1...... "البحر الرائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ١، ص ٤١٣.

2...... المرجع السابق، ص ٤١٤.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج ١، ص ٤٣.

(یعنی جب بالکل نہ معلوم ہو کہ کس حصہ میں ناپاکی لگی ہے اور اگر معلوم ہے کہ مثلاً آستین یا کلی نجس ہوگئی مگر یہ نہیں معلوم کہ آستین یا کلی کا کونسا حصہ ہے تو آستین یا کلی کا دھونا ہی پورے کپڑے کا دھونا ہے) اور اگر انداز سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی پاک ہو جائے گا اور جو بلا سوچے ہوئے کوئی ٹکڑا دھولیا جب بھی پاک ہے مگر اس صورت میں اگر چند نمازیں پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نجس حصہ نہیں دھویا گیا تو پھر دھوئے اور نمازوں کا اعادہ کرے اور جو سوچ کر دھولیا تھا اور بعد کو غلطی معلوم ہوئی تو اب دھولے اور نمازوں کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[1]

مسئلہ ۲۹: یہ ضروری نہیں کہ ایک دم تینوں بار دھوئیں، بلکہ اگر مختلف وقتوں بلکہ مختلف دنوں میں یہ تعداد پوری کی جب بھی پاک ہو جائے گا۔[2]

مسئلہ ۳۰: لوہے کی چیز جیسے چُھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار نجس ہو جائے، تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی اور اس صورت میں نَجاست کے دَلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں۔ یوہیں چاندی، سونے، پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔[3]

مسئلہ ۳۱: آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتّے سے اس قدر پونچھ لی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے پاک ہو جاتی ہیں[4]۔

مسئلہ ۳۲: مَنی کپڑے میں لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مَل کر جھاڑنے اور صاف کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اگرچہ بعد مَلنے کے کچھ اس کا اثر کپڑے میں باقی رہ جائے۔[5]

مسئلہ ۳۳: اس مسئلہ میں عورت و مرد اور انسان و حیوان و تندرست و مریضِ جریان سب کی مَنی کا ایک حکم ہے۔[6]

مسئلہ ۳۴: بدن میں اگر مَنی لگ جائے تو بھی اسی طرح پاک ہو جائے گا۔[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٣، وغيره.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص ٤٤.

6 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٦٧.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص ٤٤.

مسئلہ ۳۵: پیشاب کر کے طہارت نہ کی پانی سے نہ ڈھیلے سے اور منی اس جگہ پر گزری جہاں پیشاب لگا ہوا ہے، تو یہ مَلنے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے اور اگر طہارت کر چکا تھا یا منی جست کر کے نکلی کہ اس موضعِ نجاست پر نہ گزری تو مَلنے سے پاک ہو جائے گی۔[1]

مسئلہ ۳۶: جس کپڑے کو مَل کر پاک کر لیا، اگر وہ پانی سے بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا۔[2]

مسئلہ ۳۷: اگر منی کپڑے میں لگی ہے اور اب تک تر ہے، تو دھونے سے پاک ہوگا مَلنا کافی نہیں۔[3]

مسئلہ ۳۸: موزے یا جوتے میں دَلدار نَجاست لگی، جیسے پاخانہ، گوبر، مَنی تو اگرچہ وہ نَجاست تر ہو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔[4]

مسئلہ ۳۹: اور اگر مثل پیشاب کے کوئی پتلی نَجاست لگی ہو اور اس پر مٹی یا راکھ یا ریتا وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں جب بھی پاک ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نَجاست سُوکھ گئی تو اب بے دھوئے پاک نہ ہوں گے۔[5]

مسئلہ ۴۰: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نَجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہوگئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمّم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔[6]

مسئلہ ۴۱: جس کوئیں میں ناپاک پانی ہو پھر وہ کوآں سُوکھ جائے تو پاک ہوگیا۔

مسئلہ ۴۲: درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے۔ یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے کے پیشتر کاٹ لیں تو طہارت کے لیے دھونا ضروری ہے۔[7]

مسئلہ ۴۳: اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔[8]

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص٥٦٥، وغيرهما.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤.

3...... المرجع السابق. 4...... المرجع السابق.

5...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص٥٦٢.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤.

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤.
و "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التى تصيب الثوب... إلخ، ج۱، ص۱۲.

8...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج۱، ص٤٤.

مسئلہ ۴۴: چکی کا پتھر خشک ہونے سے پاک ہوجائے گا۔[1]

مسئلہ ۴۵: کنکری جو زمین کے اوپر ہے خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی اور جو زمین میں وصل ہے زمین کے حکم میں ہے۔[2]

مسئلہ ۴۶: جو چیز زمین سے متصل تھی اور نجس ہوگئی، پھر خشک ہونے کے بعد الگ کی گئی تو اب بھی پاک ہی ہے۔[3]

مسئلہ ۴۷: ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچّے ہیں ناپاک ہیں، بعد پختہ کرنے کے پاک ہوگئے۔[4]

مسئلہ ۴۸: تنور یا توے پر ناپاک پانی کا چھینٹا ڈالا اور آنچ سے اس کی تری جاتی رہی اب جو روٹی لگائی گئی پاک ہے۔[5]

مسئلہ ۴۹: اُپلے جلا کر کھانا پکانا جائز ہے۔[6]

مسئلہ ۵۰: جو چیز سوکھنے یا رگڑنے وغیرہ سے پاک ہوگئی، اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی۔[7]

مسئلہ ۵۱: سُوئر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جب کہ ذبح کے قابل ہو اور **بسم اللّٰہ** کہہ کہ ذبح کیا گیا، تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے کہ نمازی کے پاس اگر وہ گوشت ہے یا اس کی کھال پر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر حرام جانور ذبح سے حلال نہ ہوگا حرام ہی رہے گا۔[8]

مسئلہ ۵۲: سُوئر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ اس کو کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا ہو یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھا لیا ہو اور اس کی تمام رطوبت فنا ہو کر بدبو جاتی رہی ہو کہ دونوں صورتوں میں پاک ہو جائے گی اس پر نماز درست ہے۔[9]

مسئلہ ۵۳: درندے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو نہ اس پر بیٹھنا چاہیے، نہ نماز پڑھنی چاہیے کہ مزاج میں سختی اور تکبر پیدا

---

1 ...... "النهر الفائق"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص١٤٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب... إلخ، ج١، ص١٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٤.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب... إلخ، ج١، ص١١.

9 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ج١، ص٣٩٣-٣٩٥، وغيره.

ہوتا ہے، بکری اور مینڈھے کی کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مزاج میں نرمی اور انکسار پیدا ہوتا ہے، کتّے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو یا وہ ذبح کرلیا گیا ہو استعمال میں نہ لانا چاہیے کہ آئمہ کے اختلاف اور عوام کی نفرت سے بچنا مناسب ہے۔

مسئلہ ۵۴: روئی کا اگر اتنا حصہ نجس ہے جس قدر دُھنے سے اُڑ جانے کا گمانِ صحیح ہو تو دُھنے سے پاک ہو جائے گی ورنہ بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی، ہاں اگر معلوم نہ ہو کہ کتنی نجس ہے تو بھی دھننے سے پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۵۵: غلّہ جب پَیر[1] میں ہو اور اس کی مالش کے وقت بیلوں نے اس پر پیشاب کیا، تو اگر چند شریکوں میں تقسیم ہوا یا اس میں سے مزدوری دی گئی یا خیرات کی گئی تو سب پاک ہو گیا اور اگر کُل بجنسہٖ موجود ہے تو ناپاک ہے، اگر اس میں سے اس قدر جس میں احتمال ہو سکے کہ اس سے زِیادہ نجس نہ ہوگا دھو کر پاک کرلیں تو سب پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۶: رانگ، سیسہ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۷: جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر گیا تو چوہے کے آس پاس سے نکال ڈالیں، باقی پاک ہے کھا سکتے ہیں اور اگر پتلا ہے تو سب ناپاک ہو گیا اس کا کھانا جائز نہیں، البتہ اس کام میں لا سکتے ہیں جس میں استعمالِ نَجاست ممنوع نہ ہو، تیل کا بھی یہی حکم ہے۔[2]

مسئلہ ۵۸: شہد ناپاک ہو جائے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے زِیادہ اس میں پانی ڈال کر اتنا جوش دیں کہ جتنا تھا اتنا ہی ہو جائے، تین مرتبہ یوہیں کریں پاک ہو جائے گا۔[3]

مسئلہ ۵۹: ناپاک تیل کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر خوب ہلائیں، پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں، یوہیں تین بار کریں یا اس برتن میں نیچے سوراخ کر دیں کہ پانی بہ جائے اور تیل رہ جائے، یوں بھی تین مرتبہ میں پاک ہو جائے گا یا یوں کریں کہ اتنا ہی پانی ڈال کر اس تیل کو پکائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے اور تیل رہ جائے ایسا ہی تین دفعہ میں پاک ہو جائے گا اور یوں بھی کہ پاک تیل یا پانی دوسرے برتن میں رکھ کر اس ناپاک اور اس پاک دونوں کی دھار ملا کر اوپر سے گرائیں مگر اس میں یہ ضرور خیال رکھیں کہ ناپاک کی دھار اس کی دھار سے کسی وقت جدا نہ ہو، نہ اس برتن میں کوئی قطرہ ناپاک کا پہلے سے پہنچا ہو نہ بعد کو ورنہ پھر ناپاک ہو جائے گا، بہتی ہوئی عام چیزیں، گھی وغیرہ کے پاک کرنے کے بھی

1 ...... یعنی اناج صاف کرنے کی جگہ۔

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٥.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، ج١، ص٤٢.

یہی طریقے ہیں اور اگر گھی جما ہو، اسے پگھلا کر انھیں طریقوں میں سے کسی طریقہ پر پاک کریں اور ایک طریقہ ان چیزوں کے پاک کرنے کا یہ بھی ہے کہ پرنالے کے نیچے کوئی برتن رکھیں اور چھت پر سے اسی جنس کی پاک چیز یا پانی کے ساتھ اس طرح ملا کر بہائیں کہ پرنالے سے دونوں دھاریں ایک ہو کر گریں سب پاک ہو جائے گا یا اسی جنس یا پانی سے اُبال لیں پاک ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ ۶۰: جانماز میں ہاتھ، پاؤں، پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا ضروری ہے، باقی جگہ اگر نَجاست ہو نماز میں حَرَج نہیں، ہاں نماز میں نَجاست کے قرب سے بچنا چاہیے۔

مسئلہ ۶۱: کسی کپڑے میں نَجاست لگی اور وہ نَجاست اسی طرف رہ گئی، دوسری جانب اس نے اثر نہیں کیا تو اس کو لوٹ کر دوسری طرف جدھر نَجاست نہیں لگی ہے نماز نہیں پڑھ سکتے اگرچہ کتنا ہی موٹا ہو مگر جب کہ وہ نَجاست مَواضعِ سجود سے الگ ہو۔[2]

مسئلہ ۶۲: جو کپڑا دو تہ کا ہو اگر ایک تہ اس کی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے گئے ہوں، تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔[3]

مسئلہ ۶۳: لکڑی کا تختہ ایک رُخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چِر سکے، تو لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔[4]

مسئلہ ۶۴: جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگرچہ سُوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں، ہاں اگر وہ سُوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھالیا، تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶۵: آنکھوں میں ناپاک سرمہ یا کاجل لگایا اور پھیل گیا تو دھونا واجب ہے اور اگر آنکھوں کے اندر ہی ہو باہر نہ لگا ہو تو معاف ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٤، ص٣٧٨۔ ٣٨٠.

2 ...... "غنية المتملي"، شرائط الصلاة، الشرط الثاني، ص٢٠٢.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، ج٢، ص٤٦٧.

4 ...... "غنية المتملي"، شرائط الصلاة، الشرط الثاني، ص٢٠٢.

مسئلہ ٦٦: کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے میں نَجاست لگی دیکھی اور غالب گمان ہے کہ اس کو خبر کرے گا تو پاک کرلے گا تو خبر کرنا واجب ہے۔[1]

مسئلہ ٦٧: فاسقوں کے استعمالی کپڑے جن کا نجس ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے مگر بے نمازی کے پاجامے وغیرہ میں اِحتِیاط یہی ہے کہ رومالی پاک کرلی جائے کہ اکثر بے نمازی پیشاب کرکے ویسے ہی پاجامہ باندھ لیتے ہیں اور کفّار کے ان کپڑوں کے پاک کرلینے میں تو بہت خیال کرنا چاہیے۔

استنجے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾[2]

اس مسجد یعنی مسجد قبا شریف میں ایسے لوگ ہیں جو پاک ہونے کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو۔

حدیث ۱: سُنَن ابنِ ماجہ میں ابوایوّب و جابر و اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی، کہ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے گروہِ انصار! اللہ تعالٰی نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف کی، تو بتاؤ تمہاری طہارت کیا ہے۔'' عرض کی نماز کے لیے ہم وُضو کرتے ہیں اور جنابت سے غُسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، فرمایا: ''تو وہ یہی ہے اس کا التزام رکھو۔''[3]

حدیث ۲: ابوداود و ابن ماجہ زَید بن اَرقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ پاخانے جِنّ اور شیاطین کے حاضر رہنے کی جگہ ہے تو جب کوئی بیت الخلا کو جائے یہ پڑھ لے۔''

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[4]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس،فصل الاستنجاء، ج١،ص٦٢٢.

2 ...... پ١١، التوبة: ١٠٨.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الطهارة، باب الاستنجاء بالماء، الحديث: ٣٥٥، ج١، ص٢٢٢.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب مايقول الرجل إذا دخل الخلاء، الحديث: ٦، ج١، ص٣٦.

حدیث ۳: صحیحین میں یہ دعا یوں ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ [1]

حدیث ۴: ترمذی کی روایت امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جنّ کی آنکھوں اور بنی آدم کے سِتر میں پردہ یہ ہے کہ جب پاخانے کو جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ کہہ لے۔[2]

حدیث ۵: ترمذی وابن ماجہ ودارمی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر آتے یوں فرماتے: '' غُفْرَانَکَ۔'' [3]

حدیث ۶: ابن ماجہ کی روایت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ جب بیت الخلا سے تشریف لاتے تو یہ فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ [4]

حدیث ۷: حِصن حَصین میں ہے کہ یوں فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَ مِنْ بَطْنِیْ مَا یَضُرُّنِیْ وَاَبْقٰی فِیْہِ مَا یَنْفَعُنِیْ [5]

حدیث ۸: متعدد کتب میں بکثرت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جب پاخانے کو جاؤ تو قبلہ کو نہ مونھ کرو، نہ پیٹھ اور عضوِتناسُل کو دہنے ہاتھ سے چھونے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔'' [6]

حدیث ۹: ابوداود و ترمذی ونسائی اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا کو

1...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب مايقول عند الخلاء، الحديث: ١٤٢، ج١، ص٧٣.
ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں پلیدی اور شیاطین سے۔

2...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ما ذكر من التسمية عند دخول الخلاء، الحديث: ٦٠٦، ج٢، ص١١٣.

3...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب مايقول إذا خرج من الخلاء، الحديث: ٧، ج١، ص٨٧.
ترجمہ: اللہ عزوجل سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

4...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الطهارة، باب مايقول إذا خرج من الخلاء، الحديث: ٣٠١، ج١، ص١٩٣.
ترجمہ: حمد ہے اللہ کے لیے جس نے اذیت کی چیز مجھ سے دور کردی اور مجھے عافیت دی۔

5...... "الحصن الحصين"
ترجمہ: حمد ہے اللہ کے لیے جس نے میرے شکم سے وہ چیز نکال دی جو مجھے ضرر دیتی اور وہ چیز باقی رکھی جو مجھے نفع دے گی۔

6...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، الحديث: ١٥٣،١٤٤، ج١، ص٧٦،٧٤.

جاتے، انگوٹھی اُتار لیتے[1]، کہ اس میں نام مبارک کندہ تھا۔

حدیث ۱۰: ابوداود و ترمذی نے انھیں سے روایت کی، جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو کپڑا نہ ہٹاتے تاوقتیکہ زمین سے قریب نہ ہوجائیں۔[2]

حدیث ۱۱: ابوداود جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور جب قضائے حاجت کو تشریف لے جاتے، تو اتنی دور جاتے کہ کوئی نہ دیکھے۔[3]

حدیث ۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی و نَسائی نے روایت کی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گوبر اور ہڈیوں سے استنجا نہ کرو کہ وہ تمہارے بھائیوں جنّ کی خوراک ہے۔''[4] اور ابوداود کی ایک روایت میں کوئلے سے بھی ممانعت فرمائی۔[5]

حدیث ۱۳: ابوداود و ترمذی و نَسائی عبداللہ بن مُغفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی غُسل خانہ میں پیشاب نہ کرے، پھر اس میں نہائے یا وُضو کرے کہ اکثر وسوسے اس سے ہوتے ہیں۔''[6]

حدیث ۱۴: ابوداود و نَسائی عبداللہ بن سَرجِس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے ممانعت فرمائی۔[7]

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور نے فرمایا: ''تین چیزیں جو سببِ لعنت ہیں، ان سے بچو: گھاٹ پر اور بیچ راستہ اور درخت کے سایہ میں پیشاب کرنا۔''[8]

حدیث ۱۶: امام احمد و ترمذی و نَسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، فرماتی ہیں جو شخص تم سے یہ کہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو تم اسے سچّا نہ جانو، حضور نہیں پیشاب فرماتے مگر بیٹھ کر۔[9]

1...... "جامع الترمذي"، أبواب اللباس... إلخ، باب ماجاء في لبس الخاتم...إلخ، الحديث: ١٧٥٢، ج٣، ص٢٨٩.

2...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الاستتار عند الحاجة، الحديث: ١٤، ج١، ص٩٢.

3...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، الحديث: ٢، ج١، ص٣٥.

4...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية مايستنجي به، الحديث: ١٨، ج١، ص٩٦.

5...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب ما ينهى عنه أن يستنجي به، الحديث: ٣٩، ج١، ص٤٨.

6...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في البول في المستحم، الحديث: ٢٧، ج١، ص٤٤.

7...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب النهي عن البول في الجحر، الحديث: ٢٩، ج١، ص٤٤.

8...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب المواضع التي نهى عن البول فيها، الحديث: ٢٦، ج١، ص٤٣.

9...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء في النهي عن البول قائما، الحديث: ١٢، ج١، ص٩٠.

حدیث ۱۷: امام احمد وابوداود وابن ماجہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''دو شخص پاخانہ کو جائیں اور سِتر کھول کر باتیں کریں، تو اللہ اس پر غضب فرماتا ہے۔'' [1]

حدیث ۱۸: صحیح بُخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبروں پر گزر فرمایا تو یہ فرمایا: ''کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور کسی بڑی بات میں (جس سے بچنا دشوار ہو) مُعذَّب نہیں ہیں ،ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا''، پھر حضور نے کھجور کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے، ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا نصب فرمادیا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیوں کیا؟ فرمایا: ''اس امید پر کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف [2] ہو۔'' [3]

استنجے کے متعلق مسائل

مسئلہ ۱: جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ پڑھ لے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

پھر بایاں قدم پہلے داخل کرے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر **غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَکَ عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ** کہے۔ [4]

مسئلہ ۲: پاخانہ یا پیشاب پھرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قِبلہ کی طرف مونھ ہو نہ پیٹھ اور یہ حکم عام ہے چاہے مکان کے اندر ہو، یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف مونھ یا پُشت کر کے بیٹھ گیا، تو یاد آتے ہی فوراً رُخ بدل دے اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لیے مغفرت فرمادی جائے۔ [5]

مسئلہ ۳: بچّے کو پاخانہ پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچّے کا مونھ قِبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا۔ [6]

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب كراهية الكلام عندالحاجة ، الحديث: ١٥، ج١، ص ٤٠.

2 ...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے کہ یہ بھی باعث تخفیف عذاب ہیں جب تک خشک نہ ہوں نیز ان کی تسبیح سے میت کا دل بہلتا ہے۔ ۱۲ منہ

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الوضوء، الحديث: ٢١٨، ج١، ص ٩٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦١٥.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص٦٠٨. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الاستنجاء، ج١، ص ٥٠.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج١، ص ٦١٠.

مسئلہ۴: پاخانہ، پیشاب کرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ مونھ ہو، نہ پیٹھ۔ یوہیں ہَوا کے رُخ پیشاب کرنا ممنوع ہے۔[1]

مسئلہ۵: کوئیں یا حوض یا چشمہ کے کنارے یا پانی میں اگرچہ بہتا ہوا ہو یا گھاٹ پر یا پھلدار درخت کے نیچے یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہو یا سایہ میں جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں یا مسجد اور عیدگاہ کے پہلو میں یا قبرستان یا راستہ میں یا جس جگہ مویشی بندھے ہوں ان سب جگہوں میں پیشاب، پاخانہ مکروہ ہے۔ یوہیں جس جگہ وُضو یا غُسل کیا جاتا ہو وہاں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔[2]

مسئلہ۶: خود نیچی جگہ بیٹھنا اور پیشاب کی دھار اونچی جگہ گرے یہ ممنوع ہے۔[3]

مسئلہ۷: ایسی سخت زمین پر جس سے پیشاب کی چھینٹیں اُڑ کر آئیں پیشاب کرنا ممنوع ہے، ایسی جگہ کو کرید کر نرم کر لے یا گڑھا کھود کر پیشاب کرے۔[4]

مسئلہ۸: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔[5] نیز ننگے سر پاخانہ، پیشاب کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دُعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ یوہیں کلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۹: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زِیادہ بدن کھولے، پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلۂ دینی میں غور نہ کرے کہ یہ باعثِ محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینکے تو زبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے، دل میں کہہ لے اور بغیر ضرورت اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نَجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کہ اس سے بواسیر کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بلاضرورت کھنکارے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: القول مرجح على الفعل، ج١، ص ٦١٠،٦١٢.

2...... المرجع السابق، ص ٦١١-٦١٣.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١ ص ٥٠.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، مطلب: القول مرجح على الفعل، ج١، ص٦١٢.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج١، ص ٥٠.

5...... المرجع السابق.

جب فارغ ہوجائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آلہ کو جڑ کی طرف سے سر کی طرف سونتے کہ جو قطرے رُکے ہوئے ہیں نکل جائیں، پھر ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہوجائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے جب قطروں کا آنا موقوف ہوجائے، تو کسی دوسری جگہ طہارت کے لیے بیٹھے اور پہلے تین تین بار دونوں ہاتھ دھولے اور طہارت خانہ میں یہ دُعا پڑھ کر جائے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** ط ۔[1]

پھر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں اور پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام اور طہارت کے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کو دے کر ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بُو باقی نہ رہ جائے، پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالیں اور اگر کپڑا پاس نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رومالی پر پانی چھڑک لیں، پھر اس جگہ سے باہر آکر یہ دُعا پڑھیں۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا وَالْاِسْلَامَ نُوْرًا وَقَائِدًا وَدَلِيْلًا اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى جَنَّاتِ النَّعِيْمِ اَللّٰهُمَّ حَصِّنْ فَرْجِىْ وَطَهِّرْ قَلْبِىْ وَمَحِّصْ ذُنُوْبِىْ** ۔[2]

مسئلہ ۱۰: آگے یا پیچھے سے جب نَجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنّت ہے اور اگر صرف پانی ہی سے طہارت کرلی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔[3]

مسئلہ ۱۱: آگے اور پیچھے سے پیشاب، پاخانہ کے سوا کوئی اَور نَجاست، مثلاً خون، پیپ وغیرہ نکلے یا اس جگہ خارج سے نَجاست لگ جائے تو بھی ڈھیلے سے صاف کر لینے سے طہارت ہوجائے گی جب کہ اس موضع سے باہر نہ ہو مگر دھو ڈالنا مستحب ہے۔[4]

---

1 ...... اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں۔ اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں سے کردے جن پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غم کریں گے۔ ۱۲

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۰.
و "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج۱، ص۶۱۵.
حمد ہے اللہ کے لیے جس نے پانی کو پاک کرنے والا اور اسلام کو نور اور خدا تک پہنچانے والا اور جنت کا راستہ بتانے والا کیا اے اللہ تو میری شرم گاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہ دُور کر۔ ۱۲

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

مسئلہ ۱۲: ڈھیلوں کی کوئی تعداد مُعیّن سنّت نہیں بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے تو اگر ایک سے صفائی ہو گئی سنّت ادا ہو گئی اور اگر تین ڈھیلے لیے اور صفائی نہ ہوئی سنّت ادا نہ ہوئی، البتہ مستحب یہ ہے کہ طاق ہوں اور کم سے کم تین ہوں تو اگر ایک یا دو سے صفائی ہو گئی تو تین کی گنتی پوری کرے اور اگر چار سے صفائی ہو تو ایک اور لے کہ طاق ہو جائیں۔ (1)

مسئلہ ۱۳: ڈھیلوں سے طہارت اس وقت ہو گی کہ نَجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درم سے زِیادہ آلودہ نہ ہو اور اگر درم سے زِیادہ سَن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلے لینا اب بھی سنّت رہے گا۔ (2)

مسئلہ ۱۴: کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے بھی صاف کر لینا بلا کراہت جائز ہے، دیوار سے بھی استنجا سکھا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے کی دیوار نہ ہو، اگر دوسرے کی ملک ہو یا وقف ہو تو اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور کر لیا تو طہارت ہو جائے گی، جو مکان اس کے پاس کرایہ پر ہے اس کی دیوار سے استنجا سکھا سکتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۱۵: پرائی دیوار سے استنجے کے ڈھیلے لینا جائز نہیں اگرچہ وہ مکان اس کے کرایہ میں ہو۔

مسئلہ ۱۶: ہڈّی اور کھانے اور گوبر اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور شیشہ اور کوئلے اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو، اگرچہ ایک آدھ پیسہ سہی ان چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ (4)

مسئلہ ۱۷: کاغذ سے استنجا منع ہے، اگرچہ اس پر کچھ لکھا نہ ہو یا ابوجہل ایسے کافر کا نام لکھا ہو۔

مسئلہ ۱۸: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے، اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا تو اسے دہنے ہاتھ سے جائز ہے۔ (5)

مسئلہ ۱۹: آلہ کو دہنے ہاتھ سے چھونا، یا داہنے ہاتھ میں ڈھیلا لے کر اس پر گزارنا مکروہ ہے۔ (6)

مسئلہ ۲۰: جس ڈھیلے سے ایک بار استنجا کر لیا اسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے مگر دوسری کروٹ اس کی صاف ہو تو اس سے کر سکتے ہیں۔ (7)

مسئلہ ۲۱: پاخانہ کے بعد مرد کے لیے ڈھیلوں کے استعمال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج ١، ص ٤٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي... إلخ، ج ١، ص ٦٠١.

4 ...... "الدرالمختار" و "رد المحتار"، كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قليل، ج ١، ص ٦٠٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج ١، ص ٥٠.

6 ...... المرجع السابق، ص ٤٩.

7 ...... المرجع السابق، ص ٥٠.

آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کی طرف اور تیسرا آگے سے پیچھے کو اور جاڑوں میں پہلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا آگے سے پیچھے کو اور تیسرا پیچھے سے آگے کو لے جائے۔[1]

مسئلہ ۲۲: عورت ہر زمانہ میں اسی طرح ڈھیلے لے جیسے مرد گرمیوں میں۔[2]

مسئلہ ۲۳: پاک ڈھیلے داہنی جانب رکھنا اور بعد کام میں لانے کے بائیں طرف ڈال دینا، اس طرح پر کہ جس رُخ میں نَجاست لگی ہو نیچے ہو مستحب ہے۔[3]

مسئلہ ۲۴: پیشاب کے بعد جس کو یہ احتمال ہے کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا یا پھر آئے گا، اس پر اِستبرا (یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو گر جائے) واجب ہے، استبرا ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے یا دہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو دہنے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنکارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے اور استبرا اس وقت تک کرے کہ دل کو اطمینان ہو جائے، ٹہلنے کی مقدار بعض علماء نے چالیس قدم رکھی مگر صحیح یہ ہے کہ جتنے میں اطمینان ہو جائے اور یہ استبرا کا حکم مردوں کے لیے ہے، عورت بعد فارغ ہونے کے تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کرلے۔[4]

مسئلہ ۲۵: پاخانہ کے بعد پانی سے استنجے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور انگلیوں کے پیٹ سے دھوئے انگلیوں کا سِرا نہ لگے اور پہلے بیچ کی انگلی اُونچی رکھے، پھر وہ جو اس سے متصل ہے اس کے بعد چھنگلیا اُونچی رکھے اور خوب مبالغہ کے ساتھ دھوئے، تین انگلیوں سے زِیادہ سے طہارت نہ کرے اور آہستہ آہستہ ملے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔[5]

مسئلہ ۲۶: ہتھیلی سے دھونے سے بھی طہارت ہو جائے گی۔[6]

مسئلہ ۲۷: عورت ہتھیلی سے دھوئے اور بہ نسبت مرد کے زیادہ پھیل کر بیٹھے۔[7]

1...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

2...... "نورالإيضاح"، کتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء، ص۱۰.

3...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۸.

4...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۹.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: في الفرق بين الاستبراء... إلخ، ج۱، ص۶۱۴.

5...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۹.

6...... المرجع السابق. 7...... المرجع السابق.

مسئلہ ۲۸: طہارت کے بعد ہاتھ پاک ہوگئے مگر پھر دھو لینا بلکہ مٹی لگا کر دھونا مستحب ہے۔[1]

مسئلہ ۲۹: جاڑوں میں بہ نسبت گرمیوں کے دھونے میں زِیادہ مبالغہ کرے اور اگر جاڑوں میں گرم پانی سے طہارت کرے، تو اسی قدر مبالغہ کرے جتنا گرمیوں میں مگر گرم پانی سے طہارت کرنے میں اتنا ثواب نہیں جتنا سرد پانی سے اور مرض کا بھی احتمال ہے۔[2]

مسئلہ ۳۰: روزے کے دنوں میں نہ زِیادہ پھیل کر بیٹھے نہ مبالغہ کرے۔[3]

مسئلہ ۳۱: مرد لُنجھا ہو تو اس کی بی بی استنجا کرادے اور عورت ایسی ہو تو اس کا شوہر اور بی بی نہ ہو یا عورت کا شوہر نہ ہو تو کسی اور رشتہ دار بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن سے استنجا نہیں کراسکتے بلکہ معاف ہے۔[4]

مسئلہ ۳۲: زمزم شریف سے استنجا پاک کرنا مکروہ ہے[5] اور ڈھیلا نہ لیا ہو تو ناجائز۔

مسئلہ ۳۳: وُضو کے بقیہ پانی سے طہارت کرنا خلافِ اَولیٰ ہے۔

مسئلہ ۳۴: طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وُضو کر سکتے ہیں، بعض لوگ جو اس کو پھینک دیتے ہیں یہ نہ چاہیے اسراف میں داخل ہے۔[6]

قد تم بحمد الله سبحٰنه و تعالیٰ هذا الجزء فی مسائل الطهارة وله الحمد اولا و اخرا و باطنا و ظاهرا کما یحب ربنا و یرضی وهو بکل شیٔ علیم ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم و صلی اللّٰه علی خیر خلقهٖ سیدنا و مولانا محمد و اٰله وصحبه و ا بنه و ذریته و علماء ملته و اولیاء امته اجمعین اٰمین والحمد للّٰه رب العٰلمین۔ وانا الفقیر المفتقر الی اللّٰه الغنی ابو العلا امجد علی الاعظمی غفر اللّٰه له ولوالدیه۔ اٰمین

اعظمی رضوی
۱۳۲۹
محمد امجد علی

1...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۹.

2...... المرجع السابق.

3...... المرجع السابق.

4...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحکامها، الفصل الثالث، ج۱، ص۴۹.
و "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، کتاب الطهارة، فصل الاستنجاء، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قلیل، ج۱، ص۶۰۷.

5...... "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۳۵۸.
و"الفتاوی الرضویة"، ج۲، ص۴۵۲.

6...... "الفتاوی الرضویة"، ج۴، ص ۵۷۵.

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثیل

امام اہلسنت، ناصر دین وملّت، محی الشریعہ کاسر الفتنہ، قامع البدعہ، مجدد المأتہ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ، سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولٰنا مولوی حاجی قاری مفتی **احمد رضا خاں** صاحب قادری برکاتی نفع اللہ الاسلام و المسلمین بفیوضھم و برکاتھم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط۔ الحمد للّٰہ وکفٰی وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی لاسیما علی الشارع المصطفٰی ومقتفیہ فی المشارع اولی الطہارۃ و الصفا فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مسائل طہارت میں یہ مبارک رسالہ **بہار شریعت** تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلیٰ مولٰنا ابو العلیٰ مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنیٰ رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنیٰ مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا آجکل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر وعمل وفیض میں برکت دے اور عقائد سے ضروری فروع تک ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہلسنت میں شائع ومعمول اور دُنیا وآخرت میں نافع ومقبول فرمائے۔ آمین۔

والحمدللّٰہ رب العلمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین ۱۲۔ ربیع الاٰخر شریف ۱۳۳۵ھ ہجریہ علی صاحبھا واٰلہ الکرام افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اٰمین۔

ضمیمہ بہارشریعت حصہ دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

بہارِ شریعت حصہ دوم میں جہاں آب مطلق وآب مقید کے جزئیات فقیر نے گنائے ایک مسئلہ یہ بھی بیان میں آیا کہ حقہ کا پانی پاک ہے اگر چہ رنگ و بو ومزہ میں تغیر آجائے اس سے وضو جائز ہے۔ بقدر کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں اس پر کاٹھیاواڑ کے بعض اضلاع کے عوام میں خواہ مخواہ اختلاف پیدا ہوا اور یہاں ایک خط طلب دلیل کے لیے بھیجا۔ چاہیے یہ تھا کہ خلاف کرنے والے دلیل لاتے کہ دلیل ان کے ذمہ ہے نہ ہمارے ذمہ اس لیے کہ پانی اصل میں طاہر مطہر ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡراً ﴾ (1)

اور فرماتا ہے:

﴿ يُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ ﴾ (2)

ردالمحتار میں ہے:

" ويستدل بالآية ايضا علىٰ طهارته اذ لا منة بالنجس " (3)

فقہ کا وہ ارشاد کہ کسی پانی کی نجاست کی کافر نے خبر دی اس کا قول نہ مانا جائے گا اور اس سے وضو جائز ہے۔ کہ نجاست عارضی ہے اور قول کافر دیانات میں نامعتبر۔ (4) لہٰذا اپنی اصل طہارت پر رہے گا۔ اس سے ہمارے قول کی کافی تائید ہے مگر یہ سب باتیں اس کے لیے ہیں جو قواعد شرعیہ کے مطابق کہے یا کہنا چاہے اور آج کل اس سے بہت کم علاقہ رہا ''الا ماشاء اللہ'' اس زمانہ میں تو یہ رہ گیا ہے کہ کچھ کہہ کر عوام میں اختلاف پیدا کر دیا جائے۔ صحیح ہو یا غلط اس سے کچھ مطلب نہیں، معترضین اگر چہ اسے ناپاک مانتے ہیں لہٰذا صرف طہارت کی سند دینی ہمیں کافی تھی، مگر ہم احساناً دونوں حکموں کا ثبوت دیتے ہیں۔ طہارت کے

---

(1)...... پ١٩، الفرقان: ٤٨.

(2)...... پ٩، الانفال: ١١.

(3)...... "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٣٥٨.

(4)...... "الدر المختار"، كتاب الحظر والإباحة، ج٩، ص٥٦٩.

متعلق تو وہی کافی ہے کہ یہ پانی ہے اور پانی بذاتہ نجس نہیں تاوقتیکہ کسی نجس کا خلط یا نجس کا مس نہ ہو نجس نہیں ہوسکتا۔ نجس کا خلط جیسے شراب یا پیشاب یا دیگر اشیائے نجسہ اس میں مل جائیں تو اگر قلیل ہے یعنی دہ در دہ سے کم ہے تو اب ناپاک ہو جائے گا اور اگر دہ در دہ ہے تو نجس کے ملنے سے بھی اس وقت ناپاک ہوگا کہ اس نجس شے نے اس کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دیا۔ درمختار میں ہے:

وینجس بتغير احد اوصافه من لون او طعم او ريح ينجس الكثير ولو جاريا اجماعا أماالقليل فينجس وان لم يتغير۔ [1] عالمگیریہ میں ہے: **الماء الراكد اذاكان كثيرًا فهو بمنزلة الجارى لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة فى طرف منه الا ان يتغير لونه او طعمه اوريحه وعلى هذا اتفق العلماء وبه اخذ عامة المشائخ رحمهم اللّٰه تعالىٰ كذا فى " المحيط "۔** [2]

مس کی صورت یہ ہے کہ نجس چیز پانی سے چھوجائے اگر چہ اس کے اجزا اس میں نہ ملیں قلیل پانی نجس ہو جائے گا۔ جیسے سوئر کے بدن کا کوئی حصہ اگر چہ بال پانی سے چھوجائے نجس ہوجائے گا۔ اگر چہ وہ فوراً اس سے جدا کرلیا جائے اگر چہ لعاب وغیرہ کوئی نجاست اس کے بدن سے جدا ہوکر پانی میں نہ ملی ہندیہ میں ہے:

وان كان نجس العين كا لخنزير فانه يتنجس وان لم يدخل فاه . [3]

نیز اسی میں ہے:

اما الخنزير فجميع اجزائه نجسة . [4]

ردالمحتار میں ہے:

وظاهر الرواية ان شعره نجس وصححه فى البدائع ورجحه فى الاختيار فلو صلى ومعه منه اكثر من قدرالدرهم لا تجوز ولو وقع فى ماء قليل نجسه۔ [5]

یوہیں کوئی دموی جانور پانی میں گرکر مرجائے یا مرا ہوا گر جائے پانی نجس ہوجائے گا اگر چہ اس کا لعاب وغیرہ پانی سے مخلوط نہ ہو کہ مجرد ملاقات میتہ آب قلیل کو نجس کر دیتی ہے۔

درمختار میں ہے:

---

1 ...... "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٣٦٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٨.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول، ج١، ص١٩.

4 ...... "الفتاوى الهندية" كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤.

5 ...... "رد المحتار" كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ج١، ص٣٩٨ .

اومات فیھا (ای فی بئردون القدر الکثیر) او خارجھا والقی فیھا حیوان دموی .[1]

اور اگر سوئر کے سوا کوئی اور جانور گرا جس کا لعاب نجس ہے اور زندہ نکل آیا تو جب تک اس کے مونھ کا پانی میں پڑنا معلوم نہ ہو نجس نہ ہوگا۔ فتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

والصحیح ان الکلب لیس بنجس العین فلا یفسد الماء مالم یدخل فاہ ھکذا فی التبیین وھکذا سائر ما لا یوکل لحمہ من سباع الوحش والطیر لا یتنجس الماء اذا اخرج حیا ولم یصل فاہ فی الصحیح ھکذا فی " محیط السرخسی ".[2] درمختار میں ہے: **لو اخرج حیا ولیس بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شئ الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسؤرہ فان نجسا نزح الکل والا لا ھو الصحیح۔**[3] ردالمحتار میں ہے: **بخلاف ما اذا کان علی الحیوان خبث ای نجاسۃ وعلم بھا فانہ ینجس مطلقا قال فی البحر وقیدنا بالعلم لانھم قالوا فی البقر ونحوہ یخرج حیا لا یجب نزح شئ وان کان الظاھرا شتمال بولھا علیٰ افخاذھا لکن یحتمل طھارتھا بان سقطت عقب دخولھا ماء کثیرا مع ان الاصل الطھارۃ اھ ومثلہ فی " الفتح "اھ.**[4]

اس عبارت ردالمحتار سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جب تک کسی شے کا نجس ہونا یقینی معلوم نہ ہو حکم نجاست نہیں دیتے اگر چہ ظاہر نجس ہونا ہو تو حقہ کے پانی کی نسبت جب تک نجس ہونا یقینی نہ ہو نجس نہیں کہہ سکتے۔ نجاست کا یقین تو درکنار یہاں وہم بھی نجاست کا نہیں، اس کی نجاست اسی وقت ثابت ہوگی کہ اس کا نجاست سے مس یا اس میں نجاست خلط یقیناً معلوم ہو اور یہ دونوں امر مفقود تو اپنی اصل طہارت پر ہونا ثابت۔ **وھو المقصود ثم اقول** یہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وہی پانی ہے جو حقہ میں ڈالنے سے پہلے طاہر و مطہر تھا ہاں اگر نجس پانی سے کسی نے حقہ تازہ کیا یا اس کا حقہ اندر سے نجس تھا یا اس پانی میں بعد کو کوئی نجاست پڑی خواہ حقہ کے اندر ہی یا اس میں سے نکالنے کے بعد تو یہ سب بلا شبہ نجس ہی ہیں اس کی طہارت کا کون قائل ہوسکتا ہے اگر بجائے حقہ گھڑا یا لوٹا نجس ہوتے تو ان کا پانی بھی نجس ہوتا اور کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً گھڑے یا لوٹے کا پانی نجس ہوتا ہے کہ یہ نجاست اس کے خصوص نجس ہونے سے ہے نہ یہ کہ گھڑا یا لوٹا ہونا باعث نجاست ہے۔ یوہیں یہاں یہ نجاست خصوص اس ظرف کے نجس ہونے یا اس پانی میں نجس کے ملنے سے ہے نہ یہ کہ اس کا حقہ ہونا سبب نجاست ہے اور کلام یہاں اس میں ہے

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، فصل في البئر، ج۱، ص۴۰۷.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الثالث في المیاہ، الفصل الأول، ج۱، ص۱۹.

3 ...... "الدر المختار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۰.

4 ...... "رد المحتار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، فصل في البئر، ج۱، ص۴۱۰.

کہ حقہ کا دھواں پانی پر گزرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا تو جب یہ وہی پانی ہے کہ پہلے سے پاک تھا اور اب مرور دخان سے اس کے اوصاف متغیر ہوئے تو اگر اوصاف کا بدلنا سبب نجاست ہو تو لازم کہ شربت گلاب، کیوڑا، چائے، شوربا اور وہ پانی جس میں زعفران یا شہاب ڈالا ہو بلکہ تمام وہ چیزیں جن میں پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں سب کی سب نجس ہو جائیں اور یہ بداہۃً باطل، لہٰذا ثابت کہ مطلقاً ہر شے کے ملنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ بلکہ نجس ہونے کے لیے نجس کی ملاقات ضروری ہے۔

لہٰذا پہلے تمباکو کا ناپاک ہونا شرع سے ثابت کریں پھر شرعاً اس کے دھوئیں کے بھی نجس ہونے کا ثبوت دیں پھر اس کو نجس بتائیں ودونہ خرط القتاد، یہ امر تو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ تمباکو ایک درخت کا پتّا ہے جس میں کچھ اجزا ملا کر کھاتے، پیتے، سونگھتے ہیں اور یہ بدیہی بات ہے کہ پتے نجس نہیں، باقی اجزا مثلاً شیرہ ریہ یا خوشبو کرنے یا دیگر منافع کے لیے کچھ اجزا اور شامل کیے جاتے ہیں، مثلاً سنبل الطیب، اناناس، املتاس، بیر، کٹہل وغیرہا ان میں کوئی چیز نجس نہیں لہٰذا تمباکو طاہر۔ یہ امر آخر ہے کہ اس کے کھانے یا پینے سے بیہوشی کی کیفیت پیدا ہو جائے تو بوجہ تفتیر اس کا اس حد تک کھانا پینا حرام ہوگا کہ۔

نھیٰ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر . [1]

مگر حرام ہونا اور بات ہے نجس ہونا اور، ویسے تو مٹی بھی حد ضرر تک کھانا حرام ہے۔ حالانکہ مٹی پاک بلکہ پاک کرنے والی ہے۔ کتب فقہ میں بے شمار جزئیات ملیں گے کہ کھانا پینا حرام ہے اور شے پاک۔

تنویر الابصار میں ہے: **والمسک طاھر حلال .** [2]

اس پر ردالمحتار میں فرمایا۔

زاد قولہ حلال لانہ لا یلزم من الطھارۃ الحل کما فی التراب " منح " ای فان التراب طاھر ولا یحل اکلہ۔ [3]

تو جب تمباکو پاک ٹھہرا، اس کا دھواں کس طرح ناپاک ہوسکتا ہے۔ پاک چیز تو خود پاک چیز ہے، ناپاک چیزوں کے دھوئیں کی نسبت فقہ حنفی کا حکم ہے کہ جب تک اس سے اس ناپاک شے کا اثر ظاہر نہ ہو، حکم طہارت ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

اذا احرقت العذرۃ فی بیت فاصاب ماء الطابق ثوب انسان لا یفسدہ استحسانا مالم یظھر اثر النجاسۃ

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأشربة، باب النهى عن المسكر، الحديث: ٣٦٨٦، ج٣، ص٤٦١.

2 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج١، ص٤٠٤.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في المسك ... إلخ، ج١، ص٤٠٣.

فیہ وکذا الاصطبل اذا کان حارا وعلیٰ کوتہ طابق او کان فیہ کوز معلق فیہ ماء فترشح وکذا الحمام لو فیھا نجاسات فعرق حیطانھا وکواتھا وتقاطر۔ [1]

فتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

دخان النجاسۃ اذا اصاب الثوب اوالبدن الصحیح انہ لا ینجسہ ھکذا فی "السراج الوھاج" وفی الفتاویٰ اذا احرقت العذرۃ فی بیت فعلا دخانہ وبخارہ الیٰ الطابق وانعقد ثم ذاب وعرق الطابق فاصاب ماؤہ ثوبا لا یفسد استحسانا مالم یظھر اثر النجاسۃ وبہ افتی الامام ابوبکر محمد بن الفضل کذا فی "الفتاوی الغیاثیۃ" وکذا الاصطبل اذا کان حارا وعلیٰ کوتہ طابق او بیت البالوعۃ اذا کان علیہ طابق فعرق الطابق وتقاطر وکذا الحمام اذا احرق فیھا النجاسۃ فعرق حیطانھا وکواھا وتقاطر کذا فی "فتاویٰ قاضیخان". [2]

نوشادر کہ غلیظ کا بخار جمع ہوکر بنتا ہے علما نے اسے طاہر بتایا۔ ردالمحتار میں ہے اما النوشادر المستجمع من دخان النجاسۃ فھو طاھر. [3] ان تقریرات سے منصف مزاج وتتبع فقہا کے نزدیک بخوبی ثابت ہوگیا کہ حقہ کا پانی طاہر ہے۔ رہا یہ جاہلانہ شبہہ کہ پاک ہے تو پیتے کیوں نہیں۔ رینٹھ بھی تو پاک ہے پھر کیوں نہیں کھاتے؟ تھوک بھی پاک ہے پھر کیوں نہیں پیتے؟ افیون و بھنگ بھی تو ناپاک نہیں پھر کیا پیوگے؟ جب پاک چیزیں حرام تک ہوتی ہیں تو طبعاً مکروہ وناپسند ہونا کیا دشوار ہے۔ یہ تو ہمارے دلائل تھے، اب اسے ناپاک کہنے والے بھی تو بتائیں کہ کس آیت سے کہتے ہیں یا حدیث سے یا کتاب سے اور جب کہیں سے نہیں تو یہ شریعت پر افترا ہوگا یا نہیں؟ شریعت پر افترا سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت وتوفیق بخشے آمین۔ رہا اس کا مطہر ہونا اس کا مدار مائے مطلق پر ہے کہ مائے مطلق سے وضووغسل جائز ہیں، مقید سے نہیں۔ کما ھو مصرح فی المتون. لہٰذا پہلے ہم مطلق کی تعریف بیان کریں جس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ مطلق ہے یا مقید۔ مطلق کی جامع مانع تعریف جو جزئیات منصوبہ سے منتقض نہ ہووہ ہے جو رسالہ النوروالنورق میں سیدی وسندی ومستندی مجددمأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمائی ہے کہ مطلق وہ پانی ہے کہ اپنی رقت طبعی پر باقی رہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شے نہ ملائی گئی ہو جو اس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے۔ نہ ایسی شے کہ اس کے ساتھ مل کر چیز دیگر مقصد دیگر کے لیے ہوجائے جس سے پانی کا نام

1 ...... "رد المحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب في العفو عن طین الشارع، ج۱، ص۵۸۳.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب السابع في النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثاني، ج۱، ص۴۷.

3 ...... "رد المحتار"، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب العرقيّ الذي یستقطر من درديّ الخمر نجس حرام، بخلاف النوشادر، ج۱، ص۵۸۴.

بدل جائے۔شربت یالسی یانبیذیاروشنائی وغیرہ کہلائے اوراس کے تمام فروع ومباحث کودوشعرمیں جمع فرمایا۔

مطلق آبے ست کہ بر رقت طبعی خود است   نہ درو مزج دگر چیز مساوی یا بیش

نہ بخلطے کہ بہ ترکیب شود چیز دگر   کہ بود ز آب جدا در لقب و مقصد خویش

زیادتی اطمینان کے لیے قیودتعریف کے متعلق بعض عبارات نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مدعا کے سمجھنے میں آسانی ہوگی،پہلی قیدرقت طبعی کاباقی رہنا۔ شلبیہ علی الزیلعی میں ہے:

الماء المطلق مابقى على اصل خلقته من الرقة والسيلان فلواختلط به طاهر اوجب غلظه صار مقيدا۔ [1]

فتاویٰ امام فقیہ النفس قاضی خان میں ہے:

لو وقع الثلج فى الماء وصار ثخينا غليظا لا يجوز به التوضوء لانه بمنزلة الجمد وان لم يصر ثخينا جاز۔ [2]

نیزاسی خانیہ اورفتاوائے عالمگیریہ میں ہے:

لوبل الخبز بالماء وبقى رقيقا جاز به الوضوء. [3]

نیزاسی خانیہ میں ہے:

ماء صابون وحرض ان بقيت رقته ولطافته جاز التوضوء به. [4]

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

فى " الينابيع " لو نقع الحمص والباقلاء وتغير لونه وطعمه وريحه يجوز التوضى به فان طبخ فان كان اذا برد وثخن لا يجوز الوضوء به اولم يثخن ورقة الماء باقية جاز۔ [5]

نیزاسی میں ہے:

---

1 ...... "حاشية الشلبي على تبيين الحقائق"، كتاب الطهارة، ج١، ص٧٥.

2 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في مالا يجوز به التوضي، ج١، ص٩.

3 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الطهارة، فصل في مالا يجوز به التوضي، ج١، ص٩.

4 ...... المرجع السابق .

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الطهارات، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز، ج١، ص٦٥.

لا باس بماء السیل مختلطا بالطین ان کانت رقة الماء غالبة فان کان الطین غالبا فلا .[1]

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

لو تغیر الماء بالطین او بالتراب یجوز التوضوء به.[2]

منیہ میں ہے:

یجوز الطهارة بماء خالطه شئ طاهر فغیر احد اوصافه کماء المد والماء الذی اختلط به الزعفران بشرط ان یکون الغلبة للماء من حیث الاجزاء ولم یزل عنه اسم الماء وان یکون رقیقا بعد فحکمه حکم الماء المطلق۔[3]

فتاویٰ امام غزی تمرتاشی میں ہے:

ماء الصابون لو رقیقا یسیل علی العضو یجوز الوضوء به وکذا لو اغلی بالاشنان وان ثخن لا کما فی " البزازیة ".[4]

بالجملہ یہی چند عبارات حکم مسئلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں اوراس کی نظیریں کتب فقہ میں بکثرت مذکور ہیں کہ بعد زوال رقت وسیلان قابل وضو وغسل نہ رہا۔قید دوم اس کے ساتھ کسی ایسی شے کا خلط نہ ہو کہ مقدار میں زائد یا مساوی ہے مثلاً عرق گاؤزبان یا کیوڑا گلاب بیدمشک وغیرہ جن میں نہ خوشبو ہو، نہ ذائقہ محسوس ہوتا ہوا گر پانی میں ملیں تو جب تک پانی مقدار میں زائد ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

بحرالرائق میں ہے:

ان کان مائعا موافقا للماء فی الاوصاف الثلثة کالماء الذی یؤخذ بالتقطیر من لسان الثور وماء الورد الذی انقطعت رائحته اذا اختلط فالعبرة للاجزاء فان کان الماء المطلق اکثرجاز الوضوء بالکل وان کان مغلوبا لا یجوزو ان استویا لم یذکر فی ظاهر الروایة وفی البدائع قالوا حکمه حکم الماء المغلوب احتیاطا۔[5]

---

1 ...... "فتح القدیر"، کتاب الطهارات، باب الماء الذی یجوز به الوضوء ومالا یجوز، ج۱، ص٦٥.

2 ...... "بدائع الصنائع"، کتاب الطهارة، مطلب الماء المقید، ج۱، ص ٩٥.

3 ...... "منیة المصلي" فصل في المیاه، ص٦٣ .

4 ...... "فتاوی الامام الغزی"، ص٤.

5 ...... "البحر الرائق"، کتاب الطهارة، ج۱، ص١٢٨.

درمختار میں ہے:

لو (كان المخالط) مائعا فلو مباينا لاوصافه فبتغير اكثرها اوموافقا كلبن فبأحدها او مماثلا كمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اكثر من النصف جاز التطهير بالكل والا لا۔ [1]

ہندیہ میں ہے:

وان كان لا يخالفه فيهما تعتبر في الاجزاء وان استويا في الاجزاء لم يذكر في ظاهر الرواية قالوا حكمه حكم الماء المغلوب احتياطا هكذا في " البدائع ". [2]

قید سوم ایسی شے نہ ملی ہو کہ اس کے ساتھ مل کر شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو جائے جس سے پانی کے بدلے کچھ اور نام ہو جائے خواہ کسی چیز کو ملا کر اس میں پکایا ہو جیسے یخنی، شوربا کہ اب پانی نہ رہا۔ مختصر قدوری و ہدایہ و وقایہ وغیرہا عامہ کتب میں ہے: " **لا يجوز بالمرق.** " [3] بحرالرائق میں ہے: " **لا يتوضؤ بماء تغير بالطبخ بما لا يقصد التنظيف كماء المرق والباقلاء لانه ليس بماء مطلق** " [4] یا پکایا نہ ہو محض ملا دیا ہو جیسے شکر مصری شہد کا شربت ہدایہ وغیرہا میں ہے: " **لا يجوز بالا شربه** " [5] اس پر عنایہ و کفایہ و بنایہ و غایہ میں فرمایا:

ان اراد بالاشربة الحلو المخلوط بالماء كالدبس والشهد المخلوط به كانت للماء الذي غلب عليه غيره . [6]

مجمع الانہر میں ہے:

قال صاحب الفرائد المراد من الاشربة الحلو المخلوط بالماء كالدبس والشهد . [7]

اگر ایسی چیز جس سے تنظیف یعنی میل کاٹنا مقصود ہے ملائی یا ملا کر طبخ دیا تو جب تک اس پانی کی رقت وسیلان نہ جائے قابل وضو ہے۔اس کے متعلق فتح القدیر و فتاوائے خانیہ و فتاوائے امام شیخ الاسلام غزی تمرتاشی کے نصوص اوپر گزرے۔

---

1 ...... "الدر المختار"، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱، ص۳۶۱.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.

3 ...... "الهداية"، كتاب الطهارات، باب الماء الذى يجوز به الوضوء، ومالا يجوز، ج۱، ص۲۰.

4 ...... "البحرا الرائق"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۱۲۶.

5 ...... "الهداية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء و مالا يجوز، ج۱، ص۲۰.

6 ...... "البناية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء و مالا يجوز به، ج۱، ص۲۱۲.

7 ...... "مجمع الأنهر"، كتاب الطهارة، ج۱، ص۴۵.

بحر میں ہے:

اما لو کانت النظافة تقصد به کالسدر والاشنان والصابون یطبخ به فانه یتوضؤ به الا اذا خرج الماء عن طبعه من الرقة والسیلان ۔ [1]

ہندیہ میں ہے:

وان طبخ فی الماء ما یقصد به المبالغة فی النظافة کالاشنان والصابون جاز الوضوء به بالاجماع الا اذا صارثخینا فلا یجوز هکذا فی " محیط السرخسی ". [2]

یوہیں اگر پانی میں زعفران یا پڑیا اتنی ملائی کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہوجائے اس سے وضو جائز نہیں اگرچہ رقت وسیلان باقی ہو کہ اب بھی یہ پانی نہ کہلائے گا۔ صبغ ورنگ کہا جائے گا۔ ردالمحتار میں ہے:

ومثله الزعفران اذا خالط الماء وصار بحیث یصبغ به فلیس بماء مطلق من غیر نظر الی الثخانة۔ [3]

منیہ میں ہے:

لا تجوز بالماء المقید کماء الزعفران. [4] **اھ قال فی الحلیة محمول علی ما اذا کان الزعفران غالبا۔** [5]

ہندیہ میں ہے:

وان غلبت الحمرة وصارمتما سکا لا یجوز التوضی کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔ [6]

اوراگر رنگ کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔

صغیری میں ہے:

القلیل من الزعفران یغیر الاوصاف الثلثة مع کونه رقیقا فیجوز الوضوء والغسل به . [7]

---

1 ...... "البحر الرائق"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۱۲٦.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.

3 ...... "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب في حدیث ((لا تسموا العنب الکرم))، ج۱، ص۳٦۱.

4 ...... "منیة المصلي"، فصل في المیاه، ص٦۳.

5 ...... "الحلیة"

6 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.

7 ...... "صغیری"، فصل فی بیان احکام المیاه، ص۵۰.

ہندیہ میں ہے:

التوضی بماء الزعفران والزردج والعصفر یجوز ان کان رقیقا والماء غالب ۔ [1]

یوہیں پانی میں پھٹکری مازو وغیرہ اتنے ڈالے کہ لکھنے کے قابل ہوجائے اس سے وضو جائز نہیں کہ اب وہ پانی نہیں روشنائی ہے۔ تجنیس پھر بحرالرائق پھر ہندیہ و ردالمحتار میں ہے:

وکذا اذا طرح فیہ زاج او عفص وصار ینقش بہ لزوال اسم الماء عنہ ۔ [2]

اور اگر لکھنے کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔ اگرچہ رنگ سیاہ ہوجائے کہ ابھی نام نہ بدلا۔ ہندیہ میں ہے:

اذا طرح الزاج او العفص فی الماء جاز الوضوء بہ ان کان لا ینقش اذا کتب کذا فی " البحر " نا قلاعن " التجنیس ". [3]

فتاویٰ خانیہ میں ہے:

اذا طرح الزاج فی الماء حتی اسود لکن لم تذھب رقتہ جاز بہ الوضوء ۔ [4]

حلیہ میں ہے:

صرح فی التجنیس بان من التفریع علیٰ اعتبار الغلبۃ بالاجزاء قول الجرجانی اذا طرح الزاج اوالعفص فی الماء جاز الوضوء بہ ان کان لا ینقش اذا کتب فان نقش لا یجوزوا لماء ھو المغلوب. [5]

یوہیں پانی میں چنے یا باقلا یا اور غلہ بھگویا یا کیچڑ گچ مٹی چونا مل گیا جب تک رقت باقی ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں ان سب کے جزئیات عامہ کتب مذہب میں مذکور ہیں۔

بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

تغیر الماء المطلق بالطین او بالتراب او بالجص او بالنورۃ او بوقوع الاوراق او الثمار فیہ او بطول المکث یجوز التوضؤبہ لانہ لم یزل عنہ اسم الماء وبقی معناہ ایضاً ۔ [6]

1...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الثالث في المیاہ، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.
و "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الطھارۃ، فصل في مالا یجوز بہ التوضي، ج۱، ص۹.

2...... "رد المحتار"، کتاب الطھارۃ، باب المیاہ، مطلب في حدیث ((لا تسموا العنب الکرم))، ج۱، ص۳۶۱.

3...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الطھارۃ، الباب الثالث في المیاہ، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۱.

4...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الطھارۃ، فصل في مالا یجوز بہ التوضي، ج۱، ص۹.

5...... انظر: "التجنیس و المزید"، کتاب الطھارات، ج۱، ص۲۱۹۔۲۲۰.

6...... "بدائع الصنائع"، کتاب الطھارۃ، مطلب الماء المقید، ج۱، ص۹۵.

تعریف مائے مطلق اوران تمام جزئیات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مطلقاً تغیر اوصاف پانی کے مقید کرنے کو کافی نہیں تاوقتیکہ پانی کا نام نہ بدلے۔جس پانی میں چنے بھیگے یا زعفران کی تھوڑی مقدار گھولی یا ماز وو غیرہ اتنے ملائے کہ لکھنے کے قابل نہ ہو یا اسی قسم کے اور جزئیات جن میں جواز وضو کتب فقہ میں مصرح ہے کیا ان پانیوں کے اوصاف نہ بدلے؟ ضرور بدلے تو اگر مطلقاً تغیر اوصاف پانی کو مقید کر دیتا تو ان سے وضو جائز ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اب اس کے بعض اور جزئیات نقل کرتے ہیں کہ اوصاف تینوں متغیر ہوگئے اور وضو جائز۔کوئیں میں رسی لٹکتی رہی جس سے اس کا رنگ، مزہ، بو تینوں وصف بدل جائیں اس سے وضو جائز ہے۔

فتاویٰ امام شیخ الاسلام غزی تمرتاشی میں ہے:

سئل عن الوضوءِ والاغتسال بماء تغير لونه وطعمه وريحه بحبله المعلق عليه الاخراج الماء فهل يجوز ام لااجاب يجوز عند جمهور اصحابنا اھ[1] ملتقطا.

موسم خزاں میں بکثرت پتے پانی میں گرے کہ اس کے اوصاف ثلٰثہ کو متغیر کر دیا۔اگر چہ رنگ اتنا غالب ہوگیا کہ ہاتھ میں لینے سے بھی محسوس ہوتا ہوا گر رقت باقی ہے صحیح مذہب میں وضو جائز ہے۔

سراج وہاج وفتاوائے عالمگیریہ وجوہرہ نیرہ وفتاوائے امام غزی تمرتاشی میں ہے:

فان تغيرت اوصافه الثلثة بوقوع اوراق الاشجار فيه وقت الخريف فانه يجوز به الوضوء عند عامة اصحابنا رحمهم اللّٰه تعالٰى .[2]

نیز فتاوائے امام غزی میں مجتبیٰ شرح قدوری سے ہے:

لو غيرالاوصاف الثلثة بالاوراق ولم يسلب اسم الماء عنه ولا معناه عنه فانه يجوز التوضؤ به.[3]

عنایہ وحلیہ وبحر ونہر ومسکین وردالمحتار میں ہے:

المنقول عن الاساتذة انه يجوز حتى لو ان اوراق الاشجار وقت الخريف تقع فى الحياض فيتغير ماء ها من حيث اللون والطعم والرائحة ثم انهم يتوضئون منها من غير نكير .[4]

---

1 ...... "فتاوى الامام الغزى"، ص٤ .

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، ج١، ص٢١.

3 ...... "فتاوى الامام الغزى"، ص٤، ٥ .

4 ...... "العناية"، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء، ج١، ص٦٣ (هامش "فتح القدير").

درمختار میں ہے:

وان غیر کل او صافه فی الاصح ان بقیت رقته ای و اسمه. [1]

ردالمحتار میں زیرِقول فی الاصح فرمایا

مقابله ما قیل انه ان ظهرلون الاوراق فی الکف لا یتوضؤ به لکن یشرب والتقیید بالکف اشارة الی کثرة التغیر لان الماء قدیری فی محله متغیرا لونه لکن لو رفع منه شخص فی کفه لا یراه متغیرا تامل. [2]

پانی میں کھجوریں ڈالی گئیں کہ پانی میں شیرینی آگئی مگر نبیذ کی حد کو نہ پہنچا تو بالاتفاق اس سے وضو جائز ہے۔

حلیہ وتبیین وہندیہ میں ہے: **" الماء الذی القی فیه تمیرات فصار حلوا ولم یزل عنه اسم الماء وهو رقیق یجوز به الوضوء بلا خلاف بین اصحابنا."** [3]

ان عبارات جلیلہ فقہائے کرام وائمہ اعلام سے واضح ہو گیا کہ محض تغیر اوصاف مانع وضو نہیں تاوقتیکہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو کر نام آب نہ بدل جائے۔ اب مسئلہ **مبحوث** عنہا میں اگر حقہ کو آب مستعمل یا ایسی چیز سے تازہ کیا کہ قابل وضو نہ تھی مثلاً گلاب یا عرق گاؤزبان یا عرق بادیان تو یہ سب تو پہلے ہی سے ناقابل وضو واغتسال تھے اس میں حقہ کا کیا قصور نہ اس سے ہم نے وضو جائز بتایا۔ کلام اس میں ہے کہ پہلے سے قابل وضو تھا اور حقہ کی وجہ سے اگرچہ متغیر ہو گیا وہی حکم سابق رکھتا ہے اب اگر تازہ کرنے کے بعد ایک ہی چلم پیا گیا۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوصاف کا تغیر بالکل محسوس نہیں ہوتا اس جواز وضو میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور جہاں تغیر ہوا، اگرچہ سب اوصاف کا مگر جب تک رقت باقی ہے بحکم نصوص ائمہ وعلمائے مذہب کسی حنفی کو کلام نہ ہونا چاہیے کہ مائے مطلق کی تعریف اس پر صادق کہ رقت باقی اور کسی ایسی شے کا خلط بھی نہ ہوا جو مقدار میں زائد ہو نہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو کر نام آب متغیر ہوا کہ ہر شخص اس کو پانی ہی کہتا ہے معترض بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ حقہ کا پانی پاک کر دیا۔

تنویرالابصار ودرمختار میں ہے:

(یجوز بماء خالطه طاهر جامد) مطلقا (کفاکهة و ورق شجر) وان غیر کل اوصافه (فی الاصح ان بقیت رقته) ای و اسمه. [4]

1 ...... "الدر المختار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۳۷۰.

2 ...... "رد المحتار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب في ان التوضي من الحوض... إلخ، ج۱، ص۳۷۰.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الطهارة، الباب الثالث في المیاه، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۲.

4 ...... "تنویر الأبصار" و "الدر المختار"، کتاب الطهارة، باب المیاه، ج۱، ص۳۶۹.

غرر میں ہے:

یجوز وان غیر اوصافه جامد کزعفران و ورق فی الاصح ۔ [1]

نور الایضاح میں ہے:

لا یضر تغیر اوصافه کلها بجامد کزعفران ۔ [2]

رہا یہ کہ اس کا تلفظ حقہ کی طرف اضافت کر کے ہوتا ہے اس سے اس پانی کا مقید ہونا لازم نہیں جیسے گھڑے کا پانی، دیگ کا پانی یہ اضافت اضافت تعریف ہے نہ تقیید جیسے **" ماء البئر ماء البحر ماء الزعفران ."**

تبیین میں ہے:

اضافته الیٰ الزعفران ونحوه للتعریف کاضافته الی البئر . [3]

شلبیہ علی الزیلعی میں ہے:

اضافته الیٰ الوادی والعین اضافة تعریف لا تقیید لانه تتعرف ما هیته بدون هذه الاضافة ۔ [4]

اگر یہ خیال ہو کہ اس میں بدبو ہوتی ہے اس وجہ سے ناجائز ہو تو **اولاً:** مطلقاً یہ حکم کہ حقہ کے پانی میں بدبو ہوتی ہے غلط ہے۔ **ثانیاً:** مدار آب مطلق ومقید پر ہے خوشبو بدبو کو کیا دخل زعفران اگر پانی میں اتنا ملا کہ رنگنے کے قابل ہو گیا اس سے وضو ناجائز ہے اگرچہ خوشبو رکھتا ہے۔ گلاب خوشبو رکھتا ہے مگر عامہ کتب مذہب میں ہے کہ گلاب سے وضو ناجائز۔

ہدایہ وخانیہ میں ہے: **" لا بماء الورد ."** [5]

منیہ وغنیہ میں ہے:

لایجوز الطهارة الحکمیة بماء الورد و سائر الازهار. [6]

پتے پانی میں گرے کہ اوصاف ثلثہ میں تغیر آ گیا تو اس میں کیا بدبو نہ ہوگی اور نصوص مذہب سے یہ ثابت کہ اس پانی سے وضو جائز۔ رسی کوئیں میں لٹکتی رہی اور پانی کے اوصاف ثلٰثہ رنگ، بو، مزہ سب بدل گئے اس کا جزئیہ سن چکے کہ امام شیخ

1 ...... "غرر الاحکام"، کتاب الطهارة، فرض الغسل، ج۱، ص۲۱.

2 ...... "نور الإیضاح"، کتاب الطهارة، ص٤.

3 ...... "تبیین الحقائق"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۷۹.

4 ...... "حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق"، کتاب الطهارة، ج۱، ص۷۹.

5 ...... "الهدایة"، کتاب الطهارات، باب الماء الذی یجوز به الوضوء، ومالا یجوز، ج۱، ص۲۰.

6 ...... "منیة المصلي و غنیة المتملي"، فصل في بیان احکام المیاه، ص۸۹.

الاسلام غزی تمرتاشی فرماتے ہیں کہ وضو جائز، کولتار پانی میں پڑ گیا جس سے اس میں سخت بدبو آ گئی اگر گاڑھا نہ ہوا وضو جائز ہے۔

فتاوائے زینیہ میں ہے:

سئل عن الماء المتغير ريحه بالقطران يجوز الوضوء منه ام لا اجاب نعم يجوز . [1] **ثالثاً**

متعدد کتابوں کی تصریحیں ذکر کی گئیں کہ صرف تغیر اوصاف ثلثہ مانع جواز وضو نہیں کسی نے اس کو خوشبو یا بدبو سے مقید نہ کیا، لہٰذا حکم مطلق پر ہے وللہ الحمد تو جب ان براہین لائحہ سے ثابت ہوا کہ یہ پانی طاہر و مطہر ہے تو مثلاً کسی نے مونھ ہاتھ دھو لئے تھے اور پاؤں باقی تھا کہ پانی ختم ہو گیا اور وہاں دوسرا پانی نہیں کہ وضو کی تکمیل کرے اور اس کے پاس حقہ میں اتنا پانی موجود ہے کہ پاؤں دھونے کو کفایت کرے یا اس کے پاس دوسرا پانی بالکل نہیں ہے اور حقہ کا پانی اعضائے وضو کو کافی ہے تو بوجہ دوسرے پانی نہ ہونے کے تیمّم کا حکم ہرگز نہیں دیا جا سکتا، کہ

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا ﴾ [2]

پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمّم کرو۔

اور اس کے پاس پانی تو موجود ہے اب معترضین ہی بتائیں کہ اگر وہ پانی پاتے ہوئے اس سے تکمیل وضو نہ کرے اور تیمّم کرلے تو اس نے حکم الٰہی کا خلاف کیا یا نہیں اس کا تیمّم باطل ہوا یا نہیں ضرور اس نے حکم الٰہی کا خلاف کیا اور ضرور اس کا تیمّم باطل ہوا البتہ اگر وقت ختم ہونے میں عرصہ ہو اور اس پانی میں بدبو آ گئی تھی، تو اتنا وقفہ لازم ہوگا کہ بو اُڑ جائے کہ حالت نماز میں اعضا سے بو آنا مکروہ ہے اور اس حالت میں مسجد میں جانے کی اجازت نہ ہوگی کہ بدبو کے ساتھ مسجد میں جانا حرام ہے۔ کچے لہسن، پیاز کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا:

((من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فان الملئكة تتأذى مما يتأذى منه الانس .)) [3]

جو اس درخت بودار سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملٰئکہ اس چیز سے اذیت پاتے ہیں جس چیز سے آدمی کو اذیت پہنچتی ہو۔ رواه البخاری و مسلم عن جابر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه .

1...... "الفتاوى الزينية"، كتاب الطهارة، ص٣ (هامش "الفتاوى الغياثية").

2...... پ٥، النسآء: ٤٣.

3...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، الحديث: ٥٦٤، ص٢٨٢.

نیز ارشاد ہوا:

((ولا یمر فیه بلحم نيءٍ)) [1]

مسجد میں کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔

درمختار میں ہے: " واکل نحو ثوم." [2] اس پر ردالمحتار میں فرمایا: " ای کبصل ونحوہ مما لہ رائحۃ کریھۃ للحدیث الصحیح فی النھی عن قربان آکل الثوم والبصل." [3]

اسی وجہ سے مٹی کا تیل اور وہ دیا سلائیاں جو جلتے وقت بدبو دیتی ہیں مسجد میں جلانا حرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال الامام العینی فی شرحہ علی " صحیح البخاری " قلت علۃ النھی اذی الملئکۃ و اذی المسلمین ولا یختص بمسجدہ علیہ الصلوۃ والسلام بل الکل سواء لروایۃ مساجدنا بالجمع خلا فا لمن شذ ویلحق بما نص علیہ فی الحدیث کل مالہ رائحۃ کریھۃ ما کولا اوغیرہ وانماخص الثوم ھھنا بالذکر وفی غیرہ ایضا بالبصل والکراث لکثرۃ اکلھم لھا وکذلک الحق بعضھم بذالک من بفیہ بخراوبہ جرح لہ رائحۃ وکذلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولی بالالحاق اھ . [4]

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للّٰہ رب العالمین واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۔

ابو العلا امجد علی الاعظمی القادری

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن النبی الامی

صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہ وسلم

اعظمی رضوی
محمد امجد علی

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد و الجماعات، باب ما يكره في المساجد، الحديث: ٧٤٨، ج١، ص٤١٣.

2 ...... "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٥.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٥.

4 ...... "رد المحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٥.

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم .

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .

آبِ قلیان کی طہارت وطہوریت اوراس بارے میں کہ بحال ضرورت جب اور پانی نہ مل سکے اس سے تکمیل لازم اور اس کے ہوتے تیمّم باطل اور بلاضرورت بحال بد بوطہارت میں اس کا استعمال ممنوع اور جب تک بو نہ زائل ہو نماز مکروہ اور مسجد میں جانا حرام۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی سلمہ کی یہ تحریر صحیح اوراس کا خلاف جہل صریح یا اعناد قبیح جس سے اجتناب ہر مسلمان پر فرض قطعی۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم. فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم . لک الحمد یا اللّٰہ . والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ .

حقہ کے پانی کی طہارت وطہوریت ظاہر کتب فقہ سے اس کی پاکی تطہیر صاف و باہر حضرت مولانا مولوی امجد علی صاحب قادری اعظمی مدظلہ نے ایسی تحقیق انیق فرمائی ہے کہ مخالف جاہل ہے، تو امید قوی کہ قبول حق کرے، معاند ہے تو سکوت سے کام لے۔ رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفَاتِحِیۡنَ ۔

واللّٰہ تعالیٰ اعلم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ المالک الناصر السید محمد و سلم

عبیدہ العاصی

کتبـــــــــــــــــہ

فقیر ربہ واسیر ذنبہ ابوالمحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی الکچھوچھوی عفی عنہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .

آبِ حقہ کی طہارت وطہوریت میں اور بروقت ضرورت اس کا استعمال جائز ہونے میں جیسی توضیح کامل کتب فقہ سے جناب مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی الرضوی مدفیوضہ العالی نے فرمائی ہے بلاشک وشبہہ نہایت ہی درست و بجا ہے باوجود ایسی تحقیق انیق کے بھی اس سے انکار کرنا سراسر جہل وخطا ہے حضرت مولانائے موصوف نے اس مسئلہ کے متعلق بفضلہ تعالیٰ کوئی

دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا ہے اور ہر پہلو پر کامل غور فرما کر شرح وبسط کے ساتھ اس کا فیصلہ فرمادیا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ کسی ایسی بات پر جس کا اسے اس سے پہلے علم نہ ہو سن کر ضد وانکار نہ کرے بلکہ نہایت نیک نیتی سے تحقیق سے کام لے مجھ کو مولانا کی اس تحریر اور پھر اس پر دیگر علمائے اکابرین دامت برکاتہم کی تصدیقات سے قطعاً اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

خاکسار

ابوالابرار محمد اسرار الحق حنفی سنی صدیقی چشتی نظامی قادری رہتکی عفا اللہ عنہ

الحق ان الحق فی هذه الصورة مع العلامة المجیب الفاضل اللبیب الحضرة مولٰنا امجد علی صاحب القادری الرضوی سلمه اللّٰه تعالیٰ والحق احق ان یتبع

کتبہ

العبد المعتصم بذیل النبی محمد احسان الحق نعیمی قاضی بلدہ ومفتی درگاہ معلّٰی بہرائچ شریف

جو کچھ حضرت مولانا الحکیم حامی سنت ماحی بدعت عالم لوذعی فاضل یلمعی مولوی امجد علی صاحب قادری رضوی نے تحریر فرمایا ہے وہی صواب وصحیح وحق صریح ہے۔

فقط فقیر قادری حکیم عبدالاحد خادم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت تلمیذ مولانا وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی بجاہ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم.

ما اجاب به العالم النبیل و الفاضل الجلیل مولانا المولوی محمد امجد علی صاحب فهو حق صریح ابو سراج عبد الحق رضوی تلمیذ مولانا المولوی محمد وصی احمد محدث سورتی غفر اللّٰه العلیٰ۔
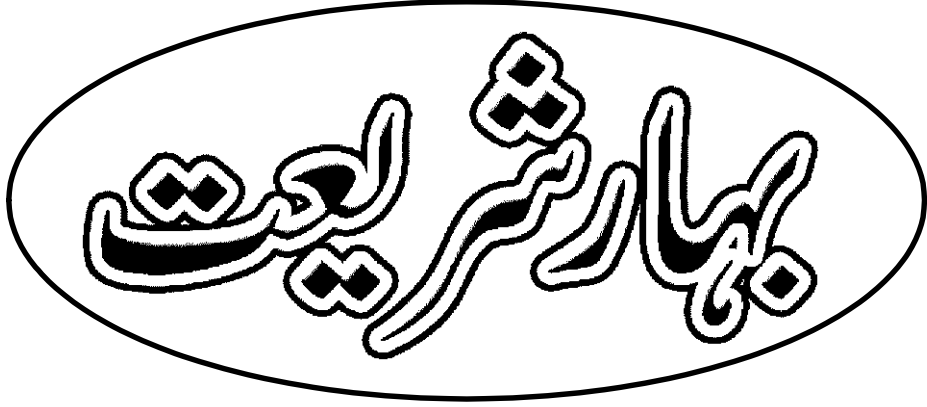
بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم وبحمدہ وعونہ فکل ماحر رہ العالم العلیم و الذی ھو للقلوب حکیم قوی حضرت مولانا و بالفضل اولانا جناب المولوی امجد علی حرسہ ربہ القوی و نصرہ علی کل مخالف غبی . بجاہ حبیبہ النبی العربی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فھذا تحریر الطھارۃ ماء القلیان بعد استعمالہ فیہ لا شک فی طھارتہ و طھوریتہ کما ھو فی الاصل وانا الحقیر سید محمد حسن السنوسی المدنی الحنفی المجددی عفی عنہ۔

مبسملا و حامد او محمداً (جل وعلا) و مصلّیا و مسلما محمداً (صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

حضرت مولانا امجد علی صاحب دامت برکاتہم نے مسائل طہارت میں ''بہارِ شریعت'' جیسی جامع کتاب تالیف فرما کر مسلمانانِ ہند پر احسان عظیم فرمایا ہے جس کے شکر یہ سے عہدہ براہونا دشوار۔ دعا ہے کہ رب العزت جل مجدہ مولانا موصوف کو اجر جزیل مرحمت فرمائے۔ آب قلیان کی طہارت وطہوریت کا ثبوت بدلائل ساطعہ اس فتویٰ میں دیا گیا کتاب مذکور میں صرف اس قدر مسطور ہے کہ ''اس کے ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں'' نہ یہ کہ خواہ مخواہ اسی سے وضو کیا جائے درصورتیکہ اس سے بہتر پانی موجود ہو۔ اس پر جرح کرنا صرف ان ہی اصحاب کا کام معلوم ہوتا ہے جن کا مقصود بغض فتنہ انگیزی ہو۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اکمل واتم.

فقیر محمد عبدالعلیم الصدیقی قادری عفی عنہ

نماز کے مسائل کا بیان

بہارِ شریعت

حصہ سوم (3)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نماز کے بقیہ مسائل کا بیان

بہارِ شریعت
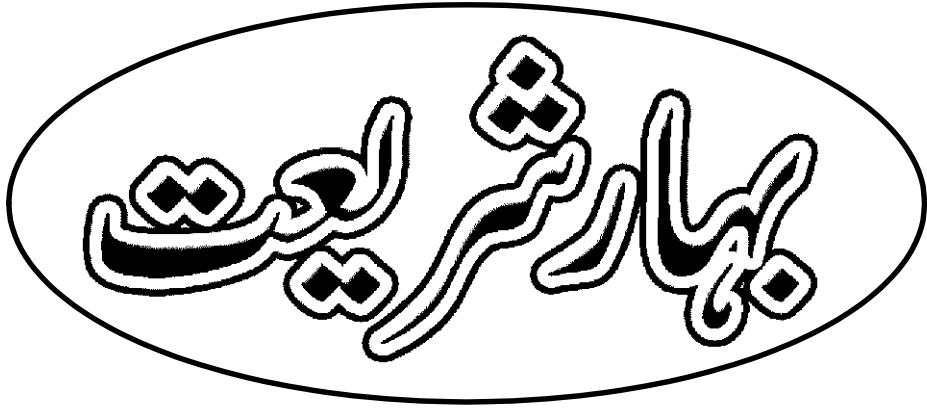
حصہ چہارم (4)
(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)
شعبہ تخریج

ناشر
مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

نَماز کا بیان

ایمان وتصحیح عقائد مطابق مذہب اہل سنت و جماعت کے بعد نماز تمام فرائض میں نہایت اہم واعظم ہے۔ قرآن مجید و احادیث نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اس کی اہمیت سے مالا مال ہیں، جابجا اس کی تاکید آئی اور اس کے تارکین [1] پر وعید فرمائی، چند آیتیں اور حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں، کہ مسلمان اپنے رب عزوجل اور پیارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادات سنیں اور اس کی توفیق سے ان پر عمل کریں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ o الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ o ﴾ [2]

یہ کتاب پرہیزگاروں کو ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور ہم نے جو دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ o ﴾ [3]

نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔

یعنی مسلمانوں کے ساتھ کہ رکوع ہماری ہی شریعت میں ہے۔ یا باجماعت ادا کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الۡوُسۡطٰی ق وَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ o ﴾ [4]

تمام نمازوں خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

---

1 ...... تارِک کی جمع، چھوڑنے والے۔

2 ...... پ ۱، البقرۃ: ۳.

3 ...... پ ۱، البقرۃ: ٤٣.

4 ...... پ ۲، البقرۃ: ۲۳۸.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۙ ﴾ [1]

نماز شاق ہے مگر خشوع کرنے والوں پر۔

نماز کا مطلقاً ترک تو سخت ہولناک چیز ہے اسے قضا کر کے پڑھنے والوں کو فرماتا ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ ﴾ [2]

خرابی ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں۔

جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے، اس کا نام ''ویل'' ہے، قصداً [3] نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق [4] ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ ﴾ [5]

ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا، عنقریب انھیں سخت عذاب طویل وشدید سے ملنا ہوگا۔

غیّ جہنم میں ایک وادی ہے، جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے، اس میں ایک کوآں ہے، جس کا نام ''ہبہب'' ہے، جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے، اللہ عزوجل اس کوئیں کو کھول دیتا ہے، جس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴾ [6]

جب بجھنے پر آئے گی ہم انھیں اور بھڑک زیادہ کریں گے۔

یہ کوآں بے نمازوں اور زانیوں اور شرابیوں اور سود خواروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔ نماز کی

---

1 ...... پ ۱، البقرة: ٤٥.

2 ...... پ ۳۰، الماعون: ٤،٥.

3 ...... یعنی جان بوجھ کر۔ 4 ...... یعنی حقدار۔

5 ...... پ ۱٦، مریم: ٥٩.

6 ...... پ ۱٥، بني اسرآء یل: ۹۷.

اہمیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین پر بھیجے، جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے پاس عرشِ عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسرا[1] میں یہ تحفہ دیا۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بُخاری و مُسلِم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ دینا اور حج کرنا اور ماہِ رمضان کا روزہ رکھنا۔'' [2]

حدیث ۲: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، وہ عمل ارشاد ہو کہ مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچائے؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز قائم رکھ اور زکاۃ دے اور رمضان کا روزہ رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔'' اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ''اسلام کا ستون نماز ہے۔'' [3]

حدیث ۳: صحیح مُسلِم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں، جو ان کے درمیان ہوں جب کہ کبائر سے بچا جائے۔'' [4]

حدیث ۴: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''بتاؤ! تو کسی کے دروازہ پر نہر ہو وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے کیا اس کے بدن پر میل رہ جائے گا؟ عرض کی نہ۔ فرمایا: ''یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔'' [5]

حدیث ۵: صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ایک صاحب سے ایک گناہ صادر ہوا، حاضر ہو کر

---

1 ...... یعنی معراج کی رات۔

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام... إلخ، الحديث: ٢١ـ(١٦)، ص٢٧.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحديث: ٢٦٢٥، ج٤، ص٢٨٠.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب الصلاة الخمس، الحديث: ١٦ـ(٢٣٣)، ص١٤٤.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد، باب المشي إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٦٦٧، ص٣٣٦.

عرض کی، اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ [1]

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ۚ ﴾ [2]

نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں، یہ نصیحت ہے، نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا یہ خاص میرے لیے ہے؟ فرمایا: ''میری سب اُمت کے لیے۔''

حدیث ٦: صحیح بُخاری و مُسلِم میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کیا ہے؟ فرمایا: ''وقت کے اندر نماز۔''، میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔''، میں نے عرض کی، پھر کیا؟ فرمایا: ''راہِ خدا میں جہاد۔'' [3]

حدیث ٧: بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اسلام میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''وقت میں نماز پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔'' [4]

حدیث ٨: ابوداود نے بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب تمھارے بچّے سات برس کے ہوں، تو اُنھیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں، تو مار کر پڑھاؤ۔'' [5]

حدیث ٩: امام احمد روایت کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاڑوں [6] میں باہر تشریف لے گئے، پت جھاڑ کا زمانہ تھا، دو ٹہنیاں پکڑ لیں، پتّے گرنے لگے، فرمایا: ''اے ابوذر! میں نے عرض کی، لبیک یارسول اللہ! فرمایا: ''مسلمان بندہ اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے، تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتّے۔'' [7]

حدیث ١٠: صحیح مُسلِم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، الحديث: ٥٢٦، ج ١، ص١٩٦.

2 ...... پ ١٢، هود: ١١٤.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، الحديث: ٥٢٧، ج ١، ص١٩٦.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوٰت، الحديث: ٢٨٠٧، ج٣، ص٣٩.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، الحديث: ٤٩٥، ج ١، ص٢٠٨.

6 ...... سردیوں۔

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذرالغفاري، الحديث: ٢١٦١٢، ج٨، ص١٣٣.

اپنے گھر میں طہارت (وضو وغسل) کرکے فرض ادا کرنے کے لیے مسجد کو جاتا ہے، تو ایک قدم پر ایک گناہ محو ہوتا، دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔'' (1)

حدیث ۱۱: امام احمد زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں سہو نہ کرے، تو جو کچھ پیشتر اس کے گناہ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے'' (2) یعنی صغائر۔

حدیث ۱۲: طَبَرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، اس کے لیے جنتوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہٹا دیے جاتے ہیں، اور حُورعین اس کا استقبال کرتی ہیں، جب تک نہ ناک سِنکے، نہ کھکارے۔'' (3)

حدیث ۱۳: طَبَرانی اَوسَط میں اور ضیا نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور یہ بگڑی تو سبھی بگڑے۔'' (4) اور ایک روایت میں ہے کہ ''وہ خائب و خاسر ہوا۔'' (5)

حدیث ۱۴: امام احمد و ابوداود و نَسائی و ابن ماجہ کی روایت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، اگر نماز پوری کی ہے، تو پوری لکھی جائے گی اور پوری نہیں کی (یعنی اس میں نقصان ہے) تو ملائکہ سے فرمائے گا: ''دیکھو! میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرض پورے کردو پھر زکوٰۃ کا اسی طرح حساب ہوگا پھر یوہیں باقی اعمال کا۔'' (6)

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''(جو مسلمان جہنم میں جائے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ) اس کے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوا اعضائے سجود کے، اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا آگ پر حرام کردیا ہے۔'' (7)

---

(1)...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلی الصلاۃ، الحدیث: ٦٦٦، ص٣٣٦.

(2)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث زید بن خالد الجهني، الحدیث: ٢١٧٤٩، ج٨، ص١٦٢.

(3)...... "الترغیب و الترهیب" للمنذري، کتاب الصلاۃ، الترهیب من البصاق في المسجد، الحدیث: ١٢، ج١، ص١٢٦.

(4)...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الألف، الحدیث: ١٨٥٩، ج١، ص٥٠٤.

(5)...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب العین، الحدیث: ٣٧٨٢، ج٣، ص٣٢.

(6)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث تمیم الداري، الحدیث: ١٦٩٤٦، ج٦، ص٣٥.

(7)...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الزهد، باب صفة النار، الحدیث: ٤٣٢٦، ج٤، ص٥٣٢.

حدیث ۱۶: طَبرانی اَوسَط میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اسے سجدہ کرتا دیکھے کہ اپنا مونھ خاک پر رگڑ رہا ہے۔''[1]

حدیث ۱۷: طَبرانی اَوسَط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''کوئی صبح وشام نہیں مگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے، آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکرِ الٰہی کیا؟ اگر وہ ہاں کہے تو اس کے لیے اس سبب سے اپنے اوپر بزرگی تصور کرتا ہے۔''[2]

حدیث ۱۸: صحیح مُسلِم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔''[3]

حدیث ۱۹: ابوداود نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو طہارت کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لیے نکلا اس کا اجر ایسا ہے جیسا حج کرنے والے محرم کا اور جو چاشت کے لیے نکلا اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی مثل ہے' اور ایک نماز دوسری نماز تک کہ دونوں کے درمیان میں کوئی لغویات نہ ہو علّیین میں لکھی ہوئی ہے''[4] یعنی درجہ قبول کو پہنچتی ہے۔

حدیث ۲۰ و ۲۱: امام احمد ونَسائی وابن ماجہ نے ابوایوب انصاری وعقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا جیسا حکم ہے اور نماز پڑھی جیسی نماز کا حکم ہے، تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف ہوگیا۔''[5]

حدیث ۲۲: امام احمد ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو اللہ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے، اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔''[6]

حدیث ۲۳: کنز العمال میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے کہ

1...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٦٠٧٥، ج٤، ص٣٠٨.

2...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الألف، الحديث: ٥٦٢، ج١، ص١٧١.

3...... لم نجد هذاالحديث في صحيح مسلم .

"المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٦٦٨، ج٥، ص١٠٣.

4...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، الحديث: ٥٥٨، ج١، ص٢٣١.

5...... "سنن النسائي"، كتاب الطهارة، باب من توضأ كما أمر، الحديث: ١٤٤، ص٣١.

6...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري، الحديث: ٢١٥٠٨، ج٨، ص١٠٤.

اللہ (عزوجل) اور فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے، اس کے لیے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔'' (1)

حدیث ۲۴: منیۃ المصلّی میں ہے، کہ ارشاد فرمایا: ''ہر شے کے لیے ایک علامت ہوتی ہے، ایمان کی علامت نماز ہے۔'' (2)

حدیث ۲۵: منیۃ المصلّی میں ہے، فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا دین کو ڈھا دیا۔'' (3)

حدیث ۲۶: امام احمد و ابوداود عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اللہ تعالٰی نے بندوں پر فرض کیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع و خشوع کو پورا کیا تو اس کے لیے اللہ تعالٰی نے اپنے ذمۂ کرم پر عہد کر لیا ہے کہ اسے بخش دے، اور جس نے نہ کیا اس کے لیے عہد نہیں، چاہے بخش دے، چاہے عذاب کرے۔'' (4)

حدیث ۲۷: حاکم نے اپنی تاریخ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں، کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اگر وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندہ کا میرے ذمۂ کرم پر عہد ہے، کہ اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کروں۔'' (5)

حدیث ۲۸: دیلمی ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالٰی نے کوئی ایسی چیز فرض نہ کی، جو توحید و نماز سے بہتر ہو۔ اگر اس سے بہتر کوئی چیز ہوتی تو وہ ضرور ملائکہ پر فرض کرتا، ان میں کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں۔'' (6)

حدیث ۲۹: ابوداود طیالسی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو بندہ نماز پڑھ کر اس جگہ جب تک بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں، اس وقت تک کہ بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا

---

1 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠١٥، ج٧، ص١٢٥.

2 ...... "منية المصلي"، ثبوت فرضية الصلاة بالسنة، ص١٣.

3 ...... "منية المصلي"، ثبوت فرضية الصلاة بالسنة، ص١٣.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، الحديث: ٤٢٥، ج١، ص١٨٦.

5 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة،الحديث: ١٩٠٣٢، ج٧، ص١٢٧.

6 ...... "الفردوس بمأثور الخطاب"، الحديث: ٦١٠، ج١، ص١٦٥.

ہو۔ ملائکہ کا استغفار اس کے لیے یہ ہے، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ [1] اَللّٰھُمَّ ارْحَمْهُ [2] اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْهِ . [3]

اور متعدد حدیثوں میں آیا ہے، کہ جب تک نماز کے انتظار میں ہے اس وقت تک وہ نماز ہی میں ہے، یہ فضائل مطلق نماز کے ہیں اور خاص خاص نمازوں کے متعلق جو احادیث وارد ہوئیں، ان میں بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۰: طَبَرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ''جو صبح کی نماز پڑھتا ہے، وہ شام تک اللہ کے ذمہ میں ہے۔'' [4] دوسری روایت میں ہے، ''تو اللہ کا ذمہ نہ توڑو، جو اللہ کا ذمہ توڑے گا اللہ تعالیٰ اسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔'' [5]

حدیث ۳۱: ابن ماجہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو صبح نماز کو گیا، ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا، ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔'' [6]

حدیث ۳۲: بیہقی نے شُعَبُ الِایمان میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی، کہ ''جو نماز صبح کے لیے طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا، گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور جو نماز عشا کے لیے حاضر ہوا گویا اس نے نصف شب قیام کیا۔'' [7]

حدیث ۳۳: خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے چالیس دن نماز فجر و عشا باجماعت پڑھی، اس کو اللہ تعالیٰ دو برائتیں عطا فرمائے گا، ایک نار سے دوسری نفاق سے۔'' [8]

حدیث ۳۴: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: رات اور دن کے ملائکہ نماز فجر و عصر میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے: ''کہاں سے آئے؟ حالانکہ وہ جانتا

---

1 ...... اے اللہ تو اس کو بخش دے۔

2 ...... اے اللہ تو اس پر رحم کر۔

3 ...... "مسند أبي داود الطيالسي"، الجزء العاشر، أبو صالح عن أبي هريرة رضى الله تعالىٰ عنه، الحديث: ٢٤١٥، ص٣١٧.
و "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٥٥٩، ج١، ص٢٣٢.
اے اللہ اس کی توبہ قبول کر۔

4 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٣٢١٠، ج١٢، ص٢٤٠.

5 ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب فضل الصلاة و حقنها للدم، الحديث: ١٦٤٠، ص٢٧.

6 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب التجارات، باب الأسواق، ودخولها، الحديث: ٢٢٣٤، ج٣، ص٥٣.

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلاة فضل في الجماعة... إلخ، الحديث: ٢٨٥٢، ج٣، ص٥٥.

8 ...... "تاريخ بغداد"، رقم: ٦٢٣١، ج١١، ص٣٧٤.

ہے۔'' عرض کرتے ہیں: ''تیرے بندوں کے پاس سے، جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انھیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے۔'' (1)

حدیث ۳۵: ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد جماعت میں چالیس راتیں نمازِ عشا پڑھے، کہ رکعت اولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔'' (2)

حدیث ۳۶: طَبَرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نمازِ عشا و فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے، اگر جانتے تو ضرور حاضر ہوتے اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے۔'' (3) یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا۔

حدیث ۳۷: بزّار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو نمازِ عشا سے پہلے سوئے اللہ اس کی آنکھ کو نہ سلائے۔'' (4) نماز نہ پڑھنے پر جو وعیدیں آئیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

حدیث ۳۸: صحیحین میں نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کی نماز فوت ہوئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔'' (5)

حدیث ۳۹: ابونعیم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے قصداً نماز چھوڑی، جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔'' (6)

حدیث ۴۰: امام احمد اُمّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''قصداً نماز ترک نہ کرو کہ جو قصداً نماز ترک کر دیتا ہے، اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس سے بری الذمہ ہیں۔'' (7)

حدیث ۴۱: شیخین نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں:

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٧٤٩٤، ج٣، ص٦٨.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاة العشاء و الفجر في جماعة، الحديث: ٧٩٨، ج١، ص٤٣٧، عن عمر ابن الخطاب رضى اللّٰه تعالىٰ عنه.

3 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٠٠٨٢، ج١٠، ص٩٩.

4 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٤٩٧، ج٧، ص١٦٥، عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، الحديث: ٣٦٠٢، ج٢، ص٥٠١.

6 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠٨٦، ج٧، ص١٣٢.

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أم أيمن، الحديث: ٢٧٤٣٣، ج١٠، ص٣٨٦.

''جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔'' (1)

حدیث ۴۲: بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں، نماز دین کا ستون ہے۔'' (2)

حدیث ۴۳: بزّار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں، جس کے لیے نماز نہ ہو۔'' (3)

حدیث ۴۴: امام احمد و دارمی و بیہقی شُعَبُ الاِیمان میں راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے نماز پر محافظت (مداومت) کی، قیامت کے دن وہ نماز اس کے لیے نور و برہان و نجات ہوگی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لیے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان واُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔'' (4)

حدیث ۴۵: بُخاری و مُسلِم و امام مالک نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صوبوں کے پاس فرمان بھیجا کہ ''تمھارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے'' جس نے اس کا حفظ کیا اور اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔'' (5)

حدیث ۴۶: ترمذی عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے سوا نماز کے۔ (6) بہت سی ایسی حدیثیں آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے اور بعض صحابۂ کرام مثلاً حضرت امیر المومنین فاروق اعظم و عبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و جابر بن عبداللہ و معاذ بن جبل و ابو ہریرہ و ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و عبداللہ بن مبارک و امام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا، اگرچہ ہمارے امام اعظم و دیگر آئمہ نیز بہت سے صحابۂ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے (7) پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص ''کافر'' ہے۔

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عثمان بن أبي العاص، الحديث: ١٧٩٣٤، ج٦، ص ٢٧١.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوٰت، الحديث: ٢٨٠٧، ج٣، ص٣٩.

3 ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ١٩٠٩٤، ج٧، ص١٣٣.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو، الحديث: ٦٥٨٧، ج٢، ص٥٧٤.

5 ...... "الموطا" للإمام مالك، كتاب وقوت الصلاة، الحديث: ٦، ج١، ص٣٥.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، الحديث: ٢٦٣١، ج٤، ص٢٨٢.

7 ...... یعنی کافر نہیں کہتے۔

احکام فقهیّه

مسئلہ ۱: ہر مکلّف یعنی عاقِل بالغ پر نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ اور جو قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی وہ فاسِق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمۂ ثلٰثہ مالک و شافعی واحمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک سلطانِ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: بچّہ کی جب سات برس کی عمر ہو، تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے، تو مار کر پڑھوانا چاہیے۔[2] (ابوداود و ترمذی)

مسئلہ ۳: نماز خالص عبادتِ بدنی ہے، اس میں نیابت جاری نہیں ہوسکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا نہ یہ ہوسکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطورِ فدیہ ادا کردے البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو ادا کیا جائے[3] اور امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو اور بے وصیت بھی وارث اس کی طرف سے دے کہ امید قبول وعفو ہے۔[4] (درمختار وردالمحتار ودیگر کتب)

مسئلہ ۴: فرضیت نماز کا سبب حقیقی امر الٰہی ہے اور سبب ظاہری وقت ہے کہ اوّل وقت سے آخر وقت تک جب ادا کرے ادا ہو جائے گی اور فرض ذمّہ سے ساقط ہو جائے گا اور اگر ادا نہ کی یہاں تک کہ وقت کا ایک خفیف جز باقی ہے تو یہی جز اخیر سبب ہے، تو اگر کوئی مجنون یا بے ہوش ہوش میں آیا یا حیض ونفاس والی پاک ہوئی یا صبی[5] بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا اور وقت صرف اتنا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو ان سب پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی اور جنون و بے ہوشی پانچ وقت سے زائد کو مستغرق نہ ہوں تو اگرچہ تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے نماز فرض ہے، قضا پڑھے۔[6] (درمختار) حیض ونفاس والی میں تفصیل ہے، جو باب الحیض میں مذکور ہوئی۔[7]

---

1 ...... "الدرالمختار"معه"ردالمحتار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٦.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة،باب ماجاء متى يؤمرالصبي بالصلاة، الحديث: ٤٠٧، ج١، ص٤١٦.

3 ...... نماز کا فدیہ ادا کرنے کا طریقہ **''بہارِ شریعت''** حصہ ۴ **''قضا نماز کا بیان''** میں اور امیر اہلسنت حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب **''نماز کے اَحکام''** صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب فيما يصير الكافر به مسلما من الأفعال، ج٢، ص١٢.

5 ...... بچہ۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص١٣،١٥.

7 ...... اگر پوری مدت میں پاک ہوئی تو صرف اللہ اکبر کہنے کی گنجائش وقت میں ہونے سے نماز فرض ہو جائیگی اور اگر پوری مدت سے پہلے پاک =

مسئلہ۵: نابالغ نے وقت میں نماز پڑھی تھی اور اب آخر وقت میں بالغ ہوا، تو اس پر فرض ہے کہ اب پھر پڑھے یوہیں اگر معاذ اللہ کوئی مرتد ہوگیا پھر آخر وقت میں اسلام لایا اس پر اس وقت کی نماز فرض ہے، اگر چہ اوّل وقت میں قبل ارتداد نماز پڑھ چکا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ۶: نابالغ عشا کی نماز پڑھ کر سویا تھا اس کو احتلام ہوا اور بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ فجر طلوع ہونے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے پیشتر آنکھ کھلی تو اس پر عشا کی نماز بالاجماع فرض ہے۔[2] (بحرالرائق)

مسئلہ۷: کسی نے اوّل وقت میں نماز نہ پڑھی تھی اور آخر وقت میں کوئی ایسا عذر پیدا ہوگیا، جس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے مثلاً آخر وقت میں حیض ونفاس ہوگیا یا جنون یا بے ہوشی طاری ہوگئی تو اس وقت کی نماز معاف ہوگئی، اس کی قضا بھی ان پر نہیں ہے، مگر جنون و بے ہوشی میں شرط ہے کہ علی الاتصال[3] پانچ نمازوں سے زائد کو گھیر لیں، ورنہ قضا لازم ہوگی۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۸: یہ گمان تھا کہ ابھی وقت نہیں ہوا نماز پڑھ لی بعد نماز معلوم ہوا کہ وقت ہوگیا تھا نماز نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

نماز کے وقتوں کا بیان

قال اللہ تعالٰی:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ ﴾[6]

= ہوئی یعنی حیض میں دس دن سے پہلے اور نفاس میں چالیس دن سے پہلے تو اتنا وقت درکار ہے کہ غسل کرکے کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے غسل کر سکنے میں مقدماتِ غسل، پانی لانا، کپڑے اُتارنا، پردہ کرنا بھی داخل ہیں۔ (ردالمحتار) ۱۲ منہ۔

1 ...... ''الدرالمختار''، کتاب الصلاة، ج۲، ص۱۵.

2 ...... ''البحرالرائق''، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۱۵۹.

3 ...... لگاتار۔ ''**بہارِشریعت**'' حصہ۴، ''**نمازِ مریض کا بیان**'' میں ہے: اگر کسی وقت ہوش ہوجاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بیہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔ (عالمگیری، درمختار)

4 ...... ''الفتاوی الهندية''، کتاب الصلاة، ج۱، ص۵۱.
و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاة، مطلب فيما يصير الكافر به مسلما من الأفعال، ج۲، ص۱٤.

5 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصلاة، ج۲، ص۳٦.

6 ...... پ۵، النسآء: ۱۰۳.

بے شک نماز ایمان والوں پر فرض ہے، وقت باندھا ہوا۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ٥ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ٥ ﴾ [1]

اللہ کی تسبیح کرو جس وقت تمھیں شام ہو (نماز مغرب وعشا) اور جس وقت صبح ہو (نماز فجر) اور اسی کی حمد ہے، آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر کو (نماز عصر) اور جب تمھیں دن ڈھلے (نماز ظہر)۔

احادیث

حدیث ۱: حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''فجر دو ہیں ایک وہ جس میں کھانا حرام یعنی روزہ دار کے لیے اور نماز حلال دوسری وہ کہ اس میں نماز (فجر) حرام اور کھانا حلال۔'' [2]

حدیث ۲: نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس شخص نے فجر کی ایک رکعت قبل طلوع آفتاب پالی، تو اس نے نماز پالی (اس پر فرض ہوگئی) اور جسے ایک رکعت عصر کی قبل غروب آفتاب مل گئی اس نے نماز پالی یعنی اس کی نماز ہوگئی۔'' [3] یہاں دونوں جگہ رکعت سے تکبیر تحریمہ مراد لی جائے گی یعنی عصر کی نیت باندھ لی تکبیر تحریمہ کہہ لی اس وقت تک آفتاب نہ ڈوبا تھا پھر ڈوب گیا نماز ہوگئی اور کافر مسلمان ہوا یا بچہ بالغ ہوا اس وقت کہ آفتاب طلوع ہونے تک تکبیر تحریمہ کہہ لینے کا وقت باقی تھا، اس فجر کی نماز اس پر فرض ہوگئی، قضا پڑھے اور طلوع آفتاب کے بعد مسلمان یا بالغ ہوا تو وہ نماز اس پر فرض نہ ہوئی۔

حدیث ۳: ترمذی رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کہ اس میں بہت عظیم ثواب ہے۔'' [4]

حدیث ۴: دیلمی کی روایت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ ''اس سے تمہاری مغفرت ہوجائے گی۔'' [5] اور دیلمی کی

---

1. ...... پ ۲۱، الروم: ۱۷۔ ۱۸.
2. ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الصلاة، فال الفجر فجران، الحديث: ۷۱۳، ج ۱، ص ۴۳۳.
3. ...... "سنن النسائي"، كتاب المواقيت، باب من أدرك ركعتين من العصر، الحديث: ۵۱٤، ص ۹۲.
4. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الإسفار بالفجر، الحديث: ۱۵٤، ج ۱، ص ۲۰٤.
5. ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ۱۹۲۷۹، ج ۷، ص ۱٤۸.

دوسری روایت انھیں سے ہے کہ ''جو فجر کو روشن کر کے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور قلب کو منور کرے گا اور اس کی نماز قبول فرمائے گا۔'' (1)

حدیث ۵: طَبرانی اَوسَط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''میری امت ہمیشہ فطرت یعنی دینِ حق پر رہے گی، جب تک فجر کو اجالے میں پڑھے گی۔'' (2)

حدیث ٦: امام احمد و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''نماز کے لیے اوّل و آخر ہے، اوّل وقت ظہر کا اس وقت ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور آخر اس وقت کہ عصر کا وقت آ جائے اور آخر وقت عصر کا اس وقت کہ آفتاب کا قرص زرد ہو جائے، اور اول وقت مغرب کا اس وقت کہ آفتاب ڈوب جائے اور اس کا آخر وقت جب شفق ڈوب جائے اور اول وقت عشا جب شفق ڈوب جائے اور آخر وقت جب آدھی رات ہو جائے۔'' (3) (یعنی وقت مباح بلا کراہت)۔

حدیث ۷: بُخاری و مُسلِم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کہ سخت گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔ دوزخ نے اپنے رب کے پاس شکایت کی کہ میرے بعض اجزا بعض کو کھائے لیتے ہیں اسے دو مرتبہ سانس کی اجازت ہوئی ایک جاڑے میں ایک گرمی میں۔'' (4)

حدیث ۸: صحیح بُخاری شریف باب الاذان للمسافرین میں ہے، ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، مؤذن نے اَذان کہنی چاہی، فرمایا: ''ٹھنڈا کر''، پھر قصد کیا، فرمایا: ''ٹھنڈا کر''، پھر ارادہ کیا، فرمایا: ''ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔'' (5)

حدیث ۹ و ۱۰: امام احمد و ابو داود، ابو ایوب و عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میری امت ہمیشہ فطرت پر رہے گی، جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کریں کہ ستارے گُتھ جائیں۔'' (6)

حدیث ۱۱: ابو داود نے عبد العزیز بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''دن کی نماز

---

1 ...... "الفردوس بمأ ثور الخطاب"، الحديث: ٥٦٢٤، ج٣، ص ٥٢٠.

2 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب السين، الحديث: ٣٦١٨، ج٢، ص ٣٩٠.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في مواقيت الصلاة، الحديث: ١٥١، ج١، ص٢٠٢.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، الحديث: ٥٣٧۔ ٥٣٨، ج١، ص١٩٩.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافرين... إلخ، الحديث: ٦٢٩، ج١، ص٢٢٨.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلوٰة، باب في وقت المغرب، الحديث: ٤١٨، ج١، ص١٨٣.

(عصر) ابر کے دن میں جلدی پڑھو اور مغرب میں تاخیر کرو۔'' [1]

حدیث ۱۲: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر مشقت ہو جائے گی، تو میں ان کو حکم فرما دیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں اور عشا کی نماز تہائی یا آدھی رات تک مؤخر کر دیتا کہ رب تبارک وتعالٰی آسمان پر خاص تجلّی رحمت فرماتا ہے اور صبح تک فرماتا رہتا ہے: کہ ہے کوئی سائل کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ قبول کروں۔'' [2]

حدیث ۱۳: طَبرانی اَوسَط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جب فجر طلوع کر آئے تو کوئی (نفل) نماز نہیں سوا دو رکعت فجر کے۔'' [3]

حدیث ۱۴: بُخاری و مُسلِم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''بعد صبح نماز نہیں تاوقتیکہ آفتاب بلند نہ ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔'' [4]

حدیث ۱۵: صحیحین میں عبداللہ صنابحی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''آفتاب شیطان کے سینگ کے ساتھ طلوع کرتا ہے، جب بلند ہو جاتا ہے، تو جدا ہو جاتا ہے پھر جب سر کی سیدھ پر آتا ہے، تو شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈھل جاتا ہے تو ہٹ جاتا ہے پھر جب غروب ہونا چاہتا ہے شیطان اس سے قریب ہو جاتا ہے، جب ڈوب جاتا ہے جُدا ہو جاتا ہے، تو ان تین وقتوں میں نماز نہ پڑھو۔'' [5]

مسائلِ فقہیّہ

مسئلہ ۱: وقت فجر: طلوع صبح صادق سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔[6] (متون)

فائدہ: صبح صادق ایک روشنی ہے کہ پورب [7] کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر

---

1 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، كتاب الصلوٰة، ص ٥ .

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٥٩٧، ج٣، ص٤٢٧ .

3 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الألف، الحديث: ٨١٦، ج١، ص٢٣٨ .

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل ...الخ، الحديث: ٥٨٦، ج١، ص ٢١٣ .

5 ...... لم نجدهذا الحديث في الصحيحين .
"كنزالعمال"، كتاب الصلاة الأوقات المكروهة، الحديث: ١٩٥٨٥، ج٧، ص١٧١ .

6 ...... "مختصر القدوري"، كتاب الصلاة، ص١٥٣ .

7 ...... مشرق۔

آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک دراز سپیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا اُفق سیاہ ہوتا ہے، صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے، یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہتے ہیں، اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا یہ جو بعض نے لکھا کہ صبح کاذب کی سپیدی جا کر بعد کو تاریکی ہو جاتی ہے، محض غلط ہے، صحیح وہ ہے جو ہم نے بیان کیا۔

مسئلہ۲: مختار یہ ہے کہ نماز فجر میں صبح صادق کی سپیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور عشا اور سحری کھانے میں اس کے ابتدائے طلوع کا اعتبار ہو۔[1] (عالمگیری)

فائدہ: صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک ان بلاد[2] میں کم از کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا پینتیس (۳۵) منٹ نہ اس سے کم ہوگا نہ اس سے زیادہ، اکیس (۲۱) مارچ کو ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہوتا ہے، پھر بڑھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہو جاتا ہے پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے، یہاں تک کہ (۲۲) ستمبر کو ایک گھنٹا ۱۸ منٹ ہو جاتا ہے، پھر بڑھتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹا ۲۴ منٹ ہوتا ہے، پھر کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۱ مارچ کو وہی ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے، جو شخص وقت صحیح نہ جانتا ہو اسے چاہیے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے خصوصاً جون جولائی میں اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹا رہنے پر خصوصاً دسمبر جنوری میں اور مارچ و ستمبر کے اواخر میں جب دن رات برابر ہوتا ہے، تو سحری ایک گھنٹا چوبیس منٹ پر چھوڑے اور سحری چھوڑنے کا جو وقت بیان کیا گیا اس کے آٹھ دس منٹ بعد اَذان کہی جائے تاکہ سحری اور اَذان دونوں طرف احتیاط رہے، بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے دو پونے دو گھنٹے پہلے اَذان کہہ دیتے ہیں پھر اسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں، نہ یہ اَذان ہو نہ نماز، بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقتِ فجر سمجھ رکھا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں ماہِ جون و جولائی میں جب کہ دن بڑا ہوتا ہے اور رات تقریباً دس گھنٹے کی ہوتی ہے، ان دنوں تو البتہ وقت صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے، مگر دسمبر جنوری میں جب کہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے، اسوقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ابتدائے وقت فجر کی شناخت دشوار ہے، خصوصاً جب کہ گرد و غبار ہو یا چاندنی رات ہو لہٰذا ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ آج جس وقت طلوع ہوا دوسرے دن اسی حساب سے وقت متذکرۂ بالا[3] کے اندر اندر اَذان و نماز فجر ادا کی جائے۔ (از افاداتِ رضویہ)

---

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الأول في المواقیت، الفصل الأول، ج۱، ص۵۱.

[2] ...... شہروں۔ [3] ...... متذکرۂ بالا یعنی اوپر ذکر کئے گئے۔

وقت ظہر و جمعہ: آفتاب ڈھلنے سے اس وقت تک ہے، کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔[1] (متون)

فائدہ: ہر دن کا سایہ اصلی وہ سایہ ہے، کہ اس دن آفتاب کے خط نصف النہار پر پہنچنے کے وقت ہوتا ہے اور وہ موسم اور بلاد کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، دن جتنا گھٹتا ہے، سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا ہے، سایہ کم ہوتا جاتا ہے، یعنی جاڑوں[2] میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں کم اور ان شہروں میں کہ خطِ استوا کے قرب میں واقع ہیں، کم ہوتا ہے، بلکہ بعض جگہ بعض موسم میں بالکل ہوتا ہی نہیں جب آفتاب بالکل سمت راس[3] پر ہوتا ہے، چنانچہ موسم سرما ماہِ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر کہ ۲۸ درجہ کے قریب پر واقع ہے، ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکۂ معظّمہ میں جو ۲۱ درجہ پر واقع ہے، ان دنوں میں سات قدم سے کچھ ہی زائد ہوتا ہے، اس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکۂ معظّمہ میں ۲۷ مئی سے ۳۰ مئی تک دوپہر کے وقت بالکل سایہ نہیں ہوتا، اس کے بعد پھر وہ سایہ الٹا ظاہر ہوتا ہے، یعنی سایہ جو شمال کو پڑتا تھا، اب مکۂ معظّمہ میں جنوب کو ہوتا ہے اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے، یہاں تک کہ پندرہ جولائی سے اٹھارہ جولائی تک پھر معدوم ہو جاتا ہے، اس کے بعد پھر شمال کی طرف ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوب میں پڑتا ہے، نہ کبھی معدوم ہوتا بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے۔ (ازافاداتِ رضویہ)

فائدہ: آفتاب ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین میں ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلاً جھکی نہ ہو آفتاب جتنا بلند ہوتا جائے گا، اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے، تو اس وقت خط نصف النہار پر پہنچا اور اس وقت کا سایہ سایۂ اصلی ہے، اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگا اور یہ دلیل ہے، کہ خط نصف النہار سے متجاوز ہوا اب ظہر کا وقت ہوا یہ ایک تخمینہ ہے اس لیے کہ سایہ کا کم و بیش ہونا خصوصاً موسم گرما میں جلد متمیز نہیں ہوتا، اس سے بہتر طریقہ خط نصف النہار کا ہے کہ ہموار زمین میں نہایت صحیح کمپاس سے سوئی کی سیدھ پر خط نصف النہار کھینچ دیں اور ان ملکوں میں اس خط کے جنوبی کنارے پر کوئی مخروطی شکل کی نہایت باریک نوک دار لکڑی خوب سیدھی نصب کریں کہ شرق یا غرب کو اصلاً نہ جھکی ہو، اور وہ خط نصف النہار اس کے قاعدے کے عین وسط میں ہو۔ جب اس کی نوک کا سایہ اس خط پر منطبق ہو ٹھیک دوپہر ہو گیا، جب بال برابر پورب کو جھکے دوپہر ڈھل گیا، ظہر کا وقت آ گیا۔

---

1 ...... "مختصر القدوري"، كتاب الصلاة، ص ۱۵۳.

2 ...... سردیوں۔

3 ...... یعنی بالکل سر کے اوپر۔

وقت عصر: بعد ختم ہونے وقت ظہر کے یعنی سوا سایہ اصلی کے دو مثل سایہ ہونے سے، آفتاب ڈوبنے تک ہے۔[1] (متون)

فائدہ: ان بلاد میں وقت عصر کم ازکم ایک گھنٹا ۳۵ منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے ۶ منٹ ہے، اس کی تفصیل یہ ہے، ۲۴ اکتوبر تحویل عقرب[2] سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ پھر یکم نومبر سے ۱۸ فروری یعنی پونے چار مہینے تک تقریباً ایک گھنٹا ۳۵ منٹ سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت عصر ہے، ان بلاد میں عصر کا وقت کبھی اس سے کم نہیں ہوتا، پھر ۱۹ فروری تحویل حوت سے ختم ماہ تک ایک گھنٹا ۳۶ منٹ، پھر مارچ کے ہفتۂ اوّل میں ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ۲۱ مارچ تحویل حمل سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اپریل کے ہفتۂ اوّل میں ایک گھنٹا ۴۳ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ۲۰ و ۲۱ اپریل تحویل ثور سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر مئی کے ہفتۂ اول میں ایک گھنٹا ۵۳ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، ہفتۂ سوم میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ، پھر جون کے پہلے ہفتہ میں دو گھنٹے ۳ منٹ، ہفتۂ دوم میں دو گھنٹے ۴ منٹ، ہفتۂ سوم میں دو گھنٹے ۵ منٹ، پھر ۲۲ جون تحویل سرطان سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ، پھر ہفتۂ اوّل جولائی میں دو گھنٹے ۵ منٹ، دوسرے ہفتہ میں دو گھنٹے ۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں دو گھنٹے دو منٹ، پھر ۲۳ جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے، پھر اگست کے پہلے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۸ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۵ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۵۱ منٹ، پھر ۲۳ و ۲۴ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹا ۵۰ منٹ، پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۸ منٹ، پھر ہفتۂ اول ستمبر میں ایک گھنٹا ۴۶ منٹ، دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۴ منٹ، تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹا ۴۲ منٹ، پھر ۲۳، ۲۴ ستمبر تحویل میزان میں ایک گھنٹا ۴۱ منٹ، پھر اس کے بعد آخر ماہ تک ایک گھنٹا ۴۰ منٹ، پھر ہفتۂ اوّل اکتوبر میں ایک گھنٹا ۳۹ منٹ، ہفتۂ دوم میں ایک گھنٹا ۳۸ منٹ، ہفتۂ سوم میں ۲۳ اکتوبر تک ایک گھنٹا ۳۷ منٹ، غروب آفتاب سے پیشتر وقت عصر شروع ہوتا ہے۔(ازافاداتِ رضویہ)

وقت مغرب: غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔[3] (متون)

---

1 ...... "مختصرالقدوري"، كتاب الصلاة، ص ١٥٤.

2 ...... ایک بُرج کا نام ہے۔ بارہ بُرج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں۔ بُرج یہ ہیں:
(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔ ("معالم التنزيل"، ج۳، ص۳۱۸، ملخصاً)

3 ...... "مختصرالقدوري"، كتاب الصلاة، ص ١٥٤.

مسئلہ ۳: شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے، جو جانب مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔[1] (ہدایہ، شرح وقایہ، عالمگیری، افاداتِ رضویہ) اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹا اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹا ۳۵ منٹ ہوتا ہے۔[2] (فتاویٰ رضویہ) فقیر نے بھی بکثرت اس کا تجربہ کیا۔

فائدہ: ہر روز کے صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

وقت عشا و وتر: غروب سپیدی مذکور سے طلوع فجر تک ہے، اس جنوباً شمالاً پھیلی ہوئی سپیدی کے بعد جو سپیدی شرقاً غرباً طویل باقی رہتی ہے، اس کا کچھ اعتبار نہیں، وہ جانب شرق میں صبح کاذب کی مثل ہے۔[3]

مسئلہ ۴: اگرچہ عشا و وتر کا وقت ایک ہے، مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے، کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں، البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشا کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہوگئے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۵: جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغار ولندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ "ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں۔"[5] (درمختار، ردالمحتار)

اوقات مستحبہ: فجر میں تاخیر مستحب ہے، یعنی اسفار میں (جب خوب اُجالا ہو یعنی زمین روشن ہو جائے) شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے، کہ چالیس سے ساٹھ آیت تک ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی رہے، کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل کیساتھ چالیس سے ساٹھ آیت تک دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ طلوع آفتاب کا شک ہو جائے۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب المواقيت، ج١، ص٤٠.

2 ...... الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٥٣.

3 ...... الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٥٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الأول، ج١، ص٥١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٢٣.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في فاقدوقت العشاء كأهل بلغار، ج٢، ص٢٤.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج٢، ص٣٠.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥١.

مسئلہ ٦: حاجیوں کے لیے مزدلفہ میں نہایت اوّل وقت فجر پڑھنا مستحب ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز غلس (یعنی اوّل وقت) میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے، کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں، جب جماعت ہو چکے تو پڑھیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے، گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے، خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں، موسم ربیع جاڑوں کے حکم میں ہے اور خریف گرمیوں کے حکم میں۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۹: جمعہ کا وقت مستحب وہی ہے، جو ظہر کے لیے ہے۔[4] (بحر)

مسئلہ ١٠: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے، مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود قرص آفتاب میں زردی آجائے، کہ اس پر بے تکلّف بے غبار و بخار نگاہ قائم ہونے لگے، دھوپ کی زردی کا اعتبار نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ١١: بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھیں اور عصر مثل ثانی کے بعد۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ١٢: تجربہ سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اس وقت آجاتی ہے، جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں، تو اسی قدر وقتِ کراہت ہے یوہیں بعد طلوع بیس منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔[7] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ١٣: تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں، پچھلے حصہ میں ادا کریں۔[8] (بحرالرائق)

مسئلہ ١٤: عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی، مگر اتنا طول دیا کہ وقت مکروہ آگیا تو اس میں کراہت نہیں۔[9] (بحر و عالمگیری و درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٥.

4 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، ج١، ص٤٢٩.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.

6 ...... "غنية المتملي شرح منية المصلي"، الشرط الخامس، ص٢٢٧.

7 ...... "الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٣٨. ملخصاً.

8 ...... "البحرالرائق"

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.

مسئلہ ۱۵: روز ابر[1] کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل[2] مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہِ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گُتھ گئے، تو مکروہِ تحریمی۔[3] (درمختار، عالمگیری، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۶: عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ چکے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے، کہ باعثِ تقلیل جماعت ہے۔[4] (بحر، درمختار)

مسئلہ ۱۷: نماز عشا سے پہلے سونا اور بعد نماز عشا دنیا کی باتیں کرنا، قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے، ضروری باتیں اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دینی مسائل اور صالحین کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں، یوہیں طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ذکرِ الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، ورنہ سونے سے قبل پڑھ لے، پھر اگر پچھلے کو آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے وتر کا اعادہ جائز نہیں۔[6] (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: ابر کے دن عصر و عشا میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر۔[7] (متون)

مسئلہ ۲۰: سفر وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے دو نمازوں کا ایک وقت میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ یوں ہو کہ دوسری کو پہلی ہی کے وقت میں پڑھے یا یوں کہ پہلی کو اس قدر مؤخر کرے کہ اس کا وقت جاتا رہے اور دوسری کے وقت میں پڑھے مگر اس دوسری صورت میں پہلی نماز ذمہ سے ساقط ہوگئی کہ بصورت قضا پڑھ لی اگرچہ نماز کے قضا کرنے کا گناہِ کبیرہ سر پر ہوا اور پہلی صورت میں تو دوسری نماز ہوگی ہی نہیں اور فرض ذمہ پر باقی ہے۔ ہاں اگر عذر سفر و مرض وغیرہ سے صورۃً جمع کرے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں پڑھے کہ حقیقتاً دونوں اپنے اپنے وقت میں واقع ہوں تو کوئی حرج نہیں۔[8] (عالمگیری مع زیادۃ التفصیل)

---

[1]...... روز ابر یعنی جس دن بادل چھائے ہوں۔
[2]...... جلدی پڑھنا۔
[3]...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۲.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۳۳.
[4]...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۳۲، و "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، ج۱، ص۴۳۰.
[5]...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۵.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج۲، ص۳۳.
[6]...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج۲، ص۳۴.
[7]...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب الأول في المواقيت، فصل ويستحب الإسفار بالفجر، ج۱، ص۴۱.
[8]...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۲.

مسئلہ ۲۱: عرفہ ومزدلفہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، کہ عرفہ میں ظہر وعصر وقت ظہر میں پڑھی جائیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشا وقت عشا میں۔[1] (عالمگیری)

اوقاتِ مکروہہ: طلوع وغروب ونصف النہار ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت وسجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے اور اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک غروب ہے، یہ وقت بھی ۲۰ منٹ ہے، نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی یعنی آفتاب ڈھلنے تک ہے جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے، اس کے برابر برابر دو حصے کریں، پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استوا وممانعت ہر نماز ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲۲: عوام اگر صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھیں تو منع نہ کیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا، تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت، اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے طیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقتِ کراہت آ گیا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے، یہاں تک کہ وقتِ کراہت جاتا رہے اور اگر وقت مکروہ ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقتِ مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: ان اوقات میں قضا نماز ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقتِ غیر

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثاني، ج١، ص٥٢.

2 ...... المرجع السابق، الفصل الثالث، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٧.
و "الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، باب الأوقات، ج٥، ص١٢٢.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٣٨.
مگر بعد نماز کہہ دیا جائے کہ نماز نہ ہوئی، آفتاب بلند ہونے کے بعد پھر پڑھیں۔ ۱۲ منہ

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: يشترط العلم بدخول الوقت، ج٢، ص٤٣.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٢.

مکروہ میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض ساقط ہو جائے گا اور گناہگار ہوگا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: کسی نے خاص ان اوقات میں نماز پڑھنے کی نذر مانی یا مطلقاً نماز پڑھنے کی منت مانی، دونوں صورتوں میں ان اوقات میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، بلکہ وقت کامل میں اپنی منت پوری کرے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ نماز واجب ہوگئی، مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں، لہٰذا واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گنہگار ہوا اور اب قضا واجب نہیں۔[3] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۲۸: جو نماز وقت مباح یا مکروہ میں شروع کر کے فاسد کر دی تھی، اس کو بھی ان اوقات میں پڑھنا ناجائز ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں، بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: بارہ (۱۲) وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے اور ان کے بعض یعنی ۶ و ۱۲ میں فرائض و واجبات و نمازِ جنازہ و سجدۂ تلاوت کی بھی ممانعت ہے۔

(۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔[6]

مسئلہ ۳۱: اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر[7] نماز نفل پڑھ رہا تھا، ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو دوسری بھی پڑھ کر پوری کر لے اور یہ دونوں رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں، اور اگر چار رکعت کی نیت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کر لیں تو پچھلی دو رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: نمازِ فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگر چہ وقت وسیع باقی ہو اگر چہ سنت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو، جائز نہیں۔[9] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۴۳.
2 ...... المرجع السابق.
3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۴۳.
4 ...... المرجع السابق، ص۴۵.
5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۴۴.
6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲.
7 ...... پہلے۔
8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۲.
9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

مسئلہ ۳۳: فرض سے پیشتر سنت فجر شروع کر کے فاسد کر دی تھی اور اب فرض کے بعد اس کی قضا پڑھنا چاہتا ہے، یہ بھی جائز نہیں۔[1] (عالمگیری)

(۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہوئی تو اِقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگر چہ قعدہ میں شرکت ہوگی، تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جو جانتا ہے کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز وگناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگر چہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار)

(۳) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے، نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت میں منع ہے اور پڑھ لی تو نا کافی ہے، قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوئی۔[3] (عالمگیری، درمختار)

(۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔[4] (عالمگیری، درمختار) مگر امام ابن الہمام نے دو رکعت خفیف کا استثنا فرمایا۔[5]

(۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی۔[6] (درمختار)

(۶) عین خطبہ کے وقت اگر چہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف واستسقا وحج ونکاح کا ہو ہر نماز حتّٰی کہ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۴: جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا چاروں رکعتیں پوری کر لے۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٣.

2 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٨.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٣.

4 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٦.

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب النوافل، ج١، ص٣٨٩.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٧.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج٢، ص٤٨.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج١، ص٥٣.

(۷) نمازِ عیدین سے پیشتر نفل مکروہ ہے، خواہ گھر میں پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں۔[1] (عالمگیری، درمختار)

(۸) نمازِ عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے، جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار)

(۹) عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔[3]

(۱۰) مزدلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے، بعد میں مکروہ نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار)

(۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔[5]

(۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو مگر جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے پھر پھیرے۔[6] (عالمگیری وغیرہ) یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو غرض کوئی ایسا امر درپیش ہو جس سے دل بٹے خشوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں۔[8] (بحرالرائق) یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصے میں پڑھی جائیں اصلاً مکروہ نہیں۔

اَذان کا بیان

قال اللہ تعالٰی:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ o ﴾[9]

اس سے اچھی کس کی بات، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں ہوں۔

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۰.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۰.

4 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۰.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳.

7 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۱.

8 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، ج۱، ص۴۳۲.

9 ...... پ۲۴، حمّ السجدة: ۳۳.

امیر المومنین فاروقِ اعظم اور عبداللہ بن زید بن عبد ربّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اَذان خواب میں تعلیم ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ خواب حق ہے'' اور عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''جاؤ بلال کو تلقین کرو، وہ اَذان کہیں کہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔'' (1) اس حدیث کو ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی نے روایت کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: کہ ''اَذان کے وقت کانوں میں انگلیاں کرلو، کہ اس کے سبب آواز زیادہ بلند ہوگی۔'' (2) اس حدیث کو ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اَذان کہنے کی بہت بڑی بڑی فضیلتیں احادیث میں مذکور ہیں، بعض فضائل ذکر کیے جاتے ہیں:

حدیث ۱: مُسلِم واحمد وابن ماجہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوں گی۔'' (3) علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں، یہ حدیث متواتر ہے اور حدیث کے معنی یہ بیان فرماتے ہیں کہ مؤذن رحمتِ الٰہی کے بہت امیدوار ہوں گے کہ جس کو جس چیز کی امید ہوتی ہے، اس کی طرف گردن دراز کرتا ہے یا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو ثواب بہت ہے اور بعضوں نے کہا یہ کنایہ ہے، اس سے کہ شرمندہ نہ ہوں گے اس لیے کہ جو شرمندہ ہوتا ہے، اس کی گردن جھک جاتی ہے۔ (4)

حدیث ۲: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مؤذن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے، اس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے اس کی آواز سنی اس کی تصدیق کرتا ہے۔'' (5) اور ایک روایت میں ہے کہ ''ہر تر و خشک جس نے آواز سنی اس کے لیے گواہی دے گا۔'' (6) دوسری روایت میں ہے، ''ہر ڈھیلا اور پتھر اس کے لیے گواہی دے گا۔'' (7)

حدیث ۳: بُخاری و مُسلِم و مالک وابوداود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب اَذان کہی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے، یہاں تک کہ اَذان کی آواز اسے نہ پہنچے، جب اَذان پوری ہو جاتی ہے، چلا

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب كيف الأذان، الحديث: ٤٩٩، ج١، ص٢١٠.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان، باب السنة في الأذان، الحديث: ٧١٠، ج١، ص٣٩٥.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٣٨٧، ص٢٠٤.

4 ...... "التيسير" شرح "الجامع الصغير"، حرف الميم، تحت الحديث: ٩١٣٦، ج٦، ص٣١٣.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٧٦١٥، ج٣، ص٨٩.

6 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٥٤٦، ج٣، ص٤٢٠.

7 ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٠٨٧٨، ج٧، ص٢٧٧، الحديث: ٢٠٩١٣، ص٢٨٠.

آتا ہے، پھر جب اِقامت کہی جاتی ہے، بھاگ جاتا ہے، جب پوری ہولیتی ہے، آجاتا ہے اور خطرہ ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ جو پہلے یاد نہ تھی یہاں تک کہ آدمی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کتنی پڑھی۔'' (1)

حدیث ۴: صحیح مُسلِم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''شیطان جب اَذان سنتا ہے، اتنی دور بھاگتا ہے، جیسے روحا۔'' اور روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (2)

حدیث ۵: طَبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اَذان دینے والا کہ طالبِ ثواب ہے، اس شہید کی مثل ہے کہ خون میں آلودہ ہے اور جب مرے گا، قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔'' (3)

حدیث ۶: امام بُخاری اپنی تاریخ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب مؤذن اَذان کہتا ہے، رب عزوجل اپنا دستِ قدرت اس کے سر پر رکھتا ہے اور یوہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ اَذان سے فارغ ہو اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جہاں تک آواز پہنچے جب وہ فارغ ہوتا ہے، رب عزوجل فرماتا ہے: ''میرے بندہ نے سچ کہا اور تو نے حق گواہی دی، لہٰذا تجھے بشارت ہو۔'' (4)

حدیث ۷: طَبرانی صَغیر میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس بستی میں اَذان کہی جائے، اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے اس دن اسے امن دیتا ہے۔'' (5)

حدیث ۸: طَبرانی معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس قوم میں صبح کو اَذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے شام تک امان ہے اور جن میں شام کو اَذان ہوئی ان کے لیے اللہ کے عذاب سے صبح تک امان ہے۔'' (6)

حدیث ۹: ابویعلی مُسند میں اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میں جنت میں گیا، اس میں موتی کے گنبد دیکھے، اس کی خاک مشک کی ہے، فرمایا: ''اے جبریل! یہ کس کے لیے ہے؟ عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

1...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل التأذين، الحديث: ٦٠٨، ج١، ص٢٢٢.
2...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث:٣٨٨، ص٢٠٤.
3...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٣٥٥٤، ج١٢، ص٣٢٢.
4...... لم نجد الحديث في تاريخ البخاري.
"الجامع الصغير" للسيوطي، حرف الهمزة، الحديث: ٣٦٦، ص٢٨.
5...... "المعجم الصغير" للطبراني، باب الصاد، ج١، ص١٧٩.
6...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٤٩٨، ج٢٠، ص٢١٥.

کی اُمّت کے مؤذنوں اور اماموں کے لیے۔'' (1)

حدیث ۱۰: امام احمد ابو سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اَذان کہنے میں کتنا ثواب ہے، تو اس پر باہم تلوار چلتی۔'' (2)

حدیث ۱۱: ترمذی و ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس نے سات برس ثواب کے لیے اَذان کہی، اللہ تعالٰی اس کے لیے نار سے براءت لکھ دے گا۔'' (3)

حدیث ۱۲: ابن ماجہ و حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس نے بارہ برس اَذان کہی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور ہر روز اس کی اَذان کے بدلے ساٹھ نیکیاں اور اِقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔'' (4)

حدیث ۱۳: بیہقی کی روایت ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس نے سال بھر اَذان پر محافظت کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔'' (5)

حدیث ۱۴: بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس نے پانچ نمازوں کی اَذان ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے کہی اس کے جو گناہ پہلے ہوئے ہیں معاف ہو جائیں گے اور جو اپنے ساتھیوں کی پانچ نمازوں میں اِمامت کرے ایمان کی بنا پر ثواب کے لیے اس کے جو گناہ پیشتر ہوئے معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (6)

حدیث ۱۵: ابن عساکر انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو سال بھر اَذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے، قیامت کے دن بلایا جائے گا اور جنت میں دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لیے تُو چاہے شفاعت کر۔'' (7)

حدیث ۱۶: خطیب و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''مؤذنوں کا حشر

---

1 ...... "الجامع الصغير"، حرف الدال، الحديث: ٤١٧٩، ص٢٥٥.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١٢٤١، ج٤، ص٥٩.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٧٢٧، ج١، ص٤٠٢.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٧٢٨، ج١، ص٤٠٢.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلاة، فضل الأذان... إلخ، الحديث: ٣٠٥٨، ج٣، ص١١٩.

6 ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب الترغيب في الأذان، الحديث: ٢٠٣٩، ج١، ص٦٣٦.

7 ...... "الجامع الصغير"، حرف الميم، الحديث: ٨٣٧٩، ص٥١١.

یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے، ان کے آگے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اَذان کہتے ہوئے آئیں گے، لوگ ان کی طرف نظر کریں گے، پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا، یہ اُمّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں، لوگ خوف میں ہیں اوران کوخوف نہیں لوگ غم میں ہیں، ان کوغم نہیں۔'' (1)

حدیث ۱۷: ابوالشیخ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب اَذان کہی جاتی ہے، آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے، جب اِقامت کا وقت ہوتا ہے، دُعا رد نہیں کی جاتی۔'' (2) ابوداود وترمذی کی روایت انھیں سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اَذان واِقامت کے درمیان دُعا رد نہیں کی جاتی۔'' (3)

حدیث ۱۸: دارمی وابوداود نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دودُعائیں رد نہیں ہوتیں یا بہت کم رد ہوتی ہیں، اَذان کے وقت اور جہاد کی شدّت کے وقت۔'' (4)

حدیث ۱۹: ابوالشیخ نے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اے ابن عباس! اَذان کو نماز سے تعلق ہے، تو تم میں کوئی شخص اَذان نہ کہے مگر حالتِ طہارت میں۔'' (5)

حدیث ۲۰: ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''لَا یُؤَذِّنُ اِلَّا مُتَوَضِّیٌٔ (6) ''کوئی شخص اَذان نہ دے مگر باوضو۔''

حدیث ۲۱: بُخاری وابوداود وترمذی ونَسائی وابن ماجہ واحمد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''جو اَذان سُن کر یہ دُعا پڑھے۔

'' اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلاۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ (سَیِّدَنَا) مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ط '' اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔'' (7)

1 ...... ''تاریخ بغداد''، باب المیم، ذکر من اسمہ موسی، رقم: ٦٩٩٥، ج١٣، ص٣٩.

2 ...... ''کنزالعمال''، کتاب الأذان، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٢٠٩١٠، ج٧، ص٢٧٩.

3 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء، في الدعاء بین الأذان و الإقامۃ، الحدیث: ٥٢١، ج١، ص٢٢٠.

4 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب الجھاد، باب الدعاء عند اللقاء، الحدیث: ٢٥٤٠، ج٣، ص٢٩.

5 ...... ''کنزالعمال''، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٢٠٩٧٢، ج٧، ص٢٨٤.

6 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ الأذان بغیر وضوء، الحدیث: ٢٠٠، ج١، ص٢٤٣.

7 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب التفسیر، ١١ـ باب، الحدیث: ٤٧١٩، ج٣، ص٢٦٢.

حدیث ۲۲: امام احمد و مُسلم وابوداود وترمذی ونَسائی کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ''مؤذن کا جواب دے پھر مجھ پر درود پڑھے پھر وسیلہ کا سوال کرے۔'' (1)

حدیث ۲۳: طَبرانی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے '' وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ''بھی ہے۔ (2)

حدیث ۲۴: طَبرانی کبیر میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب تُو اَذان سُنے تو اللہ کے داعی کا جواب دے۔'' (3)

حدیث ۲۵: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب مؤذّن کو اَذان کہتے سنو تو جو وہ کہتا ہے، تم بھی کہو۔'' (4)

حدیث ۲۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مومن کو بدبختی و نامرادی کے لیے کافی ہے کہ موذّن کو تکبیر کہتے سنے اور اجابت نہ کرے۔'' (5)

حدیث ۲۷: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ظلم ہے، پورا ظلم اور کفر ہے اور نفاق ہے، یہ کہ اللہ کے منادی کو اَذان کہتے سُنے اور حاضر نہ ہو۔'' (6) یہ دونوں حدیثیں طَبرانی نے معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیں اَذان کے جواب کا نہایت عظیم ثواب ہے۔

حدیث ۲۸: ابوالشیخ کی روایت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: ''اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (7)

حدیث ۲۹: ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے گروہ زنان! جب تم بلال کو اَذان و اِقامت کہتے سنو، تو جس طرح وہ کہتا ہے، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ محو کرے گا، عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: مردوں کے لیے دُونا۔'' (8)

1...... "صحیح مسلم"، کتاب الصلاۃ، باب استیجاب القول... إلخ، الحدیث: ٣٨٤، ص٢٠٣. عن عبداللّٰہ بن عمرو.
2...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ١٢٥٥٤، ج١٢، ص٦٦ ـ ٦٧.
3...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٣٠٤، ج١٩، ص١٣٨.
4...... "سنن ابن ماجہ"، أبواب الأذان... إلخ، باب مایقال، إذا أذن المؤذن، الحدیث: ٧١٨، ج١، ص٣٩٧.
5...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٣٩٦، ج٢٠، ص١٨٣.
6...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٣٩٤، ج٢٠، ص١٨٣.
7...... "کنزالعمال"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٢١٠٠٤، ج٧، ص٢٨٧.
8...... "کنزالعمال"، کتاب الصلاۃ، الحدیث: ٢١٠٠٥، ج٧، ص٢٨٧.

حدیث ۳۰: طَبرانی کی روایت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ: ''عورتوں کے لیے ہر کلمہ کے مقابل دس لاکھ درجے بلند کیے جائیں گے۔'' فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یہ عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: ''مردوں کے لیے دُونا۔'' (1)

حدیث ۳۱: حاکم وابونعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مؤذن کو نماز پڑھنے والے پر دوسوبیس حسنہ زیادہ ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے اور اگر اِقامت کہے تو ایک سو چالیس نیکی ہے، مگر وہ جو اس کی مثل کہے۔'' (2)

حدیث ۳۲: صحیح مُسلِم میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب مؤذن اَذان دے، تو جو شخص اس کی مثل کہے اور جب وہ ''**حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ**'' کہے، تو یہ ''**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ**'' کہے جنت میں داخل ہوگا۔'' (3)

حدیث ۳۳: ابوداود وترمذی وابن ماجہ نے روایت کی، زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''نمازِ فجر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَذان کہنے کا مجھے حکم دیا، میں نے اَذان کہی، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِقامت کہنی چاہی، فرمایا: ''صدائی نے اَذان کہی اور جو اَذان دے وہی اِقامت کہے۔'' (4)

مسائل فقہیہ: اَذان عرفِ شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے، جس کے لیے الفاظ مقرر ہیں، الفاظِ اَذان یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ

---

1 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٢٨، ج٢٤، ص١٦.

2 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢١٠٠٨، ج٧، ص٢٨٧.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب استيجاب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، الحديث: ٣٨٥، ص٢٠٣.

4 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الصلاة، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم، الحديث: ١٩٩، ج١، ص٢٤٣.

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ .[1]

مسئلہ ۱: فرض پنج گانہ کہ انھیں میں جمعہ بھی ہے، جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لیے اَذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار رہوں گے، یہاں تک کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر کسی شہر کے سب لوگ اَذان ترک کر دیں، تو میں ان سے قتال کروں گا اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اسے ماروں گا اور قید کروں گا۔[2] (خانیہ وہندیہ ودرمختار وردالمحتار)

مسئلہ ۲: مسجد میں بلا اَذان واِقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اَذان نہ کہے، اگر کوئی شخص شہر میں گھر میں نماز پڑھے اور اَذان نہ کہے تو کراہت نہیں، کہ وہاں کی مسجد کی اَذان اس کے لیے کافی ہے۔ اور کہہ لینا مستحب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اَذان واِقامت ہوتی ہے، تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے، جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اَذان واِقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر بیرون شہر وقریہ باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اَذان کِفایَت کرتی ہے، پھر بھی اَذان کہہ لینا بہتر ہے اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں، قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اَذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۵۵.

2 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵۳.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ۶۰، و "الفتاوی الخانیة"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۱، ص ۳٤.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان،الفصل الأول، ج ۱، ص ۵٤.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الأذان، ج ۲، ص ٦۲.

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵٤.

6 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج ۱، ص ۵٤.

مسئلہ ٦: لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے، تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اَذان کا اعادہ نہیں اور فصل طویل نہ ہو، تو اِقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہوا تو اِقامت کہے اور وقت جاتا رہا، تو غیر مسجد میں اَذان و اِقامت کے ساتھ پڑھیں۔[1] (ردالمحتار، عالمگیری مع افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ٧: جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی، تو اَذان و اِقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اَذان و اِقامت کہہ سکتا ہے، جب کہ جنگل میں تنہا ہو، ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے، والہٰذا مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اَذان نہ کہے اور وتر کی قضا میں دعائے قنوت کے وقت رفع یدین نہ کرے، ہاں اگر کسی ایسے سبب سے قضا ہوگئی، جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہوگئے، تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اَذان کہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار مع تنقیح از افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ٨: اہل جماعت سے چند نمازیں قضا ہوئیں، تو پہلی کے لیے اَذان و اِقامت دونوں کہیں اور باقیوں میں اختیار ہے، خواہ دونوں کہیں یا صرف اِقامت پر اکتفا کریں اور دونوں کہنا بہتر۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں، تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اَذان کہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ٩: وقت ہونے کے بعد اَذان کہی جائے، قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اَثنائے اَذان میں وقت آگیا، تو اعادہ کی جائے۔[4] (متون، درمختار)

مسئلہ ١٠: اَذان کا وقت مستحب وہی ہے، جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اوّل وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشا میں نصف وقت مستحب گزرنے کے بعد، مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اوّل وقت اَذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی، تو بھی سنت اَذان ادا ہوگئی۔[5] (درمختار و ردالمحتار)

مسئلہ ١١: فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقا، چاشت، کسوف، خسوف، نوافل میں اَذان نہیں۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج٢، ص٧٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٥.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج٢، ص٧٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٥.

4 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١، ص٤٥.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج٢، ص٦٢.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٣.

مسئلہ ۱۲: بچّے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضب ناک اور بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدّت اور آتش زدگی[1] کے وقت اور بعد دفن میت[2] اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اَذان مستحب ہے۔[3] (ردالمحتار) وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔[4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۳: عورتوں کو اَذان و اِقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے، کہیں گی گناہ گار ہوں گی اور اعادہ کی جائے۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اَذان و اِقامت مکروہ ہے، اگرچہ جماعت سے پڑھیں۔[6] (درمختار) کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔[7] (متون)

مسئلہ ۱۵: خنثیٰ و فاسِق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچّے اور **جنب** کی اَذان مکروہ ہے، ان سب کی اَذان کا اعادہ کیا جائے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: سمجھ وال بچّہ اور غلام اور اندھے اور ولد الزنا اور بے وضو کی اَذان صحیح ہے۔[9] (درمختار) مگر بے وضو اَذان کہنا مکروہ ہے۔[10] (مراقی الفلاح)

مسئلہ ۱۷: جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اَذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں، جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔[11] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اَذان کہنے کا اہل وہ ہے، جو اوقاتِ نماز پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو، تو اس ثواب کا مستحق نہیں، جو

---

1 ...... آگ لگنے۔

2 ...... اور ابن حجر شافعی المذہب ہیں فقہ میں ان کا قول اور وہ بھی اپنی رائے اور وہ بھی خلافِ دلیل حجت نہیں۔ ۱۲ منہ

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المواضع التي يندب... إلخ، ج۲، ص٦٢.

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٥، ص ٣٧٠.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص٥٤.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص٦٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص٧٢.

7 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، فصل في الجماعة، ج۱، ص١٧٦.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص٧٥.

9 ...... المرجع السابق، ص٧٣.

10 ...... "مراقي الفلاح"، كتاب الصلوة، باب الأذان، ص٤٦.

11 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أذان الجوق، ج۲، ص٧٣.

مؤذن کے لیے ہے۔[1] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۹: مستحب یہ ہے کہ مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنۃ ذی وجاہت، لوگوں کے احوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زجر کرنے والا ہو، اَذان پر مداومت[2] کرتا ہو اور ثواب کے لیے اَذان کہتا ہو یعنی اَذان پر اجرت نہ لیتا ہو، اگر مؤذن نابینا ہو، اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتا دے، تو اس کا اور آنکھ والے کا، اَذان کہنا یکساں ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: اگر مؤذن ہی امام بھی ہو، تو بہتر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اَذان کہنا مکروہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: اَذان و امامت کی ولایت بانیٔ مسجد کو ہے، وہ نہ ہو، تو اس کی اولاد، اس کے کنبہ والوں کو اور اگر اہلِ محلّہ نے کسی ایسے کو مؤذن یا امام کیا، جو بانی کے مؤذن و امام سے بہتر ہے، تو وہی بہتر ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر اَثنائے اَذان[7] میں مؤذن مر گیا یا اسکی زبان بند ہوگئی یا رُک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بے ہوش ہو گیا، تو ان سب صورتوں میں سرے سے اَذان کہی جائے، وہی کہے، خواہ دوسرا۔[8] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۴: اَذان کے بعد معاذ اللہ مُرتد ہو گیا، تو اعادہ کی حاجت نہیں اور بہتر اعادہ ہے اور اگر اَذان کہتے میں مُرتد ہو گیا، تو بہتر ہے کہ دوسرا شخص سرے سے کہے اور اگر اسی کو پورا کرلے تو بھی جائز ہے۔[9] (عالمگیری) یعنی یہ دوسرا شخص باقی کو پورا کرلے، نہ یہ کہ وہ بعد ارتداد اس کی تکمیل کرے، کہ کافر کی اَذان صحیح نہیں اور اَذان متجزی نہیں، تو فسادِ بعض، فسادِ کل ہے، جیسے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٣.
و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٧.

2 ...... ہمیشگی۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٣.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٨٨.

6 ...... "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٨.

7 ...... یعنی اَذان کے دوران۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٧٥، و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٥.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٤.

نماز کی پچھلی رکعت میں فساد ہو، تو سب فاسد ہے۔ (افادات رضویہ)

مسئلہ ۲۵: بیٹھ کر اَذان کہنا مکروہ ہے، اگر کہی اعادہ کرے، مگر مسافر اگر سواری پر اَذان کہہ لے، تو مکروہ نہیں اور اِقامت مسافِر بھی اتر کر کہے، اگر نہ اترا اور سواری ہی پر کہہ لی، تو ہو جائے گی۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: اَذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے، اُس کا اعادہ کیا جائے، مگر مسافر جب سواری پر اَذان کہے اور اُس کا مونھ قبلہ کی طرف نہ ہو، تو حرج نہیں۔[2] (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: اَذان کہنے کی حالت میں بلا عذر کھکارنا مکروہ ہے اور اگر گلا پڑ گیا یا آواز صاف کرنے کے لیے کھکارا، تو حرج نہیں۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۲۸: مؤذن کو حالت اَذان میں چلنا مکروہ ہے اور اگر کوئی چلتا جائے اور اسی حالت میں اَذان کہتا جائے تو اعادہ کریں۔[4] (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: اَثنائے اَذان میں بات چیت کرنا منع ہے، اگر کلام کیا، تو پھر سے اَذان کہے۔[5] (صغیری)

مسئلہ ۳۰: کلمات اَذان میں لحن حرام ہے، مثلاً اللہ یا اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یوہیں اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔[6] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: یوہیں کلمات اَذان کو قواعد موسیقی پر گانا بھی لحن و ناجائز ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: سنت یہ ہے کہ اَذان بلند جگہ کہی جائے کہ پروس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے۔[8] (بحر)

مسئلہ ۳۳: طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنا، مکروہ ہے۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص٥٤.

2 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أول من بنى من المنائر للأذان ج۲، ص٦٩.

3 ...... "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٧٦.

4 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في المؤذن... إلخ، ج۲، ص٧٥.

5 ...... "صغيرى شرح منية المصلي"، سنن الصلاة، فصل في السنن، ص١٩٦.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الفصل الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص٥٦.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص٦٣، وغيرهما.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في الكلام على حديث ((الأذان جزم))، ج۲، ص٦٥.

8 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلوة، باب الأذان، ج۱، ص٤٤٣، ٤٤٤.

9 ...... "الفتاوی الهندية"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص٥٥.

مسئلہ ۳۴: اَذان مئذنہ[1] پر کہی جائے یا خارج مسجد اور مسجد میں اَذان نہ کہے۔[2] (خلاصہ، عالمگیری) مسجد میں اَذان کہنا، مکروہ ہے۔[3] (غایۃ البیان، فتح القدیر، نظم زندویستی، طحطاوی علی المراقی) یہ حکم ہر اَذان کے لیے ہے، فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اَذان اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اَذانِ ثانی جمعہ بھی اسی میں داخل ہے۔ امام اتقانی و امام ابن الہمام نے یہ مسئلہ خاص باب جمعہ میں لکھا، ہاں اس میں ایک بات البتہ یہ زائد ہے کہ خطیب کے محاذی ہو، یعنی سامنے باقی مسجد کے اندر منبر سے ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ پر، جیسا کہ ہندوستان میں اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے، اس کی کوئی سند کسی کتاب میں نہیں، حدیث وفقہ دونوں کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۳۵: اَذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے، اللہ اکبر اللہ اکبر دونوں مل کر ایک کلمہ ہیں، دونوں کے بعد سکتہ کرے[4] درمیان میں نہیں اور سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا، جواب دے لے اور سکتہ کا ترک مکروہ ہے اور ایسی اَذان کا اعادہ مستحب ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر کلماتِ اَذان یا اِقامت میں کسی جگہ تقدیم و تاخیر ہوگئی، تو اتنے کو صحیح کرلے۔ سرے سے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر صحیح نہ کیے اور نماز پڑھ لی، تو نماز کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** داہنی طرف مونھ کرکے کہے اور **حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** بائیں جانب اگرچہ اَذان کے لیے نہ ہو بلکہ مثلاً بچے کے کان میں یا اور کسی لیے کہی یہ پھیرنا فقط مونھ کا ہے، سارے بدن سے نہ پھرے۔[7] (متون، درمختار)

مسئلہ ۳۸: اگر منارہ پر اَذان کہے تو داہنی طرف کے طاق سے سر نکال کر **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** کہے اور بائیں جانب کے طاق سے **حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ**۔[8] (شرح وقایہ) یعنی جب بغیر اس کے آواز پہنچنا پورے طور پر نہ ہو۔[9] (ردالمحتار)

---

1. …… مینارا۔
2. …… "الفتاوی الھندیۃ"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۵.
3. …… "حاشیۃ الطحطاوي" علی "مراقي الفلاح"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ص۱۹۷.
4. …… یعنی چُپ ہوجائے۔
5. …… "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في الکلام علی حدیث ((الأذان جزم)) ج۲، ص۶۶، و "الفتاوی الھندیۃ"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۶.
6. …… "الفتاوی الھندیۃ"، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۶.
7. …… "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، ج۲، ص۶۶، و "شرح الوقایۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ص۱۵۳.
8. …… "شرح الوقایۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۱، ص۱۵۳.
9. …… "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب في أوّل من بنیٰ المنائر... إلخ، ج۲، ص۶۷.

یہ وہیں ہوگا کہ منارہ بند ہے اور دونوں طرف طاق کھلے ہیں اور کھلے منارہ پر ایسا نہ کرے، بلکہ وہیں صرف مونھ پھیرنا ہو اور قدم ایک جگہ قائم۔

مسئلہ ۳۹: صبح کی اَذان میں فلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۴۰: اَذان کہتے وقت کانوں کے سوراخ میں انگلیاں ڈالے رہنا مستحب ہے اور اگر دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لیے تو بھی اچھا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار) اور اوّل احسن ہے کہ ارشاد حدیث کے مطابق ہے اور بلندی آواز میں زیادہ معین۔ کان جب بند ہوتے ہیں آدمی سمجھتا ہے کہ ابھی آواز پوری نہ ہوئی، زیادہ بلند کرتا ہے۔ (رضا)

مسئلہ ۴۱: اِقامت مثل اَذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ دوبار کہیں، اس میں بھی آواز بلند ہو، مگر نہ اَذان کی مثل، بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے، اس کے کلمات جلد جلد کہیں، درمیان میں سکتہ نہ کریں، نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے، نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا اور صبح کی اِقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ نہیں اِقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں، اگر امام نے اِقامت کہی، تو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلّی پر چلا جائے۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۲: اِقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت دہنے بائیں مونھ پھیرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: اِقامت کی سنّیت، اَذان کی بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: جس نے اَذان کہی، اگر موجود نہیں، تو جو چاہے اِقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے اور مؤذن موجود ہے، تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہو، تو مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: جنب و محدث کی اِقامت مکروہ ہے، مگر اعادہ نہ کی جائے گی۔ بخلاف اَذان کہ جنب اَذان کہے تو

---

1 ...... "مختصرالقدوري"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ص۱۵۸.
نماز سونے سے بہتر ہے۔ ۱۲ منہ

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان مطلب في أوّل من بنیٰ المنائر... إلخ، ج۲، ص۶۷.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في أوّل من بنیٰ المنائر للأذان، ج۲، ص۶۷.
و "الفتاوى الهندية"، الباب الثاني في الآذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۶، و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص۳۷۶.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۶۶.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۶۷.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۴.

دوبارہ کہی جائے،اس لیے کہ اَذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبار نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہوکرانتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔[2] (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اِقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مُصلّے پر کھڑا نہ ہو، اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۴۷: مسافر نے اَذان و اِقامت دونوں نہ کہی یا اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اگر صرف اِقامت پر اِکتفا کیا، تو کراہت نہیں، مگر اولیٰ یہ ہے کہ اَذان بھی کہے، اگرچہ تنہا ہو یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: بیرونِ شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اِقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اَذان نہ کہی، تو حرج نہیں، مگر خلافِ اَولیٰ ہے۔[4] (خانیہ)

مسئلہ ۴۹: مسجد محلّہ یعنی جس کے لیے امام و جماعت معین ہو کہ وہی جماعت اُولیٰ قائم کرتا ہو، اس میں جب جماعت اُولیٰ بطریق مسنون ہوچکی، تو دوبارہ اَذان کہنا مکروہ ہے اور بغیر اَذان اگر دوسری جماعت قائم کی جائے، تو امام محراب میں نہ کھڑا ہو، بلکہ دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہو کہ امتیاز رہے۔ اس امام جماعت ثانیہ کو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور مسجد محلّہ نہ ہو جیسے سڑک، بازار، اسٹیشن، سرائے کی مسجدیں جن میں چند شخص آتے ہیں اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں، پھر کچھ اور آئے اور پڑھی، وعلیٰ ہذا تو اس مسجد میں تکرارِ اَذان مکروہ نہیں، بلکہ افضل یہی ہے کہ ہر گروہ کہ نیا آئے، جدید اَذان و اِقامت کے ساتھ جماعت کرے، ایسی مسجد میں ہر امام محراب میں کھڑا ہو۔[5] (درمختار، عالمگیری، فتاویٰ قاضی خان، بزازیہ) محراب سے مراد وسط مسجد ہے، یہ طاق معروف ہو یا نہ ہو، جیسے مسجد الحرام شریف جس میں یہ محراب اصلاً نہیں یا ہر مسجد صیفی یعنی صحن مسجد اس کا وسط محراب ہے، اگرچہ وہاں عمارت اصلاً نہیں ہوتی محراب حقیقی یہی ہے اور وہ شکل طاق محراب صوری کہ زمانہ رسالت و زمانہ خلفائے

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲، ص۷۵.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، مطلب في أوّل من بنی المنائر للأذان، ج۲، ص۶۷،۷۸.

4 ...... الفتاوی الخانیة، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۱، ص۳۸.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج۱، ص۵٤.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج۲، ص۷۸.

راشدین میں نہ تھی، ولید بادشاہ مروانی کے زمانہ میں حادث ہوئی۔[1] (فتاویٰ رضویہ) بعض لوگوں کے خیال میں ہے کہ دوسری جماعت کا امام پہلے کے مصلّٰی پر نہ کھڑا ہو، لہٰذا مصلے ہٹا کر وہیں کھڑے ہوتے ہیں، جو امام اوّل کے قیام کی جگہ ہے، یہ جہالت ہے، اس جگہ سے دہنے بائیں ہٹنا چاہیے، مصلّٰی اگرچہ وہی ہو۔ (رضا)

مسئلہ ۵۰: مسجد محلّہ میں بعض اہل محلّہ نے اپنی جماعت پڑھ لی، ان کے بعد امام اور باقی لوگ آئے، تو جماعت اُولیٰ انھیں کی ہے، پہلوں کے لیے کراہت۔ یوہیں اگر غیر محلّہ والے پڑھ گئے، ان کے بعد محلّہ کے لوگ آئے، تو جماعت اُولیٰ یہی ہے اور امام اپنی جگہ پر کھڑا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: اگر اَذان آہستہ ہوئی، تو پھر اَذان کہی جائے اور پہلی جماعت، جماعت اُولیٰ نہیں۔[3] (قاضی خان)

مسئلہ ۵۲: اَثنائے اِقامت میں بھی مؤذن کو کلام کرنا ناجائز ہے، جس طرح اَذان میں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: اَثنائے اَذان و اِقامت میں اس کو کسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے بعد ختم بھی جواب دینا واجب نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: جب اَذان سُنے، تو جواب دینے کا حکم ہے، یعنی مؤذن جو کلمہ کہے، اس کے بعد سُننے والا بھی وہی کلمہ کہے، مگر **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** کے جواب میں **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے، بلکہ اتنا لفظ اور ملالے **مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ**۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: **اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم** کے جواب میں **صَدَقْتَ وَ بَرِرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ** کہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٣٤٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأول، ج١، ص٥٤.

3 ...... الفتاوى الخانية، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١، ص٣٨.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل، ج١، ص٥٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الأوّل، ج١، ص٥٥.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج١، ص٥٧.
جو اللہ (عزوجل) نے چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا نہیں ہوا۔١٢

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٣.
تو سچا اور نیکوکار ہے اور تو نے حق کہا۔١٢

مسئلہ ۵۶: **جنب** بھی اَذان کا جواب دے۔ حیض ونفاس والی عورت اور خطبہ سننے والے اور نمازِ جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول یا قضائے حاجت میں ہو، ان پر جواب نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: جب اَذان ہو، تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جواب سلام، تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اَذان کی آواز آئے، تو تلاوت موقوف کر دے اور اَذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔ یوہیں اِقامت میں۔[2] (درمختار، عالمگیری)

جو اَذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۵۸: راستہ چل رہا تھا کہ اَذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سُنے اور جواب دے۔[4] (عالمگیری، بزازیہ)

مسئلہ ۵۹: اِقامت کا جواب مستحب ہے، اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ **قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃ** کے جواب میں **اَقَامَهَا اللّٰهُ وَ اَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ** کہے۔[5] (عالمگیری) یا **اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَجَعَلْنَا مِنْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اَحْیَاءً وَ اَمْوَاتًا**۔[6] (رضا)

مسئلہ ۶۰: اگر چند اَذانیں سُنے، تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ کہ سب کا جواب دے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اگر بوقتِ اَذان جواب نہ دیا، تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو، اب دے لے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: خطبہ کی اَذان کا جواب زبان سے دینا، مقتدیوں کو جائز نہیں۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۸۱.

2 ...... المرجع السابق، ص۸٦، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷.

3 ......جامع الرموز، ص۱۲٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج۱، ص۵۷.
اللہ اس کو قائم رکھے اور ہمیشہ رکھے جب تک آسمان اور زمین ہیں۔۱۲

6 ...... ہم کو زندگی میں اور مرنے کے بعد اس کے نیک اہل سے بنائے۔۱۲

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج۲، ص۸۲.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۸۳.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج۲، ص۸۷.
مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''مقتدیوں کو خطبے کی اذان کا جواب ہرگز نہیں دینا چاہیے یہی احوط ہے۔ ہاں اگر یہ جوابِ اذان یا (دوخطبوں کے درمیان) دُعا، اگر دل سے کریں، زبان سے تلفُّظ اصلاً نہ ہو تو حرج کوئی نہیں۔ اور امام یعنی خطیب اگر زبان سے بھی جوابِ اذان دے یا دعا کرے، بلاشبہ جائز ہے۔
("الفتاوى الرضوية"، ج۸، ص۳۰۰-۳۰۱)

مسئلہ ۶۳: جب اَذان ختم ہوجائے، تو مؤذن اور سامعین درود شریف پڑھیں اس کے بعد یہ دُعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔[1] (ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۶۴: جب مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے، تو سُننے والا درود شریف پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگالے اور کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: اَذان نماز کے علاوہ اور اَذانوں کا بھی جواب دیا جائے گا، جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت کی اَذان۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: اگر اَذان غلط کہی گئی، مثلاً لحن کے ساتھ تو اس کا جواب نہیں بلکہ ایسی اَذان سُنے بھی نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: متاخرین نے تثویب مستحسن رکھی ہے، یعنی اَذان کے بعد نماز کے لیے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کے لیے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کیے بلکہ جو وہاں کا عرف ہو مثلاً اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ یَا قَامَتْ قَامَتْ یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: مغرب کی اَذان کے بعد تثویب نہیں ہوتی۔[6] (عنایہ) اور دوبار کہہ لیں تو حرج نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: اَذان و اِقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اَذان کہتے ہی اِقامت کہہ دینا مکروہ ہے، مگر مغرب میں وقفہ، تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو، باقی نمازوں میں اَذان و اِقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٤.
و "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص٣٨٠.
اے اللہ اس دعائے تام اور نماز برپا ہونے والی کے مالک تو ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا کر اور ان کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے (اور ہمیں قیامت کے دن ان کی شفاعت نصیب فرما) بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔١٢

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٤.
یارسول اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور سے ہے اے اللہ شنوائی اور بینائی کے ساتھ مجھے متمتع کر۔ ١٢

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٢.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٨٢.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٦٩. وغيره

6 ...... "العناية"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج١، ص٣١٤ (هامش "فتح القدير").

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج٢، ص٧٠.

پابند جماعت ہیں آجائیں، مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: جن نمازوں سے پیشتر سنت یا نفل ہے، ان میں اَولیٰ یہ ہے کہ مؤذن بعد اَذان، سنن ونوافل پڑھے، ورنہ بیٹھا رہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: رئیس محلّہ کا اس کی ریاست کے سبب انتظار مکروہ ہے، ہاں اگر وہ شریر ہے اور وقت میں گنجائش ہے، تو انتظار کر سکتے ہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷۲: متقدمین نے اَذان پر اجرت لینے کو حرام بتایا، مگر متاَخرین نے جب لوگوں میں سستی دیکھی، تو اجازت دی اور اب اسی پر فتویٰ ہے، مگر اَذان کہنے پر احادیث میں جو ثواب ارشاد ہوئے، وہ انھیں کے لیے ہیں جو اجرت نہیں لیتے۔ خالصاً للہ عزوجل اس خدمت کو انجام دیتے ہیں، ہاں اگر لوگ بطورِ خود مؤذن کو صاحب حاجت سمجھ کر دے دیں، تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ بہتر ہے اور یہ اُجرت نہیں۔[4] (غنیہ) جب کہ **المعهود كالمشروط** کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ (رضا)

نماز کی شرطوں کا بیان

تنبیہ: اس باب میں جہاں یہ حکم دیا گیا کہ نماز صحیح ہے یا ہو جائے گی یا جائز ہے، اس سے مراد فرض ادا ہونا ہے، یہ مطلب نہیں کہ بلا کراہت وممانعت وگناہ صحیح وجائز ہوگی، اکثر جگہیں ایسی ہیں کہ مکروہ تحریمی وترک واجب ہوگا اور کہا جائے گا کہ نماز ہوگئی کہ یہاں اس سے بحث نہیں، اس کو باب مکروہات میں ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔ یہاں شروط کا بیان ہے کہ بے[5] اُن کے ہوگی ہی نہیں۔ صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) طہارت۔

(۲) سترعورت۔

(۳) استقبال قبلہ۔

(۴) وقت۔

---

1 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج ١، ص ٥٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني في الأذان، الفصل الثاني، ج ١، ص ٥٧.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الأذان، ج ٢، ص ٨٨.

4 ...... "غنية المتملي"، سنن الصلاة، ص ٣٨١.

5 ...... بغیر۔

(۵) نیت۔

(۶) تحریمہ۔[1] (متون)

طہارت: یعنی مصلّی[2] کے بدن کا حدث اکبر و اصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھے، نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔[3] (متون)

حدث اکبر یعنی موجبات غسل[4] اور حدث اصغر یعنی نواقض وضو[5] اور ان سے پاک ہونے کا طریقہ، غسل و وضو کے بیان میں گزرا اور نجاست حقیقیہ سے پاک کرنے کا بیان باب الانجاس میں مذکور ہوا، یہ باتیں وہاں سے معلوم کی جائیں۔ شرطِ نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں، مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو، اس کا نام قدر مانع ہے اور اگر اس سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنت ہے یہ امور بھی باب الانجاس میں ذکر کیے گئے۔

مسئلہ ۱: کسی شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی، بعد کو ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہوئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲: مصلّی اگر ایسی چیز کو اٹھائے ہو کہ اس کی حرکت سے وہ بھی حرکت کرے، اگر اس میں نجاست قدر مانع ہو تو نماز جائز نہیں، مثلاً چاندنی کا ایک سرا اوڑھ کر نماز پڑھی اور دوسرے سرے میں نجاست ہے، اگر رکوع و سجود و قیام و قعود میں اس کی حرکت سے اس جائے نجاست تک حرکت پہنچتی ہے، نماز نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ یوہیں اگر گود میں اتنا چھوٹا بچہ لے کر نماز پڑھی کہ خود اس کی گود میں اپنی سکت سے نہ رُک سکے بلکہ اس کے روکنے سے تھما ہوا ہو اور اس کا بدن یا کپڑا بقدر مانع نماز ناپاک ہے، تو نماز نہ ہوگی کہ یہی اسے اُٹھائے ہوئے ہے اور اگر وہ اپنی سکت سے رُکا ہوا ہے، اس کے روکنے کا محتاج نہیں، تو نماز ہو جائے گی کہ اب یہ اسے اُٹھائے ہوئے نہیں، پھر بھی بے ضرورت کراہت سے خالی نہیں، اگرچہ اس کے بدن اور کپڑوں پر نجاست بھی نہ ہو۔[7] (درمختار، عالمگیری، رضا)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۸۹.

2 ...... نمازی۔

3 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ج۱، ص۱۵٦.

4 ...... یعنی وہ چیزیں جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ 5 ...... یعنی وضو توڑنے والی چیزیں۔

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱٤۷.

7 ...... المرجع السابق، ص۹۱، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص٦۰.

مسئلہ۳: اگر نجاست قدر مانع سے کم ہے، جب بھی مکروہ ہے، پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور اس سے کم تو خلاف سنت۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۴: چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلّی کے سر سے کھڑے ہونے میں لگیں، جب بھی نماز نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار) یعنی اگر ان کی نجس جگہ بقدر مانع اس کے سر کو بقدر ادائے رکن لگے۔ (رضا)

مسئلہ۵: اگر اس کا کپڑا یا بدن، اَثنائے نماز میں بقدر مانع ناپاک ہوگیا، اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی اور اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کر لی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جُدا کیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: مصلّی کا بدن، **جنب** یا حیض ونفاس والی عورت کے بدن سے ملا رہا، یا انھوں نے اس کی گود میں سر رکھا، تو نماز ہوجائے گی۔[4] (درمختار)

مسئلہ۷: مصلّی کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا، نماز ہوجائے گی۔[5] (بحر)

مسئلہ۸: جس جگہ نماز پڑھے، اس کے طاہر[6] ہونے سے مراد موضع سجود وقدم کا پاک ہونا[7] ہے، جس چیز پر نماز پڑھتا ہو، اس کے سب حصہ کا پاک ہونا، شرط صحت نماز نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ۹: مصلّی کے ایک پاؤں کے نیچے قدر درہم سے زیادہ نجاست ہو، نماز نہ ہوگی۔[9] یوہیں اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک درم ہوجائے گی اور اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا، ناپاک ہے، اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی ہوگئی، ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

مسئلہ۱۰: پیشانی پاک جگہ ہے اور ناک نجس جگہ، تو نماز ہوجائے گی کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے اور بلا

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، ص٥٨، و "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج١، ص٥٧١.
2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩١.
3 ...... "ردالمحتار"،
4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩١، موضحاً.
5 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج١، ص٤٦٤.
6 ...... پاک۔
7 ...... یعنی سجدہ اور پاؤں رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا۔
8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.
9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٢.

ضرورت یہ بھی مکروہ۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سجدہ میں ہاتھ یا گھٹنا نجس جگہ ہونے سے صحیح مذہب میں نماز نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار) اور اگر ہاتھ نجس جگہ ہو اور ہاتھ پر سجدہ کیا، تو بالاجماع نماز نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: آستین کے نیچے نجاست ہے اور اسی آستین پر سجدہ کیا، نماز نہ ہوگی۔[4] (ردالمحتار) اگرچہ نجاست ہاتھ کے نیچے نہ ہو بلکہ چوڑی آستین کے خالی حصے کے نیچے ہو، یعنی آستین فاصل نہ سمجھی جائے گی، اگرچہ دبیز[5] ہو کہ اس کے بدن کی تابع ہے، بخلاف اور دبیز کپڑے کے کہ نجس جگہ بچھا کر پڑھی اور اس کی رنگت یا بُو محسوس نہ ہو، تو نماز ہو جائے گی کہ یہ کپڑا نجاست و مصلّی میں فاصل ہو جائے گا کہ بدن مصلّی کا تابع نہیں، یوہیں اگر چوڑی آستین کا خالی حصہ سجدہ کرنے میں نجاست کی جگہ پڑے اور وہاں نہ ہاتھ ہو، نہ پیشانی، تو نماز ہو جائے گی اگرچہ آستین باریک ہو کہ اب اس نجاست کو بدن مصلّی سے کوئی تعلق نہیں۔ (رضا)

مسئلہ ۱۳: اگر سجدہ کرنے میں دامن وغیرہ نجس زمین پر پڑتے ہوں، تو مضر نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی، جو ستر کے کام میں نہیں آسکتا، یعنی اس کے نیچے کی چیز جھلکتی ہو، نماز نہ ہوئی اور اگر شیشہ پر نماز پڑھی اور اس کے نیچے نجاست ہے، اگرچہ نمایاں ہو، نماز ہوگئی۔[7] (ردالمحتار)

دوسری شرط ستر عورت: یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، اس کو چھپانا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾[8]

ہر نماز کے وقت کپڑے پہنو۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹۲.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹۲.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹۲.

5 ...... یعنی موٹی۔

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج۲، ص۹۲.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج۲، ص۹۲.
و باب مايفسد الصلاة، وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ص۴۶۷.

8 ...... پ۸، الاعراف: ۳۱.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾ (1)

عورتیں زینت یعنی مواضع زینت کو ظاہر نہ کریں، مگر وہ کہ ظاہر ہیں۔

(کہ ان کے کھلے رہنے پر بروجہ جائز عادت جاری ہے)۔

حدیث ۱: حدیث میں ہے جس کو، ابن عدی نے کامل میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب نماز پڑھو، تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔'' (2) اور

حدیث ۲: ابو داود و ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔'' (3)

حدیث ۳: ابو داود نے روایت کی کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، کیا بغیر ازار پہنے، کُرتے اور دوپٹے میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: ''جب کُرتا پورا ہو کہ پشت قدم کو چھپالے۔'' (4) اور

حدیث ۴: دارقطنی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدّہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے۔'' (5) اور

حدیث ۵: ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''عورت، عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے، جب نکلتی ہے، شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔'' (6)

مسئلہ ۱۵: ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالا جماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی۔ مگر عورت کے لیے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو، تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں، بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور

---

1 ...... پ۱۸، النور: ۳۱.

2 ...... "الكامل في ضعفاء الرجال"، رقم الترجمة، نصر بن حماد ۱۹۷٤، ج۸، ص۲۸۷.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب المرأة تصلي بغير خمار، الحديث: ٦٤١، ج۱، ص۲٥۸.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في كم تصلي المرأة، الحديث: ٦٤۰، ج۱، ص۲٥۸.

5 ...... "سنن الدارقطني"، كتاب الصلاة، باب الأمر بتعليم الصلوٰت، الحديث: ۸۷٦، ج۱، ص۳۱٦.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الرضاع، ۱۸۔باب، الحديث: ۱۱۷٦، ج۲، ص۳۹۲.

محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگر چہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو، تمام بدن سوا پانچ عضو کے جن کا بیان آئے گا چھپانا فرض ہے، بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے مونھ کھولنا بھی منع ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی، تو نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری) یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ (رضا) بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا، جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷: دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیأت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔[3] (ردالمحتار) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجۂ اَولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔

مسئلہ ۱۸: نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضرور ہے، یعنی اتنا نجس نہ ہو، جس سے نماز نہ ہو سکے، تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی، پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا، نماز نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: غیر نماز میں نجس کپڑا پہنا تو حرج نہیں، اگر چہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں، تو اُسی کو پہننا واجب ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار) یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے، ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلاوجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔ (رضا)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج۲، ص۹۳، ۹۷.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۸.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۳.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۸.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۴۷.

6...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج۲، ص۹۳،۱۰۷.

مسئلہ ۲۱: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، یعنی اس کا چھپانا فرض ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔ [1] (درمختار، ردالمحتار) اس زمانہ میں بہتیرے ایسے ہیں کہ تہبند یا پاجامہ اس طرح پہنتے ہیں، کہ پیڑو [2] کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، اگر کُرتے وغیرہ سے اس طرح چھپا ہو کہ جلد کی رنگت نہ چمکے تو خیر، ورنہ حرام ہے اور نماز میں چوتھائی کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی اور بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے، بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں، یہ بھی حرام ہے اور اس کی عادت ہے تو فاسق ہیں۔

مسئلہ ۲۲: آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل [3] کے لیے سارا بدن عورت ہے، سوا مونھ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: اتنا باریک دوپٹا، جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی، نہ ہوگی، جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے، جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باندی کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے، خنثیٰ مشکل رقیق [6] ہو، تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی، اَثنائے نماز میں مالک نے اسے آزاد کر دیا، اگر فوراً عمل قلیل یعنی ایک ہاتھ سے اس نے سر چھپالیا، نماز ہوگئی، ورنہ نہیں، خواہ اسے اپنے آزاد ہونے کا علم ہوا یا نہیں، ہاں اگر اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہی نہ تھی، جس سے سر چھپائے، تو ہوگئی۔ [8] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جن اعضا کا ستر فرض ہے، ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا، نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في ستر العورة، ج۲، ص۹۳.
2. ...... ناف کے نیچے۔
3. ...... جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔ (بہارِ شریعت حصہ ۷، نکاح کا بیان)
4. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة ج۲، ص۹۵.
5. ......"الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۸. موضحاً.
6. ...... یعنی غلام۔
7. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹٤.
8. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۹٤.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأوّل، ج۱، ص۵۹.

اور فوراً چھپالیا، جب بھی ہوگئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے کھلا رہایا بالقصد کھولا، اگرچہ فوراً چھپالیا، نماز جاتی رہی۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے، مگر مجموعہ ان کا اُن کھلے ہوئے اعضا میں جو سب سے چھوٹا ہے، اس کی چوتھائی کی برابر ہے، نماز نہ ہوئی، مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ دونوں کا کان کی چوتھائی کی قدر ضرور ہے، نماز جاتی رہی۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عورتِ غلیظہ یعنی قُبل و دُبر اور ان کے آس پاس کی جگہ اور عورتِ خفیفہ کہ ان کے ماسوا اور اعضائے عورت ہیں، اس حکم میں سب برابر ہیں، غلظت وخفت باعتبار حرمت نظر کے ہے کہ غلیظہ کی طرف دیکھنا زیادہ حرام ہے کہ اگر کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے، تو نرمی کیساتھ منع کرے، اگر باز نہ آئے، تو اس سے جھگڑا نہ کرے اور اگر ران کھولے ہوئے ہے، تو سختی سے منع کرے اور باز نہ آیا، تو مارے نہیں اور اگر عورتِ غلیظہ کھولے ہوئے ہے، تو جو مارنے پر قادر ہو، مثلاً باپ یا حاکم، وہ مارے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ستر کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اپنی نگاہ بھی ان اعضا پر نہ پڑے، تو اگر کسی نے صرف لنبا کُرتا پہنا اور اس کا گریبان کھلا ہوا ہے کہ اگر گریبان سے نظر کرے، تو اعضا دکھائی دیتے ہیں نماز ہو جائے گی، اگرچہ بالقصد ادھر نظر کرنا، مکروہ تحریمی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اوروں سے ستر فرض ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اِدھر اُدھر سے نہ دیکھ سکیں، تو معاذ اللہ اگر کسی شریر نے نیچے جھک کر اعضا کو دیکھ لیا، تو نماز نہ گئی۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٠.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج١ ص٥٨.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٠.

3 ...... المرجع السابق، ص١٠٢.

4 ...... المرجع السابق، ص١٠١.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٠٢.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٥٨.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٥٨.

مسئلہ ۳۲: مرد میں اعضائے عورت نو ہیں۔ آٹھ علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شامی و علامہ طحطاوی وغیرہم نے گنے۔ (۱) ذکر مع اپنے سب اجزا، حشفہ وقصبہ وقلفہ کے، (۲) انثیین یہ دونوں مل کرایک عضو ہیں، ان میں فقط ایک کی چوتھائی کھلنا مفسد نماز نہیں، (۳) دبر یعنی پاخانہ کا مقام، (۵،۴) ہرایک سرین جدا عورت ہے، (۶، ۷) ہر ران جدا عورت ہے۔ چڈھے سے گھٹنے تک ران ہے۔ گھٹنا بھی اس میں داخل ہے، الگ عضو نہیں، تو اگر پورا گھٹنا بلکہ دونوں کھل جائیں نماز ہو جائے گی کہ دونوں مل کر بھی ایک ران کی چوتھائی کو نہیں پہنچتے، (۸) ناف کے نیچے سے، عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پشت اور دونوں کروٹوں کی جانب، سب مل کرایک عورت ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت مجدد ماً ۃ حاضرہ نے یہ تحقیق فرمائی کہ (۹) دبر وانثیین کے درمیان کی جگہ بھی، ایک مستقل عورت ہے اور ان اعضا کا شمار اور انکے تمام احکام کو چار شعروں میں جمع فرمایا۔

ستر عورت بمرد نه عضو است | از تهِ ناف تاته زانو
هر چه ربعش بقدرر کن کشود | یا کشودی دمے نماز مجو
ذکر و انثیین و حلقه پس | دوسرین هر فخذ به زانوئے او
ظاهرا فصل انثیین و دبر | باقی زیر ناف از هر سو [2]

مسئلہ ۳۳: آزاد عورتوں کے لیے، باستثنا پانچ عضو کے، جن کا بیان گزرا، سارا بدن عورت ہے اور وہ تیس اعضا پر مشتمل کہ ان میں جس کی چوتھائی کھل جائے، نماز کا وہی حکم ہے، جو اوپر بیان ہوا۔ (۱) سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک، یعنی عادۃً جتنی جگہ پر بال جمتے ہیں۔ (۲) بال جو لٹکتے ہوں۔ (۳،۴) دونوں کان۔ (۵) گردن اس میں گلا بھی داخل ہے۔ (۶، ۷) دونوں شانے۔ (۸،۹) دونوں بازو ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ (۱۰،۱۱) دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ (۱۲) سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حد زیریں تک۔ (۱۳،۱۴) دونوں ہاتھوں کی پشت۔ (۱۵،۱۶) دونوں پستانیں، جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں، اگر بالکل نہ اٹھی ہوں یا خفیف اُبھری ہوں کہ سینہ سے جدا عضو کی ہیأت نہ پیدا ہوئی ہو، تو سینہ کی تابع ہیں، جدا عضو نہیں اور پہلی صورت میں بھی، ان کے

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج۲، ص۱۰۱.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٦، ص۳۹.

درمیان کی جگہ سینہ ہی میں داخل ہے، جدا عضو نہیں۔ (۱۷) پیٹ یعنی سینہ کی حد مذکور سے ناف کے کنارۂ زیریں تک، یعنی ناف کا بھی پیٹ میں شمار ہے۔ (۱۸) پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ (۱۹) دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے، بغل کے نیچے سینہ کی حد زیریں تک، دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ سینہ میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے، اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔ (۲۰،۲۱) دونوں سرین۔ (۲۲) فرج۔ (۲۳) دبر۔ (۲۴،۲۵) دونوں رانیں، گھٹنے بھی انھیں میں شامل ہیں۔ (۲۶) ناف کے نیچے پیڑو اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور انکے مقابل پشت کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔ (۲۷،۲۸) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ (۲۹،۳۰) دونوں تلوے اور بعض علماء نے پشتِ دست اور تلووں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔[1]

مسئلہ ۳۴: عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں، مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے مونھ کھولنا منع ہے۔[2] یوہیں اس کی طرف نظر کرنا، غیر محرم کے لیے جائز نہیں اور چھونا تو اور زیادہ منع ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر کسی مرد کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے، البتہ اور کپڑا ہوتے ہوئے، مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: کوئی شخص برہنہ اگر اپنا سارا جسم مع سر کے، کسی ایک کپڑے میں چھپا کر نماز پڑھے، نماز نہ ہوگی اور اگر سر اس سے باہر نکال لے، ہو جائے گی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں، تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں، یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ رکوع وسجود سے اس کے لیے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا، کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل، خواہ قیام میں رکوع وسجود کے لیے اشارہ کرے یا رکوع وسجود کرے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. ...... "الفتاوی الرضویة"، ج٦، ص٣٩۔٤٠.
2. ...... ان مسائل کی تحقیق اور ان کے متعلق جزئیات کتاب الحظر والاباحۃ میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہونگے ۔۱۲ منہ
3. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص٩٧.
4. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٣.
5. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٤.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب في النظر إلی وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٥.

مسئلہ ۳۸: ایسا شخص برہنہ نماز پڑھ رہا تھا، کسی نے عاریۃً اس کو کپڑا دے دیا یا مباح کر دیا[1] نماز جاتی رہی۔ کپڑا پہن کر سرے سے پڑھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: اگر کپڑا دینے کا کسی نے وعدہ کیا، تو آخر وقت تک انتظار کرے، جب دیکھے کہ نماز جاتی رہے گی، تو برہنہ ہی پڑھ لے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا، تو مانگنا واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: اگر کپڑا مول[5] ملتا ہے اور اس کے پاس دام حاجت اصلیہ سے زائد ہیں، تو اگر اتنے دام مانگتا ہو، جو اندازہ کرنے والوں کے اندازہ سے باہر نہ ہوں، تو خریدنا واجب۔[6] (ردالمحتار) یوہیں اگر اُدھار دینے پر راضی ہو، جب بھی خریدنا واجب ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۲: اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے، تو نماز میں اسے نہ پہنے اور اگر ایک چوتھائی پاک ہے، تو واجب ہے کہ اسے پہن کر پڑھے، برہنہ جائز نہیں، یہ سب اس وقت ہے کہ ایسی چیز نہیں کہ کپڑا پاک کر سکے یا اس کی نجاست قدر مانع سے کم کر سکے، ورنہ واجب ہوگا کہ پاک کرے یا تقلیل نجاست کرے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: چند شخص برہنہ ہیں، تو تنہا تنہا، دُور دُور، نمازیں پڑھیں اور اگر جماعت کی، تو امام بیچ میں کھڑا ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: اگر برہنہ شخص کو چٹائی یا بچھونا مل جائے، تو اسی سے ستر کرے، ننگا نہ پڑھے۔ یوہیں گھاس یا پتوں سے ستر کر سکتا ہے تو یہی کرے۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: اگر پورے ستر کے لیے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور

---

1 ...... یعنی کسی کے پاس کپڑا تھا اس نے کہا تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی قیمت سے۔

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد، ج٢، ص١٠٧.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٠٧.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث، في شروط الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٥٩.

9 ...... المرجع السابق.

اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی قُبل و دُبر کو چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی کو چھپا سکتا ہے، تو ایک ہی کو چھپائے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: جس نے ایسی مجبوری میں برہنہ نماز پڑھی، تو بعد نماز کپڑا ملنے پر اعادہ نہیں، نماز ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: اگر ستر کا کپڑا یا اس کے پاک کرنے کی چیز نہ ملنا، بندوں کی جانب سے ہو، تو نماز پڑھے، پھر اعادہ کرے۔[3] (درمختار)

تیسری شرط استقبال قبلہ: یعنی نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف مونھ کرنا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ o ﴾[4]

بے وقوف لوگ کہیں گے کہ جس قبلہ پر مسلمان لوگ تھے، انھیں کس چیز نے اس سے پھیر دیا، تم فرما دو اللہ ہی کے لیے مشرق و مغرب ہے، جسے چاہتا ہے، سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پسند یہ تھا کہ کعبہ قبلہ ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کما هو مروی فی صحیح البخاری وغیره من الصحاح اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ o قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ o ﴾[5]

جس قبلہ پر تم پہلے تھے، ہم نے پھر وہی اس لیے مقرر کیا کہ رسول کے اتباع کرنے والے ان سے متمیز ہو جائیں، جو ایڑیوں کے بل لوٹ جاتے ہیں اور بے شک یہ شاق ہے، مگر ان پر جن کو اللہ نے ہدایت کی اور اللہ تمہارا ایمان ضائع نہ کرے گا،

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۰۸.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۱۰.

3 ...... المرجع السابق، ص۱۱۰.

4 ...... پ۲، البقرة: ۱٤۲.

5 ...... پ۲، البقرة: ۱٤۳۔ ۱٤٤.

بیشک اللہ لوگوں پر بڑا مہربان رحم والا ہے۔ اے محبوب! آسمان کی طرف تمہارا بار بار موںھ اٹھانا ہم دیکھتے ہیں، تو ضرور ہم تمھیں اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے تم پسند کرتے ہو، تو اپنا موںھ (نماز میں) مسجد حرام کی طرف پھیرو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو، اسی کی طرف (نماز میں) موںھ کرو اور بے شک جنھیں کتاب دی گئی، وہ ضرور جانتے ہیں کہ وہی حق ہے، ان کے رب کی طرف سے اور اللہ ان کے کوتکوں سے غافل نہیں۔

مسئلہ ۴۸: نماز اللہ ہی کے لیے پڑھی جائے اور اسی کے لیے سجدہ ہو نہ کہ کعبہ کو، اگر کسی نے معاذ اللہ کعبہ کے لیے سجدہ کیا، حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر عبادت کعبہ کی نیت کی، جب تو کھلا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔[1] (درمختار وافاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۴۹: استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبۂ معظّمہ کی طرف موںھ ہو، جیسے مکہ مکرمہ والوں کے لیے یا اس جہت کو موںھ ہو جیسے اوروں کے لیے۔[2] (درمختار) یعنی تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو، جیسے مکۂ معظّمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں، تو عین کعبہ کی طرف موںھ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکۂ معظّمہ میں ہو، اس کے لیے جہت کعبہ کو موںھ کرنا کافی ہے۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۵۰: کعبۂ معظّمہ کے اندر نماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، کعبہ کی چھت پر بھی نماز ہو جائے گی، مگر اس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔[3] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۱: اگر صرف حطیم کی طرف موںھ کیا کہ کعبۂ معظّمہ محاذات میں نہ آیا، نماز نہ ہوئی۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۲: جہت کعبہ کو موںھ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ موںھ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو، تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے، مگر موںھ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی، اس کی مقدار ۴۵ درجہ رکھی گئی ہے، تو اگر ۴۵ درجہ سے زائد انحراف ہے، استقبال نہ پایا گیا، نماز نہ ہوئی، مثلاً ا، ب، ایک خط ہے اس پر ہ، ح، عمود ہے اور فرض کرو کہ کعبۂ معظّمہ عین نقطہ ح کے محاذی ہے، دونوں قائمے ا، ہ، ح اور ح، ہ ب کی تنصیف کرتے ہوئے خطوط ہ، ر، ہ، ح خطوط کھینچے، تو یہ زاویہ ۴۵، ۴۵ درجے کے ہوئے کہ قائمہ ۹۰ درجے ہے، اب جو شخص مقام ہ پر کھڑا ہے، اگر نقطۂ ح کی طرف موںھ کرے، تو

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، بحث النية، ج۲، ص۱۳٤.
[2] ...... المرجع السابق.
[3] ...... "غنية المتملي"، فصل مسائل شتى، ص٦١٦، وغيرها.
[4] ...... "غنية المتملي"، فروع في شرح الطحاوي، ص۲۲٥.

اگر عین کعبہ کو مونھ ہے اور اگر دہنے بائیں د یا ح کی طرف جھکے تو جب تک د ح یا ح ح کے اندر ہے، جہت کعبہ میں ہے اور جب د سے بڑھ کر ا یا ح سے گزر کر ب کی طرف کچھ بھی قریب ہوگا، تو اب جہت سے نکل گیا، نماز نہ ہوگی۔[1] (درمختار وافاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۵۳: قبلہ بنائے کعبہ کا نام نہیں، بلکہ وہ فضا ہے، اس بنا کی محاذات میں ساتویں زمین سے عرش تک قبلہ ہی ہے، تو اگر وہ عمارت وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دی جائے اور اب اس عمارت کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھی نہ ہوگی یا کعبۂ معظّمہ کسی ولی کی زیارت کو گیا اور اس فضا کی طرف نماز پڑھی ہوگئی، یوہیں اگر بلند پہاڑ پر یا کوئیں کے اندر نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف مونھ کیا، نماز ہوگئی کہ فضا کی طرف توجہ پائی گئی، گو عمارت کی طرف نہ ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو، مثلاً مریض ہے کہ اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدلے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو متوجہ کر دے یا اس کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے جس کے چوری ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہو یا کشتی کے تختہ پر بہتا جا رہا ہے اور صحیح اندیشہ ہے کہ استقبال کرے تو ڈوب جائے گا یا شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور ایسا کوئی نہیں جو سوار کرا دے، تو ان سب صورتوں میں جس رُخ نماز پڑھ سکے، پڑھ لے اور اعادہ بھی نہیں، ہاں سواری کے روکنے پر قادر ہو تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو مونھ کرے، ورنہ جیسے بھی ہو سکے اور اگر روکنے میں قافلہ نگاہ سے مخفی ہو جائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں، یوہیں روانی میں پڑھے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: چلتی کشتی میں نماز پڑھے، تو بوقت تحریمہ قبلہ کو مونھ کرے اور جیسے جیسے وہ گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو مونھ پھیرتا رہے، اگرچہ نفل نماز ہو۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۶: مصلّی کے پاس مال ہے اور اندیشہ صحیح ہے کہ استقبال کرے گا تو چوری ہو جائے گی، ایسی حالت میں کوئی ایسا شخص مل گیا جو حفاظت کرے، اگرچہ باجرت مثل استقبال فرض ہے۔[5] (ردالمحتار) یعنی جب کہ وہ اجرت حاجتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہو یا محافظ آئندہ لینے پر راضی ہو اور اگر وہ نقد مانگتا ہے اور اس کے پاس نہیں یا ہے مگر حاجتِ اصلیہ سے زائد نہیں یا ہے مگر وہ اجرت مثل سے بہت زیادہ مانگتا ہے، تو اجیر کرنا ضرور نہیں، یوہیں پڑھے۔(افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۵۷: کوئی شخص قید میں ہے اور وہ لوگ اسے استقبال سے مانع ہیں تو جیسے بھی ہو سکے، نماز پڑھ لے، پھر

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج ٢، ص ١٣٥.
2. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: كرامات الأولياء ثابتة، ج ٢، ص ١٤١.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: كرامات الأولياء ثابتة، ج ٢، ص ١٤٢.
4. ...... "غنية المتملي"، فروع في شرح الطحطاوي، ص ٢٢٥.
5. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: كرامات الأولياء ثابتة، ج ٢، ص ١٤٢.

جب موقعہ ملے وقت میں یا بعد، تو اس نماز کا اعادہ کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے، نہ وہاں مسجدیں محرابیں ہیں، نہ چاند، سورج، ستارے نکلے ہوں یا ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے، تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے (سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی مونھ کرے)، اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۵۹: تحری کر کے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی، ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔[3] (تنویر الابصار وغیرہ)

مسئلہ ۶۰: ایسا شخص اگر بے تحری کسی طرف مونھ کر کے نماز پڑھے، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں قبلہ ہی کی طرف مونھ کیا ہو، ہاں اگر قبلہ کی طرف مونھ ہونا، بعد نماز یقین کے ساتھ معلوم ہوا، ہوگئی اور اگر بعد نماز اس کا جہت قبلہ ہونا گمان ہو، یقین نہ ہو یا اثنائے نماز میں اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہوا، اگرچہ یقین کے ساتھ تو نماز نہ ہوئی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۱: اگر سوچا اور دل میں کسی طرف قبلہ ہونا ثابت ہوا، مگر اس کے خلاف دوسری طرف اس نے مونھ کیا، نماز نہ ہوئی، اگرچہ واقع میں وہی قبلہ تھا، جدھر مونھ کیا، اگرچہ بعد کو یقین کیساتھ اسی کا قبلہ ہونا معلوم ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: اگر کوئی جاننے والا موجود ہے، اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی، تو اگر قبلہ ہی کی طرف مونھ تھا، ہوگئی، ورنہ نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا، اس نے تحری کر کے نماز پڑھ لی، اب بعد نماز اس نے بتایا نماز ہوگئی، اعادہ کی حاجت نہیں۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۶۴: اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں، مگر ان کا اعتبار نہ کیا، بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہو لیا، یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کر لے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی، دونوں صورت میں نہ

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: كرامات الأولياء ثابتة، ج۲، ص۱۴۳.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحرى في القبلة، ج۲، ص۱۴۳.

3...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۱۴۳، وغيره.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحرى في القبلة، ج۲، ص۱۴۷.

5...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۱۴۷.

6...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: مسائل التحرى... إلخ، ج۲، ص۱۴۳.

7...... "منية المصلي"، مسائل تحرى القبلة... إلخ، ص۱۹۲.

ہوئی، اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص تحری کر کے (سوچ کر) ایک طرف پڑھ رہا ہے، تو دوسرے کو اس کا اتباع جائز نہیں، بلکہ اسے بھی تحری کا حکم ہے، اگر اس کا اتباع کیا تحری نہ کی، اس کی نماز نہ ہوئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: اگر تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز میں اگرچہ سجدۂ سہو میں رائے بدل گئی یا غلطی معلوم ہوئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے اور پہلے جو پڑھ چکا ہے، اس میں خرابی نہ آئے گی۔ اسی طرح اگر چاروں رکعتیں چار جہات میں پڑھیں، جائز ہے اور اگر فوراً نہ پھرا یہاں تک کہ ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ ہوا، نماز نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: نابینا غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا تھا، کوئی بینا آیا، اس نے اسے سیدھا کر کے اس کی اقتدا کی، تو اگر وہاں کوئی شخص ایسا تھا، جس سے قبلہ کا حال نابینا دریافت کر سکتا تھا، مگر نہ پوچھا، دونوں کی نمازیں نہ ہوئیں اور اگر کوئی ایسا نہ تھا، تو نابینا کی ہوگئی اور مقتدی کی نہ ہوئی۔[4] (خانیہ، ہندیہ، غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۸: تحری کر کے غیر قبلہ کو نماز پڑھ رہا تھا، بعد کو اسے اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوئی اور قبلہ کی طرف پھر گیا، تو جس دوسرے شخص کو اس کی پہلی حالت معلوم ہو، اگر یہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اس نے بھی پہلے وہی تحری کی تھی اور اب اس کو بھی غلطی معلوم ہوئی، تو اس کی اقتدا کر سکتا ہے، ورنہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۹: اگر امام تحری کر کے ٹھیک جہت میں پہلے ہی سے پڑھ رہا ہے، تو اگرچہ مقتدی تحری کرنے والوں میں نہ ہو، اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷۰: اگر امام و مقتدی ایک ہی جہت کو تحری کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور امام نے نماز پوری کر لی اور سلام پھیر دیا اب مسبوق[7] و لاحق[8] کی رائے بدل گئی، تو مسبوق گھوم جائے اور لاحق سرے سے پڑھے۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۳.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۳.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۴.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: مسائل التحری في القبلۃ، ج۲، ص۱۴۴.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۴.

7 ...... وہ کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

8 ...... وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں شریک ہوا، مگر اقتدا کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے یا بلا عذر۔

9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ج۲، ص۱۴۴.

مسئلہ ۷۱: اگر پہلے ایک طرف کو رائے ہوئی اور نماز شروع کی، پھر دوسری طرف کو رائے پلٹی، پلٹ گیا پھر تیسری یا چوتھی بار وہی رائے ہوئی، جو پہلے مرتبہ تھی تو اسی طرف پھر جائے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷۲: تحری کر کے ایک رکعت پڑھی، دوسری میں رائے بدل گئی، اب یاد آیا کہ پہلی رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا تھا، تو سرے سے نماز پڑھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷۳: اندھیری رات ہے، چند شخصوں نے جماعت سے تحری کر کے مختلف جہتوں میں نماز پڑھی، مگر اثنائے نماز میں یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی جہت امام کی جہت کے خلاف ہے، نہ مقتدی امام سے آگے ہے، نماز ہوگئی اور اگر بعد نماز معلوم ہوا کہ امام کے خلاف اسکی جہت تھی، کچھ حرج نہیں اور اگر امام کے آگے ہونا معلوم ہوا نماز میں یا بعد کو، تو نماز نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: مصلّی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا، اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہوگیا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور بقدر تین تسبیح کے وقفہ نہ ہوا، تو ہوگئی۔[4] (منیہ، بحر)

مسئلہ ۷۵: اگر صرف مونھ قبلہ سے پھیرا، تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کر لے اور نماز نہ جائے گی، مگر بلا عذر مکروہ ہے۔[5] (منیہ، بحر)

چوتھی شرط وقت ہے: اس کے مسائل اوپر مستقل باب میں بیان ہوئے۔

پانچویں شرط نیت ہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵ ﴾ [6]

انھیں تو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٤٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٤٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: اذا ذكر في مسألة ثلاثة اقوال... إلخ، ج٢، ص١٤٧.

4 ...... "منية المصلي"، مسائل التحرى القبلة... إلخ، ص١٩٣.
و "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج١، ص٤٩٧.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... پ٣٠، البينة: ٥.

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰی)) [1]

''اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے، جو اس نے نیت کی۔''

اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم اور دیگر محدثین نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۷۶: نیت دل کے پکے ارادہ کو کہتے ہیں، محض جاننا نیت نہیں، تاوقتیکہ ارادہ نہ ہو۔ [2] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۷۷: نیت میں زبان کا اعتبار نہیں، یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا، ظہر کی نماز ہوگئی۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے، کون سی نماز پڑھتا ہے؟ تو فوراً بلا تامل بتا دے، اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا، تو نماز نہ ہوگی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۷۹: زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں کچھ عربی کی تخصیص نہیں، فارسی وغیرہ میں بھی ہوسکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو، مثلاً نَوَیْتُ یا نیت کی میں نے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۸۰: احوط یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتے وقت نیت حاضر ہو۔ [6] (منیہ)

مسئلہ ۸۱: تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی، مثلاً کھانا، پینا، کلام وغیرہ وہ امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں، فاصل نہ ہوں نماز ہو جائے گی، اگرچہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔ [7] (درمختار)

مسئلہ ۸۲: وضو سے پیشتر نیت کی، تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں، نماز ہو جائے گی۔ یوہیں وضو کے بعد نیت کی اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا، نماز ہو جائے گی اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔ [8] (غنیہ)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم... إلخ، الحديث: ١، ج١، ص٥.

2 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١١١.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث النية، ج٢، ص١١٢.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١١٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١١٣.

6 ...... "منية المصلي"، استحباب ان ينوى بقبله ويتكلم باللسان، ص٢٣٢.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١١٤.

8 ...... "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٥٥.

مسئلہ ۸۳: اگر شروع کے بعد نیت پائی گئی، اس کا اعتبار نہیں، یہاں تک کہ اگر تکبیر تحریمہ میں اللہ کہنے کے بعد اکبر سے پہلے نیت کی، نماز نہ ہوگی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: اصح یہ ہے کہ نفل وسنت وتراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے، مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت[2] کی نیت کرے، اس لیے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔[3] (منیہ)

مسئلہ ۸۵: نفل نماز کے لیے مطلق نماز کی نیت کافی ہے، اگرچہ نفل نیت میں نہ ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: فرض نماز میں نیت فرض بھی ضرور ہے، مطلق نماز یا نفل وغیرہ کی نیت کافی نہیں، اگر فرضیت جانتا ہی نہ ہو، مثلاً پانچوں وقت نماز پڑھتا ہے، مگر ان کی فرضیت علم میں نہیں، نماز نہ ہوگی اور اس پر ان تمام نمازوں کی قضا فرض ہے، مگر جب امام کے پیچھے ہو اور یہ نیت کرے کہ امام جو نماز پڑھتا ہے، وہی میں بھی پڑھتا ہوں، تو یہ نماز ہو جائے گی اور اگر جانتا ہو مگر فرض کو غیر فرض سے متمیّز نہ کیا تو دو صورتیں ہیں، اگر سب میں فرض ہی کی نیت کرتا ہے، تو نماز ہو جائے گی، مگر جن فرضوں سے پیشتر سنتیں ہیں، اگر سنتیں پڑھ چکا ہے، تو اِمامت نہیں کرسکتا کہ سنتیں بہ نیت فرض پڑھنے سے اس کا فرض ساقط ہو چکا، مثلاً ظہر کے پیشتر چار رکعت سنتیں بہ نیت فرض پڑھیں، تو اب فرض نماز میں اِمامت نہیں کرسکتا کہ یہ فرض پڑھ چکا، دوسری صورت یہ کہ نیتِ فرض کسی میں نہ کی، تو نمازِ فرض ادا نہ ہوئی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۷: فرض میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے یا مثلاً آج کے ظہر یا فرضِ وقت کی نیت وقت میں کرے، مگر جمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں، خصوصیت جمعہ کی نیت ضروری ہے۔[6] (تنویر الابصار)

مسئلہ ۸۸: اگر وقت نماز ختم ہو چکا اور اس نے فرض وقت کی نیت کی، تو فرض نہ ہوئے خواہ وقت کا جاتا رہنا اسکے علم میں ہو یا نہیں۔[7] (ردالمحتار)

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۶.
2. ...... یعنی پیروی۔
3. ...... "منية المصلي"، الشرط السادس النية، ص۲۲۵.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۶.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۷.
6. ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۱۷، ۱۲۳.
7. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۳.

مسئلہ ۸۹: نماز فرض میں یہ نیت کہ آج کے فرض پڑھتا ہوں کافی نہیں، جبکہ کسی نماز کو معین نہ کیا، مثلاً آج کی ظہر یا آج کی عشا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۰: اَولیٰ یہ ہے کہ یہ نیت کرے آج کی فلاں نماز کہ اگرچہ وقت خارج ہوگیا ہو، نماز ہو جائے گی، خصوصاً اس کے لیے جسے وقت خارج ہونے میں شک ہو۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۹۱: اگر کسی نے اس دن کو دوسرا دن گمان کرلیا، مثلاً وہ دن پیر کا ہے اور اس نے اسے منگل سمجھ کر منگل کی ظہر کی نیت کی، بعد کو معلوم ہوا کہ پیر تھا، نماز ہو جائے گی۔[3] (غنیہ) یعنی جبکہ آج کا دن نیت میں ہو کہ اس تعیین کے بعد پیر یا منگل کی تخصیص بے کار ہے اور اس میں غلطی مضر نہیں، ہاں اگر صرف دن کے نام ہی سے نیت کی اور آج کے دن کا قصد نہ کیا، مثلاً منگل کی ظہر پڑھتا ہوں، تو نماز نہ ہوگی اگرچہ وہ دن منگل ہی کا ہو کہ منگل بہت ہیں۔ (افاداتِ رضویہ)

مسئلہ ۹۲: نیت میں تعداد رکعات کی ضرورت نہیں البتہ افضل ہے، تو اگر تعداد رکعات میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین رکعتیں ظہر یا چار رکعتیں مغرب کی نیت کی، تو نماز ہو جائے گی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: فرض قضا ہوگئے ہوں، تو ان میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے، مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹۴: اگر اس کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو، تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً میرے ذمہ جو فلاں نماز ہے، کافی ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۵: اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو، تو اس کے لیے آسان طریقہ نیت کا یہ ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۳.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۲۳.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۶۶.

3 ...... "غنیة المتملي"، الشرط السادس النیة، ص۲۵۳.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۲۰.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۱۹.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج۲، ص۱۱۹.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۱۹.

مسئلہ ۹۶: کسی کے ذمہ اتوار کی نماز تھی، مگر اس کو گمان ہوا کہ ہفتہ کی ہے اور اس کی نیت سے نماز پڑھی، بعد کو معلوم ہوا کہ اتوار کی تھی، ادا نہ ہوئی۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۹۷: قضا یا ادا کی نیت کی کچھ حاجت نہیں، اگر قضا بہ نیت ادا پڑھی یا ادا بہ نیت قضا، تو نماز ہوگئی، یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی ہوگئی اور اگر یوں نہ کیا، بلکہ وقت باقی ہے اور اس نے ظہر کی قضا پڑھی، مگر اس دن کے ظہر کی نیت نہ کی تو نہ ہوئی، یوہیں اس کے ذمہ کسی دن کی نماز ظہر تھی اور بہ نیت ادا پڑھی نہ ہوئی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۸: مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت اِمامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کرلیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی نماز ہوگئی، مگر امام نے اِمامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پائے گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کرلینا ضروری نہیں، بلکہ وقت شرکت بھی نیت کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹۹: ایک صورت میں امام کو نیت اِمامت بالاتفاق ضروری ہے کہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے اور وہ نماز، نمازِ جنازہ نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے اِمامت زناں[4] کی نیت نہ کی، تو اس عورت کی نماز نہ ہوئی۔[5] (درمختار) اور امام کی یہ نیت شروع نماز کے وقت درکار ہے، بعد کو اگر نیت کر بھی لے، صحت اقتدائے زن کے لیے کافی نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰۰: جنازہ میں تو مطلقاً خواہ مرد کے محاذی ہو یا نہ ہو، اِمامت زناں کی نیت بالاجماع ضروری نہیں اور اصح یہ ہے کہ جمعہ وعیدین میں بھی حاجت نہیں، باقی نمازوں میں اگر محاذی مرد کے نہ ہوئی، تو عورت کی نماز ہوجائے گی، اگرچہ امام نے

---

1 ...... "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٥٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: يصح القضاء بنية الأداء و عكسه، ج٢، ص١٢٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢١،
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٦.

4 ...... یعنی عورتوں کی امامت۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢٨.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج٢، ص١٢٩.

اِمامت زناں کی نیت نہ کی ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۱: مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا، نماز نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۲: مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری، تو جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۳: مقتدی نے یہ نیت کی کہ وہ نماز شروع کرتا ہوں جو اس امام کی نماز ہے، اگر امام نماز شروع کر چکا ہے، جب تو ظاہر کہ اس نیت سے اقتدا صحیح ہے اور اگر امام نے اب تک نماز شروع نہ کی تو دو صورتیں ہیں، اگر مقتدی کے علم میں ہو کہ امام نے ابھی نماز شروع نہ کی، تو بعد شروع وہی پہلی نیت کافی ہے اور اگر اس کے گمان میں ہے کہ شروع کر لی اور واقع میں شروع نہ کی ہو تو وہ نیت کافی نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۴: مقتدی نے نیت اقتدا کی، مگر فرضوں میں تعیین فرض نہ کی، تو فرض ادا نہ ہوا۔[5] (غنیہ) یعنی جب تک یہ نیت نہ ہو کہ نماز امام میں اس کا مقتدی ہوتا ہوں۔

مسئلہ ۱۰۵: جمعہ میں بہ نیت اقتدا نماز امام کی نیت کی ظہر یا جمعہ کی نیت نہ کی، نماز ہوگئی، خواہ امام نے جمعہ پڑھا ہو یا ظہر اور اگر بہ نیت اقتدا ظہر کی نیت کی اور امام کی نماز جمعہ تھی تو نہ جمعہ ہوا، نہ ظہر۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۶: مقتدی نے امام کو قعدہ میں پایا اور یہ معلوم نہ ہو کہ قعدۂ اُولیٰ ہے یا اخیرہ اور اس نیت سے اقتدا کی کہ اگر یہ قعدۂ اُولیٰ ہے تو میں نے اقتدا کی ورنہ نہیں، تو اگر چہ قعدۂ اُولیٰ ہو اقتدا صحیح نہ ہوئی اور اگر بایں نیت اقتدا کی کہ قعدۂ اُولیٰ ہے، تو میں نے فرض میں اقتدا کی، ورنہ نفل میں تو اس اقتدا سے فرض ادا نہ ہوگا، اگر چہ قعدۂ اُولیٰ ہو۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰۷: یوہیں اگر امام کو نماز میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ عشا پڑھتا یا تراویح اور یوں اقتدا کی کہ اگر فرض ہے تو اقتدا کی، تراویح ہے تو نہیں، تو عشا ہو، خواہ تراویح اقتدا صحیح نہ ہوئی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ٢، ص ١٢٩.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٦٦.

3 ...... المرجع السابق، ص ٦٧.

4 ...... المرجع السابق، ص ٦٦.

5 ...... غنية المتملي، الشرط السادس النية، ص ٢٥١.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٦٦.

7 ...... المرجع السابق، ص ٦٧.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٦٧.

اس کو یہ چاہیے کہ فرض کی نیت کرے کہ اگر فرض کی جماعت تھی تو فرض، ورنہ نفل ہو جائیں گے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۸: امام جس وقت جائے اِمامت پر گیا، اس وقت مقتدی نے نیت اقتدا کر لی، اگرچہ بوقت تکبیر نیت حاضر نہ ہو، اقتدا صحیح ہے، بشرطیکہ اس درمیان میں کوئی عمل منافی نماز نہ پایا گیا ہو۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۱۰۹: نیت اقتدا میں یہ علم ضرور نہیں کہ امام کون ہے؟ زید ہے یا عمرو اور اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کے علم میں وہ زید ہے، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی، بلکہ یہ کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں، بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو صحیح نہیں۔[3] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۱۰: جماعت کثیر ہو تو مقتدی کو چاہیے کہ نیت اقتدا میں امام کی تعیین نہ کرے، یوہیں جنازہ میں یہ نیت نہ کرے کہ فلاں میت کی نماز۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۱: نماز جنازہ کی یہ نیت ہے، نماز اللہ کے لیے اور دُعا اس میت کے لیے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲: مقتدی کو شبہہ ہو کہ میت مرد ہے یا عورت، تو یہ کہہ لے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں جس پر امام نماز پڑھتا ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۳: اگر مرد کی نیت کی، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، جائز نہ ہوئی، بشرطیکہ جنازہ حاضرہ کی طرف اشارہ نہ ہو، یوہیں اگر زید کی نیت کی بعد کو اس کا عمرو ہونا معلوم ہوا صحیح نہیں اور اگر یوں نیت کی کہ اس جنازہ کی اور اس کے علم میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے، تو ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار) یوہیں اگر اس کے علم میں وہ مرد ہے، بعد کو عورت ہونا معلوم ہوا یا بالعکس، تو نماز ہو جائے گی، جب کہ اس میت پر نماز نیت میں ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۴: چند جنازے ایک ساتھ پڑھے، تو ان کی تعداد معلوم ہونا ضروری نہیں اور اگر اس نے تعداد معین کر لی اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٥٣.

2 ...... "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٥٢.

3 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٧.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٧.

5 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢٦.

6 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢٧.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج٢، ص١٢٧.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج٢، ص١٢٧.

اس سے زائد تھے، تو کسی جنازے کی نہ ہوئی۔[1] (درمختار) یعنی جب کہ نیت میں اشارہ نہ ہو، صرف اتنا ہو کہ دس (۱۰) میّتوں کی نماز اور وہ تھے گیارہ (۱۱) تو کسی پر نہ ہوئی اور اگر نیت میں اشارہ تھا، مثلاً ان دس (۱۰) میّتوں پر نماز اور وہ ہوں بیس (۲۰) تو سب کی ہوگئی، یہ احکام امام نمازِ جنازہ کے ہیں اور مقتدی کے بھی، اگر اس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ جن پر امام پڑھتا ہے، ان کے جنازہ کی نماز کہ اس صورت میں اگر اس نے ان کو دس (۱۰) سمجھا اور وہ ہیں زیادہ تو اس کی نماز بھی سب پر ہو جائے گی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۵: نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کرے، مثلاً نماز عید الفطر، عید اضحیٰ، نذر، نماز بعد طواف یا نفل، جس کو قصداً فاسد کیا ہو کہ اس کی قضا بھی واجب ہو جاتی ہے، یوہیں سجدۂ تلاوت میں نیت تعیین ضرور ہے، مگر جب کہ نماز میں فوراً کیا جائے اور سجدۂ شکر اگرچہ نفل ہے مگر اس میں بھی نیت تعیین درکار ہے یعنی یہ نیت کہ شکر کا سجدہ کرتا ہوں اور سجدۂ سہو کو درمختار میں لکھا کہ اس میں نیت تعیین ضروری نہیں، مگر ''نہر الفائق'' میں ضروری سمجھی اور یہی ظاہر تر ہے۔[3] (ردالمحتار) اور نذریں متعدد ہوں تو ان میں بھی ہر ایک کی الگ تعیین درکار ہے اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیت وجوب نہ ہو، ہاں نیت واجب اولیٰ ہے، البتہ اگر نیت عدمِ وجوب ہے تو کافی نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۶: یہ نیت کہ مونھ میرا قبلہ کی طرف ہے شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۷: نماز بہ نیت فرض شروع کی پھر درمیان نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیت نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے اور اگر بہ نیت نفل شروع کی اور درمیان میں فرض کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی، تو نفل ہوئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱۸: ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی، تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے، تو پہلی جاتی رہی اور دوسری شروع ہوگئی، ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض۔[7] (عالمگیری، غنیہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٢٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات وهو يصلي... إلخ، ج٢، ص١٢٧.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب و الخشوع، ج٢، ص١١٩.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في حضور القلب والخشوع، ج٢، ص١٢٠.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: مضىٰ عليه سنوات... إلخ، ج٢، ص١٢٩.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٦.

7 ...... المرجع السابق، و "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٤٩.

یہ اس وقت میں ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے، ورنہ پہلی بہر حال جاتی رہی۔[1] (ہندیہ)

مسئلہ ۱۱۹: ظہر کی ایک رکعت کے بعد پھر بہ نیت اسی ظہر کے تکبیر کہی، تو یہ وہی نماز ہے اور پہلی رکعت بھی شمار ہوگی، لہٰذا اگر قعدۂ اخیرہ کیا، تو ہوگئی ورنہ نہیں، ہاں اگر زبان سے بھی نیت کا لفظ کہا تو پہلی نماز جاتی رہی اور وہ رکعت شمار میں نہیں۔[2] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۲۰: اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو وہ بدستور نماز میں ہے۔[3] (درمختار) جب تک کوئی فعل قاطع نماز نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۱: دو نمازوں کی ایک ساتھ نیت کی اس میں چند صورتیں ہیں۔ (۱) ان میں ایک فرض عین ہے، دوسری جنازہ، تو فرض کی نیت ہوئی، (۲) اور دونوں فرض عین ہیں، تو ایک اگر وقتی ہے اور دوسری کا وقت نہیں آیا، تو وقتی ہوئی، (۳) اور ایک وقتی ہے، دوسری قضا اور وقت میں وسعت نہیں جب بھی وقتی ہوئی، (۴) اور وقت میں وسعت ہے تو کوئی نہ ہوئی اور (۵) دونوں قضا ہوں، تو صاحب ترتیب کے لیے پہلی ہوئی اور (۶) صاحب ترتیب نہیں، تو دونوں باطل اور ایک (۷) فرض، دوسری نفل، تو فرض ہوئے، (۸) اور دونوں نفل ہیں تو دونوں ہوئیں، (۹) اور ایک نفل، دوسری نماز جنازہ، تو نفل کی نیت رہی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۲: نماز خالصاً للہ شروع کی، پھر معاذ اللہ ریا کی آمیزش ہوگئی، تو شروع کا اعتبار کیا جائے گا۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۳: پورا ریا یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ہے، اس وجہ سے پڑھ لی ورنہ پڑھتا ہی نہیں اور اگر یہ صورت ہے کہ تنہائی میں پڑھتا تو، مگر اچھی نہ پڑھتا اور لوگوں کے سامنے خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس کو اصل نماز کا ثواب ملے گا اور اس خوبی کا ثواب نہیں۔[6] (درمختار، عالمگیری) اور ریا کا استحقاق عذاب بہر حال ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٦.

2 ...... المرجع السابق، و "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٥٠.

3 ...... "الدرالمختار"،

4 ...... "غنية المتملي"، الشرط السادس النية، ص٢٥٠،
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع في النية، ج٢، ص١٥٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٥١.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٦٧.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۲۴: نماز خلوص کے ساتھ پڑھ رہا تھا، لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال ہوا کہ ریا کی مداخلت ہو جائے گی یا شروع کرنا چاہتا تھا کہ ریا کی مداخلت کا اندیشہ ہوا تو، اس کی وجہ سے ترک نہ کرے، نماز پڑھے اور استغفار کرلے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴾[2]

اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

اور احادیث اس بارے میں بہت ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَللّٰهُ اَکۡبَرُ سے نماز شروع فرماتے۔

مسئلہ ۱۲۵: نماز جنازہ میں تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ باقی نمازوں میں شرط۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۶: غیر نماز جنازہ میں اگر کوئی نجاست لیے ہوئے تحریمہ باندھے اور اللہ اکبر ختم کرنے سے پیشتر[4] پھینک دے، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یوہیں بروقت ابتدائے تحریمہ ستر کھلا ہوا تھا یا قبلہ سے منحرف[5] تھا، یا آفتاب خط نصف النہار پر تھا اور تکبیر سے فارغ ہونے سے پہلے عمل قلیل کے ساتھ ستر چھپا لیا، یا قبلہ کو مونھ کر لیا یا نصف النہار سے آفتاب ڈھل گیا، نماز منعقد ہو جائے گی۔ یوہیں معاذ اللہ بے وضو شخص دریا میں گر پڑا اور اعضائے وضو پر پانی بہنے سے پیشتر تکبیر تحریمہ شروع کی، مگر ختم سے پہلے اعضا دھل گئے، نماز منعقد ہو گئی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲۷: فرض کی تحریمہ پر نفل نماز کی بنا کر سکتا ہے، مثلاً عشا کی چاروں رکعتیں پوری کر کے بے سلام پھیرے سنتوں کے لیے کھڑا ہو گیا، لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ و منع ہے اور قصداً نہ ہو تو حرج نہیں، مثلاً ظہر کی چار رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کر چکا تھا، اب خیال ہوا کہ دو ہی پڑھیں اٹھ کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا، اب معلوم ہوا کہ چار ہو چکی تھیں، تو یہ رکعت نفل ہوئی، اب ایک اور پڑھ لے کہ دو رکعتیں ہو جائیں، تو یہ بنا بقصد نہ ہوئی، لہٰذا اس میں کوئی کراہت نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: فروع في النية، ج۲، ص۱۵۱.

2 ...... پ ۳۰، الاعلیٰ: ۱۵.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲، ص۱۵۸.

4 ...... پہلے۔

5 ...... یعنی پھرا ہوا۔

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، بحث القيام، ج۲، ص۱۶۲.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب: قد يطلق الفرض... إلخ، ج۲، ص۱۵۹.

مسئلہ ۱۲۸: ایک نفل پر دوسری نفل کی بنا کرسکتا ہے اور ایک فرض کی دوسرے فرض یا نفل پر بنا نہیں ہوسکتی۔[1] (درمختار)

نماز پڑھنے کا طریقہ

حدیث ۱: بُخاری و مُسلِم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص مسجد میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کی ایک جانب میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، وہ گئے اور نماز پڑھی پھر حاضر ہوکر سلام عرض کیا، فرمایا: وعلیک السلام، جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی، تیسری بار یا اس کے بعد عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے تعلیم فرمائیے، ارشاد فرمایا: ''جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو کامل وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف مونھ کر کے اللہ اکبر کہو پھر قرآن پڑھو جتنا میسر آئے پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمھیں اطمینان ہو، پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے، پھر اٹھو یہاں تک کہ بیٹھنے میں اطمینان ہو پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اسی طرح پوری نماز میں کرو۔''[2]

حدیث ۲: صحیح مُسلِم شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اکبر سے نماز شروع کرتے اور ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ سے قراءت اور جب رکوع کرتے سر کو نہ اٹھائے ہوتے نہ جھکائے بلکہ متوسط حالت میں رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تو سجدہ کو نہ جاتے تاوقتیکہ سیدھے کھڑے نہ ہولیں اور سجدہ سے اٹھ کر سجدہ نہ کرتے تاوقتیکہ سیدھے نہ بیٹھ لیں اور ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھاتے اور دہنا کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح کلائیاں بچھانے سے منع فرماتے (یعنی سجدے میں مردوں کو) اور سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے۔[3]

حدیث ۳: صحیح بُخاری شریف میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ لوگوں کو حکم کیا جاتا کہ نماز میں مرد داہنا ہاتھ بائیں کلائی پر رکھے۔[4]

حدیث ۴: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہم کو نماز پڑھائی اور پچھلی

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٢، ص١٥٩.
2. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب وجوب قرائة الفاتحة... إلخ، الحديث: ٤٥-(٣٩٧)،٤٦-(٣٩٨)، ص٢١٠.
3. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة... إلخ، الحديث: ٤٩٨، ص٢٥٥.
4. ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب وضع اليمنى على اليسرىٰ في الصلاة، الحديث: ٧٤٠، ج١، ص٢٦٢.

صف میں ایک شخص تھا، جس نے نماز میں کچھ کمی کی، جب سلام پھیرا تو اسے پکارا، اے فلاں! ''تو اللہ سے نہیں ڈرتا، کیا تو نہیں دیکھتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے؟ تم یہ گمان کرتے ہوگے کہ جو تم کرتے ہو، اس میں سے کچھ مجھ پر پوشیدہ رہ جاتا ہوگا۔ خدا کی قسم! ''میں پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا سامنے سے۔'' (1)

حدیث ۵و۶: ابوداود نے روایت کی کہ اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا گیا کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دومقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سکتہ فرمانا یاد کیا، ایک اس وقت جب تکبیر تحریمہ کہتے۔ دوسرا جب ﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ پڑھ کر فارغ ہوتے، اُبی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی تصدیق کی۔ (2) ترمذی وابن ماجہ ودارمی نے بھی اس کے مثل روایت کی۔ اس حدیث سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہوتا ہے۔

حدیث ۷: امام بُخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جب امام ﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ کہے، تو آمین کہو کہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' (3)

حدیث ۸: صحیح مُسلِم میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرلو، پھر تم میں سے جو کوئی اِمامت کرے، وہ جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب ﴿غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ﴾ کہے، تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دُعا قبول فرمائے گا اور جب وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع میں آجائے، تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو کہ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تو یہ اس کا بدلہ ہوگیا اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَهٗ کہے تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡدُ کہو، اللہ تمہاری سُنے گا۔'' (4)

حدیث ۹و۱۰: ابو ہریرہ وقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسی صحیح مُسلِم میں ہے، جب امام قراءت کرے تو تم چُپ رہو۔ (5) اس حدیث اور اس کے پہلے جو حدیث ہے دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے کہ اگر زور سے کہنا ہوتا تو امام کے

1...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۹۸۰۳، ج۳، ص۴٦۰.
اس حدیث شریف سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دیکھنے کے لیے کسی چیز کا سامنے ہونا درکار نہیں کہ کوئی شے ادراک کے لیے حجاب نہیں۔ ۱۲ منہ

2...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب السكتة عندالافتتاح، الحديث: ۷۷۹، ج۱، ص۳۰۱.

3...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، الحديث: ۷۸۲، ج۱، ص۲۷۵.

4...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، الحديث: ٤٠٤، ص۲۱٤.

5...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، الحديث: ٦٣۔(٤٠٤)، ص۲۱۵.

آمین کہنے کا پتہ اور موقع بتانے کی کیا حاجت ہوتی کہ جب وہ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے، تو آمین کہو اور اس سے بہت صریح ترمذی کی روایت شعبہ سے ہے، وہ علقمہ سے وہ ابی وائل سے روایت کرتے ہیں، فَقَالَ اٰمِیْن وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ آمین کہی اور اس میں آواز پست کی،[1] نیز ابو ہریرہ وقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی قراءت نہ کریں، بلکہ چُپ رہیں اور یہی قرآن عظیم کا بھی ارشاد ہے کہ

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ﴾[2]

جب قرآن پڑھا جائے تو سُنو اور چُپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱۱: ابو داود ونسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تم چُپ رہو۔'' [3]

حدیث ۱۲: ابو داود و ترمذی علقمہ سے راوی، کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کیا تمھیں وہ نماز نہ پڑھاؤں، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز تھی؟، پھر نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے، مگر پہلی بار[4] یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھاتے پھر نہیں۔[5] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث ۱۳: دارقطنی و ابن عدی کی روایت انھیں سے ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، تو ان حضرات نے ہاتھ نہ اٹھائے، مگر نماز شروع کرتے وقت۔[6]

حدیث ۱۴: مُسلِم و احمد جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''یہ کیا بات ہے؟ کہ تمھیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں، جیسے چنچل گھوڑے کی دُمیں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔'' [7]

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في التأمين، الحديث: ٢٤٨، ج١، ص٢٨٥.

2 ...... پ٩، الاعراف: ٢٠٤.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب اقامة الصلوات... إلخ، باب إذا قرأالامام فانصتوا، الحديث: ٨٤٦، ج١، ص٤٦١.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، الحديث: ٧٤٨، ج١، ص٢٩٢.

"جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء ان النبى صلّى الله عليه وسلم لم يرفع الا في أوّل مرّة، الحديث: ٢٥٧، ج١، ص٢٩٢.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، الحديث: ٧٥٢، ج١، ص٢٩٢.

6 ...... "سنن الدارقطني"، كتاب الصلاة، باب ذكر التكبير و رفع اليدين، الحديث: ١١٢٠، ج١، ص٣٩٩.

7 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة... إلخ، الحديث: ٤٣٠، ص٢٢٩.

حدیث ۱۵: ابوداود وامام احمد نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ''سنت سے ہے کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں۔'' (1)

ان اُمور کے متعلق اور بکثرت احادیث و آثار موجود ہیں، تبرکاً چند حدیثیں ذکر کیں کہ یہ مقصود نہیں کہ افعالِ نماز احادیث سے ثابت کیے جائیں کہ ہم نہ اس کے اہل نہ اس کی ضرورت کہ آئمہ کرام نے یہ مرحلے طے فرما دیے، ہمیں تو ان کے ارشادات بس ہیں کہ وہ ارکان شریعت ہیں، وہ وہی فرماتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ماخوذ ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لَو سے چُھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیا(2) کلائی کے اغل بغل اور ثنا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰـہَ غَیْرُکَ . (3)

پھر تعوذ یعنی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

پڑھے، پھر تسمیہ یعنی

بِسْمِ اللّٰـہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے پھر الحمد پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو، اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے پھر

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب وضع اليمنیٰ على اليسریٰ في الصلاة، الحديث: ٧٥٦، ج١، ص٢٩٣.

2 ...... چھوٹی انگلی۔

3 ...... پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲

دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چُھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے، بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رُو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر سر اوٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کرکے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قراءت شروع کر دے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کرکے داہنا قدم کھڑا کرکے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔[1]

پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور اس کو تشہد کہتے ہیں اور جب کلمۂ لَا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمۂ اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے، اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضرور نہیں، اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. پڑھے[2] پھر

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

---

1 ...... تمام تحیتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ (عزوجل) کے لیے ہیں سلام حضور پر، اے نبی! اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، ہم پر اور اللہ (عزوجل) کے نیک بندوں پر سلام، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔١٢

2 ...... اے اللہ (عزوجل) درود بھیج ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور انکی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے، اے اللہ (عزوجل) برکت نازل کر ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر اور انکی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی سیدنا ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر اور انکی آل پر، بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔١٢

اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔ [1]

یا اور کوئی دُعائے ماثور پڑھے۔ مثلاً

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ . [2]

یا یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ. [3]

یا یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ فِتْنَۃِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَال . [4]

یا یہ پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. [5]

اور اس کو بغیر اَللّٰھُمَّ کے نہ پڑھے، پھر دہنے شانے کی طرف مونھ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے، پھر بائیں طرف، یہ طریقہ کہ مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس میں کی بعض بات جائز نہیں، مثلاً امام کے

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل) تو بخش دے مجھ کو اور میرے والدین کو اور اس کو جو پیدا ہوا اور تمام مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو، بیشک تو دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے اپنی رحمت سے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔۱۲

2 ...... اے اللہ (عزوجل) میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بیشک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں ہے، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

3 ...... اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے ہر قسم کے خیر کا سوال کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اور ہر قسم کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔۱۲

4 ...... اے اللہ (عزوجل) تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجّال کے فتنہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ اور تاوان سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دَین کے غلبہ اور مَردوں کے قہر سے۔۱۲

5 ...... اے اللہ (عزوجل) اے ہمارے پروردگار، تو ہم کو دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔۱۲

پیچھے فاتحہ یا اور کوئی سورت پڑھنا۔ عورت بھی بعض اُمور میں مستثنٰی ہے، مثلاً ہاتھ باندھنے اور سجدہ کی حالت اور قعدہ کی صورت میں فرق ہے۔[1] جس کو ہم بیان کرینگے، ان مذکورات میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں، بعض واجب کہ اس کا ترک[2] قصداً[3] گناہ اور نماز واجب الاعادہ[4] اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو واجب۔ بعض سنت مؤکدہ کہ اس کے ترک کی عادت گناہ اور بعض مستحب کہ کریں تو ثواب، نہ کریں تو گناہ نہیں۔

فرائض نماز

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ

(۲) قیام

(۳) قراءت

(۴) رکوع

(۵) سجدہ

(۶) قعدہ اخیرہ

(۷) خروج بصنعه ۔[5]

(۱) تکبیر تحریمہ:

حقیقۃً یہ شرائط نماز سے ہے مگر چونکہ افعال نماز سے اس کو بہت زیادہ اتصال ہے، اس وجہ سے فرائض نماز میں اس کا شمار ہوا۔

مسئلہ ۱: نماز کے شرائط یعنی طہارت واستقبال وستر عورت ووقت۔ تکبیر تحریمہ کے لیے شرائط ہیں یعنی قبل ختم تکبیر ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اگر اللہ اکبر کہہ چکا اور کوئی شرط مفقود ہے، نماز نہ ہوگی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

1 ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص۲۹۸۔۳۳۶، وغيرها.

2 ...... چھوڑنا۔ 3 ...... یعنی جان بوجھ کر۔

4 ...... یعنی نماز کا پھر سے پڑھنا واجب۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۵۸۔۱۷۰.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج۲، ص۱۷۵.

مسئلہ۲: جن نمازوں میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہوگیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۳: امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے، نماز نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۴: نفل کے لیے تکبیر تحریمہ رکوع میں کہی، نماز نہ ہوئی اور بیٹھ کر کہتا، تو ہو جاتی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا مگر اکبر کو امام سے پہلے ختم کر چکا، نماز نہ ہوئی۔[4] (درمختار)

مسئلہ۶: امام کو رکوع میں پایا اور اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہا مگر اس تکبیر سے تکبیر رکوع کی نیت کی، نماز شروع ہوگئی اور یہ نیت لغو ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۷: امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی، اگر اقتدا کی نیت ہے، نماز میں نہ آیا ورنہ شروع ہوگئی، مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی، بلکہ اپنی الگ۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۸: امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہوگئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو، تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۹: جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو، اس پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کافی ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٨.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج٢، ص١٧٦.
بعض لوگ جلدی میں اسی طرح کر گزرتے ہیں ان کی وہ نماز نہ ہوئی اس کو پھر پڑھیں۔١٢ منہ حفظہ

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج٢، ص٢١٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة فصل، ج٢، ص٢١٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢١٩.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢١٩.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٢٠.

مسئلہ ۱۰: اگر بطور تعجب اللہ اکبر کہا یا مؤذن کے جواب میں کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کردی، نماز نہ ہوئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اللہ اکبر کی جگہ کوئی اور لفظ جو خالص تعظیم الٰہی کے الفاظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰهُ اَجَلُّ یا اَللّٰهُ اَعْظَمُ یا اَللّٰهُ كَبِيْرٌ یا اَللّٰهُ الْاَكْبَرُ یا اَللّٰهُ الْكَبِيْرُ یا اَلرَّحْمٰنُ اَكْبَرُ یا اَللّٰهُ اِلٰهٌ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یا سُبْحَانَ اللّٰهُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ یا تَبَارَكَ اللّٰهُ وغیرہا[2] الفاظ تعظیمی کہے، تو ان سے بھی ابتدا ہو جائے گی مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے۔

اور اگر دُعا یا طلب حاجت کے لفظ ہوں۔ مثلاً

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ وغیرہا الفاظ دُعا کہے تو نماز منعقد نہ ہوئی۔ یوہیں اگر صرف اکبر یا اجلّ کہا اس کے ساتھ لفظ اَللّٰهُ نہ ملایا جب بھی نہ ہوئی۔

یوہیں اگر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ یا اِنَّا لِلّٰهِ یا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یا مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ یا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہا، تو منعقد نہ ہوئی اور اگر صرف اَللّٰهُ کہا یا یَا اَللّٰهُ یا اَللّٰهُمَّ کہا ہو جائے گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: لفظ اَللّٰهُ کو آللّٰهُ یا اَكْبَرُ کو آكْبَرُ یا اَكْبَارُ کہا، نماز نہ ہوگی بلکہ اگر اُن کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: پہلی رکعت کا رکوع مل گیا، تو تکبیر اولیٰ کی فضیلت پا گیا۔[5] (عالمگیری)

(۲) قیام:

قیام کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۱۹.

2 ...... یعنی اور اس کے علاوہ۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۶۸.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۱۸.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۶۹.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج۲، ص۱۶۳.

مسئلہ ۱۴: قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءت فرض، قیام فرض اور بقدرِ واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔[1] (درمختار) یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے، رکعت اُولیٰ میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہوگی اور قیام مسنون میں مقدار ثنا وتعوذ وتسمیہ بھی۔(رضا)

مسئلہ ۱۵: قیام وقراءت کا واجب وسنت ہونا بایں معنی ہے کہ اس کے ترک پر ترک واجب وسنت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا اور جو کچھ قراءت کی سب فرض ہی ہے، فرض کا ثواب ملے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: فرض و وتر وعیدین وسنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا، نہ ہوں گی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کرسکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہوکر بھی پڑھ سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: جو شخص سجدہ کر تو سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے، جب بھی اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہوکر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے، اگر اور طور پر اس کی روک نہ کرسکے۔ یوہیں کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کھل جائے گا یا قراءت بالکل نہ کرسکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہوکر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہوکر پڑھے، باقی بیٹھ کر۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج ٢، ١٦٣.
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج ٢، ص ١٦٣.
3. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث القيام، ج ٢، ص ١٦٣.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ١، ص ٦٩.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ٢، ص ١٦٤.
6. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج ٢، ص ١٦٤.
7. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة و مبحث في الركن الاصلي... إلخ، ج ٢، ص ١٦٤.

کھڑا ہوکر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے، جماعت میسر ہو تو جماعت سے، ورنہ تنہا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲۲: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں، بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے میں قطرہ آتا ہے یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قراءت سے مجبور محض ہو جاتا ہے۔ یوہیں کھڑا ہو تو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہوگی، تو بیٹھ کر پڑھے۔[2] (غنیہ)

مسئلہ۲۳: اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ۲۴: اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے، تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔[4] (غنیہ)

تنبیہ ضروری: آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوہیں اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا تو وہ نمازیں بھی نہ ہوئیں، ان کا پھیرنا فرض۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

مسئلہ۲۵: کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے، تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔[5] (غنیہ) یعنی جب کہ چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اُتر نہ سکتا ہو۔

(۳) قراءت:

قراءت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں، کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضرور ہے کہ خود سنے، اگر حروف کی تصحیح تو کی مگر اس قدر آہستہ کہ خود نہ سنا اور کوئی مانع مثلاً شور وغل یا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة و مبحث في الرکن الاصلي... إلخ، ج۲، ص۱٦٥.

2 ...... "غنیة المتملي"، فرائض الصلاة، الثاني، ص۲٦۱ ـ ۲٦۷.

3 ...... المرجع السابق، ص۲٦۱.

4 ...... المرجع السابق، ص۲٦۲.

5 ...... المرجع السابق، ص۲۷٤.

ثقل سماعت [1] بھی نہیں، تو نماز نہ ہوئی [2]۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: یوہیں جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے، اس سے یہی مقصد ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے، مثلاً طلاق دینے، آزاد کرنے، جانور ذبح کرنے میں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے۔ اور مقتدی کو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، نہ فاتحہ، نہ آیت، نہ آہستہ کی نماز میں، نہ جہر کی میں۔ امام کی قراءت مقتدی کے لیے بھی کافی ہے۔ [4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۸: فرض کی کسی رکعت میں قراءت نہ کی یا فقط ایک میں کی، نماز فاسد ہوگئی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا اور اگر ایک ہی حرف کی آیت ہو جیسے صٓ، نٓ، قٓ، کہ بعض قراءتوں میں ان کو آیت مانا ہے، تو اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا، اگرچہ اس کی تکرار کرے [6]۔ (عالمگیری، ردالمحتار) رہی ایک کلمہ کی آیت مُدْهَآمَّتٰنِ ۚ اس میں اختلاف ہے اور بچنے میں احتیاط۔ [7]

مسئلہ ۳۰: سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ [8] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: قراءت شاذہ سے فرض ادا نہ ہوگا، یوہیں بجائے قراءت آیت کی ہجے کی، نماز نہ ہوگی۔ [9] (درمختار)

---

1 ...... یعنی اونچا سننے کا مرض۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، واركانها، ص٥١.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٦٩.

6 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: تحقيق مهم فيما لوتذكر في ركوعه انه لم يقراء... إلخ، ج٢، ص٣١٣.

7 ...... امام اسبیجابی نے شرح جامع صغیر و شرح مختصر امام طحاوی اور امام علاء الدین نے تحفۃ الفقہاء اور امام ملک العلما نے بدائع میں اس سے جواز پر جزم فرمایا اور خلاف کا اصلا نام نہ لیا اور یہی اظہر من حیث الدلیل ہے اور ظہیریہ و سراج وہاج و فتح القدیر و شرح المجمع لابن ملک و درمختار میں عدم جواز کو اصح کہا محقق صاحب فتح و دیگر شراح ہدایہ نے جو اس کی دلیل ذکر کی محقق صاحب نے اس پر اعتراض کیا بہر حال احتیاط اولیٰ ہے خصوصاً جبکہ مرجحین نے اسے تصریحاً اصح بتایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٣٦.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٢٦.

(۴) رکوع:

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔[1] (درمختاروغیرہ) اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھاوے۔

مسئلہ ۳۲: کُوزہ پشت[2] کہ اس کا کُب حدرکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔[3] (عالمگیری)

(۵) سجود:

حدیث میں ہے: ''سب سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے اس حالت میں ہے کہ سجدہ میں ہو، لہٰذا دُعا زیادہ کرو۔'' [4]
اس حدیث کو مُسلِم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط۔[5] تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے، نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی، جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔[6] (درمختار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۳: اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا، تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی فقط ناک کی نوک لگنا کافی نہیں، بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضرور ہے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: رخسارہ یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: ہر رکعت میں دوبار سجدہ فرض ہے۔

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٦٥.

2...... کبڑا۔

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

4...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود، الحديث: ٤٨٢، ص٢٥٠.

5...... مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''حالتِ سجدہ میں قدم کی دس انگلیوں میں سے ایک کے باطن پر اعتماد مذہب معتمد اور مفتیٰ بہ میں فرض ہے اور دونوں پاؤں کی تمام یا اکثر انگلیوں پر اعتماد بعید نہیں کہ واجب ہو، اس بنا پر جو ''حلیہ'' میں ہے اور قبلہ کی طرف متوجہ کرنا بغیر کسی انحراف کے سنت ہے۔'' (ت)

("الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٣٧٦.)

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٦٧، ٢٤٩-٢٥١.
و "الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٣٦٣-٣٧٦.

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

8...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

مسئلہ ۳۶: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہا پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔[1] (عالمگیری) بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال[2] بچھاتے ہیں، ان لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے کہ اگر پیشانی خوب نہ دبی، تو نماز ہی نہ ہوئی اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئی، کمانی دار[3] گدّے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہٰذا نماز نہ ہوگی، ریل کے بعض درجوں میں بعض گاڑیوں میں اسی قسم کے گدّے ہوتے ہیں اس گدّے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ ۳۷: دو پہیا گاڑی یکّہ وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر اس کا جُوا[4] یا بَم[5] بیل اور گھوڑے پر ہے، سجدہ نہ ہوا اور زمین پر رکھا ہے، تو ہوگیا۔[6] (عالمگیری) بہلی کا کھٹولا[7] اگر بانوں سے بنا ہوا ہو تو اتنا سخت بنا ہو کہ سر ٹھہر جائے دبانے سے اب نہ دبے، ورنہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۸: جوار، باجرہ وغیرہ چھوٹے دانوں پر جن پر پیشانی نہ جمے، سجدہ نہ ہوگا البتہ اگر بوری وغیرہ میں خوب کس کر بھر دیئے گئے کہ پیشانی جمنے سے مانع نہ ہوں، تو ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی عذر مثلاً اژدہام[9] کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا جائز ہے۔ اور بلا عذر باطل اور گھٹنے پر عذر و بلا عذر کسی حالت میں نہیں ہوسکتا۔[10] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: اژدہام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور وہ اس نماز میں اس کا شریک ہے، تو جائز ہے ورنہ ناجائز، خواہ وہ نماز ہی میں نہ ہو یا نماز میں تو ہے مگر اس کا شریک نہ ہو، یعنی دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں۔[11] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.
2 ...... یعنی چاول کا بھس۔
3 ...... یعنی اسپرنگ والے۔
4 ...... یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔
5 ...... یعنی گھوڑا گاڑی کا بانس جس میں گھوڑا جوتا جاتا ہے۔
6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.
7 ...... یعنی بیلوں کی چھوٹی گاڑی کی چھوٹی سی چارپائی۔
8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.
9 ...... یعنی بھیڑ۔ مجمع۔
10 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰.
11 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج۱، ص۷۰، وغيره.

مسئلہ ۴۱: ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے پیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے ہوئے ہے سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا، ہاں ان سب صورتوں میں جب کہ پھر پاک جگہ پر سجدہ کرلیا، تو ہوگیا۔[1] (منیہ، درمختار)

مسئلہ ۴۲: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا، سجدہ ہوگیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ اونگل سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہوگیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۴: کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا، اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا ہوگیا، ورنہ نہیں۔[4] (عالمگیری)

(۶) قعدۂ اخیرہ:

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی رسولہ تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔[5]

مسئلہ ۴۵: چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا پھر یہ گمان کرکے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہوگیا، پھر یاد کرکے کہ چار ہو چکیں بیٹھ گیا پھر سلام پھیر دیا، اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۃً بقدر تشہد ہوگیا فرض ادا ہوگیا، ورنہ نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی، یوہیں قیام، قراءت، رکوع، سجود میں اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا، تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے، ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدۂ سہو بھی کرے، لوگ اس میں غافل ہیں خصوصاً تراویح میں، خصوصاً گرمیوں میں۔[7] (منیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی، تو نماز فاسد ہوگئی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا، تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے

1...... "منية المصلي"، مسائل الفريضة الخامسة اى السجود، ص٢٦٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٥٣.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٥٢.

3...... المرجع السابق، ص٢٥٧.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج١، ص٧٠.

5...... المرجع السابق.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢ ص١٧٠.

7...... "منية المصلي"، الفريضة السادسة و تحقيق التراويح، ص٢٦٧.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، بحث شروط التحريمة، ج٢، ص١٨٠.

8...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص١٨١.

اور پانچویں کا سجدہ کرلیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کرلیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کرلیا، تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہوگئے۔ مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۴۹: بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کرلیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا قعدہ نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔[2] (منیہ)

مسئلہ ۵۰: سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا، مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہوگیا، مگر گناہ گار رہا۔ اعادہ[3] واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

(۷) خروج بصنعه:

یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا، مگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی قصداً پایا گیا، تو نماز واجب الاعادہ ہوئی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل۔ مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمّم والا پانی پر قادر ہوا، یا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہوگئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہوگئی یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لاکر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو، یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں، مگر اس کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع وسجود پر قادر ہوگیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدث ہوا اور امّی کو خلیفہ کیا اور تشہد کے بعد خلیفہ کیا تو نماز ہوگئی یا نماز فجر میں آفتاب طلوع کر آیا یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آگیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہوگیا یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گر گئی یا صاحب عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہوسکتی ہے یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آگیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی اور آزاد ہوگئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا، ان سب صورتوں میں نماز باطل ہوگئی۔[5] (عامۂ کتب)

---

1. ...... "غنية المتملي"، السادس القعدة الاخيرة، ص ٢٩٠.
2. ...... "منية المصلي"، الفريضة السادسة وهى القعدة الاخيرة، ص٢٦٧.
3. ...... یعنی لوٹانا۔ دہرانا۔
4. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: كل شفع من النفل صلاة، ج٢، ص١٩٣.
5. ......

مسئلہ ۵۱: مقتدی اُمّی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد ہوگئی، تو نماز باطل نہ ہوگی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: قیام ورکوع وسجود وقعدۂ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر قیام سے پہلے رکوع کرلیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا، اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہوجائیگی ورنہ نہیں۔ یوہیں رکوع سے پہلے، سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کرلیا ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۳: جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا، تو نماز نہ ہوگی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرلیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھالیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کرلیا ہوگئی، ورنہ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: مقتدی کے لیے یہ بھی فرض ہے، کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے، تو اس کی نہ ہوئی۔ اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔[4] (درمختار)

واجبات نماز

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر ہونا۔

(۲ تا ۸) الحمد پڑھنا یعنی اسکی ساتوں آیتیں کہ ہر ایک آیت مستقل واجب ہے، ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے۔

(۹) سورت ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ؕ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔

(۱۰ و ۱۱) نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت واجب ہے۔

(۱۲ و ۱۳) الحمد اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔

(۱۴) الحمد کا سورت سے پہلے ہونا۔

(۱۵) ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، المسائل الاثنا عشرية، ج۲، ص۴۳۵.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ج۲، ص۱۷۲.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، بحث الخروج بصنعه، ج۲، ص۱۷۳.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۷۳.

(۱۶) الحمد و سورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا، آمین تابع الحمد ہے اور بسم اللہ تابع سورت یہ اجنبی نہیں۔

(۱۷) قراءت کے بعد متصلاً رکوع کرنا۔

(۱۸) ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں کے درمیان کوئی رکن فاصل نہ ہو۔

(۱۹) تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا یوہیں

(۲۰) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

(۲۱) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

(۲۲) قعدۂ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو اور

(۲۳) فرض و وتر و سنن رواتب[1] میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔

(۲۴ و ۲۵) دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، یوہیں جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد واجب ہے ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا، ترک واجب ہوگا اور

(۲۶ و ۲۷) لفظ اَلسَّلَامُ دوبار اور لفظ عَلَیْکُمْ واجب نہیں اور

(۲۸) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور

(۲۹) تکبیر قنوت اور

(۳۰ تا ۳۵) عیدین کی چھوؤں تکبیریں اور

(۳۶) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور

(۳۷) اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا اور

(۳۸) ہر جہری نماز میں امام کو جہر[2] سے قراءت کرنا اور

(۳۹) غیر جہری[3] میں آہستہ۔

(۴۰) ہر واجب و فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

---

1 ...... سنن رواتب یعنی سنتِ مؤکدہ۔

2 ...... یعنی بلند آواز۔

3 ...... مثلاً ظہر و عصر۔

(۴۱) رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

(۴۲) اور سجود کا دو ہی بار ہونا۔

(۴۳) دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور

(۴۴) چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

(۴۵) آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔

(۴۶) سہو ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔

(۴۷) دو فرض یا دو واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر[1] وقفہ نہ ہونا۔

(۴۸) امام جب قراءت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ، اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

(۴۹) سِوا قراءت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔[2]

مسئلہ ۵۵: کسی قعدہ میں تشہد کا کوئی حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدۂ سہو کرے۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۷: سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد یا الحمد و سورت کے درمیان دیر تک یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر چپکا رہا، سجدۂ سہو واجب ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدۂ سہو کرے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کرے، بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس کو ادا کر کے متابعت کرے، مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی کو واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو اور سنت میں متابعت سنت ہے، بشرطیکہ تعارض نہ ہو اور تعارض ہو تو اس کو ترک کرے اور امام کی متابعت کرے، مثلاً رکوع یا سجدہ میں اس نے تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ

---

1 ...... یعنی تین بار "سبحان اللّٰہ" کہنے کی مقدار۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: واجبات صلاۃ، ج۲، ص۱۸۴۔۲۰۳، وغیرھما.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۱۹۶.

4 ...... "غنیۃ المتملي"، واجبات الصلاۃ، ص۲۹۶.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۱۸۷.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: کل صلاۃ أدیت... إلخ، ج۲، ص۱۸۴.

امام نے سراُوٹھالیا تو یہ بھی اُٹھالے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: ایک سجدہ کسی رکعت کا بھول گیا تو جب یاد آئے کرلے، اگرچہ سلام کے بعد بشرطیکہ کوئی فعل منافی نہ صادر ہوا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: الفاظ تشہد[4] سے ان کے معانی کا قصد اور انشاء ضروری ہے، گویا اللہ عزوجل کے لیے تحیت کرتا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے اوپر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیجتا ہے نہ یہ کہ واقعۂ معراج کی حکایت مدنظر ہو۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶۳: فرض و وتر و سنن رواتب کے قعدۂ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ**، یا **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی سَیِّدِنَا** تو اگر سہواً ہو سجدۂ سہو کرے، عمداً ہو تو اعادہ واجب ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴: مقتدی قعدۂ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد پڑھ چکا تو سکوت کرے، دُرود و دُعا کچھ نہ پڑھے اور مسبوق کو چاہیے کہ قعدۂ اخیرہ میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت فارغ ہو اور سلام سے پیشتر فارغ ہو گیا تو کلمۂ شہادت کی تکرار کرے۔[7] (درمختار)

سنن نماز

(۱) تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور

(۲) ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا۔ یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

(۳) ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رُو ہونا

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: مهم في تحقيق متابعة الامام، ج۲، ص۲۰۲.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۹۲.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۰۱.

4 ...... جب کلمات تشہد انشائے تحیت وسلام ہوئے، نہ محض حکایتِ واقعۂ شبِ معراج تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرنا جسے وہابیہ بدعت وشرک کہتے ہیں ایسا جائز ثابت ہوا کہ نماز میں واجب ہے۔ ۱۲ منہ

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۶۹.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۷۲.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۶۹.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲۷۰.

(۴) بوقتِ تکبیر سر نہ جھکانا

(۵) تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا یو ہیں

(۶) تکبیر قنوت و

(۷) تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔[1]

مسئلہ ۶۵: اگر تکبیر کہہ لی اور ہاتھ نہ اٹھایا تو اب نہ اٹھائے اور اللہ اکبر پورا کہنے سے پیشتر یاد آ گیا تو اٹھائے اور اگر موضع مسنون تک ممکن نہ ہو، تو جہاں تک ہو سکے اٹھائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۶: عورت کے لیے سنت یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: کوئی شخص ایک ہی ہاتھ اٹھا سکتا ہے تو ایک ہی اٹھائے اور اگر ہاتھ موضع مسنون سے زیادہ کرے جب ہی اٹھتا ہے تو اٹھائے۔[4] (عالمگیری)

(۹) امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر اور

(۱۰) سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور

(۱۱) سلام کہنا جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اور بلا حاجت بہت زیادہ بلند آواز کرنا مکروہ ہے۔[5]

مسئلہ ۶۸: امام کو تکبیر تحریمہ اور تکبیرات انتقال سب میں جہر مسنون ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۹: اگر امام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی، تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے تکبیر کہے کہ نماز شروع ہونے اور انتقالات کا حال سب کو معلوم ہو جائے اور بلا ضرورت مکروہ و بدعت ہے۔[7] (ردالمحتار)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الإساء ة دون الكراهة، ج٢، ص٢٠٨.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٢.
و "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٠٠.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٣.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٢٢.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٣.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في قولهم الإساء ة دون الكراهة، ج٢، ص٢٠٨.

6...... المرجع السابق.

7...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في التبليغ خلف الامام، ج٢، ص٢٠٩.

مسئلہ ۷۰: تکبیر تحریمہ سے اگر تحریمہ مقصود نہ ہو بلکہ محض اعلان مقصود ہو، تو نماز ہی نہ ہوگی۔ یوں ہونا چاہیے کہ نفس تکبیر سے تحریمہ مقصود ہو اور جہر سے اعلان، یوہیں آواز پہنچانے والے کو قصد کرنا چاہیے اگر اس نے فقط آواز پہنچانے کا قصد کیا تو نہ اس کی نماز ہو، نہ اس کی جو اس کی آواز پر تحریمہ باندھے اور علاوہ تکبیر تحریمہ کے اور تکبیرات یا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ میں اگر محض اعلان کا قصد ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ مکروہ ہوگی کہ ترک سنت ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: مکبّر کو چاہیے کہ اس جگہ سے تکبیر کہے جہاں سے لوگوں کو اس کی حاجت ہے، پہلی یا دوسری صف میں جہاں تک امام کی آواز بلا تکلف پہنچتی ہے، یہاں سے تکبیر کہنے کا کیا فائدہ نیز یہ بہت ضروری ہے کہ امام کی آواز کے ساتھ تکبیر کہے امام کے کہہ لینے کے بعد تکبیر کہنے سے لوگوں کو دھوکا لگے گا، نیز یہ کہ اگر مکبّر نے تکبیر میں مد کیا تو امام کے تکبیر کہہ لینے کے بعد اس کی تکبیر ختم ہونے کا انتظار نہ کریں، بلکہ تشہد وغیرہ پڑھنا شروع کر دیں یہاں تک کہ اگر امام تکبیر کہنے کے بعد اس کے انتظار میں تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر خاموش رہا، اس کے بعد تشہد شروع کیا ترک واجب ہوا، نماز واجب الاعادہ ہے۔

مسئلہ ۷۲: مقتدی و منفرد کو جہر کی حاجت نہیں، صرف اتنا ضروری ہے کہ خود سنیں۔[2] (درمختار، بحر)

(۱۲) بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لینا یوں کہ مرد ناف کے نیچے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے، چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے اور عورت و خنثیٰ بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر دہنی ہتھیلی رکھے۔[3] (غنیہ وغیرہا) بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہ چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے۔

مسئلہ ۷۳: بیٹھے یا لیٹے نماز پڑھے، جب بھی یوہیں ہاتھ باندھے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: جس قیام میں ذکر مسنون ہو اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے تو ثنا اور دُعائے قنوت پڑھتے وقت اور جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد چوتھی تکبیر تک ہاتھ باندھے اور رکوع سے کھڑے ہونے اور تکبیرات عیدین میں ہاتھ نہ باندھے۔[5] (ردالمحتار)

(۱۳) ثنا و

(۱۴) تعوذ و

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في التبلیغ خلف الامام، ج۲، ص۲۰۹.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۲۰۹.

3 ...... "غنیۃ المتملي"، صفۃ الصلاۃ، ص۳۰۰، وغیرھا.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ،فصل، مطلب في بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۲۹.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل، مطلب في بیان المتواتر بالشاذ، ج۲، ص۲۳۰.

(۱۵) تسمیہ و

(۱۶) آمین کہنا اور

(۱۷) ان سب کا آہستہ ہونا

(۱۸) پہلے ثنا پڑھے

(۱۹) پھر تعوذ [1]

(۲۰) پھر تسمیہ [2]

(۲۱) اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھے، وقفہ نہ کرے، (۲۲) تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ غیر جنازہ میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار جو احادیث میں وارد ہیں، وہ سب نفل کے لیے ہیں۔

مسئلہ ۷۵: امام نے بالجہر قراءت شروع کر دی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اگرچہ بوجہ دُور ہونے یا بہرے ہونے کے امام کی آواز نہ سنتا ہو جیسے جمعہ وعیدین میں پچھلی صف کے مقتدی کہ بوجہ دُور ہونے کے قراءت نہیں سنتے۔ [3] (عالمگیری، غنیہ) امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۶: امام کو رکوع یا پہلے سجدہ میں پایا، تو اگر غالب گمان ہے کہ ثنا پڑھ کر پالے گا تو پڑھے اور قعدہ یا دوسرے سجدہ میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۷: نماز میں اعوذ و بسم اللہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قراءت نہیں، لہٰذا تعوذ وتسمیہ بھی ان کے لیے مسنون نہیں، ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے، اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۷۸: تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اوّل

---

1 ...... یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم.

2 ...... یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع ج١، ص٩٠.
و "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٠٤.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٢.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٢.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٤.

سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے، قراءت خواہ سری ہو یا جہری، مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: اگر ثنا وتعوذ وتسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کہ ان کا محل ہی فوت ہو گیا، یوہیں اگر ثنا پڑھنا بھول گیا اور تعوذ شروع کر دیا تو ثنا کا اعادہ نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۰: مسبوق شروع میں ثنا نہ پڑھ سکا تو جب اپنی باقی رکعت پڑھنا شروع کرے، اس وقت پڑھ لے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۸۱: فرائض میں نیت کے بعد تکبیر سے پہلے یا بعد اِنِّــیْ وَجَّهْـتُ... الخ نہ پڑھے اور پڑھے تو اس کے آخر میں وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْن کی جگہ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْن کہے۔[4] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۸۲: (۲۳) عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد ثنا کہہ لے اور ثنا پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے اور اعوذ باللہ چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۳: آمین کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں، مد کہ الف کو کھینچ کر پڑھیں اور قصر کہ الف کو دراز نہ کریں اور امالہ کہ مد کی صورت میں الف کو یا کی طرح مائل کریں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸۴: اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی[7] یا یا کو گرا دیا[8] تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر خلاف سنت ہے اور اگر مد کے ساتھ میم کو تشدید پڑھی اور یا کو حذف کر دیا[9] یا قصر کے ساتھ تشدید[10] یا حذفِ یا ہو[11] تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔[12] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: امام کی آواز اس کو نہ پہنچی مگر اس کے برابر والے دوسرے مقتدی نے آمین کہی اور اس نے آمین کی آواز

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٢.
2. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في بيان المتواتر بالشاذ، ج٢، ص٢٣٣.
3. ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٠٤.
4. ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٠٣، وغيرها.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٣٤، وغيره.
6. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٣٧.
7. ...... آمِّیْن۔
8. ...... آمِنْ۔
9. ...... آمِّنْ۔
10. ...... اَمِّیْنْ۔
11. ...... اَمِنْ۔۱۲
12. ...... "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج٢، ص٢٣٧.

سن لی، اگر چہ اس نے آہستہ کہی ہے تو یہ بھی آمین کہے، غرض یہ کہ امام کا وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہنا معلوم ہو تو آمین کہنا سنت ہو جائے گا، امام کی آواز سُنے یا کسی مقتدی کے آمین کہنے سے معلوم ہوا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: سرّی نماز میں امام نے آمین کہی اور یہ اس کے قریب تھا کہ امام کی آواز سن لی، تو یہ بھی کہے۔[2] (درمختار) اور

(۲۴) رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا اور

(۲۵) گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور

(۲۶) انگلیاں خوب کھلی رکھنا، یہ حکم مردوں کے لیے ہے اور

(۲۷) عورتوں کے لیے سنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور

(۲۸) انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے آج کل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

(۲۹) حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا، اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۳۰) رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

مسئلہ ۸۷: اگر ''ظ'' ادا نہ کر سکے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کی جگہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْکَرِیْم کہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: بہتر یہ ہے کہ اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کو جائے یعنی جب رکوع کے لیے جھکنا شروع کرے، تو اللہ اکبر شروع کرے اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کرے۔[4] (عالمگیری) اس مسافت کے پورا کرنے کے لیے اللہ کے لام کو بڑھائے اکبر کی ب وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے۔

مسئلہ ۸۹: (۳۱) ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی ''ر'' کو جزم پڑھے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹۰: آخر سورت میں اگر اللہ عزوجل کی ثنا ہو تو افضل یہ کہ قراءت کو تکبیر سے وصل کرے جیسے وَكَبِّـرْهُ تَكْبِيْـرَنِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ اللّٰهُ اَكْبَر (ث) کو کسرہ پڑھے اور اگر آخر میں کوئی لفظ ایسا ہے جس کا اسم جلالت کے

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٣٩.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٣٩.

[3] ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قراءة البسملة... إلخ، ج٢، ص٢٤٢.

[4] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٤.

[5] ...... المرجع السابق.

ساتھ ملانا ناپسند ہو تو فصل بہتر ہے یعنی ختم قراءت پر ٹھہرے پھر اللہ اکبر کہے، جیسے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر میں وقف و فصل کرے پھر رکوع کے لیے اللہ اکبر کہے اور اگر دونوں نہ ہوں، تو فصل و وصل دونوں یکساں ہیں۔[1] (ردالمحتار، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۹۱: کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قراءت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے، جب کہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے کہ نیکی پر اعانت ہے، مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹۲: مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھالیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے۔ اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اُٹھالیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب ہوگا، گناہ گار ہوگا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹۳: (۳۲) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے، تو ٹھہر جائے۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹۴: رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا ہو بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔[5] (ہدایہ) حدیث میں ہے: ''اس شخص کی نماز ناکافی ہے (یعنی کامل نہیں) جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔'' [6] یہ حدیث ابوداود و ترمذی و نَسائی و ابن ماجہ و دارمی نے ابومسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''رکوع و سجود کو پورا کرو کہ خدا کی قسم میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' [7] اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۹۵: (۳۳) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے، بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملة... إلخ، ج۲، ص۲٤۰.
و "الفتاوی الرضویة"، ج٦، ص۳۳٥.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب في إطالة الرکوع للجائی، ج۲، ص۲٤۲.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، مطلب في إطالة الرکوع للجائی، ج۲، ص۲٤۳.

4 ...... "فتح القدیر"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج۱، ص۲٥۹.

5 ...... "الهدایة"، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج۱، ص٥۰.

6 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ من لا یقیم صلبه في الرکوع و السجود، الحدیث: ۸٥٥، ج۱، ص۳۲٥.

7 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأذان، باب الخشوع في الصلاۃ، الحدیث: ۷٤۲، ج۱، ص۲٦۳.

طرح خوب سیدھے نہ کردے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۹۶: تین بار تسبیح ادنیٰ[2] درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد[3] پر ہو، ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔[4] (فتح القدیر) حلیہ میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے ہے کہ ''امام کے لیے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے۔''[5] حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی رکوع کرے اور تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** کہے تو اس کا رکوع تمام ہوگیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب سجدہ کرے اور تین بار **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہے تو سجدہ پورا ہوگیا اور یہ ادنی درجہ ہے۔''[6] اس کو ابوداود اور ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ۹۷: (۳۴) رکوع سے جب اٹھے، تو ہاتھ نہ باندھے لٹکا ہوا چھوڑ دے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۹۸: (۳۵) **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کی ہ کو ساکن پڑھے، اس پر حرکت ظاہر نہ کرے، نہ دال کو بڑھائے۔[8] (عالمگیری)

(۳۶) رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** کہنا اور

(۳۷) مقتدی کے لیے **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد** کہنا اور

(۳۸) منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ۹۹: **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر واو ہونا بہتر ہے اور **اَللّٰھُمَّ** ہونا اس سے بہتر اور سب میں بہتر یہ ہے کہ دونوں ہوں۔[9] (درمختار) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب امام **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ**

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷٤.

2 ...... یعنی کم از کم۔

3 ...... مثلاً پانچ، سات، نو۔

4 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۱، ص۲۵۹.

5 ...... "حلية"،

6 ......"جامع الترمذي"، ابواب الصلاة، باب ماجاء في التسبيح في الركوع و السجود، الحديث: ۲٦۱، ج۱، ص۲۹٦.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۳.

8 ...... المرجع السابق، ص۷۵.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲٤٦. یعنی **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد**. ۱۲

حَمِدَہ کہے، تو اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہو کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوا، اس کے اگلے گناہ کی مغفرت ہو جائے گی۔'' [1] اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۰: منفرد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد کہے۔[2] (درمختار)

(۳۹) سجدہ کے لیے اور

(۴۰) سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا اور

(۴۱) سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا اور

(۴۲) سجدہ میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا

مسئلہ ۱۰۱: (۴۳) سجدہ میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر

(۴۴) ہاتھ پھر

(۴۵) ناک پھر

(۴۶) پیشانی اور جب سجدہ سے اٹھے تو اس کا عکس کرے یعنی

(۴۷) پہلے پیشانی اٹھائے پھر

(۴۸) ناک پھر

(۴۹) ہاتھ پھر

(۵۰) گھٹنے۔[3] (عالمگیری)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ کو جاتے، تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔[4] اصحاب سُنن اربعہ اور دارمی نے اس حدیث کو وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱۰۲: (۵۱) مرد کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں، (۵۲) اور پیٹ رانوں سے

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل اللّٰهم ربنا لك الحمد، الحديث: ۷۹۶، ج۱، ص۲۷۹.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج۲، ص۲٤۷.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج۱، ص۷۵.

4 ...... "سنن ابي داود"، كتاب الصلاة، باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، الحديث: ۸۳۸، ج۱، ص۳۲۰.

(۵۳) اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے، مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔[1] (ہدایہ، عالمگیری، درمختار)

(۵۴) حدیث میں ہے جس کو بُخاری و مُسلِم نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''سجدہ میں اعتدال کرے اور کُتے کی طرح کلائیاں نہ بچھائے۔'' [2] اور صحیح مُسلِم میں براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب تو سجدہ کرے، تو ہتھیلی کو زمین پر رکھ دے اور کہنیاں اٹھالے۔'' [3] ابوداود نے اُم المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ جب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کروٹوں سے دُور رکھتے، یہاں تک کہ ہاتھوں کے نیچے سے اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا، تو گزر جاتا۔'' [4] اور مُسلِم کی روایت بھی اسی کے مثل ہے، دوسری روایت بُخاری و مُسلِم کی عبداللہ بن مالک ابن بحلینہ سے یوں ہے کہ ہاتھوں کو کشادہ رکھتے، یہاں تک کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہوتی۔[5]

مسئلہ۱۰۳: (۵۵) عورت سمٹ کر سجدہ کرے، یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے، (۵۶) اور پیٹ ران سے، (۵۷) اور ران پنڈلیوں سے، (۵۸) اور پنڈلیاں زمین سے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۱۰۴: (۵۹) دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو، تو پہلے داہنا رکھے پھر بایاں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰۵: اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا، تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں دھول ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج١، ص٥١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٥٧.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود،... إلخ، الحديث: ٤٩٣، ص٢٥٤.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود،... إلخ، الحديث: ٤٩٤، ص٢٥٤.

4 ...... "سنن ابي داود"، كتاب الصلاة، باب صفة السجود، الحديث: ٨٩٨، ج١، ص٣٤٠.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الاعتدال في السجود،... إلخ، الحديث: ٤٩٥، ص٢٥٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٥، وغيره .

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج٢، ص٢٤٧.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٥٥.

مسئلہ ۱۰۶: اچکن [1] وغیرہ بچھا کر نماز پڑھے، تو اس کا اوپر کا حصّہ پاؤں کے نیچے رکھے اور دامن پر سجدہ کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰۷: سجدہ میں ایک پاؤں اٹھا ہوا رکھنا مکروہ وممنوع ہے۔[3] (درمختار) (۶۰) دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا، (۶۱) اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا، (۶۲) سجدوں میں انگلیاں قبلہ رُو ہونا، (۶۳) ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

مسئلہ ۱۰۸: (۶۴) سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رُو ہونا سُنت۔[4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۰۹: (۶۵) جب دونوں سجدے کرلے تو رکعت کے لیے پنجوں کے بل، (۶۶) گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھے، یہ سُنت ہے، ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اُٹھا جب بھی حرج نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار) اب دوسری رکعت میں ثنا وتعوذ نہ پڑھے۔ (۶۷) دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر، (۶۸) دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا، (۶۹) اور داہنا قدم کھڑا رکھنا، (۷۰) اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا یہ مرد کے لیے ہے، (۷۱) اور عورت دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے، (۷۲) اور بائیں سرین پر بیٹھے، (۷۳) اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا، (۷۴) اور بایاں بائیں پر، (۷۵) اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی، (۷۶) اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے، (۷۷) شہادت پر اشارہ کرنا، یوں کہ چھنگلیا اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ باندھے اور لَا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے اور سب اُنگلیاں سیدھی کرلے۔ حدیث میں ہے جس کو ابو داود ونسائی نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دُعا کرتے (تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے) تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔[6] نیز ترمذی ونسائی وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص

---

1 ...... یعنی ایک لمبا لباس جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۵۵.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي،، ج۲، ص۲۵۸.

4 ...... انظر: "الفتاوی الرضوية"، ج۷، ص۳۷۶.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي، ج۲، ص۲۶۲.

6 ...... "سنن ابي داود"، كتاب الصلاة، باب الاشارة في التشهد، الحديث: ۹۸۹، ج۱، ص۳۷۱.

کودوانگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا، فرمایا: ''توحید کر۔توحید کر'' [1] (ایک انگلی سے اشارہ کر)۔

مسئلہ ۱۱۰: (۷۸) قعدۂ اُولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اُٹھے، بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر، ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں۔ [2] (غنیہ)

مسئلہ ۱۱۱: نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہا، تو بھی نماز ہوجائے گی، مگر سکوت نہ چاہیے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱۲: دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے میں بیٹھا تھا اور تشہد بھی پڑھے۔ [4] (درمختار) بعد (۷۹) تشہد دوسرے قعدہ میں دُرودشریف پڑھنا اور افضل وہ دُرود ہے، جو پہلے مذکور ہوا۔

مسئلہ ۱۱۳: دُرودشریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ لفظ سیّدنا کہنا بہتر ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

دُرود شریف کے فضائل و مسائل

دُرودشریف پڑھنے کے فضائل میں احادیث بکثرت وارد ہیں، تبرکاً بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح مُسلِم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار دُرود نازل فرمائے گا۔'' [6]

حدیث ۲: نَسائی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے، اللہ عزوجل اس پر دس دُرودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں محوفرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔'' [7]

حدیث ۳: امام احمد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں: ''جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک بار دُرود

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، ١٠٤ـباب، الحديث: ٣٥٦٨، ج٥، ص٣٢٦.

2 ...... "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٣١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢٧٠.

4 ...... المرجع السابق، ص٢٧٢.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في جواز الترحم على النبي ابتداء، ج٢، ص٢٧٤.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلّى الله عليه وسلم بعد التشهد، الحديث: ٤٠٨، ص٢١٦.

7 ...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلّى الله عليه وسلم، الحديث: ١٢٩٤، ص٢٢٢.

بھیجے، اللہ عزوجل اور فرشتے اس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں۔'' (1)

حدیث۴: درمختار میں بروایت اصبہانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک بار دُرود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اَسّی (۸۰) برس کے گناہ محو فرما دے گا۔'' (2)

حدیث۵: ترمذی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''قیامت کے دن مجھ سے سب میں زیادہ قریب وہ ہوگا، جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجا ہے۔'' (3)

حدیث۶: نَسائی و دارمی اونھیں سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کے کچھ فارغ فرشتے ہیں، جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں۔ میری اُمّت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔'' (4)

حدیث۷: ترمذی میں اُنھیں سے ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اس کی ناک خاک میں ملے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے اور اس کی ناک خاک میں ملے جس کو رمضان کا مہینہ آیا اور اس کی مغفرت سے پہلے چلا گیا اور اس کی ناک خاک میں ملے جس نے ماں باپ دونوں یا ایک کو ان کے بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔'' (5)(یعنی ان کی خدمت و اطاعت نہ کی کہ جنت کا مستحق ہو جاتا)۔

حدیث۸: ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''پورا بخیل وہ ہے، جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر دُرود نہ بھیجے۔'' (6)

حدیث۹: نَسائی و دارمی نے روایت کی کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور بشاشت چہرۂ اقدس میں نمایاں تھی، فرمایا: ''میرے پاس جبریل آئے اور کہا! ''آپ کا ربّ فرماتا ہے: کیا آپ راضی نہیں کہ آپ کی اُمّت میں جو کوئی آپ پر درود بھیجے، میں اس پر دس بار دُرود بھیجوں گا اور آپ کی اُمّت میں جو کوئی آپ پر سلام بھیجے، میں اس پر دس بار سلام بھیجوں گا۔'' (7)

1...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللّٰه بن عمرو، الحديث: ٦٧٦٦، ج٢، ص٦١٤.

2...... "الدرالمختار" كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٨٤.

3...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٤٨٤، ج٢، ص٢٧.

4...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب التسليم على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ١٢٧٩، ص٢١٩.

5...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ٣٥٥٦، ج٥، ص٣٢٠،عن ابي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه .

6...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب رغم أنف رجل، الحديث: ٣٥٥٧، ج٥، ص٣٢١.

7...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ١٢٩٦، ص٢١٧١.

حدیث ۱۰: ترمذی شریف میں ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم): میں بکثرت دُعا مانگتا ہوں، تو اس میں سے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر دُرود کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا: ''جو تم چاہو۔'' عرض کی، چوتھائی؟ فرمایا: ''جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے۔'' میں نے عرض کی، نصف؟ فرمایا: ''جو تم چاہو اور زیادہ کرو تو تمھارے لیے بھلائی ہے۔'' میں نے عرض کی، دو تہائی؟ فرمایا: ''جو تم چاہو اور اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتری ہے۔'' میں نے عرض کی، تو کُل دُرود ہی کے لیے مقرر کروں؟ فرمایا: ''ایسا ہے تو اللہ تمھارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا۔'' (1)

حدیث ۱۱: امام احمد رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو دُرود پڑھے اور یہ کہے **اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ** (2) اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔'' (3)

حدیث ۱۲: ترمذی نے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلّق ہے، چڑھ نہیں سکتی، جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود نہ بھیجے۔'' (4)

مسئلہ ۱۱۴: عمر میں ایک بار دُرود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذکر میں دُرود شریف پڑھنا واجب، خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے اور اگر ایک مجلس میں سو بار ذکر آئے تو ہر بار دُرود شریف پڑھنا چاہیے، اگر نام اقدس لیا یا سُنا اور دُرود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔ (5) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۵: گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے دُرود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے، ناجائز ہے۔ یوہیں کسی بڑے کو دیکھ کر دُرود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے، اس کی تعظیم کو اُٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں، ناجائز ہے۔ (6) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۶: جہاں تک بھی ممکن ہو دُرود شریف پڑھنا مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان جگہوں میں (۱) روز جُمُعہ، (۲) شبِ جُمُعہ، (۳،۴) صبح وشام، (۵) مسجد میں جاتے، (۶) مسجد سے نکلتے وقت، (۷) بوقت زیارت روضۂ اطہر،

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، ٢٣ـباب، الحديث: ٢٤٦٥، ج٤، ص٢٠٧.

2 ...... اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے محبوب کو قیامت کے دن ایسی جگہ میں اوتار، جو تیرے نزدیک مقرب ہے۔۱۲

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رو يفع بن ثابت الأنصاري، الحديث: ١٦٩٨٨، ج٦، ص٤٦.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاءَ في فضل الصلاة على النبى صلّى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٤٨٦، ج٢، ص٢٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٧٦ ـ ٢٨١، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل نفع الصلاة، عائد للمصلي... إلخ، ج٢، ص٢٨١.

(۸) صفا و مروہ پر، (۹) خطبہ میں، (۱۰) جواب اذان کے بعد، (۱۱) بوقت اقامت، (۱۲) دُعا کے اول آخر بیچ میں، (۱۳) دُعائے قنوت کے بعد، (۱۴) حج میں لبیک سے فارغ ہونے کے بعد، (۱۵) اجتماع وفراق کے وقت، (۱۶) وضو کرتے وقت، (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت، (۱۸) وعظ کہنے اور (۱۹) پڑھنے اور (۲۰) پڑھانے کے وقت، خصوصاً حدیث شریف پڑھنے کے اول آخر، (۲۱) سوال و (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت، (۲۳) تصنیف کے وقت، (۲۴) نکاح، (۲۵) اور منگنی، (۲۶) اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ نام اقدس لکھے تو دُرود ضرور لکھے کہ بعض علما کے نزدیک اس وقت دُرود شریف لکھنا واجب ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱۷: اکثر لوگ آج کل دُرود شریف کے بدلے صلعم، عم، ؐ، ؑ لکھتے ہیں، یہ ناجائز وسخت حرام ہے۔ یوہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ ؓ، رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ ؒ لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے، جن کے نام محمد، احمد، علی حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر ؐ ؑ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے، اس پر دُرود کا اشارہ کیا معنی۔[2] (طحطاوی وغیرہ)

مسئلہ ۱۱۸: قعدۂ اخیرہ کے علاوہ فرض نماز میں دُرود شریف پڑھنا نہیں، (۸۰) اور نوافل کے قعدۂ اُولیٰ میں بھی مسنون ہے۔[3] (درمختار) (۸۱) دُرود کے بعد دُعا پڑھنا۔

مسئلہ ۱۱۹ (۸۲) دُعا عربی زبان میں پڑھے، غیر عربی میں مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۰: اپنے اور اپنے والدین واساتذہ کے لیے جب کہ مسلمان ہوں اور تمام مومنین ومومنات کے لیے دُعا مانگے، خاص اپنے ہی لیے نہ مانگے۔[5] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲۱: ماں باپ اور اساتذہ کے لیے مغفرت کی دُعا حرام ہے، جب کہ کافر ہوں اور مر گئے ہوں تو دُعائے مغفرت کو فقہاء نے کُفر تک لکھا ہے، ہاں اگر زندہ ہوں تو ان کے لیے ہدایت وتوفیق کی دُعا کرے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: نصّ العلماء على استحباب الصلاة... إلخ، ج۲، ص۲۸۱.

2 ...... "حاشية الطحطاوي" على "الدرالمختار"، خطبة الكتاب، ج۱، ص۶.
و "الفتاوى الرضوية"، ج۲۳، ص۳۸۷، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۸۲.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج۲، ص۲۸۵.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء بغيرالعربية، ج۲، ص۲۸۶.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في الدعاء المحرم، ج۲، ص۲۸۸.

مسئلہ۱۲۲: محالات عادیہ ومحالات شرعیہ کی دُعا حرام ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۱۲۳: وہ دُعائیں کہ قرآن وحدیث میں ہیں ان کے ساتھ دُعا کرے، مگر ادعیۂ قرآنیہ بہ نیت قرآن اس موقع پر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ قیام کے علاوہ نماز میں کسی جگہ قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۲۴: نماز میں ایسی دُعائیں جائز نہیں جن میں ایسے الفاظ ہوں جو آدمی ایک دوسرے سے کہا کرتا ہے، مثلاً **اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ** .[3] (عالمگیری)

مسئلہ۱۲۵: مناسب یہ ہے کہ نماز میں جو دُعا یاد ہو وہ پڑھے اور غیر نماز میں بہتر یہ ہے کہ جو دُعا کرے وہ حفظ سے نہ ہو، بلکہ وہ جو قلب میں حاضر ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۲۶: مستحب ہے کہ آخر نماز میں بعد اذکار نماز یہ دُعا پڑھے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ .[5] (عالمگیری)

(۸۳) مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا

(۸۵،۸۴) **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ** دوبار کہنا

(۸۶) پہلے داہنی طرف پھر

(۸۷) بائیں طرف۔

مسئلہ ۱۲۷: داہنی طرف سلام میں مونھ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے اور بائیں میں بایاں۔[6] (عالمگیری)

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ،باب صفۃ الصلاۃ، ج۲، ص۲۸۸.
2. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في خلف الوعید... إلخ، ج۲، ص۲۸۹.
3. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷٦.
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب في خلف الوعید... إلخ، ج۲، ص۲۹۰.
5. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷٦.
اے میرے پروردگار! تو مجھ کو اور میری ذریت کو نماز قائم کرنے والا بنا اور اے رب! تو میری دُعا قبول فرما، اے رب! تو میری اور میرے والدین اور ایمان والوں کی قیامت کے دن مغفرت فرما۔۱۲
6. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع في صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث، ج۱، ص۷٦.

مسئلہ ۱۲۸: عَلَیْکُمُ السَّلام کہنا مکروہ ہے۔ یوہیں آخر میں وَ بَرَکَاتُہٗ ملانا بھی نہ چاہیے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۲۹: (۸۸) سُنّت یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے۔ (۸۹) مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۰: اگر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہ کیا ہو، دوسرا دہنی طرف پھیر لے پھر بائیں طرف، سلام کے اعادہ کی حاجت نہیں اور اگر پہلے میں کسی طرف مونھ نہ پھیرا تو دوسرے میں بائیں طرف مونھ کرے اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا، تو جب تک قبلہ کو پیٹھ نہ ہو یا کلام نہ کیا ہو، کہہ لے۔[3] (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۱: امام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے جس کی کوئی رکعت نہ گئی ہو، البتہ اگر اس نے تشہد پورا نہ کیا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو امام کا ساتھ نہ دے، بلکہ واجب ہے کہ تشہد پورا کر کے سلام پھیرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۲: امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہ ہوا جب تک یہ خود بھی سلام نہ پھیرے، یہاں تک کہ اگر اس نے امام کے سلام کے بعد اور اپنے سلام سے پیشتر قہقہہ لگایا، وضو جاتا رہے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۳: مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں، مگر بضرورت مثلاً خوفِ حدث[6] ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ آفتاب طلوع کر آئے گا یا جمعہ یا عیدین میں وقت ختم ہو جائے گا۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۴: پہلی بار لفظ سلام کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو گیا، اگرچہ علیکم نہ کہا ہو اس وقت اگر کوئی شریکِ جماعت ہوا تو اقتدا صحیح نہ ہوئی، ہاں اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا تو اقتدا صحیح ہو گئی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳۵: امام داہنے سلام میں خطاب سے ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہیں اور بائیں سے بائیں طرف والوں کی، مگر عورت کی نیت نہ کرے، اگرچہ شریکِ جماعت ہو نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور ان ملائکہ کی نیت

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٩٣.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٩٤.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج٢، ص٢٩١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٧.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٤٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٢٩٢.

6 ...... یعنی وضو کے ٹوٹ جانے کا خوف۔

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج٢، ص٢٩٣.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب في خلف الوعيد... إلخ، ج٢، ص٢٩٢.

کرے، جن کواللہ عزوجل نے حفاظت کے لیے مقرر کیا اور نیت میں کوئی عدد معین نہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۶: مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اس طرف والے مقتدیوں اور اُن ملائکہ کی نیت کرے، نیز جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے اور امام اس کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرے اور منفرد صرف اُن فرشتوں ہی کی نیت کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۳۷: (۹۰) سلام کے بعد سُنّت یہ ہے کہ امام دہنے بائیں کو انحراف کرے اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی مونھ کرکے بیٹھ سکتا ہے، جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو، اگرچہ کسی پچھلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہو۔[3] (حلیہ، ذخیرہ)

مسئلہ ۱۳۸: منفرد بغیر انحراف اگر وہیں دُعا مانگے، تو جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳۹: ظہر ومغرب وعشا کے بعد مختصر دُعاؤں پر اِکتفا کرکے سُنّت پڑھے، زیادہ طویل دُعاؤں میں مشغول نہ ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴۰: فجر وعصر کے بعد اختیار ہے جس قدر اذکار واوراد وادعیہ پڑھنا چاہے پڑھے، مگر مقتدی اگر امام کے ساتھ مشغول بہ دُعا ہوں اور ختم کے منتظر ہوں تو امام اس قدر طویل دُعا نہ کرے کہ گھبرا جائیں۔[6] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۴۱: سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دہنے بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے یا گھر جا کر پڑھے۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴۲: جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بعد فرض کلام نہ کرنا چاہیے، اگرچہ سنتیں ہو جائیں گی مگر ثواب کم ہوگا اور سنتوں میں تاخیر بھی مکروہ ہے، یوہیں بڑے بڑے وظائف واوراد کی بھی اجازت نہیں۔[8] (غنیہ، ردالمحتار)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة، مطلب في وقت إدراك فضيلة... إلخ، ج٢، ص٢٩٤.

2...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،فصل، ج٢، ص٢٩٩.

3...... "الفتاوى الرضوية" (الجديدة)، باب صفة الصلاة، ج٦، ص١٩٠، ٢٠٤.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٧.

5...... المرجع السابق.

6...... "الفتاوى الرضوية"

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٧.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل، ج٢، ص٣٠٢.

8...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل يفارقه الملكان؟، ج٢، ص٣٠٠.
و "غنية المتملي"، صفة الصلاة، ص٣٤٣.

مسئلہ ۱۴۳: افضل یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد بلندی آفتاب تک وہیں بیٹھا رہے۔[1] (عالمگیری)

نماز کے مستحبات

(۱) حالت قیام میں موضع سجدہ[2] کی طرف نظر کرنا۔

(۲) رکوع میں پُشت قدم کی طرف۔

(۳) سجدہ میں ناک کی طرف۔

(۴) قعدہ میں گود کی طرف۔

(۵) پہلے سلام میں داہنے شانہ کی طرف۔

(۶) دوسرے میں بائیں کی طرف۔

(۷) جماہی آئے تو موںھ بند کیے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام میں داہنے ہاتھ کی پُشت سے موںھ ڈھانک لے اور غیر قیام میں بائیں کی پُشت سے یا دونوں میں آستین سے اور بلاضرورت ہاتھ یا کپڑے سے موںھ ڈھانکنا، مکروہ ہے۔ جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔

(۸) مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

(۹) عورت کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفعہ کرنا۔

(۱۱) جب مکبّر **حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ** کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا۔

(۱۲) جب مکبّر **قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ** کہہ لے تو نماز شروع کر سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔[3]

(۱۳) دونوں پنجوں کے درمیان، قیام میں چار اُنگل کا فاصلہ ہونا۔

(۱۴) مقتدی کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔

(۱۵) سجدہ زمین پر بلا حائل ہونا۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثالث، ج١، ص٧٧.

2 ...... سجدہ کی جگہ۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ج٢، ص٢١٤-٢١٦.

نماز کے بعد کے ذکر و دُعا

نماز کے بعد جواذکار طویلہ احادیث میں وارد ہیں، وہ ظہر ومغرب وعشا میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، قبل سُنّت مختصر دُعا پر قناعت چاہیے، ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہوجائے گا۔[1] (ردالمحتار)

تنبیہ: احادیث میں کسی دُعا کی نسبت جو تعداد وارد ہے اس سے کم زیادہ نہ کرے کہ جو فضائل ان اذکار کے لیے ہیں وہ اسی عدد کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کم زیادہ کرنے کی مثال یہ ہے کہ کوئی قفل[2] کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے اب اگر کنجی میں دندانے کم یا زائد کردیں تو اس سے نہ کھلے گا، البتہ اگر شمار میں شک واقع ہو تو زیادہ کرسکتا ہے اور یہ زیادت نہیں بلکہ اتمام ہے۔[3] (ردالمحتار) ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیۃ الکرسی، تینوں قُل ایک ایک بار پڑھے اور **سُبْحَانَ اللّٰه** ۳۳بار، **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** ۳۳بار، **اَللّٰهُ اَكْبَر** ۳۴بار اور **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ** ایک بار، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور عصر وفجر کے بعد بغیر پاؤں بدلے، بغیر کلام کیے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ .[4]

دس دس بار پڑھے بعد ہر نماز، پیشانی یعنی سر کے اگلے حصّہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ .[5]

اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے۔

حدیث ۱: ابوداود انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب تک ذکر کرنا، اس سے بہتر ہے کہ چار چار غلام بنی اسماعیل سے آزاد کیے جائیں۔''[6]

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: هل يفارقه الملكان؟، ج۲، ص۳۰۰.

2 ...... تالا۔

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب فيما لو زاد على العدد... إلخ، ج۲، ص۳۰۲.

4 ...... اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اوس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے ملک وحمد ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔۱۲

5 ...... اللہ (عزوجل) کے نام کی برکت سے کہ اوس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمٰن ورحیم ہے، اے اللہ! تو مجھ سے غم ورنج کو دور کردے۔۱۲

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب في القصص، الحديث: ۳۶۶۷، ج۳، ص۴۵۲.

حدیث۲: ترمذی انہیں سے راوی، ارشاد ہوا کہ ''فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر آفتاب نکلنے تک ذکر کرے، پھر بعد بلندی آفتاب دو رکعت نماز پڑھے، تو ایسا ہے جیسے حج و عمرہ کیا پورا پورا پورا۔'' [1]

حدیث۳: بخاری و مسلم وغیرہما مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر نماز فرض کے بعد یہ دُعا پڑھتے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ . [2]

حدیث۴: صحیح مسلم میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سلام پھیر کر، بلند آواز سے یہ دُعا پڑھتے۔''

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ ط لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ . [3]

حدیث۵: صحیح بخاری و مسلم میں مروی، کہ فقرائے مہاجرین حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی! ''مال داروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمت حاصل کی''، ارشاد فرمایا: کیا سبب؟ لوگوں نے عرض کی، ''جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے اور غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ماذكر ممّا يستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحديث: ٥٨٦، ج٢، ص١٠٠.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الذكر بعد الصلوٰة، الحديث: ٨٤٤، ج١،ص٢٩٤. دون قوله (وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَيْتَ).

اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اے اللہ (عزوجل)! جسے تو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضا کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔۱۲

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب استحباب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٤، ص٢٩٩.

و "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة، الحديث: ٩٦٣، ج١، ص٢٨٧.

(اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے) گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی طاقت اللہ ہی سے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے نعمت و فضل ہے اور اسی کے لیے اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہیں اگرچہ کافر بُرا مانیں۔۱۲

کر سکتے، ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسی بات نہ سکھا دوں؟ جس سے ان لوگوں کو پالو جو تم سے آگے بڑھ گئے اور بعد والوں پر سبقت لے جاؤ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو، مگر وہ جو تمہاری طرح کرے، لوگوں نے عرض کی، ہاں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ارشاد فرمایا کہ: ''ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ**، کہہ لیا کرو، ابوصالح کہتے ہیں کہ پھر فقرائے مہاجرین حاضر ہوئے اور عرض کی، ہم نے جو کیا اس کو ہمارے بھائی مال داروں نے سُنا، تو انہوں نے بھی ویسا ہی کیا، ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔'' (1) ابوصالح کا کلام صرف مسلم میں ہے۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''کچھ اذکار نماز کے بعد کے ہیں، جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا۔ ہر فرض نماز کے بعد **سُبْحَانَ اللّٰہِ** ۳۳ بار، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** ۳۳ بار، **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** ۳۴ بار۔'' (2)

حدیث ۷: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو ہر نماز کے بعد ۳۳ بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ**، ۳۳ بار **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ**، ۳۳ بار **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہے کہ یہ کُل ننانوے ہوئے اور یہ کلمہ کہہ کر سو پورے کرلے، **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ**ط، تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی، اگرچہ دریا کے جھاگ کی مثل ہوں۔'' (3)

حدیث ۸: بیہقی شُعَب الایمان میں راوی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسی منبر پر فرماتے سنا، جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لے، اسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوا موت کے یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔'' (4)

حدیث ۹: امام احمد عبدالرحمٰن بن غنم سے اور ترمذی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے، دس بار جو یہ پڑھ لے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌط.

---

1 ...... ''صحيح مسلم''، كتاب المساجد... إلخ، باب استجاب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٥، ص ٣٠٠.
2 ...... ''صحيح مسلم''، كتاب المساجد... إلخ، باب استجاب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٦، ص ٣٠١.
3 ...... ''صحيح مسلم''، كتاب المساجد... إلخ، باب استجاب الذكر... إلخ، الحديث: ٥٩٧، ص ٣٠١.
4 ...... ''شعب الإيمان''، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور والآيات، الحديث: ٢٣٩٥، ج٢، ص٤٥٨.

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دُعا اس کے لیے ہر برائی اور شیطان رجیم سے حفظ ہے اور کسی گناہ کو حلال نہیں کہ اسے پہنچے، سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے، مگر وہ جو اس سے افضل کہے، تو یہ بڑھ جائے گا۔'' [1] دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے۔ [2] اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

حدیث ۱۰: امام احمد و ابو داود و نسائی روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''اے معاذ! میں تجھے محبوب رکھتا ہوں''۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں بھی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا: ''تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا، چھوڑ نا نہیں۔''

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ . [3]

حدیث ۱۱: ترمذی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے نجد کی جانب ایک لشکر بھیجا وہ جلد واپس ہوا اور غنیمت بہت لایا، ایک صاحب نے کہا، اس لشکر سے بڑھ کر ہم نے کوئی لشکر نہیں دیکھا جو جلد واپس ہوا ہو اور غنیمت زیادہ لایا ہو، اس پر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''کیا وہ قوم نہ بتا دوں، جو غنیمت اور واپسی میں ان سے بڑھ کر ہیں، جو لوگ نماز صبح میں حاضر ہوئے، پھر بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کر آئے، وہ جلد واپس ہونے والے اور زیادہ غنیمت والے ہیں۔'' [4]

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط ﴾ [5]

قرآن سے جو میسّر آئے پڑھو۔

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمٰن بن غنم الأشعري، الحديث: ١٨٠١٢، ج٦، ص٢٨٩.

2 ...... "الترغيب و الترهيب"، الترغيب في أذكار... إلخ، ج١، ص١٨٠.

3 ...... "سنن النسائي"، كتاب السهو، باب نوع آخر من الدعاء، الحديث: ١٣٠٠، ص٢٢٣.
اے پروردگار! تو اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔۱۲

4 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، ١٠٨۔باب، الحديث: ٣٥٧٢، ج٥، ص٣٢٨.

5 ...... پ٢٩، المزمل: ٢٠.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَـهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ ﴾ [1]

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سُنو اور چپ رہو، اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔

حدیث ۱ تا ۳: امام بخاری و مسلم نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز نہیں۔'' [2] یعنی نماز کامل نہیں، چنانچہ دوسری روایت صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ((فَهِيَ خِدَاجٌ)) [3] وہ نماز ناقص ہے، یہ حکم اس کے لیے ہے جو امام ہو یا تنہا پڑھتا ہو اور مقتدی کو خود پڑھنا نہیں، بلکہ امام کی قراءت اس کی قراءت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت، اس کی قراءت ہے۔'' [4] اس حدیث کو امام محمد اور ترمذی و حاکم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اسی کے مثل امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی امام حلبی نے فرمایا: کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۴ تا ۶: امام ابو جعفر شرح معانی الآثار میں روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن عمر و زید بن ثابت و جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سوال ہوا ان سب حضرات نے فرمایا: ''امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کر۔'' [5]

حدیث ۷: امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤطا میں روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا: ''خاموش رہ کہ نماز میں شغل ہے اور امام کی قراءت تجھے کافی ہے۔'' [6]

حدیث ۸: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں دوست رکھتا ہوں کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرے، اس کے مونھ میں انگارا ہو۔'' [7]

حدیث ۹: امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے، کاش اس کے مونھ میں پتھر ہو۔'' [8]

---

1 ...... پ۹، الاعراف: ۲۰۴.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الأذان، باب وجوب القراءة... إلخ، الحدیث: ۷۵۶، ج۱، ص۲٦۷.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصلاة، باب وجوب القراءة الفاتحة... إلخ، الحدیث: ۳۹۵، ص۲۰۸.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحدیث: ۱٤٦٤۹، ج٥، ص۱۰۰.

5 ...... "شرح معاني الآثار"، کتاب الصلاة، باب القراءة خلف الإمام، الحدیث: ۱۲۷۸، ج۱، ص۲۸٤.

6 ...... "الموطا"، باب القراءة في الصلاة خلف الإمام، الحدیث: ۱۱۹، ص٦۲.

7 ...... "المصنف" لابن أبي شیبة، کتاب الصلاة، باب من کره القراءة خلف الإمام، الحدیث: ۷، ج۱، ص٤۱۲.

8 ...... "المصنف" لعبدالرزاق، باب القراءة خلف الإمام، الحدیث: ۲۸۰۹، ج۲، ص۹۰.

حدیث۱۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، کہ فرمایا: ''جس نے امام کے پیچھے قراءت کی، اس نے فطرت سے خطا کی۔'' (1)

احکام فقهیّه

یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ قراءت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقل سماعت شور وغل نہ ہو تو خود سُن سکے، اگر اتنی آواز بھی نہ ہو، تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح جن معاملات میں نطق کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے، مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا، طلاق، عتاق، استثنا، آیت سجدہ پڑھنے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا۔

مسئلہ۱: فجر و مغرب و عشا کی دو پہلی میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشا کی تیسری چوتھی یا ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔(2) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲: جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں، یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سُن سکے۔(3) (عامۂ کتب)

مسئلہ۳: اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سُن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔(4) (درمختار)

مسئلہ۴: حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے باعثِ تکلیف ہو، مکروہ ہے۔(5) (ردالمحتار)

مسئلہ۵: آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہوگیا تو جو باقی ہے اُسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ نہیں۔(6) (ردالمحتار)

مسئلہ۶: ایک بڑی آیت جیسے آیت الکرسی یا آیت مداینہ اگر ایک رکعت میں اس میں کا بعض پڑھا اور دوسری میں

---

1 ...... "المصنف" لابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب من كره القراءة خلف الإمام، الحديث: ٦، ج١، ص٤١٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٥، وغيره.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر و المخافتة، ج٢، ص٣٠٨.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٤.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٠٤.

بعض، تو جائز ہے، جب کہ ہر رکعت میں جتنا پڑھا، بقدر تین آیت کے ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۸: جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سرّی کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے، اگرچہ رات میں ادا کرے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۰: چار رکعتی فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں سورت بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور ایک میں بھول گیا ہے، تو تیسری یا چوتھی میں پڑھے اور مغرب کی پہلی دونوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے اور ایک رکعت کی قراءت سورت جاتی رہی اور ان سب صورتوں میں فاتحہ کے ساتھ پڑھے، جہری نماز ہو تو فاتحہ و سورت جہراً پڑھے، ورنہ آہستہ اور سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور قصداً چھوڑی تو اعادہ کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سورت ملانا بھول گیا، رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، تو نماز نہ ہوگی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: فرض کی پہلی رکعتوں میں فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اس کی قضا نہیں اور رکوع سے پیشتر یاد آیا تو فاتحہ پڑھ کر پھر سورت پڑھے، یوہیں اگر رکوع میں یاد آیا تو قیام کی طرف عود کرے اور فاتحہ و سورت پڑھے پھر رکوع کرے، اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا، نماز نہ ہوگی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورۂ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الأول، ج ١، ص ٦٩.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج ٢، ص ٣٠٦.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص ٣٠٧، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الثاني، ج ١، ص ٧٢.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، و مطلب في الكلام على الجهر و المخافتة، ج ٢، ص ٣١٠.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: تحقيق مهم فيما لو تذكر... إلخ، ج ٢، ص ٣١١.

7 ...... المرجع السابق.

فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کے مثل، مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: بقدرِ ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زائد سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشا میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصّل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے یا دشمن یا چور کا خوف ہو تو بقدر حال پڑھے، خواہ سفر میں ہو یا حضر[4] میں، یہاں تک کہ اگر واجبات کی مراعات نہیں کرسکتا تو اس کی بھی اجازت ہے، مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے، تو یہی کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) مگر بعد بلندی آفتاب اس نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۷: سنت فجر میں جماعت جانے کا خوف ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے، ثنا و تعوذ کو ترک کرے اور رکوع سجود میں ایک ایک بار تسبیح پر اِکتفا کرے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: حضر میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر و عشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب صورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔[7] (درمختار وغیرہ)

فائدہ: حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصّے ہیں، سورۂ حجرات سے بروج تک طوال مفصل اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔

مسئلہ ۱۹: عصر کی نماز وقت مکروہ میں ادا کرے، جب بھی صواب یہ ہے کہ قراءت مسنونہ کو پورا کرے، جب کہ وقت میں تنگی نہ ہو۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج۲، ص۳۱۵.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج۲، ص۳۱۵.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۷.

4 ...... یعنی حالتِ اقامت۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، فصل في القراءة، كتاب الصلاة، مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج۲، ص۳۱۷.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة عين و سنة كفاية، ج۲، ص۳۱۷.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج۲، ص۳۱۷، وغيره.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۷.

مسئلہ ۲۰: وتر میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ o تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؕ پڑھی ہے، لہٰذا کبھی تبرکاً انہیں پڑھے۔[1] (عالمگیری) اور کبھی پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ کی جگہ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ۔

مسئلہ ۲۱: قراءت مسنونہ پر زیادت نہ کرے، جب کہ مقتدیوں پر گراں ہو اور شاق نہ ہو تو زیادت قلیلہ میں حرج نہیں۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: فرضوں میں ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرے اور تراویح میں متوسط انداز پر اور رات کے نوافل میں جلد پڑھنے کی اجازت ہے، مگر ایسا پڑھے کہ سمجھ میں آ سکے یعنی کم سے کم مد کا جو درجہ قاریوں نے رکھا ہے اس کو ادا کرے، ورنہ حرام ہے اس لیے کہ ترتیل سے قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار) آج کل کے اکثر حفاظ اس طرح پڑھتے ہیں کہ مد کا ادا ہونا تو بڑی بات ہے یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کسی لفظ کا پتہ بھی نہیں چلتا نہ تصحیح حروف ہوتی، بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر تفاخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے، حالانکہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا حرام و سخت حرام ہے۔

مسئلہ ۲۳: ساتوں قرأتیں جائز ہیں، مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے ناآشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اس میں ان کے دین کا تحفظ ہے، جیسے ہمارے یہاں قراءت امام عاصم بروایتِ حفص رائج ہے، لہٰذا یہی پڑھے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی، دوسری میں ایک تہائی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر فجر کی پہلی رکعت میں طول فاحش کیا، مثلاً پہلی میں چالیس (۴۰) آیتیں، دوسری میں تین تو بھی مضایقہ نہیں، مگر بہتر نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: بہتر یہ ہے کہ اور نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قراءت دوسری سے قدرے زیادہ ہو، یہی حکم

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٧٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: السنة تكون سنة... إلخ، ج ٢، ص ٣٢٠.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٧٨.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة و مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج ٢، ص ٣٢٢.

جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے۔[2] (منیہ)

مسئلہ ۲۸: دوسری رکعت کی قراءت پہلی سے طویل کرنا مکروہ ہے جبکہ بیّن[3] فرق معلوم ہوتا ہو اور اس کی مقدار یہ ہے کہ اگر دونوں سورتوں کی آیتیں برابر ہوں تو تین آیت کی زیادتی سے کراہت ہے اور چھوٹی بڑی ہوں تو آیتوں کی تعداد کا اعتبار نہیں بلکہ حروف وکلمات کا اعتبار ہے، اگر کلمات وحروف میں بہت تفاوت ہو کراہت ہے اگرچہ آیتیں گنتی میں برابر ہوں، مثلاً پہلی میں اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھی اور دوسری میں لم یکن تو کراہت ہے، اگرچہ دونوں میں آٹھ آٹھ آیتیں ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھنا سنت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، یہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے، مکروہ ہے، مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے، مگر مداومت نہ کرے کہ کوئی واجب نہ گمان کرلے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: فرض نماز میں آیت ترغیب (جس میں ثواب کا بیان ہے) وترہیب (جس میں عذاب کا ذکر ہے) پڑھے تو مقتدی وامام اس کے ملنے اور اس سے بچنے کی دُعا نہ کریں، نوافل با جماعت کا بھی یہی حکم ہے، ہاں نفل تنہا پڑھتا ہو تو دُعا کرسکتا ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں، مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی، تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلاقصد وہی پہلی سورت شروع کردی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی، تو وہی پہلی پڑھے۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٧٨.

2 ...... "منية المصلي"، مقدار القراءة في الصلاة، ص٣٠٠.

3 ...... یعنی واضح ۔صاف۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، و مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج٢، ص٣٢٢.

5 ...... المرجع السابق، ص٣٢٤.

6 ...... المرجع السابق، ص٣٢٥.

7 ...... المرجع السابق، ص٣٢٧.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، و مطلب: السنة تكون سنة عين... إلخ، ج٢، ص٣٢٩.

مسئلہ ۳۳: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا، بلا کراہت جائز ہے۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۳۴: ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کرلیا تو دوسری میں فاتحہ کے بعد الٓمّ سے شروع کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں، اگرچہ اسی سورت کی ہوں تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں، مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا، تو مکروہ ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: پہلی رکعت میں کسی سورت کا آخر پڑھا اور دوسری میں کوئی چھوٹی سورت، مثلاً پہلی میں اَفَحَسِبْتُمْ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ، تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں، بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں، تو مکروہ ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سورت درمیان سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قراءت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں، جیسے وَالتِّيْنِ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا نہ چاہیے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۹: قرآن مجید اُلٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے، مثلاً پہلی میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ۔[7] (درمختار) اس کے لیے سخت وعید آئی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے، کیا خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے۔''[8]

---

1 ...... "غنية المتملي"، فيما يكره من القران فى العسلاة وما لا يكره... إلخ، ص٤٩٤. موضحاً.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٧٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج٢، ص٣٢٩.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج١، ص٧٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج٢، ص٣٣٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٣٠، وغيره.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج٢، ص٣٣٠.

8 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٦، ص٢٣٩.

اور بھول کر ہو تو نہ گناہ، نہ سجدۂ سہو۔

مسئلہ ۴۰: بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عم خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہوگیا، پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو، مثلاً پہلی میں **قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ** پڑھی اور دوسری میں **اَلَمْ تَرَ كَیْفَ** یا **تَبَّتْ** شروع کر دی، اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر **اِذَا جَآءَ** پڑھنے کی اجازت نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۲: بہ نسبت ایک بڑی آیت کے تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا افضل ہے اور جز وسورت اور پوری سورت میں افضل وہ ہے جس میں زیادہ آیتیں ہوں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: رکوع کے لیے تکبیر کہی، مگر ابھی رکوع میں نہ گیا تھا یعنی گھٹنوں تک ہاتھ پہنچنے کے قابل نہ جُھکا تھا کہ اور زیادہ پڑھنے کا ارادہ ہوا تو پڑھ سکتا ہے، کچھ حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسائل قراءت بیرون نماز

مسئلہ ۴۴: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا، زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی اور سب عبادت ہیں۔[5]

مسئلہ ۴۵: مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا مستحب ہے[6] اور ابتدائے سورت میں بسم اللہ سنت، ورنہ مستحب اور اگر جو آیت پڑھنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدا میں ضمیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، جیسے **هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** تو اس سورت میں اعوذ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض كفاية، ج۲، ص۳۳۰.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، فصل في القراءة، ج۲، ص۳۳۰، وغیره. 3 ...... المرجع السابق، ص۳۳۱.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الرابع، ج۱، ص۷۹.

5 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص۴۹۵.

6 ...... فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''فتاویٰ فیض الرسول''، جلد 1 صفحہ 351 پر فرماتے ہیں: کہ ''تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اور بے شک بہارِ شریعت میں واجب چھپا ہے جس پر غنیہ کا حوالہ ہے، حالانکہ غنیہ مطبوعہ رحیمیہ ص ۴۶۳ میں ہے **التعوذ يستحب مرة واحدة ما لم يفصل بعمل دنيوي.** (یعنی ایک مرتبہ تعوذ پڑھنا مستحب ہے جب تک اس تلاوت میں کوئی دنیاوی کام حائل نہ ہو)۔ تو معلوم ہوا کہ بہارِ شریعت میں بہت سے مسائل جو ناشرین کی غفلتوں کی وجہ سے غلط چھپ گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔'' اسی وجہ سے ہم نے ''مستحب'' کر دیا ہے۔

مؤکد ہے، درمیان میں کوئی دنیوی کام کرے تو اعوذ باللہ بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا سبحان اللہ اور کلمۂ طیّبہ وغیرہ اذکار پڑھے، اَعُوْذُ بِاللّٰہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔[1] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۴۶: سورۂ براءت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ بِسْمِ اللّٰہ کہہ لے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورت براءت آگئی تو تسمیہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔[2] (غنیہ) اور اس کی ابتدا میں نیا تعوذ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے، بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۂ توبہ ابتداً بھی پڑھے، جب بھی بسم اللہ نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴۷: گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اوّل شب کو، کہ حدیث میں ہے: ''جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا، صبح تک استغفار کرتے ہیں۔'' اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۴۸: تین دن سے کم میں قرآن کا ختم خلافِ اَولیٰ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا، اس نے سمجھا نہیں۔''[4] اس حدیث کو ابوداود و ترمذی و نسائی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مسئلہ ۴۹: جب ختم ہو تو تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا بہتر ہے، اگرچہ تراویح میں ہو، البتہ اگر فرض نماز میں ختم کرے، تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے۔[5] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۰: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور مونھ کھلا ہو، یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے، جبکہ دل نہ بٹے، ورنہ مکروہ ہے۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۵۱: غسل خانہ اور مواضعِ نجاست[7] میں قرآن مجید پڑھنا، ناجائز ہے۔[8] (غنیہ)

---

1 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٥، وغيرها.
2 ...... المرجع السابق.
3 ...... المرجع السابق، ص٤٩٦.
4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب شهر رمضان، باب تحزيب القرآن، الحديث: ١٣٩٤، ج٢، ص٧٩.
5 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٦، وغيرها.
6 ...... المرجع السابق.
7 ...... یعنی نجاست کی جگہوں۔
8 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٦.

مسئلہ ۵۲: جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے، جب کہ وہ مجمع بغرض سُننے کے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں۔ [1] (غنیہ، فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۵۳: مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے، اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے، اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ [2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۴: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے، لوگ اگر نہ سُنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا، تو اس پر گناہ۔ [3] (غنیہ)

مسئلہ ۵۵: جہاں کوئی شخص علمِ دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علمِ دین کی تکرار کرتے یا مطالعہ دیکھتے ہوں، وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ [4] (غنیہ)

مسئلہ ۵۶: قرآن مجید سُننا، تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔ [5] (غنیہ)

مسئلہ ۵۷: تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی، بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے، تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ [6] (غنیہ)

مسئلہ ۵۸: عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے، کہ اگرچہ وہ اسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت سُنانے کی اجازت نہیں۔ [7] (غنیہ)

مسئلہ ۵۹: قرآن پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری امت کے ثواب مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے، تو اس سے بڑھ

---

1 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٧، و "الفتاوى الرضوية"، ج٢٣، ص٣٥٢.

2 ...... "الدرالمختار"

3 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٧.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اس نے بھلا دیا۔'' [1] اس حدیث کو ابوداود و ترمذی نے روایت کیا، دوسری روایت میں ہے، ''جو قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا۔'' [2] اس حدیث کو ابوداود و دارمی و نسائی نے روایت کیا اور قرآن مجید میں ہے کہ: ''اندھا ہو کر اُٹھے گا۔'' [3]

مسئلہ ۶۰: جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سُننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے، بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ وحسد پیدا نہ ہو۔ [4] (غنیہ) اسی طرح اگر کسی کا مُصحف شریف اپنے پاس عاریت ہے، اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے، بتا دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۶۱: قرآن مجید نہایت باریک قلم سے لکھ کر چھوٹا کر دینا جیسا آج کل تعویذی قرآن چھپے ہیں مکروہ ہے، کہ اس میں تحقیر کی صورت ہے۔ [5] (غنیہ) بلکہ حمائل [6] بھی نہ چاہیے۔

مسئلہ ۶۲: قرآن مجید بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو ایذا نہ پہنچے۔ [7] (غنیہ)

مسئلہ ۶۳: دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں اور مُصحف شریف کو مطلاً [8] کرنے میں حرج نہیں۔ [9] (غنیہ) بلکہ بہ نیّت تعظیم مستحب ہے۔

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل القرآن،١٩۔باب، الحديث: ٢٩٢٥، ج٤، ص٤٢٠.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب التشديد فيمن حفظ القرآن ثم نسيه، الحديث: ١٤٧٤، ج٢، ص١٠٧.

3 ...... قرآن مجید میں ہے: ﴿ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ الآیة ﴾ پ ١٦، طٰهٰ: ١٢٤.
''جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منہ پھیرے گا سو اس کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے، کہے گا، اے میرے رب! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو تھا انکھیارا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یوہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تُو نے انھیں بُھلا دیا اور ایسے ہی آج تُو بُھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا۔''
مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ'' میں فرماتے ہیں: ''وہ قرآن مجید بھول جائے اور ان وعیدوں کا مستحق ہو، جو اس باب میں وارد ہوئیں، پھر آپ نے مذکورہ آیہ و ترجمہ لکھا۔ ("الفتاوى الرضوية"، ج٢٣، ص٦٤٦).

4 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٨.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... یعنی چھوٹے سائز کا قرآن جسے گلے میں لٹکاتے ہیں۔

7 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٧.

8 ...... یعنی سونے سے آراستہ۔

9 ...... "غنية المتملي"، القراءة خارج الصلاة، ص٤٩٨.

قراءت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنی بگڑ گئے، نماز فاسد ہوگی، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱: اعرابی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنی نہ بگڑتے ہوں تو مفسد نہیں، مثلاً لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتِكُمْ، نَعْبُدُ اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو احوط یہ ہے کہ اعادہ کرے، مثلاً ﴿ عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ ﴾ [1] میں میم کو زبر اور بے کو پیش پڑھ دیا اور ﴿ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ [2] میں جلالت کو رفع اور العلما کو زبر پڑھا اور ﴿فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴾ [3] میں ذال کو زیر پڑھا، ﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ [4] میں کاف کو زیر پڑھا، ﴿ اَلْمُصَوِّرُ ﴾ [5] کے واؤ کو زبر پڑھا۔[6] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: تشدید کو تخفیف پڑھا جیسے ﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ﴾ [7] میں ی پر تشدید نہ پڑھی، ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ [8] میں ب پر تشدید نہ پڑھی، ﴿ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴾ [9] میں ت پر تشدید نہ پڑھی، نماز ہوگئی۔[10] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مخفف کو مشدد پڑھا جیسے ﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَی اللّٰهِ ﴾ [11] میں ذال کو تشدید کے ساتھ پڑھا یا ادغام ترک کیا جیسے ﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ ﴾ [12] میں لام ظاہر کیا، نماز ہو جائے گی۔[13] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... پ١٦، طٰهٰ: ١٢١.

2 ...... پ٢٢، فاطر: ٢٨.

3 ...... پ١٩، النمل: ٥٨.

4 ...... پ١، الفاتحة: ٤.

5 ...... پ٢٨، الحشر: ٢٤.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٣.

7 ...... پ١، الفاتحة: ٤.

8 ...... پ١، الفاتحة: ١. 9 ...... پ٢٢، الاحزاب: ٦١.

10 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٤.

11 ...... پ٢٤، الزمر: ٣٢. 12 ...... پ١، الفاتحة: ٥.

13 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة... إلخ، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٥.

مسئلہ۴: حرف زیادہ کرنے سے اگر معنی نہ بگڑیں نماز فاسد نہ ہوگی، جیسے ﴿ وَانْـهَ عَـنِ الْمُنكَرِ ﴾ [1] میں ر کے بعد ی زیادہ کی، ﴿ هُـمُ الَّـذِيْنَ ﴾ [2] میں میم کو جزم کرکے الف ظاہر کیا اور اگر معنی فاسد ہوجائیں، جیسے ﴿ زَرَابِـيُّ ﴾ [3] کو زَرَابِيْبَ، ﴿ مَثَانِيَ ﴾ [4] کو مثانین پڑھا، تو نماز فاسد ہوجائیگی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ۵: کسی حرف کو دوسرے کلمہ کے ساتھ وصل کردینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، جیسے ﴿ اِيَّـاكَ نَـعْبُـدُ ﴾ یوہیں کلمہ کے بعض حرف کو قطع کرنا بھی مفسد نہیں، یوہیں وقف و ابتدا کا بے موقع ہونا بھی مفسد نہیں، اگرچہ وقف لازم ہو مثلاً ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ [6] پر وقف کیا، پھر پڑھا ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ط ﴾ [7] یا ﴿ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴾ [8] پر وقف نہ کیا اور ﴿ اَلَّـذِيْـنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ ﴾ [9] پڑھ دیا اور ﴿ شَهِـدَ اللّٰـهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰـهَ ﴾ [10] پر وقف کرکے اِلَّا هُوَ پڑھا ان سب صورتوں میں نماز ہوجائے گی مگر ایسا کرنا بہت قبیح ہے۔ [11] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۶: کوئی کلمہ زیادہ کردیا، تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں، اگر معنی فاسد ہوجائیں گے، نماز جاتی رہے گی، جیسے اِنَّ الَّـذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَـفَـرُوْا بِـاللّٰـهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ اور اِنَّمَا نُـمْـلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا وَجَمَالًا اور اگر معنی متغیر نہ ہوں، تو فاسد نہ ہوگی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو، جیسے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا اور فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ تُفَّاحٌ وَّ رُمَّانٌ۔ [12] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۷: کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے ﴿ جَزٰٓؤُا سَيِّـئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ﴾ [13] میں دوسرے سَيِّئَةٌ

---

1. ...... پ۲۱، لقمان: ۱۷.
2. ...... پ۲۸، المنافقون: ۷.
3. ...... پ۳۰، الغاشية: ۱٦.
4. ...... پ۲۳، الزمر: ۲۳.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۷۹.
6. ...... پ۳۰، البروج: ۱۱.
7. ...... پ۳۰، البينة: ۷.
8. ...... پ۲۸، الحشر: ۲۰.
9. ...... پ۲٤، المؤمن: ۷.
10. ...... پ۳، آل عمران: ۱۸.
11. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۷۹، ۸۲، وغيره.
12. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج۱، ص۸۰، وغيره.
13. ...... پ۲۵، الشورىٰ: ٤۰.

کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں، جیسے ﴿ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ [1] میں لَا نہ پڑھا، تو نماز فاسد ہوگئی۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی حرف کم کر دیا اور معنی فاسد ہوں جیسے خَلَقْنَا بلاخ کے اور جَعَلْنَا بغیرج کے، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں مثلاً بروجہ ترخیم شرائط کے ساتھ حذف کیا جیسے يَا مَالِكُ میں يَا مَالُ پڑھا تو فاسد نہ ہوگی، یوہیں تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا میں تعالَ پڑھا، ہوجائے گی۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا، اگر معنی فاسد نہ ہوں نماز ہوجائے گی جیسے عَلِيْمٌ کی جگہ حَكِيْمٌ، اور اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوگی جیسے ﴿ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾ [4] میں فَاعِلِيْنَ کی جگہ غَافِلِيْنَ پڑھا، اگر نسب میں غلطی کی اور منسوب الیہ قرآن میں نہیں ہے، نماز فاسد ہوگئی جیسے مَرْيَمُ ابْنَةُ غَيْلَانَ پڑھا اور قرآن میں ہے تو فاسد نہ ہوئی جیسے مَرْيَمُ ابْنَةُ لُقْمَانَ۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حروف کی تقدیم وتاخیر میں بھی اگر معنی فاسد ہوں، نماز فاسد ہے ورنہ نہیں، جیسے ﴿ قَسْوَرَةٍ ﴾ [6] کو قَوْسَرَةٍ پڑھا، عَصْفٍ کی جگہ عَفْصٍ پڑھا، فاسد ہوگئی اور اِنْفَجَرَتْ کو اِنْفَرَجَتْ پڑھا تو نہیں، یہی حکم کلمہ کی تقدیم تاخیر کا ہے، جیسے {لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴾ [7] میں شَهِيْقٌ کو زَفِيْرٌ پرمقدم کیا، فاسد نہ ہوئی اور اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ پڑھا، فاسد ہوگئی۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے ﴿ وَالْعَصْرِ ۙ﴿﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ ﴾ [9] پر وقف کرکے ﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۙ﴿﴾ ﴾[10] پڑھا، یا ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ﴾ پر

---

1 ...... پ ٣٠، الانشقاق: ٢٠.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ومايكره فيها، مطلب: مسائل زلة القارئ، ج٢، ص٤٧٦.

4 ...... پ١٧، الانبياء: ١٠٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٠.

6 ...... پ٢٩، المدثر: ٥١.

7 ...... پ١٢، هود: ١٠٦.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٠.

9 ...... پ ٣٠، العصر: ١-٢.

10 ...... پ ٣٠، المطففين: ٢٢.

وقف کیا، پھر پڑھا ﴿ اُولٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ ﴾[1] نماز ہوگئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں جیسے ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ ﴾[2] کی جگہ فَلَهُمْ جَزَآؤُنِ الْحُسْنٰی پڑھا، نماز ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: کسی کلمہ کو مکرّر پڑھا، تو معنی فاسد ہونے میں نماز فاسد ہوگی جیسے رَبِّ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مٰلِکِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ جب کہ بقصد اضافت پڑھا ہو یعنی رب کا رب، مالک کا مالک اور اگر بقصد تصحیح مخارج مکرّر کیا یا بغیر قصد زبان سے مکرّر ہوگیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد نہ ہوگی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے، اس پر کوشش کرنا ضروری ہے، اگر لاپرواہی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ و علما کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں، تو اگر معنی فاسد ہوں نماز نہ ہوئی، اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم اس کی تفصیل باب الامامۃ میں مذکور ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: ط ت، س ث ص، ذ ز ظ، ا ء ع، ہ ح، ض ذ ظ، ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں، ورنہ معنی فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی اور بعض تو س ش، ز ج، ق ک میں بھی فرق نہیں کرتے۔

مسئلہ ۱۵: مد، غنہ، اظہار، اخفاء، امالہ بے موقع پڑھا، یا جہاں پڑھنا ہے نہ پڑھا، تو نماز ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: لحن کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے اور سُننا بھی حرام، مگر مدو لین[6] میں لحن ہوا، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔[7] (عالمگیری) اگر فاحش نہ ہو کہ تان کی حد تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کے لیے مؤنث کے صیغے یا ضمیر ذکر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔[8]

---

1 ...... پ ٣٠، البينة: ٦.
2 ...... پ١٦، الكهف: ١٠٧.
3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٠.
4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، مطلب: إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٧٨.
5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨١.
6 ...... واو، ی، الف ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو تو اس کو مدو لین کہتے ہیں۔ یعنی واو کے پہلے پیش اور ی کے پہلے زیر الف کے پہلے زبر۔١٢
7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٢.
8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٢.

اِمامت کا بیان

حدیث ۱: ابوداود ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں کے اچھے لوگ اذان کہیں اور ''قُرّا'' اِمامت کریں۔'' [1] (کہ اس زمانہ میں جو زیادہ قرآن پڑھا ہوتا وہی علم میں زیادہ ہوتا)۔

حدیث ۲: صحیح مسلم کی روایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ اِمامت کا زیادہ مستحق اقرء ہے [2] یعنی قرآن زیادہ پڑھا ہوا۔

حدیث ۳: ابوالشیخ کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ فرمایا: ''امام ومؤذن کو ان سب کی برابر ثواب ہے، جنہوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔'' [3]

حدیث ۴: ابوداود و ترمذی روایت کرتے ہیں کہ ابوعطیہ عقیلی کہتے ہیں کہ: ''مالک بن حویرث رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمارے یہاں آیا کرتے تھے، ایک دن نماز کا وقت آ گیا، ہم نے کہا: آگے بڑھیے، نماز پڑھایئے، فرمایا: اپنے میں سے کسی کو آگے کرو کہ نماز پڑھائے اور بتادوں گا کہ میں کیوں نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے، تو اُن کی اِمامت نہ کرے اور یہ چاہیے کہ انہیں میں کا کوئی اِمامت کرے۔'' [4]

حدیث ۵: ترمذی ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''تین شخصوں کی نماز کانوں سے متجاوز نہیں ہوتی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آئے اور جو عورت اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور کسی گروہ کا امام کہ وہ لوگ اس کی اِمامت سے کراہیت کرتے ہوں۔'' [5] (یعنی کسی شرعی قباحت کی وجہ سے)۔

حدیث ۶: ابن ماجہ کی روایت ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے یوں ہے، کہ ''تین شخصوں کی نماز سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، ایک وہ شخص کہ قوم کی اِمامت کرے اور وہ لوگ اس کو بُرا جانتے ہوں اور وہ عورت جس نے اس حالت میں رات گزاری کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہے اور دو مسلمان بھائی باہم جو ایک دوسرے کو کسی دنیاوی وجہ سے چھوڑے ہوں۔'' [6]

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من أحق با لإمامة، الحديث: ٥٩٠، ج١، ص٢٤٢.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب من أحق بالإمامة الحديث: ٦٧٢، ص٣٣٧.

3 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٠٣٧٠، ج٧، ص٢٣٩.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب امامة الزائر، الحديث: ٥٩٦، ج١، ص٢٤٤.
و "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن زار قوما فلا يصل بهم، الحديث: ٣٥٦، ج١، ص٣٧٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن أمّ قوما وهم له كارهون، الحديث: ٣٦٠، ج١، ص٣٧٥.

6 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلاة... إلخ، باب من أمّ قوما وهم له كارهون، الحديث: ٩٧١، ج١، ص٥١٦.

حدیث ۷: ابوداود و ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی، جو شخص قوم کے آگے ہو یعنی امام ہو اور وہ لوگ اس سے کراہیت کرتے ہوں اور وہ شخص کہ نماز کو پیٹھ دے کر آئے یعنی نماز فوت ہونے کے بعد پڑھے اور وہ شخص جس نے آزاد کو غلام بنایا۔'' (1)

حدیث ۸: امام احمد و ابن ماجہ سلامہ بنت الحر رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''قیامت کی علامات سے ہے کہ باہم اہل مسجد امامت ایک دوسرے پر ڈالیں گے، کسی کو امام نہیں پائیں گے کہ ان کو نماز پڑھاوے۔'' (2) (یعنی کسی میں اِمامت کی صلاحیت نہ ہوگی)۔

حدیث ۹: بخاری کے علاوہ صحاح ستہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''کسی کے گھر یا اسکی سلطنت میں امامت نہ کی جائے، نہ اس کی مسند پر بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت سے۔'' (3)

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم وغیرہما ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جب کوئی اوروں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کہ ان میں بیمار اور کمزور اور بوڑھا ہوتا ہے اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے طول دے۔'' (4)

حدیث ۱۱: امام بخاری ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور طویل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں کہ بچّہ کے رونے کی آواز سنتا ہوں، لہٰذا نماز میں اختصار کر دیتا ہوں کہ جانتا ہوں، اس کے رونے سے اس کی ماں کو غم لاحق ہوتا ہے۔'' (5)

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں ہے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: کہ ''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جب پڑھ چکے، ہماری طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، رکوع و سجود و قیام اور نماز سے پھرنے میں مجھ پر سبقت نہ کرو کہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' (6)

حدیث ۱۳: امام مالک کی روایت انہیں سے اس طرح ہے، کہ فرمایا: کہ ''جو امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا اور جھکاتا

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب اقامة... إلخ، باب من أمّ... إلخ، الحديث: ۹۷۰، ج۱، ص۵۱۵، عن عبدالله بن عمرو.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في كراهية التدافع عن الإمامة، الحديث: ۵۸۱، ج۱، ص۲۳۹.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة، الحديث: ۲۹۱-(۶۷۳)، ص۳۳۸.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه... إلخ، الحديث: ۷۰۳، ج۱، ص۲۵۲، وغيره.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب من أخف الصلاة... إلخ، الحديث: ۷۰۷، ج۱، ص۲۵۳.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع... إلخ، الحديث: ۴۲۶، ص۲۲۸.

ہے،اس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔'' [1]

حدیث ۱۴: بخاری و مسلم وغیرہما ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کیا جو شخص امام سے پہلے سر اُٹھاتا ہے،اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر کردے؟'' [2] بعض محدثین سے منقول ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث لینے کے لیے ایک بڑے مشہور شخص کے پاس دمشق میں گئے اوران کے پاس بہت کچھ پڑھا، مگر وہ پردہ ڈال کر پڑھاتے ، مدتوں تک ان کے پاس بہت کچھ پڑھا،مگران کا مونھ نہ دیکھا، جب زمانہ دراز گزرااورانہوں نے دیکھا کہ ان کو حدیث کی بہت خواہش ہے تو ایک روز پردہ ہٹادیا، دیکھتے کیا ہیں کہ اُن کا مونھ گدھے کا سا ہے،انہوں نے کہا، ''صاحب زادے!امام پر سبقت کرنے سے ڈرو کہ یہ حدیث جب مجھ کو پہنچی میں نے اسے مستبعد [3] جانا اور میں نے امام پر قصداً سبقت کی، تو میرا مونھ ایسا ہوگیا جو تم دیکھ رہے ہو۔'' [4]

حدیث ۱۵: ابو داود ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''تین باتیں کسی کو حلال نہیں، جو کسی قوم کی اِمامت کرے تو ایسا نہ کرے کہ خاص اپنے لیے دُعا کرے، اُنہیں چھوڑ دے، ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور کسی کے گھر کے اندر بغیر اجازت نظر نہ کرے اور ایسا کیا تو ان کی خیانت کی اور پاخانہ پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے، بلکہ ہلکا ہولے یعنی فارغ ہولے۔'' [5]

احکام فقھیّہ

اِمامت کبریٰ کا بیان حصّہ عقائد میں مذکور ہوا۔اس باب میں امامتِ صغریٰ یعنی اِمامت نماز کے مسائل بیان کیے جائیں گے، اِمامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔

(شرائط اِمامت)

مسئلہ ۱: مرد غیر معذور کے امام کے لیے چھ شرطیں ہیں:

1...... "الموطا" لإمام مالك، كتاب الصلاة، باب ما يفعل من رفع رأسه قبل الإمام، الحديث: ٢١٢، ج١، ص١٠٢، عن أبي هريرة رضى الله عنه .
2...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع... إلخ، الحديث: ٤٢٧، ص٢٢٨.
3...... یعنی بعض راویوں کی عدم صحت کے باعث دوراز قیاس۔
4...... "مرقاة المفاتيح"، كتاب الصلاة، تحت الحديث: ١١٤١، ج٣، ص٢٢١. لكن لم يذكرالنووى.
5...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب أيصلى الرجال وهو حاقن، الحديث: ٩٠، ج١، ص٦٦.

(۱) اسلام۔

(۲) بلوغ۔

(۳) عاقِل ہونا۔

(۴) مرد ہونا۔

(۵) قراءت۔

(۶) معذور نہ ہونا۔[1]

مسئلہ۲: عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں، عورت بھی امام ہوسکتی ہے، اگرچہ مکروہ ہے۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ۳: نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، بلکہ نابالغ بھی نابالغوں کی اِمامت کر سکتا ہے، اگر سمجھ وال ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کرسکتا ہے، کم عذر والے کی اِمامت نہیں کرسکتا اور اگر امام ومقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں، مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے، دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کرسکتا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۵: طاہر معذور کی اقتدا نہیں کرسکتا جبکہ حالت وضو میں حدث پایا گیا، یا بعد وضو وقت کے اندر طاری ہوا، اگرچہ نماز کے بعد اور اگر نہ وضو کے وقت حدث تھا، نہ ختم وقت تک اس نے عود کیا تو یہ نماز جو اس نے انقطاع پر پڑھی، اس میں تندرست اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۶: معذور اپنے مثل معذور کی اقتدا کرسکتا ہے اور ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا نہیں کرسکتا، نہ ایک عذر والا دوسرے عذر والے کی اور دو عذر والا ایک عذر والے کی اقتدا کرسکتا ہے، جب کہ وہ ایک عذر اسی کے دو میں سے ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "نور الإيضاح" كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص۷۳.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج۲، ص۳۳۷، ۳٦۵.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج۲، ص۳۳۷.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية... إلخ، ج۲، ص۳۸۹.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة،ا لباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۸۹.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۸۹، وغيره.

مسئلہ ۷: معذور نے اپنے مثل دوسرے معذور اور صحیح کی اِمامت کی، صحیح کی نہ ہوگی اوروں کی ہو جائے گی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرّا کہتا ہو۔ قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی۔[2] (عالمگیری، غنیہ) اس سے سخت تر حکم وہابیۂ زمانہ کا ہے کہ اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں۔

مسئلہ ۹: جس بد مذہب کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔[3] (عالمگیری)

شرائط اقتدا

اقتدا کی تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں:

(۱) نیت اقتدا۔

(۲) اور اس نیت اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔

(۳) امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔

(۴) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نماز مقتدی کو متضمن ہو۔

(۵) امام کی نماز مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا۔ اور

(۶) امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔

(۷) عورت کا محاذی[4] نہ ہونا ان شروط کے ساتھ جو مذکور ہوں گی۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۸۹.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.
و "غنية المتملي"، الأولىٰ بالإمامة، ص٥١٤.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸٤.

4 ...... یعنی برابر۔

(۸) مقتدی کا امام سے مقدم[1] نہ ہونا۔

(۹) امام کے انتقالات کا علم ہونا۔

(۱۰) امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم[2] ہو۔

(۱۱) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔

(۱۲) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔

(۱۳) یوہیں شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔[3]

مسئلہ ۱۰: سوار نے پیدل کی یا پیدل نے سوار کی اقتدا کی یا مقتدی و امام دونوں دو سواریوں پر ہیں، ان تینوں صورتوں میں اقتدا نہ ہوئی کہ دونوں کے مکان مختلف ہیں۔ اور اگر دونوں ایک سواری پر سوار ہوں، تو پیچھے والا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے کہ مکان ایک ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جا سکے، تو اقتدا نہیں ہوسکتی۔ یوہیں اگر بیچ میں نہر ہو جس میں کشتی یا بجرا[5] چل سکے تو اقتدا صحیح نہیں، اگرچہ وہ نہر بیچ مسجد میں ہو اور اگر بہت تنگ نہر ہو جس میں بجرا بھی نہ تیر سکے، تو اقتدا صحیح ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: بیچ میں حوض دَہ در دَہ ہے تو اقتدا نہیں ہوسکتی، مگر جب کہ حوض کے گرد صفیں برابر متصل ہوں اور اگر چھوٹا حوض ہے، تو اقتدا صحیح ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: بیچ میں چوڑا راستہ ہے، مگر اس راستہ میں صف قائم ہوگئی، مثلاً کم سے کم تین شخص کھڑے ہوگئے تو ان کے پیچھے دوسرے لوگ امام کی اقتدا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ہر دو صف اور صفِ اوّل و امام کے درمیان بیل گاڑی نہ جا سکے یعنی اگر راستہ زیادہ چوڑا ہو کہ ایک سے زیادہ صفیں اس میں ہوسکتی ہیں تو اتنی ہولیں کہ دو صفوں کے درمیان بیل گاڑی نہ جا سکے، یوہیں اگر راستہ لنبا

---

1 ...... یعنی آگے۔

2 ...... یہ حقیقۃً صحت اقتدا کی شرط نہیں بلکہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے ولہذا بعد نماز اگر حال معلوم ہو جائے نماز صحیح ہوگئی۔ ۱۲ منہ

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، مطلب: شروط الإمامة الکبریٰ، ج۲، ص۳۳۸۔۳۳۹.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ،،باب الإمامة، مطلب: الواجب کفایة هل یسقط... إلخ، ج۲، ص۳۹۵.

5 ...... یعنی ایک قسم کی گول اور خوبصورت کشتی۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، ج۲، ص۴۰۰.

7 ...... "ردالمحتار" کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۰.

ہو یعنی مثلاً ہمارے ملکوں میں پورب پچھم[1] ہو تو بھی ہر دو صفوں میں اور امام و مقتدی میں وہی شرط ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: نہر پر پُل ہے اور اس پر صفیں متصل ہوں تو امام اگرچہ نہر کے اس طرف ہے، اس طرف والا اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵: میدان میں جماعت قائم ہوئی، اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو صفیں قائم ہو سکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں، بڑی مسجد مثلاً مسجد قدس کا بھی یہی حکم۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اس مکان کو بڑا کہیں گے، جو چالیس ہاتھ ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: مسجدِ عیدگاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں ہو مانع اقتدا نہیں، اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: میدان میں جماعت قائم ہوئی، پہلی دو صفوں نے ابھی اللہ اکبر نہ کہا تھا کہ تیسری صف نے امام کے بعد تحریمہ باندھ لیا، اقتدا صحیح ہوگئی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: میدان میں جماعت ہوئی اور صفوں کے درمیان بقدر حوض دَہ در دَہ کے خالی چھوڑا کہ اس میں کوئی کھڑا نہ ہوا، تو اگر اس خالی جگہ کے آس پاس یعنی دہنے بائیں صفیں متصل ہیں تو اس جگہ کے بعد والے کی اقتدا صحیح ہے، ورنہ نہیں اور دَہ در دَہ سے کم جگہ خالی بچی ہے تو پیچھے والے کی اقتدا صحیح ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: دو کشتیاں باہم بندھی ہوں ایک پر امام ہے، دوسری پر مقتدی تو اقتدا صحیح ہے اور جدا ہوں تو نہیں۔ اور اگر کشتی کنارے پر رُکی ہوئی ہے اور امام کشتی پر ہے اور مقتدی خشکی میں تو اگر درمیان میں راستہ ہو یا بڑی نہر کے برابر فاصلہ ہو تو اقتدا صحیح نہیں، ورنہ ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار) یعنی جب امام اُترنے پر قادر نہ ہو، اس لیے کہ جو شخص کشتی سے اُتر کر خشکی میں

---

1 ...... مشرق و مغرب۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار" کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۱.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۴۰۰.

4 ...... "ردالمحتار" کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۱.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج۱، ص۸۷.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۱.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الکافي للحاکم... إلخ، ج۲، ص۴۰۲.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المریض، مطلب في الصلاة في السفینة، ج۲، ص۶۹۱.

پڑھ سکتا ہے اس کی کشتی پر نماز ہوگی ہی نہیں، ہاں اگر کشتی زمین پر بیٹھ گئی تو اس پر بہر حال نماز صحیح ہے کہ اب وہ تخت کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲۱: جو مسجد بہت بڑی نہ ہو، اس میں امام اگرچہ محراب میں ہو، مقتدی منتہائے مسجد میں اس کی اقتدا کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں، مثلاً اس کی یا مکبّر کی آواز سنتا ہو یا اس کے یا اس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھتا ہے تو حرج نہیں، اگرچہ اس کے لیے امام تک پہنچنے کا راستہ نہ ہو، مثلاً دروازہ میں جالیاں ہیں کہ امام کو دیکھ رہا ہے، مگر کھلا نہیں ہے کہ جانا چاہے تو جاسکے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: امام و مقتدی کے درمیان ممبر حائل ہونا مانع اقتدا نہیں، جب کہ امام کا حال مشتبہ نہ ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: جس مکان کی چھت مسجد سے بالکل متصل ہو کہ بیچ میں راستہ نہ ہو تو اس چھت پر سے اقتدا ہوسکتی ہے اور اگر راستہ کا فاصلہ ہو، تو نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: مسجد کے متصل کوئی دالان ہے، اس میں مقتدی اقتدا کرسکتا ہے جبکہ امام کا حال مخفی نہ ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: مسجد سے باہر چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے، مقتدی اس چبوترے پر اقتدا کرسکتا ہے جب کہ صفیں متصل ہوں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: وقتِ نماز میں تو یہی معلوم تھا کہ امام کی نماز صحیح ہے بعد کو معلوم ہوا کہ صحیح نہ تھی، مثلاً مسحِ موزہ کی مدّت گزر چکی تھی یا بھول کر بے وضو نماز پڑھائی، تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو تو جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوئی، مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہ گیا جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کیے امامت کی، حنفی اس کی

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج١، ص٨٨.
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤٠٢.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج٢، ص٤٠٣.
4. ...... المرجع السابق، ص٤٠٤.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج١، ص٨٨.
7. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٣٩.

اقتدا نہیں کرسکتا، اگر کرے گا نماز باطل ہوگی اور اگر امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہے، جب کہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو مثلاً شافعی امام نے عورت یا عضوتناسل چھونے کے بعد بغیر وضو کیے بھول کر اِمامت کی، حنفی اس کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ اس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اس نے وضو نہ کیا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کر سکتے ہیں، جب وہ مسائل طہارت و نماز میں ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو یا معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت کی ہے یعنی اس کی طہارت ایسی نہ ہو کہ حنفیہ کے طور پر غیر طاہر کہا جائے، نہ نماز اس قسم کی ہو کہ ہم اُسے فاسد کہیں پھر بھی حنفی کو حنفی کی اقتدا افضل ہے اور اگر معلوم نہ ہو کہ ہمارے مذہب کی رعایت کرتا ہے، نہ یہ کہ اس نماز میں رعایت کی ہے تو جائز ہے، مگر مکروہ اور اگر معلوم ہو کہ اس نماز میں رعایت نہیں کی ہے، تو باطل محض ہے۔[2] (عالمگیری، غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا، اس وقت مرد کے لیے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی نماز جاتی رہے گی، دو دہنے بائیں اور ایک پیچھے والے کی۔ اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی، دو دہنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دو دہنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں، ان سب کی نماز نہ ہوگی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مسجد میں بالا خانہ ہے، اس پر عورتوں نے امام مسجد کی اقتدا کی اور بالا خانہ کے نیچے مردوں نے اسی کی اقتدا کی اگرچہ مرد عورتوں سے پیچھے ہوں نماز فاسد نہ ہوگی اور عورتوں کی صف نیچے ہو اور مرد بالا خانہ پر، تو ان میں جتنے مرد عورتوں کی صف سے پیچھے ہوں گے، ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرى، ج٢، ص٣٣٩.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٤.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الاقتداء بشافعي... إلخ، ج٢، ص٣٦١.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٩.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٨.

4...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأوّل، ج٢، ص٣٨٠.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج١، ص٨٧.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الكافي للحاكم... إلخ، ج٢، ص٣٩٩.

مسئلہ ۳۳: ایک ہی صف میں ایک طرف مرد کھڑے ہوئے، دوسری طرف عورتیں تو صرف ایک مرد کی نماز نہیں ہوگی جو درمیان میں ہے، باقیوں کی ہوجائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: اس وجہ سے کہ مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں، اس کی اُنگلیاں اس کی اُنگلیوں سے آگے ہیں، مگر ایڑیاں برابر ہوں، تو نماز ہوجائے گی۔[2] (ردالمحتار)

(اِمامت کا زیادہ حقدار کون ہے)

مسئلہ ۳۵: سب سے زیادہ مستحق اِمامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو، اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ[3] نہ رکھتا ہو، بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش[4] سے بچتا ہو، اس کے بعد وہ شخص جو تجوید (قراءت) کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں، تو وہ کہ زیادہ ورع رکھتا ہو یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا، اس میں بھی برابر ہوں، تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، اس میں بھی برابر ہوں، تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گزار کہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہوجاتا ہے، پھر زیادہ خوبصورت، پھر زیادہ حسب والا پھر وہ کہ باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو، پھر زیادہ مالدار، پھر زیادہ عزت والا، پھر وہ جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں، غرض چند شخص برابر کے ہوں، تو ان میں جو شرعی ترجیح رکھتا ہو زیادہ حق دار ہے اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے، جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ اِمامت کرے یا ان میں سے جماعت جس کو منتخب کرے وہ امام ہو اور جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو اور اگر جماعت نے غیر اولیٰ کو امام بنایا، تو بُرا کیا، مگر گنہگار نہ ہوئے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۶: امام معین ہی اِمامت کا حق دار ہے، اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔[6] (درمختار) یعنی جب کہ وہ امام جامع شرائط امام ہو، ورنہ وہ اِمامت کا اہل ہی نہیں، بہتر ہونا درکنار۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الرابع، ج ١، ص ٨٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: اذا صلى الشافعي قبل الحنفي... إلخ، ج ٢، ص ٣٦٨.

3 ...... یعنی مہارت۔

4 ...... یعنی بے حیائیوں اور ایسے کاموں سے بچتا ہو، جو مروّت کے خلاف ہیں۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ٢، ص ٣٥٠ ـ ٣٥٤، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج ٢، ص ٣٥٤.

مسئلہ ۳۷: کسی کے مکان میں جماعت قائم ہوئی اور صاحب خانہ میں اگر شرائط اِمامت پائے جائیں تو وہی اِمامت کے لیے اولیٰ ہے، اگرچہ اور کوئی اس سے علم وغیرہ میں بہتر ہو، ہاں افضل یہ ہے کہ صاحب خانہ ان میں سے بوجہ فضیلت علم کسی کو مقدم کرے کہ اس میں اس کا اعزاز ہے اور اگر وہ مہمان خود ہی آگے بڑھ گیا، تو بھی نماز ہو جائے گی۔ [1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: کرایہ کا مکان ہے، اس میں مالک مکان اور کرایہ دار اور مہمان تینوں موجود ہیں تو کرایہ دار احق [2] ہے، وہی اجازت دے گا اور اسی سے اجازت لی جائے گی، یہی حکم اس کا ہے کہ مکان میں بطور عاریت [3] رہتا ہو کہ یہی احق ہے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: سلطان و امیر و قاضی کسی کے گھر مجتمع ہوئے تو احق سلطان ہے، پھر امیر، پھر قاضی، پھر صاحب خانہ۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: کسی شخص کی اِمامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں، تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حق ہو، تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: کوئی شخص صالح اِمامت ہے اور اپنے محلّہ کی اِمامت نہیں کرتا اور وہ ماہِ رمضان میں دوسرے محلّہ والوں کی اِمامت کرتا ہے، اسے چاہیے کہ عشا کا وقت آنے سے پہلے چلا جائے، وقت ہو جانے کے بعد جانا مکروہ ہے۔ [7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: امام کو چاہیے کہ جماعت کی رعایت کرے اور قدر مسنون سے زیادہ طویل قراءت نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے۔ [8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: بدمذہب کہ جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو اور فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زناکار، سودخوار،

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني، ج١، ص٨٣.

2 ...... یعنی زیادہ حقدار۔

3 ...... یعنی دوسرے شخص کو اپنی کسی چیز کی منفعت کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني، ج١، ص٨٣.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٣٥٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٥٤.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.

8 ...... المرجع السابق، ص٨٧.

چغل خور، وغیرہم جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں، ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴۴: غلام، دہقانی[2]، اندھے، ولدالزنا، امرد، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص والے کی جس کا برص ظاہر ہو، سفیہ (یعنی بے وقوف کہ تصرّفات مثلاً بیع وشرا[3] میں دھوکے کھاتا ہو) کی اِمامت مکروہ تنزیہی ہے اور کراہت اس وقت ہے کہ اس جماعت میں اور کوئی ان سے بہتر نہ ہو اور اگر یہی مستحق امامت ہیں تو کراہت نہیں اور اندھے کی اِمامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے۔[4] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۴۵: جس کو کم سوجھتا ہے، وہ بھی اندھے کے حکم میں ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے، باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں۔[6] (غنیہ، ردالمحتار، فتح القدیر)

مسئلہ ۴۷: عورت، خنثیٰ، نابالغ لڑکے کی اقتدا مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ نماز جنازہ و تراویح و نوافل میں اور مرد بالغ ان سب کا امام ہوسکتا ہے، مگر عورت بھی اس کی مقتدی ہو تو امامتِ عورت کی نیت کرے سوا جمعہ و عیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامتِ عورت کی نیت نہ کی، اقتدا کرسکتی ہے اور عورت و خنثیٰ عورت کے امام ہوسکتے ہیں، مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے، فرائض ہوں یا نوافل پھر بھی اگر عورت عورتوں کی اِمامت کرے، تو امام آگے نہ ہو بلکہ بیچ میں کھڑی ہو اور آگے ہوگی جب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور خنثیٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو ورنہ نماز ہوگی ہی نہیں، خنثیٰ خنثیٰ کا بھی امام نہیں ہوسکتا۔[7] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۴۸: نماز جنازہ صرف عورتوں نے پڑھی کہ عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی، تو اس جماعت میں کراہت

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب: البدعۃ خمسۃ اقسام، ج۲، ص۳۵۶۔۳۶۰، وغیرھما.

2 ...... دیہاتی، اس سے مراد دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو۔

3 ...... یعنی خرید وفروخت۔

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۵۵ ۔ ۳۶۰.
و "غنیۃ المتملي شرح منیۃ المصلي"، ص۵۱٤.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۳۵۵.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في تکرار الجماعۃ في المسجد، ج۲، ص۳۵۵.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، مطلب في الکلام علی الصف الأوّل، ج۲، ص۳۸۷.

نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار) بلکہ اگر عورت نماز جنازہ میں مردوں کی اِمامت کرے گی، جب بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی اگرچہ مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۹: مجنون غیر حالت افاقہ میں امام نہیں ہوسکتا اور جب ہوش میں ہو اور معلوم بھی ہو تو ہوسکتا ہے۔ یوہیں جس کو نشہ ہے اس کی اِمامت صحیح نہیں اور معتوہ (مدہوش) اپنے مثل کے لیے امام ہوسکتا ہے اوروں کے لیے نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: جس کو کچھ قرآن یاد ہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وہ اُمّی کی (یعنی اس کی جس کو کوئی آیت یاد نہیں) اقتدا نہیں کرسکتا اور اُمّی اُمّی کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔ جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہوجاتے ہیں، وہ بھی اُمّی کے مثل ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: اُمّی گونگے کی اقتدا نہیں کرسکتا، گونگا اُمّی کی کرسکتا ہے اور اگر اُمّی صحیح طور پر تحریمہ بھی باندھ نہیں سکتا تو گونگے کی اقتدا کرسکتا ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: اُمّی نے اُمّی اور قاری کی (یعنی اس کی کہ بقدر فرض قرآن صحیح پڑھ سکتا ہو) اِمامت کی، تو کسی کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ قاری درمیان نماز میں شریک ہوا ہو، یوہیں اگر قاری نے اُمّی کو خلیفہ بنایا ہو، اگرچہ تشہد میں۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵۳: اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرلے، ورنہ عنداللہ تعالٰی معذور نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ تصحیح حروف میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کرسکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کرسکتا ہو اور یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانۂ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہوجائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی اِمامت بھی کرسکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٣٦٥.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الخامس، في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٥.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية، ج٢، ص٣٨٩.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٩١.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: المواضع التي تفسد... إلخ، ج٢، ص٤١٢، وغيره.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.

بھی اسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا، دوسرا اس کو ادا کر لیتا ہے مگر کوئی دوسرا حرف اس سے ادا نہیں ہوتا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا اور اگر کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہوگی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں اِمامت درکنار۔ ہکلا جس سے حرف مکرّر ادا ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے ورنہ اس کی اپنی ہو جائے گی اور اپنے مثل یا اپنے سے کمتر[1] کی اِمامت بھی کر سکتا ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: قاری نماز پڑھ رہا تھا، اُمّی آیا اور شریک نہ ہوا، اپنی الگ پڑھی، تو اس کی نماز نہ ہوئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: قاری کوئی دوسری نماز پڑھ رہا ہے تو اُمّی کو جائز ہے کہ اپنی پڑھ لے اور انتظار نہ کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: اُمّی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور قاری مسجد کے دروازہ پر ہے یا مسجد کے پڑوس میں، تو اُمّی کی نماز ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: جس کا ستر کُھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا، ستر کُھلے ہوؤں کا امام ہو سکتا ہے اور اگر بعض مقتدی اس قسم کے ہیں بعض ویسے تو ستر چھپانے والوں کی نماز نہ ہوگی کُھلے ہوؤں کی ہو جائے گی اور جن کے پاس ستر کے لائق کپڑے نہ ہوں اُن کے لیے افضل یہ ہے کہ تنہا تنہا بیٹھ کر اشارے سے دُور دُور پڑھیں، جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے اور اگر جماعت سے پڑھیں تو امام بیچ میں ہو آگے نہ ہو۔[6] (درمختار، عالمگیری) ستر کُھلے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ جس کے پاس کپڑا ہی نہیں کہ چُھپائے۔ ہوتے ہوئے نہ چُھپایا تو نہ اس کی ہو نہ اس کے پیچھے کسی اور کی، جیسا کہ شروط الصلاۃ میں بیان ہوا۔

مسئلہ ۵۹: جو رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ کہ کھڑے یا بیٹھے رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو، اس کے پیچھے اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔[7] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

---

1 ...... یعنی جو اس سے زیادہ ہکلاتا ہو۔ ۱۲

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الالثغ، ج۲، ص۳۹۵.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۵.

4 ...... المرجع السابق، ص۸۶.

5 ...... المرجع السابق، ص۸۵.

6 ...... المرجع السابق، ص۸۵، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب شروط الصلاة،بحث النیة، ج۲، ص۱۰۳، ۳۹۱.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب کفایة... إلخ، ج۲، ص۳۹۱.

مسئلہ ۶۰: فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والے کی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہوسکتی خواہ دونوں کے فرض دونام کے ہوں، مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو دوسرا عصر یا صفت میں جُدا ہوں، مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو، دوسرا کل کی اور اگر دونوں کی ایک ہی دن کے ایک ہی وقت کی قضا ہوگئی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، یوہیں اگر امام نے عصر کی نماز غروب سے پہلے شروع کی دو رکعتیں پڑھیں کہ آفتاب غروب ہوگیا، اب دوسرا شخص جس کی اسی دن کی نماز عصر جاتی رہی پچھلی رکعتوں میں اس کی اقتدا کرسکتا ہے، البتہ اگر یہ مقتدی مسافر تھا تو اس کی اقتدا نہیں کرسکتا، مگر غروب سے پہلے نیت اقامت کرلی ہو تو کرسکتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے اِمامت کی نیت کی نماز ہوگئی اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی، تو دونوں کی نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۲: جس نے کسی نماز کی منت مانی، اس نماز کو نہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، نہ نفل والے کے، نہ اس کے پیچھے کہ منت کی نماز پڑھتا ہے، ہاں اگر ایک کی نذر ماننے کے بعد دوسرے نے یوں نذر کی کہ اس نماز کی منت مانتا ہوں، جو فلاں نے مانی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے نفل نماز پڑھنے کی قسم کھائی، منت والا منت کی نماز اس کے پیچھے بھی نہیں پڑھ سکتا اور یہ قسم کھانے والا فرض اور نفل اور نذر اور دوسرے قسم کھانے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۴: دو شخص نفل ایک ساتھ پڑھ رہے تھے اور فاسد کردی، تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے اور تنہا تنہا پڑھ رہے تھے اور فاسد کردیں، تو اقتدا نہیں ہوسکتی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: لاحق نہ مسبوق کی اقتدا کرسکتا ہے نہ لاحق کی، یوہیں مسبوق نہ لاحق کی نہ مسبوق کی، نہ ان دونوں کی کوئی دوسرا شخص اقتدا کرسکتا ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.
   و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية... إلخ، ج٢، ص٣٩١.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج١، ص٨٦.
3. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٢.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٢.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط... إلخ، ج٢، ص٣٩٣.
6. ...... المرجع السابق، ص٣٩٤.

مسئلہ ٦٦: جن نمازوں میں قصر ہے وقت گزر جانے کے بعد ان میں مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کرسکتا، خواہ مقیم نے وقت ختم ہونے پر شروع کی ہو یا وقت میں شروع کی اور نماز پوری ہونے سے پہلے وقت ختم ہوگیا، البتہ اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے تحریمہ باندھ لیا اور بعد تحریمہ وقت ختم ہوگیا، تو اقتدا صحیح ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ٦٧: محل اقامت یعنی شہر یا گاؤں میں جو شخص چار رکعت والی نماز پڑھائے اور دو پر سلام پھیر دے، تو ضرور ہے کہ مقتدی کو اس کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ مقتدی خود مقیم ہو یا مسافر، اگر امام نے نہ نماز سے پہلے اپنا مسافر ہونا بتایا نہ بعد کو اور چلا گیا نہ اس کا حال اور طرح معلوم ہوا تو مقتدی اپنی پھر پڑھیں، ہاں اگر جنگل میں یا منزل پر دو پڑھ کر چلا گیا تو ان کی نماز ہو جائے گی، یہی سمجھا جائے گا کہ مسافر تھا۔[2] (خانیہ، بحر)

مسئلہ ٦٨: جہاں بوجہ شرط مفقود ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو، تو وہ نماز سرے سے شروع ہی نہ ہوگی اور اگر بوجہ مختلف نماز ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو اس کے نفل ہو جائیں گے، مگر اس نفل کے توڑ دینے سے قضا واجب نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ٦٩: جس نے وضو کیا ہے تیمّم والے کی اور پاؤں دھونے والا موزہ پر مسح کرنے والے کی اور اعضائے وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی، اقتدا کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ٧٠: کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھنے والے اور کوزہ پشت کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ اس کا کُب حد رکوع کو پہنچا ہو، جس کے پاؤں میں ایسا لنگ ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا اوروں کی اِمامت کرسکتا ہے، مگر دوسرا شخص اَولیٰ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ٧١: نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدا کرسکتا ہے، اگرچہ مفترض پچھلی رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ٧٢: متنفل[7] نے مفترض[8] کی اقتدا کی پھر نماز فاسد کردی، پھر اسی نماز میں اس فوت شدہ کی قضا کی

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٤.
2 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب المسافر، ج٢، ص ٢٣٨.
3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٩٧.
4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٤.
5 ...... المرجع السابق، ص٨٥.
6 ...... المرجع السابق.
7 ...... یعنی نفل پڑھنے والے۔
8 ...... یعنی فرض پڑھنے والے۔

نیت سے اقتدا کی صحیح ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۷۳: اشارے سے پڑھنے والا اپنے مثل کی اقتدا کرسکتا ہے، مگر جب کہ امام لیٹ کر اشارہ سے پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے یا بیٹھے تو نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ۷۴: جنّ نے اِمامت کی، اقتدا صحیح ہے اگر انسانی صورت میں ظاہر ہوا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۷۵: امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی اِمامت صحیح نہ ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کردے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط کے ذریعہ سے اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔[4] (درمختار)

مسئلہ۷۶: امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں اُنکا اعادہ نہیں، ہاں اب وہ بے شک مرتد ہوگیا۔[5] (درمختار) مگر جب کہ یہ کہے کہ اب تک کافر تھا اور اب مسلمان ہوا۔

مسئلہ۷۷: پانی نہ ملنے کے سبب امام نے تیمّم کیا تھا اور مقتدی نے وضو اور اثنائے نماز میں مقتدی نے پانی دیکھا، امام کی نماز صحیح ہوگئی اور مقتدی کی باطل۔[6] (درمختار) جب کہ اس کے گمان میں ہو کہ امام نے بھی پانی پر اطلاع پائی، بہت کتابوں میں یہ حکم مطلق ہے۔ اور ظاہر تر یہ تقیید واللہ اعلم بالصواب۔

جماعت کا بیان

حدیث۱: بخاری و مسلم و مالک و ترمذی و نَسائی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''نماز جماعت، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔'' [7]

حدیث۲: مسلم و ابو داود و نَسائی و ابن ماجہ نے روایت کی، کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: ''ہم نے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث، ج١، ص٨٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤٠٨.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٣٤٥.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤١٠.

5 ...... المرجع السابق، ص٤١١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤٣٤.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحديث: ٦٤٥، ج١، ص٢٣٢.

اپنے کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز سے پیچھے نہیں رہتا، مگر کھلا منافق یا بیمار اور بیمار کی یہ حالت ہوتی کہ دو شخصوں کے درمیان میں چلا کر نماز کو لاتے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو سنن الہدیٰ کی تعلیم فرمائی اور جس مسجد میں اذان ہوتی ہے، اس میں نماز پڑھنا سنن الہدیٰ سے ہے''، [1] اور ایک روایت میں یوں ہے، کہ ''جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ کل خدا سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے، تو پانچوں نمازوں پر محافظت کرے، جب ان کی اذان کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی کے لیے سنن الہدیٰ مشروع فرمائی اور یہ سنن الہدیٰ سے ہے اور اگر تم نے اپنے گھروں میں پڑھ لی جیسے یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھ لیا کرتا ہے، تو تم نے اپنے نبی کی سُنت چھوڑ دی اور اگر اپنے نبی کی سُنت چھوڑو گے، تو گمراہ ہو جاؤ گے۔'' [2] اور ابوداود کی روایت میں ہے، ''کافر ہو جاؤ گے'' [3] اور جو شخص اچھی طرح طہارت کرے پھر مسجد کو جائے تو جو قدم چلتا ہے، ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ نیکی لکھتا ہے اور درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹا دیتا ہے۔ [4]

حدیث ۳: نسائی و ابن خزیمہ اپنی صحیح میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے کامل وضو کیا، پھر نماز فرض کے لیے چلا اور امام کے ساتھ پڑھی، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' [5]

حدیث ۴: طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اگر یہ نماز جماعت سے پیچھے رہ جانے والا جانتا کہ اس جانے والے کے لیے کیا ہے؟، تو گھسٹتا ہوا حاضر ہوتا۔'' [6]

حدیث ۵ و ۶: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اللہ کے لیے چالیس دن باجماعت پڑھے اور تکبیرۂ اُولیٰ پائے، اس کے لیے دو آزادیاں لکھ دی جائیں گی، ایک نار سے، دوسری نفاق سے۔'' [7] ابن ماجہ کی روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو شخص چالیس راتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے کہ عشا کی تکبیرۂ اُولیٰ فوت نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھ دے گا۔'' [8]

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدیٰ، الحدیث: ٦٥٤، ص٣٢٨.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدیٰ، الحدیث: ٢٥٧ـ(٦٥٤)، ص٣٢٨.

3 ...... "سنن ابي داود"، کتاب الصلاة، باب التشدید یدفي ترك الجماعة، الحدیث: ٥٥٠، ج١، ص٢٢٩.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدیٰ، الحدیث: ٢٥٧ـ(٦٥٤)، ص٣٢٨.

5 ...... "صحیح ابن خزیمه"، کتاب الصلاة، باب فضل المشي إلى الجماعة فتوضیا... إلخ، الحدیث: ١٤٨٩، ج٢، ص٣٧٣.

6 ...... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ٧٨٨٦، ج٨، ص٢٢٤.

7 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التکبیرة الأولیٰ، الحدیث: ٢٤١، ج١، ص٢٧٤.

8 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب صلاة العشاء و الفجر في جماعة، الحدیث: ٧٩٨، ج١، ص٤٣٧.

حدیث ۷: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے، میں نے اپنے رب کو نہایت جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے ہوئے دیکھا، اس نے فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ، اس نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے ملاءِ اعلیٰ (یعنی ملائکہ مقربین) کس امر میں بحث کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کی، ''نہیں جانتا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا، یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی، تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے میں نے جان لیا'' اور ایک روایت میں ہے، ''جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے جان لیا''، فرمایا: ''اے محمد! جانتے ہو ملاءِ اعلیٰ کس چیز میں بحث کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کی، ''ہاں، درجات و کفارات اور جماعتوں کی طرف چلنے اور سخت سردی میں پورا وضو کرنے اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں اور جس نے ان پر محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا، جیسے اس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا'' اس نے فرمایا: ''اے محمد!'' میں نے عرض کی، لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ، فرمایا: ''جب نماز پڑھو، تو یہ کہہ لو۔''

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ ط.[1]

فرمایا: ''اور درجات یہ ہیں۔ سلام عام کرنا اور کھانا کھلانا اور رات میں نماز پڑھنا، جب لوگ سوتے ہوں۔''[2]

حدیث ۸و۹: امام احمد و ترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں روایت کی ہے، کہ ایک دن صبح کی نماز کو تشریف لانے میں دیر ہوئی، یہاں تک قریب تھا کہ ہم آفتاب دیکھنے لگیں کہ جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے، اقامت ہوئی اور مختصر نماز پڑھی، سلام پھیر کر بلند آواز سے فرمایا: ''سب اپنی اپنی جگہ پر رہو، میں تمہیں خبر دوں گا کہ کس چیز نے صبح کی نماز میں آنے سے روکا؟، میں رات میں اٹھا، وضو کیا اور جو مقدر تھا نماز پڑھی، پھر میں نماز میں اونگھا (اس کے بعد اُسی کے مثل واقعات بیان فرمائے اور اس روایت میں یہ ہے) اس کے دستِ قدرت رکھنے سے ان کی خنکی[3] میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی'' اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی،

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے کام کروں اور بُری باتوں سے باز رہوں اور مساکین سے محبت رکھوں اور جب تو اپنے بندوں پر فتنہ کرنا چاہے، تو مجھے اس سے قبل اُٹھالے۔۱۲

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة ص، الحديث: ٣٢٤٥، ٣٢٤٦، ص١٥٩۔١٦٠.

3 ...... یعنی ٹھنڈک۔

جماعت کی طرف چلنا اور مسجدوں میں نمازوں کے بعد بیٹھنا اور سختیوں کے وقت کامل وضو کرنا''، اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حق ہے اسے پڑھو اور سیکھو۔'' [1] ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسماعیل یعنی بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسی کے مثل دارمی و ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: ابوداود و نسائی و حاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ چکے، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جماعت سے پڑھنے والوں کی مثل ثواب دے گا اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔'' [2] حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حدیث ۱۱: امام احمد و ابوداود و نسائی و حاکم اور ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آیا فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: ''فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے عرض کی، نہیں، فرمایا: ''یہ دونوں نمازیں منافقین پر بہت گراں ہیں، اگر جانتے کہ ان میں کیا (ثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے آتے اور بے شک پہلی صف فرشتوں کی صف کے مثل ہے اور اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اس کی طرف سبقت کرتے مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی اور جتنے زیادہ ہوں، اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں۔'' [3] یحییٰ بن معین اور ذہلی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۲: صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے باجماعت عشا کی نماز پڑھی، گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی، گویا پوری رات قیام کیا۔'' [4] اسی کے مثل ابوداود و ترمذی و ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۳: بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''منافقین پر سب سے

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاذ بن جبل، الحديث: ٢٢١٧٠، ج٨، ص٢٥٨.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، الحديث: ٧٤٨، ج١، ص٢٣٥.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب فيمن خرج يريد الصلاة... إلخ، الحديث: ٥٦٤، ج١، ص٢٣٤.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، الحديث: ٥٥٤، ج١، ص٢٣٠.
و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصلاة، الترغيب في كثرة الجماعة، الحديث: ١، ج١، ص١٦١.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة العشاء... إلخ، الحديث: ٦٥٦، ص٣٢٩.

زیادہ گراں نمازِ عشا و فجر ہے اور جانتے کہ اس میں کیا ہے؟ تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بیشک میں نے قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو امر فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان کے پاس لے کر جاؤں، جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر اُن پر آگ سے جلا دوں۔'' (1) امام احمد نے انہیں سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے، تو نمازِ عشا قائم کرتا اور جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ گھروں میں ہے، آگ سے جلا دیں۔'' (2)

حدیث ۱۴: امام مالک نے ابوبکر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ ''امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا، بازار تشریف لے گئے، راستہ میں سلیمان کا گھر تھا ان کی ماں شفا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ صبح کی نماز میں، میں نے سلیمان کو نہیں پایا، انہوں نے کہا! رات میں نماز پڑھتے رہے پھر نیند آ گئی، فرمایا: کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھوں، یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ رات میں قیام کروں۔'' (3)

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن ماجہ و ابن حبان ابن حبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے اذان سُنی اور آنے سے کوئی عذر مانع نہیں، اس کی وہ نماز مقبول نہیں''، لوگوں نے عرض کی، عذر کیا ہے؟ فرمایا: ''خوف یا مرض۔'' (4) اور ایک روایت ابن حبان و حاکم کی انہیں سے ہے، ''جو اذان سُنے اور بلا عذر حاضر نہ ہو، اس کی نماز ہی نہیں۔'' (5) حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۱۶: احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''کسی گاؤں یا بادیہ میں تین شخص ہوں اور نماز نہ قائم کی گئی مگر ان پر شیطان مسلّط ہو گیا تو جماعت کو لازم جانو، کہ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے، جو ریوڑ سے دور ہو۔'' (6)

حدیث ۱۷ تا ۲۰: ابوداود و نسائی نے روایت کی، کہ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مدینہ میں موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں، تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر پڑھ لوں؟ فرمایا:

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ... إلخ، الحدیث: ۲۵۲۔(۶۵۱)، ص۳۲۷.

2 ...... ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، الحدیث: ۸۸۰۴، ج۳، ص۲۹۶.

3 ...... ''الموطا'' للإمام مالك، کتاب صلاۃ الجماعۃ باب ماجاء في العتمۃ والصبح، الحدیث: ۳۰۰، ج۱، ص۱۳۴.

4 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب الصلاۃ، باب التشدید في ترك الجماعۃ، الحدیث: ۵۵۱، ج۱، ص۲۲۹.

5 ...... ''الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان''، کتاب الصلاۃ، باب فرض الجماعۃ... إلخ، الحدیث: ۲۰۶۱، ج۳، ص۲۵۳.

6 ...... ''سنن النسائي''، کتاب الإمامۃ، التشدید في ترك الجماعۃ، الحدیث: ۸۴۴، ص۱۴۷.

''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سُنتے ہو'، عرض کی، ہاں، فرمایا: ''تو حاضر ہو۔'' [1] اسی کے مثل مسلم نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ سے اور احمد و ابو یعلی اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۲۱: ابو داود و ترمذی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب مسجد میں حاضر ہوئے اس وقت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے، فرمایا: ''ہے کوئی کہ اس پر صدقہ کرے (یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھ لے کہ اسے جماعت کا ثواب مل جائے) ایک صاحب (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔'' [2]

حدیث ۲۲: ابن ماجہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے۔ [3]

حدیث ۲۳: بُخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اگر لوگ جانتے کہ اذان اور صفِ اوّل میں کیا ہے؟ پھر بغیر قرعہ ڈالے نہ پاتے، تو اس پر قرعہ اندازی کرتے۔'' [4]

حدیث ۲۴: امام احمد و طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں''، لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر، فرمایا: ''اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں''، لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر، فرمایا: ''اور دوسری پر اور فرمایا صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمھارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔'' [5]

حدیث ۲۵: بُخاری کے علاوہ دیگر صحاح ستّہ میں مروی، نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ لیے، پھر ایک دن تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا، فرمایا: ''اے اللہ (عزوجل) کے بندو! صفیں برابر

---

1 ...... "سنن النسائي"، كتاب الإمامة، باب المحافظة على الصلوٰت، الحديث: ٨٤٨، ص١٤٨.
نابینا کہ اٹکل نہ رکھتا ہو نہ کوئی لے جانے والا ہو خصوصاً درندوں کا خوف ہو تو اُسے ضرور رخصت ہے مگر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے انھیں افضل پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی کہ اور لوگ سبق لیں جو بلا عذر گھر میں پڑھ لیتے ہیں۔۱۲ منہ

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الجماعة... إلخ، الحديث: ٢٢٠، ج١، ص٢٥٩.
و "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب في الجمع في المسجد مرتين، الحديث: ٥٧٤، ج١، ص٢٣٧.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوٰت... إلخ، باب الاثنان جماعة، الحديث: ٩٧٢، ج١، ص٥١٧.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان، الحديث: ٦١٥، ج١، ص٢٢٤.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٣٢٦، ج٨، ص٢٩٥.

کرو یا تمھارے اندر اللہ تعالیٰ اختلاف ڈال دے گا۔'' [1] بخاری نے بھی اس حدیث کے جزاخیر کوروایت کیا۔

حدیث ۲۶: بخاری ومسلم وابن ماجہ وغیرہم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ''صفیں برابر کرو کہ صفیں برابر کرنا، تمام نماز سے ہے۔'' [2]

حدیث ۲۷: امام احمد وابوداود ونسائی وابن خزیمہ وحاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو صف کو ملائے گا، اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو صف کو قطع کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے قطع کردے گا۔'' [3] حاکم نے کہا برشرط مسلم یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث ۲۸: مسلم وابوداود ونسائی وابن ماجہ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کیوں نہیں اس طرح صف باندھتے ہو جیسے ملائکہ اپنے ربّ کے حضور باندھتے ہیں''، عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس طرح ملائکہ اپنے ربّ کے حضور صف باندھتے ہیں؟ فرمایا: ''اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور صف میں مِل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' [4]

حدیث ۲۹: امام احمد وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اللہ (عزوجل) اوراس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو صفیں ملاتے ہیں۔'' [5] حاکم نے کہا، یہ حدیث بشرط مُسلِم صحیح ہے۔

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو کشادگی کو بند کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند فرمائے گا۔'' [6] اور طبرانی کی روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ ''اس کے لیے جنت میں اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک گھر بنائے گا۔'' [7]

حدیث ۳۱: سنن ابو داود ونسائی وصحیح ابن خزیمہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ۱۲۸ـ(٤٣٦)، ص ۲۳۱.

2 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف... إلخ، الحدیث: ٤٣٣، ص ۲۳۰.

3 ...... ''سنن النسائي''، کتاب الإمامۃ، باب من وصل صفاً، الحدیث: ۸۱٦، ص ۱٤۳.

4 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الصلاۃ، باب الأمر، بالسکون في الصلاۃ... إلخ، الحدیث: ٤۳۰، ص ۲۲۹.

5 ...... ''المستدرك'' للحاکم، کتاب الإمامۃ... إلخ، باب من وصل صفاً وصلہ اللّٰہ، الحدیث: ۸۰٦، ج ۱، ص ٤۷۰.

6 ...... ''سنن ابن ماجہ''، کتاب إقامۃ الصلاۃ... إلخ، باب اقامۃ الصفوف، الحدیث: ۹۹٥، ج ۱، ص ٥۲۷.

7 ...... ''المعجم الأوسط'' للطبراني، باب المیم، الحدیث: ٥۷۹۷، ج ٤، ص ۲۲٥.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صف کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینے پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''مختلف کھڑے نہ ہو کہ تمھارے دل مختلف ہو جائیں گے۔'' (1)

حدیث ۳۲ تا ۳۴: طبرانی ابن عمر سے اور ابوداود براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''اس قدم سے بڑھ کر کسی قدم کا ثواب نہیں، جو اس لیے چلا کہ صف میں کشادگی کو بند کرے۔'' (2) اور بزار باسناد حسن ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''جو صف کی کشادگی بند کرے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (3)

حدیث ۳۵: ابوداود و ابن ماجہ باسناد حسن ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے صف کے دہنے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔'' (4)

حدیث ۳۶: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد کی بائیں جانب کو اس لیے آباد کرے کہ اُدھر لوگ کم ہیں، اسے دُونا ثواب ہے۔'' (5)

حدیث ۳۷: مسلم و ابوداود و ترمذی و نَسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مردوں کی سب صفوں میں بہتر پہلی صف ہے اور سب میں کم تر پچھلی اور عورتوں کی سب صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کم تر پہلی۔'' (6)

حدیث ۳۸ و ۳۹: ابوداود و ابن خزیمہ و ابن حبان ام المؤمنین صدیقہ سے اور مسلم و ابوداود و نَسائی و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ہمیشہ صف اوّل سے لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے مؤخر کرکے، نار میں ڈال دے گا۔'' (7)

حدیث ۴۰: ابوداود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ''صف مقدم کو پورا کرو پھر اس کو جو اس کے بعد ہو، اگر کچھ کمی ہو تو پچھلی میں ہو۔'' (8)

1 ...... "صحيح ابن خزيمة"، باب ذكر صلوات الرب وملائكته... إلخ، الحديث: ١٥٥٦، ج٣، ص٢٦.
2 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٥٢٤٠، ج٤، ص٦٩.
3 ...... "مسند البزار"، مسند أبي جحيفة، الحديث: ٤٢٣٢، ج١٠، ص١٥٩.
4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب من يستحب أن يلي الإمام في الصف... إلخ، الحديث: ٦٧٦، ج١، ص٢٦٨.
5 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١١٤٥٩، ج١١، ص١٥٢.
6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف... إلخ، الحديث: ٤٤٠، ص٢٣٢.
7 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب صف النساء، الحديث: ٦٧٩، ج١، ص٢٦٩.
8 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف، الحديث: ٦٧١، ج١، ص٢٦٧.

حدیث ۴۱: ابوداود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''عورت کا دالان میں نماز پڑھنا، صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان سے بہتر ہے۔'' (1)

حدیث ۴۲: ترمذی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) اور بے شک عورت عطر لگا کر مجلس میں جائے، تو ایسی اور ایسی ہے، یعنی زانیہ ہے۔'' (2) ابوداود و نسائی میں بھی اسی کے مثل ہے۔

حدیث ۴۳: صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں سے عقل مند لوگ میرے قریب ہوں پھر وہ جو اُن کے قریب ہوں (اسے تین بار فرمایا) اور بازاروں کی چیخ پکار سے بچو۔'' (3)

(جماعت کے مسائل)

احکام فقہیہ: عاقل، بالغ، حر، قادر پر جماعت واجب ہے، بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے، تو فاسق مردود الشہادۃ اور اس کو سخت سزا دی جائے گی، اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔(4) (درمختار، ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۱: جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سُنت کفایہ کہ محلّہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہوگئی اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے، نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔ سورج گہن میں جماعت سنت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ۔(5) (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

(1)...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب التشديد في ذالك، الحديث: ٥٧٠، ج١، ص٢٣٥.

(2)...... "جامع الترمذي"، كتاب الأدب، باب ماجاء في كراهية خروج المرأة معطرة، الحديث: ٢٧٩٥، ج٤، ص٣٦١.

(3)...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف... إلخ، الحديث: ١٢٣ـ(٤٣٢)، ص٢٣٠.

(4)...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: شروط الإمامة الكبرىٰ، ج٢، ص٣٤٠.
و "غنية المتملي"، فصل في الإمامة و فيها مباحث، ص٥٠٨.

(5)...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في شروط الإمامة الكبرىٰ، ج٢، ص٣٤١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في الصلاة الكسوف، ج١، ص١٥٢.

مسئلہ۲: جماعت میں مشغول ہونا کہ اس کی کوئی رکعت فوت نہ ہو، وضو میں تین تین بار اعضا دھونے سے بہتر ہے اور تین تین بار اعضا دھونا تکبیرۂ اُولیٰ پانے سے بہتر یعنی اگر وضو میں تین تین بار اعضا دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی، تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مِل جائے گی، مگر تکبیرۂ اُولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔[1] (صغیری)

مسئلہ۳: مسجدِ محلّہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو، امام محلّہ نے اذان و اقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان و اقامت کے ساتھ ہیأت اُولیٰ پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعتِ ثانیہ ہوئی، تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعتِ ثانیہ نہ ہوگی۔ ہیأت بدلنے کے لیے امام کا محراب سے دہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے، شارع عام کی مسجد جس میں لوگ جوق جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں، اس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ جماعتِ ثانیہ قائم کی جائے کوئی حرج نہیں، بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت کرے، یوہیں اسٹیشن وسرائے کی مسجدیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ۴: جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے، ہاں مستحب ہے، البتہ جس کی مسجد حرم شریف کی جماعت فوت ہوئی، اس پر مستحب بھی نہیں کہ دوسری جگہ تلاش کرے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۵: (۱) مریض جسے مسجد تک جانے میں مُشقّت ہو۔

(۲) اپاہج۔

(۳) جس کا پاؤں کٹ گیا ہو۔

(۴) جس پر فالج گرا ہو۔

(۵) اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔

(۶) اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچادے۔

(۷) سخت بارش اور

---

1 ...... "صغيرى"، فصل في مسائل شتى، ص٣٠٦.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ج٢، ص٣٤٢-٣٤٤، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٤٧-٣٤٩.

(۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔

(۹) سخت سردی۔

(۱۰) سخت تاریکی۔

(۱۱) آندھی۔

(۱۲) مال یا کھانے کے تلف[1] ہونے کا اندیشہ۔

(۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔

(۱۴) ظالم کا خوف۔

(۱۵) پاخانہ۔

(۱۶) پیشاب۔

(۱۷) ریاح کی حاجت شدید ہے۔

(۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی خواہش ہو۔

(۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہوں یا بڑھیاں، یوہیں وعظ کی مجالس میں بھی جانا ناجائز ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷: جس گھر میں عورتیں ہی عورتیں ہوں، اس میں مرد کو ان کی اِمامت ناجائز ہے، ہاں اگر ان عورتوں میں اس کی نسبی محارم ہوں یا بی بی یا وہاں کوئی مرد بھی ہو، تو ناجائز نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸: اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کی برابر دہنی جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، دو

---

1 ...... یعنی ضائع۔

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۳۴۷ ـ ۳۴۹.

3 ...... المرجع السابق، ص۳۶۷.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۶۸.

مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں، برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، دو سے زائد کا امام کی برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: دو مقتدی ہیں ایک مرد اور ایک لڑکا تو دونوں پیچھے کھڑے ہوں، اگر اکیلی عورت مقتدی ہے تو پیچھے کھڑی ہو، زیادہ عورتیں ہوں جب بھی یہی حکم ہے، دو مقتدی ہوں ایک مرد ایک عورت تو مرد برابر کھڑا ہو اور عورت پیچھے، دو مرد ہوں ایک عورت تو مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں اور عورت ان کے پیچھے۔[2] (عالمگیری، بحر)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص امام کی برابر کھڑا ہو اور پیچھے صف ہے، تو مکروہ ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: امام کی برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ ہو یعنی اس کے پاؤں کا گٹا اُس کے گِٹے سے آگے نہ ہو، سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں، تو اگر امام کی برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہٰذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے، مگر پاؤں کا گِٹا گِٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ اُنگلیاں امام سے آگے ہیں جب بھی حرج نہیں، جب کہ گِٹا آگے نہ ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو قدم کی محاذات معتبر نہیں، بلکہ شرط یہ ہے کہ اس کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا قدم امام سے آگے ہو، خواہ امام رکوع و سجود سے پڑھتا ہو یا اشارے سے، بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر اور اگر امام کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو سر کی محاذات نہیں لی جائے گی، بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مقتدی اگر ایک قدم پر کھڑا ہے تو محاذات میں اسی قدم کا اعتبار ہے اور دونوں پاؤں پر کھڑا ہوا اگر ایک برابر ہے اور ایک پیچھے، تو صحیح ہے اور ایک برابر ہے اور ایک آگے، تو نماز صحیح نہ ہونا چاہیے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص امام کی برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اس مقتدی کی برابر کھڑا ہو جائے یا وہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے نے اس کو کھینچا، خواہ تکبیر کے بعد یا پہلے یہ سب صورتیں جائز ہیں، جو

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٧٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٨.
و "البحرالرائق"، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ج١، ص٦١٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٧٠.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: إذا صلى الشافعي... إلخ، ج٢، ص٣٦٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: إذا صلى الشافعي... إلخ، ج٢، ص٣٦٩.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب: إذا صلى الشافعي... إلخ، ج٢، ص٣٧٠.

ہو سکے کرے اور سب ممکن ہیں تو اختیار ہے، مگر مقتدی جبکہ ایک ہو تو اس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا، اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا اس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اس کی مانوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی اور حکم شرع بجالانے کے لیے ہو، کچھ حرج نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: مرد اور بچے اور خنثیٰ[2] اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: صفیں مل کر کھڑی ہوں کہ بیچ میں کشادگی نہ رہ جائے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: امام کو چاہیے کہ وسط میں کھڑا ہو، اگر دہنی یا بائیں جانب کھڑا ہوا، تو خلافِ سنت کیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مردوں کی پہلی صف کہ امام سے قریب ہے، دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہذا القیاس۔[6] (عالمگیری) مقتدی کے لیے افضل جگہ یہ ہے کہ امام سے قریب ہو اور دونوں طرف برابر ہوں، تو دہنی طرف افضل ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: صف مقدم کا افضل ہونا، غیر جنازہ میں ہے اور جنازہ میں آخر صف افضل ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اس کو چیر کر جائے اور اس خالی جگہ میں کھڑا ہو، اس کے لیے حدیث میں فرمایا: کہ ''جو صف میں کشادگی دیکھ کر اسے بند کر دے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔''[10] (عالمگیری) اور یہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل الاساءة... إلخ، ج٢، ص ٣٧٠، وغيره.

2 ...... ہیجڑا۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٧٧.

4 ...... المرجع السابق، ص ٣٧١.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٩.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٧٢-٣٨٤.

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب: هل اساءة دون الكراهة او افحش منها؟، ج٢، ص ٣٧١.

10 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٩.
و "مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب صلة الصفوف سدّ الفرج، الحديث: ٢٥٠٣، ج٢، ص٢٥١.

وہاں ہے، جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔

مسئلہ ۲۲: صحن مسجد میں جگہ ہوتے ہوئے بالا خانہ پر اقتدا کرنا مکروہ ہے، یوہیں صف میں جگہ ہوتے ہوئے صف کے پیچھے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی۔اس کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی اس قابل ہو کہ اس سے جماع ہو سکے، اگرچہ نابالغہ ہو اور مشتہات میں سن کا اعتبار نہیں نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی، جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں، تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلہ میں مشتہاۃ ہے وہ عورت اگر اس کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی، (۲) کوئی چیز اُنگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو، نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے، نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو، (۳) رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو، اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی، (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو یعنی عورت نے اس کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی امام کی، اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو تو اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہوگی، مکروہ ہوگی، (۵) ادا میں مشترک ہو کہ اس میں مرد اس کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں، حقیقۃً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے، نہ حقیقۃً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے، (۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں اگر جہت بدل جائے، جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا مونھ ہے اور دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظّمہ میں پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی، (۷) عورت عاقلہ ہو، مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی، (۸) امام نے اِمامت زناں[2] کی نیّت کر لی ہو، اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر اِمامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں، (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے یعنی بقدر تین تسبیح کے، (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں، (۱۱) مرد عاقِل بالغ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری وغیرہا)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٧٤.

2 ...... یعنی عورتوں کی امامت۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج١، ص٨٩.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأوّل، ج٢، ص٣٧٨ ـ ٣٨٦.

مسئلہ ۲۴: مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آکر برابر کھڑی ہوگئی اور اس نے اِمامت عورت کی نیت بھی کر لی ہے، مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا مگر نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی مرد کی نہیں، یو ہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کر دیا اور نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: خنثیٰ مشکل کی محاذات مفسد نماز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: امرد خوبصورت مشتہی کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مفسد نماز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: مقتدی کی چار قسمیں ہیں:

(۱) مدرک۔

(۲) لاحق۔

(۳) مسبوق۔

(۴) لاحق مسبوق۔

مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے تشہد تک امام کے ساتھ پڑھی، اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

لاحق وہ کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدا کی مگر بعد اقتدا اس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں، خواہ عذر سے فوت ہوں، جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع سجود کرنے نہ پایا، یا نماز میں اسے حدث ہوگیا یا مقیم نے مسافر کے پیچھے اقتدا کی یا نماز خوف میں پہلے گروہ کو جو رکعت امام کے ساتھ نہ ملی، خواہ بلا عذر فوت ہوں، جیسے امام سے پہلے رکوع سجود کر لیا پھر اس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت، اس کی پہلی رکعت ہوگی اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔

مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔

لاحق مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔[4]

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأوّل، ج٢، ص٣٨٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ج١، ص٩٠.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٣٨٦.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في احكام المسبوق... إلخ، ج٢، ص٤١٤.

مسئلہ ۲۸: لاحق مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا، تو اس میں نہ قراءت کرے گا، نہ سہو سے سجدۂ سہو کرے گا اور اگر مسافر تھا تو نماز میں نیتِ اقامت سے اس کا فرض متغیر نہ ہوگا کہ دو سے چار ہو جائے اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا، یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے، پھر جب امام فارغ ہو جائے تو اپنی پڑھے، مثلاً اس کو حدث ہوا اور وضو کر کے آیا، تو امام کو قعدۂ اخیرہ میں پایا تو یہ قعدہ میں شریک نہ ہوگا، بلکہ جہاں سے باقی ہے، وہاں سے پڑھنا شروع کرے، اس کے بعد اگر امام کو پالے تو ساتھ ہو جائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہولیا، پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی، تو ہوگئی، مگر گنہگار رہوا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: تیسری رکعت میں سوگیا اور چوتھی میں جاگا، تو اسے حکم ہے کہ پہلے تیسری بلاقراءت پڑھے، پھر اگر امام کو چوتھی میں پائے تو ساتھ ہو لے، ورنہ اُسے بھی بلاقراءت تنہا پڑھے اور ایسا نہ کیا بلکہ چوتھی امام کے ساتھ پڑھ لی، پھر بعد میں تیسری پڑھی، تو ہوگئی اور گنہگار رہوا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: مسبوق کے احکام ان امور میں لاحق کے خلاف ہیں کہ پہلے امام کے ساتھ ہو لے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قراءت کرے گا اور اس میں سہو ہو تو سجدۂ سہو کرے گا اور نیت اقامت سے فرض متغیر ہوگا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی، اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قراءت کر رہا تھا یا امام رکوع میں تھا اور یہ ثنا پڑھتا تو اسے رکوع نہ ملتا، یا امام قعدہ میں تھا، غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب پڑھے اور قراءت سے پہلے تعوذ پڑھے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۲: مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی، تو نماز فاسد ہوگئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: مسبوق نے امام کو قعدہ میں پایا، تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدہ میں جائے۔[6] (عالمگیری) رکوع وسجود میں پائے، جب بھی یوہیں کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج٢، ص٤١٦.
2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج٢، ص٤١٦.
3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج٢، ص٤١٦.
4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص٤١٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج١، ص٩١.
5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج٢، ص٤١٧.
6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج١، ص٩١.

اور حدِ رکوع تک پہنچ گیا، تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۴: مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اوّل قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین یا چار رکعت والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جواب پڑھتا ہے، دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت فاتحہ وسورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے اور اگر واجب یعنی فاتحہ یا سورت ملانا ترک کیا تو اگر عمداً ہے اعادہ واجب ہے اور سہواً ہو تو سجدۂ سہو، پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کردے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کردے، دو ملی ہیں دو جاتی رہیں تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا، نماز نہ ہوئی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: چار باتوں میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے۔

(۱) اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی، مگر امام اسے اپنا خلیفہ بنا سکتا ہے مگر خلیفہ ہونے کے بعد سلام نہ پھیرے گا، اس کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا۔

(۲) بالاجماع تکبیرات تشریق کہے گا۔

(۳) اگر نئے سرے سے نماز پڑھنے اور اس نماز کے قطع کرنے کی نیت سے تکبیر کہی، تو نماز قطع ہو جائے گی، بخلاف منفرد کے کہ اس کی نماز قطع نہ ہوگی۔

(۴) اپنی فوت شدہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور امام کو سجدۂ سہو کرنا ہے، اگرچہ اس کی اقتدا کے پہلے ترک واجب ہوا ہو تو اُسے حکم ہے کہ لوٹ آئے، اگر اپنی رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور نہ لوٹا تو آخر میں یہ دو سجدۂ سہو کرے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے، بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدۂ سہو نہیں کرنا ہے، مگر جب کہ وقت میں تنگی ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مسبوق کھڑا ہو گیا تو اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جو کچھ اس سے پہلے ادا کر چکا اس کا شمار نہیں، مثلاً امام کے قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یہ قراءت سے فارغ ہو گیا تو یہ قراءت کافی نہیں اور نماز نہ ہوئی اور بعد میں بھی بقدر ضرورت پڑھ لیا تو ہو جائے گی اور اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۴۱۸، وغيره .

2...... المرجع السابق.

3...... المرجع السابق، ص۴۱۹.

جو ارکان ادا کر چکا ان کا اعتبار ہوگا، مگر بغیر ضرورت سلام سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، پھر اگر امام کے سلام سے پہلے فوت شدہ ادا کرلی اور سلام میں امام کا شریک ہوگیا تو بھی صحیح ہوجائے گی اور قعدہ اور تشہد میں متابعت کرے گا تو فاسد ہوجائے گی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: امام کے سلام سے پہلے مسبوق کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہوگیا، مثلاً سلام کے انتظار میں خوف حدث ہو، یا فجر و جمعہ وعیدین کے وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے یا وہ مسبوق معذور ہے اور وقت نماز ختم ہونے کا گمان ہے یا موزہ پر مسح کیا ہے اور مسح کی مدت پوری ہوجائے گی، تو ان سب صورتوں میں کراہت نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۹: اگر امام سے نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا اور مسبوق کے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا، تو اس میں مسبوق کو امام کی متابعت فرض ہے، اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز ہی نہ ہوئی اور اگر اس صورت میں رکعت پوری کر کے مسبوق نے سجدہ بھی کرلیا ہے تو مطلقاً نماز نہ ہوگی، اگرچہ امام کی متابعت کرے اگر امام کو سجدۂ سہو یا تلاوت کرنا ہے اور اس نے اپنی رکعت کا سجدہ کرلیا تو اگر متابعت کرے گا، فاسد ہوجائے گی ورنہ نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا، یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے، نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا، تو اگر امام کے ذرا بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو لازم ہے اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا پھر گمان کر کے کہ نماز فاسد ہوگئی، نئے سرے سے پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا، تو اب فاسد ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: امام قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کے لیے اُٹھا، اگر مسبوق امام کی قصداً متابعت کرے، نماز جاتی رہے گی اور اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہ کیا تھا، تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کرلے گا، فاسد نہ ہوگی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: امام نے سجدۂ سہو کیا مسبوق نے اس کی متابعت کی جیسا کہ اسے حکم ہے، پھر معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو نہ تھا، مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۴۲۰.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج۲ص۴۲۱.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فيما لو أتى بالركوع... إلخ، ج۲، ص۴۲۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج۱، ص۹۱.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۲، ص۴۲۲.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۴: دو مسبوقوں نے ایک ہی رکعت میں امام کی اقتدا کی، پھر جب اپنی پڑھنے لگے تو ایک کو اپنی رکعتیں یاد نہ رہیں، دوسرے کو دیکھ دیکھ کر جتنی اس نے پڑھی، اس نے بھی پڑھی، اگر اس کی اقتدا کی نیت نہ کی ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے ان کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور ان میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے، ان کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے، وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے، مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا پھر دو رکعتوں میں سوتا رہ گیا، تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قراءت ادا کرے، صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے، اس میں متابعت کرے، پھر وہ فوت شدہ مع قراءت پڑھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۶: دو رکعتوں میں سوتا رہا اور ایک میں شک ہے کہ امام کے ساتھ پڑھی ہے یا نہیں، تو اس کو آخر نماز میں پڑھے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: قعدۂ اُولیٰ میں امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور بعض مقتدی تشہد پڑھنا بھول گئے، وہ بھی امام کے ساتھ کھڑے ہو گئے، تو جس نے تشہد نہیں پڑھا تھا وہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر امام کی متابعت کرے، اگرچہ رکعت فوت ہو جائے۔[4] (عالمگیری) رکوع یا سجدہ سے امام کے پہلے مقتدی نے سر اوٹھا لیا، تو اسے لوٹنا واجب ہے اور یہ دو رکوع، دو سجدے نہیں ہوں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: امام نے طویل سجدہ کیا، مقتدی نے سر اوٹھایا اور یہ خیال کیا کہ امام دوسرے سجدہ میں ہے اس نے بھی اس کے ساتھ سجدہ کیا، تو اگر سجدۂ اُولیٰ کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی یا ثانیہ اور متابعت کی نیت کی تو اُولیٰ ہوا اور اگر صرف ثانیہ کی نیت کی تو ثانیہ ہوا پھر اگر وہ اسی سجدے میں تھا کہ امام نے بھی سجدہ کیا اور مشارکت ہوگئی تو جائز ہے اور امام کے دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے اگر اس نے سر اوٹھا لیا تو جائز نہ ہوا اور اس پر اس سجدہ کا اعادہ ضروری ہے، اگر اعادہ نہ کرے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔[6] (عالمگیری)

1...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ، ج۲، ص۴۱۹.

2...... المرجع السابق، ص۴۱٦.

3...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج۱، ص۹۳.

4...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰.

5...... المرجع السابق.

6...... المرجع السابق.

مسئلہ ۴۹: مقتدی نے سجدہ میں طُول کیا یہاں تک کہ امام پہلے سجدہ سے سر اُٹھا کر دوسرے میں گیا، اب مقتدی نے سر اوٹھایا اور یہ گمان کیا کہ امام ابھی پہلے ہی سجدے میں ہے اور سجدہ کیا تو یہ دوسرا سجدہ ہوگا، اگرچہ صرف پہلے ہی سجدہ کی نیت کی ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔

(۱) تکبیرات عیدین۔

(۲) قعدۂ اُولیٰ۔

(۳) سجدۂ تلاوت۔

(۴) سجدۂ سہو۔

(۵) قنوت جب کہ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔[2] (عالمگیری، صغیری) مگر قعدۂ اُولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اس کے ترک میں متابعت امام کی نہ کرے بلکہ اسے بتائے، تاکہ وہ واپس آئے، اگر واپس آ گیا فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی، بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔

مسئلہ ۵۱: چار چیزیں وہ ہیں کہ امام کرے تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں۔

(۱) نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔

(۲) تکبیرات عیدین میں اقوال صحابہ پر زیادتی کی۔

(۳) جنازہ میں پانچ تکبیریں کہیں۔

(۴) پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو گیا، پھر اس صورت میں اگر قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے، اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے، اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی، اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔[3] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲: نو چیزیں ہیں کہ امام اگر نہ کرے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے، بلکہ بجالائے۔

(۱) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اُٹھانا۔

(۲) ثنا پڑھنا، جبکہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔

(۳) رکوع۔

(۴) سجود کی تکبیرات و

(۵) تسبیحات۔

(۶) تسمیع۔

(۷) تشہد پڑھنا۔

(۸) سلام پھیرنا۔

(۹) تکبیرات تشریق۔[1] (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۵۳: مقتدی نے سب رکعتوں میں امام سے پہلے رکوع سجود کرلیا، تو ایک رکعت بعد کو بغیر قراءت پڑھے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہوگیا، مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہوا، مقتدی کہتے ہیں تین پڑھیں امام کہتا ہے چار پڑھیں تو اگر امام کو یقین ہو، اعادہ نہ کرے، ورنہ کرے اور اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہوا تو امام جس طرف ہے اس کا قول لیا جائے گا۔ ایک شخص کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک کو چار کا اور باقی مقتدیوں اور امام کو شک ہے تو ان لوگوں پر کچھ نہیں اور جسے کمی کا یقین ہے اعادہ کرے اور امام کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک شخص کو پوری ہونے کا یقین ہے تو امام و قوم اعادہ کریں اور اس یقین کرنے والے پر اعادہ نہیں، ایک شخص کو کمی کا یقین ہے اور امام و جماعت کو شک ہے تو اگر وقت باقی ہے اعادہ کریں، ورنہ ان کے ذمہ کچھ نہیں۔ ہاں اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔[4] (عالمگیری)

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السادس، ج۲، ص۹۰.

2...... المرجع السابق. 3...... المرجع السابق.

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل السابع، ج۱، ص۹۳.

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

ابو داود اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب کوئی نماز میں بے وضو ہو جائے، تو ناک پکڑ لے اور چلا جائے۔'' (1)

ابن ماجہ و دار قطنی کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''جس کو قے آئے یا نکسیر ٹوٹے یا مذی نکلے، تو چلا جائے اور وضو کر کے اسی پر بنا کرے، بشرطیکہ کلام نہ کیا ہو۔'' (2)

اور بہت سے صحابۂ کرام مثلاً صدیق اکبر و فاروقِ اعظم و مولیٰ علی و عبداللہ بن عمر و سلمان فارسی اور تابعین عظام مثلاً علقمہ و طاؤس و سالم بن عبداللہ و سعید بن جبیر و شعبی و ابراہیم نخعی و عطا و مکحول و سعید بن المسیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے۔

احکام فقہیہ: نماز میں جس کا وضو جاتا رہے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد سلام سے پہلے، تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے، اس کو بنا کہتے ہیں، مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں، اس حکم میں عورت مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (3) (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱: جس رکن میں حدث واقع ہو، اُس کا اعادہ کرے۔ (4) (عالمگیری)

مسئلہ ۲: بنا کے لیے تیرہ (۱۳) شرطیں ہیں، اگر ان میں ایک شرط بھی معدوم (5) ہو، بنا جائز نہیں۔

(۱) حدث مُوجبِ وُضو ہو۔

(۲) اُس کا وجود نادر نہ ہو۔

(۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی نہ وہ بندہ کے اختیار سے ہو نہ اس کا سبب۔

(۴) وہ حدث اس کے بدن سے ہو۔

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب استئذان المحدث للإمام، الحديث: ١١١٤، ج١، ص٤١٢.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات، باب ماجاء في البناء على الصلاة، الحديث: ١٢٢١، ج٢، ص٦٩.

3 ...... "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ج١، ص ٦٤٢ ـ ٦٥٣.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٣.

5 ...... یعنی نہ پائی گئی۔

(۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رکن ادا نہ کیا ہو۔

(۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو۔

(۷) نہ چلتے میں رکن ادا کیا ہو۔

(۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی، نہ کیا ہو۔

(۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی، تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔

(۱۰) اس حدث سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔

(۱۱) حدث کے بعد صاحبِ ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔

(۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے، دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔

(۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو، جو لائق امامت نہیں۔[1] (درمختار، عالمگیری)

ان شرائط کی تفریعات

مسئلہ ۳: نماز میں موجب غسل پایا گیا، مثلاً تفکر وغیرہ سے انزال ہو گیا تو بنا نہیں ہوسکتی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴: اگر وہ حدث نادر الوجود ہو، جیسے قہقہہ و بے ہوشی و جنون، تو بنا نہیں کرسکتا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر وہ حدث سماوی نہ ہو، خواہ اس مُصلّی کی طرف سے ہو کہ قصداً اس نے اپنا وضو توڑ دیا (مثلاً بھر مونھ قے کردی یا نکسیر توڑ دی یا پھڑیا دبا دی کہ اس سے مواد بہا یا گھٹنے میں پُھڑیا تھی اور سجدہ میں گھٹنوں پر زور دیا کہ بہی) خواہ دوسرے کی طرف سے ہو، مثلاً کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا دبا دی اور خون بہ گیا یا چھت سے اس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا، وہ پتھر خود بخود گرا یا کسی کے چلنے سے، تو ان سب صورتوں میں سرے سے پڑھے، بنا نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر درخت سے پھل گرا جس سے یہ زخمی ہو گیا اور خون بہا یا پاؤں میں کانٹا چُبھا یا سجدہ میں پیشانی میں چُبھا اور خون بہا یا بھڑ نے کاٹا اور خون بہا، تو بنا نہیں ہوسکتی۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۲.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج۱، ص۹۳، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج۱، ص۹۳، ۹۴.

4 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۴.

مسئلہ ۶: بلا اختیار بھر مونھ قے ہوئی تو بنا کرسکتا ہے اور قصداً کی تو بنا نہیں کرسکتا، نماز میں سو گیا اور حدث واقع ہوا اور دیر کے بعد بیدار ہوا تو بنا کرسکتا ہے اور بیداری میں توقف کیا، نماز فاسد ہوگئی، چھینک یا کھانسی سے ہوا خارج ہوگئی یا قطرہ آ گیا، تو بنا نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: کسی نے اس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اس کا بدن یا کپڑا ایک درم سے زیادہ نجس ہوگیا، تو اُسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کرسکتا اور اگر اُسی حدث کے سبب نجس ہوا تو بنا کرسکتا ہے اور اگر خارج وحدث دونوں سے ہے، تو بنا نہیں ہوسکتی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کپڑا ناپاک ہوگیا، دوسرا پاک کپڑا موجود ہے کہ فوراً بدل سکتا ہے، تو اگر فوراً بدل لیا ہوگئی اور دوسرا کپڑا نہیں کہ بدلے یا اسی حالت میں ایک رکن ادا کیا یا وقفہ کیا، نماز فاسد ہوگئی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا اور بہ نیت ادائے رکن سر اُٹھایا یعنی رکوع سے **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** اور سجدہ سے اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھا، یا وضو کے لیے جانے یا واپسی میں قراءت کی، نماز فاسد ہوگئی بنا نہیں کرسکتا، **سُبْحَانَ اللّٰہِ** یا **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ** کہا، تو بنا میں حرج نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: حدث سماوی کے بعد قصداً حدث کیا، تو اب بنا نہیں ہوسکتی۔[5] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے، اسے چھوڑ کر دور جگہ گیا بنا نہیں کرسکتا یوہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا یا پیا، تو بنا نہیں ہوسکتی۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: وضو کے لیے کوئیں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہوسکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: وضو کرنے میں ستر کھل گیا یا بضرورت ستر کھولا، مثلاً عورت نے وضو کے لیے کلائی کھولی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور بلاضرورت ستر کھولا تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً عورت نے وضو کے لیے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں، تو نماز گئی۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٣ ـ ٩٤، وغيره.

2 ...... المرجع السابق، ص٩٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص٩٤.

5 ...... المرجع السابق، ص٩٣. و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٣.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٤.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: کوآں نزدیک ہے، مگر پانی بھرنا پڑے گا اور رکھا ہوا پانی دُور ہے، تو اگر پانی بھر کر وضو کیا تو سرے سے پڑھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: نماز میں حدث ہوا اور اس کا گھر حوض کی بہ نسبت قریب ہے اور گھر میں پانی موجود ہے، مگر حوض پر وضو کے لیے گیا اور اگر حوض و مکان میں دوصف سے کم فاصلہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی اور زیادہ فاصلہ ہو تو فاسد ہوگئی اور اگر گھر میں پانی ہونا یاد نہ رہا اور اس کی عادت بھی حوض سے وضو کی ہے، تو بنا کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حدث کے بعد وضو کے لیے گھر گیا، دروازہ بند پایا اسے کھولا اور وضو کیا، اگر چور کا خوف ہو تو واپسی میں بند کردے، ورنہ کھلا چھوڑ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: وضو کرنے میں سُنن و مستحبات کے ساتھ وضو کرے، البتہ اگر تین تین بار کی جگہ چار چار بار دھویا تو سرے سے پڑھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: حوض میں جو جگہ زیادہ نزدیک ہو وہاں وضو کرے، بلا عذر اسے چھوڑ کر دوسری جگہ دوصف سے زائد ہٹا نماز فاسد ہوگئی اور وہاں بھیڑ تھی، تو فاسد نہ ہوئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر وضو میں مسح بھول گیا تو جب تک نماز میں کھڑا نہ ہوا جا کر مسح کر آئے اور نماز میں کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو سرے سے پڑھے۔ اور اگر وہاں کپڑا بھول آیا تھا اور جا کر اٹھا لیا تو سرے سے پڑھے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مسجد میں پانی ہے، اس سے وضو کر کے ایک ہاتھ سے برتن نماز کی جگہ اٹھا لایا تو بنا کرسکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔ یوہیں برتن سے لوٹے میں پانی لے کر ایک ہاتھ سے اٹھایا تو بنا کرسکتا ہے، دونوں ہاتھ سے اٹھایا، تو نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: موزہ پر مسح کیا تھا، نماز میں حدث ہوا، وضو کے لیے گیا، اثنائے وضو میں مسح کی مدت ختم ہوگئی یا تیمّم

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج١، ص٩٤.

2 ...... المرجع السابق، ص٩٤-٩٥.

3 ...... المرجع السابق، ص٩٥.

4 ...... المرجع السابق، ص٩٤.

5 ...... المرجع السابق، ص٩٥.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹی پر مسح کیا تھا، حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹی کھل گئی، تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کرسکتا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: بے وضو ہو جانے کا گمان کر کے مسجد سے نکل گیا، اب معلوم ہوا کہ وضو نہ گیا تھا تو سرے سے پڑھے اور مسجد سے باہر نہ ہوا تھا تو مابقی[2] پڑھ لے۔[3] (ہدایہ) عورت کو ایسا گمان ہوا، تو مُصلّے سے ہٹتے ہی نماز فاسد ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: اگر یہ گمان ہوا کہ بے وضو شروع ہی کی تھی یا موزے پر مسح کیا تھا اور گمان ہوا کہ مدت ختم ہوگئی یا صاحبِ ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی یا تیمّم کیا تھا اور سراب[5] پر نظر پڑی اور اُسے پانی گمان کیا، یا کپڑے پر رنگ دیکھا اور اسے نجاست گمان کیا، ان سب صورتوں میں نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے، تو نماز فاسد ہوگئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رکوع یا سجدہ میں حدث ہوا، اگر ادا کے ارادہ سے سر اٹھایا، نماز باطل ہوگئی، اس پر بنا نہیں کرسکتا۔[7] (درمختار)

خلیفہ کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: نماز میں امام کو حدث ہوا تو ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں، دوسرے کو خلیفہ کرسکتا ہے (اس کو استخلاف کہتے ہیں) اگرچہ وہ نماز نمازِ جنازہ ہو۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۲: جس موقع پر بنا جائز ہے وہاں استخلاف صحیح ہے اور جہاں بنا صحیح نہیں استخلاف بھی صحیح نہیں۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو شخص اس محدث کا امام ہوسکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہوسکتا ہے اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں ہوسکتا۔[10] (عالمگیری)

1...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، ج۱، ص۹۵.

2...... یعنی جو بقیہ نماز رہ گئی ہو۔

3...... "الھدایة"، کتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة، ج۱، ص۶۰.

4...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۷.

5...... یعنی ریتلی زمین کی وہ چمک جس پر چاند سورج کی چمک سے پانی کا دھوکہ ہوتا ہے۔

6...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۷.

7...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۴۳.

8...... المرجع السابق، ص۴۲۵.

9...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹۵.

10...... المرجع السابق.

مسئلہ۴: جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کر کے (کہ لوگ نکسیر گمان کریں) پیٹھ جُھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے، خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۵: میدان میں نماز ہو رہی ہے، تو جب تک صفوں سے باہر نہ گیا، خلیفہ بنا سکتا ہے اور مسجد میں ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہو، استخلاف ہوسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۶: مسجد کے باہر تک برابر صفیں ہیں، امام نے مسجد میں سے کسی کو خلیفہ نہ بنایا، بلکہ باہر والے کو خلیفہ بنایا یہ استخلاف صحیح نہ ہوا قوم اور امام سب کی نمازیں گئیں اور آگے بڑھ گیا، تو اس وقت تک خلیفہ بنا سکتا ہے کہ سُترہ یا موضع سجود سے متجاوز نہ ہوا ہو۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۷: مکان اور چھوٹی عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہیں، بڑی مسجد اور بڑا مکان اور بڑی عیدگاہ میدان کے حکم میں ہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم نے بنا دیا، یا خود ہی امام کی جگہ پر نیت امامت کر کے کھڑا ہو گیا تو یہ خلیفہ امام ہو گیا اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہوگا جب تک نیت امامت نہ کرے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۹: مسجد و میدان میں خلیفہ بنانے کے لیے جو حد مقرر کی گئی ہے، اس سے ابھی متجاوز نہ ہوا نہ خود کوئی خلیفہ بنا، نہ جماعت نے کسی کو بنایا تو امام کی امامت قائم ہے، یہاں تک کہ اس وقت بھی اگر اس کی اقتدا کوئی شخص کر لے، تو ہوسکتی ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: امام کو حدث ہوا پچھلی صف میں سے کسی کو خلیفہ کر کے مسجد سے باہر ہو گیا، اگر خلیفہ نے فوراً ہی امامت کی نیت کر لی تو جتنے مقتدی اس خلیفہ سے آگے ہیں، سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں، اس صف میں جو داہنے بائیں ہیں یا اس صف سے پیچھے ان کی اور امام اوّل کی فاسد نہ ہوئی اور اگر خلیفہ نے یہ نیت کی کہ امام کی جگہ پہنچ کر امام ہو جاؤں گا اور امام کی جگہ پر پہنچنے سے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٥.

3 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٥.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

پہلے امام باہر ہوگیا تو سب کی نمازیں فاسد ہوگئیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: امام کے لیے اَولیٰ یہ ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے، بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اسے چاہیے کہ قبول نہ کرے اور قبول کرلیا، تو ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مسبوق کو خلیفہ بنا ہی دیا تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے، مسبوق وہیں سے شروع کرے، رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کیا باقی ہے، لہٰذا امام اسے اشارے سے بتا دے، مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک اُنگلی سے اشارہ کرے دو ہوں، تو دو سے رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ کے لیے پیشانی پر، قراءت کے لیے مونھ پر، سجدۂ تلاوت کے لیے پیشانی و زبان پر، سجدۂ سہو کے لیے سینہ پر رکھے اور اگر اس مسبوق کو معلوم ہو، تو اشارے کی کچھ حاجت نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدا کی پھر امام کو حدث ہوا اور اسے خلیفہ کیا اور اسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی ہے اور کیا باقی ہے، تو یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مسبوق کو خلیفہ کیا، تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو مقدم کردے، کہ وہ سلام پھیرے۔[5] (عالمگیری، وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: چار یا تین رکعت والی میں اس مسبوق کو خلیفہ کیا، جس کو دو رکعتیں نہ ملی تھیں، تو اس خلیفہ پر دو قعدے فرض ہیں، ایک امام کا قعدۂ اخیرہ اور ایک اس کا خود اور اگر امام نے اشارہ کردیا کہ پہلی رکعتوں میں قراءت نہ کی تھی، چار رکعت والی نماز میں، چاروں میں اس پر قراءت فرض ہے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۶: مسبوق نے امام کی نماز پوری کرنے کے بعد قہقہہ لگایا، یا قصداً حدث کیا، یا کلام کیا، یا مسجد سے باہر ہوگیا، تو خود اس کی نماز جاتی رہی اور قوم کی ہوگئی۔ رہا امام اوّل، وہ اگر ارکانِ نماز سے فارغ ہوگیا ہے، تو اس کی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۷.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹٦.

3 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج۲، ص۴۲۵.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹٦.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج۱، ص۹٦، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشرية، ج۲، ص۴۴۱.

بھی ہوگئی، ورنہ گئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: لاحق کو خلیفہ بنایا تو اُسے حکم ہے کہ جماعت کی طرف اشارہ کرے کہ اپنے حال پر سب لوگ رہیں، یہاں تک کہ جو اس کے ذمہ ہے، اسے پورا کر کے نماز امام کی تکمیل کرے اور اگر پہلے امام کی نماز پوری کر دی، تو جب سلام کا موقع آئے کسی کو سلام پھیرنے کے لیے خلیفہ بنائے اور خود اپنی پوری کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: امام نے ایک کو خلیفہ بنایا اور اس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کر دیا، تو اگر امام کے مسجد سے باہر ہونے اور خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے یہ ہوا تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: تنہا نماز پڑھ رہا تھا، حدث واقع ہوا اور ابھی مسجد سے باہر نہ ہوا کہ کسی نے اس کی اقتدا کی، تو یہ مقتدی خلیفہ ہو گیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: مسافروں نے مسافر کی اقتدا کی اور امام کو حدث ہوا، اُس نے مقیم کو خلیفہ کیا، مسافروں پر چار رکعتیں پوری کرنا لازم نہیں۔ اور خلیفہ کو چاہیے کہ کسی مسافر کو مقدم کردے کہ وہ سلام پھیرے اور اگر مقتدیوں میں اور بھی مقیم تھے تو وہ تنہا تنہا دو دو رکعت بلا قراءت پڑھیں، اب اگر اس خلیفہ کی اقتدا کریں گے، تو ان سب کی نماز باطل ہوگئی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: امام کو جنون ہو گیا یا بے ہوشی طاری ہوئی یا قہقہہ لگایا یا کوئی موجب غسل پایا گیا، مثلاً سو گیا اور احتلام ہوا، یا تفکر کرنے یا شہوت کے ساتھ نظر کرنے یا چھونے سے منی نکلی، تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی، سرے سے پڑھے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: اگر شدّت سے پاخانہ پیشاب معلوم ہوا کہ نماز پوری نہیں کر سکتا، تو استخلاف جائز نہیں۔ یوہیں اگر پیٹ میں درد شدید ہوا کہ کھڑا نہیں رہ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، استخلاف جائز نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر شرم یا رعب کی وجہ سے قراءت سے عاجز ہے، تو استخلاف جائز ہے اور بالکل نسیان ہو گیا تو

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس في الحدث في الصلاة، فصل في الاستخلاف، ج١، ص٩٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص٩٦-٩٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، المسائل الاثنا عشرية، ج٢، ص٤٤١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٩.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٣٠.

ناجائز۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: امام کو حدث ہوا اور کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے ابھی نماز پوری نہیں کی ہے کہ امام وضو سے فارغ ہو گیا تو اس پر واجب ہے کہ واپس آئے، یعنی اتنا قریب ہو جائے کہ اقتدا ہو سکے اور خلیفہ پوری کر چکا ہے، تو اسے اختیار ہے کہ وہیں پوری کرے یا موضع اقتدا میں آئے۔ یوہیں منفرد کو اختیار ہے اور مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: نماز میں امام کا انتقال ہو گیا، اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں تو مقتدیوں کی نماز باطل ہوگئی، سرے سے پڑھنا ضروری ہے۔[3] (ردالمحتار)

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''نماز میں آدمیوں کا کوئی کلام درست نہیں وہ تو نہیں مگر تسبیح و تکبیر و قراءت قرآن۔'' [4]

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نماز میں ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو سلام کیا کرتے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جواب دیتے، جب نجاشی کے یہاں سے ہم واپس ہوئے، سلام عرض کیا، جواب نہ دیا، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم سلام کرتے تھے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جواب دیتے تھے (اب کیا بات ہے کہ جواب نہ ملا؟) فرمایا: ''نماز میں مشغولی ہے۔'' [5]

اور ابوداود کی روایت میں ہے فرمایا: کہ ''اللہ عزوجل اپنا حکم جو چاہتا ہے، ظاہر فرماتا ہے اور جو ظاہر فرمایا ہے، اس میں سے یہ ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو، اس کے بعد سلام کا جواب دیا'' اور فرمایا: ''نماز قراءت قرآن اور ذکر خدا کے لیے ہے، تو جب تم نماز میں ہو تو تمہاری یہی شان ہونی چاہیے۔'' [6]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٢٩.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستخلاف، ج٢، ص٤٣٣.

3 ...... "ردالمحتار"

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب تحريم الكلام في الصلاة... إلخ، الحديث: ٥٣٧، ص٢٧٢.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مناقب الأنصار، باب هجرة الحبشة، الحديث: ٣٨٧٥، ج٢، ص٥٨١.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ردالسلام في الصلاة، الحديث: ٩٢٤، ج١، ص٣٤٨.

حدیث ۳: امام احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''دو سیاہ چیزیں، سانپ اور بچھو کو نماز میں قتل کرو۔'' [1]

احکام فقہیّہ

احکام فقہیہ: کلام مفسد نماز ہے، عمداً ہو یا خطاءً یا سہواً، سوتے میں ہو، یا بیداری میں اپنی خوشی سے کلام کیا، یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا، یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قراءت وغیرہ اذکارِ نماز کہنا چاہتا تھا، غلطی سے زبان سے کوئی بات نکل گئی اور سہو کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۱: کلام میں قلیل و کثیر کا فرق نہیں اور یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے ہو یا نہیں، مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا، مقتدی نے بتانے کو کہا بیٹھ جا، یا ہوں کہا، نماز جاتی رہی۔ [3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲: قصداً کلام سے اسی وقت نماز فاسد ہوگی جب بقدر تشہد نہ بیٹھ چکا ہو اور بیٹھ چکا ہے تو نماز پوری ہوگئی، البتہ مکروہ تحریمی ہوئی۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۳: کلام وہی مفسد ہے، جس میں اتنی آواز ہو کہ کم از کم وہ خود سُن سکے، اگر کوئی مانع نہ ہو اور اگر اتنی آواز بھی نہ ہو بلکہ صرف تصحیح حروف ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو حرج نہیں اور قصداً پھیرا، تو نماز جاتی رہی۔ [6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: کسی شخص کو سلام کیا، عمداً ہو یا سہواً، نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ بھول کر السّلام کہا تھا کہ یاد آیا سلام کرنا نہ چاہیے اور سکوت کیا۔ [7] (عالمگیری)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب العمل في الصلاة، الحديث: ٩٢١، ج١، ص٣٤٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاةوما يكره فيها، ج٢، ص٤٤٥-٤٤٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٤٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٤٩. وغيره

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

مسئلہ ٦: مسبوق نے یہ خیال کرکے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے سلام پھیر دیا، نماز فاسد ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ٧: عشا کی نماز میں یہ خیال کرکے کہ تراویح ہے، دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ یا ظہر کو جمعہ تصوّر کرکے دو رکعت پر سلام پھیرا، یا مقیم نے اپنے کو مسافر خیال کرکے دو رکعت پر سلام پھیرا، نماز فاسد ہوگئی، اس پر بنا بھی جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ٨: دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا، پھر یاد آیا تو نماز پوری کرکے سجدۂ سہو کرلے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ٩: زبان سے سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کرتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی، سلام کی نیت سے مصافحہ کرنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ١٠: مُصلّی سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی، اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا، نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ١١: کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کہا، نماز فاسد ہوگئی اور خود اسی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کرکے **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کہا، تو نماز فاسد نہ ہوئی اور کسی اور کو چھینک آئی اس مصلّی نے **اَلْحَمْدُلِلّٰہ** کہا، نماز نہ گئی اور جواب کی نیت سے کہا، تو جاتی رہی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ١٢: نماز میں چھینک آئی کسی دوسرے نے **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کہا اور اس نے جواب میں کہا آمین، نماز فاسد ہوگئی۔[7]

مسئلہ ١٣: نماز میں چھینک آئے، تو سکوت کرے اور الحمدللہ کہہ لیا تو بھی نماز میں حرج نہیں اور اگر اس وقت حمد نہ کی تو فارغ ہو کر کہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ١٤: خوشی کی خبر سن کر جواب میں الحمدللہ کہا، نماز فاسد ہوگئی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ نماز میں ہے، تو فاسد نہ ہوئی، یوہیں کوئی چیز تعجب خیز دیکھ کر بقصد جواب **سُبْحَانَ اللّٰہ** یا **لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ**

1- ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

2- ...... المرجع السابق.

3- ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

4- ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٥٠.

5- ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٨.

6- ...... المرجع السابق.

7- ...... المرجع السابق.

8- ...... المرجع السابق.

یا اَللّٰہُ اَکْبَر کہا، نماز فاسد ہوگئی، ورنہ نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے، زور سے الحمدللہ یا اللہ اکبر، یا سبحان اللہ پڑھا، نماز فاسد نہ ہوئی۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۱۶: بُری خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہا، یا الفاظ قرآن سے کسی کو جواب دیا، نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی نے پوچھا، کیا خدا کے سوا دوسرا خدا ہے؟ اس نے جواب دیا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ، یا پوچھا تیرے کیا کیا مال ہیں؟ اس نے جواب میں کہا ﴿ اَلْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ ﴾[3] یا پوچھا کہاں سے آئے؟ کہا ﴿ وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِیْدٍ ﴾[4] یوہیں اگر کسی کو الفاظ قرآن سے مخاطب کیا، مثلاً اس کا نام یحییٰ ہے، اس سے کہا ﴿ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ ﴾[5] موسیٰ نام ہے، اس سے کہا ﴿ وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی ﴾[6] نماز فاسد ہوگئی۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اللہ عزوجل کا نام مبارک سُن کر جل جلالہ کہا، یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سُن کر درود پڑھا، یا امام کی قراءت سُن کر صَدَقَ اللّٰہ وَصَدَقَ رَسُوْلُـہ کہا، تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی، جب کہ بقصد جواب کہا ہو اور اگر جواب میں نہ کہا تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر اذان کا جواب دیا، نماز فاسد ہوجائے گی۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: شیطان کا ذکر سُن کر اس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی، دفع وسوسہ کے لیے لَا حَـوْلَ پڑھی، اگر امور دنیا کے لیے ہے، نماز فاسد ہوجائے گی اور امور آخرت کے لیے، تو نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: چاند دیکھ کر رَبِّـی وَرَبُّکَ اللّٰـہ کہا، یا بخار وغیرہ کی وجہ سے کچھ قرآن پڑھ کر دم کیا، نماز فاسد ہوگئی بیمار نے اٹھتے بیٹھتے تکلیف اور درد پر بسم اللہ کہی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔[10] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: کوئی عبارت بوزن شعر کہ قرآن مجید میں بترتیب پائی جاتی ہے، بہ نیت شعر پڑھی نماز فاسد ہوگئی، جیسے ﴿ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ ﴾[11] اور اگر نماز میں شعر موزوں کیا، مگر زبان سے کچھ نہ کہا، تو اگرچہ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٩.

2 ...... "غنية المتملي"، كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ص٤٤٩.

3 ...... پ١٤، النحل: ٨. 4 ...... پ١٧، الحج: ٤٥. 5 ...... پ١٦، مريم: ١٢.

6 ...... پ١٦، طه: ١٧. 7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٥٨.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦٠.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦٠.

10 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع في ما يفسد الصلاة... إلخ، الفصل الأول، ج١، ص٩٩.

11 ...... پ٢٩، المرسلت: ٢ ـ ١.

نماز فاسد نہ ہوئی، مگر گنہگار رہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: نماز میں زبان پر نعم یا ارے یا ہاں جاری ہوگیا، اگر یہ لفظ کہنے کا عادی ہے، فاسد ہوگئی ورنہ نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مصلّی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: اگر لقمہ دینے کی نیت سے نہیں پڑھا، بلکہ تلاوت کی نیت سے تو حرج نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسد نماز ہے، البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا، اس کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں، ہاں اگر مقتدی نے دوسرے سے سُن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا، تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے، تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔ یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے، بشرطیکہ اس کا وصل مفسد نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے۔[8]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٢، وغيره .

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦١، وغيره .

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦١.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب المواضع التى لا يجب... إلخ، ج٢، ص٤٦٢.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص٩٩.

(عالمگیری، ردالمحتار) مگر وہ غلطی اگر ایسی ہے، جس میں فساد معنی تھا تو اصلاح نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے، تو گئی۔

مسئلہ ۲۸: لقمہ دینے والے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے۔[1] (عالمگیری) بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔

مسئلہ ۲۹: ایسی دعا جس کا سوال بندے سے نہیں کیا جاسکتا جائز ہے، مثلاً **اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ** اور جس کا سوال بندوں سے کیا جاسکتا ہے، مفسد نماز ہے، مثلاً **اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْنِیْ یا اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِیْ** .[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: آہ، اوہ، اُف، تف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حرف پیدا ہوئے، ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی، یو ہیں چھینک کھانسی جماہی ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں، معاف ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: جنت و دوزخ کی یاد میں اگر یہ الفاظ کہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور ارے، نعم، ہاں، زبان سے نکلا کوئی حرج نہیں، کہ یہ خشوع کے باعث ہے اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا، تو نماز جاتی رہی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے مفسد نہیں، مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر دو حرف پیدا ہوں، جیسے اف، تف، تو مفسد ہے۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۳۵: کھنکارنے میں جب دو حرف ظاہر ہوں، جیسے اح مفسد نماز ہے، جب کہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو، مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے، مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہوگئی ہے اس لیے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج ١، ص ٩٩.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج ١، ص ١٠٠.

3 ...... المرجع السابق، ص ١٠١، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع التى لا يجب فيها ردالسلام، ج ٢، ص ٤٥٥.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٤٥٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "غنية المتملي"، كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ص ٤٥١.

کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو، تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳۶: نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے، یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہو اسے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے، ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہے، تو حرج نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: کسی کاغذ پر قرآن مجید لکھا ہوا دیکھا اور اسے سمجھا نماز میں نقصان نہ آیا، یوہیں اگر فقہ کی کتاب دیکھی اور سمجھی نماز فاسد نہ ہوئی، خواہ سمجھنے کے لیے اسے دیکھا یا نہیں، ہاں اگر قصداً دیکھا اور بقصد سمجھا تو مکروہ ہے اور بلا قصد ہوا تو مکروہ بھی نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار) یہی حکم ہر تحریر کا ہے اور جب غیر دینی ہو تو کراہت زیادہ۔

مسئلہ ۳۸: صرف توارت یا انجیل کو نماز میں پڑھا تو نماز نہ ہوئی، قرآن پڑھنا جانتا ہو یا نہیں۔[4] (عالمگیری) اور اگر بقدر حاجت قرآن پڑھ لیا اور کچھ آیات توارت وانجیل کی، جن میں ذکرِ الٰہی ہے پڑھیں، تو حرج نہیں مگر نہ چاہیے۔

مسئلہ ۳۹: عملِ کثیر کہ نہ اعمالِ نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز فاسد کر دیتا ہے، عملِ قلیل مفسد نہیں، جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عملِ کثیر ہے اور اگر دُور سے دیکھنے والے کو شبہہ وشک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں، تو عملِ قلیل ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: کرتا یا پاجامہ پہنا یا تہبند باندھا، نماز جاتی رہی۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۴۱: ناپاک جگہ پر بغیر حائل کے سجدہ کیا نماز فاسد ہوگئی، اگرچہ اس سجدہ کو پاک جگہ پر اعادہ کرے۔[7] (درمختار) یوہیں ہاتھ یا گھٹنے سجدہ میں ناپاک جگہ پر رکھے، نماز فاسد ہوگئی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: ستر کھولے ہوئے یا بقدر مانع نجاست کے ساتھ پورا رکن ادا کرنا، یا تین تسبیح کا وقت گزر جانا، مفسد نماز

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢، ص٤٥٥، وغيره.
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦٣.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠١. و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٩.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠١.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٤، وغيره.
6. ...... "غنية المتملي"، كتاب الصلاة، مفسدات الصلاة، ص٤٥٢.
7. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٦.
8. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، و مطلب في التشبه باهل الكتاب، ج٢، ص٤٦٦.

ہے۔ یوہیں بھیڑ کی وجہ سے اتنی دیر تک عورتوں کی صف میں پڑ گیا، یا امام سے آگے ہو گیا، نماز جاتی رہی۔[1] (درمختار وغیرہ) اور قصداً ستر کھولنا مطلقاً مفسد نماز ہے، اگرچہ معاً[2] ڈھانک لے، اس میں وقفہ کی بھی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۳: دو کپڑے ملا کر سیے ہوں ان میں استر[3] ناپاک ہے اور ابرا[4] پاک، تو ابرے کی طرف بھی نماز نہیں ہو سکتی، جب کہ نجاست بقدر مانع مواضع سجود میں ہو اور سِلے نہ ہوں تو ابرے پر جائز ہے، جب کہ اتنا باریک نہ ہو کہ استر چمکتا ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: نجس زمین پر مٹی چونا خوب بچھا دیا، اب اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور اگر معمولی طرح سے خاک چھڑک دی ہے کہ نجاست کی بُو آتی ہے، تو ناجائز ہے جب کہ مواضع سجود پر نجاست ہو۔[6] (منیہ)

مسئلہ ۴۵: نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے، قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اگر تل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اُس کے مونھ میں گرا اور اس نے نگل لیا، نماز جاتی رہی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے نماز فاسد نہ ہوئی مکروہ ہوئی اور چنے برابر ہے تو فاسد ہوگئی۔ دانتوں سے خون نکلا، اگر تھوک غالب ہے تو نگلنے سے فاسد نہ ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔[8] (درمختار، عالمگیری) غلبہ کی علامت یہ ہے کہ حلق میں خون کا مزہ محسوس ہو، نماز اور روزہ توڑنے میں مزے کا اعتبار ہے اور وضو توڑنے میں رنگ کا۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٧. وغيره

2 ...... فوراً۔

3 ...... نیچے کی تہ۔ 4 ...... اوپر کی تہ۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، و مطلب في التشبه باهل الكتاب، ج٢، ص٤٦٧.

6 ...... "منية المصلي"، حكم ما اذا كان تحت قدمى المصلي نجس، ص١٧٠.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب المواضع التى لا يجب... إلخ، ج٢، ص٤٦٢.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٦٢.
''کافی'' اور ''فتح القدیر'' کی تحقیق یہ ہے کہ اگر حلق میں اس کا مزہ محسوس ہو تو مطلقاً نماز فاسد ہوگئی اور یہی حکم روزہ کا ہے اور یہ قول باقوت معلوم ہوتا ہے اور احتیاط ضروری ہے۔۱۲ منہ

مسئلہ ۴۷: نماز سے پیشتر[1] کوئی چیز میٹھی کھائی تھی اس کے اجزا نگل لیے تھے، صرف لعاب دہن میں کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا، اُس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ مونھ میں شکر وغیرہ ہو کہ گھل کر حلق میں پہنچتی ہے، نماز فاسد ہوگئی۔ گوند مونھ میں ہے اگر چبایا اور بعض اجزا حلق سے اتر گئے، نماز جاتی رہی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۸: سینہ کو قبلہ سے پھیرنا مفسد نماز ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو یعنی جب کہ اتنا پھیرے کہ سینہ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس (۴۵) درجے ہٹ جائے اور اگر عذر سے ہو تو مفسد نہیں، مثلاً حدث کا گمان ہوا اور مونھ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مسجد سے اگر خارج نہ ہوا ہو، نماز فاسد نہ ہوگی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: قبلہ کی طرف ایک صف کی قدر چلا، پھر ایک رکن کی قدر ٹھہر گیا، پھر چلا پھر ٹھہرا، اگر چہ متعدد بار ہو جب تک مکان نہ بدلے، نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً مسجد سے باہر ہو جائے یا میدان میں نماز ہو رہی تھی اور یہ شخص صُفوف سے متجاوز ہو گیا کہ یہ دونوں صورتیں مکان بدلنے کی ہیں اور ان میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یوہیں اگر ایک دم دو صف کی قدر چلا، نماز فاسد ہوگئی۔[4] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: صحرا میں اگر اس کے آگے صفیں نہ ہوں بلکہ یہ امام ہے اور موضع سجود سے متجاوز ہوا، تو اگر اتنا آگے بڑھا جتنا اس کے اور سب سے قریب والی صف کے درمیان فاصلہ تھا تو فاسد نہ ہوئی اور اس سے زیادہ ہٹا تو فاسد ہوگئی اور اگر منفرد ہے تو موضع سجود کا اعتبار ہے یعنی اتنا ہی فاصلہ آگے پیچھے دہنے بائیں کہ اس سے زیادہ ہٹنے میں نماز جاتی رہے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی کو چوپایہ نے ایک دم بقدر تین قدم کے کھینچ لیا یا ڈھکیل دیا، تو نماز فاسد ہوگئی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: ایک نماز سے دوسری کی طرف تکبیر کہہ کر منتقل ہوا، پہلی نماز فاسد ہوگئی، مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا عصر یا نفل کی نیت سے اللہ اکبر کہا ظہر کی نماز جاتی رہی پھر اگر صاحبِ ترتیب ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو عصر کی بھی نہ ہوگی، بلکہ دونوں

---

1 ...... پہلے۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج۱، ص۱۰۲.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج۲، ص۴٦۸.
و "الفتاوى الرضوية (الجديدة)"، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج٦، ص۷۵، وغيرهما.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ج۲، ص۴٦۸.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التشبه باهل الكتاب، ج۲، ص۴٦۹.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۴۷۰.

صورتوں میں نفل ہے، ورنہ عصر کی نیت ہے تو عصر اور نفل کی نیت ہے تو نفل۔ یوہیں اگر تنہا نماز پڑھتا تھا اب اقتدا کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا مقتدی تھا اور تنہا پڑھنے کی نیت سے اللہ اکبر کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ یوہیں اگر نماز جنازہ پڑھ رہا تھا اور دوسرا جنازہ لایا گیا دونوں کی نیت سے اللہ اکبر کہا یا دوسرے کی نیت سے تو دوسرے جنازہ کی نماز شروع ہوئی اور پہلے کی فاسد ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچہ نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا، نماز جاتی رہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: عورت نماز میں تھی، مرد نے بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا، نماز جاتی رہی اور مرد نماز میں تھا اور عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی، جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔ [3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: داڑھی یا سر میں تیل لگایا یا کنگھا کیا یا سرمہ لگایا نماز جاتی رہی، ہاں اگر ہاتھ میں تیل لگا ہوا ہے اس کو سر یا بدن میں کسی جگہ پونچھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔[4] (منیہ، غنیہ)

مسئلہ ۵۶: کسی آدمی کو نماز پڑھتے میں طمانچہ یا کوڑا مارا نماز جاتی رہی اور جانور پر سوار نماز پڑھ رہا تھا دو ایک بار ہاتھ یا ایڑی سے ہانکنے میں نماز فاسد نہ ہوگی، تین بار پے در پے کرے گا تو جاتی رہے گی۔ ایک پاؤں سے ایڑ لگائی اگر پے در پے تین بار ہو نماز جاتی رہی ورنہ نہیں اور دونوں پاؤں سے لگائی تو فاسد ہوگئی، لیکن اگر آہستہ پاؤں ہلائے کہ دوسرے کو بغور دیکھنے سے پتہ چلے، تو فاسد نہ ہوئی۔[5] (منیہ، غنیہ)

مسئلہ ۵۷: گھوڑے کو چابک سے راستہ بتایا اور مارا بھی، نماز فاسد ہوگئی، نماز پڑھتے میں گھوڑے پر سوار ہو گیا، نماز جاتی رہی اور سواری پر نماز پڑھ رہا تھا اتر آیا، فاسد نہ ہوئی۔[6] (منیہ، قاضی خاں)

مسئلہ ۵۸: تین کلمے اس طرح لکھنا کہ حروف ظاہر ہوں، نماز کو فاسد کرتا ہے اور اگر حرف ظاہر نہ ہوں، مثلاً پانی پر یا ہوا میں لکھا تو عبث ہے، نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔[7] (غنیہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٦٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في المشي في الصلاة، ج٢، ص٤٧٠.

4 ...... "منية المصلي"، بيان مفسدات الصلاة، ص٤١٤، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٢.

5 ...... "منية المصلي"، بيان مفسدات الصلاة، ص٤١٥، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٣.

6 ...... "منية المصلي"، المرجع السابق، و "الفتاوى الخانية"، كتاب الصلاة، فصل فيما يفسد الصلاة، ج١، ص٦٤.

7 ...... "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٤.

مسئلہ۵۹: نماز پڑھنے والے کو اٹھالیا پھر وہیں رکھ دیا، اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا، نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کو اٹھا کر سواری پر رکھ دیا، نماز جاتی رہی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۶۰: موت وجنون و بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے، اگر وقت میں افاقہ ہوا تو ادا کرے، ورنہ قضا بشرطیکہ ایک دن رات سے متجاوز نہ ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶۱: قصداً وضو توڑا یا کوئی موجب غسل پایا گیا یا کسی رکن کو ترک کیا، جبکہ اس نماز میں اس کو ادا نہ کرلیا ہو، یا بلاعذر شرط کو ترک کیا، یا مقتدی نے امام سے پہلے رکن ادا کرلیا اور امام کے ساتھ یا بعد میں پھر اس کو ادا نہ کیا، یہاں تک کہ امام کیساتھ سلام پھیر دیا، یا مسبوق نے فوت شدہ رکعت کا سجدہ کر کے امام کے سجدۂ سہو میں متابعت کی، یا قعدۂ اخیرہ کے بعد سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت یاد آیا اور اس کے ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا، یا کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کا اعادہ نہ کیا، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۶۲: سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی حاجت ہو، ورنہ جاتی رہے گی، مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہوجائے۔[4] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ۶۳: سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے، کہ سامنے سے گزرے اور ایذا دینے کا خوف ہو اور اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مکروہ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۶۴: پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار میں مارا نماز جاتی رہی اور پے در پے نہ ہو، تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ۶۵: موزہ کشادہ ہے اسے اتارنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور موزہ پہننے سے نماز جاتی رہے گی۔[7] (عالمگیری)

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في المشى في الصلاة، ج٢، ص٤٧٢.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٢. وغيره

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

6...... المرجع السابق، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٨.

7......"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

مسئلہ ٦٦: گھوڑے کے مونھ میں لگام دی یا اس پر کاٹھی کسی یا کاٹھی اتار دی نماز جاتی رہی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ٦٧: ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کر ہاتھ ہٹالیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹالیا وعلیٰ ہذا اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔[2] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ٦٨: تکبیرات انتقال میں اللّٰه یا اکبر کے الف کو دراز کیا آللّٰه یا آکبر کہا یا بے کے بعد الف بڑھایا اکبار کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔[3] (درمختار وغیرہ) قراءت یا اذکارِ نماز میں ایسی غلطی جس سے معنی فاسد ہو جائیں، نماز فاسد کر دیتی ہے، اس کے متعلق مفصّل بیان گزر چکا۔

مسئلہ ٦٩: نمازی کے آگے سے بلکہ موضع سجود[4] سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا، خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کُتّا ہو یا گدھا۔[5] (عامۂ کتب)

مسئلہ ٧٠: مصلّی کے آگے سے گزرنا بہت سخت گناہ ہے۔

حدیث میں فرمایا: کہ ''اس میں جو کچھ گناہ ہے، اگر گزرنے والا جانتا تو چالیس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا''، راوی کہتے ہیں: ''میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔''[6] یہ حدیث صحاح ستہ میں ابی جہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی اور بزار کی روایت میں چالیس برس[7] کی تصریح ہے۔ اور

ابن ماجہ کی روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی جانتا کہ اپنے بھائی کے سامنے نماز میں آڑے ہو کر گزرنے میں کیا ہے؟ تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔''[8]

امام مالک نے روایت کیا کہ کعب احبار فرماتے ہیں: ''نمازی کے سامنے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؟ تو زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔''[9]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، النوع الثاني، ج١، ص١٠٣.

2 ...... المرجع السابق، ص١٠٤، و "غنية المتملي"، مفسدات الصلاة، ص٤٤٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة ويكره فيها، ج٢، ص٤٧٣، وغيره.

4 ...... موضع سجود سے کیا مراد ہے یہ آگے مذکور ہوگا۔ ١٢ منہ

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٠.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب منع المارين يدى المصلي، الحديث: ٥٠٧، ص٢٦٠.

7 ...... "مسند البزار"، مسند زيد بن خالد الجهني رضى اللّٰه تعالىٰ عنه، الحديث: ٣٧٨٢، ج٩، ص٢٣٩.

8 ...... "سنن ابن ماجه"، ابواب اقامة الصلوات و السنة فيها، باب المرور بين يدي المصلي، الحديث: ٩٤٦، ج١، ص٥٠٦.

9 ...... "الموطا"، كتاب قصر الصلاة في السفر، باب التشديد في ان يمر احد بين يدي المصلي، الحديث: ٣٧١، ج١، ص١٥٤.

امام مالک سے روایت صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ہے ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکّہ میں دیکھا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابطح میں چمڑے کے ایک سُرخ قبہ کے اندر تشریف فرما ہیں اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے وضو کا پانی لیا اور لوگ جلدی جلدی اسے لے رہے ہیں جو اس میں سے کچھ پا جاتا اسے مونھ اور سینہ پر ملتا اور جو نہیں پاتا وہ کسی اور کے ہاتھ سے تری لے لیتا پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نیزہ نصب کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُرخ دھاری دار جوڑا پہنے تشریف لائے اور نیزہ کی طرف مونھ کر کے دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے آدمیوں اور چوپاؤں کو نیزے کے اُس طرف سے گزرتے دیکھا۔[1]

مسئلہ ۷۱: میدان اور بڑی مسجد میں مصلّی کے قدم سے موضع سجود تک گزرنا ناجائز ہے۔ موضع سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ کی طرف نظر کرے تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے وہ موضع سجود ہے اس کے درمیان سے گزرنا ناجائز ہے، مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوار قبلہ تک کہیں سے گزرنا جائز نہیں اگر سترہ نہ ہو۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: کوئی شخص بلندی پر پڑھ رہا ہے اس کے نیچے سے گزرنا بھی جائز نہیں، جبکہ گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو، چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی اتنی بلندی ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو، تو حرج نہیں۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۳: مصلّی کے آگے سے گھوڑے وغیرہ پر سوار ہو کر گزرا، اگر گزرنے والے کا پاؤں وغیرہ نیچے کا بدن مصلّی کے سر کے سامنے ہوا تو ممنوع ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۴: مصلّی کے آگے سُترہ ہو یعنی کوئی ایسی چیز جس سے آڑ ہو جائے، تو سُترہ کے بعد سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔[5] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۷۵: سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا[6] ہو۔[7] (درمختار ردالمحتار)

---

1. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصلاة، باب سترة المصلي و الندب إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٢٥٠ ـ(٥٠٣)، ص٢٥٧.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، ج٢، ص٤٧٩.
3. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص ٤٨٠.
4. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص ٤٨٠.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.
6. ...... یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں ہے: سنت یہ ہے کہ نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ ہو۔
7. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٤.

مسئلہ ۷۶: امام و منفرد جب صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں، جہاں سے لوگوں کے گزرنے کا اندیشہ ہو تو مستحب ہے کہ سُترہ گاڑیں اور سُترہ نزدیک ہونا چاہیے، سُترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنے یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور داہنے کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۷: اگر نصب کرنا ناممکن ہو تو وہ چیز لمبی لمبی رکھ دے اور اگر کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ رکھ سکے تو خط کھینچ دے خواہ طول میں ہو یا محراب کی مثل۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷۸: اگر سُترہ کے لیے کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے پاس کتاب یا کپڑا موجود ہے، تو اسی کو سامنے رکھ لے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: امام کا سُترہ مقتدی کے لیے بھی سُترہ ہے، اس کو جدید سُترہ کی حاجت نہیں، تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے، جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو حرج نہیں۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰: درخت اور جانور اور آدمی وغیرہ کا بھی سُترہ ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد گزرنے میں کچھ حرج نہیں۔[5] (غنیہ) مگر آدمی کو اس حالت میں سُترہ کیا جائے، جب کہ اس کی پیٹھ مصلّی کی طرف ہو کہ مصلّی کی طرف مونھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ ۸۱: سوار اگر مصلّی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے، تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ جانور کو مصلّی کے آگے کر لے اور اس طرف سے گزر جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: دو شخص برابر برابر امام کے آگے سے گزر گئے، تو مصلّی سے جو قریب ہے وہ گناہ گار ہوا اور دوسرے کے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٤ . وغيره

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤ .

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٥ .

ان دونوں صورتوں سے یہ مقصود نہیں کہ گزرنا جائز ہو جائیگا بلکہ اس لیے ہیں کہ نمازی کا خیال نہ بٹے۔۱۲

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٥ .

اس سے بھی وہی مقصود ہے کہ نمازی کا دل نہ بٹے ورنہ کتاب یا کپڑا رکھنے سے اس کے آگے سے گزرنا، جائز نہ ہوگا، ہاں اگر بلندی اتنی ہو جائے جو سترہ کے لیے درکار ہے، تو گزرنا بھی جائز ہو جائیگا۔۱۲ منہ

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٧، وغيره .

5 ...... "غنية المتملي"، فصل كراهية الصلاة، ص٣٦٧.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤ .

لیے یہی سُترہ ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۳: مصلّی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے تو اگر اس کے پاس کوئی چیز سُترہ کے قابل ہو تو اسے اس کے سامنے رکھ کر گزر جائے پھر اسے اٹھالے، اگر دو شخص گزرنا چاہتے ہیں اور سُترہ کو کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گزر جائے، پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گزر جائے، پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: اگر اس کے پاس عصا ہے مگر نصب نہیں کر سکتا، تو اسے کھڑا کر کے مصلّی کے آگے سے گزرنا جائز ہے، جب کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر گرنے سے پہلے گزر جائے۔

مسئلہ ۸۵: اگلی صف میں جگہ تھی، اسے خالی چھوڑ کر پیچھے کھڑا ہوا تو آنے والا شخص اس کی گردن پھلانگتا ہوا جا سکتا ہے، کہ اس نے اپنی حُرمت اپنے آپ کھوئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸۶: جب آنے جانے والوں کا اندیشہ نہ ہو نہ سامنے راستہ ہو تو سُترہ نہ قائم کرنے میں بھی حرج نہیں، پھر بھی اَولیٰ سُترہ قائم کرنا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸۷: نمازی کے سامنے سُترہ نہیں اور کوئی شخص گزرنا چاہتا ہے یا سُترہ ہے مگر وہ شخص مصلّی اور سُترہ کے درمیان سے گزرنا چاہتا ہے تو نمازی کو رخصت ہے کہ اسے گزرنے سے روکے، خواہ **سبحان اللّٰہ** کہے یا جہر کے ساتھ قراءت کرے یا ہاتھ، یا سر، یا آنکھ کے اشارے سے منع کرے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، مثلاً کپڑا پکڑ کر جھٹکنا یا مارنا، بلکہ اگر عملِ کثیر ہوگیا، تو نماز ہی جاتی رہی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۸: تسبیح و اشارہ دونوں کو بلا ضرورت جمع کرنا مکروہ ہے، عورت کے سامنے سے گزرے تو تصفیق سے منع کرے، یعنی دہنے ہاتھ کی انگلیاں بائیں کی پشت پر مارے اور اگر مرد نے تصفیق کی اور عورت نے تسبیح، تو بھی فاسد نہ ہوئی،

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الأول، ج١، ص١٠٤.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٣.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٣.

4 ...... المرجع السابق، ص٤٨٧.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٥.

مگر خلافِ سُنّت ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸۹: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اُس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گزر سکتے ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مکروهات کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔[3]

حدیث ۲: شرح سنہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کمر پر نماز میں ہاتھ رکھنا، جہنمیوں کی راحت ہے۔'' [4]

حدیث ۳: بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی روایت کرتے ہیں، کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نماز کے اندر اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا؟' فرمایا: یہ اُچک لینا ہے کہ بندہ کی نماز میں سے شیطان اُچک لے جاتا ہے۔'' [5]

حدیث ۴: امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم بافادۂ تصحیح ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو بندہ نماز میں ہے، اللہ عزوجل کی رحمتِ خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک اِدھر اُدھر نہ دیکھے، جب اس نے اپنا مونھ پھیرا، اس کی رحمت بھی پھر جاتی ہے۔'' [6]

حدیث ۵: امام احمد باسناد حسن و ابو یعلٰی روایت کرتے ہیں، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: ''مجھے میرے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ قوله... إلخ، ج٢، ص٤٨٢.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب كراهية الاختصار في الصلاة، الحديث: ٥٤٥، ص٢٧٦.
و "صحيح البخاري"، كتاب العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة، الحديث: ١٢١٩، ج١، ص٤١١.

4 ...... "شرح السنة"، كتاب الصلاة، باب كراهية الاختصار في الصلاة، الحديث: ٧٣١، ج٢، ص٣١٣.
یعنی یہ یہودیوں کا فعل ہے، کہ وہ جہنمی ہیں ورنہ جہنمیوں کے لیے جہنم میں کیا راحت۔ کذا فسره الائمة ۱۲ منہ

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الإلتفات في الصلاة، الحديث: ٧٥١، ج١، ص٢٦٥.

6 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الإمامة... إلخ، باب لايزال الله، مقبلاً على العبد مالم يلتفت... إلخ، الحديث: ٨٩٦، ج١، ص٥٠٤.

خلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین باتوں سے منع فرمایا، مُرغ کی طرح ٹھونگ مارنے اور کتّے کی طرح بیٹھنے اور اِدھر اُدھر لومڑی کی طرح دیکھنے سے۔'' (1)

حدیث ۶: بزار نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے اللہ عزوجل اپنی خاص رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اِدھر اُدھر دیکھتا ہے فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! کس کی طرف التفات کرتا ہے، کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے، جس کی طرف التفات کرتا ہے، پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے ایسا ہی فرماتا ہے، پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے، اللہ عزوجل اپنی اس خاص رحمت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔'' (2)

حدیث ۷: ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اے لڑکے! نماز میں التفات سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔'' (3)

حدیث ۸ تا ۱۲: بخاری و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: ''کیا حال ہے؟ اُن لوگوں کا جو نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں، اس سے باز رہیں یا ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔'' (4) اسی مضمون کے قریب قریب ابن عمر و ابو ہریرہ و ابوسعید خدری و جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایتیں کتب احادیث میں موجود ہیں۔

حدیث ۱۳: امام احمد و ابوداود و ترمذی بافادۂ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و ابن خزیمہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی تم میں نماز کو کھڑا ہو تو کنکری نہ چھوئے، کہ رحمت اس کے مواجہہ میں ہے۔'' (5)

حدیث ۱۴: صحاح ستہ میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''کنکری نہ چھو اور اگر تجھے ناچار کرنا ہی ہے تو ایک بار۔'' (6)

---

1 ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب ما ينهى عنه في الصلاة... إلخ، الحديث: ٢٤٢٥، ج٢، ص٢٣٢.

2 ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الصلاة، باب ينهى عنه في الصلاة... إلخ، الحديث: ٢٤٢٦، ج٢، ص٢٣٢.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ما ذكر في الإلتفات في الصلاة، الحديث: ٥٨٩، ج٢، ص١٠٢.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، الحديث: ٧٥٠، ج١، ص٢٦٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة... إلخ، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، الحديث: ٣٧٩، ج١، ص٣٩٠، عن أبي ذر رضى الله عنه.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب مسح الحصي في الصلاة، الحديث: ٩٤٦، ج١، ص٣٥٦.

حدیث ۱۵: صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے نماز میں کنکری چھونے کا سوال کیا؟ فرمایا: ''ایک بار اور اگر تُو اس سے بچے، تو یہ سو اونٹنیوں سیاہ آنکھ والیوں سے بہتر ہے۔'' (1)

حدیث ۱۶ و ۱۷: مسلم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب نماز میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے، کہ شیطان مونھ میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (2)

اور صحیح بخاری کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ فرماتے ہیں: ''جب نماز میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے روکے اور ھانہ کہے، کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان اس سے ہنستا ہے۔'' (3)

اور ترمذی و ابن ماجہ کی روایت انہیں سے ہے، اس کے بعد فرمایا: کہ ''مونھ پر ہاتھ رکھ دے۔'' (4)

حدیث ۱۸ و ۱۹: امام احمد و ابو داود و ترمذی و نسائی و دارمی کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے قصد سے نکلے، تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں نہ ڈالے کہ وہ نماز میں ہے۔'' (5) اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۲۰: صحیح بخاری میں شقیق سے مروی کہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا، جب اس نے نماز پڑھ لی، تو بُلایا اور کہا: ''تیری نماز نہ ہوئی۔'' راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ بھی کہا کہ اگر تو مرا تو فطرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر پر مرے گا۔ (6)

حدیث ۲۱ تا ۲۴: بخاری تاریخ میں اور ابن خزیمہ وغیرہ خالد بن ولید و عمرو بن عاص و یزید بن ابی سفیان و شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ملاحظہ فرمایا کہ رکوع تمام نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، حکم فرمایا: کہ ''پورا رکوع کرے اور فرمایا: یہ اگر اسی حالت میں مرا تو ملّت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیر

---

1 ...... "صحیح ابن خزیمہ"، أبواب الافعال المباحة في الصلاة، باب الرخصة في مسح الحصي في الصلاة مرة واحدة، الحديث: ٨٩٧، ج٢، ص٥٢.

2 ...... "صحیح مسلم"، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٥٩-(٢٩٩٥)، ص١٥٩٧.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس وجنوده، الحديث: ٣٢٨٩، ج٢، ص٤٠٢.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات... إلخ، باب ما يكره في الصلاة، الحديث: ٩٦٨، ج١، ص٥١٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية التشبيك... إلخ، الحديث: ٣٨٦، ج١، ص٣٩٦.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب اذا لم يتم الركوع، الحديث: ٧٩١، ٨٠٨، ص٢٧٧، ٢٨٤.

پرمرے گا، پھر فرمایا: جو رکوع پورا نہیں کرتا اور سجدہ میں ٹھونگ مارتا ہے، اس کی مثال اس بھوکے کی ہے کہ ایک دو کھجوریں کھالیتا ہے، جو کچھ کام نہیں دیتیں۔'' (1)

حدیث ۲۵: امام احمد ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''سب میں بُرا وہ چور ہے، جو اپنی نماز سے چراتا ہے، صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چُراتا ہے؟ فرمایا: کہ ''رکوع وسجود پورا نہیں کرتا۔'' (2)

حدیث ۲۶: امام مالک و احمد نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدود نازل ہونے سے پہلے صحابہ کرام سے فرمایا: کہ ''شرابی اور زانی اور چور کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ سب نے عرض کی، اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خوب جانتے ہیں، فرمایا: یہ بہت بُری باتیں ہیں اور ان میں سزا ہے اور سب میں بُری چوری وہ ہے کہ اپنی نماز سے چرائے۔ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! نماز سے کیسے چُرائے گا؟ فرمایا: یوں کہ رکوع و سجود تمام نہ کرے۔'' (3) اسی کے مثل دارمی کی روایت میں بھی ہے۔

حدیث ۲۷: امام احمد نے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: اللہ عزوجل بندہ کی اس نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا، جس میں رکوع و سجود کے درمیان پیٹھ سیدھی نہ کرے۔'' (4)

حدیث ۲۸: ابوداود و ترمذی باسناد حسن روایت کرتے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں دروں میں کھڑے ہونے سے بچتے تھے۔'' (5) دوسری روایت میں ہے ہم دھکا دے کر ہٹائے جاتے۔ (6)

حدیث ۲۹: ترمذی نے روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: ''ہمارا ایک غلام افلح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا، فرمایا: اے افلح! اپنا مونھ خاک آلود کر۔'' (7)

حدیث ۳۰: ابن ماجہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے

---

(1)...... "كنزالعمال"، كتاب الصلاة، الحديث: ٢٢٤٢٦، ج٨، ص٨٣.

(2)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الانصار، حديث أبي قتاده الانصارى، الحديث: ٢٢٧٠٥، ج٨، ص٣٨٦.

(3)...... "الموطا" لإمام مالك، كتاب قصد الصلاة في السفر، باب العمل في جامع الصلاة، الحديث: ٤١٠، ج١، ص١٦٤.

(4)...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث طلق بن على، الحديث: ١٦٢٨٣، ج٥، ص٤٩٢.

(5)...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، الحديث: ٢٢٩، ج١، ص٢٦٤.

(6)...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الصفوف بين السواري، الحديث: ٦٧٣، ج١، ص٢٦٧.

(7)...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية النفخ... إلخ، الحديث: ٣٨١، ج١، ص٣٩٢.

ہیں: ''جب تُو نماز میں ہو تو انگلیاں نہ چٹکا۔''[1] بلکہ ایک روایت میں ہے، جب مسجد میں انتظارِ نماز میں ہو اس وقت انگلیاں چٹکانے سے منع فرمایا۔[2]

حدیث ۳۱: صحاح ستّہ میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''مجھے حکم ہوا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں اور بال یا کپڑا نہ سمیٹوں۔''[3]

حدیث ۳۲: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، مونھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پنجے اور یہ حکم ہوا کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔''[4]

حدیث ۳۳: ابوداود و نسائی و دارمی عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کوّے کی طرح ٹھونک مارنے اور درندے کی طرح پاؤں بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا کہ مسجد میں کوئی شخص جگہ مقرر کرلے، جیسے اونٹ جگہ مقرر کر لیتا ہے۔''[5]

حدیث ۳۴: ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! میں اپنے لیے جو پسند کرتا ہوں تمھارے لیے پسند کرتا ہوں اور اپنے لیے جو مکروہ جانتا ہوں تمھارے لیے مکروہ جانتا ہوں۔ دونوں سجدوں کے درمیان اقعانہ کرنا۔''[6] (یعنی اس طرح نہ بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہوں اور گھٹنے کھڑے)۔

حدیث ۳۵: ابوداود اور حاکم نے مستدرک میں بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اس سے منع فرمایا کہ ''مرد صرف پاجامہ پہن کر نماز پڑھے اور چادر نہ اوڑھے۔''[7]

حدیث ۳۶: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں کوئی ایک کپڑا پہن کر اس طرح ہرگز نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔''[8]

1...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات... إلخ، باب مايكره في الصلاة، الحديث: ٩٦٥، ج١، ص٥١٤.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٤٩٣.

3...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب لا يكف ثوبه في الصلاة، الحديث: ٨١٦، ج١، ص٢٨٦.

4...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب السجود على الأنف، الحديث: ٨١٢، ج١، ص٢٨٥.

5...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع و السجود، الحديث: ٨٦٢، ج١، ص٣٢٨.

6...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في كراهية الإقعاء بين السجدتين، الحديث: ٢٨٢، ج١، ص٣٠٩.

7...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقا يتذربه، الحديث: ٦٣٦، ج١، ص٢٥٧.

8...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد، الحديث: ٣٥٩، ج١، ص١٤٥.

حدیث ۳۷: صحیح بخاری میں اونھیں سے مروی، فرماتے ہیں: ''جو ایک کپڑے میں نماز پڑھے، یعنی وہی چادر وہی تہبند ہو، تو اِدھر کا کنارہ اُدھر اور اُدھر کا اِدھر کرلے۔'' (1)

حدیث ۳۸: عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کی، کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نافع کو دو کپڑے پہننے کو دیے اور یہ اس وقت لڑکے تھے اس کے بعد مسجد میں گئے اور ان کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اس پر فرمایا: ''کیا تمھارے پاس دو کپڑے نہیں کہ انھیں پہنتے؟ عرض کی، ہاں ہیں۔ تو فرمایا: بتاؤ اگر مکان سے باہر تمہیں بھیجوں تو دونوں پہنو گے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: تو کیا اللہ عزوجل کے دربار کے لیے زینت زیادہ مناسب ہے یا آدمیوں کے لیے؟ عرض کی، اللہ (عزوجل) کے لئے۔'' (2)

حدیث ۳۹: امام احمد کی روایت ہے، کہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ ''ایک کپڑے میں نماز سُنت ہے یعنی جائز ہے، کہ ہم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے زمانہ میں ایسا کرتے اور ہم پر اس بارے میں عیب نہ لگایا جاتا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''یہ اس وقت ہے کہ کپڑوں میں کمی ہو اور جو اللہ تعالٰی نے وسعت دی ہو تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ پاکیزہ ہے۔'' (3)

حدیث ۴۰: ابوداود نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے، اسے اللہ (عزوجل) کی رحمت حل میں ہے، نہ حرم میں۔'' (4)

حدیث ۴۱: ابوداود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ ''ایک صاحب تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہے تھے، ارشاد فرمایا: جاؤ وضو کرو، وہ گئے اور وضو کر کے واپس آئے۔'' کسی نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! کیا ہوا کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے وضو کا حکم فرمایا؟ ارشاد فرمایا: ''وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور بے شک اللہ عزوجل اس شخص کی نماز نہیں قبول فرماتا، جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔'' (5) (یعنی اتنا نیچا کہ پاؤں کے گِٹے چھپ جائیں)۔ شیخ محقق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی لمعات میں فرماتے ہیں: کہ ''وضو کا حکم اس لیے دیا کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ یہ معصیت ہے کہ سب لوگوں کو بتا دیا تھا

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد... إلخ، الحديث: ٣٦٠، ج١، ص١٤٥.

2 ...... "المصنف" لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب ما يكفي الرجل من الثياب، الحديث: ١٣٩٢، ج١، ص٢٧٤.

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث المشايخ، الحديث: ٢١٣٣٤، ج٨، ص٦٠.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة، الحديث: ٦٣٧، ج١، ص٢٥٧.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة، الحديث: ٦٣٨، ج١، ص٢٥٧.

کہ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہ کے اسباب کا زائل کرنے والا۔'' [1]

حدیث ۴۲: ابوداود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھے تو دہنی طرف جوتیاں نہ رکھے اور بائیں طرف بھی نہیں کہ کسی اور کی دہنی جانب ہوں گی، مگر اس وقت کہ بائیں جانب کوئی نہ ہو، بلکہ جوتیاں دونوں پاؤں کے درمیان رکھے۔'' [2]

احکام فقہیّہ

احکام فقہیہ: (۱) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا، (۲) کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ، (۳) کپڑا لٹکانا، مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔[3] (عامۂ کتب)

مسئلہ۱: اگر کُرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے، بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دی، جب بھی یہی حکم ہے۔[4] (مستفاد من الدر)

مسئلہ۲: رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں، یہ ممنوع و مکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر، جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے، تو یہ بھی مکروہ ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳: (۴) کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی، یا (۵) دامن سمیٹے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے، خواہ پیشتر سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی۔[6] (درمختار)

---

1. ...... "لمعات"،
2. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه... إلخ، الحديث: ٦٥٤، ج١، ص٢٦٢.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥ ـ ١٠٦.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج٢، ص٤٨٨.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية، ج٢، ص٤٨٨.
6. ...... المرجع السابق، ص٤٩٠، و "الفتاوى الرضوية"، كتاب الصلاة، ج٧، ص٣٨٥.

مسئلہ ۴: (۶) شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت، یا (۷) غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔[1] حدیث میں ہے، ''جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلا جانا ہو، تو پہلے بیت الخلا کو جائے۔''[2] اس حدیث کو ترمذی نے عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ابوداود و نسائی و مالک نے بھی اس کے مثل روایت کی ہے۔

مسئلہ ۵: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر ان چیزوں کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے شروع ہی ممنوع و گناہ ہے، قضائے حاجت مقدم ہے، اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے، نماز پڑھ لے اور اگر اثنائے نماز[3] میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب اور اگر اسی طرح پڑھ لی، تو گناہ گار ہوا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: (۸) جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور نماز میں جوڑا باندھا، تو فاسد ہوگئی۔[5]

مسئلہ ۷: (۹) کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے، مگر جس وقت کہ پورے طور پر بروجہ سُنّت سجدہ ادا نہ ہوتا ہو، تو ایک بار کی اجازت ہے اور بچنا بہتر ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے، اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی حاجت پڑے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: (۱۰) اُنگلیاں چٹکانا، (۱۱) انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، مکروہ تحریمی ہے۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: نماز کے لیے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں اور اگر نہ نماز میں ہے، نہ توابع نماز میں تو کراہت نہیں، جب کہ کسی حاجت کے لیے ہوں۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: (۱۲) کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے۔[9] (درمختار)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الخشوع، ج۲، ص٤٩٢.
2...... "جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ماجاء إذا أقيمت الصلاة... إلخ، الحديث: ١٤٢، ج١، ص١٩٢.
3...... یعنی نماز کے دوران۔
4...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب في الخشوع، ج۲، ص٤٩٢.
5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج۲، ص٤٩٢.
6...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الخشوع، ج۲، ص٤٩٣.
7...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج۲، ص٤٩٣، وغيره.
8...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، ج۲، ص٤٩٣، وغيره.
9...... المرجع السابق، ص٤٩٤.

مسئلہ۱۱: (۱۳) اِدھر اُدھر مونھ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، کل چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر مونھ نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلاً حرج نہیں، (۱۴) نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ۱۲: (۱۵) تشہد یا سجدوں کے درمیان میں کُتّے کی طرح بیٹھنا، یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا، (۱۶) مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو بچھانا، (۱۷) کسی شخص کے مونھ کے سامنے نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ یوہیں دوسرے شخص کو مصلّی کی طرف مونھ کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، یعنی اگر مصلّی کی جانب سے ہو تو کراہت مصلّی پر ہے، ورنہ اس پر۔[1] (درمختار)

مسئلہ۱۳: اگر مصلّی اور اس شخص کے درمیان جس کا مونھ مصلّی کی طرف ہے، فاصلہ ہو جب بھی کراہت ہے، مگر جب کہ کوئی شے درمیان میں حائل ہو کہ قیام میں بھی سامنا نہ ہوتا ہو تو حرج نہیں اور اگر قیام میں مواجہہ ہو قعود میں نہ ہو، مثلاً دونوں کے درمیان میں ایک شخص مصلّی کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھ گیا کہ اس صورت میں قعود میں مواجہہ نہ ہوگا، مگر قیام میں ہوگا، تو اب بھی کراہت ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۴: (۱۸) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے، علاوہ نماز کے بھی بے ضرورت اس طرح کپڑے میں لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ سخت ممنوع ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۱۵: (۱۹) اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو،[4] مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔ (۲۰) یوہیں ناک اور مونھ کو چُھپانا، (۲۱) اور بے ضرورت کھنکار نکالنا، یہ سب مکروہ تحریمی ہیں۔[5] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج۲، ص۴۹۵۔۴۹۷.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج۲، ص۴۹۷.

3 ...... "مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، فصل في مكروهات الصلاة، ص۷۹،

4 ...... صدرالشریعہ، بدرالطریقہ، مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی "فتاویٰ امجدیہ" میں فرماتے ہیں: لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار رہتا ہے مگر تحقیق یہ ہے: کہ "اعتجار اس صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔"
("فتاویٰ امجدیہ"، كتاب الصوم، ج۱، ص۳۹۹).

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۵۱۱.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۶.

مسئلہ١٦: (٢٢) نماز میں بالقصد جماہی لینا مکروہ تحریمی ہے اور خود آئے تو حرج نہیں، مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ مونھ پر رکھ دے یا آستین سے مونھ چھپالے، قیام میں دہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔[1] (مراقی الفلاح)

فائدہ: انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، اس لیے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جماہی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ممکن ہو روکے۔''[2] اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں روایت کیا، بلکہ بعض روایتوں میں ہے، کہ ''شیطان مونھ میں گھس جاتا ہے۔''[3] بعض میں ہے، ''شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔''[4]

علماء فرماتے ہیں: کہ ''جو جماہی میں مونھ کھول دیتا ہے، شیطان اس کے مونھ میں تھوک دیتا ہے اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے، وہ شیطان کا قہقہہ ہے کہ اس کا مونھ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے، وہ شیطان کا تھوک ہے۔'' اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں، فوراً رُک جائے گی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ١٧: (٢٣) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا، مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا، ناجائز ہے۔ (٢٤) یوہیں مصلّی[6] کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق[7] ہو، یا (٢٥) محل سجود[8] میں ہو، کہ اس پر سجدہ واقع ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی (٢٦) یوہیں مصلّی کے آگے، یا (٢٧) داہنے، یا (٢٨) بائیں تصویر کا ہونا، مکروہ تحریمی ہے، (٢٩) اور پسِ پُشت[9] ہونا بھی مکروہ ہے، اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے دہنے بائیں معلق ہو، یا نصب ہو یا دیوار وغیرہ میں منقوش ہو، اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں، تو کراہت نہیں۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے، جیسے پہاڑ دریا وغیرہا کی، تو اس میں کچھ حرج نہیں۔[10] (عامۂ کتب)

1 ...... "مراقي الفلاح" شرح "نور الإيضاح"، كتاب الصلاة، فصل في مكروهات الصلاة، ص ٨٠.
2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٢٩٩٤، ص١٥٩٧.
3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد، باب تشميت العاطس... إلخ، الحديث: ٢٩٩٥، ص١٥٩٧.
4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب ما يستحب من العطاس... إلخ، الحديث: ٦٢٢٣، ج٤، ص١٦٢.
5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، ومطلب إذا تردد الحكم بين سنة... إلخ، ج٢، ص٤٩٨.
6 ...... نمازی۔
7 ...... آویزاں۔
8 ...... سجدے کی جگہ۔
9 ...... پیچھے۔
10 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٠٢ ـ ٥٠٤، وغيرهما.

مسئلہ ۱۸: اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو، مثلاً جوتیاں اُتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پر کہ زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو، تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں، نہ اس سے نماز میں کراہت آئے، جب کہ سجدہ اس پر نہ ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: جس تکیہ پر تصویر ہو، اسے منصوب[2] کرنا پڑا ہوا نہ رکھنا، اعزاز تصویر میں داخل ہوگا اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کردے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو، مگر کپڑوں سے چھپی ہو، یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو، یا آگے، پیچھے، دہنے، بائیں، اوپر، نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا پاؤں کے نیچے، یا بیٹھنے کی جگہ ہو، تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو، مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھوڈالا ہو، کراہت نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے ہنوز[6] جدا نہ ہوا، تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی، اس کی گردن پر سلائی کردی کہ مثل طوق کے بن گئی۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے، اگر آنکھ یا بھوں، ہاتھ، پاؤں جُدا کر لیے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو، تو نماز میں کراہت نہیں۔[9] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی، تو اب نماز

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٥٠٣، وغيره.

2 ...... یعنی کھڑا۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٥٠٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ٢، ص ٥٠٤.

6 ...... یعنی ابھی تک۔

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج ٢، ص ٥٠٤.

8 ...... المرجع السابق.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ٢، ص ٥٠٤.

مکروہ نہ ہوگی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت[2] میں نہ ہو، اس پر پردہ نہ ہو، تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے، مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے، جب تصویر مصلّی کے آگے قبلہ کو ہو، پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو، اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو، پھر وہ کہ پیچھے ہو دیوار یا پردہ پر۔[3] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: یہ احکام تو نماز کے ہیں، رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ ''جس گھر میں کُتّا ہو یا تصویر، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔'' [4] یعنی جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی تصویریں ہوں۔

مسئلہ ۲۸: روپے اشرفی اور دیگر سکّے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور ہمارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: یہ احکام تو تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت وضرورت وغیرہما مستثنٰی ہیں، رہا تصویر بنانا یا بنوانا، وہ بہر حال حرام ہے۔[6] (ردالمحتار) خواہ دستی[7] ہو یا عکسی[8]، دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۳۰: (۳۰) اُلٹا قرآن مجید پڑھنا، (۳۱) کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً رکوع وسجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا، یوہیں قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدہ کو چلا جانا، (۳۲) قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا، یا (۳۳) رکوع میں قراءت ختم کرنا، (۳۴) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود وغیرہ میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

مسئلہ ۳۱: (۳۵) صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کُرتا یا چادر موجود ہے، تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٤.

2 ...... یعنی ذلّت کی جگہ۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٣.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المغازي، الحديث: ٤٠٠٢، ج٣، ص١٩.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٦.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٦.

اس کے متعلق دیگر احکام انشاءاللہ تعالٰی کتاب الحظر میں مذکور ہونگے ۱۲۔

7 ...... یعنی ہاتھ کے ذریعہ۔

8 ...... یعنی فوٹو۔

دوسرا کپڑا نہیں، تو معافی ہے۔[1] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۳۲: (۳۶) امام کو کسی آنے والے کی خاطر نماز کا طول دینا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدنظر ہو اور اگر نماز پر اس کی اعانت کے لیے بقدر ایک دو تسبیح کے طول دیا تو کراہت نہیں۔[2] (عالمگیری) (۳۷) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہہ کر شامل ہوگیا، پھر صف میں داخل ہوا، یہ مکروہ تحریمی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: (۳۸) زمین مغصوب[4]، یا (۳۹) پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جُتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، (۴۰) قبر کا سامنے ہونا، اگر مصلّی وقبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔[5] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: (۴۱) کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں اور ظاہر کراہت تحریم۔[6] (بحر) بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: (۴۲) اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ظاہر تحریم۔[8] (۴۳) یوہیں انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا، اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے اور نیچے کرتا وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ یہاں تک تو وہ مکروہات بیان ہوئے جن کا مکروہ تحریمی ہونا کتب معتبرہ میں مذکور ہے، بلکہ اسی پر اعتماد کیا ہے، اب بعض دیگر مکروہات بیان کیے جاتے ہیں کہ ان میں اکثر کا مکروہ تنزیہی ہونا مصرح ہے اور بعض میں اختلاف ہے، مگر راجح تنزیہی ہے۔ (۱) سجدہ یا رکوع میں بلاضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، حدیث میں اسی کو مرغ کی سی ٹھونگ مارنا فرمایا، ہاں تنگی وقت یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں اور اگر مقتدی تین تسبیحیں نہ کہنے پایا تھا کہ امام نے سر اٹھالیا تو امام کا ساتھ دے۔

مسئلہ ۳۶: (۲) کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں ورنہ

---

1. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۶، و "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۴۸.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
4. یعنی ایسی زمین جس پر ناجائز قبضہ کیا ہو۔
5. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج۲، ص۵۴. و "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد و قبلة... إلخ، ج۵، ص۳۱۹.
6. "البحرالرائق"، كتاب الدعوى، ج۷، ص۳۶۴.
7. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب تكره الصلاة في الكنيسة، ج۲، ص۵۳.
8. الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز مکروہِ تنزیہی ہے، تفصیل کے لئے دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، ج۷، ص۳۵۸ تا ۳۶۰۔۔۔علمیہ

کراہت نہیں۔[1] (متون)

مسئلہ ۳۷: (۳) مونھ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا پڑھانا مکروہ ہے، جب کہ قراءت سے مانع نہ ہو اور اگر مانع قراءت ہو، مثلاً آواز ہی نہ نکلے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن کے نہ ہوں، تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: (۴) سُستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو یا گرمی معلوم ہوتی ہو، مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تحقیر نماز مقصود ہے، مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان[3] چیز نہیں جس کے لیے ٹوپی، عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور خشوع خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی، تو مستحب ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے، جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے، تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہو، تو نہ اٹھانا افضل ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: (۵) پیشانی سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے، جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبّر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضایقہ نہیں بلکہ چاہیے، تاکہ ریا نہ آنے پائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: یوہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پوچھنا، بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ مصلّی کے لیے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو، مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پونچھ لینا، زمین پر گرنے سے بہتر ہے اور اگر مسجد میں ہے تو ضرور ہے۔[8] (عالمگیری وغیرہ)

1...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج١، ص١٩٨.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريميّة و التنزيهيّة، ج٢، ص٤٩١.

3...... یعنی اہم۔

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في الكراهة التحريمية و التنزيهية، ج٢، ص٤٩١.

5...... المرجع السابق.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥.

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥.

8...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٥، وغيره.

مسئلہ ۴۳: (۶) نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے، نماز فرض ہو خواہ نفل اور دل میں شمار رکھنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا اور سب اُنگلیاں بطورِ مسنون اپنی جگہ پر ہوں، اس میں کچھ حرج نہیں، مگر خلافِ اَولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا اور زبان سے گننا مفسد نماز ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۴: نماز کے علاوہ انگلیوں پر شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض احادیث میں عقدِ انامل[2] کا حکم ہے اور یہ کہ اُنگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔[3] (ردالمحتار، حلیہ)

مسئلہ ۴۵: تسبیح رکھنے میں حرج نہیں، جب کہ ریا کے لیے نہ ہو۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: (۷) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، مکروہ ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۴۷: (۸) نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس نشست میں کوئی حرج نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: (۹) دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری) جب کہ دو ایک بار ہو۔[8] (مراقی الفلاح) یہ اس قول کی بنا پر کہ ایک رکن میں تین بار حرکت کو مفسد نماز کہا اور پنکھا جھلنا مفسد نماز ہے کہ دور سے دیکھنے والا سمجھے گا کہ نماز میں نہیں۔[9] (منتقی، ذخیرہ، محیط رضوی، طحطاوی علی مراقی الفلاح)

مسئلہ ۴۹: (۱۰) اسبال یعنی کپڑا حدِ معتاد سے بافراط دراز رکھنا منع ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز پڑھو تو لٹکتے کپڑے کو اٹھالو کہ اس میں سے جو شے زمین کو پہنچے گی، وہ نار میں ہے۔''[10] اس حدیث کو بُخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٧، وغيره.

2 ...... یعنی انگلیوں پر گننا۔

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج٢، ص٥٠٧.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ج٢، ص٥٠٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٩٧.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج٢، ص٤٩٨.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج١، ص١٠٧.

8 ...... "مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، فصل في مكروهات الصلاة، ص٨٠.

9 ...... "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص١٩٤.

10 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١١٦٧٧، ج١١، ص٢٠٨.

آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔

مسئلہ ۵۰: (۱۱) انگڑائی لینا (۱۲) اور بالقصد کھانسنا، یا (۱۳) کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر طبیعت دفع کر رہی ہے تو حرج نہیں (۱۴) اور نماز میں تھوکنا بھی مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں انگڑائی کو فرمایا ظاہراً مکروہ تنزیہی ہے۔[2]

مسئلہ ۵۱: (۱۵) صف میں منفرد[3] کو کھڑا ہونا مکروہ ہے، کہ قیام وقعود وغیرہ افعال لوگوں کے مخالف ادا کرے گا۔ (۱۶) یوہیں مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے، جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج نہیں اور اگر کسی کو صف میں سے کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو تو یہ بہتر ہے، مگر یہ خیال رہے کہ جس کو کھینچے وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ کہیں اس کے کھینچنے سے اپنی نماز نہ توڑ دے۔[4] (عالمگیری) اور چاہیے یہ کہ یہ کسی کو اشارہ کرے اور اسے یہ چاہیے کہ پیچھے نہ ہٹے، اس پر سے کراہت دفع ہوگئی۔[5] (فتح القدیر)

مسئلہ ۵۲: (۱۷) فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں۔ (۱۸) یوہیں ایک سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۵۳: (۱۹) سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا، (۲۰) اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا، بلا عذر مکروہ ہے۔[7] (منیہ)

مسئلہ ۵۴: (۲۱) رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا، مکروہ ہے۔[8] (منیہ)

مسئلہ ۵۵: (۲۲) بسم اللہ وتعوذ وثنا اور آمین زور سے کہنا، یا (۲۳) اذکار نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا، مکروہ ہے۔[9] (غنیہ، عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۷.

2 ...... "حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح"، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، ص۱۹٤.

3 ...... یعنی تنہا نماز پڑھنے والے۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۷.

5 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج۱، ص۳۰۹.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۷.
و "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۵۵.

7 ...... "منية المصلي"، بيان مكروهات الصلاة، ص۳٤۰.

8 ...... المرجع السابق، ص۳٤۹.

9 ...... "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۵۲.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ۱۰۷.

مسئلہ ۵۶: (۲۴) بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں، بلکہ فرض و واجب و سنت فجر کے قیام میں اس پر ٹیک لگا کر کھڑا ہونا فرض ہے جب کہ بغیر اس کے قیام نہ ہو سکے، جیسا کہ بحث قیام میں ذکر ہوا۔[1] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۵۷: (۲۵) رکوع میں گھٹنوں پر، (۲۶) اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا، مکروہ ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۸: (۲۷) عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا (۲۸) زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسد نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۹: (۲۹) آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور براہِ تکبّر ہو تو کراہت تحریم اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا، تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا، منفرد نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے۔ (۳۰) امام و مقتدی کو مکروہ۔[5] (عالمگیری) اور اگر مقتدیوں پر ثقل کا باعث ہو تو امام کو مکروہ تحریمی۔

مسئلہ ۶۱: (۳۱) داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور تراوح یعنی کبھی ایک پاؤں پر زور دیا کبھی دوسرے پر یہ سُنّت ہے۔[6] (حلیہ)

مسئلہ ۶۲: (۳۲) اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے اور سجدہ کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اٹھتے وقت بائیں پر زور دینا، مستحب ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۳: (۳۳) نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے، مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۵۳. وغيرها

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الحلية"، كتاب الصلاة، فصل فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ج۱، ص۳۲۸.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.

8 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج۲، ص۴۹۹.

مسئلہ ۶۴: (۳۴) سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا، مکروہ ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۵: جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں۔[2] (غنیہ) یعنی جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ ہو۔

مسئلہ ۶۶: (۳۵) امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: (۳۶) امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے، (۳۷) یوہیں امام جماعت اولیٰ کو مسجد کے زاویہ و جانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ، اسے سُنّت یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہو اور اسی وسط کا نام محراب ہے، خواہ وہاں طاق معروف ہو یا نہ ہو تو اگر وسط چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر برابر حصے ہوں، مکروہ ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۸: (۳۸) امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے، بلندی کی مقدار یہ ہے کہ دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر ممتاز ہو۔ پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو کراہت تنزیہ ورنہ ظاہر تحریم۔ (۳۹) امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر، یہ بھی مکروہ وخلافِ سُنّت ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۹: (۴۰) کعبۂ معظّمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، کہ اس میں ترک تعظیم ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: (۴۱) مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا، کہ وہیں نماز پڑھے یہ مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷۱: کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں، جب کہ باتوں سے دل

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸، وغيره.

2 ...... "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص۳۵۳.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، ج۲، ص۴۹۹.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا ترددالحكم... إلخ، ج۲، ص۵۰۰.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب إذا تردد الحكم... إلخ، ج۲، ص۵۰۰.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد و قبلة... إلخ، ج۵، ص۳۲۲.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸، وغيره.

بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا، مکروہ نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۲: (۴۲) تلوار و کمان وغیرہ حمائل کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، جب کہ ان کی حرکت سے دل بٹے ورنہ حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۳: (۴۳) جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے، شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۴: (۴۴) ہاتھ میں کوئی ایسا مال ہو جس کے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس کو لیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر جب ایسی جگہ ہو کہ بغیر اس کے حفاظت ناممکن ہو، (۴۵) سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ وہ مظنۂ نجاست ہو، مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: (۴۶) سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا، یا (۴۷) ہاتھ سے بغیر عذر مکھی پسواڑانا مکروہ ہے۔[5] (عالمگیری) مگر عورت سجدہ میں ران پیٹ سے مِلا دے گی۔

مسئلہ ۷۶: قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جب کہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدہ میں پیشانی نہ ٹھہرے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۷۷: (۴۸) ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے، مثلاً زینت اور لہو ولعب وغیرہ۔

مسئلہ ۷۸: (۴۹) نماز کے لیے دوڑنا مکروہ ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۹: (۵۰) عام راستہ، (۵۱) کوڑا ڈالنے کی جگہ، (۵۲) مذبح،[8] (۵۳) قبرستان، (۵۴) غسل خانہ،

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة... إلخ، ج۲، ص۵۰۹.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.
3. ...... المرجع السابق، ص۱۰۸.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۸.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في بيان السنة و المستحب، ج۲، ص۵۱۳.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۰۹.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، آداب الصلاة، مطلب في اطالة الركوع للجائي، ج۲، ص۲۵۹.
6. ...... "غنية المتملي"، كتاب الصلاة، كراهية الصلاة، فروع في الخلاصة، ص۳۶۰.
7. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في بيان السنة و المستحب، ج۲، ص۵۱۳.
8. ...... یعنی جانور ذبح کرنے کی جگہ۔

(۵۵) حمام، (۵۶) نالا، (۵۷) مویشی خانہ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ، (۵۸) اصطبل، [1] (۵۹) پاخانہ کی چھت، (۶۰) اور صحرا میں بلاسُترہ کے جب کہ خوف ہو کہ آگے سے لوگ گزریں گے ان مواضع [2] میں نماز مکروہ ہے۔ [3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸۰: مقبرہ میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اور اس میں قبر نہ ہو تو وہاں نماز میں حرج نہیں اور کراہت اس وقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور مصلّی اور قبر کے درمیان کوئی شے سُترہ کی قدر حائل نہ ہو ورنہ اگر قبر دہنے بائیں یا پیچھے ہو یا بقدر سُترہ کوئی چیز حائل ہو، تو کچھ بھی کراہت نہیں۔ [4] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۸۱: ایک زمین مسلمان کی ہو دوسری کافر کی، تو مسلمان کی زمین پر نماز پڑھے، اگر کھیتی نہ ہو ورنہ راستہ پر پڑھے کافر کی زمین پر نہ پڑھے اور اگر زمین میں زراعت ہے، مگر اس میں اور مالک زمین میں دوستی ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا تو پڑھ سکتا ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸۲: سانپ وغیرہ کے مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا اندیشہ صحیح ہو یا کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا خوف ہو، مثلاً دُودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا، ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ [6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸۳: پاخانہ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی کہ مانع نماز نہ ہو، یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو نماز توڑ دینا مستحب ہے، بشرطیکہ وقت و جماعت نہ فوت ہو اور پاخانہ پیشاب کی حاجت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا، البتہ فوت وقت کا لحاظ ہوگا۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۴: کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو، اسی نمازی کو پُکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پُکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا

1...... یعنی گھوڑے باندھنے کی جگہ۔

2...... یعنی جگہوں۔

3...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، ج ۲، ص ۵۲ ـ ۵۵ ، وغيره .

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب الخامس، ج۵، ص ۳۲۰، و "غنية المتملي"، كراهية الصلاة، ص ۳۶۳ .

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة في الارض المغصوبة... إلخ، ج ۲، ص ۵۴ .

6...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في بيان المستحب... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۳ .
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع، فيما يفسد الصلاة، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۰۹ .

7...... "الدرالمختار" ودالمحتار كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في بيان المستحب... إلخ، ج ۲، ص ۵۱۴ .

آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کوئیں میں گرا چاہتا ہو، ان سب صورتوں میں توڑ دینا واجب ہے، جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸۵: ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اصول کے محض بلانے سے نماز قطع کرنا جائز نہیں، البتہ اگر ان کا پُکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لیے ہو، جیسے اوپر مذکور ہوا تو توڑ دے، یہ حکم فرض کا ہے اور اگر نفل نماز ہے اور ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھتا ہے تو ان کے معمولی پُکارنے سے نماز نہ توڑے اور اس کا نماز پڑھنا انھیں معلوم نہ ہو اور پُکارا تو توڑ دے اور جواب دے، اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

احکام مسجد کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ باللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ ﴾[3]

مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے، بے شک وہ راہ پانے والوں سے ہونگے۔

حدیث ۱ تا ۴: بُخاری ومُسلِم وابوداود وترمذی وابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مرد کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ، گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہے اور یہ یوں ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلا تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے، تو ملائکہ برابر اس پر دُرود بھیجتے رہتے ہیں جب تک اپنے مصلّے پر ہے اور ہمیشہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔''[4] امام احمد وابو یعلیٰ وغیرہ کی روایت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب سے گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في بيان المستحب... إلخ، ج۲، ص۵۱٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... پ ۱۰، التوبة: ۱۸.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، الحديث: ٦٤٧، ج۱، ص۲۳۳.

و "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلىٰ الصلاة، الحديث: ۵۵۹، ج۱، ص۲۳۲.

جاتا ہے۔'' (1) انھیں روایتوں کے قریب قریب ابن عمرو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵: نسائی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو اچھی طرح وضو کرکے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' (2)

حدیث ۶: مُسلِم وغیرہ نے روایت کی کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، مسجد نبوی کے گرد کچھ زمینیں خالی ہوئیں، بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں، یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی، فرمایا: ''مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا چاہتے ہو۔''، عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہاں ارادہ تو ہے، فرمایا: ''اے بنی سلمہ! اپنے گھروں ہی میں رہو، تمھارے قدم لکھے جائیں گے۔ دوبارا اس کو فرمایا، بنی سلمہ کہتے ہیں، لہٰذا ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔'' (3)

حدیث ۷: ابن ماجہ نے باسناد جید روایت کی، کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: ''انصار کے گھر مسجد سے دُور تھے، انہوں نے قریب آنا چاہا۔'' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ﴾ (4)

جو انہوں نے نیک کام آگے بھیجے، وُہ اور ان کے نشانِ قدم ہم لکھتے ہیں۔

حدیث ۸: بُخاری و مُسلِم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''سب سے بڑھ کر نماز میں اس کا ثواب ہے، جو زیادہ دور سے چل کر آئے۔'' (5)

حدیث ۹: مُسلِم وغیرہ کی روایت ہے، ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ''ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دُور تھا اور کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی، ان سے کہا گیا، کاش! تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر آؤ، جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے، اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عزوجل) نے تجھے یہ سب جمع کرکے دے دیا۔'' (6)

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني، الحديث: ١٧٤٤٥، ج٦، ص١٤٦.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الإمامة، باب حد إدراك الجماعة، الحديث: ٨٥٣، ص١٤٩.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ٢٨٠_(٦٦٥)،٢٨١_(٦٦٥)، ص٣٣٥.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب المساجد... إلخ، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرا، الحديث: ٧٨٥، ج١، ص٤٣٢. پ٢٢، يسٓ: ١٢.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ٦٦٢، ص٣٣٤.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل كثرة الخطا إلى المسجد، الحديث: ٦٦٣، ص٣٣٤.

حدیث ۱۰: بزار و ابو یعلٰی باسناد حسن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد کی طرف چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا، گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔'' (1)

حدیث ۱۱: طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''صبح و شام مسجد کو جانا از قسم جہاد فی سبیل اللہ ہے۔'' (2)

حدیث ۱۲: صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد کو صبح یا شام کو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمانی طیار کرتا ہے، جتنی بار جائے۔'' (3)

حدیث ۱۳ تا ۲۳: ابو داود و ترمذی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو لوگ اندھیریوں میں مساجد کو جانے والے ہیں، انھیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری سُنا دے۔'' (4) اور اسی کے قریب قریب ابو ہریرہ و ابو درداء و ابو امامہ و سہل بن سعد ساعدی و ابن عباس و ابن عمرو ابی سعید خدری و زید بن حارثہ و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۲۴: ابو داود و ابن حبان ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تین شخص اللہ عزوجل کی ضمان میں ہیں اگر زندہ رہیں، تو روزی دے اور کفایت کرے، مر جائیں تو جنت میں داخل کرے، جو شخص گھر میں داخل ہوا اور گھر والوں پر سلام کرے، وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو مسجد کو جائے اللہ کی ضمان میں ہے اور جو اللہ کی راہ میں نکلا وہ اللہ کی ضمان میں ہے۔'' (5)

حدیث ۲۵: طبرانی کبیر میں باسناد جید اور بیہقی باسناد صحیح موقوفاً سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جس نے گھر میں اچھی طرح وضو کیا، پھر مسجد کو آیا وہ اللہ کا زائر ہے اور جس کی زیارت کی جائے، اس پر حق ہے کہ زائر کا اکرام کرے۔'' (6)

حدیث ۲۶: ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو گھر سے نماز کو

---

1 ...... "مسند البزار"، مسند علي بن أبي طالب، الحديث: ٥٢٨، ج٢، ص١٦١.

2 ...... "المعجم الكبير"، ، الحديث: ٧٧٣٩، ج٨، ص١٧٧.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب المشي إلى الصلاة... إلخ، الحديث: ٦٦٩، ص٣٣٦.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ماجاء في المشي إلى الصلاة في الظلم، الحديث: ٥٦١، ج١، ص٢٣٢.

5 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب البر والإحسان، باب إفشاء السلام... إلخ، الحديث: ٤٩٩، ج١، ص٣٥٩.

6 ...... "المعجم الكبير"، باب السين، الحديث: ٦١٣٩، ج٦، ص٢٥٣.

جائے اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّی لَمْ اَخْرُجْ اَشِرًا وَّلَا بَطِرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .[1]

اس کی طرف اللہ عزوجل اپنے وجہِ کریم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور ستّر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔[2]

حدیث ۲۷ تا ۲۹: صحیح مُسلِم میں ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب کوئی مسجد میں جائے، تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .[3]

اور جب نکلے تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ .[4]

اور ابوداود کی روایت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مسجد میں جاتے، تو یہ کہتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ .[5]

فرمایا: ''جب اسے کہہ لے، تو شیطان کہتا ہے مجھ سے تمام دن محفوظ رہا۔''[6] اور ترمذی کی روایت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، جب مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) داخل ہوتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے۔

---

1. اے اللہ (عزوجل) میں تُجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے کہ تُو نے سوال کرنے والوں کا اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہے اور اپنے اس چلنے کے حق سے کیونکہ میں تکبر وفخر کے طور پر گھر سے نہیں نکلا اور نہ دکھانے اور سنانے کے لیے نکلا میں تیری ناراضی سے بچنے اور تیری رضا کی طلب میں نکلا، لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جہنم سے مجھے پناہ دے اور میرے گناہوں کو بخش دے تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔۱۲
2. "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد و الجماعت، باب المشي إلى الصلوٰة، الحديث: ۷۷۸، ج۱، ص۴۲۸.
3. اے اللہ (عزوجل)! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے۔۱۲
4. "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين ...إلخ باب ما يقول إذا دخل المسجد، الحديث: ۷۱۳، ص۳۵۹.
   اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔۱۲
5. پناہ مانگتا ہوں اللہ عظیم کی اور اس کے وجہِ کریم کی اور سلطان قدیم کی، مردود شیطان سے۔۱۲
6. "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل عند دخوله المسجد، الحديث: ۴۶۶، ج۱، ص۱۹۹.

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ . [1]

اور جب نکلتے تو دُرود پڑھتے اور کہتے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ . [2]

امام احمد وابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جاتے اور نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ کہتے اس کے بعد وہ دُعا پڑھتے۔ [3]

حدیث ۳۰ تا ۳۳: صحیح مُسلِم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کو سب جگہ سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض بازار ہیں۔'' [4] اور اسی کے مثل جبیر بن مطعم و عبداللہ بن عمر و انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہے اور بعض روایت میں ہے کہ یہ قول اللہ عزوجل کا ہے۔

حدیث ۳۴: بُخاری و مُسلِم وغیرہما انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''سات شخص ہیں، جن پر اللہ عزوجل سایہ کرے گا، اس دن کہ اس کے سایہ کے سوا، کوئی سایہ نہیں۔ (۱) امام عادل، (۲) اور وہ جوان جس کی نشو ونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی، (۳) اور وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے، (۴) اور وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لیے دوستی رکھتے ہیں اسی پر جمع ہوئے، اسی پر متفرق ہوئے، (۵) اور وہ شخص جسے کسی عورت صاحبِ منصب و جمال نے بلایا، اس نے کہہ دیا، میں اللہ سے ڈرتا ہوں، (۶) اور وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں کو خبر نہ ہوئی کہ دہنے نے کیا خرچ کیا اور (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور آنکھوں سے آنسو بہے۔'' [5]

حدیث ۳۵: ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم جب کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے، تو اس کے ایمان کے گواہ ہو جاؤ۔'' کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔'' [6] ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب

---

1 ...... اے پروردگار! تُو میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔۱۲

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء ما يقول عند دخوله المسجد، الحديث: ۳۱٤، ج۱، ص۳۳۹.
اے رب! تو میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے۔۱۲

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب الدعاء عند دخول المسجد، الحديث: ۷۷۱، ج۱، ص٤۲۵.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل الجلوس في مصلاه... إلخ، الحديث: ٦۷۱، ص۳۳۷.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، الحديث: ۱٤۲۳، ج۱، ص٤۸۰.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلوٰة، الحديث: ۲٦۲٦، ج٤، ص۲۸۰.

ہےاور حاکم نے کہا صحیح الاسناد ہے۔

حدیث ۳۶: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مسجد میں تھوکنا خطا ہےاور اس کا کفارہ زائل کر دینا ہے۔'' (1)

حدیث ۳۷: صحیح مُسلِم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ مجھ پر میری اُمت کے اعمال اچھے بُرے سب پیش کیے گئے، نیک کاموں میں اذیت کی چیز کا راستہ سے دُور کرنا پایا اور بُرے اعمال میں مسجد میں تھوک کہ زائل نہ کیا گیا ہو۔'' (2)

حدیث ۳۸و۳۹: ابوداود وترمذی وابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مجھ پر اُمت کے ثواب پیش کیے گئے، یہاں تک کہ تنکا جو مسجد سے کوئی باہر کردے اور گناہ پیش کیے گئے، تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کسی کو آیت یا سورت قرآن دی گئی اور اس نے بھلا دی۔'' (3) اور ابن ماجہ کی ایک روایت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔'' (4)

حدیث ۴۰ تا ۴۲: ابن ماجہ واثلہ بن اسقع سے اور طبرانی اون سے اور ابودرداء وابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مساجد کو بچوں اور پاگلوں اور بیع وشرا اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔'' (5)

حدیث ۴۳: ترمذی ودارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب کسی کو مسجد میں خرید یا فروخت کرتے دیکھو، تو کہو: خدا تیری تجارت میں نفع نہ دے۔'' (6)

حدیث ۴۴: بیہقی شعب الایمان میں حسن بصری سے مرسلاً راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مساجد میں دنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو کہ خدا کو ان سے کچھ کام نہیں۔'' (7)

1...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد، الحديث: ٤١٥، ج١، ص١٦٠.
2...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب النهى عن البصاق في المسجد... إلخ، الحديث: ٥٥٣، ص٢٧٩.
3...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلوٰة، باب كنس المسجد، الحديث: ٤٦١، ج١، ص١٩١.
4...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب تطهير المساجد وتطيبها، الحديث: ٧٥٧، ج١، ص٤١٩.
5...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المساجد... إلخ، باب مايكره في المساجد، الحديث: ٧٥٠، ج١، ص٤١٥.
6...... "جامع الترمذي"، أبواب البيوع، باب النهى عن البيع في مسجد، الحديث: ١٣٢٥، ج٣، ص٥٩.
7...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوٰت، فصل المشي إلى المساجد، الحديث: ٢٩٦٢، ج٣، ص٨٦.

حدیث ۴۵: ابن خزیمہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک دن مسجد میں قبلہ کی طرف تھوک دیکھا، اسے صاف کیا، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر کوئی شخص اس کے مونھ کی طرف تھوک دے۔'' (1)

حدیث ۴۶ و ۴۷: ابوداود و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو قبلہ کی جانب تھوکے، قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک، دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔'' (2)

اور امام احمد کی روایت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔'' (3)

حدیث ۴۸: صحیح بُخاری شریف میں ہے سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں: میں مسجد میں سویا تھا، ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی دیکھا، تو امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، فرمایا: جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ، میں ان دونوں کو حاضر لایا، فرمایا: تم کس قبیلہ کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کی، ہم طائف کے رہنے والے ہیں، فرمایا: ''اگر تم اہلِ مدینہ سے ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا (کہ وہاں کے لوگ آداب سے واقف تھے) مسجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آواز بلند کرتے ہو۔'' (4)

احکام فقهيّه

مسئلہ ۱: قبلہ کی طرف قصداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، سوتے میں ہو یا جاگتے میں، یوہیں مصحف شریف و کتب شرعیہ (5) کی طرف بھی پاؤں پھیلانا مکروہ ہے، ہاں اگر کتابیں اونچے پر ہوں کہ پاؤں کی محاذات (6) اُن کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں یا بہت دور ہوں کہ عرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلانا نہ کہا جائے، تو بھی معاف ہے۔ (7) (درمختار)

مسئلہ ۲: نابالغ کا پاؤں قبلہ رُخ کر کے لٹا دیا، یہ بھی مکروہ ہے اور کراہت اس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔ (8) (ردالمحتار)

---

(1) ...... "المسند" للإمام احمد بن جنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١١٨٥، ج٤، ص٤٨.

(2) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الأطعمة، باب في أكل الثوم، الحديث: ٣٨٢٤، ج٣، ص٥٠٥، عن حذيفة رضى الله عنه.

(3) ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي امامة الباهلى، الحديث: ٢٢٣٠٦، ج٨، ص٢٩٢.

(4) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المسجد، الحديث: ٤٧٠، ج١، ص١٧٨.
رواه بلفظ " كنت قائما " وفي نسخة " نائما " (" ارشاد الساري "شرح "صحيح البخاري"، ج٢، ص١٤٨).

(5) ...... یعنی تفسیر و حدیث وغیرہ۔

(6) ...... یعنی سیدھ۔

(7) ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥١٦.

(8) ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ج٢، ص٥١٥.

مسئلہ ۳: مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر اسباب مسجد جاتے رہنے کا خوف ہو، تو علاوہ اوقات نماز بند کرنے کی اجازت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسجد کی چھت پر وطی و بول و براز[2] حرام ہے، یوہیں **جنب** اور حیض و نفاس والی کو اس پر جانا حرام ہے کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا ناجائز ہے، اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے، اگر کوئی اس نیت سے مسجد میں گیا وسط میں پہنچا کہ نادم ہوا، تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا تھا اس کے سوا دوسرے دروازہ سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو، تو جس طرف سے آیا ہے، واپس جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ناپاک روغن مسجد میں جلانا یا نجس گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: مسجد میں کسی برتن کے اندر پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا[7] بھی جائز نہیں۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۹: بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ، جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں، ان کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کر لیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا، سوءِ ادب ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: عیدگاہ یا وہ مقام کہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے لیے بنایا ہو، اقتدا کے مسائل میں مسجد کے حکم میں ہے کہ اگرچہ امام و مقتدی کے درمیان کتنی ہی صفوں کی جگہ فاصل ہو اقتدا صحیح ہے اور باقی احکام مسجد کے اس پر نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۰۹.

2 ...... یعنی پیشاب اور پاخانہ۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، مطلب في أحكام المسجد، ج۲، ص۵۱٦.

4 ...... المرجع السابق، ص۵۱۷.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ج۲، ص۵۱۷.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۵۱۷.

7 ...... یعنی رگ کھول کر فاسد خون نکلوانا۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۵۱۷.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۲، ص۵۱۸.

کہ اس میں پیشاب پاخانہ جائز ہے بلکہ یہ مطلب کہ **جنب** اور حیض ونفاس والی کو اس میں آنا جائز، فنائے مسجد اور مدرسہ وخانقاہ وسرائے اور تالابوں پر جو چبوترہ وغیرہ نماز پڑھنے کے لیے بنالیا کرتے ہیں، اُن سب کے بھی یہی احکام ہیں، جو عیدگاہ کے لیے ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسجد کی دیوار میں نقش ونگار اور سونے کا پانی پھیرنا منع نہیں جب کہ بہ نیت تعظیم مسجد ہو، مگر دیوارِ قبلہ میں نقش ونگار مکروہ ہے، یہ حکم اس وقت ہے کہ کوئی شخص اپنے مال حلال سے نقش کرے اور مال وقف سے نقش ونگار حرام ہے، اگر متولّی نے کرایا یا سفیدی کی تو تاوان دے، ہاں اگر واقف نے یہ فعل خود بھی کیا یا اُس نے متولّی کو اختیار دیا ہو، تو مال وقف سے یہ خرچ دیا جائے گا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: مسجد کا مال جمع ہے اور خوف ہے کہ ظالم ضائع کرڈالیں گے، تو ایسی حالت میں نقش ونگار میں صرف کرسکتے ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں کہ اندیشہ ہے وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے، اسی طرح مکان کی دیواروں پر کہ علّت مشترک ہے۔ یوہیں جس بچھونے یا مُصلّے پر اسمائے الٰہی لکھے ہوں اس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملک میں سے اِسے جُدا کردے کہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان، لہٰذا واجب ہے کہ اس کو سب سے اوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اس سے اوپر کوئی چیز نہ ہو۔[4] (عالمگیری) یوہیں بعض دسترخوان پر اشعار لکھتے ہیں، ان کا بچھانا اوران پر کھانا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۴: مسجد میں وضو کرنا اور کُلی کرنا اور مسجد کی دیواروں یا چٹائیوں پر یا چٹائیوں کے نیچے تھوکنا اور ناک سنکنا ممنوع ہے اور چٹائیوں کے نیچے ڈالنا اوپر ڈالنے سے زیادہ بُرا ہے اور اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے، تو کپڑے میں لے لے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لیے ابتدا ہی سے بانی مسجد نے قبل تمام مسجد یت بنائی ہے، جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کرسکتا ہے۔ یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں بھی وضو کرسکتا ہے، مگر بشرط کمال احتیاط کہ کوئی چھینٹ مسجد میں

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥١٩.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج١، ص١٠٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص١١٠.

نہ پڑے۔[1] (عالمگیری) بلکہ مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے۔ آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد مونھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۶: کیچڑ سے پاؤں سنا ہوا ہے، اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا ممنوع ہے، یوہیں پھیلے ہوئے غبار سے پونچھنا بھی ناجائز ہے اور کوڑا جمع ہے تو اس سے پونچھ سکتے ہیں، یوہیں مسجد میں کوئی لکڑی پڑی ہوئی ہے کہ عمارت مسجد میں داخل نہیں اس سے بھی پونچھ سکتے ہیں، چٹائی کے بے کار ٹکڑے سے جس پر نماز نہ پڑھتے ہوں پونچھ سکتے ہیں، مگر بچنا افضل۔[2] (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۱۷: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں، جہاں بے ادبی ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: مسجد میں کوآں نہیں کھودا جاسکتا اور اگر قبل مسجد وہ کوآں تھا اور اب مسجد میں آ گیا، تو باقی رکھا جائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں، ہاں مسجد کو اس کی حاجت ہے کہ زمین میں تری ہے، ستون قائم نہیں رہتے، تو اس تری کے جذب کرنے کے لیے پیڑ لگا سکتے ہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: قبل تمام مسجدیت، مسجد کے اسباب رکھنے کے لیے مسجد میں حجرہ وغیرہ بنا سکتے ہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے، مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔[7] حدیث میں ہے، ''جب دیکھو کہ کُمی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے، تو کہو، خدا اس کو تیرے پاس واپس نہ کرے کہ مسجدیں اس لیے نہیں بنیں۔'' [8] اس حدیث کو مُسلِم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے، البتہ اگر وہ شعر ''حمد و نعت و منقبت و وعظ و حکمت کا ہو''، تو جائز ہے۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج١، ص١١٠.

2 ...... المرجع السابق، و "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الطهارة، ج١، ص٣٥٥.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة... إلخ، فصل كره غلق باب المسجد، ج١، ص١١٠.

5 ...... المرجع السابق. وغيره

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٣.

8 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب النهى عن نشد الضالة في المسجد... إلخ، الحديث: ١٢٦٠، ص٧٦٥.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٣.

مسئلہ ۲۳: مسجد میں کھانا، پینا، سونا، معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو جائز نہیں، لہٰذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد اب کھا پی سکتا ہے اور بعضوں نے صرف معتکف کا استثنا کیا اور یہی راجح، لہٰذا غریب الوطن بھی نیتِ اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔[1] (درمختار، صغیری)

مسئلہ ۲۴: مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔'' [2] اس حدیث کو بُخاری و مُسلِم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبُو ہو۔ جیسے گندنا،[3] مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اُڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبُو دار زخم ہو یا کوئی دوا بدبُو دار لگائی ہو، تو جب تک بُو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یوہیں قصاب اور مچھلی بیچنے والے[4] اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۵: بیع و شرا[6] وغیرہ ہر عقد مبادلہ مسجد میں منع ہے، صرف معتکف کو اجازت ہے جب کہ تجارت کے لیے خرید تا بیچتا نہ ہو، بلکہ اپنی اور بال بچوں کی ضرورت سے ہو اور وہ شے مسجد میں نہ لائی گئی ہو۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں[8]، نہ آواز بلند کرنا جائز۔ (درمختار، صغیری)

افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے، یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٥.
و "صغيری"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.

2 ...... صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب نهى من أكل ثوما... إلخ، الحديث: ٥٦٤، ص٢٨٢.

3 ...... یعنی ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے۔

4 ...... یعنی جبکہ ان دونوں کے بدن یا کپڑے میں بو ہو۔ قصاب سے مراد قوم قصاب نہیں بلکہ وہ جو گوشت بیچتا ہو، چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔ ۱۲ منہ

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة... إلخ، و مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٥، وغيرهما.

6 ...... یعنی خرید و فروخت۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الغرس في المسجد، ج٢، ص٥٢٦.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج٢، ص٥٢٦.
و "صغيری"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.

مسئلہ ۲۷: درزی کو اجازت نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر اُجرت پر کپڑے سیے، ہاں اگر بچوں کو روکنے اور مسجد کی حفاظت کے لیے بیٹھا تو حرج نہیں۔ یوہیں کاتب کو مسجد میں بیٹھ کر لکھنے کی اجازت نہیں، جب کہ اُجرت پر لکھتا ہو اور بغیر اُجرت لکھتا ہو تو اجازت ہے جب کہ کتاب کوئی بُری نہ ہو۔ یوہیں معلّم اجیر [1] کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں اور اجیر نہ ہو تو اجازت ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: مسجد کا چراغ گھر نہیں لے جاسکتا اور تہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں اگرچہ جماعت ہو چکی ہو، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں، اگرچہ شب بھر کی ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: مسجد کے چراغ سے کتب بینی اور درس و تدریس تہائی رات تک تو مطلقاً کرسکتا ہے، اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اور اس کے بعد اجازت نہیں، مگر جہاں اس کے بعد تک جلنے کی عادت ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: چمگادڑ اور کبوتر وغیرہ کے گھونسلے، مسجد کی صفائی کے لیے نوچنے میں حرج نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: جس نے مسجد بنوائی تو مرمت اور لوٹے، چٹائی، چراغ بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے اور اذان و اقامت و امامت کا اہل ہے تو اس کا بھی وہی مستحق ہے، ورنہ اس کی رائے سے ہو، یوہیں اس کے بعد اس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۳۲: بانی مسجد نے ایک کو امام و مؤذن کیا اور اہل محلّہ نے دوسرے کو، تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلّہ نے پسند کیا ہے، تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں، تو جسے بانی نے پسند کیا، وہ ہوگا۔[7] (غنیہ)

مسئلہ ۳۳: سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد قدس، پھر مسجد قبا، پھر اور جامع

---

1 ...... یعنی اُجرت پر پڑھانے والے۔

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة... إلخ، فصل کره غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ج۲، ص۵۲۸.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع فیما یفسد الصلاة... إلخ، فصل کره غلق باب المسجد، ج۱، ص۱۱۰.
و "غنیة المتملي"، أحکام المسجد، ص۶۱۵.

7 ...... "غنیة المتملي"، أحکام المسجد، ص۶۱۵.

مسجد یں، پھر مسجد محلّہ، پھر مسجد شارع۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا، اگرچہ جماعت قلیل ہو مسجد جامع سے افضل ہے، اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو، بلکہ اگر مسجد محلّہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے، نماز پڑھے، وہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔[2] (صغیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے، جس کا امام زیادہ علم وصلاح والا ہو۔[3] (صغیری) اور اگر اس میں برابر ہوں تو جو زیادہ قدیم ہو اور بعضوں نے کہا جو زیادہ قریب ہو اور زیادہ راجح یہی معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: مسجد محلّہ میں جماعت نہ ملی تو دوسری مسجد میں با جماعت پڑھنا افضل ہے اور جو دوسری مسجد میں بھی جماعت نہ ملے تو محلّہ ہی کی مسجد میں اَولیٰ ہے اور اگر مسجد محلّہ میں تکبیر اُولیٰ یا ایک دو رکعت فوت ہوگئی اور دوسری جگہ مل جائے گی، تو اس کے لیے دوسری مسجد میں نہ جائے۔ یوہیں اگر اذان کہی اور جماعت میں سے کوئی نہیں، تو مؤذن تنہا پڑھ لے، دوسری مسجد میں نہ جائے۔[4] (صغیری)

مسئلہ ۳۷: جو ادب مسجد کا ہے، وہی مسجد کی چھت کا ہے۔[5] (غنیہ)

مسئلہ ۳۸: مسجد محلّہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار ہو یا اس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو، جس کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے۔[6] (غنیہ) اور اگر اس سے ہوسکتا ہو تو معزول کردے۔

مسئلہ ۳۹: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا: کہ ''اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا، مگر منافق۔'' [7] لیکن وہ شخص کہ کسی کام کے لیے گیا اور واپسی کا ارادہ رکھتا ہے یعنی قبل قیام جماعت۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اسے چلا جانا چاہیے۔[8] (عامۂ کتب)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المسجد، ج٢، ص٥٢١.

2 ...... "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢، وغيره.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد، ج٢، ص٥٢٣.

3 ...... "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أفضل المساجد، ج٢، ص٥٢٢.

4 ...... "صغيرى"، فصل في أحكام المسجد، ص٣٠٢.

5 ...... "غنية المتملي"، فصل في أحكام المسجد، ص٦١٢.

6 ...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص٦١٣.

7 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب ماجاء في الاذان، ص٦.

8 ...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص٦١٣.

مسئلہ ۴۰: اگر اس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے، تو اذان کے بعد مسجد سے جاسکتا ہے، مگر ظہر و عشا میں اقامت ہوگئی تو نہ جائے، نفل کی نیت سے شریک ہو جانے کا حکم ہے۔[1] (عامۂ کتب) اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے، تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

قد تم ھذا الجزء بحمد اللّٰہ سبحنہ و تعالیٰ وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین والحمد للّٰہ ربّ العٰلمین .

تقریظ امامِ اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملّتِ طاہرہ اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم الحمد للّٰہ وکفی وسلٰم علی عبادہ الذین اصطفٰی لا سیما علی الشارع المصطفٰی ومقتفیہ فی المشارع اولی الصّدق والصفا.

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہ سوم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابو العلی مولوی حکیم محمد امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمد للہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مصنوع و ملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر و علم و فیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی و شافی و وافی و صافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع و معمول اور دنیا و آخرت میں نافع و مقبول فرمائے۔ آمین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن۔ ۱۲ شَعْبَانُ الْمُعَظَّم ۱۳۳۷ھ ہجریۃ عَلٰی صَاحِبِھَا وَاٰلِہِ الْکِرَامِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّحِیَّۃِ۔ اٰمِیْن۔

1...... "غنية المتملي"، أحكام المسجد، ص٦١٤،وغيرها.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

وتر کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں میں سویا تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو کیا اور اسی حالت میں آیۂ ﴿ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ﴾ [1] ختم سورہ تک پڑھی پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں جن میں قیام و رکوع و سجود کو طویل کیا پھر پڑھ کر آرام فرمایا یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی، یوہیں تین بار میں چھ رکعتیں پڑھیں ہر بار مسواک و وضو کرتے اور ان آیتوں کی تلاوت فرماتے پھر وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ [2]

حدیث ۲: نیز اُسی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رات کی نمازوں کے آخر میں وتر پڑھو اور فرماتے ہیں: ''صبح سے پیشتر وتر پڑھو۔'' [3]

حدیث ۳: مسلم و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اٹھے گا وہ اوّل میں پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ پچھلے کو اٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے (یعنی اُس میں ملئکۂ رحمت حاضر ہوتے ہیں) اور یہ افضل ہے۔'' [4]

حدیث ۴ تا ۶: ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ وتر ہے وتر کو محبوب رکھتا ہے، لہٰذا اے قرآن والو! وتر پڑھو۔ [5] اور اسی کے مثل جابر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۷ تا ۱۱: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے عشا و طلوع فجر کے درمیان میں رکھا ہے۔'' [6] یہ حدیث دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، مثلاً معاذ بن جبل و عبداللہ بن عمرو ابن عباس و عقبہ بن عامر جہنی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

---

1 ...... پ۲، البقرۃ: ۱٦٤.
2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الدعاء ... إلخ، الحدیث: ۱۹۱ـ(۷٦۳)، ص۳۸۷ .
3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل... إلخ، الحدیث: ۱۵۱،۷۵۰ـ(۷۵۱)، ص۳۷۸.
4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف أن لایقوم من آخر اللیل... إلخ، الحدیث: ۷۵۵، ص۳۸۰.
5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء أن الوتر لیس بحتم، الحدیث: ٤۵۳، ج۲، ص٤.
6 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، الحدیث: ۱٤۱۸، ج۲، ص۸۸.

حدیث ۱۲: ترمذی زید بن اسلم سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وتر سے سو جائے تو صبح کو پڑھ لے۔'' (1)

حدیث ۱۳ تا ۱۶: امام احمد ابی بن کعب سے اور دارمی ابن عباس سے اور ابوداود و ترمذی ام المومنین صدیقہ سے اور نسائی عبدالرحمٰن بن ابزے رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں **سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلٰی** اور دوسری میں **قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ** اور تیسری میں **قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ** پڑھتے۔'' (2)

حدیث ۱۷: احمد و ابوداود و حاکم بافادۂ تصحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (3)

حدیث ۱۸: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو وتر سے سو جائے یا بھول جائے، تو جب بیدار ہو یا یاد آئے پڑھ لے۔'' (4)

حدیث ۱۹ و ۲۰: احمد و نسائی و دارقطنی بروایت عبدالرحمٰن بن ابزے عن ابیہ اور ابوداود و نسائی ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وتر میں سلام پھیرتے، تین بار **سُبۡحَانَ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ** کہتے اور تیسری بار بلند آواز سے کہتے۔'' (5)

مسائل فقہیّہ

وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحبِ ترتیب کے لیے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے، خواہ شروع سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آجائے۔ (6) (درمختار وغیرہ)

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ٤٦٥، ج٢، ص١٣١.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب قيام الليل... إلخ، باب نوع آخر من القرأة في الوتر، الحديث: ١٧٣٢، ص٢٢٠٢.
و "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في ما يقرأ به في الوتر، الحديث: ٤٦٢، ج٢، ص١٠.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب فيمن لم يوتر، الحديث: ١٤١٩، ج٢، ص٨٩.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أوينساه، الحديث: ٤٦٤، ج٢، ص١٢.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، الحديث: ١٤٣٠، ج٢، ص٩٣.
و "سنن النسائي"، كتاب قيام الليل... إلخ، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، الحديث : ١٧٣٣، ص٢٢٠٢.

6 ...... "الدرالمختار"معه"ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٢٩ ـ ٥٣٢، وغيره .

مسئلہ۱: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہوسکتی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدۂ اُولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اُولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہوجائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اُسی طرح کرے اور اگر قعدۂ اُولیٰ بھول کر کھڑا ہوگیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳: وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ یا اِنَّا اَنْزَلْنَا دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے۔ اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے، تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہوکر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دُعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط .[3]

اور بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم فرمائی وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ مَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ

1...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۳۲، وغیرہ .

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في منکر الوتر... إلخ، ج۲، ص۵۳۲، باب سجود السھو، ص٦٦٢.

3...... ترجمہ: الٰہی! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور سعی کرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔۱۲

تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِہٖ. [1]

اور ایک دُعا وہ ہے جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آخر وتر میں پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ. [2]

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کَفَرَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَآئَکَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ عَلَیْھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَمْ یُرَدَّ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ. [3]

دُعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ [4] (غنیہ وردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴: دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔ [5] (ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: الٰہی! تو مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تُو نے ہدایت دی اور عافیت دے ان کے زمرہ میں جن میں تو نے عافیت دی اور میرا ولی ہو۔ اُن میں جن کا تو ولی ہوا اور جو کچھ تو نے دیا اُس میں برکت دے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کر دیا اوس کے شر سے مجھے بچا بیشک تو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں کیا جاتا، بیشک تیرا دوست ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا تُو برکت والا ہے تو پاک ہے، اے بیت (کعبہ) کے مالک اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے نبی پر اور ان کی آل پر۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تیری خوشنودی کی پناہ مانگتا ہوں تیری ناخوشی سے اور تیری عافیت کی تیرے عذاب سے اور تیری ہی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے (تیرے عذاب سے) میں تیری پوری ثنا نہیں کرسکتا ہوں جیسی تُو نے اپنی ثنا کی۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے بخش دے اور مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو اور ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے اور ان کے آپس کی حالت درست کر دے اور اُن کو تُو اپنے دشمن اور خود ان کے دشمن پر مدد کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو کفار اہل کتاب پر لعنت کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں، الٰہی تُو ان کی بات میں مخالفت ڈال دے اور ان کے قدموں کو ہٹا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل کر جو قوم مجرمین سے واپس نہیں ہوتا۔۱۲

4 ...... "غنية المتملي"، صلاة الوتر، ص٤١٤ ـ ٤١٨.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في منكر الوتر... إلخ، ج٢، ص٥٣٤.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في منكر الوتر... إلخ، ج٢، ص٥٣٦.

مسئلہ۵: جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ پڑھے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۶: اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا، تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت وقنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر الحمد بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ وسورت وقنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۷: امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے[3]، پھر بھی اگر کھڑا ہوگیا اور دُعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیے[4] اور اگر اعادہ کرلیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، یا پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۸: قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت[6] کرے، اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا، تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کردے، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اُس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، بلکہ مطلقاً کوئی دُعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۹: اگر شک ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے، پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے۔ یوہیں دوسری اور تیسری ہونے میں شک واقع ہو تو دونوں میں

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.
اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے (اور ہم کو آخرت میں بھلائی دے) اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔۱۲

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.

3 ...... یعنی واپس نہ لَوٹے۔

4 ...... یعنی رکوع نہ لَوٹائے۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.

6 ...... پیروی۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: الاقتداء بالشافعي، ج۲، ص۵٤۰.

قنوت پڑھے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے۔[2] (غنیہ، حلیہ، بحر)

مسئلہ ۱۱: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: وتر کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ دوسری رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے ورنہ صحیح نہیں اور اس صورت میں قنوت امام کے ساتھ پڑھے یعنی تیسری رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد جب وہ شافعی امام پڑھے۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۳: فجر میں اگر شافعی المذہب کی اقتدا کی اور اس نے اپنے مذہب کے موافق قنوت پڑھا تو یہ نہ پڑھے، بلکہ ہاتھ لٹکائے ہوئے اتنی دیر چپ کھڑا رہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔ ہاں اگر حادثۂ عظیمہ واقع ہو تو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ رکوع کے قبل قنوت پڑھے۔[6] (درمختار و حموی[7])

مسئلہ ۱۵: وتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہوگیا ہو، قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵٤۱.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاةالوتر، ج۱، ص۱۱۱.

2 ...... "غنية المتملي"، صلاة الوتر، ص٤۲۲. و "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۷۳.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.

4 ......

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۳۸، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵٤۱، و "الفتاوى الرضوية"، ج۷، ص٤۹۰.

7 ...... بہارِ شریعت میں اس جگہ درمختار و شرنبلالی کا حوالہ لکھا ہے، لیکن ہم نے صدر الشریعہ کے فرمان کے مطابق ''درمختار و حموی'' کردیا۔ چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ القوی **''فتاویٰ امجدیہ''**، ج۱، ص۲۰۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: فقیر نے **بہارِ شریعت** میں بصورت نازلہ نماز فجر میں قنوت کا قبل رکوع ہونا تحریر کیا مگر اس میں حوالہ شرنبلالی کا دیا۔ اس مسئلہ کی تحریر کے وقت یہ معلوم ہوا کہ شرنبلالی بعد الرکوع کے قائل ہیں۔ اصل مسودہ **بہارِ شریعت** کا نکلوا کر دیکھا گیا اس میں پہلے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور شرنبلالی کا حوالہ۔ **اعلیٰ حضرت** قدس سرہٗ نے بعد الرکوع قلم زد کرا دیا اور بجائے اس کے قبل رکوع بنوایا مگر غلطی سے شرنبلالی جو حوالہ تحریر تھا وہ قلم زد نہیں ہوا، **''لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ بہارِ شریعت میں شرنبلالی کو قلم زد کر کے اس کی جگہ پر حموی لکھ لیں۔''** ۱۲ منہ

ہوگئی اور جب قضا پڑھے، تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جب کہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے، ورنہ بعد عشا پڑھ لے۔[3] (حدیث)

مسئلہ ۱۸: اوّل شب میں وتر پڑھ کر سو رہا، پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۱۹: وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اس کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَت، دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے: کہ ''اگر رات میں نہ اُٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔''[5] یہ مضامین احادیث سے ثابت ہیں۔

سنن و نوافل کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔''[6] (الحدیث)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج١، ص١١١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في منكر الوتر... إلخ، ج٢، ص٥٣٣.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٦٠٤.

3 ...... انظر: "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب من خاف ان لا يقوم... إلخ، الحديث: ٧٥٥، ص٣٨٠.

4 ...... "غنية المتملي"، صلاة الوتر، ص٤٢٤.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب التواضع، الحديث: ٦٥٠٢، ج٤، ص٢٤٨.

(سننِ مؤکدہ کا ذکر)

حدیث ۲و۳: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان بندہ اللہ (عزوجل) کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ تطوّع (نفل) کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو۲ بعد مغرب اور دو۲ بعد عشا اور دو۲ قبل نماز فجر۔'' (1) اور رکعات کی تفصیل صرف ترمذی میں ہے۔ ترمذی ونسائی وابن ماجہ کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے یہ ہے کہ ''جو ان پر محافظت کرے گا، جنت میں داخل ہوگا۔'' (2)

حدیث۴: ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ادبار نجوم فجر کے پہلے کی دو رکعتیں ہیں اور ادبار سجود مغرب کے بعد کی دو۲۔'' (3)

(سنتِ فجر کے فضائل)

حدیث ۵: مسلم وترمذی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''فجر کی دو رکعتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں۔'' (4)

حدیث ٦: بخاری ومسلم وابوداود ونسائی انھیں سے راوی، کہتی ہیں: ''حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ان کی جتنی محافظت فرماتے کسی اور نفل نماز کی نہیں کرتے۔'' (5)

حدیث ۷: طبرانی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے کہ اللہ تعالٰی مجھے اُس سے نفع دے؟ فرمایا: ''فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کرلو، ان میں بڑی فضیلت ہے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل السنن... إلخ، الحديث: ١٠٣ـ(٧٢٨)، ص٣٦٧.
و"جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم و ليلة... إلخ، الحديث: ٤١٥، ج١، ص٤٢٤.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب قيام الليل... إلخ، باب ثواب من صلى في اليوم و الليلة... إلخ، الحديث: ١٧٩١، ص٣٠٧.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب التفسير، باب و من سورة الطور، الحديث : ٣٢٨٦، ج٥، ص١٨٢.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر... إلخ، الحديث: ٧٢٥، ص٣٦٥.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر... إلخ، الحديث: ١١٦٩، ج١، ص٣٩٥.

6 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب النوافل، الحديث: ٣، ج ١، ص٢٢٣.

حدیث ۸: ابویعلیٰ باسناد حسن انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْن چوتھائی قرآن کی برابر اور ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے اور یہ فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں۔'' (1)

حدیث ۹: ابوداود ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''فجر کی سنتیں نہ چھوڑو، اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں۔'' (2)

(سنتِ ظہر کے فضائل)

حدیث ۱۰: احمد وابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں پر محافظت کرے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرمادے گا۔'' (3) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا۔

حدیث ۱۱: ابوداود وابن ماجہ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ''ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن کے درمیان میں سلام نہ پھیرا جائے، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' (4)

حدیث ۱۲: احمد وترمذی عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ''یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، لہٰذا میں محبوب رکھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی عمل صالح بلند کیا جائے۔'' (5)

حدیث ۱۳: بزار نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دوپہر کے بعد چار رکعت پڑھنے کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) محبوب رکھتے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں دیکھتی ہوں کہ اس وقت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز محبوب رکھتے ہیں، فرمایا: ''اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ

---

1 ...... ''الترغیب و الترهیب''، کتاب النوافل، الحدیث: ٥، ج ١، ص ٢٢٤.
و ''المعجم الأوسط''، الحدیث: ١٨٦، ج ١، ص ٦٨.

2 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب التطوع، باب في تخفیفهما، الحدیث: ١٢٥٨، ج ٢، ص ٣١.

3 ...... ''سنن النسائي''، کتاب قیام اللیل... إلخ، باب الاختلاف علی اسماعیل بن أبي خالد، الحدیث: ١٨١٣، ص ٣١٠.

4 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب التطوع، باب الأربع قبل الظهر و بعدها، الحدیث: ١٢٧٠، ج ٢، ص ٣٥.

5 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب الوتر، باب ماجاء في الصلاة عند الزوال، الحدیث: ٤٧٧، ج ٢، ص ٢٠.

مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اس نماز پر آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام محافظت کرتے۔'' (1)

حدیث ۱۴ و ۱۵: طبرانی براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس نے ظہر کے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں اور جس نے عشا کے بعد چار پڑھیں، تو یہ شب قدر میں چار کے مثل ہیں۔'' (2) عمر فاروق اعظم و بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی کی مثل مروی۔

(سنتِ عصر کے فضائل)

حدیث ۱۶: احمد و ابو داود و ترمذی بافادۂ تحسین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔'' (3)

حدیث ۱۷: ترمذی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے۔'' (4) اور ابو داود کی روایت میں ہے کہ دو پڑھتے تھے۔ (5)

حدیث ۱۸ و ۱۹: طبرانی کبیر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام فرما دے گا۔'' (6) دوسری روایت طبرانی کی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجمع صحابہ میں جس میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، فرمایا: ''جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اُسے آگ نہ چُھوئے گی۔'' (7)

(سنتِ مغرب کے فضائل)

حدیث ۲۰ و ۲۱: رزین نے مکحول سے مُرسلاً روایت کی کہ فرماتے ہیں: ''جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے، اُس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔'' اور ایک روایت میں ''چار رکعت ہے۔'' نیز انھیں کی روایت

1 ...... "مسند البزار"، مسند ثوبان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه، الحدیث: ٤١٦٦، ج ١٠، ص١٠٢.

2 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب المیم، الحدیث: ٦٣٣٢، ج ٤، ص٣٨٦ .

3 ...... "سنن أبي داود"، کتاب التطوع، باب الصلاة قبل العصر، الحدیث: ١٢٧١، ج٢، ص٣٥.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، الحدیث: ٤٢٩، ج١، ص٤٣٧.

5 ...... "سنن أبي داود"، کتاب التطوع، باب الصلاة قبل العصر، الحدیث: ١٢٧٢، ج٢، ص٣٥.

6 ...... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ٦١١، ج ٢٣، ص٢٨١.

7 ...... "المعجم الأوسط"، باب الألف، الحدیث: ٢٥٨٠، ج ٢، ص٧٧.

حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، ''اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ فرماتے تھے مغرب کے بعد کی دونوں رکعتیں جلد پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں۔'' (1)

حدیث ۲۲: ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے، تو بارہ برس کی عبادت کی برابر کی جائیں گی۔'' (2)

حدیث ۲۳: طبرانی کی روایت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔'' (3)

حدیث ۲۴: ترمذی کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے، ''جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے، اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔'' (4)

حدیث ۲۵: ابوداود کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتی ہیں: عشا کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے مکان میں جب تشریف لاتے تو ''چار یا چھ رکعتیں پڑھتے۔'' (5)

مسائل فقہیّہ

سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ، مستحق نار ہے۔ (6) اور بعض ائمہ نے فرمایا: کہ ''وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔'' تلویح میں ہے، کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری سنت کو ترک کرے گا، اسے میری **شفاعت نہ ملے گی۔**'' سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، کبھی اس کو مستحب اور

---

(1) ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب السنن و فضائلها، الحديث: ١١٨٤، ١١٨٥، ج ١، ص ٣٤٥.

(2) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع... إلخ، الحديث: ٤٣٥، ج ١، ص ٤٣٩.

(3) ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٧٢٤٥، ج ٥، ص ٢٥٥.

(4) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع... إلخ، الحديث ٤٣٥، ج ١، ص ٤٣٩.

(5) ...... "سنن أبي داود"، كتاب التطوع، باب الصلاة بعد العشاء، الحديث: ١٣٠٣، ج ٢، ص ٤٧.

(6) ...... یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہیں اور جہنم کا حقدار ہے۔

مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے۔[1] (ردالمحتار) لہٰذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا جہاں استثنا نہ ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔

مسئلہ ۱: سنت مؤکدہ یہ ہیں۔

(۱) دو رکعت نماز فجر سے پہلے

(۲) چار ظہر کے پہلے، دو بعد

(۳) دو مغرب کے بعد

(۴) دو عشا کے بعد اور

(۵) چار جمعہ سے پہلے، چار بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے، پھر دو کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۳: جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ و ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں، یہ نہیں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں اور اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں۔ یو ہیں اگر چار رکعت کی منت مانی اور دو دو رکعت کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی، بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۃً یا براہ جہل ہو تو خوف کُفر ہے اور اگر دانستہ بلا شبہہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی و لہٰذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الطهارة، مطلب في السنة وتعاريفها، ج۱، ص۲۳۰، وغیره .

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۴۵ .

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ص۳۸۹ .

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۴۵، وغیره .

کے بعد کی پھر عشا کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور اصح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا: کہ ''جو انھیں ترک کرے گا، اُسے میری **شفاعت** نہ پہنچے گی۔''[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ۵: اگر کوئی عالم مرجع فتویٰ ہو کہ فتویٰ دینے میں اسے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں ترک کرسکتا ہے کہ اس وقت اگر موقع نہیں ہے تو موقوف رکھے، اگر وقت کے اندر موقع ملے پڑھ لے ورنہ معاف ہیں اور فجر کی سنتیں اس حالت میں بھی ترک نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۷: دو رکعت نفل پڑھے اور یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہ ہوئی بعد کو معلوم ہوا کہ طلوع ہو چکی تھی تو یہ رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی اور چار رکعت کی نیت باندھی اور ان میں دو پچھلی طلوع فجر کے بعد واقع ہوئیں تو یہ سنت فجر کے قائم مقام نہ ہوں گی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۹: ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض کے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ۱۰: فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام **محمد** رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔[7] (غنیہ) اور طلوع سے پیشتر[8] بالاتفاق ممنوع ہے۔[9] (ردالمحتار) آج کل

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵٤۸ ـ ۵۵۰.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵٤۹.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۵۰.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲.

6 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة، ج۱، ص٤۱٦، و باب النوافل، ص۳۸٦.

7 ...... "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ص۳۹۷.

8 ...... یعنی سُورج نکلنے سے پہلے۔

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۵۰.

اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

مسئلہ ۱۱: قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لیے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔[2] (عالمگیری) سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں **قُلْ هُوَ اللّٰهُ** پڑھنا سنت ہے۔[3] (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے۔

آج کل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کرے خواہ کوئی سنت ہو۔[4] (غنیہ)

مگر جانتا ہو کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اُس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہوگا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس کے سبب صف قطع ہو۔

مسئلہ ۱۴: امام کو رکوع میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا تو سنت ترک کرے اور مل جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نوافل مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نماز فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ۳۹۸.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲.
و "غنية المتملي"، فصل في النوافل فروع لو ترك، ص۳۹۹.

4 ...... "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ۳۹٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في ادراك الفريضة، ج۱، ص۱۲۰.

مسئلہ ۱۶: سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہراُس کام کا ہے جومنافی تحریمہ ہے۔[1] (تنویر) اگر بیع وشرا[2] یا کھانے میں مشغول ہوا تو اعادہ کرے، ہاں سنتِ بعدیہ میں اگر کھانا لایا گیا اور بدمزہ ہوجانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلاعذر سنتِ بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگرچہ ادا ہو جائے گی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشاوعصر کے پہلے نیز عشا کے بعد چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یوہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا:

''جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام فرمادے گا۔'' [4]

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اُس کے گناہ مٹادیے جائیں گے اور جواس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اُس کے فریق کو راضی کردے گا یا یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔[5] اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اُس کے لیے بشارت ہے: کہ ''سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔'' [6]

مسئلہ ۱۸: سنت کی منت مانی اور پڑھی سنت ادا ہوگئی۔ یوہیں اگر شروع کرکے توڑ دی پھر پڑھی جب بھی سنت ادا ہوگئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: نفل نماز منت مان کر پڑھنا بغیر منت کے پڑھنے سے بہتر ہے جب کہ منت کسی شرط کے ساتھ نہ ہو، مثلاً فلاں بیمار صحیح ہو جائے گا تو اتنی نماز پڑھوں گا اور سنتوں میں منت نہ ماننا افضل ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: بعد مغرب چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو صلاۃ الاوّابین کہتے ہیں، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا

---

1. ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٥٨.
2. ...... یعنی خرید وفروخت۔
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج٢، ص٥٥٩.
4. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، الحديث: ٤٢٧، ج١، ص٤٣٥.
5. ...... "حاشية الطحطاوي على الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج١، ص٢٨٤.
6. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج٢، ص٥٤٧.
7. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث مهم: في الكلام على الضجعة بعد سنة الفجر، ج٢، ص٥٦١.
8. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الكلام على حديث النهى عن النذر، ج٢، ص٥٦٢.

تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: ظہر و مغرب و عشا کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے، مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہوگئیں اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۲: عشا کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے، وہ سنت مستحبہ جو فوت ہوئی ادا نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ کافی ہے، منت کی نماز کے بھی قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھے اور تیسری میں ثنا و تعوذ۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: چار رکعت نفل پڑھے اور قعدۂ اولیٰ فوت ہوگیا بلکہ قصداً بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اور بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو عود نہ کرے اور سجدۂ سہو کرلے نماز کامل ادا ہوگی، اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کیے تیسری کے لیے کھڑا ہوگیا تو عود کرے ورنہ فاسد ہوجائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: نماز میں قیام طویل ہونا کثرتِ رکعات سے افضل ہے یعنی جب کہ کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۴۷.

2 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب النوافل، ج۱، ص۳۸۶.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة... إلخ، ج۲، ص۶۲۱.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۵۰.

5 ...... المرجع السابق، ص۵۵۲.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۳.

مثلاً دو رکعت میں اتنا وقت صرف کردینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر

(۱) تراویح و

(۲) تحیۃ المسجد اور

(۳) واپسی سفر کے دو نفل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۴) احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۵) طواف کی دو رکعتیں کہ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھیں اور

(۶) معتکف کے نوافل اور

(۷) سورج گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور

(۸) اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر قراءت فرض ہے اور اگر مقتدی ہو اگرچہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی ہو تو امام کی قراءت اس کے لیے بھی کافی ہے اس پر خود پڑھنا نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا قضا پڑھنی ہوگی اور اگر قصداً شروع نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اگر بلاقصد نماز فاسد ہوگئی جب بھی قضا واجب ہے مثلاً تیمّم سے پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز[5] میں پانی پر

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: قولهم كل شفع من النفل الصلاة ليس مطردا، ج٢، ص٥٥٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: قولهم كل شفع من النفل الصلاة ليس مطردا، ج٢، ص٥٦٢.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٣.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٤-٥٧٦.

5 ...... یعنی نماز کے دوران۔

قادر ہوا۔ یوہیں نفل پڑھتے میں عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہوگئی بعد طہارت قضا پڑھے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: شروع کرنے کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ تحریمہ باندھے دوسری یہ کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا بشرطیکہ شروع صحیح ہوا اور اگر شروع صحیح نہ ہو مثلاً اُمّی یا عورت کے پیچھے اقتدا کی یا بے وضو ناپاک کپڑوں میں شروع کردی تو قضا واجب نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شروع کی پھر یاد آیا کہ یہ فرض مجھے پڑھنا ہے اور توڑ کر اسی فرض کی نیت سے اقتدا کی جو وہ پڑھ رہا تھا یا توڑ کر دوسرے نفل کی نیت کر کے شامل ہوا تو اُس نفل کی قضا واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: طلوع وغروب ونصف النہار کے وقت نماز نفل شروع کی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں قضا پڑھے اور دوسرے وقت مکروہ میں قضا پڑھی جب بھی ہوگئی مگر گناہ ہوا اور پوری کر لی تو ہوگئی مگر وقت مکروہ میں پڑھنے کا گناہ ہوا، بلاوجہ شرعی نفل شروع کر کے توڑ دینا حرام ہے۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۴: نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفعِ اوّل یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوگی مگر شفعِ ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: سنت مؤکدہ اور منت کی نماز اگر چار رکعتی ہو تو توڑنے سے چار کی قضا دے۔ یوہیں اگر چار رکعتی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت باندھی اور توڑ دی تو چار کی قضا واجب ہے۔ پہلے شفع میں توڑی یا دوسرے میں۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٧.

2 ...... المرجع السابق، ص٥٧٤، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٤.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٤.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٦، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٣.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٧٧.

7 ...... المرجع السابق، ص٥٧٨، وغيره.

مسئلہ ۳۷: چار رکعت کی نیت باندھی اور چاروں میں قراءت نہ کی یا پہلی دو میں یا پچھلی دو میں نہ کی یا پہلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پچھلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پہلی دونوں اور پچھلی میں سے ایک میں قراءت چھوڑ دی تو ان چھ صورتوں میں دو رکعت قضا واجب ہے۔ اور اگر پہلی دو میں سے ایک اور پچھلی دو میں سے ایک یا پہلی دو میں سے ایک میں اور پچھلی کی دونوں میں قراءت چھوڑ دی تو ان صورتوں میں چار رکعت قضا واجب ہے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۳۸: اگر دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا پھر توڑ دی تو اس صورت میں بالکل قضا نہیں بشرطیکہ تیسری کے لیے کھڑا نہ ہوا ہو اور پہلی دونوں میں قراءت کر چکا ہو۔[2] (درمختار) مگر بوجہ ترکِ واجب اس کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۹: نفل پڑھنے والے نے نفل پڑھنے والے کی اقتدا کی اگرچہ تشہد میں تو جو حال امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے یعنی جتنی کی قضا امام پر واجب ہوگی مقتدی پر بھی واجب۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں[4] مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی **نصف** ہے۔''[5] اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے دلیل لانا کہ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔[6] صحیح نہیں کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مخصوصات میں سے ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے۔ اس کے بعد میں حاضر خدمتِ **اقدس** ہوا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، سرِ اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا: کیا ہے اے عبداللہ؟ عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو ایسا

---

1 ...... ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۷۹۔۵۸۱.

2 ...... ''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۲، ۵۸۳.

3 ...... ''الدرالمختار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۳.

4 ...... ''تنویرالأبصار''، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸٤.

5 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب جواز النافلۃ قائما و قاعدا... إلخ، الحدیث: ۷۳۵، ص۳۷۰.

6 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب صلاۃ اللیل... إلخ، الحدیث: ۱۲٦۔(۷۳۸)، ص۳۷۲.

فرمایاہےاورحضور(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیٹھ کرنماز پڑھتے ہیں،فرمایا:''**ہاں ولیکن میں تم جیسا نہیں۔**'' [1] امام ابراہیم حلبی وصاحب درمختار وصاحب ردالمحتار نے فرمایا: کہ یہ حکم حضور(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خصائص سے ہےاوراسی حدیث سے استناد کیا۔ [2]

مسئلہ ۴۱: اگر رکوع کی حدتک جُھک کرنفل کا تحریمہ باندھا تو نماز نہ ہوگی۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: لیٹ کرنفل نماز جائز نہیں جب کہ عذر نہ ہواور عذر کی وجہ سے ہوتو جائز ہے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: کھڑے ہوکر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہوگیا دونوں صورتیں جائز ہیں، خواہ ایک رکعت کھڑے ہوکر پڑھی ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہوکر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔ [5] (درمختار، ردالمحتار) مگر دوسری صورت یعنی کھڑے ہوکر شروع کی پھر بیٹھ گیا اس میں اِختلاف ہے، لہٰذا بچنا اَولیٰ۔

مسئلہ ۴۴: کھڑے ہوکر نفل پڑھتا تھا اور تھک گیا تھا تو عصا یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں حرج نہیں۔ [6] (عالمگیری) اور بغیر تھکے بھی اگر ایسا کرے تو کراہت ہے نماز ہوجائے گی۔

مسئلہ ۴۵: نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔ [7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: بیرون شہر [8] سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہےاور اس صورت میں استقبالِ قبلہ شرط نہیں بلکہ سواری جس رُخ کو جارہی ہو اِدھر ہی مونھ ہو اور اگر اُدھر مونھ نہ ہوتو نماز جائز نہیں اور شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف مونھ ہونا شرط نہیں بلکہ سواری جدھر جارہی ہے اُس طرف ہو اور رکوع وسجود اشارہ سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہو۔ [9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب جواز النافلة قائما و قاعدا... إلخ، الحديث: ۷۳۵، ص ۳۷۰.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستة عشرية، ج۲، ص۵۸۵.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل الستة عشرية، ج۲، ص۵۸٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸٤.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل الستة عشرية، ج۲، ص۵۸٤.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱٤.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستة عشرية، ج۲، ص۵۸۷.

8 ...... بیرون شہر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مسافر پر قصر واجب ہوتا ہے۔(عالمگیری) ۱۲ منہ حفظہ ربہ

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة على الدابة، ج۲، ص۵۸۸.

مسئلہ ۴۷: سواری پر نفل پڑھنے میں اگر ہانکنے کی ضرورت ہو اور عملِ قلیل سے ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں چابک ہے اُس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلاضرورت جائز نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: سواری پر نماز شروع کی پھر عملِ قلیل کے ساتھ اتر آیا تو اسی پر بنا کرسکتا ہے خواہ کھڑے ہوکر پڑھے یا بیٹھ کر مگر قبلہ کو مونھ کرنا ضروری ہے اور زمین پر شروع کی تھی پھر سوار ہوا تو بنا نہیں کرسکتا نماز جاتی رہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: گاؤں یا خیمہ کا رہنے والا جب گاؤں یا خیمہ سے باہر ہوا تو سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: بیرون شہر سواری پر شروع کی تھی پڑھتے پڑھتے شہر میں داخل ہوگیا تو جب تک گھر نہ پہنچا سواری پر پوری کرسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: محمل اور سواری پر نفل نماز مطلقاً جائز ہے جبکہ تنہا پڑھے اور نفل نماز جماعت سے پڑھنا چاہے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ امام ومقتدی الگ الگ سواریوں پر نہ ہوں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: محمل پر فرض نماز اُس وقت جائز ہے کہ اترنے پر قادر نہ ہو، ہاں اگر ٹھہرا ہوا ہو اور اس کے نیچے لکڑیاں لگا دیں کہ زمین پر قائم ہوگیا تو جائز ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: گاڑی کا جُوا[7] جانور پر رکھا ہو گاڑی کھڑی ہو یا چلتی اُس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض وواجب وسنت فجر بلاعذر جائز نہیں اور اگر جوا جانور پر نہ ہو اور رُکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار) یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس میں دو پہیّے ہوں چار پہیے والی جب رُکی ہو تو صرف جُوا جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی، لہٰذا جب ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی جیسے تخت پر۔

مسئلہ ۵۴: گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کے لیے یہ عذر ہیں۔(۱) مینھ برس رہا ہے، (۲) اس قدر کیچڑ ہے کہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة على الدابة، ج۲، ص۵۸۹.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۹.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة، على الدابة، ج۲، ص۵۸۸.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۹.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۹۵.

6 ...... المرجع السابق، ص۵۹۰.

7 ...... یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۹۱.

اُتر کر پڑھے گا تو مونھ دھنس جائے گا یا کیچڑ میں سن جائے گا یا جو کپڑا اچھا جائے گا وہ بالکل لتھڑ جائے گا اور اس صورت میں سواری نہ ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے (۳) ساتھی چلے جائیں گے، (۴) یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں، (۵) یا وہ بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اُتر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے، (۶) یا مرض میں زیادتی ہوگی، (۷) جان (۸) یا مال، (۹) یا عورت کو آبرو کا اندیشہ ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض و واجب وسنت فجر نہیں ہوسکتی اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں مِن جہۃ العباد[2] کوئی شرط یا رکن مفقود ہو[3] اُس کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵۵: محمل کی ایک طرف خود سوار ہے دوسری طرف اس کی ماں یا زوجہ یا اور کوئی محارم میں ہے جو خود سوار نہیں ہوسکتی اور یہ خود اُتر چڑھ سکتا ہے مگر اس کے اُترنے میں محمل گر جانے کا اندیشہ ہے، اسے بھی اُسی پر پڑھنے کا حکم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: جانور اور چلتی گاڑی پر اور اس گاڑی پر جس کا جوا جانور پر ہو بلاعذر شرعی فرض وسنت فجر وتمام واجبات جیسے وتر و نذر اور نفل جس کو توڑ دیا ہو اور سجدۂ تلاوت جب کہ آیت سجدہ زمین پر تلاوت کی ہو ادا نہیں کرسکتا اور اگر عذر کی وجہ سے ہو تو اُن سب میں شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو قبلہ رُو کھڑا کر کے ادا کرے ورنہ جیسے بھی ممکن ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: کسی نے منت مانی کہ دو رکعتیں بغیر طہارت پڑھے گا یا ان میں قراءت نہ کرے گا یا ننگا پڑھے گا یا ایک یا آدھی رکعت کی منت مانی تو ان سب صورتوں میں اُس پر دو رکعت طہارت وقراءت وستر کے ساتھ واجب ہوگئیں اور تین کی مانی تو چار واجب ہوئیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ج٢، ص٥٩٢.

2 ...... یعنی بندوں کی طرف سے۔ 3 ...... یعنی نہ پایا گیا ہو۔

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ج٢، ص٥٩٣.

5 ...... المرجع السابق، ص٥٩٤.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر، بقدرة غيره، ج٢، ص٥٩٥.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ومما يتصل بذلك مسائل، ج١، ص١١٥.

مسئلہ ۵۸: منت مانی کہ فلاں مقام پر نماز پڑھے گا اور اس سے کم درجہ کے مقام پر ادا کی ہوگئی۔ مثلاً مسجدِ حرام میں پڑھنے کی منت مانی اور مسجدِ قُدس یا گھر کی مسجد میں ادا کی۔ عورت نے منت مانی کہ کل نماز پڑھے گی یا روزہ رکھے گی دوسرے دن اسے حیض آگیا تو قضا کرے اور اگر یہ منت مانی کہ حالت حیض میں دو رکعت پڑھے گی تو کچھ نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: منت مانی کہ آج دو رکعت پڑھے گا اور آج نہ پڑھی تو اس کی قضا نہیں، بلکہ کفارہ دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مہینہ بھر کی نماز کی منت مانی تو ایک مہینے کے فرض و وتر کی مثل اس پر واجب ہے سنت کی مثل نہیں مگر وتر و مغرب کی جگہ چار رکعت پڑھے یعنی ہر روز بائیس رکعتیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی منت مانی تو کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے اور مطلق نماز کی منت ہے تو اختیار ہے۔[4] (عالمگیری)

تنبیہ: نوافل تو بہت کثیر ہیں، اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

تحیۃ المسجد جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔[5]

بخاری و مسلم ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔''[6]

مسئلہ ۱: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح وتہلیل ودرود شریف میں مشغول ہو حق مسجد ادا ہو جائے گا۔[7] (ردالمحتار)

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر، بقدرة غيره، ج۲، ص۵۹۶.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱۱۵.
اسکا کفارہ وہی ہے، جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا کپڑا دینا یا تین روزے رکھنا۔۱۲ منہ

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱۱۵.

4...... المرجع السابق.

5...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج۲، ص۵۵۵.

6...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، الحديث: ٤٤٤، ج۱، ص۱۷۰.

7...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج۲، ص۵۵۵.

مسئلہ۲: فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تحیۃ المسجد ادا ہوگئی اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔اس نماز کا حکم اس کے لیے ہے جو بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس وذکر وغیرہ کے لیے گیا ہو۔اگر فرض یا اقتدا کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اوراگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوئی اب پڑھے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۴: ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ** کہے۔[3] (درمختار)

تحیۃ الوضو کہ وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔[4]

صحیح مسلم میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اوراچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہوکر دو رکعت پڑھے،اس کے لیے **جنت** واجب ہو جاتی ہے۔'' [5]

مسئلہ۱: غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہوجائیں گے۔[6] (ردالمحتار)

نمازِ اشراق ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکرِ خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا پھر دو رکعتیں پڑھیں'' تو اُسے پورے **حج** اور **عمرہ** کا ثواب ملے گا۔'' [7]

نمازِ چاشت مستحب ہے،کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں[8] اور افضل بارہ ہیں کہ حدیث میں ہے، جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، ''اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج۲، ص۵۵۵.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۵۷.

3...... المرجع السابق.

4...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵٦۳.

5...... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحديث: ۲۳٤، ص۱٤٤.

6...... "ردالمحتار"، كتاب الصلوة، باب الوتر و النوافل، مطلب: سنة الوضوء، ج۲، ص۵٦۳.

7...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحديث ۵۸٦، ج۲، ص۱۰۰.

8...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲.

بنائے گا۔'' (1) اس حدیث کو ترمذی وابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا صدقہ ہے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔ (2)

ترمذی ابو درداء و ابوذر سے اور ابوداود و دارمی نعیم بن ہمّار سے اور احمد ان سب سے راوی رضی اللہ تعالٰی عنہم کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! شروع دن میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ لے، آخر دن تک میں تیری کفایت فرماؤں گا۔'' (3)

طبرانی ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں، غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اُس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالٰی اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالٰی اُس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالٰی بندوں پر احسان و صدقہ نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔'' (4)

احمد و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔'' (5)

مسئلہ ۱: اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ (6) (عالمگیری، ردالمحتار)

نمازِ سفر کہ سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے۔ (7) طبرانی کی حدیث میں ہے: کہ ''کسی نے

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، الحديث: ٤٧٢، ج٢، ص١٧.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى... إلخ، الحديث: ٧٢٠، ص٣٦٣.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، الحديث: ٤٧٤، ج٢، ص١٩.

4 ...... "الترغيب والترهيب"، الترغيب في صلاة الضحى، الحديث: ١٤، ج١، ص٢٦٦.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند و أبي هريرة، الحديث: ١٠٤٨٥، ج٣، ص٥٦٤.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٢.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: سنة الوضوء، ج٢، ص٥٦٣.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج٢، ص٥٦٥.

اپنے اہل کے پاس اُن دورکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا، جو بوقت ارادۂ سفران کے پاس پڑھیں۔'' [1]

نماز واپسی سفر کہ سفر سے واپس ہو کر دورکعتیں مسجد میں ادا کرے۔[2] صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں اُس میں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔'' [3]

مسئلہ ۱: مسافر کو چاہیے کہ منزل میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔[4] (ردالمحتار)

صلاۃ اللیل ایک رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔[5] اور

حدیث ۲: طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دَوہ لیتے ہیں اور فرض عشا کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلاۃ اللیل ہے۔[6]

(نمازِ تہجد)

مسئلہ ۱: اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سوکر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشا کے بعد سو رہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔[8] (ردالمحتار)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج٢، ص٥٦٥.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج٢، ص٥٦٥.

3...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين في المسجد... إلخ، الحديث: ٧١٦، ص٣٦١.

4...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج٢، ص٥٦٥.

5...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، الحديث: ١١٦٣، ص٥٩١.

6...... "المعجم الكبير"، باب الألف، الحديث: ٧٨٧، ج١، ص٢٧١.

7...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الليل، ج٢، ص٥٦٦.

8...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الليل، ج٢، ص٥٦٧.

مسئلہ۳: کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور

حدیث۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت۔

حدیث۴: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات میں بیدار ہوا اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔'' اس حدیث کو نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور منذری نے کہا یہ حدیث برشرط شیخین صحیح ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا، اُسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے اور اگر نصف شب میں سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے کہ

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمان دنیا پر تجلّی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ''ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کر دوں۔''[2]

اور سب سے بڑھ کر تو نماز داود ہے۔ کہ

حدیث ۶: بخاری و مسلم عبداللّٰہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما[3] سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: سب نمازوں میں اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نماز داود ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصّہ میں سوتے۔[4]

مسئلہ۵: جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے۔ کہ

حدیث ۷: صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔''[5] نیز

حدیث ۸: بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے فرمایا: کہ ''اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔''[6]

---

1. ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب صلاة التطوع، باب توديع المنزل بركعتين، الحديث: ١٢٣٠، ج١، ص٦٢٤.
و"ردالمحتار"، كتاب الصلاة باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة الليل، ج٢، ص٥٦٧.
2. ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء... إلخ، الحديث: ٧٥٨، ص٣٨١.
3. ......بہارشریعت کے بعض نسخوں میں اس مقام پر ''**عبداللّٰہ بن عمر** رضی اللہ تعالٰی عنہما'' لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ''بخاری شریف'' اور دیگر کتبِ احادیث میں ''**عبداللّٰہ بن عَمْرو** رضی اللہ تعالٰی عنہما'' مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔... **علمیہ**
4. ...... "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، باب احب الصلاة إلى الله صلاة داود... إلخ، الحديث: ٣٤٢٠، ج٢، ص٤٤٨.
5. ...... "صحيح البخاري"، كتاب التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، الحديث: ١١٥٢، ج١، ص٣٩٠.
6. ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم... إلخ، الحديث: ٢١٨ـ(٧٨٣)، ص٣٩٤.

مسئلہ ٦: عیدین اور پندرھویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے اکثر حصہ میں جاگنا بھی شب بیداری ہے۔[1] (درمختار) عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاوصبح دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں۔ کہ

صحیح حدیث میں فرمایا: ''جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی، اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی، اس نے ساری رات عبادت کی۔'' [2] اوران راتوں میں اگر جاگے گا تو نماز عیدوقربانی وغیرہ میں دقت ہوگی۔لہٰذااسی پر اکتفا کرے اوراگران کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر۔

مسئلہ ٧: ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سُننا اور درود شریف پڑھنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔[3] (ردالمحتار) صلاۃ اللیل کے متعلق آٹھ حدیثیں ضمناً ابھی مذکور ہوئیں اس کے فضائل کی بعض حدیثیں اور سنیے۔

حدیث ٩: ترمذی وابن ماجہ وحاکم بر شرط شیخین عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے۔'' تو کثرت سے لوگ حاضرِ خدمت ہوئے، میں بھی حاضر ہوا، جب میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چہرہ کوغور سے دیکھا پہچان لیا کہ یہ مونھ جھوٹوں کا مونھ نہیں۔ کہتے ہیں پہلی بات جو میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سُنی یہ ہے فرمایا: ''اے لوگو! سلام شائع کرواور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔'' [4]

حدیث ١٠: حاکم نے بافادۂ تصحیح روایت کی، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا تھا کوئی ایسی چیز ارشاد ہو کہ اُس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں؟ اُس پر بھی وہی جواب ارشاد ہوا۔[5]

حدیث ١١، ١٢: طبرانی کبیر میں باسناد حسن وحاکم بافادۂ تصحیح بر شرط شیخین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔'' ابو مالک

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٦٨.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب فضل الصلاة العشاء... إلخ، الحديث: ٦٥٦، ص٣٢٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في إحياء ليالي العيدين... إلخ، ج٢، ص٥٦٩.

4 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب البروالصلة، باب إرحموا أهل الارض... إلخ، الحديث: ٧٣٥٩، ج٥، ص٢٢١.
و "الترغيب و الترهيب"، كتاب النوافل، الترغيب في قيام الليل، الحديث: ٤، ج١، ص٢٣٩.

5 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب البروالصلة، باب إرحموا أهل الارض... إلخ، الحديث: ٧٣٦٠، ج٥، ص٢٢١.

اشعری نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! وہ کس کے لیے ہے؟ فرمایا: ''اُس کے لیے کہ اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔'' [1] اور اسی کے مثل ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۱۳: بیہقی کی ایک روایت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے، اس وقت منادی پکارے گا، کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ [2]

حدیث ۱۴: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ''رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اُس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی جو بھلائی مانگے، وہ اسے دے گا اور یہ ہر رات میں ہے۔'' [3]

حدیث ۱۵، ۱۶: ترمذی ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمھارے رب (عزوجل) کی طرف قربت کا ذریعہ اور سیآت کا مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا۔'' [4] اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ ''بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔'' [5]

حدیث ۱۷: صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو رات میں اُٹھے اور یہ دُعا پڑھے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ . [6]

---

1 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب صلاة التطوع، باب صلاة الحاجة، الحديث: ١٢٤٠، ج١، ص٦٣١، عن عبد الله بن عمرو.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوات، الحديث: ٣٢٤٤، ج٣، ص١٦٩.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء، الحديث: ٧٥٧، ص ٣٨٠.

4 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٣٥٦٠، ج٥، ص٣٢٢.

5 ...... "المعجم الكبير"، باب السين، الحديث: ٦١٥٤، ج ٦، ص٢٥٨.

6 ...... ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ (عزوجل) اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ (عزوجل) کے ساتھ اے میرے پروردگار! تُو مجھے بخش دے۔ ۱۲

پھر جودُعا کرے مقبول ہوگی اوراگر وضوکر کے نماز پڑھے تواس کی نمازمقبول ہوگی۔'' [1]

حدیث ۱۸: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ لِقَاءُ کَ حَقٌّ وَّقَوْلُکَ حَقٌّ وَّالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّ النَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ . [2]

یہ ایک دُعا اور چند حدیثیں ذکر کردی گئیں اوراُن کے علاوہ اس نماز کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں، جسے اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے اس کے لیے یہی بس ہیں۔

نماز استخارہ

حدیث صحیح جس کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے، جیسے قرآن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں:

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، الحديث: ١١٥٤، ج١، ص٣٩١.
و "مرقاة المفاتيح"، كتاب الصلوٰة، باب ما يقول إذا قام من الليل، تحت الحديث: ١٢١٣، ج٣، ص٢٨٨.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التهجد، باب التهجد بالليل، الحديث: ١١٢٠، ج١، ص٣٨١.

ترجمہ: الٰہی! تیرے ہی لیے حمد ہے، آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیا حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ (عزوجل) تیرے لیے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیری ہی مدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا پس تُو بخش دے میرے لیے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور چھپا کر کیا اور اعلانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تُو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔۱۲

''جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُکَ بِعِلۡمِکَ وَاَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَ اَسۡأَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَ تَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ اَوۡقَالَ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاقۡدُرۡہُ لِیۡ وَیَسِّرۡہُ لِیۡ ثُمَّ بَارِکۡ لِیۡ فِیۡہِ وَاِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ شَرٌّ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ اَوۡ قَالَ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ فَاصۡرِفۡہُ عَنِّیۡ وَاصۡرِفۡنِیۡ عَنۡہُ وَاقۡدُرۡ لِیَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیۡ بِہٖ ۔ [1]

اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ بجائے ھٰذَا الۡاَمۡر کے حاجت کا نام لے یا اُس کے بعد۔[2] (ردالمحتار)

اَوۡ قَالَ عَاجِلِ اَمۡرِیۡ میں اَوۡ شک راوی ہے، فقہا فرماتے ہیں کہ جمع کرے یعنی یوں کہے۔

وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ وَعَاجِلِ اَمۡرِیۡ وَاٰجِلِہٖ ۔ [3] (غنیہ)

مسئلہ ۱: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہوسکتا، ہاں تعیین وقت کے لیے کرسکتے ہیں۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۲: مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلۡ یٰاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ اور دوسری میں قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّکَ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخۡتَارُ یُعۡلِنُوۡنَ تک اور دوسری میں وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَۃٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل) اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تُو اس کو میرے لیے مقدر کردے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اوس سے راضی کر۔۱۲

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التهجد، باب ماجاء في التطوع... إلخ، الحديث: ١١٦٢، ج١، ص٣٩٣.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي الاستخارة، ج٢، ص٥٦٩.

3 ...... "غنية المتملي"، ركعتا الاستخارة، ص٤٣١.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي الاستخارة، ج٢، ص٥٧٠.

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: ''اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب (عزوجل) سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔'' [1] اور بعض مشایخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سو رہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔ [2] (ردالمحتار) استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

صلاة التسبيح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سُستی کرنے والا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں تمھارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اگلا پچھلا پُرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر، اس کے بعد صلاۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا: کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔'' اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سنن ترمذی شریف میں بروایت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے، فرماتے ہیں: اللہ اکبر کہہ کر **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ** پڑھے پھر یہ پڑھے **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ** پندرہ بار پھر **اَعُوْذُ** اور **بِسْمِ اللّٰه** اور **اَلْحَمْد** اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور بعد تسمیع و تحمید دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یوہیں چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع و سجود میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ [3] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سورت پڑھی جائے؟ فرمایا: سورۂ

---

1 ...... ''كنز العمال''، كتاب الصلاة، رقم: ٢١٥٣٥، ج٧، ص٣٣٦.

2 ...... ''ردالمحتار''، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي الاستخارة، ج٢، ص ٥٧٠.

3 ...... ''غنية المتملي''، صلاة التسبيح، ص ٤٣١.

تکاثر والعصر اور قُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور بعض نے کہا سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۲: اگر سجدۂ سہو واجب ہو اور سجدے کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسہ میں نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: تسبیح اُنگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ اُنگلیاں دبا کر۔[3]

مسئلہ۴: ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۵: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ تَوْفِیْقَ اَھْلِ الْھُدٰی وَاَعْمَالَ اَھْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَۃَ اَھْلِ التَّوْبَۃِ وَعَزْمَ اَھْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَھْلِ الْخَشْیَۃِ وَطَلَبَ اَھْلِ الرَّغْبَۃِ وَتَعَبُّدَ اَھْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَھْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مَخَافَۃً تَحْجُزُنِیْ عَنْ مَعَاصِیْکَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً اَسْتَحِقُّ بِہٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ بِالتَّوْبَۃِ خَوْفًا مِّنْکَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَۃَ حُبًّا لَّکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ بِکَ سُبْحٰنَ خَالِقِ النُّوْرِ .[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ التسبیح، ج۲، ص۵۷۱.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ التسبیح، ج۲، ص۵۷۲.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ التسبیح، ج۲، ص۵۷۱.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۳.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ التسبیح، ج۲، ص۵۷۲.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت والوں کی توفیق اور یقین والوں کے اعمال اور اہل توبہ کی خیرخواہی اور اہل صبر کا عزم اور خوف والوں کی کوشش اور رغبت والوں کی طلب اور پرہیزگاروں کی عبادت اور اہل علم کی معرفت تاکہ میں تجھ سے ڈروں۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روکے، تاکہ میں تیری طاعت کے ساتھ ایسا عمل کروں جس کی وجہ سے تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں، تاکہ تیرے خوف سے خالص توبہ کروں اور تاکہ تیری محبت کی وجہ سے خیرخواہی کو تیرے لیے خالص کروں اور تاکہ تمام امور میں تجھ پر توکل کروں، تجھ پر نیک گمان کرتے ہوئے، پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔۱۲

نمازِ حاجت

ابو داود حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: ''جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔'' [1] اس کے لیے دو رکعت یا چار پڑھے۔ حدیث میں ہے: ''پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شبِ قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔'' مشایخ فرماتے ہیں: کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

ایک حدیث میں ہے جس کو ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن اوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کی کوئی حاجت اللہ (عزوجل) کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ . [2]

ترمذی بافادۂ تحسین و تصحیح و ابن ماجہ و طبرانی وغیرہم عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب نابینا حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی، اللہ (عزوجل) سے دُعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے، ارشاد فرمایا: ''اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔'' انھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دُعا کریں، انھیں حکم فرمایا: کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ [3] **اِنِّیْ**

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب التطوع، باب وقت قيام النبي صلى الله عليه وسلم من الليل، الحديث: ١٣١٩، ج٢، ص٥٢.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، الحديث: ٤٧٨، ج٢، ص٢١.

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ (عزوجل)، مالک ہے عرش عظیم کا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہاں کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو میرے لیے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔١٢

3 ...... حدیث میں اس جگہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے۔ مگر مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کے بجائے، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کی تعلیم دی ہے۔

تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ .[1]

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کررہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے، گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔''[2] نیز قضائے حاجت کے لیےایک مجرب نماز جوعلما ہمیشہ پڑھتے آئے یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِمبارک پر جاکر دورکعت نماز پڑھے اورامام کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے سوال کرے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہوجاتی ہے۔[3] (خیرات الحسان)

(صلاۃ الأسرار)

نیز اس کے لیےایک مجرب نماز صلاۃ الاسرار ہے جوامام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی بہجۃ الاسرار میں اور مُلّا علی قاری وشیخ عبدالحق محدّث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنّتیں پڑھ کر دورکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھواللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرُود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ .[4]

پھرعراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہرقدم پر یہ کہے:

یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ .[5]

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور توسل کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو نبی رحمت ہیں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے اپنے رب (عزوجل) کی طرف اس حاجت کے بارہ میں متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ ''الٰہی! اون کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔'' ۱۲

2 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء في صلاة الحاجة، الحديث: ١٣٨٥، ج٢، ص١٥٦.
و "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، الحديث: ٣٥٨٩، ج٥، ص٣٣٦.
و "المعجم الكبير"، الحديث: ٨٣١١، ج٩، ص٣٠. دون قوله (واتوسل).

3 ...... "الخيرات الحسان"، الفصل الخامس و الثلاثون... إلخ، ص٢٣٠.
و "تاريخ بغداد"، باب ما ذكر في مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء و الزهاد، ج١، ص١٣٥.

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔۱۲

5 ...... ترجمہ: اے جن وانس کے فریادرس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔۱۲

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔[1]

نمازِ توبہ

ابوداود وترمذی وابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔'' پھر یہ آیت پڑھی۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ص وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ قف وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ o ﴾[2]

جنھوں نے بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر اللہ (عزوجل) کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگی اور کون گناہ بخشے اللہ (عزوجل) کے سوا اور اپنے کیے پر دانستہ ہٹ نہ کی حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

مسئلہ ا: صلاۃ الرغائب کہ رجب کی پہلی شبِ جمعہ اور شعبان کی پندرھویں شب اور شبِ قدر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں، فقہا اسے ناجائز ومکروہ و بدعت کہتے ہیں اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موضوع بتاتے ہیں۔[3] لیکن اجلۂ اکابر اولیا سے باسانید صحیحہ مروی ہے، تو اس کے منع میں غلو نہ چاہیے[4] اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔

---

1 ...... "بهجة الأسرار"، ذكر فضل أصحابه و بشراهم، ص١٩٧. بتصرف.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الصلاة عند التوبة، الحديث: ٤٠٦، ج١، ص٤١٤.
پ٤، اٰلِ عمرٰن: ١٣٥.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الرغائب، ج٢، ص٥٦٩، وغيره.

4 ...... مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **''فتاویٰ رضویہ''**، جلد 7، صفحہ 465 پر فرماتے ہیں: ''نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہی ہے۔ چار کی نسبت کتبِ حنفیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہ جس کا حاصل خلافِ اَولیٰ ہے نہ کہ گناہ وحرام **كمـا بينـاه في فتـاوٰنـا** (جیسا کہ ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاوٰی میں دی ہے۔ت) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل **بـالتـداعـی** (تداعی کا لغوی معنی ہے ''ایک دوسرے کو بلانا''۔ اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٤٣٠) ثابت ہے اور عوام فعلِ خیر سے منع نہ کیے جائیں گے۔ علمائے امت وحکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔''

("الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٤٦٥.)

تراویح کا بیان

مسئلہ ۱: تراویح مرد وعورت سب کے لیے بالا جماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔ [1] (درمختار وغیرہ) اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ ''میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔'' [2] اور خود حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ارشاد فرماتے ہیں: ''جو رمضان میں قیام کرے ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لیے، اس کے اگلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے [3] یعنی صغائر۔'' پھر اس اندیشہ سے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے ترک فرمائی پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں ایک رات مسجد کو تشریف لے گئے اور لوگوں کو متفرق طور پر نماز پڑھتے پایا کوئی تنہا پڑھ رہا ہے، کسی کے ساتھ کچھ لوگ پڑھ رہے ہیں، فرمایا: میں مناسب جانتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں تو بہتر ہو، سب کو ایک امام ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکٹھا کر دیا پھر دوسرے دن تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں فرمایا **نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** یہ اچھی بدعت ہے۔ [4] **رواه اصحاب السنن۔**

مسئلہ ۲: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں [5] اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ [6] اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یوہیں تھا۔ [7] اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے، کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئس ۲۳ رکعتیں پڑھتے۔ [8] بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔ [9] اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۹۶، وغيره .

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة... إلخ، الحديث: ۲۶۸۵، ج۴، ص۳۰۸.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، الحديث: ۷۵۹، ص۳۸۲.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب صلاة التروايح، باب فضل من قام رمضان، الحديث : ۲۰۱۰، ج۱، ص۶۵۸.
و "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، رقم ۲۵۵، ج۱، ص۱۲۰.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج۲، ص۵۹۹.

6 ...... "معرفة السنن و الآثار" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب قيام رمضان، رقم ۱۳۶۵، ج۲، ص۳۰۵.

7 ...... "فتح باب العناية شرح النقاية"، كتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، ج۱، ص۳۴۲.

8 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، رقم ۲۵۷، ج۱، ص۱۲۰.

9 ...... "السنن الكبرى"، كتاب الصلاة، باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، الحديث: ۴۶۱۸، ج۲، ص۶۹۹.

نے ایک شخص کو حکم فرمایا: کہ رمضان میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعتیں پڑھائے۔[1] نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض وواجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض وواجب کی ہر روز بیس۲۰ رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل ومکمل برابر ہوں۔

مسئلہ۳: اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے بھی ہوسکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہوگیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کرلے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کرکے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ نماز عشا بغیر طہارت پڑھی تھی اور تراویح و وتر طہارت کے ساتھ تو عشاوتراویح پھر پڑھے وتر ہوگیا۔[2] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ۴: مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ۵: اگر فوت ہوجائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں، جیسے مغرب و عشا کی سنتیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: تراویح کی بیس۲۰ رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہوجائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ۷: احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی

---

1 ...... "السنن الكبرى"، كتاب الصلاة، باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، الحديث: ٤٦٢١، ج٢، ص٦٩٩.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٥٩٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٩٨.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٥٩٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٥٩٩.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٥٩٧.

سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۹: امام ومقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور بعد تشہد دُعا بھی، ہاں اگر مقتدیوں پر گرانی ہو تو تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پر اکتفا کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قراءت برابر ہو اور اگر ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں ہر شفع کی پہلی رکعت اور دوسری کی قراءت مساوی ہو دوسری کی قراءت پہلی سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۱۲: قراءت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو[5] بہتر ہے۔ یوہیں تعوذ و تسمیہ و طمانینت و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۱۳: ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان اگر بیٹھنا لوگوں پر گراں ہو تو نہ بیٹھے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۱۴: اس بیٹھنے میں اسے اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ

1- ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۶۰۱.
و "الفتاوی الرضوية"، ج۷، ص۴۵۸.

2- ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج۲، ص۶۰۲.

3- ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج۱، ص۱۱۸.

4- ...... المرجع السابق، ص۱۱۷.

5- ...... یعنی جس قدر حروف کو اچھی طرح ادا کرے۔

6- ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج۱، ص۱۱۷.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۶۰۳.

7- ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج۱، ص۱۱۵، وغيره.

اَللّٰہ نَسۡئَلُکَ الۡجَنَّۃَ وَنَعُوۡذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ۔[1](غنیہ ،ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: ہر دو رکعت کے بعد دو۲ رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ یوہیں دس۱۰ رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: تراویح میں جماعت سنتِ کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے دوسرے کی اقتدا نہ کرے اور اگر امام غلط پڑھتا ہو تو مسجد محلّہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو یا ہلکی قراءت پڑھتا ہو یا مسجد محلّہ میں ختم نہ ہوگا تو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: خوش خوان کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ **درست خوان** کو بنائیں۔[6] (عالمگیری) افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ **یَعۡلَمُوۡنَ تَعۡلَمُوۡنَ** کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں اُنھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور

---

1 ...... "غنية المتملي"، تراويح، ص٤٠٤.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٦٠٠، وغيرهما.
ترجمہ: پاک ہے ملک وملکوت والا، پاک ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا، پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے، جو نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے، پاک مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم مغفرت چاہتے ہیں، تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں ۔۱۲

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٥.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٦٠١.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حروف میں تفرقہ [1] نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی فقیر کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال ختم قرآن مجید سننا نہ ملا۔ مولا عزوجل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ پڑھنے کی کوشش کریں۔

مسئلہ ۲۰: آج کل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں، اُجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے، بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے، اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ **اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ** ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لُوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ **اَلصَّرِیْحُ یُفَوِّقُ الدَّلَالَةَ**[2]۔

مسئلہ ۲۱: ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے اور مقتدی نے دو مسجدوں میں پوری پوری پڑھی تو حرج نہیں مگر دوسری میں وتر پڑھنا جائز نہیں جب کہ پہلی میں پڑھ چکا اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ پر امام بدلیں، مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اُسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشا و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وتر پڑھائے دوسرا تراویح۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا و وتر کی

1...... یعنی فرق۔ 2...... یعنی صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے۔

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٦.

4...... المرجع السابق.

5...... المرجع السابق.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج١، ص٨٥.

7...... المرجع السابق، ص١١٦، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي... إلخ، ج٢، ص٦٠٦.

امامت کرتے تھے اورابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ تراویح کی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: اگرسب لوگوں نے عشا کی جماعت ترک کردی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں، ہاں عشا جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی۔ تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگرعشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اوراگرعشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عشا کی سنتوں کا سلام نہ پھیرا اسی میں تراویح ملا کرشروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلاعذر مکروہ ہے، بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔

اللہ عزوجل ارشادفرماتا ہے:

﴿ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ ﴾

منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔[6] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۳۲: امام سے غلطی ہوئی کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اسے پہلے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہوگیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اورسجدہ کرلیا ہو تو چار

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٦٠٣.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٦٠٣.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٧.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٦٠٣.

6 ...... "غنية المتملي شرح منية المصلي"، تراويح، فروع، ص٤١٠.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٦٠٣.
پ٥، النسآء: ١٤٢.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ١١٨.

پوری کرلے مگر یہ دوشمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اگر دوسری پر بیٹھا نہ تھا تو نہ ہوئیں ان کے بدلے کی دو رکعت پھر پڑھے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: قعدہ میں مقتدی سو گیا امام سلام پھیر کر اور دو رکعت پڑھ کر قعدہ میں آیا اب یہ بیدار ہوا تو اگر معلوم ہو گیا تو سلام پھیر کر شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد جلد پوری کر کے امام کے ساتھ ہو جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ لیں اور آج یاد آیا کہ کل دو رکعتیں رہ گئی تھیں تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین تو امام کے علم میں جو ہو اُس کا اعتبار ہے اور امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو جس کو سچا جانتا ہو اُس کا قول اعتبار کرے۔ اگر اس میں لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ تو دو رکعت تنہا تنہا پڑھیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ **الم تر کیف** سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک بار بسم اللہ شریف جہر[8] سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا، مذہب حنفی میں بے اصل ہے۔

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ١١٨.

2...... المرجع السابق.

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٩.

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٧.

5...... المرجع السابق.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٨.

7...... المرجع السابق.

8...... یعنی اُونچی آواز۔

مسئلہ ۴۱: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قل ھواللہ پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمٓ سے مفلحون تک پڑھے۔

مسئلہ ۴۲: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کررہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کررہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہوگئے یہ ناجائز ہے۔

فائدہ: ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے۔ تیس دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں اور پینتالیس برس عشا کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے۔

منفرد کا فرضوں کی جماعت پانا

حدیث ۱، ۲: امام مالک ونسائی روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی محجن نامی رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وہ بیٹھے رہ گئے، ارشاد فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔'' عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! ہوں تو مگر میں نے گھر پڑھ لی تھی، ارشاد فرمایا: ''جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔'' (1) اسی کے مثل یزید بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا واقعہ ہے جو ابوداود میں مروی۔

حدیث ۳: امام مالک نے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ''جو مغرب یا صبح کی پڑھ چکا ہے پھر جب امام کے ساتھ پائے اعادہ نہ کرے۔'' (2)

مسئلہ ۱: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔ (3) (درمختار)

مسئلہ ۲: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب ان دونمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز

1 ...... ''الموطأ'' لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ۳۰۲، ج۱، ص۱۳۵.
و ''مشكاة المصابيح''، كتاب الصلاة، باب من صلى صلاة مرتين، الحديث: ۱۱۵۳، ج۱، ص۳۳۸.

2 ...... ''الموطأ'' لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ۳۰۶، ج۱، ص۱۳۶.

3 ...... ''تنوير الأبصار'' و ''الدرالمختار''، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج۲، ص۶۰۶ ـ ۶۱۰.

پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہوسکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں اور مغرب میں اگر شامل ہوگیا تو برا کیا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر چار کر لے اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی چار رکعت قضا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳: مغرب پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شامل ہوگیا۔ امام نے چوتھی رکعت کو تیسری گمان کیا اور کھڑا ہوگیا اس مقتدی نے اُس کا اتباع کیا، اس کی نماز فاسد ہوگئی، تیسری پر امام نے قعدہ کیا ہو یا نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہوگا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہوسکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مُراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کرے گا اگرچہ پہلی رکعت کا ہنوز[4] سجدہ نہ کیا ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نفل شروع کیے تھے اور جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کر لے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جمعہ اور ظہر کی سنّتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج ١، ص ١١٩، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج ١، ص ١١٩.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: صلاة ركعة واحدة باطلة... إلخ، ج ٢، ص ٦١٠.

4 ...... ابھی تک۔

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ٢، ص ٦٠٨.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: صلاة ركعة واحدة... إلخ، ج ٢، ص ٦١١.

8 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج ٢، ص ٦١١.

مسئلہ۹: سنت یا قضا نماز شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو پوری کر کے شامل ہو ہاں جو قضا شروع کی اگر بعینہ اُسی قضا کے لیے جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر شامل ہو جائے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: نماز توڑنا بغیر عذر ہو تو حرام ہے اور مال کے تلف[2] کا اندیشہ ہو تو مباح اور کامل کرنے کے لیے ہو تو مستحب اور جان بچانے کے لیے ہو تو واجب۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۱: نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی حاجت نہیں کھڑا کھڑا ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۱۲: جس شخص نے نماز نہ پڑھی ہو اسے مسجد سے اذان کے بعد نکلنا مکروہِ تحریمی ہے۔ ابن ماجہ عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''**اذان کے بعد جو مسجد سے چلا گیا اور کسی حاجت کے لیے نہیں گیا اور نہ واپس ہونے کا ارادہ ہے وہ منافق ہے۔**''[5] امام بخاری کے علاوہ جماعت محدثین نے روایت کی کہ ابوالشعثا کہتے ہیں: ہم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے جب مؤذن نے عصر کی اذان کہی، اُس وقت ایک شخص چلا گیا اس پر فرمایا: کہ ''اس نے **ابوالقاسم** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۳: اذان سے مراد وقت نماز ہو جانا ہے، خواہ ابھی اذان ہوئی ہو یا نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ۱۴: جو شخص کسی دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو، مثلاً امام یا مؤذن ہو کہ اُس کے ہونے سے لوگ ہوتے ہیں ورنہ متفرق ہو جاتے ہیں ایسے شخص کو اجازت ہے کہ یہاں سے اپنی مسجد کو چلا جائے اگرچہ یہاں اقامت بھی شروع ہو گئی ہو مگر جس مسجد کا منتظم ہے اگر وہاں جماعت ہو چکی تو اب یہاں سے جانے کی اجازت نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج٢، ص٦٠٦.

2...... یعنی ضائع ہونے۔

3...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: قطع الصلاة يكون حراما و مباحا... إلخ، ج٢، ص٦١٠.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج١، ص١١٩.

5...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج، الحديث: ٧٣٤، ج١، ص٤٠٤.

6...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الأذان... إلخ، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج، الحديث: ٧٣٣، ج١، ص٤٠٤.
"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان، ج٢، ص٦١٢.

7...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج٢، ص٦١٣.

8...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب في كراهة الخروج من المسجد بعد الأذان، ج٢، ص٦١٣.

مسئلہ ۱۵: سبق کا وقت ہے تو یہاں سے اپنے استاد کی مسجد کو جا سکتا ہے یا کوئی ضرورت ہو اور واپس ہونے کا ارادہ ہو تو بھی جانے کی اجازت ہے، جبکہ ظن غالب ہو کہ جماعت سے پہلے واپس آجائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: جس نے ظہر یا عشا کی نماز تنہا پڑھ لی ہو، اسے مسجد سے چلے جانے کی ممانعت اُس وقت ہے کہ اقامت شروع ہوگئی اقامت سے پہلے جا سکتا ہے اور جب اقامت شروع ہوگئی تو حکم ہے کہ جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہوجائے اور مغرب و فجر و عصر میں اُسے حکم ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے جب کہ پڑھ لی ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مقتدی نے دو سجدے کیے اور امام ابھی پہلے ہی میں تھا تو دوسرا سجدہ نہ ہوا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: چار رکعت والی نماز جسے ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو اُس نے جماعت نہ پائی، ہاں جماعت کا ثواب ملے گا اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں شامل ہوا ہو بلکہ جسے تین رکعتیں ملیں اس نے بھی جماعت نہ پائی جماعت کا ثواب ملے گا، مگر جس کی کوئی رکعت جاتی رہی اُسے اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا اوّل سے شریک ہونے والے کو ہے۔ اس مسئلہ کا محصل[4] یہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی فلاں نماز جماعت سے پڑھے گا اور کوئی رکعت جاتی رہی تو قسم ٹوٹ گئی کفارہ دینا ہوگا تین اور دو رکعت والی نماز میں بھی ایک رکعت نہ ملی تو جماعت نہ ملی اور لاحق کا حکم پوری جماعت پانے والے کا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: امام رکوع میں تھا کسی نے اُس کی اقتدا کی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھا لیا تو وہ رکعت نہیں ملی، لہٰذا امام کے فارغ ہونے کے بعد اس رکعت کو پڑھ لے اور اگر امام کو قیام میں پایا اور اس کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہوا تو پہلے رکوع کرلے پھر اور افعال امام کے ساتھ کرے اور اگر پہلے رکوع نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہولیا پھر امام کے فارغ ہونے کے بعد رکوع کیا تو بھی ہوجائے گی مگر بوجہ ترکِ واجب گنہگار ہوا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: اس کے رکوع کرنے سے پیشتر امام نے سر اٹھا لیا کہ اسے رکعت نہ ملی تو اس صورت میں نماز توڑ دینا جائز نہیں جیسا بعض جاہل کرتے ہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ سجدہ میں امام کی متابعت کرے اگرچہ یہ سجدے رکعت میں شمار نہ ہوں

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج۲، ص٦١٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق، ص٦٢٥.

4 ...... یعنی خلاصہ۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش، ج۲، ص٦٢١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج۲، ص٦٢٣.

گے۔ یوہیں اگر سجدہ میں ملا جب بھی ساتھ دے پھر بھی اگر سجدے نہ کیے تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر امام کے سلام کے بعد اس نے اپنی رکعت پڑھ لی نماز ہوگئی مگر ترک واجب کا گناہ ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: امام سے پہلے رکوع کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام نے بھی رکوع کیا تو رکوع ہوگیا بشرطیکہ اس نے اُس وقت رکوع کیا ہو کہ امام بقدر فرض قراءت کر چکا ہو ورنہ رکوع نہ ہوا اور اس صورت میں امام کے ساتھ یا بعد اگر دوبارہ رکوع کرلے گا ہو جائے گی ورنہ نماز جاتی رہی اور امام سے پہلے رکوع خواہ کوئی رکن ادا کرنے میں گنہگار بہر حال ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: امام رکوع میں تھا اور یہ تکبیر کہہ کر جھکا تھا کہ امام کھڑا ہوگیا تو اگر حد رکوع میں مشارکت[3] ہوگئی اگرچہ قلیل تو رکعت مل گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مقتدی نے تمام رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو سلام کے بعد ضروری ہے کہ ایک رکعت بغیر قراءت پڑھے نہ پڑھی تو نماز نہ ہوئی اور اگر امام کے بعد رکوع و سجود کیا تو نماز ہوگئی اور اگر رکوع پہلے کیا اور سجدہ ساتھ تو چاروں رکعتیں بغیر قراءت پڑھے اور اگر رکوع ساتھ کیا اور سجدہ پہلے تو دو رکعت بعد میں پڑھے۔[5] (عالمگیری)

قضا نماز کا بیان

حدیث ۱: غزوۂ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا: انہوں نے اذان و اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشا کی پڑھی۔[6]

حدیث ۲: امام احمد نے ابی جمعہ حبیب بن سباع سے روایت کی، کہ غزوۂ احزاب میں مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا: کسی کو معلوم ہے میں نے عصر کی پڑھی ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں پڑھی، مؤذن کو حکم فرمایا: اُس نے اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عصر کی پڑھی پھر مغرب کا اعادہ کیا۔[7]

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش، ج۲، ص٦٢٤.
2. ...... المرجع السابق، ص٦٢٥.
3. ...... یعنی باہم شرکت۔
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج۱، ص۱۲۰.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج۱، ص۱۲۰.
6. ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة للفائتة، الحديث: ۱۸۹۲، ج۱ص۵۹۲ .
7. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي جمعه حبيب بن سباع، الحديث: ۱٦۹۷۲، ج ٦، ص٤۲.

حدیث ۳: طبرانی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، فرمایا: ''جو شخص کسی نماز کو بھول جائے اور یاد اُس وقت آئے کہ امام کے ساتھ ہو تو پوری کرلے پھر بھولی ہوئی پڑھے پھر اُسے پڑھے جس کو امام کے ساتھ پڑھا۔'' (1)

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وہی اُس کا وقت ہے۔'' (2)

حدیث ۵: صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں، قصور تو بیداری میں ہے۔ (3)

مسئلہ ۱: بلاعذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حج مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔ (4) (درمختار)

مسئلہ ۲: توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔ (5) (ردالمحتار) حدیث میں فرمایا: ''گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب (عزوجل) سے ٹھٹھا (6) کرتا ہے۔'' (7)

مسئلہ ۳: دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے، مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کرسکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو عذر نہ ہوا۔ یوہیں اگر قبلہ کو موںھ کرتا ہے تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو جس رُخ بن پڑے پڑھ لے ہو جائے گی ورنہ نماز قضا کرنے کا گناہ ہوا۔ (8) (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جنائی (9) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے نماز قضا کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔ بچہ کا سر باہر

---

1 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٥١٣٢، ج٤، ص٣٨.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفائتة... إلخ، الحديث: ٣١٥-(٦٨٤)، ص٣٤٦.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفائتة... إلخ، الحديث: ٦٨١، ص٣٤٣.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٦.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٧.

6 ...... یعنی مذاق۔

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، الحديث: ٧١٧٨، ج٥، ص٤٣٦.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٧.

9 ...... یعنی دائی۔ بچہ جنانے والی۔

آ گیا اور نفاس سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس حالت میں بھی اس کی ماں پر نماز پڑھنا فرض ہے نہ پڑھے گی گنہگار ہوگی، کسی برتن میں بچہ کا سر رکھ کر جس سے اس کو صدمہ نہ پہنچے نماز پڑھے مگر اس ترکیب سے پڑھنے میں بھی بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر معاف ہے بعد نفاس اس نماز کی قضا پڑھے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو دوبارہ وہ خرابی دفعہ کرنے کے لیے کرنا اعادہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۶: وقت میں اگر تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔[3] (درمختار) مگر نماز فجر و جمعہ وعیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۷: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: ''جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔''[4] (عالمگیری وغیرہ) مگر دخول وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گنہگار ہوا جب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

مسئلہ۸: کوئی سورہا ہے یا نماز پڑھنا بھول گیا تو جسے معلوم ہو اس پر واجب ہے کہ سوتے کو جگا دے اور بُھولے ہوئے کو یاد دلا دے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۹: جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلاضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔[6] (ردالمحتار)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٧.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٧-٦٣٢.

3...... المرجع السابق، ص٦٢٨.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١، وغيره.

5...... "ردالمحتار"،

6...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج٢، ص٣٣.

امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ **''نماز کے اَحکام''** صفحہ 329 پر فرماتے ہیں: **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** نعت خوانیوں، ذِکر و فکر کی محفِلوں نیز سنّتوں بھرے اجتماعات وغیرہ میں رات دیر تک جاگنے کے بعد سونے کے سبب اگر نَمازِ فجر **قضا** ہونے کا اندیشہ ہو تو بہ نیّتِ اعتکاف مسجِد میں قِیام کریں یا وہاں سوئیں جہاں کوئی قابلِ اعتماد اسلامی=

مسئلہ۱۰: فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہوگیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۱: قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بریٔ الذّمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب اور زوال کے وقت کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۲: مجنون کی حالت جنون جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۱۳: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا تو زمانۂ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے زمانۂ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۴: دارالحرب میں کوئی شخص مسلمان ہوا اور احکام شرعیہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا کی اس کو اطلاع نہ ہوئی تو جب تک وہاں رہا ان دِنوں کی قضا اس پر واجب نہیں اور جب دارالاسلام میں آ گیا تو اب جو نماز قضا ہوگی اسے پڑھنا فرض ہے کہ دارالاسلام میں احکام کا نہ جاننا عذر نہیں اور کسی ایک شخص نے بھی اسے نماز فرض ہونے کی اطلاع دے دی اگرچہ فاسق یا بچہ یا عورت یا غلام نے تو اب جتنی نہ پڑھے گا ان کی قضا واجب ہے، دارالاسلام میں مُسلمان ہوا تو جو نماز فوت ہوئی اس کی قضا واجب ہے اگرچہ کہے کہ مجھے اس کا علم نہ تھا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۵: ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔[6] (عالمگیری)

= بھائی جگانے والا موجود ہو یا اِلارم والی گھڑی ہو جس سے آنکھ کُھل جاتی ہو مگر ایک عدد گھڑی پر بھروسہ نہ کیا جائے کہ نیند میں ہاتھ لگ جانے سے یا یوں ہی خراب ہو کر بند ہو جانے کا امکان رہتا ہے، دو یا حسبِ ضَرورت زائد گھڑیاں ہوں تو بہتر ہے۔ فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ فرماتے ہیں، **"جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بِلا ضَرورتِ شَرعِیَّہ اُسے رات دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔"**

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج٢، ص٦٣٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثالث، ج١، ص٥٢.
طلوع وغروب وزوال سے کیا مراد ہے، اس کا بیان باب الاوقات میں گذرا۔۱۲ منہ

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان بالختمات و التهاليل، ج٢، ص٦٤٧.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١.

مسئلہ ۱۶: جونماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہوکر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کرسکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: لڑکی نماز عشا پڑھ کر یا بے پڑھے سوئی آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ پہلا حیض آیا تو اس پر وہ عشا فرض نہیں اور اگر احتلام سے بالغ ہوئی تو اس کا حکم وہ ہے جو لڑکے کا ہے، پَو پھٹنے [2] سے پہلے آنکھ کھلی تو اُس وقت کی نماز فرض ہے اگرچہ پڑھ کر سوئی اور پَو پھٹنے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور عمر سے بالغ ہوئی یعنی اس کی عمر پورے پندرہ سال کی ہوگئی تو جس وقت پورے پندرہ سال کی ہوئی اس وقت کی نماز اس پر فرض ہے اگرچہ پہلے پڑھ چکی ہو۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہوگیا تو اُسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا وتر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے، مثلاً نماز عشا و وتر قضا ہوگئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو عشا و فجر پڑھے۔[5] (شرح وقایہ)

مسئلہ ۲۰: ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے، مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں تو جس کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہوسکتا مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو ظہر پڑھے پھر عصر۔[6] (ردالمحتار)

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٥٠.

2 ...... یعنی صبح صادق ہونے۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١، وغيره .

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١، وغيره.

5 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج١، ص٢١٧.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج٢، ص٦٣٤.

مسئلہ ۲۱: اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونا اس وقت ہے کہ شروع کرتے وقت وقت تنگ ہو، اگر شروع کرتے وقت گنجائش تھی اور یہ یاد تھا کہ اس وقت سے پیشتر کی نماز قضا ہوگئی ہے اور نماز میں طول دیا کہ اب وقت تنگ ہوگیا تو یہ نماز نہ ہوگی ہاں اگر توڑ کر پھر سے پڑھے تو ہو جائے گی اور اگر قضا نماز یاد نہ تھی اور وقتی نماز میں طول دیا کہ وقت تنگ ہوگیا اب یاد آئی تو ہوگئی قطع نہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: وقت تنگ ہونے نہ ہونے میں اس کے گمان کا اعتبار نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ حقیقتاً وقت تنگ تھا یا نہیں مثلاً جس کی نمازِ عشا قضا ہوگئی اور فجر کا وقت تنگ ہونا گمان کر کے فجر کی پڑھ لی پھر یہ معلوم ہوا کہ وقت تنگ نہ تھا تو نمازِ فجر نہ ہوئی اب اگر دونوں کی گنجائش ہو تو عشا پڑھ کر پھر فجر پڑھے، ورنہ فجر پڑھ لے اگر دوبارہ پھر غلطی معلوم ہوئی تو وہی حکم ہے یعنی دونوں پڑھ سکتا ہے تو دونوں پڑھے ورنہ صرف فجر پھر پڑھے اور اگر فجر کا اعادہ نہ کیا، عشا پڑھنے لگا اور بقدر تشہد بیٹھنے نہ پایا تھا کہ آفتاب نکل آیا تو فجر کی نماز جو پڑھی تھی ہوگئی۔ یوہیں اگر فجر کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت میں دونوں نمازوں کی گنجائش اس کے گمان میں نہیں ہے اور ظہر پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ گنجائش ہے تو ظہر نہ ہوئی، فجر پڑھ کر ظہر پڑھے یہاں تک کہ اگر فجر پڑھ کر ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہے تو فجر پڑھ کر ظہر شروع کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ بھی جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہوگیا تو ترتیب عود نہ کرے گی یعنی وقتی نماز ہوگئی۔[5] (عالمگیری) مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوئیں۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢٢.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص١٢٣.

مسئلہ ۲۶: قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۷: اپنے کو باوضو گمان کر کے ظہر پڑھی پھر وضو کر کے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر میں وضو نہ تھا تو عصر کی ہوگئی صرف ظہر کا اعادہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی، عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد تھی مگر اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہوگئی غرض یہ ہے کہ فرضیّت ترتیب سے جو ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہوجائے گی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: چھ نمازیں جس کی قضا ہوگئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہوگیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہوجائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئیں مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھیں یا متفرق طور پر قضا ہوئیں مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا خواہ وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی مثلاً ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہوگئی تو اس کے بعد کی نماز ہوجائے گی اگرچہ اس کا قضا ہونا یاد ہو۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہوجائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہوگیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہوگی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: یوہیں اگر بھولنے یا تنگی وقت کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو وہ بھی عود نہ کرے گی مثلاً بھول کر نماز پڑھ لی اب یاد آیا تو نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔[6] (درمختار)

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۲.
2 ...... المرجع السابق.
3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۳۹.
4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج۲، ص۶۳۷.
5 ...... المرجع السابق، ص۶٤۰.
6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶٤۰.

مسئلہ ۳۲: باوجود یاد اور گنجائش وقت کے وقتی نماز کی نسبت جو کہا گیا کہ نہ ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا تو سب صحیح ہوگئیں اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں یعنی نفل ہوگئیں سب کو پھر سے پڑھے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: بعض نماز پڑھتے وقت قضا یاد تھی اور بعض میں یاد نہ رہی تو جن میں قضا یاد ہے ان میں پانچویں کا وقت ختم ہو جائے یعنی قضا سمیت چھٹی کا وقت ہو جائے تو اب سب ہوگئیں اور جن کے ادا کرتے وقت قضا کی یاد نہ تھی ان کا اعتبار نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: عورت کی ایک نماز قضا ہوئی اس کے بعد حیض آ گیا تو حیض سے پاک ہو کر پہلے قضا پڑھ لے پھر وقتی پڑھے، اگر قضا یاد ہوتے ہوئے وقتی پڑھے گی نہ ہوگی جب کہ وقت میں گنجائش ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خوردونوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: **قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں** یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: منّت کی نماز میں کسی خاص وقت یا دن کی قید لگائی تو اسی وقت یا دن میں پڑھنی واجب ہے ورنہ قضا ہو جائے گی اور اگر وقت یا دن معین نہیں تو گنجائش ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: کسی شخص کی ایک نماز قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ کونسی نماز تھی تو ایک دن کی نمازیں پڑھے۔ یوہیں اگر

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٤١.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج٢، ص٦٤٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٤٦.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية بالختمات و التهاليل، ج٢، ص٦٤٦.
خلیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ رحمۃ الرحمٰن ''سُنّی بہشتی زیور''، صفحہ 240 پر فرماتے ہیں: ''اور لَو لگائے رکھے کہ مولا عزوجل اپنے کرم خاص سے قضا نمازوں کے ضمن میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزائنِ غیب سے عطا فرمادے، جن کے اوقات میں یہ قضا نمازیں پڑھی گئیں۔ والله ذو الفضل العظيم۔ (''سُنّی بہشتی زیور''، نفل نمازوں کا بیان، ص۲۴۰)

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصية... إلخ، ج٢، ص٦٤٦.

دو نمازیں دو دن میں قضا ہوئیں تو دونوں دنوں کی سب نمازیں پڑھے۔ یوہیں تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: ایک دن عصر کی اور ایک دن ظہر کی قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ پہلے دن کی کون نماز ہے تو جدھر طبیعت جمے اسے پہلی قرار دے اور کسی طرف دل نہیں جمتا تو جو چاہے پہلے پڑھے مگر دوسری پڑھنے کے بعد جو پہلے پڑھی ہے پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر پڑھے پھر عصر پھر ظہر کا اعادہ اور اگر پہلے عصر پڑھی پھر ظہر پھر عصر کا اعادہ کیا تو بھی حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: عصر کی نماز پڑھنے میں یاد آیا کہ نماز کا ایک سجدہ رہ گیا مگر یہ یاد نہیں کہ اسی نماز کا رہ گیا یا ظہر کا تو جدھر دل جمے اس پر عمل کرے اور کسی طرف نہ جمے تو عصر پوری کر کے آخر میں ایک سجدہ کرلے پھر ظہر کا اعادہ کرے پھر عصر کا اور اعادہ نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور انتقال ہوگیا تو اگر وصیّت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثا فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کر دے[4] اور یہ قبضہ بھی کرلے پھر یہ مسکین کو دے، یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں اور اگر وصیّت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے اور اگر مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیّت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کر کے فدیہ پورا کرلیں اور باقی کو ورثا یا اور کوئی لے لے تو گنہگار ہوا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیّت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے۔ یوہیں اگر مرض کی حالت میں نماز کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... یعنی تحفہ میں دیدے۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت، ج۲، ص٦٤٣ ـ ٦٤٤.

6 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص٦٤٥.

مسئلہ ۴۳: بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔

مسئلہ ۴۴: شافعی المذہب کی نماز قضا ہوئی اس کے بعد حنفی ہوگیا تو حنفیوں کے طور پر قضا پڑھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: جس کی نمازوں میں نقصان وکراہت ہو وہ تمام عمر کی نمازیں پھیرے تو اچھی بات ہے اور کوئی خرابی نہ ہو تو نہ چاہیے اور کرے تو فجر وعصر کے بعد نہ پڑھے اور تمام رکعتیں بھری پڑھے اور وتر میں قنوت پڑھ کر تیسری کے بعد قعدہ کرے پھر ایک اور ملائے کہ چار ہو جائیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: **قضائے عمری** کہ شبِ قدر یا اخیر جمعۂ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہوگئیں، یہ باطل محض ہے۔

سجدۂ سہو کا بیان

حدیث ۱: حدیث میں ہے: ''ایک بار حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں پھر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا۔'' [3] اس حدیث کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مسئلہ ۱: واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳: قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۴.

2 ...... المرجع السابق.

3 ......

4 ...... "شرح الوقایة"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۱، ص۲۲۰.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۱، ۶۵۵.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۵.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۳.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۵، وغیره.

مسئلہ ۴: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلافِ ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں لہٰذا سجدۂ سہو نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی لہٰذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ، تسمیہ، ثنا، آمین، تکبیراتِ انتقالات، تسبیحات کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی۔[2] (ردالمحتار، غنیہ) مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔

مسئلہ ۶: سجدۂ سہو اس وقت واجب ہے کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر نہ ہو مثلاً نماز فجر میں سہو واقع ہوا اور پہلا سلام پھیرا اور سجدہ ابھی نہ کیا کہ آفتاب طلوع کر آیا تو سجدۂ سہو ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر قضا پڑھتا تھا اور سجدہ سے پہلے قرص آفتاب زرد ہوگیا سجدہ ساقط ہوگیا۔ جمعہ یا عید کا وقت جاتا رہے گا جب بھی یہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جو چیز مانع بنا ہے، مثلاً کلام وغیرہ منافی نماز، اگر سلام کے بعد پائی گئی تو اب سجدۂ سہو نہیں ہوسکتا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: سجدۂ سہو کا ساقط ہونا اگر اس کے فعل سے ہے تو اعادہ واجب ہے ورنہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٥.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٥.

و "غنية المتملي"، فصل في سجود السهو، ص٤٥٥.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٥.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٥.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

یہ علامہ شامی کی بحث ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے حاشیۂ ردالمحتار میں یہ ثابت کیا کہ بہر حال اعادہ ہے۔ "وهذا نصه و الذی يظهر لی لزوم الاعادة مطلقا لان الصلوة وقعت ناقصة وقد وجب عليه اكمالها وكانت اليه سبيلان متصل بالسجود و متراخ بالاعادة فان عجز عن احدهما ولو بلا صنعه فلم يعجز عن الاخرى و سيأثر العلامة المحشی عن النهر ان المقتدی اذا سهاد ون امامه فانه لايسجد ومقتضى كلا مهم ان يعيد لتمكن الكراهة مع تعذر الجابر اهـ فان هذا التعذر ايضاً بغير صنعه وقداقره المحشی وهو وان كان ثمه سهوا من النهر والمحشی كما سياتی هنا لكن لاشک انه مقتضى كلامهم هنا." ١٢

مسئلہ ۹: فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں بھی واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: نفل کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سہو ہوا پھر اسی پر بنا کر کے دو رکعتیں اور پڑھیں تو سجدۂ سہو کرے اور فرض میں سہو ہوا تھا اور اس پر قصداً نفل کی بنا کی تو سجدۂ سہو نہیں بلکہ فرض کا اعادہ کرے اور اگر اس فرض کے ساتھ سہواً نفل ملایا ہو مثلاً چار رکعت پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور ان میں سجدۂ سہو کرے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔[3] (عالمگیری) اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات۔

مسئلہ ۱۲: سجدۂ سہو سے وہ پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر پھر قعدہ کرنا واجب ہے اور اگر نماز کا کوئی سجدہ باقی رہ گیا تھا قعدہ کے بعد اس کو کیا یا سجدۂ تلاوت کیا تو وہ قعدہ جاتا رہا۔ اب پھر قعدہ فرض ہے کہ بغیر قعدہ نماز ختم کر دی تو نہ ہوئی اور پہلی صورت میں ہو جائے گی مگر واجب الاعادہ۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

واجباتِ نماز کا مفصّل بیان پیشتر ہو چکا ہے، مگر تفصیل احکام کے لیے اعادہ بہتر، واجب کی تاخیر رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغیر یہ سب بھی ترک واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۴: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت میں سورۂ الحمد کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دو بار الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٥.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٣، وغيره.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٥، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٦.

مسئلہ ۱۵: الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ یوہیں فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار سے مطلقاً سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر پہلی رکعتوں میں الحمد کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تھا۔ پھر اعادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اب یاد آیا تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سورت کے پڑھنے کے بعد یا رکوع میں یا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو پھر الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو نہیں اور قصداً ملائی جب بھی حرج نہیں مگر امام کو نہ چاہیے یوہیں اگر پچھلی میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدۂ سہو نہیں اور رکوع و سجود و قعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدہ واجب ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ تلاوت ادا کرے اور سجدۂ سہو کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: جو فعل نماز میں مکرر ہیں ان میں ترتیب واجب ہے لہٰذا خلاف ترتیب فعل واقع ہو تو سجدۂ سہو کرے مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کر دیا اور رکوع کے بعد قراءت نہ کی تو نماز فاسد ہوگئی کہ فرض ترک ہوگیا اور اگر رکوع کے بعد قراءت تو کی مگر پھر رکوع نہ کیا تو فاسد ہوگئی کہ قراءت کی وجہ سے رکوع جاتا رہا اور اگر بقدر فرض قراءت کر کے رکوع کیا مگر واجب قراءت ادا نہ ہوا مثلاً **الحمد نہ پڑھی یا سورت نہ ملائی** تو حکم یہی ہے کہ لوٹے اور الحمد و سورت پڑھ کر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کیا تو نماز جاتی رہی کہ پہلا رکوع جاتا رہا تھا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کر لے پھر التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز ادا کیے باطل نہ ہوں گے، ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو صرف وہ قعدہ جاتا رہا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: تعدیل ارکان[7] بھول گیا سجدۂ سہو واجب ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲٦.
2. ...... المرجع السابق.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٥٥.
6. ...... "الدرالمختار"، و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۷.
7. ...... یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار ''سُبْحٰنَ اللّٰه'' کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔
8. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۷.

مسئلہ۲۲: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔[1] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ۲۳: اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہو گیا تو ضرور ہے کہ لوٹ کہ آوے، تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ۲۴: قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا تھا، مگر بقدر تشہد نہ ہوا تھا کہ کھڑا ہو گیا تو لوٹ آئے اور وہ جو پہلے کچھ دیر تک بیٹھا تھا محسوب ہوگا یعنی لوٹنے کے بعد جتنی دیر تک بیٹھا یہ اور پہلے کا قعدہ دونوں مل کر اگر بقدر تشہد ہو گئے فرض ادا ہو گیا مگر سجدۂ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہو گیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲۵: نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کرلے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر فرض کے حکم میں ہے، لہٰذا وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۲۶: اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر قیام ہی کی حالت میں سلام پھیر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوئی اور اس صورت میں اگر امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہولیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی اور اگر ان دو رکعتوں میں کسی نے امام کی اقتدا کی یعنی اب شامل ہوا تو یہ مقتدی بھی چھ پڑھے اور اگر اس نے توڑ دی تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر امام چوتھی پر نہ بیٹھا تھا تو یہ مقتدی چھ رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر امام نے ان رکعتوں کو فاسد کر دیا تو اس پر مطلقاً قضا نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. …… "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶۱.
2. …… "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۶۶۳.
3. …… "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶٤.
4. …… "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۶۶۱.
5. …… "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶۷، ۶۶۹.

مسئلہ ۲۷: چوتھی پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کسی فرض پڑھنے والے نے اس کی اقتدا کی تو اقتدا صحیح نہیں اگر چہ لوٹ آیا اور قعدہ نہ کیا تھا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا اقتدا کر سکتا ہے کہ ابھی تک فرض ہی میں ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: دو رکعت کی نیت تھی اور ان میں سہو ہوا اور دوسری کے قعدہ میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس پر نفل کی بنا مکروہ تحریمی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: مسافر نے سجدۂ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو چار پڑھنا فرض ہے اور آخر میں سجدۂ سہو کا اعادہ کرے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰: قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟'' عرض کی، اس لیے کہ اس نے بُھول کر پڑھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تحسین فرمائی۔[4] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: کسی قعدہ میں اگر تشہد میں سے کچھ رہ گیا، سجدۂ سہو واجب ہے، نماز نفل ہو یا فرض۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹ آئے تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر

1...... ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶٦٩.

2...... ”الدرالمختار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶٧٠.

3...... المرجع السابق.

4...... ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶٥٧، وغيرهما.

5...... ”الفتاوی الهندية“، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲٧.

6...... المرجع السابق.

7...... المرجع السابق.

تشہد کی جگہ الحمد پڑھی سجدہ واجب ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رُکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رُکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قراءت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا سجدۂ سہو کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: امام تکبیراتِ عیدین بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو لوٹ آئے اور مسبوق رکوع میں شامل ہوا تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے۔[5] (عالمگیری) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیرِ رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بُھولا تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جمعہ وعیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: امام نے جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سرّی میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔[8] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۴۱: منفرد نے سِرّی نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔[9] (ردالمحتار)

---

1 …… "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۷.

2 …… المرجع السابق.

3 …… "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.

4 …… "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.

5 …… المرجع السابق.

6 …… المرجع السابق.

7 …… "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۷۵.

8 …… "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۷.

9 …… "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۷.

مسئلہ۴۲: ثنا و دُعا و تشہد بلند آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۴۳: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدۂ سہو واجب ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۴۴: امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور اگر امام سے سجدہ ساقط ہوگیا تو مقتدی سے بھی ساقط پھر اگر امام سے ساقط ہونا اس کے کسی فعل کے سبب ہو تو مقتدی پر بھی نماز کا اعادہ واجب ورنہ معاف۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۴۵: اگر مقتدی سے بحالتِ اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ۴۶: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور مابقی پڑھنے کھڑا ہوگیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو آخر کے یہی سجدے اس سہو امام کے لیے بھی کافی ہیں۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۴۷: مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لیے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کیا یعنی جانتا ہے کہ اگر سجدہ کرے گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نمازِ فجر میں آفتاب طلوع ہوجائے گا یا جمعہ میں وقت عصر آجائے گا یا معذور ہے اور وقت ختم ہوجائے گا یا موزہ پر مسح کی مدّت گزر جائے گی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کراہت نہیں۔ بلکہ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہوجائے۔[6] (غنیہ)

مسئلہ۴۸: مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا پھر جب اپنی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس میں بھی سہو ہوا تو اس میں بھی سجدۂ سہو کرے۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

1. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۸.
2. ...... المرجع السابق، ص۶۷۷.
3. ...... المرجع السابق، ص۶۵۸.
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۸.
   اور اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں کما حققناه في فتاوٰنا ۱۲ منہ
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.
   و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۹.
6. ...... "غنية المتملي"، فصل في سجود السهو، ص۴۶۶.
7. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۹، وغيره.

مسئلہ ۴۹: مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصداً پھیرے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر سہواً پھیرا اور سلام امام کے ساتھ معاً بلا وقفہ تھا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اپنی نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: امام کے ایک سجدہ کرنے کے بعد شریک ہوا تو دوسرا سجدہ امام کے ساتھ کرے اور پہلے کی قضا نہیں اور اگر دونوں سجدوں کے بعد شریک ہوا تو امام کے سہو کا اس کے ذمہ کوئی سجدہ نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی پوری کرنے کھڑا ہوا اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے جب امام سلام پھیرے تو اب اپنی پڑھے اور پہلے جو قیام و قراءت و رکوع کر چکا ہے اس کا شمار نہ ہوگا بلکہ اب پھر سے وہ افعال کرے اور اگر نہ لوٹا اور اپنی پڑھ لی تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ لوٹے، لوٹے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے مگر لاحق اپنی آخر نماز میں سجدۂ سہو کرے گا اور امام کے ساتھ اگر سجدہ کیا تو آخر میں اعادہ کرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: اگر تین رکعت میں مسبوق ہوا اور ایک رکعت میں لاحق تو ایک رکعت بلاقراءت پڑھ کر بیٹھے اور تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر ایک رکعت بھری پڑھ کر بیٹھے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر ایک بھری اور ایک خالی پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر ایک میں مسبوق ہے اور تین میں لاحق تو تین پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر ایک بھری پڑھ کر سلام پھیر دے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور ان میں بھی سہو ہوا تو آخر میں پھر سجدہ کرے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: امام سے صلاۃ الخوف میں (جس کا بیان اور طریقہ انشاءاللہ تعالیٰ مذکور ہوگا) سہو ہوا تو امام کے ساتھ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۹، وغيره .
و "الفتاوى الرضوية"، ج۷، ص۲۳۸ .

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۹ .

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸ .

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶۰ .

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶۰ .

6 ...... المرجع السابق.

دوسرا گروہ سجدۂ سہو کرے اور پہلا گروہ اسوقت کرے جب اپنی نماز ختم کر چکے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: امام کو حدث ہوا اور پیشتر سہو بھی واقع ہو چکا ہے اور اس نے خلیفہ بنایا تو خلیفہ سجدۂ سہو کرے اور اگر خلیفہ کو بھی حالتِ خلافت میں سہو ہوا تو وہی سجدے کافی ہیں اور اگر امام سے تو سہو نہ ہوا مگر خلیفہ سے اس حالت میں سہو ہوا تو امام پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر خلیفہ کا سہو خلافت سے پہلے ہو تو سجدہ واجب نہیں نہ اس پر نہ امام پر۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: جس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر سہو ہونا یاد نہ تھا اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدۂ سہو کر لے، لہٰذا جب تک کلام یا حدث عمد، یا مسجد سے خروج یا اور کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدہ کر لے اور اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہو گیا، لہٰذا سلام پھیرنے کے بعد اگر کسی نے اقتدا کی اور امام نے سجدۂ سہو کر لیا تو اقتدا صحیح ہے اور سجدہ نہ کیا تو صحیح نہیں اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر گیا اور سجدۂ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کرے اور اگر اس نے غلطی سے سجدہ کیا اور اس میں کوئی شریک ہو تو اقتدا صحیح نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: سجدۂ تلاوت باقی تھا یا قعدۂ اخیرہ میں تشہد نہ پڑھا تھا مگر بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور یہ یاد ہے کہ سجدۂ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر قصداً سلام پھیر دیا تو سجدہ ساقط ہو گیا اور نماز سے باہر ہو گیا، نماز فاسد نہ ہوئی کہ تمام ارکان ادا کر چکا ہے مگر بوجہ ترک واجب مکروہ تحریمی ہوئی۔ یوہیں اگر اس کے ذمہ سجدۂ سہو و سجدۂ تلاوت ہیں اور دونوں یاد ہیں یا صرف سجدۂ تلاوت یاد ہے اور قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں ساقط ہو گئے اگر سجدۂ نماز و سجدۂ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدۂ نماز رہ گیا تھا اور سجدۂ نماز یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر سجدۂ نماز و سجدۂ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے یا ایک جب بھی نماز فاسد ہو گئی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا سجدۂ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا کر لے اور میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہوا یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گزرا کر لے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور وہیں سے سجدہ کو چلا گیا یا سجدہ میں یاد آیا اور سر اٹھا کر وہ

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٨.

2 ...... المرجع السابق، ص١٣٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٧٣.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٧٣.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٧٤.

سجدہ کرلیا تو بہتر یہ ہے کہ اس رکوع وسجود کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس وقت نہ کیا بلکہ آخر نماز میں کیا تو اس رکوع و سجود کا اعادہ نہیں سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ٦١: ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور یہ خیال کر کے کہ چار پوری ہوگئیں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار پوری کرلے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر یہ گمان کیا کہ مجھ پر دو ہی رکعتیں ہیں، مثلاً اپنے کو مسافر تصور کیا یا یہ گمان ہوا کہ نماز جمعہ ہے یا نیا مسلمان ہے سمجھا کہ ظہر کے فرض دو ہی ہیں یا نماز عشا کو تراویح تصور کیا تو نماز جاتی رہی۔ یوہیں اگر کوئی رکن فوت ہوگیا اور یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا، تو نماز گئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ٦٢: جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے یا غالب گمان کے بموجب پڑھ لے مگر بہر صورت اس نماز کو سرے سے پڑھے محض توڑنے کی نیت کافی نہیں اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے، دو اور تین میں شک ہو تو دو، وعلٰی ھذا القیاس اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور گمان غالب کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگیا۔[3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ٦٣: نماز پوری کرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔[4] (فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ٦٤: ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تین رکعتیں پڑھیں تو اعادہ کرے اگرچہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں اور اگر مصلّی کو شک ہو اور دو عادل نے خبر دی تو ان کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ٦٥: اگر تعداد رکعات میں شک نہ ہوا مگر خود اس نماز کی نسبت شک ہے مثلاً ظہر کی دوسری رکعت میں شک ہوا

---

1. ...... "الدرالمختار"
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٧٤.
3. ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج١، ص٧٦، وغيرها.
4. ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج١، ص٤٥٢. و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٧٥.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٣١، وغيره.

کہ یہ عصر کی نماز پڑھتا ہوں اور تیسری میں نفل کا شبہ ہوا اور چوتھی میں ظہر کا تو ظہر ہی ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین ہوئیں یا چار اور ایک رُکن کی قدر خاموش رہا اور سوچتا رہا، پھر یقین ہوا کہ چار ہوگئیں تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا ہوا تو کچھ نہیں اور اگر اسے حدث ہوا اور وضو کرنے گیا تھا کہ شک واقع ہوا اور سوچنے میں وضو سے کچھ دیر تک رُک رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: یہ شک واقع ہوا کہ اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں، اگر وقت باقی ہے اعادہ کرے ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غلبۂ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رُکن کا وقفہ ہوگیا تو واجب ہوگیا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: بے وضو ہونے یا مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رُکن ادا کرلیا تو سرے سے نماز پڑھے اگرچہ پھر یقین ہوا کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: نماز میں شک ہوا کہ مقیم ہے یا مسافر تو چار پڑھے اور دوسری کے بعد قعدہ ضروری ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷۲: امام نماز پڑھا رہا ہے دوسری میں شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہوجاؤں بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں حرج نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہ ہوا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۷۶.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۳۰.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۷۸.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۳۱.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق، وغيره.

8 ...... المرجع السابق.

نماز مریض کا بیان

حدیث ۱: حدیث میں ہے، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: ''کھڑے ہوکر پڑھو، اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر، اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی کہ اس کی وسعت ہو۔''[1] اس حدیث کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے روایت کیا۔

حدیث ۲: بزار مسند میں اور بیہقی معرفۃ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے، دیکھا کہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے اسے پھینک دیا، اس نے ایک لکڑی لی کہ اس پر نماز پڑھے، اسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا: زمین پر نماز پڑھے اگر استطاعت ہو، ورنہ اشارہ کرے اور سجدہ کو رکوع سے پست کرے۔[2]

مسئلہ ۱: جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہوکر پڑھنے سے ضرر لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکّر آتا ہے یا کھڑے ہوکر پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد ناقابل برداشت پیدا ہوجائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔[3] (درمختار) اس کے متعلق بہت سے مسائل فرائض نماز میں مذکور ہوئے۔

مسئلہ ۲: اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہوسکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض پر جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ ہاں دوزانو بیٹھنا آسان ہو یا دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دوزانو بہتر ہے ورنہ جو آسان ہو اختیار کرے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴: نفل نماز میں تھک گیا تو دیوار یا عصا پر ٹیک لگانے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں

---

1 ...... "نصب الراية" للزيلعي، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص١٧٧ ـ ١٧٨.

2 ...... "معرفة السنن والآثار" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، الحديث: ١٠٨٣، ج٢، ص١٤٠.

3 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨١.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٦.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٢.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٦، وغيره.

کچھ حرج نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ۵: چار رکعت والی نماز بیٹھ کر پڑھی، قعدۂ اخیرہ کے موقع پر تشہد پڑھنے سے پہلے قراءت شروع کر دی اور رکوع بھی کیا تو اس کا وہی حکم ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھنے والا چوتھی کے بعد کھڑا ہو جاتا، لہٰذا اس نے جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اور پانچویں کا سجدہ کرلیا تو نماز جاتی رہی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۶: بیٹھ کر پڑھنے والا دوسری کے سجدہ سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قراءت سے پہلے یاد آ گیا تو تشہد پڑھے اور نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو بھی نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۷: مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی چوتھی کے سجدہ سے اٹھا تو یہ گمان کر کے کہ تیسری ہے قراءت کی اور اشارہ سے رکوع و سجود کیا نماز جاتی رہی اور دوسری کے سجدہ کے بعد یہ گمان کر کے کہ دوسری ہے قراءت شروع کی پھر یاد آیا تو تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۸: کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ یہی بہتر ہے اور اس صورت میں یہ بھی کر سکتا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے اور رکوع کے لیے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۹: اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ خود اسی نے وہ چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۱۰: اگر کوئی چیز اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور سجدہ میں بہ نسبت رکوع کے زیادہ سر جھکایا، جب بھی سجدہ ہو گیا مگر گنہگار ہوا اور سجدہ کے لیے زیادہ سر نہ جھکایا تو ہوا ہی نہیں۔[7] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٩٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٧.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص١٣٦، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٥. وغيره

7 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٦.

مسئلہ ۱۱: اگر کوئی اونچی چیز زمین پر رکھی ہوئی ہے اُس پر سجدہ کیا اور رکوع کے لیے صرف اشارہ نہ ہوا بلکہ پیٹھ بھی جھکائی تو صحیح ہے بشرطیکہ سجدہ کے شرائط پائے جائیں مثلاً اس چیز کا سخت ہونا جس پر سجدہ کیا کہ اس قدر پیشانی دب گئی ہو کہ پھر دبانے سے نہ دبے اور اس کی اونچائی بارہ اُنگل سے زیادہ نہ ہو۔ ان شرائط کے پائے جانے کے بعد حقیقۃً رکوع وسجود پائے گئے، اشارہ سے پڑھنے والا اسے نہ کہیں گے اور کھڑا ہو کر پڑھنے والا اس کی اقتدا کرسکتا ہے اور یہ شخص جب اس طرح رکوع وسجود کرسکتا ہے اور قیام پر قادر ہے تو اس پر قیام فرض ہے یا اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہو گیا تو جو باقی ہے اسے کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے لہٰذا جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا مگر شرائط مذکورہ کے ساتھ کوئی چیز زمین پر رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے، اس پر فرض ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے اشارہ جائز نہیں اور اگر وہ چیز جس پر سجدہ کیا ایسی نہیں تو حقیقۃً سجود نہ پایا گیا بلکہ سجدہ کے لیے اشارہ ہوا لہٰذا کھڑا ہونے والا اس کی اقتدا نہیں کرسکتا اور اگر یہ شخص اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوا تو سرے سے پڑھے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: پیشانی میں زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا نہیں لگا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے اور ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے، خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو مونھ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے، کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کرلے کہ مونھ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر سر سے اشارہ بھی نہ کرسکے تو نماز ساقط ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارہ سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارہ سے پڑھ سکے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: مریض اگر قبلہ کی طرف نہ اپنے آپ مونھ کرسکتا ہے نہ دوسرے کے ذریعہ سے تو ویسے ہی پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں اور اگر کوئی شخص موجود ہے کہ اس کے کہنے سے قبلہ رُو کر دے گا مگر اس نے اس سے نہ کہا تو نہ ہوئی، اشارہ سے جو نمازیں پڑھی ہیں صحت کے بعد ان کا بھی اعادہ نہیں۔ یوہیں اگر زبان بند ہو گئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٥، ٦٨٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٦. وغيره

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٧، وغيره.

پھر زبان کُھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مریض اس حالت کو پہنچ گیا کہ رکوع وسجود کی تعداد یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر ادا ضروری نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: تندرست شخص نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ارکان کی ادا پر قدرت نہ رہی تو جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر لیٹ کر نماز پوری کرلے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بیٹھ کر رکوع وسجود سے نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوگیا تو جو باقی ہے کھڑا ہوکر پڑھے اور اشارہ سے پڑھتا تھا اور نماز ہی میں رکوع وسجود پر قادر ہوگیا تو سرے سے پڑھے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۹: رکوع وسجود پر قادر نہ تھا کھڑے یا بیٹھے نماز شروع کی رکوع وسجود کے اشارہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ اچھا ہوگیا تو اسی نماز کو پورا کرے سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں اور اگر لیٹ کر نماز شروع کی تھی اور اشارہ سے پہلے کھڑے یا بیٹھ کر رکوع و سجود پر قادر ہوگیا تو سرے سے پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: چلتی ہوئی کشتی یا جہاز میں بلا عذر بیٹھ کر نماز صحیح نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں پڑھ سکے اور زمین پر بیٹھ گئی ہو تو اترنے کی حاجت نہیں اور کنارے پر بندھی ہو اور اتر سکتا ہو تو اتر کر خشکی میں پڑھے ورنہ کشتی ہی میں کھڑے ہوکر اور بیچ دریا میں لنگر ڈالے ہوئے ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، اگر ہوا کے تیز جھونکے لگتے ہوں کہ کھڑے ہونے میں چکّر کا غالب گمان ہو اور اگر ہوا سے زیادہ حرکت نہ ہو تو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے اور کشتی پر نماز پڑھنے میں قبلہ رُو ہونا لازم ہے اور جب کشتی گھوم جائے تو نمازی بھی گھوم کر قبلہ کو مونھ کرلے اور اگر اتنی تیز گردش ہو کہ قبلہ کو مونھ کرنے سے عاجز ہے تو اس وقت ملتوی رکھے ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے۔[6] (غنیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیر لے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں، اگرچہ بے ہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو اور اس سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۸.
2 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۸.
3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۷.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۹.
4 ...... المرجع السابق.
5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۹.
6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، مطلب في الصلاة في السفينة، ج۲، ص۶۹۰.
7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۹۲.

مسئلہ۲۲: اگر کسی کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بے ہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۲۳: شراب یا بنگ پی اگرچہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگرچہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوہیں اگر دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۲۴: سوتا رہا جس کی وجہ سے نماز جاتی رہی تو قضا فرض ہے اگرچہ نیند پورے چھ وقت کو گھیر لے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۲۵: اگر یہ حالت ہو کہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ رکھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکے گا تو روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۲۶: مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت میں نہ پڑھ سکے گا تو نماز نہ ہوئی اور بغیر قراءت بھی نہ ہوگی مگر جبکہ قراءت سے عاجز ہو تو ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۲۷: عورت بیمار ہو تو شوہر پر فرض نہیں کہ اسے وضو کرا دے اور غلام بیمار ہو تو وضو کرا دینا مولیٰ کے ذمّہ ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۲۸: چھوٹے سے خیمہ میں ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور باہر نکلتا ہے تو مینھ[7] اور کیچڑ ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ یوہیں کھڑے ہونے میں دشمن کا خوف ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ۲۹: بیمار کی نمازیں قضا ہوگئیں اب اچھا ہو کر انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے اگر اسی طرح پڑھیں تو نہ ہوئیں اور صحت کی حالت میں

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٩٢.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٧.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٩٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٨.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... یعنی بارش۔

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٨.

قضا ہوئیں بیماری میں انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائیں گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: پانی میں ڈوب رہا ہے اگر اس وقت بھی بغیر عملِ کثیر اشارے سے پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا پا جائے تو پڑھنا فرض ہے، ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان مستور نے لیٹے رہنے کا حکم دیا تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائے تو اسی پر نماز پڑھے۔ یوہیں اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہوگا مگر بدلنے میں اسے شدید تکلیف ہوگی تو اسی نجس ہی پر پڑھ لے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

تنبیہ ضروری: مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انھیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شرع مطہرہ نے کسی حالت میں بھی سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ آج کل جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت دیکھی جا رہی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی شدت کا درد ہوا نماز چھوڑ دی کوئی پھڑیا نکل آئی نماز چھوڑ دی، یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دردِ سر وزکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے تو انھیں وعیدوں کا مستحق ہے جو شروع کتاب میں تارک الصلوۃ کے لیے احادیث سے بیان ہوئیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِنْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَ شَرِیْعَۃِ حَبِیْبِکَ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ اٰمِیْن .[5]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٨.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، مطلب في الصلاة في السفينة، ج٢، ص٦٩٣.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٧.

5 ...... اے اللہ (عزوجل)! تو ہم کو نماز قائم کرنے والوں میں اور زندگی اور مرنے کے بعد اچھے نماز والوں میں کر اور اپنے حبیب کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شریعت کی پیروی اور روزی کر، ان پر بہتر درود وسلام، آمین۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے، ہائے بربادی میری! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا، میرے لیے دوزخ ہے۔'' [1]

مسئلہ ۱: سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) سورۂ اعراف کی آخر آیت

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ وَ یُسَبِّحُوۡنَہٗ وَلَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ ۩ ﴾ [2]

(۲) سورۂ رعد میں یہ آیت

﴿ وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ کَرۡھًا وَّظِلٰلُھُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۩ ﴾ [3]

(۳) سورۂ نحل میں یہ آیت

﴿ وَلِلّٰہِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ۝ ﴾ [4]

(۴) سورۂ بنی اسرائیل میں یہ آیت

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِہٖۤ اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡھِمۡ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّیَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ کَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا ۝ وَ یَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ یَبۡکُوۡنَ وَ یَزِیۡدُھُمۡ خُشُوۡعًا ۩ ﴾ [5]

(۵) سورۂ مریم میں یہ آیت

﴿ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتُ الرَّحۡمٰنِ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا ۩ ﴾ [6]

(۶) سورۂ حج میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے یعنی یہ آیت

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاۃ، الحدیث: ۸۱، ص۵٦.

2 ...... پ۹، الاعراف: ۲۰٦.

3 ...... پ۱۳، الرعد: ۱۵.

4 ...... پ۱٤، النحل: ٤۹.

5 ...... پ۱۵، بنیٓ اسرآءیل: ۱۰۷ ۔ ۱۰۹.

6 ...... پ۱٦، مریم: ۵۸.

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ۩ ﴾ (1)

(۷) سورۂ فرقان میں یہ آیت

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ ﴾ (2)

(۸) سورۂ نمل میں یہ آیت

﴿ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴾ (3)

(۹) سورۂ الم تنزیل میں یہ آیت

﴿ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴾ (4)

(۱۰) سورۂ ص میں یہ آیت

﴿ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ ﴾ (5)

(۱۱) سورۂ حم السجدة میں آیت

﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۩ ﴾ (6)

(۱۲) سورۂ نجم میں

﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۩ ﴾ (7)

---

(1) ...... پ۱۷، الحج: ۱۸.

(2) ...... پ۱۹، الفرقان: ٦٠.

(3) ...... پ۱۹، النمل: ۲۵ ـ ۲٦.

(4) ...... پ۲۱، السجدة: ۱۵.

(5) ...... پ۲۳، صٓ: ۲٤ ـ ۲۵.

(6) ...... پ۲٤، حمٓ السجدة: ۳۷ ـ ۳۸.

(7) ...... پ۲۷، النجم: ٦۲.

(۱۳) سورۂ انشقاق میں آیت

﴿ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ ﴾ (1)

(۱۴) سورۂ اقراء میں آیت ﴿ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴾ (2)

مسئلہ۲: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سُن سکے، سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلاقصد سُننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ (3) (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ۳: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ (4) (ردالمحتار)

مسئلہ۴: اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شوروغل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔ (5) (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۵: قاری نے آیت پڑھی مگر دوسرے نے نہ سُنی تو اگر چہ اسی مجلس میں ہو اس پر سجدہ واجب نہ ہوا، البتہ نماز میں امام نے آیت پڑھی تو مقتدیوں پر واجب ہو گیا، اگر چہ نہ سنی ہو بلکہ اگر چہ آیت پڑھتے وقت وہ موجود بھی نہ تھا، بعد پڑھنے کے سجدہ سے پیشتر شامل ہوا اور اگر امام سے آیت سنی مگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو امام کا سجدہ اس کے لیے بھی ہے اور دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ کرے۔ یوہیں اگر شامل ہی نہ ہوا جب بھی سجدہ کرے۔ (6) (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... پ ۳۰، الانشقاق: ۲۰ ۔ ۲۱.   2 ...... پ ۳۰، العلق: ۱۹.

"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.

3 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۱، ص۷۸.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹٤، وغيرهما.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹٤.

اعلیٰ حضرت، امامِ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: سجدہ واجِب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضَروری ہے لیکن بعض عُلَمائے مُتأَخِّرِین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادّہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجِب ہو جاتا ہے لہٰذا اِحتیاط یِہی ہے کہ دونوں صورَتوں میں سجدۂ تلاوت کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۸، ص۲۲۳۔۲۳۳ مُلَخَّصاً).

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.

6 ...... المرجع السابق، ص۱۳۳. و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹۶.

مسئلہ ٦: سورۂ حج کی آخر آیت جس میں سجدہ کا ذکر ہے اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کہ اس میں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ ہے، البتہ اگر شافعی المذہب امام کی اقتدا کی اور اس نے اس موقع پر سجدہ کیا تو اس کی متابعت میں مقتدی پر بھی واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: امام نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی اس کی متابعت میں سجدہ نہ کرے گا، اگرچہ آیت سُنی ہو۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۸: مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو نہ خود اس پر سجدہ واجب ہے نہ امام پر نہ اور مقتدیوں پر نہ نماز میں نہ بعد میں، البتہ اگر دوسرے نمازی نے کہ اس کے ساتھ نماز میں شریک نہ تھا آیت سُنی خواہ وہ منفرد ہو یا دوسرے امام کا مقتدی یا دوسرا امام ان پر بعد نماز سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اس پر واجب ہے جو نماز میں نہ ہو۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو شخص نماز میں نہیں اور آیت سجدہ پڑھی اور نمازی نے سُنی تو بعد نماز سجدہ کرے نماز میں نہ کرے اور نماز ہی میں کرلیا تو کافی نہ ہوگا، بعد نماز پھر کرنا ہوگا مگر نماز فاسد نہ ہوگی ہاں اگر تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا قصد بھی کیا تو نماز جاتی رہی۔[4] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جو شخص نماز میں نہ تھا آیت سجدہ پڑھ کر نماز میں شامل ہوگیا تو سجدہ ساقط ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: رکوع یا سجود میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہوگیا اور تشہد میں پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا لہٰذا سجدہ کرے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو، لہٰذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض ونفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں اور مسلمان عاقل بالغ

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹۵-۶۹۷.

2 ...... "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص۵۰۰.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹۷.

4 ...... "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص۵۰۰.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹۸.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۶۹۸.

اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر واجب ہوگیا اور جنون اگر ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو تو مجنون پر پڑھنے یا سننے سے واجب ہے، بے وضو یا جنب نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے،نشہ والے نے آیت پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے۔ یوہیں سوتے میں آیت پڑھی بعد بیداری اسے کسی نے خبر دی تو سجدہ کرے،نشہ والے یا سونے والے نے آیت پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: عورت نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ حیض آ گیا تو سجدہ ساقط ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نفل پڑھنے والے نے آیت پڑھی اور سجدہ بھی کرلیا پھر نماز فاسد ہوگئی تو اس کی قضا میں سجدہ کا اعادہ نہیں اور نہ کیا تھا تو بیرونِ نماز کرے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۵: فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے،البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نا معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہوگیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوا۔ یوہیں آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا۔ یوہیں پرند سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: آیت سجدہ پڑھنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو وہ سجدہ واجب نہ رہا۔[6] (عالمگیری)

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۰ ـ ۷۰۲.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲، ۱۳۳.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۲.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳.

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔[1] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۹: سجدۂ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت اس معنی پر کہ آگے آتا ہے ستر عورت، لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تیمّم کر کے سجدہ کرنا جائز نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مطلقاً سجدۂ تلاوت کی نیت کافی ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً حدث عمد وکلام وقہقہہ۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔[5] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے اور سننے والے اس کے پیچھے صف باندھ کر سجدہ کریں اور یہ بھی مستحب ہے کہ سامعین اس سے پہلے سر نہ اوٹھائیں اور اگر اس کے خلاف کیا مثلاً اپنی اپنی جگہ پر سجدہ کیا اگرچہ تلاوت کرنے والے کے آگے یا اس سے پہلے سجدہ کیا یا سر اٹھا لیا یا تلاوت کرنے والے نے اس وقت سجدہ نہ کیا اور سامعین نے کر لیا تو حرج نہیں اور تلاوت کرنے والے کا سجدہ فاسد ہو جائے تو ان کے سجدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں کہ یہ حقیقۃً اقتدا نہیں، لہٰذا عورت نے اگر تلاوت کی تو مردوں کی امام یعنی سجدہ میں آگے ہو سکتی ہے اور عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو فاسد نہ ہوگا۔[6] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ نہ کہا یا سُبْحٰنَ نہ پڑھا تو ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑ نا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٣.
و "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص٥٠٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٦٩٩. وغيره

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٦٩٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٦٩٩.

5 ...... المرجع السابق، و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٥.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٤.
و "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص٥٠١.

نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اگر تنہا سجدہ کرے تو سنت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سُن لے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ دوسرے بھی سنیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: یہ جو کہا گیا کہ سجدۂ تلاوت میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے یہ فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہے یہ پڑھے یا اور دُعائیں جو احادیث میں وارد ہیں وہ پڑھے۔ مثلاً

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.[3] یا

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ عِنْدَكَ بِهَا اَجْرًا وَّ ضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ .[4] یا یہ کہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ط [5]

اور اگر بیرون نماز ہو تو چاہے یہ پڑھے یا صحابہ وتابعین سے جو آثار مروی ہیں وہ پڑھے، مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِيْ رَبِّكَ اٰمَنَ فُؤَادِيْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ عِلْمًا يَّنْفَعُنِيْ وَعَمَلًا يَّرْفَعُنِيْ .[6] (غنیہ، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۰.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۰.

3 ...... ترجمہ: میرے چہرے نے سجدہ کیا اوس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اپنی طاقت وقوت سے کان اور آنکھ کی جگہ پھاڑی برکت والا ہے اللہ (عزوجل)! جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔۱۲

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس سجدہ کی وجہ سے تو میرے لیے اپنے نزدیک ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہ کو دور کر اور اسے تو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا اور اس کو تو مجھ سے قبول کر جیسا تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول کیا۔۱۲

5 ...... ترجمہ: پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر رہے گا۔۱۲

6 ...... "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص۵۰۲، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۰.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرے جسم نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا۔ اے اللہ! تو مجھ کو علم نافع اور عمل رافع روزی کر۔۱۲

مسئلہ ۲۷: سجدۂ تلاوت کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے اور نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔[1] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۲۸: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرلے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہِ تنزیہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ .[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: سجدۂ تلاوت نماز میں فوراً کرنا واجب ہے تاخیر کرے گا گنہگار ہوگا اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک حرمت نماز[4] میں ہے کرلے، اگرچہ سلام پھیر چکا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) تاخیر سے مراد تین آیت سے زیادہ پڑھ لینا ہے کم میں تاخیر نہیں مگر آخر سورت میں اگر سجدہ واقع ہے، مثلاً اِنْشَقَّتْ تو سورت پوری کر کے سجدہ کرے گا جب بھی حرج نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے بیرون نماز نہیں ہو سکتا۔ اور قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا توبہ لازم ہے بشرطیکہ آیت سجدہ کے بعد فوراً رکوع وسجود نہ کیا ہو، نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا پھر وہ نماز فاسد ہوگئی یا قصداً فاسد کی تو بیرونِ نماز سجدہ کرلے اور سجدہ کر لیا تھا تو حاجت نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "تنویر الأبصار"، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۰.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۳.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۳.
ترجمہ: ہم نے سنا اور حکم مانا، تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں، اے پروردگار! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔۱۲

4 ...... یعنی کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے۔۱۲

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۴.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۶۔۷۰۷.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۵.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۸.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳، ۱۳۴.

مسئلہ ۳۳: نماز کا سجدۂ تلاوت سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی، مگر رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور جس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا کیا خواہ وہ رکوع رکوعِ نماز ہو یا اس کے علاوہ۔ اگر رکوعِ نماز ہے تو اس میں ادائے سجدہ کی نیت کرلے اور اگر خاص سجدہ ہی کے لیے یہ رکوع کیا تو اس رکوع سے اٹھنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ دو تین آیتیں یا زیادہ پڑھ کر رکوعِ نماز کرے فوراً نہ کرے۔ اور اگر آیت سجدہ پر سورت ختم ہے اور سجدہ کے لیے رکوع کیا تو دوسری سورت کی آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔[1] (غنیہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۴: آیت سجدہ بیچ سورت میں ہے تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھ کر سجدہ کرے پھر کچھ اور آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور اگر سجدہ نہ کیا اور رکوع کرلیا اور اس رکوع میں ادائے سجدہ کی بھی نیت کرلی تو کافی ہے اور اگر نہ سجدہ کیا نہ رکوع کیا بلکہ سورت ختم کر کے رکوع کیا تو اگرچہ نیت کرے، ناکافی ہے اور جب تک نماز میں ہے سجدہ کی قضا کرسکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: سجدہ پر سورت ختم ہے اور آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا تو سجدہ سے اٹھنے کے بعد دوسری سورت کی کچھ آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور بغیر پڑھے رکوع کردیا تو بھی جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر آیت سجدہ کے بعد ختم سورت میں دو تین آیتیں باقی ہیں تو چاہے فوراً رکوع کردے یا سورت ختم کرنے کے بعد یا فوراً سجدہ کرلے پھر باقی آیتیں پڑھ کر رکوع میں جائے یا سورت ختم کر کے سجدہ میں جائے سب طرح اختیار ہے مگر اس صورت اخیرہ میں سجدہ سے اٹھ کر کچھ آیتیں دوسری سورت کی پڑھ کر رکوع کرے۔[4] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: رکوع جاتے وقت سجدہ کی نیت نہیں کی بلکہ رکوع میں یا اٹھنے کے بعد کی تو یہ نیت کافی نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیت سجدہ کرلی مگر مقتدیوں نے نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوا لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اگر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی کہ قعدہ جاتا رہا یہ حکم جہری نماز کا ہے، سری میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں لہٰذا معذور ہے اور اگر امام نے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو اسی سجدۂ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوگیا اگرچہ نیت نہ ہو، لہٰذا امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧٠٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٣.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

نہ کرے کہ مقتدیوں نے اگرنیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا اور رکوع کے بعد جب امام سجدہ کرے گا تو اس سے سجدۂ تلاوت بہر حال ادا ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے پھر نیت کی کیا حاجت۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: جہری نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کرنا اولیٰ ہے اور سری میں رکوع کرنا کہ مقتدیوں کو دھوکا نہ لگے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: امام نے سجدۂ تلاوت کیا مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور رکوع میں گئے تو رکوع توڑ کر سجدہ کریں اور جس نے رکوع اور ایک سجدہ کیا جب بھی ہوگیا اور اگر رکوع کر کے دو سجدے کر لیے تو اس کی نماز گئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: مصلّی سجدۂ تلاوت بھول گیا رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کرلے پھر جس رکن میں تھا اس کی طرف عود کرے یعنی رکوع میں تھا تو سجدہ کر کے رکوع میں واپس ہو وعلی ہذا القیاس اور اگر اس رکن کا اعادہ نہ کیا جب بھی نماز ہوگئی۔[4] (عالمگیری) مگر قعدۂ اخیرہ کا اعادہ فرض ہے کہ سجدہ سے قعدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی بھی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک اور اگر اس کا عکس ہے یعنی پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر اتنے جتنی مجلسوں میں سُنا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: مجلس میں آیت پڑھی یا سُنی اور سجدہ کرلیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سُنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٣.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧٠٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧٠٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧٠٩.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٤.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧١٢.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٤.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧١٢.

مسئلہ ۴۵: ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سُنی اور آخر میں اتنی ہی بار سجدہ کرنا چاہے تو یہ بھی خلاف مستحب ہے بلکہ ایک ہی بار کرے، بخلاف دُرود شریف کے کہ نام اقدس لیا یا سنا تو ایک بار دُرود شریف واجب اور ہر بار مستحب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: دو ایک لقمہ کھانے، دو ایک گھونٹ پینے، کھڑے ہو جانے، دو ایک قدم چلنے، سلام کا جواب دینے، دو ایک بات کرنے، مکان کے ایک گوشہ سے دوسرے کی طرف چلے جانے سے مجلس نہ بدلے گی، ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان میں ایک گوشہ سے دوسرے میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، مجلس نہ بدلے گی۔ ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے، جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی، تین لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید و فروخت کرنے، لیٹ کر سوجانے سے مجلس بدل جائے گی۔[2] (عالمگیری، غنیہ، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۴۷: سواری پر نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ساتھ چل رہا ہے یا وہ بھی سوار ہے مگر نماز میں نہیں، ایسی حالت میں اگر آیت بار بار پڑھی تو اس پر ایک سجدہ واجب ہے اور ساتھ والے پر اتنے جتنی بار سُنا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: تانا تننا، نہر یا حوض میں تیرنا، درخت کی ایک شاخ سے دوسری پر جانا، ہل جوتنا، دائیں چلانا، چکی کے بیل کے پیچھے پھرنا، عورت کا بچہ کو دُودھ پلانا، ان سب صورتوں میں مجلس بدل جاتی ہے جتنی بار پڑھے گا یا سُنے گا اتنے سجدے واجب ہوں گے۔[4] (غنیہ، درمختار وغیرہما) یہی حکم کولو کے بیل کے پیچھے چلنے کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۹: ایک جگہ بیٹھے بیٹھے تانا تن رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے اگرچہ فتح القدیر میں اس کے خلاف لکھا، اس لیے کہ یہ عملِ کثیر ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قراءت، تسبیح، تہلیل، درس وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا اور اگر

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج٢، ص٧١٢، ٧١٧.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٤.
و "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص٥٠٣.
و "الدرالمختار" کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧١٢ ـ ٧١٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧١٦.

4 ...... المرجع السابق، ص٧١٤.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٧١٦.

دونوں بار پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: آیت سجدہ بیرونِ نماز تلاوت کی اور سجدہ کر کے پھر نماز شروع کی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو اس کے لیے دوبارہ سجدہ کرے اور اگر پہلے نہ کیا تھا تو یہی اس کے بھی قائم مقام ہو گیا بشرطیکہ آیت پڑھنے اور نماز کے درمیان کوئی اجنبی فعل فاصل نہ ہوا اور اگر نہ پہلے سجدہ کیا نہ نماز میں تو دونوں ساقط ہو گئے اور گنہگار رہا توبہ کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: ایک رکعت میں بار بار وہی آیت پڑھی تو ایک ہی سجدہ کافی ہے، خواہ چند بار پڑھ کر سجدہ کیا یا ایک بار پڑھ کر سجدہ کیا پھر دوبارہ سہ بارہ آیت پڑھی۔ یوہیں اگر ایک نماز کی سب رکعتوں میں یا دو تین میں وہی آیت پڑھی تو سب کے لیے ایک سجدہ کافی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر سلام کے بعد اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی تو اگر کلام نہ کیا تھا تو وہی نماز والا سجدہ اس کے قائم مقام بھی ہے اور کلام کر لیا تھا تو دوبارہ سجدہ کرے اور اگر نماز میں سجدہ نہ کیا تھا پھر سلام پھیرنے کے بعد وہی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے، نماز والا ساقط ہو گیا۔[4] (خانیہ، غنیہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا پھر بے وضو ہوا اور وضو کر کے بنا کی پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر بنا کے بعد دوسرے سے وہی آیت سُنی تو دوسرا واجب ہے اور یہ دوسرا سجدہ نماز کے بعد کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرے ایک کافی نہیں۔[6] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۵۶: پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملا لے۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۷: سامعین نے سجدہ کا تہیّہ کیا ہو اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے ورنہ آہستہ اور

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱٦.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۱.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵.

4 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵.

6 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۱، ص۲۳۲.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۷، وغيره.

سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ آمادہ ہیں یا نہیں جب بھی آہستہ پڑھنا بہتر ہونا چاہیے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولی کے سبب نہ سنی تو اصح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں، مگر بہت سے علما کہتے ہیں کہ اگرچہ نہ سُنی سجدہ واجب ہوگیا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

فائدۂ اہم: جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔[3] (غنیہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۵۹: زمین پر آیت سجدہ پڑھی تو یہ سجدہ سواری پر نہیں کرسکتا مگر خوف کی حالت ہو تو ہوسکتا ہے اور سواری پر آیت پڑھی تو سفر کی حالت میں سواری پر سجدہ کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مرض کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا ہوجائے گا۔ یوہیں سفر میں سواری پر اشارہ سے ہوجائے گا۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۱: جمعہ وعیدین اور سرّی نمازوں میں اور جس نماز میں جماعتِ عظیم ہو آیت سجدہ امام کو پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر آیت کے بعد فوراً رکوع وسجود کردے اور رکوع میں نیت نہ کرے تو کراہت نہیں۔[6] (غنیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: منبر پر آیت سجدہ پڑھی تو خود اُس پر اور سننے والوں پر سجدہ واجب ہے اور جنھوں نے نہ سُنی ان پر نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گمی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مُسافر واپس آیا غرض کسی

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۸.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۸.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۹.
و "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص۵۰۷. وغيرهما

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص۵۰۷.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر، ج۲، ص۷۲۰.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر، ج۲، ص۷۲۰.

نعمت پرسجدہ کرنا مستحب ہےاوراس کا طریقہ وہی ہے جوسجدۂ تلاوت کا ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴: سجدۂ بے سبب جیسا اکثرعوام کرتے ہیں نہ ثواب ہے، نہ مکروہ۔[2] (عالمگیری)

نمازِ مسافر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ ﴾ [3]

جب تم زمین میں سفرکرو توتم پراس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصرکرو اگرخوف ہو کہ کافر تمھیں فتنہ میں ڈالیں گے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے، یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: امیرالمؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے میں نے عرض کی، کہ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا:

﴿ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ ﴾ [4]

اوراب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے) فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے تم پر تصدق فرمایا اس کا صدقہ قبول کرو۔[5]

حدیث ۲: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں مروی، کہ حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منٰی میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ نہ ہماری اتنی زیادہ تعداد کبھی تھی نہ اس قدر امن۔'' [6]

حدیث ۳: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ [7] میں عصر کی دو رکعتیں۔'' [8]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر، ج۲، ص۷۲۰.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳٦.

3 ...... پ۵، النسآء: ۱۰۱.

4 ...... پ۵، النسآء: ۱۰۱.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها، الحديث: ٦٨٦، ص۳٤۷.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب الصلاة بِمنى، الحديث: ۱٦٥٦، ج۱، ص٥٥٤.

7 ...... مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پرایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے۔(مرقاۃ) ۱۲منہ

8 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب من بات بذى الحليفة حتى أصبح، الحديث: ۱٥٤۷، ج۱، ص٥۲۰.

حدیث ۴: ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضر وسفر دونوں میں نمازیں پڑھیں، حضر میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اوراس کے بعد دو رکعت اور سفر میں ظہر کی دو اوراس کے بعد دو رکعت اور عصر کی دو۔ اوراس کے بعد کچھ نہیں اور مغرب کی حضر وسفر میں برابر تین رکعتیں، سفر وحضر کسی کی نمازِ مغرب میں قصر نہ فرماتے اوراس کے بعد دو رکعت۔ [1]

حدیث ۵: صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: ''نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کردی گئی اور سفر کی نماز اسی پہلے فرض پر چھوڑی گئی۔'' [2]

حدیث ۶: صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو اور خوف میں ایک [3] یعنی امام کے ساتھ۔'' [4]

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازِ سفر کی دو رکعتیں مقرر فرمائیں اور یہ پوری ہے کم نہیں یعنی اگرچہ بظاہر دو رکعتیں کم ہوگئیں مگر ثواب میں یہ دو ہی چار کی برابر ہیں۔ [5]

مسائل فقہیّہ

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ [6] (متون)

مسئلہ ۱: دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضرور ہی ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہیے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سُست، خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لیے

---

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ماجاء في التطوع في السفر، الحديث: ٥٥٢، ج٢، ص٧٦.
2. ...... "صحيح البخاري"، كتاب مناقب الأنصار، باب التاريخ... إلخ، الحديث: ٣٩٣٥، ج٢، ص٦٠٤.
3. ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها، الحديث: ٦٨٧، ص٣٤٧.
4. ...... یعنی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے۔
5. ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب ماجاء في الوتر في السفر، الحديث: ١١٩٤، ج٢، ص٥٤.
6. ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٨، ص٢٤٣.

مناسب ہوا اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو نہ تیز۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ۲: سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہٰذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغار کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے، لہٰذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۵۷ ۳/۸ میل ہے۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ۴: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے اختیار کرنے میں

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص ١٣٨.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص ٧٢٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص ٧٢٥.

3 ...... **بہارِشریعت** کے مطبوعہ نسخوں میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے ۵۷ ۳/۸ میل مرقوم ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ **''فتاویٰ رضویہ''** (جدید)، ج ۸، ص ۲۷۰، اور **''فتاویٰ رضویہ''** (قدیم)، ج ۳، ص ۶۶۹، میں مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ساڑھے ستاون (۵۷ ۱/۲) میل لکھا ہے۔

فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی **''نزھۃ القاری''**، جلد 2، صفحہ 655 پر فرماتے ہیں: **''مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ظاہر مذہب کو اختیار فرما کر تین منزل کی یہ مسافت (ساڑھے ستاون میل) بیان فرمائی ہے۔ ''جدالممتار'' میں لکھتے ہیں:**

والمعتاد المعهود في بلادنا أن كل مرحلة ١٢ كوس، وقد جربت مرارا كثيرة بمواضع شهيرة أن الميل الرائج في بلادنا خمسة أثمان كوس المعتبر ههنا، فاذا ضربت الاكواس في ٨، وقسم الحاصل على ٥ كانت أميال رحلة واحدة ١٩_١/٥، وأميال مسيرة ثلاثة أيام ٥٧_٣/٥ أعنى ٦_٥٧.

("جدالممتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ١، ص ٣٥٩.)

ہمارے بلاد میں معتاد و معہود یہ ہے کہ ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے میں نے بار بار بکثرت مشہور جگہوں میں آزمایا ہے کہ اس وقت ہمارے بلاد میں جو میل رائج ہے۔ وہ ۵/۸ کوس جب کوسوں کو ۸ میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو ۵ پر تقسیم کریں تو حاصل قسمت میل ہوگا، اب ایک منزل ۱۹ ۱/۵ میل کی ہوئی اور تین دن کی مسافت ۵۷ ۳/۵ میل یعنی ۵۷-۶ میل۔''

("نزهة القارى شرح صحيح البخارى"، ابواب تقصير الصلوة، ج ٢، ص ٦٦٥.)

اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۵: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں، ایک دریا کا دوسرا خشکی کا ان میں ایک دو دن کا ہے دوسرا تین دن کا، تین دن والے سے جائے تو مسافر ہے ورنہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۶: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۷: تین دن کی راہ کو کسی ولی نے اپنی کرامت سے بہت تھوڑے زمانہ میں طے کیا تو ظاہر یہی ہے کہ مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں مگر امام ابن ہمام نے اس کا مسافر ہونا مستبعد فرمایا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۹: فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضرور نہیں۔ یوہیں شہر کے متصل باغ ہوں اگرچہ ان کے نگہبان اور کام کرنے والے ان میں رہتے ہوں ان باغوں سے نکل جانا ضروری نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر شہر و فنا کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٣٨.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٦.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٣٨.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٣٩.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٦.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٢.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٢.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگرچہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: کوئی محلّہ پہلے شہر سے ملا ہوا تھا مگر اب جدا ہو گیا تو اس سے باہر ہونا بھی ضروری ہے اور جو محلّہ ویران ہو گیا خواہ شہر سے پہلے متصل تھا یا اب بھی متصل ہے اس سے باہر ہونا شرط نہیں۔[2] (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔

مسئلہ ۱۴: سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے، یوہیں ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہیں۔[3] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۱۵: یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو، اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا مسافر نہ ہوا۔[4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۶: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی ہاں اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر اقامت کی نیت کر لی تو فرض باطل نہ ہوں گے مگر قیام و رکوع کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر تیسری کے سجدہ میں نیت کی تو اب فرض جاتے رہے، یوہیں اگر پہلی دونوں یا ایک میں قراءت نہ کی نماز فاسد ہو گئی۔[5] (ہدایہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)

---

1. ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة المسافر، ص٥٣٦.
2. ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٣.
3. ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة المسافر، ص٥٣٧.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٣، ٧٢٤.
4. ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٨، ص٢٧٠.
5. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٣٩.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٣٣.
و "الهداية"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج١، ص٨٠.

مسئلہ ۱۷: یہ رخصت کہ مسافر کے لیے ہے، مطلق ہے اس کا سفر جائز کام کے لیے ہو یا ناجائز کے لیے بہر حال مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں گے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۸: کافر تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا دو دن کے بعد مسلمان ہوگیا تو اس کے لیے قصر ہے اور نابالغ تین دن کی راہ کے قصد سے نکلا اور راستہ میں بالغ ہوگیا، اب سے جہاں جانا ہے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے حیض والی پاک ہوئی اور اب سے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے رعایا کی تفتیش حال کے لیے مُلک میں سفر کیا تو قصر نہ کرے جبکہ پہلا ارادہ متصل تین منزل کا نہ ہوا اور اگر کسی اور غرض کے لیے ہو اور مسافتِ سفر ہو تو قصر کرے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی[4] کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے، یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۲: نیتِ اقامت صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:

(۱) چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔

(۲) وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو جنگل یا دریا غیر آباد ٹاپُو میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہوا۔

(۳) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔

(۴) یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو، مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن کا تو مقیم نہ ہوگا۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷٤٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج۲، ص۷٤٥.

4 ...... یعنی خوف وگھبراہٹ۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.

6 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۸.

(۵) اپنا ارادہ مستقل رکھتا یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔

(۶) اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کر لی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہو گیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مسلمانوں کا لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال دے اور ڈیرہ خیمہ نصب کر کے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو مقیم نہ ہوا اور جو لوگ جنگل میں خیموں میں رہتے ہیں وہ اگر جنگل میں خیمہ ڈال کر پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں مقیم ہو جائیں گے، بشرطیکہ وہاں پانی اور گھاس وغیرہ دستیاب ہوں کہ ان کے لیے جنگل ویسا ہی ہے جیسے ہمارے لیے شہر اور گاؤں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکّہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: یہ نیت کی کہ ان دو بستیوں میں پندرہ روز ٹھہرے گا ایک جگہ دن میں رہے گا اور دوسری جگہ رات میں تو اگر پہلے وہاں گیا جہاں دن میں ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو مقیم نہ ہوا اور اگر پہلے وہاں گیا جہاں رات میں رہنے کا قصد ہے تو مقیم ہو گیا، پھر یہاں سے دوسری بستی میں گیا جب بھی مقیم ہے۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مسافر اگر اپنے ارادہ میں مستقل نہ ہو تو پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوگا، مثلاً عورت جس کا مہر معجّل شوہر کے ذمّہ باقی نہ ہو کہ شوہر کی تابع ہے اس کی اپنی نیت بیکار ہے اور غلام غیر مکاتب کہ اپنے مالک کا تابع ہے اور لشکری جس کو بیت المال یا بادشاہ کی طرف سے خوراک ملتی ہے کہ یہ اپنے سردار کا تابع ہے اور نوکر کہ یہ اپنے آقا کا تابع ہے اور قیدی کہ یہ قید کرنے

---

[1] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۳.

[2] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۸.

[3] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۲.

[4] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۰.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۹.

[5] ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۰.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۰.

والے کا تابع ہے اور جس مالدار پر تاوان لازم آیا اور شاگرد جس کو استاذ کے یہاں سے کھانا ملتا ہے کہ یہ اپنے استاذ کا تابع ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیت بے کار ہے بلکہ جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہیں ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عورت کا مہر معجّل باقی ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے نفس کو روک لے لہٰذا اس وقت تابع نہیں۔ یوہیں مکاتب غلام کو بغیر مالک کی اجازت کے سفر کا اختیار ہے لہٰذا تابع نہیں اور جو سپاہی پادشاہ یا بیت المال سے خوراک نہیں لیتا وہ تابع نہیں اور اجیر جو ماہانہ یا برسی پر نوکر نہیں بلکہ روزانہ اس کا مقرر ہے وہ دن بھر کام کرنے کے بعد اجارہ فسخ کر سکتا ہے لہٰذا تابع نہیں اور جس مسلمان کو دشمن نے قید کیا اگر معلوم ہے کہ تین دن کی راہ کو لے جائے گا تو قصر کرے اور معلوم نہ ہو تو اس سے دریافت کرے، جو بتائے اس کے موافق عمل کرے اور نہ بتایا تو اگر معلوم ہے کہ وہ دشمن مقیم ہے تو پوری پڑھے اور مسافر ہے تو قصر کرے اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکے تو جب تک تین دن کی راہ طے نہ کر لے، پوری پڑھے اور جس پر تاوان لازم آیا وہ سفر میں تھا اور پکڑا گیا اگر نادار ہے تو قصر کرے اور مالدار ہے اور پندرہ دن کے اندر دینے کا ارادہ ہے یا کچھ ارادہ نہیں جب بھی قصر کرے اور یہ ارادہ ہے کہ نہیں دے گا تو پوری پڑھے۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: تابع کو چاہیے کہ متبوع[3] سے سوال کرے وہ جو کہے اس کے بموجب عمل کرے اور اگر اس نے کچھ نہ بتایا تو دیکھے کہ مقیم ہے یا مسافر اگر مقیم ہے تو اپنے کو مقیم سمجھے اور مسافر ہے تو مسافر اور یہ بھی نہ معلوم، تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرے اس سے پہلے پوری پڑھے۔ اور اگر سوال نہ کرے تو وہی حکم ہے کہ سوال کیا اور کچھ جواب نہ ملا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اندھے کے ساتھ کوئی پکڑ کر لے جانے والا ہے اگر یہ اس کا نوکر ہے تو نابینا کی اپنی نیت کا اعتبار ہے اور اگر محض احسان کے طور پر اس کے ساتھ ہے تو اس کی نیت کا اعتبار ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: جو سپاہی سردار کا تابع تھا اور لشکر کو شکست ہوئی اور سب متفرق ہو گئے تو اب تابع نہیں بلکہ اقامت وسفر

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۱.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج۲، ص۷٤۱۔۷٤٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج۲، ص۷٤۲، وغيره.

3 ...... یعنی جس کے تابع ہے۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج۲، ص۷٤۳.

5 ...... المرجع السابق.

میں خود اس کی اپنی نیت کا لحاظ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: غلام اپنے مالک کے ساتھ سفر میں تھا۔ مالک نے کسی مقیم کے ہاتھ اسے بیچ ڈالا اگر نماز میں اسے اس کا علم تھا اور دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔ یوہیں اگر غلام نماز میں تھا اور مالک نے اقامت کی نیت کرلی، اگر جان کر دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اور وہ دونوں سفر میں ہیں ایک نے اقامت کی نیت کی دوسرے نے نہیں تو اگر اس غلام سے خدمت لینے میں باری مقرر ہے تو مقیم کی باری کے دن چار پڑھے اور مسافر کی باری کے دن دو۔ اور باری مقرر نہ ہو تو ہر روز چار پڑھے اور دو رکعت پر قعدہ فرض ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: جس نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں، مثلاً حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکۂ معظّمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا پھر اتنے دنوں مکۂ معظّمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: جو شخص کہیں گیا اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں مگر قافلہ کیساتھ جانے کا ارادہ ہے اور یہ معلوم ہے کہ قافلہ پندرہ دن کے بعد جائے گا تو وہ مقیم ہے اگرچہ اقامت کی نیت نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مسافر کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور دونوں صورتوں میں اگر آجکل آجکل کرتے برسیں گزر جائیں جب مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۷: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب کو گیا یا دارالحرب میں کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو مسافر ہی ہے اگرچہ پندرہ دن کی

---

1 …… "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج۲، ص۷٤٤.

2 …… المرجع السابق.

3 …… "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۱.

4 …… "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۰.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۹.

5 …… "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۹.

6 …… "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹، وغیره .

نیت کر لی ہوا گرچہ ظاہر غلبہ ہو۔ یوہیں اگر دارالاسلام میں باغیوں کا محاصرہ کیا ہو تو مقیم نہیں اور جو شخص دارالحرب میں امان لے کر گیا اور پندرہ دن کی اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔[1] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۳۸: دارالحرب کا رہنے والا وہیں مسلمان ہوگیا اور کفار اس کے مار ڈالنے کی فکر میں ہوئے وہ وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ کر کے بھاگا تو نماز قصر کرے اور اگر کہیں دو ایک ماہ کے ارادہ سے چھپ گیا جب بھی قصر پڑھے اور اگر اسی شہر میں چھپا تو پوری پڑھے اور اگر مسلمان دارالحرب میں قید تھا وہاں سے بھاگ کر کسی غار میں چھپا تو قصر پڑھے اگرچہ پندرہ دن کا ارادہ ہو اور اگر دارالحرب کے کسی شہر کے تمام رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور حربیوں نے ان سے لڑنا چاہا تو وہ سب مقیم ہی ہیں۔ یوہیں اگر کفار ان کے شہر پر غالب آئے اور یہ لوگ شہر چھوڑ کر ایک دن کی راہ کے ارادہ سے چلے گئے جب بھی مقیم ہیں اور تین دن کی راہ کا ارادہ ہو تو مسافر پھر اگر واپس آئے اور کفار نے ان کے شہر پر قبضہ نہ کیا ہو تو مقیم ہو گئے اور اگر مشرکوں کا شہر پر تسلّط ہوگیا اور وہاں رہے بھی مگر مسلمانوں کے واپس آنے پر چھوڑ دیا تو اگر یہ لوگ وہاں رہنا چاہیں تو دارالاسلام ہوگیا، نمازیں پوری کریں اور اگر وہاں رہنے کا ارادہ نہیں بلکہ صرف ایک آدھ مہینا رہ کر دارالاسلام کو چلے جائیں گے تو قصر کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب میں گیا اور غالب آیا اور اس شہر کو دارالاسلام بنایا تو قصر نہ کریں اور اگر محض دو ایک ماہ رہنے کا ارادہ ہے تو قصر کریں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مسافر نے نماز کے اندر اقامت کی نیت کی تو یہ نماز بھی پوری پڑھے اور اگر یہ صورت ہوئی کہ ایک رکعت پڑھی تھی کہ وقت ختم ہوگیا اور دوسری میں اقامت کی نیت کی تو یہ نماز دو ہی رکعت پڑھے اس کے بعد کی چار پڑھے۔ یوہیں اگر مسافر لاحق تھا اور امام بھی مسافر تھا امام کے سلام کے بعد نیتِ اقامت کی تو دو ہی پڑھے اور امام کے سلام سے پیشتر نیت کی تو چار پڑھے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٣١.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٤٠.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٣٥، وغيره.

مسئلہ ۴۲: امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم، امام کے سلام سے پہلے مقتدی کھڑا ہوگیا اور سلام سے پہلے امام نے اقامت کی نیت کر لی تو اگر مقتدی نے تیسری کا سجدہ نہ کیا ہوتو امام کے ساتھ ہولے، ورنہ نماز جاتی رہی اور تیسری کے سجدہ کے بعد امام نے اقامت کی نیت کی تو متابعت نہ کرے، متابعت کرے گا تو نماز جاتی رہے گی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے کہ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہوخواہ نماز شروع کرتے وقت معلوم ہوا ہو یا بعد میں، لہٰذا امام کو چاہیے کہ شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کردے اور شروع میں نہ کہا تو بعد نماز کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کرلو میں مسافر ہوں۔[2] (درمختار) اور شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے انھیں بھی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۴۴: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کرسکتا وقت میں کرسکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہوگئے یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کرسکتا ہے وقت میں اقتدا کی تھی نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہوگیا جب بھی اقتدا صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی اور امام کے مذہب کے موافق وہ نماز قضا ہے اور مقتدی کے مذہب پر ادا، مثلاً امام شافعی المذہب ہے مقتدی حنفی اور ایک مثل کے بعد ظہر کی نماز اس نے اس کے پیچھے پڑھی تو اقتدا صحیح ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: مسافر نے مقیم کے پیچھے شروع کر کے فاسد کردی تو اب دو ہی پڑھے گا یعنی جبکہ تنہا پڑھے یا کسی مسافر کی اقتدا کرے اور اگر پھر مقیم کی اقتدا کی تو چار پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدۂ اولیٰ واجب ہوگیا فرض نہ رہا تو اگر امام نے قعدہ نہ کیا نماز فاسد نہ ہوئی اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدۂ اولیٰ فرض ہوگیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: قصر اور پوری پڑھنے میں آخر وقت کا اعتبار ہے جبکہ پڑھ نہ چکا ہو، فرض کرو کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۵.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۵ ـ ۷۳۶.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۶.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۶.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۶.

وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے اب مسافر ہوگیا تو قصر کرے اور مسافر تھا اسوقت اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۴۹: ظہر کی نماز وقت میں پڑھنے کے بعد سفر کیا اور عصر کی دو پڑھیں پھر کسی ضرورت سے مکان پر واپس آیا اور ابھی عصر کا وقت باقی ہے، اب معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو ہوئیں تو ظہر کی دو پڑھے اور عصر کی چار اور اگر ظہر وعصر کی پڑھ کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے سفر کیا اور معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو پڑھی تھیں تو ظہر کی چار پڑھے اور عصر کی دو۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۵۰: مسافر کو سہو ہوا اور دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد نیتِ اقامت کی اس نماز کے حق میں مقیم نہ ہوا اور سجدۂ سہو ساقط ہوگیا اور سجدہ کرنے کے بعد نیت کی تو صحیح ہے اور چار رکعت پڑھنا فرض، اگرچہ ایک ہی سجدہ کے بعد نیت کی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵۱: مسافر نے مسافروں کی امامت کی، اثنائے نماز[4] میں امام بے وضو ہوا اور کسی مسافر کو خلیفہ کیا، خلیفہ نے اقامت کی نیت کی تو اس کے پیچھے جو مسافر ہیں ان کی نمازیں دو ہی رکعت رہیں گی۔ یوہیں اگر مقیم کو خلیفہ کیا جب بھی مقتدی مسافر دو ہی پڑھیں اور اگر امام نے حدث کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے اقامت کی نیت کی تو چار پڑھیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۵۲: وطن دو قسم ہے۔

(۱) وطن اصلی۔

(۲) وطن اقامت۔

وطن اصلی: وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۸.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۴۱۔۱۴۲.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۸.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۴۱۔۱۴۲.

4...... یعنی نماز کے دوران۔

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۴۲.

وطنِ اقامت: وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مسافر نے کہیں شادی کر لی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، مقیم ہو گیا اور دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: ایک جگہ آدمی کا وطنِ اصلی ہے، اب اس نے دوسری جگہ وطنِ اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا، خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۵: وطنِ اقامت دوسرے وطنِ اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی، دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ یوہیں وطنِ اقامت وطنِ اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۶: اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطنِ اصلی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: وطنِ اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ اگر مدتِ سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کر لی وطنِ اقامت ہو گیا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۸: بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: مسافر جب وطنِ اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہو گیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: عورت بیاہ کر سُسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لیے وطنِ اصلی نہ رہا یعنی اگر سُسرال

1- ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٤٢.

2- ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج٢، ص٧٣٩.

3- ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي و وطن الاقامة، ج٢، ص٧٣٩.

4- ...... المرجع السابق.

5- ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٤٢.

6- ...... المرجع السابق.

7- ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج٢، ص٧٣٩.

8- ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٤٢.

تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۶۱: عورت کو بغیر محرم کے **تین دن** یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ **ایک دن** کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا مَعتُوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کرسکتی، ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ) محرم کے لیے ضرور ہے کہ **سخت فاسق** بے باک غیر مامون نہ ہو۔

جمعہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾[2]

اے ایمان والوں! جب نماز کے لیے جمعہ کے دن اذان دی جائے، تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فضائلِ روزِ جمعہ

حدیث ۱ و۲: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہم پچھلے ہیں یعنی دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور قیامت کے دن پہلے سوا اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد یہی جمعہ وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا یعنی یہ کہ اس کی تعظیم کریں وہ اس سے خلاف ہوگئے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں، یہود نے دوسرے دن کو وہ دن مقرر کیا یعنی ہفتہ کو اور نصاریٰ نے تیسرے دن کو یعنی اتوار کو۔''[3] اور مسلم کی دوسری روایت انھیں سے اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ ہے، فرماتے ہیں: ''ہم اہل دنیا سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن پہلے کہ

---

1 ...... ''الفتاوی الهندية''، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۴۲.
و ''الفتاوی الرضوية''، ج۱۰، ص۶۵۷.

2 ...... پ۲۸، الجمعة: ۹.

3 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب الجمعة، باب فرض الجمعة... إلخ، الحديث: ۸۷۶، ج۱، ص۳۰۳.

تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ ہوجائے گا۔'' [1]

حدیث ۳: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا، جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انھیں حکم ہوا۔ اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔'' [2]

حدیث ۴و۵: ابوداود ونسائی وابن ماجہ وبیہقی اَوس بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''تمھارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں نفخہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی بار صور پھونکا جانا)، اس دن میں مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ہمارا دُرود کیونکر پیش کیا جائے گا، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انتقال فرماچکے ہوں گے؟ فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کردیا ہے۔'' [3] اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو دُرود پڑھے گا پیش کیا جائے گا۔ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی اور موت کے بعد؟ فرمایا: بے شک! اللہ (عزوجل) نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کردیا ہے، اللہ کا نبی زندہ ہے، روزی دیا جاتا ہے۔'' [4]

حدیث ٦ و ۷: ابن ماجہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور احمد سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عیدالضحیٰ و عیدالفطر سے بڑا ہے، اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

(۲) اور اسی میں زمین پر انھیں اتارا۔

(۳) اور اسی میں انھیں وفات دی۔

---

1 ...... ''صحيح مسلم''، كتاب الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، الحديث: ٨٥٦، ص٤٢٦.

2 ...... ''صحيح مسلم''، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، الحديث: ١٨ ـ(٨٥٤)، ص٤٢٥.

3 ...... ''سنن النسائي''، كتاب الجمعة، باب اكثار الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، الحديث: ١٣٧١، ص٢٣٧.

4 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذكر وفاته و دفنه صلى الله عليه وسلم الحديث: ١٦٣٧، ج٢، ص٢٩١.

(۴) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

(۵) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، کوئی فرشتۂ مقرب و آسمان و زمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔'' (1)

(جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے کہ اُس میں دعا قبول ہوتی ہے)

حدیث ۸تا۱۰: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالٰی سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔'' اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔'' (2) رہا یہ کہ وہ کون سا وقت ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔(3) اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ''وہ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔'' امام مالک و ابو داود و ترمذی و نسائی و احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، وہ کہتے ہیں: میں کوہِ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا ان کے پاس بیٹھا، انہوں نے مجھے توراۃ کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انھیں اترنے کا حکم ہوا اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا انتقال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو سوا آدمی اور جن کے اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالٰی سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے؟ میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں ہے، کعب نے توراۃ پڑھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں پھر میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس

1...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب في فضل الجمعة، الحديث: ١٠٨٤، ج٢، ص٨.

2...... "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ١٥-(٨٥٢)، ص٤٢٤.
و "مرقاة المفاتيح"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، تحت الحديث: ١٣٥٧، ج٣، ص٤٤٥.

3...... "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ٨٥٣، ص٤٢٤.

اور جمعہ کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا اور یہ کہ کعب نے کہا تھا، یہ ہر سال میں ایک دن ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا کعب نے غلط کہا، میں نے کہا پھر کعب نے توراۃ پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جمعہ میں ہے، کہا کعب نے سچ کہا، پھر عبداللہ بن سلام نے کہا تمھیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ اور بُخل نہ کرو، کہا جمعہ کے دن کی پچھلی ساعت ہے، میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہوسکتی ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو فرمایا ہے مسلمان بندہ نماز پڑھتے میں اسے پائے اور وہ نماز کا وقت نہیں، عبداللہ بن سلام نے کہا، کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو یہ ہے کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔ [1]

حدیث ۱۱: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے، اسے عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔'' [2]

حدیث ۱۲: طبرانی اوسط میں بسندِ حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کسی مسلمان کو جمعہ کے دن بے مغفرت کیے نہ چھوڑے گا۔'' [3]

حدیث ۱۳: ابویعلیٰ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں، کوئی گھنٹا ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہوگیا تھا۔'' [4]

(جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کے فضائل)

حدیث ۱۴: احمد وترمذی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچالے گا۔'' [5]

حدیث ۱۵: ابونعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا، عذاب قبر سے بچالیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مُہر ہوگی۔'' [6]

---

1 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الجمعة، باب ماجاء في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ٢٤٦، ج١، ص١١٥.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الساعة... إلخ، الحديث: ٤٨٩، ج٢، ص٣٠.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٨١٧، ج٣، ص٣٥١.

4 ...... "مسند أبي يعلى"، مسند انس بن مالك، الحديث: ٣٤٢١، ٣٤٧١، ج٣، ص٢١٩، ٢٣٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة، الحديث: ١٠٧٦، ج٢، ص٣٣٩.

6 ...... "حلية الأولياء"، رقم: ٣٦٢٩، ج٣، ص١٨١.

حدیث ۱۶: حمید نے ترغیب میں ایاس بن بکیر سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: ''جو جمعہ کے دن مرے گا، اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا اور فتنۂ قبر سے بچالیا جائے گا۔'' (1)

حدیث ۱۷: عطا سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے، عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے بچالیا جائے گا اور خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے کہ اس کے لیے گواہی دیں گے یا مُہر ہوگی۔'' (2)

حدیث ۱۸: بیہقی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکدار دن۔'' (3)

حدیث ۱۹: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ ﴾ (4)

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند فرمایا۔

ان کی خدمت میں ایک یہودی حاضر تھا، اس نے کہا یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ وعرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے عید کے ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ۔ (5)

فضائل نمازِ جمعہ

حدیث ۲۰: مسلم وابوداود وترمذی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چپ رہا اس کے لیے مغفرت ہوجائے گی ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور۔ اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا

(1)...... "شرح الصدور"، للسيوطي، باب من لا يسئل في القبر، ص١٥١.
(2)...... "شرح الصدور"، للسيوطي، باب من لا يسئل في القبر، ص١٥١.
(3)...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الحديث: ١٣٦٩، ج١، ص٣٩٣.
(4)...... پ٦، المائدة: ٣.
(5)...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة، الحديث: ٣٠٥٥، ج٥، ص٣٣.

کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہوا سے ہٹادے۔'' [1]

حدیث ۲۱: طبرانی کی روایت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جمعہ کفّارہ ہے ان گناہوں کے لیے جو اس جمعہ اور اس کے بعد والے جمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن زیادہ اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جو ایک نیکی کرے، اس کے لیے دس مثل ہے۔'' [2]

حدیث ۲۲: ابن حبان اپنی صحیح میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو **جنتی** لکھ دے گا۔

(۱) جو مریض کو پوچھنے جائے اور

(۲) جنازے میں حاضر ہو اور

(۳) روزہ رکھے اور

(۴) جمعہ کو جائے اور

(۵) غلام آزاد کرے۔'' [3]

حدیث ۲۳: ترمذی بافادۂ تصحیح و تحسین راوی، کہ یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جمعہ کو جاتا تھا، عبایہ بن رفاعہ بن رافع ملے، انہوں نے کہا: تمھیں بشارت ہو کہ تمھارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں، میں نے ابوعبس کو کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے قدم اللہ (عزوجل) کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ آگ پر حرام ہیں۔'' [4] اور بخاری کی روایت میں یوں ہے، کہ عبایہ کہتے ہیں: میں جمعہ کو جارہا تھا، ابوعبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد سنایا۔ [5]

جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں

حدیث ۲۴ تا ۲۶: مسلم ابوہریرہ و ابن عمر سے اور نسائی و ابن ماجہ ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آئیں گے یا اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر مہر کردے گا پھر

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع و أنصت في الخطبة، الحديث: ٢٧ـ(٨٥٧)، ص٤٢٧.

2 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٣٤٥٩، ج٣، ص٢٩٨.

3 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحديث: ٢٧٦٠، ج٤، ص١٩١.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من اغبرت قدماه... إلخ، الحديث: ١٦٣٨، ج٣، ص٢٣٥.

5 ...... "صحيح البخار ي"، كتاب الجمعة، باب المشي إلى الجمعة، الحديث: ٩٠٧، ج١، ص٣١٣.

غافلین میں ہوجائیں گے۔'' (1)

حدیث ۲۷ تا ۳۱: فرماتے ہیں: ''جو تین جمعے سُستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر کر دے گا۔'' (2) اس کو ابو داود و ترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم ابوالجعد ضمری سے اور امام مالک نے صفوان بن سلیم سے اور امام احمد نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح برشرط مسلم ہے اور ابن خزیمہ وحبان کی ایک روایت میں ہے، ''جو تین جمعے بلا عذر چھوڑے، وہ منافق ہے۔'' (3) اور رزین کی روایت میں ہے، ''وہ اللہ (عزوجل) سے بے علاقہ ہے۔'' (4) اور طبرانی کی روایت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ''وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔'' (5) اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، وہ منافق لکھ دیا گیا اس کتاب میں جو نہ محو ہو نہ بدلی جائے، (6) اور ایک روایت میں ہے، ''جو تین جمعے پے درپے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔'' (7) اس کو ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا۔

حدیث ۳۲: احمد وابو داود وابن ماجہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو بغیر عذر جمعہ چھوڑے، ایک دینار صدقہ دے اور اگر نہ پائے تو آدھا دینار اور یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لیے ہو کہ قبول توبہ کے لیے معین ہو ورنہ حقیقۃً تو توبہ کرنا فرض ہے۔'' (8)

حدیث ۳۳: صحیح مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جمعہ سے پیچھے رہ گئے، ان کے گھروں کو جلادوں۔'' (9)

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو اور مشغول ہونے سے پہلے نیک کاموں کی طرف سبقت کرو

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الجمعة، باب التغلیظ في ترك الجمعة، الحدیث: ٨٦٥، ص ٤٣٠.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في ترك الجمعة... إلخ، الحدیث: ٥٠٠، ج٢، ص٣٨.

3 ...... "الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان"، کتاب الإیمان، باب ماجاء في الشرك والنفاق، الحدیث: ٢٥٨، ج١، ص٢٣٧.

4 ...... "الترغیب و الترهیب"، کتاب الجمعة، الترهیب من ترك الجمعة بغیر عذر، الحدیث: ٣، ج١، ص٢٩٥.

5 ...... "المعجم الکبیر"، باب الألف، الحدیث: ٤٢٢، ج١، ص١٧٠.

6 ...... "المسند" لإمام الشافعي، ومن کتاب إیجاب الجمعة، ص٧٠.

7 ...... "مسند أبي یعلی"، مسند ابن عباس، الحدیث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٥٥٣.

8 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الصلاة، باب کفارة من ترکها، الحدیث: ١٠٥٣، ج١، ص٣٩٣.

9 ...... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة الجمعة... إلخ، الحدیث: ٦٥٢، ص٣٢٧.

اور یادِ خدا کی کثرت اور ظاہر و پوشیدہ صدقہ کی کثرت سے جو تعلقات تمھارے اور تمھارے رب (عزوجل) کے درمیان ہیں ملاؤ۔ ایسا کرو گے تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دور فرمائی جائے گی اور جان لو کہ اس جگہ اس دن اس سال میں قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) نے تم پر جمعہ فرض کیا، جو شخص میری حیات میں یا میرے بعد ہلکا جان کر اور بطورِ انکار جمعہ چھوڑے اور اس کے لیے کوئی امام یعنی حاکمِ اسلام ہو عادل یا ظالم تو اللہ تعالیٰ نہ اس کی پراگندگی کو جمع فرمائے گا، نہ اس کے کام میں برکت دے گا، آگاہ اس کے لیے نہ نماز ہے، نہ زکوۃ، نہ حج، نہ روزہ، نہ نیکی جب تک توبہ نہ کرے اور جو توبہ کرے اللہ (عزوجل) اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔'' (1)

حدیث ۳۵: دارقطنی انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اس پر جمعہ کے دن (نماز) جمعہ فرض ہے مگر مریض یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام پر اور جو شخص کھیل یا تجارت میں مشغول رہا تو اللہ (عزوجل) اس سے بے پرواہ ہے اور اللہ (عزوجل) غنی حمید ہے۔'' (2)

جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کا بیان

حدیث ۳۶ تا ۳۸: صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس طہارت کی استطاعت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو مَلے پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے یعنی دو شخص بیٹھے ہوئے ہوں انھیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے اور جو نماز اس کے لیے لکھی گئی ہے پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے، اس کے لیے ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہو جائے گی۔'' (3) اور اسی کے قریب قریب ابوسعید خدری و ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی متعدد طرق سے روایتیں آئیں۔

حدیث ۳۹ و ۴۰: احمد ابوداود و ترمذی بافادۂ تحسین ونسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم بافادۂ تصحیح اَوس بن اَوس اور طبرانی اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو نہلائے اور نہائے اور اوّل وقت آئے اور شروع خطبہ میں شریک ہو اور چل کر آئے سواری پر نہ آئے اور امام سے قریب ہو اور کان لگا کر خطبہ سُنے اور لغو کام نہ کرے، اس کے لیے ہر قدم کے بدلے سال بھر کا عمل ہے، ایک سال کے دنوں کے روزے اور راتوں کے قیام کا اس

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب في فرض الجمعة، الحديث: ١٠٨١، ج٢، ص٥.

2 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الجمعة، باب من تجب عليه الجمعة، الحديث: ١٥٦٠، ج٢، ص٣.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، الحديث: ٨٨٣، ج١، ص٣٠٦.

کے لیے اجر ہے۔'' (1) اور اسی کے مثل دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں۔

حدیث ۴۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن غسل ہے کہ اس دن میں سر دھوئے اور بدن۔'' (2)

حدیث ۴۲: احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی و دارمی سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، فبہا اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔'' (3)

حدیث ۴۳: ابوداود عکرمہ سے راوی، کہ عراق سے کچھ لوگ آئے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ جمعہ کے دن آپ غسل واجب جانتے ہیں؟ فرمایا نہ، ہاں یہ زیادہ طہارت ہے اور جو نہائے اس کے لیے بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں۔'' (4)

حدیث ۴۴: ابن ماجہ بسند حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اس دن کو اللہ (عزوجل) نے مسلمانوں کے لیے عید کیا تو جو جمعہ کو آئے وہ نہائے اور اگر خوشبو ہو تو لگائے۔'' (5)

حدیث ۴۵: احمد و ترمذی بسند حسن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مسلمان پر حق ہے کہ جمعہ کے دن نہائے اور گھر میں جو خوشبو ہو لگائے اور خوشبو نہ پائے تو پانی (6) یعنی نہانا بجائے خوشبو ہے۔''

حدیث ۴۶ و ۴۷: طبرانی کبیر و اوسط میں صدیق اکبر و عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو جمعہ کے دن نہائے اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں اور جب چلنا شروع کیا تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' (7) اور دوسری روایت میں ہے: ''ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اسے دو سو برس کے عمل کا اجر ملتا ہے۔'' (8)

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أوس بن أبي أوس الثقفي، الحديث: ١٦١٧٣، ج٥، ص٤٦٥.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل... إلخ، الحديث: ٨٩٧، ج١، ص٣١٠.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، الحديث: ٤٩٧، ج٢، ص٣٦.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة، الحديث: ٣٥٣، ج١، ص١٦٠.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب اقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، الحديث: ١٠٩٨، ج٢، ص١٦.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في السواك... إلخ، الحديث: ٥٢٨، ج٢، ص٥٨.

7 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٢٩٢، ج١٨، ص١٣٩.

8 ...... "المعجم الأوسط"، باب الجيم، الحديث: ٣٣٩٧، ج٢، ص٣١٤.

حدیث ۴۸: طبرانی کبیر میں بروایت ثقات ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جمعہ کا غسل بال کی جڑوں سے خطائیں کھینچ لیتا ہے۔'' (1)

جمعہ کے لیے اوّل جانے کا ثواب اور گردن پھلانگنے کی ممانعت

حدیث ۴۹: بخاری ومسلم وابوداود وترمذی ومالک ونسائی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، جیسے جنابت کا غسل ہے پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی نیک کام میں خرچ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا انڈا خرچ کیا، پھر جب امام خطبہ کو نکلا ملائکہ ذکر سننے حاضر ہوجاتے ہیں۔'' (2)

حدیث ۵۰ تا ۵۲: بخاری ومسلم وابن ماجہ کی دوسری روایت انھیں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں سب میں پہلا پھر اس کے بعد والا، (اس کے بعد وہی ثواب جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوئے ذکر کیے) پھر امام جب خطبہ کو نکلا فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔'' (3) اسی کے مثل سمرہ بن جندب وابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حدیث ۵۳: امام احمد وطبرانی کی روایت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ''جب امام خطبہ کو نکلتا ہے تو فرشتے دفتر طے کر لیتے ہیں، کسی نے ان سے کہا، تو جو شخص امام کے نکلنے کے بعد آئے اس کا جمعہ نہ ہوا؟ کہا، ہاں ہوا تو لیکن وہ دفتر میں نہیں لکھا گیا۔'' (4)

حدیث ۵۴: ''جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پُل بنایا۔'' (5) اس حدیث

---

1 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٧٩٩٦، ج٨، ص٢٥٦.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، الحديث: ٨٨١، ج١، ص٣٠٥.
و "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الجمعة، باب العمل في غسل يوم الجمعة، الحديث: ٢٣٠، ج١، ص١٠٩.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، الحديث: ٩٢٩، ج١، ص٣١٩.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٣٣١، ج٨، ص٢٩٧.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في كراهية التخطي يوم الجمعة، الحديث: ٥١٣، ج٢، ص٤٨.

حدیث میں لفظ اتَّخَذَ جِسْرًا واقع ہوا ہے اس کو معروف ومجہول دونوں طرح پڑھتے ہیں اور یہ ترجمہ معروف کا ہے اور مجہول پڑھیں تو=

کو ترمذی وابن ماجہ معاذ بن انس جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور تمام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

حدیث ۵۵: احمد وابوداود ونسائی عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا: ''بیٹھ جا! تو نے ایذا پہنچائی۔'' (1)

حدیث ۵۶: ابوداود عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ لغو کے ساتھ حاضر ہوا (یعنی کوئی ایسا کام کیا جس سے ثواب جاتا رہے مثلاً خطبہ کے وقت کلام کیا یا کنکریاں چُھوئیں) تو اس کا حصّہ جمعہ سے وہی لغو ہے اور ایک وہ شخص کہ اللہ سے دُعا کی تُو اگر چاہے دے اور چاہے نہ دے اور ایک وہ کہ سکوت وانصات کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی نہ گردن پھلانگی نہ کسی کو ایذا دی تو جمعہ اس کے لیے کفارہ ہے، آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک۔'' (2)

مسائلِ فقہیّہ

جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیّت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔(3) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۱: جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہوگا ہی نہیں۔

(۱) مصر یا فنائے مصر

مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کُوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ(4) ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ وسَطوَت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو اور مصر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے ''فنائے مصر'' کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں

= مطلب یہ ہوگا کہ خود پل بنا دیا جائے گا یعنی جس طرح لوگوں کی گردنیں اس نے پھلانگی ہیں، اس کو قیامت کے دن جہنم میں جانے کا پُل بنایا جائے گا کہ اس کے اوپر چڑھ کر لوگ جائیں گے۔۱۲

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة، الحديث: ۱۱۱۸، ج۱، ص۴۱۳.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الكلام والإمام يخطب، الحديث: ۱۱۱۳، ج۱، ص۴۱۱.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۵.

4 ...... یعنی ضلع کا حصہ۔

ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔[1] (غنیہ وغیرہا) لہٰذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۲: جس شہر پر کفار کا تسلط ہوگیا وہاں بھی جمعہ جائز ہے، جب تک دارالاسلام رہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مصر کے لیے حاکم کا وہاں رہنا ضرور ہے، اگر بطور دورہ وہاں آ گیا تو وہ جگہ مصر نہ ہوگی، نہ وہاں جمعہ قائم کیا جائے گا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جو جگہ شہر سے قریب ہے مگر شہر کی ضرورتوں کے لیے نہ ہو اور اس کے اور شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصل ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں اگرچہ اذان جمعہ کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔[5] (عالمگیری) مگر اکثر آئمہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز پہنچتی ہو تو ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے بلکہ بعض نے تو یہ فرمایا کہ اگر شہر سے دور جگہ ہو مگر بلا تکلیف واپس باہر جاسکتا ہو تو جمعہ پڑھنا فرض ہے۔[6] (درمختار) لہٰذا جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انھیں چاہیے کہ شہر میں آ کر جمعہ پڑھ جائیں۔

مسئلہ ۵: گاؤں کا رہنے والے شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو، زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں، مگر پڑھے تو مستحقِ ثواب ہے۔ یوہیں مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں، گاؤں والا جمعہ کے لیے شہر کو آیا اور کوئی دوسرا کام بھی مقصود ہے تو اس سعی (یعنی جمعہ کے لیے آنے) کا بھی ثواب پائے گا اور جمعہ پڑھا تو جمعہ کا بھی۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھا جائے گا جبکہ خلیفہ یا امیر حجاز یعنی شریف مکّہ وہاں موجود ہو اور امیر موسم یعنی وہ کہ حاجیوں کے لیے حاکم بنایا گیا ہے جمعہ نہیں قائم کرسکتا۔ حج کے علاوہ اور دنوں میں منیٰ میں جمعہ نہیں ہوسکتا اور عرفات

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص٥٤٩ ـ ٥٥١، وغيرها.

2 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص٥٤٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج٣، ص١٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٧.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٥.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٠.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٥.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقى بين يدى الخطيب، ج٣، ص٤٤.

میں مطلقاً نہیں ہوسکتا، نہ حج کے زمانہ میں، نہ اور دنوں میں۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوسکتا ہے، خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔ [2] (درمختار وغیرہ) مگر بلاضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائرِ اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی، نیز دفع حرج کے لیے تعدد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلّہ محلّہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہیے۔ نیز ایک بہت ضروری امر جس کی طرف عوام کو بالکل توجہ نہیں، یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کرلیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے، اس لیے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے، اس کا بیان آگے آتا ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سُلطان اسلام کے قائم مقام ہے، لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

مسئلہ ۸: ظہر احتیاطی (کہ جمعہ کے بعد چار رکعت نماز اس نیت سے کہ سب میں پچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی) خاص لوگوں کے لیے ہے جن کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک نہ ہو اور عوام کہ اگر ظہر احتیاطی پڑھیں تو جمعہ کے ادا ہونے میں انھیں شک ہوگا وہ نہ پڑھیں اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سنتیں اور ان چھ سنتوں میں سنت وقت کی نیت کریں۔ [3] (عالمگیری، صغیری، ردالمحتار وغیرہا)

(۲) سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا [4]

مسئلہ ۹: سُلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حق امامت نہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۱۸، و "الفتاوی الرضوية"، ج۸، ص۳۱۲.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٥.
و "صغيرى"، فصل في صلاة الجمعة، ص۲۷۸، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في نية آخر ظهر بعد صلاة الجمعة، ج۳، ص۲۱، و "الفتاوی الرضوية"، ج۸، ص۲۹۳.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٥.

ہو، مثلاً قرشی نہ ہو یا اور کوئی شرط مفقود ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر عورت بادشاہ بن بیٹھی تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہوگا، یہ خود نہیں قائم کر سکتی۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ۱۰: بادشاہ نے جسے جمعہ کا امام مقرر کر دیا وہ دوسرے سے بھی پڑھوا سکتا ہے اگرچہ اسے اس کا اختیار نہ دیا ہو کہ دوسرے سے پڑھوا دے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۱۱: امام جمعہ کی بلا اجازت کسی نے جمعہ پڑھایا اگر امام یا وہ شخص جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے شریک ہو گیا تو ہو جائے گا ورنہ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۲: حاکم شہر کا انتقال ہو گیا یا فتنہ کے سبب کہیں چلا گیا اور اس کے خلیفہ (ولی عہد) یا قاضی ماذون نے جمعہ قائم کیا جائز ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۱۳: کسی شہر میں بادشاہ اسلام وغیرہ جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے نہ ہو تو عام لوگ جسے چاہیں امام بنا دیں۔ یوہیں اگر بادشاہ سے اجازت نہ لے سکتے ہوں جب بھی کسی کو مقرر کر سکتے ہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۱۴: حاکمِ شہر نابالغ یا کافر ہے اور اب وہ نابالغ بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اب بھی جمعہ قائم کرنے کا ان کو حق نہیں، البتہ اگر جدید حکم ان کے لیے آیا یا بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ بالغ ہونے یا اسلام لانے کے بعد جمعہ قائم کرنا تو قائم کر سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۵: خطبہ کی اجازت جمعہ کی اجازت ہے اور جمعہ کی اجازت خطبہ کی اجازت ہے اگرچہ کہہ دیا ہو کہ خطبہ پڑھنا اور جمعہ نہ قائم کرنا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۱۶: بادشاہ لوگوں کو جمعہ قائم کرنے سے منع کر دے تو لوگ خود قائم کر لیں اور اگر اس نے کسی شہر کی شہریت باطل کر دی تو لوگوں کو اب جمعہ پڑھنے کا اختیار نہیں۔[8] (ردالمحتار) یہ اس وقت ہے کہ بادشاہِ اسلام نے شہریت باطل کی ہو اور

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في صحة الجمعة... إلخ، ج٣، ص٩، وغيرهما.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص١٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج٣، ص١٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص١٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج٣، ص١٦.

کافرنے باطل کی تو پڑھیں۔

مسئلہ ۱۷: امام جمعہ کو بادشاہ نے معزول کر دیا تو جب تک معزولی کا پروانہ نہ آئے یا خود بادشاہ نہ آئے معزول نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بادشاہ سفر کر کے اپنے ملک کے کسی شہر میں پہنچا تو وہاں جمعہ خود قائم کر سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

(۳) وقت ظہر

یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آ گیا جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔[3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۹: مقتدی نماز میں سو گیا تھا آنکھ اس وقت کھلی کہ امام سلام پھیر چکا ہے تو اگر وقت باقی ہے جمعہ پورا کرلے ورنہ ظہر کی قضا پڑھے یعنی نئے تحریمہ سے۔[4] (عالمگیری وغیرہ) یوہیں اگر اتنی بھیڑ تھی کہ رکوع و سجود نہ کر سکا یہاں تک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس میں بھی وہی صورتیں ہیں۔[5] (درمختار)

(٤) خطبہ

مسئلہ ۲۰: خطبہ جمعہ میں شرط یہ ہے، کہ:

(۱) وقت میں ہو اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٦.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٦.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۲۱.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في نية آخر ظهر بعد صلاة الجمعة، ج۳، ص۲۱.

مسئلہ ۲۱: خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحٰنَ اللّٰہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: خطبہ ونماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصّل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں[4] میں۔[5] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۵: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔

(۲) کھڑا ہونا۔

(۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔

(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ اور

(۵) سامعین کی طرف مونھ ۔ اور

(۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔

(۷) حاضرین کا متوجہ بامام ہونا۔

(۸) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا۔

(۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔

(۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔

(۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٢، وغيره .

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦ .

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٧ .

4 ...... یعنی سردیوں۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٣ .

(۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔

(۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔

(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔

(۱۶) دوسرے میں حمد وثنا وشہادت و درود کا اعادہ کرنا۔

(۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔

(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

(۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمّین مکرمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ .[1]

(۲۰) مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف مونھ کرے اور دہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے۔ اور

(۲۱) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(۲۲) خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۶: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے، مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور

---

1 ...... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے جسکو اللہ (عزوجل) ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اسے ہدایت کرنے والا کوئی نہیں۔۱۲

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٦، ۱٤٧.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۲۳ ـ ۲٦.

حرام ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بُری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: غیرعربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

(۵) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد

مسئلہ ۲۹: اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا اَن پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے وہ بھاگ گئے اور دوسرے تین شخص آ گئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کے لیے انھیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر سب مقتدی بھاگ گئے یا صرف دو رہ گئے تو جمعہ باطل ہو گیا سرے سے ظہر کی نیت باندھے اور اگر سب بھاگ گئے مگر تین مرد باقی ہیں یا سجدہ کے بعد بھاگے یا تحریمہ کے بعد بھاگ گئے تھے مگر پہلے رکوع میں آ کر شامل ہو گئے یا خطبہ کے بعد بھاگ گئے اور امام نے دوسرے تین مردوں کے ساتھ جمعہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ جائز ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: امام نے جب اَللّٰہُ اَکْبَر کہا اس وقت مقتدی باوضو تھے مگر انہوں نے نیت نہ باندھی پھر یہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے یہ چلے گئے تو ہو گیا اور اگر تحریمہ ہی کے وقت سب مقتدی بے وضو تھے پھر اور لوگ آ گئے تو امام

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٨.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٧.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٧.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في قول الخطيب... إلخ، ج٣، ص٢٧.

سرے سے تحریمہ باندھے۔[1] (خانیہ)

(۶) اذن عام

یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو، اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہوگئے دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: بادشاہ نے اپنے مکان میں جمعہ پڑھا اور دروازہ کھول دیا لوگوں کو آنے کی عام اجازت ہے تو ہو گیا لوگ آئیں یا نہ آئیں اور دروازہ بند کر کے پڑھا یا دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو جمعہ نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: عورتوں کو اگر مسجد جامع سے روکا جائے تو اذن عام کے خلاف نہ ہوگا کہ ان کے آنے میں خوفِ فتنہ ہے۔[4] (ردالمحتار)

جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا بلکہ مرد عاقل بالغ کے لیے جمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کے لیے ظہر افضل، ہاں عورت کا مکان اگر مسجد سے بالکل متصل ہے کہ گھر میں امام مسجد کی اقتدا کر سکے تو اس کے لیے بھی جمعہ افضل ہے اور نابالغ نے جمعہ پڑھا تو نفل ہے کہ اس پر نماز فرض ہی نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

(۱) شہر میں مقیم ہونا

(۲) صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔[6] (غنیہ) شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: جو شخص مریض کا تیماردار ہو، جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دِقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا تو اس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔[8] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٨.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في قول الخطيب... إلخ، ج٣، ص٢٩.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٠.

6 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص٥٤٨.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣١.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣١، وغيره.

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر جمعہ فرض نہیں اوراس کا آقا منع کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مکاتب غلام پر جمعہ واجب ہے۔ یوہیں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو باقی کے لیے سعایت کرتا ہو یعنی بقیہ آزاد ہونے کے لیے کما کر اپنے آقا کو دیتا ہو اس پر بھی جمعہ فرض ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: جس غلام کو اس کے مالک نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو یا اس کے ذمہ کوئی خاص مقدار کما کر لانا مقرر کیا ہو اس پر جمعہ واجب ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مالک اپنے غلام کو ساتھ لے کر، مسجد جامع کو گیا اور غلام کو دروازہ پر چھوڑا کہ سواری کی حفاظت کرے تو اگر جانور کی حفاظت میں خلل نہ آئے پڑھ لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مالک نے غلام کو جمعہ پڑھنے کی اجازت دے دی جب بھی واجب نہ ہوا اور بلا اجازت مالک اگر جمعہ یا عید کو گیا اگر جانتا ہے کہ مالک ناراض نہ ہوگا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: نوکر اور مزدور کو جمعہ پڑھنے سے نہیں روک سکتا، البتہ اگر مسجد جامع دور ہے تو جتنا حرج ہوا ہے اس کی مزدوری میں کم کرسکتا ہے اور مزدور اس کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

(۴) مرد ہونا

(۵) بالغ ہونا

(۶) عاقل ہونا۔ یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے۔

(۷) انکھیارا ہونا۔[7]

مسئلہ ۴۱: یک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یوہیں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت با وضو ہو

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٤.

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۳۱.

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٤.

4...... المرجع السابق.

5...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج۳، ص۳۲.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٤.

7...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج۳، ص۳۲.

اس پر جمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو خود مسجد جمعہ تک بلا تکلّف نہ جا سکتا ہو اگرچہ مسجد تک کوئی لے جانے والا ہو، اُجرتِ مثل پر لے جائے یا بلا اُجرت اس پر جمعہ فرض نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بعض نابینا بلا تکلّف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بلا پُوچھے جا سکتے ہیں ان پر جمعہ فرض ہے۔[2] (ردالمحتار)

(۸) چلنے پر قادر ہونا۔

مسئلہ ۴۳: اپاہج پر جمعہ فرض نہیں، اگرچہ کوئی ایسا ہو کہ اسے اٹھا کر مسجد میں رکھ آئے گا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہو گیا ہو، اگر مسجد تک جا سکتا ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

(۹) قید میں نہ ہونا، مگر جب کہ کسی دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے۔[5] (ردالمحتار)

(۱۰) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا، مفلس قرضدار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر فرض نہیں۔[6] (ردالمحتار)

(۱۱) مینھ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اسقدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔[7]

مسئلہ ۴۵: جمعہ کی امامت ہر مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو سکتا ہو اگرچہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام۔[8] (درمختار) یعنی جبکہ سلطان اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انہوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کر سکتا ہو، یہ نہیں کہ بطور خود جس کا جی چاہے جمعہ پڑھاوے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٢.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٢.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٢، وغيره .

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٣.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٣.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٣.

مسئلہ ۴۶: جس پر جمعہ فرض ہے اسے شہر میں جمعہ ہو جانے سے پہلے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، بلکہ امام ابن ہمام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: **حرام ہے** اور پڑھ لیا جب بھی جمعہ کے لیے جانا فرض ہے اور جمعہ ہو جانے کے بعد ظہر پڑھنے میں کراہت نہیں، بلکہ اب تو ظہر ہی پڑھنا فرض ہے، اگر جمعہ دوسری جگہ نہ مل سکے مگر جمعہ ترک کرنے کا گناہ اس کے سر رہا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: یہ شخص کہ جمعہ ہونے سے پہلے ظہر پڑھ چکا تھا نادم ہو کر گھر سے جمعہ کی نیت سے نکلا اگر اس وقت امام نماز میں ہو تو نماز ظہر جاتی رہی، جمعہ مل جائے تو پڑھ لے ورنہ ظہر کی نماز پھر پڑھے اگرچہ مسجد دور ہونے کے سبب جمعہ نہ ملا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: مسجد جامع میں یہ شخص ہے جس نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہے اور جس جگہ نماز پڑھی وہیں بیٹھا ہے تو جب تک جمعہ شروع نہ کرے ظہر باطل نہیں اور اگر بقصد جمعہ وہاں سے ہٹا تو باطل ہوگئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: یہ شخص اگر مکان سے نکلا ہی نہیں یا کسی اور ضرورت سے نکلا یا امام کے فارغ ہونے کے وقت یا فارغ ہونے کے بعد نکلا یا اس دن جمعہ پڑھا ہی نہ گیا یا لوگوں نے جمعہ پڑھنا تو شروع کیا تھا مگر کسی حادثہ کے سبب پورا نہ کیا تو ان سب صورتوں میں ظہر باطل نہیں۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: جن صورتوں میں ظہر باطل ہونا کہا گیا اس سے مراد فرض جاتا رہنا ہے کہ یہ نماز اب نفل ہوگئی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۱: جس پر جمعہ فرض تھا اس نے ظہر کی نماز میں امامت کی پھر جمعہ کو نکلا تو اس کی ظہر باطل ہے مگر مقتدیوں میں جو جمعہ کو نہ نکلا اس کے فرض باطل نہ ہوئے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: جس پر کسی عذر کے سبب جمعہ فرض نہ ہو وہ اگر ظہر پڑھ کر جمعہ کے لیے نکلا تو اس کی نماز بھی جاتی رہی، ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں۔[7] (درمختار)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج۳، ص۳۳.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۳٤.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج۳، ص۳٤.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤۹.

5...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۳٥.

6...... المرجع السابق.

7...... المرجع السابق.

مسئلہ۵۳: مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں۔ یو ہیں جنھیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں، جماعت ان کے لیے بھی ممنوع ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ۵۴: علما فرماتے ہیں جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا، انھیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ۵۵: گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵۶: معذور اگر جمعہ کے دن ظہر پڑھے تو مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پڑھے اور تاخیر نہ کی تو مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ۵۷: جس نے جمعہ کا قعدہ پالیا یا سجدۂ سہو کے بعد شریک ہوا اسے جمعہ مل گیا۔ لہٰذا اپنی دو ہی رکعتیں پوری کرے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۵۸: نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ۵۹: جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے ختم نماز تک نماز و اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے، البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یو ہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے جلد جلد پوری کرلے۔[7] (درمختار)

مسئلہ۶۰: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام و جواب سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف، ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انھیں بھی چپ رہنا واجب ہے، اگر کسی کو بری بات کرتے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٩.

6 ...... المرجع السابق. و "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص٥٥٩.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٨.
و "جدالممتار" على "ردالمحتار" كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج١، ص٣٧٨.

دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: خطبہ سننے کی حالت میں دیکھا کہ اندھا کوئیں میں گرا چاہتا ہے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے، تو زبان سے کہہ سکتے ہیں، اگر اشارہ یا دبانے سے بتا سکیں تو اس صورت میں بھی زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: خطیب نے مسلمانوں کے لیے دُعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے، کریں گے گنہگار ہوں گے۔ خطبہ میں دُرُود شریف پڑھتے وقت خطیب کا داہنے بائیں مونھ کرنا بدعت ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں دُرُود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اسوقت اجازت نہیں۔[4] یو ہیں صحابۂ کرام کے ذکر پر اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶۴: خطبۂ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے، مثلاً خطبۂ عیدین و نکاح وغیرہما۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۵: پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے، جمعہ کے لیے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶۶: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جائے۔[7] (متون) یہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام مکروہ فرماتے ہیں۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٩.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٨، و مطلب في قول الخطيب... إلخ، ص٢٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٠.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٩.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٢.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٢.

مسئلہ ۶۷: اکثر جگہ دیکھا گیا کہ اذان ثانی پست آواز سے کہتے ہیں، یہ نہ چاہیے بلکہ اسے بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے اور جس نے پہلی نہ سُنی اسے سُن کر حاضر ہو۔[1] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: خطبہ ختم ہوجائے تو فوراً اقامت کہی جائے، خطبہ واقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے، دوسرا نہ پڑھائے اور اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائے گی جبکہ وہ ماذُون [3] ہو۔ یوہیں اگر نابالغ نے بادشاہ کے حکم سے خطبہ پڑھا اور بالغ نے نماز پڑھائی جائز ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰: نماز جمعہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰىكَ پڑھے، مگر ہمیشہ انھیں کو نہ پڑھے کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی شہر سے باہر ہو گیا تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۲: حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد افضل ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۷۳: سوال کرنے والا اگر نمازیوں کے آگے سے گزرتا ہو یا گردنیں پھلانگتا ہو یا بلاضرورت مانگتا ہو تو سوال بھی ناجائز ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی ناجائز۔[8] (ردالمحتار) بلکہ مسجد میں اپنے لیے مطلقاً سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۷۴: جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف کی تلاوت افضل ہے اور زیادہ بزرگی رات میں پڑھنے کی ہے نسائی بیہقی بسند صحیح ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے، اس کے لیے دونوں

1 ...... "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٧٣. وغيره

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٣.

3 ...... یعنی جس کو اجازت دی گئی۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقي... إلخ، ج٣، ص٤٣.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: أمر الخليفة... إلخ، ج٣، ص٦٤.
و "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ج٢، ص٢٧٥.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٤.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٦.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في الصدقة على سؤال المسجد، ج٣، ص٤٧.

جُمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔'' (1)

اور دارمی کی روایت میں ہے، ''جو شب جمعہ میں سورۂ کہف پڑھے اس کے لیے وہاں سے کعبہ تک نور روشن ہوگا۔'' (2)

اور ابوبکر ابن مردویہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور بلند ہوگا جو قیامت کو اس کے لیے روشن ہوگا اور دو جُمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے ہیں بخش دیے جائیں گے۔'' (3) اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ **حم الدخان** پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔

طبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن یا رات میں **حم الدخان** پڑھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنائے گا۔'' (4) اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ ''اس کی مغفرت ہوجائے گی۔'' (5) اور ایک روایت میں ہے، ''جو کسی رات میں **حم الدخان** پڑھے، اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔'' (6) جمعہ کے دن یا رات میں جو سورۂ یٰس پڑھے، اس کی مغفرت ہوجائے۔'' (7)

فائدہ: جمعہ کے دن روحیں جمع ہوتی ہیں، لہٰذا اس میں زیارتِ قبور کرنی چاہیے اور اس روز جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔ (8) (درمختار)

عیدین کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ﴾ (9)

روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو کہ اس نے تمھیں ہدایت فرمائی۔

---

1 ...... "السنن الصغری" للبیهقي، کتاب الصلاة، باب فضل الجمعة، الحدیث: ٦٠٨، ج١، ص٢١٠.

2 ...... "سنن الدارمي"، کتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة الکهف، الحدیث: ٣٤٠٧، ج٢، ص٥٤٦.

3 ...... "الترغیب و الترهیب"، کتاب الجمعة، الترغیب في قرأة سورة الکهف... إلخ، الحدیث: ٢، ج١، ص٢٩٨.

4 ...... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ٨٠٢٦، ج٨، ص٢٦٤.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حمٓ الدخان، الحدیث: ٢٨٩٨، ج٤، ص٤٠٧.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حمٓ الدخان، الحدیث: ٢٨٩٧، ج٤، ص٤٠٦.

7 ...... "الترغیب و الترهیب"، کتاب الجمعة، الترغیب في قرأة سورة الکهف... إلخ، الحدیث: ٤، ج١، ص٢٩٨.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٩.

9 ...... پ٢، البقرة: ١٨٥.

اور فرماتا ہے:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ؕ﴾ [1]

اپنے رب (عزوجل) کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

حدیث ۱: ابن ماجہ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے، اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔'' [2]

حدیث ۲: اصبہانی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لیے جنت واجب ہے، ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں راتیں اور عیدالفطر کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات [3] یعنی شب براءت۔''

حدیث ۳: ابوداود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے (مہرگان و نیروز)، فرمایا: یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کی، جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمھیں دیے، عیدالضحیٰ وعیدالفطر کے دن۔'' [4]

حدیث ۴، ۵: ترمذی وابن ماجہ ودارمی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور عیداضحیٰ کو نہ کھاتے، جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔'' [5] اور بخاری کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ ''عیدالفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے، جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرما لیتے اور طاق ہوتیں۔'' [6]

حدیث ۶: ترمذی ودارمی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ''عید کو ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے سے واپس ہوتے۔'' [7]

---

1 ...... پ ۳۰، الکوثر: ۲.

2 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب ماجاء في الصيام، باب فيمن قام ليلتى العيدين، الحديث: ۱۷۸۲، ج۲، ص۳٦٥.

3 ...... ''الترغيب و الترهيب''، كتاب العيدين والأضحية، الترغيب في إحياء ليلتى العيدين، الحديث: ۲، ج۲، ص۹۸.

4 ...... ''سنن أبي داود''، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، الحديث: ۱۱۳٤، ج۱، ص٤۱۸.

5 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب العيدين، باب ماجاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، الحديث: ٥٤۲، ج۲، ص۷۰.

6 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب العيدين، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، الحديث: ۹٥۳، ج۱، ص۳۲۸.

7 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب العيدين، باب ماجاء في خروج النبي صلى الله عليه وسلم إلى العيد... إلخ، الحديث: ٥٤۱، ج۲، ص٦۹.

حدیث ۷: ابوداود و ابن ماجہ کی روایت انھیں سے ہے، کہ ''ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عید کی نماز پڑھی۔'' [1]

حدیث ۸: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عید کی نماز دو رکعت پڑھی، نہ اس کے قبل نماز پڑھی نہ بعد۔'' [2]

حدیث ۹: صحیح مسلم شریف میں ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: میں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ایک دو مرتبہ نہیں (بلکہ بارہا)، نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ [3]

مسائلِ فقهيّه

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو بُرا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دوبار اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ ط۔ [4] (عالمگیری، درمختار وغیرہما) بلاوجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ [5] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱: گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ [6] (درمختار)

روزِعید کے مستحبات

مسئلہ ۲: عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

(۱) حجامت بنوانا۔

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، الحديث: ١١٦٠، ج١، ص٤٢٥.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب العيدين، باب الخطبة بعد العيد، الحديث: ٩٦٤، ج١، ص٣٣١.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة العيدين، باب كتاب صلاة العيدين، الحديث: ٨٨٧، ص٤٣٩.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج١، ص١٥٠.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥١، وغيرهما.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ص١١٩.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥٢.

(۲) ناخن ترشوانا۔

(۳) غسل کرنا۔

(۴) مسواک کرنا۔[1]

(۵) اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا۔

(۶) انگوٹھی پہننا۔[2]

(۷) خوشبو لگانا۔

(۸) صبح کی نماز مسجد محلّہ میں پڑھنا۔

(۹) عیدگاہ جلد چلا جانا۔

(۱۰) نماز سے پہلے صدقۂ فطرادا کرنا۔

(۱۱) عیدگاہ کو پیدل جانا۔

(۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(۱۳) نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھالینا۔ تین، پانچ، سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب[3] کیا جائے گا۔[4] (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۳: سواری پر جانے میں بھی حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لیے پیدل جانا افضل ہے اور

1...... یہ اس کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے کہ وضو میں سنت مؤکدہ ہے اور عید کی اس میں خصوصیت نہیں، بلکہ وہ تو ہر وضو کے لئے ہے۔ (ردالمحتار) ۱۲ منہ حفظہ ربہ

2...... اس کی تفصیلی معلومات کیلئے بہارِ شریعت حصہ ۱۶ میں **''انگوٹھی اور زیور کا بیان''** ملاحظہ فرمائیں۔
امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ **''نماز کے اَحکام''** میں فرماتے ہیں: جب کبھی انگوٹھی پہنئے تو اِس بات کا خاص خیال رکھئے کہ صِرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وَزن چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہنئے۔ ایک سے زیادہ نہ پہنئے اور اُس ایک انگوٹھی میں بھی نگینہ ایک ہی ہو، ایک سے زیادہ نگینے نہ ہوں، بغیر نگینے کی بھی مت پہنئے۔ نگینے کے وَزن کی کوئی قید نہیں، چاندی کا چھلّہ یا چاندی کے بیان کردہ وَزن وغیرہ کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلّہ مرد نہیں پہن سکتا۔ (''نماز کے اَحکام''، ص۴۴۴۔۴۴۵)

3...... یعنی سرزنش۔

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱٤۹.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص٥٤، وغيرهما.

واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔[1] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴: عیدگاہ کو نماز کے لیے جانا سنت ہے اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو اور عیدگاہ میں منبر بنانے یا منبر لے جانے میں حرج نہیں۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵: (۱۴) خوشی ظاہر کرنا

(۱۵) کثرت سے صدقہ دینا

(۱۶) عیدگاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے جانا

(۱۷) آپس میں مبارک دینا مستحب ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عیدگاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں، یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے پہلے اگرچہ عیدگاہ میں انھیں منع نہ کیا جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے، مگر عیدالفطر میں دیر کرنا اور عیداضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہو گیا ہو تو نماز جاتی رہی۔[5] (درمختار وغیرہ) زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے، جس کا بیان باب الاوقات میں گزرا۔

نماز عید کا طریقہ

نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عیدالفطر یا عیداضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ص١١٩.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج١، ص١٤٩.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥٥. وغيره

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥٦.

4 ...... المرجع السابق، ص٥٧ ـ ٦٠.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٦٠، وغيره.

چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہوگیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں، تین پہلی میں قراءت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قراءت کے بعد، اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوؤں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھے یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ھَلْ اَتٰکَ۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۸: امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۹: پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے، اگرچہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھا لیا تو باقی ساقط ہوگئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا، اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے، فبہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارہ میں مذکور ہوئی۔[3] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۶۱، وغیرہ .

[2] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفۃ... إلخ، ج۳، ص۶۳ .

[3] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر في صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۵۱ .
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۶۴ ـ ۶۶، وغیرھما .

مسئلہ ۱۰: جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا پھر سو گیا یا اس کا وضو جاتا رہا، اب جو پڑھے تو تکبیریں اتنی کہے جتنی امام نے کہیں، اگرچہ اس کے مذہب میں اتنی نہ تھیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے نہ رکوع میں تکبیر کہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو قراءت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔[3] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: امام نے تکبیراتِ زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خطبۂ جمعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو وہاں مکروہ یہاں بھی مکروہ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے پیشتر خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے پیشتر نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور جمعہ میں نہیں۔[5] (عالمگیری درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام کی تعلیم کرے، وہ پانچ باتیں ہیں:

(۱) کس پر واجب ہے؟ (۲) اور کس کے لیے؟ (۳) اور کب؟ (۴) اور کتنا؟ (۵) اور کس چیز سے؟۔

بلکہ مناسب یہ ہے کہ عید سے پہلے جو جمعہ پڑھے اس میں بھی یہ احکام بتا دیے جائیں کہ پیشتر سے لوگ واقف ہو جائیں اور عید اضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق کی تعلیم کی جائے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العیدین، ج۱، ص۱۵۱.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: أمر الخلیفة... إلخ، ج۳، ص۶۵.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العیدین، ج۱، ص۱۵۱.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۵۰، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج۳، ص۶۷، وغیرهما.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج۳، ص۶۷.

مسئلہ ۱۷: کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہوسکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہوسکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عیدالفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہوسکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور بلا عذر عیدالفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۸: عیداضحیٰ تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عیداضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، بارہویں کے بعد پھر نہیں ہوسکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو لوگوں کا کسی جگہ جمع ہو کر حاجیوں کی طرح وقوف کرنا اور ذکر ودُعا میں مشغول رہنا صحیح یہ ہے کہ کچھ مضایقہ نہیں جبکہ لازم وواجب نہ جانے اور اگر کسی دوسری غرض سے جمع ہوئے، مثلاً نماز استسقا پڑھنی ہے، جب تو بلا اختلاف جائز ہے اصلاً حرج نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۱: بعد نمازِ عید مصافحہ[5] ومعانقہ کرنا[6] جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہارِ مسرّت ہے۔[7] (وشاح الجید)

مسئلہ ۲۲: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج١، ص١٥١،١٥٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٦٨، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج١، ص١٥٢، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين مطلب في إزالة الشعر... إلخ، ج٣، ص٧٧.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٧٠، وغيره.

5 ...... یعنی ہاتھ ملانا۔ 6 ...... یعنی گلے ملنا۔

7 ...... انظر: "الفتاوى الرضوية"، ج٨، ص٦٠١.

گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط [1] (تنویرالابصار وغیرہ)

مسئلہ۲۳: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے، اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲۴: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا اور اگر اس کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ۲۵: نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲۶: غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی، ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ یوہیں جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت جماعتِ مستحبہ نہیں۔[5] (درمختار، جوہرہ وغیرہما)

مسئلہ۲۷: نفل وسنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔[6] (درمختار)

مسئلہ۲۸: مسبوق ولاحق پر تکبیر واجب ہے، مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص ٧١، ٧٤، وغيره .
2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: المختار أن الذبيح إسماعيل، ج٣، ص٧٣.
3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٧٤.
4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: المختار أن الذبيح إسماعيل، ج٣، ص٧٤.
5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٧٤.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ص١٢٢، وغيرهما .
6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: المختار أن الذبيح إسماعيل، ج٣، ص٧٣.
7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: كلمة لابأس قدتستعمل في المندوب، ج٣، ص٧٦.

مسئلہ۲۹: اور دِنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یوہیں ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یوہیں سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں، ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھیں دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۳۰: منفرد[2] پر تکبیر واجب نہیں۔[3] (جوہرہ نیرہ) مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین[4] کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ۳۱: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی یا عورت ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳۲: ان تاریخوں میں اگر عام لوگ بازاروں میں باعلان تکبیریں کہیں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔[6] (درمختار)

گھن کی نماز کا بیان

حدیث۱: صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کریم میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا، مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا: کہ ''اللہ عزوجل کسی کی موت و حیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا، ولیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دُعا و استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔''[7]

حدیث۲: نیز انھیں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں پھر پیچھے ہٹتے دیکھا، فرمایا: ''میں نے جنت کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے اور دوزخ کو دیکھا اور آج کے مثل کوئی خوفناک منظر

1...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج۳، ص۷٤.

2...... یعنی تنہا نماز پڑھنے والے۔

3...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاة، باب صلاة العیدین، ص۱۲۲.

4...... فقۂ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: کلمة لابأس قدتستعمل في المندوب، ج۳، ص۷٦.

6...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب العیدین، ج۳، ص۷٥.

7...... "صحیح البخاري"، کتاب الکسوف، باب الذکر في الکسوف، الحدیث: ۱۰۵۹، ج۱، ص۳٦۳.

کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی عورتیں ہیں، عرض کی، کیوں یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: کہ کفر کرتی ہیں، عرض کی گئی، اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: ''شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اوراحسان کا کفران کرتی ہیں، اگرتُو اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر کوئی بات بھی (خلاف مزاج) دیکھے، کہے گی، میں نے کبھی کوئی بھلائی تم سے دیکھی ہی نہیں۔'' [1]

حدیث ۳: صحیح بخاری شریف میں حضرت اسما بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتی ہیں: ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آفتاب گہنے میں غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔'' [2]

حدیث ۴: سُنن اربعہ میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے گہن کی نماز پڑھائی اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آواز نہیں سنتے تھے۔'' [3] یعنی قراءت آہستہ کی۔

مسائل فقهيّه

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہوسکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی کرسکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں یا مسجد میں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو، گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہوگیا مگر ابھی باقی ہے اس وقت بھی شروع کرسکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اس پر ابر آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔ [5] (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ ۲: ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں، بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دُعا ختم کردیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔ [6] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں نہ اس میں اذان

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الكسوف، باب صلاة الكسوف جماعة، الحديث: ١٠٥٢، ج١، ص٣٦٠.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الكسوف، باب من أحب العتاقة في كسوف الشمس، الحديث: ١٠٥٤، ج١، ص٣٦٢.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء في صلاة الكسوف، الحديث: ١٢٦٤، ج٢، ص٩٣.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج٣، ص٧٧ ـ ٨٠.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف، ص١٢٤.

6 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج٣، ص٧٨.

ہے، نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قراءت اور نماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں، خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۴: اگر لوگ جمع نہ ہوئے تو ان لفظوں سے پکاریں، اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔[2] (درمختار)

مسئلہ۵: افضل یہ ہے کہ عیدگاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے اور اگر دوسری جگہ قائم کریں جب بھی حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۶: اگر یاد ہو تو سورۂ بقرہ اور آل عمران کی مثل بڑی بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع و سجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز دُعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آفتاب کھل جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں اور دُعا میں طول، خواہ امام قبلہ رُو دُعا کرے یا مقتدیوں کی طرف مونھ کر کے کھڑا ہو اور یہ بہتر ہے اور سب مقتدی آمین کہیں، اگر دُعا کے وقت عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے، دُعا کے لیے منبر پر نہ جائے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۷: سورج گہن اور جنازہ کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ۸: چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں، امام موجود ہو یا نہ ہو بہر حال تنہا تنہا پڑھیں۔[6] (درمختار وغیرہ) امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت کر سکتے ہیں۔

مسئلہ۹: تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینھ برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج۳، ص۷۸.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج۳، ص۷۹.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في صلاة الكسوف، ج۱، ص۱۵۳.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج۳، ص۷۹.وغيره

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف، ص۱۲٤.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في صلاة الكسوف، ج۱، ص۱۵۳.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج۳، ص۸۰، وغيره .

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن عشر في صلاة الكسوف، ج۱، ص۱۵۳.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الكسوف، ج۳، ص۸۰، وغيرهما .

چند حدیثیں جن میں آندھی وغیرہ کا ذکر ہے، اس موقع پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان پر عمل کریں (وباللہ التوفیق)۔

حدیث ۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں مروی، فرماتی ہیں: جب تیز ہوا چلتی تو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ خَیۡرَھَا وَخَیۡرَمَا فِیۡھَا وَخَیۡرَمَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ وَاَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیۡھَا وَشَرِّمَا اُرۡسِلَتۡ بِہٖ . (1)

حدیث ۲: امام شافعی و ابوداود و ابن ماجہ و بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''ہَوا اللہ تعالٰی کی رحمت سے ہے، رحمت و عذاب لاتی ہے، اسے بُرا نہ کہو اور اللہ (عزوجل) سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔'' (2)

حدیث ۳: ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔ فرمایا: ''ہوا پر لعنت نہ بھیجو کہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی شے پر لعنت بھیجے اور وہ لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے۔'' (3)

حدیث ۴: ابوداود و نسائی و ابن ماجہ و امام شافعی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: جب آسمان پر ابر آتا تو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کلام ترک فرما دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّ مَا فِیۡہِ . (4)

اگر کھل جاتا حمد کرتے اور برستا تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ سَقۡیاً نَّافِعًا ؕ (5)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح... إلخ، الحديث: ١٥ـ(٨٩٩)، ص٤٤٦.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اس کے خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کے خیر کا جو اس میں ہے اور اس کے خیر کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی۔۱۲

2 ...... "مسند" الإمام الشافعي، كتاب العيدين، ص٨١.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، الحديث: ١٩٨٥، ج٣، ص٣٩٤.

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے۔۱۲

5 ...... "مسند" الإمام الشافعي، كتاب العيدين، ص٨١.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ایسا پانی برسا جو نفع پہنچائے۔۱۲

حدیث ۵: امام احمد و ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ کہتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ . [1]

حدیث ۶: امام مالک نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی آوز سنتے تو کلام ترک فرما دیتے اور کہتے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ [2] **اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط** [3]

حدیث ۷: فرماتے ہیں: ''جب بادل کی گرج سُنو تو اللہ (عزوجل) کی تسبیح کرو، تکبیر نہ کہو۔'' [4]

نماز استسقا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ **وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۝ؕ** ﴾ [5]

تمھیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمھارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

یہ قحط بھی ہمارے ہی معاصی کے سبب ہے، لہٰذا ایسی حالت میں کثرتِ استغفار کی بہت ضرورت ہے اور یہ بھی اس کا فضل ہے کہ بہت سے معاف فرما دیتا ہے، ورنہ اگر سب باتوں پر مؤاخذہ کرے تو کہاں ٹھکانہ۔

فرماتا ہے:

﴿ **لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ** ﴾ [6]

اگر لوگوں کو ان کے فعلوں پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا سمع الرعد، الحديث: ٣٤٦١، ج٥، ص٢٨٠.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اپنے غضب سے تو ہم کو قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کر اور اس سے قبل ہم کو عافیت میں رکھ۔۱۲

2 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الكلام، باب القول إذا سمعت الرعد، الحديث: ١٩٢٠، ج٢، ص٤٧٠.

3 ...... ترجمہ: پاک ہے وہ کہ حمد کے ساتھ رعد اس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر قادر ہے۔۱۲

4 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب ماجاء في المطر، ص٢٠.

5 ...... پ٢٥، الشوریٰ: ٣٠.

6 ...... پ٢٢، فاطر: ٤٥.

اور فرماتا ہے:

﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ ﴾ (1)

اپنے رب (عزوجل) سے استغفار کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، مُوسلا دھار پانی تم پر بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں باغ دے گا اور تمھیں نہریں دے گا۔

حدیث ۱: ابن ماجہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں، وہ قحط اور شدت موت میں اور ظلم بادشاہ میں گرفتار ہوتے ہیں، اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔'' (2)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''قحط اسی کا نام نہیں کہ بارش نہ ہو، بڑا قحط تو یہ ہے کہ بارش ہو اور زمین کچھ نہ اُگائے۔'' (3)

حدیث ۳: صحیحین میں ہے، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی دُعا میں اس قدر ہاتھ نہ اٹھاتے جتنا استسقا میں اٹھاتے، یہاں تک بلند فرماتے کہ بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی۔'' (4)

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں انھیں سے مروی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بارش کے لیے دُعا کی اور پشتِ دست سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔'' (5) (یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو)۔

حدیث ۵: سُنن اربعہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہن کر استسقا کے لیے تشریف لے گئے تواضع و خشوع و تضرع کے ساتھ۔'' (6)

---

1 ...... پ۲۹، نوح: ۱۰ ـ ۱۲.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب العقوبات، الحديث: ۴۰۱۹، ج۴، ص۳۶۷.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في سكنى المدينة... إلخ، الحديث: ۲۹۰۴، ص۱۵۵۳.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الإستسقاء، الحديث: ۱۰۳۱، ج۱، ص۳۵۲.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، الحديث: ۸۹۶، ص۴۴۴.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، الحديث: ۵۵۸، ج۲، ص۸۰.

و "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلاة... إلخ، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، الحديث: ۱۲۶۶، ج۲، ص۹۴.

حدیث ۶: ابوداود نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے منبر کے لیے حکم فرمایا، عیدگاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اس روز سب لوگ چلیں، جب آفتاب کا کنارہ چمکا، اس وقت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے، تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجالائے، پھر فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ مینھا اپنے وقت سے مؤخر ہوگیا اور اللہ عزوجل نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ تمھاری دُعا قبول فرمائے گا۔'' اس کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَّ بَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ٥ [1]

پھر ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہوئی پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور ردائے مبارک لوٹ دی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اوتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالٰی نے اسی وقت ابر پیدا کیا، وہ گرجا اور چمکا اور برسا۔ اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ابھی مسجد کو تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔ [2]

حدیث ۷: امام مالک و ابوداود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) استسقا کی دُعا میں یہ کہتے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَ بَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ . [3]

حدیث ۸: سنن ابوداود میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دُعا کی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مَّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ . [4]

---

1 ...... ترجمہ: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا رحمٰن و رحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یا اللہ (عزوجل)! تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر مینھا اوتار اور جو کچھ تو اوتارے، اوسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کردے۔۱۲

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ١١٧٣، ج١، ص٤٣١.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ١١٧٦، ج١، ص٤٣٢.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے شہر مردہ کو زندہ کر۔۱۲

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہم کو سیراب کر پوری بارش سے، جو خوشگوار تازگی لانے والی ہو، نافع ہو، ضرر نہ کرے، جلد ہو، دیر میں نہ ہو۔۱۲

حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے یہ دُعا پڑھی تھی کہ آسمان گِھر آیا۔ [1]

حدیث ۹: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تو امیر المومنین فاروقِ اعظم حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے توسّل سے طلبِ باراں کرتے، عرض کرتے، اے اللہ (عزوجل)! تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا، اب ہم تیری طرف نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عم مکرم کو وسیلہ کرتے ہیں تو بارش بھیج۔ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: جب یوں کرتے تو بارش ہوتی [2] یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) آگے ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پیچھے صفیں باندھ کر دُعا کرتے۔ اب کہ یہ میسّر نہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے چچا کو آگے کر کے دُعا کرتے ہیں یہ بھی توسّل حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے ہے صورۃً میسر نہیں تو معنیً۔

مسائلِ فقہیّہ

استسقا دُعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقا کی نماز جماعت سے جائز ہے، مگر جماعت اس کے لیے سنت نہیں، چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں طرح اختیار ہے۔ [3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ا: استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل و خشوع و خضوع و تواضع کے ساتھ سَر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفّار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے، کمزوروں، بُوڑھوں، بُڑھیوں بچوں کے توسّل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں۔ کہ صحیح بخاری شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمھیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔'' [4] اور ایک روایت میں ہے، ''اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدّت سے عذاب کی بارش ہوتی۔'' [5] اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے

---

1 ...... ''سنن أبي داود''، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ١١٦٩، ج١، ص٤٣٠.

2 ...... ''صحيح البخاري''، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، الحديث: ١٠١٠، ج١، ص٣٤٦.

3 ...... ''الدرالمختار''، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج٣، ص٨١ ـ ٨٣.

4 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفاء... إلخ، الحديث: ٢٨٩٦، ج٢، ص٢٨٠.

5 ...... ''السنن الكبرى''، كتاب صلاة الاستسقاء، باب استحباب الخروج بالضعفاء... إلخ، الحديث: ٦٣٩٠، ج٣، ص٤٨١.

تمام اسباب مہیّا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں ھَلْ اَتٰکَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہوکر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو مونھ کر کے دُعا کرے۔ بہتر وہ دُعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست جانب آسمان[1] رکھے۔[2] (عالمگیری، غنیہ، درمختار، جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۲: اگر جانے سے پیشتر بارش ہوگئی، جب بھی جائیں اور شکر الٰہی بجالائیں اور مینھ کے وقت حدیث میں جو دُعا ارشاد ہوئی پڑھے اور بادل گرجے تو اس کی دُعا پڑھے اور بارش میں کچھ دیر ٹھہرے کہ بدن پر پانی پہنچے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: کثرت سے بارش ہو کہ نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دُعا کر سکتے ہیں اور اس کی دُعا حدیث میں یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ .[4]

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

---

1 ...... یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع عشر في الاستسقاء، ج۱، ص۱۵۳ ـ ۱۵۴.
و "غنية المتملي"، صلاة الاستسقاء، ۴۲۷ ـ ۴۳۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج۳، ص۸۳ ـ ۸۵.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الاستسقاء، ص۱۲۴ ـ ۱۲۵.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج۳، ص۸۵.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء في المساجد الجامع، الحديث: ۱۰۱۳، ج۱، ص۳۴۷.
و "صحيح مسلم"، كتاب صلاة الاستسقاء، الحديث:۸ـ(۸۹۷)،۹ـ(۸۹۷)، ص۴۴۴،۴۴۵.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے آس پاس برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔ اے اللہ (عزوجل)! بارش کر ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جہاں درخت اوگتے ہیں۔۱۲

نمازِ خوف کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل یا سواری پر نماز پڑھو پھر جب خوف جاتا رہے تو اللہ (عزوجل) کو اس طرح یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا وہ کہ تم نہیں جانتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۟ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ ﴾ [2]

اور جب تم ان میں ہو اور نماز قائم کرو تو ان میں کا ایک گروہ تمھارے ساتھ کھڑا ہو اور انھیں چاہیے کہ اپنے ہتھیار لیے ہوں پھر جب ایک رکعت کا سجدہ کرلیں تو وہ تمھارے پیچھے ہوں اور اب دوسرا گروہ آئے، جس نے تمھارے ساتھ نہ پڑھی تھی، وہ تمھارے ساتھ پڑھے اور اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں، کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ، تو ایک ساتھ تم پر جھک پڑیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر تمھیں مینھ سے تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو، مگر پناہ کی چیز لیے رہو، بیشک اللہ (عزوجل) نے کافروں کے لیے ذلّت کا عذاب طیار کر رکھا ہے، پھر جب نماز پوری کر چکو تو اللہ (عزوجل) کو یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے، پھر جب اطمینان سے ہو جاؤ تو نماز حسب دستور قائم کرو، بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

حدیث ۱: ترمذی و نسائی میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عسفان وضجنان

---

1. ...... پ۲، البقرۃ: ۲۳۹.
2. ...... پ۵، النسآء: ۱۰۲ ۔ ۱۰۳.

کے درمیان اترے، مشرکین نے کہا ان کے لیے ایک نماز ہے جو باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے اور وہ نماز عصر ہے، لہٰذا سب کام ٹھیک رکھو، جب نماز کو کھڑے ہوں ایک دم حملہ کرو، جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اپنے اصحاب کے دو حصے کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے سپر اور اسلحہ لیے کھڑا رہے تو ان کی ایک ایک رکعت ہوگی (یعنی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ساتھ) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی دو رکعتیں۔[1]

حدیث ۲: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب ذات الرقاع میں پہنچے، ایک سایہ دار درخت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے لیے چھوڑ دیا، اس پر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنی تلوار لٹکا دی تھی، ایک مشرک آیا اور تلوار لے لی اور کھینچ کر کہنے لگا، آپ مجھ سے ڈرتے ہیں فرمایا: ''نہ''، اس نے کہا تو آپ کو کون مجھ سے بچائے گا، فرمایا: ''اللہ (عزوجل)''، صحابۂ کرام نے جب دیکھا تو اسے ڈرایا، اس نے میان میں تلوار رکھ کر لٹکا دی، اس کے بعد اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ پیچھے ہٹا اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی چار ہوئیں اور لوگوں کی دو دو یعنی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ساتھ۔[2]

مسائلِ فقہیّہ

نمازِ خوف جائز ہے، جبکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نمازِ خوف پڑھی، بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یوہیں اگر دشمن دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہو جائے گی۔

نمازِ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو حملہ کر دیں گے، ایسے وقت امام جماعت کے دو حصے کرے، اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے تو اسے دشمن کے مقابل کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے، پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے، جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اوٹھائے تو یہ

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، الحديث: ٣٠٤٦، ج٥، ص٢٧.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب صلاة الخوف، الحديث: ٨٤٣، ص٤٢٠.

لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کرکے جائیں اور وہ لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قراءت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کرلے اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کرچکا ہے، فبہا، ورنہ اب پوری کرے، خواہ وہیں یا یہاں آکر اور یہ لوگ قراءت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو، جیسے فجر وعید و جمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہوگئیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک پڑھے، اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھی اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہی۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱: یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر یا امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قراءت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین پڑھے، پہلی میں فاتحہ و سورت پڑھے اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم ہیں بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے، سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارہ سے، جس طرف بھی مونھ کرسکیں اسی طرف نماز پڑھیں، سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے، ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتدا کرسکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اور اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔[4] (جوہرہ، درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج۳، ص۸٦ ـ ۸۸.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العشرون في صلاة الخوف، ج۱، ص۱٥٤ـ۱٥٥، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العشرون في صلاة الخوف، ج۱، ص۱٥٥، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج۳، ص۸۷.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ص۱۳۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج۳، ص۸۸.

مسئلہ۴: نمازِخوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے، اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا، اگر دشمن نے اسے دوڑایا یا اس نے دشمن کو بھگایا تو نماز جاتی رہی، البتہ پہلی صورت میں اگر سواری پر ہو تو معاف ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۵: سواری پر نہیں تھا اثنائے نماز میں سوار ہو گیا نماز جاتی رہی، خواہ کسی غرض سے سوار ہوا ہو اور لڑنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے، مگر ایک تیر پھینکنے کی اجازت ہے۔[2] (درمختار) یوہیں آج کل بندوق کا ایک فیر کرنے کی اجازت ہے۔

مسئلہ۶: دریا میں تیرنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضا کو حرکت دیے رہ سکے تو اشارہ سے نماز پڑھے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ۷: جنگ میں مشغول ہے، مثلاً تلوار چلا رہا ہے اور وقت نماز ختم ہونا چاہتا ہے تو نماز کو مؤخر کرے، لڑائی سے فارغ ہو کر نماز پڑھے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: باغیوں اور اس شخص کے لیے جس کا سفر کسی معصیت کے لیے ہو صلاۃ الخوف جائز نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ۹: نمازِخوف ہو رہی تھی، اثنائے نماز میں خوف جاتا رہا یعنی دشمن چلے گئے تو جو باقی ہے وہ امن کی سی پڑھیں، اب خوف کی پڑھنا جائز نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: دشمنوں کے چلے جانے کے بعد کسی نے قبلہ سے سینہ پھیرا، نماز جاتی رہی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: نمازِخوف میں ہتھیار لیے رہنا مستحب ہے اور خوف کا اثر صرف اتنا ہے کہ ضرورت کے لیے چلنا جائز ہے، باقی محض خوف سے نماز میں قصر نہ ہوگا۔[8] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۱۲: نمازِخوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے۔ یوہیں درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج٣، ص٨٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج٣، ص٨٨.

3 ...... المرجع السابق، ص٨٩.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج٣، ص٨٩.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج٣، ص٨٩.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العشرون في صلاة الخوف، ج١، ص١٥٦.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العشرون في صلاة الخوف، ج١، ص١٥٦.

8 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج٣، ص٨٨.

9 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الخوف، ج٣، ص٨٦.

﷽...... کتاب الجنائز ......﷽

بیماری کا بیان

بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں، اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقۃً راحت وآرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے، حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے۔ بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔

ع انچہ از دوست میر سد نیکوست [1]

مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ صبر واستقلال سے کام لیں اور جزع وفزع کر کے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں معاذ اللہ۔ اللہ عزوجل کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں، یہ تو بالکل ہی خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃَ کے مصداق [2] بن جاتے ہیں، اب ہم اس کے بعض فوائد جو احادیث میں وارد ہیں بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کے ارشادات بگوش دل سنیں اور ان پر عمل کریں، اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے۔

حدیث ۱، ۲: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ وابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مسلمان کو جو تکلیف وہم وحزن واذیت وغم پہنچے، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے چُبھے، اللہ تعالٰی ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' [3]

حدیث ۳: صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے سوا کچھ اور، اللہ تعالٰی اس کے سیّآت کو گرا دیتا ہے، جیسے درخت سے پتے

---

1 ...... یعنی وہ چیز جو دوست کی طرف سے پہنچتی ہے، اچھی ہوتی ہے۔

2 ...... یعنی دنیا وآخرت میں نقصان اٹھانے والوں کی طرح۔

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضى، باب ماجاء في كفارة المرض... إلخ، الحديث ٥٦٤١، ج٤، ص٣.

جھڑتے ہیں۔'' (1)

حدیث ۴و۵: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا: ''تجھے کیا ہوا ہے جو کانپ رہی ہے؟ عرض کی، بخار ہے، خدا اس میں برکت نہ کرے، فرمایا: ''بخار کو برا نہ کہہ کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے مَیل کو۔'' (2) اسی کے مثل سنن ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۶: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جب اپنے بندہ کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے، تو آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔'' (3)

حدیث ۷: ترمذی شریف میں ہے، امیہ نے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ان دو آیتوں کا مطلب دریافت کیا:

﴿ اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ یُحَاسِبۡکُمۡ بِهِ اللّٰهُ ؕ ﴾ (4)

جو تمھارے نفس میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اور

﴿ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ ۙ ﴾ (5)

جو کسی قسم کی برائی کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

(کہ جب ہر برائی کی جزا ہے اور جو خطرہ دل میں گزرے اس کا بھی حساب ہے تو بڑی مشکل ہے کہ اس سے کون بچے گا۔)

صدیقہ نے فرمایا: جب سے میں نے اس کا سوال حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کیا کسی نے بھی مجھ سے نہ پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اس سے مراد عتاب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر کرتا ہے کہ اسے بخار اور تکلیف پہنچتا ہے، یہاں تک کہ مال جو کُرتے کی آستین میں ہو اور گم جائے اور اس کی وجہ سے گھبرا جائے، ان اُمور کی وجہ سے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بھٹی سے سرخ سونا نکلتا ہے۔'' (6) (یعنی گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا بھٹی سے سونا مَیل

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضى، باب وضع اليد على المريض، الحديث: ٥٦٦٠، ج٤، ص٩.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض... إلخ، الحديث: ٢٥٧٥، ص١٣٩٢.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضى، باب فضل من ذهب بصره، الحديث: ٥٦٥٣، ج٤، ص٦.

4 ...... پ٣، البقرة: ٢٨٤.

5 ...... پ٥، النسآء: ١٢٣.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحديث: ٣٠٠٢، ج٤، ص٤٦٥.

سے پاک ہوکر نکلتا ہے)۔

حدیث ۸: ترمذی میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''بندہ کو کوئی تکلیف کم وبیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے'' اور یہ آیۃ پڑھی:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾ (1)

جو تمھیں مصیبت پہنچی، وہ اس کا بدلہ ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کیا اور بہت سی معاف فرمادیتا ہے۔

حدیث ۹و۱۰: شرح سنت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''بندہ جب عبادت کے اچھے طریقہ پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اس پر مؤکل ہے، اس سے فرمایا جاتا ہے: اس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا، یہاں تک کہ میں اسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلالوں (2) یعنی موت دوں۔'' اور انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب مسلمان کسی بلائے بدن میں مبتلا ہوتا ہے، فرشتہ کو حکم ہوتا ہے، لکھ جو نیک کام پہلے کیا کرتا تھا، تو اگر شفا دیتا ہے تو دھو دیتا اور پاک کر دیتا ہے اور موت دیتا ہے تو بخش دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔'' (3)

حدیث ۱۱: ترمذی بافادۂ تصحیح وتحسین وابن ماجہ ودارمی سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے سوال ہوا، کس پر بلا زیادہ سخت ہوتی ہے؟ فرمایا: ''انبیا پر پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں آدمی میں جتنا دِین ہوتا ہے اسی کے اندازہ سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر دِین میں قوی ہے بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور دِین میں ضعیف ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے تو ہمیشہ بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ رہا۔'' (4)

حدیث ۱۲: ترمذی وابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جتنی بلا زیادہ اتنا ہی ثواب زیادہ اور اللہ عزوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اسے بلا میں ڈالتا ہے، جو راضی ہوا اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لیے ناخوشی۔'' (5) اور دوسری روایت ترمذی کی انھیں سے یوں ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جب

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الشورى... إلخ، الحديث: ٣٢٦٣، ج٥، ص١٦٩.
پ٢٥، الشورى: ٣٠.

2 ...... "شرح السنة"، كتاب الجنائز، باب المريض يكتب له مثل عمله، الحديث: ١٤٢٣، ج٣، ص١٨٦.

3 ...... "شرح السنة"، كتاب الجنائز، باب المريض يكتب له مثل عمله، الحديث: ١٤٢٤، ج٣، ص١٨٧.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، الحديث: ٢٤٠٦، ج٤، ص١٧٩.
و "سنن الدرامي"، كتاب الرقائق، باب في أشد الناس بلاء، الحديث: ٢٧٨٣، ج٢، ص٤١٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ٢٤٠٤، ج٤، ص١٧٨.

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں سزا دیدیتا ہے اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا اور قیامت کے دن اسے پورا بدلہ دے گا۔'' (1)

حدیث ۱۳: امام مالک و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مسلمان مرد و عورت کے جان و مال و اولاد میں ہمیشہ بلا رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر خطا کچھ نہیں۔'' (2)

حدیث ۱۴: احمد و ابوداود بروایت محمد بن خالد عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بندہ کے لیے علم الٰہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کا ابتلا فرماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے علم الٰہی میں ہے۔'' (3)

حدیث ۱۵: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب قیامت کے دن اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے، کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔'' (4)

حدیث ۱۶: ابوداود و عامر الرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا: کہ ''مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے، اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت اور منافق جب بیمار ہوا پھر اچھا ہوا، اوس کی مثال اونٹ کی ہے کہ مالک نے اسے باندھا پھر کھول دیا تو نہ اسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا، نہ یہ کہ کیوں کھولا؟ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بیماری کیا چیز ہے، میں تو کبھی بیمار نہ ہوا؟ فرمایا: ہمارے پاس سے اٹھ جا کہ تو ہم میں سے نہیں۔'' (5)

حدیث ۱۷: امام احمد شداد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جب میں اپنے مومن بندہ کو بلا میں ڈالوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد کرے، تو وہ اپنی خواب گاہ سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے اس دن کہ اپنی ماں سے پیدا ہوا'' اور رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے اپنے بندہ کو مقید اور مبتلا کیا، اس کے لیے عمل ویسا ہی جاری رکھو جیسا صحت میں تھا۔'' (6)

---

(1) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ٢٤٠٤، ج٤، ص١٧٨.

(2) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ٢٤٠٧، ج٤، ص١٧٩.

(3) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ٣٠٩٠، ج٣، ص٢٤٦.
و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل، الحديث: ٢٢٤٠١، ج٨، ص٣١٤.

(4) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، ٥٩ـباب، الحديث: ٢٤١٠، ج٤، ص١٨٠.

(5) ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ٣٠٨٩، ج٣، ص٢٤٥.

(6) ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن أوس، الحديث: ١٧١١٨، ج٦، ص٧٧.

مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

عیادت کے فضائل

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابوداود و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں:

(۱) سلام کا جواب دینا

(۲) مریض کے پوچھنے کو جانا

(۳) جنازے کے ساتھ جانا

(۴) دعوت قبول کرنا

(۵) چھینکنے والے کا جواب دینا۔[1] (جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے)

حدیث ۲: صحیحین میں ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہمیں سات باتوں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا، (یہ پانچ باتیں ذکر کرکے فرمایا)، (۶) قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا، (۷) مظلوم کی مدد کرنا۔[2]

حدیث ۳: بخاری و مسلم ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چننے میں رہا۔''[3]

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل روزِ قیامت فرمائے گا: ''اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تُو نے میری عیادت نہ کی، عرض کرے گا، تیری عیادت کیسے کرتا تُو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہوسکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تُو نے عیادت نہ کی، کیا تُو نہیں جانتا کہ اگر اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اور فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تُو نے نہ دیا عرض کرے گا تجھے کس طرح کھانا دیتا تُو تو رب العالمین ہے فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تُو نے دیا ہوتا تو اس کو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا، فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تُو نے نہ دیا،

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، الحديث: ١٢٤٠، ج١، ص٤٢١.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب اللباس، باب خواتيم الذهب، الحديث: ٥٨٦٣، ج٤، ص٦٧.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب فضل عيادة المريض، الحديث: ٤١-(٢٥٦٨)، ص١٣٨٩.

عرض کرے گا، تجھے کیسے پانی دیتا تُو تو رب العالمین ہے فرمائے گا: ''میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تُو نے اسے نہ پلایا، اگر پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا۔'' [1]

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کوتشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کوتشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

لَا بَأْسَ طُھُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی .

''یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ان شاءاللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔''

اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا:

لَا بَأْسَ طُھُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی . [2]

حدیث ٦: ابوداود و ترمذی امیر المومنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستّر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستّر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔'' [3]

حدیث ۷: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو اچھی طرح وضو کرکے بغرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کر دیا گیا۔'' [4]

حدیث ۸: ترمذی بافادۂ تحسین و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے، تُو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تُو نے ٹھکانا بنایا۔'' [5]

حدیث ۹: ابن ماجہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب تُو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لیے دُعا کرے کہ اس کی دُعا دُعائے ملئکہ کی مانند ہے۔'' [6]

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب البر... إلخ، باب فضل عیادۃ المریض، الحدیث: ٢٥٦٩، ص١٣٨٩.

2 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ في الإسلام، الحدیث؛ ٣٦١٦، ج٢، ص٥٠٥.

3 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب الجنائز، باب ماجاء في عیادۃ المریض، الحدیث: ٩٧١، ج٢، ص٢٩٠.

4 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب الجنائز، باب في فضل العیادۃ علی وضوء، الحدیث: ٣٠٩٧، ج٣، ص٢٤٨.

5 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مریضا، الحدیث: ١٤٤٣، ج٢، ص١٩٢.

6 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في عیادۃ المریض، الحدیث: ١٤٤١، ج٢، ص١٩١.

حدیث ۱۰: بیہقی نے سعید بن المسیب سے مرسلا روایت کی کہ فرماتے ہیں: ''افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اٹھ آئے۔'' [1] اوراسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۱۱: ترمذی وابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو کہ یہ کسی چیز کو ردنہ کردے گا اوراس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔ [2]

حدیث ۱۲: ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دیگا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) جنازہ میں حاضر ہو

(۳) روزہ رکھے

(۴) جمعہ کو جائے

(۵) غلام آزاد کرے۔'' [3]

حدیث ۱۳ و ۱۴: احمد وطبرانی وابویعلی وابن خزیمہ وابن حبان معاذ بن جبل اور ابوداود ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''پانچ چیزیں ہیں کہ جو ان میں سے ایک بھی کرے، اللہ عزوجل کے ضمان میں آجائے گا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) یا جنازہ کے ساتھ جائے

(۳) یا غزوہ کو جائے

(۴) یا امام کے پاس اس کی تعظیم وتوقیر کے ارادہ سے جائے

(۵) یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ لوگ اس سے سلامت رہیں اور وہ لوگوں سے۔'' [4]

حدیث ۱۵: ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1 ...... "شعب الإيمان"، باب في عيادة المريض، فصل في آداب العيادة، الحديث: ٩٢٢١، ج٦، ص٥٤٢.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الطب، ٣٥ـباب، الحديث: ٢٠٩٤، ج٤، ص٢٥.

3 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحديث: ٢٧٦٠، ج٤، ص١٩١.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاذ بن جبل رضى الله عنه، الحديث: ٢٢١٥٤، ج٨، ص٢٥٥.

''آج تم میں کون روزہ دار ہے؟ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں، فرمایا: آج تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ عرض کی میں نے، فرمایا: کون آج جنازہ کے ساتھ گیا؟ عرض کی میں، فرمایا: کس نے آج مریض کی عیادت کی؟ عرض کی میں نے، فرمایا: یہ خصلتیں کسی میں کبھی جمع نہ ہوں گی مگر جنت میں داخل ہوگا۔'' [1]

حدیث ۱۶: ابوداود و ترمذی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دُعا پڑھے:

اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ . [2]

اگر موت نہیں آئی ہے تو اُسے شفا ہوجائے گی۔'' [3]

موت آنے کا بیان

دنیا گزشتنی وگزاشتنی [4] ہے، آخر ایک دن موت آنی ہے جب یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے تو وہاں کی طیاری چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس وقت کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔'' [5] تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی، اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصودِ اصلی کے حاصل کرنے میں آڑے آئیں اور موت کو کثرت سے یاد کرے کہ اس کی یاد دنیوی تعلقات کی بیخ کنی کرتی ہے۔ [6]

حدیث میں ارشاد فرمایا:

---

1 ...... ''الترغيب و الترهيب''، كتاب الجنائز، الترغيب في عيادة المرضى... إلخ، الحديث: ٧، ج٤، ص١٦٣.

2 ...... ترجمہ: اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں، جو عرش کریم کا مالک ہے اس کا کہ تجھے شفا دے۔۱۲

3 ...... ''سنن أبي داود''، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض، الحديث: ٣١٠٦، ج٣، ص٢٥١.

و ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن العباس، الحديث: ٢١٨٢، ج١، ص٥٢٤.

4 ...... یعنی دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی۔

5 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب الرقائق، باب قول النبي صلى الله تعالىٰ عليه و سلم ((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل))، الحديث: ٦٤١٦، ج٤، ص٢٢٣.

6 ...... یعنی جڑ کاٹتی ہے۔

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ [1] الْمَوْتِ . [2]

مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے، الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔[3] **کما هو فی حدیث الصحیحین عن انس** رضی الله تعالٰی عنه [4] اور مسلمان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھے، اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ حدیث میں فرمایا: کوئی نہ مرے، مگر اس حال میں کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھتا ہو۔'' [5] کہ ارشادِ الٰہی ہے:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ . [6]

''میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔''

ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ قریب الموت تھے، فرمایا: تو اپنے کو کس حال میں پاتا ہے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! اللہ (عزوجل) سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر، فرمایا: ''یہ دونوں خوف و رجا، اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے، اللہ اسے وہ دے گا جس کی امید رکھتا ہے اور اس سے امن میں رکھے گا جس سے خوف کرتا ہے۔'' [7] رُوح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ اسی پر سارے عمل کا مدار ہے، بلکہ ایمان کے تمام نتائج اُخروی اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے، جس کو اللہ تعالٰی اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچا۔ **اِنَّمَا الْعِبْرَةُ بِالْخَوَاتِيْمِ .** ''اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔'' **اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَةِ .**

ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: جس کا آخر کلام **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ہوا یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔[8]

مسائلِ فقہیّہ

جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف مونھ کر دیں

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، الحديث: ٢٣١٤، ج٤، ص١٣٨.

2 ...... لذتوں کی توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔١٢

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضىٰ، باب تمني المريض الموت، الحديث: ٥٦٧١، ج٤، ص١٣.

4 ...... یعنی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنة... إلخ، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالىٰ عند الموت، الحديث: ٨٢-(٢٨٧٧)، ص١٥٣٨.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ، ﴿ويحذركم الله نفسه﴾... إلخ، الحديث: ٧٤٠٥، ج٤، ص٥٤١.

7 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، ١١-باب، الحديث: ٩٨٥، ج٢، ص٢٩٦.

8 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب في التلقين، الحديث: ٣١١٦، ج٣، ص٢٥٥.

اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو مونھ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو مونھ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: جان کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیزگار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورۂ **یٰس شریف** کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگا دیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔[5] (عالمگیری) مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور **جنب** کو آنا نہ چاہیے۔ اور کوشش کرے کہ مکان میں کوئی تصویر یا کُتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملٰئکۂ رحمت نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ **یٰس** و سورۂ **رعد** پڑھیں۔

مسئلہ ۵: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں کہ مونھ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔[6] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۶: آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے:

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص ٩١، وغيره .

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ١٣٠ .

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج١، ص١٥٧ .

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ١٣١ .

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہٗ بِلِقَآئِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ ۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۷: اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔[2] (عالمگیری) مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۸: میّت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چار پائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مرتے وقت **معاذ اللہ** اس کی زبان سے **کلمۂ کفر** نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔[5] (درمختار) اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے دشوار ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کر دیں۔[6] کہ حدیث میں ہے، ''میّت اپنے دَین میں مقید ہے۔''[7] ایک روایت میں ہے، ''اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔''[8]

مسئلہ ۱۱: میّت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔[9] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: غسل وکفن و دفن میں جلدی چاہیے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔[10] (جوہرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۹۷.

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملّت پر، اے اللہ (عزوجل) تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تُو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)۔۱۲

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.

3 ......

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۹٦.

6 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

7 ......

8 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء عن النبی انه قال ... الخ، الحدیث: ۱۰۸۱، ج۲، ص۳٤۱.

9 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة عند المیت، ج۳، ص۹۸ ـ ۱۰۰، وغیره.

10 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

مسئلہ ۱۳: پروسیوں اوراس کے دوست احباب کواطلاع کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اوراس کے لیے دُعا کریں گے کہ ان پرحق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اوردُعا کریں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: بازاروشارع عام پراس کی موت کی خبر دینے کے لیے بلند آواز سے پکارنا بعض نے مکروہ بتایا، مگر اصح یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں مگر حسب عادت جاہلیت بڑے بڑے الفاظ سے نہ ہو۔[2] (جوہرہ نیرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: ناگہانی موت سے مرا تو جب تک موت کا یقین نہ ہو، تجہیز وتکفین ملتوی رکھیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: عورت مرگئی اوراس کے پیٹ میں بچہ حرکت کررہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اوراگر عورت زندہ ہے اوراس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اورعورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگراس نے قصداً کسی کا مال نگل لیا اورمرگیا تو اگر اتنا مال چھوڑا ہے کہ تاوان دے دیا جائے تو ترکہ سے تاوان ادا کریں، ورنہ پیٹ چیر کر مال نکالا جائے گا اور بلاقصد ہے تو چیرا نہ جائے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: حاملہ عورت مرگئی اوردفن کردی گئی کسی نے خواب میں دیکھا کہ اوس کے بچہ پیدا ہوا تو محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں۔[6] (عالمگیری)

میّت کے نہلانے کا بیان

مسئلہ ۱: میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہواُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہواُسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اوراُس پر میّت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج١، ص١٥٧.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في أطفال المشركين، ج٣، ص٩٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج١، ص١٥٧.

4 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٧١.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٧٢.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور... إلخ، ج٥، ص٣٥١.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونھ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میّت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتّے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔[1]

مسئلہ ۳: ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کرلیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کرکے یا جو آسان ہو کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نہلانے والا باطہارت ہو، **جنب** یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میّت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیز گار ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے، مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میّت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی، مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہوگیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں، کہ حدیث میں ارشاد ہوا: ''اپنے مُردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اُس کی برائیوں سے باز رہو۔''[4] (جوہرہ نیرہ)

---

1 ...... ''الفتاوی الهندية''، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨، وغيره .

2 ...... ''الفتاوی الهندية''، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨ .

3 ...... ''الفتاوی الهندية''، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٩ .

4 ...... ''الجوهرة النيرة''، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣١ .

''سنن أبي داود''، كتاب الأدب، باب في النهی عن سب الموتی، الحديث: ٤٩٠٠، ج٤، ص٣٦٠ .

مسئلہ۶: اگر کوئی بدمذہب مرا اور اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا یا اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت ونصیحت ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۷: نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میّت کے بدن سے بُو آئے تو اسے پتہ نہ چلے ورنہ گھبرائے گا، نیز اُسے چاہیے کہ بقدرِ ضرورت اعضائے میّت کی طرف نظر کرے بلا ضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ۸: اگر وہاں اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۹: جنب یا حیض ونفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، سب ایک غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ۱۰: مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میّت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: جس مرد کا عضوِ تناسل یا انثیین کاٹ لیے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے یعنی مرد ہی اُسے غسل دے سکتا ہے یا اُس کی عورت۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۲: عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہوگئی، اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہوگئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہوگئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹۔۱۶۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: عورت کو طلاق رجعی دی ہنوز عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو غسل دے سکتی ہے اور بائن طلاق دی ہے تو اگرچہ عدت میں ہے غسل نہیں دے سکتی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: ام ولد[2] یا مدبّرہ[3] یا مکاتبہ[4] یا ویسی باندی اپنے آقائے مردہ کو غسل نہیں دے سکتی کہ یہ سب اب اُس کی مِلک سے خارج ہوگئیں۔ یوہیں اگر یہ مرجائیں تو آقا نہیں نہلا سکتا۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت مرجائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔[6] (درمختار)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ مونھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۱۶: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمّم کرایا جائے پھر تیمّم کرنے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمّم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمّم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔[7] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۷: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اُس کی بی بی، تو جو عورت وہاں ہے اُسے تیمّم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اُس کی باندی تو تیمّم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اس کافر

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷.

2 ...... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

3 ...... یعنی وہ لونڈی جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

4 ...... یعنی آقا اپنی لونڈی سے مال کی ایک مقدار مقرر کرکے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور لونڈی اس کو قبول بھی کرلے۔

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے **بہارِشریعت حصہ ۹** میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۶. وغيره

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۵.

7 ...... المرجع السابق، ص۱۱۰.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰، وغيرهما.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.

کونہلانے کا طریقہ بتادیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھادیں کہ وہ نہلائے۔ یوہیں اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اُس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اُس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۱۹: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمّم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۲۰: خنثیٰ مشکل[3] کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمّم کرایا جائے اور تیمّم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔[4] (عالمگیری) خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورت بھی یوہیں عکس۔

مسئلہ۲۱: مسلمان کا انتقال ہوا اور اُس کا باپ کافر ہے تو اُسے مسلمان نہلائیں، اس کے باپ کے قابو میں نہ دیں، کافر مسلمان ہوا اور اُس کی عورت کافرہ ہے تو اگر کتابیہ ہے نہلا سکتی ہے مگر بلاضرورت اُس سے نہلوانا بہت بُرا ہے اور اگر مجوسیہ یا بت پرست ہے اور اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوگئی تو نہلا سکتی ہے بشرطیکہ نکاح میں باقی ہو ورنہ نہیں اور نکاح میں باقی رہنے کی صورت یہ ہے کہ اگر سلطنتِ اسلامی میں ہے تو حاکم اسلام شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد عورت پر اسلام پیش کرے، اگر مان لیا فبہا ورنہ فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور اگر سلطنتِ اسلامی میں نہیں تو اسلام شوہر کے بعد عورت کو تین حیض آنے کا انتظار کیا جائے گا اس مدت میں مسلمان ہوگئی فبہا ورنہ نکاح سے نکل جائے گی اور دونوں صورتوں میں پھر اگرچہ مسلمان ہو جائے غسل نہیں دے سکتی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲۲: میّت سے غسل اُتر جانے اور اس پر نماز صحیح ہونے میں نیت اور فعل شرط نہیں، یہاں تک کہ مُردہ اگر پانی میں گر گیا یا اس پر مینھ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا غسل ہوگیا، مگر زندوں پر جو غسلِ میّت واجب ہے یہ اس وقت بری الذّمہ ہوں گے کہ نہلائیں، لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اُسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہوگیا مگر سنّت کا مطالبہ رہا اور بلانیت نہلانے سے بری الذّمہ ہو جائیں گے مگر

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱٦٠.

2...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۱۱.

3...... یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱٦٠.

5...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷، وغيره .

ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کسی کو سکھانے کی نیت سے میّت کو غسل دیا واجب ساقط ہوگیا، مگر غسلِ میّت کا ثواب نہ ملے گا، نیز غسل ہوجانے کے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ نہلانے والا مکلّف یا اہلِ نیت ہو، لہٰذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا غسل ادا ہوگیا۔ یوہیں اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا غسل ادا ہوگیا اگرچہ ان کو نہلانا جائز نہ تھا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل و کفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو یا طول میں سر سے پاؤں تک دہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے، نہ کفن، نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: مُردہ مِلا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو، جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلّہ میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مسلمان مُردے کافر مُردوں میں مل گئے تو اگر ختنہ وغیرہ کسی علامت سے شناخت کرسکیں تو مسلمانوں کو جُدا کر کے غسل و کفن دیں اور نماز پڑھیں اور امتیاز نہ ہوتا ہو تو غسل دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لیے دُعا کی نیت کریں اور اُن میں اگر مسلمان کی تعداد زیادہ ہو تو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں ورنہ علیحدہ۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: کافر مُردے کے لیے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں داب دیں، یہ بھی جب کریں کہ اُس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے، ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قرابت قریبہ شریک ہو تو دُور دُور رہے اور اگر مسلمان ہی اُس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قرابت غسل و کفن دفن کرے تو جائز ہے، مگر کسی امر میں سنت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اُس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے، یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اُسے غسل

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في حديث ((كل سبب و نسب منقطع إلا سببي و نسبي))، ج۳، ص۱۰۸.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹، وغيرهما .

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في حديث ((كل سبب و نسب منقطع إلا سببي و نسبي))، ج۳، ص۱۰۹.

دیں نہ کفن، بلکہ کُتّے کی طرح کسی تنگ گڑھے میں ڈھکیل کرمٹی سے بغیر حائل کے پاٹ دیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ذمیہ کومسلمان کا حمل تھا وہ مرگئی اگر بچہ میں جان پڑ گئی تھی تو اُسے مسلمانوں کے قبرستان سے علیحدہ دفن کریں اوراس کی پیٹھ قبلہ کو کردیں کہ بچہ کا مونھ قبلہ کو ہو،اس لیے کہ بچہ جب پیٹ میں ہوتا ہے تو اُس کا مونھ ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: میّت کا بدن اگرایسا ہوگیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے گی، تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: نہلانے کے بعد اگرناک کان مونھ اوردیگرسوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔[4] (عالمگیری، درمختاروغیرہما)

مسئلہ ۳۰: میّت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائزومکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کردیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اوراگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔[5] (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: میّت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔[6] (درمختار) بعض جگہ ناف کے نیچے اُس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ ۳۲: بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میّت کے غسل کے لیے کورے گھڑے بدھنے[7] لاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اوربعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز وحرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اوراگر یہ خیال ہو کہ نجس ہوگئے تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اولاً تو اُس پر چھینٹیں

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال ان شتمت، ج٣، ص١٥٨.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١١٠.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

4...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٠٤ ـ ١٠٥، وغيرهما .

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراء ة عند الميت، ج٣، ص١٠٤.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٠٥.

7...... یعنی مٹی کے نئے مٹکے،لوٹے۔

نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو راجح یہ ہے کہ میّت کا غسل نجاست حکمیہ دُور کرنے کے لیے ہے تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں، جس طرح زندوں کے وضو وغسل کا پانی اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھوڈالیں، دھونے سے پاک ہوجائیں گے اور اکثر جگہ وہ گھڑے بدھنے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اگر نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اُس کا مُردے کو ثواب تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ نِری حماقت اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

کفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص

اور عورت کے لیے پانچ۔

تین یہ اور

(۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند

کفنِ کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار

اور عورت کے لیے تین۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) اوڑھنی یا

(۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفن

ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسّر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١١٢ ـ ١١٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦٠، وغيرهما.

مسئلہ۲: لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میّت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور اِزار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے، چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف، اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز، سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ [1] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ۳: بلاضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔ [2] (درمختار) بعض محتاج کفنِ ضرورت پر قادر ہوتے ہیں مگر کفنِ مسنون میسّر نہیں، وہ کفن مسنون کے لیے لوگوں سے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ سوال بلاضرورت جائز نہیں اور یہاں ضرورت نہیں، البتہ اگر کفنِ ضرورت پر بھی قادر نہ ہوں تو بقدرِ ضرورت سوال کریں زیادہ نہیں، ہاں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفنِ مسنون پورا کر دیں تو انشاءاللہ تعالیٰ پورا ثواب پائیں گے۔ [3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ۴: ورثہ میں اختلاف ہوا، کوئی دو کپڑوں کے لیے کہتا ہے کوئی تین کے لیے تو تین کپڑے دیے جائیں کہ یہ سنت ہے یا یوں کیا جائے کہ اگر مال زیادہ ہے اور وارث کم تو کفنِ سنت دیں اور مال کم ہے وارث زیادہ تو کفنِ کفایت۔ [4] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ۵: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے، ''مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں، سفید کفن بہتر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔'' '' [5] (غنیہ، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦٠.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٢، وغيرهما .

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٥.

3 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص١٠٠.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٥.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٢.
و "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص٥٨١ ـ ٥٨٢.
"جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء ما يستحب من الأكفان، الحديث: ٩٩٦، ج٢، ص٣٠١.

مسئلہ ۶: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے، اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: خنثیٰ مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اُسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے، تین کپڑے دیے جائیں اور اگر یہ وصیت کی کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی متوسط درجہ کا دیا جائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو نابالغ حدِ شہوت[4] کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچّہ ہو۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: پُرانے کپڑے کا بھی کفن ہوسکتا ہے، مگر پُرانا ہو تو دُھلا ہوا ہو کہ کفن ستھرا ہونا مرغوب ہے۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۱: میّت نے اگر کچھ مال چھوڑا تو کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیے اور مدیون[7] ہے تو قرضخواہ[8] کفن کفایت سے زیادہ کو منع کرسکتا ہے اور منع نہ کیا تو اجازت سمجھی جائے گی۔[9] (ردالمحتار) مگر قرض خواہ کو ممانعت کا اس وقت حق ہے، جب وہ تمام مال دَین میں مستغرق[10] ہو۔

مسئلہ ۱۲: دَین و وصیّت و میراث، ان سب پر کفن مقدم ہے اور دَین وصیت پر اور وصیت میراث پر۔[11] (جوہرہ)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٢.

4 ...... حدِ شہوت لڑکوں میں یہ کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے اور لڑکی میں یہ کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو اور اس کا اندازہ لڑکوں میں بارہ سال اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔۱۲ منہ

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٧، وغيره.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، الجزء الأول، ص١٣٥.

7 ...... یعنی مقروض۔

8 ...... یعنی قرض دینے والا۔

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٤، وغيره.

10 ...... یعنی قرض میں گھرا ہوا۔

11 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٤.

مسئلہ ۱۳: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو، جیسے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے، اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کرلیں۔[1] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اگرچہ مال چھوڑا اُس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: یہ جو کہا گیا کہ فلاں پر کفن واجب ہے اس سے مراد کفنِ شرعی ہے۔ یوہیں باقی سامانِ تجہیز مثلاً خوشبو اور غسال اور لے جانے والوں کی اُجرت اور دفن کے مصارف، سب میں شرعی مقدار مراد ہے۔ باقی اور باتیں اگر میّت کے مال سے کی گئیں اور ورثہ بالغ ہوں اور سب وارثوں نے اجازت بھی دے دی ہو تو جائز ہے، ورنہ خرچ کرنے والے کے ذمہ ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: کفن کے لیے سوال کرلائے اس میں سے کچھ بچ رہا تو اگر معلوم ہے کہ یہ فلاں نے دیا ہے تو اُسے واپس کردیں، ورنہ دوسرے محتاج کے کفن میں صرف کردیں، یہ بھی نہ ہو تو تصدق کردیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: میّت ایسی جگہ ہے کہ وہاں صرف ایک شخص ہے اور اُس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے تو اُس پر یہ ضرور نہیں کہ اپنے کپڑے کا کفن کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ١٣٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١١٨-١٢٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج٣، ص١١٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج٣، ص١١٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠.

تہبند پھر کفنی پھر میّت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر مونھ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سُنت ہے پھر بدستور اِزار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۹: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لیے جائز ہے، جس نے احرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا مونھ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اگر مُردہ کا کفن چوری گیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر میت کا مال بدستور ہے تو اس سے اور تقسیم ہو گیا تو ورثہ کے ذمہ کفن دینا ہے، وصیت یا قرض میں دیا گیا تو ان لوگوں پر نہیں اور اگر کُل ترکہ دَین میں مستغرق ہے اور قرض خواہوں نے اب تک قبضہ نہ کیا ہو تو اسی مال سے دیں اور قبضہ کر لیا تو اُن سے واپس نہ لیں گے، بلکہ کفن اُس کے ذمہ ہے کہ مال نہ ہونے کی صورت میں جس کے ذمہ ہوتا ہے اور اگر صورتِ مذکورہ میں لاش پھٹ گئی تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا کافی ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: اگر مُردہ کو جانور کھا گیا اور کفن پڑا ملا تو اگر میّت کے مال سے دیا گیا ہے ترکہ میں شمار ہو گا اور کسی اور نے دیا ہے اجنبی یا رشتہ دار نے تو دینے والا مالک ہے جو چاہے کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ضروریہ: ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفنِ مسنون کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اُڑھاتے ہیں وہ تکیہ دار یا کسی مسکین پر تصدق کرتے ہیں اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے وہ بھی تصدق کر دیتے ہیں، اگر یہ چادر و جانماز میّت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دیا ہے (اور عادۃً وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا بلکہ کفن کے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۱۶، وغيرهما .

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۱.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۲.

لیے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں) جب تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت ہے اوراس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میّت کے مال سے ہے تو دوصورتیں ہیں، ایک یہ کہ ورثہ سب بالغ ہوں اورسب کی اجازت سے ہو، جب بھی جائز ہے اور اگر اجازت نہ دی تو جس نے میّت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمہ یہ دونوں چیزیں ہیں یعنی ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا، دوسری صورت یہ کہ ورثہ میں کُل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکہ سے ہرگز نہیں دی جاسکتیں، اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دیدی ہو کہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ لوٹے گھڑے ہوتے ہوئے خاص میّت کے نہلانے کے لیے خریدے تو اس میں یہی تفصیل ہے۔ تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میّت کو ثواب پہنچائے اور میّت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اورسب کی اجازت ہو ورنہ نہیں مگر جو بالغ ہو اپنے حصہ سے کرسکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میّت نے وصیت کی ہو تو دَین ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ ان مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں، نہ نابالغ وارث ہونا مضر جانتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجہ وغیرہ کو منع کیا جاتا ہے کہ یہ تو **ایصالِ ثواب** ہے، اسے کون منع کرے گا۔ منع وہ کرے جو وہابی ہو بلکہ ناجائز طور پر جو ان میں صرف کیا جاتا ہے اس سے منع کیا جاتا ہے، کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغین ہی ہوں، ان سے اجازت لے کر کرے تو ممانعت نہیں۔

جنازہ لے چلنے کا بیان

مسئلہ ۱: جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۲: سنّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلاضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کُل چالیس قدم ہوئے کہ

1...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٩.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.

حدیث میں ہے، ''جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹادیے جائیں گے۔'' نیز حدیث میں ہے، ''جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمادے گا۔'' [1] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے، چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔[2] (عالمگیری، غنیہ، درمختار) ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵: چھوٹا بچّہ شیر خوار یا ابھی دُودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔[3] (غنیہ، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔[5] (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۸: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز وممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سُنت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے بُرا جانے اور شریک ہو۔[6] (درمختار، صغیری)

1...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٥٨ ـ ١٥٩.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٥٩.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.
و "غنية المتملي، فصل في الجنائز، ص٥٩٢. وغيرهما

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢، وغيره.

5...... المرجع السابق، و "صغيرى"، فصل في الجنائز، ص٢٩٢.

6...... "صغيرى"، فصل في الجنائز، ص٢٩٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٦٢.

مسئلہ۹: اگر عورتیں جنازے کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے میں عورتوں سے اختلاط ہوگا یا ان میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو ان صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال واہوالِ قبر کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں، **حضرت عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا، فرمایا: ''تُو جنازہ میں ہنستا ہے، تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔'' اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ حال زمانہ اب علما نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔[3] (صغیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ۱۲: جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضرور نہیں، ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے، جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ آڑا رکھیں کہ دہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۱۳: جنازہ اٹھانے پر اُجرت لینا دینا جائز ہے، جب کہ اور اٹھانے والے بھی موجود ہوں۔[5] (عالمگیری) مگر جو ثواب جنازہ لے چلنے پر حدیث میں بیان ہوا، اسے نہ ملے گا کہ اس نے تو بدلہ لے لیا۔

مسئلہ۱۴: میّت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، في حمل المیت، ج۳، ص۱۶۲.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲.

3 ...... "صغیری"، فصل في الجنائز، ص۲۹۲.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۳.
و "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۱۴۰.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۶۰.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۶۲.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہوا سے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیائے میّت سے اجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے اور دفن کے بعد اولیا سے اجازت کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

نمازِ جنازہ کا بیان

مسئلہ ۱: نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار رہوا۔[2] (عامۂ کتب) اسکی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔

مسئلہ ۲: اس کے لیے جماعت شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی

(۱) قادر

(۲) بالغ

(۳) عاقل

(۴) مسلمان ہونا، ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مصلّی کے متعلق دوسری میّت کے متعلق، مصلّی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی

(۱) مصلّی کا نجاست حکمیہ وحقیقیہ سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

(۲) سترِ عورت

(۳) قبلہ کو مونھ ہونا

(۴) نیت، اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رُکن ہے شرط نہیں جیسا پہلے ذکر ہوا۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۵.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۰.

و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۲.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱۶۲.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۱.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۱، وغيره.

بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے، بقدر مانع نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہوکر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا [1] ضروری ہے۔

مسئلہ ۵: جنازہ طیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمّم کر کے پڑھے۔اس کی تفصیل باب تیمّم میں مذکور ہوئی۔

مسئلہ ۶: امام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں، اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب امام کی نہ ہوئی کسی کی نہ ہوئی اور اگر امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اعادہ نہ کی جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتدا کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اقتدا صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی، وہی کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: نماز جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت، نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔[3] (درمختار، عالمگیری)

نماز جنازہ میں میّت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں۔

(۱) میّت کا مسلمان ہونا۔[4]

مسئلہ ۸: میّت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا، تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی بھی نماز نہ پڑھی جائے اور تفصیل آتی ہے۔

مسئلہ ۹: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے، اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: مسلمان کو دارالحرب میں چھوٹا بچہ تنہا ملا اور اُس نے اُٹھا لیا پھر مسلمان کے یہاں مرا، تو اُس کی نماز پڑھی

---

1 ...... امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۸۸)

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٢.

3 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢١.

5 ......

جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں۔

(۱) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔

(۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

(۳) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں اُنکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

(۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

(۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

(۶) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

(۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۲: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو، جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا، اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔[3] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

(۲) میّت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔[4]

مسئلہ ۱۳: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُسکے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔[5] (درمختار ردالمحتار)

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض... إلخ، ج٣، ص١٢٥، ١٢٨.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣، وغيرهما.

3...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٧، وغيرهما.

4...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٢.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٢.

مسئلہ ۱۴: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی، اُسے غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے، مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے، لہٰذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غُسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل ناممکن ہے لہٰذا اب ہو جائے گی۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہوسکتی۔[2]

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو، اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی۔[3]

(۵) جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ کو ہونا، اگر مصلّی کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ ۱۵: اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے دہنے میّت کا قدم ہو تو نماز ہو جائے گی، مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قبلہ کے جاننے میں غلطی ہوئی یعنی میّت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقۃً قبلہ کو نہیں، تو موضع تحری میں اگر تحری کی نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔[6] (درمختار)

(۶) میّت کا وہ حصۂ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چُھپا ہونا۔[7]

(۷) میّت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میّت ہے تو اُس کا کوئی حصۂ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصۂ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: نماز جنازہ میں دو رکن ہیں:

(۱) چار بار اللہ اکبر کہنا

(۲) قیام

---

1. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۱، وغيره.
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ج۳، ص۱۲۳.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲٤.
6. ...... المرجع السابق.
7. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۱.
8. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ج۳، ص۱۲۳.

بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی، نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوگئی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۸: نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی حمد وثنا۔ (۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ (۳) میّت کے لیے دُعا۔

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ کان تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے، یعنی **سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ** . پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے بہتر وہ دُرود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میّت اور تمام مومنین ومومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ کہ وہ دُعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے، مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔[2] (جوہرہ نیرہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)

بعض ماثور دُعائیں یہ ہیں:

(۱) **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھا)** [3] **وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ھا)** . [4]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض... إلخ، ج٣، ص١٢٤.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٧.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٤، ١٢٨.

3 ...... ان دعاؤں میں عورتوں کیلئے جہاں صیغے کا اختلاف ہے اسے ہلال کے اوپر لکھ دیا ہے۔۱۲ منہ ❁ جبکہ ہم نے اسے ہلال میں سامنے لکھ دیا ہے۔

4 ...... رواه احمد وابو داود و الترمذی والنسائی وابن حبان والحاكم عن ابی هريرة و احمد وابو يعلی والبيهقی وسعيد بن منصور فی سننه عن ابی قتادة رضی الله تعالیٰ عنهما. ۱۲منه
"المستدرك" للحاكم، كتاب الجنائز، باب أدعية صلاة الجنازة، الحديث: ١٣٦٦، ج١، ص٦٨٤.
و "عمل اليوم و الليلة" مع "السنن الكبرى" للنسائي، الحديث: ١٠٩١٩، ج٦، ص٢٦٦.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر وغائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو، اے اللہ (عزوجل)! ہم میں سے تُو جسے زندہ رکھے، اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تُو جس کو وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔۱۲

(۲) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهٗ (لَهَا) وَارْحَمْهُ (هَا) وَعَافِهٖ (ها) وَاعْفُ عَنْهُ (هَا) وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ (هَا) وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ (هَا) وَاغْسِلْهُ (هَا) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِوَنَقِّهٖ (هَا) مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ (هَا) دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ (هَا) وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ (هَا) وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ [1] وَاَدْخِلْهُ (هَا) اَلْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ (هَا) مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ [2]

(۳) اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ (اَمَتُکَ) وَابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِکَ يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِيْکَ لَکَ وَ يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا (اَصْبَحَتْ فَقِيْرَةً) اِلٰى رَحْمَتِکَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ (هَا) تَخَلّٰى (تَخَلَّتْ) مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ (كَانَتْ) زَاكِيًا (زَكِيَةً) فَزَكِّهٖ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُخْطِئًا (مُخْطِئَةً) فَاغْفِرْ لَهٗ (هَا) اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (هَا) وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ (هَا) . [3]

(۴) اَللّٰھُمَّ هٰذَا (هٰذِهٖ) عَبْدُکَ ابْنُ (اَمَتُکَ بِنْتُ) عَبْدِکَ ابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِکَ مَاضٍ فِيْهِ (هَا) حُكْمُکَ خَلَقْتَهٗ (هَا) وَلَمْ يَکُ (تَکُ هِيَ) شَيْئًا مَذْكُوْرًا ط نَزَلَ (نَزَلَتْ) بِکَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ لَقِّنْهُ (هَا) حُجَّتَهٗ (هَا) وَاَلْحِقْهُ (ها) بِنَبِيِّهٖ (هَا)مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط وَثَبِّتْهُ (هَا) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

---

1 ...... یعنی یہ الفاظ عورت کے جنازہ پر نہ پڑھے جائیں۔۱۲ منہ

2 ...... رواه مسلم والترمذی والنسائی و ابن ماجه و ابوبکر بن ابی شیبة عن عوف بن مالك الاشجعی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه.۱۲منه
"صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب الدعاء للميت في الصلاة، الحديث: ٩٦٣، ص٤٧٩.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اُس کو بخش دے اور رحم کر اور عافیت دے اور معاف کر اور عزت کی مہمانی کر اور اس کی جگہ کو کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولے سے دھودے اور اس کو خطا سے پاک کر جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو میل سے کیا اور اس کو گھر کے بدلے میں بہتر گھر دے اور اہل کے بدلے میں بہتر اہل دے اور بی بی کے بدلے میں بہتر بی بی اور اس کو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر و فتنۂ قبر و عذاب جہنم سے محفوظ رکھ۔۱۲

3 ...... رواه الحاکم عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما. ۱۲منه
"المستدرك" للحاكم، كتاب الجنائز، باب أدعية صلاة الجنازة، الحديث: ١٣٦٩، ج١، ص٦٨٥.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے گواہی دیتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے دنیا اور دنیا والوں سے جُدا ہوا، اگر یہ پاک ہے تو تُو اسے پاک وصاف کر اور اگر خطا کار ہے تو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔۱۲

فِاِنَّہٗ (ھَا) اِفْتَقَرَ (اِفْتَقَرَتْ) اِلَیْکَ وَاسْتَغْنَیْتَ عَنْہُ (ھَا) کَانَ (کَانَتْ) یَشْھَدُ (تَشْھَدُ) اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاغْفِرْلَہٗ (لَھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ھَا) ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ (کَانَتْ) زَاکِیًّا (زَاکِیَّۃً) فَزَکِّہٖ (ھَا) وَاِنْ کَانَ (کَانَتْ) خَاطِئًا (خَاطِئَۃً) فَاغْفِرْ لَہٗ (ھَا) .[1]

(۵) اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ (اَمَتُکَ) وَابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِکَ اِحْتَاجَ (جَتْ) اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَنْتَ غَنِیٌّ عَنْ عَذَابِہٖ (ھَا) اِنْ کَانَ (کَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَۃً) فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ (ھَا) وَاِنْ کَانَ (کَانَتْ) مُسِیْئًا (مُسِیْئَۃً) فَتَجَاوَزْ عَنْہُ (ھَا) .[2]

(۶) اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ (اَمَتُکَ) وَابْنُ (بِنْتُ) عَبْدِکَ کَانَ (کَانَتْ) یَشْھَدُ (تَشْھَدُ) اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ (ھَا) مِنَّا اِنْ کَانَ (کَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَۃً) فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ (ھَا) وَاِنْ کَانَ (کَانَتْ) مُسِیْئًا (مُسِیْئَۃً) فَاغْفِرْ لَہٗ (ھَا) وَلَا تَحْرِمْنَآ اَجْرَہٗ (ھَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ھَا) .[3]

---

1 ...... رواہ عن امیر المومنین علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ.۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ٤٢٨٥٧، ج١٥، ص٣٠٤.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہے، اس کے متعلق تیرا حکم نافذ ہے تُو نے اسے پیدا کیا حالانکہ یہ قابل ذکر شے نہ تھا۔ تیرے پاس آیا تو ان سب سے بہتر ہے جن کے پاس اوترا جائے۔ اے اللہ حجت کی تو اس کو تلقین کر اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے اور قول ثابت پر اسے ثابت رکھ اس لیے کہ یہ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی ہے یہ شہادت دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسے بخش دے اور رحم کر اور اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ اے اللہ (عزوجل)! اگر یہ پاک ہے تو پاک کر اور بدکار ہے تو بخش دے۔۱۲

2 ...... رواہ الحاکم عن یزید بن رکانۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما.۱۲منہ

"المستدرك" للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ١٣٦٨، ج١، ص٦٨٥.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے، تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے اگر نیکوکار ہے تو اس کی خوبی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو درگذر فرما۔۱۲

3 ...... رواہ ابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ.۱۲منہ

"الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان"، کتاب الجنائز، فصل في الصلاۃ علی الجنازۃ، الحدیث: ٣٠٦٢، ج٥، ص٣٠.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ کا بیٹا ہے، گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں اور تُو ہم سے زیادہ اسے جانتا ہے، اگر نیکوکار ہے تو نیکی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو اسے بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال۔۱۲

(۷) اَصبَحَ (اَصبَحتْ) عَبدُکَ (اَمَتُکَ) ھٰذَا (ھٰذِہٖ) قَد تَخَلّٰی (تَخَلَّتْ) عَنِ الدُّنیَا وَتَرَکَھَا (تَرَکَتْھَا) لِاَھلِھَا وَافتَقَرَ (افتَقَرَتْ) اِلَیکَ وَاستَغنَیتَ عَنہُ (ھَا) وَقَد کَانَ (کَانَتْ) یَشھَدُ (تَشھَدُ) اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُکَ وَرَسُولُکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اغفِرلَہٗ (ھَا) وَتَجَاوَز عَنہُ (ھَا) وَاَلحِقہُ (ھَا) بِنَبِیِّہٖ (ھَا) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ .[1]

(۸) اَللّٰھُمَّ اَنتَ رَبُّھَا وَاَنتَ خَلَقتَھَا وَاَنتَ ھَدَیتَھَا لِلاِسلَامِ ط وَاَنتَ قَبَضتَ رُوحَھَا وَاَنتَ اَعلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَّتِھَا جِئنَا شُفَعَاءَ فَاغفِرلَھَا .[2]

(۹) اَللّٰھُمَّ اغفِر لِاِخوَانِنَا وَاَخَوَاتِنَا وَاَصلِح ذَاتَ بَینِنَا وَاَلِّف بَینَ قُلُوبِنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذَا (ھٰذِہٖ) عَبدُکَ (اَمَتُکَ) فُلَانُ بنُ فُلَانٍ وَلَا نَعلَمُ اِلَّا خَیرًا وَّاَنتَ اَعلَمُ بِہٖ (بِھَا) مِنَّا فَاغفِرلَنَا وَلَہٗ (لَھَا) .[3]

(۱۰) اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بنَ فُلَانٍ (فُلَانَۃَ بِنتَ فُلَانٍ) فِی ذِمَّتِکَ وَحَبلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ (ھَا) مِنْ

---

1 ...... رواہ ابو یعلی بسند صحیح عن سعید بن المسیب عن امیر المومنین عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ من قولہ الحقنا بما قبلہ من المرفوعات للمناسبتہ. ۱۲ منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۱۷، ج۱۵، ص۲۹۹.

ترجمہ: آج تیرا یہ بندہ دنیا سے نکلا اور دنیا کو اہلِ دنیا کے لیے چھوڑا۔ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں اے اللہ (عزوجل)! تُو اس کو بخش دے اور اس سے درگزر فرما اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ لاحق کردے۔۱۲

2 ...... رواہ ابو داود والنسائی والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ. ۱۲ منہ

"سنن أبي داود"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، الحدیث: ۳۲۰۰، ج۳، ص۲۸۳.

و "السنن الکبریٰ" للبیھقي، کتاب الجنائز، باب الدعاء في صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۶۹۷۶، ج۴، ص۶۸.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تُو اس کا رب ہے اور تُو نے اس کو پیدا کیا اور تُو نے اس کو اسلام کی طرف ہدایت کی اور تُو نے اس کی رُوح کو قبض کیا تُو اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے ہم سفارش کے لیے حاضر ہوئے اسے بخش دے۔

3 ...... روا ابو نعیم عن عبد اللّٰہ بن الحارث بن نوفل عن ابیہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ. ۱۲ منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۳۷، ج۱۵، ص۳۰۱.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو تُو بخش دے اور ہمارے آپس کی حالت درست کر اور ہمارے دلوں میں اُلفت پیدا کردے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے ہم اس کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے اور تُو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے، تُو ہم کو اور اُس کو بخش دے۔۱۲

فِتۡنَةِ الۡقَبۡرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنۡتَ اَهۡلُ الۡوَفَاءِ وَالۡحَمۡدِ ط اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلَهٗ (هَا) وَارۡحَمۡهُ (هَا) اِنَّکَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ط . [1]

(۱۱) اَللّٰهُمَّ اَجِرۡهَا مِنَ الشَّيۡطَانِ وَعَذَابِ الۡقَبۡرِ ط اَللّٰهُمَّ جَافِ الۡاَرۡضَ عَنۡ جَنۡبَيۡهَا وَصَعِّدۡ رُوۡحَها وَلَقِّهَا مِنۡکَ رِضۡوَانًا ط . [2]

(۱۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ خَلَقۡتَنَا وَنَحۡنُ عِبَادُکَ ط اَنۡتَ رَبُّنَا وَ اِلَيۡکَ مَعَادُنَا . [3]

(۱۳) اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنۡثَانَا وَصَغِيۡرِنَا وَکَبِيۡرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحۡرِمۡنَا اَجۡرَهٗ (هَا) وَلَا تَفۡتِنَّا بَعۡدَهٗ (هَا) . [4]

(۱۴) اَللّٰهُمَّ يَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ يَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ يَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِيۡنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوۡمُ يَا بَدِيۡعَ

---

1 ...... رواه ابو داود و ابن ماجه عن واثله بن الاسقع رضی اللّٰه تعالیٰ عنه.۱۲منہ

"سنن أبي داود"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للميت، الحديث: ۳۲۰۲، ج۳، ص۲۸۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری حفاظت میں ہے، اس کو فتنۂ قبر اور عذاب جہنم سے بچا، تُو وفا اور حمد کا اہل ہے اے اللہ (عزوجل)! اس کو بخش اور رحم کر بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

2 ...... رواه ابن ماجه عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما.۱۲منہ

"سنن ابن ماجه"، کتاب الجنائز، باب ماجاء في إدخال الميت القبر، الحديث: ۱۵۵۳، ج۲، ص۲۴۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس کو شیطان سے اور عذابِ قبر سے بچا اے اللہ زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے کشادہ کر دے اور اُس کی رُوح کو بلند کر اور اپنی خوشنودی دے۔۱۲

3 ...... رواه البغوی و ابن منده والديلمی فی مسند الفردوس عن ابی حاضر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه .۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الحديث: ۴۲۸۴۲، ج۱۵، ص۳۰۲.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تُو نے ہم کو پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں، تُو ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔۱۲

نوٹ: بہارِشریعت کے مطبوعہ نسخوں میں **عن ابی عامر** جبکہ فتاویٰ رضویہ قدیم وجدید دونوں میں **عن ابی حاصر** ہے۔ ہم نے بہارِشریعت میں اسے **عن ابی حاضر** لکھ دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں کتابت کی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں۔

دیکھئے: "مسند الفردوس"، الحديث: ۲۰۲۶، ج۱، ص۴۹۷. "الاصابة في تمييز الصحابة" للعسقلاني، رقم: ۹۷۴۱، ج۷، ص۷۰.

4 ...... رواه البغوی عن ابراهيم الاسهلی عن ابيه رضی اللّٰه تعالیٰ عنه.۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، في الصلاة على الميت، الحديث: ۴۲۲۹۲، ج۱۵، ص۲۴۸.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! بخش دے ہمارے اگلے اور پچھلے کو اور ہمارے زندہ و مردہ کو اور ہمارے مرد و عورت کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے حاضر و غائب کو۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔۱۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ o اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْکَرِیْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ یَرُدَّہٗ اَبَدًا وَّقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ ط فَشَفِّعْنَا فِیْہِ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ وَحْدَتِہٖ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ وَحْشَتِہٖ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ غُرْبَتِہٖ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) فِیْ کُرْبَتِہٖ (ھَا) وَاعْظِمْ لَہٗ (لَھَا) اَجْرَہٗ (ھَا) وَنَوِّرْ لَہٗ (ھَا) قَبْرَہٗ (ھَا) وَبَیِّضْ لَہٗ (لَھَا) وَجْھَہٗ (ھَا) وَبَرِّدْلَہٗ (ھَا) مَضْجَعَہٗ (ھَا) وَعَطِّرْلَہٗ (ھَا) مَنْزِلَہٗ (ھَا) وَاَکْرِمْ لَہٗ (ھَا) نُزُلَہٗ (ھَا) یَا خَیْرَ الْمُنْزِلِیْنَ ج وَ یَاخَیْرَ الْغَافِرِیْنَ وَ یَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ ج اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ الشَّافِعِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o [1]

فائدہ: نویں دسویں دعاؤں میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کہے کہ وہ سب آدمیوں کے باپ ہیں اور اگر خود میّت کا نام بھی معلوم نہ ہو تو نویں دُعا میں ھٰذَا عَبْدُکَ یا ھٰذِہٖ اَمَتُکَ پر قناعت کرے فلاں بن فلاں یا بنت کو چھوڑ دے اور دسویں میں اُس کی جگہ عَبْدُکَ ھٰذَا یا عورت ہو تو اَمَتُکَ ھٰذِہٖ کہے۔

فائدہ: میّت کا فسق و فجور معلوم ہو تو نویں دُعا میں لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا کی جگہ قَدْ عَلِمْنَا مِنْہُ خَیْرًا کہے کہ اسلام ہر خیر سے بہتر خیر ہے۔

---

1 ...... زادہ مجدد المأتہ الحاضرۃ. ۱۲منہ
"الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۲۱۷.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے زندہ، اے قیوم، اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، اے عظمت و بزرگی والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) یکتا ہے، بے نیاز ہے، جو نہ دوسرے کو جنا، نہ دوسرے سے جنا اور اُس کا مقابل کوئی نہیں۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ کریم! جب سوال کا حکم دیتا ہے تو واپس کبھی نہیں کرتا اور تُو نے ہمیں حکم دیا ہم نے دُعا کی اور تُو نے ہمیں اجازت دی ہم نے سفارش کی اور تو سب کریموں سے زیادہ کریم ہے، ہماری سفارش اس کے بارہ میں قبول کر اور اس کی تنہائی میں تُو اس پر رحم کر اور اس کی وحشت میں تُو رحم کر اور اس کی غربت میں تُو رحم کر اس کی بے چینی میں تُو رحم کر اور اس کے اجر کو عظیم کر اور اس کی قبر کو منور کر اور اس کے چہرہ کو سپید کر اور اس کی خواب گاہ کو ٹھنڈا کر اور اُس کی منزل کو معطر کر اور اس کی مہمانی کا سامان اچھا کر۔ اے بہتر اوتارنے والے اور اے بہتر بخشنے والے اور اے بہتر رحم کرنے والے۔ آمین، آمین، آمین، دُرود و سلام بھیج اور برکت کر شفاعت کرنے والوں کے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی آل و اصحاب سب پر۔ تمام تعریفیں اللہ (عزوجل) کے لیے، جو رب ہے تمام جہان کا۔۱۲

فائدہ: ان دُعاؤں میں بعض مضامین مکرر ہیں اور دُعا میں تکرار مستحسن اگر سب دُعائیں یاد ہوں اور وقت میں گنجائش ہو تو سب کا پڑھنا اَولیٰ، ورنہ جو چاہے پڑھے اور امام جتنی دیر میں یہ دُعائیں پڑھے اگر مقتدی کو یاد نہ ہوں تو پہلی دُعا کے بعد آمین آمین کہتا رہے۔

مسئلہ ۱: میت مجنون یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا .[1]

اور لڑکی ہو تو **اجْعَلْهَا** اور **شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً** کہے۔[2] (جوہرہ)

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا کہ وہ کبھی مکلّف ہی نہ ہوا اور اگر جنون عارضی ہے تو اس کی مغفرت کی دُعا کی جائے، جیسے اوروں کے لیے کی جاتی ہے کہ جنوں سے پہلے تو وہ مکلّف تھا اور جنون کے پیشتر کے گناہ جنوں سے جاتے نہ رہے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۲: چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دُعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے[4]، سلام میں میّت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے، اُسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میّت کی بھی نیت کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳: تکبیر وسلام کو امام جہر کے ساتھ کہے، باقی تمام دُعائیں آہستہ پڑھی جائیں اور صرف پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔[6] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴: نماز جنازہ میں قرآن بہ نیت قرآن یا تشہد پڑھنا منع ہے اور بہ نیت دُعا وثنا الحمد وغیرہ آیات دعائیہ وثنائیہ پڑھنا جائز ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵: بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کہ حدیث میں ہے: ''جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی،

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو ہمارے لیے پیش رو کر اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ کر اور اسکو ہماری شفاعت کرنیوالا اور مقبول الشفاعۃ کردے۔۱۲

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۸.

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸۷.

4 ...... اس کی وضاحت فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 194 پر ملاحظہ فرمالیجئے۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض... إلخ، ج۳، ص۱۳۰، وغيرهما.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۸۔۱۳۰.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳۰.

اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' اور اگر کُل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری میں اور ایک تیسری میں۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ٦: جنازہ میں پچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔[2] (درمختار)

(نمازِ جنازہ کون پڑھائے)

مسئلہ ٧: نماز جنازہ میں امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلّہ، پھر ولی کو، امام محلّہ کا ولی پر تقدم بطور استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت کے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔[3] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ٨: ولی سے مراد میّت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیا کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میّت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر، البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے، اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٩: میّت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دُور کا رشتہ والا) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے، غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ١٠: عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے، وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ١١: غلام مرگیا تو اُس کا آقا بیٹے اور باپ پر مقدم ہے، اگرچہ یہ دونوں آزاد ہوں اور آزاد شدہ غلام میں باپ اور بیٹے اور دیگر ورثہ آقا پر مقدم ہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص٥٨٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٣١.

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص٥٨٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٣٩ ـ ١٤١.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ج٣، ص١٤١.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ج٣، ص١٤١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٤٣.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ج٣، ص١٤٣.

مسئلہ ۱۲: مکاتب کا بیٹا یا غلام مر گیا تو نماز پڑھانے کا حق مکاتب کو ہے، مگر اُس کا مولیٰ اگر موجود ہو تو اُسے چاہیے کہ مولیٰ سے پڑھوائے اور اگر مکاتب مر گیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت ادا ہو جائے اور وہ مال وہاں موجود ہے تو اُس کا بیٹا نماز پڑھائے اور مال غائب ہے تو مولیٰ۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۳: عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: میّت کے ولی اقرب اور ولی ابعد دونوں موجود ہیں تو ولی اقرب کو اختیار ہے کہ ابعد کے سوا کسی اور سے پڑھوا دے ابعد کو منع کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ولی اقرب غائب ہے اور اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کا انتظار نہ کیا جا سکے اور کسی تحریر کے ذریعہ سے ابعد کے سوا کسی اور سے پڑھوانا چاہے تو ابعد کو اختیار ہے کہ اُسے روک دے اور اگر ولی اقرب موجود ہے مگر بیمار ہے تو جس سے چاہے پڑھوا دے ابعد کو منع کا اختیار نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: عورت مر گئی شوہر اور جوان بیٹا چھوڑا تو ولایت بیٹے کو ہے شوہر کو نہیں، البتہ اگر یہ لڑکا اُسی شوہر سے ہے تو باپ پر پیش قدمی مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ باپ سے پڑھوائے اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو سوتیلے باپ پر تقدم کر سکتا ہے کوئی حرج نہیں اور بیٹا بالغ نہ ہو تو عورت کے جو اور ولی ہوں اُن کا حق ہے شوہر کا نہیں۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخص ایک درجہ کے ولی ہوں تو زیادہ حق اُس کا ہے جو عمر میں بڑا ہے، مگر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے ولی کے سوا کسی اور سے بغیر اُس کی اجازت کے پڑھوا دے اور اگر ایسا کیا یعنی خود نہ پڑھائی اور کسی اور کو اجازت دے دی تو دوسرے ولی کو منع کا اختیار ہے، اگرچہ یہ دوسرا ولی عمر میں چھوٹا ہو اور اگر ایک ولی نے ایک شخص کو اجازت دی، دوسرے نے دوسرے کو تو جس کو بڑے نے اجازت دی وہ اولیٰ ہے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: میّت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اُس سے پڑھوا دے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

1...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، الجزء الأول، ص١٣٦.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم... إلخ، ج٣، ص١٤١-١٤٤.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.

5...... المرجع السابق.

6...... المرجع السابق.

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣، وغيره.

مسئلہ ۱۹: ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کرسکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہوگیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امام محلّہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کرسکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیا اعادہ نہیں کرسکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۰: جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی اُن سے فاسد ہو جاتی ہے سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مستحب یہ ہے کہ میّت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو اور میّت سے دُور نہ ہو میّت خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ یہ اُس وقت ہے کہ ایک ہی میّت کی نماز پڑھانی ہو اور اگر چند ہوں تو ایک کے سینہ کے مقابل اور قریب کھڑا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چُپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اُس کے ساتھ سلام پھیر دے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: بعض تکبیریں فوت ہوگئیں یعنی اُس وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً شامل نہ ہو اس وقت ہو جب امام تکبیر کہے اور اگر انتظار نہ کیا بلکہ فوراً شامل ہوگیا تو امام کے تکبیر کہنے سے پہلے جو کچھ ادا کیا اُس کا اعتبار نہیں، اگر وہیں موجود تھا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہا، خواہ غفلت کی وجہ سے دیر ہوئی یا ہنوز نیّت ہی کرتا رہ گیا تو یہ شخص اس کا انتظار نہ کرے کہ امام دوسری تکبیر کہے تو اُس کے ساتھ شامل ہو بلکہ فوراً ہی شامل ہو جائے۔[5] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۴: مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٤٤، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٤.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض... إلخ، ج٣، ص١٣٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٣١.

5 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص٥٨٧.

اگر یہ اندیشہ ہو کہ دُعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میّت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعائیں چھوڑ دے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں مثلاً پہلی تکبیر امام کے ساتھ کہی، مگر دوسری اور تیسری جاتی رہیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پیشتر یہ تکبیریں کہہ لے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیّت کر لے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں یعنی جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو اُن میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہے وعلیٰ ھذا القیاس۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: چند جنازے کی ایک ساتھ پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلیٰ ھذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو وعلیٰ ھذا القیاس۔

اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے امام کے قریب رکھیں یہ اس وقت ہے کہ سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اس کے بعد لڑکا پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے، اس کا عکس یہاں ہے اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام سے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو، اُس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک ہی قبر میں چند مُردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلہ کو اُسے رکھیں جو افضل ہے جب کہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں، ورنہ قبلہ کی جانب مرد کو رکھیں پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ کو۔[5] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳٦.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: ھل یسقط فرض الکفایۃ بفعل الصبي، ج۳، ص۱۳٦.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳٦.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳۸.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦۵.
و"الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۳۹.

مسئلہ ۲۹: ایک جنازہ کی نماز شروع کی تھی کہ دوسرا آ گیا تو پہلے کی پوری کرلے اور اگر دوسری تکبیر میں دونوں کی نیّت کرلی، جب بھی پہلے ہی کی ہوگی اور اگر صرف دوسرے کی نیّت کی تو دوسرے کی ہوگی اس سے فارغ ہو کر پہلے کی پھر پڑھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: نماز جنازہ میں امام بے وضو ہوگیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: میّت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میّت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے، گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بدیر تر یا شور زمین میں جلد خشک اور غیر شور میں بدیر فربہ جسم جلد لاغر دیر میں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: کوئیں میں گر کر مر گیا یا اوس کے اوپر مکان گر پڑا اور مردہ نکالا نہ جا سکا تو اُسی جگہ اُس کی نماز پڑھیں اور دریا میں ڈوب گیا اور نکالا نہ جا سکا تو اس کی نماز نہیں ہوسکتی کہ میّت کا مصلّی کے آگے ہونا معلوم نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ میّت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔[5] (درمختار) شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔[6] (ردالمحتار) یعنی جب کہ مالک زمین منع کرتا ہو۔

مسئلہ ۳۴: جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کرلیں، اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔[7] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵: نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ یوہیں کسی اور فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت طیار ہو تو فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں، بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں جسم خراب

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦٥.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ج۳، ص۱٤٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولى الأمر واجب، ج۳، ص۱٤۷.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱٤۸.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة صلاة الجنازة في المسجد، ج۳، ص۱٤۸.

7 ...... المرجع السابق، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۷۳، و "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۳۱۰.

ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: نمازِ عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ پھر خطبہ اور گہن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے جنازہ پھر گہن کی۔[2] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل وکفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اُس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔[3] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۸: بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے، مگر وراثت کے بارے میں اُن کی گواہی نامعتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اُس کی ماں ہوگی، یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ اُس کی خلقت تمام ہو یا ناتمام بہرحال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اُس کا حشر ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: کافر کا بچہ دارالحرب میں اپنی ماں یا باپ کے ساتھ یا بعد میں قید کیا گیا پھر وہ مر گیا اور اُس کے ماں باپ میں سے اب تک کوئی مسلمان نہ ہوا تو اسے نہ غسل دیں گے نہ کفن، خواہ دارالحرب ہی میں مرا ہو یا دارالاسلام میں اور اگر تنہا دارالاسلام میں اُسے لائیں یعنی اُس کے ماں باپ میں سے کسی کو قید کر کے نہ لائے ہوں نہ وہ بطور خود بچہ کے لانے سے

1..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: فيما يترجع تقديمه من صلاة عيد و جنازة... إلخ، ج٣، ص٥٢ ـ ٥٣.

و "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص١٨٣ ـ ١٨٤.

2..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥٢.

و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف، ص١٢٤.

3..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج٣، ص١٥٢ـ١٥٤.

4..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج٣، ص١٥٢.

5..... المرجع السابق، ص١٥٤.

پہلے ذمی بن کر آئے تو اسے غسل وکفن دیں گے اور اُس کی نماز پڑھی جائے گی، اگر اس نے عاقل ہو کر کفر اختیار نہ کیا۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۴۱: کافر کے بچہ کو قید کیا اور ابھی وہ دار الحرب ہی میں تھا کہ اُس کا باپ دار الاسلام میں آکر مسلمان ہوگیا تو بچہ مسلمان سمجھا جائے گا یعنی اگر چہ دار الحرب میں مرجائے، اسے غسل وکفن دیں گے اس کی نماز پڑھیں گے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کر لائے اور ان میں سے کوئی مسلمان ہوگیا یا وہ بچہ سمجھ وال تھا، خود مسلمان ہوگیا تو ان دونوں صورتوں میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔[3] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۴۳: کافر کے بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کیا مگر وہ دونوں وہیں دار الحرب میں مرگئے تو اب مسلمان سمجھا جائے، مجنون بالغ قید کیا گیا تو اس کا حکم وہی ہے جو بچہ کا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اُس کی منکوحہ نہ تھی، یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔[5] (ردالمحتار)

قبر و دفن کا بیان

مسئلہ ۱: میّت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میّت بالغ ہو یا نابالغ۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٩.
و"الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٥٥، وغيرهما.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج٣، ص١٥٥.

3 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٥٥ ـ ١٥٧.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج٣، ص١٥٧.

5 ...... "ردالمحتار"

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٣.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٦.

مسئلہ۳: قبر کی لنبائی میّت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ [1] (ردالمحتار) اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

مسئلہ۴: قبر دو قسم ہے، لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میّت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور صندوق وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ۵: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ۶: تابوت کہ میّت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میّت نے مال چھوڑا ہے۔ [4] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ۷: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام [5] اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل [6] کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔ [7] (صغیری، ردالمحتار)

مسئلہ۸: قبر کے اس حصہ میں کہ میّت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ [8] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۹: قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین

---

1. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱٦٤.
2. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱٦٥.
3. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱٦٤.
4. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱٦٦.
   و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱٦٥، وغیرھما.
5. ...... یعنی کچی۔
6. ...... یعنی مٹی کی لپائی۔
7. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱٦٥.
8. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱٦٦، وغیرہ.

ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پرظاہر نہ کریں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ .

اور ایک روایت میں **بِسْمِ اللّٰهِ** کے بعد **وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** بھی آیا ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: میّت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا مونھ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف مونھ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٦٦، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

4 ...... "تنوير الأبصار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤٠.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٧.

دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے،عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔[1] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

پہلی بار کہیں: مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ .[2]

دوسری بار: وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ .[3]

تیسری بار: وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰی .[4]

یا پہلی بار: اَللّٰهُمَّ جَافِ الۡاَرۡضَ عَنۡ جَنۡبَيۡهِ .[5]

دوسری بار: اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ لِرُوۡحِهٖ .[6]

تیسری بار: اَللّٰهُمَّ زَوِّجۡهُ مِنۡ حُوۡرِ الۡعِيۡنِ .[7]

اور میّت عورت ہو تو،

تیسری بار یہ کہیں: اَللّٰهُمَّ اَدۡخِلۡهَا الۡجَنَّةَ بِرَحۡمَتِكَ .[8]

باقی مٹی ہاتھ یا کُھرپی یا پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔[9] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے،اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٨.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤٠.

2 ...... اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔۱۲

3 ...... اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔۱۲

4 ...... اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔۱۲

5 ...... اے اللہ (عزوجل)! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ کر۔۱۲ عورت کے لئے ضمیر مؤنث ہو جَنۡبَيۡهَا، لِرُوۡحِهَا۔۱۲

6 ...... اے اللہ (عزوجل)! اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دے۔۱۲

7 ...... اے اللہ (عزوجل)! حورعین کو اس کی زوجہ کردے۔۱۲

8 ...... اے اللہ (عزوجل)! اپنی رحمت سے تو اس کو جنت میں داخل کردے۔۱۲

9 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

مسئلہ ۱۹: قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو، تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔[2] (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: علما و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔[3] (درمختار، ردالمحتار) یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقر کا اوّل و آخر پڑھیں سرہانے الٓمّٓ سے مُفۡلِحُوۡنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۴: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میّت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میّت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔[6] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۵: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلاضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میّتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے یہ اوپر مذکور ہوا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٨.

2...... "ردالمحتار" المرجع السابق، ص١٦٥ و "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص٦٠٧.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٩.

4...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٧٠.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١.

5...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١، وغيره.

6...... المرجع السابق.

7...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھالے جائیں تو اکثر علما نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔[1] (عالمگیری) اور یہ جو بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ زمین کو سپرد کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔

مسئلہ ۲۷: دوسرے کی زمین میں بلا اجازتِ مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میّت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کرکے اس میں کھیتی کرے۔ یو ہیں اگر وہ زمین شفعہ میں لے لی گئی یا غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلوا سکتا ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: وقفی قبرستان میں کسی نے قبر طیار کرائی اس میں دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبرستان میں جگہ ہے، تو مکروہ ہے اور اگر دفن کر دیا تو قبر کھودوانے والا مردہ کو نہیں نکلوا سکتا جو خرچ ہوا ہے لے لے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثہ موجود نہ تھے ان ورثہ کو قبر کھودنے کی اجازت ہے، کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اپنے لیے کفن تیار رکھے تو حرج نہیں اور قبر کھودوا رکھنا بے معنی ہے کیا معلوم کہاں مرے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۷.

2 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۷۱.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۷۱.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۷.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۷۱.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۸۳.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۸۳.

مسئلہ ۳۲: اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے، قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا، فرمایا: ''جوتے اتار دے، نہ قبر والے کو تُو ایذا دے، نہ وہ تجھے۔'' [1]

مسئلہ ۳۳: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔[2] (درمختار) یعنی جب کہ پڑھنے والے اُجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے، اگر اُجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

مسئلہ ۳۴: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے مونھ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیّت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔[3] (درمختار، غنیہ عن التاتارخانیہ) یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔[4] (ردالمحتار)

(زیارتِ قبور)

مسئلہ ۳۵: زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں افضل روزِ جمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکرِ شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ......

2 ...... ''الدرالمختار''، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٨٥.

3 ...... المرجع السابق، و ''الفتاوى التاتار خانية''، كتاب الصلاة، الفصل الثاني، ج٢، ص١٧٠.

4 ...... ''ردالمحتار''، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: فيما يكتب على كفن الميت، ج٣، ص١٨٦.

5 ...... ''ردالمحتار''، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور، ج٣، ص١٧٧.

مسئلہ ۳۶: عورتوں کے لیے بعض علمانے زیارتِ قبور کو جائز بتایا، درمختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع وفزع کریں گی، لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع۔[1] (ردالمحتار) اوراسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۷: زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب[3] سے جا کر میّت کے مونھ کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ میّت کے لیے باعثِ تکلیف ہے یعنی میّت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِیَۃِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ اَدْخِلْ ھٰذِہِ الْقُبُوْرِ مِنْکَ رَوْحًا وَّرَیْحَانًا وَّمِنَّا تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا . [4]

پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر سورہ تک اور سورۂ یٰسٓ اور تَبٰرَکَ الَّذِیْ اور اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک ایک بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے: ''جو گیارہ بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی برابر اسے ثواب ملے گا۔'' [6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۸.

2 ...... ''الفتاوی الرضویۃ''، ج۹، ص۵۳۸.

3 ...... یعنی قدموں کی طرف۔

4 ...... سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے اگلے ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم اپنے اور تمہارے لیے عفو وعافیت کا سوال کرتے ہیں، اللہ (عزوجل) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! رب فانی روحوں کے اور جسم گل جانے والے اور بوسیدہ ہڈیوں کے، تو اپنی طرف سے ان قبروں میں تازگی اور خوشبو داخل کر اور ہماری طرف سے تحیت وسلام پہنچا دے۔۱۲

5 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹.

6 ...... ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹.

مسئلہ ۳۹: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض ونفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اوراس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کرٹکڑا ٹکڑا ملے۔[1] (ردالمحتار) بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم ازکم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اوراس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس وعلیٰ ہذا القیاس۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴۰: نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اُس کا ثواب مُردہ کو پہنچایا تو **اِنْشَاءَ اللّٰہ تعالیٰ** پہنچے گا۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴۱: قبر کو بوسہ دینا بعض علما نے جائز کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔[4] (اشعۃ اللمعات) اور قبر کا طوافِ تعظیمی منع ہے اوراگر برکت لینے کے لیے گرد مزار پھرا تو حرج نہیں، مگر عوام منع کیے جائیں بلکہ عوام کے سامنے کیا بھی نہ جائے کہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔

(دفن کے بعد تلقین)

مسئلہ ۴۲: دفن کے بعد مُردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے۔[5] (جوہرہ) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کردیا۔[6] (ردالمحتار) حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اوراُس کی مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یافلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یافلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یافلاں بن فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمھیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في القراء ۃ للمیت... إلخ، ج۳، ص۱۸۰.

2 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۶۲۳ ـ ۶۲۹.

3 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۶۲۹ ـ ۶۴۲.

4 ...... "اشعۃ اللمعات"، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج۱، ص۷۶۳.

5 ...... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۰.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في التلقین بعد الموت، ج۳، ص۹۴.

عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا . [1]

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوّا کی طرف نسبت کرے۔'' [2]

رواه الطبراني في الكبير والضياء في الاحكام وغيرهما۔ بعض اجلۂ ائمہ تابعین فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میّت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے:

يا فلان بن فلان قُلْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ . [3]

تین بار پھر کہا جائے:

قُلْ رَّبِّىَ اللّٰهُ وَدِيْنِىَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . [4]

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا:

وَاعْـلَـمْ اَنَّ هٰذَيْنِ الَّذَيْنِ اَتَيَاكَ اَوْيَاْ تِيَانِكَ اِنَّمَا هُمَا عَبْدَانِ لِلّٰهِ لَا يَضُرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَـلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَاَشْهَدْ اَنَّ رَبَّكَ اللّٰهُ وَدِيْنَكَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَـبَّتَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ اِنَّـهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ . [5]

مسئلہ ۴۳: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کرینگے اور میّت کا دل بہلے گا۔ [6] (ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: تو اُسے یاد کر، جس پر تُو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ تُو اللہ (عزوجل) کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔۱۲

2 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۷۹۷۹، ج۸، ص۲۴۹ ـ ۲۵۰.

3 ...... اے فلاں بن فلاں تو کہہ کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔۱۲

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۲۲۲.

تو کہہ میرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔۱۲

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۲۲۲.

اور جان لے کہ یہ دو شخص جو تیرے پاس آئے یا آئیں گے یہ اللہ (عزوجل) کے بندے ہیں بغیر خدا کے حکم کے نہ ضرر پہنچائیں، نہ نفع پس نہ خوف کر اور نہ غم کر اور تو گواہی دے کہ تیرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور تیرا دین اسلام ہے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اللہ (عزوجل) ہم کو اور تجھ کو قول ثابت پر ثابت رکھے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في وضع الجريد و نحو الآس على القبور، ج۳، ص۱۸۴.

یو ہیں جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ۴۴: قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیے کہ اُس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میّت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میّت کا حق ضائع کرنا ہے۔[1] (ردالمحتار)

تعزیت کا بیان

مسئلہ۱: تعزیت مسنون ہے۔ حدیث میں ہے، ''جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔'' [2] اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ دوسری حدیث ترمذی و ابن ماجہ میں ہے، ''جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے، اُسے اُسی کے مثل ثواب ملے گا۔'' [3]

مسئلہ۲: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ۳: دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو یہ اُس وقت ہے کہ اولیائے میّت جزع وفزع نہ کرتے ہوں، ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر ہی کرے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ۴: مستحب یہ ہے کہ میّت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کو مگر عورت کو اُس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ تعزیت میں یہ کہے، اللہ تعالیٰ میّت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی:

لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَاَعۡطٰی وَكُلُّ شَیۡئٍ عِنۡدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی .

''خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا دیا اور اُس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے۔'' [6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۵: مصیبت پر صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں، ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع وفزع سے دونوں

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في وضع الجريد و نحو الآس على القبور، ج٣، ص١٨٤.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عزى مصابا، الحديث: ١٦٠١، ج٢، ص٢٦٨.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء في أجر من عزى مصابا، الحديث: ١٠٧٥، ج٢، ص٣٣٨.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج٣، ص١٧٧.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، ج١، ص١٦٧، وغيره.

جاتے رہتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: میّت کے اعزّہ کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازہ پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا بُری بات ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۷: میّت کے پروسی یا دور کے رشتہ دار اگر میّت کے گھر والوں کے لیے اُس دن اور رات کے لیے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: میّت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقرا کو کھلائیں تو بہتر ہے۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ۹: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمۂ طیبہ پڑھوایا، ان کے لیے بھی کھانا طیار کرنا ناجائز ہے۔[5] (ردالمحتار) یعنی جب کہ ٹھہرا لیا ہو یا معروف ہو یا وہ اغنیا ہوں۔

مسئلہ۱۰: تیجے وغیرہ کا کھانا اکثر میّت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوہیں اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے، جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔[6] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ۱۱: تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پیٹتی نوحہ کرتی ہیں، انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔[7] (کشف الغطا)

مسئلہ۱۲: میّت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے

---

1. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الثواب على المصيبة، ج۳، ص۱۷۵.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱۶۷.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج۳، ص۱۷۶.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الثواب على المصيبة، ج۳، ص۱۷۵.
4. ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الدفن، ج۲، ص۱۵۱. طبعة مركز اهل السنة بركات رضا.
5. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج۳، ص۱۷۶.
6. ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر و الاباحة، ج۴، ص۳۶۶، و "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۶۶۴، وغيره.
7. ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۶۶۶.

زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا، کھانا منع ہے۔[1] (کشف الغطا) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے، اس کے بعد مکروہ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔[3] (ردالمحتار) اور دفن کے بعد میّت کے مکان پر آنا اور تعزیت کر کے اپنے اپنے گھر جانا اگر اتفاقاً ہو تو حرج نہیں اور اس کی رسم کرنا نہ چاہیے اور میّت کے مکان پر تعزیت کے لیے لوگوں کا مجمع کرنا دفن کے پہلے ہو یا بعد اسی وقت ہو یا کسی اور وقت خلاف اَولیٰ ہے اور کریں تو گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۱۴: جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

(سوگ اور نوحہ کا ذکر)

مسئلہ ۱۵: سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری) یوہیں سیاہ بلّے لگانا کہ اس میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶: میّت کے گھر والوں کو تین دن تک اس لیے بیٹھنا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کر جائیں جائز ہے مگر ترک بہتر اور یہ اس وقت ہے کہ فروش اور دیگر آرائش نہ کرنا ہو ورنہ ناجائز۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: نوحہ یعنی میّت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ یوہیں واویلاوامصیبتا[7] کہہ کے چلّانا۔[8] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۸: گریبان پھاڑنا، مونھ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۹، ص٦٦٦.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في الهدايا و الضيافات، ج٥، ص٣٤٤.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج٣، ص١٧٧.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٧٧.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج١، ص١٦٧.

7 ...... یعنی ہائے مصیبت۔

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج١، ص١٦٧.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج٣، ص١٧٦.

9 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٩ ،وغيره.

کام ہیں اور حرام۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں، مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔[2] (حدیث)

مسئلہ ۲۰: آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بُکا فرمایا۔[3] (جوہرہ) اس مقام پر بعض احادیث جو نوحہ وغیرہ کے بارہ میں وارد ہیں ذکر کی جاتی ہیں کہ مسلمان بغور دیکھیں اور اپنے یہاں کی عورتوں کو سنائیں، کہ یہ بلا ہندوستان کی اکثر عورتوں میں ہندوؤں کی تقلید سے پائی جاتی ہے۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مونھ پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔''[4]

حدیث ۲: صحیحین میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی واللفظ لمسلم، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو سر منڈائے[5] اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے، میں اس سے بَری ہوں۔''[6]

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میری اُمّت میں چار کام جاہلیت کے ہیں، لوگ انھیں نہ چھوڑیں گے۔

(۱) حسب پر فخر کرنا اور

(۲) نسب میں طعن کرنا اور

(۳) ستاروں سے مینھ چاہنا (فلاں نچھتر کے سبب پانی برسے گا) اور

(۴) نوحہ کرنا

اور فرمایا: ''نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس پر

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج١، ص١٦٧.

2 ...... انظر: "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، الحديث: ١٢٨٠، ج١، ص٤٣٢.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٩ ـ ١٤٠.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ليس منّا من ضرب الخدود، الحديث: ١٢٩٧، ج١، ص٤٣٩.

5 ...... یعنی کسی کے مرنے پر جیسے ہندو بھدرا کرتے ہیں ۱۲۔

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود... إلخ، الحديث: ١٠٤، ص٦٦.

ایک کُرتا قطران کا ہوگا اور ایک خارشت کا۔'' [1]

حدیث ۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالٰی عذاب نہیں فرماتا اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میّت پر عذاب ہوتا ہے'' [2] یعنی جبکہ اس نے وصیّت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور منع نہ کیا ہو، واللہ تعالٰی اعلم یا یہ مراد ہے کہ ان کے رونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسری حدیث میں آیا: ''اے اللہ (عزوجل) کے بندو! اپنے مردے کو تکلیف نہ دو، جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔'' [3]

حدیث ۵: بخاری و مسلم مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس پر نوحہ کیا گیا، قیامت کے دن اس نوحہ کے سبب اس پر عذاب ہوگا۔'' [4] یعنی اُنھیں صورتوں میں

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہتی ہیں: جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال ہوا، میں نے کہا مسافرت اور پردیس میں انتقال ہوا، ان پر اس طرح رووٗں گی جس کا چرچا ہو، میں نے رونے کا تہیّہ کیا تھا اور ایک عورت بھی اس ارادہ سے آئی کہ میری مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: ''جس گھر سے اللہ تعالٰی نے شیطان کو دو مرتبہ نکالا، تُو اس میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہے''، فرماتی ہیں: میں رونے سے باز آئی اور نہیں روئی۔ [5]

حدیث ۷: ترمذی ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مرتا ہے اور رونے والا اس کی خوبیاں بیان کر کے روتا ہے، اللہ تعالٰی اس میّت پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے کونچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تُو ایسا تھا؟۔'' [6]

حدیث ۸: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابن آدم! اگر تُو اوّل صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر

1. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة، الحديث: ٩٣٤، ص ٤٦٥.
2. ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض، الحديث: ١٣٠٤، ج ١، ص ٤٤١.
3. ......
4. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، الحديث: ٩٣٣، ص ٤٦٥.
5. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الحديث: ٩٢٢، ص ٤٥٩.
6. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، الحديث: ١٠٠٥، ج ٢، ص ٣٠٥.

میں راضی نہیں۔'' (1)

حدیث۹: احمد وبیہقی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کرکے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کہے، اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہوگیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ مصیبت پہنچی تھی۔'' (2)

شہید کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾ (3)

جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیے گئے، انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ۙ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ۘ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ۚ ﴾ (4)

جو لوگ راہ خدا میں قتل کیے گئے انھیں مردہ نہ گمان کر، بلکہ وہ اپنے رب (عزوجل) کے یہاں زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے۔ اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے جو انھیں دیا اس پر خوش ہیں اور جو لوگ بعد والے ان سے ابھی نہ ملے، ان کے لیے خوشخبری کے طالب کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اللہ (عزوجل) کی نعمت اور فضل کی خوشخبری چاہتے ہیں اور یہ کہ ایمان والوں کا اجر اللہ (عزوجل) ضائع نہیں فرماتا۔

احادیث میں اس کے فضائل بکثرت وارد ہیں، شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ:

(حدیث۱:) ایک حدیث میں فرمایا: ''اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں۔

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

---

(1) ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في العبد على المصيبة، الحديث: ۱۵۹۷، ج۲، ص۲٦٦.

(2) ...... ''المسند'' للإمام أحمد بن حنبل، حديث الحسين بن على رضى اللّٰه عنهما، الحديث: ۱۷۳٤، ج۱، ص٤۲۹.

(3) ...... پ۲، البقرة: ۱۵٤.

(4) ...... پ٤، اٰلِ عمرٰن: ۱٦۹۔۱۷۱.

(۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(۳) ذات الجنب میں مرا شہید ہے۔

(۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔[1]

(۵) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈہ پڑے اور مرجائے شہید ہے۔

(۷) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کوآرے پن میں مرجائے شہید ہے۔'' [2]

اس حدیث کو امام مالک[3] وابوداود ونسائی نے جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت اور:

حدیث۲: امام احمد کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون سے بھاگنے والا اس کے مثل ہے، جو جہاد سے بھاگا اور جو صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔'' [4]

حدیث۳: احمد ونسائی عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو طاعون میں مرے، ان کے بارے میں اللہ عزوجل کے دربار میں مقدمہ پیش ہوگا۔ شہدا کہیں گے، یہ ہمارے بھائی ہیں یہ ویسے ہی قتل کیے گئے جیسے ہم اور بچھونوں پر وفات پانے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے بچھونوں پر مرے جیسے ہم۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: ''ان کے زخم دیکھو، اگر ان کے زخم مقتولین کے مشابہ ہوں، تو یہ انھیں میں ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔'' دیکھیں گے تو ان کے زخم شہدا کے زخم سے مشابہ ہوں گے، شہدا میں شامل کر دیے جائیں گے۔'' [5]

حدیث۴: ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ارشاد فرمایا مسافرت کی موت شہادت ہے۔[6]

---

1 ...... اس سے مراد استسقا ہے یا دست آنا دونوں قول ہیں اور یہ لفظ دونوں کو شامل ہوسکتا ہے، لہٰذا اس کے فضل سے امید ہے کہ دونوں کو شہادت کا اجر ملے۔۱۲ منہ حفظہ ربہ

2 ...... حدیث کے الفاظ یہ ہیں ((وَالْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ فَهِيَ شَهِيْدَةٌ)) ("سنن النسائي"، كتاب الجنائز، باب النهى عن البكاء على الميت، الحديث: ١٨٤٧، ص٢٢٠٩) دون قوله: فهي.
جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی چیز سے مری، جو اس میں اکٹھی ہے جدا نہ ہوئی اس میں ولادت و زوال بکارت دونوں داخل ہیں۔۱۲

3 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الجنائز، باب النهى عن البكاء على الميت، الحديث: ٥٦٣، ج١، ص٢١٨.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ١٤٨٨١، ج٥، ص١٤٢.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث العرباض بن سارية، الحديث: ١٧١٥٩، ج٦، ص٨٦.

6 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء فيمن مات غريبا، الحديث: ١٦١٣، ج٢، ص٢٧٥.

ان کے سوا اور بہت صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ نے ان کو ذکر کیا ہے، بعض یہ ہیں۔

(۹) سِل کی بیماری میں مرا۔

(۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

(۱۱) بخار میں مرا۔

(۱۲) مال یا

(۱۳) جان یا

(۱۴) اہل یا

(۱۵) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(۱۶) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(۱۹) مارا اور مر گیا۔

(۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(۲۱) علم دین کی طلب میں مرا۔

(۲۲) مؤذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(۲۳) تاجر راست گو۔

(۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امرِ الٰہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے **اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔**

(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(۲۸) فسادِ اُمّت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔

(۲۹) جو مرض میں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْـتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مرجائے اور اچھا ہوگیا تو اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

(۳۰) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(۳۱) جو ہر رات میں سورۂ یٰس شریف پڑھے۔

(۳۲) جو باطہارت سویا اور مرگیا۔

(۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سو بار دُرُود شریف پڑھے۔

(۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

(۳۵) جو جمعہ کے دن مرے۔

(۳٦) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالٰی ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو کہے صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔[1]

مسائلِ فقہیّہ

اصطلاح فقہ میں شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم کسی آلۂ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔[2] شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے، ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔[3] تو جہاں یہ حکم پایا جائے گا فقہا اسے شہید کہیں گے ورنہ نہیں، مگر شہید فقہی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ شہید کا ثواب بھی نہ پائے، صرف اس کا مطلب اتنا ہوگا کہ غسل دیا جائے وبس۔

مسئلہ ۱: نابالغ اور مجنون کو غسل دیا جائے، اگرچہ وہ کسی طرح قتل کیے گئے، **جنب** اور حیض ونفاس والی عورت خواہ ابھی حیض ونفاس میں ہو یا ختم ہوگیا مگر ابھی غسل نہ کیا تو ان سب کو غسل دیا جائے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہ ہوئے تھے کہ قتل کی گئی تو اسے غسل نہ دیں گے کہ ابھی یہ نہیں کہہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، مطلب في تعداد الشهداء، ج۳، ص۱۹۵ ـ ۱۹۷.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۸۷ ـ ۱۸۹.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۱.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۸۷.

سکتے کہ حائض ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: جنب ہونا یوں معلوم ہوگا کہ قتل سے پہلے اس نے خود بیان کیا ہو یا اس کی عورت نے بتایا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۴: آلۂ جارحہ وہ جس سے قتل کرنے سے قاتل پر قصاص واجب ہوتا ہے یعنی جو اعضا کو جدا کر دے جیسے تلوار، بندوق کو بھی آلۂ جارحہ کہیں گے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جب نفس قتل سے قاتل پر قصاص واجب نہ ہو بلکہ مال واجب ہو تو غسل دیا جائے گا، مثلاً لاٹھی سے مارا یا قتل خطا کہ نشانہ پر مار رہا تھا مگر کسی آدمی کو لگا اور مر گیا یا کوئی شخص ننگی تلوار لیے سو گیا اور سوتے میں کسی آدمی پر وہ تلوار گر پڑی وہ مر گیا یا کسی شہر یا گاؤں میں یا ان کے قریب مقتول پڑا ملا اور اس کا قاتل معلوم نہیں، ان سب صورتوں میں غسل دیں گے اور اگر مقتول شہر وغیرہ میں ملا اور معلوم ہے کہ چوروں نے قتل کیا ہے خواہ اسلحہ سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے تو غسل نہ دیا جائے، اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ کس چور نے قتل کیا۔ یوہیں اگر جنگل میں ملا اور معلوم نہیں کہ کس نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے۔ یوہیں اگر ڈاکوؤں نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے، ہتھیار سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: اگر نفس قتل سے مال واجب نہ ہوا بلکہ وجوب مال کسی امر خارج سے ہے، مثلاً قاتل و اولیائے مقتول میں صلح ہوگئی یا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا یا کسی ایسے کو مارا کہ اس کا وارث بیٹا ہے، مثلاً اپنی عورت کو مار ڈالا اور عورت کا وارث بیٹا ہے جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کا مالک یہی لڑکا ہوگا مگر چونکہ اس کا باپ قاتل ہے قصاص ساقط ہوگیا تو ان صورتوں میں غسل نہ دیا جائے۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۷: اگر قتل بطورِ ظلم نہ ہو بلکہ قصاص یا حد یا تعزیر میں قتل کیا گیا یا درندہ نے مار ڈالا تو غسل دیں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص گھائل ہوا مگر اُس کے بعد دنیا سے متمتع ہوا، مثلاً کھایا یا پیا یا سویا یا علاج کیا، اگرچہ یہ چیزیں بہت قلیل ہوں یا خیمہ میں ٹھہرا یعنی وہیں جہاں زخمی ہوا یا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا، بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا وہاں

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج٣، ص١٨٧.

2...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ص١٤٣.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج٣، ص١٨٩.

4...... المرجع السابق، وغيره.

5...... المرجع السابق.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج٣، ص١٩٢.

سے اُٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اُسے معرکہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے گئے خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہوا یا کسی دنیوی بات کی وصیّت کی یا بیع کی یا کچھ خریدا یا بہت سی باتیں کیں، تو ان سب صورتوں میں غسل دیں گے، بشرطیکہ یہ امور جہاد ختم ہونے کے بعد واقع ہوئے اور اگر اثنائے جنگ میں ہوں تو یہ چیزیں مانع شہادت نہیں یعنی غسل نہ دیں گے اور وصیت اگر آخرت کے متعلق ہو یا دو ایک بات بولا اگرچہ لڑائی کے بعد تو شہید ہے غسل نہ دیں گے اور اگر لڑائی میں نہیں قتل کیا گیا بلکہ ظلماً تو ان چیزوں میں سے اگر کوئی پائی گئی غسل دیں گے ورنہ نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس کو حربی یا باغی یا ڈاکو نے کسی آلہ سے قتل کیا ہو یا ان کے جانوروں نے اسے کچل دیا، اگرچہ خود یہی ان کے جانور پر سوار تھا یا کھینچے لیے جاتا تھا یا اس جانور نے اپنے ہاتھ پاؤں اس پر مارے یا دانت سے کاٹا یا اس کی سواری کو ان لوگوں نے بھڑکا دیا اُس سے گر کر مر گیا یا انہوں نے اس پر آگ پھینکی یا اُن کے یہاں سے ہوا آگ اُڑا لائی یا انہوں نے کسی لکڑی میں آگ لگا دی جس کا ایک کنارہ اُدھر تھا اور ان صورتوں میں جل کر مر گیا یا معرکہ میں مرا ہوا ملا اور اُس پر زخم کا نشان ہے، مثلاً آنکھ کان سے خون نکلا ہے یا حلق سے صاف خون نکلا یا اُن لوگوں نے شہر پناہ پر سے اُسے پھینک دیا یا اُس کے اوپر دیوار ڈھادی یا پانی میں ڈوبا دیا یا پانی بند تھا انہوں نے کھول کر ادھر بہا دیا کہ ڈوب گیا یا گلا گھونٹ دیا، غرض وہ لوگ جس طرح بھی مسلمان کو قتل کریں یا قتل کے سبب بنیں وہ شہید ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: معرکہ میں مُردہ ملا اور اُس پر قتل کا کوئی نشان نہیں یا اُس کی ناک یا پاخانہ پیشاب کے مقام سے خون نکلا ہے یا حلق سے بستہ خون نکلا یا دشمن کے خوف سے مر گیا تو غسل دیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اپنی جان یا مال یا کسی مسلمان کے بچانے میں لڑا اور مارا گیا وہ شہید ہے، لوہے یا پتھر یا لکڑی کسی چیز سے قتل کیا گیا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: دو کشتیوں میں مسلمان تھے، دشمن نے ایک کشتی پر آگ پھینکی یہ لوگ جل گئے، وہ آگ بڑھ کر دوسری کشتی میں لگی یہ بھی جلے تو اس دوسری کشتی والے بھی شہید ہیں۔[5] (عالمگیری)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۲۔۱۹۴.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱۶۷ ۔ ۱۶۸.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۸۹، وغيرهما.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۰.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱۶۸.

5...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: مشرک کا گھوڑا چھوٹ کر بھاگا اور اُس پر کوئی سوار نہیں اس نے کسی مسلمان کو کچل دیا یا مسلمان نے کافر پر تیر چلایا وہ مسلمان کو لگا یا کافر کے گھوڑے سے مسلمان کا گھوڑا بھڑکا اُس نے مسلمان سوار کو گرادیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں نے فرار کی کافروں نے ان کو آگ یا خندق کی طرف مضطر کیا یا مسلمانوں نے اپنے گرد گوکھرو بچھائے تھے پھر اُس پر چلے اور مر گئے ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: لڑائی میں کسی مسلمان کا گھوڑا بھڑکا یا کافروں کا جھنڈا دیکھ کر بدکا، مگر کافروں نے اسے نہیں بھڑکایا اور اس نے سوار کو گرا دیا وہ مر گیا یا کافر قلعہ بند ہوئے اور مسلمان شہر پناہ پر چڑھے، اُس پر سے پھسل کر کوئی گرا اور مر گیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ایک مسلمان کی سواری نے دوسرے مسلمانوں کو کچل دیا، خواہ وہ مسلمان اس پر سوار ہو یا باگ پکڑ کر لیے جاتا یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا دشمن پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا، ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے، مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور ایک شخص مُردہ ملا تو جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ آلۂ جارحہ سے ظلماً قتل کیا گیا غسل دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شہید کے بدن پر جو چیزیں ازقسم کفن نہ ہوں اُتار لی جائیں، مثلاً پوستین زرہ ٹوپی، خود ہتھیار، روئی کا کپڑا اور اگر کفن مسنون میں کچھ کمی پڑے تو اضافہ کیا جائے اور پاجامہ نہ اُتارا جائے اور اگر کمی ہے مگر پورا کرنے کو کچھ نہیں تو پوستین اور روئی کا کپڑا نہ اُتاریں، شہید کے سب کپڑے اُتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۷: جیسے اور مُردوں کو خوشبو لگاتے ہیں شہید کو بھی لگائیں، شہید کا خون نہ دھویا جائے، خون سمیت دفن کریں اور اگر کپڑے میں نجاست لگی ہو تو دھو ڈالیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ) شہید کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔[6] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۸: دشمن پر وار کیا ضرب اُس پر نہ پڑی، بلکہ خود اس پر پڑی اور مر گیا تو عنداللہ شہید ہے، مگر غسل دیں اور نماز پڑھیں۔[7] (جوہرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱٦٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، " و ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۱، وغيرهما.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱٦٨، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۱.

7 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ص۱٤٥.

کعبۂ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان

حدیث ۱،۲: صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسامہ بن زید و عثمان بن طلحہ حجبی و بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہم کعبۂ معظّمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کرلیا گیا کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے جب باہر تشریف لائے، میں نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے کیا کیا؟ کہا: ایک ستون بائیں طرف کیا اور دو داہنی طرف اور تین پیچھے پھر نماز پڑھی اور اُس زمانہ میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔[1]

مسئلہ ۱: کعبۂ معظّمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے، فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا با جماعت، اگرچہ امام کا رُخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف مگر جب کہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی اور اگر مقتدی کا مونھ امام کے مونھ کے سامنے ہو تو ہو جائے گی، مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر مقتدی کا مونھ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز۔[2] (جوہرہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲: کعبۂ معظّمہ کی چھت پر نماز پڑھی جب بھی یہی صورتیں ہیں، مگر اُس کی چھت پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔[3] (تنویر الابصار)

مسئلہ ۳: مسجد الحرام شریف میں کعبۂ معظّمہ کے گرد جماعت کی اور مقتدی کعبۂ معظّمہ کے چاروں طرف ہوں جب بھی جائز ہے اگرچہ مقتدی بہ نسبت امام کے کعبہ سے قریب تر ہو، بشرطیکہ یہ مقتدی جو بہ نسبت امام کے قریب تر ہے ادھر نہ ہو جس طرف امام ہو بلکہ دوسری طرف ہو اور اگر اسی طرف ہے جس طرف امام ہے اور بہ نسبت امام کے قریب تر ہے تو اُس کی نماز نہ ہوئی۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۴: امام کعبہ کے اندر ہے اور مقتدی باہر تو اقتدا صحیح ہے، خواہ امام تنہا اندر ہو یا اس کے ساتھ بعض مقتدی بھی ہوں، مگر دروازہ کھلا ہونا چاہیے کہ امام کے رکوع و سجود کا حال معلوم ہوتا رہے اور اگر دروازہ بند ہے مگر امام کی آواز آتی ہے جب بھی

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب الصلاة بين السواري في غير جماعة، الحديث: ٥٠٥، ج١، ص١٨٨.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ص١٤٥.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص١٩٨، وغيرهما.

3 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص١٩٨.

4 ...... "تنوير الأبصار" و "ردالمحتار" كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص١٩٩، وغيرهما.

حرج نہیں مگر جس صورت میں امام تنہا اندر ہو کراہت ہے کہ امام تنہا بلندی پر ہوگا اور یہ مکروہ ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: امام باہر ہو اور مقتدی اندر جب بھی نماز صحیح ہے بشرطیکہ مقتدی کی پشت امام کے مواجہہ میں نہ ہو۔[2] (ردالمحتار)

قد تم هذا الجزء بحمد الله تعالى وله الحمد اولا واٰخرا وباطنا وظاهرا والصلٰوة والسلام على من ارسله شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا واٰله واصحابه وابنه وحزبه اجمعين الٰى يوم الدين والحمد للّٰه رب العٰلمين وانا الفقير الى الغنى ابو العلا امجد على الاعظمى غفر الله ولوالديه اٰمين۔

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثیل

امام اہلسنت، ناصر دین وملّت، محی الشریعہ کاسر الفتنہ، قامع البدعہ، مجدد المائۃ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ،
سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولٰنا مولوی حاجی قاری مفتی **احمد رضا خان** صاحب قادری برکاتی

نفع الاسلام و المسلمين باسراره القدسيه وكمالاته المعنويه والصوريه

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

الحمد للّٰه وكفى وسلٰم على عباده الذين اصطفٰى لا سيما على الشارع المصطفٰى ومقتفيه فى المشارع اولى الصّدق والصفا.

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِشریعت حصۂ چہارُم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابوالعلیٰ مولوی حکیم امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالیٰ فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولیٰ عزوجل مصنف کی عمر وعلم وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں مقبول فرمائے۔ آمین

والحمد للّٰه رب العٰلمين وصلى الله تعالٰى على سيدنا ومولٰنا محمد واٰله وصحبه وابنه وحزبه اجمعين امين۔ذى الحجة الحرام ۱۳۳۷ھ هجريه على صاحبها واٰله الكرام افضل الصلوة والتحية اٰمين۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص ٢٠٠.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص ٢٠٠.

زکوٰۃ وروزہ کے مسائل کا بیان

بہارِ شریعت
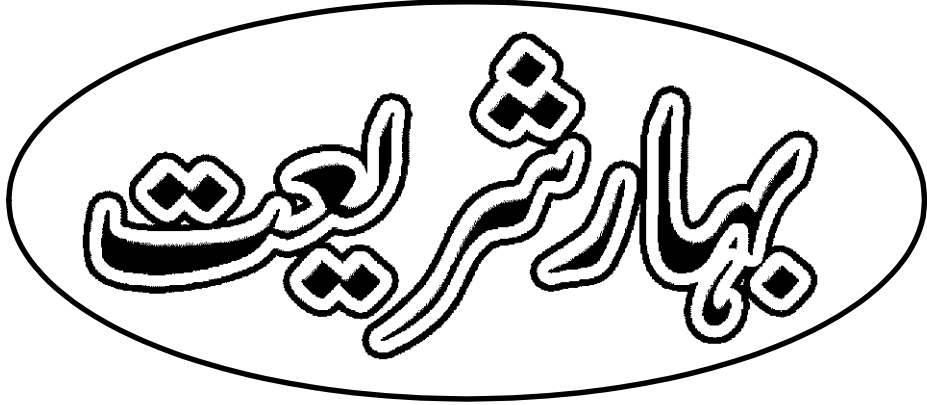
حصہ پنجم (5)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

زکاۃ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمِمَّا رَزَقۡنٰـھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۙ ﴾ (1)

اور متقی وہ ہیں کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے، اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَـۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَتُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا ﴾ (2)

ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنادو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ ﴾ (3)

اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاۃ ادا کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَہُوَ یُخۡلِفُہٗ ۚ وَہُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴾ (4)

اور جو کچھ تم خرچ کروگے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ مَثَلُ الَّـذِیۡـنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَـنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢـبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۝ اَلَّـذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَاۤ

1 ...... پ ۱، البقرۃ: ۳.
2 ...... پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۳.
3 ...... پ ۱۸، المؤمنون: ٤.
4 ...... پ ۲۲، سبا: ۳۹.

اَنۡفَقُوۡا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝ قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَلِيۡمٌ ۝ ﴾ [1]

جولوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سودانے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جولوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ۝ ﴾ [2]

ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جسے محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ (عزوجل) اُسے جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ ۙ وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا ۚ وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ ۝ ﴾ [3]

نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف مونھ کردو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب وانبیا پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور سائلین کو اور گردن چھٹانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکاۃ دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔

---

1 ...... پ۳، البقرة: ۲۶۱ ۔ ۲۶۳.

2 ...... پ٤، اٰل عمران: ۹۲.

3 ...... پ۲، البقرة: ۱۷۷.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ ﴾ [1]

جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے اُنھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔

اور فرماتا ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ ﴾ [2]

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی[3] (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔

نیز زکاۃ کے بیان میں بکثرت آیات وارد ہوئیں جن سے اُس کا مہتم بالشان ہونا ظاہر۔

احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث ۱، ۲: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کو اللہ تعالٰی مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائے گا، جس کے سر پر دو چتّیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ

---

1 ...... پ ٤، اٰل عمرٰن: ١٨٠.

2 ...... پ ١٠، التوبة: ٣٤ ـ ٣٥.

3 ...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر بلکہ زکاۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کردیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جمع کیے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲ منہ
"الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة، الحديث: ٢٢، ج١، ص٣١٠.

﴿ الَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ ﴾[1] الآیہ۔ اسی کے مثل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳: احمد کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں ہے، ''جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ[2] ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے مونھ میں ڈال دے گا۔''[3]

حدیث ۴، ۵: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتّر بنائے جائیں گے اون پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مُڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی[4] اور اسی کے مثل صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاۃ نہ دینے میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔[5]

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہوگئے (کہ زکاۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ١٤٠٣، ج١، ص٤٧٤.
پ٤، الِ عمرٰن: ١٨٠.

2 ...... سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔۱۲ منہ

3 ...... "المسند" للإمام أحمدبن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ١٠٨٥٧، ج٣، ص٦٢٦.
یہ حدیث طویل ہے مختصراً ذکر کی گئی۔۱۲ منہ

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ٩٨٧، ص٤٩١.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة البقر، الحديث: ١٤٦٠، ج١، ص٤٩٢.

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچالیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاۃ میں تفریق کرے[1] (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاۃ کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاۃ حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروقِ اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالٰی نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔[2]

حدیث ۷: ابوداود نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ جب یہ آیۂ کریمہ ﴿ وَالَّـذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الـذَّهَـبَ وَالْـفِضَّةَ ﴾[3] نازل ہوئی، مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقّت کا سامنا ہوگا)، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا: میں تم سے مصیبت دُور کردوں گا۔ حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ آیت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا: کہ ''اللہ تعالٰی نے زکاۃ تو اس لیے فرض کی کہ تمھارے باقی مال کو پاک کردے اور مواریث اس لیے فرض کیے کہ تمھارے بعد والوں کے لیے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکاۃ سے مال کی طہارت نہ ہوتی، بلکہ زکاۃ کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کاہے میں جاری ہوتی، بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکاۃ نہ دے) اس پر فاروقِ اعظم نے تکبیر کہی۔[4]

حدیث ۸: بخاری اپنی تاریخ میں اور امام شافعی و بزار و بیہقی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''زکاۃ کسی مال میں نہ ملے گی، مگر اُسے ہلاک کردے گی۔''[5] بعض ائمہ نے اس حدیث کے

---

1 ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نری کلمہ گوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریات دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکاۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہوگیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔۱۲ منہ

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الاعتصام، باب الإقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، الحديث: ٧٢٨٤، ج٤ ص٥٠٠.

3 ...... پ١٠، التوبة: ٣٤.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، الحديث: ١٦٦٤، ج٢، ص١٧٦.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ٣٥٢٢، ج٣، ص٢٧٣.

یہ معنی بیان کیے کہ زکاۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو ہلاک کردے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکاۃ لے تو یہ مالِ زکاۃ اس کے مال کو ہلاک کردے گا کہ زکاۃ تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنے صحیح ہیں۔ (1)

حدیث ۹: طبرانی نے اوسط میں بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو قوم زکاۃ نہ دے گی، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔'' (2)

حدیث ۱۰: طبرانی نے اوسط میں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔'' (3)

حدیث ۱۱: صحیحین میں احنف بن قیس سے مروی، سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اُن کے سرپستان پر جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔'' (4) اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے۔'' (5)

حدیث ۱۲: طبرانی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سُن لو! ایسے تونگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔'' (6)

حدیث ۱۳: نیز طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''قیامت کے دن تونگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔'' محتاج عرض کریں گے، ہمارے حقوق جو تُو نے اُن پر فرض کیے تھے، انہوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ عزوجل فرمائے گا: ''مجھے قسم ہے اپنی عزّت وجلال کی کہ تمھیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا۔'' (7)

1...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة،الحديث:١٨، ج١، ص٣٠٩.
2...... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٤٥٧٧، ج٣، ص٢٧٥ ـ ٢٧٦.
3...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة،الحديث:١٦، ج١، ص٣٠٨.
4...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في الكنازين للأموال والتغليظ عليهم، الحديث: (٩٩٢)، ص٤٩٧.
5...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في الكنازين للأموال والتغليظ عليهم، الحديث: ٣٥ـ(٩٩٢)، ص٤٩٨.
6...... "الترغيب والترهيب"، كتاب الصدقات، الحديث: ٥، ج١، ص٣٠٦.
و "المعجم الأوسط"، الحديث: ٣٥٧٩، ج٢، ص٣٧٤ ـ ٣٧٥.
7...... "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٨١٣، ج٣، ص٣٤٩.

حدیث ۱۴: ابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تونگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔'' (1)

حدیث ۱۵: امام احمد مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکاۃ، روزۂ رمضان، حج بیت اللہ۔'' (2)

حدیث ۱۶: طبرانی کبیر میں بسند صحیح راوی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں اور جو زکاۃ نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں۔ (3)

حدیث ۱۷: صحیحین ومسند احمد وسنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرے، اللہ (عزوجل) اسے بلند فرمائے گا۔'' (4)

حدیث ۱۸: بخاری ومسلم انھیں سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نمازی ہے دروازۂ نماز سے بلایا جائے گا، جو اہل جہاد سے ہے دروازۂ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہے دروازۂ صدقہ سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہے باب الرّیان سے بلایا جائے گا۔'' صدیق اکبر نے عرض کی، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخول جنت ہے، وہ ایک دروازہ سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا: ''ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے ہو۔'' (5)

حدیث ۱۹: بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ (عزوجل) نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے

---

1 ...... "صحیح ابن خزیمة"، کتاب الزکاة، باب ذکر إدخال مانع الزکاة النار... إلخ، الحدیث: ٢٢٤٩، ج٤، ص٨.

2 ...... "المسند"،حدیث زیاد بن نعیم، الحدیث: ١٧٨٠٤، ج٦، ص٢٣٦ ."الترغیب و الترهیب" ،الحدیث:١٤، ج١،ص٣٠٨.

3 ...... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ١٠٠٩٥، ج١٠، ص١٠٣.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب البر والصلة والأدب، باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث: ٢٥٨٨، ص١٣٩٧.

5 ...... "صحیح البخاري"، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، الحدیث: ٣٦٦٦، ج٢، ص٥٢٠.
و "المسند" للإمام أحمدبن حنبل، مسندأبی هریرة، الحدیث: ٧٦٣٧، ج٣، ص٩٣.

اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیّت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔'' (1)

حدیث ۲۰ و ۲۱: نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں و ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے بافادۂ تصحیح ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا: کہ ''قسم ہے! اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔'' اُس کو تین بار فرمایا پھر سر جُھکا لیا تو ہم سب نے سر جُھکا لیے اور رونے لگے، یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سر مبارک اُٹھا لیا اور چہرۂ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: ''جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔'' (2)

حدیث ۲۲: امام احمد نے بروایت ثقات انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اپنے مال کی زکاۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔'' (3)

حدیث ۲۳: طبرانی نے اوسط و کبیر میں ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''زکاۃ اسلام کا پُل ہے۔'' (4)

حدیث ۲۴: طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو میرے لیے چھ چیزوں کی کفالت کرے، میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔'' میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا: ''نماز و زکاۃ و امانت و شرمگاہ و شکم و زبان۔'' (5)

حدیث ۲۵: بزار نے علقمہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔'' (6)

---

1 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب الزكاة، باب لاتقبل صدقة من غلول، الحديث: ١٤١٠، ج١، ص٤٧٦.

2 ...... ''سنن النسائی''، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، الحديث: ٢٤٣٥، ص٣٩٩.

3 ...... ''المسند'' للإمام أحمدبن حنبل، مسندانس بن مالك، الحديث: ١٢٣٩٧، ج٤، ص٢٧٣.

4 ...... ''المعجم الأوسط''، باب الميم، الحديث: ٨٩٣٧، ج٦، ص٣٢٨.

5 ...... ''المعجم الأوسط''، باب الفاء، الحديث: ٤٩٢٥، ج٣، ص٣٩٦.

6 ...... ''مجمع الزوائد''، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة، الحديث: ٤٣٢٦، ج٣، ص١٩٨.

حدیث ۲۶: طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکاۃ ادا کرے اور جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔'' [1]

حدیث ۲۷: ابو داود نے حسن بصری سے مرسلاً اور طبرانی و بیہقی نے ایک جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دُعا و تضرع سے استعانت کرو۔'' [2]

حدیث ۲۸: ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی، بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس سے شر دُور فرما دیا۔'' [3]

مسائل فقہیّہ

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کرلے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ا: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یوہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ [6] (درمختار)

1...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٣٥٦١، ج١٢، ص٣٢٤.

2...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب في الصائم يصيب أهله، ص٨.

3...... "المعجم الأوسط"، باب الألف، الحديث: ١٥٧٩، ج١، ص٤٣١.

4...... "تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٠٣ ـ ٢٠٦.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٠.

6...... "الدرالمختار"معه"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٠٤.

مسئلہ ۳: فقیر کو بہ نیت زکاۃ مکان رہنے کو دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

کافر پر زکاۃ واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانۂ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔[3] (عامۂ کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو زمانۂ اسلام میں جو زکاۃ نہیں دی تھی ساقط ہو گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: کافر دارالحرب میں مسلمان ہوا اور وہیں چند برس تک اقامت کی پھر دارالاسلام میں آیا، اگر اس کو معلوم تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاۃ واجب ہے، تو اُس زمانہ کی زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر دارالاسلام میں مسلمان ہوا اور چند سال کی زکاۃ نہیں دی تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ کہتا ہو کہ مجھے فرضیتِ زکاۃ کا علم نہیں کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

(۲) بلوغ۔

(۳) عقل، نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔[6] (جوہرہ، عالمگیری، ردالمحتار)

1...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۰۵.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۰٤.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في احكام المعتوه، ج۳، ص ۲۰۷.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱، وغيره.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في احكام المعتوه، ج۳، ص۲۰۷.

مسئلہ ۷: بوہرے پر زکاۃ واجب نہیں، جب کہ اسی حالت میں پورا سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اُسے افاقہ بھی ہوتا ہے تو واجب ہے۔ جس پر غشی طاری ہوئی اس پر زکاۃ واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

(۴) آزاد ہونا۔

غلام پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب[2] یا ام ولد[3] یا مُستسعیٰ (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کما کر پورے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا)۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: ماذون غلام نے جو کچھ کمایا ہے اس کی زکاۃ نہ اُس پر ہے نہ اُس کے مالک پر، ہاں جب مالک کو دے دیا تو اب ان برسوں کی بھی زکاۃ مالک ادا کرے، جب کہ غلام ماذون دَین میں مستغرق نہ ہو، ورنہ اس کی کمائی پر مطلقاً زکاۃ واجب نہیں، نہ مالک کے قبضہ کرنے کے پہلے نہ بعد۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس کی زکاۃ واجب نہیں نہ اس پر نہ اس کے مالک پر، جب مالک کو دے دے اور سال گذر جائے، اب بشرائط زکاۃ مالک پر واجب ہوگی اور گذشتہ برسوں کی واجب نہیں۔[6] (ردالمحتار)

(۵) مال بقدر نصاب اُس کی مِلک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہ ہوئی۔[7] (تنویر، عالمگیری)

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔[8]

مسئلہ ۱۰: جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیُون نے دَین

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في احكام المعتوه، ج٣، ص٢٠٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٢.

2 ...... یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے۔

3 ...... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔
تفصیلی معلومات کے لئے **بہارِشریعت حصہ ۹** میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧١، وغيره.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢١٤.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٢.

8 ...... المرجع السابق.

سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اُس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہے۔[2] (تنویر)

مسئلہ ۱۲: چَرائی کا جانور اگر کسی نے غصب کیا، اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو ملنے کے بعد بھی اس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: غصب کیے ہوئے کی زکاۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اُسے واپس دے اور اگر غاصب نے اُس مال کو اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموع پر زکاۃ واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لیے پھر وہی روپے اُس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار روپے اپنی ملک کے ہیں تو غاصب اوّل پر زکاۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شے مرہُون[6] کی زکاۃ نہ مرتہن[7] پر ہے، نہ راہن[8] پر، مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکاۃ واجب نہیں۔[9] (درمختار وغیرہ)

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱۸.
2. ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱۹.
3. ...... "الفتاوی الخانیة، کتاب الزکاۃ، ج۱، ص۱۲٤.
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فیما لو صادر السلطان رجلا... إلخ، ج۳، ص۲٥۹.
5. ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳.
6. ...... یعنی جو چیز گروی رکھی گئی ہے۔
7. ...... یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو۔
8. ...... یعنی گروی رکھنے والا۔
تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے: بہارِ شریعت حصہ ۱۷ میں رہن کا بیان۔
9. ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۱٤، وغیرہ.

مسئلہ ۱۶: جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکاۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکاۃ واجب ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

(۷) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا۔

مسئلہ ۱۷: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرثمن[2] کسی چیز کا تاوان یا اﷲ عزوجل کا دَین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر تین سال گزر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکاۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکاۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال کے پورے ہونے پر زکاۃ واجب ہوگی۔ یوہیں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدر نصاب ہے، مگر سال اوّل کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دَین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاۃ واجب نہیں اور اگر اُس پہلے مال کو اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہوگیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہٰذا اس کی زکاۃ دَین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاۃ واجب ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اگر خود مدیُون[4] نہیں مگر مدیُون کا کفیل[5] ہے اور کفالت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، زکاۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض لیے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگرچہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرا دے تو یہ روپے دَین میں مستغرق ہیں، لہٰذا زکاۃ واجب نہیں

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢١٥.

2 ...... یعنی کسی خریدی گئی چیز کے دام۔

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٢ـ١٧٤
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص٢١٠.

4 ...... یعنی مقروض۔

5 ...... یعنی مقروض کا ضامن۔

اور اگر عمرو کی دس شخصوں نے کفالت کی اور سب کے پاس ہزار ہزار روپے ہیں جب بھی ان میں کسی پر زکاۃ واجب نہیں کہ قرض خواہ ہر ایک سے مطالبہ کرسکتا ہے اور بصورت نہ ملنے کے جس کو چاہے قید کرادے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: جو دَین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔[2] (ردالمحتار)

چونکہ عادۃً دَینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہٰذا اگر چہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے۔[3] (عالمگیری) خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معیّن نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰: عورت کا نفقہ شوہر پر دَین نہیں قرار دیا جائے گا جب تک قاضی نے حکم نہ دیا ہو یا دونوں نے باہم کسی مقدار پر تصفیہ نہ کرلیا ہو اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو ساقط ہو جائے گا شوہر پر اس کا دینا واجب نہ ہوگا، لہٰذا مانع زکاۃ نہیں۔ عورت کے علاوہ کسی رشتہ دار کا نفقہ اس وقت دَین ہے جب ایک مہینہ سے کم زمانہ گزرا ہو یا اُس رشتہ دار نے قاضی کے حکم سے قرض لیا اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو ساقط ہے اور مانع زکاۃ نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: دَین اس وقت مانع زکاۃ ہے جب زکاۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہوا تو زکاۃ پر اس دَین کا کچھ اثر نہیں۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: جس دَین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکاۃ نہیں مثلاً نذر و کفارہ و صدقۂ فطر و حج و قربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگر چہ نصاب باقی نہ رہے زکاۃ واجب ہے، عشر و خراج واجب ہونے کے لیے دین مانع نہیں یعنی اگر چہ مدیُون ہو، یہ چیزیں اس پر واجب ہو جائیں گی۔[6] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۳: جو دَین اثنائے سال میں عارض ہوا یعنی شروع سال میں مدیُون نہ تھا پھر مدیُون ہوگیا پھر سال تمام پر

---

1. ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١٠.
2. ...... المرجع السابق، ص ٢١١.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٣.
4. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٣.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١١.
5. ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١٠.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٣.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١١، وغيرهما.

علاوہ دَین کے نصاب کا مالک ہوگیا تو زکاۃ واجب ہوگئی، اس کی صورت یہ ہے کہ فرض کرو قرض خواہ نے قرض معاف کر دیا تو اب چونکہ اس کے ذمہ دَین نہ رہا اور سال بھی پورا ہو چکا ہے، لہٰذا واجب ہے کہ ابھی زکاۃ دے، یہ نہیں کہ اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر شروع سال سے مدیُون تھا اور سال تمام پر معاف کیا تو ابھی زکاۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اب سے سال گزرنے پر۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص مدیُون ہے اور چند نصاب کا مالک کہ ہر ایک سے دَین ادا ہو جاتا ہے، مثلاً اس کے پاس روپے اشرفیاں بھی ہیں، تجارت کے اسباب بھی، چرائی کے جانور بھی تو روپے اشرفیاں دَین کے مقابل سمجھے اور اور چیزوں کی زکاۃ دے اور اگر روپے اشرفیاں نہ ہوں اور چرائی کے جانوروں کی چند نصابیں ہوں، مثلاً چالیس بکریاں ہیں اور تیس گائیں اور پانچ اونٹ تو جس کی زکاۃ میں اسے آسانی ہو، اُس کی زکاۃ دے اور دوسرے کو دَین میں سمجھے تو اُس صورتِ مذکورہ میں اگر بکریوں یا اونٹوں کی زکاۃ دے گا تو ایک بکری دینی ہوگی اور گائے کی زکاۃ میں سال بھر کا بچھڑا اور ظاہر ہے کہ ایک بکری دینا بچھڑا دینے سے آسان ہے، لہٰذا بکری دے سکتا ہے اور اگر برابر ہوں تو اسے اختیار ہے۔ مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور چالیس بکریاں دونوں کی زکاۃ ایک بکری ہے، اُسے اختیار ہے جسے چاہے دَین کے لیے سمجھے اور جس کی چاہے زکاۃ دے اور یہ سب تفصیل اُس وقت ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والا آئے، ورنہ اگر بطور خود دینا چاہتا ہے تو ہر صورت میں اختیار ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اس پر ہزار روپے قرض ہیں اور اس کے پاس ہزار روپے ہیں اور ایک مکان اور خدمت کے لیے ایک غلام تو زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ مکان و غلام دس ہزار روپے کی قیمت کے ہوں کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور جب روپے موجود ہیں تو قرض کے لیے روپے قرار دیے جائیں گے نہ کہ مکان و غلام۔[3] (عالمگیری)

(۸) نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔[4]

مسئلہ ۲۶: حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے لونڈی غلام،

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۵، وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار"، "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۶.

3 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۷۲.

آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلّہ۔[1] (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا، جیسے چمڑا پکانے کے لیے مازو[2] اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں رنگریز نے اُجرت پر کپڑا رنگنے کے لیے کسم، زعفران خریدا تو اگر بقدر نصاب ہے اور سال گزر گیا زکاۃ واجب ہے۔ پُڑیا وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کا اثر باقی نہیں رہے گا، جیسے صابون تو اگرچہ بقدر نصاب ہو اور سال گزر جائے زکاۃ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے شیشیاں خریدیں، ان پر زکاۃ واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: خرچ کے لیے روپے کے پیسے لیے تو یہ بھی حاجت اصلیہ میں ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا کیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ اسی نیّت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صَرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اہلِ علم کے لیے کتابیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں، جب بھی کتابوں کی زکاۃ واجب نہیں جب کہ تجارت کے لیے نہ ہوں، فرق اتنا ہے کہ اہلِ علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ لینا جائز ہے اور غیر اہلِ علم کے لیے ناجائز، جب کہ دوسو درم قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لیے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے، اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں اگر دوسو درم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکاۃ لینا ناجائز ہے، خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: حافظ کے لیے قرآن مجید حاجتِ اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لیے ایک سے زیادہ حاجتِ اصلیہ کے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۱۲.

2 ...... ایک دوا کا نام۔

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۱۸.

5 ...... المرجع السابق، ص۲۱۳.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۱۷.

علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دوسو درم قیمت کا ہو تو زکاۃ لینا جائز نہیں۔[1] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: طبیب کے لیے طب کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں ہیں، جب کہ مطالعہ میں رکھتا ہو یا اُسے دیکھنے کی ضرورت پڑے، نحو وصرف ونجوم اور دیوان اور قصے کہانی کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں نہیں، اصول فقہ وعلم کلام واخلاق کی کتابیں جیسے احیاء العلوم وکیمیائے سعادت وغیرہما حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: کفار اور بد مذہبوں کے رد اور اہلِ سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ یوہیں عالم اگر بدمذہب وغیرہ کی کتابیں اس لیے رکھے کہ اُن کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

(۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اُس کے یا اُس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں وہ اسی لیے پیدا ہی کیا گیا ہو اسے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نُمو ہوگا۔[3] سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیّت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس، خلاصہ یہ کہ زکاۃ **تین** قسم کے مال پر ہے۔

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی۔

(۲) مالِ تجارت۔

(۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۳۴: نیّت تجارت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالۃً صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیّت تجارت کر لی خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، ثمن روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے دلالۃً کی صورت یہ ہے کہ مالِ تجارت کے بدلے کوئی چیز

1...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، ص١٤٨ .
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢١٧.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢١٧.

3...... یعنی زیادتی ہوگی۔

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ١٧٤.
و "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص١٦١.

خریدی یا مکان جو تجارت کے لیے ہے اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لیے ہیں اگرچہ صراحۃً تجارت کی نیّت نہ کی۔ یوہیں اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً دوسو درم کا مالک ہے اور من بھر گیہوں قرض لیے تو اگر تجارت کے لیے نہیں لیے تو زکاۃ واجب نہیں کہ گیہوں کے دام انھیں دوسو سے مُجرا کیے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی اور اگر تجارت کے لیے لیے تو زکاۃ واجب ہوگی کہ اُن گیہوں کی قیمت دوسو پر اضافہ کریں اور مجموعہ سے قرض مُجرا کریں تو دوسو سالم رہے لہٰذا زکاۃ واجب ہوئی۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو جیسے ہبہ، وصیّت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر مال سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدل خلع[2] بدلِ عتق[3] ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیّت تجارت صحیح نہیں یعنی اگرچہ تجارت کی نیّت کرے، زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر ایسی چیز میراث میں ملی تو اس میں بھی نیّت تجارت صحیح نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مورث کے پاس تجارت کا مال تھا، اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے تجارت کی نیّت کی تو زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں چرائی کے جانور وراثت میں ملے، زکاۃ واجب ہے چرائی پر رکھنا چاہتے ہوں یا نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: نیّت تجارت کے لیے یہ شرط ہے کہ وقت عقد نیّت ہو، اگرچہ دلالۃً تو اگر عقد کے بعد نیّت کی زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ یوہیں اگر رکھنے کے لیے کوئی چیز لی اور یہ نیّت کی کہ نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا تو زکاۃ واجب نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: تجارت کے لیے غلام خریدا تھا پھر خدمت لینے کی نیّت کر لی پھر تجارت کی نیّت کی تو تجارت کا نہ ہوگا جب تک ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: موتی اور جواہر پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیّت سے لیے تو واجب ہوگئی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: زمین سے جو پیداوار ہوئی اس میں نیّت تجارت سے زکاۃ واجب نہیں، زمین عشری ہو یا خراجی، اس کی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٤.
و "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢١.

2 ...... یعنی وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے۔

3 ...... یعنی وہ مال جس کے بدلے میں غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٤.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٣١.

7 ...... المرجع السابق، ص٢٢٨.

8 ...... "تنويرالأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٣٠.

مِلک ہو یا عاریت یا کرایہ پر لی ہو، ہاں اگر زمین خراجی ہو اور عاریت یا کرایہ پر لی اور بیج وہ ڈالے جو تجارت کے لیے تھے تو پیداوار میں تجارت کی نیّت صحیح ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: مضارب[2] مالِ مضاربت سے جو کچھ خریدے، اگرچہ تجارت کی نیّت نہ ہو، اگرچہ اپنے خرچ کرنے کے لیے خریدے، اس پر زکاۃ واجب ہے یہاں تک کہ اگر مالِ مضاربت سے غلام خریدے۔ پھر ان کے پہننے کو کپڑا اور کھانے کے لیے غلّہ وغیرہ خریدا تو یہ سب کچھ تجارت ہی کے لیے ہیں اور سب کی زکاۃ واجب۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

(۱۰) سال گزرنا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاۃ واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس[5] یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا اور اگر چرائی کے جانور بدل لیے تو سال کٹ گیا یعنی اب سال اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔[7] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: مالک نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جُدا جُدا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب في زکاة ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۲.

2 ...... مضاربت، تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام اور منافع میں دونوں شریک۔ کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو کچھ دیا اسے راس المال (مالِ مضاربت) کہتے ہیں۔
تفصیلی معلومات کے لیے **بہارِشریعت حصہ ۱۴، میں "مضاربت کا بیان"** دیکھ لیجئے۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في زکاة ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۱.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵.

5 ...... سونا، چاندی تو مطلقاً یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ یو ہیں ان کے زیور، برتن وغیرہ اسباب، بلکہ مال تجارت بھی انہیں کی جنس سے شمار ہوگا، اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ اس کی زکاۃ بھی چاندی سونے سے قیمت لگا کردی جاتی ہے۔۱۲ منہ

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵.

7 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الزکاة، باب الزکاة الخیل، ص۱۵۵.

سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُسے اس کے ساتھ ملائے، جس کی زکاۃ پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمہ کی قیمت جس کی زکاۃ دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے، اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کیے تو ان کا سالِ تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اس کے پاس چرائی کے جانور تھے اور سال تمام پر ان کی زکاۃ دی پھر انھیں روپوں سے بیچ ڈالا اور اُس کے پاس پہلے سے بھی بقدر نصاب روپے ہیں جن پر نصف سال گزرا ہے تو یہ روپے اُن روپوں کے ساتھ نہیں ملائے جائیں گے، بلکہ اُن کے لیے اُس وقت سے نیا سال شروع ہوگا یہ اس وقت ہے کہ یہ ثمن کے روپے بقدر نصاب ہوں، ورنہ بالا جماع انھیں کے ساتھ ملائیں یعنی اُن کی زکاۃ انھیں روپوں کے ساتھ دی جائے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۶: سال تمام سے پیشتر اگر سائمہ کو روپے کے بدلے بیچا تو اب ان روپوں کو اُن رُوپوں کے ساتھ ملالیں گے جو پیشتر سے اُس کے پاس بقدر نصاب موجود ہیں یعنی ان کے سال تمام پر ان کی بھی زکاۃ دی جائے، ان کے لیے نیا سال شروع نہ ہوگا۔ یوہیں اگر جانور کے بدلے بیچا تو اس جانور کو اس جانور کے ساتھ ملائے، جو پیشتر سے اس کے پاس ہے اگر سائمہ کی زکاۃ دے دی پھر اسے سائمہ نہ رکھا پھر بیچ ڈالا تو ثمن کو اگلے مال کے ساتھ ملا دیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اونٹ، گائے، بکری میں ایک کو دوسرے کے بدلے سال تمام سے پہلے بیچا تو اب سے اُن کے لیے نیا سال شروع ہوگا۔ یوہیں اگر اور چیز کے بدلے بہ نیّت تجارت بیچا تو اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر اپنی جنس کے بدلے بیچا یعنی اونٹ کو اونٹ اور گائے کو گائے کے بدلے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد سال تمام بیچا تو زکاۃ واجب ہو چکی اور وہ اُس کے ذمہ ہے۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۸: درمیان سال میں سائمہ کو بیچا تھا اور سال تمام سے پہلے عیب کی وجہ سے خریدار نے واپس کر دیا تو اگر قاضی کے حکم سے واپسی ہوئی تو نیا سال شروع نہ ہوگا، ورنہ اب سے سال شروع کیا جائے اور اگر ہبہ کر دیا تھا پھر سال تمام سے پہلے واپس کر لیا تو نیا سال لیا جائے گا، قاضی کے فیصلہ سے واپسی ہو یا بطور خود۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۹: اُس کے پاس خراجی زمین تھی، خراج ادا کرنے کے بعد بیچ ڈالی تو ثمن کو اصل نصاب کے ساتھ ملا

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٥٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٥.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب زكاة الابل، ص١٥٠.

5 ...... المرجع السابق.

دیں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: اس کے پاس روپے ہیں جن کی زکاۃ دے چکا ہے پھر اُن سے چرائی کے جانور خریدے اور اس کے یہاں اس جنس کے جانور پہلے سے موجود ہیں تو اُن کو ان کے ساتھ نہ ملائیں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی نے اسے چار ہزار روپے بطور ہبہ دیے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہزار روپے اور حاصل کیے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنے دیے ہوئے روپے حکم قاضی سے واپس لے لیے تو ان جدید روپوں کی بھی اس پر زکاۃ واجب نہیں جب تک ان پر سال نہ گزر لے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: کسی کے پاس تجارت کی بکریاں ہیں، جن کی قیمت دوسو درم ہے اور سال تمام سے پہلے ایک بکری مرگئی، سال پورا ہونے سے پہلے اُس نے اس کی کھال نکال کر پکالی تو زکاۃ واجب ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی جب کہ وہ کھال نصاب کو پورا کرے۔

مسئلہ ۵۳: زکاۃ دیتے وقت یا زکاۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکاۃ شرط ہے۔ نیّت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکاۃ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیّت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکاۃ ہے تو ادا نہ ہوئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص کو وکیل بنایا اُسے دیتے وقت تو نیّت زکاۃ نہ کی، مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیّت کرلی ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: دیتے وقت نیّت نہیں کی تھی، بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اسکی ملک میں ہے تو یہ نیّت کافی ہے ورنہ نہیں۔[8] (درمختار)

1- "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٥.

2- المرجع السابق.

3- "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٥ ـ ١٧٦.

4- المرجع السابق، ص١٧٦.

5- المرجع السابق، ص١٧٠.

6- المرجع السابق، ص١٧١.

7- المرجع السابق.

8- "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٢٢.

مسئلہ ۵۷: زکاۃ دینے کے لیے وکیل بنایا اور وکیل کو بہ نیّت زکاۃ مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیّت نہیں کی ادا ہوگئی۔ یوہیں زکاۃ کا مال ذمّی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذمّی کو دیتے وقت نیّت کر لی تھی تو یہ نیّت کافی ہے۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر قبل اس کے کہ وکیل فقیروں کو دے، اُس نے زکاۃ کی نیّت کر لی تو زکاۃ ہی ہے، اگرچہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیّت سے فقیر کو دیا ہو۔ [2] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: ایک شخص چند زکاۃ دینے والوں کا وکیل ہے اور سب کی زکاۃ ملا دی تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے وہ تبرع ہے یعنی نہ مالکوں سے اسکا معاوضہ پائے گا نہ فقیروں سے، البتہ اگر فقیروں کو دینے سے پہلے مالکوں نے ملانے کی اجازت دے دی تو تاوان اس کے ذمہ نہیں۔ یوہیں اگر فقیروں نے بھی اسے زکاۃ لینے کا وکیل کیا اور اُس نے ملا دیا تو تاوان اس پر نہیں مگر اس وقت یہ ضرور ہے کہ اگر ایک فقیر کا وکیل ہے اور چند جگہ سے اسے اتنی زکاۃ ملی کہ مجموعہ بقدر نصاب ہے تو اب جو جان کر زکاۃ دے اس کی زکاۃ ادا نہ ہوگی یا چند فقیروں کا وکیل ہے اور زکاۃ اتنی ملی کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی قدر ہے تو اب اس وکیل کو زکاۃ دینا جائز نہیں مثلاً تین فقیروں کا وکیل ہے اور چھ سو۶۰۰ درم ملے کہ ہر ایک کا حصہ دو سو۲۰۰ ہوا جو نصاب ہے اور چھ سو۶۰۰ سے کم ملا تو کسی کو نصاب کی قدر نہ ملا اور اگر ہر ایک فقیر نے اسے علٰیحدہ علٰیحدہ وکیل بنایا تو مجموعہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر ایک کو جو ملا ہے وہ دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بغیر فقیروں کی اجازت کے ملانا جائز نہیں اور ملا دے گا جب بھی زکاۃ ادا ہو جائیگی اور فقیروں کو تاوان دے گا اور اگر فقیروں کا وکیل نہ ہو تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ کتنی ہی نصابیں اُس کے پاس جمع ہوگئیں۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ یوہیں دلال کو زرِ ثمن یا مبیع کا خلط [4] جائز نہیں۔ یوہیں اگر چند فقیروں کے لیے سوال کیا تو جو ملا ہے اُن کی اجازت کے خلط کرنا جائز نہیں۔ یوہیں آٹا پیسنے والے کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے گیہوں ملا دے، مگر جہاں ملا دینے پر عرف جاری ہو تو ملا دینا جائز ہے اور ان سب صورتوں میں تاوان دے گا۔ [5] (خانیہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٢٢.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٣.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٣.

4 ...... یعنی دلال کو خریدی گئی چیز کی قیمت یا خریدی گئی چیز کا ملانا۔

5 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، فصل في اداء الزكاة، ج١، ص١٢٥.

مسئلہ ٦١: اگر مؤکلوں[1] نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی، جب کہ مؤکل[2] اس عرف سے واقف ہو، مگر دلال کو خلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ٦٢: وکیل کو اختیار ہے کہ مالِ زکاۃ اپنے لڑکے یا بی بی کو دیدے جب کہ یہ فقیر ہوں اور اگر لڑکا نابالغ ہے تو اُسے دینے کے لیے خود اس وکیل کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے، مگر اپنی اولاد یا بی بی کو اس وقت دے سکتا ہے، جب مؤکل نے اُن کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لیے نہ کہہ دیا ہو ورنہ انھیں نہیں دے سکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ٦٣: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاۃ دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو لے سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ٦٤: اگر زکاۃ دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا، خود ہی اُس کی طرف سے زکاۃ دے دی تو نہ ہوئی اگرچہ اب اُس نے جائز کر دیا ہو۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ٦٥: زکاۃ دینے والے نے وکیل کو زکاۃ کا روپیہ دیا وکیل نے اُسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکاۃ میں دے دیا تو جائز ہے، اگر یہ نیّت ہو کہ اس کے عوض مؤکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خود خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکاۃ میں دیا تو زکاۃ ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور مؤکل کو تاوان دے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٦٦: زکاۃ کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ٦٧: کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے ان سو روپوں کا خیرات کر دینا ہے پھر گیا اور جاتے وقت یہ نیّت کی کہ زکاۃ میں دے دوں گا تو زکاۃ میں نہیں دے سکتا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... وکیل کرنے والوں۔ 2 ...... یعنی وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٣.

4 ...... المرجع السابق، ص٢٢٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٢٤.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٢٢٣

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٤.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٤.

9 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧١.

مسئلہ ۶۸: زکاۃ کا مال ہاتھ پر رکھا تھا، فقرا لوٹ لے گئے ادا ہوگئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اُٹھا لیا اگر یہ اسے پہچانتا ہے اور راضی ہوگیا اور مال ضائع نہیں ہوا تو ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: امین کے پاس سے امانت ضائع ہوگئی، اس نے مالک کو دفع خصومت کے لیے کچھ روپے دے دیے اور دیتے وقت زکاۃ کی نیّت کر لی اور مالک فقیر بھی ہے زکاۃ ادا نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: مال کو بہ نیت زکاۃ علیٰحدہ کر دینے سے بری الذّمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے، یہاں تک کہ اگر وہ جاتا رہا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: سال پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کر دی، اگرچہ زکاۃ کی نیّت نہ کی بلکہ نفل کی نیّت کی یا کچھ نیّت نہ کی زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر کل فقیر کو دے دیا اور منّت یا کسی اور واجب کی نیّت کی تو دینا صحیح ہے، مگر زکاۃ اس کے ذمّہ ہے ساقط نہ ہوئی اور اگر مال کا کوئی حصہ خیرات کیا تو اس حصہ کی بھی زکاۃ ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس کے ذمّہ ہے اور اگر کل مال ہلاک ہوگیا تو کل کی زکاۃ ساقط[4] ہوگئی اور کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب، اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔ ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہوگیا، مثلاً چوری ہوگئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی کو ہبہ کر دیا[5] تو زکاۃ بدستور واجب الادا ہے، ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ بالکل نادار ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: فقیر پر اُس کا قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی اور جُز معاف کیا تو اس جز کی ساقط ہوگئی اور اگر اس صورت میں یہ نیّت کی کہ پورا زکاۃ میں ہو جائے تو نہ ہوگی اور اگر مالدار پر قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی بلکہ اُس کے ذمّہ ہے۔ فقیر پر قرض تھا معاف کر دیا اور یہ نیّت کی کہ فلاں پر جو دَین ہے یہ اُس کی زکاۃ ہے ادا نہ ہوئی۔[7] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث،الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۳.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۵.

4 ...... یعنی معاف۔

5 ...... یعنی غنی کو تحفے میں دے دیا۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۷۳: کسی پر اُس کے روپے آتے ہیں، فقیر سے کہہ دیا اس سے وصول کرلے اور بہ نیت زکاۃ کی کی بعد قبضہ ادا ہوگئی۔ فقیر پر قرض ہے اس قرض کو اپنے مال کی زکاۃ میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ معاف کردے اور وہ میرے مال کی زکاۃ ہو جائے یہ نہیں ہوسکتا، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُسے زکاۃ کا مال دے اور اپنے آتے ہوئے میں لے لے، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین سکتا ہے اور یوں بھی نہ ملے تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرے کہ اُس کے پاس ہے اور میرا نہیں دیتا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۴: زکاۃ کا روپیہ مُردہ کی تجہیز وتکفین [2] یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کرسکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کردیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا، ''اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔'' [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: زکاۃ علانیہ اور ظاہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ چُھپا کر دینا افضل۔[4] (عالمگیری) زکاۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چُھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واستحقاق عذاب ہے۔

مسئلہ ۷۶: زکاۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیّت زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیّت زکاۃ کی ہو ادا ہوگئی۔[5] (عالمگیری) یوہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکاۃ کا لفظ نہ کہے۔

مسئلہ ۷۷: زکاۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چُھپا کر دے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے، مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے

---

1 ...... ''الدرالمختار''، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۲٦، وغيره.

2 ...... یعنی کفن دفن۔

3 ...... ''ردالمحتار''، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۷.

''تاريخ بغداد''، رقم: ۳۵٦۸، ج۷، ص۱۳۵.

4 ...... ''الفتاوى الهندية''، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

5 ...... المرجع السابق.

کہ قرض لے کر ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کرسکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالک نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہوگیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاۃ نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہوگیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: مالک نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکاۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو یا تین نصابوں کی زکاۃ دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکاۃ دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہوگیا تو سب کی ادا ہوگئی اور سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا، سال کے بعد اور حاصل کیا تو وہ زکاۃ اس میں محسوب نہ ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰: مالک نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکاۃ دے سکتا ہے۔[4] (عالمگیری) لہٰذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاۃ میں دیتا رہے، ختم سال پر حساب کرے، اگر زکاۃ پوری ہوگئی فبہا اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دیدے، تاخیر جائز نہیں کہ نہ اُس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کُل فوراً ادا کر دے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں مُجرا کر دے۔[5]

مسئلہ ۸۱: ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکاۃ دی اور نیّت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہوگئے تو یہ اس کی ہے، ورنہ سال آئندہ میں محسوب ہوگی یہ جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: یہ گمان کر کے کہ پانسو روپے ہیں، پانسو کی زکاۃ دی پھر معلوم ہوا کہ چار ہی سو تھے تو جو زیادہ دیا ہے، سال آئندہ میں محسوب کرسکتا ہے۔[7] (خانیہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٨.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٦.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی آئندہ سال میں اس کو شمار کرلے۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٦.

7 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، فصل في اداء الزكاة، ج١، ص١٢٦.

مسئلہ ۸۳: کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکاۃ دی تو وہ دونوں کی زکاۃ ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہوگیا، اگرچہ وہی جس کی نیّت سے زکاۃ دی ہے تو جورہ گیا ہے اُس کی زکاۃ یہ ہوگئی اور اگر اس کے پاس گائے بکری اونٹ سب بقدر نصاب ہیں اور پیشتر سے ان میں ایک کی زکاۃ دی تو جس کی زکاۃ دی، اُسی کی ہے دوسرے کی نہیں یعنی جس کی زکاۃ دی ہے اگر اثنائے سال میں اُس کی نصاب جاتی رہی تو وہ باقیوں کی زکاۃ نہیں قرار دی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: اثنائے سال میں جس فقیر کو زکاۃ دی تھی، ختم سال پر وہ مالدار ہوگیا یا مر گیا یا معاذ اللہ مُرتد ہوگیا تو زکاۃ پر اُس کا کچھ اثر نہیں وہ ادا ہوگئی، جس شخص پر زکاۃ واجب ہے اگر وہ مر گیا تو ساقط ہوگئی یعنی اس کے مال سے زکاۃ دینا ضرور نہیں، ہاں اگر وصیّت کر گیا تو تہائی مال تک وصیّت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو کُل مال سے زکاۃ ادا کی جائے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸۵: اگر شک ہے کہ زکاۃ دی یا نہیں تو اب دے۔[3] (ردالمحتار)

سائمہ کی زکاۃ کا بیان

سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اوس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔[4] (تنویر) اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گذر کرتا ہو، وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائمہ نہیں، اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں، بلکہ اس کی زکاۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چھ مہینے چرائی پر رہتا ہے اور چھ مہینے چارہ پاتا ہے تو سائمہ نہیں اور اگر یہ ارادہ تھا کہ اسے چارہ دیں گے یا اس سے کام لیں گے مگر کیا نہیں، یہاں تک کہ سال ختم ہوگیا تو زکاۃ واجب ہے اور اگر تجارت کے لیے تھا اور چھ مہینے یا زیادہ تک

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في زکاة ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۸.

4 ...... "تنویرالأبصار"، کتاب الزکاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۲.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۳.

چرائی پر رکھا تو جب تک یہ نیّت نہ کرے کہ یہ سائمہ ہے، فقط چرانے سے سائمہ نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۲: تجارت کے لیے خریدا تھا پھر سائمہ کر دیا، تو زکاۃ کے لیے ابتدائے سال اس وقت سے ہے خریدنے کے وقت سے نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ۳: سال تمام سے پہلے سائمہ کو کسی چیز کے بدلے بیچ ڈالا، اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جس پر زکاۃ واجب ہوتی ہے اور پہلے سے اس کی نصاب اس کے پاس موجود نہیں، تو اب اس کے لیے اُس وقت سے سال شمار کیا جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ۴: وقف کے جانور اور جہاد کے گھوڑے کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں اندھے یا ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے جانور کی زکاۃ نہیں، البتہ اندھا اگر چرائی پر رہتا ہے تو واجب ہے۔[4] یوہیں اگر نصاب میں کمی ہے اور اس کے پاس اندھا جانور ہے کہ اس کے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو زکاۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

تین قسم کے جانوروں کی زکاۃ واجب ہے، جب کہ سائمہ ہوں۔

(۱) اونٹ۔

(۲) گائے۔

(۳) بکری۔

لہٰذا ان کی نصاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد دیگر احکام بیان کیے جائیں گے۔

اُونٹ کی زکاۃ کا بیان

صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ نہیں۔''[5] اور اس کی زکاۃ میں تفصیل صحیح بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے، جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔[6]

مسئلہ۱: پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، مگر پچیس ۲۵ سے کم ہوں تو ہر پانچ

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، ج۱، ص۱۷٦.

2...... "تنويرالأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۵.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۵.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳٦.

5...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، الحديث:۹۷۹، ص۴۸۷.

6......

میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو، وعلیٰ ہذا القیاس۔ (1) (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: زکاۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکرا اس کا اختیار ہے۔ (2) (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ عفو ہیں یعنی اُن کی کچھ زکاۃ نہیں، مثلاً سات آٹھ ہوں، جب بھی وہی ایک بکری ہے۔ (3) (درمختار)

مسئلہ ۴: پچیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو ایک سال کا ہو چکا، دوسری برس میں ہو۔ پینتیس تک یہی حکم ہے یعنی وہی بنت مخاض دیں گے۔ چھتیس سے پینتالیس تک میں ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا اور تیسری برس میں ہے۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں حِقّہ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی چوتھی میں ہو۔ اکسٹھ سے پچھتر تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ چھہتر سے نوے تک میں دو بنت لبون۔ اکانوے سے ایک سو بیس تک میں دو حِقّہ۔ اس کے بعد ایک سو پینتالیس تک دو حِقّہ اور ہر پانچ میں ایک بکری، مثلاً ایک سو پچیس میں دو حِقّہ ایک بکری اور ایک سو تیس میں دو حِقّہ دو بکریاں، (4) وعلیٰ ہذا القیاس (5)۔ پھر ایک سو پچاس میں تین حِقّہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثاني، ج١، ص١٧٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج٣، ص٢٣٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج٣، ص٢٣٨.

4 ...... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: **اونٹ کا نصاب**

تعداد جن پر زکاۃ واجب ہے	شرح زکاۃ
۵ سے ۹ تک	ایک بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں
۲۵ سے ۳۵ تک	ایک سال کی اونٹنی
۳۶ سے ۴۵ تک	دو سال کی اونٹنی
۴۶ سے ۶۰ تک	تین سال کی اونٹنی
۶۱ سے ۷۵ تک	چار سال کی اونٹنی
۷۶ سے ۹۰ تک	دو دو سال کی دو اونٹنیاں
۹۱ سے ۱۲۰ تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

5 ...... یعنی ایک سو پینتیس میں دو حقّہ تین بکریاں، ایک سو چالیس میں دو حقّہ چار بکریاں اور ایک سو پینتالیس میں دو حقّہ اور ایک بنتِ مخاض۔

ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس ۲۵ میں بنت مخاض، چھتیس ۳۶ میں بنت لبون، یہ ایک سو چھیاسی ۱۸۶ بلکہ ایک سو پچانوے ۱۹۵ تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے میں تین حِقّہ اور ایک بنت لبون۔ پھر ایک سو چھیانوے ۱۹۶ سے دو سو ۲۰۰ تک چار حِقّہ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں۔ پھر دو سو ۲۰۰ کے بعد وہی طریقہ برتیں، جو ایک سو پچاس ۱۵۰ کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری، پچیس ۲۵ میں بنت مخاض، چھتیس ۳۶ میں بنت لبون۔ پھر دو سو چھیالیس ۲۴۶ سے دو سو پچاس ۲۵۰ تک پانچ حِقّہ وعلٰی ہذا القیاس۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ۵: اونٹ کی زکاۃ میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو، نَر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔[2] (درمختار)

گائے کی زکاۃ کا بیان

ابو داود و ترمذی ونسائی و دارمی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ فرمایا: کہ ''ہر تیس ۳۰ گائے سے ایک تبیع یا تبیعہ لیں اور ہر چالیس ۴۰ میں ایک مسن یا مسنّہ۔''[3] اور اسی کے مثل ابو داود کی دوسری روایت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے جانور کی زکاۃ نہیں۔[4]

مسئلہ۱: تیس سے کم گائیں ہوں تو زکاۃ واجب نہیں، جب تیس ۳۰ پوری ہوں تو ان کی زکاۃ ایک تبیع یعنی سال بھر کا بچھڑا یا تبیعہ یعنی سال بھر کی بچھیا ہے اور چالیس ۴۰ ہوں تو ایک مسن یعنی دو سال کا بچھڑا یا مُسِنّہ یعنی دو سال کی بچھیا، انسٹھ ۵۹ تک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ ۶۰ میں دو تبیع یا تبیعہ پھر ہر تیس ۳۰ میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس ۴۰ میں ایک مُسِنّ یا مُسِنّہ، مثلاً ستر ۷۰ میں ایک تبیع اور ایک مُسِنّ اور اسّی ۸۰ میں دو مُسِنّ[5]، وعلٰی ہذا القیاس۔ اور جس جگہ تیس ۳۰ اور چالیس ۴۰ دونوں ہو سکتے ہوں وہاں، اختیار ہے کہ تبیع

1 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الزكاة، باب صدقة السوائم، ج٢، ص٣٤.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج٣، ص٢٣٨ ـ ٢٤٠، وغيرهما.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج٣، ص٢٤٠.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ١٥٧٦، ج٢، ص١٤٥.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ١٥٧٢، ج٢، ص١٤٢.

5 ...... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: **گائے کا نصاب**

تعداد جن پر زکاۃ واجب ہے	شرح زکاۃ
۳۰ سے ۳۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا

زکاۃ میں دیں یا مُسِن، مثلاً ایک سو بیس۱۲۰ میں اختیار ہے کہ چار تبیع دیں یا تین مُسِن۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ۲: بھینس گائے کے حکم میں ہے اور اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکاۃ میں ملادی جائیں گی، مثلاً بیس۲۰ گائے ہیں اور دس۱۰ بھینسیں تو زکاۃ واجب ہوگئی اور زکاۃ میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائیں زیادہ ہوں تو گائے کا بچہ اور بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس کا اور اگر کوئی زیادہ نہ ہو تو زکاۃ میں وہ لیں جو اعلیٰ سے کم ہو اور ادنیٰ سے اچھا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۳: گائے بھینس کی زکاۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ، مگر افضل یہ ہے کہ گائیں زیادہ ہوں تو بچھیا اور نر زیادہ ہوں تو بچھڑا۔[3] (عالمگیری)

بکریوں کی زکاۃ کا بیان

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انھیں بحرین بھیجا تو فرائض صدقہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے لکھ کر دیے، ان میں بکری کی نصاب کا بھی بیان ہے اور یہ کہ زکاۃ میں نہ بوڑھی بکری دی جائے، نہ عیب والی نہ بکرا۔

ہاں اگر مصدق (صدقہ وصول کرنے والا) چاہے تو لے سکتا ہے۔[4] اور زکاۃ کے خوف سے نہ متفرق کو جمع کریں نہ مجتمع کو متفرق کریں۔

مسئلہ۱: چالیس۴۰ سے کم بکریاں ہوں تو زکاۃ واجب نہیں اور چالیس۴۰ ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایک سو بیس۱۲۰ تک ہے

---

۴۰ سے ۵۹ تک	پورے دوسال کا بچھڑا یا بچھیا
۶۰ سے ۶۹ تک	ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں
۷۰ سے ۷۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا اور ایک دوسال کا بچھڑا
۸۰ سے ۸۹ تک	دوسال کے دو بچھڑے

1...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة البقر، ج۳، ص۲۴۱.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۷۸.

3...... المرجع السابق.

4...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، الحديث: ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ج۱، ص۴۹۰.

یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو اکیس میں دو اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو پر ایک [1] اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ۲: زکاۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جاسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۳: بھیڑ دُنبہ بکری میں داخل ہیں، کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں اور زکاۃ میں بھی ان کو دے سکتے ہیں مگر سال سے کم کے نہ ہوں۔[4] (درمختار)

مسئلہ۴: جانوروں میں نسب ماں سے ہوتا ہے، تو اگر ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو بکریوں میں شمار ہوگا اور نصاب میں اگر ایک کی کمی ہے تو اُسے ملا کر پوری کریں گے، بکرے اور ہرنی سے ہے تو نہیں۔ یوہیں نیل گائے اور بیل سے ہے تو گائے نہیں اور نیل گائے نر اور گائے سے ہے تو گائے ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۵: جن جانوروں کی زکاۃ واجب ہے وہ کم سے کم سال بھر کے ہوں، اگر سب ایک سال سے کم کے بچے ہوں تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر ایک بھی اُن میں سال بھر کا ہو تو سب اسی کے تابع ہیں، زکاۃ واجب ہو جائے گی، یعنی مثلاً بکری کے چالیس بچے سال سال بھر سے کم کے خریدے تو وقت خریداری سے ایک سال پر زکاۃ واجب نہیں کہ اس وقت قابلِ نصاب نہ تھے بلکہ اُس وقت سے سال لیا جائے گا کہ ان میں کا کوئی سال بھر کا ہوگیا۔ یوہیں اگر اس کے پاس بقدر نصاب بکریاں تھیں اور چھ

---

1 ...... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: **بکری کا نصاب**

تعداد جن پر زکاۃ فرض ہے	شرح زکاۃ
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۳۹۹ تک	تین بکریاں
۴۰۰ سے ۴۹۹ تک	چار بکریاں
پھر ہر سو پر	ایک بکری کا اضافہ

2 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج۳، ص۲۴۳.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۷۸.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج۳، ص۲۴۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۲۴۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۷۸، وغيره.

مہینے گزرنے کے بعد اُن کے چالیس بچے ہوئے پھر بکریاں جاتی رہیں، بچے باقی رہ گئے تو اب سال تمام پر یہ بچے قابلِ نصاب نہیں، لہٰذا زکاۃ واجب نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۶: اگر اُس کے پاس اونٹ، گائیں، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے خلط نہ کریں گے اور زکاۃ واجب نہ ہوگی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: زکاۃ میں متوسط درجہ کا جانور لیا جائے گا چُن کر عمدہ نہ لیں، ہاں اُس کے پاس سب اچھے ہی ہوں تو وہی لیں اور گابھن اور وہ جانور نہ لیں جسے کھانے کے لیے فربہ کیا ہو، نہ وہ مادہ لیں جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے نہ بکرا لیا جائے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جس عمر کا جانور دینا واجب آیا وہ اس کے پاس نہیں اور اس سے بڑھ کر موجود ہے تو وہ دے دے اور جو زیادتی ہو واپس لے، مگر صدقہ وصول کرنے والے پر لے لینا واجب نہیں اگر نہ لے اور اُس جانور کو طلب کرے جو واجب آیا یا اس کی قیمت تو اُسے اس کا اختیار ہے جس عمر کا جانور واجب ہوا وہ نہیں ہے اور اس سے کم عمر کا ہے تو وہی دیدے اور جو کمی پڑے اُس کی قیمت دے یا واجب کی قیمت دیدے دونوں طرح کر سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: گھوڑے، گدھے، خچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکاۃ نہیں، ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اُس کا چالیسواں حصہ زکاۃ میں دیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: دو نصابوں کے درمیان جو عفو ہے اس کی زکاۃ نہیں ہوتی یعنی بعد سال تمام اگر وہ عفو ہلاک ہو جائے تو زکاۃ میں کوئی کمی نہ ہوگی اور واجب ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہوگئی تو اس کی زکاۃ بھی ساقط ہوگئی اور ہلاک پہلے عفو کی طرف پھیریں گے، اس سے بچے تو اُس کے متصل جو نصاب ہے اس کی طرف پھر بھی بچے تو اسکے بعد وعلیٰ ہذا القیاس۔ مثلاً اسّی ۸۰ بکریاں تھیں چالیس مر گئیں تو اب بھی ایک بکری واجب رہی کہ چالیس کے بعد دوسرا چالیس عفو ہے اور چالیس اونٹ میں پندرہ مر گئے تو بنتِ مخاض واجب ہے کہ چالیس میں چار عفو ہیں وہ نکالے، اس کے بعد چھتیس ۳۶ کی نصاب ہے وہ بھی کافی نہیں، لہٰذا گیارہ اور نکالے،

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب زكاة الخيل، ص ١٥٤.

2 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص ٢٨٠. وغيره

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص ٢٥١.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثاني، ج١، ص١٧٧.

5 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص ٢٤٤، وغيره.

پچیس رہے ان میں بنتِ مخاض کا حکم ہے بس یہی دیں گے۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: دو بکریاں زکاۃ میں واجب ہوئیں اور ایک فربہ بکری دی جو قیمت میں دو کی برابر ہے زکاۃ ادا ہوگئی۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: سال تمام کے بعد مالک نصاب نے نصاب خود ہلاک کردی تو زکاۃ ساقط نہ ہوگی، مثلاً جانور کو چارا پانی نہ دیا گیا کہ مر گیا زکاۃ دینی ہوگی۔ یوہیں اگر اُس کا کسی پر قرض تھا اور وہ مقروض مالدار ہے سال تمام کے بعد اس نے معاف کر دیا تو یہ ہلاک کرنا ہے، لہٰذا زکاۃ دے اور اگر وہ نادار تھا اور اس نے معاف کر دیا تو ساقط ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مالکِ نصاب نے سال تمام کے بعد قرض دے دیا یا عاریت دی یا مال تجارت کو مال تجارت کے بدلے بیچا اور جس کو دیا تھا اُس نے انکار کر دیا اور اُس کے پاس ثبوت نہیں یا وہ مر گیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک کرنا نہیں، لہٰذا زکاۃ ساقط ہوگئی۔ اور اگر سال تمام کے بعد مالِ تجارت کو غیر مالِ تجارت کے عوض بیچ ڈالا یعنی اس کے بدلے میں جو چیز لی اُس سے تجارت مقصود نہیں، مثلاً خدمت کے لیے غلام یا پہننے کے لیے کپڑے خریدے یا سائمہ کو سائمہ کے بدلے بیچا اور جس کے ہاتھ بیچا اُس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک نہیں بلکہ ہلاک کرنا ہے، لہٰذا زکاۃ واجب ہے۔ سال تمام کے بعد مال تجارت کو عورت کے مہر میں دے دیا یا عورت نے اپنی نصاب کے بدلے شوہر سے خلع لیا تو زکاۃ دینی ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اس کے پاس روپے اشرفیاں تھیں جن پر سال گزرا مگر ابھی زکاۃ نہیں دی، ان کے بدلے تجارت کے لیے کوئی چیز خریدی اور یہ چیز ہلاک ہوگئی تو زکاۃ ساقط ہوگئی مگر جب کہ اتنی گراں[5] خریدی کہ اتنے نقصان کے ساتھ لوگ نہ خریدتے ہوں تو اُس کی اصلی قیمت پر جو کچھ زیادہ دیا ہے، اس کی زکاۃ ساقط نہ ہوگی کہ وہ ہلاک کرنا ہے اور اگر تجارت کے لیے نہ ہو، مثلاً خدمت کے لیے غلام خریدا، وہ مر گیا تو اس روپے کی زکاۃ ساقط نہ ہوگی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: بادشاہِ اسلام نے اگرچہ ظالم یا باغی ہو، سائمہ کی زکاۃ لے لی یا عُشر وصول کر لیا اور انھیں محل پر صرف کیا تو

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٤٦، وغيرهما.

2......

3...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٤٧.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٤٨ ـ ٢٥٠.

5...... یعنی مہنگی۔

6...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٤٨.

اعادہ کی حاجت نہیں اور محل پر صرف نہ کیا تو اعادہ کیا جائے اور خراج لے لیا تو مطلقاً اعادہ کی حاجت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مُصدّق (زکاۃ وصول کرنے والے) کے سامنے سائمہ بیچ ڈالا تو مُصدّق کو اختیار ہے چاہے بقدر زکاۃ اس میں سے قیمت لے لے اور اس صورت میں بیع تمام ہوگئی اور چاہے جو جانور واجب ہوا وہ لے لے اور اس وقت جو لیا اس کے حق میں بیع باطل ہوگی اور اگر مُصدّق وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس وقت آیا کہ مجلس عقد سے وہ دونوں جُدا ہوگئے تو اب جانور نہیں لے سکتا، جو جانور واجب ہوا، اُس کی قیمت لے لے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: جس غلہ پر عشر واجب ہوا اُسے بیچ ڈالا تو مُصدّق کو اختیار ہے چاہے بائع[3] سے اس کی قیمت لے یا مشتری[4] سے اُتنا غلہ واپس لے، بیع اس کے سامنے ہوئی ہو یا دونوں کے جُدا ہونے کے بعد مُصدّق آیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اسّی ۸۰ بکریاں ہیں تو ایک بکری زکاۃ کی ہے، یہ نہیں کیا جاسکتا کہ چالیس چالیس کے دو ۲ گروہ کرکے دو ۲ زکاۃ میں لیں اور اگر دو ۲ شخصوں کی چالیس چالیس بکریاں ہیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ انھیں جمع کرکے ایک گروہ کردیں کہ ایک ہی بکری زکاۃ میں دینی پڑے، بلکہ ہر ایک سے ایک ایک لی جائے گی۔ یوہیں اگر ایک کی انتالیس ۳۹ ہیں اور ایک کی چالیس تو انتالیس ۳۹ والے سے کچھ نہ لیں گے، غرض نہ مجتمع کو متفرق کریں گے، نہ متفرق کو مجتمع۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: مویشی میں شرکت سے زکاۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکاۃ واجب اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے، اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے کی تیس ۳۰ تو چالیس والے پر ایک بکری تیس والے پر کچھ نہیں اگر اور کسی کی بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اسّی ۸۰ بکریوں میں اکاسی ۸۱ شریک ہیں، یوں کہ ایک شخص ہر بکری میں نصف کا مالک ہے اور ہر بکری کے دوسرے نصف کا ان میں سے ایک ایک شخص مالک ہے تو اُس کے سب حصوں کا مجموعہ چالیس کے برابر ہوا اور یہ سب صرف

---

1 ...... "الدرالمختار" كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٥٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج١، ص١٨١.

3 ...... یعنی فروخت کرنے والے۔

4 ...... یعنی خریدنے والے۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج١، ص١٨١.

6 ...... المرجع السابق، وغيره.

7 ...... المرجع السابق.

آدھی آدھی بکری کے حصہ دار ہوئے، مگر زکاۃ کسی پر نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شرکت کی مویشی میں زکاۃ دی گئی تو ہر ایک پر اُس کے حصہ کی قدر ہے، جو کچھ حصہ سے زائد گیا وہ شریک سے واپس لے، مثلاً ایک کی اکتالیس ۴۱ بکریاں ہیں، دوسرے کی بیاسی ۸۲، کل ایک سو تیئس ۱۲۳ ہوئیں اور دو ۲ زکاۃ میں لی گئیں، یعنی ہر ایک سے ایک مگر چونکہ ایک ایک تہائی کا شریک ہے اور دوسرا دو کا، لہٰذا ہر بکری میں دو تہائی والے کی دو تہائیاں گئیں، جن کا مجموعہ ایک تہائی اور ایک بکری ہے اور ایک تہائی والے کی ہر بکری میں ایک ہی تہائی گئی کہ مجموعہ دو تہائیاں ہوا اور اُس پر واجب ایک بکری ہے، لہٰذا دو تہائیوں والا ایک تہائی والے سے تہائی لینے کا مستحق ہے اور اگر کُل اسّی ۸۰ بکریاں ہیں، ایک دو تہائی کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا اور زکاۃ میں ایک بکری لی گئی تو تہائی کا حصہ دار اپنے شریک سے تہائی بکری کی قیمت لے کہ اس پر زکاۃ واجب نہیں۔[2] (ردالمحتار)

سونے چاندی مالِ تجارت کی زکاۃ کا بیان

حدیث ۱: سنن ابی داود و ترمذی میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''گھوڑے اور لونڈی غلام کی زکاۃ میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکاۃ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو، مگر ایک سو نوے ۱۹۰ میں کچھ نہیں، جب دو سو ۲۰۰ درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔'' [3]

حدیث ۲: ابوداود کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے، کہ ہر چالیس ۴۰ درہم سے ایک درہم ہے، مگر جب تک دو سو ۲۰۰ درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں جب دو سو ۲۰۰ پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔[4]

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ مروی، کہ دو عورتیں حاضرِ خدمت اقدس ہوئیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، ارشاد فرمایا: ''تم اس کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: تو کیا تم اُسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تو اس کی زکاۃ ادا کرو۔'' [5]

حدیث ۴: امام مالک و ابوداود و ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں: میں سونے کے

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٨١.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٨٠.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ما جاء في زكاة الذهب والورق، الحديث: ٦٢٠، ج٢، ص١٢٢.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ١٥٧٢، ج٢، ص١٤٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في زكاة الحلى، الحديث: ٦٣٧، ج٢، ص١٣٢.

زیور پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کی یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ کنز ہے (جس کے بارے میں قرآن مجید میں وعید آئی)؟ ارشاد فرمایا: ''جو اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے اور ادا کردی گئی تو کنز نہیں۔'' [1]

حدیث ۵: امام احمد باسناد حسن اسما بنت یزید سے راوی، کہتی ہیں۔ میں اور میری خالہ حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئیں اور ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: ''اس کی زکاۃ دیتی ہو، عرض کی نہیں۔ فرمایا: کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے، اس کی زکاۃ ادا کرو۔'' [2]

حدیث ۶: ابو داود و سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ ''جس کو ہم بیع (تجارت) کے لیے مہیا کریں، اس کی زکاۃ نکالیں۔'' [3]

مسئلہ ۱: سونے کی نصاب بیس۲۰ مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دوسو۲۰۰ درم یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ رائج روپیہ سوا گیارہ ماشے ہے۔ سونے چاندی کی زکاۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ نہیں، مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے دوسو۲۰۰ درم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دوسو درم سے بڑھ جائے، جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی، غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو۔ یوہیں سونے کی زکاۃ میں سونے اور چاندی کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ وزن کا اگرچہ اس میں بہت کچھ صنعت ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کرو دس آنے بھری چاندی بک رہی ہے اور زکاۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا قرار دیا جاتا ہے تو زکاۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشے چاندی دی، یہ چھ آنے بلکہ کچھ اُوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکاۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اُس کی جنس کی زکاۃ اُسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکاۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً سونے کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا، اگرچہ وزن میں اس کی چاندی پندرہ روپے

---

1. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي، الحديث: ١٥٦٤، ج٢، ص١٣٧.
2. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، من حديث أسماء ابنة يزيد، الحديث: ٢٧٦٨٥، ج١٠، ص٤٤٦.
3. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب العروض اذا كانت للتجارة هل فيها زكاة؟، الحديث: ١٥٦٢، ج٢، ص١٣٦.
4. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٦٧ ـ ٢٧٠.

پھر بھی نہ ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا اُن کے سکّے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن یا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سُرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد وعورت سب کے لیے حرام ہے یا مرد کے لیے سونے چاندی کا چھلّا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا چند انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو زکاۃ سب کی واجب ہے، مثلاً ۷ ½ تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکاۃ واجب ہے یا ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو، جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو اُن کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکاۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اُس سکّے سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو، جیسے ہندوستان میں روپیہ کا زیادہ چلن ہے، اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی دونوں کے سکّوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں، مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اُسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے، دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکاۃ بھی واجب ہے، مثلاً دوسو چالیس ۲۴۰ درم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکاۃ میں چھ درم واجب، یعنی ایک تولہ ۶ ماشہ ⅕ رتی یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ۱۰ تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ماشہ ۱ ⅕ رتی بڑھائیں اور سونا نو تولہ ہو تو دو ۲ ماشہ ۵ ⅗ رتی یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ایک تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ⅗ رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً نو تولہ سے ایک رتی کم اگر سونا ہے تو زکاۃ وہی ۷ تولہ ۶ ماشہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص ۲۷۰.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص ۲۷۰، وغیرہ.

3 ...... المرجع السابق، ص ۲۷۰ ۔ ۲۷۲، وغیرہ.

کی واجب ہے یعنی ۲ ماشہ۔ یوہیں چاندی اگر ۶۳ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکاۃ وہی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کی ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی واجب۔ یوہیں پانچویں حصہ کے بعد جو زیادتی ہے، اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اُس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف وعلیٰ ہذاالقیاس۔ مالِ تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکاۃ واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جُدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ ثمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکاۃ واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیّت ہو تو بشرائط تجارت اُسے مالِ تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: سونے چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدرِ نصاب ہے، تنہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکاۃ دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کُل سونا ہی قرار دیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصابیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکاۃ ادا کرے، بلکہ ہر ایک کی زکاۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکاۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکاۃ ادا کرے تو اسے اختیار ہے، مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرفیوں کے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکاۃ میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدرِ نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۲.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۳ ۔ ۲۷۵.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۵ ۔ ۲۷۷.

صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے، مثلاً سوا چھبیس ۲۶ تولے چاندی ہے اور پونے چار تولے سونا، اگر پونے چار تولے سونے کی چاندی سوا چھبیس تولے آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تولے سونے کے بدلے ۳۷ تولے چاندی آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے، بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اُس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یوہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں ہے تو اس کی بھی زکاۃ دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچواں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں ملائیں، اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے، مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے، جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔ [1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ۹: پیسے جب رائج ہوں اور دو سو ۲۰۰ درم چاندی [2] یا بیس مثقال سونے [3] کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکاۃ واجب ہے [4]، اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اُٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ) نوٹ کی زکاۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمنِ اصطلاحی [5] ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ۱۰: جو مال کسی پر دَین [6] ہو، اس کی زکاۃ کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر دَین قوی ہو، جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مالِ تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اُس نے بہ نیتِ تجارت خریدا، اُسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا یا مالِ تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیّت تجارت خریدی، اُسے کسی کو سکونت یا زراعت کے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج۳، ص۲۷۸، وغيرهما.

2 ...... یعنی ساڑھے باون تولے۔

3 ...... یعنی ساڑھے سات تولے۔

4 ...... "فتاوى قارئ الهداية"، ص۲۹.

5 ...... یعنی وہ ثمن ہے جو درحقیقت متاع (سامان) ہے لیکن لوگوں کی اصطلاح نے اسے ثمن بنا دیا۔

6 ...... یہاں دَین سے مراد مطلقاً قرض ہی نہیں، بلکہ ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔

لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اُس پر دَین ہے تو دَین قوی ہوگا اور دَین قوی کی زکاۃ بحالتِ دَین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب الادا اُس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے، مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم دینا واجب ہوگا اور اسّی[80] وصول ہوئے تو دو، وعلٰی ہذا القیاس۔ دوسرے دَین متوسط کہ کسی مالِ غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلّہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکاۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دوسو درم پر قبضہ ہو جائے۔ یوہیں اگر مُورث کا دَین اُسے ترکہ میں ملا اگرچہ مالِ تجارت کا عوض ہو، مگر وارث کو دوسو درم وصول ہونے اور مُورث کی موت کو سال گزرنے پر زکاۃ دینا لازم آئے گا۔ تیسرے دَین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر، بدل خلع، دیت، بدلِ کتابت یا مکان یا دوکان کہ بہ نیتِ تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ کرایہ دار پر چڑھا، اس میں زکاۃ دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکاۃ واجب ہے۔

پھر اگر دَین قوی یا متوسط کئی سال کے بعد وصول ہو تو اگلے سال کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دَین ہوتی رہی وہ پچھلے سال کے حساب میں اسی رقم پر ڈالی جائے گی، مثلاً عمرو پر زید کے تین سو درم دَین قوی تھے، پانچ برس بعد چالیس درم سے کم وصول ہوئے تو کچھ نہیں اور چالیس وصول ہوئے تو ایک درم دینا واجب ہوا، اب انتالیس باقی رہے کہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہے، لہٰذا باقی برسوں کی ابھی واجب نہیں اور اگر تین سو درم دَین متوسط تھے تو جب تک دوسو درم وصول نہ ہوں کچھ نہیں اور پانچ برس بعد دوسو وصول ہوئے تو اکیس[21] واجب ہوں گے، سال اوّل کے پانچ اب سال دوم میں ایک سو پچانوے رہے ان میں سے پینتیس کہ خمس سے کم ہیں معاف ہو گئے، ایک سو ساٹھ رہے اس کے چار درم واجب لہٰذا سال سوم میں ایک سوا کانوے رہے، ان میں بھی چار درم واجب، چہارم میں ایک سو ستاسی رہے، پنجم میں ایک سو تراسی رہے ان میں بھی چار چار درم واجب، لہٰذا کُل اکیس درم واجب الادا ہوئے۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: اگر دَین سے پہلے سال نصاب رواں تھا تو جو دَین اثنائے سال میں کسی پر لازم آیا، اس کا سال بھی وہی قرار دیا جائے گا جو پہلے سے چل رہا ہے، وقت دَین سے نہیں اور اگر دَین سے پہلے اس جنس کی نصاب کا سالِ رواں نہ ہو تو وقتِ دَین سے شمار ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج٣، ص٢٨١ ـ ٢٨٣، وغيرهما.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج٣ ص٢٨٣.

مسئلہ ۱۲: کسی پر دَین قوی یا متوسط ہے اور قرض خواہ کا انتقال ہوگیا تو مرتے وقت اس دَین کی زکاۃ کی وصیّت ضرور نہیں کہ اس کی زکاۃ واجب الادا تھی ہی نہیں اور وارث پر زکاۃ اس وقت ہوگی جب مُورث کی موت کو ایک سال گزر جائے اور چالیس درم دَین قوی میں اور دوسو درم دَین متوسط میں وصول ہوجائیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سال تمام کے بعد دائن نے دَین معاف کر دیا یا سال تمام سے پہلے مالِ زکاۃ ہبہ کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے مہر کا روپیہ وصول کرلیا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکاۃ پورے کی واجب ہے اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ فلاں کا مجھ پر دَین ہے اور اُسے دے بھی دیا پھر سال بھر بعد دونوں نے کہا دَین نہ تھا تو کسی پر زکاۃ واجب نہ ہوئی۔[4] (عالمگیری) مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اُس کے خیال میں دَین ہو، ورنہ اگر محض زکاۃ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تو عنداللہ مواخذہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۱۶: مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے، مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دوسو درم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو۔[5] (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملالیں گے۔

مسئلہ ۱۷: غلّہ یا کوئی مالِ تجارت سال تمام پر دوسو درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکاۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس قیمت کی کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی، جب بھی وہی قیمت لگائیں جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی، اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج۳ ص۲۸۳.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج۳، ص۲۸۳ ـ ۲۸۵.

3 ...... المرجع السابق، ص۲۸۵.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، في مسائل شتى، ج۱، ص۱۸۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۷۹.

6 ...... المرجع السابق، ص۱۷۹ـ۱۸۰.

مسئلہ ۱۸: قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اُس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔[1] (عالمگیری) ظاہر یہ ہے کہ یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو، جیسے لکڑی اور وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے۔

مسئلہ ۱۹: کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیگیں ہوں، اُن کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں کرایہ کے مکان کی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گھوڑے کی تجارت کرتا ہے، جُھول[3] اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو اُن کی زکاۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکاۃ دے۔ نان بائی نے روٹی پکانے کے لیے لکڑیاں خریدیں یا روٹی میں ڈالنے کو نمک خریدا تو ان کی زکاۃ نہیں اور روٹی پر چھڑکنے کو تِل خریدے تو تلوں کی زکاۃ واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے اپنا مکان تین سال کے لیے تین سو درم سال کے کرایہ پر دیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور جو کرایہ میں آتا ہے، سب کو محفوظ رکھتا ہے تو آٹھ مہینے گزرنے پر نصاب کا مالک ہو گیا کہ آٹھ ماہ میں دو سو درم کرایہ کے ہوئے، لہٰذا آج سے سال زکاۃ شروع ہوگا اور سال پورا ہونے پر پانسو۵۰۰ درم کی زکاۃ دے کہ بیس ماہ کا کرایہ پانسو ہوا، اب اس کے بعد ایک سال اور گزرا تو آٹھ سو۸۰۰ کی زکاۃ دے، مگر سال اوّل کی زکاۃ کے ساڑھے بارہ درم کم کیے جائیں۔[5] (عالمگیری) بلکہ آٹھ سو میں چالیس کم کی زکاۃ واجب ہوگی کہ چالیس سے کم کی زکاۃ نہیں بلکہ عفو ہے۔

مسئلہ ۲۲: ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درم ہیں اور کچھ مال نہیں، اس نے سو درم سالانہ کرایہ پر دس۱۰ سال کے لیے مکان لیا اور وہ کُل روپے مالک مکان کو دے دیے تو پہلے سال میں نو سو کی زکاۃ دے کہ سو کرایہ میں گئے، دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکاۃ کے ساڑھے بائیس درم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکاۃ دے۔ اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سالِ گزشتہ کی زکاۃ کے روپے کم کر کے باقی کی زکاۃ اُس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا مالک ہوا، تین برس پر تین سو کی زکاۃ دے۔ یوہیں ہر سال سو درم کی زکاۃ بڑھتی جائے گی، مگر اگلی برسوں کی مقدار زکاۃ کم کرنے کے بعد باقی کی زکاۃ واجب ہوگی۔ صورت مذکورہ

---

1. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث في زکاۃ الذھب والفضۃ والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۰.
2. ...... المرجع السابق.
3. ...... یعنی گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔
4. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث في زکاۃ الذھب والفضۃ والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۰.
5. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، في مسائل شتی، ج۱، ص۱۸۱.

میں اگر اس قیمت کی کنیز کرایہ میں دی تو کرایہ دار پر کچھ واجب نہیں اور مالکِ مکان پر اُسی طرح وجوب ہے، جو درم کی صورت میں ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: تجارت کے لیے غلام قیمتی دوسو درم کا دوسو میں خریدا اور ثمن بائع کو دے دیا، مگر غلام پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، اب وہ بائع کے یہاں مر گیا تو بائع و مشتری دونوں پر دو دو سو کی زکاۃ واجب ہے اور اگر غلام دو سو درم سے کم قیمت کا تھا اور مشتری نے دو سو پر لیا تو بائع دو سو کی زکاۃ دے اور مشتری پر کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: خدمت کا غلام ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ کر لیا، سال بھر بعد وہ غلام عیب دار نکلا اس بنا پر واپس ہوا، قاضی نے واپسی کا حکم دیا ہو یا اُس نے خود اپنی خوشی سے واپس لے لیا ہو تو ہزار کی زکاۃ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: روپے کے عوض کھانا غلّہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکاۃ ادا ہو جائے گی، مگر اس چیز کی قیمت جو بازار بھاؤ سے ہوگی وہ زکاۃ میں سمجھی جائے، بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوایا تو کرایہ اور چونگی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مُجرا نہ کریں، بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو، اس کا اعتبار ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

عاشر کا بیان

مسئلہ ۱: عاشِر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہِ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجار[5] جو اموال لے کر گزریں، اُن سے صدقات وصول کرے۔ عاشر کے لیے شرط یہ ہے کہ مسلمان حُر[6] غیر ہاشمی ہو، چور اور ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت پر قادر ہو۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲: جو راہ گیر یہ کہے کہ میرے اس مال پر نیز گھر میں جو موجود ہے کسی پر سال نہیں گزرا یا کہتا ہے کہ میں نے اس میں تجارت کی نیّت نہیں کی یا کہے یہ میرا مال نہیں بلکہ میرے پاس امانت یا بطور مضاربت ہے، بشرطیکہ اس میں اتنا نفع نہ ہو کہ اس

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، في مسائل شتی، ج۱، ص۱۸۱ ۔ ۱۸۲.

2 ...... المرجع السابق، ص۱۸۲.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۸۰، "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۰۴.

5 ...... یعنی تجارت کرنے والے۔ 6 ...... یعنی جو غلام نہ ہو۔

7 ...... "البحر الرائق"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۲، ص۴۰۲.

کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے یا اپنے کو مزدور یا مکاتب یاماذون بتائے یا اتنا ہی کہے کہ اس مال پر زکاۃ نہیں، اگرچہ وجہ نہ بتائے یا کہے مجھ پر دَین ہے جو مال کے برابر ہے یا اتنا ہے کہ اُسے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے یا کہے دوسرے عاشر کو دے دیا ہے اور جس کو دینا بتاتا ہے واقع میں وہ عاشر ہے اور اس عاشر کو بھی اس کا عاشر ہونا معلوم ہو یا کہے شہر میں فقیروں کو زکاۃ دے دی اور اپنے بیان پر حلف کرے تو اُس کا قول مان لیا جائے گا، اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس سے رسید طلب کریں کہ رسید کبھی جعلی ہوتی ہے اور کبھی غلطی سے رسید نہیں لی جاتی اور کبھی گُم ہو جاتی ہے اور اگر رسید پیش کی اور اس میں اس عاشر کا نام نہیں جسے اُس نے بتایا، جب بھی حلف لے کر اُس کا قول مان لیں گے اور اگر چند سال گزرنے پر معلوم ہوا کہ اُس نے جھوٹ کہا تھا تو اب اُس سے زکاۃ لی جائے گی۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳: اگر اس مال پر سال نہیں گزرا مگر اس کے مکان پر جو مال ہے اس پر سال گزر گیا ہے اور اس مال کو اس مال کے ساتھ ملا سکتے ہوں تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ یوہیں اگر ایسے عاشر کو دینا بتائے جو اُسے معلوم نہیں یا کہے کسی بدمذہب کو زکاۃ دے دی یا کہے شہر میں فقیر کو نہیں دی بلکہ شہر سے باہر جا کر دی تو ان سب صورتوں میں اس کا قول نہ مانا جائے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۴: سائمہ اور اموالِ باطنہ میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جن امور میں مسلمان کا قول مانا جاتا ہے، ذمی کافر کا بھی مان لیا جائے گا، مگر اس صورت میں کہ شہر میں فقیر کو دینا بتائے تو اس کا قول معتبر نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ۵: حربی کافر کا قول بالکل معتبر نہیں، اگرچہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر گواہ پیش کرے اور اگر کنیز کو ام ولد بتائے یا غلام کو اپنا لڑکا کہے اور اس کی عمر اس قابل ہو کہ یہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے یا کہے میں نے دوسرے کو دے دیا ہے اور جسے بتاتا ہے وہ وہاں موجود ہے تو ان امور میں حربی کا بھی قول مان لیا جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: جو شخص دوسو درم سے کم کا مال لے کر گزرا تو عاشر اُس سے کچھ نہ لے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمّی یا حربی، خواہ اُس کے گھر میں اور مال ہونا معلوم ہو یا نہیں۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الرابع فيمن يمر على العاشر، ج۱، ص۱۸۳.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب: لاتسقط الزكاة... إلخ، ج۳، ص۲۸۹ - ۲۹۱.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب: لاتسقط الزكاة... إلخ، ج۳، ص۲۹۰.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۱.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۳.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الرابع فيمن يمر على العاشر، ج۱، ص۱۸۳.

مسئلہ ۷: مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمّی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ۔[1] (تنویر) حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا لیا تھا اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کُل مال لے لیا ہو تو مسلمان کُل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: حربی بچے اور مکاتب سے کچھ نہ لیں گے، مگر جب مسلمانوں کے بچوں اور مکاتب سے حربیوں نے لیا ہو تو مسلمان بھی اُن سے لیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بار جب حربی سے لے لیا تو دوبارہ اس سال میں نہ لیں، مگر جب لینے کے بعد دارالحرب کو واپس گیا اور اب پھر دارالحرب سے آیا تو دوبارہ لیں گے۔[4] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۱۰: حربی دارالاسلام میں آیا اور واپس گیا مگر عاشر کو خبر نہ ہوئی پھر دوبارہ دارالحرب سے آیا تو پہلی مرتبہ کا نہ لیں اور اگر مسلمان یا ذمّی کے آنے اور جانے کی خبر نہ ہوئی اور اب دوبارہ آیا تو پہلی بار کا لیں گے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ماذُون[6] کے ساتھ اگر اس کا مالک بھی ہے اور اس پر اتنا دَین نہیں، جو ذات و مال کو مستغرق[7] ہو تو عاشر اس سے لے گا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: عاشِر کے پاس ایسی چیز لے کر گزرا جو جلد خراب ہونے والی ہے، جیسے میوہ، ترکاری، خربزہ، تربز، دودھ وغیرہا، اگرچہ اُن کی قیمت نصاب کی قدر ہو مگر عشر نہ لیا جائے، ہاں اگر وہاں فقرا موجود ہوں تو لے کر فقرا کو بانٹ دے۔[9] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳ ص۲۹٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۹٥.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۹٥.

4 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشرج۳ ص۲۹٥.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۹٦.

6 ...... یعنی وہ غلام جسے اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔

7 ...... یعنی گھیرے ہوئے۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۹.

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: عاشر نے مال زیادہ خیال کر کے زکاۃ لی پھر معلوم ہوا کہ اتنے کا مال نہ تھا تو جتنا زیادہ لیا ہے سال آئندہ میں محسوب ہوگا اور اگر قصداً زیادہ لیا تو یہ زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا کہ ظلم ہے۔[1] (خانیہ)

کان اور دفینہ کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رکاز (کان) میں خمس ہے۔'' [2]

مسئلہ ۱: کان سے لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل، سونا چاندی نکلے، اس میں خمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔ خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا ذِمّی، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، وہ زمین جس سے یہ چیزیں نکلیں عشری ہو یا خراجی۔[3] (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی مملوک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر مملوک ہے تو کُل مالکِ زمین کو دیا جائے خمس بھی نہ لیا جائے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲: فیروزہ و یاقوت و زمرد و دیگر جواہر اور سرمہ، پھٹکری، چونا، موتی میں اور نمک وغیرہ بہنے والی چیزوں میں خمس نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکان یا دکان میں کان نکلی تو خمس نہ لیا جائے، بلکہ کُل مالک کو دیا جائے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴: فیروزہ، یاقوت، زمرد وغیرہ جواہر سلطنت اسلام سے پیشتر کے دفن تھے اور اب نکلے تو خمس لیا جائے گا یہ مالِ غنیمت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵: موتی اور اس کے علاوہ جو کچھ دریا سے نکلے، اگرچہ سونا کہ پانی کی تہ میں تھا، سب پانے والے کا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی اسلامی نشانی نہ ہو۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، فصل في اداء الزكاة، ص١٢٦.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن... إلخ، الحديث: ١٧١٠، ص٩٤٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الخامس في المعادن و الركاز، ج١، ص١٨٤.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣٠٥.

5 ...... المرجع السابق، ص٣٠١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣٠٥.

7 ...... المرجع السابق، ص٣٠٦.

8 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ٦: جس دفینہ[1] میں اسلامی نشانی پائی جائے خواہ وہ نقد ہو یا ہتھیار یا خانہ داری کے سامان وغیرہ، وہ پڑے مال کے حکم میں ہے یعنی مسجدوں، بازاروں میں اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرے کہ ظن غالب ہو جائے، اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا پھر مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو، مثلاً بُت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام اس پر لکھا ہو، اُس میں سے خمس لیا جائے، باقی پانے والے کو دیا جائے، خواہ اپنی زمین میں پائے یا دوسرے کی زمین میں یا مباح زمین میں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ٧: حربی کافر نے دفینہ نکالا تو اُسے کچھ نہ دیا جائے اور جو اُس نے لے لیا ہے واپس لیا جائے، ہاں اگر بادشاہِ اسلام کے حکم سے کھود کر نکالا تو جو ٹھہرا ہے وہ دیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ٨: دفینہ نکالنے میں دو شخصوں نے کام کیا تو خمس کے بعد باقی اُسے دیں گے جس نے پایا، اگرچہ دونوں نے شرکت کے ساتھ کام کیا ہے کہ یہ شرکت فاسدہ ہے اور اگر شرکت کی صورت میں دونوں نے پایا اور یہ نہیں معلوم کہ کتنا کس نے پایا تو نصف نصف کے شریک ہیں اور اس صورت میں اگر ایک نے پایا اور دوسرے نے مدد کی تو وہ پانے والے کا ہے اور مددگار کو کام کی مزدوری دی جائے گی اور اگر دفینہ نکالنے پر مزدور رکھا تو جو برآمد ہوگا مزدور کو ملے گا، مستاجر کو کچھ نہیں کہ یہ اجارۂ فاسد[4] ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ٩: دفینہ میں نہ اسلامی علامت ہے، نہ کفر کی تو زمانۂ کفر کا قرار دیا جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ١٠: صحرائے دارالحرب میں سے جو کچھ نکالا معدنی ہو یا دفینہ اُس میں خمس نہیں، بلکہ کُل پانے والے کو ملے گا اور اگر بہت سے لوگ بطور غلبہ کے نکال لائے تو اس میں خمس لیا جائے گا کہ یہ غنیمت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ١١: مسلمان دارالحرب میں امن لے کر گیا اور وہاں کسی کی مملوک زمین سے خزانہ یا کان نکالی تو مالکِ زمین کو واپس دے اور اگر واپس نہ کیا بلکہ دارالاسلام میں لے آیا تو یہی مالک ہے مگر مِلک خبیث ہے، لہٰذا تصدق کرے اور بیچ ڈالا تو

---

1 ...... یعنی دفن کیے ہوا مال۔

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣٠٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الخامس في المعادن والركاز، ج١، ص١٨٤.

4 ......

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣٠٨.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الخامس في المعادن والركاز، ج١، ص١٨٥.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣٠٩.

بیع صحیح ہے، مگر خریدار کے لیے بھی خبیث ہے اور اگر امان لے کر نہیں گیا تھا تو یہ مال اس کے لیے حلال ہے، نہ واپس کرے نہ اس میں خمس لیا جائے۔ [1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: خمس مساکین کا حق ہے کہ بادشاہِ اسلام اُن پر صرف کرے اور اگر اُس نے بطورِ خود مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، بادشاہِ اسلام کو خبر پہنچے تو اُسے برقرار رکھے اور اُس کے تصرف کو نافذ کر دے اور اگر یہ خود مسکین ہے تو بقدرِ حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دوسو درم کی قدر رہے تو خُمس اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کہ اب یہ فقیر نہیں ہاں اگر مدیُون ہو کہ دَین نکالنے کے بعد دوسو درم کی قدر باقی نہیں رہتا تو خُمس اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد جو مساکین ہیں، اُن کو خُمس دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

زراعت اور پھلوں کی زکاۃ

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ﴾ [3]

کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں، اُس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں، اُس میں نصف عشر [4] یعنی بیسواں حصہ۔''

حدیث ۲: ابن نجار انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''ہر اُس شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔'' [5]

مسائل فقہیّہ

زمین تین قسم ہے:

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣٠٩.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب الركاز، ج٣، ص٣١١.

3 ...... پ٨، الانعام: ١٤١.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب في العشر فيما من ماء السماء... الخ، الحديث: ١٤٨٣، ج١، ص٥٠١.

5 ...... "كنزالعمال"، كتاب الزكاة، زكاة النبات والفواكه، الحديث: ١٥٨٧٣، ج٦، ص١٤٠.

(۱) عشری۔ (۲) خراجی۔ (۳) نہ عشری، نہ خراجی۔

اوّل وسوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی عشر دینا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی، جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہولے۔ عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے، جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی، اسے کاشت میں لایا یا اُس پڑتی کو کھیت بنایا جو عشری وخراجی دونوں سے قرب وبعد کی یکساں نسبت رکھتی ہے یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا یا خراجی وعشری دونوں سے یا مسلمان نے اپنے مکان کو باغ یا کھیت بنالیا اور اسے عشری پانی سے سیراب کرتا ہے۔ یا عشری وخراجی دونوں سے یا عشری زمین کافر ذمّی نے خریدی، مسلمان نے شفعہ میں اُسے لے لیا یا بیع فاسد ہوگئی یا خیار شرط یا خیار رویت کی وجہ سے واپس ہوئی یا خیار عیب [1] کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس ہوئی۔

اور بہت صورتوں میں خراجی ہے مثلاً فتح کرکے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خریدی یا ذمّی نے بادشاہِ اسلام کے حکم سے بنجر کو آباد کیا یا بنجر زمین ذمّی کو دے دی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا۔ خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کی جائے، خراجی ہی رہے گی

اور خراجی وعشری دونوں نہ ہوں، مثلاً مسلمانوں نے فتح کرکے اپنے لیے قیامت تک کے لیے باقی رکھی یا اس زمین کے مالک مرگئے اور زمین بیت المال کی مِلک ہوگئی۔

مسئلہ ۱: خراج دو قسم ہے:

(۱) خراج مقاسمہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو، جیسے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودِ خیبر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور

(۲) خراج مؤظف کہ ایک مقدار معیّن لازم کردی جائے خواہ روپے، مثلاً سالانہ دو روپے بیگھہ یا کچھ اور جیسے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔

مسئلہ ۲: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا تو وہی دیں، بشرطیکہ خراج مؤظف میں جہاں جہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقدار منقول ہے، اس پر زیادت نہ ہو اور جہاں منقول نہیں اس میں نصف پیداوار سے زیادہ

[1] ...... بیع فاسد، خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب کی تفصیلی معلومات کے لیے بہارِ شریعت حصہ ۱۱، ملاحظہ فرمائیں۔

نہ ہو۔ یوہیں خراج مقاسمہ میں نصف سے زیادت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اُتنے دینے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنتِ اسلام میں کیا مقرر تھا تو جہاں جہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمادیا ہے، وہ دیں اور جہاں مقرر نہ فرمایا ہو نصف دیں۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ ہر قسم کے غلّہ میں فی جریب ایک درم اور اُس غلّہ کا ایک صاع اور خربوزے، تربوز کی پالیز اور کھیرے، ککڑی، بیگن وغیرہ ترکاریوں میں فی جریب پانچ درم انگور و خرما کے گھنے باغوں میں جن کے اندر زراعت نہ ہو سکے۔ دس درم پھر زمین کی حیثیت اور اس شخص کی قدرت کا اعتبار ہے، اس کا اعتبار نہیں کہ اُس نے کیا بویا یعنی جو زمین جس چیز کے بونے کے لائق ہے اور یہ شخص اُس کے بونے پر قادر ہے تو اس کے اعتبار سے خراج ادا کرے، مثلاً انگور بو سکتا ہے تو انگور کا خراج دے، اگرچہ گیہوں بوئے اور گیہوں کے قابل ہے تو اس کا خراج ادا کرے اگرچہ جَو بوئے۔ جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول، ۳۵ گز عرض ہے اور صاع دو سو اٹھاسی ۲۸۸ روپیہ بھر اور دس درم کے $\frac{6}{۱۲}$ ۲ر ۹ $\frac{۳}{۵}$ پائی پانچ درم ۲ ۳ر ۴ $\frac{۴}{۵}$ پائی اور ایک درم ۴ر ۵ $\frac{۱۹}{۲۵}$ پائی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو، وہاں کے لوگ بطورِ خود فقرا وغیرہ جو مصارفِ خراج ہیں، اُن پر صرف کریں۔

مسئلہ ۶: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اُس پیداوار کی زکاۃ فرض ہے اور اس زکاۃ کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہِ اسلام جبراً لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا، مگر ثواب کا

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الجهاد، باب العشر و الخراج و الجزية، مطلب في خراج المقاسمة، ج٦، ص٢٩٢ ـ ٢٩٤.

2...... "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٢٣٨.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب العشر و الخراج و الجزية، ج٦، ص٢٩٢.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٥.

5...... المرجع السابق، وغيره.

مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: جس پر عشر واجب ہوا، اُس کا انتقال ہوگیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب و ماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، بلکہ وقفی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہلِ وقف ہوں یا اُجرت پر کاشت کی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جو چیزیں ایسی ہوں کہ اُن کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو اُن میں عشر نہیں، جیسے ایندھن، گھاس، نرکل، سنیٹھا، جھاؤ، کھجور کے پتّے، خطمی، کپاس، بیگن کا درخت، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی کے بیج۔ یوہیں ہر قسم کی ترکاریوں کے بیج کہ اُن کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے۔ یوہیں جو بیج دوا ہیں مثلاً کندر، میتھی، کلونجی اور اگر نرکل، گھاس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی تو اُن میں بھی عشر واجب ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے[6] یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٥. وغيره.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣١٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣١٥، وغيرهما.

6 ...... یعنی چمڑے کا بڑا ڈول۔

اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ [1] کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا، اس پر عشر واجب ہے۔ یوہیں پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے، بشرطیکہ بادشاہِ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے اُن کی حفاظت کی ہو، ورنہ کچھ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جَو، جوار، باجرا، دھان [4] اور ہر قسم کے غلّے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے [5]، تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ عشری زمین مسلمان سے ذمّی نے خرید لی اور قبضہ بھی کرلیا تو اب ذمّی سے عشر نہیں لیا جائے گا بلکہ خراج لیا جائے گا اور مسلمان نے ذمّی سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی۔ اُس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خریدی پھر کسی مسلمان نے شفعہ میں وہ زمین لے لی یا کسی وجہ سے بیع فاسد ہوگئی تھی اور بائع کے پاس واپس ہوئی یا بائع کو خیارِ شرط تھا یا کسی کو خیارِ رویت تھا اس وجہ سے واپس ہوئی یا مشتری کو خیارِ عیب

---

1 ...... بارش۔

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣١٣ ـ ٣١٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣١١ ـ ٣١٣.

4 ...... چاول۔

5 ...... مثلاً دس مَن میں ایک مَن، دس سیر میں ایک سیر یا دس پھل میں ایک پھل۔

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٦.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣١٧.

8 ...... المرجع السابق، ص٣١٨.

تھااور حکم قاضی سے واپس ہوئی، ان سب صورتوں میں پھر عشری ہی ہے اور اگر خیار عیب میں بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو اب خراجی ہی رہے گی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا، اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے، جب بھی عشری اور ذمّی نے اپنے گھر کو باغ بنایا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان اور کوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری ہے اور جو نہر عجمیوں نے کھودی اس کا پانی خراجی ہے۔ کافروں نے کوآں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو، اُس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: زفت اور نفط کے چشمے عشری زمین میں ہوں یا خراجی میں اُن میں کچھ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر خراجی زمین میں ہوں اور آس پاس کی زمین قابل زراعت ہو تو اس زمین کا خراج لیا جائے گا، چشمہ کا نہیں اور عشری زمین میں ہوں تو جب تک آس پاس کی زمین میں زراعت نہ ہو کچھ نہیں لیا جائے گا، فقط قابلِ زراعت ہونا کافی نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو چیز زمین کی تابع ہو، جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عشر اس وقت لیا جائے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ جاتا رہے، اگرچہ ابھی توڑنے کے لائق نہ ہوئے ہوں۔[6] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۴: خراج ادا کرنے سے پیشتر اُس کی آمدنی کھانا حلال نہیں۔ یوہیں عشر ادا کرنے سے پیشتر مالک کو کھانا حلال نہیں، کھائے گا تو ضمان دے گا۔ یوہیں اگر دوسرے کو کھلایا تو اتنے کے عشر کا تاوان دے اور اگر یہ ارادہ ہے کہ کُل کا عشر ادا کر دے گا تو کھانا حلال ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مهم: في حکم اراضی مصر... إلخ، ج۳، ص۳۱۸.

2 ...... المرجع السابق، ص۳۱۹، و "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸٦.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۲۰.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۲۱.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸٦.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الزروع و الثمار، ص۱٦۲.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مهم: في حکم اراضی مصر... إلخ، ج۳، ص۳۲۱.

مسئلہ ۲۵: بادشاہِ اسلام کو اختیار ہے کہ خراج لینے کے لیے غلّہ کو روک لے مالک کو تصرف نہ کرنے دے اور اس نے کئی سال کا خراج نہ دیا ہو اور عاجز ہو تو اگلی برسوں کا معاف ہے اور عاجز نہ ہو تو لیں گے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: زراعت پر قادر ہے اور بویا نہیں تو خراج واجب ہے اور عشر جب تک کاشت نہ کرے اور پیداوار نہ ہو واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیری کھا گئی یا پالے اور لُو سے جاتی رہی تو عشر وخراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ کُل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں اور ساقط ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت طیار نہ ہو سکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: خراجی زمین کسی نے غصب کی اور غصب سے انکار کرتا ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہیں، تو اگر کاشت کرے خراج غاصب پر ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: بیع وفا یعنی جس بیع میں یہ شرط ہو کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع پھیر دے گا تو جب خراجی زمین اس طور پر کسی کے ہاتھ بیچے اور بائع کے قبضہ میں زمین ہے تو خراج بائع پر اور مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے بویا بھی تو خراج مشتری پر۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: طیار ہونے سے پیشتر زراعت بیچ ڈالی تو عشر مشتری پر ہے، اگرچہ مشتری نے یہ شرط لگائی کہ پکنے تک زراعت کاٹی نہ جائے بلکہ کھیت میں رہے اور بیچنے کے وقت زراعت طیار تھی تو عشر بائع پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے، تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضی مصر... إلخ، ج۳، ص۳۲۲.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۲۳.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضی مصر... إلخ، ج۳، ص۳۲۳.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۲۳.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضی مصر... إلخ، ج۳، ص۳۲٤.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱: عشری زمین عاریۃً دی تو عشر کاشتکار پر ہے مالک پر نہیں اور کافر کو عاریت دی تو مالک پر عشر ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بٹائی پر دی تو خراج مالک پر ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: زمین جو زراعت کے لیے نقدی پر دی جاتی ہے، امام کے نزدیک اُس کا عشر زمیندار پر ہے اور صاحبین[3] کے نزدیک کاشتکار پر اور علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی کہ حالت زمانہ کے اعتبار سے اب قول صاحبین پر عمل ہے۔[4]

مسئلہ ۳۴: گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے، اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اُس کا ادا کرنا ضروری اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں، بلکہ تمام مصالح عامۂ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد وخرچ مسجد و وظیفۂ امام ومؤذن وتنخواہ مدرسینِ علمِ دین وخبر گیری طلبۂ علمِ دین وخدمتِ علمائے اہلسنت حامیانِ دین جو وعظ کہتے ہیں اور علمِ دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں اور پُل وسرا بنانے میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔[5] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۵: عشر لینے سے پہلے غلّہ بیچ ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے کہ عشر مشتری سے لے یا بائع سے اور اگر جتنی قیمت ہونی چاہیے اُس سے زیادہ پر بیچا تو مصدق کو اختیار ہے کہ غلّہ کا عشر لے یا ثمن کا عشر اور اگر کم قیمت پر بیچا اور اتنی کمی ہے کہ لوگ اتنے نقصان پر نہیں بیچتے تو غلّہ ہی کا عشر لے گا اور وہ غلّہ نہ رہا تو اُس کا عشر قرار دے کر بائع سے لیں یا اُس کی واجبی قیمت۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: انگور بیچ ڈالے تو ثمن کا عشر لے اور شیرہ کر کے بیچا تو اسکی قیمت کا عشر لے۔[7] (عالمگیری)

---

1. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٧.
2. ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب: هل يجب العشرعلى المزارعين في الاراضى السلطانية، ج٣، ص٣٢٧ ـ ٣٢٨.
3. ...... فقۂ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو کہتے ہیں۔
4. ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضى مصر وشام السلطانية، ج٣، ص٣٢٥.
5. ...... "الفاوى الرضوية" (الجديدة)، كتاب الزكاة، رساله افصح البيان، ج١٠، ص٢٢٣.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٧.
7. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٧.

مال زکاۃ کن لوگوں پر صَرف کیا جائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ o ﴾ [1]

صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور انکے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔

حدیث ۱: سنن ابی داود میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اُس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اُس کے آٹھ حصے کیے۔'' [2]

حدیث ۲: امام احمد و ابوداود و حاکم ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ شخص کے لیے:

(۱) اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا یا

(۲) صدقہ پر عامل یا

(۳) تاوان والے کے لیے یا

(۴) جس نے اپنے مال سے خرید لیا ہو یا

(۵) مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس مسکین نے اپنے پڑوسی مالدار کو ہدیہ کیا۔'' [3] اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت میں مسافر کے لیے بھی جواز آیا ہے۔ [4]

حدیث ۳: بیہقی نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: ''صدقہ مفروضہ میں اولاد اور والد کا

---

1 ...... پ ۱۰، التوبة: ۶۰.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب يعطىٰ من الصدقة وحدالغنى، الحديث: ۱۶۳۰، ج۲، ص۱۶۵.

3 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الزكاة، باب مقدار الغنى الذى يحرم السؤال، الحديث: ۱۵۲۰، ج۲، ص۲۹.

4 ...... انظر: "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب قسم الصدقات، باب العامل على الصدقة ياخذ منها بقدر عمله... إلخ، الحديث: ۱۳۱۶۷، ج۷، ص۲۳.

حق نہیں۔'' (1)

حدیث ۴: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اے بنی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔'' (2)

حدیث ۵ تا ۷: امام احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے مَیل ہیں۔'' (3)

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری اہلِ بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔'' (4)

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انھیں میں سے ہے۔'' (5)

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کا خرما لے کر منھ میں رکھ لیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھی چھی کہ اُسے پھینک دیں، پھر فرمایا: کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔'' (6) طہمان و بہز بن حکیم و براء و زید بن ارقم و عمرو بن خارجہ و سلمان و عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ و میمون و کیسان و ہرمز و خارجہ بن عمرو و مغیرہ و انس وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اہلِ بیت کے لیے صدقات ناجائز ہیں۔ (7)

مسئلہ ۱: زکاۃ کے مصارف سات ہیں:

(۱) فقیر

---

(1)...... "السنن الكبرى"، كتاب قسم الصدقات باب المراة تصيرف من زكاتها في زوجها، الحديث: ١٣٢٢٩، ج٧، ص٤٥.

(2)...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٢٩٨٠، ج١٢، ص١٨٢.

(3)...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب ترك استعمال آل النبى على الصدقة، الحديث: ١٠٧٢، ص٥٣٩.

(4)...... "الطبقات الكبرى" لابن سعد، ج١، ص٢٩٧

(5)...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم وأهل بيته ومواليه، الحديث: ٦٥٧، ج٢، ص١٤٢.

(6)...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب مايذكر في الصدقة للنبى صلى الله عليه وسلم وآله، الحديث: ١٤٩١، ج١، ص٥٠٣.

(7)...... انظر: "كنز العمال"، كتاب الزكاة، ج٦، ص١٩٥ ـ ١٩٦.

(۲) مسکین

(۳) عامل

(۴) رقاب

(۵) غارم

(۶) فی سبیل اللہ

(۷) ابن سبیل۔[1]

مسئلہ ۲: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لیے لونڈی غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا۔ یوہیں اگر مدیُون ہے اور دَین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، تو فقیر ہے اگرچہ اُس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔[3] (عالمگیری) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدّ نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالمِ دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

مسئلہ ۴: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکاۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کا متوسط طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔[5] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٣ ـ ٣٤٠.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٣. وغيره

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٧.

4 ...... المرجع السابق، ص١٨٧ ـ ١٨٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٤ ـ ٣٣٦، وغيره.

مسئلہ ۶: عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اُجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مالِ زکاۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز ہاں اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: زکاۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا، مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا ہوگئیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص اپنے مال کی زکاۃ خود لے کر بیت المال میں دے آیا تو اُس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دے دیا یہ جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اور اگر پہلے لے لیا اور وصول کیا ہوا مال ہلاک ہوگیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مالِ زکاۃ سے بدلِ کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔[5] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۱: غنی کے مکاتب کو بھی مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا اور پھر بدستور غلام ہوگیا تو جو کچھ اُس نے مالِ زکاۃ لیا ہے، اس کو مولیٰ تصرف میں لاسکتا ہے اگرچہ غنی ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: مکاتب کو جو زکاۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لیے ہے، مگر اب اسے اختیار ہے دیگر مصارف میں بھی خرچ کرسکتا ہے، اگر مکاتب کے پاس بقدرِ نصاب مال ہے اور بدلِ کتابت سے بھی زیادہ ہے، جب بھی زکاۃ دے سکتے ہیں مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٤.

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

4...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٦.

5...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٧، وغيره.

7...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٧.

مسئلہ ۱۳: غارم سے مُراد مدیُون ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ اس کا اَوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مدیُون ہاشمی نہ ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے، سواری اور زادِراہ اُس کے پاس نہیں تو اُسے مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اُس کے پاس مال نہیں اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علمِ دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالبعلم سوال کر کے بھی مالِ زکاۃ لے سکتا ہے، جب کہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یوہیں ہر نیک بات میں زکاۃ صَرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطور تملیک[2] ہو کہ بغیر تملیک زکاۃ ادا نہیں ہوسکتی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: بہت سے لوگ مالِ زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولّی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکاۃ ہے تاکہ متولّی اس مال کو جُدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صَرف کرے، کسی کام کی اُجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۶: ابن السّبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو مگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یوہیں اگر مالک نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے پر دَین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دَین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدرِ ضرورت زکاۃ لے سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔[4] (عالمگیری، درمختار) اور اگر دَین معجّل ہے یا میعاد پوری ہوگئی اور مدیُون غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکاۃ نہیں لے سکتا، کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صَرف کرسکتا ہے لہٰذا حاجت مند نہ ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں، شرعاً ہمیشہ معجّل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کرسکتا ہے، اگرچہ ہزار عہد و پیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اُس میعاد

1...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٩، وغيره.

2...... یعنی جس کو دے، اسے مالک بنادے۔

3...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٩، وغيره.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.
و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٠.

سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نامسموع ہوگا کہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: مسافر یا اس مالکِ نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دَین ہے، بوقتِ ضرورت مالِ زکاۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مِل گیا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دَین وصول ہوگیا، تو جو کچھ زکاۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صَرف میں لاسکتا ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: زکاۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دیدے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکاۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون نہ ہو اور مدیُون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں، اباحت کافی نہیں، لہٰذا مالِ زکاۃ مسجد میں صَرف کرنا یا اُس سے میّت کو کفن دینا یا میّت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پُل، سرا، سقایہ، سڑک بنوا دینا، نہر یا کوآں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا ناکافی ہے۔[4] (جوہرہ، تنویر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: فقیر پر دَین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکاۃ سے وہ دَین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر اُس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مر گیا، تو یہ دَین اگر مالِ زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔[5] (درمختار) ان چیزوں میں مالِ زکاۃ صَرف کرنے کا حیلہ ہم بیان کر چکے، اگر حیلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۱: (۱) اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے (۲) اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقۂ فطر و نذر و کفّارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے

---

1. ......
2. ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۰.
3. ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸.
4. ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸.
   و "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۱ ـ ۳۴۳.
5. ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۲.

سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۲: زنا کا بچہ جو اُس کے نطفہ سے ہو یا وہ بچہ کہ اُس کی منکوحہ سے زمانۂ نکاح میں پیدا ہوا، مگر یہ کہہ چکا کہ میرا نہیں انھیں نہیں دے سکتا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔[4] (ردالمحتار) یوہیں حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۵: (۳) اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب[5] یا مدبّر[6] یا ام ولد[7] یا اُس غلام کو جس کے کسی جز کا یہ مالک ہو، اگرچہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکاۃ نہیں دے سکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: (۴) عورت شوہر کو (۵) اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو، جب تک عدّت میں ہے اور عدّت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: (۶) جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہلِ علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٤، وغيره.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٤.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے۔

6 ...... یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

7 ...... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔
تفصیلی معلومات کے لئے **بہارِشریعت حصہ ۹** میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٥.

اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُس کی قیمت دو۲۰۰سو درم ہو، اگرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اُس پر زکاۃ واجب ہو مثلاً چھ تولے سونا جب دو۲۰۰سو درم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگرچہ اُس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دو۲۰۰سو درم ہے اسے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اُس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دو۲۰۰سو درم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: صحیح تندرست کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: (۷) جو شخص مالک نصاب ہے اُس کے غلام کو بھی زکاۃ نہیں دے سکتے، اگرچہ غلام اپاہج ہو اور اُس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اُس کا مالک غائب ہو، مگر مالکِ نصاب کے مکاتب کو اور اُس ماذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اُس کا مال دَین میں مستغرق ہو۔ (۸) یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: غنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: جس عورت کا دَین مہر اس کے شوہر پر باقی ہے، اگرچہ وہ بقدر نصاب ہو اگرچہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔[5] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۳۲: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے، اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اُس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا

---

1. …… "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٤٦.
2. …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩، وغيره.
3. …… "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص ٣٤٨.
4. …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩.
5. …… "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لا يجوز، ص١٦٧.
6. …… "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص ٣٤٩.

نہیں جو اُس کی اور بال بچوں کی خورش کو کافی ہوسکے تو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں۔ یوہیں اس کی مِلک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے، مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لیے کافی ہو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کھیت کی قیمت دو۲۰۰سو درم یا زائد ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جس کے پاس کھانے کے لیے غلّہ ہو جس کی قیمت دو۲۰۰سو درم ہو اور وہ غلّہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جاڑے[3] کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجت اصلیہ میں ہیں، وہ کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں زکاۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکاۃ نہیں لے سکتی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکاۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکاۃ لے نہیں سکتا۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۸: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکاۃ لینا جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩.
2...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٤٦.
3...... یعنی سردی۔
4...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٧.
5...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في جهاز المرأة هل تصير به غنية، ج٣، ص٣٤٧.
6...... المرجع السابق، وغيره.
7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩.

مسئلہ ۳۹: (۹) بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔
بنی ہاشم سے مُراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام اُن کی مِلک میں ہیں، اُنھیں دینا بطریق اَولیٰ ناجائز۔[2] (درمختار وغیرہ، عامۂ کتب)

مسئلہ ۴۱: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہٰذا ایسے شخص کو زکاۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: صدقۂ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: (۱۰) ذمّی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقۂ واجبہ جیسے نذر و کفّارہ و صدقۂ فطر[4] اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہِ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔[5] (درمختار) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفّار ذمّی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ نذر و کفّارہ و فطرہ دینا جائز نہیں، سوا دفینہ اور معدن کے کہ ان کا خمس اپنے والدین و اولاد کو بھی دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورت میں خود بھی صَرف کر سکتا ہے جس کا بیان

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩، وغيره.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥١، وغيره.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٥٢.

4 ...... فتاویٰ قاضی خان میں ہے، صدقۂ فطر ذمی فقراء کو دینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔
("الفتاوی الخانية"، كتاب الصوم، فصل في صدقة الفطر، ج١، ص١١١).
فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ذمی کافروں کو زکوۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں اور نفلی صدقہ ان کو دینا جائز ہے۔ صدقۂ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ جائز ہے مگر مسلمان فقراء کو دینا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔
("الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨).
انظر: "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٥٣.
و "المبسوط"، كتاب الصوم، فصل في صدقة الفطر، ج٢، ص١٢٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٣.

گزرا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکاۃ دے سکتے ہیں، اُن سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو، اُس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاۃ نہیں دے سکتے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکاۃ اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکاۃ عنداللہ ادا ہوگئی، مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکاۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیّت کے حکم میں ہے اور وارث کے لیے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیّت صحیح نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکاۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اُسے دی جس نے اُس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوئی۔ عید، بقرعید میں خدّام مرد وعورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔[4] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: جس نے تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں اور زکاۃ دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکاۃ ہے یا کچھ حال نہ کُھلا تو ادا ہوگئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمّی تھا، جب بھی ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اب پھر دے اور یہ بھی تحری ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا، اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیا یا وہ فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں تھا اُسے دے دیا۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کی مگر کسی طرف دل نہ جما یا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، ص١٦٧.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٤ ـ ٣٤١، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٤.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة... إلخ، ص١٦٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٩٠.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، ص١٨٩، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٣.

وہ مصرفِ زکاۃ تھا توہوگئی۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھران کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔[2] (جوہرہ، عالمگیری)

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔''[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: دوسرے شہر کو زکاۃ بھیجنا مکروہ ہے، مگر جب کہ وہاں اُس کے رشتے والے ہوں تو اُن کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیز گار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالحرب میں ہے اور زکاۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیج دے، ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۱: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو، اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقرا کو زکاۃ دی جائے اور صدقۂ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے، اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقرا پر صدقۂ فطر تقسیم کرے۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: بدمذہب کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔[6] (درمختار) جب بدمذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیۂ زمانہ کہ توہینِ خدا

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٩٠، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٩٠.

3 ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الزكاة، باب الصدقة... إلخ، ج٣، ص٢٩٧.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٥٥.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٩٠.
و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٥.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٦.

وتنقیص شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔[1] اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکاۃ دینا حرام وسخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵۳: جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کے لیے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز اور کھانے کو اُس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لیے سوال کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر جہاد یا طلبِ علمِ دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے پر قادر ہو اُسے سوال کی اجازت ہے، جسے سوال جائز نہیں اُس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کرکے دے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

صدقۂ فطر کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زکاۃ فطر ایک صاع خرما یا جَو، غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ ''نماز کو جانے سے پیشتر ادا کردیں۔''[4]

حدیث ۲: ابو داود و نسائی کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا: اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خُرما یا جَو یا نصف صاع گیہوں۔[5]

1...... تفصیلی معلومات کے لیے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدِد دین وملت، علامہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی کتاب ''حُسَّامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْن'' کا مطالعہ فرمالیجئے۔ ''حُسَّامُ الْحَرَمَیْن'' کی اہمیت کے پیشِ نظر، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان اور حُسَّامُ الْحَرَمَیْن کے کیا کہنے! واللہ العظیم جل جلالہ، میرے آقا امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا۔ تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے میری مَدَنی التجاء ہے کہ پہلی فرصت میں ان کتابوں کا مطالعہ فرمالیں۔'' آپ کے عطا کردہ مدنی انعامات میں سے ایک مدنی انعام ہے کہ: ''کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی کُتُب تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان اور **حُسَّامُ الْحَرَمَیْن** پڑھ یا سن لی ہیں؟''

2...... ''الدرالمختار''، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۵۷.

3...... ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلیۃ، ج۳، ص۳۵۸.

4...... ''صحیح البخاري''، أبواب صدقۃ الفطر، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث: ۱۵۰۳، ج۱، ص۵۰۷.

5...... ''سنن أبي داود''، کتاب الزکاۃ، باب من روی نصف صاع من قمح، الحدیث: ۱۶۲۲، ج۲، ص۱۶۱.

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ مروی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔[1]

حدیث ۴: ابوداود و ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش[2] ہو جائے۔[3]

حدیث ۵: دیلمی و خطیب و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے، جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے۔''[4]

مسئلہ ۱: صدقۂ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کردے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہٰذا مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیّت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔[6] (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۳: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔[8] (درمختار) مال نامی اور حاجت اصلیہ کا بیان گزر چکا، اس کی صورتیں

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في صدقة الفطر، الحديث: ٦٧٤، ج٢، ص١٥١.

2 ...... یعنی خوراک۔

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر، الحديث: ١٦٠٩، ج٢، ص١٥٧.

4 ...... "تاريخ بغداد"، رقم: ٤٧٣٥، ج٩، ص١٢٢.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٢، وغيره.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ص١٧٤، وغيره.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٢.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٢ ـ ٣٦٥.

وہیں سے معلوم کریں۔

مسئلہ۵: نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہوگیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کردیں اور اگر خود مالکِ نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۶: صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاۃ وعشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہوجاتے ہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ۷: مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۸: صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۹: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہرحال اُس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر ویتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔[6] (درمختار)

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٥.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٦.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٧.

4...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٧.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٨.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٨.

مسئلہ ۱۱: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: خدمت کے غلام اور مدبر و ام ولد کی طرف سے ان کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہے، اگرچہ غلام مدیُون ہو، اگرچہ دَین میں مستغرق ہو اور اگر غلام گروی ہو اور مالک کے پاس حاجتِ اصلیہ کے سوا اتنا ہو کہ دَین ادا کر دے اور پھر نصاب کا مالک رہے تو مالک پر اُس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: تجارت کے غلام کا فطرہ مالک پر واجب نہیں اگرچہ اس کی قیمت بقدرِ نصاب نہ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: غلام عاریۃً[4] دے دیا یا کسی کے پاس **امانۃً** رکھا تو مالک پر فطرہ واجب ہے اور اگر یہ وصیّت کر گیا کہ یہ غلام فلاں کا کام کرے اور میرے بعد اس کا مالک فلاں ہے تو فطرہ مالک پر ہے، اُس پر نہیں جس کے قبضہ میں ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بھاگا ہوا غلام اور وہ جسے حربیوں نے قید کر لیا ان کی طرف سے صدقہ مالک پر نہیں۔ یوہیں اگر کسی نے غصب کر لیا اور غاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اس کا فطرہ بھی واجب نہیں، مگر جب کہ واپس مل جائیں تو اب ان کی طرف سے سالہائے گزشتہ کا فطرہ دے، مگر حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد بھی اس کا فطرہ نہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مکاتب کا فطرہ نہ مکاتب پر ہے، نہ اس کے مالک پر۔ یوہیں مکاتب اور ماذُون کے غلام کا اور مکاتب اگر بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو مالک پر سالہائے گزشتہ کا فطرہ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخصوں میں غلام مشترک ہے تو اُس کا فطرہ کسی پر نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: غلام بیچ ڈالا اور بائع یا مشتری یا دونوں نے واپسی کا اختیار رکھا عیدالفطر آ گئی اور میعادِ اختیار ختم نہ ہوئی تو

1...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٨.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٢، وغيرهما.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٩.

4...... یعنی ادھار۔

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٩.

6...... المرجع السابق، ص٣٧٠.

7...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٣.

8...... المرجع السابق.

اُس کا فطرہ موقوف ہے، اگر بیع قائم رہی تو مشتری دے ورنہ بائع۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر مشتری نے خیارِ عیب یا خیارِ رویت کے سبب واپس کیا تو اگر قبضہ کر لیا تھا تو مشتری پر ہے، ورنہ بائع پر۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: غلام کو بیچا مگر وہ بیع فاسد ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے واپس کر دیا یا عید کے بعد قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو بائع پر ہے اور اگر عید سے پہلے قبضہ کیا اور بعد عید آزاد کیا تو مشتری پر۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مالک نے غلام سے کہا جب عید کا دن آئے تو آزاد ہے۔ عید کے دن غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کا فطرہ واجب۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اُس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اِذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اُس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اِذن[6] ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔[8] (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۲۵: صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستّو نصف صاع، کھجور یا **منقے** یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو ایک صاع۔[9] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۰، وغيره.

6 ...... یعنی بغیر اجازت۔

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۰، وغيرهما.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳.

9 ...... المرجع السابق، ص۱۹۱، و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۲.

مسئلہ ۲۶: گیہوں، جَو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اُتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔[5] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن تین سو اکاون (۳۵۱) روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتّر (۱۷۵) روپے اٹھنی بھر اوپر۔[6] (فتاوٰی رضویہ)

مسئلہ ۳۲: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہو اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کردے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہوگیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۷٦، و "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۱ ـ ۱۹۲.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق، ص۱۹۱، و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۳، وغيرهما.

6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱۰، ص۲۹۵.

ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کردے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اُس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوؤں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہوگیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوؤں میں ملا کر سب کی نیّت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں یعنی جن کو زکاۃ دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاۃ نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکاۃ ہے فطرہ نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اپنے غلام کی عورت کو فطرہ دے سکتے ہیں، اگرچہ اُس کا نفقہ اُسی پر ہو۔[6] (درمختار)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں

آج کل ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو ننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقۃً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایۂ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٧٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٢.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، مطلب في مقدار الفطرة بالمد الشامي، ج٣، ص٣٧٧.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٧٨.

4 ...... "الفتاوى الهندية"،

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، مطلب في مقدار الفطرة بالمد الشامي، ج٣، ص٣٧٩.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٨٠.

مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔

اب چند حدیثیں سنیے! دیکھیے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے سائلوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

حدیث ۱: بخاری ومسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''آدمی سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔'' [1] یعنی نہایت بے آبرو ہوکر۔

حدیث ۲ تا ۴: ابوداود وترمذی ونسائی وابن حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے مونھ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے مونھ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، ہاں اگر آدمی صاحبِ سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اُس سے چارہ نہ ہو [2] (تو جائز ہے)۔'' اور اسی کے مثل امام احمد نے عبداللہ بن عمر اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۵: بیہقی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے سوال کرے، حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے مونھ پر گوشت نہ ہوگا۔'' اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس پر نہ فاقہ گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اُس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا، ایسی جگہ سے جو اس کے دل میں بھی نہیں۔'' [3]

حدیث ۶ و ۷: نسائی نے عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کرنے نہ جاتا۔'' [4] اسی کی مثل طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، با ب كراهة المسألة للناس، الحديث: ١٠٤-(١٠٤٠)، ص٥١٨.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب ماتجوز فيه المسألة، الحديث: ١٦٣٩، ج٢، ص١٦٨.

3 ...... "شعب الإيمان"، باب في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ٣٥٢٦، ج٣، ٢٧٤.

4 ...... "سنن النسائي"، كتاب الزكاة، باب المسألة، الحديث: ٢٥٨٣، ص٤٢٥.

حدیث ۸ و ۹: امام احمد بہ سند جید وطبرانی و بزار عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''غنی کا سوال کرنا، قیامت کے دن اس کے چہرہ میں عیب ہوگا۔'' (1) اور بزار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''غنی کا سوال آگ ہے، اگر تھوڑا دیا گیا تو تھوڑی اور زیادہ دیا تو زیادہ۔'' (2) اور اسی کے مثل امام احمد و بزار وطبرانی نے ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: طبرانی کبیر میں اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں اور ترمذی اور بیہقی حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے، گویا وہ انگارا کھاتا ہے۔'' (3)

حدیث ۱۱: مسلم و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مال بڑھانے کے لیے سوال کرتا ہے، وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔'' (4)

حدیث ۱۲: ابوداود و ابن حبان و ابن خزیمہ سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے، وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، وہ کیا مقدار ہے، جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا: صبح و شام کا کھانا۔'' (5)

حدیث ۱۳: ابن حبان اپنی صحیح میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے سوال کرے، اس لیے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے، اب اسے اختیار ہے، چاہے تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔'' (6)

حدیث ۱۴ و ۱۵: امام احمد و ابو یعلٰی و بزار نے عبدالرحمٰن بن عوف اور طبرانی نے صغیر میں اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالٰی بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا، مگر اللہ تعالٰی اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔'' (7)

1...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عمران بن حصين، الحديث: ١٩٨٤٢، ج٧، ص١٩٣.

2...... "مسند البزار"، مسند عمران بن حصين، الحديث: ٣٥٧٢، ج٩، ص٤٩.

3...... "المعجم الكبير"، باب الحاء، الحديث: ٣٥٠٦، ج٤، ص١٥.

4...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، الحديث: ١٠٤١، ص٥١٨.

5...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب من يعطىٰ من الصدقة وحدالغنى، الحديث: ١٦٢٩، ج٢، ص١٦٤.

6...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب المسألة... إلخ، الحديث: ٣٣٨٢، ج٥، ص١٦٦.

7...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمن بن عوف، الحديث: ١٦٧٤، ج١، ص٤١٠.

حدیث ۱۶: مسلم وابوداود ونسائی قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں: مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا، فرمایا: ''ٹھہرو ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمھارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا: اے قبیصہ! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہوا یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہوا) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں[1] کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے حاصل کرلے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔''[2]

حدیث ۱۷ و ۱۸: امام بخاری وابن ماجہ زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص رسّی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاکر بیچے اور سوال کی ذلّت سے اللہ تعالٰی اس کے چہرہ کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔''[3] اسی کے مثل امام بخاری و مسلم وامام مالک و ترمذی ونسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۹: امام مالک وبخاری ومسلم وابوداود ونسائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے، یہ فرمایا: کہ ''اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔''[4]

حدیث ۲۰: امام مالک وبخاری ومسلم وابوداود وترمذی ونسائی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، یہاں تک وہ مال جو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پاس تھا ختم ہوگیا پھر فرمایا: ''جو کچھ میرے پاس مال ہوگا، اُسے میں تم سے اُٹھا نہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا، اللہ تعالٰی اُسے بچائے گا اور

---

1 ...... تین شخصوں کی گواہی جمہور کے نزدیک بطور استحباب ہے اور یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کا مالدار ہونا معلوم ومشہور ہے تو بغیر گواہ اس کا قول مسلم نہیں اور جس کا مالدار ہونا معلوم نہ ہو تو فقط اس کا کہہ دینا کافی ہے۔ ۱۲ منہ

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب من تحل له المسألة، الحديث: ١٠٤٤، ص٥١٩.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ١٤٧١، ج١، ص٤٩٧.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خيرٌ من اليد السفلى... إلخ، الحديث: ١٠٣٣، ص٥١٥.

جو غنی بننا چاہے گا، اللہ (عزوجل) اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ وسیع عطا کسی کو نہ ملی۔'' (1)

حدیث ۲۱: حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ لالچ محتاجی ہے اور نا اُمیدی تونگری۔ آدمی جب کسی چیز سے نا امید ہو جاتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں رہتی۔ (2)

حدیث ۲۲: امام بخاری و مسلم فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا، کسی ایسے کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، ارشاد فرمایا: ''اسے لو اور اپنا کر لو اور خیرات کر دو، جو مال تمھارے پاس بے طمع اور بے مانگے آجائے، اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔'' (3)

حدیث ۲۳: ابو داود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک انصاری نے حاضرِ خدمت اقدس ہو کر سوال کیا، ارشاد فرمایا: ''کیا تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی، ہے تو، ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، ارشاد فرمایا: میرے حضور دونوں چیزوں کو حاضر کرو، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی، ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا، کسی اور صاحب نے عرض کی، میں دو درہم پر لیتا ہوں، انھیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لیے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلّہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک سے اُس میں بنیٹ ڈالا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک تمھیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے، لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، اب حاضر ہوئے تو اُنکے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند کا غلّہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمھارے مونھ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال درست نہیں، مگر تین شخص کے لیے، ایسی محتاجی والے کے لیے جو اُسے زمین پر لٹا دے یا تاوان والے کے لیے جو رسوا کر دے یا خون والے (دیت) کے لیے جو اُسے تکلیف پہنچائے۔'' (4)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب التعفف و الصبر... إلخ، الحديث: ١٠٥٣، ص٥٢٤.

2 ...... "حلية الأولياء و طبقات الأصفياء"، رقم: ١٢٥، ج١، ص٨٧.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، الحديث: ٧١٦٤، ج٤، ص٤٦١.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب ماتجوز فيه المسألة، الحديث: ١٦٤١، ج٢، ص١٦٨.

حدیث ۲۴،۲۵: ابو داود و ترمذی بافادۂ تصحیح و تحسین و حاکم بافادۂ تصحیح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے فاقہ پہنچا اور اُس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عزوجل جلد اُسے بے نیاز کردے گا، خواہ جلد موت دے دے یا جلد مالدار کردے۔'' [1] اور طبرانی کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلال روزی اس پر کشادہ فرمائے۔'' [2]

بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کے لیے دو، خدا کے واسطے دو، حالانکہ اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں اُسے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں بدترین خلائق اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا تو جب تک بُری بات کا سوال نہ ہو یا خود سوال بُرا نہ ہو (جیسے مالدار یا ایسے شخص کا بھیک مانگنا جو قوی تندرست کمانے پر قادر ہو) اور یہ سوال کو بلادقت پورا کرسکتا ہے تو پورا کرنا ہی ادب ہے کہ کہیں بروئے ظاہر حدیث یہ بھی اُسی وعید کا مستحق نہ ہو [3]، وہاں اگر سائل **مُتعنّت** ہو [4] تو نہ دے۔ نیز یہ بھی لحاظ رہے کہ مسجد میں سوال نہ کرے، خصوصاً جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر کہ یہ حرام ہے، بلکہ بعض علما فرماتے ہیں: کہ ''مسجد کے سائل کو اگر ایک پیسہ دیا تو ستّر پیسے اور خیرات کرے کہ اس ایک پیسہ کا کفارہ ہو۔'' [5] مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو عرفہ کے دن عرفات میں سوال کرتے دیکھا، اُسے دُرّے لگائے اور فرمایا: کہ اس دن میں اور ایسی جگہ غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔ [6]

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في الاستعفاف، الحديث: ١٦٤٥، ج٢، ص١٧٠.

2 ...... "المعجم الصغير"للطبراني ، الحديث: ٢١٤، ج١، ص١٤١.

3 ...... طبرانی معجم کبیر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
((ملعون من سال بوجه الله و ملعون من سئِل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسال هجرا)).
("الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، ترهيب السائل أن يسأل بوجه الله غير الجنة... إلخ، الحديث: ١، ج١، ص٣٤٠).
تجنیس ناصری پھر تاتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے:
اذا قال السائل بحق الله تعالىٰ او بحق محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلّم ان تعطينى كذا لا يجب عليه فى الحكم والاحسن فى المروءة ان يعطيه. وعن ابن المبارك قال يعجبنى اذا سأل سائل بوجه الله تعالىٰ ان لا يعطى۔ ۱۲ منہ
(انظر: "ردالمحتار"، كتاب الهبة، مطلب في معنى التمليك، ج١٢، ص٦٤٩.)

4 ...... یعنی سوال کرنے والا خود اپنی ذلّت کے درپے ہو یعنی پیشہ ور بھکاری ہو۔

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الهبة، مطلب في معنى التمليك، ج١٢، ص٦٤٩.

6 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة و من تحل له، الحديث: ١٨٥٥، ج١، ص٥١٤.

ان چند احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بھیک مانگنا بہت ذلّت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے اور حالت ضرورت میں بھی اُن امور کا لحاظ رکھے، جن سے ممانعت وارد ہے اور سوال کی اگر حاجت ہی پڑ جائے تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہ بے لیے پیچھا نہ چھوڑے کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

صدقات نفل کا بیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمھارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا پہن لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، نہ وہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کے فضائل میں چند حدیثیں سُنیے اور ان پر عمل کیجیے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بندہ کہتا ہے، میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پُرانا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لیے جمع کیا اور اُس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لیے چھوڑ جائے گا۔'' (1)

حدیث ۲: بخاری ونسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا: اپنا مال تو وہ ہے، جو آگے روانہ کر چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا، وہ وارث کا مال ہے۔'' (2)

حدیث ۳: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر میرے پاس اُحد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اُس میں کا میرے پاس کچھ رہ جائے، ہاں اگر مجھ پر دَین ہو تو اُس کے لیے کچھ رکھ لوں گا۔'' (3)

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں ایک کہتا ہے، اے اللہ (عزوجل)! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الزھد و الرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن و جنة للکافر، الحدیث: ۲۹۵۹، ص۱۵۸۲.

2 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب الرقائق، باب ماقدم من ماله فھو له، الحدیث: ۶۴۴۲، ج۴، ص۲۳۰.

3 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب الرقائق، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم ما یسرنی أن عندی مثل احد ھذا ذھبا، الحدیث: ۶۴۴۵، ج۴، ص۲۳۲.

کہتا ہے، اے اﷲ (عزوجل)! روکنے والے کے مال کو تلف کر۔'' (1) اور اسی کے مثل امام احمد و ابن حبان و حاکم نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ٦: صحیحین میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''خرچ کر اور شمار نہ کر کہ اﷲ تعالیٰ شمار کرکے دے گا اور بند نہ کر کہ اﷲ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کردے گا۔ کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔'' (2)

حدیث ٧: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اﷲ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اﷲ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابنِ آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔'' (3)

حدیث ٨: صحیح مسلم و سنن ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اﷲ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابنِ آدم! بچے ہوئے کا خرچ کرنا، تیرے لیے بہتر ہے اور اُس کا روکنا، تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت روکنے پر ملامت نہیں اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔'' (4)

حدیث ٩: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہوگئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے، ہر کڑی اپنی جگہ کو پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔'' (5)

حدیث ١٠: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اﷲ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے اور بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخل نے اُنھیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔'' (6)

حدیث ١١: نیز اُسی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص نے عرض کی یارسول اﷲ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك، الحديث: ١٠١٠ ص ٥٠٤.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع، الحديث: ١٤٣٤، ج١، ص٤٨٣.
كتاب الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها... إلخ، الحديث: ٢٥٩١، ص٢٠٤.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، الحديث: ٥٣٥٢، ج٣، ص٥١١.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى... إلخ، الحديث: ١٠٣٦، ص٥١٦.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب مثل المنفق والبخيل، ٧٦-(١٠٢١)، ص٥١٠.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والأدب، باب تحريم الظلم، الحديث: ٢٥٧٨، ص١٣٩٤.

کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے؟ فرمایا: اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو، محتاجی کا ڈر ہو اور تونگری کی آرزو، یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ تو فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔'' (1)

حدیث ۱۲: صحیحین میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کعبہ معظّمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: ''قسم ہے رب کعبہ کی! وہ ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کی، میرے باپ ماں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: زیادہ مال والے، مگر جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کرے آگے پیچھے دہنے بائیں یعنی ہر موقع پر خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔'' (2)

حدیث ۱۳: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سخی قریب ہے اللہ (عزوجل) سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے اور بخیل دور ہے اللہ (عزوجل) سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے اور جاہل سخی اللہ (عزوجل) کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، بخیل عابد سے۔'' (3)

حدیث ۱۴: سُنن ابوداود میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔'' (4)

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و دارمی و ترمذی ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مرتے وقت صدقہ دیتا یا آزاد کرتا ہے، اُس کی مثال اُس شخص کی ہے کہ جب آسودہ ہولیا تو ہدیہ کرتا ہے۔'' (5)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اَبر ایک کنارہ کو ہوگیا اور اُس نے پانی سنگستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا کُھرپیا سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو

---

(1)...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، الحديث: ١٠٣٢، ص٥١٥.

(2)...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لايؤدى الزكاة، الحديث: ٩٩٠، ص٤٩٥.

(3)...... "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في السخاء، الحديث: ١٩٦٨، ج٣، ص٣٨٧.

(4)...... "سنن أبي داود"، كتاب الوصايا، باب ماجاء في كراهية الإضرار في الوصية، الحديث: ٢٨٦٦، ج٣، ص١٥٥.

(5)...... "سنن الدارمي"، كتاب الوصايا، باب من أحب الوصية ومن كره، الحديث: ٣٢٢٦، ج٢، ص٥٠٥.

و "جامع الترمذي"، ابواب الوصايا... الخ، باب ماجاء في الرجل يتصدق ... الخ، الحديث: ٢١٢٣، ج٤، ص٤٤.

اُس نے اَبر میں سے سُنا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اَبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔'' (1)

حدیث ۱۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور یہ بات جاتی رہے، جس سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ گھن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اسے دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (راوی کا شک ہے، مگر برص والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس۱۰ مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالٰی تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر گنجے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے، اُس سے کہا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک گابھن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالٰی تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالٰی میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے ہاتھ پھیرا، اللہ تعالٰی نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتہ نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گابھن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیأت میں ہو کر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مرد مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا چمڑا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے

(1)...... ''صحیح مسلم''، کتاب الزهد و الرقائق، باب فضل الانفاق علی المساکین وابن السبیل، الحدیث: ۲۹۸٤، ص۱۵۹۳.

میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسلاً بعد نسلٍ وارث کیا گیا ہوں۔ فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے جیسا تُو تھا۔

پھر گنجے کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے، جیسا تُو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیأت بن کر آیا اور کہا: میں مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہوگئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تُو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تُو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: تُو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں پر ناراضی۔'' [1]

حدیث ۱۸: امام احمد و ابو داود و ترمذی ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دوں، ارشاد فرمایا: ''اُسے کچھ دیدے، اگرچہ کُھر جلا ہوا۔'' [2]

حدیث ۱۹: بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دے، شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل آ کر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔ لوگوں نے کہا، اللہ (عزوجل) تجھ میں برکت دے۔ [3] سائل چلا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمھارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ اُم المومنین نے عرض کی، ہاں اور خادمہ سے فرمایا: جاوہ گوشت لے آ۔

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الزهد... الخ، باب الدنیا سجن للمؤمن... إلخ، الحدیث: ٢٩٦٤، ص١٥٨٤.
و "صحیح البخاري"، کتاب احادیث الأنبیاء، باب حدیث أبرص وأعمی وأقرع في بني إسرائیل، الحدیث: ٣٤٦٤، ج٢، ص٤٦٣.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أم بجید، الحدیث: ٢٧٢١٨، ج١٠، ص٣٢٨.

3 ...... سائل کو واپس کرنا ہوتا تو یہ لفظ بولتے۔ ۱۲ منہ

وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا، لہٰذا وہ گوشت پتھر ہوگیا۔'' (1)

حدیث ۲۰: بیہقی شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہے، اُس نے اُسکی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کرلے اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے، اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔'' (2)

حدیث ۲۱: رزین نے علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''صدقہ میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی۔'' (3)

حدیث ۲۲: صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، اگر نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنے کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی، اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا نہ کرے؟ فرمایا: صاحبِ حاجت پریشان کی اعانت کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: نیکی کا حکم کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: شر سے باز رہے کہ یہی اُس کے لیے صدقہ ہے۔'' (4)

حدیث ۲۳: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''دو شخصوں میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا اسباب اُٹھا دینا صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت کی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔'' (5)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان پیڑ لگائے یا کھیت بوئے، اُس میں سے کسی آدمی یا پرند یا چوپایہ نے کھایا، وہ سب اُس کے لیے صدقہ ہے۔'' (6)

1...... "دلائل النبوة" للبيهقي، باب ماجاء في اللحم الذى صا رحجرا... إلخ، ج٦، ص٣٠٠.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الامساك، الحديث: ١٨٨٠، ج١، ص٥٢١.

2...... "شعب الإيمان"، باب في الجود والسخاء، الحديث: ١٠٨٧٧، ج٧، ص٤٣٥.

3...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهيةالأمساك، الحديث: ١٨٨٧، ج١، ص٥٢٢.

4...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة، الحديث: ٦٠٢٢، ج٤، ص١٠٥.

5...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع... إلخ، الحديث: ١٠٠٩، ص٥٠٤.

6...... "صحيح مسلم"، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل الغرس والزرع، الحديث: ١٥٥٣، ص٨٤٠.

حدیث ۲۵ و ۲۶: سنن ترمذی میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے، نیک بات کا حکم کرنا بھی صدقہ ہے، بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے، راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔'' (1) اسی کے مثل امام احمد و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۷: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک درخت کی شاخ بیچ راستہ پر تھی، ایک شخص گیا اور کہا: میں اُس کو مسلمانوں کے راستہ سے دُور کر دوں گا کہ اُن کو ایذا نہ دے، وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔'' (2)

حدیث ۲۸: ابوداود و ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان ننگے کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالٰی اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالٰی اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالٰی اُسے رحیق مختوم (یعنی جنت کی شراب سربند) پلائے گا۔'' (3)

حدیث ۲۹: امام احمد و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو جب تک اُس میں کا اُس شخص پر ایک پیوند بھی رہے گا، یہ اللہ تعالٰی کی حفاظت میں رہے گا۔'' (4)

حدیث ۳۰ و ۳۱: ترمذی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''صدقہ ربُ العزت کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔'' (5) نیز اس کے مثل ابوبکر صدیق و دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۲: ترمذی نے بافادۂ تصحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''اس میں سے کیا باقی رہا؟ عرض کی، سوا شانہ کے کچھ باقی نہیں، ارشاد فرمایا: شانہ

(1)...... "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في صنائع المعروف، الحديث: ۱۹٦۳، ج۳، ص۳۸٤.

(2)...... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلةوالأدب، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، الحديث: ۱۲۸ـ(۱۹۱٤)،(۲٦۱۸) ص۱٤۱۰،۱٤۱۱.

(3)...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في فضل سقى الماء، الحديث: ۱٦۸۲، ج۲، ص۱۸۰.

(4)...... "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في ثواب من كسا مسلما، الحديث: ۲٤۹۲، ج٤، ص۲۱۸.

(5)...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في فضل الصدقة، الحديث: ٦٦٤، ج۲، ص۱٤٦.

کے سوا سب باقی ہے۔'' (1)

حدیث ۳۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تین شخصوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو مبغوض۔ جن کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور اُن سے اللہ (عزوجل) کے نام پر سوال کیا، اس قرابت کے واسطے سے سوال نہ کیا، جو سائل اور قوم کے درمیان ہے، انھوں نے نہ دیا، اُن میں سے ایک شخص چلا گیا اور سائل کو چھپا کر دیا کہ اس کو اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور وہ شخص جس کو دیا اور کسی نے نہ جانا۔ اور ایک قوم رات بھر چلی، یہاں تک کہ جب اُنھیں نیند ہر چیز سے زیادہ پیاری ہوگئی، سب نے سر رکھ دیے (یعنی سو گئے)، اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر دُعا کرنے لگا اور اللہ (عزوجل) کی آیتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک شخص لشکر میں تھا، دشمن سے مقابلہ ہوا اور ان کو شکست ہوئی، اُس شخص نے اپنا سینہ آگے کر دیا، یہاں تک کہ قتل کیا جائے یا فتح ہو۔ اور وہ تین جنھیں اللہ (عزوجل) ناپسند فرماتا ہے۔ ایک بوڑھا زناکار، دوسرا فقیر متکبر، تیسرا مالدار ظالم۔'' (2)

حدیث ۳۴: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب اللہ (عزوجل) نے زمین پیدا فرمائی تو اُس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیے اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کی، اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی ایسی شے ہے کہ وہ پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔ عرض کی، اے رب (عزوجل)! لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ عرض کی، آگ سے بھی زیادہ کوئی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، پانی۔ عرض کی، پانی سے بھی زیادہ سخت کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں ہَوا۔ عرض کی، ہَوا سے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، ابنِ آدم کہ دہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اُسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔'' (3)

حدیث ۳۵: نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان اپنے کُل مال سے اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ ہر ایک اُسے اُس کی طرف بلائے گا، جو اُس کے پاس ہے۔ میں نے عرض کی، اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: ''اگر اُونٹ دے تو دو اُونٹ اور گائے دے تو دو گائیں۔'' (4)

---

(1)...... ''جامع الترمذي''، أبواب صفة القيامة... إلخ، ٣٣۔باب، الحديث: ٢٤٧٨، ج٤، ص٢١٢.

(2)...... ''سنن النسائي''، كتاب الزكاة، باب ثواب من يعطي، الحديث: ٢٥٦٧، ص٤٢٢.

(3)...... ''جامع الترمذي''، أبواب تفسير القرآن، باب في حكمة خلق الجبال... إلخ، الحديث: ٣٣٨٠، ج٥، ص٢٤٢.

(4)...... ''سنن النسائي''، كتاب الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله تعالىٰ، الحديث: ٣١٨٢، ص٥١٩.

حدیث ۳۶: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ خطا کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' (1)

حدیث ۳۷: امام احمد بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''مسلمان کا سایہ قیامت کے دن اُس کا صدقہ ہوگا۔'' (2)

حدیث ۳۸: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ و حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بہتر صدقہ وہ ہے کہ پُشتِ غنیٰ سے ہو یعنی اُس کے بعد تونگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔'' (3)

حدیث ۳۹: ابو مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیحین میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔'' (4)

حدیث ۴۰: زینب زوجۂ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیحین میں مروی، انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دریافت کرایا، شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا کافی ہوسکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کو دینے میں دُونا اجر ہے، ایک اجر قرابت اور ایک اجر صدقہ۔'' (5)

حدیث ۴۱: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ والے کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی۔'' (6)

حدیث ۴۲: امام بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: گھر میں جو کھانے کی چیز ہے، اگر عورت اُس میں سے کچھ دیدے مگر ضائع کرنے کے طور پر نہ ہو تو اُسے دینے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن (بھنڈاری) کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ایک کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا (7) یعنی اس صورت میں کہ جہاں ایسی عادت جاری ہو کہ عورتیں دیا کرتی ہوں اور شوہر منع نہ کرتے ہوں اور اُسی حد تک جو عادت

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحديث: ٢٦٢٥، ج٤، ص٢٨٠.
2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٨٠٦٥، ج٦، ص٣٠٢.
3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب لاصدقة إلا عن ظهر غنى، الحديث: ١٤٢٦، ج١، ص٤٨١.
4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل... إلخ، الحديث: ٥٣٥١، ج٣، ص٥١١.
5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة... إلخ، الحديث: ١٠٠٠، ص٥٠١.
6 ...... "جامع الترمذي"، ابواب الزكاة، باب ماجاء في الصدقة على ذى القرابة، الحديث: ٦٥٨، ج٢، ص١٤٢.
7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب من أمرخادمه... إلخ، الحديث: ١٤٢٥، ج١، ص٤٨١.

کے موافق ہے مثلاً روٹی دو روٹی، جیسا کہ ہندوستان میں عموماً رواج ہے اور اگر شوہر نے منع کر دیا ہو یا وہاں کی ایسی عادت نہ ہو تو بغیر اجازت عورت کو دینا جائز نہیں۔ ترمذی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔ عرض کی گئی، کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ تو بہت اچھا مال ہے۔ (1)

حدیث ۴۳: صحیحین میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خازن مسلمان امانت دار کہ جو اُسے حکم دیا گیا، پورا پورا اُس کو دے دیتا ہے، وہ دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔'' (2)

حدیث ۴۴: حاکم اور طبرانی اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''ایک لقمہ روٹی اور ایک مُٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔ اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک صاحب خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔'' (3)

حدیث ۴۵: ابن ماجہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ میں فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف رجوع کرو اور مشغولی سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف سبقت کرو اور پوشیدہ و علانیہ صدقہ دے کر اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلقات کو ملاؤ تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دُور کی جائے گی۔'' (4)

حدیث ۴۶: صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تم میں ہر شخص سے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا، وہ اپنی دہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا، جو پہلے کر چکا ہے، پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو مونھ کے سامنے آگ دکھائی دے گی تو آگ سے بچو، اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا دے کر۔'' (5) اور اسی کے مثل عبداللہ بن مسعود و صدیق اکبر و اُم المومنین صدیقہ و انس و ابوہریرہ و ابوامامہ و نعمان بن بشیر وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۴۷: ابویعلیٰ جابر اور ترمذی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، الحديث: ٦٧٠، ج٢، ص١٤٩.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب اجر الخادم... إلخ، الحديث: ١٤٣٨، ج١، ص٤٨٤.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٥٣٠٩، ج٤، ص٨٩.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات، باب في فرض الجمعة، الحديث: ١٠٨١، ج٢، ص٥.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة... إلخ، الحديث: ٦٧-(١٠١٦)، ص٥٠٧.

فرمایا: ''صدقہ خطا کو ایسے بجھا تا ہے جیسے پانی آگ کو۔'' (1)

حدیث ۴۸: امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، اُس وقت تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔'' (2) اور طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ قبر کی حرارت کو دفع کرتا ہے۔'' (3)

حدیث ۴۹: طبرانی و بیہقی حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رب عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! اپنے خزانہ میں سے میرے پاس کچھ جمع کر دے، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے گا۔ تجھے میں پورا دوں گا، اُس وقت کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔'' (4)

حدیث ۵۰ و ۵۱: امام احمد و بزار و طبرانی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''آدمی جب کچھ بھی صدقہ نکالتا ہے تو ستّر شیطان کے جبڑے چیر کر نکلتا ہے۔'' (5)

حدیث ۵۲: طبرانی نے عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔'' (6)

حدیث ۵۳: طبرانی کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''صدقہ بُرائی کے ستّر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔'' (7)

حدیث ۵۴: ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوۃ والسلام کو پانچ باتوں کی وحی بھیجی کہ خود عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم فرمائیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمھیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحديث: ٢٦٢٥، ج٤، ص٢٨٠.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبه بن عامر، الحديث: ١٧٣٣٥ ج٦، ص١٢٦.

3 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٧٨٧، ج١٧، ص٢٨٦.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، الحديث: ٣٣٤٢، ج٣، ص٢١١.

5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث بريدة الأسلمي، الحديث: ٢٣٠٢٣، ج٩، ص١٢.

6 ...... "المعجم الكبير"، ، الحديث: ٣١، ج١٧، ص٢٢.

7 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٤٤٠٢، ج٤، ص٢٧٤.

کیا اوراس کا ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیا اوراُسے مارنے کے لیے لائے، اُس وقت تھوڑا بہت جو کچھ تھا، سب کو دے کر اپنی جان بچائی۔'' (1)

حدیث ۵۵: ابن خزیمہ وابن حبان وحاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس نے حرام مال جمع کیا پھر اُسے صدقہ کیا تو اُس میں اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔'' (2)

حدیث ۵۶: ابوداود وابن خزیمہ وحاکم اُنھیں سے راوی، عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''کم مایہ شخص کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔'' (3)

حدیث ۵۷: نسائی وابن خزیمہ وابن حبان اُنھیں سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔'' کسی نے عرض کی، یہ کیونکر یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: ''ایک شخص کے پاس مالِ کثیر ہے، اُس نے اُس میں سے لاکھ درہم لے کر صدقہ کیے اورایک شخص کے پاس صرف دو۲ ہیں، اُس نے اُن میں سے ایک کو صدقہ کردیا۔'' (4)

روزہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى

1...... "جامع الترمذي"، أبواب الأمثال، باب ماجاء في مثل الصلاة والصيام والصدقة، الحديث: ٢٨٧٢، ج٤، ص٣٩٤.
2...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب التطوع، الحديث: ٣٣٥٦، ج٥، ص١٥١.
3...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب الرخصة في ذلك، الحديث: ١٦٧٧، ج٢، ص١٧٩.
4...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب صدقة التطوع، الحديث: ٣٣٣٦، ج٥، ص١٤٤.

نِسَآئِکُمْ ط ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ ط عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ ج فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ ص وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ج وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ لا فِی الْمَسٰجِدِ ط تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ o ﴾ [1]

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تا کہ تم گناہوں سے بچو چند دنوں کا۔ پھر تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ اور دنوں میں گنتی پوری کرلے اور جو طاقت نہیں رکھتے، وہ فدیہ دیں۔ ایک مسکین کا کھانا پھر جو زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ ماہِ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا۔ لوگوں کی ہدایت کو اور ہدایت اور حق و باطل میں جدائی بیان کرنے کے لیے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔ اللہ (عزوجل) تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، سختی کا ارادہ نہیں فرماتا اور تمھیں چاہیے کہ گنتی پوری کرو اور اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، کہ اُس نے تمھیں ہدایت کی اور اس امید پر کہ اس کے شکر گزار ہو جاؤ۔ اور اے محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دُعا کرنے والے کی دُعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے تو اُنھیں چاہیے کہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، اس اُمید پر کہ راہ پائیں۔ تمھارے لیے روزہ کی رات میں عورتوں سے جماع حلال کیا گیا، وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس۔ اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے ہو تو تمھاری توبہ قبول کی اور تم سے معاف فرمایا تو اب اُن سے جماع کرو اور اسے چاہو جو اللہ (عزوجل) نے تمھارے لیے لکھا اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ فجر کا سُپید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو اور ان سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔ یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن کے قریب نہ جاؤ، اللہ (عزوجل) اپنی نشانیاں یوہیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ بچیں۔

روزہ بہت عمدہ عبادت ہے، اس کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئیں۔ ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔'' [2]

---

[1]...... پ۲، البقرۃ: ۱۸۳ ۔ ۱۸۷.

[2]...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب ھل یقال رمضان أو شھر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۹، ج۱، ص۶۲۶.

ایک روایت میں ہے، کہ ''جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔'' [1]

ایک روایت میں ہے، کہ ''رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔'' [2]

اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، ''جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے، اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔'' [3]

امام احمد و نسائی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بیشک محروم ہے۔'' [4]

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں۔ رمضان آیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے۔'' [5]

حدیث ۳: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔'' [6]

حدیث ۴: بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتّوں سے

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أوشهر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۸۹۸، ج۱، ص۶۲۵.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب فضل شهر رمضان، الحديث: ۲ـ(۱۰۷۹)، ص۵٤۳.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، با ب ماجاء في فضل شهر رمضان، الحديث: ٦۸۲، ج۲، ص۱۵۵.

4 ...... "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف على معمر فيه، الحديث: ۲۱۰۳، ص۳۵۵.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، الحديث: ۱٦٤٤، ج۲، ص۲۹۸.

6 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳٦۲۹، ج۳، ص۳۱۱.

عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔'' (1)

حدیث ۵: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کی آخر شب میں اِس اُمّت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی، کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں ولیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کرلے۔'' (2)

حدیث ۶: بیہقی شعب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا۔ فرمایا: ''اے لوگو! تمھارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں سترّ فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (3) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔'' ہم نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خُرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہوجائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔'' (4)

حدیث ۷: صحیحین و ترمذی و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

1 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٣٣، ج٣، ص٣١٢ ـ ٣١٣.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ٧٩٢٢، ج٣، ص١٤٤.

3 ...... یعنی غمخواری اور بھلائی۔

4 ......"شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٠٨، ج٣، ص٣٠٥.

و "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان... إلخ، الحديث: ١٨٨٧، ج٣، ص١٩١.

فرماتے ہیں: ''جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریّان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزے رکھتے ہیں۔'' (1)

حدیث ۸: بخاری ومسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے شبِ قدر کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' (2)

حدیث ۹: امام احمد وحاکم اور طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدُنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روزہ وقرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔'' (3)

حدیث ۱۰: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب (عزوجل) سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے مونھ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ بے ہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اِس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے، میں روزہ دار ہوں۔'' (4) اسی کے مثل امام مالک وابوداود وترمذی ونسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۱: طبرانی اوسط میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک عمل کا بدلا دس گنا

1...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة أبواب الجنة، الحديث: ٣٢٥٧، ج٢، ص٣٩٤.

2...... "صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠٠٩، ج١، ص٦٥٨.
و "صحيح البخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، الحديث: ٢٠١٤، ج١، ص٦٦٠.

3...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحديث: ٦٦٣٧، ج٢، ص٥٨٦.

4...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الصوم، الفصل الأول، الحديث: ١٩٥٩، ج١، ص٥٤١.

اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک وہ عمل ہے، جس کا ثواب اللہ (عزوجل) ہی جانے۔ وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں ان میں:

(۱) ایک یہ کہ جو خدا سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا تھا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا، اُس کے لیے جنت واجب۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو خدا سے ملا اس حال میں کہ اُس نے شرک کیا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب اور

(۳) جس نے برائی کی، اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی اور

(۴) جس نے نیکی کا ارادہ کیا، مگر عمل نہ کیا تو اُس کو ایک نیکی کا بدلا دیا جائے گا اور

(۵) جس نے نیکی کی، اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور

(۶) جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کیا، اُس کو ساتؔ سو کا ثواب ملے گا۔ ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب ساتؔ سو دینار اور روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' [1]

حدیث ۱۲ تا ۱۵: امام احمد باسناد حسن اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''روزہ سپر ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ۔'' [2] اُسی کے قریب جابر و عثمان بن ابی العاص و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۶ و ۱۷: ابو یعلیٰ و بیہقی سلمہ بن قیس اور احمد و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جیسے کوّا کہ جب بچہ تھا، اس وقت سے اُڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔'' [3]

حدیث ۱۸: ابو یعلیٰ و طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا۔'' [4]

حدیث ۱۹: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر شے کے لیے

---

1. ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل الصوم، الحديث: ٣٥٨٩، ج٣، ص٢٩٨.
و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الحديث: ٨، ج٢، ص٤٩.
2. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ٩٢٣٦، ج٣، ص٣٦٧.
3. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ١٠٨١٠، ج٣، ص٦١٩.
4. ...... "مسند أبي يعلى"، مسند أبي هريرة، الحديث: ٦١٠٤، ج٥، ص٣٥٣.

زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔'' (1)

حدیث ۲۰: نسائی و ابن خزیمہ و حاکم ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے؟ فرمایا: ''روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔'' میں نے عرض کی، مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے؟ ارشاد فرمایا: ''روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔'' انھوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔ (2)

حدیث ۲۱ تا ۲۶: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے مونھ کو دوزخ سے ستّر برس کی راہ دور فرما دے گا۔'' (3) اور اسی کی مثل نسائی و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور طبرانی ابو درداء اور ترمذی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ ''اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کر دے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔'' (4)

اور طبرانی کی روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''دوزخ اس سے سو برس کی راہ دُور ہوگی۔'' (5) اور ابو یعلیٰ کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا۔'' (6)

حدیث ۲۷: بیہقی عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ دار کی دُعا، افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔'' (7)

حدیث ۲۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے: ''تین شخص کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور بادشاہ عادل اور مظلوم کی

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصوم زكاة الجسد، الحديث: ١٧٤٥، ج٢، ص٣٤٦.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف... إلخ، الحديث: ٢٢٢٠، ص٣٧١.

و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الحديث: ٢١، ج٢، ص٥٢.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله... إلخ، الحديث: ١٦٨ـ(١١٥٣)، ص٥٨١.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الصوم... إلخ، الحديث: ١٦٣٠، ج٣، ص٢٣٣.

5 ...... "المعجم الأوسط"، باب الباء، الحديث: ٣٢٤٩، ج٢، ص٢٦٨.

6 ...... "مسند أبي يعلىٰ"، مسندمعاذ بن أنس، الحديث: ١٤٨٤، ج٢، ص٣٦.

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فصل فيما يفطر الصائم عليه، الحديث: ٣٩٠٤، ج٣، ص٤٠٧.

دُعا، اِس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' اور رب عزوجل فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔'' (1)

حدیث ۲۹: ابن حبان و بیہقی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہوگیا۔'' (2)

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے مکّہ میں ماہِ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسّر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا۔'' (3)

حدیث ۳۱: بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری اُمت کو ماہِ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اوّل یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونھ کی بُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مزیّن ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔'' (4)

حدیث ۳۲ تا ۳۴: حاکم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا: آمین۔ دوسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ تیسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔'' جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے

---

1 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصائم لاتردد دعوته، الحديث: ۱۷۵۲، ج۲، ص۳۴۹.

2 ...... ''الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان''، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحديث: ۳۴۲۴، ج۵، ص۱۸۲۔۱۸۳.

3 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب المناسك، باب الصوم شهر رمضان بمكة، الحديث: ۳۱۱۷، ج۳، ص۵۲۳.

4 ...... ''شعب الإيمان''، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳۶۰۳، ج۳، ص۳۰۳.

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایسی بات سُنی کہ کبھی نہ سُنتے تھے۔ فرمایا: جبرئیل نے آ کر عرض کی، ''وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا کہا وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا آمین۔'' (1) اسی کے مثل ابوہریرہ و حسن بن مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن حبان نے روایت کی۔

حدیث ۳۵: اصبہانی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں ۲۹ رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عیدالفطر کی رات آتی ہے، ملئکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلّی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: ''اے گروہ ملئکہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کرلیا۔'' فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔'' (2)

حدیث ۳۶: ابن خزیمہ نے ابومسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اُس میں یہ بھی ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمّت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔'' (3)

حدیث ۳۷: بزار و ابن خزیمہ و ابن حبان عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! فرمایئے تو اگر میں اُس کی گواہی دوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا: ''صدیقین اور شہدا میں سے۔'' (4)

---

1 ...... "المستدرك"، كتاب البرو الصلة، باب لعن الله العاق لوالديه... إلخ، الحديث: ٧٣٣٨، ج٥، ص٢١٢.

2 ...... "كنزالعمال"، كتاب الصوم، الحديث: ٢٣٧٠٢، ج٨، ص٢١٩.

3 ...... "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب ذكرتزيين الجنة لشهر رمضان... إلخ، الحديث: ١٨٨٦، ج٣، ص١٩٠.

4 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحديث: ٣٤٢٩، ج٥، ص١٨٤.

مسائلِ فقہیّہ

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیّت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ا: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی اللہ[2] سے اپنے کو بالکلیہ جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔[3] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲: روزے کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) نفل۔

(۴) مکروہِ تنزیہی۔

(۵) مکروہِ تحریمی۔

فرض و واجب کی دو قسمیں ہیں: معیّن و غیر معیّن۔ فرض معیّن جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور روزۂ کفارہ۔ واجب معیّن جیسے نذر معیّن۔ واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق۔

نفل دو ہیں: نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہِ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ

---

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤.
2. ...... یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز۔
3. ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥.

رکھے، یہ سب مکروہِ تنزیہی ہیں۔ مکروہِ تحریمی جیسے عیداور ایّا م تشریق[1] کے روزے۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: روزے کے مختلف اسباب ہیں، روزۂ رمضان کا سبب ماہِ رمضان کا آنا، روزۂ نذر کا سبب منت ماننا، روزۂ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ماہِ رمضان کا روزہ فرض جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پالے یعنی صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیّت نہیں ہوسکتی، لہٰذا روزہ نہیں ہوسکتا اور رات میں نیت ہوسکتی ہے مگر روزہ کی محل نہیں، لہٰذا اگر مجنون کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور صبح جنون کی حالت میں ہوئی یا ضحوۂ کبریٰ کے بعد کسی دن ہوش آیا تو اُس پر رمضان کے روزے کی قضا نہیں، جبکہ پورا رمضان اسی جنون میں گزر جائے اور ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا، جس میں نیّت کر سکتا ہے تو سارے رمضان کی قضا لازم ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: رات میں روزہ کی نیّت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہوا باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی اگرچہ نیّت کا وقت نہ ملا۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۶: ادائے روزۂ رمضان اور نذرِ معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔ لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیّت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہوگیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیّت کی تھی تو ہوگیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ضحوۂ کبریٰ نیّت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیّت ہو جانا ضرور ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خطِ نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا، نیّت کی تو روزہ نہ ہوا۔[7] (درمختار)

1...... یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں۔

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٨٨ ـ ٣٩٢.

3...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٨٥ ـ ٣٨٧.

5...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٨٨.

6...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩٣.

7...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩٤.

مسئلہ ۸: نیّت کے بارے میں نفل عام ہے، سنت و مستحب و مکروہ سب کو شامل ہے کہ ان سب کے لیے نیّت کا وہی وقت ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس طرح اور جگہ بتایا گیا کہ نیّت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیّت کرے تو یوں کہے:

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا .

''یعنی میں نے نیّت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔''

اور اگر دن میں نیّت کرے تو یہ کہے:

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ .

''میں نے نیّت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔''

اور اگر تبرک و طلب توفیق کے لیے نیّت کے الفاظ میں انشاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو، مذبذب ہو تو نیّت ہی کہاں ہوئی۔[2] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۰: دن میں نیّت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیّت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیّت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔[3] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیّت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیّت کر لینا مستحب ہے۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: یوں نیّت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیّت صحیح نہیں، بہرحال وہ روزہ دار نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیّت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩٣.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص١٧٥.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص١٧٥.
و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩٤.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص١٧٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول في تعريفه... إلخ، ج١، ص١٩٥.

روزہ نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: رات میں نیّت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا، تو نیّت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیّت کرنا ضرور نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت حیض و نفاس والی تھی، اُس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیّت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہوگئی تو روزہ صحیح ہوگیا۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: دن میں وہ نیّت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیّت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو، لہٰذا اگر صبح صادق کے بعد بھول کر بھی کھا پی لیا ہو یا جماع کرلیا تو اب نیّت نہیں ہوسکتی۔[4] (جوہرہ) مگر معتمد یہ ہے کہ بھولنے کی حالت میں اب بھی نیّت صحیح ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس طرح نماز میں کلام کی نیّت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوہیں روزہ میں توڑنے کی نیّت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸: اگر رات میں روزہ کی نیّت کی پھر پکّا ارادہ کرلیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیّت جاتی رہی۔ اگر نئی نیّت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا رہا اور جماع سے بچا تو روزہ نہ ہوا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: سحری کھانا بھی نیّت ہے، خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کھانا نیّت نہیں۔[8] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیّت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیّت کرلی تو یہ نیّت صرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔[9] (جوہرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول في تعريفه... إلخ، ج١، ص١٩٥.
2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥.
3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥.
4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٦.
5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالايفسده، ج٣، ص٤١٩.
6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥.
7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٩٨.
8 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٦.
9 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٦.

مسئلہ ۲۱: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیّت سے ہو جاتے ہیں، خاص انھیں کی نیت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیّت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیّت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیّت کریں تو جس کی نیّت کریں گے، وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔[2] (تنویر الابصار) اور مطلق روزے کی نیّت کریں تو رمضان کا ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: نذر معین یعنی فلاں دن روزہ رکھوں گا، اس میں اگر اُس دن کسی اور واجب کی نیّت سے روزہ رکھا تو جس کی نیّت سے روزہ رکھا، وہ ہوا منت کی قضا دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ماہِ رمضان ہے، جب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: کوئی مسلمان دارالحرب میں قید تھا اور ہر سال یہ سوچ کر کہ رمضان کا مہینہ آ گیا، رمضان کے روزے رکھے بعد کو معلوم ہوا کہ کسی سال بھی رمضان میں نہ ہوئے بلکہ ہر سال رمضان سے پیشتر ہوئے تو پہلے سال کا تو ہوا ہی نہیں کہ رمضان سے پیشتر رمضان کا روزہ ہو نہیں سکتا اور دوسرے تیسرے سال کی نسبت یہ ہے کہ اگر مطلق رمضان کی نیّت کی تھی تو ہر سال کے روزے سال گزشتہ کے روزوں کی قضا ہیں اور اگر اس سال کے رمضان کی نیّت سے رکھے تو کسی سال کے نہ ہوئے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: اگر صورت مذکورہ میں تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ رکھا، مگر واقع میں روزے شوال کے مہینے میں ہوئے تو اگر رات سے نیت کی تو ہو گئے، کیونکہ قضا میں قضا کی نیت شرط نہیں، بلکہ ادا کی نیت سے بھی قضا ہو جاتی ہے پھر اگر رمضان و شوال دونوں تیس ۳۰ تیس دن یا انتیس ۲۹ انتیس ۲۹ دن کے ہیں تو ایک روزہ اور رکھے کہ عید کا روزہ ممنوع ہے اور اگر رمضان تیس ۳۰ کا اور شوال انتیس ۲۹ کا تو دو اور رکھے اور رمضان انتیس ۲۹ کا تھا اور یہ تیس ۳۰ کا تو پورے ہو گئے اور اگر وہ

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٩٣، وغيره.

2...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٩٥.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٥ ـ ١٩٦.

4...... المرجع السابق، ص١٩٦.

5...... "الدرالمختار"،

6...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٩٧.

مہینہ ذی الحجہ کا تھا تو اگر دونوں تیس ۳۰ یا انتیس ۲۹ کے ہیں تو چار روزے اور رکھے اور رمضان تیس کا تھا یہ انتیس کا تو پانچ اور بالعکس تو تین رکھے۔ غرض ممنوع روزے نکال کر وہ تعداد پوری کرنی ہوگی جتنے رمضان کے دن تھے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ادائے رمضان اور نذر معیّن اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معیّن اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معیّن کی قضا اور کفّارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیّت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معیّن کی نیت کرے اور اُن روزوں کی نیّت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ یہ اس کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔ [2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمہ روزے کی قضا ہے روزہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ گمان غلط تھا تو اگر فوراً توڑ دے تو توڑ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پورا کرلے اور فوراً نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: رات میں قضا روزے کی نیّت کی، صبح کو اُسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کرسکتا۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نماز پڑھتے میں روزہ کی نیت کی تو نیّت صحیح ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کئی روزے قضا ہوگئے تو نیّت میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا، دوسرے کی قضا اور اگر کچھ اس سال کے قضا ہوگئے، کچھ اگلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیّت ہونی چاہیے کہ اس رمضان کی اور اُس رمضان کی قضا اور اگر دن اور سال کو معیّن نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: رمضان کا روزہ قصداً توڑا تھا تو اس پر اس روزے کی قضا ہے اور [7] ساٹھ روزے کفارہ کے۔ اب اُس

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٩٣، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣ ص٣٩٩.

4 ...... المرجع السابق، ص٣٩٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٩٨.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٦.

7 ...... اگر کفّارے کی شرائط پائی گئیں تو۔

نے اکٹھے روزے رکھ لیے، قضا کا دن معیّن نہ کیا تو ہو گیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یوم الشّک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے، خواہ مطلق روزہ کی نیت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیت معیّن کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیّت ہے تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ مقیم کے لیے تنزیہی اور مسافر نے اگر کسی واجب کی نیّت کی تو کراہت نہیں پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو مقیم کے لیے بہر حال رمضان کا روزہ ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شعبان کا دن تھا اور نیّت کسی واجب کی کی تھی تو جس واجب کی نیّت تھی وہ ہوا اور اگر کچھ حال نہ کُھلا تو واجب کی نیّت بے کار گئی اور مسافر نے جس کی نیّت کی بہر صورت وہی ہوا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یوہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشّک میں کراہت نہیں۔ کراہت اُسی صورت میں ہے کہ رمضان سے ایک۱ یا دو۲ دن پہلے روزہ رکھا جائے یعنی صرف تیس۳۰ شعبان کو یا انتیس۲۹ اور تیس۳۰ کو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر نہ تو اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا نہ کئی روز پہلے سے روزے رکھے تو اب خاص لوگ روزہ رکھیں اور عوام نہ رکھیں، بلکہ عوام کے لیے یہ حکم ہے کہ ضحوۂ کبریٰ تک روزہ کے مثل رہیں، اگر اس وقت تک چاند کا ثبوت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیّت کرلیں ورنہ کھا پی لیں۔ خواص سے مراد یہاں علما ہی نہیں، بلکہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ یوم الشّک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے، وہ خواص میں ہے ورنہ عوام میں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: یوم الشّک کے روزہ میں یہ پکا ارادہ کرلے کہ یہ روزۂ نفل ہے تردد نہ رہے، یوں نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ نفل کا یا یوں کہ اگر آج رمضان کا دن ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ کسی اور واجب کا کہ یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو فرض رمضان ادا ہوگا۔ ورنہ دونوں صورتوں میں نفل ہے اور گنہگار بہر حال ہوا اور یوں بھی نیّت نہ کرے کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ ہے، ورنہ روزہ نہیں کہ اس صورت میں تو نہ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۶.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج۳، ص۳۹۹.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۰.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۲.

نیّت ہی ہوئی، نہ روزہ ہوا اور اگر نفل کا پورا ارادہ ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: عوام کو جو یہ حکم دیا گیا کہ ضحوۂ کبریٰ تک انتظار کریں، جس نے اس پر عمل کیا مگر بھول کر کھالیا پھر اُس دن کا رمضان ہونا ظاہر ہوا تو روزہ کی نیت کرلے ہو جائے گا کہ انتظار کرنے والا روزہ دار کے حکم میں ہے اور بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[2] (درمختار)

چاند دیکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ ﴾ [3]

اے محبوب! تم سے ہلال کے بارہ میں لوگ سوال کرتے ہیں، تم فرما دو وہ لوگوں کے کاموں اور حج کے لیے اوقات ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر اَبر ہو تو مقدار پوری کرلو۔'' [4]

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر اَبر ہو تو شعبان کی گنتی تیس ۳۰ پوری کرلو۔'' [5]

حدیث ۳: ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، ایک اعرابی نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ''تُو گواہی دیتا ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''تُو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔''

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص٢٠٠.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج٣، ص٤٠٣.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٤.

3 ...... پ٢، البقرة: ١٨٩.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم، إذا رأيتم الهلال فصوموا... إلخ، الحديث: ١٩٠٦، ج١، ص٦٢٩.

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم، إذارأيتم ... إلخ، الحديث: ١٩٠٩، ج١، ص٦٣٠.

اُس نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: ''اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔'' [1]

حدیث ۴: ابو داود و دارمی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ [2]

حدیث ۵: ابو داود اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر اَبر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ [3]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابی البختری سے مروی، کہتے ہیں ہم عمرہ کے لیے گئے، جب بطن نخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھ کر کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہم ملے اور ان سے واقعہ بیان کیا، فرمایا: تم نے دیکھا کس رات میں؟ ہم نے کہا، فلاں رات میں، فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُس کی مدّت دیکھنے سے مقرر فرمائی، لہٰذا اس رات کا قرار دیا جائے گا جس رات کو تم نے دیکھا۔ [4]

مسئلہ ۱: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔

(۱) شعبان۔

(۲) رمضان۔

(۳) شوال۔

(۴) ذیقعدہ۔

(۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت اَبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے [5] اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ [6] (فتاوٰی رضویہ)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ٢٣٤٠، ج٢، ص٤٤٠.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ٢٣٤٢، ج٢، ص٤٤١.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب إذا أغمي الشهر، الحديث: ٢٣٢٥، ج٢، ص٤٣٤.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب بيان أنه لااعتبار بكبر الهلال وصغره... إلخ، الحديث: ١٠٨٨، ص٥٤٩.

5 ...... کہ وہ حج کا خاص مہینہ ہے۔

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١٠ ص٤٤٩ ـ ٤٥١.

مسئلہ۲: شعبان کی انتیس۲۹ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس۳۰ دن پورے کرکے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۳: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چانداس نے تنہا دیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفّارہ لازم نہیں[2] اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں تیس روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر اَبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۴: تنہا اُس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی اور ابھی اُس نے اُس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اُس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفّارہ لازم نہیں، صرف اُس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی۔ اُس کے بعد اُس نے روزہ توڑ دیا تو کفّارہ لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ۵: جو شخص علم ہیأت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیأت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۶: ہر گواہی میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر اَبر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ یوہیں اس کی گواہی میں دعویٰ اور مجلس قضا اور حاکم کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اُس کی گواہی سُنی اور اُس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ حاکم کا حکم اُس نے نہ سُنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۷: اَبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہے۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۷.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص٤٠٤.

3 ......

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص٤٠٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في روية الهلال، ج۱، ص۱۹۷.

6 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص٤٠٦.

عادل ہونے کے معنے یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں رہا یہ کہ اُس کے ذمّہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر اُمید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کرلے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔[2]

مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیرِ رمضان میں قابلِ قبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کردے، یہاں تک کہ اگر لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ لونڈی کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے آقا سے اجازت لے۔ یوہیں آزاد عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔[4] (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱: تنہا امام (بادشاہِ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مبحث في صوم يوم الشك، ج٣، ص٤٠٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٦.

3 ...... المرجع السابق، ص٤٠٧.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج١، ص١٩٧، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج١، ص١٩٧.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ۱۳: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اُس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جبکہ شہادۃ علی الشہادۃ کے تمام شرائط پائے جائیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۱۴: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرونِ شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۱۵: جماعتِ کثیرہ کی شرط اُس وقت ہے جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے اور اگر کسی اور معاملہ کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو اب یہ شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہوگیا، مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا دَین ہے اور اس کی میعاد یہ ٹھہری تھی کہ جب رمضان آجائے تو دَین ادا کردے گا اور رمضان آگیا مگر یہ نہیں دیتا۔ مدعی علیہ[3] نے کہا، بیشک اس کا دَین میرے ذمّہ ہے اور میعاد بھی یہی ٹھہری تھی، مگر ابھی رمضان نہیں آیا اس پر مدعی نے دو گواہ گزارے جنھوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی، قاضی نے حکم دے دیا کہ دَین ادا کر، تو اگرچہ مطلع صاف تھا اور دو۲ ہی کی گواہیاں ہوئیں، مگر اب روزہ رکھنے اور عید کرنے کے حق میں بھی یہی دو گواہیاں کافی ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۶: یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ ناصاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا اور دعوے کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ۱۷: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۷، وغيره.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۹. وغيره

3 ...... یعنی وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے۔

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول... إلخ، ج۳، ص۴۱۱.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۲.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول... إلخ، ج۳، ص۴۱۳.

مسئلہ ۱۸: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہوگیا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: رمضان کی چاندرات کو اَبر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجہ اَبر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کر لیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جبکہ دو عادلوں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔[3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۱: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع ناصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کر لیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: انتیسویں ۲۹ رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج تیس ۳۰ ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور اگر یہاں نہ تھے اور عادل ہوں تو قبول کر لی جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کر کے روزے شروع کر دیے، اٹھائیس ۲۸ ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہوگیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس ۳۰ دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، ج۳، ص۴۱۳.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، ج۳، ص۴۱۳.

3 ......

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۸، وغيره.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸.

چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ رجب کی تیس۳۰ تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہرحال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے[3] یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج١، ص١٩٩.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج٣، ص٤١٧.

3 ...... مجدِدِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) خود شہادتِ رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادۃ علی الشہادۃ۔یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضیٔ اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطانِ اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو، گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۵) استفاضہ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویتِ ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

(۶) اکمالِ مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس ۳۰ دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

(۷) اسلامی شہر میں حاکمِ شرع کے حکم سے انتیس ۲۹ کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرد اگرد دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

(انظر: "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٤٠٥ ـ ٤٢٠، ملخصاً).

رکھا یا عید کی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال نہیں ثابت ہوسکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیس ۲۹ رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں، اگر کہیں سے تار آ گیا بس لو عید آ گئی یہ محض ناجائز و حرام ہے۔

تار کیا چیز ہے؟ اولاً تو یہی معلوم نہیں کہ جس کا نام لکھا ہے واقعی اُسی کا بھیجا ہوا ہے اور فرض کرو اُسی کا ہو تو تمھارے پاس کیا ثبوت اور یہ بھی سہی تو تار میں اکثر غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں، ہاں کا نہیں نہیں کا ہاں معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور وہ بھی بیسوں واسطہ سے اگر تار دینے والا انگریزی پڑھا ہوا نہیں تو کسی اور سے لکھوائے گا معلوم نہیں کہ اُس نے کیا لکھوایا اُس نے کیا لکھا، آدمی کو دیا اُس نے تار دینے والے کے حوالہ کیا، اب یہاں کے تار گھر میں پہنچا تو اُس نے تقسیم کرنے والے کو دیا اُس نے اگر کسی اور کے حوالے کر دیا تو معلوم نہیں کتنے وسائط سے اُس کو ملے اور اگر اسی کو دیا جب بھی کتنے واسطے ہیں پھر یہ دیکھیے کہ مسلمان مستور جس کا عادل و فاسق ہونا معلوم نہ ہو اُس تک کی گواہی معتبر نہیں اور یہاں جن جن ذریعوں سے تار پہنچا اُن میں سب کے سب مسلمان ہی ہوں، یہ ایک عقلی احتمال ہے جس کا وجود معلوم نہیں ہوتا اور اگر یہ مکتوب الیہ[2] صاحب بھی انگریزی پڑھے نہ ہوں تو کسی سے پڑھوائیں گے، اگر کسی کافر نے پڑھا تو کیا اعتبار اور مسلمان نے پڑھا تو کیا اعتماد کہ صحیح پڑھا۔ غرض شمار کیجیے تو بکثرت ایسی وجہیں ہیں جو تار کے اعتبار کو کھوتی ہیں فقہا نے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا اگرچہ کاتب کے دستخط تحریر پہچانتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے۔ تو کجا تار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: ہلال[3] دیکھ کر اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے[4]، اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔[5] (عالمگیری، درمختار)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۹.

2 ...... یعنی جسے خط پہنچا۔ 3 ...... یعنی چاند۔

4 ...... کیونکہ یہ اہلِ جاہلیت کا عمل ہے۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۹.

روزہ دار نے بھول کر کھایا پیا، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اُسے اللہ (عزوجل) نے کھلایا اور پلایا۔'' (1)

حدیث ۲: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس پر قے نے غلبہ کیا، اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی، اس پر روزہ کی قضا ہے۔'' (2)

حدیث ۳: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' (3)

حدیث ۴: ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھنا اور قے اور احتلام۔'' (4)

تنبیہ: اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ اُن سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ ۱: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیّت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (5) (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

بعض مشایخ نے کہا جوان کو دیکھے تو یاد دلا دے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں، بلکہ قوت وضعف (6) کا لحاظ ہے، لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الصیام، باب أکل الناسي وشربه وجماعه لایفطر، الحدیث: ۱۱۵۵، ص۵۸۲.

2 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب الصوم... إلخ، باب ماجاء فیمن استقاء عمدا، الحدیث: ۷۲۰، ج۲، ص۱۷۳.

3 ...... ''جامع الترمذي''، ابواب الصوم، باب ماجاء في الکحل للصائم، الحدیث: ۷۲۶، ج۲، ص۱۷۷.

4 ...... ''جامع الترمذي''، ابواب الصوم، باب ماجاء في الصائم یذرعه القيء، الحدیث: ۷۱۹، ج۲، ص۱۷۲.

5 ...... ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۱۹.

6 ...... یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری۔

واجب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکھی یا دُھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اُس نے مونھ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں حقّہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور حقّہ پینے والا اگر پیے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴: بھری سنگی لگوائی[3] یا تیل یا سُرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سُرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۶: غسل کیا اور پانی کی خنکی[6] اندر محسوس ہوئی یا کُلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری مونھ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اُسے نگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نگل گیا، مگر تھوک کے ساتھ ہڑ[7] کا کوئی جُز حلق میں نہ پہنچا یا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا مونھ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص ۴۲۰.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص ۴۲۰. وغيرهما

3 ...... جہاں سنگی لگانی ہوتی ہے پہلے اس جگہ کو تیز دھار آلے (استرے) وغیرہ سے زخم لگاتے ہیں، پھر کسی جانور کے سینگ کا چوڑا حصہ زخم پر رکھ کر اس کا باریک حصہ اپنے منہ میں لے کر زور سے چوستے ہیں، پھر اس سوراخ کو آٹے وغیرہ سے بند کر دیتے ہیں، پھر جب اکھیڑتے ہیں تو فاسد خون نکل جاتا ہے۔

4 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۹.
و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: يكره السهر... إلخ، ج۳، ص ۴۲۱.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۸.
و "الدرالمختار" کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص ۴۲۱.

6 ...... ٹھنڈک۔ 7 ...... ایک دوا کا نام۔

اُتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اُترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔[1] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۷: روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان[2] پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلّی تک زخم تھا، کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان یا کنکری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہوگئے اور اُسے پی گیا یا مونھ سے رال ٹپکی، مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اُسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آ گئی بلکہ ناک سے باہر ہوگئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اُسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار مونھ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگلی تو جاتا رہا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھولے سے جماع کر رہا تھا یاد آتے ہی الگ ہوگیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہوگیا روزہ نہ گیا، اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہوگیا ہو اگرچہ دونوں صورتوں میں جُدا ہونا یاد آنے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: غیر سبیلین[8] میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢١.
و "فتح القدير"، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء و الكفارة، ج٢، ص٢٥٧ - ٢٥٨.

2 ...... تیر یا نیزے کی نوک۔

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم... إلخ، مطلب في حكم الاستمناء بالكف، ج٣، ص٤٢٨.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢٤.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.

8 ...... یعنی آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ۔

اگر چہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: چوپایہ یا مُردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چُھوا تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہوگیا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا[3]، اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ''جیسے اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا۔'' [4]

اور حدیث میں فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔'' [5] اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جنابت[6] کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن **جنب** رہا روزہ نہ گیا[7] مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ **جنب** جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: جِنّ یعنی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔[9] (ردالمحتار) یعنی جب کہ انسانی شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم ہے جو انسان سے جماع کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۷: تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔[10] (فتح القدیر)

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٢٦.
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٢٧.
3. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص ٤٢١، ٤٢٨.
4. ...... پ٢٦، الحجرات: ١٢.
5. ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٦٥٩٠، ج٥، ص٦٣.
6. ...... یعنی غسل فرض ہونے۔
7. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص٤٢٨.
8. ...... انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، الحديث: ٢٢٧، ج١، ص١٠٩.
9. ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في جواز الافطار بالتحری، ج۳، ص٤٤٢.
10. ...... "فتح القدير"، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء و الكفارة، ج٢، ص٢٥٩.

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: بخاری واحمد وابوداود وترمذی وابن ماجہ ودارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت وبغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا، اگرچہ رکھ بھی لے۔'' (1) یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کرسکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔

حدیث ۲: ابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں سورہا تھا، دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے۔ میں نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں، انہوں نے کہا: ہم سہل کردیں گے، میں چڑھ گیا، جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں پھر مجھے آگے لے گئے، میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور اُن کی باچھیں چیری جارہی ہیں، جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا: ''یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: ''یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کردیتے ہیں۔'' (2)

حدیث ۳: ابویعلیٰ باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ''اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں، جن پر اسلام کی بنا مضبوط کی گئی، جو اِن میں ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے، اُس کا خون حلال ہے، کلمہ توحید کی شہادت اور نمازِ فرض اور روزۂ رمضان۔'' (3)

اور ایک روایت میں ہے، ''جو اِن میں سے ایک کو ترک کرے، وہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہیں۔'' (4)

مسئلہ ۱: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔(5) (عامۂ کتب)

---

(1)...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في الإفطار متعمدا، الحديث: ٧٢٣، ج٢، ص١٧٥.

(2)...... "صحيح ابن خزيمة"، أبواب صوم التطوع، باب ذكر تعليق المفطرين قبل وقت الإفطار... إلخ، الحديث: ١٩٨٦، ج٣، ص٢٣٧.

(3)...... "مسند أبي يعلى"، مسند ابن عباس، الحديث: ٢٣٤٥، ج٢، ص٣٧٨.

(4)...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الترهيب من إفطار شئى من رمضان من غير عذر، الحديث: ٣، ج٢، ص٦٦.

(5)......

مسئلہ۲: حُقّہ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

مسئلہ۳: شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مونھ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، مونھ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی [1]، مگر مونھ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔ [2] (درمختار)

مسئلہ۴: روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن [4] کا ہے، شرمگاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل [5] ہے۔ یوہیں اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ [6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۶: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پاخانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ [7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

1...... مگر فتح القدیر میں فرمایا کہ اگر اتنی ہو کہ بغیر تھوک کے مدد کے حلق سے نیچے اتر سکتی ہے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اتنی خفیف ہو کہ لعاب کے ساتھ اتر سکتی ہے ورنہ نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ۱۲ منہ

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢٢.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم... إلخ، مطلب: يكره السهر اذا خاف فوت الصبح، ج٣، ص٤٢٢.

4...... عورت کی شرمگاہ۔

5...... یعنی شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢٣.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٤.

7...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص٤٢٤.

مسئلہ ۷: مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دماغ یا شکم کی جھلّی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حقنہ[4] لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جبکہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً ہو۔ یوہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اُس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا موںھ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔[7] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: موںھ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ڈورا بٹا اسے تر کرنے کے لیے موںھ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٤.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... یعنی کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہوجائے۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٤.

6 ...... المرجع السابق، ص٢٠٢.

7 ...... المرجع السابق. و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٨.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.

9 ...... المرجع السابق.

ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہوکر منھ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: آنسو منھ میں چلا گیا اور نگل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے منھ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اُٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہوگیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہوگیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: عورت کا بوسہ لیا یا چُھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہوگیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چُھوا اور مرد کو انزال ہوگیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چُھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: قصداً بھر منھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہوگئی تو بھر منھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر بھر منھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگرچہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر منھ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا[6] یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: رمضان میں بلا عذر جو شخص علانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨١.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.

3 ...... المرجع السابق، ص٢٠٤.

4 ...... المرجع السابق، ص٢٠٤ ـ ٢٠٥.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، ج٣، ص٤٥٠، وغيره.

6 ...... یعنی کڑوا پانی۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٤.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب في الكفارة، ج٣، ص٤٤٩.

اُن صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ھے

مسئلہ۱: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیایا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہوچکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہِ شرعی [1] پایا گیا، اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اُس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ۳: کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلّی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہا ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیّتِ روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیّت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے پیشتر نیّت کی اور بعد نیّت کھالیا یا روزہ کی نیّت تھی مگر روزہ رمضان کی نیّت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینھ کی بوند یا اولا جارہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابلِ جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چُوسے یا عورت کا بدن چُھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوگیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کردیا، اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیّت کرلی تھی پھر پاگل ہوگئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کرکے کہ رات ہے، سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہوچکی تھی یا یہ گمان کرکے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کرلیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اُس نے روزہ افطار کرلیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

---

1. اکراہِ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا۔ اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے، کر گزرے گا۔
2. "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص ٤٣٠، ٤٣٦، وغيره.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص ٤٣١.
4. "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص ٤٣١ ـ ٤٣٩، وغيره.

مسئلہ۴: مسافر نے اقامت کی، حیض و نفاس والی پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش ہوگیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑوادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جارہی۔ کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہوچکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کردیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔ (1)(درمختار)

مسئلہ۵: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیّت ہوسکتی ہے اور نیّت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔ (2)(ردالمحتار)

مسئلہ۶: بچہ کی عمر دس۱۰ سال کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (3) (ردالمحتار)

مسئلہ۷: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی، اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کرلی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیّت کی یا مجنون تھا ہوش میں آکر نیّت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔ (4) (درمختار)

مسئلہ۸: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یا یاد آنے پر فوراً جدا ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (5)(ردالمحتار)

مسئلہ۹: میّت کے روزے قضا ہوگئے تھے تو اُس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کردے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو، ورنہ ولی پر ضروری نہیں کردے تو بہتر ہے۔

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤٠.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحری، ج٣، ص٤٤١.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحری، ج٣، ص٤٤٢.

4...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤١.

5...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب يكره السهر... إلخ، ج٣، ص٤٢٥.

اُن صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

مسئلہ ۱: رمضان میں روزہ دار مکلّف مقیم نے کہ ادائے روزہ رمضان کی نیّت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذّت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا، مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سُرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چُھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصداً کھالیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفّارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کرلیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہلِ شہر کا اس پر اعتماد ہو، اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصداً کھالیا یا اُس نے کوئی حدیث سُنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھالیا تو اب کفّارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سُنی وہ ثابت نہ ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیّت کی ہو، اگر دن میں نیّت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳: مسافر بعد صبح کے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیّت کرلی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیّت کرکے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کفّارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اُسی دن میں حیض یا نفاس آگیا یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن میں ایسا بیمار ہوگیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوہیں اگر اپنے کو زخمی کرلیا اور حالت یہ ہوگئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفّارہ ساقط نہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۴۲ ـ ۴۴۶.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص۱۸۰ ـ ۱۸۱.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۶.

ہوگا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۵: وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے اُسے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفّارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔[3] (جوہرہ) مجبوری سے مراد اکراہِ شرعی ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضربِ شدید[4] کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، کرگزرے گا۔

مسئلہ ۷: کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۸: تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب اس نے کھا پی لیا جب بھی کفّارہ لازم ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: قے آئی یا بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھالیا تو کفّارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھالیا تو کفّارہ لازم ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: لعاب تھوک کر چاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفّارہ نہیں، مگر محبوب کا لذت یا معظم دینی[8] کا تبرک کے لیے تھوک نگل گیا تو کفّارہ لازم ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفّارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ اُن میں کفّارہ دینا ہوگا۔[10] (درمختار)

---

1. …… "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨١.
2. …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٦.
3. …… "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٠ ـ ١٨١.
4. …… یعنی سخت مار۔
5. …… "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٠.
6. …… "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤٦.
7. …… "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم... إلخ، مطلب في حكم الاستمناء بالكف، ج٣، ص٤٣١، وغيره.
8. …… یعنی بزرگ۔
9. …… "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج٣، ص٤٤٤.
10. …… "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤٠.

مسئلہ ۱۲: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جبکہ سڑا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔[2] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھالی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو، نگل لیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: کچی بھی کھائی یا پستہ یا اخروٹ مسلّم یا خشک یا بادام مسلّم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھا لیا تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلّم نگل لیا ہو تو نہیں، اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلّم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۷: خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، باجرا، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جَو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: تِل یا تِل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے مونھ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج٣، ص٤٤٤ ـ ٤٤٥

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨١.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٢، ٢٠٥.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨١.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٢، ٢٠٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٢، ٢٠٥.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٥٣.

مسئلہ ۱۹: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اُس نے کھالیا یا اُس نے خود اپنے مونھ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔[1] (عالمگیری) بشرطیکہ اس کے چبائے ہوئے کو لذات یا تبرک نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰: سحری کا نوالہ مونھ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا، نوالہ مونھ میں تھا کہ یاد آگیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب مونھ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مُشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی مانگا، کسی نے اُسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔[6] یوہیں عورت کو معیّن تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اُس نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، تو پے درپے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ۶۰ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں

---

1 ......

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٥، وغيره.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٥.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٠٦.

6 ...... یعنی کفارہ کی ضرورت نہیں۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤٨.

ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ[٦٠] روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے اگرچہ اُنسٹھ[٥٩] رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چُھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مِل کر ساٹھ[٦٠] ہوجانے سے کفارہ ادا ہوجائے گا۔[1] (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۲۶: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔[2] (ردالمحتار) یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔[3] (جوہرہ)

کفارہ کے متعلق دیگر جزئیات کتاب الطلاق باب الظہار میں انشاءاللہ تعالیٰ معلوم ہوں گی۔

مسئلہ ۲۷: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اُس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لونڈی پر کفارہ واجب ہوگا اور اُس کے مولیٰ پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔[4] (ردالمحتار)

روزہ کے مکروہات کا بیان

حدیث ۱ و ۲: بخاری و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بُری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔''[5] اور اسی کے مثل طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳ و ۴: ابن ماجہ و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے رات میں قیام

---

1 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في الکفارة، ج۳، ص٤٤٧.
و ''الفتاوی الرضویة''، ج١٠، ص٥٩٥، وغیرهما.

2 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في الکفارة، ج۳، ص٤٤٩.

3 ...... ''الجوهرة النیرة''، کتاب الصوم، ص١٨٢.

4 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في الکفارة، ج۳، ص٤٤٧.

5 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل به في الصوم، الحدیث: ١٩٠٣، ج١، ص٦٢٨.

کرنے والے ایسے کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔'' [1] اور اُسی کے مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۵ و ۶: بیہقی ابو عبیدہ اور طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''روزہ سپر ہے، جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔'' [2]

حدیث ۷: ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔'' [3]

حدیث ۸: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روزہ دار کو مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے انھیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہو کر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی، بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا: جوان تھے۔'' [4]

حدیث ۹: ابوداود و ترمذی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے بے شمار بار نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو روزہ میں مسواک کرتے دیکھا۔ [5]

مسئلہ ۱: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ ۲: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بدمزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ [6] (درمختار وغیرہ)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھالینا کہ

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في الغيبة والرفث للصائم، الحديث: ١٦٩٠، ج٢، ص٣٢٠.
و "السنن الكبرى"، كتاب الصيام، باب الصائم... الخ، الحديث: ٨٣١٣، ج٤، ص٤٤٩.

2 ...... "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٥٣٦، ج٣، ص٢٦٤.

3 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب الصوم، باب من أفطر في رمضان ناسيا... إلخ، الحديث: ١٦١١، ج٢، ص٦٧.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب كراهية للشاب، الحديث: ٢٣٨٧، ج٢، ص٤٥٧.

5 ...... "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في السواك للصائم، الحديث: ٧٢٥، ج٢، ص١٧٦.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، ج٣، ص٤٥٣، وغيره.

یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ ۳: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: بلاعذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جبکہ اس کی حاجت ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً[3] مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سُرمہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سُرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مُشت[5] داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجۂ اَولیٰ۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنّت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تَر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔[7] (عامۂ کتب) اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۵۳.
2. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد ما لا یفسده، ج۳، ص۴۵۳.
3. ...... یعنی چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو۔
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب: فیما یکره للصائم، ج۳، ص۴۵٤.
5. ...... یعنی ایک مٹھی۔
6. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۵۵.
7. ...... "البحر الرائق"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۲، ص۴۹۱.

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ اگر مسواک چبانے سے رَیشے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنا چاہیے۔ ("الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۵۱۱).

غروب تک مؤخر کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر منھ پانی لے اور وضو وغسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: پانی کے اندر[3] ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی اور دنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: منھ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔[6] (درمختار) یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کرسکیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔[7] (درمختار) جب کہ کھڑا ہونے سے اتنا ہی عاجز ہو جو باب صلاۃ المریض میں گزرا۔

مسئلہ ۱۴: سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث، فيما يكره للصائم وما لا يكره، ج١، ص١٩٩ ـ ٢٠٠.

2 ...... المرجع السابق، ص١٩٩، و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في حديث التوسعة على العيال والاكتحال يوم عاشوراء، ج٣، ص٤٥٩. وغيرهما

3 ...... مثلاً نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث فيمايكره للصائم وما لا يكره، ج١، ص١٩٩.

5 ...... المرجع السابق، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٦٠.

7 ...... المرجع السابق، ص٤٦١.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث، فيمايكره للصائم وما لا يكره، ج١، ص٢٠٠.

غالب نہ ہوافطار نہ کرے، اگر چہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور اَبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔ (1) (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: ایک عادل کے قول پر افطار کرسکتا ہے، جب کہ اس کی بات سچی مانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوہیں مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ چلنے کا رواج ہے، اس پر افطار کرسکتا ہے، اگر چہ توپ چلانے والے فاسق ہوں جب کہ کسی عالم محقق توقیت دان محتاط فی الدین کے حکم پر چلتی ہو۔ (2)

آج کل کے عام علما بھی اس فن سے ناواقف محض ہیں اور جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ یوہیں سحری کے وقت اکثر جگہ نقارہ بجتا ہے، انھیں شرائط کیساتھ اس کا بھی اعتبار ہے اگر چہ بجانے والے کیسے ہی ہوں۔

مسئلہ ۱۷: سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے اذان شروع کر دیتے ہیں، بلکہ جاڑے کے دنوں میں تو بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوہیں بول چال سُن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔ (3) (ردالمحتار مع زیادۃ)

مسئلہ ۱۸: صبح صادق کو رات کا مطلقاً چھٹا یا ساتواں حصہ سمجھنا غلط ہے، رہا یہ کہ صبح کس وقت ہوتی ہے اُسے ہم حصہ سوم باب الاوقات میں بیان کر آئے وہاں سے معلوم کریں۔

سحری و اِفطار کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔'' (4)

حدیث ۲: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔'' (5)

حدیث ۳: طبرانی نے کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا:

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب في حدیث التوسعة علی العیال... إلخ، ج۳، ص۴۵۹.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في جواز الإفطار التحری، ج۳، ص۴۳۹، وغیرہ.

3 ......

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب برکة السحور من غیر ایجاب، الحدیث: ۱۹۲۳، ج۱، ص۶۳۳.

5 ...... " صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل السحور... إلخ، الحدیث: ۱۰۹۶، ص۵۵۲.

''تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت اور ثرید اور سحری میں۔'' (1)

حدیث ۴: طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتے، سحری کھانے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔'' (2)

حدیث ۵: ابن ماجہ وابن خزیمہ وبیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھانے سے دن کے روزہ پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔'' (3)

حدیث ۶: نسائی باسناد حسن ایک صحابی سے راوی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سحری تناول فرما رہے تھے، ارشاد فرمایا: ''یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں دی تو اسے نہ چھوڑنا۔'' (4)

حدیث ۷: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں، جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔'' (5)

حدیث ۸ تا ۱۰: امام احمد ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کُل کی کُل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔'' (6) نیز عبداللہ بن عمرو وسائب بن یزید وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں آئیں۔

حدیث ۱۱: بخاری ومسلم وترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔'' (7)

حدیث ۱۲: ابن حبان صحیح میں انھیں سے راوی، کہ فرمایا: ''میری اُمت میری سنت پر رہے گی، جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔'' (8)

---

1 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١٢٧، ج٦، ص٢٥١.

2 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب السحور، الحديث: ٣٤٥٨، ج٥، ص١٩٤.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في السحور، الحديث: ١٦٩٣، ج٢، ص٣٢١.

4 ...... "السنن الكبرى" للنسائي، كتاب الصيام، باب فضل السحور، الحديث: ٢٤٧٢، ج٢، ص٧٩.

5 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٢٠١٢، ج١١، ص٢٨٥.

6 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١٠٨٦، ج٤، ص٢٦.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب تعجيل الإفطار، الحديث: ١٩٥٧، ج١، ص٦٤٥.

8 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب الإفطار و تعجيله، الحديث: ٣٥٠١، ج٥، ص٢٠٩.

حدیث ۱۳: احمد و ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔'' (1)

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''تین چیزوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔'' (2)

حدیث ۱۵: ابوداود و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔'' (3)

حدیث ۱۶: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔'' (4)

حدیث ۱۷: ابوداود و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلّو پانی پیتے۔'' (5) ابوداود نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ. (6)

حدیث ۱۸: نسائی و ابن خزیمہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کردے تو اوسے بھی اتنا ہی ملے گا۔'' (7)

حدیث ۱۹: طبرانی کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہِ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم ، باب ماجاء في تعجيل الإفطار، الحديث: ٧٠٠، ج٢، ص١٦٤.

2 ...... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٧٤٧٠، ج٥، ص٣٢٠.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، الحديث: ٢٣٥٣، ج٢، ص٤٤٦.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، الحديث: ٦٩٥، ج٢، ص١٦٢.

5 ...... "جامع الترمذي"، ابواب ا لصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الافطار، الحديث: ٦٩٦، ج٢، ص١٦٢.

6 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب القول عند الإفطار، الحديث: ٢٣٥٨، ج٢، ص٤٤٧.

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فصل فيمن فطر صائما، الحديث: ٣٩٥٣، ج٣، ص٤١٨.

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام شبِ قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔'' [1]

اور ایک روایت میں ہے، ''جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر دُرود بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرئیل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔'' [2]

اور ایک روایت میں ہے، ''جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔'' [3]

بیان اُن وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ھے

حدیث ۱: صحیحین میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں حمزہ بن عمرو اسلمی بہت روزے رکھا کرتے تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: ''چاہو رکھو، چاہے نہ رکھو۔'' [4]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں سولھویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے۔ ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انھوں نے ان پر۔ [5]

حدیث ۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دُودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا۔'' [6] (کہ اُن کو اجازت ہے کہ اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)۔

مسئلہ ۱: سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ [7] (درمختار)

---

1 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١٦٢، ج٦، ص ٢٦١.

2 ...... "كنز العمال"، كتاب الصوم، الحديث: ٢٣٦٥٣، ج٨، ص ٢١٥.

3 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٠٨، ج٣، ص ٣٠٥ ـ ٣٠٦.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، الحديث: ١٩٤٣، ج١، ص ٦٤٠.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطرفي الشهر رمضان... إلخ، الحديث: ١١١٦، ص ٥٦٤.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع، الحديث: ٧١٥، ج٢، ص ١٧٠.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص ٤٦٢.

مسئلہ ۲: سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: دن میں سفر کیا تو اُس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا، اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیّت کر لینا واجب ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۵: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم و خادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۷: ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔[6] (ردالمحتار) آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التى تبيح الافطار، ج١، ص٢٠٦ ـ ٢٠٧.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٦.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٣.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٤.

اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر ہے کس میں نہیں۔

مسئلہ ۸: باندی کو اپنے مالک کی اطاعت میں فرائض کا موقع نہ ملے تو یہ کوئی عذر نہیں۔ فرائض ادا کرے اور اتنی دیر کے لیے اُس پر اطاعت نہیں۔ مثلاً فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے گا تو کام چھوڑ دے اور فرض ادا کرے اور اگر اطاعت کی اور روزہ توڑ دیا تو کفارہ دے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عورت کو جب حیض و نفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حیض و نفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔[3] (جوہرہ) مگر چھپ کر کھانا اَولیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔

مسئلہ ۱۱: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہو گئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

حدیث میں فرمایا: ''جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔''[7]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التى تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التى تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٢.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٦٢٩، ج٣، ص٢٦٦.

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض ومسافر نے قضا کی نیّت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اُسی رمضان کے روزے ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مرگئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیّت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیّت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجۂ اَولیٰ وصیّت کرنا واجب ہے اور وصیّت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقہ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیّت اس وقت جاری ہوگی، جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوہیں اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہوسکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: وصیّت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا، مثلاً دس قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد پانچ پر قادر ہوا تھا کہ انتقال ہوگیا تو پانچ ہی کی وصیّت واجب ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔[6] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۰: اعتکاف واجب اور صدقۂ فطر کا بدلہ اگر ورثا ادا کر دیں تو جائز ہے اور اُن کی مقدار وہی بقدر صدقۂ فطر

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٦.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التى تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٧.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٧.

6 ...... انظر: "فح القدير"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٢، ص٢٧٩.

ہے اور زکاۃ دینا چاہیں تو جتنی واجب تھی اُس قدر نکالیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں[3] میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرلے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقۂ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک[6] شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: قسم[8] یا قتل[9] کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں اور روزہ توڑنے یا ظہار[10] کا کفارہ اس پر ہے، تو اگر روزہ نہ رکھ سکے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔[11] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۱.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۱، وغيره.

3 ...... سردیوں۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج۱، ص۲۰۷.

6 ...... یعنی مالک بنادینا۔

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۲، وغيره.

8 ...... قسم کے کفارے میں تین روزے ہیں۔

9 ...... یعنی قتل خطا کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔

10 ...... ظہار کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔ ("النتف في الفتاوى"، کتاب الصوم، ص۹۳ ـ ۹۴).

11 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج۱، ص۲۰۷.

مسئلہ ۲۶: کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منّت مانی اور برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کرسکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اُسے بقدرِ ضرورت افطار کی اجازت ہے اور ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہوجاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمّہ کوئی روزہ ہے، شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے، اب اگر فوراً توڑ دیا تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: نفل روزہ قصداً نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آ گیا، جب بھی قضا واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: عیدین یا ایّام تشریق میں روزۂ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں، نہ اُس کے توڑنے سے قضا واجب، بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منّت مانی تو منّت پوری کرنی واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے یہ قسم کھائی کہ اگر تو روزہ نہ توڑے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس کی قسم سچی کردے یعنی روزہ توڑ دے اگرچہ روزۂ قضا ہو[6] اگرچہ بعد زوال ہو۔ (درمختار)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٢.

2...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٣.

3...... المرجع السابق، ص٤٧٤.

4...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٤.

5...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٥ ـ ٤٧٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التى تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٨.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٦.

مسئلہ ۳۲: اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوۂ کبریٰ کے قبل روزۂ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منّت وقسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لیے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے یا شوہر اور اُس کے درمیان جدائی ہو جائے یعنی طلاق بائن دیدے یا مر جائے ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے، بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی بے اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: باندی غلام بھی علاوہ فرائض کے مالک کی اجازت بغیر نہیں رکھ سکتے۔ ان کا مالک چاہے تو تڑوا سکتا ہے۔ پھر اُس کی قضا مالک کی اجازت پر یا آزاد ہونے کے بعد رکھیں۔ البتہ غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا تو کفارہ کے روزے بغیر مولیٰ کی اجازت کے رکھ سکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: مزدور یا نوکر اگر نفل روزہ رکھے تو کام پورا ادا نہ کر سکے گا تو مستاجر یعنی جس کا نوکر ہے یا جس نے مزدوری پر اُسے رکھا ہے، اُس کی اجازت کی ضرورت ہے اور کام پورا کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: لڑکی کو باپ اور ماں کو بیٹے اور بہن کو بھائی سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزۂ نفل سے منع کر دیں، اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت کرے۔[5] (ردالمحتار)

ﷺ...... روزۂ نفل کے فضائل ......ﷺ

(۱) عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔

حدیث ۱: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔[6]

1...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۷.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۷.

3...... المرجع السابق، ص۴۷۸.

4...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۸. 5...... المرجع السابق، ص۴۷۸.

6...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب اى يوم يصام في عاشوراء، الحديث: ۱۱۳۴، ص۵۷۳.

حدیث۲: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلاۃ اللّیل ہے۔'' (1)

حدیث۳: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دے کر جستجو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ عاشورا کا دن اور یہ رمضان کا مہینہ۔ (2)

حدیث۴: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا، ارشاد فرمایا: یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی، یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود بھی روزہ رکھا اور اُس کا حکم بھی فرمایا۔ (3)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (4)

(۲) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔

حدیث ۶ تا ۱۰: صحیح مسلم وسنن ابی داود وترمذی ونسائی وابن ماجہ میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے، کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم، الحديث: ١١٦٣، ص٥٩١.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، الحديث: ٢٠٠٦، ج١، ص٦٥٧.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، الحديث: ١٢٨ـ(١١٣٠)، ص٥٧١.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست و محبوب ہے کہ وہ نعمت خاصہ یاد آئیگی اور اس کا شکر ادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآنِ عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ﴾ (پ۱۳، ابرٰهيم: ٥) ''خدا کے انعام کے دنوں کو یاد کرو۔''

اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کون سا دن ہوگا، جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے طفیل میں ہیں اور یہ دن عید سے بھی بہتر کہ انہیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا: کہ ((فِيْهِ وُلِدْتُ)) ("صحيح مسلم"، كتاب الصيام، الحديث: ١٩٨ـ(١١٦٢)، ص٥٩١) اس دن میری ولادت ہوئی۔ ۱۲ منہ

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ١١٦٢، ص٥٨٩.

دیتا ہے۔'' [1] اور اس کے مثل سہل بن سعد و ابو سعید خدری و عبداللہ بن عمرو زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیہقی و طبرانی روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے۔ [2] مگر حج کرنے والے پر جو عرفات میں ہے، اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ کہ ابوداود و نسائی و ابن خزیمہ و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ [3]

(۳) شوال میں چھ دن کے روزے [4] جنھیں لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔

حدیث ۱۲ و ۱۳: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔'' [5] اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۱۴ و ۱۵: نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و طبرانی و بزار جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا، کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہِ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔'' [6]

حدیث ۱۶: طبرانی اوسط میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔'' [7]

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ١١٦٢، ص٥٨٩.

2 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٦٨٠٢، ج٥، ص١٢٧.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في صوم يوم عرفة بعرفة، الحديث: ٢٤٤٠، ج٢، ص٤٧٩.

4 ...... بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے، تب بھی حرج نہیں۔ کذا فی الدر ۱۲ منہ

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة ايام من شوال اتباعا لرمضان، الحديث: ١١٦٤، ص٥٩٢.

6 ...... "السنن الكبرى" للنسائي، كتاب الصيام، باب صيام ستة ايام من شوال، الحديث: ٢٨٦٠ ـ ٢٨٦١، ج٢، ص١٦٢ـ١٦٣.

7 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٨٦٢٢، ج٦، ص٢٣٤.

(۴) شعبان کا روزہ اور پندرھویں شعبان کے فضائل۔

حدیث ۱۷: طبرانی و ابن حبان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلّی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافر اور عداوت والے کو۔'' (1)

حدیث ۱۸ و ۱۹: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل آئے اور یہ کہا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ تعالٰی جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب (2) کے بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔'' (3) امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے جو روایت کی، اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۲۰: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب میں تجلّی فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالبِ رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں، اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔'' (4)

حدیث ۲۱: ابن ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اُس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالٰی غروبِ آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے: کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی

---

1 ...... ''الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان''، کتاب الحظر والإباحة، باب ماجاء في التباغض... إلخ، الحدیث: ٥٦٣٦، ج٧، ص٤٧٠.

جن دو شخصوں میں کوئی دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرتِ الٰہی انہیں بھی شامل ہو۔ انہیں احادیث کی بنا پر بحمدہ تعالٰی یہاں بریلی میں اعلٰی حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ ۱۴ چودہ شعبان کو رات آنے سے پہلے مسلمان آپس میں ملتے اور عفو تقصیر کراتے اور جگہ کے مسلمان بھی ایسا ہی کریں تو نہایت انسب و بہتر ہو۔ ۱۲ منہ

2 ...... عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے، جن کے یہاں بکریاں بکثرت ہوتی تھیں۔ ۱۲ منہ

3 ...... ''شعب الإیمان''، باب في الصیام، ماجاء في لیلة النصف من شعبان، الحدیث: ٣٨٣٧، ج٣، ص٣٨٣.

4 ...... ''شعب الإیمان''، باب في الصیام، ماجاء في لیلة النصف من شعبان، الحدیث: ٣٨٣٥، ج٣، ص٣٨٢.

دُوں، ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دُوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہوجائے۔'' (1)

حدیث ۲۲: اُم المومنین صدیقہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔ (2)

(۵) ہر مہینے میں تین روزے خصوصاً ایّام بیض تیرہ، چودہ، پندرہ۔

حدیث ۲۳ و ۲۴: بخاری و مسلم و نسائی ابو ہریرہ اور مسلم ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیّت فرمائی، ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (3)

حدیث ۲۵ و ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔'' (4) اسی کے مثل قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۲۷ و ۲۸: امام احمد و ابن حبان ابن عباس اور بزار مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دُور کرتے ہیں۔'' (5)

حدیث ۲۹: طبرانی میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جس سے ہوسکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کردیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔'' (6)

حدیث ۳۰: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ، پندرہ کو رکھو۔'' (7)

حدیث ۳۱: نسائی نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کو

1...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ١٣٨٨، ج٢، ص١٦٠.

2...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، الحديث: ٧٣٦، ج٢، ص١٨٢.

3...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب صيام البيض ثلاث عشرة... إلخ، الحديث: ١٩٨١، ج١، ص٦٥١.

4...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب النهى عن صوم الدهر... إلخ، الحديث: ١٨٧-(١١٥٩)، ١٩٧-(١١٦٢)، ص٥٨٧، ٥٩٠.

5...... "مسند البزار"، مسند علي بن طالب، الحديث: ٦٨٨، ج٢، ص٢٧١.

6...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٦٠، ج٢٥، ص٣٥.

7...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ٧٦١، ج٢، ص١٩٣.

نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورا اور عشرۂ ذی الحجہ اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔[1]

حدیث ۳۲: نسائی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایام بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے، نہ سفر میں، نہ حضر میں۔[2]

(۶) پیر اور جمعرات کے روزے۔

حدیث ۳۳ تا ۳۵: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔''[3] اسی کے مثل اسامہ بن زید و جابر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۶: ابن ماجہ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے، اس کے بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا: ان دونوں دِنوں میں اللہ تعالٰی ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، مگر وہ دو شخص جنھوں نے باہم جدائی کر لی ہے، ان کی نسبت ملائکہ سے فرماتا ہے: ''انھیں چھوڑو، یہاں تک کہ صلح کر لیں۔''[4]

حدیث ۳۷: ترمذی شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔[5]

حدیث ۳۸: صحیح مسلم شریف میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے پیر کے دن روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا: ''اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔''[6]

(۷) بعض اور دنوں کے روزے۔

حدیث ۳۹: ابو یعلٰی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چہار شنبہ اور

---

1 ...... "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب كيف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ٢٤١٣، ص٣٩٥.

2 ...... "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب صوم النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه و سلم بأبي هو وامي... إلخ، الحديث: ٢٣٤٢، ص٣٨٦.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ٧٤٧، ج٢، ص١٨٧.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الصيام، باب صيام يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ١٧٤٠، ج٢، ص٣٤٤.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ٧٤٥، ج٢، ص١٨٦.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ١٩٨-(١١٦٢)، ص٥٩١.

پنج شنبہ کو روزے رکھے، اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی۔'' (1)

حدیث ۴۰ تا ۴۲: طبرانی اوسط میں انھیں سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے چہار شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ کو روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔'' (2)

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ ''جنت میں موتی اور یاقوت وزبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔'' (3)

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، کہ ''جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے، بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' (4) مگر خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حدیث ۴۳: مسلم و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دِنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو، ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں۔'' (5)

حدیث ۴۴: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس کے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔'' (6) اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے، ''جمعہ کا دن عید ہے، لہٰذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے قبل یا بعد روزہ رکھو۔'' (7)

حدیث ۴۵: صحیح بخاری و مسلم میں محمد بن عباد سے ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا؟ کہا: ہاں، اس گھر کے رب کی قسم۔ (8)

---

1 ...... "مسند أبي يعلیٰ"، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ٥٦١٠، ج٥، ص١١٥.

2 ...... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٥٣، ج١، ص٨٧. 3 ...... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٥٤، ج١، ص٨٧.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، صوم شوال والأربعاء والخميس والجمعة، الحديث: ٣٨٧٢، ج٣، ص٣٩٧.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ١٤٨ ـ (١١٤٤)، ص٥٧٦.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ١١٤٤، ص٥٧٦.

7 ...... "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب الدليل على ان يوم الجمعة يوم عيد... إلخ، الحديث: ٢١٦١، ج٣، ص٣١٥.

8 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ١١٤٣، ص٥٧٥.

منّت کے روزہ کا بیان

شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔

(۲) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منّت صحیح نہیں۔

(۳) اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منّت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(۴) جس چیز کی منّت مانی وہ خود بذاتہٖ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منّت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منّت مانی تو منّت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(۵) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔[1]

مسئلہ ۱: منت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہوگئے منت صحیح ہوگئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے ایک مہینہ نکلا مہینے بھر کا روزہ واجب ہوگیا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایّامِ منہیّہ یعنی عید و بقرعید اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں کے روزے رکھنے کی منت مانی اور انھیں دِنوں میں رکھ بھی لیے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہوگئی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: اس سال کے روزے کی منت مانی تو ایّامِ منہیّہ چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے بدلے کے اور دنوں میں رکھے اور اگر ایّامِ منہیّہ میں بھی رکھ لیے تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار رہا۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ ایّام

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج۱، ص۲۰۸.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ج۳، ص۴۸۲.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج۱، ص۲۰۹.

3 ...... "الدرالمختار" كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۸۱ ـ ۴۸۳، وغيره.

منہیّہ سے پہلے منت مانی اور اگر ایّام منہیّہ گزرنے کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اس سال کے روزے کی منت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے سے منت پوری ہوگئی کہ یہ سال ختم ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے اور رمضان سے پہلے اس سنہ کے روزے کی منت مانی تھی تو رمضان کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔

اور اگر منّت میں پے در پے روزہ کی شرط یا نیّت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے، اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے تھے، ان سب کا اعادہ کرے اور اگر ایک سال کے روزے کی منّت کی تو سال بھر روزہ رکھنے کے بعد پینتیس ۳۵ یا چونتیس ۳۴ دن کے اور رکھے یعنی ماہِ رمضان اور پانچ دن ایّام ممنوعہ کے بدلے کے، اگرچہ ان دنوں میں بھی اُس نے روزے رکھے ہوں کہ اس صورت میں یہ ناکافی ہیں۔ البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پے در پے رکھوں گا تو اب ان پینتیس ۳۵ دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اگر پے در پے نہ ہوں گے تو سرے سے پھر رکھنے ہوں گے، مگر ایّام ممنوعہ میں نہ رکھے بلکہ سال پورا ہونے پر پانچ دن علی الاتصال رکھ لے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: منّت کے الفاظ میں یمین [2] کا بھی احتمال ہے، لہٰذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

(۱) ان لفظوں سے کچھ نیّت نہ کی نہ منّت کی نہ یمین کی۔

(۲) فقط منت کی نیّت کی یعنی یمین ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

(۳) منت کی نیّت کی اور یہ کہ یمین نہیں۔

(۴) یمین کی نیّت کی اور یہ کہ منّت نہیں۔

(۵) منت اور یمین دونوں کی نیّت کی۔

(٦) فقط یمین کی نیّت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے اور چوتھی صورت میں یمین ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور یمین دونوں ہیں، پوری نہ کرے تو منّت کی قضا دے اور یمین کا کفارہ۔[3] (تنویرالابصار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ج٣، ص٤٨٢ ـ ٤٨٤.

2 ...... یعنی قسم۔

3 ...... "تنويرالأبصار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٨٤.

مسئلہ ۵: اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایّام منہیّہ ہیں تو اُن میں روزے نہ رکھے، بلکہ اُن کے بدلے کے بعد میں رکھے اور رکھ لیے تو گنہگار ہوا مگر منت پوری ہوگئی اور اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں، بلکہ منت ماننے کے وقت سے اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہِ رمضان کے روزوں کی منت مانی اور رمضان آنے سے پہلے انتقال ہوگیا تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیّت واجب ہے۔

اور اگر کسی معیّن مہینے کی منت مانی، مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضرور ہے، وہ مہینہ اونتیس کا ہو تو اونتیس روزے اور تیس کا ہو تو تیس اور ناغہ نہ کرے پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک مہینے کے روزے کی منت مانی تو پورے تیسؔ دن کے روزے واجب ہیں، اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ انتیس ہی کا ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی روزہ ایّام منہیّہ میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایّام منہیّہ میں روزے رکھے تو گنہگار تو ہوا ہی، وہ روزے بھی ناکافی ہیں اور پے در پے کی شرط لگائی یا دل میں نیّت کی تو یہ بھی ضرور ہے کہ ناغہ نہ ہونے پائے اگر ناغہ ہوا، اگرچہ ایّام منہیّہ میں تو اب سے ایک مہینے کے علی الاتصال روزے رکھے یعنی یہ ضرور ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو، جس میں روزہ کی ممانعت ہے اور پے در پے کی نہ شرط لگائی، نہ نیّت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے در پے روزے رکھنے کی منّت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں، ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے، انھیں حساب کرلے جو باقی رہ گئے، انھیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً بلاناغہ پورا کرلے۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۷: پے در پے روزے کی منت مانی تو ناغہ کرنا جائز نہیں اور متفرق طور پر مثلاً دسؔ روزے کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے۔[3] (بحر)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج٣، ص٤٨٤، ٤٨٦، وغيره.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج٣، ص ٤٨٦، وغيرهما.

3 ...... "البحر الرائق"، کتاب الصوم، فصل في النذر، ج٢، ص٥١٩.

مسئلہ ۸: منت دو قسم ہے۔

ایک معلّق کہ میرا فلاں کام ہوجائے گا یا فلاں شخص سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہا ہے۔

دوسری غیر معلّق جو کسی چیز کے ہونے، نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ (عزوجل) کے لیے میں اپنے اوپر اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہا واجب کرتا ہوں۔ غیر معلّق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معیّن کرے، مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہوسکے، بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لیے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جمادی الآخرہ میں روزے رکھ لیے اور یہ مہینہ انتیس کا ہوا، اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہوگئی ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں اور تیس کا ہوا تو ایک روزہ اور رکھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اس رجب کے روزہ کی منت مانی اور رجب میں بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار روزے ہوں یا ناغہ دے کر۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: معلّق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کرسکتا، اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر رکھنا واجب ہوگا، پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایّام منہیّہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔ یوہیں دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے، البتہ اگر ان میں پے در پے کی نیّت کی تو پے در پے رکھنا واجب ہوگا، ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر اور متفرق کی نیت کی اور پے در پے رکھ لیے جب بھی جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک ساتھ دس۱۰ روزوں کی منّت مانی اور پندرہ روزے رکھے، بیچ میں ایک دن افطار کیا اور یہ یاد نہیں کہ کون سے دن روزہ نہ تھا تو لگاتار پانچ دن اور رکھ لے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج٣، ص ٤٨٧.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٨٩.

4 ...... المرجع السابق. ص٤٨٨.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٩.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴: مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی مرگیا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہوگیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیّت کرنا واجب ہے اور اس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیّت چاہیے۔ یوہیں اگر تندرست نے منّت مانی اور مہینہ پورا ہونے سے پہلے مرگیا تو اس پر بھی وصیّت کرنا واجب ہے اور اگر رات میں منّت مانی تھی اور رات ہی میں مرگیا جب بھی وصیّت کر دینی چاہیے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: یہ منّت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا، اس دن اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو اگر ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر آیا اور اُس نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر زوال کے بعد آیا یا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کچھ نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس دن کا اللہ (عزوجل) کے لیے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے اور کھانا کھانے کے بعد آیا تو اُس دن کا روزہ تو نہیں، مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہوگیا، مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہوجائے اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا، اُسی دن وہ اچھا بھی ہوگیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: آدھے دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں۔[4] (عالمگیری)

اعتکاف کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ ﴾ [5]

عورتوں سے مباشرت نہ کرو، جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخر

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج٣، ص ٤٨٨.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٨، ٢٠٩، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... پ٢، البقرة: ١٨٧.

عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے۔[1]

حدیث۲: ابوداود انھیں سے راوی، کہتی ہیں: معتکف پر سنت (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے جائے، مگر اس حاجت کے لیے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔[2]

حدیث۳: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا: ''وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اُس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے تمام نیکیاں کیں۔'' [3]

حدیث۴: بیہقی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان میں دس۱۰ دنوں کا اعتکاف کرلیا تو ایسا ہے جیسے دو۲ حج اور دو۲ عمرے کیے۔'' [4]

مسئلہ۱: مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیّت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل اور جنابت وحیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے، آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہٰذا غلام بھی اعتکاف کرسکتا ہے، مگر اسے مولیٰ سے اجازت لینی ہوگی اور مولیٰ کو بہر حال منع کرنے کا حق حاصل ہے۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲: مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہوسکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم پھر مسجد اقصیٰ[7] میں

---

1. ...... "صحیح مسلم"، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشرالأوخر من رمضان، الحدیث: ۱۱۷۲، ص۵۹۷.
2. ...... "سنن أبي داود"، کتاب الصیام، باب المعتکف یعود المریض، الحدیث: ۲۴۷۳، ج۲، ص۴۹۲.
3. ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الصیام، باب في ثواب الاعتکاف، الحدیث: ۱۷۸۱، ج۲، ص۳۶۵.
4. ...... "شعب الإیمان"، باب في الاعتکاف، الحدیث، ۳۹۶۶، ج۳، ص۴۲۵.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۲ ـ ۴۹۴.
   و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۱.
6. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۳.
7. ...... یعنی بیت المقدّس۔

پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۴: عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کرسکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا تو اس جگہ اعتکاف کرسکتی ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: خنثیٰ[4] مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: اعتکاف تین قسم ہے۔

(۱) واجب، کہ اعتکاف کی منّت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(۲) سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیّت اعتکاف مسجد میں ہو اور تیسویں کے غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیّت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ۔

(۳) ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: اعتکافِ مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیّت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔[7] (عالمگیری وغیرہ) یہ بغیر محنت ثواب مل رہا

---

1. "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص۱۸۸.
2. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص٤۹٤.
3. المرجع السابق.
4. ہیجڑا۔
5. "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص٤۹٤.
6. المرجع السابق، ص٤۹٥، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۱.
7. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۱، وغيره.

ہے کہ فقط نیّت کر لینے سے اعتکاف کا ثواب ملتا ہے، اسے تو نہ کھونا چاہیے۔ مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیّت کرلو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لیے یاد دہانی ہو۔

مسئلہ۹: اعتکافِ سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں روزہ شرط ہے، لہٰذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہوسکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منت صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔[2] (درمختار، عالمگیری) یوہیں اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیّت نہیں کرسکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیّت کرسکتا ہو مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار۔

مسئلہ۱۱: یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگرچہ اعتکاف کی نیّت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آ گیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔

یوہیں اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہوسکتا، بلکہ اب اُس کے لیے خاص اعتکاف کی نیّت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت بھی پوری کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۶.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۶.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۱.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۴۹۷.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۱.

مسئلہ ۱۲: نفلی روزہ رکھا تھا اور اُس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کرسکتا بلکہ خاص اُس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موتِ شوہر کے بعد منت پوری کرے۔ یوہیں لونڈی غلام کو ان کا مالک منع کرسکتا ہے، یہ آزاد ہونے کے بعد پوری کریں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا اور مولیٰ نے باندی غلام کو اجازت دیدی جب بھی روک سکتا ہے اگرچہ اب روکے گا تو گنہگار ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگا تار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کرکے ایک مہینہ پورا کرلے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو اب اختیار نہ رہا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بھول کر نکلا ہو۔ یوہیں اعتکافِ سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہوسکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہوسکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق، ص٢١٢، و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠١.

کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جا سکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دُور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جا سکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں ایک نزدیک دوسرا دُور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دُور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جا سکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔

اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے اور فرض جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اور اگر پچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت ہے۔[4] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱.
و "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۲.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳، ۵۰۵.

مسئلہ۲۲: اعتکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اعتکاف پورا کر کے جائے اور اگر وقت کم ہے کہ اعتکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے پھر سرے سے اعتکاف کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۲۳: اگر وہ مسجد گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۲۴: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لیے گیا، اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۲۵: عورت مسجد میں معتکف تھی، اسے طلاق دی گئی تو گھر چلی جائے اور اسی اعتکاف کو پورا کرلے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۲۶: اگر منت مانتے وقت یہ شرط کرلی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں نیّت کرلینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ۲۷: پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہوگیا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۲۸: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہرحال اعتکاف فاسد ہوجائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہوگیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٣.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٢.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٢.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٢.
و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦. وغيرهما

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٢.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣، وغيره.

مسئلہ ۲۹: معتکف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۰: معتکف نکاح کرسکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کرسکتا ہے، مگران امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔[2] (عالمگیری، درمختار) مگر جماع اور بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱: معتکف نے حرام مال یا نشہ کی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[3] (عالمگیری) مگر اس حرام کا گناہ ہوا توبہ کرے۔

مسئلہ ۳۲: بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہوسکے تو اعتکاف جاتا رہا اور قضا واجب ہے، اگرچہ کئی سال کے بعد صحت ہو اور اگر معتوہ یعنی بوہرا ہوگیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: معتکف مسجد ہی میں کھائے پیے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔[5] (درمختار وغیرہ) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیّت کرکے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الٰہی کرے پھر یہ کام کرسکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: معتکف اگر بہ نیّت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہِ تحریمی ہے اور اگر

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣، وغيره.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣.
و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٣.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦، وغيره.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥٠٦.

چُپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کرنہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چُپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: معتکف نہ چُپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی قراءت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے سیر و اذکار اور اولیا و صالحین کی حکایت اور امورِ دین کی کتابت۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیّت صحیح ہے، لہٰذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تار اعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیّت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کرسکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہٰذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروبِ آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیّت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔[3] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یمین کی نیّت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کرلیا تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار ہوا۔[4] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۷.

2 ...... المرجع السابق، ص۵۰۸.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص۱۹۰.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۳ ـ ۲۱۴.
و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۱۰.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۴.

مسئلہ ۴۰: کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کر سکتا ہے یعنی جبکہ معلّق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منّت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ماہِ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو منّت ساقط ہوگئی پھر مسلمان ہوا تو اُس کی قضا واجب نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقۂ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جبکہ وصیّت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیّت کر جائے اور وصیّت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف کرے، مگر لگا تار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور تیس دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تیس دن کا اعتکاف کرلے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے دِنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴۴: اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منّت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معیّن مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۴.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص۱۹۰، ۱۹۱.
و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۱۰.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۴۹۹، ۵۰۱، ۵۰۳.

مسئلہ ۴۵: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہوگیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے اوران میں اگر بعض فوت ہو تو کُل کی قضا کی حاجت نہیں، بلکہ بعض کی قضا کردے اور کُل فوت ہوا تو کُل کی قضا ہے اور منّت میں علی الاتصال واجب ہوا تھا اور تو علی الاتصال[1] کُل کی قضا ہے۔[2] (ردالمحتار)

وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰی اٰلَائِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ اَنْبِیَائِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَائِهٖ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ یٰاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

امیرِاہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب **''فیضانِ سنت''** میں لکھتے ہیں:

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: نِیَّةُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ . **''مسلمان کی نیّت اسکے عمل سے بہتر ہے۔''** ("المعجم الکبیر" للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵.)

اپنے اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچّھی اچّھی نیتیں شامل کر کے ثواب میں خوب اِضافہ کیجئے۔

(۱) تصوُّف کے ان مَدَنی اصولوں (الف) تقلیلِ طَعام (یعنی کم کھانا) (ب) تقلیلِ کلام (یعنی کم بولنا) (ج) تقلیلِ مَنام (یعنی کم سونا) پر کاربند رہوں گا، روزانہ پانچوں نَمازیں (۲) پہلی صَف میں (۳) تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ (۴) باجماعت ادا کروں گا (۵) ہر اذان اور (۶) ہر اقامت کا جواب دوں گا (۷) ہر بار جَمع اوّل وآخر دُرُود شریف اذان کے بعد کی دُعا پڑھوں گا (۸) روزانہ تہجُّد (۹) اِشراق (۱۰) چاشت اور (۱۱) اَوّابین کے نوافل ادا کروں گا (۱۲) تلاوت اور (۱۳) دُرُود شریف کی کثرت کروں گا (۱۴) روزانہ رات سورۃُ المُلْك پڑھوں/سُنوں گا (۱۵) زَبان پر قفلِ مدینہ لگاؤں گا یعنی فُضُول گوئی سے بچوں گا اور ممکن ہوا تو اِس نیّتِ خیر کے ساتھ ضَرورت کی دُنیوی بات بھی لکھ کر یا اشارہ سے کروں گا تاکہ فُضُول، یا بُری باتوں میں نہ جا پڑوں یا شوروغُل کا سبب نہ بن جاؤں (۱۶) مسجِد کو ہر طرح کی بدبُو سے بچاؤں گا۔ (ماخوذ از: **فیضانِ سنت** (تخریج شدہ)، مطبوعہ **مکتبۃ المدینہ**)

---

[1]...... یعنی مسلسل بلاناغہ۔

[2]...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳.

حج وعمرہ کے مسائل کا بیان

بہارِ شریعت

حصہ ششم (6)

(......تسہیل وتخریج شدہ......)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

پیشکش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

شعبہ تخریج

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ ط

حج کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۚ فِيۡهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِيۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الۡبَيۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَيۡهِ سَبِيۡلًا ط وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ ﴾ [1]

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لیے، اُس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو شخص اس میں داخل ہو با امن ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ (عزوجل) سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ط ﴾ [2]

حج وعمرہ کو اللہ (عزوجل) کے لیے پورا کرو۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو۔'' ایک شخص نے عرض کی، کیا ہر سال یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سکوت فرمایا[3]۔ انھوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہوسکتا پھر فرمایا: جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو، اگلے لوگ کثرتِ سوال اور پھر انبیا کی مخالفت سے ہلاک ہوئے، لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہوسکے اُسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اُسے چھوڑ دو۔ [4]

---

1 ...... پ ٤، آل عمران: ٩٦ ـ ٩٧.
2 ......پ ٢، البقرة: ١٩٦.
3 ......یعنی خاموش رہے۔
4 ......"صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فرض الحج مرّة في العمر، الحدیث: ١٣٣٧، ص٦٩٨.

حدیث۲: صحیحین میں انھیں سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی گئی، کون عمل افضل ہے؟ فرمایا: ''اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر ایمان۔ عرض کی گئی پھر کیا؟ فرمایا: اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد۔ عرض کی گئی پھر کیا؟ فرمایا: حجِ مبرور۔'' (1)

حدیث۳: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' (2)

حدیث۴: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انھیں سے راوی، ''عمرہ سے عمرہ تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حجِ مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔'' (3)

حدیث۵: مسلم و ابن خزیمہ وغیرہما عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حج ان گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔'' (4)

حدیث۶ و ۷: ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے۔'' (5)

اور اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ابن ماجہ نے روایت کی، کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا: ''ہاں ان کے ذمّہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج و عمرہ۔'' (6)

اور صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ فرمایا: ''تمہارا جہاد حج ہے۔'' (7)

1...... "صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب من قال ان الايمان هو العمل، الحديث: ٢٦، ج١، ص٢١.

2...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، الحديث: ١٥٢١، ج١، ص٥١٢.

و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الحج والعمرة... إلخ، الحديث: ٢، ج٢، ص١٠٣.

3...... "صحيح البخاري"، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، الحديث: ١٧٧٣، ج١، ص٥٨٦.

4...... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله ... إلخ، الحديث: ١٢١، ص٧٤.

5...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الحج جهاد النساء، الحديث: ٢٩٠٢، ج٣، ص٤١٤.

6...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الحج جهاد النساء، الحديث: ٢٩٠١، ج٣، ص٤١٣.

7...... "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب جهاد النساء، الحديث: ٢٨٧٥، ج٢، ص٢٧٤.

حدیث ۸: ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔'' (1)

حدیث ۹: بخاری ومسلم وابوداود ونسائی وابن ماجہ وغیرہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کی برابر ہے۔'' (2)

حدیث ۱۰: بزار نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' (3)

حدیث ۱۱ و ۱۲: بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''جو خانہ کعبہ کے قصد سے آیا اور اُونٹ پر سوار ہوا تو اُونٹ جو قدم اُٹھاتا اور رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے اور خطا کو مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب کعبۂ معظّمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کی پھر سر منڈایا یا بال کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا، جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' (4) اور اسی کے مثل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۱۳: ابن خزیمہ وحاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ کہا گیا، حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔'' (5) تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کرور نیکیاں ہوئیں **وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.**

حدیث ۱۴ تا ۱۶: بزار نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج وعمرہ کرنے والے اللہ (عزوجل) کے وفد ہیں، اللہ (عزوجل) نے انھیں بُلایا، یہ حاضر ہوئے، انھوں نے اللہ (عزوجل) سے سوال کیا، اُس

---

1 ...... ''جامع الترمذي''، أبواب الحج، باب ماجاء في ثواب الحج و العمرة، الحديث: ٨١٠، ج٢، ص٢١٨.

2 ...... ''صحيح البخاري''، كتاب جزاء الصيد، باب حج النساء، الحديث: ١٨٦٣، ج١، ص٦١٤.

3 ...... ''مسند البزار''، مسند أبي موسىٰ الاشعري رضى الله عنه، الحديث: ٣١٩٦، ج٨، ص١٦٩.

4 ...... ''شعب الإيمان''، باب في المناسك، باب فضل الحج و العمرة، الحديث: ٤١١٥، ج٣، ص٤٧٨.

5 ...... ''المستدرك'' للحاكم، كتاب المناسك، باب فضيلة الحج ماشيا، الحديث: ١٧٣٥، ج٢، ١١٤.

نے انھیں دیا۔'' (1) اسی کے مثل ابن عُمر وابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۷: بزار وطبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اُس کے لیے بھی۔'' (2)

حدیث ۱۸: اصبہانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حج فرض جلد ادا کرو کہ کیا معلوم کیا پیش آئے۔'' (3)

اور ابوداود و دارمی کی روایت میں یوں ہے: ''جس کا حج کا ارادہ ہو تو جلدی کرے۔'' (4)

حدیث ۱۹: طبرانی اوسط میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ داود علیہ السلام نے عرض کی، اے اللہ! (عزوجل) جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کو آئیں تو انھیں تو کیا عطا فرمائے گا؟ فرمایا: ''ہر زائر کا اُس پر حق ہے جس کی زیارت کو جائے، اُن کا مجھ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں انھیں عافیت دوں گا اور جب مجھ سے ملیں گے تو اُن کی مغفرت فرمادونگا۔'' (5)

حدیث ۲۰: طبرانی کبیر میں اور بزار ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں مسجد منیٰ میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک انصاری اور ایک ثقفی نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کہا، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم کچھ پوچھنے کے لیے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کیا پوچھنے حاضر ہوئے ہو اور اگر چاہو تو میں کچھ نہ کہوں، تمھیں سوال کرو۔'' عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہمیں بتا دیجیے۔ ارشاد فرمایا: تو اس لیے حاضر ہوا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت الحرام کے قصد سے جانے کو دریافت کرے اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور عرفہ کی شام کے وقوف کو اور تیرے لیے اس میں کیا ثواب ہے اور جمار کی رَمی کو اور اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے کو اور اس میں تیرے لیے کیا ثواب

1...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الحج و العمرة... إلخ، الحديث: ٢٠، ج٢، ص١٠٧.

2...... "مجمع الزوائد"، باب دعاء الحجاج و العمار، الحديث: ٥٢٨٧، ج٣، ص٤٨٣.

3...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الحج و العمرة... إلخ، الحديث: ٢٦، ج٢، ص١٠٩.

4...... "سنن أبي داود" كتاب المناسك، باب ٥، الحديث: ١٧٣٢، ج٢، ص١٩٧.

5...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٦٠٣٧، ج٤، ص٢٩٧.

ہےاوراس کےساتھ طواف اِفَاضہ[1] کو۔''

اُس شخص نے عرض کی قسم ہے! اس ذات کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کوحق کے ساتھ بھیجا، اِسی لیے حاضر ہوا تھا کہ ان باتوں کوحضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے دریافت کروں۔ ارشادفرمایا: ''جب تو بیت الحرام کے قصد سے گھر سے نکلے گا تو اونٹ کے ہر قدم رکھنے اور ہر قدم اُٹھانے پر تیرے لیے حسنہ لکھا جائے گا اور تیری خطا مٹا دی جائے گی اور طواف کے بعد کی دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولادِ اسماعیل میں کوئی غلام ہو، اُس کے آزاد کرنے کا ثواب اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کے مثل ہے۔

اور عرفہ کے دن وقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف خاص تجلّی فرماتا ہےاور تمھارے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے، ارشادفرماتا ہے: ''میرے بندے دُور دُور سے پراگندہ سر میری رحمت کے امیدوار ہوکر حاضر ہوئے، اگر تمھارے گناہ ریتے کی گنتی اور بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ برابر ہوں تو میں سب کو بخش دوں گا، میرے بندو! واپس جاؤ تمھاری مغفرت ہوگئی اور اس کی جس کی تم شفاعت کرو۔

اور جمروں پر رَمی کرنے میں ہر کنکری پر ایک ایسا کبیرہ مٹا دیا جائے گا جو ہلاک کرنے والا ہےاور قربانی کرنا تیرے رب کے حضور تیرے لیے ذخیرہ ہےاور سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں حسنہ لکھا جائے گا اور ایک گناہ مٹایا جائے گا، اس کے بعد خانہ کعبہ کے طواف کا یہ حال ہے کہ تو طواف کررہا ہےاور تیرے لیے کچھ گناہ نہیں ایک فرشتہ آئے گا اور تیرے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ زمانۂ آئندہ میں عمل کر اور زمانہ گذشتہ میں جو کچھ تھا معاف کردیا گیا۔[2]

حدیث ۲۱: ابو یعلی ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو حج کے لیے نکلا اور مرگیا۔ قیامت تک اُس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور مرگیا اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور مرگیا اُس کے لیے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔''[3]

حدیث ۲۲: طبرانی و ابو یعلی و دارقطنی و بیہقی اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لیے نکلا اور مرگیا اُس کی پیشی نہیں ہوگی، نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت

---

1 ......اس کوطوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔

2 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الحج و العمرة... إلخ، الحديث: ۳۲، ج۲، ص ۱۱۰.

3 ...... "مسند أبي يعلى"، مسند أبي هريرة رضى الله عنه، الحديث: ٦٣٢٧، ج٥، ص ٤٤١.

میں داخل ہو جا۔'' (1)

حدیث ۲۳: طبرانی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ گھر اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے، پھر جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ (عزوجل) کے ضمان میں ہے اگر مرجائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کردے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔'' (2)

حدیث ۲۴ و ۲۵: دارمی ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے حج کرنے سے نہ حاجتِ ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے، پھر بغیر حج کیے مرگیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔'' (3) اِسی کی مثل ترمذی نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۶: ترمذی و ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک شخص نے عرض کی، کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ فرمایا: ''توشہ اور سواری۔'' (4)

حدیث ۲۷: شرح سنّت میں انھیں سے مروی، کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حاجی کو کیسا ہونا چاہیے؟ فرمایا: پراگندہ سر، میلا کچیلا۔ دوسرے نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حج کا کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: ''بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔'' کسی اور نے عرض کی، سبیل کیا ہے؟ فرمایا: ''توشہ اور سواری۔'' (5)

حدیث ۲۸: ابو داود و ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا، اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہوگی۔'' (6)

مسائلِ فقهيّه

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظّمہ کے طواف کا اور اس کے لیے ایک خاص

---

(1) ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٥٣٨٨، ج٤، ص١١١.

(2) ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٩٠٣٣، ج٦، ص٣٥٢.

(3) ...... "سنن الدارمي"، كتاب المناسك، باب من مات ولم يحجّ، الحديث: ١٧٨٥، ج٢، ص٤٥.

(4) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء في ايجاب الحج بالزاد و الراحلة، الحديث: ٨١٣، ج٢، ص٢١٩.

(5) ...... "شرح السنة" للبغوي، كتاب الحج، باب وجوب الحج ...إلخ، الحديث: ١٨٤٠، ج٤، ص٩.

(6) ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب في المواقيت، الحديث: ١٧٤١، ج٢، ص٢٠١.

وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ ۹ھ ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱: دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ حج کو جانے کے لیے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اُس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے مثلاً ماں باپ اگر اُس کی خدمت کے محتاج ہوں اور ماں باپ نہ ہوں تو دادا، دادی کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حج فرض کا حکم ہے اور نفل ہو تو مطلقاً والدین کی اطاعت کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: لڑکا خوبصورت اَمرد ہو تو جب تک داڑھی نہ نکلے، باپ اُسے جانے سے منع کر سکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہوگیا یعنی اُسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کرے گا ادا ہی ہے قضا نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: مال موجود تھا اور حج نہ کیا پھر وہ مال تلف ہوگیا، تو قرض لے کر جائے اگر چہ جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہ ہوگا مگر نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قدرت دے گا تو ادا کر دوں گا۔ پھر اگر ادا نہ ہو سکا اور نیت ادا کی تھی تو امید ہے کہ مولیٰ عزوجل اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک[6] ہے کہ اس سے پیشتر[7] حج کے افعال نہیں ہو سکتے، سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگر چہ مکروہ ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

(حج واجب ہونے کے شرائط)

مسئلہ ۶: حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں:

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته ...إلخ، ج١، ص٢١٦.
و"الدرالمختار"معه"ردالمحتار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥١٦-٥١٨.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥١٩.

3...... "الدرالمختار" كتاب الحج، ج٣، ص٥٢٠.

4...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٢٠.

5...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٢١.

6...... یعنی دو مہینے اور دس دن تک۔ 7...... پہلے۔

8...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٤٣.

① اسلام

لہٰذا اگر مسلمان ہونے سے پیشتر استطاعت تھی پھر فقیر ہوگیا اور اسلام لایا تو زمانۂ کفر کی استطاعت کی بنا پر اسلام لانے کے بعد حج فرض نہ ہوگا، کہ جب استطاعت تھی اس کا اہل نہ تھا اور اب کہ اہل ہوا استطاعت نہیں اور مسلمان کو اگر استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا اب فقیر ہوگیا تو اب بھی فرض ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مُرتد ہوگیا[2] پھر اسلام لایا تو اگر استطاعت ہو تو پھر حج کرنا فرض ہے، کہ مرتد ہونے سے حج وغیرہ سب اعمال باطل ہوگئے۔[3] (عالمگیری) یوہیں اگر اثنائے حج [4] میں مرتد ہوگیا تو احرام باطل ہوگیا اور اگر کافر نے احرام باندھا تھا، پھر اسلام لایا تو اگر پھر سے احرام باندھا اور حج کیا تو ہوگا ورنہ نہیں۔

② **دارالحرب** میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔

لہٰذا جس وقت استطاعت تھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہوا اس وقت استطاعت نہ ہو تو فرض نہ ہوا اور جاننے کا ذریعہ یہ ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو، اُسے خبر دیں اور ایک عادل نے خبر دی، جب بھی واجب ہوگیا اور دارالاسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔[5] (عالمگیری)

③ بلوغ

نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ جبکہ سمجھ وال[6] ہو یا اُس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ ناسمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا، حجۃ الاسلام یعنی حجِ فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

1...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢١.

2......مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے، جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کلمہ کفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔
نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ 9، مرتد کا بیان کا مطالعہ فرمائیں۔

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

4......یعنی حج کے دوران۔

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨.

6......سمجھدار۔

مسئلہ۸: نابالغ نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ سے پیشتر بالغ ہوگیا تو اگر اسی پہلے احرام پر رہ گیا حج نفل ہوا حجۃ الاسلام نہ ہوا اور اگر سرے سے احرام باندھ کر وقوفِ عرفہ کیا تو حجۃ الاسلام ہوا۔[1] (عالمگیری)

④ عاقل ہونا

مجنون پر فرض نہیں۔

مسئلہ۹: مجنون تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جنون جاتا رہا اور نیا احرام باندھ کر حج کیا تو یہ حج حجۃ الاسلام ہوگیا ورنہ نہیں۔ بوہرا بھی مجنون کے حکم میں ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: حج کرنے کے بعد مجنون ہوا پھر اچھا ہوا تو اس جنون کا حج پر کوئی اثر نہیں یعنی اب اسے دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہیں، اگر احرام کے وقت اچھا تھا پھر مجنون ہوگیا اور اسی حالت میں افعال ادا کیے پھر برسوں کے بعد ہوش میں آیا تو حج فرض ادا ہوگیا۔[3] (منسک)

⑤ آزاد ہونا

باندی غلام پر حج فرض نہیں اگرچہ مدبر یا مکاتب یا اُم ولد[4] ہوں۔ اگرچہ اُن کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دیدی ہو اگرچہ وہ مکہ ہی میں ہوں۔[5]

مسئلہ۱۱: غلام نے اپنے مولیٰ کے ساتھ حج کیا تو یہ حج نفل ہوا حجۃ الاسلام نہ ہوا۔ آزاد ہونے کے بعد اگر شرائط پائے جائیں تو پھر کرنا ہوگا اور اگر مولیٰ کے ساتھ حج کو جاتا تھا، راستہ میں اس نے آزاد کردیا تو اگر احرام سے پہلے آزاد ہوا، اب احرام باندھ کر حج کیا تو حجۃ الاسلام ادا ہوگیا اور احرام باندھنے کے بعد آزاد ہوا تو حجۃ الاسلام نہ ہوگا، اگرچہ نیا احرام باندھ کر حج

---

1 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷.

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷.
و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۳۵.

3 ...... "لباب المنساسك" للسندی و" المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط " للقاری، (باب شرائط الحج)، ص۳۹.

4 ...... **مدبر:** یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔
مکاتب: یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کرلے۔
ام ولد: یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔
نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے دیکھیں: **بہارِشریعت حصہ 9**، مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان۔

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷.

کیا ہو۔[1] (عالمگیری)

⑥ **تندرست ہو**

کہ حج کو جاسکے، اعضا سلامت ہوں، انکھیارا ہو، اپاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یوہیں اندھے پر بھی واجب نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اُسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی واجب نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرادیں یا وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اُٹھا کر حج کرلیا تو صحیح ہو گیا اور حجۃ الاسلام ادا ہوا یعنی اس کے بعد اگر اعضا درست ہوگئے تو اب دوبارہ حج فرض نہ ہوگا وہی پہلا حج کافی ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے تندرست تھا اور دیگر شرائط بھی پائے جاتے تھے اور حج نہ کیا پھر اپاہج وغیرہ ہوگیا کہ حج نہیں کرسکتا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے۔ خود نہ کرسکے تو حج بدل کرائے۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

⑦ **سفرِ خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو**

خواہ سواری اس کی مِلک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔

مسئلہ ۱۳: کسی نے حج کے لیے اس کو اتنا مال مُباح کردیا کہ حج کرلے تو حج فرض نہ ہوا کہ اِباحت سے مِلک نہیں ہوتی اور فرض ہونے کے لیے مِلک درکار ہے، خواہ مباح کرنے والے کا اس پر احسان ہو جیسے غیر لوگ یا نہ ہو جیسے ماں، باپ اولاد۔ یوہیں اگر عاریۃً[4] سواری مِل جائے گی جب بھی فرض نہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: کسی نے حج کے لیے مال ہبہ کیا تو قبول کرنا اس پر واجب نہیں۔ دینے والا اجنبی ہو یا ماں، باپ، اولاد وغیرہ مگر قبول کرلے گا تو حج واجب ہوجائے گا۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: سفرخرچ اور سواری پر قادر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت سے فاضل ہوں یعنی مکان و

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧۔

2 ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨، وغيره۔

3 ......المرجع السابق۔

4 ......**عاریۃً** یعنی عارضی طور پر دی ہوئی چیز۔

5 ......المرجع السابق، ص٢١٧.

6 ......المرجع السابق۔

لباس وخادم اور سواری کا جانور اور پیشہ کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دَین سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظّمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے اور جانے آنے میں اپنے نفقہ اور گھر اہل وعیال کے نفقہ میں قدرِ متوسط کا اعتبار ہے نہ کمی ہو نہ اِسراف۔ عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اُس پر واجب ہے، یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔ [1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: سواری سے مراد اس قسم کی سواری ہے جو عرفاً اور عادتاً اُس شخص کے حال کے موافق ہو، مثلاً اگر متمول [2] آرام پسند ہو تو اُس کے لیے شقدف [3] درکار ہوگا۔ یوہیں توشہ میں اُس کے مناسب غذائیں چاہیے، معمولی کھانا میسر آنا فرض ہونے کے لیے کافی نہیں، جب کہ وہ اچھی غذا کا عادی ہے۔ [4] (منسک)

مسئلہ ۱۷: جو لوگ حج کو جاتے ہیں، وہ دوست احباب کے لیے تحفہ لایا کرتے ہیں یہ ضروریات میں نہیں یعنی اگر کسی کے پاس اتنا مال ہے کہ جو ضروریات بتائے گئے اُن کے لیے اور آنے جانے کے اخراجات کے لیے کافی ہے مگر کچھ بچے گا نہیں کہ احباب وغیرہ کے لیے تحفہ لائے جب بھی حج فرض ہے، اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔ [5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: جس کی بسر اوقات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک بال بچوں کی خوراک نکال لے تو اتنا باقی رہے گا، جس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گزر کے کر سکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لیے کافی ہو تو حج فرض ہے اور پیشہ والوں کے لیے ان کے پیشہ کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے۔ [6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۹: سواری میں یہ بھی شرط ہے کہ خاص اُس کے لیے ہو اگر دو شخصوں میں مشترک ہے کہ باری باری دونوں تھوڑی تھوڑی دُور سوار ہوتے ہیں تو یہ سواری پر قدرت نہیں اور حج فرض نہیں۔ یوہیں اگر اتنی قدرت ہے کہ ایک منزل کے لیے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

2 ...... مالدار

3 ...... **شقدف:** یعنی دو چارپائیاں جو اونٹ کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں، ہر ایک میں ایک شخص بیٹھتا ہے۔

4 ...... "لباب المنساسك" و "المسلك المتقسط"، (باب شرائط الحج)، ص٤٦، ٤٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٨.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨.

مثلاً کرایہ پر جانور لے پھر ایک منزل پیدل چلے وعلیٰ ہذا القیاس[1] تو یہ سواری پر قدرت نہیں۔[2] (عالمگیری)

آجکل جو شقدف اور شبری کا رواج ہے کہ ایک شخص ایک طرف سوار ہوتا ہے اور دوسرا دوسری طرف اگر یوں دو شخصوں میں مشترک ہو تو حج فرض ہوگا کہ سواری پر قدرت پائی گئی اور پیدل چلنا نہ پڑا۔[3] (منسک)

مسئلہ ۲۰: مکہ معظّمہ یا مکہ معظّمہ سے تین دن سے کم کی راہ والوں کے لیے سواری شرط نہیں، اگر پیدل چل سکتے ہوں تو ان پر حج فرض ہے اگرچہ سواری پر قادر نہ ہوں اور اگر پیدل نہ چل سکیں تو اُن کے لیے بھی سواری پر قدرت شرط ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: میقات سے باہر کا رہنے والا جب میقات تک پہنچ جائے اور پیدل چل سکتا ہو تو سواری اُس کے لیے شرط نہیں، لہٰذا اگر فقیر ہو جب بھی اُسے حجِ فرض کی نیت کرنی چاہیے نفل کی نیت کرے گا تو اُس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا اور مطلق حج کی نیت کی یعنی فرض یا نفل کچھ معین نہ کیا تو فرض ادا ہوگیا۔[5] (منسک، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اس کی ضرورت نہیں کہ محمل وغیرہ آرام کی سواریوں کا کرایہ اس کے پاس ہو، بلکہ اگر کجاوے پر بیٹھنے کا کرایہ پاس ہے تو حج فرض ہے، ہاں اگر کجاوے پر بیٹھ نہ سکتا ہو تو محمل وغیرہ کے کرایہ سے قدرت ثابت ہوگی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مکّہ اور مکّہ سے قریب والوں کو سواری کی ضرورت ہو تو خچر یا گدھے کے کرایہ پر قادر ہونے سے بھی سواری پر قدرت ہو جائے گی اگر اس پر سوار ہو سکیں بخلاف دور والوں کے کہ اُن کے لیے اونٹ کا کرایہ ضروری ہے کہ دُور والوں کے لیے خچر وغیرہ سوار ہونے اور سامان لادنے کے لیے کافی نہیں اور یہ فرق ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہیے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... اور اسی پر قیاس کر لیجئے۔

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

3 ......

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧۔
و "ردالمحتار"، كتاب الحج، فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٥.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٥.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٥.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٦۔

مسئلہ ۲۴: پیدل کی طاقت ہو تو پیدل حج کرنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے: ''جو پیدل حج کرے، اُس کے لیے ہر قدم پر سات سَو نیکیاں ہیں۔'' [1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: فقیر نے پیدل حج کیا پھر مالدار ہوگیا تو اُس پر دوسرا حج فرض نہیں۔ [2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اتنا مال ہے کہ اس سے حج کرسکتا ہے مگر اُس مال سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح نہ کرے بلکہ حج کرے کہ حج فرض ہے یعنی جب کہ حج کا زمانہ آگیا ہو اور اگر پہلے نکاح میں خرچ کر ڈالا اور مجرد رہنے [3] میں خوفِ معصیت تھا تو حرج نہیں۔ [4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۷: رہنے کا مکان اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور برتنے کے اسباب ہیں تو حج فرض نہیں یعنی لازم نہیں کہ انھیں بیچ کر حج کرے اور اگر مکان ہے مگر اس میں رہتا نہیں غلام ہے مگر اس سے خدمت نہیں لیتا تو بیچ کر حج کرے اور اگر اس کے پاس نہ مکان ہے نہ غلام وغیرہ اور روپیہ ہے جس سے حج کرسکتا ہے مگر مکان وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے اور خریدنے کے بعد حج کے لائق نہ بچے گا تو فرض ہے کہ حج کرے اور باتوں میں اُٹھانا گناہ ہے یعنی اس وقت کہ اُس شہر والے حج کو جارہے ہوں اور اگر پہلے مکان وغیرہ خریدنے میں اُٹھا دیا تو حرج نہیں۔ [5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: کپڑے جنھیں استعمال میں نہیں لاتا انھیں بیچ ڈالے تو حج کرسکتا ہے تو بیچے اور حج کرے اور اگر مکان بڑا ہے جس کے ایک حصّہ میں رہتا ہے باقی فاضل پڑا ہے تو یہ ضرور نہیں کہ فاضل کو بیچ کر حج کرے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: جس مکان میں رہتا ہے اگر اُسے بیچ کر اُس سے کم حیثیت کا خرید لے تو اتنا روپیہ بچے گا کہ حج کرلے تو بیچنا ضرور نہیں مگر ایسا کرے تو افضل ہے، لہٰذا مکان بیچ کر حج کرنا اور کرایہ کے مکان میں گزر کرنا تو بدرجہ اَولیٰ ضرور نہیں۔ [7]

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

3 ......یعنی شادی نہ کرنے۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.
و" الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٢٨.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧-٢١٨.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨.

(عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: جس کے پاس سال بھر کے خرچ کا غلّہ ہو تو یہ لازم نہیں کہ بیچ کر حج کو جائے اور اس سے زائد ہے تو اگر زائد کے بیچنے میں حج کا سامان ہوسکتا ہے تو فرض ہے ورنہ نہیں۔[1] (منسک)

مسئلہ ۳۱: دینی کتابیں اگر اہلِ علم کے پاس ہیں جو اُسکے کام میں رہتی ہیں تو انھیں بیچ کر حج کرنا ضروری نہیں اور بے علم کے پاس ہوں اور اتنی ہیں کہ بیچے تو حج کر سکے گا تو اُس پر حج فرض ہے۔ یوہیں طب اور ریاضی وغیرہ کی کتابیں اگرچہ کام میں رہتی ہوں اگر اتنی ہوں کہ بیچ کر حج کرسکتا ہے تو حج فرض ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

⑧ وقت

یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر دُور کا رہنے والا ہو تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔ یوہیں اگر عادت کے موافق سفر کرے تو نہیں پہنچے گا اور تیزی اور رَواروی[3] کرکے جائے تو پہنچ جائے گا جب بھی فرض نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ نمازیں پڑھ سکے، اگر اتنا وقت ہے کہ نمازیں وقت میں پڑھے گا تو نہ پہنچے گا اور نہ پڑھے تو پہنچ جائے گا تو فرض نہیں۔[4] (ردالمحتار)

(وجوبِ ادا کے شرائط)

یہاں تک وجوب کے شرائط کا بیان ہوا اور شرائطِ ادا کہ وہ پائے جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائے جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضرور ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو ورنہ خود بھی کرنا ضرور ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں:

① راستہ میں امن ہونا یعنی اگر غالب گمانِ سلامتی ہو تو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو جانا ضرور نہیں، جانے کے زمانے میں امن ہونا شرط ہے پہلے کی بدامنی قابلِ لحاظ نہیں۔[5]

---

1 ...... "لباب المناسك" للسندی، "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" للقاری، (باب شرائط الحج)، ص ٤٥.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨.

و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٨.

3 ...... یعنی جلدی۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٣٤.

5 ...... المرجع السابق، ص٥٣٠. و"الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول، ج١، ص٢١٨.

(ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر بدامنی کے زمانے میں انتقال ہوگیا اور وجوب کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو حجِ بدل کی وصیت ضروری ہے اور امن قائم ہونے کے بعد انتقال ہوا تو بطریق اولیٰ وصیت واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: اگر امن کے لیے کچھ رشوت دینا پڑے جب بھی جانا واجب ہے اور یہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے مجبور ہے لہٰذا اس دینے والے پر مؤاخذہ نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: راستہ میں چونگی وغیرہ لیتے ہوں تو یہ امن کے منافی نہیں اور نہ جانے کے لیے عذر نہیں۔[3] (درمختار)

یوہیں ٹیکہ کہ آج کل حجاج کو لگائے جاتے ہیں یہ بھی عذر نہیں۔

② عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جاسکتی ہے۔[4]

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اُس عورت کا نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ یا دُودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو، جیسے رضاعی بھائی، باپ، بیٹا وغیرہ یا سُسرالی رشتہ سے حُرمت آئی، جیسے خُسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔

شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کرسکتی ہے اُس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص ٥٣٠.

2 ...... "الدرالمختار"و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص ٥٣٠.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص ٥٣١.

4 ...... یہ ظاہر الروایہ ہے۔ مگر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری "**المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط**" صفحہ 57 پر تحریر فرماتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے **ایک دن** کا سفر کرنے کی کراہیت بھی مروی ہے۔ فتنہ وفساد کے زمانے کی وجہ سے اسی قول (ایک دن) پر فتوی دینا چاہیے۔" ("المسلك المتقسط"، ص ٥٧. "ردالمحتار"، كتاب الحج، ج٣، ص ٥٣٣)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں **ایک دن** کے راستہ پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (فتاوى رضويه، كتاب الحج، ج١٠ ص ٦٥٧)

"**بہارِشریعت**" حصہ 4، نماز مسافر کا بیان، صفحہ 101 پر ہے کہ "عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا، ناجائز ہے بلکہ **ایک دن** کی راہ جانا بھی۔" (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

جاسکتی آزاد یا مسلمان ہونا شرط نہیں، البتہ مجوسی جس کے اعتقاد میں محارم سے نکاح جائز ہے اُس کے ہمراہ سفر نہیں کرسکتی۔ مراہق ومراہقہ یعنی لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں بالغ کے حکم میں ہیں یعنی مراہق کے ساتھ جاسکتی ہے اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔[1] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: عورت کا غلام اس کا محرم نہیں کہ اُس کے ساتھ نکاح کی حرمت ہمیشہ کے لیے نہیں کہ اگر آزاد کردے تو اُس سے نکاح کرسکتی ہے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۶: باندیوں کو بغیر محرم کے سفر جائز ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: اگرچہ زنا سے بھی حرمتِ نکاح ثابت ہوتی ہے، مثلاً جس عورت سے معاذ اللہ زنا کیا اُس کی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا، مگر اُس لڑکی کو اُس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی، مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۹: عورت کے نہ شوہر ہے، نہ محرم تو اس پر یہ واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرلے اور جب محرم ہے تو حج فرض کے لیے محرم کے ساتھ جائے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو۔ نفل اور منّت کا حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۰: محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے، لہٰذا اب یہ شرط ہے کہ اپنے اور اُس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣. و"الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٣١.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨-٢١٩.

2 ......"الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣. **هكذا في الجوهرة النيرة لكن في شرح اللباب والفتوى: على أنه يكره في زماننا.** (انظر:"ردالمحتار"،كتاب الحج، ج٣، ص٥٣٢).

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٣١.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣.

6 ...... المرجع السابق.

7 ......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٣٢

③ جانے کے زمانے میں عورت عدّت میں نہ ہو، وہ عدّت وفات کی ہو یا طلاق کی، بائن کی ہو یا رجعی کی۔[1]

④ قید میں نہ ہو مگر جب کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

(صحت ادا کے شرائط)

صحتِ ادا کے لیے نو شرطیں ہیں کہ وہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں:

① اسلام، کافر نے حج کیا تو نہ ہوا۔

② احرام، بغیر احرام حج نہیں ہوسکتا۔

③ زمان یعنی حج کے لیے جو زمانہ مقرر ہے اُس سے قبل افعالِ حج نہیں ہوسکتے، مثلاً طوافِ قدوم وسعی کہ حج کے مہینوں سے قبل نہیں ہوسکتے اور وقوفِ عرفہ نویں کے زوال سے قبل یا دسویں کی صبح ہونے کے بعد نہیں ہوسکتا اور طواف زیارت دسویں سے قبل نہیں ہوسکتا۔

④ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے اور وقوف کے لیے عرفات ومُزدلفہ، کنکری مارنے کے لیے منیٰ، قربانی کے لیے حرم، یعنی جس فعل کے لیے جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔

⑤ تمیز۔

⑥ عقل، جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناسمجھ بچہ یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون۔ یہ خود وہ افعال نہیں کرسکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے، مثلاً احرام یا طواف، بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں، جیسے وقوفِ عرفہ وہ یہ خود کرسکتے ہیں۔

⑦ فرائضِ حج کا بجالانا مگر جب کہ عذر ہو۔

⑧ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا حج باطل ہوجائے گا۔

⑨ جس سال احرام باندھا اُسی سال حج کرنا، لہٰذا اگر اُس سال حج فوت ہوگیا تو عمرہ کرکے احرام کھول دے اور سالِ آئندہ جدید احرام سے حج کرے اور اگر احرام نہ کھولا بلکہ اُسی احرام سے حج کیا تو حج نہ ہوا۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٣٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٢٤.

حج فرض ادا ہونے کے شرائط

حج فرض ادا ہونے کے لیے نو شرطیں ہیں:

① اسلام۔

② مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔

③ عاقل۔

④ بالغ ہونا۔

⑤ آزاد ہونا۔

⑥ اگر قادر ہو تو خود ادا کرنا۔

⑦ نفل کی نیت نہ ہونا۔

⑧ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔

⑨ فاسد نہ کرنا۔[1] ان میں بہت باتوں کی تفصیل مذکور ہو چکی بعض کی آئندہ آئے گی۔

حج کے فرائض

مسئلہ ۱۴: حج میں یہ چیزیں فرض ہیں:

① احرام، کہ یہ شرط ہے۔

② وقوفِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پیشتر تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔

③ طواف زیارت کا اکثر حصہ، یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف و طواف رُکن ہیں۔

④ نیت۔

⑤ ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف۔

⑥ ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، یعنی وقوف اُس وقت ہونا جو مذکور ہوا اس کے بعد طواف اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔

---

1 ......"لباب المناسك" (باب شرائط الحج) ص٦٢.

⑦ مکان یعنی وقوف زمینِ عرفات میں ہونا سوا بطنِ عرنہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا، یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔

(۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں۔

(۳) سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے، اُس کا اعادہ کرے۔

(۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف معتد بہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا۔

(۵) دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں، غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اُس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا۔

(۶) وقوف میں رات کا کچھ جز آجانا۔

(۷) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے، ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اُسے امام کے پہلے چلا جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔

(۸) مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

(۹) مغرب و عشا کی نماز کا وقت عشا میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔

(۱۰) تینوں جمروں پر دسویں، گیارھویں، بارھویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارھویں بارھویں کو تینوں پر رَمی کرنا۔

(۱۱) جمرہ عقبہ کی رَمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔

(۱۲) ہر روز کی رَمی کا اسی دن ہونا۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في فروض الحج و واجباته، ج٣، ص٥٣٦.

(۱۳) سرمونڈانا یا بال کتروانا۔ (۱۴) اور اُس کا ایام نحر اور (۱۵) حرم شریف میں ہونا اگرچہ منٰی میں نہ ہو۔

(۱۶) قِران اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور

(۱۷) اس قربانی کا حرم اور ایامِ نحر میں ہونا۔

(۱۸) طوافِ افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا۔ عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اُس کا نام طوافِ اِفاضہ ہے اور اُسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ طوافِ زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زائد ہے یعنی تین پھیرے ایام نحر کے غیر میں بھی ہوسکتا ہے۔

(۱۹) طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔

(۲۰) دہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظّمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

(۲۱) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا، یہاں تک کہ اگر گھسٹتے ہوئے طواف کرنے کی منت مانی جب بھی طواف میں پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طوافِ نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہو جائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر طواف کرے۔

(۲۲) طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا، یعنی جنب [1] و بے وضو نہ ہونا، اگر بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو اعادہ کرے۔

(۲۳) طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دَم واجب ہوگا اور چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے، غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دَم واجب ہوگا۔

(۲۴) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، نہ پڑھی تو دَم واجب نہیں۔

(۲۵) کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سر مُنڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکے پھر غیر مُفرِد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف کرے۔

(۲۶) طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا۔ اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے اور طہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر طوافِ رخصت نہیں۔

---

1 ...... یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ مَنی خارج ہونے کی وجہ سے غُسل فرض ہو گیا ہو۔

(۲۷) وقوف عرفہ کے بعد سر مُنڈانے تک جماع نہ ہونا۔

(۲۸) احرام کے **ممنوعات**، مثلاً سِلا کپڑا پہننے اور مونھ یا سر چھپانے سے بچنا۔[1]

مسئلہ۴۲: واجب کے ترک سے دَم لازم آتا ہے خواہ قصداً ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے، وہ شخص اس کا واجب ہونا جانتا ہو یا نہیں، ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا، البتہ بعض واجب کا اس حکم سے اِستثنا ہے کہ ترک پر دَم لازم نہیں، مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک مؤخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک، ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

(حج کی سنتیں)

① طوافِ قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظّمہ میں حاضر ہو کر سب میں پہلا جو طواف کرے اُسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارِن کے لیے سنت ہے، متمتّع کے لیے نہیں۔

② طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔

③ طواف قدوم یا طوافِ فرض میں رَمَل کرنا۔

④ صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں، اُن کے درمیان دوڑنا۔

⑤ امام کا مکّہ میں ساتویں کو اور

⑥ عرفات میں نویں کو اور

⑦ منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔

⑧ آٹھویں کی فجر کے بعد مکّہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔

⑨ نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

⑩ آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔

⑪ وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا۔

---

[1]...... "لباب المناسك" للسندی، (فصل فی واجباته) ص٦٨۔٧٣۔
و"الفتاوی الرضویة"، ج١٠ ص٧٨٩۔٧٩١، وغیرہ.

⑫ عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا اور

⑬ آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلا جانا۔

⑭ دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں اُن کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرھویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارھویں کے بعد کی رات کو بھی منیٰ میں رہے۔

⑮ ابطح یعنی وادی مُحَصَّب میں اُترنا، اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو اور اِن کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں، جن کا ذکر اثنائے بیان میں آئے گا۔ نیز حج کے مستحبات و مکروہات کا بیان بھی موقع موقع سے آئے گا۔

اب حرمین طیبین کی روانگی کا قصد کرو اور آداب سفر و مقدماتِ حج جو لکھے جاتے ہیں اُن پر عمل کرو۔

آدابِ سفر و مقدماتِ حج کا بیان

(۱) جس کا قرض آتا یا امانت پاس ہو ادا کر دے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس دے یا معاف کرالے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں کو دیدے۔

(۲) نماز، روزہ، زکاۃ جتنی عبادات ذمہ پر ہوں ادا کرے اور تائب ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔

(۳) جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے جیسے ماں، باپ، شوہر اُسے رضامند کرے، جس کا اس پر قرض آتا ہے اُس وقت نہ دے سکے تو اُس سے بھی اجازت لے، پھر حجِ فرض کسی کے اجازت نہ دینے سے روک نہیں سکتا، اجازت میں کوشش کرے نہ ملے جب بھی چلا جائے۔

(۴) اس سفر سے مقصود صرف اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں، رِیا و سُمعہ و فخر سے جُدا رہے۔

(۵) عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو، جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے سفر حرام ہے، اگر کرے گی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(۶) توشہ مالِ حلال سے لے ورنہ قبولِ حج کی امید نہیں اگرچہ فرض اُتر جائے گا، اگر اپنے مال میں کچھ شُبہہ ہو تو قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کر دے۔

(۷) حاجت سے زیادہ توشہ لے کہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں پر تصدق کرتا چلے، یہ حجِ مبرور کی نشانی ہے۔

(۸) عالم کتبِ فقہ بقدرِ کفایت ساتھ لے اور بے علم کسی عالم کے ساتھ جائے۔ یہ بھی نہ ملے تو کم از کم یہ رسالہ ہمراہ ہو۔

(۹) آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھے کہ سُنّت ہے۔

(۱۰) اکیلا سفر نہ کرے کہ منع ہے۔ رفیق دیندار صالح ہو کہ بد دین کی ہمراہی سے اکیلا بہتر، رفیق اجنبی کنبہ والے سے بہتر ہے۔

(۱۱) حدیث میں ہے، ''جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنالیں۔''[1] اس میں کاموں کا انتظام رہتا ہے، سردار اُسے بنائیں جو خوش خلق عاقل دیندار ہو، سردار کو چاہیے کہ رفیقوں کے آرام کو اپنی آسائش پر مقدم رکھے۔

(۱۲) چلتے وقت سب عزیزوں دوستوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اب اُن پر لازم کہ دل سے معاف کر دیں۔ حدیث میں ہے: ''جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت لائے واجب ہے کہ قبول کرلے، ورنہ حوضِ کوثر پر آنا نہ ملے گا۔''[2]

(۱۳) وقتِ رُخصت سب سے دعا کرائے کہ برکت پائے گا کہ دوسروں کی دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے اور یہ نہیں معلوم کہ کس کی دعا مقبول ہو۔ لہٰذا سب سے دعا کرائے اور وہ لوگ حاجی یا کسی کو رُخصت کریں تو وقتِ رخصت یہ دعا پڑھیں:

اَسۡتَوۡدِعُ اللّٰہَ دِیۡنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیۡمَ عَمَلِکَ .[3]

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اور اگر چاہے اس پر اتنا اضافہ کرے۔

وَغَفَرَ ذَنۡبَکَ وَیَسَّرَلَکَ الۡخَیۡرَ حَیۡثُمَا کُنۡتَ زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقۡوٰی وَجَنَّبَکَ الرَّدٰی .[4]

(۱۴) اُن سب کے دین، جان، مال، اولاد، تندرستی، عافیت خدا کو سونپے۔

(۱۵) لباسِ سفر پہن کر گھر میں چار رکعت نفل اَلۡحَمۡدُ و قُلۡ سے پڑھ کر باہر نکلے۔ وہ رکعتیں واپس آنے تک اُس کے اہل و مال کی نگہبانی کریں گی۔ نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بِکَ انۡتَشَرۡتُ وَاِلَیۡکَ تَوَجَّھۡتُ وَبِکَ اعۡتَصَمۡتُ وَعَلَیۡکَ تَوَکَّلۡتُ اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ ثِقَتِیۡ وَاَنۡتَ رِجَائِیۡ اَللّٰھُمَّ اکۡفِنِیۡ مَا اَھَمَّنِیۡ وَمَا لَا اَھۡتَمُّ بِہٖ وَمَا اَنۡتَ اَعۡلَمُ بِہٖ مِنِّیۡ عَزَّ جَارُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیۡرُکَ اَللّٰھُمَّ زَوِّدۡنِی التَّقۡوٰی وَاغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَ وَجِّھۡنِیۡ اِلَی الۡخَیۡرِ اَیۡنَمَا تَوَجَّھۡتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ وَّعۡثَآءِ السَّفَرِ

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون ...إلخ، الحديث: ٢٦٠٨، ج٣، ص٥١.

2 ......

3 ......ترجمہ: اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین اور تیری امانت کو اور تیرے عمل کے خاتمہ کو۔۱۲

4 ......ترجمہ: اور تیرے گناہ کو بخش دے اور تیرے لئے خیر میسر کرے، تو جہاں ہو اور تقویٰ کو تیرا توشہ کرے اور تجھے ہلاکت سے بچائے۔۱۲

وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ .[1]

(۱۶) گھر سے نکلنے کے پہلے اور بعد کچھ صدقہ کرے۔

(۱۷) جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہلِ جمعہ کو روزِ جمعہ قبلِ جمعہ سفر اچھا نہیں۔

(۱۸) دروازہ سے باہر نکلتے ہی یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يَجْهَلَ عَلَيْنَا اَحَدٌ .[2]

اور درود شریف کی کثرت کرے۔

(۱۹) سب سے رخصت کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو، وقتِ کراہت نہ ہو تو اس میں دو رکعت نفل پڑھے۔

(۲۰) ضروریاتِ سفر اپنے ساتھ لے اور سمجھدار اور واقف کار سے مشورہ بھی لے، پہننے کے کپڑے وافر ہوں اور متوسط الحال شخص کو چاہیے کہ موٹے اور مضبوط کپڑے لے اور بہتر یہ کہ ان کو رنگ لے اور اگر خیال ہو کہ جاڑوں کا زمانہ آجائے گا تو کچھ گرم کپڑے بھی ساتھ رکھے اور جاڑوں کا موسم ہو اور خیال ہو کہ واپسی تک گرمی آجائے گی تو کچھ گرمیوں کے کپڑے بھی لے لے۔ بچھانے کے واسطے اگر چھوٹا سا روئی کا گدا بھی ہو تو بہت اچھا ہے کہ جہاز میں بلکہ اُونٹ پر بچھانے کے لیے بہت آرام دیتا ہے بلکہ وہاں پہنچ کر بھی اس کی حاجت پڑتی ہے۔ کیونکہ ہندوستانی آدمی عموماً چار پائیوں پر سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ چٹائی

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تیری مدد سے میں نکلا اور تیری طرف متوجہ ہوا اور تیرے ساتھ میں نے اعتصام کیا اور تجھی پر توکل کیا، اے اللہ (عزوجل)! تو میرا اعتماد ہے اور تو میری امید ہے۔ الٰہی تو میری کفایت کر اُس چیز سے جو مجھے فکر میں ڈالے اور اُس سے جس کی میں فکر نہیں کرتا اور اُس سے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیری پناہ لینے والا باعزّت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

الٰہی! تقویٰ کو میرا زادِراہ کر اور میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے خیر کی طرف متوجہ کر جدھر میں توجہ کروں۔ الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور واپسی کی برائی سے اور آرام کے بعد تکلیف سے اور اہل و مال و اولاد میں بُری بات دیکھنے سے۔۱۲

2 ......ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور اللہ (عزوجل) کی مدد سے اور اللہ (عزوجل) پر توکل کیا میں نے اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت نہیں مگر اللہ (عزوجل) سے، اے اللہ! (عزوجل) ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ لغزش کریں یا ہمیں کوئی لغزش دے یا گمراہ ہوں یا گمراہ کیے جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے۔۱۲

وغیرہ پر سونے میں تکلیف ہوتی ہے اور گدّے کی وجہ سے کچھ تلافی ہو جائے گی اور صابون بھی ساتھ لے جائے کہ اکثر اپنے ہاتھ سے کپڑے دھونے پڑتے ہیں کہ وہاں دھوبی میسر نہیں آتے۔

اور ایک دیسی کمّل بھی ہونا چاہیے کہ یہ اُونٹ کے سفر میں بہت کام دیتا ہے جہاں چاہو بچھالو بلکہ بعض مرتبہ جہاز پر بھی کام دیتا ہے اور شقدف پر ڈالنے کے لیے بوری کا ٹاٹ لے لیا جائے، چاقو اور سُتلی اور سُوا ہونا بھی ضروری ہے۔

اور کچھ تھوڑی سی دوائیں بھی رکھ لے کہ اکثر حجاج کو ضرورت پڑتی ہے، مثلاً کھانسی، بخار، زکام، پیچش، بدہضمی کہ ان سے کم لوگ بچتے ہیں۔ لہٰذا گلِ بنفشہ، خطمی، گاؤزبان، ملیٹھی کہ یہ بخار، زکام، کھانسی میں کام دیں گی، پیچش کے لیے چاروں تخم یا کم از کم اسپغول ہو اور بدہضمی کے لیے آلوئے بخارا، نمک سلیمانی ہو اور کوئی چُورن بھی ساتھ ہو کہ اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً بادیان، پودینہ خشک، ہلیلہ سیاہ، نمک سیاہ کہ انھیں کا چُورن بنالے کافی ہوگا، اور عرق کافور و پیپر منٹ ہو تو یہ بہت امراض میں کام دیتے ہیں۔

دوائیں ضرور ہوں کہ ان کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور میسر نہیں آتیں اگر تم کو خود ضرورت نہ ہوئی اور جس کو ضرورت پڑی اور تم نے دیدی وہ اُس کسم پُرسی کی حالت میں تمھارے لیے کتنی دعائیں دے گا

اور برتنوں کی قسم سے اپنی حیثیت کے موافق ساتھ رکھے، ایک دیگچی ایسی جس میں کم از کم دو۲ آدمیوں کا کھانا پک جائے یہ تو ضروری ہے کیونکہ اگر تنہا بھی ہے جب بھی بدو کو کھانا دینا ہوگا اور اگر چند قسم کے کھانے کھانا چاہتا ہو تو اسی انداز سے پکانے کے برتن ساتھ ہوں اور پیالے رکابیاں بھی اُسی انداز سے ہوں اور ہر شخص کو ایک مشکیزہ بھی ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ اولاً تو جہاز پر بھی پانی لینے میں آسانی ہوگی، دوم اونٹ پر بغیر اس کے کام نہیں چل سکتا کیونکہ پانی صرف منزل پر ملتا ہے پھر درمیان میں ملنا دشوار ہے بلکہ نہیں ملتا، اگر مشکیزہ ساتھ ہوا تو اس میں پانی لے کر اُونٹ پر رکھ لوگے کہ پینے کے بھی کام آئے گا اور وضو و طہارت کے لیے بھی اگر تمھارے پاس خود نہ ہوا تو کس سے مانگو گے اور شاید ہی کوئی دے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ۔

اور ڈول رسّی بھی ساتھ ہو کیونکہ بعض منزلوں پر بعض وقت خود بھرنا پڑتا ہے اور اکثر جگہ پانی بیچنے والے آجاتے ہیں اور جہاز کا نل بعض مرتبہ بند ہو جاتا ہے اس وقت اگر میٹھا پانی حاجت سے زیادہ نہ ہوا تو وضو وغیرہ دیگر ضروریات میں سمندر سے پانی نکال کر کام چلا سکتے ہو۔

کچھ تھوڑے سے پھٹے پرانے کپڑے بھی ساتھ رکھو کہ جہاز پر استنجا سُکھانے میں کام دیں گے۔

لوہے کا چُولھا بھی ساتھ رکھو کہ جہاز پر اس کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کوئلے والا چُولھا ہو تو بمبئی سے حسبِ

ضرورت کوئلے بھی خریدلو اور لکڑی والا چولھا ہو تو لکڑی لے جانے کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ لکڑی جہاز والے کی طرف سے ضرورت کے لائق ملا کرتی ہے مگر اس صورت میں کلہاڑی کی حاجت پڑے گی کیونکہ جہاز پر موٹی موٹی لکڑیاں ملتی ہیں۔ انھیں چیرنے کی ضرورت پڑے گی۔ اور بمبئی سے کچھ لیمو ضرور لے لو کہ جہاز پر اکثر متلی آتی ہے۔ اُس وقت اس سے بہت تسکین ہوتی ہے، اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے معمولی تلیین لے لی جائے تو چکر کم آئے گا۔

اور مٹی یا پتھر کی کوئی چیز بھی ہو کہ اگر تیمّم کرنا پڑے تو کام دے کہ جہاز میں کس چیز پر تیمّم کرو گے اور کچھ نہ ہو تو مٹی کا کوئی برتن ہی ہو جس پر روغن نہ کیا ہو کہ وہ اور کام میں بھی آئے گا اور اُس پر تیمّم بھی ہو سکے گا۔ بعض حجاج کپڑے پر جس پر غبار کا نام بھی نہیں ہوتا تیمّم کرلیا کرتے ہیں نہ یہ تیمّم ہوا نہ اس تیمّم سے نماز جائز۔

ایک اوگالدان ہونا چاہیے کہ جہاز میں اگر قے کی ضرورت محسوس ہو تو کام دے گا ورنہ کہاں قے کریں گے اور اس کے علاوہ تھوکنے کے لیے بھی کام دے گا۔ اس کے لیے بمبئی میں خاص اسی مطلب کے اوگالدان ٹین کے ملتے ہیں وہاں سے خرید لے اور ایک پیشاب کا برتن بھی ہو اس کی ضرورت بعض مرتبہ جہاز پر بھی پڑتی ہے۔ مثلاً چکر آتا ہے پاخانہ تک جانا دشوار ہے یہ ہوگا تو جہاں ہے وہیں پردہ کر کے فراغت کر سکے گا اور اونٹ پر شب میں بعض مرتبہ اترنے میں خطرہ ہوتا ہے یہ ہوگا تو اس کام کے لیے اترنے کی حاجت نہ ہوگی اس کے لیے بمبئی میں ٹین کا برتن جو خاص اِسی کام کے لیے ہوتا ہے خرید لے۔ چائے بھی تھوڑی ساتھ ہو تو آرام دے گی کہ جہاز پر اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ سمندر کی مرطوب ہَوا کے اثر کو دفع کرتی ہے نیز بدو بہت شوق سے پیتے ہیں، اگر تم انھیں چائے پلاؤ گے تو تم سے بہت خوش رہیں گے اور آرام پہنچائیں گے۔ اس کی پیالیاں تام چینی کی زیادہ مناسب ہیں کہ ٹوٹنے کا اندیشہ نہیں بلکہ کھانے پینے کے برتن بھی اسی کے ہوں تو بہتر ہے۔

تھوڑی موم بتیاں بھی ہوں کہ جہاز پر رات میں پاخانہ پیشاب کو جانے میں آرام دیں گی۔ پانی رکھنے کے لیے ٹین کے پیپے ہونے چاہیے کہ جہاز پر کام دیں گے اور منزل پر بھی۔ اچار چٹنی اگر ساتھ ہوں تو نہایت بہتر کہ ان کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

اسباب رکھنے کے لیے ایک چیڑ کا بڑا صندوق ہونا چاہیے اور اس میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ بعض مرتبہ جہاز میں مسافروں کی کثرت ہوتی ہے اور جگہ نہیں ملتی اگر یہ ہوگا تو تیسرے درجے کے مسافر کو بیٹھنے بلکہ تھوڑی تکلیف کے ساتھ اس پر لیٹ رہنے کی جگہ مل جائے گی۔ اپنے صندوق اور بوری اور دیگر اسباب پر نام لکھ لو کہ اگر دوسرے کے سامان میں مل جائیں تو تلاش کرنے میں آسانی ہوگی۔

احرام کے کپڑے یعنی تہبند اور چادر یہیں سے یا بمبئی سے لے لے کیونکہ احرام جہاز ہی پر باندھنا ہوگا اور بہتر یہ کہ دو

جوڑے ہوں کہ اگر میلا ہوا تو بدل سکیں گے۔ مستورات ساتھ ہوں تو اُن کے احرام کی حالت میں مونھ چھپانے کو کھجور کے پنکھے جو خاص اسی کام کے لیے بنتے ہیں بمبئ سے خرید لے کہ احرام میں عورتوں کو کسی ایسی چیز سے مونھ چھپانا جو چہرہ سے چپٹی ہو حرام ہے۔ کفن بھی ساتھ ہو کہ موت کا وقت معلوم نہیں یا اتنا تو ہوگا کہ وہ کپڑا اس زمین پاک پر پہنچ جائے گا اور اسے زمزم میں غوطہ دے لوگے اور گرمی کا موسم ہو تو پنکھا بھی ساتھ ہو۔

اس کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ کھانے کے لیے کیا لے جائے کیونکہ اس میں ہر شخص کی مختلف حالت ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمیں کن چیزوں کی ضرورت ہوگی اور ہم کس طرح بسر کر سکتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق بعض خاص باتیں عرض کر دیتا ہوں۔ آٹا زیادہ نہ لے کیونکہ سمندر کی ہوا سے بہت جلد خراب ہو جاتا ہے اور اس میں سونڈیاں پڑ جاتی ہیں صرف اتنا لے کہ جہاز پر کام دیدے یا کچھ زائد بلکہ گیہوں لے لے کہ اس کو جدّہ یا مکۂ معظّمہ یا مدینہ طیبہ میں جہاں چاہے پسوا سکتا ہے اور چاول ضرور ساتھ لے کہ اکثر کھچڑی پکانی پڑتی ہے اور آلو بھی ہوں کہ متواتر دال دِقت سے کھائی جاتی ہے اور استطاعت ہو تو بکرے، مرغیاں، انڈے ساتھ رکھ لے۔

جہاز پر بعض مرتبہ گوشت مل جاتا ہے مگر اس میں خیال کرلے کہ کسی کافر یا مُرتد کا ذبح کیا ہوا تو نہیں۔ (1) مسالے پسے ہوئے ہوں اور پیاز لہسن بھی ہوں، بڑیاں بھی ہوں تو بہتر ہے، مدینہ طیبہ کے راستے میں کئی منزلیں ایسی آتی ہیں جہاں دال نہیں گلتی، اس کے متعلق بھی کچھ انتظام کرلے، نیز مدینہ طیبہ جانے کے لیے مکۂ معظّمہ سے بھُنے ہوئے چنے لے لے یا یہیں سے لیتا جائے کہ بعض مرتبہ اتنا موقع نہیں ملتا کہ دوسرے وقت کے لیے کھانا پکایا جائے ایسے وقت کام دیں گے۔ گھی حسبِ حیثیت زیادہ لے کہ بدوؤں کو زیادہ گھی دینا پڑتا ہے اور زیادہ گھی سے وہ خوش بھی ہوتے ہیں۔ مسور کی دال ضرور لے کہ جلد گلتی ہے اور بعض دفعہ ایسا ہی موقع ہوتا ہے کہ جلد کھانا تیار ہو جائے۔

(۲۱) خوشی خوشی گھر سے جائے اور ذکرِ الٰہی بکثرت کرے اور ہر وقت خوفِ خدا دل میں رکھے، غضب سے بچے، لوگوں کی بات برداشت کرے، اطمینان و وقار کو ہاتھ سے نہ دے، بیکار باتوں میں نہ پڑے۔

---

1 ......فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مُرتد کا ذَبیحہ مُردار ہے اگرچہ بِسْمِ اللہ پڑھ کر ذَبح کرے۔ (عالمگیری ج۲ص۲۸۵) اور اگر مسلمان کا ذَبح کردہ گوشت ذَبح سے لیکر کھانے تک ایک لمحے کیلئے بھی مسلمان کی نظر سے اَوجھل ہوکر اگر مُرتد یا غیر کتابی کافر کے قبضے میں گیا تو اس کا کھانا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر وقتِ ذبح سے وقتِ خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی نگرانی میں رہے، بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے، تو اس کا خریدنا، جائز اور کھانا حلال ہوگا۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۲۰، ص۲۸۲)

(۲۲) گھر سے نکلے تو یہ خیال کرے جیسے دنیا سے جارہا ہے۔ چلتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّ عْثَآءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَ ھْلِ وَالْوَلَدِ .

واپسی تک مال واہل وعیال محفوظ رہیں گے۔

(۲۳) اسی وقت آیۃ الکرسی اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک تَبَّتْ کے سوا پانچ سورتیں سب مع بسم اللہ پڑھے پھر آخر میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھ لے، راستہ بھر آرام سے رہے گا۔

(۲۴) نیز اس وقت ﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾ [1] ایک بار پڑھ لے، بالخیر واپس آئیگا۔

(۲۵) ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو، بسم اللہ تین بار کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحٰنَ اللّٰہِ ہر ایک تین تین بار، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک بار پھر کہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o ﴾ [2] اُس کے شر سے بچے۔

(۲۶) جب دریا میں سوار ہو یہ کہے:

﴿ بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o ﴾﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعاً قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ o ﴾ [3] ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔

---

1 ......پ ۲۰، القصص: ۸۵.

ترجمہ: بے شک جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا تجھے واپسی کی جگہ کی طرف واپس کرنے والا ہے۔۱۲

2 ......پ ۲۵، الزخرف: ۱۳۔۱٤.

ترجمہ: پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اسے مُسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار نہیں بنا سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔۱۲

3 ......اس دعا میں پہلی آیت سورۂ ھود (آیت: ۴۱) کی ہے، جب کہ دوسری آیت سورۂ زمر (آیت: ٦٧) کی ہے۔

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کی مدد سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور انھوں نے اللہ (عزوجل) کی قدر جیسی چاہیے نہ کی اور زمین پُوری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہے اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں، پاک اور برتر ہے اُس سے جسے اُس کا شریک بتاتے ہیں۔۱۲

(۲۷) جہاز پر سوار ہونے میں کوشش کرے کہ پہلے سوار ہو جائے کیونکہ جو پہلے پہنچ گیا اچھی اور کشادہ جگہ لے سکتا ہے اور جو جگہ یہ لے گا پھر اس کو کوئی ہٹا نہ سکے گا اور اُترنے میں جلدی نہ کرے کہ اس میں بعض مرتبہ کوئی سامان رہ جاتا ہے۔

(۲۸) تیسرے درجہ میں سفر کرنے والا جہاز پر بچھانے کو چٹائی ضرور لے لے ورنہ بستر اکثر خراب ہو جاتا ہے۔ چند ہمراہی ہوں تو بعض نیچے کے کمرہ میں جگہ لیں اور بعض اُوپر کے، کہ اگر گرمی معلوم ہوئی تو نیچے والے اُوپر کے درجہ میں آ کر بیٹھ سکیں گے اور سردی معلوم ہوئی تو یہ اُن کے پاس چلے جائیں گے۔

(۲۹) جب بمبئی سے روانہ ہوں گے قبلہ کی سمت بدلتی رہے گی اس کے لیے ایک نقشہ دیا جاتا ہے، اس سے سمت قبلہ معلوم کرسکو گے۔ قُطب نما پاس رکھا جائے، جدھر وہ قُطب بتائے اسی طرف اس دائرہ کا خط شمال کر دیا جائے پھر جس سمت کو قبلہ لکھا ہے اُس طرف مونھ کر کے نماز پڑھیں۔
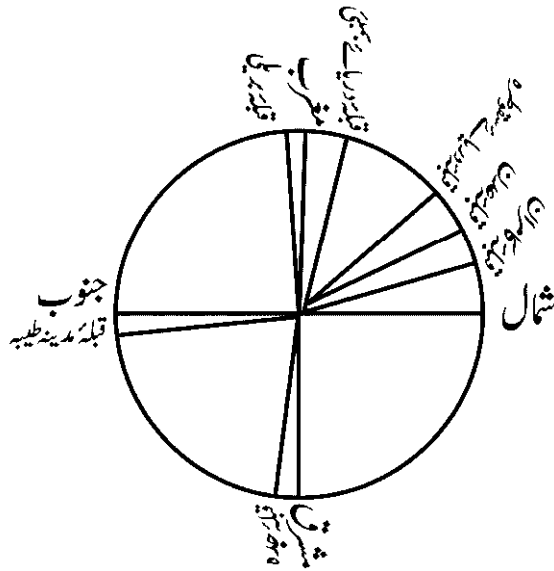
(۳۰) جدّہ میں جہاز کنارہ پر نہیں کھڑا ہوتا جیسے بمبئی میں گودی بنی ہے وہاں نہیں ہے بلکہ وہاں کشتیوں پر سوار ہو کر کنارے پہنچتے ہیں، یہ بات ضرور خیال میں رکھے کہ جس کشتی میں اپنا سامان ہو اُسی میں خود بھی بیٹھے اگر ایسا نہ کیا بلکہ سامان کسی میں اُترا اور اپنے آپ دوسری پر بیٹھا تو سامان ضائع ہو جانے کا خوف ہے یا کم از کم تلاش کرنے میں دقّت ہوگی، کشتی والے بطور انعام کچھ مانگتے ہیں انھیں دیدیا جائے۔

(۳۱) اب یہاں سے سامان کی حفاظت میں پوری کوشش کرے، ہر کام میں نہایت چُستی و ہوشیاری رکھے۔ کشتی سے

اُترنے کے بعد چونگی خانہ میں جسے جُمرُک کہتے ہیں سامان کی تفتیش ہوتی ہے اس میں فقط یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز تجارت کی غرض سے تو نہیں لایا ہے۔ اگر تجارتی سامان پائیں گے اُس کی چونگی لیں گے اور تجارتی سامان نہ ہو تو چاہے کتنی ہی کھانے پینے اور دیگر ضرورت کی چیزیں ہوں اُن سے کچھ تعرض[1] نہ کریں گے۔

(۳۲) مکۂ معظمہ میں جتنے معلّم ہیں اُن سب کے جدّہ میں وکیل رہتے ہیں جب تم کشتی سے اُترو گے پھاٹک پر حکومت کا آدمی ہوگا کشتی کا کرایہ جو مقرر ہے وصول کرلے گا اور وہ تم سے پوچھے گا معلّم کون ہے جس معلّم کا نام لوگے اس کا وکیل تمھیں اپنے ساتھ لے گا اور وہ تمھارے سامان کو اُٹھوا کر اپنے یہاں یا کسی کرایہ کے مکان میں لے جائے گا اس وقت تمھیں چاہیے کہ اپنے سامان کے ساتھ خود جاؤ اور اگر تم کئی شخص ہو اور سامان زیادہ ہے تو بعض یہاں سامان کی نگرانی کریں بعض سامان کی گاڑی کے ساتھ جائیں۔ اس لیے کہ بعض مرتبہ سامان گاڑی سے گر جاتا ہے اور گاڑی والے خیال بھی نہیں کرتے اس میں ان کا کیا نقصان ہے کوئی ضرورت کی چیز گر گئی تو تمھیں کو تکلیف ہوگی۔

(۳۳) جدّہ میں پانی اکثر اچھا نہیں ملتا کچھ خفیف کھاری ہوتا ہے، پانی خرید و تو چکھ لیا کرو۔

(۳۴) مکۂ معظّمہ کے لیے اونٹ کا کرایہ کرنا اُسی وکیل کا کام ہے اور اُس زمانہ میں حکومت کی طرف سے کرایہ مقرر ہو جاتا ہے جس سے کمی بیشی نہیں ہوتی۔ شقدف، شبری جس کی تمھیں خواہش ہو اُس کے موافق وکیل اونٹ کرایہ کردے گا اور کرایہ پیشگی ادا کرنا ہوگا اور اُسی اونٹ کے کرایہ میں دریا کے کنارے سے مکان تک اسباب لانے کی مزدوری اور مکان کا کرایہ اور وکیل کا محنتانہ سب کچھ جوڑ لیا جاتا ہے تمھیں کسی چیز کے دینے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر تم پیدل جانا چاہو گے تو یہ تمام مصارف تم سے وکیل وصول کرے گا۔

(۳۵) شبری کی پوری قیمت لے لی جاتی ہے۔ اب وہ تمھاری ہوگئی مکۂ معظّمہ پہنچ کر جو چاہو کرو اگر وہ مضبوط ہے تو مدینہ طیبہ کے سفر میں بھی کام دے گی۔ شقدف کا کرایہ لیا جاتا ہے کہ مکۂ معظّمہ پہنچ کر اب تمھیں اس سے سروکار نہیں ہاں اگر تم چاہو تو جدّہ میں شقدف خرید بھی سکتے ہو جو پورے سفر میں تمھیں کام دے گا پھر جدہ پہنچ کر تھوڑے داموں پر فروخت بھی ہوسکتا ہے۔ شقدف میں زیادہ آرام ہے کہ آدمی سو بھی سکتا ہے اور شبری میں بیٹھا رہنا پڑتا ہے مگر اس میں سامان زیادہ رکھا جاسکتا ہے اور شقدف میں بہت کم۔

(۳۶) اگر اسباب زیادہ ہو تو مکۂ معظّمہ تک اس کے لیے الگ اونٹ کرلو اور جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہوں چاہو تو

---

[1] ...... یہ اس زمانہ میں تھا اب اس زمانہ حکومت نجدیہ میں ایسا نہیں۔۱۲

یہیں جدّہ ہی میں وکیل کے سُپرد کردو جب تم آؤ گے وکیل وہ چیز تمھارے حوالہ کردے گا اوراس کا کرایہ مثلاً فی بوری یا فی صندوق آٹھ آنے یا کم وبیش کے حساب سے لے لے گا اگرچہ تمھاری واپسی چار پانچ مہینے کے بعد ہو۔

(۳۷) اگر جہاز کا ٹکٹ واپسی کا ہے تو اُسے باحتیاط رکھو اور اُس کا نمبر بھی لکھ لو کہ شاید ٹکٹ ضائع ہوجائے تو نمبر سے کام چل جائے گا اگرچہ دقّت ہوگی اور تم کو اطمینان ہو تو ٹکٹ وکیل کے پاس رکھ سکتے ہو۔

(۳۸) کرایہ کے اونٹ وغیرہ پر جو کچھ بار کرو اُس کے مالک کو دکھالو اور اس سے زیادہ بے اس کی اجازت کے کچھ نہ رکھو۔

(۳۹) جانور کے ساتھ نرمی کرو، طاقت سے زیادہ کام نہ لو، بے سبب نہ مارو، نہ کبھی مونھ پر مارو، حتی الوسع اس پر نہ سوؤ کہ سوتے کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے کسی سے بات وغیرہ کرنے کو کچھ دیر ٹھہرنا ہو تو اُتر لو اگر ممکن ہو۔

(۴۰) صبح وشام اُتر کر کچھ دُور پیادہ چل لینے میں دینی ودنیوی بہت فائدے ہیں۔

(۴۱) بدوؤں اور سب عربیوں سے بہت نرمی کے ساتھ پیش آئے، اگر وہ سختی کریں ادب سے تحمل کرے اس پر شفاعت نصیب ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خصوصاً اہلِ حرمین، خصوصاً اہلِ مدینہ، اہلِ عرب کے افعال پر اعتراض نہ کرے، نہ دل میں کدورت لائے، اس میں دونوں جہاں کی سعادت ہے۔

اے کہ حمّال عیب خویشتنید طعنہ بر عیب دیگراں مکنید [1]

(۴۲) جو عربی نہیں جانتا اُسے بعض تُند خُو جمال وغیرہم گالیاں بلکہ مغلظات تک دیتے ہیں ایسا اتفاق ہو تو شُنیدہ کو محض ناشنیدہ [2] کردیا جائے اور قلب پر بھی میل نہ لایا جائے۔ یوہیں عوام اہلِ مکہ کہ سخت خُو وتُند مزاج ہیں اُن کی سختی پر نرمی لازم ہے۔

(۴۳) جمّال یعنی اونٹ والوں کو یہاں کے سے کرایہ والے نہ سمجھے بلکہ اپنا مخدوم جانے اور کھانے پینے میں اُن سے بُخل نہ کرے کہ وہ ایسوں ہی سے ناراض ہوتے ہیں اور تھوڑی بات میں بہت خوش ہوجاتے ہیں اور امید سے زیادہ کام آتے ہیں۔

(۴۴) قبولِ حج کے لیے تین شرطیں ہیں:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ ﴾ [3]

---

1 ......یعنی جو شخص اپنا عیب اٹھائے ہے، وہ دوسروں کے عیب پر طعنہ نہ دے۔

2 ......یعنی سنی کو ان سنی

3 ......پ ۲، البقرة: ۱۹۷.

حج میں نہ فحش بات ہو، نہ ہماری نافرمانی، نہ کسی سے جھگڑا لڑائی۔

تو ان باتوں سے نہایت ہی دُور رہنا چاہیے، جب غصّہ آئے یا جھگڑا ہو یا کسی معصیت کا خیال ہو فوراً سر جھکا کر قلب کی طرف متوجہ ہو کر اس آیت کی تلاوت کرے اور دو ایک بار لاحول شریف پڑھے، یہ بات جاتی رہے گی یہی نہیں کہ اسی کی طرف سے ابتدا ہو یا اس کے رُفقا [1] ہی کے ساتھ جدال بلکہ بعض اوقات امتحاناً راہ چلتوں کو پیش کر دیا جاتا ہے کہ بے سبب اُلجھتے بلکہ سب وشتم ولعن وطعن کو تیار ہوتے ہیں، اسے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے، مبادا [2] ایک دو کلمے میں ساری محنت اور روپیہ برباد ہو جائے۔

(۴۵) کمزور اور عورتوں کو اونٹ پر چڑھنے کے لیے ایک سیڑھی جدّہ میں لے لی جائے تو چڑھنے اُترنے میں آسانی ہوگی۔ جدّہ سے مکۂ معظّمہ دو دن کا راستہ ہے صرف ایک منزل راستہ میں پڑتی ہے جس کو بحرہ کہتے ہیں، اب جب یہاں سے روانہ ہو تو اِن تمام باتوں پر لحاظ رکھو جو لکھی جا چکیں اور جو آئندہ بیان ہوں گی۔

(۴۶) اونٹ پر عموماً دو شخص سوار ہوتے ہیں۔ شقدف اور شبری میں دونوں طرف بوجھ برابر رہنا ضرور ہے اگر ایک جانب کا آدمی ہلکا ہو تو اُدھر اسباب رکھ کر وزن برابر کرلیں۔ یوں بھی وزن برابر نہ ہو تو ہلکا آدمی اپنے شقدف یا شبری میں کنارہ بیرونی سے قریب ہو جائے اور بھاری آدمی اونٹ کی پیٹھ سے نزدیک ہو جائے۔

(۴۷) بعض مرتبہ کسی جانب کا پلہ جھک جاتا ہے اس کا خیال رکھو جب ایسا ہو تو فوراً اس طرح بیٹھ جاؤ کہ درست ہو جائے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اونٹ کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور شبری ہو تو گرنے کا قوی اندیشہ ہے۔ اس کے درست کرنے کو اونٹ والا میزان میزان کہہ کر تمھیں متنبہ کرے گا۔ تمہیں چاہیے کہ فوراً درست کرلو ورنہ اونٹ والا ناراض ہوگا۔

(۴۸) راہ میں کہیں چڑھائی آتی ہے کہیں اُتار، جب چڑھائی ہو خوب آگے اونٹ کی گردن کے قریب دونوں آدمی ہو جائیں اور جب اُتار ہو خوب پیچھے دُم کے نزدیک ہو جائیں۔ جب راہ ہموار آئے پھر بیچ میں ہو جائیں یہ نشیب وفراز کبھی آدمی کے سوتے میں آتے ہیں یا اُسے اس طرف التفات نہیں ہوتا، اس وقت جمال جگاتا اور متنبہ کرتا ہے اوّل اوّل یا گدّ ام گدّ ام کہے تو آگے کو سرک کر بیٹھ جاؤ اور اگر وراء وراء کہے تو پیچھے ہٹ جاؤ، اور بعض بدو ایک آدھ لفظ ہندی سیکھے ہوئے فیشو فیشو کہتے ہیں یعنی پیچھے پیچھے اور کبھی غلطی سے آگے کہنا ہوتا ہے اور فیشو کہتے ہیں۔ دیکھ کر صحیح بات پر فوراً عمل کیا جائے اور اُس جگانے پر ناراض نہ ہونا چاہیے کہ ایسا نہ ہو تو معاذ اللہ گر جانے کا احتمال ہے۔

---

1 ......رفیق کی جمع۔ ساتھی۔ دوست۔

2 ......یعنی ایسا نہ ہو۔ خدا نہ کرے۔

(۴۹) جب منزل پر پہنچو تو اُترنے میں تاخیر مت کرو کہ دیر کرنے میں اونٹ والے ناراض ہوتے اور پریشان کرتے ہیں اور روانگی کے وقت بالکل تیار رہو۔ تمام ضروریات سے پہلے ہی فارغ ہولو۔

(۵۰) اُترنے اور چڑھنے کے وقت خصوصیت کے ساتھ بہت ہوشیاری اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے کہ ان دو وقتوں میں سامان کے ضائع ہونے اور چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس وقت بعض دفعہ چور بھی آجاتے ہیں جن کو وہاں کی زبان میں حرامی کہتے ہیں۔

(۵۱) منزلوں پر سودا بیچنے والے اور پانی لے کر بکثرت بدو آجاتے ہیں اُن سے بھی احتیاط رکھو کہ بعض اُن میں کے موقع پا کر کوئی چیز اُٹھا لے جاتے ہیں۔

(۵۲) جس منزل میں اُترے، وہاں یہ دعا پڑھ لے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّـآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنَا خَيْرَ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَخَيْرَ مَا فِيْهِ وَاكْفِنَا شَرَّ هٰذَا الْـمَنْزِلِ وَشَرَّ مَا فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلاً مُّبَارَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ط [1] ہر نقصان سے بچے گا اور بہتر یہ ہے کہ وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵۳) منزل میں راستہ سے بچ کر اُترے کہ وہاں سانپ وغیرہ مُوذیوں کا گزر ہوتا ہے۔

(۵۴) جب منزل سے کُوچ کرے دو رکعت نماز پڑھ کر روانہ ہو۔ حدیث میں ہے، ''روزِ قیامت وہ منزل اُس کے حق میں اس امر کی گواہی دے گی۔'' [2]

نیز انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اُترتے دو رکعت نماز پڑھ کر وہاں سے رخصت ہوتے۔'' [3]

(۵۵) راستہ پر پیشاب وغیرہ باعثِ لعنت ہے۔

(۵۶) منزل میں متفرق ہو کر نہ اُتریں بلکہ ایک جگہ رہیں۔

(۵۷) اکثر رات کو قافلہ چلتا رہتا ہے اِس حالت میں اگر سوؤ تو غافل ہو کر نہ سوؤ، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دونوں آدمیوں

---

1 ......ترجمہ: اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا الٰہی تو ہم کو اس منزل کی خیر عطا کر اور اس کی خیر جو کچھ اس میں ہے اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے ہمیں بچا۔ الٰہی تو ہم کو برکت والی منزل میں اُتار اور تو بہتر اُتارنے والا ہے۔۱۲

2 ......

3 ......"المستدرك"، كتاب المناسك، كان لا ينزل منزلا إلا ودعه بركعتين، الحديث: ۱۶۷۷، ج۲، ص۹۲.

میں جوایک اونٹ پرسوار ہیں باری باری سے ایک سوئے ایک جاگتا رہے کہ ایسے وقت کہ دونوں غافل سوجائیں بعض مرتبہ چوری ہوجاتی ہے۔شبری کے نیچے سے چور بوری کاٹ لے جاتے ہیں اور شقدف بھی بغل کی جانب سے چاک کرکے مال نکال لے جاتے ہیں۔خلاصہ یہ کہ ہرموقع اور ہرمحل پر ہوشیاری رکھواوراللہ عزوجل پراعتماد، پھر انشاء اللّٰہ العزیز الجلیل نہایت امن وامان کے ساتھ رہوگے۔

(۵۸) راستہ میں قضائے حاجت کے لیے دُور نہ جاؤ کہ خطرہ سے خالی نہیں اور ایک چھتری اپنے ساتھ ضرور رکھو اگرچہ سردی کا زمانہ ہوکہ قضائے حاجت کے وقت اس سے فی الجملہ پردہ ہوجائے گا اور بہتر یہ کہ تین چارلکڑیاں جن کے نیچے لوہا لگاہواور ایک موٹی بڑی چادر ساتھ رکھو کہ منزل پرلکڑیاں گاڑکر چادر سے گھیردوگے تو نہایت پردہ کے ساتھ رفع ضرورت کرسکو گے اور عورتیں ساتھ ہوں تو ایسا انتظام ضرور ہے کہ خوف کی وجہ سے وہ دُور نہ جاسکیں گی اور نزدیک میں سخت بے پردگی ہوگی۔

(۵۹) مکۂ معظّمہ سے جب مدینہ طیبہ کے لیے اونٹ کرایہ کریں تو ایک معلّم کے جتنے حجاج ہیں وہ سب متفق ہوکر یہ شرط کرلیں کہ نماز کے اوقات میں قافلہ ٹھہرانا ہوگا، اس صورت میں نماز جماعت کے ساتھ بآسانی ادا کرسکیں گے کہ جب یہ شرط ہوگی تو اونٹ والوں کو وقتِ نماز میں قافلہ روکنا پڑے گا اور اگر کسی وجہ سے نہ روک سکیں گے تو چند بدوحجاج کی حفاظت کریں گے کہ یہ باطمینان نماز ادا کرلیں پھر وہ اونٹ تک پہنچادیں گے۔

اور اگر شرط نہ کی تو صرف مغرب کے لیے قافلہ روکیں گے باقی نمازوں کے لیے نہیں اور اس صورت میں یہ کرے کہ نماز پڑھنے کے وقت اونٹ سے کچھ آگے نکل جائے اور نماز ادا کرکے پھر شامل ہوجائے اور قافلہ سے دُور نہ ہوکہ اکثر خطرہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا بھی کرنا پڑتا ہے کہ سنت یا فرض پڑھنے تک قافلہ سب آگے نکل گیا تو باقی کے لیے پھر آگے بڑھ جائے ورنہ قافلہ سے زیادہ فاصلہ ہوجائے گا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرض ووتر اور صبح کی سنت سواری پر جائز نہیں۔اُن کو اُتر کر پڑھے باقی سنتیں یا نفل اونٹ کی پیٹھ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: خبردار! خبردار! نماز ہرگز نہ ترک کرنا کہ یہ ہمیشہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس حالت میں اور سخت تر کہ جن کے دربار میں جاتے ہو راستہ میں انھیں کی نافرمانی کرتے چلو، تو بتاؤ کہ تم نے اُن کو راضی کیا یا ناراض۔میں نے خود بہت سے حجاج کو دیکھا ہے کہ نماز کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے، تھوڑی تکلیف پر نماز چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ شرعِ مُطہّر نے جب تک آدمی ہوش میں ہے نماز ساقط نہیں کی۔

(۶۰) سفرِ مدینہ طیبہ میں بعض مرتبہ قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث مجبوری ظہر وعصر ملاکر پڑھنی ہوتی ہے اس کے لیے لازم

ہے کہ ظہر کے فرضوں سے فارغ ہونے سے پہلے ارادہ کرلے کہ اسی وقت عصر پڑھوں گا اور فرض ظہر کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھے یہاں تک کہ بیچ میں ظہر کی سنتیں بھی نہ ہوں اسی طرح مغرب کے بعد عشا بھی انھیں شرطوں سے جائز ہے اور اگر ایسا موقع ہو کہ عصر کے وقت ظہر یا عشا کے وقت مغرب پڑھنی ہو تو صرف اتنی شرط ہے کہ ظہر و مغرب کے وقت میں وقت نکلنے سے پہلے ارادہ کرلے کہ ان کو عصر و عشا کے ساتھ پڑھوں گا۔

(۶۱) جب وہ بستی نظر پڑے جس میں ٹھہرنا یا جانا چاہتا ہے یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَ رَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا۔ [1] یا صرف پچھلی دعا پڑھے، ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

(۶۲) جس شہر میں جائے وہاں کے سُنّی عالموں اور باشرع فقیروں کے پاس ادب سے حاضر ہو، مزارات کی زیارت کرے، فضول سیر و تماشے میں وقت نہ کھوئے۔

(۶۳) جس عالم کی خدمت میں جائے وہ مکان میں ہو تو آواز نہ دے باہر آنے کا انتظار کرے، اُس کے حضور بے ضرورت کلام نہ کرے، بے اجازت لیے مسئلہ نہ پوچھے، اُس کی کوئی بات اپنی نظر میں خلافِ شرع معلوم ہو تو اعتراض نہ کرے اور دل میں نیک گمان رکھے مگر یہ سُنّی عالم کے لیے ہے، بدمذہب کے سایہ سے بھاگے۔

(۶۴) ذکرِ خدا سے دل بہلائے کہ فرشتہ ساتھ رہے گا، نہ کہ شعر و لغویات سے کہ شیطان ساتھ ہوگا۔

(۶۵) رات کو زیادہ چلے کہ سفر جلد طے ہوتا ہے۔

(۶۶) ہر سفر خصوصاً سفرِ حج میں اپنے اور اپنے عزیزوں، دوستوں کے لیے دعا سے غافل نہ رہے کہ مسافر کی دعا قبول ہے۔

(۶۷) جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت ہو تین بار کہے:

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ [2] اے اللہ (عزوجل) کے نیک بندو! میری مدد کرو۔

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ساتوں آسمانوں کے رب اور ان کے جن کو آسمانوں نے سایہ کیا اور ساتوں زمینوں کے رب اور ان کے جن کو زمینوں نے اُٹھایا اور شیطانوں کے رب اور ان کے جن کو انھوں نے گمراہ کیا اور ہواؤں کے رب اور اُن کے جن کو ہواؤں نے اُڑایا۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تجھ سے اس بستی کی اور بستی والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے اُن کی بھلائی کا سوال کرتے اور اس بستی کے اور بستی والوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اُس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔۱۲

2 ...... انظر: "مجمع الزوائد"، کتاب الاذکار، الحدیث: ۱۷۱۰۳، ۱۷۱۰۴ ص ۱۸۸، ج ۱۰.

غیب سے مدد ہوگی یہ حکم حدیث میں ہے۔

(۶۸) جب سواری کا جانور بھاگ جائے اور پکڑ نہ سکو یہی پڑھو فوراً کھڑا ہو جائے گا۔

(۶۹) جب جانور شوخی کرے یہ دعا پڑھے:

﴿ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ o ﴾[1]

(۷۰) یَا صَمَدُ ۱۳۴ بار روز پڑھے، بھوک پیاس سے بچے گا۔

(۷۱) اگر دشمن یا رہزن کا ڈر ہو لِاِیْلٰفِ پڑھے، ہر بلا سے امان ہے۔

(۷۲) جب رات کی تاریکی پریشان کرنے والی آئے، یہ دعا پڑھے:

یَا اَرْضُ ! رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا فِیْکِ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَیْکِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّ اَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ .[2]

(۷۳) جب کہیں دشمنوں سے خوف ہو، یہ پڑھ لے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ .[3]

(۷۴) جب غم و پریشانی لاحق ہو، یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

---

1 ......پ۳، آل عمران:۸۳.

ترجمہ: کیا اللہ (عزوجل) کے دین کے سوا کچھ اور تلاش کرتے ہیں اور اسی کے فرماں بردار ہیں، خوشی اور ناخوشی سے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اُسی کی طرف تم کو لوٹنا ہے۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے زمین میرا اور تیرا پروردگار اللہ (عزوجل) ہے، اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتا ہوں تیرے شر سے اور اُس کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی اور جو تجھ پر چلی اور اللہ (عزوجل) کی پناہ شیر اور کالے اور سانپ اور بچھو اور اس شہر کے بسنے والے سے اور شیطان اور اس کی اولاد سے۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) میں تجھ کو ان کے سینوں کے مقابل کرتا ہوں اور اُن کی بُرائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔۱۲

وَالْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ . [1] اور ایسے وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط اور حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ کی کثرت کرے۔

(۷۵) اگر کوئی چیز گم ہوجائے تو یہ کہے:

یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ o اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ضَالَّتِیْ . [2]

انشاءاللہ تعالیٰ مل جائے گی۔

(۷۶) ہر بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہے اور ڈھال میں اُترتے سبحان اللہ۔

(۷۷) سوتے وقت ایک بار آیۃ الکرسی ہمیشہ پڑھے کہ چور اور شیطان سے امان ہے۔

(۷۸) نمازیں دونوں سرکاروں میں وقت شروع ہوتے ہی ہوتی ہیں، معاً شروع وقت پر فوراً اذان اور تھوڑی دیر بعد تکبیر و جماعت ہوجاتی ہے، جو شخص کچھ فاصلہ پر ٹھہرا ہوا تنی گنجائش نہیں پاتا کہ اذان سُن کر وضو کرے پھر حاضر ہوکر جماعت یا پہلی رکعت مل سکے اور وہاں کی بڑی برکت یہی طواف و زیارت اور نمازوں کی تکبیر اول ہے۔ لہٰذا اوقات پہچان رکھیں، اذان سے پہلے وضو طیار رہے، اذان سُنتے ہی فوراً چل دیں تو تکبیر اول ملے گی اور اگر صف اول چاہیں، جس کا ثواب بے نہایت ہے جب تو اذان سے پہلے حاضر ہوجانا لازم ہے۔

(۷۹) واپسی میں بھی وہی طریقے ملحوظ رکھے، جو یہاں تک بیان ہوئے۔

(۸۰) مکان پر آنے کی تاریخ و وقت سے پیشتر اطلاع دیدے، بے اطلاع ہرگز نہ جائے خصوصاً رات میں۔

(۸۱) لوگوں کو چاہیے کہ حاجی کا استقبال کریں اور اس کے گھر پہنچنے سے قبل دعا کرائیں کہ حاجی جب تک اپنے گھر میں قدم نہیں رکھتا اس کی دعا قبول ہے۔

(۸۲) سب سے پہلے اپنی مسجد میں آکر دو رکعت نفل پڑھے۔

(۸۳) دو رکعت گھر میں آکر پڑھے پھر سب سے بکشادہ پیشانی ملے۔

---

[1] ......ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا حِلم والا ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور بزرگ عرش کا مالک ہے۔۱۲

[2] ......ترجمہ: اے لوگوں کو اُس دن جمع کرنے والے جس میں شک نہیں، بے شک اللہ (عزوجل) وعدہ کا خلاف نہیں کرتا، میرے اور میری گمی چیز کے درمیان جمع کردے۔۱۲

(۸۴) عزیزوں دوستوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے اور حاجی کا تحفہ تبرکاتِ حرمین شریفین سے زیادہ کیا ہے اور دوسرا تحفہ دعا کا کہ مکان میں پہنچنے سے پہلے استقبال کرنے والوں اور سب مسلمانوں کے لیے کرے۔[1]

میقات کا بیان

میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکۂ معظّمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: میقات پانچ ہیں:

① **ذُوالحلیفہ:** یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔ اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِعلی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکۂ معظّمہ کو تو وہ بھی ذُوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

② **ذاتِ عرق:** یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

③ **جحفہ** یہ شامیوں کی میقات ہے مگر **جحفہ** اب بالکل معدوم سا ہو گیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ **جحفہ** رابغ کے قریب ہے۔

④ **قَرن:** یہ نجد[3] والوں کی میقات ہے، یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

⑤ **یلملم:** اہلِ یمن کے لیے۔

مسئلہ ۲: یہ میقاتیں اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور انکے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اُس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے محاذی آئے اس وقت احرام باندھ لے، مثلاً ہندیوں کی میقات کوہِ یلملم کی محاذات ہے اور محاذات میں آنا اُسے خود معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھ کر معلوم کرے اور اگر کوئی ایسا نہ ملے جس سے دریافت کرے تو تحری کرے اگر کسی طرح محاذات کا علم نہ ہو تو مکۂ معظّمہ جب دو منزل باقی رہے

---

1 ...... انظر: "الفتاوى الرضوية"، ج٩ ص٧٢٦-٧٣١، وغيره.

2 ...... "الهداية"، كتاب الحج، ج١، ص١٣٣-١٣٤، وغيره.

3 ...... یعنی موجودہ ریاض۔

احرام باندھ لے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: جو شخص دو میقاتوں سے گزرا، مثلاً شامی کہ مدینۂ منورہ کی راہ سے ذُوالحلیفہ آیا اور وہاں سے **جحفہ** کو تو افضل یہ ہے کہ پہلی میقات پر احرام باندھے اور دوسری پر باندھا جب بھی حرج نہیں۔ یو ہیں اگر میقات سے نہ گزرا اور محاذات میں دو میقاتیں پڑتی ہیں تو جس میقات کی محاذاۃ پہلے ہو، وہاں احرام باندھنا افضل ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکۂ معظّمہ جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ میقات کے اندر کسی اور جگہ مثلاً جدّہ جانا چاہتا ہے تو اُسے احرام کی ضرورت نہیں پھر وہاں سے اگر مکۂ معظّمہ جانا چاہے تو بغیر احرام جاسکتا ہے، لہٰذا جو شخص حرم میں بغیر احرام جانا چاہتا ہے وہ یہ حیلہ کرسکتا ہے بشرطیکہ واقعی اُس کا ارادہ پہلے مثلاً جدّہ جانے کا ہو۔ نیز مکۂ معظّمہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے نہ جاتا ہو، مثلاً تجارت کے لیے جدّہ جاتا ہے اور وہاں سے فارغ ہو کر مکۂ معظّمہ جانے کا ارادہ ہے اور اگر پہلے ہی سے مکۂ معظّمہ کا ارادہ ہے تو اب بغیر احرام نہیں جاسکتا۔ جو شخص دوسرے کی طرف سے حجِ بدل کو جاتا ہوا ُسے یہ حیلہ جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میقات سے پیشتر احرام باندھنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ حج کے مہینوں میں ہو اور شوال سے پہلے ہو تو منع ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو لوگ میقات کے اندر کے رہنے والے ہیں مگر حرم سے باہر ہیں اُن کے احرام کی جگہ حِل یعنی بیرون حرم ہے، حرم سے باہر جہاں چاہیں احرام باندھیں اور بہتر یہ کہ گھر سے احرام باندھیں اور یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو بغیر احرام مکۂ معظّمہ جاسکتے ہیں۔[5] (عامہ کتب)

مسئلہ ۷: حرم کے رہنے والے حج کا احرام حرم سے باندھیں اور بہتر یہ کہ مسجد الحرام شریف میں احرام باندھیں اور عمرہ کا بیرون حرم سے اور بہتر یہ کہ تنعیم سے ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: مکہ والے اگر کسی کام سے بیرونِ حرم جائیں تو انھیں واپسی کے لیے احرام کی حاجت نہیں اور میقات سے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني في المواقيت، ج١، ص٢٢١.
و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٤٨ـ٥٥١.

2 ...... "الفتاوى الهندية" المرجع السابق. و"الدرالمختار كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٥٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٥٢.

4 ...... المرجع السابق.

5 ......"الهداية"، كتاب الحج، ج١، ص١٣٤، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٥٤، وغيره.

باہر جائیں تو اب بغیر احرام واپس آنا انھیں جائز نہیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

احرام کا بیان

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ ﴾[2]

حج کے چند مہینے معلوم ہیں، جس نے اُن میں حج (اپنے اوپر) لازم کیا (احرام باندھا) تو نہ فحش ہے، نہ فسق، نہ جھگڑنا حج میں اور جو کچھ بھلائی کرو اللہ (عزوجل) اسے جانتا ہے اور توشہ لو، بے شک سب سے اچھا توشہ تقویٰ ہے اور مجھی سے ڈرو، اے عقل والو!۔

اور فرماتا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْىَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ ﴾[3]

اے ایمان والو! عقود پورے کرو، تمھارے لیے چوپائے جانور حلال کیے گئے، سوا اُن کے جن کا تم پر بیان ہوگا مگر حالتِ احرام میں شکار کا قصد نہ کرو، بیشک اللہ (عزوجل) جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) کے شعائر اور ماہِ حرام اور حرم کی قربانی اور جن جانوروں کے گلوں میں ہار ڈالے گئے (قربانی کی علامت کے لیے) اُن کی بے حُرمتی نہ کرو اور نہ اُن لوگوں کی جو خانہ کعبہ کا قصدا اپنے رب کے فضل اور رضا طلب کرنے کے لیے کرتے ہیں اور جب احرام کھولو، اُس وقت شکار کر سکتے ہو۔

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو احرام کے لیے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني في المواقيت، ج۱، ص۲۲۱.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج۳، ص۵۵٤.

2 ......پ۲، البقرة: ۱۹۷.

3 ......پ٦، المآئدة: ۱-۲.

احرام سے پہلے اور احرام کھولنے کے لیے طواف سے پہلے خوشبو لگاتی جس میں مُشک تھی، اُس کی چمک حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی مانگ میں اِحرام کی حالت میں گویا میں اب دیکھ رہی ہوں۔ (1)

حدیث ۲: ابوداود زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے لیے غسل فرمایا۔ (2)

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے ساتھ حج کو نکلے، اپنی آواز حج کے ساتھ خوب بلند کرتے۔ (3)

حدیث ۴: ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان لبیک کہتا ہے تو دہنے بائیں جو پتھر یا درخت یا ڈھیلا ختم زمین تک ہے لبیک کہتا ہے۔'' (4)

حدیث ۵ و ۶: ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم زید بن خالد جہنی سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جبریل نے آکر مجھ سے یہ کہا کہ اپنے اصحاب کو حکم فرما دیجیے کہ لبیک میں اپنی آوازیں بلند کریں کہ یہ حج کا شعار ہے۔'' (5) اسی کے مثل سائب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔

حدیث ۷: طبرانی اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ لبیک کہنے والا جب لبیک کہتا ہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے، عرض کی گئی جنت کی بشارت دی جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (6)

حدیث ۸: امام احمد و ابن ماجہ جابر بن عبداللہ اور طبرانی و بیہقی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''محرم جب آفتاب ڈوبنے تک لبیک کہتا ہے تو آفتاب ڈوبنے کے ساتھ اُس کے گناہ غائب ہو

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب استحباب الطیب،قبیل الاحرام فی البدن...إلخ، الحدیث: ۳۳ ـ (۱۱۸۹)، ٤٥ ـ (۱۱۹۰)، (۱۱۹۱)، ص۶۰۷،۶۰۹.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی الإغتسال عند الاحرام، الحدیث: ۸۳۱، ج۲، ص۲۲۸.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب جوازالتمتع فی الحج والقران، الحدیث: ۱۲٤۷، ص٦٥٤.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل التلبیة و النحر، الحدیث: ۸۲۹، ج۲، ص۲۲٦.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب رفع الصوت بالتلبیة، الحدیث: ۲۹۲۳، ج۳، ص٤۲۳.

6 ...... "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۷۷۷۹، ج٥، ص٤۱۰.

جاتے ہیں اور ایسا ہو جاتا ہے جیسا اُس دن کہ پیدا ہوا۔'' (1)

حدیث ۹: ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ امیر المومنین صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ حج کے افضل اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: ''بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔'' (2)

حدیث ۱۰: امام شافعی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب لبیک سے فارغ ہوتے تو اللہ (عزوجل) سے اُس کی رضا اور جنت کا سوال کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے۔ (3)

حدیث ۱۱: ابوداود و ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ: ''جو مسجدِ اقصیٰ سے مسجد الحرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیے جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔'' (4)

(احرام کے احکام)

① یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہندیوں کے لیے میقات (جہاں سے احرام باندھنے کا حکم ہے) کوہِ یَلَمْلَم کی محاذات ہے۔ یہ جگہ کامران سے نکل کر سمندر میں آتی ہے، جب جدّہ دو تین منزل رہ جاتا ہے جہاز والے اطلاع دیدیتے ہیں، پہلے سے احرام کا سامان طیار رکھیں۔

② جب وہ جگہ قریب آئے، مسواک کریں اور وضو کریں اور خوب مَل کر نہائیں، نہ نہا سکیں تو صرف وضو کریں یہاں تک کہ حیض و نفاس والی اور بچے بھی نہائیں اور باطہارت احرام باندھیں یہاں تک کہ اگر غسل کیا پھر بے وضو ہوگیا اور احرام باندھ کر وضو کیا تو فضیلت کا ثواب نہیں اور پانی ضرر کرے تو اُس کی جگہ تیمّم نہیں، ہاں اگر نمازِ احرام کے لیے تیمّم کرے تو ہوسکتا ہے۔

③ مرد چاہیں تو سر مونڈا لیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھا کر کے خوشبودار تیل ڈالیں۔

④ غسل سے پہلے ناخن کتریں، خط بنوائیں، مُوئے بغل و زیرِ ناف دُور کریں بلکہ پیچھے کے بھی کہ ڈھیلا لیتے وقت بالوں کے ٹوٹنے اُکھڑنے کا قصہ نہ رہے۔

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الظلال للمحرم، الحديث: ٢٩٢٥، ج٣، ص٤٢٤.

2 ...... "جامع الترمذي"، ابواب الحج، باب ماجاء فى فضل التلبية و النحر، الحديث: ٨٢٨، ج٢، ص٢٢٦.

3 ...... "المسند" للإمام الشافعي، كتاب المناسك، ص١٢٣.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب فى المواقيت، الحديث: ١٧٤١، ج٢، ص٢٠١.

⑤ بدن اور کپڑوں پرخوشبو لگائیں کہ سنت ہے، اگر خوشبو ایسی ہے کہ اُس کا جرم [1] باقی رہے گا جیسے مشک وغیرہ تو کپڑوں میں نہ لگائیں۔

⑥ مرد سلے کپڑے اور موزے اُتار دیں ایک چادر نئی یا دُھلی اوڑھیں اور ایسا ہی ایک تہبند باندھیں یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں اور اگر ایک ہی کپڑا پہنا جس سے سارا ستر چھپ گیا جب بھی جائز ہے۔ بعض عوام یہ کرتے ہیں کہ اسی وقت سے چادر داہنی بغل کے نیچے کر کے دونوں پلّو بائیں مونڈھے پر ڈال دیتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے، بلکہ سنت یہ ہے کہ اس طرح چادر اوڑھنا طواف کے وقت ہے اور طواف کے علاوہ باقی وقتوں میں عادت کے موافق چادر اوڑھی جائے یعنی دونوں مونڈھے اور پیٹھ اور سینہ سب چھپا رہے۔

⑦ جب وہ جگہ آئے اور وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت بہ نیت احرام پڑھیں، پہلی میں فاتحہ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے۔

⑧ حج تین طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ نرا حج کرے، اُسے افراد کہتے ہیں اور حاجی کو مُفرِد۔ اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی . [2]

دوسرا یہ کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے، مکہ معظّمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو متمتع۔ اس میں یہاں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی .

تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قِران کہتے ہیں اور حاجی کو قارِن۔ اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْ هُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی .

اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد لبیک بآواز کہے لبیک یہ ہے:

---

1 ......جرم: یعنی تہ۔

2 ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اُسے تو میرے لیے میسر کر اور اُسے مجھ سے قبول کر، میں نے حج کی نیت کی اور خاص اللہ (عزوجل) کے لیے میں نے احرام باندھا (**بعد والی دونوں نیتوں کا بھی ترجمہ یہی ہے۔ اتنا فرق ہے کہ حج کی جگہ دوسری میں عمرہ ہے اور تیسری میں حج و عمرہ دونوں**) ۱۲۔

لَبَّیْکَ ؕ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ؕ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ؕ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ؕ لَا شَرِیْکَ لَکَ ؕ [1]

جہاں جہاں وقف کی علامتیں بنی ہیں وہاں وقف کرے۔ لبیک تین بار کہے اور درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے۔ ایک دعا یہاں پر یہ منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ . [2]

اور یہ دعا بھی بزرگوں سے منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَعَظْمِیْ وَدَمِیْ مِنَ النِّسَآءِ وَالطِّیْبِ وکُلِّ شَیْءٍ حَرَّمْتَہٗ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذَالِکَ وَجْھَکَ الْکَرِیْمَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ لَبَّیْکَ ذَاالنَّعْمَآءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ لَبَّیْکَ مَرْغُوْبًا وَّمَرْھُوْبًا اِلَیْکَ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَبَّیْکَ عَدَدَ التُّرَابِ وَالْحَصٰی لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ذَاالْمَعَارِجِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ مِنْ عَبْدٍ اَبَقَ اِلَیْکَ. لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ فَرَّاجَ الْکُرُوْبِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَنَا عَبْدُکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی اَدَآءِ فَرْضِ الْحَجِّ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لَکَ وَاٰمَنُوْا بِوَعْدِکَ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّفْدِکَ الَّذِیْنَ رَضِیْتَ عَنْھُمْ وَاَرْضَیْتَھُمْ وَقَبِلْتَھُمْ . [3]

---

1 ......ترجمہ: میں تیرے پاس حاضر ہوا، اے اللہ (عزوجل)! میں تیرے حضور حاضر ہوا، تیرے حضور حاضر ہوا، تیرا کوئی شریک نہیں میں تیرے حضور حاضر ہوا بیشک تعریف اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔۱۲

2 ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری رضا اور جنت کا سائل ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔۱۲

3 ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تیرے لیے احرام باندھا، میرے بال اور بُشرہ نے اور میری ہڈی اور میرے خون نے عورتوں اور خوشبو سے اور ہر اس چیز سے جس کو تو نے محرم پر حرام کیا اس سے میں تیرے وجہ کریم کا طالب ہوں، میں تیرے حضور حاضر ہوا اور کُل خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور رغبت وعملِ صالح تیری طرف ہے، میں تیرے حضور حاضر ہوا اے نعمت اور اچھے فضل والے! میں تیرے حضور حاضر ہوا تیری طرف رغبت کرتا ہوا اور ڈرتا ہوا، تیرے حضور حاضر ہوا اے مخلوق کے معبود! بار بار حاضر ہوں حق سمجھ کر عبادت اور بندگی جان کر خاک اور کنکریوں کی گنتی کے موافق، لبیک بار بار حاضر ہوں اے بلندیوں والے! بار بار حاضری ہے بھاگے ہوئے غلام کی تیرے حضور، لبیک لبیک اے سختیوں کے دُور کرنے والے! لبیک لبیک میں تیرا بندہ ہوں۔ لبیک لبیک اے گناہوں کے بخشنے والے! لبیک اے اللہ (عزوجل)! حجِ فرض کے ادا کرنے پر میری مدد کر اور اس کو میری طرف سے قبول کر اور مجھ کو ان لوگوں میں کر جنھوں نے تیری بات قبول کی اور تیرے وعدہ پر ایمان لائے اور تیرے امر کا اتّباع کیا اور مجھ کو اپنے اس وفد میں کر دے جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو نے راضی کیا اور جن کو تو نے مقبول بنایا۔۱۲

اور لبیک کی کثرت کریں، جب شروع کریں تین بار کہیں۔

مسئلہ ۱: لبیک کے الفاظ جو مذکور ہوئے اُن میں کمی نہ کی جائے، زیادہ کر سکتے ہیں بلکہ بہتر ہے مگر زیادتی آخر میں ہو درمیان میں نہ ہو۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۲: جو شخص بلند آواز سے لبیک کہہ رہا ہے تو اُس کو اِس حالت میں سلام نہ کیا جائے کہ مکروہ ہے اور اگر کرلیا تو ختم کر کے جواب دے، ہاں اگر جانتا ہو کہ ختم کرنے کے بعد جواب کا موقع نہ ملے گا تو اس وقت جواب دے سکتا ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۳: احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور اگر اس کی جگہ **سُبْحٰنَ اللّٰهِ**، یا **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ**، **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** یا کوئی اور ذکرِ الٰہی کیا اور احرام کی نیت کی تو احرام ہو گیا مگر سنت لبیک کہنا ہے۔[3] (عالمگیری وغیرہ) گونگا ہو تو اُسے چاہیے کہ ہونٹ کو جنبش دے۔

مسئلہ ۴: احرام کے لیے نیت شرط ہے اگر بغیر نیت لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ یوہیں تنہا نیت بھی کافی نہیں جب تک لبیک یا اس کے قائم مقام کوئی اور چیز نہ ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: احرام کے وقت لبیک کہے تو اس کے ساتھ ہی نیت بھی ہو یہ بارہا معلوم ہو چکا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ دل میں ارادہ نہ ہو تو احرام ہی نہ ہوا اور بہتر یہ کہ زبان سے بھی کہے، مثلاً قران میں **لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ** اور تمتع میں **لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَةِ** اور اِفراد میں **لَبَّیْکَ بِالْحَجِّ** کہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: دوسرے کی طرف سے حج کو گیا تو اُس کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرے اور بہتر یہ کہ لبیک میں یوں کہے **لَبَّیْکَ عَنْ فُلَان** یعنی فلاں کی جگہ اُس کا نام لے اور اگر نام نہ لیا مگر دل میں ارادہ ہے جب بھی حرج نہیں۔[6] (منسک)

مسئلہ ۷: سونے والے یا مریض یا بیہوش کی طرف سے کسی اور نے احرام باندھا تو وہ مُحرم ہو گیا جس کی طرف سے

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، ، كتاب الحج، ص١٩٥.

2 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط فى المنسك المتوسط"، (باب الاحرام)، ص١٠٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ج١، ص٢٢٢، وغيره.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ج١، ص٢٢٢.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، فصل في الاحرام، ج٣، ص٥٦٠.

6 ...... " المسلك المتقسط"، (باب الاحرام)، ص١٠١.

احرام باندھا گیا مُحرِم کے احکام اس پر جاری ہوں گے، کسی ممنوع کا ارتکاب کیا تو کفارہ وغیرہ اسی پر لازم آئے گا، اس پر نہیں جس نے اس کی طرف سے احرام باندھ دیا اور احرام باندھنے والا خود بھی مُحرِم ہے اور جرم کیا تو ایک ہی جزا واجب ہوگی دو نہیں کہ اس کا ایک ہی احرام ہے۔ مریض اور سونے والے کی طرف سے احرام باندھنے میں یہ ضرور ہے کہ احرام باندھنے کا انھوں نے حکم دیا ہو اور بیہوش میں اس کی ضرورت نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تمام افعالِ حج ادا کرنے تک بے ہوش رہا اور احرام کے وقت ہوش میں تھا اور اپنے آپ احرام باندھا تھا تو اُس کے ساتھ والے تمام مقامات میں لے جائیں اور اگر احرام کے وقت بھی بے ہوش تھا انھیں لوگوں نے احرام باندھ دیا تھا تو لے جانا بہتر ہے ضرور نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: احرام کے بعد مجنون ہوا تو حج صحیح ہے اور جرم کرے گا تو جزا لازم۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: ناسمجھ بچہ نے خود احرام باندھا یا افعالِ حج ادا کیے تو حج نہ ہوا بلکہ اس کا ولی اُس کی طرف سے بجا لائے مگر طواف کے بعد کی دو رکعتیں کہ بچہ کی طرف سے ولی نہ پڑھے گا، اس کے ساتھ باپ اور بھائی دونوں ہوں تو باپ ارکان ادا کرے سمجھ وال بچہ خود افعالِ حج ادا کرے، رمی وغیرہ بعض باتیں چھوڑ دیں تو ان پر کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ یو ہیں ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کے ولی نے احرام باندھا اور بچہ نے کوئی ممنوع کام کیا تو باپ پر بھی کچھ لازم نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار، منسک)

مسئلہ ۱۱: بچہ کی طرف سے احرام باندھا تو اُس کے سلے ہوئے کپڑے اُتار لینے چاہیے، چادر اور تہبند پہنائیں اور اُن تمام باتوں سے بچائیں جو مُحرِم کے لیے ناجائز ہیں اور حج کو فاسد کر دیا تو قضا واجب نہیں اگرچہ وہ بچہ سمجھ وال ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: لبیک کہتے وقت نیت قِران کی ہے تو قِران ہے اور اِفراد کی ہے تو اِفراد، اگرچہ زبان سے نہ کہا ہو۔ حج کے

1...... "ردالمحتار"، ، كتاب الحج،مطلب في مضاعفة الصلاة بمكة ج٣، ص٦٢٦.

2...... "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب في مضاعفة الصلاة بمكة ج٣، ص٦٢٦.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب في مضاعفة الصلاة بمكة ج٣، ص٦٢٨.

4...... المرجع السابق.و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، فصل في المتفرقات، ج١، ص٢٣٦.
و" المسلك المتقسط" ، (باب الاحرام ،فصل في احرام الصبى)، ص١١٢.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، فصل في المتفرقات، ج١، ص٢٣٦.

ارادہ سے گیا اور احرام کے وقت نیت حاضر نہ رہی تو حج ہے اور اگر نیت کچھ نہ تھی تو جب تک طواف نہ کیا ہوا اُسے اختیار ہے حج کا احرام قرار دے یا عمرے کا اور طواف کا ایک پھیرا بھی کر چکا تو یہ احرام عمرہ کا ہوگیا۔ یوہیں طواف سے پہلے جماع کیا یا روک دیا گیا (جس کو احصار کہتے ہیں) تو عمرہ قرار دیا جائے یعنی قضا میں عمرہ کرنا کافی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: جس نے حجۃ الاسلام نہ کیا ہو اور حج کا احرام باندھا، فرض ونفل کی نیت نہ کی تو حجۃ الاسلام ادا ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دو حج کا احرام باندھا تو دو حج واجب ہوگئے اور دو عمرے کا تو دو عمرے۔ احرام باندھا اور حج یا عمرہ کسی خاص کو معین نہ کیا پھر حج کا احرام باندھا تو پہلا عمرہ ہے اور دوسرا عمرہ کا باندھا تو پہلا حج ہے اور اگر دوسرے احرام میں بھی کچھ نیت نہ کی تو قران ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: لبیک میں حج کہا اور نیت عمرہ کی ہے یا عمرہ کہا اور نیت حج کی ہے، تو جو نیت ہے وہ ہے لفظ کا اعتبار نہیں اور لبیک میں حج کہا اور نیت دونوں کی ہے تو قِران ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: احرام باندھا اور یاد نہیں کہ کس کا باندھا تھا تو دونوں واجب ہیں یعنی قران کے افعال بجالائے کہ پہلے عمرہ کرے پھر حج مگر قران کی قربانی اس کے ذمہ نہیں۔ اگر دو چیزوں کا احرام باندھا اور یاد نہیں کہ دونوں حج ہیں یا عمرے یا حج وعمرہ تو قِران ہے اور قربانی واجب۔ حج کا احرام باندھا اور یہ نیت نہیں کہ کس سال کرے گا تو اس سال کا مراد لیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: منت ونفل یا فرض ونفل کا احرام باندھا تو نفل ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر یہ نیت کی کہ فُلاں نے جس کا احرام باندھا اُسی چیز کا میرا احرام ہے اور بعد میں معلوم ہوگیا کہ اُس نے کس چیز کا احرام باندھا ہے تو اُس کا بھی وہی ہے اور معلوم نہ ہوا تو طواف کے پہلے پھیرے سے پیشتر جو چاہے معین کرلے اور

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام،ومما يتصل بذالك مسائل، ج١، ص٢٢٣.

2...... المرجع السابق۔

3......المرجع السابق۔

4......المرجع السابق۔

5......المرجع السابق۔

6......المرجع السابق۔

طواف کا ایک پھیرا کرلیا تو عمرہ کا ہوگیا۔ یوہیں طواف سے پہلے جماع کیا یا روک دیا گیا یا وقوفِ عرفہ کا وقت نہ ملا تو عمرہ کا ہے۔[1] (منسک)

مسئلہ۱۹: حج بدل یا منت یا نفل کی نیت کی تو جونیت کی وہی ہے اگرچہ اُس نے اب تک حج فرض نہ کیا ہو اور اگر ایک ہی حج میں فرض و نفل دونوں کی نیت کی تو فرض ادا ہوگا اور اگر یہ گمان کر کے احرام باندھا کہ یہ حج مجھ پر لازم ہے یعنی فرض ہے یا منت، بعد کو ظاہر ہوا کہ لازم نہ تھا تو اس حج کو پورا کرنا ضروری ہوگیا۔ فاسد کرے گا تو قضا لازم ہوگی، بخلاف نماز کہ فرض سمجھ کر شروع کی تھی بعد کو معلوم ہوا کہ فرض پڑھ چکا ہے تو پوری کرنا ضرور نہیں فاسد کرے گا تو قضا نہیں۔[2] (منسک)

مسئلہ۲۰: لبیک کہنے کے علاوہ ایک دوسری صورت بھی احرام کی ہے اگرچہ لبیک نہ کہنا بُرا ہے کہ ترک سنت ہے وہ یہ کہ بَدَنہ (یعنی اُونٹ یا گائے) کے گلے میں ہار ڈال کر حج یا عمرہ یا دونوں یا دونوں میں ایک غیر معین کے ارادے سے ہانکتا ہوا لے چلا تو محرم ہوگیا اگرچہ لبیک نہ کہے، خواہ وہ بَدَنہ نفل کا ہو یا نذر کا یا شکار کا بدلہ یا کچھ اور۔ اگر دوسرے کے ہاتھ بَدَنہ بھیجا پھر خود گیا تو جب تک راستہ میں اُسے پا نہ لے مُحرِم نہ ہوگا، لہٰذا اگر میقات تک نہ پایا تو لبیک کے ساتھ احرام باندھنا ضرور ہے۔ ہاں اگر تمتع یا قِران کا جانور ہے تو پالینا شرط نہیں مگر اس میں یہ ضرور ہے کہ حج کے مہینوں میں تمتع یا قران کا بَدَنہ بھیجا ہو اور انھیں مہینوں میں خود بھی چلا ہو پیشتر سے بھیجنا کام نہ دے گا اور اگر بکری کو ہار پہنا کر بھیجا یا لے چلا یا اونٹ گائے کو ہار نہ پہنایا بلکہ نشانی کے لیے کوہان چیر دیا یا جُھول اڑھا دیا تو مُحرِم نہ ہوا۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ۲۱: چند شخص بَدَنہ میں شریک ہیں، اُسے لیے جاتے ہیں سب کے حکم سے ایک نے اُسے ہار پہنایا، سب مُحرِم ہوگئے اور بغیر اُن کے حکم کے اُس نے پہنایا تو یہ مُحرِم ہوا وہ نہ ہوئے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۲۲: ہار پہنانے کے معنی یہ ہیں کہ اُون یا بال کی رسّی میں کوئی چیز باندھ کر اُس کے گلے میں لٹکا دیں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حرم شریف میں قربانی کے لیے ہے تاکہ اُس سے کوئی تعرض نہ کرے اور راستے میں تھک گیا اور ذبح کر دیا تو اُسے مالدار شخص نہ کھائے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (باب الاحرام)، ص۱۰۷.   2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ومما يتصل بذالك مسائل، ج۱، ص۲۲۲.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، فصل في الاحرام، ج۳، ص۵٦٤-۵٦٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ومما يتصل بذالك مسائل، ج۱، ص۲۲۲.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيما يصير به محرما، ج۳، ص۵٦٤.

مسئلہ۲۳: اس صورت میں بھی سنت یہی ہے کہ بدنہ کو ہار پہنانے سے پیشتر لبیک کہے۔[1] (منسک)

(وہ باتیں جو احرام میں حرام ہیں)

⑨ یہ احرام تھا اس کے ہوتے ہی یہ کام حرام ہو گئے:

(۱) عورت سے صحبت۔

(۲) بوسہ۔ (۳) مساس۔ (۴) گلے لگانا۔ (۵) اُس کی اندام نہانی پر نگاہ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں۔

(۶) عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا۔

(۷) فحش۔ (۸) گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔

(۹) کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔

(۱۰) جنگل کا شکار۔ (۱۱) اُس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ (۱۲) یا کسی طرح بتانا۔ (۱۳) بندوق یا بارود یا اُس کے ذبح کرنے کو چُھری دینا۔ (۱۴) اس کے انڈے توڑنا۔ (۱۵) پَر اُکھیڑنا۔ (۱۶) پاؤں یا بازو توڑنا۔ (۱۷) اُس کا دودھ دوہنا۔ (۱۸) اُس کا گوشت۔ یا (۱۹) انڈے پکانا، بھوننا۔ (۲۰) بیچنا۔ (۲۱) خریدنا۔ (۲۲) کھانا۔

(۲۳) اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔

(۲۴) سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا۔

(۲۵) مونھ، یا (۲۶) سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔

(۲۷) بستہ یا کپڑے کی بُقچی یا گٹھری سر پر رکھنا۔

(۲۸) عمامہ باندھنا۔

(۲۹) بُرقع (۳۰) دستانے پہننا۔

(۳۱) موزے یا جُرابیں وغیرہ جو وسطِ قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

(۳۲) سِلا کپڑا پہننا۔

(۳۳) خوشبو بالوں، یا (۳۴) بدن، یا (۳۵) کپڑوں میں لگانا۔

---

[1]...... "المسلك المتقسط" للقاري، (باب الاحرام)، ص۱۰۵.

(۳۶)ملا گیری یا کسم،کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔

(۳۷)خالص خوشبو مشک،عنبر،زعفران، جاوتری،لونگ،الائچی، دارچینی،زنجبیل وغیرہ کھانا۔

(۳۸)ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مُشک،عنبر،زعفران۔

(۳۹)سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔

(۴۰)وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔

(۴۱)گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

(۴۲)زیتون، یا(۴۳)تِل کا تیل اگر چہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔

(۴۴)کسی کا سر مونڈنا اگر چہ اُس کا احرام نہ ہو۔

(۴۵)جُوں مارنا۔(۴۶) پھینکنا۔(۴۷)کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔(۴۸) کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔یا(۴۹)دھوپ میں ڈالنا۔(۵۰)بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جُوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔[1]

(احرام کے مکروہات)

⑩ احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

(۱)بدن کا میل چھڑانا۔

(۲)بال یا بدن کھلی یا صابون وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔

(۳)کنگھی کرنا۔(۴)اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے یا جُوں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔

(۵)انگر کھا کُرتا چغہ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

(۶)خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا اوڑھنا۔

(۷)قصداً خوشبو سونگھنا اگر چہ خوشبودار پھل یا پتا ہو جیسے لیموں، نارنگی، پودینہ،عطر دانہ۔

(۸)عطر فروش کی دوکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا۔

(۹)سر،یا(۱۰)مونھ پر پٹی باندھنا۔

1...... "الفتاوی الرضویة"،ج۱۰، ص۷۳۲، وغیرہ۔

(۱۱) غلافِ کعبہ معظّمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا مونھ سے لگے۔

(۱۲) ناک وغیرہ مونھ کا کوئی حصّہ کپڑے سے چُھپانا۔

(۱۳) کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ بو زائل ہوگئی ہو۔

(۱۴) بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔

(۱۵) تکیہ پر مونھ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔

(۱۶) مہکتی خوشبو ہاتھ سے چُھونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔

(۱۷) بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر۔

(۱۸) بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا۔

(۱۹) سنگار کرنا۔

(۲۰) چادر اوڑھ کر اُس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گانتی باندھتے ہیں اس طرح یا کسی اور طرح پر جب کہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔

(۲۱) یوہیں تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔

(۲۲) تہبند باندھ کر کمر بند یا رسّی سے کسنا۔ (1)

(یہ باتیں احرام میں جائز ہیں)

⑪ یہ باتیں احرام میں جائز ہیں:

(۱) انگرکھا کُرتہ چُغہ لیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور مونھ نہ چھپے۔

(۲) اِن چیزوں یا پاجامہ کا تہبند باندھ لینا۔

(۳) چادر کے آنچلوں کو تہبند میں گُھرسنا۔

(۴) ہمیانی، یا (۵) پٹی، یا (۶) ہتھیار باندھنا۔

(۷) بے میل چھڑائے حمام کرنا۔

(۸) پانی میں غوطہ لگانا۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱۰، ص۷۳۳، وغیرہ۔

(۹) کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔

(۱۰) مسواک کرنا۔

(۱۱) کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا۔

(۱۲) چھتری لگانا۔

(۱۳) انگوٹھی پہننا۔

(۱۴) بے خوشبو کا سُرمہ لگانا۔

(۱۵) داڑھ اکھاڑنا۔

(۱۶) ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کر دینا۔

(۱۷) دُنبل یا پُھنسی توڑ دینا۔

(۱۸) ختنہ کرنا۔

(۱۹) فصد۔

(۲۰) بغیر بال مونڈے پچھنے کرانا۔

(۲۱) آنکھ میں جو بال نکلے اُسے جُدا کرنا۔

(۲۲) سر یا بدن اس طرح آہستہ کھجانا کہ بال نہ ٹوٹے۔

(۲۳) احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی اُس کا لگا رہنا۔

(۲۴) پالتو جانور اونٹ گائے بکری مرغی وغیرہ ذبح کرنا۔ (۲۵) پکانا۔ (۲۶) کھانا۔ (۲۷) اس کا دودھ دوہنا۔ (۲۸) اس کے انڈے توڑنا بھُوننا کھانا۔

(۲۹) جس جانور کو غیر مُحرِم نے شکار کیا اور کسی مُحرِم نے اُس کے شکار یا ذبح میں کسی طرح کی مدد نہ کی ہو اُس کا کھانا بشرطیکہ وہ جانور نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔

(۳۰) کھانے کے لیے مچھلی کا شکار کرنا۔

(۳۱) دوا کے لیے کسی دریائی جانور کا مارنا، دوا یا غذا کے لیے نہ ہو نری تفریح کے لیے ہو جس طرح لوگوں میں رائج ہے تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔

(۳۲) بیرونِ حرم کی گھاس اُکھاڑنا، یا

(۳۳) درخت کاٹنا۔

(۳۴) چیل، (۳۵) کوا، (۳۶) چوہا، (۳۷) گرگٹ، (۳۸) چھپکلی، (۳۹) سانپ، (۴۰) بچھو، (۴۱) کھٹمل، (۴۲) مچھر، (۴۳) پِسّو، (۴۴) مکھی وغیرہ خبیث وموذی جانوروں کا مارنا اگرچہ حرم میں ہو۔

(۴۵) مونھ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا۔

(۴۶) سر، یا (۴۷) گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔

(۴۸) سر، یا (۴۹) ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

(۵۰) کان کپڑے سے چُھپانا۔

(۵۱) ٹھوڑی سے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔

(۵۲) سر پر سینی یا بوری اُٹھانا۔

(۵۳) جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبو دیں۔ یا (۵۴) بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بُو نہیں دیتی اُس کا کھانا پینا۔

(۵۵) گھی یا چربی یا کڑوا تیل یا ناریل یا بادام کدو، کاہو کا تیل کہ بسایا نہ ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔

(۵۶) خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ اُن کی خوشبو جاتی رہی ہو مگر کسم، کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔

(۵۷) دین کے لیے جھگڑنا بلکہ حسبِ حاجت فرض وواجب ہے۔

(۵۸) جوتا پہننا جو پاؤں کے اُس جوڑ کو نہ چھپائے۔

(۵۹) بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔

(۶۰) آئینہ دیکھنا۔

(۶۱) ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر، لوبان، صندل، یا (۶۲) اس کا آنچل میں باندھنا۔

(۶۳) نکاح کرنا۔[1]

1...... "الفتاوی الرضویة"، ص ۷۳٤، وغیرہ۔

احرام میں مرد و عورت کے فرق

⑫ ان مسائل مذکورہ میں مرد عورت برابر ہیں، مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں:

سر چھپانا بلکہ نامحرم کے سامنے اور نماز میں فرض ہے تو سر پر بستر بقچہ اُٹھانا بدرجہ اولیٰ۔ یوہیں گوند وغیرہ سے بال جمانا، سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ سی کر، غلافِ کعبہ کے اندر یوں داخل ہونا کہ سر پر رہے موںھ پر نہ آئے، دستانے، موزے، سلے کپڑے پہننا، عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سُنے، ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

تنبیہ: احرام میں موںھ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے، نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ موںھ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

⑬ جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عُذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو جُرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہوں یا سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔

⑭ طوافِ قدوم کے سوا وقتِ احرام سے رمی جمرہ تک جس کا ذکر آئے گا اکثر اوقات لبیک کی بے شمار کثرت رکھے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو ہر حال میں خصوصاً چڑھائی پر چڑھتے اُترتے، دو قافلوں کے ملتے، صبح شام، پچھلی رات، پانچوں نمازوں کے بعد، غرض یہ کہ ہر حالت کے بدلنے پر مرد بآواز کہیں مگر نہ اتنی بلند کہ اپنے آپ یا دوسرے کو تکلیف ہو اور عورتیں پست آواز سے مگر نہ اتنی پست کہ خود بھی نہ سُنیں۔

داخلی حرم محترم ومکہ مکرمہ و مسجد الحرام

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ﴾ [1]

اور جب ابراہیم نے کہا، اے پروردگار! اس شہر کو امن والا کردے اور اس کے اہل میں سے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن

---

[1] ......پ ۱، البقرة: ۱۲۶ ـ ۱۲۸.

پرایمان لائے انھیں پھلوں سے روزی دے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا اُسے بھی کچھ برتنے کو دُوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف مضطر کروں گا اور بُرا ٹھکانا ہے وہ۔ اور جب ابراہیم و اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کرتے ہوئے کہتے تھے اے پروردگار! تو ہم سے (اس کام کو) قبول فرما، بیشک تو ہی ہے سُننے والا، جاننے والا اور ہمیں تو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری ذرّیت سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمارے عبادت کے طریقے ہم کو دکھا اور ہم پر رجوع فرما بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

کیا ہم نے اُن کو امن والے حرم میں قدرت نہ دی کہ وہاں ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہماری جانب سے رزق ہیں مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ [2]

مجھے تو یہی حکم ہوا کہ اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں، جس نے اسے حرم کیا اور اسی کے لیے ہر شے ہے اور مجھے حکم ہوا کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔

حدیث ۱ و ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ ارشاد فرمایا: ''اس شہر کو اللہ (عزوجل) نے حرم (بزرگ) کر دیا ہے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا تو وہ روز قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) کے کیے سے حرم ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں قتال حلال نہ ہوا اور میرے لیے صرف تھوڑے سے وقت میں حلال ہوا، اب پھر وہ قیامت تک کے لیے حرام ہے، نہ یہاں کا کانٹے والا درخت کاٹا جائے نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ یہاں کا پڑا ہوا مال کوئی اُٹھائے مگر جو اعلان کرنا چاہتا ہو (اُسے اُٹھانا، جائز ہے) اور نہ یہاں کی تر گھاس کاٹی جائے۔'' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مگر اِذخر (ایک قسم کی گھاس ہے کہ اُس

---

1 ......پ ۲۰، القصص: ۵۷.

2 ......پ ۲۰، النمل: ۹۱.

کے کاٹنے کی اجازت دیجیے) کہ یہ لوہاروں اور گھر کے بنانے میں کام آتی ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کی اجازت دیدی۔'' [1] اسی کی مثل ابُوشرَیح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۳: ابن ماجہ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اس حُرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کر دیں گے ہلاک ہوجائیں گے۔'' [2]

حدیث ۴: طبرانی اوسط میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ کے لیے زبان اور ہونٹ ہیں، اُس نے شکایت کی کہ اے رب! میرے پاس آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہیں۔ اللہ عزوجل نے وحی کی کہ: ''میں خشوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے آدمیوں کو پیدا کروں گا جو تیری طرف ایسے مائل ہوں گے جیسے کبوتری اپنے انڈے کی طرف مائل ہوتی ہے۔'' [3]

حدیث ۵: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لاتے تو ذی طُویٰ میں رات گزارتے، جب صبح ہوتی غسل کرتے اور نماز پڑھتے اور دن میں داخلِ مکہ ہوتے اور جب مکہ سے تشریف لے جاتے تو صبح تک ذی طُویٰ میں قیام فرماتے۔ [4]

داخلی حرم کے احکام

① جب حرم مکہ کے متصل پہنچے سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیے خشوع وخضوع سے داخل ہو اور ہوسکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک و دعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن میں نہا کر داخل ہو، حیض و نفاس والی عورت کو بھی نہانا مستحب ہے۔

② مکہ معظّمہ کے گرداگرد کئی کوس تک حرم کا جنگل ہے، ہر طرف اُس کی حدیں بنی ہوئی ہیں، ان حدوں کے اندر تر گھاس اُکھیڑنا، خودرو پیڑ کاٹنا، وہاں کے وحشی جانور کو تکلیف دینا حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے اُس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لیے اسے اُٹھائے اور اگر وحشی جانور بیرون حرم کا اُس کے ہاتھ میں

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الحج، باب تحریم مکة وتحریم صیدھا ...إلخ، الحدیث: ۱۳۵۳، ص۷۰٦.

2 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب المناسك، باب فضل مكة، الحديث: ۳۱۱۰، ج۳، ص۵۱۹.

3 ...... ''المعجم الأوسط''، باب الميم، الحديث: ٦۰٦٦، ج٤، ص۳۰۵.

4 ...... ''مشكاة المصابيح''، كتاب المناسك، باب دخول مكة ...إلخ، الحديث: ۲۵٦۱، ج۲، ص۸٦.

تھا اُسے لیے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ جانور حرم کا ہوگیا فرض ہے کہ فوراً فوراً چھوڑ دے۔ مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر [1] بکثرت ہیں ہر مکان میں رہتے ہیں، خبردار ہرگز ہرگز نہ اڑائے، نہ ڈرائے، نہ کوئی ایذا پہنچائے بعض ادھر ادھر کے لوگ جو مکہ میں بسے کبوتروں کا ادب نہیں کرتے، ان کی ریس نہ کرے مگر بُرا انھیں بھی نہ کہے کہ جب وہاں کے جانور کا ادب ہے تو مسلمان انسان کا کیا کہنا! یہ باتیں جو حرم کے متعلق بیان کی گئیں احرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو بہر حال یہ باتیں حرام ہیں۔

۳ جب مکہ معظّمہ نظر پڑے ٹھہر کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا . [2]

اور درود شریف کی کثرت کرے اور افضل یہ ہے کہ نہا کر داخل ہو اور مدفونینِ جنت المَعْلٰی کے لیے فاتحہ پڑھے اور مکہ معظّمہ میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَالْبَلَدُ بَلَدُکَ جِئْتُکَ ھَارِبًا مِّنْکَ اِلَیْکَ لِاُؤَدِّیَ فَرَآئِضَکَ وَاَطْلُبَ رَحْمَتَکَ وَاَلْتَمِسَ رِضْوَانَکَ اَسْأَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمُضْطَرِّیْنَ اِلَیْکَ الْخَآئِفِیْنَ عُقُوْبَتَکَ اَسْأَلُکَ اَنْ تَقْبَلَنِیَ الْیَوْمَ بِعَفْوِکَ وَتُدْخِلَنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَتَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِمَغْفِرَتِکَ وَتُعِیْنَنِیْ عَلٰی اَدَآءِ فَرَائِضِکَ اَللّٰھُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ عَذَابِکَ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْھَا وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط [3]

۴ جب مَدعیٰ میں پہنچے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کعبہ معظّمہ نظر آتا تھا جب کہ درمیان میں عمارتیں حائل نہ تھیں، یہ عظیم اجابت وقبول کا وقت ہے یہاں ٹھہرے اور صدقِ دل سے اپنے اور تمام عزیزوں، دوستوں، مسلمانوں کے لیے مغفرت وعافیت مانگے اور جنت بلا حساب کی دُعا کرے اور درود شریف کی کثرت اس موقع پر نہایت اہم ہے۔ اس مقام پر تین بار اَللّٰہُ اَکْبَر، اور تین مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور یہ پڑھے:

---

1 ...... ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ یہ کبوتر اس مبارک جوڑے کی نسل سے ہیں، جس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت غار ثور میں انڈے دیئے تھے، اللہ عزوجل نے اس خدمت کے صلہ میں ان کو اپنے حرم پاک میں جگہ بخشی۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے اس میں برقرار رکھ اور مجھے اس میں حلال روزی دے۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور یہ شہر تیرا شہر ہے میں تیرے پاس تیرے عذاب سے بھاگ کر حاضر ہوا کہ تیرے فرائض کو ادا کروں اور تیری رحمت کو طلب کروں اور تیری رضا کو تلاش کروں، میں تجھ سے اس طرح سوال کرتا ہوں جیسے مضطر اور تیرے عذاب سے ڈرنے والے سوال کرتے ہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ آج تو اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو قبول کر اور اپنی رحمت میں مجھے داخل کر اور اپنی مغفرت کے ساتھ مجھ سے درگزر فرما اور فرائض کی ادا پر میری اعانت کر۔ اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اپنے عذاب سے نجات دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اس میں مجھے داخل کر اور شیطان مردود سے مجھے پناہ میں رکھ۔۱۲

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَالَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ؕ [1]

اور یہ دعا بھی پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ۢ بِکَ وَتَصْدِیْقًا ۢ بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً ۢ بِعَهْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْهِ وَسَلِّمِ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَّ تَشْرِیْفًا وَّمَھَابَةً وَّزِدْ مِنْ تَعْظِیْمِهٖ وَتَشْرِیْفِهٖ مَنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّمَھَابَةً ؕ [2]

اور یہ دعائے جامع کم از کم تین بار اس جگہ پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِعُبَیْدِکَ اَمْجَدَ عَلِیٍّ اَللّٰھُمَّ انْصُرْهُ نَصْرًا[3] عَزِیْزًا۔ اٰمِیْنَ . [4]

مسئلہ ا: جب مکہ معظّمہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد الحرام میں جائے۔ کھانے پینے، کپڑے بدلنے، مکان کرایہ لینے وغیرہ دوسرے کاموں میں مشغول نہ ہو، ہاں اگر عذر ہو مثلاً سامان کو چھوڑتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو محفوظ جگہ رکھوانے یا اور کسی ضروری کام میں مشغول ہوا تو حرج نہیں اور اگر چند شخص ہوں تو بعض اسباب اُتروانے میں مشغول ہوں اور بعض مسجد الحرام شریف کو چلے جائیں۔[5] (منسک)

۵ ذکرِ خدا اور رسول اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے فلاحِ دارین کرتا ہوا اور لبیک کہتا ہوا باب السّلام تک

---

1 ...... ترجمہ: اے رب! تو دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا، اے اللہ (عزوجل)! میں اس خیر میں سے سوال کرتا ہوں، جس کا تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجھ سے سوال کیا اور تیری پناہ مانگتا ہوں اُن چیزوں کے شر سے جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب کی تصدیق کی اور تیرے عہد کو پورا کیا اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا، اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے اس گھر کی تعظیم وشرافت و ہیبت زیادہ کر اور اس کی تعظیم وتشریف سے اس شخص کی عظمت وشرافت و ہیبت زیادہ کر جس نے اس کا حج وعمرہ کیا۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں عفو وعافیت کا سوال تجھ سے کرتا ہوں، دین ودنیا وآخرت میں میرے لیے اور میرے والدین اور تمام مومنین ومومنات کے لیے اور تیرے حقیر بندہ امجد علی کے لیے، الٰہی! تو اس کی قوی مدد کر۔ آمین۔۱۲

4 ......(اور اب جب کہ **صدرالشریعہ** رحمہ اللہ تعالیٰ وصال فرما چکے یوں دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ مَغْفِرَةً).

5 ...... "المسلك المتقسط"، (باب دخول مكة)، ص۱۲۷.

پہنچے اوراس آستانۂ پاک کو بوسہ دیکر پہلے داہنا پاؤں رکھ کر داخل ہو اور یہ کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .[1]

یہ دعا خوب یادر کھے، جب کبھی مسجد الحرام شریف یا اور کسی مسجد میں داخل ہو، اسی طرح داخل ہو اور یہ دعا پڑھ لیا کرے اوراس وقت خصوصیت کے ساتھ اس دعا کے ساتھ اتنا اور ملالے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ . اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَمَوْضِعُ اَمْنِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَبَشَرِيْ وَدَمِيْ وَمُخِّيْ وَعِظَامِيْ عَلَى النَّارِ .[2]

اور جب کسی مسجد سے باہر آئے پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور وہی دُعا پڑھے مگر اخیر میں رَحْمَتِكَ کی جگہ فَضْلِكَ کہے اور اتنا اور بڑھائے:

وَسَهِّلْ لِّيْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ .[3] اس کی برکات دین ودنیا میں بے شمار ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔

⑥ جب کعبہ معظّمہ نظر پڑے تین بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر کہے اور درود شریف اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَعْظِيْمًا وَّتَشْرِيْفًا وَّ تَكْرِيْمًا وَّ بِرًّا وَّ مَهَابَةً اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَتُقِيْلَ عَثْرَتِيْ وَتَضَعَ وِزْرِيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَزَائِرُكَ وَعَلٰى كُلِّ مَزُوْرٍ حَقٌّ وَّاَنْتَ خَيْرُ مَزُوْرٍ فَاَسْأَلُكَ اَنْ تَرْحَمَنِيْ

---

1 ...... ترجمہ: میں خدائے عظیم کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے وجہ کریم کی اور قدیم سلطنت کی مردود شیطان سے، اللہ (عزوجل) کے نام کی مدد سے سب خوبیاں اللہ (عزوجل) کے لیے اور رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سلام، اے اللہ (عزوجل)! درود بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی آل اور بیبیوں پر۔ الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے، اے ہمارے رب! ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ دار السلام (جنت) میں داخل کر، اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند ہے، اے جلال وبزرگی والے! الٰہی یہ تیرا حرم ہے اور تیری امن کی جگہ ہے میرے گوشت اور پوست اور خون اور مغز اور ہڈیوں کو جہنم پر حرام کردے۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اور میرے لیے اپنے رزق کے دروازے آسان کردے۔۱۲

وَتفُکَّ رَقَبَتِیۡ مِنَ النَّارِ .[1]

طواف و سعی صفا و مروہ و عمرہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْ مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴾[2]

اور یاد کرو جب کہ ہم نے کعبہ کولوگوں کا مرجع اورامن کیا اور مقام ابراہیم سے نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کی طرف عہد کیا کہ میرے گھر کوطواف کرنے والوں اوراعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے پاک کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَالْقَآىٕمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ o لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ الْفَقِیْرَ o ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ o ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ ﴾[3]

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو پناہ دی خانہ کعبہ کی جگہ میں یوں کہ میرے ساتھ کسی چیز کوشریک نہ کراور میرے گھر کوطواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کراورلوگوں میں حج کا اعلان کردے لوگ تیرے پاس پیدل آئیں گے اور لاغر اونٹنیوں پر کہ ہر راہِ بعید سے آئیں گی تا کہ اپنے نفع کی جگہ میں حاضر ہوں اور اللہ (عزوجل)

---

1 ......ترجمہ: اے اللہ(عزوجل)! تو اپنے اس گھر کی عظمت وشرافت و بزرگی ونکوئی و ہیبت زیادہ کر، اے اللہ (عزوجل) !ہم کو جنت میں بلاحساب داخل کر۔الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت کردے اور مجھ پررحم کراور میری لغزش دور کراوراپنی رحمت سے میرے گناہ دفع کر،اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔الٰہی! میں تیرابندہ اور تیرازائر ہوں اور جس کی زیارت کی جائے اس پرحق ہوتا ہے اور تو سب سے بہتر زیارت کیا ہوا ہے، میں یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھ پررحم کراور میری گردن جہنم سے آزاد کر۔۱۲

2 ......پ ۱، البقرہ: ۱۲۵ .

3 ......پ ۱۷، الحج: ۲۶۔۳۰ .

کے نام کو یاد کریں معلوم دنوں میں اس پر کہ انھیں چوپائے جانور عطا کیے تو اُن میں سے کھاؤ اور نا اُمید فقیر کو کھلاؤ پھر اپنے میل کچیل اُتاریں اور اپنی منّتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر (کعبہ) کا طواف کریں بات یہ ہے اور جو اللہ (عزوجل) کے حُرمات کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لیے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ (1)

بیشک صفا و مروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے کعبہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر اس میں گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے اور جس نے زیادہ خیر کیا تو اللہ (عزوجل) بدلا دینے والا علم والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اُم المومنین صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج کے لیے مکّہ میں تشریف لائے، سب کاموں سے پہلے وضو کر کے بیت اللہ کا طواف کیا۔ (2)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین پھیروں میں رَمَل کیا اور چار پھیرے چل کر کیے (3) اور ایک روایت میں ہے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ (4)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو حجرِ اسود کے پاس آ کر اُسے بوسہ دیا پھر دہنے ہاتھ کو چلے اور تین پھیروں میں رَمَل کیا۔ (5)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی اُس چھڑی کو حجرِ اسود سے لگا کر بوسہ دیتے۔ (6)

---

(1) ......پ ۲، البقرة: ۱۵۸.

(2) ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب من طاف بالبيت ...إلخ، الحديث: ۱٦۱٤، ج۱، ص٥٤۱.

(3) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف ...إلخ، الحديث: ۱۲٦۲، ص٦٥۹.

(4) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف ...إلخ، الحديث: ۱۲٦۱، ص٦٥۸.

(5) ...... "مشكاة المصابيح" كتاب المناسك، باب دخول مكة ...إلخ، الحديث: ۲٥٦٦، ج۲، ص۸٦.

(6) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره ...إلخ، الحديث: ۱۲۷٥، ص٦٦۳.

حدیث ۵: ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو حجرِ اسود کی طرف متوجہ ہوئے، اُسے بوسہ دیا پھر طواف کیا پھر صفا کے پاس آئے اور اس پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر ہاتھ اُٹھا کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، جب تک خُدا نے چاہا اور دُعا کی۔[1]

حدیث ۶: امام احمد نے عبید بن عمیر سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حجرِ اسود و رُکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ جواب دیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ: ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرادیتا ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سُنا جس نے سات پھیرے طواف کیا اس طرح کہ اس کے آداب کو ملحوظ رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی تو یہ گردن آزاد کرنے کی مثل ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سُنا کہ طواف میں ہر قدم کہ اُٹھاتا اور رکھتا ہے اس پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔"[2] اسی کے قریب قریب ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۷: طبرانی کبیر میں محمد بن منکدر سے راوی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بیت اللہ کا سات پھیرے طواف کرے اور اُس میں کوئی لغو بات نہ کرے تو ایسا ہے جیسے گردن آزاد کی۔"[3]

حدیث ۸: اصبہانی عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جس نے کامل وضو کیا پھر حجرِ اسود کے پاس بوسہ دینے کو آیا وہ رحمت میں داخل ہوا، پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا **بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ .** اُسے رحمت نے ڈھانک لیا پھر جب بیت اللہ کا طواف کیا تو ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار گناہ مٹادیے جائیں گے اور ستر ہزار درجے بلند کیے جائیں گے اور اپنے گھر والوں میں ستر کی شفاعت کرے گا پھر جب مقام ابراہیم پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز ایمان کی وجہ سے اور طلب ثواب کے لیے پڑھی تو اس کے لیے اولادِ اسمٰعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائیگا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔[4]

حدیث ۹: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بیت الحرام کے حج

1...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب في رفع اليد إذا رأى البيت، الحديث: ١٨٧٢، ج٢، ص٢٥٥.

2...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٤٤٦٢، ج٢، ص٢٠٢.

3...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٨٤٥، ج٢٠، ص٣٦٠.

4...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الطواف ...إلخ، الحديث: ١١، ج٢، ص١٢٤.

کرنے والوں پر ہر روز اللہ تعالیٰ ایک سو بیس رحمت نازل فرماتا ہے، ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس نظر کرنے والوں کے لیے۔'' (1)

حدیث ۱۰: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رُکن یمانی پر ستر فرشتے موکل ہیں، جو یہ دعا پڑھے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ** . وہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور جو سات پھیرے طواف کرے اور یہ پڑھتا رہے: **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** اُس کے دس گناہ مٹا دیے جائیں گے اور دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور جس نے طواف میں یہی کلام پڑھے، وہ رحمت میں اپنے پاؤں سے چل رہا ہے جیسے کوئی پانی میں پاؤں سے چلتا ہے۔'' (2)

حدیث ۱۱: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا، گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔'' (3)

حدیث ۱۲: ترمذی ونسائی ودارمی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مثل ہے، فرق یہ کہ تم اس میں کلام کرتے ہو تو جو کلام کرے خیر کے سوا ہرگز کوئی بات نہ کہے۔'' (4)

حدیث ۱۳: امام احمد وترمذی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حجرِ اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اُسے سیاہ کر دیا۔'' (5)

حدیث ۱۴: ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ: ''حجرِ اسود ومقامِ ابراہیم جنت کے یاقوت ہیں، اللہ (عزوجل) نے ان کے نور کو مٹا دیا اور اگر نہ مٹاتا تو جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے سب کو روشن کر دیتے۔'' (6)

---

(1)...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الطواف ...إلخ، الحديث:٦، ج٢، ص١٢٣.

(2)...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب فضل الطواف، الحديث: ٢٩٥٧، ج٣، ص٤٣٩.

(3)...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فى فضل الطواف، الحديث: ٨٦٧، ج٢، ص٢٤٤.

(4)...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فى الكلام فى الطواف، الحديث: ٩٦٢، ج٢، ص٢٨٦.

(5)...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فى فضل الحجر الاسود و الركن و المقام، الحديث: ٨٧٨، ج٢، ص٢٤٨.

(6)...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فى فضل الحجر الاسود و الركن و المقام، الحديث: ٨٧٩، ج٢، ص٢٤٨.

حدیث ۱۵: ترمذی وابن ماجہ ودارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واللہ! حجرِاسود کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُسے بوسہ دیا ہے اُس کے لیے شہادت دے گا۔'' (1)

بیان احکام

مسجد الحرام شریف میں داخل ہونے تک کے احکام معلوم ہو چکے اب کہ مسجد الحرام شریف میں داخل ہوا اگر جماعت قائم ہو یا نماز فرض یا وتر یا نماز جنازہ یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف ہو تو پہلے اُن کو ادا کرے، ورنہ سب کاموں سے پہلے طواف میں مشغول ہو۔ کعبہ شمع ہے اور تو پروانہ، دیکھتا نہیں کہ پروانہ شمع کے گرد کس طرح قربان ہوتا ہے تُو بھی اس شمع پر قربان ہونے کے لیے مستعد ہو جا۔ پہلے اس مقامِ کریم کا نقشہ دیکھیے کہ جو بات کہی جائے اچھی طرح ذہن میں آجائے۔
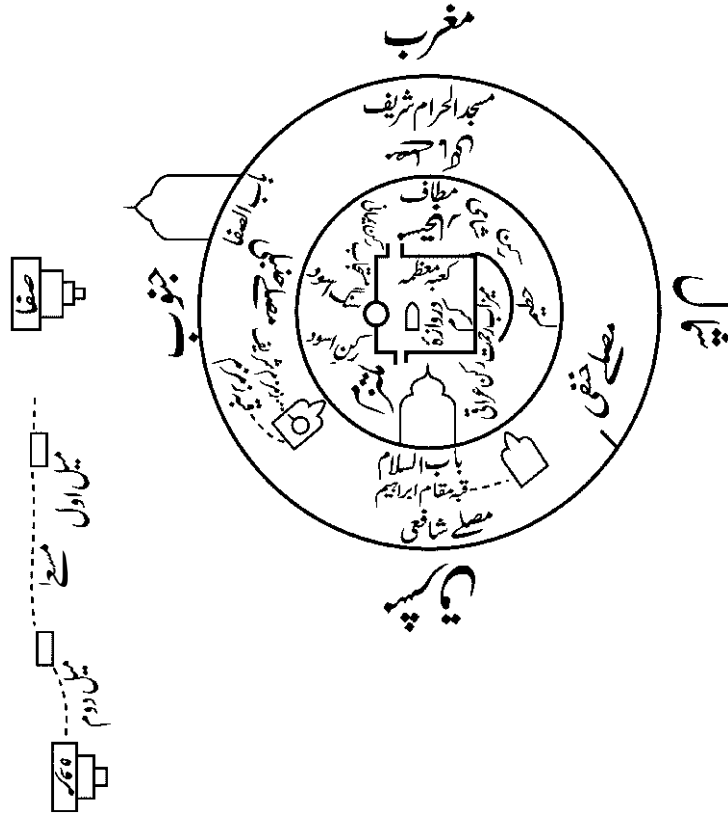
1...... ''جامع الترمذي''، أبواب الحج، باب ماجاء في الحجر الاسود، الحديث: ٩٦٣، ج٢، ص٢٨٦.

مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے، جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے دروازے ہیں اور بیچ میں مطاف (طواف کرنے کی جگہ)۔

مطاف ایک گول دائرہ ہے جس میں سنگ مرمر بچھا ہے، اس کے بیچ میں **کعبہ معظّمہ** ہے۔حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد الحرام اسی قدر تھی۔اسی کی حد پر **باب السّلام** شرقی قدیم دروازہ واقع ہے۔

رکن مکان کا گوشہ جہاں اُس کی دو دیواریں ملتی ہیں، جسے زاویہ کہتے ہیں۔اس طرح ا ح ب اح۔ح ب دونوں دیواریں مقام ح پر ملی ہیں یہ رکن وزاویہ ہے، کعبہ معظّمہ کے چار رکن ہیں۔

رُکنِ اسود جنوب وشرق [1] کے گوشہ میں اسی میں زمین سے اونچا سنگ اسود شریف نصب ہے۔

رُکنِ عراقی شرق وشمال کے گوشہ میں۔دروازۂ کعبہ انھیں دو رکنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

ملتزم اسی شرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازۂ کعبہ تک ہے۔

رُکنِ شامی اوتر [2] اور پچھّم [3] کے گوشہ میں۔

میزابِ رحمت سونے کا پرنالہ کہ رکن عراقی وشامی کی بیچ کی شمالی دیوار پر چھت میں نصب ہے۔

حطیم بھی اسی شمالی دیوار کی طرف ہے۔یہ زمین [4] کعبۂ معظّمہ ہی کی تھی۔زمانہ جاہلیت میں جب قریش نے کعبہ از سرِنو تعمیر کیا، کمی خرچ کے باعث اتنی زمین کعبۂ معظّمہ سے باہر چھوڑ دی۔اس کے گرداگرد ایک قوسی انداز کی چھوٹی سی دیوار کھینچ دی اور دونوں طرف آمد ورفت کا دروازہ ہے اور یہ مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے اس میں داخل ہونا کعبہ معظّمہ ہی میں داخل ہونا ہے جو بحمداللہ تعالیٰ بے تکلف نصیب ہوتا ہے۔

رُکنِ یمانی پچھّم اور دکھن [5] کے گوشہ میں۔

مُستجار رُکنِ یمانی وشامی کے بیچ کی غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے۔

مُستجاب رُکنِ یمانی ورُکنِ اسود کے بیچ میں جو دیوار جنوبی ہے، یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لیے مقرر ہیں اس لیے اس کا نام مستجاب رکھا گیا۔

---

1 ......جنوب اور مشرق۔ 2 ......شمال۔

3 ......مغرب۔وہ سمت جدھر سورج ڈوبتا ہے۔

4 ......جنوباً شمالاً چھ ہاتھ کعبہ کی زمین ہے اور بعض کہتے ہیں سات ہاتھ اور بعض کا خیال ہے کہ سارا حطیم ۱۲۔

5 ......جنوب کی سمت۔

مقامِ ابراھیم دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا، ان کے قدمِ پاک کا اس پر نشان [1] ہوگیا جواب تک موجود ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ اللہ کی کھلی نشانیاں فرمایا۔

زَم زَم شریف کا قبہ مقام ابراہیم سے جنوب کو مسجد شریف ہی میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر زَم زَم کا کوآں ہے۔

بابُ الصفا مسجد شریف کے جنوبی دروازوں میں ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہِ صفا ہے۔

صفا کعبہ معظّمہ سے جنوب کو ہے یہاں زمانۂ قدیم میں ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے۔ اب وہاں قبلہ رُخ ایک دالان سا بنا ہے اور چڑھنے کی سیڑھیاں۔

مروہ دوسری پہاڑی صفا سے پورب کو تھی یہاں بھی اب قبلہ رخ دالان سا ہے اور سیڑھیاں، صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے اب یہاں بازار ہے۔ صفا سے چلتے ہوئے دہنے ہاتھ کو دُکانیں اور بائیں ہاتھ کو احاطۂ مسجد الحرام ہے۔

مِیلین اَخضرین اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے دیوارِ حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے۔

مسعیٰ وہ فاصلہ کہ ان دونوں میلوں کے بیچ میں ہے۔ یہ سب صورتیں رسالہ میں بار بار دیکھ کر خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ وہاں پہنچ کر پوچھنے کی حاجت نہ ہو۔ ناواقف آدمی اندھے کی طرح کام کرتا ہے اور جو سمجھ لیا وہ انکھیارا ہے، اب اپنے رب عزوجل کا نام پاک لے کر طواف کیجئے۔

(طواف کا طریقہ اور دُعائیں)

(۱) جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . [2]

1...... ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پاک کے نشان میں بے قدرے، بے ادب لوگ کلام کرتے ہیں یہ معجزہ ابراہیمی ہزاروں برس سے محفوظ ہے اس سے بھی انکار کردیں۔۱۲

2...... اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔۱۲

(۲) شروع طواف سے پہلے مرد اضطباع کرلے یعنی چادر کو دہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ دہنا مونڈھا کھلا رہے اور دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر ڈال دے۔

(۳) اب کعبہ کی طرف مونھ کرکے حجرِاسود کی دہنی طرف رُکنِ یمانی کی جانب سنگِ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھرا پنے دہنے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ .[1]

(۴) اس نیت کے بعد کعبہ کو مونھ کئے اپنی دہنی جانب چلو، جب سنگِ اسود کے مقابل ہو (اور یہ بات ادنی حرکت میں حاصل ہوجائے گی) کانوں تک ہاتھ اس طرح اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجرِاسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اور نیت کے وقت ہاتھ نہ اُٹھاؤ جیسے بعض مطوف کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔

(۵) میسر ہو سکے تو حجرِاسود پر دونوں ہتھیلیاں اور اُن کے بیچ میں مونھ رکھ کر یوں بوسہ دو کہ آواز نہ پیدا ہو، تین بار ایسا ہی کرو یہ نصیب ہو تو کمالِ سعادت ہے۔ یقیناً تمھارے محبوب ومولےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بوسہ دیا اور رُوئے اقدس اس پر رکھا۔ زہے خوش نصیبی کہ تمہارا مونھ وہاں تک پہنچے اور ہجوم کے سبب نہ ہو سکے تو نہ اَوروں کو ایذا دو، نہ آپ دبو کچلو بلکہ اس کے عوض ہاتھ سے چُھو کر اسے چوم لو اور ہاتھ نہ پہنچے تو لکڑی سے چُھو کر اسے چوم لو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اُس کی طرف اشارہ کرکے انھیں بوسہ دے لو، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مونھ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں یہی کیا کم ہے اور حجر کو بوسہ دینے یا ہاتھ یا لکڑی سے چُھو کر چوم لینے یا اشارہ کرکے ہاتھوں کو بوسہ دینے کو استلام کہتے ہیں۔ استلام کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَھِّرْلِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ .[2]

حدیث میں ہے، ''روزِ قیامت یہ پتھر اُٹھایا جائے گا، اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا، زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُسکا بوسہ دیا اور استلام کیا اُس کے لیے گواہی دے گا۔''

(۶) اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ۢ بِکَ وَتَصْدِیْقًا ۢ بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً ۢ بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو تو میرے لیے آسان کر اور اس کو مجھ سے قبول کر۔۱۲

2 ...... الٰہی! تو میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی۔۱۲

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُـہٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ .[1]

کہتے ہوئے دروازۂ کعبہ کی طرف بڑھو، جب حجر مبارک کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہولو۔ خانۂ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پرلے کریوں چلو کہ کسی کو ایذا نہ دو۔

(۷) پہلے تین پھیروں میں مرد **رمل** کرتا چلے یعنی جلد جلد چھوٹے قدم رکھتا، شانے ہلاتا جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں، نہ کُودتا نہ دوڑتا، جہاں زیادہ ہجوم ہو جائے اور رمَل میں اپنی یا دوسرے کی ایذا ہو تو اتنی دیر رمَل ترک کرے مگر رَمَل کی خاطر رُکے نہیں بلکہ طواف میں مشغول رہے پھر جب موقع مل جائے، تو جتنی دیر تک کے لیے ملے رَمَل کے ساتھ طواف کرے۔

(۸) طواف میں جس قدر خانۂ کعبہ سے نزدیک ہو بہتر ہے مگر نہ اتنا کہ پشتۂ دیوار پر جسم لگے یا کپڑا اور نزدیکی میں کثرت ہجوم کے سبب رمل نہ ہو سکے تو دُوری بہتر ہے۔

(۹) جب ملتزم کے سامنے آئے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّـارِ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْـتَـنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِـیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ بِخَیْرٍ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ لَـہُ الْمُلْکُ وَلَـہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ .[2]

اور جب رُکن عراقی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَلـلّٰھُـمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ .[3]

---

[1]...... اے اللہ (عزوجل)! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ (عزوجل) پر میں ایمان لایا اور بُت اور شیطان سے میں نے انکار کیا۔۱۲

[2]...... اے اللہ (عزوجل)! یہ گھر تیرا گھر ہے اور حرم تیرا حرم ہے اور امن تیری ہی امن ہے اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے تو مجھ کو جہنم سے پناہ دے۔ اے اللہ (عزوجل)! جو تو نے مجھ کو دیا مجھے اس پر قانع کردے اور میرے لیے اس میں برکت دے اور ہر غائب پر خیر کے ساتھ تو خلیفہ ہو جا۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لیے ملک ہے، اُسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔۱۲

[3]......اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شک اور شرک اور اختلاف ونفاق سے اور مال واہل واولاد میں واپس ہو کر بُری بات دیکھنے سے۔۱۲

اور جب میزابِ رحمت کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً لَّا اَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا [1]

اور جب رُکنِ شامی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ. [2]

(۱۰) جب رُکنِ یمانی کے پاس آؤ تو اسے دونوں ہاتھ یا دہنے سے تبرکاً چھوؤ، نہ صرف بائیں سے اور چاہو تو اُسے بوسہ بھی دو اور نہ ہو سکے تو یہاں لکڑی سے چھونا یا اشارہ کرکے ہاتھ چومنا نہیں اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. اور رُکنِ شامی یا عراقی کو چھونا یا بوسہ دینا کچھ نہیں۔

(۱۱) جب اس سے بڑھو تو یہ مُستجاب ہے جہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہیں گے وہی دعائے جامع پڑھو، یا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یا اپنے اور سب احباب و مسلمین اور اس حقیر ذلیل کی نیت سے صرف درود شریف پڑھے کہ یہ کافی و وافی ہے۔ دعائیں یاد نہ ہوں تو وہ اختیار کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وعدہ سے تمام دعاؤں سے بہتر و افضل ہے یعنی یہاں اور تمام مواقع میں اپنے لیے دعا کے بدلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا کرے گا تو اللہ (عزوجل) تیرے سب کام بنا دے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔'' [3]

(۱۲) طواف میں دعا یا درود شریف پڑھنے کے لیے رکو نہیں بلکہ چلتے میں پڑھو۔

(۱۳) دُعا و درود چلا چلا کر نہ پڑھو جیسے مطوف پڑھایا کرتے ہیں بلکہ آہستہ پڑھو اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

---

1 ......الٰہی! تو مجھ کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھ، جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں اور تیری ذات کے سوا کوئی باقی نہیں اور اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض سے مجھے خوش گوار پانی پلا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔۱۲

2 ......اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ کو بخش دے اور اُس کو وہ تجارت کر دے جو ہلاک نہ ہو، اے سینوں کی باتیں جاننے والے مجھ کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال۔۱۲

3 ......"جامع الترمذی"، ابواب صفة القيامة، ۲۳۔باب، الحديث: ۲۴۶۵، ج۴، ص۲۰۷.

(۱۴) اب جو چاروں طرف گھوم کر حجرِ اسود کے پاس پہنچا، یہ ایک پھیرا ہوا اور اس وقت بھی حجرِ اسود کو بوسہ دے یا وہی طریقے برتے بلکہ ہر پھیرے کے ختم پر یہ کرے۔ یوہیں سات پھیرے کرے مگر باقی پھیروں میں نیت کرنا نہیں کہ نیت تو شروع میں ہو چکی اور رمل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے، باقی چار میں آہستہ بغیر شانہ ہلائے معمولی چال چلے۔

(۱۵) جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں آخر میں پھر حجرِ اسود کو بوسہ دے یا وہی طریقے ہاتھ یا لکڑی کے برتے اس طواف کو طواف قُدوم کہتے ہیں یعنی حاضری دربار کا مجرا۔ یہ باہر والوں کے لیے مسنون ہے یعنی ان کے لیے جو میقات کے باہر سے آئے ہیں، مکہ والوں یا میقات کے اندر کے رہنے والوں کے لیے یہ طواف نہیں ہاں اگر مکہ والا میقات سے باہر گیا تو اسے بھی طوافِ قدوم مسنون ہے۔

(طواف کے مسائل)

مسئلہ۱: طواف میں نیت فرض ہے، بغیر نیت طواف نہیں مگر یہ شرط نہیں کہ کسی معین طواف کی نیت کرے بلکہ ہر طواف مطلق نیتِ طواف سے ادا ہو جاتا ہے بلکہ جس طواف کو کسی وقت میں معین کر دیا گیا ہے، اگر اس وقت کسی دوسرے طواف کی نیت سے کیا تو یہ دوسرا نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا جو معین ہے۔ مثلاً عمرہ کا احرام باندھ کر باہر سے آیا اور طواف کیا تو یہ عمرہ کا طواف ہے اگرچہ نیت میں یہ نہ ہو۔ یوہیں حج کا احرام باندھ کر باہر والا آیا اور طواف کیا تو طوافِ قدوم ہے یا قِران کا احرام باندھ کر آیا اور دو طواف کیے تو پہلا عمرہ کا ہے، دوسرا طوافِ قدوم یا دسویں تاریخ کو طواف کیا تو طوافِ زیارت ہے، اگرچہ ان سب میں نیت کسی اور کی ہو۔[1] (منسک)

مسئلہ۲: یہ طریقہ طواف کا جو مذکور ہوا اگر کسی نے اس کے خلاف طواف کیا مثلاً بائیں طرف سے شروع کیا کہ کعبہ معظّمہ طواف کرنے میں سیدھے ہاتھ کو رہا یا کعبہ معظّمہ کو مونھ یا پیٹھ کر کے آڑا آڑا طواف کیا یا حجرِ اسود سے شروع نہ کیا تو جب تک مکۂ معظّمہ میں ہے اس طواف کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا اور وہاں سے چلا آیا تو دَم واجب ہے۔ یوہیں حطیم کے اندر سے طواف کرنا ناجائز ہے لہٰذا اس کا بھی اعادہ کرے۔ چاہیے تو یہ کہ پورے ہی طواف کا اعادہ کرے اور اگر صرف حطیم کا سات بار طواف کر لیا کہ رُکنِ عراقی سے رُکنِ شامی تک حطیم کے باہر باہر گیا اور واپس آیا، یوہیں سات بار کر لیا تو بھی کافی ہے اور اس صورت میں افضل یہ ہے کہ حطیم کے باہر باہر واپس آئے اور اندر سے واپس ہوا جب بھی جائز ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط"، (انواع الاطوفة و احكامها)، ص۱۴۵.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في دخول مكة، ج۳، ص۵۷۹.

مسئلہ ۳: طواف سات پھیروں پرختم ہوگیا، اب اگر آٹھواں پھیرا جان بوجھ کر قصداً شروع کر دیا تو یہ ایک جدید طواف شروع ہوا، اسے بھی اب سات پھیرے کر کے ختم کرے۔ یوہیں اگر محض وہم ووسوسہ کی بنا پر آٹھواں پھیرا شروع کیا کہ شاید ابھی چھ ہی ہوئے ہوں جب بھی اسے سات پھیرے کر کے ختم کرے۔ ہاں اگر اس آٹھویں کو ساتواں گمان کیا بعد میں معلوم ہوا کہ سات ہو چکے ہیں تو اسی پرختم کردے سات پورے کرنے کی ضرورت نہیں۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: طواف کے پھیروں میں شک واقع ہوا کہ کتنے ہوئے تو اگر طواف فرض یا واجب ہے تو اب سے سات پھیرے کرے اور اگر کسی ایک عادل شخص نے بتادیا کہ اتنے پھیرے ہوئے تو اُس کے قول پر عمل کر لینا بہتر ہے اور دو عادل نے بتایا تو ان کے کہے پر ضرور عمل کرے اور اگر طواف فرض یا واجب نہیں ہے تو غالب گمان پر عمل کرے۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طوافِ کعبۂ معظّمہ مسجد الحرام شریف کے اندر ہوگا اگر مسجد کے باہر سے طواف کیا نہ ہوا۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۶: جو ایسا بیمار ہے کہ خود طواف نہیں کر سکتا اور سو رہا ہے اُس کے ہمراہیوں نے طواف کرایا، اگر سونے سے پہلے حکم دیا تھا تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مریض نے اپنے ساتھیوں سے کہا، مزدور لا کر مجھے طواف کرادو پھر سو گیا، اگر فوراً مزدور لا کر طواف کرادیا تو ہو گیا اور اگر دوسرے کام میں لگ گئے، دیر میں مزدور لائے اور سوتے میں طواف کرایا تو نہ ہوا مگر مزدوری بہر حال لازم ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مریض کو طواف کرایا اور اپنے طواف کی بھی نیت ہے تو دونوں کے طواف ہو گئے اگرچہ دونوں کے دو قسم کے طواف ہوں۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: طواف کرتے کرتے نمازِ جنازہ یا نمازِ فرض یا نیا وضو کرنے کے لیے چلا گیا تو واپس آ کر اُسی پہلے طواف پر بِنا کرے یعنی جتنے پھیرے رہ گئے ہوں انھیں کر لے طواف پورا ہو جائے گا، سرے سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں اور سرے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨١.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، فصل في المتفرقات، ج١، ص٢٣٦.

5 ...... المرجع السابق۔

6 ......المرجع السابق۔

سے کیا جب بھی حرج نہیں اور اس صورت میں اس پہلے کو پورا کرنا ضرور نہیں اور بِنا کی صورت میں جہاں سے چھوڑا تھا، وہیں سے شروع کرے حجرِ اسود سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب اس وقت ہے جب کہ پہلے چار پھیرے سے کم کیے تھے اور اگر چار پھیرے یا زیادہ کیے تھے تو بِنا ہی کرے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: طواف کر رہا تھا کہ جماعت قائم ہوئی اور جانتا ہے کہ پھیرا پورا کرے گا تو رکعت جاتی رہے گی، یا جنازہ آگیا ہے انتظار نہ ہوگا تو وہیں سے چھوڑ کر نماز میں شریک ہوجائے اور بلاضرورت چھوڑ کر چلا جانا مکروہ ہے مگر طواف باطل نہ ہوگا یعنی آکر پورا کرلے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: معذور طواف کر رہا ہے چار پھیروں کے بعد وقتِ نماز جاتا رہا تو اب اسے حکم ہے کہ وضو کر کے طواف کرے کیونکہ وقتِ نماز خارج ہونے سے معذور کا وضو جاتا رہتا ہے اور بغیر وضو طواف حرام اب وضو کرنے کے بعد جو باقی ہے پورا کرے اور چار پھیروں سے پہلے وقت ختم ہوگیا جب بھی وضو کر کے باقی کو پورا کرے اور اس صورت میں افضل یہ ہے کہ سرے سے کرے۔[3] (منسک)

مسئلہ ۱۲: رَمَل صرف تین پہلے پھیروں میں سنت ہے ساتوں میں کرنا مکروہ لہٰذا اگر پہلے میں نہ کیا تو صرف دوسرے اور تیسرے میں کرے اور پہلے تین میں نہ کیا تو باقی چار میں نہ کرے، اگر بھیڑ کی وجہ سے رَمَل کا موقع نہ ملے تو رَمَل کی خاطر نہ رکے، بلا رَمَل طواف کرلے اور جہاں جہاں موقع ہاتھ آئے اُتنی دور رمل کرلے اور اگر ابھی شروع نہیں کیا ہے اور جانتا ہے کہ بھیڑ کی وجہ سے رَمَل نہ کرسکے گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ ٹھہرنے سے موقع مل جائے گا تو انتظار کرے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: رَمَل اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہو، لہٰذا اگر طوافِ قدوم کے بعد کی سعی طوافِ زیارت تک مؤخر کرے تو طوافِ قدوم میں رَمَل نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: طواف کے ساتوں پھیروں میں اِضطباع سنت ہے اور طواف کے بعد اِضطباع نہ کرے، یہاں تک کہ طواف کے بعد کی نماز میں اگر اِضطباع کیا تو مکروہ ہے اور اِضطباع صرف اُسی طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو اور اگر طواف

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.

3 ...... "المسلك المتقسط"، (انواع الاطوفة و احكامها، فصل فى مسائل شتى)، ص١٦٧.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٣.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٦.

کے بعد سعی نہ ہو تو اِضطباع بھی نہیں۔[1] (منسک)

میں نے بعض مطوف کو دیکھا کہ حجّاج کو وقتِ احرام سے ہدایت کرتے ہیں کہ اِضطباع کیے رہیں، یہاں تک کہ نماز احرام میں اِضطباع کیے ہوئے تھے حالانکہ نماز میں مونڈھا کھلا رہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵: طواف کی حالت میں خصوصیت کے ساتھ ایسی باتوں سے پرہیز رکھے جنھیں شرعِ مطہر پسند نہیں کرتی۔ امرد اور عورتوں کی طرف بُری نگاہ نہ کرے، کسی میں اگر کچھ عیب ہو یا وہ خراب حالت میں ہو تو نظرِ حقارت سے اُسے نہ دیکھے بلکہ اُسے بھی نظرِ حقارت سے نہ دیکھے، جو اپنی نادانی کے سبب ارکان ٹھیک ادا نہیں کرتا بلکہ ایسے کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھا دے۔

(نمازِ طواف)

(۱۶) طواف کے بعد **مقامِ ابراہیم** میں آکر آیۂ کریمہ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ﴾[2] پڑھ کر دو رکعت طواف پڑھے اور یہ نماز واجب ہے پہلی میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے بشرطیکہ وقتِ کراہت مثلاً طلوع صبح سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نمازِ عصر کے بعد غروب تک نہ ہو، ورنہ وقتِ کراہت نکل جانے پر پڑھے۔ حدیث میں ہے: ''جو مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور قیامت کے دن امن والوں میں محشور ہوگا۔''[3] یہ رکعتیں پڑھ کر دعا مانگے۔ یہاں حدیث میں ایک دعا ارشاد ہوئی، جس کے فائدوں کی عظمت اس کا لکھنا ہی چاہتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًی مِّنَ الْمَعِیْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .[4]

---

1 ...... المسلك المتقسط''، (فصل فی صفة الشروع فی الطواف)، ص۱۲۹.

2 ......پ ۱، البقرۃ: ۱۲۵۔ ترجمہ: اور مقام ابراہیم سے نماز کی جگہ بناؤ۔

3 ......

4 ......اے اللہ (عزوجل)! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تو میری معذرت کو قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے، میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے تو اسے جانتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اُس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تاکہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لیے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اُس پر راضی رہوں، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! ۱۲۔

حدیث میں ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جو یہ دعا کرے گا میں اس کی خطا بخش دوں گا، غم دور کروں گا، محتاجی اُس سے نکال لوں گا، ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا، دنیا ناچار و مجبور اُس کے پاس آئے گی اگرچہ وہ اُسے نہ چاہے۔'' [1]
اس مقام پر بعض اور دعائیں مذکور ہیں مثلاً **اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا بَلَدُکَ الْحَرَامُ وَ مَسْجِدُکَ الْحَرَامُ وَبَیْتُکَ الْحَرَامُ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ اَتَیْتُکَ بِذُنُوْبٍ کَثِیْرَۃٍ وَّخَطَایَا جُمَّۃٍ وَّ اَعْمَالٍ سَیِّئَۃٍ وَّھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** . [2]

مسئلہ ۱۶: اگر بھیڑ کی وجہ سے مقامِ ابراہیم میں نماز نہ پڑھ سکے تو مسجد شریف میں کسی اور جگہ پڑھ لے اور مسجد الحرام کے علاوہ کہیں اور پڑھی جب بھی ہو جائے گی۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مقامِ ابراہیم کے بعد اس نماز کے لیے سب سے افضل کعبۂ معظّمہ کے اندر پڑھنا ہے پھر حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے اس کے بعد حطیم میں کسی اور جگہ پھر کعبۂ معظّمہ سے قریب تر جگہ میں پھر مسجد الحرام میں کسی جگہ پھر حرم مکّہ کے اندر جہاں بھی ہو۔ [4] (لباب)

مسئلہ ۱۸: سنت یہ ہے کہ وقتِ کراہت نہ ہو تو طواف کے بعد فوراً نماز پڑھے، بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور اگر نہ پڑھی تو عمر بھر میں جب پڑھے گا، ادا ہی ہے قضا نہیں مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی۔ [5] (منسک)

مسئلہ ۱۹: فرض نماز ان رکعتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ [6] (عالمگیری)

(ملتزم سے لپٹنا)

(۱۷) نماز و دعا سے فارغ ہو کر **ملتزم** کے پاس جائے اور قریبِ حجر اُس سے لپٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور کبھی دہنا

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، ص١٣٨. "تاريخ دمشق" لابن عساكر، ج٧، ص ٤٣١. "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٤١.

2 ...... اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا عزت والا شہر ہے اور تیری عزّت والی مسجد ہے اور تیرا عزّت والا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہوں بہت سے گناہوں اور بڑی خطاؤں اور بُرے اعمال کے ساتھ تیرے حضور حاضر ہوا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں عافیت دے اور ہم سے معاف کر اور ہم کو بخش دے، بیشک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٦.

4 ...... "لباب المناسك" للسندي، ص ١٥٦.

5 ...... "المسلك المتقسط"، (فصل في ركعتي الطواف)، ص١٥٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٦.

رخسارہ اور کبھی بایاں اور کبھی رخسارا اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کرکے دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ دروازۂ کعبہ اور بایاں حجرِ اسود کی طرف پھیلائے، یہاں کی دعا یہ ہے:

یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ .[1]

حدیث میں فرمایا: ''جب میں چاہتا ہوں جبریل کو دیکھتا ہوں کہ مُلتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں۔''[2]

نہایت خضوع وخشوع وعاجزی وانکسار کے ساتھ دعا کرے اور درودشریف بھی پڑھے اور اس مقام کی ایک دعا یہ بھی ہے:

اِلٰهِیْ وَقَفْتُ بِبَابِکَ وَالْتَزَمْتُ بِاَعْتَابِکَ اَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَاَخْشٰی عِقَابَکَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَجَسَدِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰهُمَّ کَمَا صُنْتَ وَجْهِیْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَیْرِکَ فَصُنْ وَجْهِیْ عَنْ مَسْأَلَةِ غَیْرِکَ اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ

یَا کَرِیْمُ یَا غَفَّارُ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَاکْفِنَا کُلَّ سُوْٓءٍ وَّقَنِّعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَکْرَمِ وَفْدِکَ عَلَیْکَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نِعْمَائِکَ وَاَفْضَلُ صَلَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَآئِکَ وَجَمِیْعِ رُسُلِکَ وَاَصْفِیَآئِکَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَآئِکَ .[3]

---

1 ......اے قدرت والے! اے بزرگ! تو نے مجھے جو نعمت دی، اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔۱۲

2 ......"الفتاوی الرضویة"، ج ۱۰، ص ۷۴۲.

3 ......الٰہی! میں تیرے دروازہ پر کھڑا ہوں اور تیرے آستانہ سے چپٹا ہوں تیری رحمت کا امیدوار اور تیرے عذاب سے ڈرنے والا، اے اللہ (عزوجل)! میرے بال اور جسم کو جہنم پر حرام کردے، اے اللہ (عزوجل)! جس طرح تو نے میرے چہرہ کو اپنے غیر کے لیے سجدہ کرنے سے محفوظ رکھا اسی طرح اس سے محفوظ رکھ کہ تیرے غیر سے سوال کروں، اے اللہ (عزوجل)! اے اس آزاد گھر کے مالک! تو ہماری گردنوں کو اور ہمارے باپ، دادا اور ہماری ماؤں کی گردنوں کو جہنم سے آزاد کردے۔

اے کریم! اے بخشنے والے! اے غالب! اے جبار! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! اے اس آزاد گھر کے مالک! ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد کر اور شیطان مردُود سے ہم کو پناہ دے اور ہر بُرائی سے ہماری کفایت کر اور جو کچھ تو نے دیا اُس پر قانع کر اور جو دیا اس میں برکت دے اور اپنے عزّت والے وفد میں ہم کو کردے، الٰہی! تیرے ہی لیے حمد ہے تیری نعمتوں پر اور افضل دُرود انبیا کے سردار پر اور تیرے تمام رسولوں اور برگزیدہ لوگوں پر اور اُن کی آل و اصحاب اور تیرے اولیاء پر۔۱۲

مسئلہ ۲۰: ملتزم کے پاس نمازِ طواف کے بعد آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہے اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے مُلتَزَم سے لپٹے پھر مقامِ ابراہیم کے پاس جا کر دو۲ رکعت نماز پڑھے۔[1] (منسک)

(زَم زَم کی حاضری)

(۱۸) پھر زم زم پر آؤ اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچو، ورنہ بھرنے والوں سے لے لو اور کعبہ کو مونھ کر کے تین سانسوں میں پیٹ بھر کر جتنا پیا جائے کھڑے ہو کر پیو، ہر بار بِسْمِ اللہِ سے شروع کرو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر ختم اور ہر بار کعبۂ معظّمہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھ لو، باقی بدن پر ڈال لو یا مونھ اور سر اور بدن پر اس سے مسح کر لو اور پیتے وقت دعا کرو کہ قبول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''زم زم جس مراد سے پیا جائے اُسی کے لیے ہے۔'' [2] اس وقت کی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلاً مُّتَقَبَّلاً وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ . [3]

یا وہی دعائے جامع پڑھو اور حاضری مکہ معظّمہ تک تو بارہا پینا نصیب ہوگا، کبھی قیامت کی پیاس سے بچنے کو پیو، کبھی عذاب قبر سے محفوظی کو، کبھی محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھنے کو، کبھی وسعتِ رزق، کبھی شفائے امراض، کبھی حصولِ علم وغیرہا خاص خاص مُرادوں کے لیے پیو۔

(۱۹) وہاں جب پیو پیٹ بھر کر پیو۔ حدیث میں ہے: ''ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ وہ زمزم کوکھ بھر نہیں پیتے۔'' [4]

(۲۰) چاہِ زمزم کے اندر نظر بھی کرو کہ بحکمِ حدیث دافعِ نفاق ہے۔[5]

(صَفا و مروہ کی سَعی)

(۲۱) اب اگر کوئی عذر تکان وغیرہ کا نہ ہو تو ابھی، ورنہ آرام لے کر صفا مروہ میں سعی کے لیے پھر حجرِ اسود کے پاس آؤ اور اسی طرح تکبیر وغیرہ کہہ کر چومو اور نہ ہو سکے تو اس کی طرف مونھ کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اور

---

1 ...... ''المسلك المتقسط''، (فصل في صفة الشروع في الطواف)، ص۱۳۸.

2 ......''سنن ابن ماجة''، كتاب الناسك، باب الشرب من زم زم، الحديث: ۳۰۶۲، ج۳، ص ۴۹۰.

3 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ رزق اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔۱۲

4 ...... ''سنن ابن ماجه''، كتاب المناسك ،باب الشرب من زمزم ، الحديث: ۳۰۶۱، ج۳، ص۴۸۹.

5 ......''الفتاوى الرضوية''،ج۱۰،ص۷۴۲.

درود پڑھتے ہوئے **فوراً باب صفا** سے جانب صفا روانہ ہو، دروازۂ مسجد سے بایاں پاؤں پہلے نکالو اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالو اور یہ ادب ہر مسجد سے آتے ہوئے ہمیشہ ملحوظ رکھو اور وہی دعا پڑھو، جو مسجد سے نکلتے وقت پڑھنے کے لیے مذکور ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۱: بغیر عذر اس وقت سعی نہ کرنا مکروہ ہے کہ خلافِ سنت ہے۔

مسئلہ ۲۲: جب طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو واپس آکر حجرِ اسود کا استلام کر کے سعی کو جائے اور سعی نہ کرنی ہو تو استلام کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: سعی کے لیے بابِ صفا سے جانا مستحب ہے اور یہی آسان بھی ہے اور اگر کسی دوسرے دروازہ سے جائے گا جب بھی سعی ادا ہو جائے گی۔

(۲۲) ذکر و درود میں مشغول صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھو کہ کعبۂ معظّمہ نظر آئے اور یہ بات یہاں پہلی ہی سیڑھی پر چڑھنے سے حاصل ہے یعنی اگر مکان اور دیواریں درمیان میں نہ ہوتیں تو کعبۂ معظّمہ یہاں سے نظر آتا، اس سے اوپر چڑھنے کی حاجت نہیں بلکہ مذہبِ اہلِ سنت و جماعت کے خلاف اور بدمذہبوں اور جاہلوں کا فعل ہے کہ بالکل اوپر کی سیڑھی تک چڑھ جاتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے یہ پڑھو:

اَبۡدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ o﴾ [2]

پھر کعبۂ معظّمہ کی طرف مونھ کر کے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اُٹھاؤ اور اتنی دیر تک ٹھہرو جتنی دیر میں مفصل کی کوئی سورت یا سورۂ بقرہ کی پچیس آیتوں کی تلاوت کی جائے اور تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود پڑھو اور اپنے لیے اور اپنے دوستوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کرو کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے، یہاں بھی دعائے جامع پڑھو اور یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْ لَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج ١، ص ٢٢٦.

2 ...... میں اس سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ (عزوجل) نے پہلے ذکر کیا۔ ''بے شک صفا و مروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر ان کے طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام کرے تو بیشک اللہ (عزوجل) بدلہ دینے والا، جاننے والا ہے۔'' ۱۲

الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّا ہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ .

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ط یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ اَللّٰهُمَّ کَمَا هَدَیْتَنِیْ لِلْاِسْلَامِ اَسْأَلُکَ اَنْ لَّا تَنْزِعَہٗ مِنِّیْ حَتّٰی تَوَفَّانِیْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ .

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ عَلٰی سُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاَعِذْنِیْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ یُّحِبُّکَ وَیُحِبُّ رَسُوْلَکَ وَاَنْبِیَآ ئَکَ وَمَلٰئِکَتَکَ وَعِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ اَللّٰهُمَّ یَسِّرْلِیَ الْیُسْرٰی وَجَنِّبْنِیَ الْعُسْرٰی اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ عَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ وَاغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلاً وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّنَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّدِیْنًا قَیِّمًا وَّنَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّۃٍ وَّنَسْئَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَۃِ وَنَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَنَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ وَنَسْئَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضَا نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ الْغَافِلُوْنَ . [1]

---

1 ...... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو ہدایت کی، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو دیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو الہام کیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہم کو اس کی ہدایت کی اور اگر اللہ (عزوجل) ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے مُلک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے مرتا نہیں، اُسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور اپنے لشکر کو غالب کیا اور کافروں کی جماعتوں کو تنہا اس نے شکست دی۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

اللہ (عزوجل) کی پاکی ہے شام و صبح اور اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت، وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے، الٰہی! تو نے جس طرح مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے مجھ سے جُدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسلام پر موت دے، اللہ (عزوجل) کے لیے پاکی ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے حمد ہے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے جو برتر و بزرگ ہے۔ الٰہی! تو مجھ کو اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کی ملت پر وفات دے اور فتنہ کی گمراہیوں سے بچا، الٰہی! تو مجھ کو ان لوگوں =

دعا میں ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں، نہ اس طرح جیسا بعض جاہل ہتھیلیاں کعبۂ معظّمہ کی طرف کرتے ہیں اور اکثر مطوف ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، یو ہیں تین بار کرتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے بلکہ ایک بار دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور جب تک دعا مانگے اُٹھائے رہے، جب ختم ہوجائے ہاتھ چھوڑ دے پھر سعی کی نیت کرے، اس کی نیت یوں ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ۔

(۲۳) پھر صفا سے اُتر کر مروہ کو چلے ذکر ودرود برابر جاری رکھے، جب پہلا **میل** آئے (اور یہ صفا سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے کہ بائیں ہاتھ کو سبز رنگ کا میل مسجد شریف کی دیوار سے متصل ہے) یہاں سے مرد دوڑنا شروع کریں (مگر نہ حد سے زائد، نہ کسی کو ایذا دیتے) یہاں تک کہ دوسرے **سبز میل** سے نکل جائیں۔ یہاں کی دعا یہ ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ ط وَتَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ط اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ (1)

(۲۴) دوسرے میل سے نکل کر آہستہ ہولو اور یہ دعا بار بار پڑھتے ہوئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔ مروہ تک پہنچو یہاں پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے مروہ پر چڑھنا ہوگیا لہٰذا بالکل دیوار سے متصل نہ ہوجائے کہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے یہاں بھی اگرچہ عمارتیں بن جانے سے کعبہ نظر نہیں آتا مگر کعبہ کی طرف مونھ کر کے جیسا صفا پر

= میں کر جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیرے رسول وانبیاء وملائکہ اور نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ الٰہی! میرے لیے آسانی میسر کر اور مجھے سختی سے بچا، الٰہی! اپنے رسول محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت پر مجھ کو زندہ رکھ اور مسلمان مار اور نیکوں کے ساتھ ملا اور جنت النعیم کا وارث کر اور قیامت کے دن میری خطا بخش دے۔ الٰہی! تجھ سے ایمان کامل اور قلبِ خاشع کا ہم سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے علمِ نافع اور یقینِ صادق اور دینِ مستقیم کا سوال کرتے ہیں اور ہر بلا سے عفووعافیت کا سوال کرتے ہیں اور پوری عافیت اور عافیت کی ہمیشگی اور عافیت پر شکر کا سوال کرتے ہیں اور آدمیوں سے بے نیازی کا سوال کرتے ہیں۔ الٰہی! تو درود وسلام وبرکت نازل کر ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی آل واصحاب پر بقدر شمار تیری مخلوق اور تیری رضا اور ہموزن تیرے عرش کے اور بقدر درازی تیرے کلمات کے جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب تک غافل تیرے ذکر سے غافل رہیں۔۱۲

(1) ......اے پروردگار! بخش اور رحم کر اور درگزر کر اُس سے جسے تو جانتا ہے اور تو اسے جانتا ہے جسے ہم نہیں جانتے، بیشک تو عزت وکرم والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو اسے حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور میرے والدین اور جمیع مؤمنین ومومنات کو بخش دے، اے دعاؤں کے قبول کرنے والے! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سُننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے رب! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو عذابِ جہنم سے بچا۔۱۲

کیا تھا تسبیح وتکبیر وحمد وثناو درود ودُعا یہاں بھی کرو یہ ایک پھیرا ہوا۔

(۲۵) پھر یہاں سے صفا کوذکرو دُرود اور دعائیں پڑھتے ہوئے جاؤ، جب سبز میل کے پاس پہنچو اُسی طرح دوڑو اور دونوں میلوں سے گزر کرآہستہ ہولو پھر آؤ پھر جاؤ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پرختم ہو اور ہر پھیرے میں اُسی طرح کرو اِس کا نام سعی ہے۔ دونوں میلوں کے درمیان اگر دوڑ کر نہ چلا یا صفا سے مروہ تک دوڑ کر گیا تو برا کیا کہ سنت ترک ہوئی، مگر دَم یا صدقہ واجب نہیں اور سعی میں اِضطباع نہیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے مِیلین کے درمیان دوڑنے سے عاجز ہے تو کچھ ٹھہر جائے کہ بھیڑ کم ہو جائے اور دوڑنے کا موقع مل جائے اور اگر کچھ ٹھہرنے سے ہجوم کم نہ ہوگا تو دوڑنے والوں کی طرح چلے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے جانور پرسوار ہو کر سعی کرتا ہے تو اس درمیان میں جانور کو تیز چلائے مگر اس کا خیال رہے کہ کسی کو ایذا نہ ہو کہ یہ حرام ہے۔

مسئلہ۲۴: اگر مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا پھیرا کہ مروہ سے صفا کو ہوا شمار نہ کیا جائے گا، اب کہ صفا سے مروہ کو جائے گا یہ پہلا پھیرا ہوا۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ۲۵: جوشخص احرام سے پہلے بیہوش ہوگیا ہے اور اُس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہے تو اُس کی طرف سے اُس کے ساتھی نیابۃً سعی کر سکتے ہیں۔[2] (منسک)

مسئلہ۲۶: سعی کے لیے شرط یہ ہے کہ پورے طواف یا طواف کے اکثر حصہ کے بعد ہو، لہٰذا اگر طواف سے پہلے یا طواف کے تین پھیرے کے بعد سعی کی تو نہ ہوئی اور سعی کے قبل احرام ہونا بھی شرط ہے، خواہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، احرام سے قبل سعی نہیں ہوسکتی اور حج کی سعی اگر وقوفِ عرفہ کے قبل کرے تو وقتِ سعی میں بھی احرام ہونا شرط ہے اور وقوف عرفہ کے بعد ہو تو سنت یہ ہے کہ احرام کھول چکا ہو اور عمرہ کی سعی میں احرام واجب ہے یعنی اگر طواف کے بعد سر مونڈا لیا پھر سعی کی تو سعی ہوگئی مگر چونکہ واجب ترک ہوا لہٰذا دَم واجب ہے۔[3] (لباب)

مسئلہ۲۷: سعی کے لیے طہارت شرط نہیں، حیض والی عورت اور **جُنب** بھی سعی کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۲۸: سعی میں پیدل چلنا واجب ہے جب کہ عذر نہ ہو، لہٰذا اگر سواری یا ڈولی وغیرہ پر سعی کی یا پاؤں سے نہ چلا بلکہ گھسٹتا ہوا گیا تو حالتِ عذر میں معاف ہے اور بغیر عذر ایسا کیا تو دَم واجب ہے۔[5] (لباب)

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۲۷.

2...... "المسلك المتقسط"، (باب سعی بين صفا و المروة، فصل في شرائط صحه السعی)، ص۱۷٤.

3...... "لباب المناسك"، ص۱۷٤.

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۲۷.

5...... "لباب المناسك"، (باب سعی بين صفا و المروة، فصل في واجباته)، ص۱۷۸.

مسئلہ ۲۹: سعی میں سترِ عورت سنت ہے یعنی اگرچہ ستر کا چھپانا فرض ہے مگر اس حالت میں فرض کے علاوہ سُنت بھی ہے کہ اگر ستر کھلا رہا تو اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں مگر ایک گناہ فرض کے ترک کا ہوا، دوسرا ترکِ سنت کا۔[1] (منسک)

(ایک ضروری نصیحت)

بعض عورتوں کو میں نے خود دیکھا ہے کہ نہایت بے باکی سے سعی کرتی ہیں کہ اُن کی کلائیاں اور گلا کُھلا رہتا ہے اور یہ خیال نہیں کہ مکہ معظّمہ میں معصیت کرنا نہایت سخت بات ہے کہ یہاں جس طرح ایک نیکی لاکھ کے برابر ہے۔ یوہیں ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر بلکہ یہاں تو یہاں کعبہ معظّمہ کے سامنے بھی وہ اسی حالت سے رہتی ہیں بلکہ اسی حالت میں طواف کرتے دیکھا، حالانکہ طواف میں ستر کا چھپانا علاوہ اُسی فرض دائمی کے واجب بھی ہے تو ایک فرض دوسرے واجب کے ترک سے دو گناہ کیے۔

وہ بھی کہاں بیتُ اللہ کے سامنے اور خاص طواف کی حالت میں بلکہ بعض عورتیں طواف کرنے میں خصوصاً حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں مردوں میں گُھس جاتی ہیں اور اُن کا بدن مردوں کے بدن سے مس ہوتا رہتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ پروا نہیں حالانکہ طواف یا بوسۂ حجرِ اسود وغیرہما ثواب کے لیے کیا جاتا ہے مگر وہ عورتیں ثواب کے بدلے گناہ مول لیتی ہیں لہٰذا ان امور کی طرف حجاج کو خصوصیت کیساتھ توجہ کرنی چاہیے اور ان کے ساتھ جو عورتیں ہوں انھیں بتاکید ایسی حرکات سے منع کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۰: مستحب یہ ہے کہ باوضو سعی کرے اور کپڑا بھی پاک ہو اور بدن بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو اور سعی شروع کرتے وقت نیت کرلے۔

مسئلہ ۳۱: مکروہ وقت نہ ہو تو سعی کے بعد دو رکعت نماز مسجد شریف میں جا کر پڑھنا بہتر ہے۔[2] (درمختار)

امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان، مطلب بن ابی وداعہ سے راوی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سعی سے فارغ ہوئے تو حجر کے سامنے تشریف لاکر حاشیۂ مطاف میں دو رکعت نماز پڑھی۔[3]

مسئلہ ۳۲: سعی کے ساتوں پھیرے پے در پے کرے، اگر متفرق طور پر کیے تو اعادہ کرے اور اب سے سات پھیرے کرے کہ پے در پے نہ ہونے سے سنت ترک ہوگئی، ہاں اگر سعی کرتے میں جماعت قائم ہوئی یا جنازہ آیا تو سعی چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو، بعد نماز جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے پوری کرلے۔[4] (عالمگیری)

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (باب سعی بين صفا و المروة، فصل في سننه)، ص١٧٩.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٨٩.

3 ...... "المسند" للإمام احمد، الحديث: ٢٧٣١٣، ج١٠، ٣٥٤.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٧.

مسئلہ ۳۳: سعی کی حالت میں فضول و بیکار باتیں سخت نازیبا ہیں کہ یہ تو ویسے بھی نہ چاہیے نہ کہ اس وقت کہ عبادت میں مشغول ہو، **واضح** ہو کہ عمرہ صرف انہیں افعال طواف وسعی کا نام ہے۔ قران وتمتع والے کے لیے یہی عمرہ ہوگیا اور اِفراد والے کے لیے یہ طواف **طوافِ قدوم** یعنی حاضری دربار کا مجرا۔

مسئلہ ۳۴: حج کرنے والا مکہ میں جانے سے پہلے عرفات میں پہنچا تو طوافِ قدوم ساقط ہوگیا مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی اور دَم وغیرہ واجب نہیں۔ [1] (جوہرہ، ردالمحتار)

(۲۶) **قارِن** یعنی جس نے قِران کیا ہے اس کے بعد طوافِ قدوم کی نیت سے ایک طواف وسعی اور بجالائے۔

(۲۷) قارِن اور **مُفرِد** یعنی جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، لبیک کہتے ہوئے مکہ میں ٹھہریں۔ اُن کی لبیک دسویں تاریخ رَمی جمرہ کے وقت ختم ہوگی اور اسی وقت احرام سے نکلیں گے جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آتا ہے مگر **متمتع** یعنی جس نے تمتع کیا ہے وہ اور **مُعتمِر** یعنی نِرا عمرہ کرنے والا شروع طوافِ کعبہ معظّمہ سے سنگ اسود شریف کا پہلا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دیں اور طواف وسعی مذکور کے بعد **حلق** کریں یعنی سارا سر مونڈا دیں یا **تقصیر** یعنی بال کتروائیں اور احرام سے باہر آئیں۔

(سر مونڈانا یا بال کتروانا)

عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے، وہ صرف ایک پورے برابر بال کتروالیں اور مردوں کو اختیار ہے کہ حلق کریں یا تقصیر اور بہتر حلق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حلق کرایا [2] اور سر مونڈانے والوں کے لیے دعائے رحمت تین بار فرمائی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار [3] اور اگر متمتع منٰی کی قربانی کے لیے جانور ساتھ لے گیا ہے تو عمرہ کے بعد احرام کھولنا اُسے جائز نہیں، بلکہ قارِن کی طرح احرام میں رہے اور لبیک کہا کرے یہاں تک کہ دسویں کی رَمی کے ساتھ لبیک چھوڑے پھر قربانی کے بعد حلق یا تقصیر کرکے احرام سے باہر ہو۔ پھر متمتع چاہے تو آٹھویں ذی الحجہ تک بے احرام رہے، مگر افضل یہ ہے کہ جلد حج کا احرام باندھ لے، اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں احرام کی قیدیں نہ نبھیں گی۔

(۲۸) **تنبیہ:** طوافِ قدوم میں اِضطباع و رَمَل اور اس کے بعد صفا، مروہ میں سعی ضرور نہیں مگر اب نہ کرے گا تو طوافِ زیارت میں کہ حج کا طواف فرض ہے، جس کا ذکر ان شاء اللہ آتا ہے یہ سب کام کرنے ہوں گے اور اس وقت ہجوم بہت ہوتا ہے، عجب نہیں کہ طواف میں رَمَل اور مَسعیٰ میں دوڑنا نہ ہوسکے اور اُس وقت ہو چکا تو اِس طواف میں ان چیزوں کی حاجت نہ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، الجزء الأوّل، كتاب الحج، ص٢٠٩. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٥.

2 ......"صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب حجة الوداع، الحديث: ٤٤١٠، ج٣، ص١٤٢.

3 ......"صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الاحلال، الحديث: ١٧٢٨، ج١، ص٥٧٤.

ہوگی لہٰذا ہم نے ان کو مطلقاً ترکیب میں داخل کردیا۔

(۲۹) مُفرِد وقارِن تو حج کے رَمَل وسعی سے طوافِ قدوم میں فارغ ہولیے مگر مُتَمتِّع نے جو طواف وسعی کیے وہ عمرہ کے تھے، حج کے رَمَل وسعی اس سے ادا نہ ہوئے اور اُس پر طوافِ قدوم ہے نہیں کہ قارِن کی طرح اس میں یہ امور کرکے فراغت پالے لہٰذا اگر وہ بھی پہلے سے فارغ ہولینا چاہے، تو جب حج کا احرام باندھے اس کے بعد ایک نفل طواف میں رمل وسعی کرلے اب اسے بھی طوافِ زیارت میں ان امور کی حاجت نہ ہوگی۔

(ایّام اقامت میں کیا کریں)

(۳۰) اب یہ سب حجاج (قارِن، متمتع، مُفرِد کوئی ہو) کہ منٰی کے جانے کے لیے مکہ معظّمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کررہے ہیں، ایامِ اقامت میں جس قدر ہوسکے نرا طواف بغیر اِضطباع ورمل وسعی کرتے رہیں کہ باہر والوں کے لیے یہ سب سے بہتر عبادت ہے اور ہر سات پھیروں پر مقامِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں دو رکعت نماز پڑھیں۔

(۳۱) زیادہ احتیاط یہ ہے کہ عورتوں کو طواف کے لیے شب کے دس گیارہ بجے جب ہجوم کم ہولے جائیں۔ یوہیں صفا ومروہ کے درمیان سعی کے لیے بھی۔

(۳۲) عورتیں نماز فرودگاہ[1] ہی میں پڑھیں۔ نمازوں کے لیے جو دونوں مسجد کریم میں حاضر ہوتی ہیں جہالت ہے کہ مقصود ثواب ہے اور خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عورت کو میری مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب گھر میں پڑھنا ہے۔''[1] ہاں عورتیں مکہ معظّمہ میں روزانہ ایک بار رات میں طواف کرلیا کریں اور مدینہ طیبہ میں صبح وشام صلاۃ وسلام کے لیے حاضر ہوتی رہیں۔

(۳۳) اب یا منٰی سے واپسی کے بعد جب کبھی رات ودن میں جتنی بار کعبہ معظّمہ پر نظر پڑے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار کہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرود بھیجیں اور دعا کریں کہ وقت قبول ہے۔

(طواف میں یہ باتیں حرام ہیں)

(۳۴) طواف اگرچہ نفل ہو اس میں یہ باتیں حرام ہیں:

① بے وضو طواف کرنا۔

---

1 ......یعنی قیام گاہ۔

۲ کوئی عضو جوستر میں داخل ہے اس کا چہارم کھلا ہونا مثلاً ران یا آزاد عورت کا کان یا کلائی۔

۳ بے مجبوری سواری پر یا کسی کی گود میں یا کندھوں پر طواف کرنا۔

۴ بلا عذر بیٹھ کر سرکنا یا گھٹنوں چلنا۔

۵ کعبہ کو دہنے ہاتھ پر لے کر الٹا طواف کرنا۔

۶ طواف میں حطیم کے اندر ہو کر گزرنا۔

۷ سات پھیروں سے کم کرنا۔[1]

(طواف میں یہ ۱۵ باتیں مکروہ ھیں)

(۳۵) یہ باتیں طواف میں مکروہ ہیں:

۱ فضول بات کرنا۔

۲ بیچنا۔

۳ خریدنا۔

۴ حمد و نعت و منقبت کے سوا کوئی شعر پڑھنا۔

۵ ذکر یا دعا یا تلاوت یا کوئی کلام بُلند آواز سے کرنا۔

۶ ناپاک کپڑے میں طواف کرنا۔

۷ رَمَل، یا ۸ اضطباع، یا ۹ بوسۂ سنگِ اسود جہاں جہاں ان کا حکم ہے ترک کرنا۔

۱۰ طواف کے پھیروں میں زیادہ فصل دینا یعنی کچھ پھیرے کر لیے پھر دیر تک ٹھہر گئے یا اور کسی کام میں لگ گئے باقی پھیرے بعد کو کیے مگر وضو جاتا رہے تو کر آئے یا جماعت قائم ہوئی اور اُس نے ابھی نماز نہ پڑھی تو شریک ہو جائے بلکہ جنازہ کی نماز میں بھی طواف چھوڑ کر مل سکتا ہے باقی جہاں سے چھوڑا تھا آ کر پورا کر لے۔ یوہیں پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہو تو چلا جائے وضو کر کے باقی پورا کرے۔

۱۱ ایک طواف کے بعد جب تک اس کی رکعتیں نہ پڑھ لے دوسرا طواف شروع کر دینا مگر جب کہ کراہت نماز کا وقت ہو جیسے صبح صادق سے بلندی آفتاب تک یا نماز عصر پڑھنے کے بعد سے غروب آفتاب تک کہ اس میں متعدد طواف بے فصل

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج ۱۰، ص ۷٤٤، وغیرہ.

نماز جائز ہیں۔ وقت کراہت نکل جائے تو ہر طواف کے لیے دو رکعت ادا کرے اور اگر بھول کر ایک طواف کے بعد بغیر نماز پڑھے دوسرا طواف شروع کر دیا تو اگر ابھی ایک پھیرا پورا نہ کیا ہو تو چھوڑ کر نماز پڑھے اور پورا پھیرا کر لیا ہے تو اس طواف کو پورا کر کے نماز پڑھے۔

⑫ خطبۂ امام کے وقت طواف کرنا۔

⑬ جماعت فرض کے وقت کرنا، ہاں اگر خود پہلی جماعت میں پڑھ چکا ہے تو باقی جماعتوں کے وقت طواف کرنے میں حرج نہیں اور نمازیوں کے سامنے گزر بھی سکتا ہے کہ طواف بھی نماز ہی کی مثل ہے۔

⑭ طواف میں کچھ کھانا۔

⑮ پیشاب پاخانہ یا ریح کے تقاضے میں طواف کرنا۔[1]

(یہ باتیں طواف و سَعی دونوں میں جائز ھیں)

(۳۶) یہ باتیں طواف وسعی دونوں میں مباح ہیں:

① سلام کرنا۔

② جواب دینا۔

③ حاجت کے لیے کلام کرنا۔

④ فتویٰ پوچھنا۔

⑤ فتویٰ دینا۔

⑥ پانی پینا۔

⑦ حمد ونعت ومنقبت کے اشعار آہستہ پڑھنا اور سعی میں کھانا بھی کھا سکتا ہے۔[2]

(سَعی میں یہ باتیں مکروہ ھیں)

(۳۷) سعی میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١٠، ص٧٤٤، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج١٠، ص٧٤٥، وغيره.

① بے حاجت اس کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا مگر جماعت قائم ہو تو چلا جائے۔ یوہیں شرکت جنازہ یا قضائے حاجت یا تجدیدِ وضو کو جانا اگرچہ سعی میں وضو ضرور نہیں۔

②③ خرید و فروخت۔

④ فضول کلام۔

⑤⑥ صفا یا مروہ پر نہ چڑھنا۔

⑦ مرد کا مَسعٰی میں بلاعُذر نہ دوڑنا۔

⑧ طواف کے بعد بہت تاخیر کر کے سعی کرنا۔

⑨ ستر عورت نہ ہونا۔

⑩ پریشان نظری یعنی ادھر اُدھر فضول دیکھنا سعی میں بھی مکروہ ہے اور طواف میں اور زیادہ مکروہ۔[1]

(طواف و سَعی کے مسائل میں مرد و عورت کے فرق)

(۳۸) طواف و سَعی کے سب مسائل میں عورتیں بھی شریک ہیں مگر ① اِضطباع، ② رَمَل، ③ مَسعٰی میں دوڑنا، یہ تینوں باتیں عورتوں کے لیے نہیں۔ ④ مزاحمت کے ساتھ بوسۂ سنگِ اسود یا ⑤ رُکنِ یمانی کو چھونا یا ⑥ کعبہ سے قریب ہونا یا ⑦ زمزم کے اندر نظر کرنا یا ⑧ خود پانی بھرنے کی کوشش کرنا، یہ باتیں اگر یوں ہوسکیں کہ نامحرم سے بدن نہ چھوئے تو خیر، ورنہ الگ تھلگ رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے۔[2]

منیٰ کی روانگی اور عرفہ کا وقوف

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾[3]

پھر تم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے اور لوگ واپس ہوئے (یعنی عرفات سے) اور اللہ (عزوجل) سے مغفرت مانگو، بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج ۱۰، ص ۷٤٥، وغیرہ.

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج ۱۰، ص ۷٤٥، وغیرہ.

3 ......پ ۲، البقرہ: ۱۹۹.

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ قریش اور جو لوگ اُن کے طریقے پر تھے مُزدلفہ میں وقوف کرتے اور تمام عرب عرفات میں وقوف کرتے جب اسلام آیا، اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ: ''عرفات میں جا کر وقوف کریں پھر وہاں سے واپس ہوں۔'' (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے حجۃ الوداع شریف کی حدیث مروی، اسی میں ہے کہ یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو لوگ منیٰ کو روانہ ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منیٰ میں ظہر وعصر ومغرب وعشاو فجر کی نمازیں پڑھیں پھر تھوڑا توقف کیا یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوا۔

اور حکم فرمایا کہ نمرہ(2) میں ایک قبہ نصب کیا جائے، اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہاں سے روانہ ہوئے اور قریش کا یہ گمان تھا کہ مزدلفہ میں وقوف فرمائیں گے جیسا کہ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزدلفہ سے آگے چلے گئے یہاں تک کہ عرفہ میں پہنچے یہاں نمرہ میں قبہ نصب ہو چکا تھا، اس میں تشریف فرما ہوئے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا سواری تیار کی گئی پھر بطنِ وادی میں تشریف لائے اور خطبہ پڑھا پھر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اذان واقامت کہی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے نماز ظہر پڑھی پھر اقامت ہوئی اور عصر کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا پھر موقف میں تشریف لائے اور وقوف کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔(3)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں نے یہاں وقوف کیا اور پورا عرفات جائے وقوف ہے اور میں نے اس جگہ وقوف کیا اور پورا مُزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔'' (4)

حدیث ۴: مسلم ونسائی وابن ماجہ ورزین ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مُباہات فرماتا ہے۔'' (5)

حدیث ۵: ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کی

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب في الوقوف ...إلخ، الحدیث: ۱۲۱۹، ص۶۳۸.

2 ......عرفات میں ایک مقام ہے۔۱۲

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب حجة النبي صلی اللّٰه علیه و سلم، الحدیث: ۱۴۷۔(۱۲۱۸)، ص۶۳۴.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب ماجاء ان عرفة کلها موقف، الحدیث: ۱۴۹۔(۱۲۱۸)، ص۶۳۸.

5 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفة، الحدیث: ۱۳۴۸،ص۷۰۳.

سب سے بہتر دعا اور وہ جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیا نے کی یہ ہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَـهٗ لَـهُ الْمُلْکُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . (1)

حدیث ۶: امام مالک مُرسلاً طلحہ بن عبیداللہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرفہ سے زیادہ کسی دن میں شیطان کو زیادہ صغیر و ذلیل و حقیر اور غیظ میں بھرا ہوا نہیں دیکھا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں رحمت کا نزول اور اللہ (عزوجل) کا بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرمانا شیطان دیکھتا ہے۔'' (2)

حدیث ۷: ابن ماجہ و بیہقی عباس بن مرداس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی اُمت کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور وہ دعا مقبول ہوئی، فرمایا: ''میں نے انھیں بخش دیا سوا حقوق العباد کے کہ مظلوم کے لیے ظالم سے مواخذہ کروں گا۔'' حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عرض کی، اے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کر دے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ اُس دن یہ دعا مقبول نہ ہوئی پھر مُزدلفہ میں صبح کے وقت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اسی دعا کا اعادہ کیا اُس وقت یہ دعا مقبول ہوئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے عرض کی، ہمارے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر قربان اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: ''دشمنِ خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول کی اور میری اُمت کی بخشش فرمائی تو اپنے سر پر خاک اُڑانے لگا اور واویلا کرنے لگا، اُس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔'' (3)

حدیث ۸: ابو یعلی و بزار و ابن خُزیمہ و ابن حبان جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذی الحجہ کے دس دنوں سے کوئی دن اللہ (عزوجل) کے نزدیک افضل نہیں۔ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ افضل ہیں یا اتنے دنوں میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنا؟ ارشاد فرمایا: اللہ (عزوجل) کی راہ میں اس تعداد میں جہاد کرنے سے بھی یہ افضل ہیں اور اللہ (عزوجل) کے نزدیک عرفہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔

عرفہ کے دن اللہ تبارک وتعالٰی آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلّی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباہات کرتا، ان سے فرماتا ہے: ''میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر گرد آلودہ دھوپ کھاتے ہوئے دُور دُور سے میری رحمت کے

---

1 ...... ''جامع الترمذي''، کتاب الدعوات، باب في دعاء يوم عرفة، الحديث: ۳۵۹۶، ج۵، ص۳۳۸.

2 ...... ''الموطأ'' للإمام مالك، کتاب الحج، باب جامع الحج، الحديث: ۹۸۲، ج۱، ص۳۸۶.

3 ...... ''سنن ابن ماجه''، أبواب المناسك، باب الدعا بعرفة، الحديث: ۳۰۱۳، ج۳، ص۴۶۶.

اُمیدوار حاضر ہوئے تو عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں دیکھے نہ گئے۔'' (1) اور بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتا ہے: ''میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُنھیں بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں، ان میں فلاں وفلاں حرام کام کرنے والے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے سب کو بخش دیا۔'' (2)

حدیث ۹: امام احمد وطبرانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک شخص نے عرفہ کے دن عورتوں کی طرف نظر کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج وہ دن ہے کہ جو شخص کان اور آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے، اُس کی مغفرت ہوجائے گی۔'' (3)

حدیث ۱۰: بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عرفہ کے دن پچھلے پہر کو موقف میں وقوف کرے پھر سَو بار کہے: **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔** اور سَو بار **قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ** پڑھے اور پھر سَو بار یہ درود پڑھے: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ۔** اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو کیا ثواب دیا جائے جس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور تکبیر وتعظیم کی مجھے پہچانا اور میری ثنا کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ اے میرے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اس کی شفاعت خود اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو اُس کی شفاعت جو یہاں ہیں سب کے حق میں قبول کروں۔'' (4)

حدیث ۱۱: بیہقی ابوسُلیمان دارانی سے راوی، کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے وقوف کے بارے میں سوال ہوا کہ اس پہاڑ میں کیوں مقرر ہوا، حرم میں کیوں نہ ہوا؟ فرمایا: کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم اُس کا دروازہ تو جب لوگ اُس کی زیارت کے قصد سے آئے دروازے پر کھڑے کیے گئے کہ تضرع کریں۔ عرض کی، یا امیر المومنین! پھر وقوفِ مُزدَلِفہ کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ جب انھیں آنے کی اجازت ملی تو اب اس دوسری ڈیوڑھی پر روکے گئے پھر جب تضرع زیادہ ہوا تو حکم ہوا کہ منیٰ میں قربانی کریں پھر جب اپنے میل کچیل اُتار چکے اور قربانیاں کر چکے اور گناہوں سے پاک ہو چکے تو اب باطہارت زیارت کی انھیں اجازت ملی۔

---

1 ...... "مسند أبي يعلى"، الحديث: ٢٠٨٦، ج٢، ص٢٩٩.

2 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى الوقوف بعرفة ...إلخ، الحديث: ١، ج٢، ص١٢٨.

3 ...... "شعب الإيمان"، باب فى المناسك، فضل الوقوف بعرفات ...إلخ، الحديث: ٤٠٧١، ج٣، ص٤٦١.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب فى المناسك، فضل الوقوف بعرفات ...إلخ، الحديث: ٤٠٧٤، ج٣، ص٤٦٣.

عرض کی گئی، یا امیر المومنین! ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ اللہ (عزوجل) کے زوّار و مہمان ہیں اور مہمان کو بغیر اجازت میزبان روزہ رکھنا جائز نہیں۔ عرض کی گئی، یا امیر المومنین! غلافِ کعبہ سے لپٹنا کس لیے ہے؟ فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے دوسرے کا گناہ کیا ہے وہ اس کے کپڑوں سے لپٹتا اور عاجزی کرتا ہے کہ یہ اُسے بخش دے۔[1]
جب وقوف کے ثواب سے آگاہ ہوئے تو اب گناہوں سے پاک صاف ہونے کا وقت قریب آیا، اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور ہدایات پر عمل کرو۔

(۱) **ساتویں تاریخ:** مسجدِ حرام میں بعد ظہر امام خطبہ پڑھے گا اُسے سُنو، اس خطبہ میں منیٰ جانے اور عرفات میں نماز اور وقوف اور وہاں سے واپس ہونے کے مسائل بیان کیے جائیں گے۔

(۲) **یوم التّرْوِیہ** میں کہ **آٹھویں تاریخ** کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور ایک نفل طواف میں رمل وسعی کرلے جیسا کہ اوپر گزرا اور احرام کے متعلق جو آداب پیشتر بیان کیے گئے، مثلاً غسل کرنا، خوشبو لگانا وہ یہاں بھی ملحوظ رکھے اور نہا دھو کر مسجد الحرام شریف میں آئے اور طواف کرے، اس کے بعد طواف کی نماز بدستور ادا کرے، پھر دو رکعت سنتِ احرام کی نیت سے پڑھے، اس کے بعد حج کی نیت کرے اور لبیک کہے۔

(۳) جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلو۔ اگر آفتاب نکلنے کے پہلے ہی چلا گیا جب بھی جائز ہے مگر بعد میں بہتر ہے اور زوال کے بعد بھی جاسکتا ہے مگر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور ہو سکے تو پیادہ جاؤ کہ جب تک مکہ معظّمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کرور نیکیاں لکھی جائیں گی، یہ نیکیاں تخمیناً اٹھتّر کھرب چالیس ارب آتی ہیں اور اللہ کا فضل اس نبی کے صدقہ میں اس اُمت پر بے شمار ہے۔ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمدللہ رب العلمین۔

(۴) راستے بھر لبیک و دعا و درود وثنا کی کثرت کرو۔

(۵) جب منیٰ نظر آئے یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنیً فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَآئِکَ .[2]

(۶) یہاں رات کو ٹھہرو۔ آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں یہیں مسجد خیف میں پڑھو، آج کل بعض مطوفوں نے یہ نکالی ہے کہ آٹھویں کو منیٰ میں نہیں ٹھہرتے سیدھے عرفات پہنچتے ہیں، ان کی نہ مانے اور اس سنت عظیمہ کو ہرگز نہ چھوڑے۔

---

1 ...... "شعب الإیمان"، باب فی المناسك، فضل الوقوف بعرفات ...إلخ، الحدیث: ٤٠٨٤، ج٣، ص٤٦٨.
و"الترغیب و الترھیب"، کتاب الحج، الترغیب فی الوقوف بعرفة ...إلخ، الحدیث: ١٦، ج٢، ص١٣٣.

2 ......الٰہی یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اپنے اولیا پر تو نے کیا۔١٢

قافلہ کے اصرار سے ان کو بھی مجبور ہونا پڑے گا۔ شب عرفہ منیٰ میں ذکر وعبادت سے جاگ کر صبح کرو۔ سونے کے بہت دن پڑے ہیں اور نہ ہو تو کم ازکم عشا وصبح جماعت اولیٰ سے پڑھو کہ شب بیداری کا ثواب ملے گا اور باوضو سوؤ کہ رُوح عرش تک بلند ہوگی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیہقی وطبرانی وغیرہما نے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو شخص عرفہ کی رات میں یہ دعائیں ہزار مرتبہ پڑھے تو جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پائے گا جب کہ گناہ یا قطع رحم کا سوال نہ کرے۔''

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاؤُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاً وَلَا مَنْجَاً مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ . (1)

(۸) **صبح:** مستحب وقت نماز پڑھ کر لبیک وذکر ودرود شریف میں مشغول رہو یہاں تک کہ آفتاب کوہِ ثبیر پر کہ مسجد خیف شریف کے سامنے ہے چمکے۔ اب عرفات کو چلو دل کو خیالِ غیر سے پاک کرنے میں کوشش کرو کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ کا حج قبول کریں گے اور کچھ کو ان کے صدقہ میں بخش دیں گے۔ محروم وہ جو آج محروم رہا، وسوسے آئیں تو اُن سے لڑائی نہ باندھو کہ یوں بھی دشمن کا مطلب حاصل ہے وہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم اور خیال میں لگ جاؤ، لڑائی باندھی جب بھی تو اور خیال میں پڑے بلکہ وسوسوں کی طرف دھیان ہی نہ کرو، یہ سمجھ لو کہ کوئی اور وجود ہے جو ایسے خیالات لا رہا ہے مجھے اپنے رب سے کام ہے، یوں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مرد ُود ناکام واپس جائے گا۔

مسئلہ: اگر عرفہ کی رات مکّہ میں گزاری اور نویں کو فجر پڑھ کر منیٰ ہوتا ہوا عرفات میں پہنچا تو حج ہو جائے گا مگر بُرا کیا کہ سنت کو ترک کیا۔ یوہیں اگر رات کو منیٰ میں رہا مگر صبح صادق ہونے سے پہلے یا نمازِ فجر سے پہلے یا آفتاب نکلنے سے پہلے عرفات کو چلا گیا تو بُرا کیا اور اگر آٹھویں کو جمعہ کا دن ہے جب بھی زوال سے پہلے منیٰ کو جاسکتا ہے کہ اس پر جمعہ فرض نہیں اور جمعہ کا خیال ہو تو منیٰ میں بھی جمعہ ہوسکتا ہے، جب کہ امیر مکّہ وہاں ہو یا اس کے حکم سے قائم کیا جائے۔

---

1 ......"المسلك المتقسط"، (فصل في الرواح من منى الى عرفات)، ص ۱۹۰.

ترجمہ: پاک ہے وہ جس کا عرش بلندی میں ہے، پاک ہے وہ جس کی حکومت زمین میں ہے، پاک ہے وہ کہ دریا میں اس کا راستہ ہے، پاک ہے وہ کہ آگ میں اُسی کی سلطنت ہے، پاک ہے وہ کہ جنت میں اُس کی رحمت ہے، پاک ہے وہ کہ قبر میں اُس کا حکم ہے، پاک ہے وہ کہ ہوا میں جو روحیں ہیں اُسی کی مِلک ہیں، پاک ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا، پاک ہے وہ جس نے زمین کو پست کیا، پاک ہے وہ کہ اُس کے عذاب سے پناہ ونجات کی کوئی جگہ نہیں، مگر اُسی کی طرف ۔۱۲

(۹) راستے بھر ذکر و درود میں بسر کرو، بے ضرورت کچھ بات نہ کرو، لبیک کی بے شمار بار بار کثرت کرتے چلو اور منیٰ سے نکل کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَلِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا اَقْرَبَ غَدْوَۃٍ غَدَوْتُھَا مِنْ رِّضْوَانِکَ وَاَبْعَدَ ھَا مِنْ سَخَطِکَ، اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ غَدَوْتُ وَعَلَیْکَ اعْتَمَدْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تُبَاھِیْ بِهِ الْیَوْمَ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ وَاَفْضَلُ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ . [1]

(۱۰) جب نگاہ جبلِ رحمت پر پڑے ان امور میں اور زیادہ کوشش کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ وقتِ قبول ہے۔

(۱۱) عرفات میں اُس پہاڑ کے پاس یا جہاں جگہ ملے شارعِ عام سے بچ کر اُترو۔

(۱۲) آج کے ہجوم میں کہ لاکھوں آدمی، ہزاروں ڈیرے خیمے ہوتے ہیں۔ اپنے ڈیرے سے جا کر واپسی میں اُس کا ملنا دشوار ہوتا ہے، اس لیے پہچان کا نشان اس پر قائم کردو کہ دُور سے نظر آئے۔

(۱۳) مستورات ساتھ ہوں تو اُن کے بُرقع پر بھی کوئی کپڑا خاص علامت چمکتے رنگ کا لگا دو کہ دُور سے دیکھ کر تمیز کرسکو اور دل مشوش نہ رہے۔

(۱۴) دو پہر تک زیادہ وقت اللہ (عزوجل) کے حضور زاری اور خالص نیت سے حسب طاقت صدقہ و خیرات و ذکر و لبیک و درود و دعا و استغفار و کلمۂ توحید میں مشغول رہے۔ حدیث میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سب میں بہتر وہ چیز جو آج کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیا نے کہی یہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ ط یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ط

---

[1] ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ پر میں نے توکل کیا اور تیرے وجہ کریم کا ارادہ کیا، میرے گناہ بخش اور میرے حج کو مبرور کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ٹوٹے میں نہ ڈال اور میرے لیے میرے سفر میں برکت دے اور عرفات میں میری حاجت پوری کر، بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! میرا چلنا اپنی خوشنودی سے قریب کر اور اپنی ناخوشی سے دُور کر۔ الٰہی! میں تیری طرف چلا اور تجھی پر اعتماد کیا اور تیری ذات کا ارادہ کیا تو مجھ کو اُن میں سے کر جن کے ساتھ قیامت کے دن تو مباہات کرے گا، جو مجھ سے بہتر و افضل ہیں۔ الٰہی! میں تجھ سے عفو و عافیت کا سوال کرتا ہوں اور اس عافیت کا جو دنیا و آخرت میں ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل و اصحاب سب پر۔ ۱۲

بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . [1]

اور چاہے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہے:

لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ وَلَا نَعْرِفُ رَبًّا سِوَاهُ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشْتِيْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي الَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهَبُّ بِهِ الرِّيْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مَقَامُ الْمُسْتَجِيْرِ الْعَآئِذِ مِنَ النَّارِ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ بِعَفْوِكَ وَاَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِي الْاِسْلَامَ فَلَا تَنْزِعْهُ عَنِّيْ حَتّٰى تَقْبِضَنِيْ وَاَنَا عَلَيْهِ . [2]

(۱۵) دوپہر سے پہلے کھانے پینے وغیرہ ضروریات سے فارغ ہولے کہ دل کسی طرف لگا نہ رہے۔ آج کے دن جیسے حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دُعا میں ضعف ہوگا۔ یو ہیں پیٹ بھر کھانا سخت زہر اور غفلت وکسل کا باعث ہے، تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ کے لیے یہی حکم دیا ہے اور خود دنیا سے تشریف لے گئے اور جَو کی روٹی کبھی پیٹ بھر نہ کھائی، حالانکہ اللہ (عزوجل) کے حکم سے تمام جہاں اختیار میں تھا اور ہے۔ انوار و برکات لینا چاہو تو نہ صرف آج بلکہ حرمین شریفین میں جب تک حاضر رہو تہائی پیٹ سے زیادہ ہرگز نہ کھاؤ۔ مانو گے تو اس کا فائدہ اور نہ مانو گے تو اس کا نقصان آنکھوں دیکھ لوگے۔ ہفتہ بھر اس پر عمل کر تو دیکھو اگلی حالت سے فرق نہ پاؤ جبھی کہنا جی بچے تو کھانے پینے کے بہت سے دن ہیں یہاں تو نور و ذوق کے لیے جگہ خالی رکھو۔

اندروں از طعام خالی دار تادرو نورِ معرفت بینی

ع ''بھرا برتن دوبارہ کیا بھرے گا۔''

---

[1] ......''لباب المناسك'' للسندي، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه)، ص ۱۹۱.

[2] ...... اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اُس کے سوا کسی کو رب نہیں جانتے، اے اللہ (عزوجل)! تو میرے دل میں نور کر اور میرے کان اور نگاہ میں نور کر، اے اللہ (عزوجل)! میرے سینہ کو کھول دے اور میرے امر کو آسان کر اور تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذاب قبر سے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس کے شر سے جس کے ساتھ ہوا چلتی ہے اور شر سے آفاتِ زمانہ کے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ امن کے طالب اور جہنم سے پناہ مانگنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ اے اللہ (عزوجل)! جب تو نے اسلام کی طرف مجھے ہدایت کی تو اس کو مجھ سے جُدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسی اسلام پر وفات دینا۔۱۲

(۱۶) جب دوپہر قریب آئے نہاؤ کہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہوسکے تو صرف وضو۔

(عرفات میں ظہر و عصر کی نماز)

(۱۷) دوپہر ڈھلتے ہی بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے **مسجدِ نمرہ** جاؤ۔ سُنتیں پڑھ کر خطبہ سُن کر امام کے ساتھ ظہر پڑھو اس کے بعد بے توقف عصر کی تکبیر ہوگی معاً جماعت سے عصر پڑھو، بیچ میں سلام وکلام تو کیا معنی، سنّتیں بھی نہ پڑھو اور بعد عصر بھی نفل نہیں، یہ ظہر وعصر ملا کر پڑھنا جبھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان پڑھائے یا وہ جو حج میں اُس کا نائب ہوکر آتا ہے جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اُسے وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں اور جس حکمت کے لیے شرع نے یہاں ظہر کے ساتھ عصر ملانے کا حکم فرمایا ہے یعنی غروبِ آفتاب تک دُعا کے لیے وقت خالی ملنا وہ جاتی رہے گی۔

مسئلہ ۱: ملا کر دونوں نمازیں جو یہاں ایک وقت میں پڑھنے کا حکم ہے اس میں پوری جماعت ملنا شرط نہیں بلکہ مثلاً ظہر کے آخر میں شریک ہوا اور سلام کے بعد جب اپنی پوری کرنے لگا، اتنے میں امام عصر کی نماز ختم کرنے کے قریب ہوا یہ سلام کے بعد عصر کی جماعت میں شامل ہوا جب بھی ہوگئی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ملا کر پڑھنے میں یہ بھی شرط ہے کہ دونوں نمازوں میں با احرام ہو، اگر ظہر پڑھنے کے بعد احرام باندھا تو عصر ملا کر نہیں پڑھ سکتا۔ نیز یہ شرط ہے کہ وہ احرام حج کا ہو اگر ظہر میں عمرہ کا تھا عصر میں حج کا ہوا جب بھی نہیں ملا سکتا۔[2] (درمختار، عالمگیری)

(عرفہ کا وقوف)

(۱۸) خیال کرو جب شرع کو یہ وقت دُعا کے لیے فارغ کرنے کا اس قدر اہتمام ہے کہ عصر کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھنے کا حکم دیا تو اُس وقت اور کام میں مشغولی کس قدر بیہودہ ہے۔ بعض احمقوں کو دیکھا ہے کہ امام تو نماز میں ہے یا نماز پڑھ کر موقف کو گیا اور وہ کھانے، پینے، حُقے، چائے اُڑانے میں ہیں۔ خبردار! ایسا نہ کرو۔ امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہی فوراً **موقف** (یعنی وہ جگہ کہ نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک وہاں کھڑے ہوکر ذکر و دعا کا حکم ہے اُس جگہ کو) روانہ ہو جاؤ اور ممکن ہو تو

---

1 ......"ردالمحتار" كتاب الحج، مطلب في شروط الجمع، ج٣، ص٥٩٤.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٩٥.

و"الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٨.

اُونٹ پر کہ سُنت بھی ہے اور ہجوم میں دبنے کچلنے سے محافظت بھی۔

(۱۹) بعض مطوف اس مجمع میں جانے سے منع کرتے اور طرح طرح ڈراتے ہیں اُن کی نہ سُنو کہ وہ خاص نزولِ رحمتِ عام کی جگہ ہے۔ ہاں عورتیں اور کمزور مرد یہیں سے کھڑے ہوئے دعا میں شامل ہوں کہ بطن عرنہ [1] کے سوا یہ سارا میدان موقف ہے اور یہ لوگ بھی یہی تصور کریں کہ ہم اُس مجمع میں حاضر ہیں، اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ نہ سمجھیں۔ اُس مجمع میں یقیناً بکثرت اولیا بلکہ اِلیاس وخضر علیہما السلام دو نبی بھی موجود ہیں، یہ تصور کریں کہ انوار و برکات جو مجمع میں اُن پر اُتر رہے ہیں اُن کا صدقہ ہم بھکاریوں کو بھی پہنچتا ہے۔ یوں الگ ہو کر بھی شامل رہیں گے اور جس سے ہو سکے تو وہاں کی حاضری چھوڑنے کی چیز نہیں۔

(۲۰) افضل یہ ہے کہ امام سے نزدیک جبلِ رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے، رُوبقبلہ امام کے پیچھے کھڑا ہو جب کہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کو اذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے امام کی دہنی جانب اور بائیں رُوبرُو سے افضل ہے۔ یہ وقوف ہی حج کی جان اور اُس کا بڑا رکن ہے، وقوف کے لیے کھڑا رہنا افضل ہے شرط یا واجب نہیں، بیٹھا رہا جب بھی وقوف ہو گیا وقوف میں نیت اور رُوبقبلہ ہونا افضل ہے۔

(وقوف کی سنتیں)

وقوف میں یہ امور سنت ہیں:

① غسل۔

② دونوں خطبوں کی حاضری۔

③ دونوں نمازیں ملا کر پڑھنا۔

④ بے روزہ ہونا۔

⑤ باوضو ہونا۔

⑥ نمازوں کے بعد فوراً وقوف کرنا۔

(۲۱) بعض جاہل یہ کرتے ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے اور وہاں کھڑے ہو کر رومال ہلاتے رہتے ہیں اس سے بچو اور اُن کی طرف بھی بُرا خیال نہ کرو، یہ وقت اَوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں، اپنے عیبوں پر شرمساری اور گریہ و زاری کا ہے۔

---

[1]......بطن عرنہ عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے مسجد نمرہ کے پچھّم کی طرف یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف وہاں وقوف ناجائز ہے۔۱۲

(وقوف کے آداب)

(۲۲) اب وہ کہ یہاں ہیں اور وہ کہ ڈیروں میں ہیں سب ہمہ تن صدقِ دل سے اپنے کریم مہربان رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور میدانِ قیامت میں حساب اعمال کے لیے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں۔ نہایت خُشوع وخضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے آنکھیں بند کیے گردن جُھکائے، دست دعا آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے تکبیر و تہلیل وتسبیح ولبیک وحمد وذکر ودعا وتوبہ واستغفار میں ڈوب جائے، کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت و سعادت ہے، ورنہ رونے کا سا مونھ بنائے کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی۔ اَثنائے دعا وذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے۔

آج کے دن دُعائیں بہت منقول ہیں اور دعائے جامع کہ اوپر گزری کافی ہے چند بار اُسے کہہ لو اور سب سے بہتر یہ کہ سارا وقت درود وذکر وتلاوت قرآن میں گزار دو کہ بوعدۂ حدیث دُعا والوں سے زیادہ پاؤ گے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑو، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرو، اپنے گناہ اور اس کی قہاری یاد کرکے بید کی طرح لرزو اور یقین جانو کہ اس کی مار سے اسی کے پاس پناہ ہے۔ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے اس کے دَر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں لہٰذا اُن شفیعوں کا دامن پکڑے، اُس کے عذاب سے اُسی کی پناہ مانگو اور اسی حالت میں رہو کہ کبھی اُس کے غضب کی یاد سے جی کانپا جاتا ہے اور کبھی اُس کی رحمت عام کی امید سے مرُجھایا دل نہال ہو جاتا ہے۔

یوہیں تضرّع وزاری میں رہو یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا ایک لطیف جزآ جائے، اس سے پہلے کُوچ منع ہے۔ بعض جلد باز دن ہی سے چل دیتے ہیں، اُن کا ساتھ نہ دو۔ غروب تک ٹھہرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو عصر کو ظہر سے ملا کر کیوں پڑھنے کا حکم ہوتا اور کیا معلوم کہ رحمتِ الٰہی کس وقت توجہ فرمائے، اگر تمھارے چل دینے کے بعد اُتری تو معاذ اللہ کیسا خسارہ ہے اور اگر غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے نکل گئے جب تو پورا جُرم ہے۔ بعض مطوف یہاں یوں ڈراتے ہیں کہ رات میں خطرہ ہے یہ دوایک کے لیے ٹھیک ہے اور جب سارا قافلہ ٹھہرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ اندیشہ نہیں۔ اس مقام پر پڑھنے کے لیے بعض دعائیں لکھی جاتی ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ تین بار پھر **کلمۂ توحید**، اس کے بعد

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ وَاعْصِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی .[1] تین بار

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَاِلَیْکَ مَاٰبِیْ وَلَکَ رَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ

1 ......اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو ہدایت کے ساتھ رہنمائی کر اور پاک کر اور پرہیز گاری کے ساتھ گناہ سے محفوظ رکھ اور دنیا وآخرت میں میری مغفرت فرما۔۱۲

اَلْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشِتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰی وَزَیِّنَّا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلَنَا فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا.

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ اَمَرْتَ بِالدُّعَآءِ وقَضَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ بِالْاِجَابَةِ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا تَنْکُثُ عَهْدَکَ اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ فَحَبِّبْهُ اِلَیْنَا وَ یَسِّرْهُ لَنَا وَمَا کَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَکَرِّهْهُ اِلَیْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْأَلُکَ مَسْأَلَةَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَیْکَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَ اَدْعُوْکَ دُعَآءَ الْخَائِفِ الْمُضْطَرِّ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاهُ وَنَحِلَ لَکَ جَسَدُهٗ وَ رَغِمَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ رَبِّیْ شَقِیًّا وَّکُنْ بِیْ رَؤُفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَ خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ .[1]

اور بیہقی کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوپر مذکور ہو چکی اس میں جو دعائیں ہیں انھیں بھی پڑھیں یعنی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . سَوْ بار

---

[1] ......اے اللہ (عزوجل)! اس کو حج مبرور کر اور گناہ بخش دے، الٰہی! تیرے لیے حمد ہے جیسی ہم کہتے ہیں اور اس سے بہتر جس کو ہم کہیں، اے اللہ (عزوجل)! میری نماز وعبادت اور میرا جینا اور مرنا تیرے ہی لیے ہے اور تیری طرف میری واپسی ہے اور اے پروردگار! تو ہی میرا وارث ہے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذابِ قبر اور سینہ کے وسوسے اور کام کی پراگندگی سے، الٰہی! میں سوال کرتا ہوں اُس چیز کی خیر کا جس کو ہوا لاتی ہے اور اُس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے، الٰہی! ہدایت کی طرف ہم کو رہنمائی کر اور تقویٰ سے ہم کو مزین کر اور آخرت و دنیا میں ہم کو بخش دے، الٰہی! میں رزق پاکیزہ ومبارک کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

الٰہی! تو نے دعا کرنے کا حکم دیا اور قبول کرنے کا ذمہ تو نے خود لیا اور بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور اپنے عہد کو نہیں توڑتا، الٰہی! جو اچھی باتیں تجھے محبوب ہیں انھیں ہماری محبوب کر دے اور ہمارے لیے میسر کر اور جو بُری باتیں تجھے ناپسند ہیں انھیں ہماری ناپسند کر اور ہم کو اُن سے بچا اور اسلام کی طرف تو نے ہم کو ہدایت فرمائی تو اُس کو ہم سے جدا نہ کر، الٰہی! تو میرے مکان کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور میرے پوشیدہ وظاہر کو جانتا ہے میرے کام میں سے کوئی شے تجھ پر مخفی نہیں، میں نامراد محتاج فریاد کرنے والا، پناہ چاہنے والا، خوفناک ڈرنے والا اپنے گناہ کا مُقر ومعترف ہوں، مسکین کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور گنہگار ذلیل کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور ڈرنے والے مُضطر کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں، اُس کی مثل دعا جس کی گردن تیرے لیے جھک گئی اور آنکھیں جاری اور بدن لاغر اور ناک خاک میں ملی ہے، اے پروردگار! تو اپنی دعا سے مجھے بدبخت نہ کر اور مجھ پر بہت مہربان اور مہربان ہو جا، اے بہتر سوال کیے گئے اور اے بہتر دینے والے! ۱۲

قُلْ هُوَ اللّٰهُ . سو بار

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ . سو بار

ابن ابی شیبہ وغیرہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''میری اور انبیا کی دُعا عرفہ کے دن یہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْراً وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا .

اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَ يَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ وَ تَشْتِيْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ شَرِّ مَا تَهَبُّ بِهِ الرِّيْحُ وَ شَرِّ بَوَآئِقِ الدَّهْرِ . [1]

اس مقام پر پڑھنے کی بہت دعائیں کتابوں میں مذکور ہیں مگر اتنی ہی میں کفایت ہے اور درود شریف وتلاوتِ قرآن مجید سب دُعاؤں سے زیادہ مفید۔

(۲۳) ایک ادب واجب الحفظ اس روز کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسا کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، اب کوشش کروں کہ آئندہ گناہ نہ ہوں اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔

(وقوف کے مکروہات)

(۲۴) یہاں یہ باتیں مکروہ ہیں:

① غروب آفتاب سے پہلے وقوف چھوڑ کر روانگی جب کہ غروب تک حدودِ عرفات سے باہر نہ ہو جائے ورنہ حرام ہے۔

1 ...... "المسلك المتقسط"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه)، ص ٢٠١.

"المصنف" لابن ابی شیبة، کتاب الحج، ما یقال عشیة عرفة ...إلخ، ج٤، ص٤٧٣.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذابِ قبر سے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس کی برائی سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اُس کی بُرائی سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس کی برائی سے جسے ہوا اُڑا لاتی ہے اور آفات دہر کی بُرائی سے۔۱۲

۲ نمازِ عصر وظہر ملانے کے بعد موقف کو جانے میں دیر۔

۳ اُس وقت سے غروب تک کھانے پینے، یا

۴ توجہ بخدا کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا۔

۵ کوئی دنیوی بات کرنا۔

۶ غروب پر یقین ہو جانے کے بعد روانگی میں دیر کرنا۔

۷ مغرب یا عشا عرفات میں پڑھنا۔[1]

تنبیہ: موقف میں چھتری لگانے یا کسی طرح سایہ چاہنے سے حتّی المقدور بچو ہاں جو مجبور ہے معذور ہے۔

(ضروری نصیحت)

تنبیہ ضروری ضروری اشد ضروری...... بدنگاہی ہمیشہ حرام ہے نہ کہ احرام میں، نہ کہ موقف یا مسجد الحرام میں، نہ کہ کعبہ معظّمہ کے سامنے، نہ کہ طواف بیت الحرام میں۔ یہ تمھارے بہت امتحان کا موقع ہے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں مونھ نہ چھپاؤ اور تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو، یقین جانو کہ یہ بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں اور اس وقت تم اور وہ خاص دربار میں حاضر ہو۔ بلاتشبیہ شیر کا بچہ اس کی بغل میں ہو اس وقت کون اس کی طرف نگاہ اُٹھا سکتا ہے تو اللہ (عزوجل) واحد قہار کی کنیزیں کہ اُس کے خاص دربار میں حاضر ہیں اُن پر بدنگاہی کس قدر سخت ہوگی ﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ﴾۔[2]

ہاں ہاں ہوشیار! ایمان بچائے ہوئے قلب و نگاہ سنبھالے ہوئے حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے، الٰہی خیر کی توفیق دے۔ آمین۔

(وقوف کے مسائل)

مسئلہ ۱: وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی طلوعِ فجر تک ہے۔ اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت وقوف کیا تو حج نہ ملا مگر ایک صورت میں وہ یہ کہ ذی الحجہ کا ہلال دکھائی نہ دیا، ذیقعدہ کے تیس دن پورے کرکے ذی الحجہ کا مہینہ شروع کیا اور اس حساب سے آج نویں ہے، بعد کو ثابت ہوا کہ انتیس کا چاند ہوا تو اس حساب سے دسویں ہوگی اور وقوف

---

1 ......"الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷۴۹، وغیرہ.

2 ......پ۱۴، النحل: ۶۰.

دسویں تاریخ کو ہوا مگر ضرورۃً یہ جائز مانا جائے گا اور اگر دھوکا ہوا کہ آٹھویں کو نویں سمجھ کر وقوف کیا پھر معلوم ہوا تو یہ وقوف صحیح نہ ہوا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۲: اگر گواہوں نے رات کے وقت گواہی دی کہ نویں تاریخ آج تھی اور یہ دسویں رات ہے تو اگر اس رات میں سب لوگوں یا اکثر کے ساتھ امام وقوف کرسکتا ہے، تو وقوف لازم ہے وقوف نہ کریں تو حج فوت ہوجائے گا اور اگر اتنا وقت باقی نہ ہو کہ اکثر لوگوں کے ساتھ امام وقوف کرے اگرچہ خود امام اور جو تھوڑے لوگ جلدی کر کے جائیں تو صبح سے پیشتر وہاں پہنچ جائیں گے مگر جو لوگ پیدل ہیں اور جن کے ساتھ بال بچے ہیں اور جن کے پاس اسباب زیادہ ہے ان کو وقوف نہ ملے گا، تو اس شہادت کے موافق عمل نہ کرے بلکہ دوسرے دن بعد زوال تمام حجاج کے ساتھ وقوف کرے۔[2] (منسک)

مسئلہ۳: جن لوگوں نے ذی الحجہ کے چاند کی گواہی دی اور اُن کی گواہی قبول نہ ہوئی وہ لوگ اگر امام سے ایک دن پہلے وقوف کریں گے، تو ان کا حج نہ ہوگا بلکہ اُن پر بھی ضرور ہے کہ اُسی دن وقوف کریں، جس دن امام وقوف کرے اگرچہ اُن کے حساب سے اب دسویں تاریخ ہے۔[3] (منسک)

مسئلہ۴: تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی وقوف ہوجاتا ہے خواہ اُسے معلوم ہو کہ یہ عرفات ہے یا معلوم نہ ہو، باوضو ہو یا بے وضو، **جنب** ہو یا حیض ونفاس والی عورت، سوتا ہو یا بیدار ہو، ہوش میں ہو یا جنون وبے ہوشی میں یہاں تک کہ عرفات سے ہو کر جو گزر گیا اُسے حج مل گیا یعنی اب اُس کا حج فاسد نہ ہوگا جب کہ یہ سب احرام سے ہوں۔ بے ہوشی میں احرام کی صورت یہ ہے کہ پہلے ہوش میں تھا اور اسی وقت احرام باندھ لیا تھا اور اگر احرام باندھنے سے پہلے بے ہوش ہوگیا اور اُس کے ساتھیوں میں سے کسی نے یا کسی اور نے اُس کی طرف سے احرام باندھ دیا اگرچہ اس احرام باندھنے والے نے خود اپنی طرف سے بھی احرام باندھا ہو کہ اُس کا احرام اس کے احرام کے منافی نہیں تو اس صورت میں بھی وہ مُحرِم ہوگیا دوسرے کے احرام باندھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اُس کے کپڑے اُتار کر تہبند باندھ دے بلکہ یہ کہ اُس کی طرف سے نیت کرے اور لبیک کہے۔[4] (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ۵: جس کا حج فوت ہوگیا یعنی اُسے وقوف نہ ملا تو اب حج کے باقی افعال ساقط ہوگئے اور اُس کا احرام عمرہ کی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٩،وغيره.

2 ......"لباب المناسك"و"المسلك المتقسط"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه، فصل في اشتباه يوم عرفة)، ص٢١٢.

3 ...... "لباب المناسك"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه، فصل في اشتباه يوم عرفة)، ص٢١٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٩.

والجوهرة النيرة كتاب الحج، الجزء الأول، ص٢٠٩.

طرف منتقل ہوگیا لہٰذا عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور آئندہ سال قضا کرے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ٦: آفتاب ڈوبنے سے پہلے ازدحام کے خوف سے حدودِ عرفات سے باہر ہوگیا اُس پر دَم واجب ہے، پھر اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے واپس آیا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو دَم معاف ہوگیا اور اگر ڈوبنے کے بعد واپس آیا تو ساقط نہ ہوا اور اگر سواری پر تھا اور جانور اُسے لے کر بھاگ گیا جب بھی دَم واجب ہے۔ یوہیں اگر اُس کا اونٹ بھاگ گیا یہ اُس کے پیچھے چل دیا۔[2] (منسک)

مسئلہ٧: مُحرِم نے نمازِ عشا نہیں پڑھی ہے اور وقت صرف اتنا باقی ہے کہ چار رکعت پڑھے مگر پڑھتا ہے تو وقوف عرفہ جاتا رہے گا تو نماز چھوڑے اور عرفات کو جائے۔[3] (جوہرہ) اور بہتر یہ کہ چلتے میں پڑھ لے بعد کو اعادہ کرے۔[4] (منسک)

مُزدلفہ کی روانگی اور اُس کا وقوف

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَاۤ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ ۪ وَاذۡکُرُوۡہُ کَمَا ہَدٰىکُمۡ ۚ وَاِنۡ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیۡنَ ﴾[5]

جب عرفات سے تم واپس ہو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک، اللہ (عزوجل) کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو جیسے اُس نے تمھیں بتایا اور بیشک اس سے پہلے تم گمراہوں سے تھے۔

(حدیث ۱:) صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ میں تشریف لائے یہاں مغرب وعشا کی نماز پڑھی پھر لیٹے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی، جب صبح ہوگئی اُس وقت اذان و اقامت کے ساتھ نمازِ فجر پڑھی، پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور قبلہ کی جانب مونھ کرکے دعا وتکبیر وتہلیل و توحید میں مشغول رہے اور وقوف کیا یہاں تک کہ خوب اُجالا ہوگیا اور طلوعِ آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے۔[6]

---

1. …… "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٩.
2. …… "لباب المناسك"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه، فصل في الدفع قبل الغروب)، ص٢١٠.
3. …… "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، الجزء الأول، ص٢٠٩.
4. ……
5. ……پ٢، البقرة: ١٩٨.
6. …… "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب حجة النبى صلى الله عليه و سلم، الحديث: ١٢١٨، ص٦٣٤.

(حدیث ۲:) بیہقی محمد بن قیس بن مخرمہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ: ''اہل جاہلیت عرفات سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب آفتاب مونھ کے سامنے ہوتا غروب سے پہلے اور مزدلفہ سے بعد طلوع آفتاب روانہ ہوتے جب آفتاب چہرے کے سامنے ہوتا اور ہم عرفات سے نہ جائیں گے جب تک آفتاب ڈوب نہ جائے اور مزدلفہ سے طلوع کے قبل روانہ ہوں گے ہمارا طریقہ بُت پرستوں اور مشرکوں کے طریقہ کے خلاف ہے۔'' (1)

(۱) جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مُزدلِفہ کو چلو اور امام کے ساتھ جانا افضل ہے مگر وہ دیر کرے تو اُس کا انتظار نہ کرو۔

(۲) راستے بھر ذکر و دُرود و دُعا و لبیک و زاری و بکا میں مصروف رہو۔ اس وقت کی بعض دعائیں یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِلَیۡکَ اَفَضۡتُ وَ فِیۡ رَحۡمَتِکَ رَغِبۡتُ وَمِنۡ سَخَطِکَ رَھِبۡتُ وَمِنۡ عَذَابِکَ اَشۡفَقۡتُ فَاقۡبَلۡ نُسُکِیۡ وَاَعۡظِمۡ اَجۡرِیۡ وَ تَقَبَّلۡ تَوۡبَتِیۡ وَارۡحَمۡ تَضَرُّعِیۡ وَاسۡتَجِبۡ دُعَائِیۡ وَاَعۡطِنِیۡ سُؤۡلِیۡ اَللّٰھُمَّ لَا تَجۡعَلۡ ھٰذَا اٰخِرَ عَھۡدِنَا مِنۡ ھٰذَا الۡمَوۡقِفِ الشَّرِیۡفِ الۡعَظِیۡمِ وَا رۡزُقۡنَا الۡعَوۡدَ اِلَیۡهِ مَرَّاتٍ کَثِیۡرَةً بِلُطۡفِکَ الۡعَمِیۡمِ . (2)

(۳) راستہ میں جہاں گنجائش پاؤ اور اپنی یا دوسرے کی ایذا کا احتمال نہ ہو اتنی دیر اتنی دور تیز چلو پیدل ہو خواہ سوار۔

(۴) جب مزدلِفہ نظر آئے بشرطِ قدرت پیدل ہولینا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا افضل، مزدلِفہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا جَمۡعٌ اَسۡأَلُکَ اَنۡ تَرۡزُقَنِیۡ جَوَامِعَ الۡخَیۡرِ کُلِّهٖ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکۡنِ وَالۡمَقَامِ وَرَبَّ الۡبَلَدِ الۡحَرَامِ وَرَبَّ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَسۡأَلُکَ بِنُوۡرِ وَجۡھِکَ الۡکَرِیۡمِ اَنۡ تَغۡفِرَلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَتَرۡحَمَنِیۡ وَتَجۡمَعَ عَلَی الۡھُدٰی اَمۡرِیۡ وَتَجۡعَلَ التَّقۡوٰی زَادِیۡ وَذُخۡرِیۡ وَالۡاٰخِرَةَ مَاٰبِیۡ وَھَبۡ لِیۡ رِضَاکَ عَنِّیۡ فِی الدُّنۡیَا وَلۡاٰخِرَةِ یَامَنۡ بِیَدِهِ الۡخَیۡرُ کُلُّهٗ اَعۡطِنِی الۡخَیۡرَ کُلَّهٗ وَاصۡرِفۡ عَنِّی الشَّرَّ کُلَّهٗ اَللّٰھُمَّ

---

1 ...... "معرفة السنن والآثار"، كتاب المناسك، باب الاختيار في الدفع من المزدلفة، الحديث: ٣٠٤٥، ج٤، ص١١٧.

2 ......اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیری رحمت میں رغبت کی اور تیری ناخوشی سے ڈرا اور تیرے عذاب سے خوف کیا تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر عظیم کر اور میری توبہ قبول کر اور میری عاجزی پر رحم کر اور مجھے میرا سوال عطا کر۔ اے اللہ (عزوجل)! اس شریف بزرگ جگہ میں میری یہ حاضری آخری حاضری نہ کر اور تو اپنی مہربانی سے یہاں بہت مرتبہ آنا نصیب کر۔۱۲

حَرِّمْ لَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَشَحْمِیْ وَشَعْرِیْ وَسَائِرَ جَوَارِحِیْ عَلَی النَّارِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط [1]

(مُزدَلِفَہ میں مغرب و عشا کی نماز)

(۵) وہاں پہنچ کرحتی الامکان جبلِ قزح کے پاس راستہ سے بچ کراترو ورنہ جہاں جگہ ملے۔

(۶) غالباً وہاں پہنچتے پہنچتے شفق ڈوب جائے گی مغرب کا وقت نکل جائے گا۔اونٹ کھولنے،اسباب اتارنے سے پہلے امام کے ساتھ مغرب وعشا پڑھواور اگر وقت مغرب کا باقی بھی رہے جب بھی ابھی مغرب ہرگز نہ پڑھو، نہ عرفات میں پڑھو نہ راہ میں کہ اس دن یہاں نمازِ مغرب وقت مغرب میں پڑھنا گناہ ہے اور اگر پڑھ لوگے عشا کے وقت پھر پڑھنی ہوگی۔غرض یہاں پہنچ کر مغرب وقت عشا میں بہ نیتِ ادا، نہ بہ نیتِ قضاحتی الامکان امام کے ساتھ پڑھو۔مغرب کا سلام پھیرتے ہی معاً عشا کی جماعت ہوگی عشا کے فرض پڑھ لو اس کے بعد مغرب وعشا کی سنتیں اور وتر پڑھو اور اگر امام کے ساتھ جماعت نہ مل سکے تو اپنی جماعت کرلو ورنہ ہوسکے تو تنہا پڑھو۔

مسئلہ۱: یہ مغرب وقت عشا میں پڑھنی اُسی کے لیے خاص ہے جو مزدلفہ کو آئے اور اگر عرفات ہی میں رات کو رہ گیا یا مزدلفہ کے سوا دوسرے راستہ سے واپس ہوا تو اسے مغرب کی نماز اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۲: اگر مزدلفہ کے آنے والے نے مغرب کی نماز راستہ میں پڑھی یا مزدلفہ پہنچ کر عشا کا وقت آنے سے پہلے پڑھ لی، تو اسے حکم یہ ہے کہ اعادہ کرے مگر نہ کیا اور فجر طلوع ہوگئی تو وہ نماز اب صحیح ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ۳: اگر مزدلفہ میں مغرب سے پہلے عشا پڑھی تو مغرب پڑھ کر عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر تک اعادہ نہ کیا تو اب صحیح ہوگئی خواہ وہ شخص صاحبِ ترتیب ہو یا نہ ہو۔[4] (درمختار،طحطاوی)

---

1 ...... اے اللہ(عزوجل)! یہ جمع (مزدلفہ) ہے میں تجھ سے تمام خیر کے مجموعہ کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ(عزوجل)! مَشْعَرِ حرام کے رب اور رکن ومقام کے رب اور عزت والے شہر اور عزت والی مسجد کے رب! میں تجھ سے بوسیلہ تیرے وجہ کریم کے نور کے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور ہدایت پر میرے کام کو جمع کر دے اور تقویٰ کو میرا توشہ اور ذخیرہ کر اور آخرت میرا مرجع کر اور دنیا اور آخرت میں تو مجھ سے راضی رہ۔ اے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے! مجھ کو ہر قسم کی خیر عطا کر اور ہر قسم کی بُرائی سے بچا، اے اللہ(عزوجل)! میرے گوشت اور ہڈی اور چربی اور بال اور تمام اعضا کو جہنم پر حرام کردے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان!۱۲

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في الرفع من عرفات، ج۳، ص۶۰۱.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۶۰۱.

4 ...... المرجع السابق، ص۶۰۲. "حاشية الطحطاوی علی الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۱، ص۵۰٤.

مسئلہ ۴: اگر راستہ میں اتنی دیر ہوگئی کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہے تو اب راستہ ہی میں دونوں نمازیں پڑھ لے مزدلفہ پہنچنے کا انتظار نہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: عرفات میں ظہر و عصر کے لیے ایک اذان اور دو اقامتیں ہیں اور مزدلفہ میں مغرب و عشا کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت و نوافل نہ پڑھے۔ مغرب کی سنتیں بھی بعد عشا پڑھے اگر درمیان میں سنتیں پڑھیں یا کوئی اور کام کیا تو ایک اقامت اور کہی جائے یعنی عشا کے لیے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: طلوعِ فجر کے بعد مزدلفہ میں آیا تو سنت ترک ہوئی مگر دَم وغیرہ اس پر واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

(۷) نمازوں کے بعد باقی رات ذِکر و لبیک و دُرود و دُعا و زاری میں گزارو کہ یہ بہت افضل جگہ اور بہت افضل رات ہے۔ بعض علما نے اس رات کو شبِ قدر سے بھی افضل کہا۔ زندگی ہے تو سونے کو اور بہت راتیں ملیں گی اور یہاں یہ رات خدا جانے دوبارہ کسے ملے اور نہ ہو سکے تو باطہارت سو رہو کہ فضول باتوں سے سونا بہتر اور اتنے پہلے اُٹھ بیٹھو کہ صبح چمکنے سے پہلے ضروریات وطہارت سے فارغ ہولو، آج **نمازِ صبح** بہت اندھیرے سے پڑھی جائے گی، کوشش کرو کہ جماعت امام بلکہ پہلی تکبیر فوت نہ ہو کہ عشا و صبح جماعت سے پڑھنے والا بھی پوری شب بیداری کا ثواب پاتا ہے۔

(۸) اب دربارِ اعظم کی دوسری حاضری کا وقت آیا، ہاں ہاں کرم کے دروازے کھولے گئے ہیں، کل عرفات میں حقوق اللہ معاف ہوئے تھے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔

(مزدلفه کا وقوف)

مشعرالحرام میں یعنی خاص پہاڑی پر اور نہ ملے تو اس کے دامن میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو وادیٔ محسر[5] کے سوا جہاں گنجائش پاؤ **وقوف** کرو اور تمام باتیں کہ وقوفِ عرفات میں مذکور ہوئیں ملحوظ رکھو یعنی لبیک کی کثرت کرو اور ذکر و درود و دُعا میں

1...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٦٠٢.

2...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في الرفع من عرفات، ج٣، ص٦٠٠.

3...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في الرفع من عرفات، ج٣، ص٦٠٠.

4...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣١.

5...... کہ اس میں وقوف جائز نہیں۔۱۲

مشغول رہو یہاں کے لیے بعض دُعائیں یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَأِیْ وَعَمْدِیْ وَکُلُّ ذَالِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الفَقْرِ وَالْکُفْرِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلْعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ وَاَسْأَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ عَنِّیَ الْمَغْرِمَ وَاَنْ تَعْفُوَ عَنِّیْ مَظَالِمَ الْعِبَادِ وَاَنْ تُرْضِیَ عَنِّیَ الْخُصُوْمَ وَالْغُرَمَآءَ وَاَصْحَابَ الْحُقُوْقِ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَمِنْ غَلَبَۃِ الْعَدُوِّ وَمِنْ بَوَارٍ لّآئِمٍ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاؤُا اسْتَغْفَرُوْا.

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ الْوَفْدِ الْمُتَقَبَّلِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ فِیْ ھٰذَا الْجَمْعِ اَنْ تَجْمَعَ لِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَاَنْ تُصْلِحَ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّیَ السُّوْءَ کُلَّہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ ذَالِکَ غَیْرُکَ وَلَا یَجُوْدُ بِہٖ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْ شَرِّمَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشٰکَ کَاَنِّیْ اَرٰکَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقٰکَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوٰکَ وَلَا تَشْقِنِیْ بِمَعْصِیَّتِکَ وَخِرْلِیْ مِنْ قَضَآئِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ قَدْرِکَ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ وَاجْعَلْ غِنَایَ فِیْ نَفْسِیْ وَمَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ وَاَرِنِیْ فِیْہِ ثَارِیْ وَاَقِرَّ بِذٰلِکَ عَیْنِیْ. (1)

1...... اے اللہ (عزوجل)! میری خطا اور جہل اور زیادتی اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب کو بخش دے، اے اللہ (عزوجل)! میرے تمام گناہ معاف کردے کوشش سے جس کو میں نے کیا یا بلا کوشش اور خطا سے کیا یا قصد سے اور یہ سب میں نے کیے، اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور کفر اور عاجزی و سستی سے اور تیری پناہ غم وحُزن سے اور تیری پناہ بزدلی وبخل اور دَین کی گرانی اور مردوں کے غلبہ سے اور سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے تاوان ادا کردے اور حقوق العباد مجھ سے معاف کرا اور خصوم وغرما اور حق داروں کو راضی کردے، اے اللہ (عزوجل)! میرے نفس کو تقوے دے اور اس کو پاک کر تو بہتر پاک کرنے والا ہے تو اس کا ولی ومولیٰ ہے، اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ غلبۂ دَین اور غلبۂ دشمن سے اور اس ہلاکت سے جو ملامت میں ڈالنے والی ہے اور مسیح دجّال کے فتنہ سے۔

اے اللہ (عزوجل)! مجھے ان لوگوں میں کر جو نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں اور بُرائی کر کے استغفار کرتے ہیں۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اپنے نیک بندوں میں کر جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہیں جو مقبول وفد ہیں، اے اللہ (عزوجل)! اس مزدلفہ میں میرے لیے ہر خیر کو جمع کر دے اور میری ہر حالت کو درست کر دے اور ہر بُرائی کو مجھ سے پھیر دے کہ تیرے سوا کوئی نہیں کرسکتا اور تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا،=

مسئلہ۸: وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے اُجالا ہونے تک ہے۔اس درمیان میں وقوف نہ کیا تو فوت ہوگیا اور اگراس وقت میں یہاں سے ہوکر گزر گیا تو وقوف ہوگیا اور وقوفِ عرفات میں جو باتیں تھیں وہ یہاں بھی ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۹: طلوع فجر سے پہلے جو یہاں سے چلا گیا اُس پر دَم واجب ہے مگر جب بیمار ہو یا عورت یا کمزور کہ ازدحام میں ضرر کا اندیشہ ہے اس وجہ سے پہلے چلا گیا تو اُس پر کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: نماز سے قبل مگر طلوع فجر کے بعد یہاں سے چلا گیا یا طلوع آفتاب کے بعد گیا تو بُرا کیا مگر اس پر دم وغیرہ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

منیٰ کے اَعمال اور حج کے بقیہ افعال

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ o وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ o وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ج وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لا لِمَنِ اتَّقٰى ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ o ﴾[4]

=اے اللہ(عزوجل)! تیری پناہ اس کے شر سے جو پیٹ پر چلتا ہے اور دو پاؤں اور چار پاؤں پر چلنے والے کے شر سے، اے اللہ(عزوجل)! تو مجھ کو ایسا کردے کہ ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہوں گویا تجھ کو دیکھتا ہوں یہاں تک کہ تجھ سے ملوں اور تقوے کے ساتھ مجھ کو بہرہ مند کر اور گناہ کرکے بدبخت نہ بنوں اور اپنی قضا میرے لیے بہتر کر اور جو تو نے مقدر کیا ہے اُس میں برکت دے، یہاں تک کہ جو تو نے مؤخر کیا ہے اس کی جلدی کو پسند نہ کروں اور جو تو نے جلد کردیا، اس کی تاخیر کو دوست نہ رکھوں اور میری تونگری میرے نفس میں کر اور کان، آنکھ سے مجھ کو متمتع کر اور اُن کو میرا وارث کر اور جو مجھ پر ظلم کرے، اُن پر مجھے فتح مند کر اور اس میں میرا بدلہ دکھادے اور اس سے میری آنکھ ٹھنڈی کر۔۱۲

1. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۳۰.
2. ...... المرجع السابق، ص۲۳۱.
3. ...... المرجع السابق.
4. ......پ۲، البقرة: ۲۰۰ـ۲۰۳.

پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ (عزوجل) کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اُس کے لیے کچھ حصہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کی کمائی سے ان کا حصہ ہے اور اللہ (عزوجل) جلد حساب کرنے والا ہے اور اللہ (عزوجل) کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں تو جو جلدی کرکے دو دن میں چلا جائے اُس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اسی کی طرف اُٹھنا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطنِ محسر میں پہنچے اور یہاں جانور کو تیز کر دیا پھر وہاں سے بیچ والے راستہ سے چلے جو جمرۂ کبریٰ کو گیا ہے جب اس جمرہ کے پاس پہنچے تو اُس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہتے اور بطنِ وادی سے رَمی کی پھر منحر میں آکر ترسٹھ ۶۳ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر فرمائے پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدیا بقیہ کو انھوں نے نحر کیا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی قربانی میں انھیں شریک کر لیا۔ پھر حکم فرمایا: کہ ''ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا ہانڈی میں ڈال کر پکایا جائے۔'' دونوں صاحبوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور ظہر کی نماز مکّہ میں پڑھی۔ [1]

حدیث ۲: ترمذی شریف میں انھیں سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدَلفہ سے سکون کے ساتھ روانہ ہوئے اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ: اطمینان کے ساتھ چلیں اور وادی محسر میں سواری کو تیز کر دیا اور لوگوں سے فرمایا کہ: چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے رَمی کریں اور یہ فرمایا کہ: شاید اس سال کے بعد اب میں تمھیں نہ دیکھوں گا۔ [2]

حدیث ۳: صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یومُ النحر (دسویں تاریخ) میں چاشت کے وقت رَمی کی اور اس کے بعد کے دنوں میں آفتاب ڈھلنے کے بعد۔ [3]

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمرۂ کبریٰ کے پاس پہنچے تو کعبہ معظّمہ کو

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب حجة النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم، الحدیث: ۱۲۱۸، ص۶۳۴.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی الافاضة من عرفات، الحدیث: ۸۸۷، ج۲، ص۲۵۳.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب بیان وقت استحباب الرمی، الحدیث: ۳۱۴۔(۱۲۹۹)، ص۶۷۶.

بائیں جانب کیا اور منیٰ کو دہنی طرف اور سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہی پھر فرمایا کہ: ''اسی طرح انھوں نے رَمی کی جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔'' (1)

حدیث ۵: امام مالک نافع سے راوی، کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں پہلے جمروں کے پاس دیر تک ٹھہرتے تکبیر وتسبیح وحمد ودعا کرتے اور جمرۂ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔ (2)

حدیث ۶: طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رَمی جمار میں کیا ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تو اپنے رب کے نزدیک اس کا ثواب اُس وقت پائے گا کہ تجھے اس کی زیادہ حاجت ہوگی۔'' (3)

حدیث ۷: ابن خزیمہ وحاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام مَناسک میں آئے، جمرۂ عقبہ کے پاس شیطان سامنے آیا، اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا پھر جمرۂ ثانیہ کے پاس آیا پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا، پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا تو اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔'' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کہ تم شیطان کو رجم کرتے اور ملّت ابراہیم کا اتباع کرتے ہو۔ (4)

حدیث ۸: بزار انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمروں کی رَمی کرنا تیرے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔'' (5)

حدیث ۹: طبرانی وحاکم ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ جمروں پر جو کنکریاں ہر سال ماری جاتی ہیں، ہمارا گمان ہے کہ کم ہوجاتی ہیں۔ فرمایا کہ: ''جو قبول ہوتی ہیں اُٹھالی جاتی ہیں، ایسا نہ ہوتا تو پہاڑوں کی مثل تم دیکھتے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب رمى الجمار بسبع حصيات، الحديث: ١٧٤٨، ١٧٥٠، ج١، ص٥٧٨، ٥٧٩.

2 ...... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب الحج، باب رمى الجمار، الحديث: ٩٤٧ ج١، ص٣٧٢.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤١٤٧، ج٣، ص١٥٠.

4 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب المناسك، باب رمى الجمار و مقدار الحصى، الحديث: ١٧٥٦، ج٢، ص١٢٢.

5 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب فى رمى الجمار ...إلخ، الحديث: ٣، ج٢، ص١٣٤.

6 ...... "المعجم الأوسط"، باب الالف، الحديث: ١٧٥٠، ج١، ص٤٧٤.

حدیث ۱۰ تا ۱۲: صحیح مسلم میں اُم الحصین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مونڈانے والوں کے لیے تین بار دُعا کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار۔[1] اس کے مثل ابو ہریرہ و مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی۔

حدیث ۱۳: ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بال مونڈانے میں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔''[2]

حدیث ۱۴: عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سر مونڈانے میں جو بال زمین پر گرے گا، وہ تیرے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔''[3]

(۱) جب **طلوع آفتاب** میں دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے، امام کے ساتھ منٰی کو چلو اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اُٹھا کر تین بار دھولو، کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بناؤ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تینوں دن جمروں پر مارنے کے لیے یہیں سے کنکریاں لے لو یا سب کسی اور جگہ سے لو مگر نہ نجس جگہ کی ہوں، نہ مسجد کی، نہ جمرہ کے پاس کی۔

(۲) راستہ میں پھر بدستور ذِکر کرو، دُعا و دُرود و کثرت لبیک میں مشغول رہو اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ وَاِلَیْکَ رَجَعْتُ وَمِنْکَ رَھِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِیْ وعَظِّمْ اَجْرِیْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَاسْتَجِبْ دُعَآئِیْ .[4]

(۳) جب **وادی محسر**[5] پہنچو پانچ سو پینتالیس ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر نہ وہ تیزی جس سے کسی کو ایذا ہو اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے جاؤ:

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير ...إلخ، الحديث: ١٣٠٣، ص٦٧٧.

2 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في حلق الرأس بمنى، الحديث: ٣، ج٢، ص١٣٥.

3 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في حلق الرأس بمنى، الحديث: ٣، ج٢، ص١٣٥.

4 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیرے عذاب سے ڈرا اور تیری طرف رجوع کی اور تجھ سے خوف کیا تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر زیادہ کر اور میری عاجزی پر رحم کر اور میری توبہ قبول کر اور میری دُعا مستجاب کر۔۱۲

5 ...... یہ منٰی و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منٰی کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ ہاتھ تک ہے یہاں اصحاب فیل آ کر ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا لہٰذا اس جگہ سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ .[1]

(۴) جب منیٰ نظر آئے وہی دعا پڑھو جو مکہ سے آتے منیٰ کو دیکھ کر پڑھی تھی۔

(جمرۃُ العقبہ کی رَمی)

(۵) جب منیٰ پہنچو سب کاموں سے پہلے **جمرۃ العقبہ**[2] کو جاؤ جو ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظّمہ سے پہلا، نالے کے وسط میں سواری پر جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑے ہو کہ منیٰ دہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کو اور جمرہ کی طرف مونھ ہو سات کنکریاں جدا جدا چٹکی میں لے کر سیدھا ہاتھ خوب اُٹھا کر کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو ہر ایک پر

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ رِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا .[3] کہہ کر مارو۔[4] بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین ہاتھ کے فاصلہ تک گریں۔ اس سے زیادہ فاصلہ پر گری تو وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لبیک موقوف کردو، اللہ اکبر کے بدلے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا جب بھی حرج نہیں۔

(۶) جب سات پوری ہو جائیں وہاں نہ ٹھہرو، فوراً ذکر و دُعا کرتے پلٹ آؤ۔

(رَمی کے مسائل)

مسئلہ ۱: سات سے کم جائز نہیں، اگر صرف تین ماریں یا بالکل نہیں تو دَم لازم ہوگا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہم کو عافیت دے۔ ۱۲

2 ...... منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین جگہ ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا جو منیٰ سے قریب ہے **جمرۂ اولیٰ** کہلاتا ہے اور بیچ کا **جمرۂ وسطیٰ** اور اخیر کا کہ مکہ معظّمہ سے قریب ہے **جمرۃ العقبہ**۔ ۱۲

3 ...... اللہ (عزوجل) کے نام سے، اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، شیطان کے ذلیل کرنے کے لیے، اللہ (عزوجل) کی رضا کے لیے، اے اللہ (عزوجل)! اسکو حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش دے۔ ۱۲

4 ...... یا صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر مارو۔ ۱۲ منہ

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبیٰ، ج۳، ص۶۰۸.

مسئلہ۲: کنکری مارنے میں پے در پے ہونا شرط نہیں مگر وقفہ خلافِ سنت ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ ساتوں ایک کے قائم مقام ہوئیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: کنکریاں زمین کی جنس سے ہوں اور ایسی چیز کی جس سے تیمّم جائز ہے کنکر، پتھر، مٹی یہاں تک کہ اگر خاک پھینکی جب بھی رَمی ہوگئی مگر ایک کنکری پھینکنے کے قائم مقام ہوئی۔ موتی، عنبر، مشک وغیرہا سے رَمی جائز نہیں۔ یوہیں جواہر اور سونے چاندی سے بھی رَمی نہیں ہوسکتی کہ یہ تو نچھاور ہوئی مارنا نہ ہوا، مینگنی سے بھی رَمی جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۵: جمرہ کے پاس سے کنکریاں اُٹھانا مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریاں رہتی ہیں جو مقبول نہیں ہوتیں اور مردود ہو جاتی ہیں اور جو مقبول ہو جاتی ہیں اُٹھالی جاتی ہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: اگر معلوم ہو کہ کنکریاں نجس ہیں تو اُن سے رَمی کرنا مکروہ ہے اور معلوم نہ ہو تو نہیں مگر دھو لینا مستحب ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۷: اس رَمی کا وقت آج کی فجر سے گیارھویں کی فجر تک ہے مگر مسنون یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہو اور زوال سے غروب تک مُباح اور غروب سے فجر تک مکروہ۔ یوہیں دسویں کی فجر سے طلوعِ آفتاب تک مکروہ اور اگر کسی عُذر کے سبب ہو مثلاً چرواہوں نے رات میں رَمی کی تو کراہت نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

(حج کی قربانی)

(۷) اب رَمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہو، یہ قربانی وہ نہیں جو بقرعید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حج میں ہو بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قارِن اور متمتع پر واجب اگرچہ فقیر ہو اور مُفرِد کے لیے مستحب اگرچہ غنی ہو۔ جانور کی عمر و اعضا میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبىٰ، ج۳، ص۶۰۸.

2 ...... المرجع السابق، ص۶۰۷.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبىٰ، ج۳، ص۶۰۸.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبىٰ، ج۳، ص۶۰۹.

5 ...... المرجع السابق، ص۶۱۰.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبىٰ، ج۳، ص۶۱۰.

مسئلہ ا: محتاج محض جس کی ملک میں نہ قربانی کے لائق کوئی جانور ہو، نہ اس کے پاس اتنا نقد یا اسباب کہ اسے بیچ کر لے سکے، وہ اگر قران یا تمتّع کی نیت کرے گا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین تو حج کے مہینوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد، اس بیچ میں جب چاہے رکھ لے۔ ایک ساتھ خواہ جُدا جُدا اور بہتر یہ ہے کہ ۷۔۸۔۹ کو رکھے اور باقی سات تیرھویں ذی الحجہ کے بعد جب چاہے رکھے اور بہتر یہ کہ گھر پہنچ کر ہوں۔

(۸) ذبح کرنا آتا ہو تو خود ذبح کرے کہ سنت ہے، ورنہ ذبح کے وقت حاضر رہے۔

(۹) رُو بقبلہ جانور کو لٹا کر اور خود بھی قبلہ کو مونھ کرکے یہ پڑھو:

﴿ اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۝ۚ ﴾ (1)

اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (2)

اس کے بعد بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ ؕ کہتے ہوئے نہایت تیز چُھری سے بہت جلد ذبح کردو کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، زیادہ ہاتھ نہ بڑھاؤ کہ بے سبب کی تکلیف ہے۔

(۱۰) بہتر یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور کے دونوں ہاتھ، ایک پاؤں باندھ لو ذبح کرکے کھول دو۔

(۱۱) اونٹ ہو تو اسے کھڑا کرکے سینہ میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارو کہ سنت یوہیں ہے اسے نحر کہتے ہیں اور اس کا ذبح کرنا مکروہ مگر حلال ذبح سے بھی ہو جائے گا اگر ذبح کرے تو گلے پر ایک ہی جگہ اُسے بھی ذبح کرے۔ جاہلوں میں جو مشہور ہے کہ اونٹ تین جگہ ذبح ہوتا ہے غلط و خلاف سنت ہے اور مُفت کی اذیت و مکروہ ہے۔

(۱۲) جانور جو ذبح کیا جائے جب تک سرد نہ ہولے اس کی کھال نہ کھینچو، نہ اعضا کاٹو کہ ایذا ہے۔

(۱۳) یہ قربانی کرکے اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج و قربانی قبول ہونے کی دعا مانگو۔

---

1 ......پ۷، الانعام: ۷۹۔

2 ...... انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، الحديث: ۲۷۹۵، ج۳، ص۱۲٦.

ترجمہ: ''میں نے اپنی ذات کو اس کی طرف متوجہ کیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں باطل سے حق کی طرف مائل ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں۔''

''بیشک میری نماز و قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (عزوجل) کے لیے ہے، جو تمام جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اُسی کا حکم ہوا اور میں مسلمانوں میں ہوں۔'' ۱۲

(حلق و تقصیر)

(۱۴) قربانی کے بعد قبلہ مونھ بیٹھ کر مرد **حلق** کریں یعنی تمام سر مونڈائیں کہ افضل ہے یا بال کتروائیں کہ رخصت ہے۔عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے۔ایک پورہ برابر بال کتروادیں۔مُفرِد اگر قربانی کرے تو اُسکے لیے مستحب یہ ہے کہ قربانی کے بعد حلق کرے اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں اور تمتع و قران والے پر قربانی کے بعد حلق کرنا واجب ہے یعنی اگر قربانی سے پہلے سر مونڈائے گا تو دَم واجب ہوگا۔

مسئلہ۱: کتروائیں تو سر میں جتنے بال ہیں ان میں کے چہارم بالوں میں سے کتروانا ضروری ہے،لہٰذا ایک پورہ سے زیادہ کتروائیں کہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں ممکن ہے کہ چہارم بالوں میں سب ایک ایک پورا نہ ترشیں۔

مسئلہ۲: سر مونڈانے یا بال کتروانے کا وقت ایام نحر ہے یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور افضل پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۳: جب احرام سے باہر ہونے کا وقت آگیا تو اب مُحرم اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اگرچہ یہ دوسرا بھی مُحرم ہو۔[2] (منسک)

مسئلہ۴: جس کے سر پر بال نہ ہوں اُسے اُسترہ پھروانا واجب ہے اور اگر بال ہیں مگر سر میں پُھڑیاں ہیں جن کی وجہ سے مونڈا نہیں سکتا اور بال اتنے بڑے بھی نہیں کہ کتروائے تو اس عُذر کے سبب اُس سے مونڈانا اور کتروانا ساقط ہوگیا۔اُسے بھی مونڈانے والوں، کتروانے والوں کی طرح سب چیزیں حلال ہوگئیں مگر بہتر یہ ہے کہ ایامِ نحر کے ختم ہونے تک بدستور رہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۵: اگر وہاں سے کسی گاؤں وغیرہ میں ایسی جگہ چلا گیا کہ نہ حجام ملتا ہے، نہ اُسترہ یا قینچی پاس ہے کہ مونڈا لے یا کتروائے تو یہ کوئی عُذر نہیں مونڈانا یا کتروانا ضروری ہے۔[4] (عالمگیری)

اور یہ بھی ضرور ہے کہ حرم سے باہر مونڈانا یا کتروانا نہ ہو بلکہ حرم کے اندر ہو کہ اس کے لیے یہ جگہ مخصوص ہے، حرم سے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج ١، ص ٢٣١.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب مناسك منى، فصل في الحلق و التقصير)، ص ٢٣٠.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ص ٢٣١.

4 ......المرجع السابق .

باہر کرے گا تو دَم لازم آئے گا۔[1] (منسک)

مسئلہ۶: اس موقع پر سر مونڈانے کے بعد مونچھیں ترشوانا، موئے زیرِ ناف دُور کرنا مستحب ہے اور داڑھی کے بال نہ لے اور لیے تو دَم وغیرہ واجب نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۷: اگر نہ مونڈائے نہ کتر وائے تو کوئی چیز جو احرام میں حرام تھی حلال نہ ہوئی اگرچہ طواف بھی کر چکا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۸: اگر بارھویں تک حلق وقصر نہ کیا تو دَم لازم آئے گا کہ اس کے لیے یہ وقت مقرر ہے۔[4] (ردالمحتار)

(۱۵) حلق ہو یا تقصیر دہنی طرف[5] سے شروع کرو اور اس وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے جاؤ اور فارغ ہونے کے بعد بھی کہو اور حلق یا تقصیر کے وقت یہ دُعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِىْ بِيَدِكَ فَاجْعَلْ لِّىْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَامْحُ عَنِّىْ بِهَا سَيِّئَةً وَّارْفَعْ لِىْ بِهَا دَرَجَةً فِى الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِىْ فِىْ نَفْسِىْ وَتَقَبَّلْ مِنِّىْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ۔ اٰمِيْنَ ط.[6] اور سب مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرو۔

مسئلہ۹: اگر مونڈانے یا کتروانے کے سوا کسی اور طرح سے بال دور کریں مثلاً چونا ہرتال وغیرہ سے جب بھی جائز

---

1. ...... "لباب المناسك"، (باب مناسك منى، فصل في الحلق و التقصير)، ص ٢٣٠.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ص ٢٣٢.
3. ......المرجع السابق .
4. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الزيارة، ج٣، ص٦١٦.
5. ...... یعنی مونڈانے والے کی دہنی جانب یہی حدیث سے ثابت اور امام اعظم نے بھی ایسا ہی کیا لہٰذا بعض کتابوں میں جو حجام کی دہنی جانب سے شروع کرنے کو بتایا صحیح نہیں۔۱۲ منہ
6. ......حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اس پر کہ اس نے ہمیں ہدایت کی اور انعام کیا اور ہماری عبادت پوری کرا دی، اے اللہ (عزوجل)! یہ میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے میرے لیے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور کر اور اس کی وجہ سے میرا گناہ مٹا دے اور جنت میں درجہ بلند کر، الٰہی! میرے لیے میرے نفس میں برکت کر اور مجھ سے قبول کر، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور سر منڈانے والوں اور بال کتروانے والوں کو بخش دے، اے بڑی مغفرت والے! آمین۔۱۲

ہے۔[1] (درمختار)

(۱۶) بال دفن کردیں اور ہمیشہ بدن سے جو چیز بال، ناخن، کھال جُدا ہوں دفن کردیا کریں۔

(۱۷) یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کتر واؤ، نہ خط بنواؤ، ورنہ دَم لازم آئے گا۔

(۱۸) اب عورت سے صحبت کرنے، بشہوت اُسے ہاتھ لگانے، بوسہ لینے، شرم گاہ دیکھنے کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہوگیا۔

(طوافِ فرض)

(۱۹) افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ **فرض طواف** کے لیے جسے طوافِ زیارت وطوافِ افاضہ کہتے ہیں، مکّہ معظّمہ میں جاؤ بدستور مذکور پیدل باوضو وسترِ عورت طواف کرو مگر اس طواف میں اِضطباع نہیں۔

مسئلہ ۱: یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے اس کے سات پھیرے کیے جائیں گے، جن میں چار پھیرے فرض ہیں کہ بغیر ان کے طواف ہوگا ہی نہیں اور نہ حج ہوگا اور پورے سات کرنا واجب تو اگر چار پھیروں کے بعد جماع کیا تو حج ہوگیا مگر دَم واجب ہوگا کہ واجب ترک ہوا۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اس طواف کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ پیشتر احرام بندھا ہو اور وقوف کر چکا ہو اور خود کرے اور اگر کسی اور نے اُسے کندھے پر اُٹھا کر طواف کیا تو اُس کا طواف نہ ہوا مگر جب کہ یہ مجبور ہو خود نہ کرسکتا ہو مثلاً بیہوش ہے۔[3] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بیہوش کو پیٹھ پر لاد کر یا کسی اور چیز پر اُٹھا کر طواف کرایا اور اس میں اپنے طواف کی بھی نیت کرلی تو دونوں کے طواف ہوگئے اگرچہ دونوں کے دو قسم کے طواف ہوں۔

مسئلہ ۴: اس طواف کا وقت دسویں کی طلوعِ فجر سے ہے، اس سے قبل نہیں ہوسکتا۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۵: اس میں بلکہ مطلق ہر طواف میں نیت شرط ہے، اگر نیت نہ ہو طواف نہ ہوا مثلاً دشمن یا درندے سے بھاگ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، مطلب في رمي جمرة العقبة، ج۳، ص۶۱۲.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۳۲، وغيره.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الحج، مطلب: فی طواف الزيارة، ج ۳، ص۶۱۴.

4 ...... "الجوهرة النيرة" كتاب الحج، ص۲۰۵.

کر پھیرے کیے طواف نہ ہوا بخلاف وقوفِ عرفہ کہ وہ بغیر نیت بھی ہو جاتا ہے مگر یہ نیت شرط نہیں کہ یہ طوافِ زیارت ہے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۶: عیدِ اضحیٰ کی نماز وہاں نہیں پڑھی جائے گی۔[2] (ردالمحتار)

(۲۰) **قارِن و مُفرِد** طواف قدوم میں اور **مُتمتّع** بعد احرامِ حج کسی طواف نفل میں حج کے رَمَل وسَعی دونوں یا صرف سَعی کر چکے ہوں تو اس طواف میں رَمَل وسعی کچھ نہ کریں اور ① اگر اس میں رمل وسعی کچھ نہ کیا ہو یا ② صرف رَمَل کیا ہو یا ③ جس طواف میں کیے تھے وہ عمرہ کا تھا جیسے قارِن و مُتمتّع کا پہلا طواف یا ④ وہ طواف بے طہارت کیا تھا یا ⑤ شوال سے پیشتر کے طواف میں کیے تھے تو ان پانچوں صورتوں میں رمل وسعی دونوں اس طوافِ فرض میں کریں۔

(۲۱) کمزور اور عورتیں اگر بھیڑ کے سبب دسویں کو نہ جائیں تو اس کے بعد گیارھویں کو افضل ہے اور اس دن یہ بڑا نفع ہے کہ مطاف خالی ملتا ہے گنتی کے بیس تیس آدمی ہوتے ہیں عورتوں کو بھی باطمینان تمام ہر پھیرے میں سنگِ اسود کا بوسہ ملتا ہے۔

(۲۲) جو گیارھویں کو نہ جائے بارھویں کو کرلے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے، جرمانہ میں ایک قربانی کرنی ہوگی۔ ہاں مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آ گیا تو ان کے ختم کے بعد طواف کرے مگر حیض یا نفاس سے اگر ایسے وقت پاک ہوئی کہ نہا دھو کر بارھویں تاریخ میں آفتاب ڈوبنے سے پہلے چار پھیرے کرسکتی ہے تو کرنا واجب ہے، نہ کرے گی گنہگار ہوگی۔ یوہیں اگر اتنا وقت اُسے ملا تھا کہ طواف کر لیتی اور نہ کیا اب حیض یا نفاس آ گیا تو گنہگار ہوئی۔[3] (ردالمحتار)

(۲۳) بہر حال بعد طواف دو رکعت بدستور پڑھیں، اس طواف کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جائیں گی اور حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف تھا۔

مسئلہ ۷: اگر یہ طواف نہ کیا تو عورتیں حلال نہ ہوں گی اگرچہ برسیں گزر جائیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو احرام سے باہر ہو گیا، یہاں تک کہ اس کے بعد جماع کرنے سے حج فاسد نہ ہوگا اور اگر اُلٹا طواف کیا یعنی کعبہ کی بائیں جانب سے تو عورتیں حلال ہو گئیں مگر جب تک مکہ میں ہے اس طواف کا اعادہ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص ٢٠٥.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الزيارة، ج٣، ص٦١٧.

3 ......"رد المحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الزيارة، ج٣، ص٦١٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣٢.

کرے اور اگر نجس کپڑا پہن کر طواف کیا تو مکروہ ہوا اور بقدر مانع نماز ستر کُھلا رہا تو ہو جائے گا مگر دَم لازم ہے۔[1] (عالمگیری جوہرہ)

(۲۴) دسویں، گیارھویں، بارھویں کی راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے، نہ مزدلفہ میں نہ مکہ میں نہ راہ میں، لہٰذا جو شخص دس یا گیارہ کو طواف کے لیے گیا واپس آ کر رات منیٰ ہی میں گزارے۔

مسئلہ۹: اگر اپنے آپ منیٰ میں رہا اور اسباب وغیرہ مکہ کو بھیج دیا یا مکہ ہی میں چھوڑ کر عرفات کو گیا تو اگر ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، تو کراہت ہے ورنہ نہیں۔[2] (درمختار)

(باقی دنوں کی رَمی)

(۲۵) **گیارہویں تاریخ** بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سُن کر پھر **رَمی** کو چلو، ان ایام میں رَمی **جَمر ۂ اولیٰ** سے شروع کرو جو مسجد خیف سے قریب ہے، اس کی رَمی کو راہِ مکہ کی طرف سے آ کر چڑھائی پر چڑھو کہ یہ جگہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے، یہاں رُوبقبلہ سات کنکریاں بطور مذکور مار کر جَمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ اور قبلہ رو دعا میں یوں ہاتھ اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں۔ حضور قلب سے حمد و درود و دعا و استغفار میں کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی قدر مشغول رہو، ورنہ پون پارہ یا سورہ بقرہ کی مقدار تک۔

(۲۶) پھر **جَمر ۂ وسطیٰ** پر جا کر ایسا ہی کرو (۲۷) پھر **جَمر ۃ العقبہ** پر مگر یہاں رَمی کر کے نہ ٹھہرو معاً پلٹ آؤ، پلٹتے میں دعا کرو۔

(۲۸) بعینہٖ اسی طرح **بارھویں تاریخ** بعد زوال تینوں جمرے کی رَمی کرو، بعض لوگ دوپہر سے پہلے آج رَمی کر کے مکہ معظّمہ کو چل دیتے ہیں۔ یہ ہمارے اصل مذہب کے خلاف اور ایک ضعیف روایت ہے تم اس پر عمل نہ کرو۔

(۲۹) بارھویں کی رَمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے اختیار ہے کہ مکہ معظّمہ کو روانہ ہو جاؤ مگر بعد غروب چلا جانا معیوب۔ اب ایک دن اور ٹھہرنا اور تیرھویں کو بدستور دوپہر ڈھلے رَمی کر کے مکہ جانا ہوگا اور یہی افضل ہے، مگر عام لوگ بارھویں کو چلے جاتے ہیں تو ایک رات دن یہاں اور قیام میں قلیل جماعت کو دقت ہے اور اگر تیرھویں کی صبح ہوگئی تو اب بغیر رَمی کیے جانا جائز نہیں، جائے گا تو دَم واجب ہوگا۔ دسویں کی رَمی کا وقت اوپر مذکور ہوا۔

گیارہویں بارھویں کا وقت آفتاب ڈھلنے[3] سے صبح تک ہے مگر رات میں یعنی آفتاب ڈوبنے کے بعد مکروہ ہے اور تیرھویں کی رَمی کا وقت صبح سے آفتاب ڈوبنے تک ہے مگر صبح سے آفتاب ڈھلنے تک مکروہ وقت ہے، اس کے بعد غروب آفتاب

---

1. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، ج۱، ص۲۳۲. و"الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص۲۰٦.
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج۳، ص٦۲۱.
3. ......یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے۔

تک مسنون۔ لہٰذا اگر پہلی تین تاریخوں ۱۰، ۱۱، ۱۲ کی رَمی دن میں نہ کی ہو تو رات میں کرلے پھر اگر بغیر عُذر رہے تو کراہت ہے، ورنہ کچھ نہیں اور اگر رات میں بھی نہ کی تو قضا ہوگئی، اب دوسرے دن اس کی قضا دے اور اس کے ذمہ کفارہ واجب اور اس قضا کا بھی وقت تیرھویں کے آفتاب ڈوبنے تک ہے، اگر تیرھویں کو آفتاب ڈوب گیا اور رَمی نہ کی تو اب رَمی نہیں ہوسکتی اور دَم واجب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۱: اگر بالکل رَمی نہ کی جب بھی ایک ہی دَم واجب ہوگا۔[2] (منسک)

مسئلہ۲: کنکریاں چاروں دن کے واسطے لی تھیں یعنی ستر اور بارھویں کی رَمی کر کے مکہ جانا چاہتا ہے تو اگر اور کو ضرورت ہو اُسے دیدے، ورنہ کسی پاک جگہ ڈال دے۔ جمروں پر بچی ہوئی کنکریاں پھینکنا مکروہ ہے اور دفن کرنے کی بھی حاجت نہیں۔[3] (منسک)

مسئلہ۳: رَمی پیدل بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی مگر افضل یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے جمروں پر پیدل رَمی کرے اور تیسرے کی سواری پر۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۴: اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اُس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اُس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر تو جائز ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۵: اگر کنکری کسی شخص پر پڑی اور اُس پر سے جمرہ کو لگی تو اگر معلوم ہو کہ اُس کے دفع کرنے سے جمرہ پر پہنچی تو اس کے بدلے کی دوسری کنکری مارے اور معلوم نہ ہو جب بھی احتیاط یہی ہے کہ دوسری مارے۔ یوہیں اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پر پہنچی یا نہیں تو اعادہ کرلے۔[6] (منسک)

مسئلہ۶: ترتیب کے خلاف رَمی کی تو بہتر یہ ہے کہ اعادہ کرلے اور اگر پہلے جمرہ کی رَمی نہ کی اور دوسرے تیسرے کی کی تو پہلے پر مار کر پھر دوسرے اور تیسرے پر مار لینا بہتر ہے اور اگر تین تین کنکریاں ماری ہیں تو پہلے پر چار اور مارے اور دوسرے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرات الثلاث، ج٣، ص٦١٩.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب رمي الجمار و أحكامه ، فصل رمي اليوم الرابع)، ص٢٤٤.

3 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب رمي الجمار و أحكامه ، فصل رمي اليوم الرابع)، ص٢٤٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٦٢٠، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣٤.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب رمي الجمار و أحكامه ، فصل في الرمي و شرائطه و واجباته)، ص٢٤٥.

تیسرے پر سات سات اور اگر چار چار ماری ہیں تو ہر ایک پر تین تین اور مارے اور بہتر یہ ہے کہ سرے سے رَمی کرے اور اگر یوں کیا کہ ایک ایک کنکری تینوں پر مار آیا پھر ایک ایک، یوہیں سات بار میں سات سات کنکریاں پوری کیں تو پہلے جمرہ کی رَمی ہوگئی اور دوسرے پر تین اور مارے اور تیسرے پر چھ تو رَمی پوری ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جاسکتا ہو، وہ دوسرے کو حکم کر دے کہ اس کی طرف سے رَمی کرے اور اُس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رَمی کرے یعنی جب کہ خود رَمی نہ کر چکا ہو اور اگر یوں کیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری پھر ایک مریض کی طرف سے، یوہیں سات بار کیا تو مکروہ ہے اور مریض کے بغیر حکم رَمی کر دی تو جائز نہ ہوئی اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رَمی کرے تو بہتر یہ کہ اس کا ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رَمی کرائے۔ یوہیں بیہوش یا مجنون یا ناسمجھ کی طرف سے اس کے ساتھ والے رَمی کر دیں اور بہتر یہ کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رَمی کرائیں۔[2] (منسک)

مسئلہ ۸: گن کر اکیس ۲۱ کنکریاں لے گیا اور رَمی کرنے کے بعد دیکھتا ہے کہ چار بچی ہیں اور یہ یاد نہیں کہ کون سے جمرہ پر کمی کی تو پہلے پر یہ چار کنکریاں مارے اور دونوں پچھلوں پر سات سات اور اگر تین بچی ہیں تو ہر ایک پر ایک ایک اور اگر ایک یا دو ہوں جب بھی ہر جمرہ پر ایک ایک۔[3] (فتح القدیر)

(۳۰) رَمی سے پہلے حلق جائز نہیں۔

(۳۱) گیارھویں بارھویں کی رَمی دوپہر سے پہلے اصلاً صحیح نہیں۔

(رَمی میں بارہ چیزیں مکروہ ہیں)

(۳۲) رَمی میں یہ چیزیں مکروہ ہیں:

① دسویں کی رَمی غروب آفتاب کے بعد کرنا۔

② تیرھویں کی رَمی دوپہر سے پہلے کرنا۔

③ رَمی میں بڑا پتھر مارنا۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس في کیفیة اداء الحج، ج۱، ص۲۳۴.

2 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب رمي الجمار و أحکامه)، ص۲۴۷.

3 ...... "فتح القدیر"، کتاب الحج، باب الاحرام، ج۲، ص۳۹۱.

④ بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا۔

⑤ مسجد کی کنکریاں مارنا۔

⑥ جمرہ کے نیچے جو کنکریاں پڑی ہیں اُٹھا کر مارنا کہ یہ مردود کنکریاں ہیں، جو قبول ہوتی ہیں اُٹھالی جاتی ہیں کہ قیامت کے دن نیکیوں کے پلے میں رکھی جائیں گی، ورنہ جمروں کے گرد پہاڑ ہو جاتے۔

⑦ ناپاک کنکریاں مارنا۔

⑧ سات سے زیادہ مارنا۔

⑨ رَمی کے لیے جو جہت مذکور ہوئی اس کے خلاف کرنا۔[1]

⑩ جمرہ سے پانچ ہاتھ سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا زیادہ کا مضایقہ نہیں۔

⑪ جمروں میں خلاف ترتیب کرنا۔

⑫ مارنے کے بدلے کنکری جمرہ کے پاس ڈال دینا۔

(مکہ معظمہ کو روانگی)

(۳۳) اخیر دن یعنی بارھویں خواہ تیرھویں کو جب منٰی سے رُخصت ہو کر مکہ معظّمہ چلو وادی محصب[2] میں کہ جنّۃ المعلیٰ کے قریب ہے، سواری سے اُتر لو یا بے اُترے کچھ دیر ٹھہر کر دعا کرو اور افضل یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھو، ایک نیند لے کر مکہ معظّمہ میں داخل ہو۔

(عمرے)

(۳۴) اب تیرھویں کے بعد جب تک مکہ میں ٹھہرو اپنے اور اپنے پیر، اُستاد، ماں، باپ، خصوصاً حضور پُرنُور سیّد عالم

---

1 ...... شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ''**رفیق الحرمین**'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''لہٰذا بڑے شیطان کو مارتے وقت کعبہ شریف اُلٹے ہاتھ کی طرف اور منٰی سیدھے ہاتھ کی طرف ہونا چاہیے باقی دونوں جَمروں کو مارتے وقت آپ کا مُنہ قبلہ کی جانب ہونا چاہیے۔''

2 ...... جنۃ المعلی کہ مکہ معظّمہ کا قبرستان ہے اس کے پاس ایک پہاڑ ہے اور دوسرا پہاڑ اس پہاڑ کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے دہنے ہاتھ پر نالہ کے پیٹ سے جدا ہے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی محصب ہے جنۃ المعلی محصب میں داخل نہیں ۱۲۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب واہلبیت وحضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے جتنے ہوسکیں **عُمرے** کرتے رہو۔ **تنعیم** کو کہ مکہ معظّمہ سے شمال یعنی مدینہ طیبہ کی طرف تین میل فاصلہ پر ہے، جاؤ وہاں سے عمرہ کا احرام جس طرح اوپر بیان ہوا باندھ کر آؤ اور طواف وسعی حسب دستور کرکے حلق یا تقصیر کرلو عمرہ ہوگیا۔ جو حلق کر چکا اور مثلاً اُسی دن دوسرا عمرہ لایا، وہ سر پر اُسترہ پھروالے کافی ہے۔ یوہیں وہ جس کے سر پر قدرتی بال نہ ہوں۔

(۳۵) مکہ معظّمہ میں کم سے کم ایک ختم قرآن مجید سے محروم نہ رہے۔

(مقاماتِ متبرکہ کی زیارت)

(۳۶) **جَنۃُ المعلیٰ** حاضر ہوکر اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ ودیگر مدفونین کی زیارت کرے۔

(۳۷) مکان ولادت اقدس حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ومکان ولادتِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجبل ثور وغارِ حرا ومسجد الجن ومسجد جبل ابی قبیس وغیرہا مکانات متبرکہ کی بھی زیارت سے مشرف ہو۔

(۳۸) حضرت عبدالمطلب کی زیارت کریں اور ابو طالب کی قبر پر نہ جائیں۔ یوہیں جدّہ میں جولوگوں نے حضرت اُمُّنا حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار کئی سو ہاتھ کا بنا رکھا ہے وہاں بھی نہ جائیں کہ بے اصل ہے۔

(۳۹) علما کی خدمت سے برکت حاصل کرو۔

(کعبہ معظمہ کی داخلی)

(۴۰) **کعبہ معظّمہ کی داخلی** کمال سعادت ہے اگر جائز طور پر نصیب ہو۔ محرم میں عام داخلی ہوتی ہے مگر سخت کشمکش رہتی ہے۔ کمزور مرد کا تو کام ہی نہیں، نہ عورتوں کو ایسے ہجوم میں جرأت کی اجازت، زبردست مرد اگر آپ ایذا سے بچ بھی گیا تو اَوروں کو دھکے دیکر ایذا دے گا اور یہ جائز نہیں، نہ اس طرح کی حاضری میں کچھ ذوق ملے اور خاص داخلی بے لین دین میسر نہیں اور اس پر لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام۔ **حرام کے ذریعہ ایک مستحب ملا بھی تو وہ بھی حرام ہوگیا**، ان مفاسد سے نجات نہ ملے تو حطیم کی حاضری غنیمت جانے، او پر گزرا کہ وہ بھی کعبہ ہی کی زمین ہے۔

اور اگر شاید بن پڑے یوں کہ خدام کعبہ سے صاف ٹھہر جائے کہ داخلی کے عوض کچھ نہ دیں گے، اس کے بعد یا قبل چاہے ہزاروں روپے دیدے تو کمال ادب ظاہر وباطن کی رعایت سے آنکھیں نیچی کیے گردن جُھکائے، گناہوں پر شرماتے، جلال رب العزۃ سے لرزتے کانپتے بسم اللہ کہہ کر پہلے سیدھا پاؤں بڑھا کر داخل ہو اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا

فاصلہ رہے۔ وہاں دو رکعت نفل غیر وقتِ مکروہ میں پڑھے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر دیوار پر رخسارہ اور مونھ رکھ کر حمد و دُرود و دُعا میں کوشش کرے۔ یو ہیں نگاہ نیچی کیے چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے اور ستونوں سے چمٹے اور پھر اس دولت کے ملنے اور حج و زیارت کے قبول کی دعا کرے اور یو ہیں آنکھیں نیچی کیے واپس آئے اوپر یا اِدھر اُدھر ہرگز نہ دیکھے اور بڑے فضل کی امید کرو کہ وہ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ [1] ''جو اس گھر میں داخل ہوا وہ امان میں ہے۔'' والحمدللہ۔

(حرمین شریفین کے تبرکات)

(۴۱) بچی ہوئی بتّی وغیرہ جو یہاں یا مدینہ طیبہ میں خدام دیتے ہیں، ہرگز نہ لے بلکہ اپنے پاس سے بتّی وہاں روشن کر کے باقی اُٹھالے۔

مسئلہ ۱: غلاف کعبہ معظّمہ جو سال بھر بعد بدلا جاتا ہے اور جو اُوتارا گیا فقرا پر تقسیم کر دیا جاتا ہے، اس کو ان فقرا سے خرید سکتے ہیں اور جو غلاف چڑھا ہوا ہے اس میں سے لینا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی ٹکڑا جدا ہو کر گر پڑے تو اسے بھی نہ لے اور لے تو کسی فقیر کو دیدے۔

مسئلہ ۲: کعبہ معظّمہ میں خوشبو لگی ہو اسے بھی لینا جائز نہیں اور لی تو واپس کر دے اور خواہش ہو تو اپنے پاس سے خوشبو لے جا کر مَس کرلائے۔

(طواف رُخصت)

(۴۲) جب ارادہ رخصت کا ہو **طوافِ وداع** بے رَمَل و سعی و اِضطباع بجالائے کہ باہر والوں پر واجب ہے۔ ہاں وقت رُخصت عورت حیض یا نفاس سے ہو تو اس پر نہیں، جس نے صرف عمرہ کیا ہے اس پر یہ طواف واجب نہیں پھر بعد طواف بدستور دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھے۔

مسئلہ ۱: سفر کا ارادہ تھا طواف رخصت کر لیا مگر کسی وجہ سے ٹھہر گیا، اگر اقامت کی نیت نہ کی تو وہی طواف کافی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ پھر طواف کرے کہ پچھلا کام طواف رہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ......پ ۳، الانعام: ۹۷۔

2 ...... ''الفتاوی الهندية''، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳٤، وغيره.

مسئلہ۲: مکہ والے اور میقات کے اندر رہنے والے پر طواف رخصت واجب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۳: باہر والے نے مکہ میں یا مکہ کے آس پاس میقات کے اندر کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا یعنی یہ کہ اب یہیں رہے گا تو اگر بارھویں تاریخ تک یہ نیت کرلی تو اب اس پر یہ طواف واجب نہیں اور اس کے بعد نیت کی تو واجب ہوگیا اور پہلی صورت میں اگر اپنے ارادہ کو توڑ دیا اور وہاں سے رخصت ہوا تو اس وقت بھی واجب نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۴: طوافِ رُخصت میں نفس طواف کی نیت ضرور ہے، واجب و رُخصت نیت میں ہونے کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ اگر بہ نیت نفل کیا واجب ادا ہوگیا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۵: حیض والی مکہ معظّمہ سے جانے کے قبل پاک ہوگئی تو اس پر یہ طواف واجب ہے اور اگر جانے کے بعد پاک ہوئی تو اُسے یہ ضرور نہیں کہ واپس آئے اور واپس آئی تو طواف واجب ہوگیا جب کہ میقات سے باہر نہ ہوئی تھی اور اگر جانے سے پہلے حیض ختم ہوگیا مگر نہ غسل کیا تھا، نہ نماز کا ایک وقت گزرا تھا تو اُس پر بھی واپس آنا واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۶: جو بغیر طوافِ رخصت کے چلا گیا تو جب تک میقات سے باہر نہ ہوا واپس آئے اور میقات سے باہر ہونے کے بعد یاد آیا تو واپس ہونا ضرور نہیں بلکہ دَم دیدے اور اگر واپس ہو تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس ہو اور عمرہ سے فارغ ہوکر طوافِ رخصت بجالائے اور اس صورت میں دَم واجب نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۷: طوافِ رُخصت کے تین پھیرے چھوڑ گیا تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دے۔[6] (عالمگیری)

(۴۳) طوافِ رخصت کے بعد **زمزم** پر آکر اُسی طرح پانی پیے، بدن پر ڈالے۔

(۴۴) پھر دروازۂ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوکر آستانۂ پاک کو بوسہ دے اور قبولِ حج و زیارت اور بار بار حاضری کی دعا مانگے اور وہی دُعائے جامع پڑھے یا یہ پڑھے:

اَلسَّآئِلُ بِبَابِکَ یَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَمَعْرُوْفِکَ وَیَرْجُوْ رَحْمَتَکَ .[7]

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ج٣، ص٦٢٢.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣٥.

5 ...... المرجع السابق. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ج٣، ص٦٢٢.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٦.

7 ...... تیرے دروازہ پر سائل تیرے فضل و احسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔۱۲

(۴۵) پھر مُلتزم پر آکر غلاف کعبہ تھام کر اُسی طرح چمٹو، ذِکر و دُرود و دُعا کی کثرت کرو۔ اس وقت یہ دُعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ فَكَمَا هَدَیْتَنَا لِهٰذَا فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَیْتِكَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنِی الْعَوْدَ اِلَیْهِ حَتّٰی تَرْضٰی بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط. (1)

(۴۶) پھر حجرِ پاک کو بوسہ دو اور جو آنسو رکھتے ہو گراؤ اور یہ پڑھو:

یَا یَمِیْنَ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا اَنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا اُوَدِّعُكَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ لِتَشْهَدَ لِیْ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ عَلٰی ذَالِكَ وَاُشْهِدُ مَلٰٓئِكَتَكَ الْكِرَامَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط. (1)

(۴۷) پھر اُلٹے پاؤں کعبہ کی طرف مونھ کرکے یا سیدھے چلنے میں پھر پھر کر کعبہ کو حسرت سے دیکھتے، اُس کی جُدائی پر روتے یا رونے کا مونھ بناتے مسجدِ کریم کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلو اور دعائے مذکور پڑھو اور اسکے لیے بہتر باب الحذورہ ہے۔

(۴۸) حیض ونفاس والی عورت دروازۂ مسجد پر کھڑی ہوکر بہ نگاہ حسرت دیکھے اور دعا کرتی پلٹے۔

(۴۹) پھر بقدرِ قدرت فقرائے مکہ معظّمہ پر تصدق کرکے متوجہ سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ ہو وباللہ التوفیق۔

1 ......حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمیں ہدایت کی، اللہ (عزوجل) ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، الٰہی! جس طرح ہمیں تو نے اس کی ہدایت کی ہے تو قبول فرما اور بیت الحرام میں یہ ہماری آخری حاضری نہ کر اور اس کی طرف پھر لوٹنا ہمیں نصیب کرنا تاکہ تو اپنی رحمت کے سبب راضی ہوجا۔

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہان کا اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی آل واصحاب سب پر۔۱۲

2 ...... اے زمین میں اللہ (عزوجل) کے یمین! میں تجھے گواہ کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) کی گواہی کافی ہے کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔

اور میں تیرے پاس اس شہادت کو امانت رکھتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) کے نزدیک قیامت کے دن جس دن بڑی گھبراہٹ ہوگی تو میرے لیے اس کی شہادت دے گا، اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو اس پر گواہ کرتا ہوں، اللہ (عزوجل) درود بھیجے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی آل واصحاب سب پر۔۱۲

قِران کا بَیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ﴾ [1]

اور اللہ (عزوجل) کے لیے حج و عمرہ کو پورا کرو۔

(حدیث ۱:) ابوداود و نسائی و ابن ماجہ صُبّی بن معبد تغلبی سے راوی، کہتے ہیں میں نے حج و عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا، امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ [2]

(حدیث ۲:) صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سُنا، حج و عمرہ دونوں کو لبیک میں ذکر فرماتے ہیں۔ [3]

(حدیث ۳:) امام احمد نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج و عمرہ کو جمع فرمایا۔ [4]

مسئلہ ۱: قِران کے یہ معنی ہیں کہ حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے یا پہلے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ابھی طواف کے چار پھیرے نہ کیے تھے کہ حج کو شامل کرلیا یا پہلے حج کا احرام باندھا تھا اُس کے ساتھ عُمرہ بھی شامل کرلیا، خواہ طوافِ قدوم سے پہلے عمرہ شامل کیا یا بعد میں۔ طوافِ قدوم سے پہلے اساءت ہے کہ خلاف سنت ہے مگر دَم واجب نہیں اور طوافِ قدوم کے بعد شامل کیا تو واجب ہے کہ عمرہ توڑ دے اور دَم دے اور عمرہ کی قضا کرے اور عمرہ نہ توڑا جب بھی دَم دینا واجب ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: قِران کے لیے شرط یہ ہے کہ عمرہ کے طواف کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے پہلے ہو، لہٰذا جس نے طواف کے چار پھیروں سے پہلے وقوف کیا اُس کا قِران باطل ہوگیا۔ [6] (فتح القدیر)

---

1 ...... پ۲، البقرۃ: ۱۹۶۔

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب فى الاقران، الحديث: ۱۷۹۸، ج۲، ص۲۲۷.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فى الافراد و القران، الحديث: ۱۲۳۲، ص۶۴۷.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي طلحة، الحديث: ۱۶۳۴۶، ج۵، ص۵۰۸.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۳.

6 ...... "فتح القدير"

مسئلہ ۳: سب سے افضل قِران ہے پھر تمتّع پھر اِفراد۔[1] (ردالمحتار وغیرہ) قِران کے احرام کا طریقہ احرام کے بیان میں مذکور ہوا۔

مسئلہ ۴: قِران کا احرام میقات سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور شوال سے پہلے بھی مگر اس کے افعال حج کے مہینوں میں کیے جائیں، شوال سے پہلے افعال نہیں کرسکتے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: قِران میں واجب ہے کہ پہلے سات پھیرے طواف کرے اور ان میں پہلے تین پھیروں میں رَمَل سنت ہے پھر سعی کرے، اب قِران کا ایک جُز یعنی عمرہ پورا ہوگیا مگر ابھی حلق نہیں کرسکتا اور کیا بھی تو احرام سے باہر نہ ہوگا اور اس کے جرمانہ میں دو دَم لازم ہیں۔ عمرہ پورا کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے اور چاہے تو ابھی سعی بھی کرلے، ورنہ طوافِ افاضہ کے بعد سعی کرے۔ اگر ابھی سعی کرے تو طوافِ قدوم کے تین پہلے پھیروں میں بھی رَمَل کرے اور دونوں طوافوں میں اِضطباع بھی کرے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک ساتھ دو طواف کیے پھر دو سعی جب بھی جائز ہے مگر خلاف سنت ہے اور دَم لازم نہیں، خواہ پہلا طواف عمرہ کی نیت سے اور دوسرا قدوم کی نیت سے ہو یا دونوں میں سے کسی میں تعیین نہ کی یا اس کے سوا کسی اور طرح کی نیت کی۔ بہرحال پہلا عمرہ کا ہوگا اور دوسرا طوافِ قدوم۔[4] (درمختار، منسک)

مسئلہ ۷: پہلے طواف میں اگر طوافِ حج کی نیت کی، جب بھی عمرہ ہی کا طواف ہے۔[5] (جوہرہ) عمرہ سے فارغ ہوکر بدستور مُحرِم رہے اور تمام افعال بجالائے، دسویں کو حلق کے بعد پھر طوافِ افاضہ کے بعد جیسے حج کرنے والے کے لیے چیزیں حلال ہوتی ہیں اُس کے لیے بھی حلال ہوں گی۔

مسئلہ ۸: قارِن پر دسویں کی رَمی کے بعد قربانی واجب ہے اور یہ قربانی کسی جرمانہ میں نہیں بلکہ اس کا شکریہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے دو عبادتوں کی توفیق بخشی۔ قارِن کے لیے افضل یہ ہے کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے۔[6] (عالمگیری،

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص ٦٣١، وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص٦٣٤.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص٦٣٥، وغیرہ.

4 ...... المرجع السابق. و"لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل فی اداء القران)، ص٢٦٢.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الحج، باب القران، ، ص ٢١٠.

6 ...... الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السابع فی القران والتمتع، ج١، ص٢٣٨.
و"الدرالمختار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص٦٣٦، وغيرهما.

درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: اس قربانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ حرم میں ہو، بیرون حرم نہیں ہوسکتی اور سنت یہ کہ منیٰ میں ہو اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے سے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رَمی کے بعد ہو، رَمی سے پہلے کرے گا تو دَم لازم آئے گا اور اگر بارھویں تک نہ کی تو ساقط نہ ہوگی بلکہ جب تک زندہ ہے قربانی اس کے ذمہ ہے۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۰: اگر قربانی پر قادر تھا اور ابھی قربانی نہ کی تھی کہ انتقال ہوگیا تو اس کی وصیّت کر جانا واجب ہے اور اگر وصیت نہ کی مگر وارثوں نے خود کردی جب بھی صحیح ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۱۱: قارِن کو اگر قربانی میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں، نہ اتنا اسباب کہ اُسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے۔ ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے، خواہ سات، آٹھ، نو، کو رکھے یا اس کے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کردے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے، تینوں کا پے درپے رکھنا ضرور نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے، تیرھویں کو یا اس کے پہلے نہیں ہوسکتے۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا مکان واپس آکر اور بہتر مکان پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات سے نیت ضرور ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے کے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دَم واجب ہوگا، دَم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دَم دینے پر قادر نہیں تو سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے جُدا ہو جائے اور دو دَم واجب ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لیے پھر حلق سے پہلے دسویں کو جانور مل گیا، تو اب وہ روزے کافی نہیں لہٰذا قربانی کرے اور حلق کے بعد جانور پر قدرت ہوئی تو وہ روزے کافی ہیں، خواہ قربانی کے دنوں میں قدرت پائی گئی

---

1 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في هدى القارن و المتمتع)، ص٢٦٣.

2 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في هدى القارن و المتمتع)، ص٢٦٣.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع في قران و المتمتع، ج١، ص٢٣٩.
و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٨.

یا بعد میں۔ یوہیں اگر قربانی کے دنوں میں سر نہ مونڈایا تو اگرچہ حلق سے پہلے جانور پر قادر ہو وہ روزے کافی ہیں۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۴: قارن نے طوافِ عمرہ کے تین پھیرے کرنے کے بعد وقوفِ عرفہ کیا تو وہ طواف جاتا رہا اور چار پھیرے کے بعد وقوف کیا تو باطل نہ ہوا اگرچہ طوافِ قدوم یا نفل کی نیت سے کیے، لہٰذا یوم النحر میں طواف زیارت سے پہلے اُس کی تکمیل کرے اور پہلی صورت میں چونکہ اُس نے عمرہ توڑ ڈالا، لہٰذا ایک دَم واجب ہوا اور وہ قربانی کہ شکر کے لیے واجب تھی ساقط ہوگئی اور اب قارِن نہ رہا اور ایامِ تشریق کے بعد اس عمرہ کی قضا دے۔ [2] (درمختار)

تَمتّع کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ [3]

جس نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا، اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے قربانی کی قدرت نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات واپسی کے بعد، یہ دس پورے ہیں۔ یہ اُس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) کا عذاب سخت ہے۔

تمتّع اُسے کہتے ہیں کہ حج کے مہینے میں عمرہ کرے پھر اسی سال حج کا احرام باندھے یا پورا عمرہ نہ کیا، صرف چار پھیرے کیے پھر حج کا احرام باندھا۔

مسئلہ۱: تمتّع کے لیے یہ شرط نہیں کہ میقات سے احرام باندھے اس سے پہلے بھی ہوسکتا ہے بلکہ اگر میقات کے بعد احرام باندھا جب بھی تمتع ہے، اگرچہ بلا احرام میقات سے گزرنا گناہ اور دَم لازم یا پھر میقات کو واپس جائے۔ یوہیں تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ عمرہ کا احرام حج کے مہینے میں باندھا جائے بلکہ شوال سے پیشتر بھی احرام باندھ سکتے ہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۸.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۹.

3 ...... پ۲، البقرۃ: ۱۹۶۔

عمرہ کے تمام افعال یا اکثر طواف حج کے مہینے میں ہو، مثلاً تین پھیرے طواف کے رمضان میں کیے پھر شوال میں باقی چار پھیرے کر لیے پھر اسی سال حج کر لیا تو یہ بھی تمتع ہے اور اگر رمضان میں چار پھیرے کر لیے تھے اور شوال میں تین باقی تو یہ تمتع نہیں اور یہ بھی شرط نہیں کہ جس سال احرام باندھا اسی سال تمتع کرے مثلاً اس رمضان میں احرام باندھا اور احرام پر قائم رہا، دوسرے سال عمرہ پھر حج کیا تو تمتع ہو گیا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

(تمتّع کے شرائط)

تمتع کی دس شرطیں ہیں:

① حج کے مہینے میں پورا طواف کرنا یا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔

② عمرہ کا احرام حج کے احرام سے مقدم ہونا۔

③ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اکثر حصہ کر لیا ہو۔

④ عمرہ فاسد نہ کیا ہو۔

⑤ حج فاسد نہ کیا ہو۔

⑥ اِلمام صحیح نہ کیا ہو۔ اِلمام صحیح کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جائے اور وطن سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ رہتا ہے پیدائش کا مقام اگرچہ دوسری جگہ ہو، لہٰذا اگر عمرہ کرنے کے بعد وطن گیا پھر واپس آ کر حج کیا تو تمتّع نہ ہوا اور اگر عمرہ کرنے سے پیشتر گیا یا عمرہ کر کے بغیر حلق کیے یعنی احرام ہی میں وطن گیا پھر واپس آ کر اسی سال حج کیا تو تمتّع ہے۔ یوہیں اگر عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حج کا احرام باندھ کر وطن گیا تو یہ بھی اِلمام صحیح نہیں، لہٰذا اگر واپس آ کر حج کرے گا تو تمتّع ہوگا۔

⑦ حج و عمرہ دونوں ایک ہی سال میں ہوں۔

⑧ مکہ معظّمہ میں ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، لہٰذا اگر عمرہ کے بعد پکا ارادہ کر لیا کہ یہیں رہے گا تو تمتع نہیں اور دو ایک مہینے کا ہو تو ہے۔

⑨ مکہ معظّمہ میں حج کا مہینہ آ جائے تو بے احرام کے نہ ہو، نہ ایسا ہو کہ احرام ہے مگر چار پھیرے طواف کے اس مہینے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٤٠.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع فى القران والتمتع، ج١، ص٢٤٠.

سے پہلے کر چکا ہے، ہاں اگر میقات سے باہر واپس جائے پھر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے تو تمتع ہوسکتا ہے۔

⑩ میقات سے باہر کا رہنے والا ہو۔ مکہ کا رہنے والا تمتّع نہیں کرسکتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ۲: تمتع کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا، دوسری یہ کہ نہ لائے۔ جو جانور نہ لایا وہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے، مکہ معظّمہ میں آ کر طواف وسعی کرے اور سر مونڈائے اب عمرہ سے فارغ ہوگیا اور طواف شروع کرتے ہی یعنی سنگِ اَسود کو بوسہ دیتے وقت لبیک ختم کر دے اب مکہ میں بغیر احرام رہے۔ آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد الحرام شریف سے حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام افعال بجالائے مگر اس کے لیے طوافِ قدوم نہیں اور طوافِ زیارت میں یا حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی طوافِ نفل میں رَمَل کرے اور اس کے بعد سعی کرے اور اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد طوافِ قدوم کرلیا ہے (اگرچہ اس کے لیے یہ طواف مسنون نہ تھا) اور اس کے بعد سعی کرلی ہے تو اب طوافِ زیارت میں رَمَل نہیں، خواہ طوافِ قدوم میں رَمَل کیا ہو یا نہیں اور طوافِ زیارت کے بعد اب سعی بھی نہیں، عمرہ سے فارغ ہو کر حلق بھی ضروری نہیں۔ اُسے یہ بھی اختیار ہے کہ سر نہ مونڈائے بدستور مُحرم رہے۔

یو ہیں مکہ معظّمہ ہی میں رہنا اُسے ضرور نہیں، چاہے وہاں رہے یا وطن کے سوا کہیں اور مگر جہاں رہے وہاں والے جہاں سے احرام باندھتے ہیں یہ بھی وہیں سے احرام باندھے، اگر مکۂ مکرمہ میں ہے تو یہاں والوں کی طرح احرام باندھے اور اگر حرم سے باہر اور میقات کے اندر ہے تو حِل میں احرام باندھے اور میقات سے بھی باہر ہوگیا تو میقات سے باندھے۔ یہ اُس صورت میں ہے، جب کہ کسی اور غرض سے حرم یا میقات سے باہر جانا ہوا اور اگر احرام باندھنے کے لیے حرم سے باہر گیا تو اُس پر دَم واجب ہے مگر جب کہ وقوف سے پہلے مکہ میں آ گیا تو ساقط ہوگیا اور مکہ معظّمہ میں رہا تو حرم میں احرام باندھے اور بہتر یہ ہے کہ مکہ معظّمہ میں ہو اور اس سے بہتر یہ کہ مسجد حرم میں ہو اور سب سے بہتر یہ کہ حطیم شریف میں ہو۔ یو ہیں آٹھویں کو احرام باندھنا ضرور نہیں، نویں کو بھی ہوسکتا ہے اور آٹھویں سے پہلے بھی بلکہ یہ افضل ہے۔ تمتع کرنے والے پر واجب ہے کہ دسویں تاریخ کو شکرانہ میں قربانی کرے، اس کے بعد سر مونڈائے۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اُسی طرح روزے رکھے جو قِران والے کے لیے ہیں۔[2] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

---

[1] ....."ردالمحتار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص ٦٤٠،٦٤٣.

[2] ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب التمتع، ص٢١٢ـ ٢١٣.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع في القران و التمتع، ج١، ص٢٣٨ـ٢٣٩.

مسئلہ ۳: اگر اپنے ساتھ جانور لے جائے تو احرام باندھ کر لے چلے اور کھینچ کرلے جانے سے ہانکنا افضل ہے۔ ہاں اگر پیچھے سے ہانکنے سے نہیں چلتا تو آگے سے کھینچے اور اُس کے گلے میں ہار ڈال دے کہ لوگ سمجھیں یہ حرم میں قربانی کو جاتا ہے، اور ہار ڈالنا جُھول ڈالنے سے بہتر ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جانور کے کوہان میں دہنی یا بائیں جانب خفیف سا شگاف کردے کہ گوشت تک نہ پہنچے، اب مکہ معظّمہ میں پہنچ کر عمرہ کرے اور عمرہ سے فارغ ہو کر بھی مُحرم رہے جب تک قربانی نہ کرلے۔ اُسے سر مونڈانا جائز نہیں جب تک قربانی نہ کرلے ورنہ دَم لازم آئے گا پھر وہ تمام افعال کرے جو اس کے لیے بتائے گئے کہ جانور نہ لایا تھا اور دسویں تاریخ کو رَمی کر کے سر مونڈائے اب دونوں احرام سے ایک ساتھ فارغ ہوگیا۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۴: جو جانور لایا اور جو نہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول ڈالا اب حج کا احرام باندھا اور کوئی جنایت واقع ہوئی تو جرمانہ مثل مُفرِد کے ہے اور وہ احرام باقی تھا تو جرمانہ قارِن کی مثل ہے اور جانور لایا ہے تو بہرحال قارِن کی مثل ہے۔ [2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میقات کے اندر والوں کے لیے قِران و تمتّع نہیں، اگر کریں تو دَم دیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۶: جو جانور لایا ہے اُسے روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا اگرچہ نادار ہو۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۷: جانور نہیں لے گیا اور عمرہ کر کے گھر چلا آیا تو یہ اِلمام صحیح ہے اس کا تمتع جاتا رہا، اب حج کرے گا تو مُفرِد ہے اور جانور لے گیا ہے اور عمرہ کر کے گھر واپس آیا پھر مُحرِم رہا اور حج کو گیا تو یہ اِلمام صحیح نہیں، لہٰذا اس کا تمتّع باقی ہے۔ یوہیں اگر گھر نہ آیا عمرہ کر کے کہیں اور چلا گیا تو تمتّع نہ گیا۔ [5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: تمتّع کرنے والے نے حج یا عمرہ فاسد کر دیا تو اس کی قضا دے اور جرمانہ میں دَم اور تمتع کی قربانی اُس کے ذمہ نہیں کہ تمتع رہا ہی نہیں۔ [6] (درمختار)

مسئلہ ۹: تمتّع کے لیے یہ ضرور نہیں کہ حج و عمرہ دونوں ایک ہی کی طرف سے ہوں بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک اپنی طرف

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص٦٤٥.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص٦٤٥.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص٦٤٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص٦٤٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص٦٤٨، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص٦٥٠.

سے ہواور دوسرا کسی اور کی جانب سے یا ایک شخص نے اُسے حج کا حکم دیا اور دوسرے نے عمرہ کا اور دونوں نے تمتّع کی اجازت دیدی تو کرسکتا ہے مگر قربانی خود اس کے ذمہ ہے اور اگر نادار ہے تو روزے رکھے۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۰: حج کے مہینے میں عمرہ کیا مگر اُسے فاسد کر دیا پھر گھر واپس گیا پھر آ کر عمرہ کی قضا کی اور اُسی سال حج کیا تو یہ تمتع ہوگیا اور اگر مکہ ہی میں رہ گیا یا مکہ سے چلا گیا مگر میقات کے اندر رہا یا میقات سے بھی باہر ہوگیا مگر گھر نہ گیا اور آ کر عمرہ کی قضا کی اور اسی سال حج بھی کیا تو ان سب صورتوں میں تمتع نہ ہوا۔[2] (جوہرہ)

جُرم اور اُن کے کفارے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ اُحِلَّ لَكُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَیْكُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ ﴾[3]

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور جو تم میں سے قصداً جانور کو قتل کرے گا تو بدلہ دے مثل اُس جانور کے جو قتل ہوا، تم میں کے دو عادل جو حکم کریں وہ بدلا قربانی ہوگی۔ جو کعبہ کو جائے یا کفارہ مسکین کا کھانا یا اس کے برابر روزے تاکہ اپنے کیے کا وبال چکھے۔ اللہ (عزوجل) نے اسے معاف فرمادیا، جو پیشتر ہو چکا اور جو پھر کرے گا تو اللہ (عزوجل) اس سے بدلا لے گا اور اللہ (عزوجل) غالب بدلا لینے والا ہے۔ دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمھارے لیے حلال کیا گیا، تمھارے اور مسافروں کے برتنے کے لیے اور خشکی کا شکار تم پر حرام ہے، جب تک تم مُحرِم ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس کی طرف تم اُٹھائے جاؤ گے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ ﴾[4]

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (باب التمتع، فصل و لايشترط الصحة التمتع إحرام العمرة من الميقات)، ص٢٨٦.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب التمتع، ص٢١٦.

3 ......پ٧، المائدة: ٩٥-٩٦۔ 4 ......پ٢، البقرة: ١٩٦۔

جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (اور سر مونڈا لے) تو فدیہ دے روزے یا صدقہ یا قربانی۔

صحیحین وغیرہما میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور یہ مُحرم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جُوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں، ارشاد فرمایا: کیا یہ کیڑے تمھیں تکلیف دے رہے ہیں؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''سر مونڈا ڈالو اور تین صاع کھانا چھ مسکینوں کو دیدو یا تین روزے رکھو یا قربانی کرو۔'' [1]

تنبیہ: مُحرم اگر بالقصد بلاعذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا، لہٰذا اس صورت میں توبہ واجب کہ محض کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے اور اگر نادانستہ یا عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے۔ جرم میں کفارہ بہر حال لازم ہے، یاد سے ہو یا بھول چوک سے، اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا معلوم نہ ہو، خوشی سے ہو یا مجبوراً، سوتے میں ہو یا بیداری میں، نشہ یا بے ہوشی میں یا ہوش میں، اُس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اُس کے حکم سے کیا۔

تنبیہ: اس بیان میں جہاں دَم کہیں گے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی اور بدنہ اونٹ یا گائے یہ سب جانور انھیں شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں اور صدقہ سے مراد انگریزی روپے سے ایک سو چھہتّر روپے آٹھ آنہ بھر گیہوں کہ ننوا روپے کے سیر سے پونے دو سیر اٹھنی بھر اوپر ہوئے یا اس کے دُونے جَو یا کھجور یا ان کی قیمت۔

مسئلہ ۱: جہاں دَم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جُوؤں کی سخت ایذا کے باعث ہوگا تو اُسے جُرمِ غیر اختیاری کہتے ہیں۔ اس میں اختیار ہوگا کہ دَم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دے یا دونوں وقت پیٹ بھر کھلائے یا تین روزے رکھ لے، اگر چھ صدقے ایک مسکین کو دیدیے یا تین یا سات مساکین پر تقسیم کر دیے تو کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ شرط یہ ہے کہ چھ مسکینوں کو دے اور افضل یہ ہے کہ حرم کے مساکین ہوں اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور بمجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ کفارہ اس لیے ہے کہ بھول چوک سے یا سوتے میں یا مجبوری سے جرم ہوں تو کفارہ سے پاک ہو جائیں، نہ اس لیے کہ جان بوجھ کر بلاعذر جُرم کرو اور کہو کہ کفارہ دیدیں گے، دینا تو جب بھی آئے گا مگر قصداً حکم الٰہی کی مخالفت سخت تر ہے۔

مسئلہ ۲: جہاں ایک دَم یا صدقہ ہے، قارِن پر دو ہیں۔ [2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: کفارہ کی قربانی یا قارِن و مُتمتّع کے شکرانہ کی غیر حرم میں نہیں ہوسکتی۔ غیر حرم میں کی تو ادا نہ ہوئی، ہاں جُرم

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الحج، باب جواز حلق الرأس ... إلخ، الحدیث: ۸۳-(۱۲۰۱)، ص۶۱۸.

2 ...... ''الھدایة''، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل في جزاء الصید، ج۱، ص۱۷۱.

غیر اختیاری میں اگراس کا گوشت چھ مسکینوں پر تصدق کیا اور ہر مسکین کو ایک صدقہ کی قیمت کا پہنچا تو ادا ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: شکرانہ کی قربانی سے آپ کھائے،غنی کو کھلائے،مساکین کو دے اور کفارہ کی صرف محتاجوں کا حق ہے۔

مسئلہ ۵: اگر کفارے کے روزے رکھے تو اس میں شرط یہ ہے کہ رات سے یعنی صبح صادق سے پہلے نیت کرلے اور یہ بھی نیت کہ فُلاں کفارہ کا روزہ ہے، مطلق روزہ کی نیت یا نفل یا کوئی اور نیت کی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور پے در پے ہونا یا حرم میں یا احرام میں رکھنا ضرور نہیں۔[2] (منسک) اب احکام سنیے:

(۱) خوشبو اور تیل لگانا

مسئلہ ۶: خوشبو اگر بہت سی لگائی جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں اگرچہ عضو کے تھوڑے حصہ پر یا کسی بڑے عضو جیسے سر، مونھ ، ران، پنڈلی کو پورا سان دیا اگرچہ خوشبو تھوڑی ہے تو ان دونوں صورتوں میں دَم ہے اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصہ میں لگائی تو صدقہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: کپڑے یا بچھونے پر خوشبو مَلی تو خود خوشبو کی مقدار دیکھی جائے گی، زیادہ ہے تو دَم اور کم ہے تو صدقہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیمو، نارنگی، گلاب، چمیلی ، بیلے، جُوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں اگرچہ مُحرم کو خوشبو سونگھنا مکروہ ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگائی تھی،احرام کے بعد پھیل کر اور اعضا کو لگی تو کفارہ نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: مُحرِم نے دوسرے کے بدن پر خوشبو لگائی مگر اس طرح کہ اس کے ہاتھ وغیرہ کسی عضو میں خوشبو نہ لگی یا اس کو سلا ہوا کپڑا پہنایا تو کچھ کفارہ نہیں مگر جب کہ مُحرم کو خوشبو لگائی یا سِلا ہوا کپڑا پہنایا تو گنہگار ہوا اور جس کو لگائی یا پہنایا اس پر کفارہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٤.

2 ...... "المسلك المتقسط"،(باب في جزاء الجنايات و كفاراتها، فصل في احكام الصيام في باب الاحرام)، ص٤٠١-٤٠٣.

3 ...... "الفتاوی الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤٠-٢٤١.

4 ...... "الفتاوی الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٣.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٣.

واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: تھوڑی سی خوشبو بدن کے متفرق حصوں میں لگائی اگر جمع کرنے سے پورے بڑے عضو کی مقدار کو پہنچ جائے تو دَم ہے ورنہ صدقہ اور زیادہ خوشبو متفرق جگہ لگائی تو بہر حال دَم ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک جلسہ میں کتنے ہی اعضا پر خوشبو لگائے بلکہ سارے بدن پر بھی لگائے تو ایک ہی جُرم ہے اور ایک کفارہ واجب اور کئی جلسوں میں لگائی تو ہر بار کے لیے الگ الگ کفارہ ہے، خواہ پہلی بار کا کفارہ دے کر دوسری بار لگائی یا ابھی کسی کا کفارہ نہ دیا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: کسی شے میں خوشبو لگی تھی اسے چھوا، اگر اس سے خوشبو چھوٹ کر بڑے عضوِ کامل کی قدر بدن کو لگی تو دَم دے اور کم ہو تو صدقہ اور کچھ نہیں تو کچھ نہیں مثلاً سنگِ اَسود شریف پر خوشبو ملی جاتی ہے اگر بحالتِ احرام بوسہ لیتے میں بہت سی لگی تو دَم دے اور تھوڑی سی تو صدقہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: خوشبودار سُرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ دے، اس سے زیادہ میں دَم اور جس سُرمہ میں خوشبو نہ ہو اُس کے استعمال میں حرج نہیں، جب کہ بضرورت ہو اور بلاضرورت مکروہ۔[5] (منسک، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر خالص خوشبو جیسے مشک، زعفران، لونگ، الائچی، دارچینی اتنی کھائی کہ مونھ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دَم ہے ورنہ صدقہ۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: کھانے میں پکتے وقت خوشبو پڑی یا فنا ہوگئی تو کچھ نہیں، ورنہ اگر خوشبو کے اجزا زیادہ ہوں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کھانا زیادہ ہو تو کفارہ کچھ نہیں مگر خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٣، وغيره.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.

4...... "الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

5...... المرجع السابق . و"لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل فى الكحل المطيب)، ص٣١٤.

6...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.

7...... "الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.
و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٦.

مسئلہ ۱۷: پینے کی چیز میں خوشبو ملائی، اگر خوشبو غالب ہے یا تین بار یا زیادہ پیا تو دَم ہے، ورنہ صدقہ۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: تمباکو کھانے والے اس کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبو دار تمباکو نہ کھائیں کہ پتیوں میں تو ویسے ہی کچی خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مُشک وغیرہ ملاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹: خمیرہ تمباکو نہ پینا بہتر ہے، کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے مگر پیا تو کفارہ نہیں۔

مسئلہ ۲۰: اگر ایسی جگہ گیا جہاں خوشبو سُلگ رہی ہے اور اس کے کپڑے بھی بس گئے تو کچھ نہیں اور سُلگا کر اس نے خود بَسائے تو قلیل میں صدقہ اور کثیر میں دَم اور نہ بسے تو کچھ نہیں اور اگر احرام سے پہلے بسایا تھا اور احرام میں پہنا تو مکروہ ہے مگر کفارہ نہیں۔[2] (عالمگیری، منسک)

مسئلہ ۲۱: سر پر منہدی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دَم اور گاڑھی تھوپی کہ بال چھپ گئے اور چار پہر گزرے تو مرد پر دو دَم اور چار پہر سے کم میں ایک دَم اور ایک صدقہ اور عورت پر بہر حال ایک دم، چوتھائی سر چھپنے کا بھی یہی حکم ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ ہے اور سر پر وسمہ پتلا پتلا لگایا تو کچھ نہیں اور گاڑھا ہو تو مرد کو کفارہ دینا ہوگا۔[3] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: داڑھی میں منہدی لگائی جب بھی دَم واجب ہے، پوری ہتھیلی یا تلوے میں لگائی تو دَم دے، مرد ہو یا عورت اور چاروں ہاتھ پاؤں میں ایک ہی جلسہ میں لگائی جب بھی ایک ہی دَم ہے، ورنہ ہر جلسہ پر ایک دَم اور ہاتھ پاؤں کے کسی حصہ میں لگائی تو صدقہ۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار وغیرہما)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص٦٥٤، وغیرہ.

2 ...... "الفتاوی الھندیة" کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

و "لباب المناسك"، (باب الجنایات، فصل في تطییب الثوب...إلخ)، ص٣٢١.

3 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الحج، باب الجنایات، ص٢١٧.

و"الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

4 ......"ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج٣، ص٦٥٤، وغیرھما.

مسئلہ ۲۳: خطمی سے سر یا داڑھی دھوئی تو دَم ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عطرفروش کی دُکان پر خوشبو سونگھنے کے لیے بیٹھا تو کراہت ہے ورنہ حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: چادر یا تہبند کے کنارہ میں مشک، عنبر، زعفران باندھا اگر زیادہ ہے اور چار پہر گزرے تو دَم ہے اور کم ہے تو صدقہ۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: خوشبو استعمال کرنے میں بقصد یا بلاقصد ہونا، یاد کر کے یا بھولے سے ہونا، مجبوراً یا خوشی سے ہونا، مرد وعورت دونوں کے لیے سب کا یکساں حکم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: خوشبو لگانا جب جُرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دُور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد زائل نہ کیا تو پھر دَم وغیرہ واجب ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: خوشبو لگانے سے بہرحال کفارہ واجب ہے، اگرچہ فوراً زائل کر دی ہو اور اگر کوئی غیر مُحرِم ملے تو اس سے دھلوائے اور اگر صرف پانی بہانے سے دُھل جائے تو یو ہیں کرے۔[6] (منسک)

مسئلہ ۲۹: روغنِ چمیلی وغیرہ خوشبودار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے میں تھا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: تِل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو، البتہ ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مشک، عنبر، زعفران وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہیں، ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ لازم ہے اگرچہ دواءً

---

1. ......"الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.
2. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤٢.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.
4. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.
5. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١-٢٤٢.
6. ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (كتاب الحج، باب الجنايات، فصل لا يشترط بقاء الطيب)، ص٣١٩.
7. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤٠.
8. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٥.

استعمال کیا ہو، یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کو خالص استعمال کریں اور اگر دوسری چیز جو خوشبودار نہ ہو، اس کے ساتھ ملا کر استعمال کیا تو غالب کا اعتبار ہے اور دوسری چیز میں ملا کر پکالیا ہو تو کچھ نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: زخم کا علاج ایسی دوا سے کیا جس میں خوشبو ہے پھر دوسرا زخم ہوا، اس کا علاج پہلے کے ساتھ کیا تو جب تک پہلا اچھا نہ ہوا اس دوسرے کی وجہ سے کفارہ نہیں اور پہلے کے اچھے ہونے کے بعد بھی دوسرے میں وہ خوشبودار دوا لگائی تو دو کفارے واجب ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کُسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا چار پہر پہنا تو دَم دے اور اس سے کم تو صدقہ، اگرچہ فوراً اُتار ڈالا۔[3] (منسک، عالمگیری)

(۲) سلے کپڑے پہننا

مسئلہ ۱: مُحرِم نے سِلا کپڑا چار پہر[4] کامل پہنا تو دَم واجب ہے اور اس سے کم تو صدقہ اگرچہ تھوڑی دیر پہنا اور لگا تار کئی دن تک پہنے رہا جب بھی ایک ہی دَم واجب ہے، جب کہ یہ لگا تار پہننا ایک طرح کا ہو یعنی عُذر سے یا بلا عذر اور اگر مثلاً ایک دن بلا عذر تھا، دوسرے دن بعذر یا بالعکس تو دو کفارے واجب ہوں گے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر دن میں پہنا رات میں گرمی کے سبب اُتار ڈالا یا رات میں سردی کی وجہ سے پہنا دن میں اُتار ڈالا، باز آنے کی نیت سے نہ اُتارا تو ایک کفارہ ہے اور توبہ کی نیت سے اُتارا تو ہر بار میں نیا کفارہ واجب ہوگا۔ یوہیں کسی ایک دن کُرتا پہنا تھا اور اُتار ڈالا پھر پاجامہ پہنا اُسے بھی اُتار کر ٹوپی پہنی تو یہ سب ایک ہی پہننا ہے اور اگر ایک دن ایک پہنا دوسرے دن دوسرا تو دو کفارے واجب ہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار)

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٦.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.
3. ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في تطيب الثوب اذا كان الطيب في ثوبه شبراً في شبر)، ص٣٢٠.
4. ...... چار پہر سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے، مثلاً طلوع آفتاب سے غروب آفتاب یا غروب آفتاب سے طلوع آفتاب یا دوپہر سے آدھی رات یا آدھی رات سے دوپہر تک۔ (حاشيه " انور البشارة". " الفتاوى الرضوية "، ج١٠، ص ٧٥٧).
5. ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤٢، وغيره.
6. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤٢.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٧.

مسئلہ ۳: بیماری کے سبب پہنا تو جب تک وہ بیماری رہے گی ایک ہی جرم ہے اور بیماری یقیناً جاتی رہی اور نہ اُتارا تو یہ دوسرا جرم اختیاری ہے اور اگر وہ بیماری یقیناً جاتی رہی مگر دوسری بیماری معاً شروع ہوگئی اور اُس میں بھی پہننے کی ضرورت ہے جب بھی یہ دوسرا جرم غیر اختیاری ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: باری کے ساتھ بخار آتا ہے اور جس دن بخار آیا کپڑے پہن لیے، دوسرے دن اُتار ڈالے تیسرے دن پھر پہنے، تو جب تک یہ بخار آئے ایک ہی جرم ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۵: اگر سلا کپڑا پہنا اور اس کا کفارہ ادا کر دیا مگر اُتارا نہیں، دوسرے دن بھی پہنے ہی رہا تو اب دوسرا کفارہ واجب ہے۔ یوہیں اگر احرام باندھتے وقت سلا ہوا کپڑا نہ اُتارا تو یہ جُرم ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶: بیماری وغیرہ کے سبب اگر سر سے پاؤں تک سب کپڑے پہننے کی ضرورت ہوئی تو ایک ہی جُرم غیر اختیاری ہے اور بلاعُذر سب کپڑے پہنے تو ایک جُرم اختیاری ہے یعنی چار پہر پہنے تو دونوں صورتوں میں دَم ہے اور اس سے کم میں صدقہ اور اگر ضرورت ایک کپڑے کی تھی اُس نے دو پہنے تو اگر اسی موضعِ ضرورت پر دوسرا بھی پہنا تو ایک کفارہ ہے اور گنہگار رہوا۔ مثلاً ایک کُرتے کی ضرورت تھی، دو پہن لیے یا ٹوپی کی ضرورت تھی عمامہ بھی باندھ لیا اور اگر دوسرا کپڑا اس جگہ کے سوا دوسری جگہ پہنا مثلاً ضرورت صرف عمامہ کی ہے اُس نے کُرتا بھی پہن لیا تو دو جرم ہیں، عمامہ کا غیر اختیاری اور کرتے کا اختیاری۔ خلاصہ یہ کہ موضعِ ضرورت میں زیادتی کی تو ایک جُرم ہے اور موضعِ ضرورت کے علاوہ اور جگہ بھی پہنا تو دو۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: بغیر ضرورت سب کپڑے ایک ساتھ پہن لیے تو ایک جرم ہے، دو جرم اس وقت ہیں کہ ایک بضرورت ہو دوسرا بے ضرورت۔[5] (منسک)

مسئلہ ۸: دشمن کی وجہ سے کپڑے پہنے، ہتھیار باندھے اور وہ بھاگا اس نے اُتار ڈالے وہ پھر آ گیا، اس نے پھر پہنے تو یہ ایک ہی جُرم ہے۔ یوہیں دن میں دشمن سے لڑنا پڑتا ہے یہ دن میں ہتھیار باندھ لیتا ہے رات میں اُتار ڈالتا ہے تو یہ ہر روز کا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج٣، ص٦٥٨.

2 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط"، (باب الجنایات)، ص٣٠٣.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤٢.
و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج٣، ص٦٥٨.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤٢-٢٤٣، وغیره.

5 ......"لباب المناسك"، (باب الجنایات)، ص ٣٠٢-٣٠٣.

باندھنا ایک ہی جُرم ہے جب تک عُذر باقی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۹: مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کو سِلا ہوا یا خوشبودار کپڑا پہنایا تو اس پہنانے والے پر کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۰: مرد یا عورت نے مونھ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگا تار چھپانے میں دَم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۱۱: مُحرِم نے سر پر کپڑے کی گٹھری رکھی تو کفارہ ہے اور غلہ کی گٹھری یا تختہ یا لگن وغیرہ کوئی برتن رکھ لیا تو نہیں اور اگر سر پر مٹی تھوپ لی تو کفارہ ہے۔[4] (عالمگیری، منسک)

مسئلہ۱۲: سلا ہوا کپڑا پہننے میں یہ شرط نہیں کہ قصداً پہنے بلکہ بھول کر ہو یا نادانی میں بہرحال وہی حکم ہے۔ یوہیں سر اور مونھ چھپانے میں، یہاں تک کہ مُحرِم نے سوتے میں سر یا مونھ چھپالیا تو کفارہ واجب ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۱۳: کان اور گدی کے چھپانے میں حرج نہیں۔ یوہیں ناک پر خالی ہاتھ رکھنے میں اور اگر ہاتھ میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر ہاتھ رکھا تو کفارہ نہیں مگر مکروہ وگناہ ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۴: پہننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا اس طرح پہنے جیسے عادۃً پہنا جاتا ہے، ورنہ اگر کرتے کا تہبند باندھ لیا یا پاجامہ کو تہبند کی طرح لپیٹا پاؤں پائنچے میں نہ ڈالے تو کچھ نہیں۔ یوہیں انگرکھا پھیلا کر دونوں شانوں پر رکھ لیا، آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے تو کفارہ نہیں مگر مکروہ ہے اور مونڈھوں پر سِلے کپڑے ڈال لیے تو کچھ نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ۱۵: جوتے نہ ہوں تو موزے کو وہاں سے کاٹ کر پہنے جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے اور بغیر کاٹے ہوئے

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴۳.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴۲.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴۲، وغيره.

4 ...... المرجع السابق .و"لباب المناسك" و " المسلك المتقسط"، (باب الجنايات)، ص۳۰۸.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴۲.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۵۹.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۵۶.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴۲.

پہن لیا تو پورے چار پہر پہننے میں دَم ہے اوراس سے کم میں صدقہ اور جوتے موجود ہوں تو موزے کاٹ کر پہننا جائز نہیں کہ مال کو ضائع کرنا ہے پھر بھی اگر ایسا کیا تو کفارہ نہیں۔[1] (منسک)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احرام میں انگریزی جوتے پہننا جائز نہیں کہ وہ اُس جوڑ کو چھپاتے ہیں، پہنے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔

(۳) بال دُور کرنا

مسئلہ۱: سر یا داڑھی کے چہارم بال یا زیادہ کسی طرح دُور کیے تو دَم ہے اور کم میں صدقہ اور اگر چندلا ہے یا داڑھی میں کم بال ہیں، تو اگر چوتھائی کی مقدار ہیں تو کُل میں دَم ورنہ صدقہ۔ چند جگہ سے تھوڑے تھوڑے بال لیے تو سب کا مجموعہ اگر چہارم کو پہنچتا ہے تو دَم ہے ورنہ صدقہ۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۲: پوری گردن یا پوری ایک بغل میں دَم ہے اور کم میں صدقہ اگرچہ نصف یا زیادہ ہو۔ یہی حکم زیرِ ناف کا ہے۔ دونوں بغلیں پوری مونڈائے، جب بھی ایک ہی دَم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۳: پورا سر چند جلسوں میں مونڈایا، تو ایک ہی دَم واجب ہے مگر جب کہ پہلے کچھ حصہ مونڈا کر اُس کا کفارہ ادا کر دیا پھر دوسرے جلسہ میں مونڈایا تو اب نیا کفارہ دینا ہوگا۔ یو ہیں دونوں بغلیں دو جلسوں میں مونڈائیں تو ایک ہی کفارہ ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۴: سر مونڈایا اور دَم دیدیا پھر اسی جلسہ میں داڑھی مونڈائی تو اب دوسرا دَم دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۵: سر اور داڑھی اور بغلیں اور سارے بدن کے بال ایک ہی جلسہ میں مونڈائے تو ایک ہی کفارہ ہے اور اگر ایک ایک عضو کے ایک ایک جلسہ میں تو اتنے ہی کفارے۔[6] (عالمگیری)

1...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في لبس الخفين)، ص٣٠٩۔٣١٠.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٩.

3...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٩.

4......"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٩۔٦٦١.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

مسئلہ ۶: سر اور داڑھی اور گردن اور بغل اور زیرِ ناف کے سوا باقی اعضا کے مونڈانے میں صرف صدقہ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مونچھ اگرچہ پوری مونڈائے یا کتروائے صدقہ ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: روٹی پکانے میں کچھ بال جل گئے تو صدقہ ہے، وضو کرنے یا کھجانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے، اس پر بھی پورا صدقہ ہے اور بعض نے کہا دو تین بال تک ہر بال کے لیے ایک مٹھی ناج یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: اپنے آپ بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں۔[4] (منسک)

مسئلہ ۱۰: مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کا سر مونڈا اس پر بھی صدقہ ہے، خواہ اُس نے اُسے حکم دیا ہو یا نہیں، خوشی سے مونڈایا ہو یا مجبور ہو کر اور غیر مُحرِم کا مونڈا تو کچھ خیرات کر دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: غیر مُحرِم نے مُحرِم کا سر مونڈا اُس کے حکم سے یا بلاحکم تو مُحرِم پر کفارہ ہے اور مونڈنے والے پر صدقہ اور وہ مُحرِم اس مونڈنے والے سے اپنے کفارہ کا تاوان نہیں لے سکتا اور اگر مُحرِم نے غیر کی مونچھیں لیں یا ناخن تراشے تو مساکین کو کچھ صدقہ کھلا دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مونڈنا، کترنا، موچنے سے لینا یا کسی چیز سے بال اُڑانا، سب کا ایک حکم ہے۔[7] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: عورت پورے یا چہارم سر کے بال ایک پورے برابر کترے تو دَم دے اور کم میں صدقہ۔[8] (منسک)

1...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٠.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ص٦٦٩.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ص ٦٧٠.

4...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في سقوط الشعر)، ص٣٢٨.

5...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

6...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

7...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٠، وغيره.

8...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في حكم التقصير)، ص٣٢٧.

مسئلہ ۱۴: بال مونڈا کر پچھنے لیے تو دَم ہے ورنہ صدقہ۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: آنکھ میں بال نکل آئے تو اُن کے اوکھاڑنے میں صدقہ نہیں۔[2] (منسک)

(٤) ناخن کترنا

مسئلہ ۱: ایک ہاتھ ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترے یا بیسوں ایک ساتھ تو ایک دَم ہے اور اگر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ نہ کترے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ، یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ صدقے دے مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دَم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کرلے یا دَم دے اور اگر ایک ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ایک جلسہ میں اور دوسرے کے پانچوں دوسرے جلسہ میں کترے تو دو دَم لازم ہیں اور چاروں ہاتھ پاؤں کے چار جلسوں میں تو چار دَم۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل نہ رہا، اس کا بقیہ اُس نے کاٹ لیا تو کچھ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: ایک ہی جلسہ میں ایک ہاتھ کے پانچوں ناخن تراشے اور چہارم سر مونڈایا اور کسی عضو پر خوشبو لگائی تو ہر ایک پر ایک ایک دَم یعنی تین دَم واجب ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مُحرِم نے دوسرے کے ناخن تراشے تو وہی حکم ہے جو دوسرے کے بال مونڈنے کا ہے۔[6] (منسک)

مسئلہ ۵: چاقو اور ناخن گیر سے تراشنا اور دانت سے کھٹکنا سب کا ایک حکم ہے۔

(٥) بوس و کنار وغیرہ

مسئلہ ۱: مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن مَس کرنے میں دَم ہے، اگرچہ انزال نہ ہوا اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٩.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في سقوط الشعر)، ص٣٢٨.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في قلم الاظفار)، ص٣٣٢.

بلاشہوت میں کچھ نہیں۔ یہ افعال عورت کے ساتھ ہوں یا امرد کے ساتھ دونوں کا ایک حکم ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۲: مرد کے ان افعال سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دَم دے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ۳: اندامِ نہانی پر نگاہ کرنے سے کچھ نہیں اگرچہ انزال ہو جائے اگرچہ بار بار نگاہ کی ہو۔ یوہیں خیال جمانے سے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۴: جلق[4] سے انزال ہو جائے تو دَم ہے ورنہ مکروہ اور احتلام سے کچھ نہیں۔[5] (عالمگیری)

(۶) جماع

مسئلہ۱: وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوگیا۔ اُسے حج کی طرح پورا کرکے دَم دے اور سال آئندہ ہی میں اس کی قضا کرلے۔ عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے اور اگر اس بلا میں پھر پڑ جانے کا خوف ہو تو مناسب ہے کہ قضا کے احرام سے ختم تک دونوں ایسے جدا رہیں کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۲: وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق وطواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد تو دَم اور بہتر اب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں۔ طواف سے مُراد اکثر ہے یعنی چار پھیرے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ۳: قصداً جماع ہو یا بھولے سے یا سوتے میں یا اکراہ کے ساتھ سب کا ایک حکم ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ۴: وقوف سے پہلے عورت سے ایسے بچہ نے وطی کی جس کا مثل جماع کرتا ہے یا مجنون نے تو حج فاسد ہو جائے گا۔ یوہیں مرد نے مشتہاۃ لڑکی یا مجنونہ سے وطی کی حج فاسد ہوگیا مگر بچہ اور مجنون پر نہ دَم واجب ہے، نہ قضا۔[9]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٦٧.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج، ص، ۲۲۰.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

4 ...... یعنی مشت زنی۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

7 ...... المرجع السابق ص۲٤٥.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٧٢.

(درمختار،ردالمحتار)

مسئلہ۵: وقوفِ عرفہ سے پہلے چند بار جماع کیا اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو ایک دَم واجب ہے اور دو مختلف مجلسوں میں تو دو دَم اور اگر دوسری بار احرام توڑنے کے قصد سے جماع کیا تو بہر حال ایک ہی دَم واجب ہے، چاہے ایک ہی مجلس میں ہو یا متعدد میں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۶: وقوفِ عرفہ کے بعد سر مونڈانے سے پہلے چند بار جماع کیا اگر ایک مجلس میں ہے تو ایک بدنہ اور دو مجلسوں میں ہے تو ایک بدنہ اور ایک دَم اور اگر دوسری بار احرام توڑنے کے ارادہ سے جماع کیا تو اس بار کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری،ردالمحتار)

مسئلہ۷: جانور یا مردہ یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا، انزال ہو یا نہیں مگر انزال ہوا تو دَم لازم۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: عورت نے جانور سے وطی کرائی یا کسی آدمی یا جانور کا کٹا ہوا آلہ اندر رکھ لیا حج فاسد ہوگیا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۹: عمرہ میں چار پھیرے سے قبل جماع کیا عمرہ جاتا رہا، دَم دے اور عمرہ کی قضا اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دَم دے عمرہ صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۱۰: عمرہ کرنے والے نے چند بار متعدد مجلس میں جماع کیا تو ہر بار دَم واجب اور طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے کیا جب بھی دَم واجب ہے اور حلق کے بعد تو کچھ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: قِران والے نے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کیا تو حج وعمرہ دونوں فاسد مگر دونوں کے تمام افعال بجالائے اور دو دَم دے اور سال آئندہ حج وعمرہ کرے اور اگر عمرہ کا طواف کر چکا ہے اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو عمرہ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج١، ص٢٤٥.

2 ...... المرجع السابق. و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٢.

4 ...... "الدر المختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٦.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج١، ص٢٤٥.

فاسد نہ ہوا، حج فاسد ہوگیا دو دَم دے اور سال آئندہ حج کی قضا دے اور اگر وقوف کے بعد کیا تو نہ حج فاسد ہوا، نہ عمرہ ایک بدنہ اور ایک دَم دے اور ان کے علاوہ قِران کی قربانی۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۲: جماع سے احرام نہیں جاتا وہ بدستور مُحرِم ہے اور جو چیزیں مُحرِم کے لیے ناجائز ہیں وہ اب بھی ناجائز ہیں اور وہی سب احکام ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: حج فاسد ہونے کے بعد دوسرے حج کا احرام اسی سال باندھا تو دوسرا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جسے اُس نے فاسد کر دیا، اس ترکیب سے سال آئندہ کی قضا سے نہیں بچ سکتا۔[3] (ردالمحتار)

(۷) طواف میں غلطیاں

مسئلہ ۱: طوافِ فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض ونفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دَم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آکر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارھویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کرلیا تو جرمانہ ساقط اور **بارھویں کے بعد کیا تو دَم لازم، بدنہ ساقط**۔ لہٰذا اگر طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا ہے تو دم[4] ساقط نہ ہوگا کہ بارھویں تو گزر گئی اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دَم ساقط ہوگیا اگرچہ بارھویں کے بعد کیا ہو۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲: چار پھیرے سے کم بے طہارت کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ اور جنابت میں کیا تو دَم پھر اگر بارھویں تک اعادہ کرلیا تو دَم ساقط اور بارھویں کے بعد اعادہ کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات)، ص٣٣٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٣.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس جگہ "دم" کے بجائے "بَدَنہ" لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ **"طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا"**، ایسا ہی فتاوی عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ **"دم"** کر دیا ہے۔ لہٰذا جن کے پاس بہارِ شریعت کے دیگر نسخے ہیں ان کو چاہیے کہ لفظ "بدنہ" کو قلم زد کر کے اس جگہ پر لفظ "دم" لکھ لیں۔

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج، ص ٢٢١.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٦.

مسئلہ ۳: طوافِ فرض کُل یا اکثر بلاعُذر چل کر نہ کیا بلکہ سواری پر یا گود میں یا گھسٹ کر یا بے ستر کیا مثلاً عورت کی چہارم کلائی یا چہارم سر کے بال کھلے تھے یا اُلٹا طواف کیا یا حطیم کے اندر سے طواف میں گزرا یا بارھویں کے بعد کیا تو ان سب صورتوں میں دَم دے اور صحیح طور پر اعادہ کرلیا تو دَم ساقط اور بغیر اعادہ کیے چلا آیا تو بکری یا اُس کی قیمت بھیج دے کہ حرم میں ذبح کر دی جائے، واپس آنے کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جنابت میں طواف کرکے گھر چلا گیا تو پھر سے نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور واپس نہ آیا بلکہ بدنہ بھیج دیا تو بھی کافی ہے مگر افضل واپس آنا ہے اور بے وضو کیا تھا تو واپس آنا بھی جائز ہے اور بہتر یہ کہ وہیں سے بکری یا قیمت بھیج دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: طوافِ فرض چار پھیرے کرکے چلا گیا یعنی تین یا دو یا ایک پھیرا باقی ہے تو دَم واجب، اگر خود نہ آیا بھیج دیا تو کافی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: فرض کے سوا کوئی اور طواف کل یا اکثر جنابت میں کیا تو دَم دے اور بے وضو کیا تو صدقہ اور تین پھیرے یا اس سے کم جنابت میں کیے تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ پھر اگر مکہ معظّمہ میں ہے تو سب صورتوں میں اعادہ کرلے، کفارہ ساقط ہوجائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: طوافِ رخصت کُل یا اکثر ترک کیا تو دَم لازم اور چار پھیروں سے کم چھوڑا تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ اور طوافِ قدوم ترک کیا تو کفارہ نہیں مگر بُرا کیا اور طوافِ عمرہ کا ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دَم لازم ہوگا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو کفارہ نہیں بلکہ اُس کا ادا کرنا لازم ہے۔[5] (منسک)

مسئلہ ۸: قارِن نے طوافِ قدوم و طوافِ عمرہ دونوں بے وضو کیے تو دسویں سے پہلے طوافِ عمرہ کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا یہاں تک کہ دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہوگئی تو دَم واجب اور طوافِ فرض میں رَمَل و سعی کرلے۔[6] (منسک)

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٧.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٢.

2...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص ٢٤٥،٢٤٦.

3...... المرجع السابق. 4......المرجع السابق.

5...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في الجناية في طواف الصدر)، ص ٣٥٠ـ٣٥٣.

6...... المرجع السابق، ص٣٥٣.

مسئلہ۹: نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے کفارہ نہیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۱۰: طوافِ فرض جنابت میں کیا تھا اور بارھویں تک اس کا اعادہ بھی نہ کیا، اب تیرھویں کو طوافِ رُخصت باطہارت کیا تو یہ طوافِ رخصت طوافِ فرض کے قائم مقام ہو جائے گا اور طوافِ رُخصت کے چھوڑنے اور طوافِ فرض میں دیر کرنے کی وجہ سے اس پر دو دَم لازم اور اگر بارھویں کو طوافِ رخصت کیا ہے تو یہ طوافِ فرض کے قائم مقام ہوگا اور چونکہ طوافِ رخصت نہ کیا، لہٰذا ایک دَم لازم اور اگر طوافِ رُخصت دوبارہ کرلیا تو یہ دَم بھی ساقط ہوگیا اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا اور یہ باوضو تو ایک دَم اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا اور طوافِ رُخصت جنابت میں تو دو دَم۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: طوافِ فرض کے تین پھیرے کیے اور طوافِ رُخصت پورا کیا تو اس میں کے چار پھیرے اس میں محسوب ہو جائیں گے اور دو۲ دَم لازم، ایک طوافِ فرض میں دیر کرنے، دوسرا طوافِ رُخصت کے چار پھیرے چھوڑنے کا۔ اور اگر ہر ایک کے تین تین پھیرے کیے تو کل فرض میں شمار ہوں گے اور دو۲ دَم واجب۔[3] (عالمگیری) اس مسئلہ میں فروع کثیرہ ہیں بخوفِ تطویل ذکر نہ کیے۔

(۸) سعی میں غلطیاں

مسئلہ۱: سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلاعذر چھوڑ دیے یا سواری پر کیے تو دَم دے اور حج ہوگیا اور چار سے کم میں ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کرلیا تو دَم و صدقہ ساقط اور عذر کے سبب ایسا ہوا تو معاف ہے۔ یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ عذرِ صحیح سے ترک کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۲: طواف سے پہلے سعی کی اور اعادہ نہ کیا تو دَم دے۔[5] (درمختار)

مسئلہ۳: جنابت میں یا بے وضو طواف کر کے سعی کی تو سعی کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[6] (درمختار)

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤٦، وغيره.

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤٦.

3...... المرجع السابق.

4...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤۷.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٦٥.

5...... "الدرالمختار" كتاب الحج، باب في السعي بين الصفا والمروة، ج۳، ص۵۸۷.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٦١.

مسئلہ۴: سعی میں احرام یا زمانۂ حج شرط نہیں، نہ کی ہو تو جب چاہے کرلے ادا ہوجائے گی۔[1] (جوہرہ)

(۹) وقوف عرفہ میں غلطی

مسئلہ۱: جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلا گیا دَم دے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آیا تو ساقط ہوگیا اور غروب کے بعد واپس ہوا تو نہیں اور عرفات سے چلا آنا خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار ہو مثلاً اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا دونوں صورت میں دَم ہے۔[2] (عالمگیری، جوہرہ)

(۱۰) وقوف مُزدَلِفہ

مسئلہ۱: دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دَم دے۔ ہاں کمزور یا عورت بخوف ازدحام وقوف ترک کرے تو جرمانہ نہیں۔[3] (جوہرہ)

(۱۱) رَمی کی غلطیاں

مسئلہ۱: کسی دن بھی رَمی نہیں کی یا ایک دن کی بالکل یا اکثر ترک کر دی مثلاً دسویں کو تین کنکریاں تک ماریں یا گیارھویں وغیرہ کو دس کنکریاں تک یا کسی دن کی بالکل یا اکثر رَمی دوسرے دن کی تو ان سب صورتوں میں دَم ہے اور اگر کسی دن کی نصف سے کم چھوڑی مثلاً دسویں کو چار کنکریاں ماریں، تین چھوڑ دیں یا اور دِنوں کی گیارہ ماریں دس چھوڑ دیں یا دوسرے دن کی تو ہر کنکری پر ایک صدقہ دے اور اگر صدقوں کی قیمت دَم کے برابر ہوجائے تو کچھ کم کر دے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج، ص٢٢٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٧.

و"الجوهرة النيرة"، ، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج، ص٢٢٢.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج، ص٢٢٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٧.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٦.

(۱۲) قربانی اور حَلْق میں غلطی

مسئلہ۱: حرم میں حلق نہ کیا، حدودحرم سے باہر کیا یا بارھویں کے بعد کیا یا رَمی سے پہلے کیا یا قارِن و مُتمتِّع نے قربانی سے پہلے کیا یا ان دونوں نے رَمی سے پہلے قربانی کی تو ان سب صورتوں میں دَم ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲: عمرہ کا حلق بھی حرم ہی میں ہونا ضرور ہے، اس کا حلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دَم ہے مگر اس میں وقت کی شرط نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ۳: حج کرنے والے نے بارھویں کے بعد حرم سے باہر سر مونڈایا تو دو دَم ہیں، ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا دوسرا بارھویں کے بعد ہونے کا۔[3] (ردالمحتار)

(۱۳) شکار کرنا

مسئلہ۱: خشکی کا وحشی جانور شکار کرنا یا اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا اور کسی طرح بتانا، یہ سب کام حرام ہیں اور سب میں کفارہ واجب اگرچہ اُس کے کھانے میں مُضطر ہو۔ یعنی بھوک سے مرا جاتا ہو اور کفارہ اس کی قیمت ہے یعنی دو عادل وہاں کے حسابوں جو قیمت بتادیں وہ دینی ہوگی اور اگر وہاں اُس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے اور اگر ایک ہی عادل نے بتادیا جب بھی کافی ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۲: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے، پانی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی کی ہو اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔[5] (منسک)

مسئلہ۳: شکار کی قیمت میں اختیار ہے کہ اس سے بھیڑ بکری وغیرہ اگر خرید سکتا ہے تو خرید کر حرم میں ذبح کر کے فقرا کو تقسیم کردے یا اُس کا غلہ خرید کر مساکین پر صدقہ کردے، اتنا اتنا کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی قدر پہنچے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قیمت کے غلّہ میں جتنے صدقے ہوسکتے ہوں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے اور اگر کچھ غلہ بچ جائے جو پورا صدقہ نہیں تو

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٦، وغيره.
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٦.
3. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٦.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٦، وغيره.
5. ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في ترك الواجبات بعذر)، ص٣٦٠.

اختیار ہے وہ کسی مسکین کو دیدے یا اس کی عوض ایک روزہ رکھے اور اگر پوری قیمت ایک صدقہ کے لائق بھی نہیں تو بھی اختیار ہے کہ اتنے کا غلہ خرید کر ایک مسکین کو دیدے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۴: کفارہ کا جانور حرم کے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر اس میں سے خود بھی کھالیا تو اتنے کا تاوان دے اور اگر اس کفارہ کے گوشت کو ایک مسکین پر تصدق کیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں تاوان کی قیمت بھی ایک مسکین کو دے سکتا ہے اور اگر جانور کو باہر ذبح کیا اور اُس کا گوشت ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ کی قیمت کا دیا اور وہ سب گوشت اتنی قیمت کا ہے جتنی قیمت کا غلہ خریدا جاتا تو ادا ہوگیا۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کفارہ کا جانور چوری گیا یا زندہ جانور ہی تصدق کردیا تو ناکافی ہے اور اگر ذبح کردیا اور گوشت چوری گیا تو ادا ہوگیا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: قیمت کا غلہ تصدق کرنے کی صورت میں ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار دینا ضروری ہے کم وبیش دے گا تو ادا نہ ہوگا۔ کم دیا تو کل نفل صدقہ ہے اور زیادہ زیادہ دیا تو ایک صدقہ سے جتنا زیادہ دیا نفل ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور اگر کئی دن میں دیا اور ہر روز پورا صدقہ تو یوں ایک مسکین کو کئی صدقہ دے سکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ کی قیمت دیدے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مُحرِم نے جنگل کے جانور کو ذبح کیا تو حلال نہ ہوا بلکہ مُردار ہے ذبح کرنے کے بعد اُسے کھا بھی لیا تو اگر کفارہ دینے کے بعد کھایا تو اب پھر کھانے کا کفارہ دے اور اگر نہیں دیا تھا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۸: جتنی قیمت اُس شکار کی تجویز ہوئی اُسکا جانور خرید کر ذبح کیا اور قیمت میں سے بچ رہا تو بقیہ کا غلہ خرید کر تصدّق کرے یا ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے یا کچھ روزے رکھے کچھ صدقہ دے سب جائز ہے۔ یوہیں اگر وہ قیمت دو جانوروں کے خریدنے کے لائق ہے تو چاہے دو۲ جانور ذبح کرے یا ایک ذبح اور ایک کے بدلے کا صدقہ دے یا روزے رکھے ہر

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص ٦٨١.

و"الفتاوى الهندية"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٨، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق ص٢٤٨ و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص ٦٨١.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص ٦٨١.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص ٦٨١-٦٨٣.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الحج، باب الجنايات فی الحج، ص٢٢٨.

طرح اختیار ہے۔[1](عالمگیری)

مسئلہ۹: احرام والے نے حرم کا جانور شکار کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے، حرم کی وجہ سے دوہرا کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر بغیر احرام کے حرم میں شکار کیا تو اس کا بھی وہی کفارہ ہے جو مُحرِم کے لیے ہے مگر اس میں روزہ کافی نہیں۔[2](عالمگیری)

مسئلہ۱۰: جنگل کے جانور سے مراد وہ ہے جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔ لہٰذا مرغابی اور وحشی بط کے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور پانی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے اگرچہ کبھی کبھی خشکی میں رہتا ہو۔ گھریلو جانور جیسے گائے، بھینس، بکری اگر جنگل میں رہنے کے سبب انسان سے وحشت کریں تو وحشی نہیں اور وحشی جانور کسی نے پال لیا تو اب بھی جنگل ہی کا جانور شمار کیا جائے گا، اگر پلاؤ ہرن شکار کیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے۔ جنگل کا جانور اگر کسی کی ملک میں ہو جائے مثلاً پکڑ لایا یا پکڑنے والے سے مول لیا تو اس کے شکار کرنے کا بھی وہی حکم ہے۔[3](عالمگیری، جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ۱۱: حرام اور حلال جانور دونوں کے شکار کا ایک حکم ہے مگر حرام جانور کے قتل کرنے میں کفارہ ایک بکری سے زیادہ نہیں ہے اگرچہ اس جانور کی قیمت ایک بکری سے بہت زائد کی ہو مثلاً ہاتھی کو قتل کیا تو صرف ایک بکری کفارہ میں واجب ہے۔[4](درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۲: سکھایا ہوا جانور قتل کیا تو کفارہ میں وہی قیمت واجب ہے جو بے سکھائے کی ہے، البتہ اگر وہ کسی کی مِلک ہے تو کفارہ کے علاوہ اس کے مالک کو سکھائے ہوئے کی قیمت دے۔[5](درمختار)

مسئلہ۱۳: کفارہ لازم آنے کے لیے قصداً قتل کرنا شرط نہیں بُھول چوک سے قتل ہوا جب بھی کفارہ ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۱۴: جانور کو زخمی کر دیا مگر مرا نہیں یا اس کے بال یا پر نوچے یا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو اس کی وجہ سے جو کچھ اُس

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٨.

2...... المرجع السابق.

3...... المرجع السابق ص٢٤٧. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٦.

4...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص ٦٨١.

5...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص ٦٨١.

6...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٨، وغيره.

جانور میں کمی ہوئی وہ کفارہ ہے اور اگر زخم کی وجہ سے مرگیا تو پوری قیمت واجب۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۵: زخم کھا کر بھاگ گیا اور معلوم ہے کہ مرگیا یا معلوم نہیں کہ مرگیا یا زندہ ہے تو قیمت واجب ہے اور اگر معلوم ہے کہ مرگیا مگر اس زخم کے سبب سے نہیں بلکہ کسی اور سبب سے تو زخم کی جزا دے اور بالکل اچھا ہوگیا، جب بھی کفارہ ساقط نہ ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: جانور کو زخمی کیا پھر اُسے قتل کرڈالا تو زخم وقتل دونوں کا کفارہ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: جانور جال میں پھنسا ہوا تھا یا کسی درندہ نے اسے پکڑا تھا اُس نے چھوڑانا چاہا، تو اگر مر بھی جائے جب بھی کچھ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: پرند کے پر نوچ ڈالے کہ اُوڑ نہ سکے یا چوپایہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے کہ بھاگ نہ سکے تو پورے جانور کی قیمت واجب ہے اور انڈا توڑا یا بھونا تو اس کی قیمت دے مگر جب کہ گندہ ہو تو کچھ واجب نہیں اگرچہ اس کا چھلکا قیمتی ہو جیسے شُتر مرغ کا انڈا کہ لوگ اُسے خرید کر بطور نمائش رکھتے ہیں اگرچہ گندہ ہو۔ انڈا توڑا اس میں سے بچہ مرا ہوا نکلا تو بچہ کی قیمت دے اور جنگل کے جانور کا دودھ دوہا تو دودھ کی اور بال کترے تو بالوں کی قیمت دے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: پرند کے پر نوچ ڈالے یا چوپایہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر کفارہ دینے سے پہلے اُسے قتل کرڈالا تو ایک ہی کفارہ ہے اور کفارہ ادا کرنے کے بعد قتل کیا تو دو کفارے، ایک زخم وغیرہ کا دوسرا قتل کا اور اگر زخمی کیا پھر وہ جانور زخم کے سبب مرگیا تو ایک ہی کفارہ ہے خواہ مرنے سے پہلے دیا ہو یا بعد۔[6] (منسک، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جنگل کے جانور کا انڈا بُھونا یا دودھ دوہا اور کفارہ ادا کردیا تو اب اس کا کھانا حرام نہیں اور بیچنا بھی جائز مگر مکروہ ہے اور جانور کا کفارہ دیا اور کھایا تو پھر کفارہ دے اور دوسرے محرم نے کھالیا تو اس پر کفارہ نہیں اگرچہ کھانا حرام تھا کہ وہ

---

1 ...... "تنوير الابصار" و "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٣.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٣.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٨.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٤، وغيره.

6 ...... ""المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في الجرح)، ص٣٦٢.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع فى الصيد، ج١، ص٢٤٨.

مُردار ہے۔[1] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جنگل کے جانور کا انڈا اُٹھالایا اور مرغی کے نیچے رکھ دیا اگر گندہ ہوگیا تو اس کی قیمت دے اور اس سے بچہ نکلا اور بڑا ہو کر اُڑ گیا تو کچھ نہیں اور اگر انڈے پر سے جانور کو اڑا دیا اور انڈا گندہ ہوگیا تو کفارہ واجب۔[2] (منسک)

مسئلہ ۲۲: ہرنی کو مارا اس کے پیٹ میں بچہ تھا، وہ مرا ہوا گرا تو اس بچہ کی قیمت کفارہ دے اور ہرنی بعد کو مرگئی تو اس کی قیمت بھی اور اگر نہ مری تو اس کی وجہ سے جتنا اس میں نقصان آیا وہ کفارہ میں دے اور اگر بچہ نہیں گرا مگر ہرنی مرگئی تو حالتِ حمل میں جو اس کی قیمت تھی وہ دے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۳: کوّا، چیل، بھیڑیا، بچھو، سانپ، چوہا، گھونس، چھچھوندر، کٹکھنا کتا، پِسّو، مچھر، کلّی، کچھوا، کیکڑا، پتنگا، کاٹنے والی چیونٹی، مکھی، چھپکلی، بُر اور تمام حشرات الارض بجو، لومڑی، گیدڑ جب کہ یہ درندے حملہ کریں یا جو درندے ایسے ہوں جن کی عادت اکثر ابتداءً حملہ کرنے کی ہوتی ہے جیسے شیر، چیتا، تیندوا، اِن سب کے مارنے میں کچھ نہیں۔ یوہیں پانی کے تمام جانوروں کے قتل میں کفارہ نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۲۴: ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو اس کے قتل میں کچھ نہیں، ہرنی اور بکرے سے ہے تو کفارہ واجب۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: غیر مُحرم نے شکار کیا تو مُحرم اُسے کھا سکتا ہے اگرچہ اُس نے اسی کے لیے کیا ہو، جب کہ اُس محرم نے نہ اُسے بتایا، نہ حکم کیا، نہ کسی طرح اس کام میں اعانت کی ہو اور یہ شرط بھی ہے کہ حرم سے باہر اُسے ذبح کیا ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: بتانے والے، اشارہ کرنے والے پر کفارہ اس وقت لازم ہے کہ ① جسے بتایا وہ اس کی بات جھوٹی نہ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج ص٢٢٦ .
و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، ج٣، ص٦٨٨ .

2 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل فى حكم البيض)، ص٣٦٦ .

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج ص٢٢٦ .

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٩-٦٩١ .
و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٢ .

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٢ .

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٢ .

جانے اور ② بے اس کے بتائے وہ جانتا بھی نہ ہو اور ③ اُس کے بتانے پر فوراً اُس نے مار بھی ڈالا ہو اور ④ وہ جانور وہاں سے بھاگ نہ گیا اور ⑤ یہ بتانے والا جانور کے مارے جانے تک احرام میں ہو۔ اگر ان پانچوں شرطوں میں ایک نہ پائی جائے تو کفارہ نہیں رہا گناہ وہ بہر حال ہے۔[1] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۲۷: ایک مُحرِم نے کسی کو شکار کا پتا دیا مگر اس نے نہ اُسے سچا جانا نہ جھوٹا پھر دوسرے نے خبر دی، اب اس نے جستجو کی اور جانور کو مارا تو دونوں بتانے والوں پر کفارہ ہے اور اگر پہلے کو جھوٹا سمجھا تو صرف دوسرے پر ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: مُحرِم نے شکار کا حکم دیا تو کفارہ بہر حال لازم اگرچہ جانور خود مارنے والے کے علم میں ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: ایک مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کو شکار کرنے کا حکم دیا اور دوسرے نے خود نہ کیا بلکہ اُس نے تیسرے مُحرِم کو حکم دیا، اب تیسرے نے شکار کیا تو پہلے پر کفارہ نہیں اور دوسرے اور تیسرے پر لازم اور اگر پہلے نے دوسرے سے کہا کہ تو فلاں کو شکار کا حکم دے اور اس نے حکم دیا تو تینوں پر جرمانہ لازم۔[4] (منسک)

مسئلہ ۳۰: غیر مُحرِم نے مُحرِم کو شکار بتایا یا حکم کیا تو گنہگار رہوا توبہ کرے، اس غیر مُحرِم پر کفارہ نہیں۔[5] (منسک)

مسئلہ ۳۱: مُحرِم نے جسے بتایا وہ مُحرِم ہو یا نہ ہو بہر حال بتانے والے پر کفارہ لازم۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: کئی شخصوں نے مل کر شکار کیا تو سب پر پورا پورا کفارہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ٹڈّی بھی خشکی کا جانور ہے، اُسے مارے تو کفارہ دے اور ایک کھجور کافی ہے۔[8] (جوہرہ)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج ص٢٢٤ .
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٧.

3 ...... المرجع السابق.

4 ......"لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في الدلالة والاشارة ونحو ذلك)، ص٣٦٩.

5 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في الدلالة والاشارة ونحو ذلك)، ص٣٦٩.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٧.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٩.

8 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج ص٢٢٧ .

مسئلہ ۳۴: مُحرِم نے جنگل کا جانور خریدا یا بیچا تو بیع باطل ہے پھر بائع ومشتری دونوں مُحرِم ہیں اور جانور ہلاک ہوا تو دونوں پر کفارہ ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ احرام کی حالت میں پکڑا اور احرام ہی میں بیچا اور اگر پکڑنے کے وقت مُحرِم نہ تھا اور بیچنے کے وقت ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر پکڑنے کے وقت مُحرِم تھا اور بیچنے کے وقت نہیں ہے تو بیع جائز۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۵: غیر مُحرِم نے غیر مُحرِم کے ہاتھ جنگل کا جانور بیچا اور مشتری نے ابھی قبضہ نہ کیا تھا کہ دونوں میں سے ایک نے احرام باندھ لیا تو اب وہ بیع باطل ہوگئی۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۶: احرام باندھا اور اس کے ہاتھ میں جنگل کا جانور ہے تو حکم ہے کہ چھوڑ دے اور نہ چھوڑا یہاں تک کہ مر گیا تو ضمان دے مگر چھوڑنے سے اس کی ملک سے نہیں نکلتا جب کہ احرام سے پہلے پکڑا تھا اور یہ بھی شرط ہے کہ بیرونِ حرم پکڑا ہو فلہٰذا اگر اسے کسی نے پکڑ لیا تو مالک اس سے لے سکتا ہے۔ جب کہ احرام سے نکل چکا ہو اور اگر کسی اور نے اس کے ہاتھ سے چھڑا دیا تو یہ تاوان دے اور اگر جانور اس کے گھر ہے تو کچھ مضایقہ نہیں یا پاس ہی ہے مگر پنجرے میں ہے تو جب تک حرم سے باہر ہے چھوڑنا ضروری نہیں۔ لہٰذا اگر مر گیا تو کفارہ لازم نہیں۔[3] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: مُحرِم نے جانور پکڑا تو اس کی مِلک نہ ہوا، حکم ہے کہ چھوڑ دے اگرچہ پنجرے میں ہو یا گھر پر ہو اور اُسے کوئی پکڑ لے تو احرام کے بعد اس سے نہیں لے سکتا اور اگر کسی دوسرے نے چھوڑ دیا تو اُس سے تاوان نہیں لے سکتا اور دوسرے مُحرِم نے مار ڈالا تو دونوں پر کفارہ ہے مگر پکڑنے والے نے جو کفارہ دیا ہے، وہ مارنے والے سے وصول کرسکتا ہے۔[4] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مُحرِم نے جنگل کا جانور پکڑا تو اُس پر لازم ہے کہ جنگل میں یا ایسی جگہ چھوڑ دے جہاں وہ پناہ لے سکے، اگر شہر میں لا کر چھوڑا جہاں اس کے پکڑنے کا اندیشہ ہے تو جرمانہ سے بَری نہ ہوگا۔[5] (منسک)

مسئلہ ۳۹: کسی نے ایسی جگہ شکار دیکھا کہ مارنے کے لیے تیر کمان، غلیل، بندوق وغیرہا کی ضرورت ہے اور مُحرِم نے یہ چیزیں اسے دیں تو اس پر پورا کفارہ لازم اور شکار ذبح کرنا ہے اُس کے پاس ذبح کرنے کی چیز نہیں، مُحرِم نے چُھری دی تو

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج ص٢٢٩ .

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٠،٢٥١.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في أخذ الصيد و ارساله)، ص٣٦٨.

کفارہ ہے اور اگر اس کے پاس ذبح کرنے کی چیز ہے اور مُحرِم نے چھری دی تو کفارہ نہیں مگر کراہت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مُحرِم نے جانور پر اپنا کتا یا باز سکھایا ہوا چھوڑا، اُس نے شکار کو مار ڈالا تو کفارہ واجب ہے اور اگر احرام کی وجہ سے تعمیلِ حکمِ شرع کے لیے باز چھوڑ دیا، اُس نے جانور کو مار ڈالا یا سکھانے کے لیے جال پھیلایا، اس میں جانور پھنس کر مر گیا یا کوآں کھودا تھا اُس میں گر کر مرا تو ان صورتوں میں کفارہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

(۱۴) حرم کے جانور کو ایذا دینا

مسئلہ ۱: حرم کے جانور کو شکار کرنا یا اُسے کسی طرح ایذا دینا سب کو حرام ہے۔ مُحرِم اور غیر مُحرِم دونوں اس حکم میں یکساں ہیں۔ غیر مُحرِم نے حرم کے جنگل کا جانور ذبح کیا تو اس کی قیمت واجب ہے اور اس قیمت کے بدلے روزہ نہیں رکھ سکتا اور مُحرِم ہے تو روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲: مُحرِم نے اگر حرم کا جانور مارا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا دو نہیں اور اگر وہ جانور کسی کا مملوک تھا تو مالک کو اس کی قیمت بھی دے۔ پھر اگر سکھایا ہوا ہو مثلاً طوطی تو مالک کو وہ قیمت دے جو سیکھے ہوئے کی ہے اور کفارہ میں بے سکھائے ہوئے کی قیمت۔[4] (منسک)

مسئلہ ۳: جو حرم میں داخل ہوا اور اُس کے پاس کوئی وحشی جانور ہو اگرچہ پنجرے میں تو حکم ہے کہ اُسے چھوڑ دے، پھر اگر وہ شکاری جانور باز، شکرا، بہری وغیرہا ہے اور اس نے اس حکمِ شرع کی تعمیل کے لیے اُسے چھوڑا، اُس نے شکار کیا تو اُس کے ذمہ تاوان نہیں اور شکار پر چھوڑا تو تاوان ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: ایک شخص دوسرے کا وحشی جانور غصب کر کے حرم میں لایا تو واجب ہے کہ چھوڑ دے اور مالک کو قیمت دے اور نہ چھوڑا بلکہ مالک کو واپس دیا تو تاوان دے۔ غصب کے بعد احرام باندھا جب بھی یہی حکم ہے۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٠.

2 ...... المرجع السابق ص٢٥١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٣.

4 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في صيد الحرم)، ص٣٧٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٣، وغيره.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٤.

مسئلہ۵: دو غیر مُحرِم نے حرم کے جانور کو ایک ضرب میں مارڈالا تو دونوں آدھی آدھی قیمت دیں۔ یوہیں اگر بہت سے لوگوں نے مارا تو سب پر وہ قیمت تقسیم ہو جائے گی اور اگر اُن میں کوئی محرم بھی ہے تو علاوہ اُس کے جو اُس کے حصہ میں پڑا پوری قیمت بھی کفارہ میں دے اور ایک نے پہلے ضرب لگائی پھر دوسرے نے تو ہر ایک کی ضرب سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوئی وہ دے۔ پھر باقی قیمت دونوں پر تقسیم ہو جائے گی اس بقیہ کا نصف نصف دونوں دیں۔[1] (عالمگیری، منسک)

مسئلہ۶: ایک نے حرم کا جانور پکڑا، دوسرے نے مارڈالا تو دونوں پوری پوری قیمت دیں اور پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ دوسرے سے تاوان وصول کرلے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ۷: چند شخص مُحرم مکہ کے کسی مکان میں ٹھہرے، اس مکان میں کبوتر رہتے تھے۔ سب نے ایک سے کہا، دروازہ بند کردے، اس نے دروازہ بند کردیا اور سب منیٰ کو چلے گئے، واپس آئے تو کبوتر پیاس سے مرے ہوئے ملے تو سب پورا پورا کفارہ دیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۸: جانور کا کچھ حصہ حرم میں ہو اور کچھ باہر تو اگر کھڑا ہو اور اس کے سب پاؤں حرم میں ہوں یا ایک ہی پاؤں تو وہ حرم کا جانور ہے، اُس کو مارنا حرام ہے اگرچہ سر حرم سے باہر ہے اور اگر صرف سر حرم میں ہے اور پاؤں سب کے سب باہر تو قتل پر جرمانہ لازم نہیں اور اگر لیٹا سویا ہے اور کوئی حصہ بھی حرم میں ہے تو اسے مارنا حرام۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۹: جانور حرم سے باہر تھا، اس نے تیر چھوڑا وہ جانور بھاگا اور تیر اُسے اس وقت لگا کہ حرم میں پہنچ گیا تھا تو جرمانہ لازم اور اگر تیر لگنے کے بعد بھاگ کر حرم میں گیا اور وہیں مر گیا تو نہیں مگر اس کا کھانا حلال نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: جانور حرم میں نہیں مگر یہ شکار کرنے والا حرم میں ہے اور حرم ہی سے تیر چھوڑا تو جرمانہ واجب۔[6] (عالمگیری)

---

1 ......"الفتاوی الهندية" كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج۱، ص۲٤۹.
و"لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات)، ص۳٦٤.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج۱، ص۲٥۰.

3 ......المرجع السابق.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٨٧.

5 ...... المرجع السابق، ص٦٨٨.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج۱، ص۲٥۱.

مسئلہ ۱۱: جانور اور شکاری دونوں حرم سے باہر ہیں مگر تیر حرم سے ہوتا ہوا گزرا تو اسمیں بھی بعض علما تاوان واجب کرتے ہیں۔ درمختار میں یہی لکھا مگر بحرالرائق ولباب میں تصریح ہے کہ اس میں تاوان نہیں اور علامہ شامی نے فرمایا کلام علما سے یہی ثابت۔ کتا یا باز وغیرہ چھوڑا اور حرم سے ہوتا ہوا گزرا، اس کا بھی یہی حکم ہے۔[1]

مسئلہ ۱۲: جانور حرم سے باہر تھا اس پر کتا چھوڑا، کتے نے حرم میں جا کر پکڑا تو اُس پر تاوان نہیں مگر شکار نہ کھایا جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: گھوڑے وغیرہ کسی جانور پر سوار جا رہا تھا یا اسے ہانکتا یا کھینچتا لیے جا رہا تھا، اُس کے ہاتھ پاؤں سے کوئی جانور دب کر مر گیا یا اس نے کسی جانور کو دانت سے کاٹا اور مر گیا تو تاوان دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: بھیڑیے پر کتا چھوڑا، اُس نے جا کر شکار پکڑا یا بھیڑیا پکڑنے کے لیے جال تانا، اُس میں شکار پھنس گیا تو دونوں صورتوں میں تاوان کچھ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: جانور کو بھگایا وہ کوئیں میں گر پڑا یا پھسل کر گرا اور مر گیا یا کسی چیز کی ٹھوکر لگی وہ مر گیا تو تاوان دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حرم کا جانور پکڑ لایا اور اسے بیرون حرم چھوڑ دیا، اب کسی نے مار ڈالا تو پکڑنے والے پر کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے نہ بھی مارا تو جب تک امن کے ساتھ حرم کی زمین میں پہنچ جانا معلوم نہ ہو، کفارہ سے بَری نہ ہوگا۔[6] (منسک)

مسئلہ ۱۷: جانور حرم سے باہر تھا اور اس کا بہت چھوٹا بچہ حرم کے اندر، غیر مُحرِم نے اُس جانور کو مارا تو اس کا کفارہ نہیں مگر بچہ بھوک سے مر جائے گا تو بچہ کا کفارہ دینا ہوگا۔[7] (منسک)

مسئلہ ۱۸: ہرنی کو حرم سے نکالا وہ بچے جنی پھر وہ مر گئی اور بچے بھی تو سب کا تاوان دے اور اگر تاوان دینے کے بعد

---

1 ...... انظر: "الدر المختار" و "رد المحتار"، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٧. و "البحر الرائق"، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل ان قتل محرم صيداً، ج٣، ص٦٩. و "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في صيد الحرم)، ص٣٧٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥١.

3 ...... المرجع السابق، ص٢٥٢.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في أخذ الصيد و ارساله)، ص٣٦٨.

7 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في صيد الحرم)، ص٣٧٧.

جنی تو بچوں کا تاوان لازم نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: پرند درخت پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ درخت حرم سے باہر ہے مگر جس شاخ پر بیٹھا ہے وہ حرم میں ہے تو اُسے مارنا حرام ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

(۱۵) حرم کے پیڑ وغیرہ کاٹنا

مسئلہ ۱: حرم کے درخت چار قسم ہیں: ① کسی نے اُسے بویا ہے اور وہ ایسا درخت ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ② بویا ہے مگر اس قسم کا نہیں جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ③ کسی نے اسے بویا نہیں مگر اس قسم سے ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ④ بویا نہیں، نہ اس قسم سے ہے جسے لوگ بوتے ہیں۔

پہلی تین قسموں کے کاٹنے وغیرہ میں کچھ نہیں یعنی اس پر جرمانہ نہیں۔ رہا یہ کہ وہ اگر کسی کی ملک ہے تو مالک تاوان لے گا، چوتھی قسم میں جرمانہ دینا پڑے گا اور کسی کی ملک ہے تو مالک تاوان بھی لے گا اور جرمانہ اُسی وقت ہے کہ تر ہو اور ٹوٹا یا اُکھڑا ہوا نہ ہو۔ جرمانہ یہ ہے کہ اُس کی قیمت کا غلہ لے کر مساکین پر تصدق کرے، ہر مسکین کو ایک صدقہ اور اگر قیمت کا غلہ پورے صدقہ سے کم ہے تو ایک ہی مسکین کو دے اور اس کے لیے حرم کے مساکین ہونا ضرور نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیمت ہی تصدق کردے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کردے روزہ رکھنا کافی نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲: درخت اُکھیڑا اور اس کی قیمت بھی دیدی، جب بھی اُس سے کسی قسم کا نفع لینا جائز نہیں اور اگر بیچ ڈالا تو بیع ہوجائے گی مگر اُس کی قیمت تصدق کردے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو درخت سُوکھ گیا اُسے اُکھاڑ سکتا ہے اور اس سے نفع بھی اُٹھا سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: درخت اُکھاڑا اور تاوان بھی ادا کردیا پھر اسے وہیں لگا دیا اور وہ جم گیا پھر اسی کو اُکھاڑا تو اب تاوان

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۷۰٤، وغیره.

2 ...... المرجع السابق ص٦٨٦.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲٥۲۔۲٥۳.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲٥۳.

5 ......المرجع السابق.

نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ۵: درخت کے پتے توڑے اگر اس سے درخت کونقصان نہ پہنچا تو کچھ نہیں۔ یو ہیں جو درخت پھلتا ہے اُسے بھی کاٹنے میں تاوان نہیں جب کہ مالک سے اجازت لے لی ہو اُسے قیمت دیدے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۶: چند شخصوں نے مل کر درخت کاٹا تو ایک ہی تاوان ہے جو سب پر تقسیم ہو جائے گا، خواہ سب مُحرِم ہوں یا غیر مُحرِم یا بعض مُحرِم بعض غیر مُحرِم۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۷: حرم کے پیلو یا کسی درخت کی مسواک بنانا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۸: جس درخت کی جڑ حرم سے باہر ہے اور شاخیں حرم میں وہ حرم کا درخت نہیں اور اگر تنے کا بعض حصہ حرم میں ہے اور بعض باہر تو وہ حرم کا ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۹: اپنے یا جانور کے چلنے میں یا خیمہ نصب کرنے میں کچھ درخت جاتے رہے تو کچھ نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: ضرورت کی وجہ سے فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں کی گھاس جانوروں کو چرانا جائز ہے۔ باقی کاٹنا، اُکھاڑنا، اس کا وہی حکم ہے جو درخت کا ہے۔ سوا اِذخر اور سوکھی گھاس کے کہ ان سے ہر طرح انتفاع جائز ہے۔ **کھنبی** کے توڑنے، اُکھاڑنے میں کچھ مضایقہ نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

(۱۶) جوں مارنا

مسئلہ۱: اپنی جُوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک میں روٹی کا ٹکڑا اور دو یا تین ہوں تو ایک مُٹھی

---

1. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٣.
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٥.
3. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٣.
4. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج١، ص٢٦٤.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٦، وغيره.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨٦.
7. ...... المرجع السابق، ص٦٨٨.

ناج اوراس سے زیادہ میں صدقہ۔[1] (درمختار)

مسئلہ۲: جُوئیں مرنے کو سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا، جب بھی یہی کفارے ہیں جو مارنے میں تھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ۳: دوسرے نے اُس کے کہنے یا اشارہ کرنے سے اُس کی جوں ماری، جب بھی اُس پر کفارہ ہے اگرچہ دوسرا احرام میں نہ ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ۴: زمین وغیرہ پر گری ہوئی جوں یا دوسرے کے بدن یا کپڑوں کی مارنے میں اس پر کچھ نہیں اگرچہ وہ دوسرا بھی احرام میں ہو۔[4] (بحر)

مسئلہ۵: کپڑا بھیگ گیا تھا سُکھانے کے لیے دھوپ میں رکھا، اس سے جوئیں مرگئیں مگر یہ مقصود نہ تھا تو کچھ حرج نہیں۔[5] (منسک متوسط)

مسئلہ۶: حرم کی خاک یا کنکری لانے میں حرج نہیں۔[6] (عالمگیری)

(۱۷) بغیر احرام میقات سے گزرنا

مسئلہ۱: میقات کے باہر سے جوشخص آیا اور بغیر احرام مکہ معظّمہ کو گیا تو اگرچہ نہ حج کا ارادہ ہو، نہ عمرہ کا مگر حج یا عمرہ واجب ہوگیا پھر اگر میقات کو واپس نہ گیا، یہیں احرام باندھ لیا تو دَم واجب ہے اور میقات کو واپس جا کر احرام باندھ کر آیا تو دَم ساقط اور مکہ معظّمہ میں داخل ہونے سے جو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا اس کا احرام باندھا اور ادا کیا تو بری الذّمہ ہوگیا۔ یوہیں اگر حجۃ الاسلام یا نفل یا منّت کا عمرہ یا حج جو اُس پر تھا، اُس کا احرام باندھا اور اُسی سال ادا کیا جب بھی بری الذّمہ ہوگیا اور اگر اس سال ادا نہ کیا تو اس سے بری الذّمہ نہ ہوا، جو مکہ میں جانے سے واجب ہوا تھا۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸۹.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "البحر الرائق"، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل ان قتل محرم صیداً، ج۳، ص۶۱.

5 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات ،فصل في قتل القمل)، ص ۳۷۸.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر فی النذر بالحج، ج۱، ص۲۶٤.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة المیقات بغیر احرام، ج۱، ص۲۵۳.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، مطلب لایجب الضمان بکسر آلات اللهو، ج۳، ص۷۱۱.

مسئلہ ۲: چند بار بغیر احرام مکہ معظّمہ کو گیا، پچھلی بار میقات کو واپس آکر حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر ادا کیا تو صرف اس بار جو حج یا عمرہ واجب ہوا تھا، اس سے بری الذّمہ ہوا، پہلوں سے نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: حج یا عمرہ کا ارادہ ہے اور بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا تو اگر یہ اندیشہ ہے کہ میقات کو واپس جائے گا تو حج فوت ہو جائے گا تو واپس نہ ہو، وہیں سے احرام باندھ لے اور دَم دے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو واپس آئے۔ پھر اگر میقات کو بغیر احرام آیا تو دَم ساقط۔ یوہیں اگر احرام باندھ کر آیا اور لبیک کہہ چکا ہے تو دَم ساقط اور نہیں کہا تو نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: میقات سے بغیر احرام گیا پھر عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کو فاسد کر دیا، پھر میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی قضا کی تو میقات سے بے احرام گزرنے کا دَم ساقط ہو گیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: مُتمتّع نے حرم کے باہر سے حج کا احرام باندھا، اُسے حکم ہے کہ جب تک وقوفِ عرفہ نہ کیا اور حج فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو حرم کو واپس آئے اگر واپس نہ آیا تو دَم واجب ہے اور اگر واپس ہوا اور لبیک کہہ چکا ہے تو دَم ساقط ہے نہیں تو نہیں اور باہر جا کر احرام نہیں باندھا تھا اور واپس آیا اور یہاں سے احرام باندھا تو کچھ نہیں۔ مکہ میں جس نے اقامت کر لی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر مکہ والا کسی کام سے حرم کے باہر گیا تھا اور وہیں سے حج کا احرام باندھ کر وقوف کر لیا تو کچھ نہیں اور اگر عمرہ کا احرام حرم میں باندھا تو دَم لازم آیا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نابالغ بغیر احرام میقات سے گزرا پھر بالغ ہو گیا اور وہیں سے احرام باندھ لیا تو دَم لازم نہیں اور غلام اگر بغیر احرام گزرا پھر اُس کے آقا نے احرام کی اجازت دے دی اور اُس نے احرام باندھ لیا تو دَم لازم ہے جب آزاد ہو ادا کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: میقات سے بغیر احرام گزرا پھر عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کا یا قِران کیا تو دَم لازم ہے اور اگر پہلے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج١، ص٢٥٣،٢٥٤.

2 ...... المرجع السابق ص٢٥٣.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٧١٣.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج١، ص٢٥٤.
و"ردالمحتار"،

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج١، ص٢٥٣.

حج کا باندھا پھر حرم میں عمرہ کا تو دو دَم۔[1] (عالمگیری)

(۱۸) احرام ہوتے ہوئے دوسرا احرام باندھنا

مسئلہ۱: جو شخص میقات کے اندر رہتا ہے اُس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کا طواف ایک پھیرا بھی کرلیا، اُس کے بعد حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دَم واجب ہے۔ اس سال عمرہ کرلے، سال آئندہ حج اور اگر عمرہ توڑ کر حج کیا تو عمرہ ساقط ہوگیا اور دَم دے اور دونوں کرلیے تو ہوگئے مگر گنہگار ہوا اور دَم واجب۔[2] (درمختار)

مسئلہ۲: حج کا احرام باندھا پھر عرفہ کے دن یا رات میں دوسرے حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دَم دے اور حج وعمرہ اُس پر واجب اور اگر دسویں کو دوسرے حج کا احرام باندھا اور حلق کر چکا ہے تو بدستور احرام میں رہے اور دوسرے کو سال آئندہ میں پورا کرے اور دَم واجب نہیں اور حلق نہیں کیا ہے تو دَم واجب۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۳: عمرہ کے تمام افعال کر چکا تھا صرف حلق باقی تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دَم واجب ہے اور گنہگار ہوا۔[4] (درمختار)

مسئلہ۴: باہر کے رہنے والے نے پہلے حج کا احرام باندھا اور طوافِ قدوم سے پیشتر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو قارِن ہوگیا مگر اساءت ہوئی اور شکرانہ کی قربانی کرے اور عمرہ کے اکثر طواف یعنی چار پھیرے سے پہلے وقوف کرلیا تو عمرہ باطل ہوگیا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۵: طوافِ قدوم کا ایک پھیرا بھی کرلیا تو عمرہ کا احرام باندھنا جائز نہیں پھر بھی اگر باندھ لیا تو بہتر یہ ہے کہ عمرہ توڑ دے اور قضا کرے اور دَم دے اور اگر نہیں توڑا اور دونوں کرلیے تو دَم دے۔[6] (درمختار)

مسئلہ۶: دسویں سے تیرھویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا ممنوع ہے، اگر باندھا تو توڑ دے اور اُس کی قضا کرے اور دَم دے اور کرلیا تو ہوگیا مگر دَم واجب ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج۱، ص۲۵۳.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۷۱۳.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، مطلب لايجب الضمان بكسر آلات اللّهو، ج۳، ص۷۱۵.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۷۱۶.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، مطلب لايجب الضمان... إلخ، ج۳، ص۷۱۷.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۷۱۷.

7 ......المرجع السابق ص۷۱۸.

مُحصر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ ؕ ﴾ [1]

اگر حج وعمرہ سے تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسّر آئے کرو اور اپنے سر نہ مُنڈاؤ، جب تک قربانی اپنی جگہ (حرم) میں نہ پہنچ جائے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِىۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَالۡبَادِ ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ فِيۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ۠ ﴾ [2]

بیشک وہ جنھوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ (عزوجل) کی راہ سے اور مسجد حرام سے، جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے مقرر کیا، اس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر والے برابر حق رکھتے ہیں اور جو اس میں ناحق زیادتی کا ارادہ کرے، ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

(احادیث)

(حدیث ۱:) صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، کفارِ قریش کعبہ تک جانے سے مانع ہوئے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانیاں کیں اور سر مونڈایا اور صحابہ نے بال کتروائے۔[3] نیز بخاری میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلق سے پہلے قربانی کی اور صحابہ کو بھی اسی کا حکم فرمایا۔[4]

(حدیث ۲:) ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ

---

1 ...... پ۲، البقرۃ: ۱۹۶۔

2 ...... پ۱۷، الحج: ۲۵۔

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب المغازي، باب غزوۃ الحدیبیۃ، الحدیث: ۴۱۸۵، ج۳، ص۷۵.

4 ...... "صحیح البخاري"، أبواب المحصر و جزاء الصید، باب النحر قبل الحلق فی الحصر، الحدیث: ۱۸۱۱، ج۱، ص۵۹۷.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو احرام کھول سکتا ہے اور سال آئندہ اُس کو حج کرنا ہوگا۔'' [1] اور ابوداود کی ایک روایت میں ہے، یا بیمار ہو جائے۔ [2]

مسئلہ ۱: جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کرسکا، اُسے مُحصَر کہتے ہیں۔ جن وجوہ سے حج یا عمرہ نہ کرسکے وہ یہ ہیں: ① دشمن۔ ② درندہ۔ ③ مرض کہ سفر کرنے اور سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ④ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانا۔ ⑤ قید۔ ⑥ عورت کے محرم یا شوہر جس کے ساتھ جارہی تھی اُس کا انتقال ہو جانا۔ ⑦ عدّت۔ ⑧ مصارف یا سواری کا ہلاک ہو جانا۔ ⑨ شوہر حجِ نفل میں عورت کو اور مولیٰ لونڈی غلام کو منع کر دے۔

مسئلہ ۲: مصارف چوری گئے یا سواری کا جانور ہلاک ہوگیا، تو اگر پیدل نہیں چل سکتا تو مُحصر ہے ورنہ نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: صورتِ مذکورہ میں فی الحال تو پیدل چل سکتا ہے مگر آئندہ مجبور ہو جائے گا، اُسے احرام کھول دینا جائز ہے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: عورت کا شوہر یا محرم مرگیا اور وہاں سے مکہ معظّمہ مسافتِ سفر یعنی تین دن کی راہ سے کم ہے تو مُحصر نہیں اور تین دن یا زیادہ کی راہ ہے تو اگر وہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے تو مُحصر ہے ورنہ نہیں۔ [5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت نے بغیر شوہر یا محرم کے احرام باندھا تو وہ بھی مُحصر ہے کہ اُسے بغیر ان کے سفر حرام ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے حج نفل کا احرام بغیر اجازت شوہر باندھا تو شوہر منع کرسکتا ہے، لہٰذا اگر منع کر دے تو مُحصر ہے

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب الاحصار، الحديث: ١٨٦٢، ج٢، ص٢٥١.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب الاحصار، الحديث: ١٨٦٣، ج٢، ص٢٥٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٥.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٥.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

اگرچہ اس کے ساتھ محرم بھی ہو اور حج فرض کو منع نہیں کرسکتا، البتہ اگر وقت سے بہت پہلے احرام باندھا تو شوہر کھلوا سکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مولیٰ نے غلام کو اجازت دیدی پھر بھی منع کرنے کا اختیار ہے اگرچہ بغیر ضرورت منع کرنا مکروہ ہے اور لونڈی کو مولیٰ نے اجازت دیدی تو اُس کے شوہر کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عورت نے احرام باندھا اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی، تو مُحصرہ ہے اگرچہ محرم بھی ہمراہ موجود ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مُحصر کو یہ اجازت ہے کہ حرم کو قربانی بھیج دے، جب قربانی ہوجائے گی اس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے بغیر اس کے احرام نہیں کھل سکتا، جب تک مکہ معظّمہ پہنچ کر طواف وسعی وحلق نہ کرلے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو۔ احرام باندھتے وقت اگر شرط لگائی ہے کہ کسی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو احرام کھول دوں گا، جب بھی یہی حکم ہے اس شرط کا کچھ اثر نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرالے کہ فُلاں دن فُلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اُسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا لہٰذا دَم دے۔ مُحصر کو احرام سے باہر آنے کے لیے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: مُحصر اگر مُفرِد ہو یعنی صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو ایک قربانی بھیجے اور دو بھیجیں تو پہلی ہی کے ذبح سے احرام کھل گیا اور قارِن ہو تو دو بھیجے ایک سے کام نہ چلے گا۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦، وغيره.

مسئلہ ۱۲: اس قربانی کے لیے حرم شرط ہے بیرونِ حرم نہیں ہوسکتی، دسویں، گیارھویں، بارھویں تاریخوں کی شرط نہیں، پہلے اور بعد کو بھی ہوسکتی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قارِن نے اپنے خیال سے دو۲ قربانیوں کے دام بھیجے اور وہاں ان داموں کی ایک ہی ملی اور ذبح کر دی تو یہ ناکافی ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قارِن نے دو قربانیاں بھیجیں اور یہ معیّن نہ کیا کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی تو بھی کچھ مضایقہ نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ معیّن کردے کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: قارِن نے عمرہ کا طواف کیا اور وقوفِ عرفہ سے پیشتر مُحصر ہوا تو ایک قربانی بھیجے اور حج کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرے دوسرا عمرہ اس پر نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اگر احرام میں حج یا عمرہ کسی کی نیت نہیں تھی تو ایک جانور بھیجنا کافی ہے اور ایک عمرہ کرنا ہوگا اور اگر نیت تھی مگر یہ یاد نہیں کہ کاہے کی نیت تھی تو ایک جانور بھیج دے اور ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور اگر دو حج کا احرام باندھا تو دو دَم دے کر احرام کھولے اور دو عمرے کا احرام باندھا اور ادا کرنے کے لیے مکۂ معظّمہ کو چلا مگر نہ جاسکا تو ایک دَم دے اور چلا نہ تھا کہ مُحصر ہوگیا تو دو دَم دے اور اس کو دو عمرے کرنے ہوں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: عورت نے حجِ نفل کا احرام باندھا تھا اگرچہ شوہر کی اجازت سے پھر شوہر نے احرام کھلوا دیا، تو اس کا احرام کھلنے کے لیے قربانی کا ذبح ہوجانا ضرور نہیں بلکہ ہر ایسا کام جو احرام میں منع تھا اس کے کرنے سے احرام سے باہر ہوگئی مگر اس پر بھی قربانی یا اس کی قیمت بھیجنا ضرور ہے اور اگر حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ قضا کرنا ہوگا اور اگر شوہر یا محرم کے مرجانے سے مُحصرہ ہوئی یا حج فرض کا احرام تھا اور بغیر محرم جارہی تھی شوہر نے منع کردیا تو اس میں بغیر قربانی ذبح ہوئے احرام سے باہر نہیں ہوسکتی۔[6] (منسک)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٥٥-٢٥٦.

6 ...... "لباب المناسك"و "المسلك المتقسط"، (باب الاحصار)، ص٤٢٢-٤٢٣.

مسئلہ ۱۸: مُحصر نے قربانی نہیں بھیجی ویسے ہی گھر کو چلا آیا اور احرام باندھے ہوئے رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: وہ مانع جس کی وجہ سے رُکنا ہوا تھا جاتا رہا اور وقت اتنا ہے کہ حج اور قربانی دونوں پالے گا، تو جانا فرض ہے اب اگر گیا اور حج پالیا فبہا، ورنہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو جائے اور قربانی کا جانور جو بھیجا تھا مل گیا تو جو چاہے کرے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: مانع جاتا رہا اور اسی سال حج کیا تو قضا کی نیت نہ کرے اور اب مُفرِد پر عمرہ بھی واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: وقوفِ عرفہ کے بعد احصار نہیں ہوسکتا اور اگر مکہ ہی میں ہے مگر طواف اور وقوفِ عرفہ دونوں پر قادر نہ ہو تو مُحصر ہے اور دونوں میں سے ایک پر قادر ہے تو نہیں۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مُحصر قربانی بھیج کر جب احرام سے باہر ہوگیا اب اس کی قضا کرنا چاہتا ہے تو اگر صرف حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قِران تھا تو ایک حج دو عمرے اور یہ اختیار ہے کہ قضا میں قِران کرے، پھر ایک عمرہ یا تینوں الگ الگ کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہوگا۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

حج فوت ہونے کا بیان

(حدیث ۱:) ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''حج عرفہ ہے، جس نے مُزدَلِفہ کی رات میں طلوعِ فجر سے قبل وقوفِ عرفہ پالیا اُس نے حج پالیا۔''[6]

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٧.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٨، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٦، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥، وغيره.

6 ...... "سنن النسائي"، كتاب مناسك الحج، باب فرض الوقوف بعرفة، الحديث: ٣٠١٩، ص٢٢٨٢.

(**حدیث۲:**) دارقطنی نے ابن عُمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا وقوفِ عرفہ رات تک میں فوت ہوگیا، اُس کا حج فوت ہوگیا تو اب اسے چاہیے کہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے۔'' [1]

(مسائل فقهيه)

مسئلہ۱: جس کا حج فوت ہوگیا یعنی وقوفِ عرفہ اسے نہ ملا تو طواف و سعی کرکے سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ حج کرے اور اُس پر دَم واجب نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ۲: قارن کا حج فوت ہوگیا تو عمرہ کے لیے سعی و طواف کرے پھر ایک اور طواف و سعی کرکے حلق کرے اور دَم قِران جاتا رہا اور پچھلا طواف جسے کرکے احرام سے باہر ہوگا اُسے شروع کرتے ہی لبیک موقوف کردے اور سال آئندہ حج کی قضا کرے، عمرہ کی قضا نہیں کیونکہ عمرہ کرچکا۔[3] (منسک، عالمگیری)

مسئلہ۳: تمتّع والا قربانی کا جانور لایا تھا اور تمتع باطل ہوگیا تو جانور کو جو چاہے کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ۴: عمرہ فوت نہیں ہوسکتا کہ اس کا وقت عمر بھر ہے اور جس کا حج فوت ہوگیا اس پر طوافِ صدر نہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ۵: جس کا حج فوت ہوا اس نے طواف و سعی کرکے احرام نہ کھولا اور اسی احرام سے سال آئندہ حج کیا تو یہ حج صحیح نہ ہوا۔[6] (منسک)

حجِ بدل کا بیان

حدیث۱: دارقطنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے والدین کی

---

1 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٤٩٦، ج٢، ص٣٠٥.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الفوات، ص٢٣٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث عشر في فوات الحج، ج١، ٢٥٦.
و"لباب المناسك"، (باب الفوات)، ص٤٣٠.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث عشر في فوات الحج، ج١، ٢٥٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث عشر في فوات الحج، ج١، ٢٥٦.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب الفوات)، ص٤٣١.

طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روزِ قیامت ابرار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔'' (1)

حدیث ۲: نیز جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔'' (2)

حدیث ۳: نیز زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُوحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکوکار لکھا جائیگا۔'' (3)

حدیث ۴: ابوحفص کبیر انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔'' (4)

حدیث ۵: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' (5)

حدیث ۶: ابوداود و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج و عمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: ''اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔'' (6)

---

1 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٥٨٥، ج٢، ص٣٢٨.

2 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٥٨٧، ج٢، ص٣٢٩.

3 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٥٨٤، ج٢، ص٣٢٨.

4 ...... "المسلك المتقسط" للقاري، (باب الحج عن الغير)، ص٤٣٣.

"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن أخذ فى عبادته شيئًا من الدنيا، ج٤، ص١٥.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة ...إلخ، ١٣٣٤،١٣٣٥، ص٦٩٦،٦٩٧.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، ٨٧۔باب، الحديث: ٩٣١، ج٢، ص٢٧٢.

مسئلہ۱: عبادت تین قسم ہے: ①بدنی۔ ②مالی۔ ③مرکب۔

عبادت بدنی میں نیابت نہیں ہوسکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا ادا نہیں کرسکتا۔ جیسے نماز، روزہ۔

مالی میں نیابت بہر حال جاری ہوسکتی ہے جیسے زکاۃ وصدقہ۔

مرکب میں اگر عاجز ہو تو دوسرا اس کی طرف سے کرسکتا ہے ورنہ نہیں جیسے حج۔

رہا ثواب پہنچانا کہ جو کچھ عبادت کی اُس کا ثواب فلاں کو پہنچے، اس میں کسی عبادت کی تخصیص نہیں ہر عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز، روزہ، زکاۃ، صدقہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور، فرض ونفل سب کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچا سکتا ہے اور یہ نہ سمجھا چاہیے کہ فرض کا پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا کہ ثواب پہنچانے سے اپنے پاس سے کچھ نہ گیا، لہٰذا فرض کا ثواب پہنچانے سے پھر وہ فرض عود نہ کرے گا کہ یہ تو ادا کر چکا، اس کے ذمہ سے ساقط ہو چکا ورنہ ثواب کس شے کا پہنچاتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ فاتحہ مروّجہ جائز ہے کہ وہ ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب جائز بلکہ محمود، البتہ کسی معاوضہ پر ایصال ثواب کرنا مثلاً بعض لوگ کچھ لے کر قرآن مجید کا ثواب پہنچاتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ پہلے جو پڑھ چکا ہے اس کا معاوضہ لیا، تو یہ بیع ہوئی اور بیع قطعاً باطل وحرام اور اگر اب جو پڑھے گا اس کا ثواب پہنچائے گا تو یہ اجارہ ہوا اور طاعت پر اجارہ باطل سِوا ان تین چیزوں کے جن کا بیان آئے گا۔[2] (ردالمحتار)

(حج بدل کے شرائط)

مسئلہ۱: حج بدل کے لیے چند شرطیں ہیں:

① جو حج بدل کراتا ہو اس پر حج فرض ہو یعنی اگر فرض نہ تھا اور حج بدل کرایا تو حج فرض ادا نہ ہوا، لہٰذا اگر بعد میں حج اس پر فرض ہوا تو یہ حج اس کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ اگر عاجز ہو تو پھر حج کرائے اور قادر ہو تو خود کرے۔

② جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ عاجز ہو یعنی وہ خود حج نہ کرسکتا ہو اگر اس قابل ہو کہ خود کرسکتا ہے، تو اس کی طرف سے نہیں ہوسکتا اگرچہ بعد میں عاجز ہوگیا، لہٰذا اس وقت اگر عاجز نہ تھا پھر عاجز ہوگیا تو اب دوبارہ حج کرائے۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في اهداء ثواب الاعمال للغير، ج٤، ص١٢-١٧.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير ج١، ٢٥٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فى اهداء ثواب الاعمال، ج٤، ص١٣.

③ وقتِ حج سے موت تک عذر برابر باقی رہے اگر درمیان میں اس قابل ہوگیا کہ خود حج کرے تو پہلے جو حج کیا جاچکا ہے وہ ناکافی ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسا عذر تھا، جس کے جانے کی امید ہی نہ تھی اور اتفاقاً جاتا رہا تو وہ پہلا حج جو اس کی طرف سے کیا گیا کافی ہے مثلاً وہ نابینا ہے اور حج کرانے کے بعد انکھیارا ہوگیا تو اب دوبارہ حج کرانے کی ضرورت نہ رہی۔

④ جس کی طرف سے کیا جائے اس نے حکم دیا ہو بغیر اس کے حکم کے نہیں ہوسکتا۔ ہاں وارث نے مورث کی طرف سے کیا تو اس میں حکم کی ضرورت نہیں۔

⑤ مصارف اُس کے مال سے ہوں جس کی طرف سے حج کیا جائے، لہٰذا اگر مامور نے اپنا مال صرف کیا حج بدل نہ ہوا یعنی جب کہ تبرّعاً ایسا کیا ہو اور اگر کُل یا اکثر اپنا مال صرف کیا اور جو کچھ اس نے دیا ہے اتنا ہے کہ خرچ اس میں سے وصول کرلے گا تو ہوگیا اور اتنا نہیں کہ جو کچھ اپنا خرچ کیا ہے وصول کرلے تو اگر زیادہ حصہ اس کا ہے جس نے حکم دیا ہے تو ہوگیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ۲: اپنا اور اُس کا مال ایک میں ملادیا اور جتنا اُس نے دیا تھا اُتنا یا اس میں سے زیادہ حصہ کی برابر خرچ کیا تو حج بدل ہوگیا اور اس ملانے کی وجہ سے اُس پر تاوان لازم نہ آئے گا بلکہ اپنے ساتھیوں کے مال کے ساتھ بھی ملاسکتا ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۳: وصیت کی تھی کہ میرے مال سے حج کرادیا جائے اور وارث نے اپنے مال سے تبرّعاً کرایا تو حج بدل نہ ہوا اور اگر اپنے مال سے حج کیا یوں کہ جو خرچ ہوگا ترکہ میں سے لے لے گا تو ہوگیا اور لینے کا ارادہ نہ ہو تو نہیں اور اجنبی نے حج بدل اپنے مال سے کرادیا تو نہ ہوا اگرچہ واپس لینے کا ارادہ ہو اگرچہ وہ خود اسی کو حج بدل کرنے کے لیے کہہ گیا ہو اور اگر یوں وصیت کی کہ میری طرف سے حج بدل کرادیا جائے اور یہ نہ کہا کہ میرے مال سے اور وارث نے اپنے مال سے حج کرادیا اگرچہ لینے کا ارادہ بھی نہ ہو، ہوگیا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ۴: میّت کی طرف سے حج کرنے کے لیے مال دیا اور وہ کافی تھا مگر اُس نے اپنا مال بھی کچھ خرچ کیا ہے تو جو خرچ ہوا وصول کرلے اور اگر ناکافی تھا مگر اکثر میّت کے مال سے صرف ہوا تو میّت کی طرف سے ہوگیا، ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

⑥ جس کو حکم دیا وہی کرے، دوسرے سے اُس نے حج کرایا تو نہ ہوا۔

1...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٧. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الاستئجار على الحج، ج٤، ص٢٣.

2...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، ج٤، ص٢٨.

3...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٧.

مسئلہ۵: میّت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے فُلاں شخص حج کرے اور وہ مرگیا یا اُس نے انکار کر دیا، اب دوسرے سے حج کرالیا گیا تو جائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

⑦ سواری پر حج کو جائے پیدل حج کیا تو نہ ہوا، لہٰذا سواری میں جو کچھ صرف ہوا دینا پڑے گا۔ ہاں اگر خرچ میں کمی پڑی تو پیدل بھی ہوجائے گا۔ سواری سے مراد یہ ہے کہ اکثر راستہ سواری پر قطع کیا ہو۔

⑧ اس کے وطن سے حج کو جائے۔

⑨ میقات سے حج کا احرام باندھے اگر اس نے اس کا حکم کیا ہو۔

⑩ اُس کی نیت سے حج کرے اور افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی لَبَّیْکَ عَنْ فُلَان[2] کہہ لے اور اگر اس کا نام بھول گیا ہے تو یہ نیت کرلے کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے کرتا ہوں اور ان کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں جو ضمناً مذکور ہونگی۔ یہ شرطیں جو مذکور ہوئیں حجِ فرض میں ہیں، حجِ نفل ہو تو ان میں سے کوئی شرط نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ۶: احرام باندھتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ کس کی طرف سے حج کرتا ہوں تو جب تک حج کے افعال شروع نہ کیے اختیار ہے کہ نیت کرلے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ۷: جس کو بھیجے اس سے یوں نہ کہے کہ میں نے تجھے اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے اجیر بنایا یا نوکر رکھا کہ عبادت پر اجارہ کیسا، بلکہ یوں کہے کہ میں نے اپنی طرف سے تجھے حج کے لیے حکم دیا اور اگر اجارہ کا لفظ کہا جب بھی حج ہوجائے گا مگر اُجرت کچھ نہ ملے گی صرف مصارف ملیں گے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ۸: حجِ بدل کی سب شرطیں جب پائی جائیں تو جس کی طرف سے کیا گیا اس کا فرض ادا ہوا اور یہ حج کرنے والا بھی ثواب پائے گا مگر اس حج سے اُس کا حجۃ الاسلام ادا نہ ہوگا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ۹: بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لیے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام (حجِ فرض) ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے کو

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب في الفرق بین العبادۃ والقربۃ والطاعۃ، ج٤، ص١٩.

2 ...... فلاں کی جگہ جس کے نام پر حج کرنا چاہتا ہے اُس کا نام لے مثلاً لبیک عَنْ عَبْدِ اللہ۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب شروط الحج عن الغیر عشرون، ج٤، ص٢٠.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب في الفرق بین العبادۃ والقربۃ والطاعۃ، ج٤، ص١٨.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب في الاستئجار علی الحج، ج٤، ص٢٢.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب في الاستئجار علی الحج، ج٤، ص٢٤.

بھیجا جس نے خود نہیں کیا ہے، جب بھی حجِ بدل ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری) اور اگر خود اس پر حج فرض ہوا اور ادا نہ کیا ہو تو اسے بھیجنا مکروہِ تحریمی ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۱۰: افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھیجیں جو حج کے طریقے اور اُس کے افعال سے آگاہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ آزاد مرد ہو اور اگر آزاد عورت یا غلام یا باندی یا مراہق یعنی قریب البلوغ بچہ سے حج کرایا جب بھی ادا ہو جائے گا۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: مجنون یا کافر (مثلاً وہابی زمانہ وغیرہ) کو بھیجا تو ادا نہ ہوا کہ یہ اس کے اہل ہی نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: دو شخصوں نے ایک ہی کو حجِ بدل کے لیے بھیجا، اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ اس حج کرنے والے کا ہوا اور دونوں کو تاوان دے اور اب اگر چاہے کہ دونوں میں سے ایک کے لیے کر دے تو یہ بھی نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی طرف سے لبیک کہا مگر یہ معیّن نہ کیا کہ کس کی طرف سے تو اگر یوہیں مبہم رکھا جب بھی کسی کا نہ ہوا اور اگر بعد میں یعنی افعالِ حج ادا کرنے سے پہلے معیّن کر دیا تو جس کے لیے کیا اُس کا ہو گیا اور اگر احرام باندھتے وقت کچھ نہ کہا کہ کس کی طرف سے ہے نہ معیّن نہ مبہم جب بھی یہی دونوں صورتیں ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس حج کو باپ کے لیے کر دے یا ماں کے لیے اور اُس کا حج فرض ادا ہو گا یعنی جب کہ ان دونوں نے اُسے حکم نہ کیا اور اگر حج کا حکم دیا ہو تو اس میں بھی وہی احکام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بغیر کہے اپنے آپ دو شخصوں کی طرف سے حجِ نفل کا احرام باندھا تو اختیار ہے جس کے لیے چاہے کر دے مگر اس سے اُس کا فرض ادا نہ ہو گا جب کہ وہ اجنبی ہے۔ یوہیں ثواب پہنچانے کا بھی اختیار ہے بلکہ ثواب تو دونوں کو پہنچا سکتا ہے۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: حج فرض ہونے کے بعد مجنون ہو گیا تو اُس کی طرف سے حج بدل کرایا جا سکتا ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصیة بالحج، ج۱، ص۲۵۷.

2 ...... "المسلك المتقسط" للقاری، (باب الحج عن الغیر)، ص۴۵۳.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج۴، ص۲۵، وغیرہ.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج۴، ص۲۶.

5 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغیر، ج۱، ص۲۵۷.

6 ......"الفتاوی الھندیة"، کتاب المناسك، الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر، ج۱، ص۲۵۷.
و"ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب العمل علی القیاس دون الاستحسان ھنا، ج۴، ص۳۱.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب شروط الحج عن الغیر عشرون، ج۴، ص۲۱.

مسئلہ ۱۵: صرف حج یا صرف عمرہ کو کہا تھا اُس نے دونوں کا احرام باندھا، خواہ دونوں اُسی کی طرف سے کیے یا ایک اس کی طرف سے، دوسرا اپنی یا کسی اور کی طرف سے بہر حال اس کا حج ادا نہ ہوا تاوان دینا آئے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: حج کے لیے کہا تھا اُس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر مکہ معظمہ سے حج کا جب بھی اُس کی مخالفت ہوئی لہٰذا تاوان دے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: حج کے لیے کہا تھا اُس نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا یا عمرہ کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کر کے حج کیا، تو اِس میں مخالفت نہ ہوئی اُس کا حج یا عمرہ ادا ہوگیا۔ مگر اپنے حج یا عمرہ کے لیے جو خرچ کیا خود اس کے ذمہ ہے، بھیجنے والے پر نہیں اور اگر اُولٹا کیا یعنی جو اُس نے کہا اسے بعد میں کیا تو مخالفت ہوگئی، اس کا حج یا عمرہ ادا نہ ہوا تاوان دے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے اس سے حج کو کہا دوسرے نے عمرہ کو مگر ان دونوں نے جمع کرنے کا حکم نہ دیا تھا، اس نے دونوں کو جمع کر دیا تو دونوں کا مال واپس دے اور اگر یہ کہہ دیا تھا کہ جمع کر لینا تو جائز ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: افضل یہ ہے کہ جسے حجِ بدل کے لیے بھیجا جائے، وہ حج کر کے واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر وہیں رہ گیا جب بھی جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: حج کے بعد قافلہ کے انتظار میں جتنے دن ٹھہرنا پڑے، اِن دنوں کے مصارف بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو خود اس کے ذمہ مگر جب وہاں سے چلا تو واپسی کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر مکہ معظمہ میں بالکل رہنے کا ارادہ کر لیا تو اب واپسی کے اخراجات بھی بھیجنے والے پر نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: جس کو بھیجا وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہوگیا اور حج فوت ہوگیا تو تاوان لازم ہے، پھر اگر سال آئندہ اس نے اپنے مال سے حج کر دیا تو کافی ہوگیا اور اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا جب بھی یہی حکم ہے اور اُسے اپنے مال سے سال آئندہ حج وعمرہ کرنا ہوگا اور اگر وقوف کے بعد جماع کیا تو حج ہوگیا اور اُس پر اپنے مال سے دَم دینا لازم اور اگر غیر اختیاری آفت

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

2 ...... المرجع السابق.و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب العمل على القياس... إلخ، ج٤، ص٣٦.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

میں مبتلا ہو گیا تو جو کچھ پہلے خرچ ہو چکا ہے، اُس کا تاوان نہیں مگر واپسی میں اب اپنا مال خرچ کرے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: نزدیک راستہ چھوڑ کر دُور کی راہ سے گیا، کہ خرچ زیادہ ہوا اگر اس راہ سے حاجی جایا کرتے ہیں تو اس کا اُسے اختیار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مرض یا دشمن کی وجہ سے حج نہ کر سکا یا اور کسی طرح پر مُحصر ہوا تو اس کی وجہ سے جو دَم لازم آیا، وہ اُس کے ذمہ ہے جس کی طرف سے گیا اور باقی ہر قسم کے دَم اِس کے ذمہ ہیں۔ مثلاً سلا ہوا کپڑا پہنا یا خوشبو لگائی یا بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا یا شکار کیا یا بھیجنے والے کی اجازت سے قِران و تمتع کیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منّت کا حج اُس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت قریب آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے۔[4] (منسک)

مسئلہ ۲۵: جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالاجماع گنہگار رہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حجِ بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حجِ بدل کرایا جائے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے، ورنہ بیرونِ میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جا سکے۔ یوہیں اگر وصیت میں کوئی رقم معیّن کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جا سکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معیّن بیرونِ میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔[6] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

1...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٣٦.

2...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

3...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٣٦-٣٧.

4...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الحج عن الغير)، ص٤٣٤.

5...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

6...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٩.
و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس... إلخ، ج٤، ص٣٧.

مسئلہ ۲۷: کوئی شخص حج کو چلا اور راستہ میں یا مکہ معظّمہ میں وقوفِ عرفہ سے پہلے اُس کا انتقال ہوگیا تو اگر اُسی سال اُس پر حج فرض ہوا تھا تو وصیت واجب نہیں اور اگر وقوف کے بعد انتقال ہوا تو حج ہوگیا، پھر اگر طوافِ فرض باقی ہے اور وصیت کر گیا کہ اُس کا حج پورا کر دیا جائے تو اُس کی طرف سے بدنہ کی قربانی کر دی جائے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: راستہ میں انتقال ہوا اور حجِ بدل کی وصیت کر گیا تو اگر کوئی رقم یا جگہ معین کر دی ہے تو اس کے کہنے کے موافق کیا جائے، اگر چہ اس کے مال کی تہائی اتنی تھی کہ اُس کے وطن سے بھیجا جاسکتا اور اس نے غیر وطن سے بھیجنے کی وصیت کی یا وہ رقم اتنی بتائی کہ اس میں وطن سے نہیں جایا جاسکتا تو گنہگار رہا اور معین نہ کی تو وطن سے بھیجا جائے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: وصی نے یعنی جس کو کہہ گیا کہ تو میری طرف سے حج کرا دینا، غیر جگہ سے بھیجا اور تہائی اتنی تھی کہ وطن سے بھیجا جاسکتا ہے تو یہ حج میّت کی طرف سے نہ ہوا بلکہ وصی کی طرف سے ہوا، لہٰذا میّت کی طرف سے یہ شخص دوبارہ اپنے مال سے حج کرائے مگر جب کہ وہ جگہ جہاں سے بھیجا ہے وطن سے قریب ہو کہ وہاں جا کر رات کے آنے سے پہلے واپس آسکتا ہو تو ہو جائے گا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: مال اس قابل نہیں کہ وطن سے بھیجا جائے تو جہاں سے ہو سکے بھیجیں، پھر اگر حج کے بعد کچھ بچ رہا جس سے معلوم ہوا کہ اور ادہر سے بھیجا جاسکتا تھا تو وصی پر اس کا تاوان ہے، لہٰذا دوبارہ حجِ بدل وہاں سے کرائے جہاں سے ہوسکتا تھا مگر جب کہ بہت تھوڑی مقدار بچی مثلاً توشہ وغیرہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اگر اس کے لیے وطن نہ ہو تو جہاں انتقال ہوا وہاں سے حج کو بھیجا جائے اور اگر متعدد وطن ہوں تو ان میں جو جگہ مکہ معظّمہ سے زیادہ قریب ہو وہاں سے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر یہ کہہ گیا کہ تہائی مال سے ایک حج کرا دینا تو ایک حج کرا دیں اور چند حج کی وصیت کی اور ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتا تو ایک حج کرا دیں اس کے بعد جو بچے وارث لے لیں اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی سے حج کرایا

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب في حج الصرورة، ج٤، ص٢٧.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب في حج الصرورة، ج٤، ص٢٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٥٩.

و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس دون الاستحسان هنا، ج٤، ص٢٧.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٥٩.

5 ...... المرجع السابق.

جائے یا کئی حج کرائے جائیں اور کئی ہو سکتے ہیں تو جتنے ہو سکتے ہیں کرائے جائیں، اب اگر کچھ بچ رہا جس سے وطن سے نہیں بھیجا جاسکتا تو جہاں سے ہو سکے اور کئی حج کی صورت میں اختیار ہے کہ سب ایک ہی سال میں ہوں یا کئی سال میں اور بہتر اول ہے۔ یوہیں اگر یوں وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی سے ہر سال ایک حج کرایا جائے تو اس میں بھی اختیار ہے کہ سب ایک ساتھ ہوں یا ہر سال ایک اور اگر یوں کہا کہ میرے مال میں ہزار روپے سے حج کرایا جائے تو اس میں جتنے حج ہو سکیں کرا دیے جائیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: اگر وصی سے یہ کہا کہ کسی کو مال دے کر میری طرف سے حج کرا دینا تو وصی خود اُس کی طرف سے حجِ بدل نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا کہ میری طرف سے حجِ بدل کرا دیا جائے تو وصی خود بھی کرسکتا ہے اور اگر وصی وارث بھی ہے یا وصی نے وارث کو مال دے دیا کہ وہ وارث حجِ بدل کرے تو اب باقی ورثہ اگر بالغ ہوں اور ان کی اجازت سے ہو تو ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: حج کی وصیت کی تھی اُس کے انتقال کے بعد حج کے مصارف نکالنے کے بعد ورثہ نے مال تقسیم کرلیا، پھر وہ مال جو حج کے لیے نکالا تھا ضائع ہوگیا تو اب جو باقی ہے اُس کی تہائی سے حج کا خرچ نکالیں پھر اگر تلف ہو جائے تو بقیہ کی تہائی سے وعلیٰ ہذا القیاس یہاں تک کہ مال ختم ہو جائے اور وہ مال وصی کے پاس سے ضائع ہوا ہو یا اس کے پاس سے جس کو حج کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں دونوں کا ایک حکم ہے۔[3] (منسک)

مسئلہ ۳۵: جسے حج کرنے کو بھیجا وقوفِ عرفہ سے پیشتر اس کا انتقال ہوگیا یا مال چوری گیا پھر جو مال باقی رہ گیا، اُس کی تہائی سے دوبارہ وطن سے حج کرنے کے لیے کسی کو بھیجا جائے اور اگر اتنے میں وطن سے نہیں بھیجا جاسکتا تو جہاں سے ہو سکے اور اگر دوسرا شخص بھی مر گیا یا پھر مال چوری ہوگیا تو اب جو کچھ مال ہے، اس کی تہائی سے بھیجا جائے اور یکے بعد دیگرے یوہیں کرتے رہیں، یہاں تک کہ مال کی تہائی اس قابل نہ رہی کہ اس سے حج ہو سکے تو وصیت باطل ہوگئی اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد مرا تو وصیت پوری ہوگئی۔[4] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج۱، ص۲۵۹.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس دون الاستحسان هنا، ج٤، ص۲۷.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج۱، ص۲۵۹.

3 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الحج عن الغير)، ص٤٥٤-٤٥٥.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص۳۷، وغيره.

مسئلہ ۳۶: جسے بھیجا تھا وہ وقوف کر کے بغیر طواف کیے واپس آیا تو میّت کا حج ہو گیا مگر اسے عورت کے پاس جانا حلال نہیں، اُسے حکم ہے کہ اپنے خرچ سے واپس جائے اور جو افعال باقی ہیں ادا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۷: وصی نے کسی کو اس سال حجِ بدل کے لیے مقرر کیا اور خرچ بھی دے دیا مگر وہ اس سال نہ گیا، سالِ آئندہ جا کر ادا کیا تو ہو گیا اُس پر تاوان نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: جسے بھیجا وہ مکہ معظّمہ میں جا کر بیمار ہو گیا اور سارا مال خرچ ہو گیا تو وصی کے ذمّہ واپسی کے لیے خرچ بھیجنا لازم نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جسے حج کے لیے مقرر کیا وہ بیمار ہو گیا تو اُسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو بھیج دے، ہاں اگر بھیجنے والے نے اُسے اجازت دیدی ہو تو دوسرے کو بھیج سکتا ہے۔ لہٰذا بھیجتے وقت چاہیے کہ یہ اجازت دیدی جائے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۰: اگر اس سے یہ کہہ دیا کہ خرچ ختم ہو جائے تو قرض لے لینا اور اُس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے تو جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: احرام کے بعد راستہ میں مال چوری گیا، اُس نے اپنے پاس سے خرچ کر کے حج کیا اور واپس آیا تو بغیر حکم قاضی بھیجنے والے سے وصول نہیں کر سکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: یہ وصیت کی کہ فُلاں شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ شخص مر گیا تو کسی اور کو بھیج دیں مگر جب کہ حصر کر دیا ہو کہ وہی کرے دوسرا نہیں تو مجبوری ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص نے اپنی طرف سے حجِ بدل کے لیے خرچ دے کر بھیجا، بعد اس کے اس کا انتقال ہو گیا اور حج کی وصیت نہ کی تو وارث اُس شخص سے مال واپس لے سکتے ہیں اگرچہ احرام باندھ چکا ہو۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٦٠.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق. و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٢٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٦٠.

6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٤٠.

مسئلہ ۴۴: مصارفِ حج سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی سفرِ حج میں ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً کھانا پانی، راستہ میں پہننے کے کپڑے، احرام کے کپڑے، سواری کا کرایہ، مکان کا کرایہ، مشکیزہ، کھانے پینے کے برتن، جلانے اور سر میں ڈالنے کا تیل، کپڑے دھونے کے لیے صابون، پہرا دینے والے کی اُجرت، حجامت کی بنوائی غرض جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اُن کے اخراجات متوسط کہ نہ فضول خرچی ہو، نہ بہت کمی اور اُس کو یہ اختیار نہیں کہ اس مال میں سے خیرات کرے یا کھانا فقیروں کو دیدے یا کھاتے وقت دوسروں کو بھی کھلائے ہاں اگر بھیجنے والے نے ان اُمور کی اجازت دیدی ہو تو کرسکتا ہے۔[1] (لباب)

مسئلہ ۴۵: جس کو بھیجا ہے اگر وہ اپنا کام اپنے آپ کیا کرتا تھا اور اب خادم سے کام لیا تو اس کا خرچ خود اس کے ذمہ ہے اور اگر خود نہیں کرتا تھا تو بھیجنے والے کے ذمہ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: حج سے واپسی کے بعد جو کچھ بچا واپس کردے، اُسے رکھ لینا جائز نہیں اگرچہ وہ کتنی ہی تھوڑی سی چیز ہو، یہاں تک کہ توشہ میں سے جو کچھ بچا وہ اور کپڑے اور برتن غرض تمام سامان واپس کردے بلکہ اگر شرط کرلی ہو کہ جو بچے گا واپس نہ کروں گا جب بھی کہ یہ شرط باطل ہے مگر دو ۲ صورتوں میں، اوّل یہ کہ بھیجنے والا اسے وکیل کردے کہ جو بچے اُسے اپنے کو تو ہبہ کردینا اور قبضہ کرلینا، دوم ۲ یہ کہ اگر قریب بمرگ ہو تو اُسے وصیت کردے کہ جو بچے اُس کی میں نے تجھے وصیت کی اور اگر یوں وصیت کی کہ وصی سے کہہ دیا کہ جو بچے وہ اُس کے لیے ہے جو بھیجا جائے یا تو جسے چاہے دیدے تو یہ وصیت باطل ہے وارث کا حق ہو جائے گا اور واپس کرنا پڑے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: یہ وصیت کی کہ ایک ہزار فُلاں کو دیا جائے اور ایک ہزار مسکینوں کو اور ایک ہزار سے حج کرایا جائے اور ترکہ کی تہائی کل دو ہزار ہے تو دو ہزار میں برابر برابر کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ تو اُسے دیں جس کے لیے کہا اور حج و مساکین کے دونوں حصے ملا کر جتنے سے حج ہوسکے حج کرایا جائے اور جو بچے مسکینوں کو دیا جائے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۸: زکاۃ و حج اور کسی کو دینے کی وصیت کی تو تہائی کے تین حصے کریں اور زکاۃ و حج میں جسے اُس نے پہلے کہا اُسے پہلے کریں۔ اُس سے جو بچے دوسرے میں صرف کریں، فرض اور منّت کی وصیت کی تو فرض مقدم ہے اور نفل و نذر میں نذر

---

1 ...... "لباب المناسك"، (باب الحج عن الغير، فصل في النفقة)، ص٤٥٦-٤٥٧.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٦٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس... إلخ، ج٤، ص٣٨.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٦٠.

مقدم ہے اور سب فرض یا نفل یا واجب ہیں تو مقدم وہ ہے جسے اُس نے پہلے کہا۔[1] (ردالمحتار)

ھدی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ o لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ o وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ﴾[2]

اور جو اللہ (عزوجل) کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے، تمھارے لیے چوپایوں میں ایک مقرر میعاد تک فائدے ہیں پھر ان کا پہنچنا ہے اِس آزاد گھر تک۔ اور ہر اُمت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر کی کہ اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کریں، اُن بے زبان چوپایوں پر جو اُس نے انھیں دیے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ o لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ o ﴾[3]

اور قربانی کے اونٹ، گائے ہم نے تمھارے لیے اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے کیے، تمھارے لیے ان میں بھلائی ہے تو اُن پر اللہ (عزوجل) کا نام لو، ایک پاؤں بندھے، تین پاؤں سے کھڑے پھر جب اُن کی کروٹیں گر جائیں تو اُن میں سے خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ یو ہیں ہم نے ان کو تمھارے قابو میں کر دیا کہ تم احسان مانو، اللہ (عزوجل) کو ہرگز نہ اُن کے گوشت پہنچتے ہیں، نہ اُن کے خون، ہاں اُس تک تمھاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ یو ہیں اُن کو تمھارے قابو میں کر دیا کہ تم اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، اُس پر کہ اُس نے تمھیں ہدایت فرمائی اور خوشخبری پہنچا دو نیکی کرنے والوں کو۔

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج٤، ص٤١.

2 ...... پ١٧، الحج: ٣٢ـ٣٤.

3 ...... پ١٧، الحج: ٣٦ـ٣٧.

(احادیث)

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بنائے پھر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اُن کے گلوں میں ڈالے اور اُن کے کوہان چیرے اور حرم کو روانہ کیں۔[1]

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ ازواجِ مُطہرات کی طرف سے حج میں گائے ذبح کی۔[2]

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''جب تو مجبور ہو جائے تو ہدی پر معروف کے ساتھ سوار ہو، جب تک دوسری سواری نہ ملے۔''[3]

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ حرم کو بھیجے۔ انھوں نے عرض کی، ان میں سے اگر کوئی تھک جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: ''اُسے نحر کر دینا اور خون سے اُس کے پاؤں رنگ دینا اور پہلو پر اُس کا چھاپا لگا دینا اور اس میں سے تم اور تمھارے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔''[4]

حدیث ۵: صحیحین میں علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں پر مامور فرمایا اور مجھے حکم فرمایا: کہ ''گوشت اور کھالیں اور جُھول تصدق کر دوں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دوں۔ فرمایا کہ ہم اُسے اپنے پاس سے دیں گے۔''[5]

حدیث ۶: ابوداود عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ پانچ یا چھ اونٹ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں قربانی کے لیے پیش کیے گئے، وہ سب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے قریب ہونے لگے کہ کس سے شروع فرمائیں (یعنی ہر

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب استحباب بحث الهدى إلى الحرم ...إلخ، الحديث: ٣٦٢-(١٣٢١)، ص٦٨٦.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب جواز الاشتراك فى الهدى ...إلخ، الحديث: ٣٥٦-(١٣١٩)،٣٥٧(١٣١٩)، ص٦٨٤،٦٨٥.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب جواز ركوب البدنة ...إلخ، الحديث: ١٣٢٤، ص٦٨٨.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب مايفعل بالهدى إذا عطب فى الطريق، الحديث: ١٣٢٥، ص٦٨٨.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الصدقة بلحوم الهدى ...إلخ، الحديث: ١٣١٧، ص٦٨٣.

ایک کی یہ خواہش تھی کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں یا اس لیے کہ پہلے جسے چاہیں ذبح فرمائیں) پھر جب اُن کی کروٹیں زمین سے لگ گئیں تو فرمایا: ''جو چاہے ٹکڑا لے لے۔'' (1)

مسئلہ ۱: ہدی اُس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ یہ تین قسم کے جانور ہیں: ① بکری، اس میں بھیڑ اور دُنبہ بھی داخل ہے۔ ② گائے، بھینس بھی اسی میں شمار ہے۔ ③ اونٹ۔ ہدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے تو اگر کسی نے حرم کو قربانی بھیجنے کی منّت مانی اور معیّن نہ کی تو بکری کافی ہے۔ (2) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: قربانی کی نیت سے بھیجا یا لے گیا جب تو ظاہر ہے کہ قربانی ہے اور اگر بدنہ کے گلے میں ہار ڈال کر ہانکا جب بھی ہدی ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔ اس لیے کہ اس طرح قربانی ہی کو لے جاتے ہیں۔ (3) (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور میں جو شرطیں ہیں وہ ہدی کے جانور میں بھی ہیں مثلاً اونٹ پانچ سال کا، گائے دو۲ سال کی، بکری ایک سال کی مگر بھیڑ دُنبہ چھ۶ مہینے کا اگر سال بھر والی کی مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی کی شرکت ہو سکتی ہے۔ (4) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: اونٹ، گائے کے گلے میں ہار ڈال دینا مسنون ہے اور بکری کے گلے میں ہار ڈالنا سنت نہیں مگر صرف شکرانہ یعنی تمتع و قران اور نفل اور منّت کی قربانی میں سنت ہے، احصار اور جرمانہ کے دَم میں نہ ڈالیں۔ (5) (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ہدی اگر قران یا تمتّع کا ہو تو اس میں سے کچھ کھالینا بہتر ہے۔ یوہیں اگر نفل ہو اور حرم کو پہنچ گیا ہو اور اگر حرم کو نہ پہنچا تو خود نہیں کھا سکتا، فقرا کا حق ہے اور ان تین کے علاوہ نہیں کھا سکتا اور جسے خود کھا سکتا ہے، مالداروں کو بھی کھلا سکتا ہے، نہیں تو نہیں اور جس کو کھا نہیں سکتا اس کی کھال وغیرہ سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ (6) (درمختار)

مسئلہ ۶: تمتّع و قران کی قربانی دسویں سے پہلے نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی مگر دَم لازم ہے کہ تاخیر جائز نہیں اور ان دو۲ کے علاوہ کے لیے کوئی دن معیّن نہیں اور بہتر دسویں ہے۔ حرم میں ہونا سب میں ضروری ہے، منیٰ کی

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، ١٨ ـ باب ، الحديث: ١٧٦٥، ج٢، ص٢١١.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤١، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤٢.

4 ......"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤٢، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدى، ج١، ص٢٦١.

6 ...... "الدرالمختار" ، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤٥.

خصوصیت نہیں ہاں دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے اور دسویں کے بعد مکہ میں۔ منّت کے بدنہ کا حرم میں ذبح ہونا شرط نہیں جبکہ منّت میں حرم کی شرط نہ لگائی۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ۷: ہَدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے، اس کی نکیل اور جُھول کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں۔ ہاں اگر اُسے بطور تصدق دیں تو حرج نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۸: ہَدی کے جانور پر بلاضرورت سوار نہیں ہوسکتا نہ اس پر سامان لادسکتا ہے اگرچہ نفل ہو اور ضرورت کے وقت سوار ہوا یا سامان لادا اور اس کی وجہ سے اُس میں کچھ نقصان آیا تو اتنا محتاجوں پر تصدّق کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ۹: اگر وہ دودھ والا جانور ہے تو دودھ نہ دوہے اور تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا کرے کہ دودھ موقوف ہوجائے اور اگر ذبح میں وقفہ ہو اور نہ دوہنے سے ضرر ہوگا تو دوہ کر دودھ خیرات کردے اور اگر خود کھالیا یا غنی کو دیدیا یا ضائع کردیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت مساکین پر تصدّق کرے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ۱۰: اگر وہ بچہ جنی تو بچہ کو تصدق کردے یا اُسے بھی اُس کے ساتھ ذبح کردے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا یا ہلاک کردیا تو قیمت کو تصدق کرے اور اس قیمت سے قربانی کا جانور خریدلیا تو بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ۱۱: غلطی سے اُس نے دوسرے کے جانور کو ذبح کردیا اور دوسرے نے اُس کے جانور کو تو دونوں کی قربانیاں ہوگئیں۔[6] (منسک)

مسئلہ۱۲: اگر جانور حرم کو لے جارہا تھا راستہ میں مرنے لگا تو اُسے وہیں ذبح کر ڈالے اور خون سے اُس کا ہار رنگ دے اور کوہان پر چھاپا لگادے تاکہ اُسے مالدار لوگ نہ کھائیں، فقراہی کھائیں پھر اگر وہ نفل تھا تو اُس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا ضرور نہیں اور اگر واجب تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا لے جانا واجب ہے اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب آگیا کہ قربانی

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٤٧.
و "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدی، ج١، ص٢٦١.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٤٧.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدی، ج١، ص٢٦١.

4 ...... المرجع السابق. و "ردالمحتار" کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٤٨.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدی، ج١، ص٢٦١.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب الهدايا)، ص٤٧٤.

کے قابل نہ رہا تو اسے جو چاہے کرے اور اُس کے بدلے دوسرا لے جائے جب کہ واجب ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جانور حرم کو پہنچ گیا اور وہاں مرنے لگا تو اسے ذبح کرکے مساکین پر تصدق کرے اور خود نہ کھائے اگرچہ نفل ہو اور اگر اس میں تھوڑا سا نقصان پیدا ہوا ہے کہ ابھی قربانی کے قابل ہے تو قربانی کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جانور چوری گیا اُس کے بدلے کا دوسرا خریدا اور اُسے ہار ڈال کرلے چلا پھر وہ مل گیا تو بہتر یہ ہے کہ دونوں کی قربانی کردے اور اگر پہلے کی قربانی کی اور دوسرے کو بیچ ڈالا تو یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر پچھلے کو ذبح کیا اور پہلے کو بیچ ڈالا تو اگر وہ اُس کی قیمت میں برابر تھا یا زیادہ تو کافی ہے اور کم ہے تو جتنی کمی ہوئی صدقہ کردے۔[3] (عالمگیری)

حج کی مَنّت کا بیان

حج کی منت مانی تو حج کرنا واجب ہوگیا، کفارہ دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔ خواہ یوں کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر حج ہے یا کسی کام کے ہونے پر حج کو مشروط کیا اور وہ ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: احرام باندھنے یا کعبہ معظّمہ یا مکہ مکرمہ جانے کی منّت مانی تو حج یا عمرہ اُس پر واجب ہے اور ایک کو معین کرلینا اُس کے ذمہ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: پیدل حج کرنے کی منّت مانی تو واجب ہے کہ گھر سے طوافِ فرض تک پیدل ہی رہے اور پورا سفر یا اکثر سواری پر کیا تو دَم دے اور اگر اکثر پیدل رہا اور کچھ سواری پر تو اُسی حساب سے بکری کی قیمت کا جتنا حصہ اس کے مقابل آئے خیرات کرے۔ پیدل عمرہ کی منّت مانی تو سر مونڈانے تک پیدل رہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: ایک سال میں جتنے حج کی منّت مانی سب واجب ہوگئے۔[7] (عالمگیری)

---

1. ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٤٩، وغیره.
2. ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدی، ج١، ص٢٦١.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج١، ص٢٦٢.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٥٢.
7. ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج١، ص٢٦٣.

مسئلہ ۴: لونڈی غلام مُحرِم کوخریدنا جائز ہے اورمشتری کو اختیار ہے کہ احرام توڑوادے اگرچہ انھوں نے اپنے پہلے مولیٰ کی اجازت سے احرام باندھے ہوں اوراحرام توڑنے کے لیے فقط یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ احرام توڑ دیا بلکہ کوئی ایسا کام کرنا ضروری ہے جواحرام میں منع تھا مثلاً بال یا ناخن ترشوانا یا خوشبولگانا۔ اِس کی ضرورت نہیں کہ حج کے افعال بجالا کر احرام توڑے اور قربانی بھیجنا بھی ضروری نہیں مگر آزادی کے بعد قربانی اور حج وعمرہ واجب ہے اگر حج کا احرام تھا اورعمرہ اگر عمرہ کا احرام تھا۔[1] (درمختار ردالمحتار)

مسئلہ ۵: افضل یہ ہے کہ اس خریدی ہوئی لونڈی کا احرام جماع کے علاوہ کسی اور چیز سے کھلوادے اور جماع سے بھی احرام کھل جائے گا مگر جب کہ اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ احرام سے ہے اور جماع کرلیا تو حج فاسد ہوجائے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر مولیٰ نے احرام کھلوادیا پھر اس نے باندھا پھر کھلوادیا، اگر چند بار اسی طرح ہوا پھر اسی سال احرام باندھ کر حج کرلیا تو کافی ہوگیا اوراگر سال آئندہ میں حج کیا تو ہر بار احرام کھولنے کا ایک ایک عمرہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: احرام کی حالت میں نکاح ہوسکتا ہے کسی احرام والی عورت سے نکاح کیا تو اگر نفل کا احرام ہے کھلوا سکتا ہے اور فرض کا ہے تو دوصورتیں ہیں۔ اگر عورت کا محرم ساتھ میں ہے تو نہیں کھلوا سکتا اور محرم ساتھ میں نہ ہو تو فرض کا احرام بھی کھلوا سکتا ہے اور اگر اس کا مُحرِمہ ہونا معلوم نہ ہو اور جماع کرلیا تو حج فاسد ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مسافرخانہ بنانا، حج نفل سے افضل ہے اورحج نفل صدقہ سے افضل یعنی جب کہ اس کی زیادہ حاجت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت صدقہ حج سے افضل ہے۔

علامہ شامی نے نہایت نفیس حکایت اس بیان میں نقل فرمائی کہ ایک صاحب ہزار اشرفیاں لیکرحج کو جارہے تھے، ایک سیّدانی تشریف لائیں اوراپنی ضرورت ظاہرفرمائی۔ انھوں نے سب اشرفیاں نذر کردیں اورواپس آئے، جب وہاں کے لوگ حج سے واپس ہوئے تو ہر حاجی ان سے کہنے لگا، اللہ (عزوجل) تمہارا حج قبول فرمائے۔ انھیں تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے، میں تو حج کو گیا نہیں، یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ خواب میں زیارتِ اقدس سے مشرف ہوئے، ارشادفرمایا: کیا تجھے لوگوں کی بات سے تعجب ہوا؟ عرض کی، ہاں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا کہ: '' تو نے جو میری اہلبیت کی خدمت کی، اس کی عوض میں اللہ

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٥٢.
2. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٥٣.
3. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج١، ص٢٦٤.
4. ...... المرجع السابق.

عزوجل نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمایا، جس نے تیری طرف سے حج کیا اور قیامت تک حج کرتا رہے گا۔'' [1]

مسئلہ۹: حج تمام گناہوں کا کفارہ ہے یعنی فرائض کی تاخیر کا جو گناہ اس کے ذمہ ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ محو ہو جائے گا، واپس آکر ادا کرنے میں پھر دیر کی تو پھر یہ نیا گناہ ہوا۔[2] (درمختار)

مسئلہ۱۰: وقوفِ عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس میں بہت ثواب ہے کہ یہ دو عیدوں کا اجتماع ہے اور اسی کو لوگ حجِ اکبر کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا زِیَارَۃَ حَرَمِکَ وَحَرَمِ حَبِیْبِکَ بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

فضائلِ مدینہ طیبہ

حدیث ۱: صحیح مسلم و ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''مدینہ کی تکلیف و شدّت پر میری اُمت میں سے جو کوئی صبر کرے، قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔'' [3]

(مدینہ طیبہ کی اقامت)

حدیث ۲ و ۳: نیز مسلم میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر جانتے، مدینہ کو جو شخص بطورِ اعراض چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اُسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روزِ قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔'' [4]

اور ایک روایت میں ہے، ''جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ (عزوجل) اُسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے سیسہ یا اس طرح جیسے نمک پانی میں گُھل جاتا ہے۔'' [5] اسی کی مثل بزار نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۴: صحیحین میں سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

---

1. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الهدى، مطلب في تفصيل الحج على الصدقة، ج٤، ص٥٤.
2. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الهدى، مطلب في تكفير الحج الكبائر، ج٤، ص٥٦.
3. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الترغيب فى سكنى المدينة ...إلخ، الحديث: ١٣٧٨، ص٧١٦.
4. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فى فضل المدينة ...إلخ، الحديث: ١٣٦٣، ص٧٠٩.
5. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب فى فضل المدينة ...إلخ، الحديث: ٤٦٠-(١٣٦٣)، ص٧١٠.

فرماتے سُنا: کہ ''یمن فتح ہوگا، اس وقت کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جواُن کی اطاعت میں ہیں لے جائیں گے حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔ اور شام فتح ہوگا کچھ لوگ دوڑتے آئیں گے اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔ اور عراق فتح ہوگا کچھ لوگ جلدی کرتے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔'' [1]

حدیث ۵: طبرانی کبیر میں ابی اُسید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر پر حاضر تھے (ان کے کفن کے لیے صرف ایک کملی تھی) جب لوگ اسے کھینچ کراُن کا مونھ چھپاتے قدم کھل جاتے اور قدم پر ڈالتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کملی سے مونھ چھپادو اور پاؤں پر یہ گھاس ڈال دو۔'' پھر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے سراقدس اٹھایا، صحابہ کو روتا پایا۔ ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ سرسبز ملک کی طرف چلے جائیں گے، وہاں کھانا اور لباس اور سواری انھیں ملے گی پھر وہاں سے اپنے گھر والوں کو لکھ بھیجیں گے کہ ہمارے پاس چلے آؤ کہ تم حجاز کی خشک زمین پر پڑے ہو حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔'' [2]

حدیث ۶ تا ۸: ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا، میں اُس کی شفاعت فرماؤں گا۔'' [3] اور اسی کی مثل صمیتہ اور سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی۔

(مدینہ طیبہ کے برکات)

حدیث ۹: صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ لوگ جب شروع شروع پھل دیکھتے، اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لاتے، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اسے لے کر یہ کہتے: الٰہی! تو ہمارے لیے ہماری کھجوروں میں برکت دے اور ہمارے لیے ہمارے مدینہ میں برکت کر اور ہمارے صاع و مُد میں برکت کر، یا اللہ! (عزوجل) بے شک ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکہ کے لیے

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب فضائل المدینة، باب من رغب عن المدینة، الحدیث: ١٨٧٥، ج١، ص٦١٨.

2 ...... "المعجم الکبیر" للطبراني، الحدیث: ٥٨٧، ج١٩، ص٢٦٥.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب المناقب، باب ماجاء فی فضل المدینة، الحدیث: ٣٩٤٣، ج٥، ص٤٨٣.

تجھ سے دُعا کی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے دُعا کرتا ہوں، اُسی کی مثل جس کی دعا مکہ کے لیے انھوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دوچند ہوں)۔ پھر جو چھوٹا بچہ سامنے ہوتا اُسے بلاکر وہ کھجور عطا فرما دیتے۔ [1]

حدیث ۱۰ تا ۱۳: صحیح مسلم میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یااللہ! (عزوجل) تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اُس کی آب و ہوا کو ہمارے لیے درست فرمادے اور اُس کے صاع و مُد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔'' [2] (یہ دعا اُس وقت کی تھی، جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اور یہاں کی آب و ہوا صحابہ کرام کو ناموافق ہوئی کہ پیشتر یہاں وبائی بیماریاں بکثرت ہوتیں) یہ مضمون کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مدینہ طیبہ کے واسطے دعا کی کہ مکہ سے دوچند یہاں برکتیں ہوں۔ [3] مولیٰ علی و ابوسعید و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

(اھلِ مدینہ کے ساتھ بُرائی کرنے کے نتائج)

حدیث ۱۴: صحیح بخاری و مسلم میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا، ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔'' [4]

حدیث ۱۵: ابن حبان اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا، اللہ (عزوجل) اُسے خوف میں ڈالے گا۔'' [5]

حدیث ۱۶ و ۱۷: طبرانی عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یااللہ (عزوجل)! جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور انھیں ڈرائے تو اُسے خوف میں مبتلا کر اور اس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے، نہ نفل۔'' [6] اسی کی مثل نسائی و طبرانی نے سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۸: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو

---

1 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الحج، باب فضل المدینة ...إلخ، الحدیث: ۱۳۷۳، ص۷۱۳.

2 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة ...إلخ، الحدیث: ۱۳۷٦، ص۷۱۵.

3 ...... ''صحیح مسلم''، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة ...إلخ، الحدیث: ۱۳۷٤، ص۷۱۳.

4 ...... ''صحیح البخاري''، کتاب فضائل المدینة، باب اثم من کاد اهل المدینة، الحدیث: ۱۸۷۷، ج۱، ص۶۱۸.

5 ...... ''الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان''، کتاب الحج، باب فضل المدینة، الحدیث: ۳۷۳۰، ج٦، ص۲۰.

6 ...... ''المعجم الأوسط'' للطبراني، الحدیث: ۳۵۸۹، ج۲، ص۳۷۹.

اہل مدینہ کو ایذا دے گا، اللہ (عزوجل) اُسے ایذا دے گا اور اس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے، نہ نفل۔'' (1)

حدیث ۱۹: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسی بستی کی طرف (ہجرت) کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اسے یثرب (2) کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے، لوگوں کو اس طرح پاک وصاف کرے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔'' (3)

حدیث ۲۰: صحیحین میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ کے راستوں پر فرشتے (پہرا دیتے ہیں) اس میں نہ دجال آئے، نہ طاعون۔'' (4)

حدیث ۲۱: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مکہ و مدینہ کے سوا کوئی شہر ایسا نہیں کہ وہاں دجال نہ آئے، مدینہ کا کوئی راستہ ایسا نہیں جس پر ملائکہ پرا باندھ کر پہرا نہ دیتے ہوں، دجال (قریب مدینہ) شور زمین میں آکر اُترے گا، اس وقت مدینہ میں تین زلزلے ہوں گے جن سے ہر کافر ومنافق یہاں سے نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔'' (5)

حاضری سرکارِ اعظم مَدینہ طیبہ حضور حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (6)

---

(1)...... "مجمع الزوائد"، كتاب الحج، باب فيمن اخاف اهل المدينة ...إلخ، الحديث: ٥٨٢٦، ج٣، ص٦٥٩.

(2)......ہجرت سے پیشتر لوگ یثرب کہتے تھے مگر اس نام سے پکارنا جائز نہیں کہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی، بعض شاعر اپنے اشعار میں مدینہ طیبہ کو یثرب لکھا کرتے ہیں انھیں اس سے احتراز لازم اور ایسے شعر کو پڑھیں تو اس لفظ کی جگہ طیبہ پڑھیں کہ یہ نام حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے رکھا ہے، بلکہ صحیح مسلم شریف میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔۱۲ منہ حفظہ ربہ.

(3)...... "صحيح البخاري"، كتاب فضائل المدينة، باب فضل المدينة ...إلخ، الحديث: ١٨٧١، ج١، ص٦١٧.

(4)...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب صيانة المدينة من دخول الطاعون ...إلخ، الحديث: ١٣٧٩، ص٧١٦.

(5)...... "صحيح مسلم"، كتاب الفتن ...إلخ، باب قصة الجساسة، الحديث: ٢٩٤٣، ص١٥٧٧.

(6)...... پ٥، النساء: ٦٤.

اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور تمھارے حضور حاضر ہو کر اللہ (عزوجل) سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی اُن کے لیے استغفار کریں تو اللہ (عزوجل) کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پائیں گے۔

حدیث ۱: دارقطنی وبیہقی وغیرہما عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری قبر کی زیارت کرے، اس کے لیے میری شفاعت واجب۔'' (1)

حدیث ۲: طبرانی کبیر میں اُنھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع بنوں۔'' (2)

حدیث ۳: دارقطنی وطبرانی اُنھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔'' (3)

حدیث ۴: بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا، قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھے گا۔'' (4)

حدیث ۵: بیہقی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سُنا: ''جو شخص میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن میں اُس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔'' (5)

حدیث ۶: ابن عدی کامل میں اُنھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اُس نے مجھ پر جفا کی۔'' (6)

(۱) زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں راہ میں خطر ہے، وہاں

---

1 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٦٦٩، ج٢، ص٣٥١.

2 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، باب العين، الحديث: ١٣١٤٩، ج١٢، ص٢٢٥.

3 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٦٦٧، ج٢، ص٣٥١.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في المناسك، فضل الحج و العمرة، الحديث: ٤١٥١، ج٣، ص٤٨٨.

5 ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الحج، باب زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٠٢٧٣، ج٥، ص٤٠٣.

6 ...... "الكامل في ضعفاء الرجال"، الحديث: ١٩٥٦، ج٨، ص٢٤٨، عن ابن عمر رضي الله عنهما.

بیماری ہے، یہ ہے، وہ ہے۔ خبردار! کسی کی نہ سُنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے، اس سے کیا بہتر کہ اُن کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو اُن کا دامن تھام لیتا ہے، اُسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ ؎

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے　　حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

والحمدللہ (۲) حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں: اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ [1]

(۳) حج اگر فرض ہے تو حج کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی وقساوت قلبی ہے اور اس حاضری کو قبولِ حج وسعادت دینی ودنیوی کے لیے ذریعہ ووسیلہ قرار دے اور حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت ونورانیت کے لیے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیت خیر درکار ہے کہ: **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِیٍٔ مَّانَوٰی.** [2] اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لیے وہ ہے، جو اُس نے نیت کی۔

(۴) راستے بھر درود وذِکر شریف میں ڈوب جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے، شوق وذوق زیادہ ہوتا جائے۔

(۵) جب **حرم مدینہ** آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہو لو، روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، درود شریف کی اور کثرت کرو اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ ؎

جائے سرست اینکہ تو پامی نہی　　پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا　　ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

جب **قبہ انور** پر نگاہ پڑے، درود وسلام کی خوب کثرت کرو۔

(۶) جب **شہر اقدس** تک پہنچو، جلال وجمال محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازۂ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے دہنا قدم رکھو اور پڑھو:

---

1 ...."فتح القدير"، كتاب الحج، مسائل منثورة، ج٣، ص٩٤.

2 ...."صحيح البخاری"، [كتاب بدء الوحی] الحديث: ١، ج١، ص٥.

بِسۡمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ ؕ اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ وَارۡزُقۡنِیۡ مِنۡ زِیَارَۃِ رَسُوۡلِکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقۡتَ اَوۡلِیَآئَکَ وَاَھۡلَ طَاعَتِکَ وَانۡقِذۡنِیۡ مِنَ النَّارِ وَاغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ یَا خَیۡرَ مَسۡئُوۡلٍ ۔ [1]

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، نہایت جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو معاً وضو ومسواک کرو اور غسل بہتر، سفید پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سُرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل۔

(۸) اب فوراً **آستانۂ اقدس** کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو، رونا نہ آئے تو رونے کا مونھ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب درِ **مسجد** پر حاضر ہو، صلوۃ وسلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بِسۡمِ اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب وتعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، **مسجد اقدس** کے نقش ونگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آئے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ، ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلّا کر نہ نکلے۔

(۱۳) **یقین جانو** کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، اُن کی اور تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، اُن کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چُھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[1] اللہ (عزوجل) کے نام سے میں شروع کرتا ہوں جو اللہ (عزوجل) نے چاہا، نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) سے، اے رب! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر لے جا۔ الٰہی! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لیے تو نے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اے بہتر سوال کیے گئے۔ ۱۲

فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خِفَاءَ بِہٖ .[1]

ترجمہ: حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اوران کی حالتوں، اُن کی نیتوں، اُن کے ارادوں، اُن کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایساروشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام ''منسک متوسط'' اور علی قاری مکی اس کی شرح ''مسلک متقسط'' میں فرماتے ہیں:

وَاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُوْرِکَ وَقِیَامِکَ وَسَلَامِکَ اَیْ بَلْ بِجَمِیْعِ اَفْعَالِکَ وَاَحْوَالِکَ وَارْتِحَالِکَ وَمَقَامِکَ .[2]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی، ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری دربارِ اقدس صرف قُلْ یَا اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسطِ مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اُس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور اُن کا اور اپنا قبول نصیب کر، آمین۔

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے، حضورِ والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزارِ انور میں رُوبقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو گے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نگاہِ بیکس پناہ تمھاری طرف ہوگی اور یہ بات تمھارے لیے دونوں جہاں میں کافی ہے، والحمد للہ۔

(۱۶) اب کمال ادب وہیبت وخوف واُمید کے ساتھ **زیر قندیل اُس چاندی کی کیل** کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی

---

1 ...... ''المدخل'' لابن الحاج، فصل فی زیارۃ القبور، ج ۱، ص ۱۸۷.

2 ...... ''لباب المناسک'' و ''المسلک المتقسط''، (باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)، ص ۵۰۸.

دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو مونھ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔

لباب وشرحِ لباب واختیار شرح مختار وفتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ: یَــقِفُ کَمَــا یَقِفُ فِــی الصَّــلٰوۃِ۔[1] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے ایسا کھڑا ہو، جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے۔

اور لباب میں فرمایا: وَاضِعًا یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ.[2] دست بستہ دہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے، بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بُلایا، اپنے مواجہۂ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمھاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجۂ قرب کے ساتھ ہے، وللہ الحمد۔

(۱۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اب دل کی طرح تمھارا مونھ بھی اس پاک جالی کی طرف ہوگیا، جو اللہ عزوجل کے محبوبِ عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآوازِ حزیں وصوتِ درد آگین ودلِ شرمناک وجگر چاک چاک، معتدل آواز سے، نہ بلند وسخت (کہ اُن کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہوجاتے ہیں)، نہ نہایت نرم وپست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمھارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا)، **مجرا وتسلیم** بجالاؤ اور عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ ط[3]

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلاۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے اپنے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو:

---

1 ......"الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، خاتمه فی زیارة قبر النبی صلی الله تعالی علیه وسلم، ج۱، ص۲۶۵.

2 ......"لباب المناسك" للسندی، (باب زیارة سید المرسلین صلی الله علیه وسلم)، ص۵۰۸.

3 ......المرجع السابق.

اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، اے اللہ (عزوجل) کے رسول! آپ پر سلام۔ اے اللہ (عزوجل) کی تمام مخلوق سے بہتر! آپ پر سلام۔ اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے! آپ پر سلام۔ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی تمام اُمت پر سلام۔۱۲

اَسْأَلُکَ الشَّفَاعَۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ .[1]

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں، وصیت کرتا ہے کہ جب انھیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہۂ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ (عزوجل) اُن کو دونوں جہان میں جزائے خیر بخشے آمین۔

اَلصَّلاَ ۃُ والسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذَوِیْکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ اَمْجَدُ عَلِیْ یَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ .[2]

(۲۱) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر **حضرت صدیق اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ .[3]

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر **حضرت فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُوبرو کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ .[4]

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ ط عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا

---

1 ...... یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے شفاعت مانگتا ہوں۔۱۲

2 ...... یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور اور حضور کی آل اور سب علاقہ والوں پر ہر آن اور ہر لحظہ میں ہر ہر ذرہ کی گنتی پر دس دس لاکھ درود وسلام حضور کے حقیر غلام امجد علی کی طرف سے، وہ حضور سے شفاعت مانگتا ہے، حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں۔۱۲

3 ......"لباب المناسك" للسندی، (باب زیارة سید المرسلین، صلی الله تعالی علیه و سلم)، ص ۵۱۰.
اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ پر سلام، اے رسول اللہ کے وزیر! آپ پر سلام، اے غارِ ثور میں رسول اللہ کے رفیق! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں۔۱۲

4 ......"لباب المناسك" للسندی، (باب زیارة سید المرسلین، صلی الله تعالی علیه و سلم)، ص ۵۱۱،وغیره.
اے امیر المومنین! آپ پر سلام، اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے! آپ پر سلام، اے اسلام اور مسلمین کی عزت! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں۔۱۲

ضَجِیۡعَیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَسۡأَلُکُمَا الشَّفَاعَۃَ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلَیۡکُمَا وَبَارَکَ وَسَلَّم. [1]

(۲۴) یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں، دُعا میں کوشش کرو۔ دُعائے جامع کرو اور دُرود پر قناعت بہتر اور چاہو تو یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُشۡھِدُکَ وَاُشۡھِدُ رَسُوۡلَکَ وَاَبَابَکۡرٍ وَّعُمَرَ وَاُشۡھِدُ الۡمَلٰئِکَۃَ النَّازِلِیۡنَ عَلٰی ھٰذِہِ الرَّوۡضَۃِ الۡکَرِیۡمَۃِ الۡعَاکِفِیۡنَ عَلَیۡھَا اَنِّیۡ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنۡتَ وَحۡدَکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُکَ وَرَسُوۡلُکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ مُقِرٌّ بِجَنَایَتِیۡ وَمَعۡصِیَّتِیۡ فَاغۡفِرۡلِیۡ وَامۡنُنۡ عَلَیَّ بِالَّذِیۡ مَنَنۡتَ عَلٰی اَوۡلِیَآئِکَ فَاِنَّکَ الۡمَنَّانُ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ . [2]

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دُعا مانگو۔

(۲۶) پھر جنت کی کیاری میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے، اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آکر دو رکعت نفل غیر وقتِ مکروہ میں پڑھ کر دُعا کرو۔

(۲۷) یوہیں مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو، دُعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو، ایک سانس بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز و تلاوت و دُرود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف [3] کی نیت کرلو، یہاں تمھاری یاد دہانی ہی کو دروازہ سے بڑھتے ہی

---

[1] ......اے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پہلو میں آرام کرنے والے! آپ دونوں پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، آپ دونوں حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ہماری سفارش کیجئے، اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر دُرود و برکت وسلام نازل فرمائے۔۱۲

[2] ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ کو اور تیرے رسول اور ابوبکر و عمر کو اور تیرے فرشتوں کو جو اس روضہ پر نازل اور معتکف ہیں، اُن سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں، اے اللہ (عزوجل)! میں اپنے گناہ و معصیت کا اقرار کرتا ہوں تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیا پر کیا۔ بیشک تو احسان کرنے والا، بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

[3] ...... اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں بالقصد نیت کر کے ٹھہرنا اس لیے کہ ذکر الٰہی کروں گا۔۱۲

کتبہ ملے گا۔ نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَافِ.[1]

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو اور جہاں تک ہو سکے تصدق کرو خصوصاً یہاں والوں پر خصوصاً اس زمانہ میں کہ اکثر ضرورت مند ہیں۔

(۳۲) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظّمہ میں کرلو۔

(۳۳) روضۂ انور پر نظر عبادت ہے جیسے کعبہ معظّمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اسکی کثرت کرو اور دُرود وسلام عرض کرو۔

(۳۴) پنجگانہ یا کم از کم صبح، شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لیے حاضر ہو۔

(۳۵) شہر میں خواہ شہر سے باہر جہاں کہیں گنبدِ مبارک پر نظر پڑے، فوراً دست بستہ اُدھر مونھ کر کے صلاۃ وسلام عرض کرو، بے اِس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلافِ ادب ہے۔

(۳۶) ترکِ جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام وگناہِ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں، اُس کے لیے دوزخ ونفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔'' [2]

(۳۷) حتی الوسع کوشش کرو کہ مسجد اوّل یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی تھی اس میں نماز پڑھو اور اس کی مقدار سو ہاتھ طول وسو ہاتھ عرض ہے اگرچہ بعد میں کچھ اضافہ ہوا ہے، اس میں نماز پڑھنا بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھنا ہے۔

(۳۸) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔

(۳۹) روضۂ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اُن کی اطاعت میں ہے۔

(اہل بقیع کی زیارت)

(۴۰) بقیع کی زیارت سنت ہے، روضۂ اقدس کی زیارت کر کے وہاں جائے خصوصاً جمعہ کے دن۔ اس قبرستان میں قریب دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہیں اور تابعین وتبع تابعین واولیا وعلما وصلحا وغیرہم کی گنتی نہیں۔ یہاں جب حاضر ہو

---

1 ......میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔۱۲

2 ......''المسند'' للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحديث: ١٢٥٨٤، ج٤، ص٣١١.

پہلے تمام مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرے اور یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُمْ ۔ [1] اور اگر کچھ اور پڑھنا چاہے تو یہ پڑھے:

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِاُسْتَاذِيْنَا وَلِاِخْوَانِنَاوَلِاَخَوَاتِنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَلِاَحْفَادِنَا وَلِاَصْحَابِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِمَنْ لَّهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ اَوْ صَانَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۔ [2]

اور درود شریف و سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی و قُلْ هُوَ اللّٰهُ وغیرہ جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب اُس کا نذر کرے، اس کے بعد بقیع شریف میں جو مزارات معروف ومشہور ہیں اُن کی زیارت کرے۔ تمام اہلِ بقیع میں افضل امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَّسُوْلِهٖ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ ۔ [3]

قبۂ حضرت سیدنا ابراہیم ابن سردارِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسی قبۂ شریف میں ان حضراتِ کرام کے بھی مزارات طیبہ ہیں، حضرت رقیہ (حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی) حضرت عثمان بن مظعون (یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں) عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص (یہ دونوں حضرات عشرۂ مبشرہ سے ہیں) عبداللہ بن مسعود (نہایت جلیل القدر صحابی خُلفائے اربعہ کے بعد سب سے اَفقہ) خنیس بن حذافہ سہمی واسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرے۔

---

1. ......تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ (عزوجل)! بقیع والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اور انھیں بخش دے۔۱۲

2. ......اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اور ہمارے والدین کو اور اُستادوں اور بھائیوں اور بہنوں اور ہماری اولاد اور پوتوں اور ساتھیوں اور دوستوں کو اور اُس کو جس کا ہم پر حق ہے اور جس نے ہمیں وصیت کی اور تمام مومنین ومومنات و مسلمین ومسلمات کو بخش دے۔۱۲

3. ......"المسلك المتقسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه و سلم)، ص ٥٢٠، وغیرہ.

اے امیر المومنین! آپ پر سلام اور اے خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ! آپ پر سلام، اے دو ہجرت کرنے والے! آپ پر سلام، اے غزوۂ تبوک کی نقد وجنس سے طیاری کرنے والے! آپ پر سلام، اللہ (عزوجل) آپ کو اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بدلا دے، آپ سے اور تمام صحابہ سے اللہ (عزوجل) راضی ہو۔۱۲

قبہ[3] حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسی قبہ میں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ و سر مبارک سیدنا امام حسین و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزاراتِ طیبات ہیں، ان پر سلام عرض کرے۔

قبہ[4] ازواج مطہرات حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مکہ معظّمہ میں اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سرف میں ہے۔ بقیہ تمام ازواج مکرّمات اسی قبہ میں ہیں۔

قبہ[5] حضرت عقیل بن ابی طالب اس میں سفیان بن حارث بن عبدالمطلب و عبداللہ بن جعفر طیار بھی ہیں او[6] اس کے قریب ایک قبہ ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین اولادیں ہیں۔ قبہ[7] صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی، قبہ[8] امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قبہ[9] نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ان حضرات کی زیارت سے فارغ ہوکر مالک بن سنان و ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اسماعیل بن جعفر صادق و محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سیّد الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہو۔

بقیع کی زیارت کس سے شروع ہو، اس میں اختلاف ہے بعض علما فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا کرے کہ یہ سب میں افضل ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرے اور بعض فرماتے ہیں کہ قبۂ سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا ہو اور قبہ صفیہ پر ختم کہ سب سے پہلے وہی ملتا ہے، تو بغیر سلام عرض کیے وہاں سے آگے نہ بڑھے اور یہی آسان بھی ہے۔[1]

(قبا شریف کی زیارت)

(۴۱) قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد شریف میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ترمذی میں مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''مسجد قبا میں نماز، عمرہ کی مانند ہے۔''[2] اور احادیث صحیحہ سے ثابت کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو قبا تشریف لے جاتے کبھی سوار، کبھی پیدل۔ اس مقام کی بزرگی میں اور بھی احادیث ہیں۔

---

1 ......"المسلك المتقسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ٥٢١.

2 ......"جامع الترمذي"، ابواب الصلاة، باب ماجاء في الصلاة في مسجد قباء، الحديث: ٣٢٤، ج١، ص٣٤٨.

(احد کی زیارت)

(۴۲) شہدائے اُحد شریف کی زیارت کرے۔ حدیث میں ہے، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں قبورِ شہدائے اُحد پر آتے اور یہ فرماتے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ". [1]

اور کوہ اُحد کی بھی زیارت کرے کہ صحیح حدیث میں فرمایا: ''کوہ اُحد ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اُسے محبوب رکھتے ہیں۔'' [2]

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جب تم حاضر ہو تو اُس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگرچہ ببول ہو۔'' [3]

بہتر یہ ہے کہ پنجشنبہ [4] کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور عبداللہ بن جحش و مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں ہے یہ دونوں حضرات یہیں مدفون ہیں۔ [5]

سید الشہدا کی پائیں جانب اور صحن مسجد میں جو قبر ہے، یہ دونوں شہدائے اُحد میں نہیں ہیں۔

(۴۳) مدینہ طیبہ کے وہ کوئیں جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا اور کسی کا پانی پیا اور کسی میں لعاب دہن ڈالا۔ اگر کوئی جاننے بتانے والا ملے تو اُن کی بھی زیارت کرے اور اُن سے وضو کرے اور پانی پیے۔

(۴۴) اگر چاہو تو مسجدِ نبوی میں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حاضر حضور ہوئے، آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے ایک دن بقیع وغیرہ زیارات کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ (عزوجل) کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لیے کھلا ہوا، اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ ؎

سر ایں جا، سجدہ ایں جا، بندگی ایں جا، قرار ایں جا

(۴۵) وقتِ رخصت مواجہہٴ انور میں حاضر ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور

---

1 ......"المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص٥٢٥.

2 ......"صحيح البخاری"، كتاب الجهاد، باب فضل الخدمة فی الغزو، الحديث:٢٨٨٩، ج٢، ص٢٧٨.

3 ......"المعجم الاوسط" للطبرانی، الحديث:١٩٠٥، ج١، ص٥١٦.

4 ......جمعرات۔

5 ......"لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص٥٢٥.

تمام آداب کہ کعبہ معظّمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی! ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب کر۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

تـــــــمـــــــت

اس کتاب کی تصنیف شب بستم ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ کو ختم ہوئی اور تھوڑے دنوں بعد امام اہلسنّت **اعلیٰ حضرت** قبلہ قدس سرہٗ الاقدس کو سُنا بھی دی تھی۔ فقیر جب حرمین طیبین روانہ ہوا اس رسالہ کو اپنے ساتھ رکھا تھا اور بمبئی کے ایک ہفتہ قیام میں مبیضہ کیا[1] مگر اس کی طبع میں موانع پیش آتے گئے، جن کی وجہ سے بہت تاخیر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ اب طبع ہوگیا۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع پہونچائے اور ان صاحبوں سے نہایت عجز کے ساتھ التجا ہے کہ اس فقیر کے لیے ایمان پر ثبات اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ ''**انور البشارہ**'' پورا اس میں شامل کر دیا ہے یعنی متفرق طور پر مضامین بلکہ عبارتیں داخل رسالہ ہیں کہ اولاً: تبرک مقصود ہے۔ دوم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہٰذا عبارت بھی نہ بدلی۔

فقیر ابوالعلا **محمد امجد علی اعظمی** عفی عنہ **۲۵ رمضان مبارک ۱۳۴۱ھ**

---

1 ......یعنی چھپنے کے لیے تیار کیا۔

حج و عمرہ کے اعمال کا نقشہ ایک نظر میں

ذیل کے نقشہ سے عمرہ، حج افراد، قران اور تمتع کے مناسک معلوم کیے جاسکتے ہیں، یہ وضاحت بھی کردی گئی ہے کہ ان میں سے شرط، رکن، واجب، سنت اور اختیاری کون کون سے مناسک ہیں۔
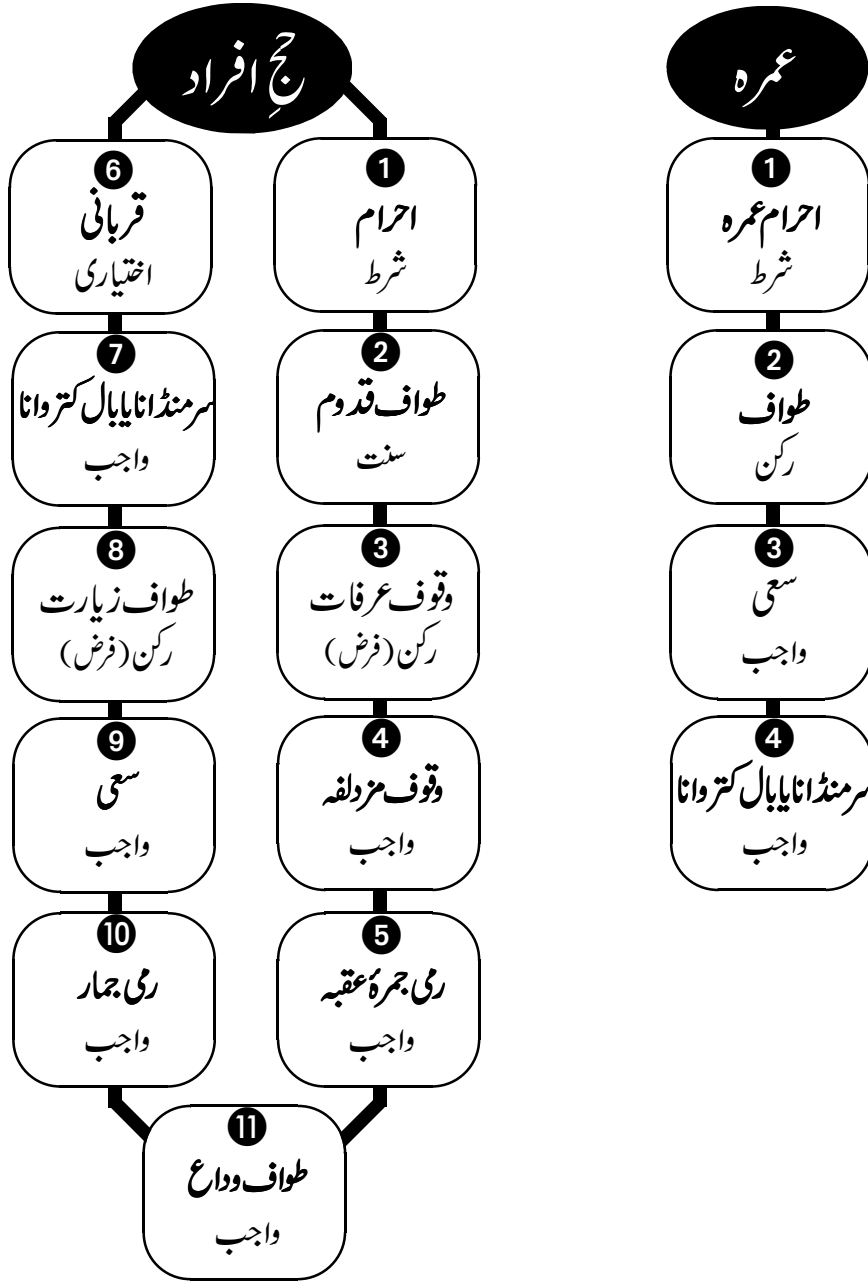
حجِ قِران
1 احرام حج وعمرہ
شرط
2 طواف عمرہ
رکن (فرض)
3 سعی عمرہ
واجب
4 طواف قدوم مع رمل
سنت
5 سعی
واجب
6 وقوف عرفات
رکن (فرض)
7 وقوف مزدلفہ
واجب
8 رمی جمرۂ عقبہ
واجب
9 قربانی
واجب
10 سر منڈانا یا بال کتروانا
واجب
11 طواف زیارت
رکن (فرض)
12 رمی جمار
واجب
13 طواف وداع
واجب
حجِ تمتع
(جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو)
1 احرام عمرہ
شرط
2 طواف عمرہ
رکن (فرض)
3 سعی عمرہ
واجب
4 سر منڈانا یا بال کتروانا
واجب
5 ۸ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا
شرط
6 وقوف عرفات
رکن (فرض)
7 وقوف مزدلفہ
واجب
8 رمی جمرۂ عقبہ
واجب
9 قربانی
واجب
10 سر منڈانا یا بال کتروانا
واجب
11 طواف زیارت
رکن (فرض)
12 سعی
واجب
13 رمی جمار
واجب
14 طواف وداع
واجب

پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے عموماً حج تمتع ہی کیا کرتے ہیں۔ ذیل کے نقشے میں نہایت اختصار سے اس کا طریقہ (جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو) گھر سے روانہ ہوکر اختتام حج تک پیش خدمت ہے۔
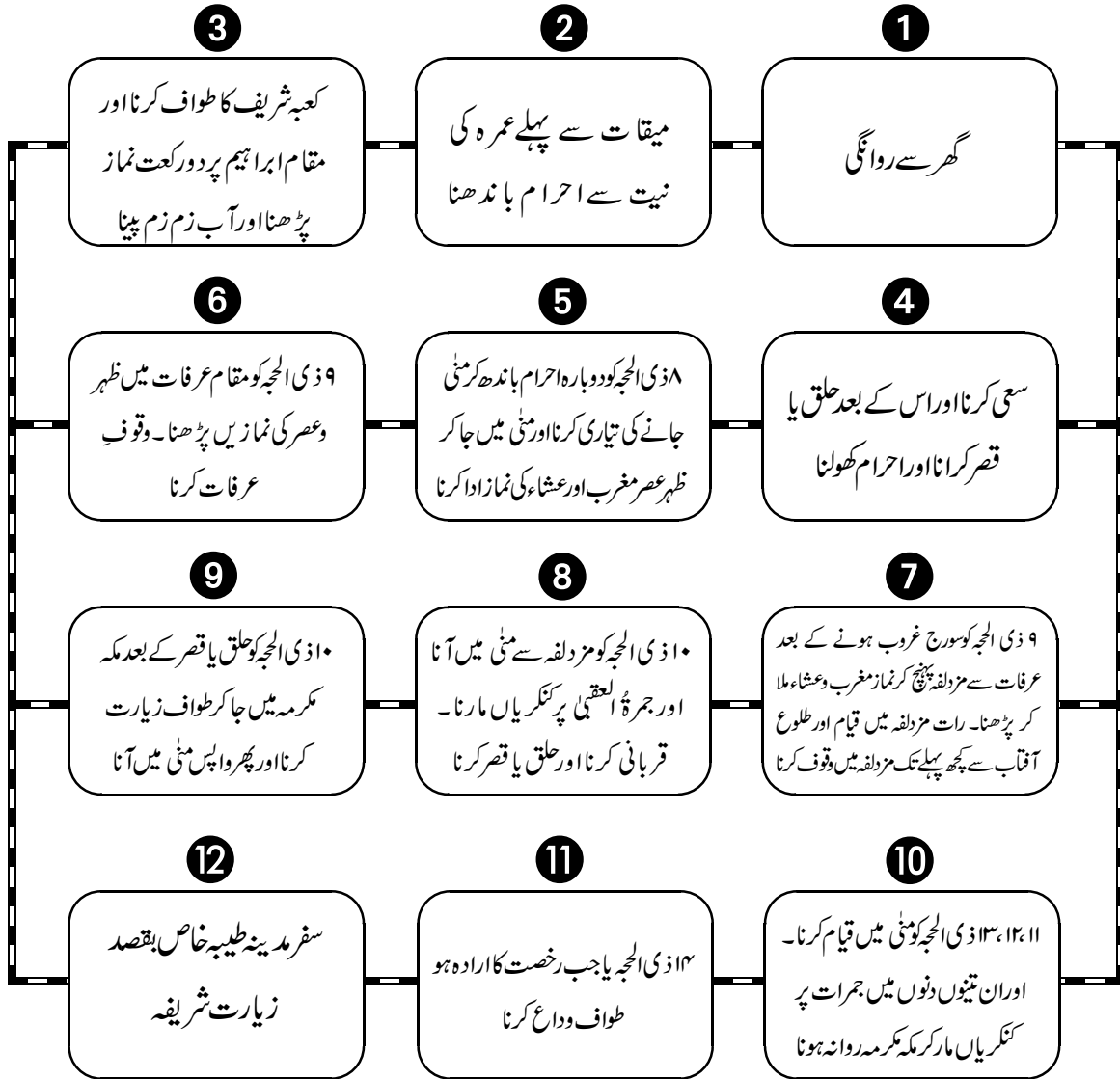
اعلیٰ حضرت، امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرّحمٰن تحریر فرماتے ہیں: علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت۔ ''لباب'' میں ہے: حج نفل میں مختار ہے اور فرض ہو تو پہلے حج مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیمِ زیارت لازم انتہی۔ یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی اور فقیر کو علامہ سبکی (رحمہ اللہ تعالٰی) کا یہ ارشاد بہت بھایا کہ: پہلے حج کرے تاکہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے۔

(فتاوی رضویہ ج۱۰ ص۷۹۸)

مآخذ ومراجع

نمبرشمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	
2	كنز الإيمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

كتب التفسير

نمبرشمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	جامع البيان فی تأويل القرآن	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	معالم التنزيل (تفسير البغوی)	امام ابومحمد الحسین بن مسعود فراء بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
3	مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفی ۶۰۶ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	الجامع لأحكام القرآن (تفسير القرطبی)	ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	دارالفکر العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	مدارك التنزيل وحقائق التأويل	امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
6	تفسير الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
7	تفسير القرآن العظيم(تفسير ابن كثير)	عماد الدین اِسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
8	أنوار التنزيل وأسرار التأويل	ناصر الدین عبداللہ ابوعمر بن محمد شیرازی بیضاوی متوفی ۷۹۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسير الجلالين	امام جلال الدین محلی متوفی ۸۶۳ھ وامام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
10	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
11	الإتقان في علوم القرآن	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۳ھ
12	حاشية شيخ زاده على البيضاوی	محیی الدین محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی حنفی متوفی ۹۵۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
13	تفسير روح البيان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
14	تفسير أبی السعود	علامہ ابوالسعود محمد بن مصطفیٰ عمادی متوفی ۹۸۲ھ	دارالفکر، بیروت
15	التفسيرات الأحمدية فی بيان الآيات الشرعية	شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بملاّ جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
16	الفتوحات الإلهية(حاشية الجمل على الجلالين)	علامہ شیخ سلیمان جمل متوفی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
17	حاشية الصاوی على الجلالين	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی متوفی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
18	روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
19	غرائب القرآن و رغائب الفرقان	علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، متوفی ۷۲۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
20	تفسير مظهری (مترجَم)	مؤلف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۸۱۰ھ مترجم: ادارہ ضیاء المصنفین	ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۱۴۲۳ھ

21	تفسیرنعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

كتب الحديث

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
1	الموطا	امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	المسند	امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
3	المصنف	امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
4	المصنف فی الأحادیث والآثار	حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
6	سنن الدارمي	امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتب العربی بیروت
7	نصب الراية	علامہ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف متوفی ۲۵۵ھ	پشاور
8	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	صحيح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی، عرب شریف ۱۴۱۹ھ
10	سنن ابن ماجه	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
11	سنن أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	مراسيل أبي داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دہلی الہند
13	سنن الدار قطني	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
14	سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
15	نوادر الأصول	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار صادر، بیروت
16	السنة	امام ابوبکر احمد بن عمرو متوفی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم ۱۴۲۴ھ
17	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابوبکر احمد عمرو بن عبدالخالق بزار متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
18	سنن النسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
19	عمل اليوم والليلة	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	مسند أبي يعلى	شیخ الاسلام ابویعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
21	صحيح ابن خزيمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
22	شرح معاني الآثار	امام احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
23	المسند الشاشي	ہیثم بن کلیب شاشی متوفی ۳۳۵ھ	بیروت
24	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
25	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
26	المعجم الأوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاءالتراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
27	المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
28	الکامل في ضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
29	المستدرك علی الصحیحین	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
30	حلیة الأولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
31	شعب الإیمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
32	البعث والنشور	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت
33	السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
34	إثبات عذاب القبر	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	بیروت
35	السنن الصغری	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دارالمعرفہ، بیروت
36	معرفة السنن والآثار	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
37	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
38	الفردوس بمأثور الخطاب	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
39	شرح السنة	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
40	الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری متوفی ۶۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
41	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
42	مشکاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
43	سنن الدارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۷۹۷ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۰۷ھ
44	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
45	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
46	عمدة القاری	امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	دارالحدیث، ملتان ۱۴۱۸ھ
47	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
48	إرشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
49	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
50	التیسیر	علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دارالحدیث، مصر
51	مرقاة المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
52	فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرءُوف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
53	أشعة اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ

54	كشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
55	حاشية سنن النسائی	علامہ وصی احمد محدِّث سورتی متوفی ۱۳۳۴ھ	باب المدینہ کراچی
56	مرآة المناجيح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
57	نزهةالقاری شرح صحيح البخاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

كتب العقائد

1	الفقه الأكبر	امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ	باب المدینہ کراچی
2	تمهيد أبی شكور	ابوشکور سالمی حنفی معاصر سید علی ہجویری علیہما الرحمہ	
3	العقائد النسفية	نجم الدین عمر بن محمد نسفی متوفی ۵۳۷ھ	باب المدینہ کراچی
4	شرح المواقف	قاضی عضد الدین عبدالرحمٰن ایجی متوفی ۷۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
5	شفاء السقام	امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی متوفی ۷۵۶ھ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۲۵ھ
6	شرح المقاصد	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
7	شرح العقائد النسفية	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
8	المسايرة	کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۹۰۶ھ	مطبعۃ السعادۃ بمصر
9	المسامرة شرح المسايرة	کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی شریف متوفی ۹۰۶ھ	مطبعۃ السعادۃ بمصر
10	حاشية عصام الدين على شرح العقائد	عصام الدین ابراہیم بن محمد متوفی ۹۴۳ھ	کانسی روڈ، کوئٹہ
11	اليواقيت والجواهر	عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
12	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
13	منح الروض الأزهر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی
14	شرح الفقه الأكبر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی
15	تكميل الإيمان	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
16	حاشية ولی الدين على حاشية مولانا عصام الدين على شرح العقائد	علامہ ولی الدین متوفی ۱۱۱۹ھ	کوئٹہ
17	تحفه اثنا عشریه	شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	باب المدینہ کراچی
18	النبراس	علامہ محمد عبدالعزیز فَرہاری متوفی ۱۲۳۹ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
19	شفاعتِ مصطفی ترجمه تحقيق الفتوى فی ابطال الطغوى	مصنف: امام حکمت وکلام علامہ محمد فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۲۷۸ھ مترجم: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری متوفی ۱۴۲۸ھ	الممتاز پبلی کیشنز لاہور ۱۴۲۱ھ
20	المعتقد المنتقد	علامہ فضل الرسول بدایونی متوفی ۱۲۸۹ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ

21	المعتمد المستند	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ
22	مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	
23	تجلي اليقين	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
24	الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
25	أنوار المنان في توحيد القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ
26	خالص الاعتقاد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
27	إنباء الحي	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
28	إزاحة العيب بسيف الغيب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
29	ثلج الصدر لإيمان القدر	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
30	منبه المنية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
31	الزلال الأنقى	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
32	صلاة الصفاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
33	الدولة المكية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	مؤسسۃ رضابمدینہ، لاہور ۱۴۲۲ھ
34	سبحان السبوح	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
35	حياة الموات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
36	اعتقاد الأحباب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
37	إسماع الأربعين	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
38	منية اللبيب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
39	قهرالديان على مرتدبقاديان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
40	الجراز الدياني على المرتد القادياني	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
41	السوء والعقاب على المسيح الكذاب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
42	الكوكبة الشهابية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
43	سل السيوف الهندية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
44	إنباء المصطفى بحال سر وأخفى	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
45	المبين ختم النبيين	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور
46	جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن، لاہور

47	تمهيد ايمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
48	حسام الحرمين	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
49	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

كتب الفقه

1	تحفة الفقهاء	علاء الدین سمرقندی متوفی ۵۳۹ ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
2	خلاصة الفتاوى	علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری، متوفی ۵۴۲ ھ	کوئٹہ
3	بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع	ملک العلماء امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ ھ
4	الفتاوى الخانية	قاضی حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ ھ	پشاور
5	التجنيس و المزيد	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ ھ	باب المدینہ، کراچی
6	الهداية	برہان الدین علی بن ابی بکر مَرغینانی متوفی ۵۹۳ ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت
7	فتح القدير	کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۶۸۱ ھ	کوئٹہ
8	منية المصلي	علامہ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری، متوفی ۷۰۵ ھ	ضیاء القرآن، لاہور
9	المدخل	علامہ محمد بن محمد، المشہور ابن الحاج، متوفی ۷۳۷ ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۵ ھ
10	شرح الوقاية	علامہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود، متوفی ۷۴۷ ھ	باب المدینہ کراچی
11	الفتاوى التاتارخانية	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی متوفی ۷۸۶ ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۶ ھ
12	الجوهرة النيرة	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ ھ	باب المدینہ کراچی
13	الجامع الوجيز(الفتاوى البزازيه)	حافظ الدین محمد بن محمد بن المعروف بابن بزار متوفی ۸۲۷ ھ	کوئٹہ ۱۴۰۳ ھ
14	فتاوى قارئ الهداية	علامہ سراج الدین عمر بن علی حنفی، متوفی ۸۲۹ ھ	دارالفرقان، بیروت
15	البناية فى شرح الهداية	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
16	الحلية	علامہ ابن امیر الحاج، متوفی ۸۷۹ ھ	مخطوطہ
17	درر الحكام شرح غرر الاحكام	علامہ قاضی شہیر ملّا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ ھ	باب المدینہ کراچی
18	الحاوي للفتاوى	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۲۰ ھ
19	فتاوى امام سراج الدين بلقينى	امام سراج الدین بلقینی	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۶ ھ
20	غنية المتملي	علامہ محمد ابراہیم بن حلبی، متوفی ۹۵۶ ھ	سہیل اکیڈمی، لاہور
21	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ ھ	، کوئٹہ ۱۴۲۰ ھ
22	فتاوى زينية	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ ھ	باب المدینہ کراچی
23	الميزان الكبرى	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ ھ	مصطفیٰ البابی، مصر

24	الفتاوی الحدیثیۃ	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	داراحیاءالتراث العربی، بیروت ۱۴۱۹ھ
25	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
26	النهر الفائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم، متوفی ۱۰۰۵ھ	کوئٹہ
27	لباب المناسك	شیخ رحمۃ اللہ سندی، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی، ۱۴۲۵ھ
28	المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط	ملاعلی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی، ۱۴۲۵ھ
29	حاشية الشلبيه	علامہ احمد بن محمد شلبی، متوفی ۱۰۲۱ھ	دارالکتب العلمیۃ، بیروت
30	نورالإيضاح و مراقي الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
31	نورالايضاح مع حاشية ضوء المصباح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
32	مجمع الأنهر	عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان کلیبولی متوفی ۱۰۷۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ
33	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاءالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
34	حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ، کراچی
35	حاشية الطحطاوی علی الدر المختار	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۴۱ھ	کوئٹہ
36	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
37	الفتاوی الهندية	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	دارالفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
38	الفتاوی الرضوية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
39	جد الممتار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
40	إعلام الأعلام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
41	احکام شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
42	رکن دین	علامہ مولانا محمد رکن الدین متوفی ۱۳۳۵ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
43	بهارشریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی
44	فتاوی امجدیه	علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی ۱۴۱۹ھ
45	همارا اسلام	مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی متوفی ۱۴۰۵ھ	فرید بک اسٹال لاہور
46	وقار الفتاوی	مولانا مفتی محمد وقارالدین متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقارالدین کراچی ۲۰۰۱م
47	فتاوی فقیه ملت	مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور ۲۰۰۵م
48	فتاوی فیض الرسول	مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور ۱۴۱۱ھ
49	نماز کے احکام	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
50	رفيق الحرمين	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

كتب أصول الفقه

1	التوضيح والتلويح	عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ	باب المدینہ کراچی
2	النامی شرح الحسامی	مولوی ابومحمد عبدالحق الحقانی بن محمد امیر	مدینۃ الاولیاء ملتان
3	الأشباه والنظائر	الشیخ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
4	نور الأنوار	علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف بملا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
5	فواتح الرحموت	علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ	باب المدینہ کراچی

كتب التصوف

1	كتاب الزهد	امام عبداللہ بن مبارک مروزی متوفی ۱۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
2	الرساله القشيرية	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
3	إحياء علوم الدين	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	دارصادر، بیروت ۲۰۰۰ء
4	عوارف المعارف	ابوحفص عمر بن محمد سہروردی شافعی متوفی ۶۳۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۶ھ
5	الفتوحات المكية	شیخ ابوعبداللہ محمد محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
6	بهجة الأسرار	ابوالحسن نورالدین علی بن یوسف شطنوفی متوفی ۷۱۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
7	الطبقات الكبرى	عبدالوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
8	سبع سنابل	میر عبدالواحد بلگرامی متوفی ۱۰۱۷ھ	مکتبہ قادریہ لاہور ۱۴۰۲ھ
9	مكتوبات إمام رباني	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی ۱۰۳۴ھ	مکتبۃ القدوس کوئٹہ
10	الحديقة الندية	عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۴۱ھ	پشاور
11	البريقة المحمودية على الطريقة المحمدية	ابوسعید محمد بن مصطفی نقشبندی حنفی متوفی ۱۱۷۶ھ	بیروت
12	جامع كرامات الأولياء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ

كتب السيرة

1	دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
2	الشفا بتعريف حقوق المصطفى	القاضی ابوالفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
3	أم القرى فى مدح خير الورى (قصيده همزيه)	امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری متوفی ۶۹۵ھ	حزب القادریہ، لاہور
4	البداية والنهاية	عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
5	أسد الغابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ

6	الخصائص الكبرى	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت
7	المواهب اللدنية	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
8	معارج النبوة	المعین الحاج محمد الفراہی المعروف بملا مسکین متوفی ۹۵۴ھ	
9	أفضل القرى شرح أم القرى	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	
10	الجوهر المنظم	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	مکتبہ قادریہ، لاہور
11	شرح الشفا	ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	مدارج النبوة	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۳ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء
13	نسيم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
14	فيوض الحرمين	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
15	حجة الله على العالمين	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند
16	جواهر البحار	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ

كتب الأعلام

1	صفة الصفوة	امام جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
2	معجم المؤلفين	عمر رضا کحالہ متوفی ۱۴۰۸ھ	مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۱۴ھ
3	أخبار الأخيار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۳ھ	خیر پور پاکستان
4	إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
5	الفوائد البهية	مولانا عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ	ادارۃ القرآن، کراچی ۱۴۱۹ھ
6	هدية العارفين	اسماعیل کمال پاشا متوفی ۱۳۳۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
7	الأعلام	خیر الدین زرکلی متوفی ۱۳۹۶ھ	دارالعلم للملایین، بیروت ۲۰۰۵ء
8	سير أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ

كتب اللغات

1	التعريفات للجرجاني	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی ۸۱۶ھ	دارالمنار للطباعۃ والنشر
2	القاموس المحيط	مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
3	معجم لغة الفقهاء	محمد رؤس، حامد صادق	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
4	فيروز اللغات	الحاج فیروز الدین	فیروز سنز ۲۰۰۵م
5	اُردو لغت	ادارہ ترقی اُردو بورڈ	ترقی اُردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء

6	فرہنگ آصفیہ	احمد دہلوی	سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء

کتب الشیعة

1	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپر لسان الملک متوفی ۲۹۷ھ	تہران
2	أصول کافی	ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ	دار الکتب الاسلامیہ، تہران
3	الروضة من الکافی (فروع کافی)	محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ	دار الکتب الاسلامیہ، تہران
4	احتجاج طبرسی	ابو منصور احمد بن علی طبرسی متوفی ۵۴۸ھ	نجف اشرف، طبع قدیم ۱۲۸۶ھ
5	مناقب آل أبی طالب	محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ	نجف (عراق)
6	شرح نهج البداية ابن أبی حدید	ابو الحامد عبد الحمید متوفی ۶۵۶ھ	بیروت ۱۳۷۵ھ
7	جلاء العیون	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	طبع قدیم، تہران ۱۳۹۸ھ
8	حق الیقین	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	کتب فروشے اسلامیہ، تہران
9	حیات القلوب	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	کتب فروشے اسلامیہ، تہران
10	رجال الکشی	محمد بن عمر کشی (القرن الرابع)	مؤسسہ الاعلمی، کربلا
11	تهذیب المتین فی تأریخ أمیر المؤمنین	مظہر حسین سہارن پوری	دہلی
12	نفس الرحمان فی فضائل سلمان	مرزا حسین بن محمد تقی طبرسی	ایران
13	أنوار نعمانیه	نعمت اللہ جزائری	تہران
14	حمله حیدری	مرزا محمد رفیع مشہدی	تہران
15	عمدة المطالب	جمال الدین احمد بن حسن	قم (ایران)
16	طراز المذهب مظفری	مرزا عباسی	
17	منتهی الإکمال	عباس قمی	تہران
18	مجالس المؤمنین	نور اللہ شوستری	تبریز، تہران
19	تفسیر مجمع البیان	ابو علی فضل بن حسن طبرسی	تہران
20	نتخب التواریخ	محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی	تہران ۱۳۴۱م
21	التفسیر الصافی	محمد بن مرتضی المعروف فیض کاشانی	تہران
22	مسند امام علی	حسن قبانچی	مؤسسة الاعلمی، بیروت ۱۴۲۱ھ

کتب القادیانی

1	إزاله أوهام	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	ریاض الہند، امرتسر

2	أنجام آتهم	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
3	دافع البلاء	مرزاغلام احمدقادیانیالمتوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
4	توضیح المرام	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	ریاض الہند،امرتسر
5	أربعین	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
6	معیار أهل الاصطفاء	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
7	کشتیٔ نوح	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
8	اعجاز احمدی	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
9	ضمیمه انجام آتهم	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاءالاسلام،قادیان
10	براهین احمدیه	مرزاغلام احمدقادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	سفیرہند پریس،امرتسر،پنجاب
11	روحانی خزائن	(مجموعۂ کتب ورسائل قادیانی)	زیرطبع،U.S.A

كتب الوهابية

1	حاشية شرح الصدور	محمد بن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ	مطبوعہ سعودیہ
2	رساله یك روزه	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	فاروقی کتب خانہ،ملتان
3	إيضاح الحق	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
4	تقوية الإيمان	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	میرمحمد کتب خانہ کراچی
5	صراط مستقیم	مرتب اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	مکتبہ سلفیہ،لاہور
6	تحذیر الناس	محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	دارالاشاعت،کراچی
7	فتاوی رشیدیه	رشیداحمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ	محمد علی کارخانہ اسلامی کتب ۲۰۰۱ء
8	براهین قاطعه	خلیل احمدانبیٹھوی سہارن پوری متوفی ۱۳۴۶ھ	دارالاشاعت کراچی 1987ء
9	حفظ الإيمان	اشرفعلی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
10	الدرر السنية فی الأجوبة النجدية	عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم عاص متوفی ۱۳۹۲ھ	مکتبۃ الکوثر،ریاض ۱۴۱۳ھ

الكتب المتفرقة

1	طوالع الأنوار	قاضی ناصرالدین عبداللہ بن ابی عمرو بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ	
2	حياة الحيوان الكبرٰى	کمال الدین محمد بن موسی دمیری متوفی ۸۰۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
3	تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	ضیاءالقرآن پبلی کیشنز
4	البدورالسافرة فی أمور الآخرة	ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ،بیروت ۱۴۲۵ھ

5	الحبائك في أخبار الملائك	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	
6	سبل الهدى والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
7	أحسن الوعاء	رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان بن علی رضا متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
8	الملفوظ (ملفوظات اعلی حضرت)	اعلی حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مشتاق بک کارنر، لاہور
9	مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء	اعلی حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
10	حدائق بخشش	اعلی حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، ۱۴۱۵ھ
11	ذيل المدعا لأحسن الوعاء	اعلی حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
12	تحفۂ جعفریه	محمد علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی	مکتبہ نوریہ حسینیہ، لاہور
13	عقائد جعفریه	محمد علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی	
14	تسهيل النحو	حافظ محمد خان نوری ابدالوی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
15	علم التجويد	قاری غلام رسول	مکتبہ قاسمیہ رضویہ کراچی
16	تحفه حسينيه	علامہ محمد اشرف سیالوی	ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۲۰۰۱ء

ثواب سے محرومی

طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ **اللہ** عزوجل کے **محبوب**، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے **فرمایا:**

کچھ لوگوں کو **جنت** کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔

پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو، جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے، کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے، لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور **ثواب** سے محروم کروں گا۔''

("المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ۱۹۹، ج۱۵، ص۸۵، و "مجمع الزوائد"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء، الحديث: ۱۷۶٤۹، ج۱۰، ص۳۷۷.)

مجلس المد ینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ233 کُتُب ورسائل مع عنقریب آنے والی14کُتُب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت }

اُردو کُتُب:

01......راہِ خدامیں خرچ کرنے کےفضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَۃِ الْجِیرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کےشرعی احکامات(کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم)(کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)(کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِیْدفِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ الْعِیْد)(کل صفحات:55)

05......والدین،زوجین اوراساتذہ کےحقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوق)(کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت(مکمل چارحصے)(کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)(کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ(تصورِشیخ)(اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ)(کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کاراز(حاشیہ وتشریح تدبیرفلاح ونجات واصلاح)(کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْھَارُ الْحَقِّ الْجَلِي)(کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)(کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ ھِلَال)(کل صفحات:63)

13......اولاد کےحقوق(مَشْعَلَۃُ الْاِرْشَاد)(کل صفحات 31)

14......ایمان کی پہچان(حاشیہ تمہیدِایمان)(کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَۃ(کل صفحات:46)

16......کنزالایمان مع خزائن العرفان(کل صفحات:1185)

عربی کُتُب:

17، 18، 19، 20، 21......جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار(المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات: 570، 672، 713، 650، 483)

22......اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی(کل صفحات:458)

23......کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم(کل صفحات:74) 24......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِیْنَۃ(کل صفحات:62)

25......اَلزَّمْزَمَۃُ الْقَمَرِیَّۃ(کل صفحات:93) 26......اَلْفَضْلُ الْمَوْھَبِی(کل صفحات:46)

27......تَمْھِیْدُ الْاِیْمَان(کل صفحات:77) 28......اَجْلَی الْاِعْلَام(کل صفحات:70)

29......اِقَامَۃُ الْقِیَامَۃ (کل صفحات:60)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......جدالممتار جلد ۵،۶،۷

{شعبہ تراجمِ کُتُب}

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُالْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) پہلی جلد (کل صفحات:896)

02......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُالْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) دوسری جلد (کل صفحات:625)

03......مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاھِرفِیْ حُکمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاھِر) (کل صفحات:112)

04......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْھِیْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْش) (کل صفحات:28)

05......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُالْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:142)

06......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِیْثِ الْقُدْسِیَّۃ) (کل صفحات:54)

07......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات:743)

08...... امامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی وصیتیں (وَصَایَااِمَامِ اَعْظَمعَلَیْہِ الرَّحْمَۃ) (کل صفحات:46)

00......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِرعَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر) (کل صفحات:853)

10......نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُبِالْمَعْرُوْف وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَر) (کل صفحات:98)

11......فیضانِ مزاراتِ اولیاء (کَشْفُ النُّوْرعَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

12......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْدوَقَصْرُالْاَمَل) (کل صفحات:85)

13......راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

14......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات:412)

15......عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

16......احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء) (کل صفحات:641)

17......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

18......اچھے برے عمل (رِسَالَۃُالْمُذَاکَرَۃ) (کل صفحات:122)

19......شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

20......حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:102)

21......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُالدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

22......آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:63)

23......شاہراہِ اولیا (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)

عنقریب آنے والی کُتُب

{شعبہ درسی کُتُب}

{شعبہ تخریج}

{شعبہ فیضانِ صحابہ}

05......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ(کل صفحات:132) 06......فیضانِ سعید بن زید(کل صفحات:32)

07......فیضانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ(کل صفحات:720)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......فیضانِ عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ

{ شعبہ اِصلاحی کُتُب }

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ کے حالات(کل صفحات:106) 02......تکبر(کل صفحات:97)

03......فرامین مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم(کل صفحات:87) 04......بدگمانی(کل صفحات:57)

05......قبر میں آنے والا دوست(کل صفحات:115) 06......نور کا کھلونا(کل صفحات:32)

07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں(کل صفحات:49) 08......فکرِ مدینہ(کل صفحات:164)

09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟(کل صفحات:32) 10......ریا کاری(کل صفحات:170)

11......قومِ جِنّات اور امیر اہلسنّت(کل صفحات:262) 12......عشر کے احکام(کل صفحات:48)

13......توبہ کی روایات وحکایات(کل صفحات:124) 14......فیضانِ زکوٰۃ(کل صفحات:150)

15......احادیث مبارکہ کے انوار(کل صفحات:66) 16......تربیتِ اولاد(کل صفحات:187)

17......کامیاب طالب علم کون؟(کل صفحات:63) 18......ٹی وی اور مُووی(کل صفحات:32)

19......طلاق کے آسان مسائل(کل صفحات:30) 20......مفتی دعوتِ اسلامی(کل صفحات:96)

21......فیضانِ چہل احادیث(کل صفحات:120) 22......شرح شجرہ قادریہ(کل صفحات:215)

23......نماز میں لقمہ دینے کے مسائل(کل صفحات:39) 24......خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ(کل صفحات:160)

25......تعارفِ امیر اہلسنّت(کل صفحات:100) 26......انفرادی کوشش(کل صفحات:200)

27......آیاتِ قرانی کے انوار(کل صفحات:62) 28......نیک بننے اور بنانے کے طریقے(کل صفحات:696)

29......فیضانِ احیاءالعلوم(کل صفحات:325) 30......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)

31......جنت کی دو چابیاں(کل صفحات:152) 32......کامیاب استاذ کون؟(کل صفحات:43)

33......تنگ دستی کے اسباب(کل صفحات:33) 34......حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات(کل صفحات:590)

35......حج وعمرہ کا مختصر طریقہ(کل صفحات:48) 36......جلد بازی کے نقصانات(کل صفحات:168)

37......قصیدہ بردہ سے روحانی علاج(کل صفحات:22)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......قسم کے احکام 02......حسد 03......فیضانِ اسلام

04......فیضانِ دعا(غار کے قیدی) 05......بخل

{شعبہ امیر اہلسنت}

01......سرکارصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام(کل صفحات:49)

02......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب(کل صفحات:48)

03......اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم)(کل صفحات:32)

04......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام(کل صفحات:33)

05......دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات(کل صفحات:24)

06......وضو کے بارے میں وسوسے اوران کا علاج(کل صفحات:48)

07......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط سوم(سنّت نکاح)(کل صفحات:86)

08...... آداب مرشدِ کامل(مکمل پانچ حصے)(کل صفحات: 275)

09......بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت(کل صفحات:48) 10......قبر کھل گئی(کل صفحات:48)

11......پانی کے بارے میں اہم معلومات(کل صفحات:48) 12...... گونگا مبلغ(کل صفحات:55)

13......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں(کل صفحات:220) 14......گمشدہ دولہا(کل صفحات:33)

15......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟(کل صفحات:33) 16......جنوں کی دنیا(کل صفحات:32)

17...... تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط(2)(کل صفحات:48) 18......غافل درزی(کل صفحات:36)

19......مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟(کل صفحات:33) 20......مردہ بول اٹھا(کل صفحات:32)

21......تذکرۂ امیر اہلسنّت قسط(1)(کل صفحات:49) 22......کفن کی سلامتی(کل صفحات:32)

23......تذکرۂ امیر اہلسنّت(قسط4)(کل صفحات:49) 24......میں حیادار کیسے بنی؟(کل صفحات: 32)

25......چل مدینہ کی سعادت مل گئی(کل صفحات:32) 26...... بدنصیب دولہا(کل صفحات:32)

27......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟(کل صفحات:32) 28...... بے قصور کی مدد(کل صفحات:32)

29......عطاری جن کا غسلِ میّت(کل صفحات:24) 30...... ہیروئنچی کی توبہ(کل صفحات:32)

31......نومسلم کی دردبھری داستان (کل صفحات:32) 32......مدینے کا مسافر (کل صفحات:32)

33......خوفناک دانتوں والا بچہ (کل صفحات:32) 34......فلمی اداکار کی توبہ (کل صفحات:32)

35......ساس بہو میں صلح کاراز (کل صفحات:32) 36......قبرستان کی چڑیل (کل صفحات:24)

37......فیضانِ امیرِ اہلسنّت (کل صفحات:101) 38......حیرت انگیز حادثہ (کل صفحات:32)

39......ماڈرن نوجوان کی توبہ (کل صفحات:32) 40......کرسچین کا قبولِ اسلام (کل صفحات:32)

41......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ (کل صفحات:33) 42......کرسچین مسلمان ہوگیا (کل صفحات:32)

43......میوزکل شو کا متوالا (کل صفحات:32) 44......نورانی چہرے والے بزرگ (کل صفحات:32)

45......آنکھوں کا تارا (کل صفحات:32) 46......ولی سے نسبت کی برکت (کل صفحات:32)

47......بابرکت روٹی (کل صفحات:32) 48......اغواشدہ بچوں کی واپسی (کل صفحات:32)

49......میں نیک کیسے بنا (کل صفحات:32) 50......شرابی،مؤذن کیسے بنا (کل صفحات:32)

51......بدکردار کی توبہ (کل صفحات:32) 52......خوش نصیبی کی کرنیں (کل صفحات:32)

53......ناکام عاشق (کل صفحات:32) 54......میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟ (کل صفحات:32)

55......چمکتی آنکھوں والے بزرگ (کل صفحات:32)

56......علم وحکمت کے 125 مدنی پھول (تذکرہ امیرِ اہلسنت قسط5) (کل صفحات:102)

57......حقوق العباد کی احتیاطیں (تذکرہ امیرِ اہلسنت قسط6) (کل صفحات:47)

58......نادان عاشق (کل صفحات:32) 59......سینما گھر کا شیدائی (کل صفحات:32)

60......گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب قسط پنجم (5) (کل صفحات:23)

61......ڈانسر نعت خوان بن گیا (کل صفحات:32) 62......گلوکا کیسے سدھرا؟ (کل صفحات:32)

63......نشے باز کی اصلاح کاراز (کل صفحات:32) 64......کالے بچھو کا خوف (کل صفحات:32)

65......بریک ڈانسر کیسے سدھرا؟ (کل صفحات:32) 66......عجیب الخلقت بچی (کل صفحات:32)

عنقریب آنے والی کُتُب

01......اجنبی کا تحفہ

02......جیل کا گویا

المدينة العلمية

کی تاریخی پیشکش

بہارِشریعت جلد اوّل (تخریج شدہ)

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ''تذکرہ صدرالشریعہ علیہ رحمۃ ربّ الورٰی'' میں لکھتے ہیں

(1)...... اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس کتاب (یعنی بہارِشریعت) کی برکات سے معلومات کا وہ اَنمول خزانہ ہاتھ آیا کہ میں آج تک اس کے گُن گاتا ہوں۔

(2)...... صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کا پاک و ہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ضخیم عربی کُتب میں پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو سِلکِ تحریر میں پرو کر ایک مقام پر جمع کردیا۔ انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزارہا مسائل کا بیان بہارِشریعت میں موجود ہے۔

(3)...... اس تصنیف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت نے بہارِشریعت کے دوسرے، تیسرے اور چوتھے حصّے کا مُطالَعہ فرما کر جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ پڑھنے کے قابل ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: الحمدللہ مسائلِ صَحیحہ رَجیحہ مُحقّقہ مُنقّحہ پر مشتمل پایا، آجکل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سَلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی و اغلاط کے مَصنوع و مُلمّع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اُٹھائیں۔''

اس جلد میں شامل موضوعات

حصہ اوّل (1)

عقائد متعلقہ ذات وصفات
عقائد متعلقہ نبوت
عصمت انبیاء، حضور کی تعظیم
ملائکہ کا بیان، جن کا بیان
عالم برزخ کا بیان
عذاب قبر کا بیان، حشر کا بیان
جنت کا بیان، دوزخ کا بیان
ایمان وکفر کا بیان
امامت کا بیان

حصہ دوم (2)

طہارت کا بیان
وضو کا بیان، غسل کا بیان
پانی کا بیان، تیمم کا بیان
موزوں پر مسح کرنے کا بیان
حیض کا بیان
نفاس کا بیان
استنجے کا بیان

حصہ سوم (3)

نماز کا بیان، اذان کا بیان
نماز کی شرطوں کا بیان
نماز پڑھنے کا طریقہ
قرآن مجید پڑھنے کا بیان
امامت کا بیان
نماز میں بے وضو ہونے کا بیان
مکروہات کا بیان
احکام مسجد کا بیان

حصہ چہارم (4)

وتر کا بیان، سنن ونوافل کا بیان
تراویح کا بیان، قضا نماز کا بیان
سجدۂ سہو کا بیان، نماز مریض کا بیان
سجدۂ تلاوت کا بیان، نماز وتلاوت کا بیان، نماز خوف کا بیان، موت آنے کا بیان، میت کے نہلانے کا بیان
کفن کا بیان، جنازہ لے چلنے کا بیان
قبر ودفن کا بیان تعزیت کا بیان
شہید کا بیان
کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان

حصہ پنجم (5)

زکوٰۃ کا بیان، عاشر کا بیان
کان اور دفینہ کا بیان
صدقہ فطر کا بیان
صدقات نفل کا بیان
روزہ کا بیان، چاند دیکھنے کا بیان
روزے کے مکروہات کا بیان
سحری وافطاری کا بیان
منت کے روزے کا بیان
اعتکاف کا بیان

حصہ ششم (6)

حج کا بیان، میقات کا بیان
احرام کا بیان، طواف کا بیان
طواف کا طریقہ ودعائیں
زمزم کی حاضری، صفا ومروہ کی سعی
سرمنڈوانا، بال کتروانا
عرفات میں ظہر وعصر کی نماز
مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء
حج کی قربانی، حج فوت ہونے کا بیان
حج بدل کا بیان
حاضری سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضان مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضان مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 244-4362145
- سکھر: فیضان مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضان مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزار طیبہ (سرگودھا): کاغذی بازار، مین روڈ۔ بالمقابل جامع مسجد حامد علی شاہ۔ 048-6007128

E-mail: maktaba@dawateislami.net
Website: www.dawateislami.net
E-mail: ilmia@dawateislami.net

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ کراچی، پاکستان

فون: 34921389-93/4126999 فیکس: 4125858